سلسلہ 1 احادیث صحیحہ

قرآن کریم کے بعد صحیح ترین احادیث کی پہلی اردو شرح

جواہر الایمان

شرح

اللؤلؤ والمرجان

فیما اتفق علیہ الشیخان (لمحمد فؤاد عبد الباقی)

تشریح وتخریج

حافظ عمران ایوب لاہوری

ترجمہ: مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ
حافظ عمران ایوب لاہوری

از افادات: حافظ احمد بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ
حافظ یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ

FIQHULHADITH PUBLICATIONS

قرآن کریم کے بعد صحیح ترین احادیث کی پہلی اردو شرح
بخاری ومسلم
سے ماخوذ
قیمتی ہیرے
اور جواہرات
جواہر الایمان
شرح
اللؤلؤ والمرجان

تفہیم کتاب و سنت کا تحقیقی و طباعتی ادارہ

نام کتاب

جواہر الایمان
شرح
اللؤلؤ والمرجان

تشریح وتخریج	حافظ عمران ایوب لاهوری حفظہ اللہ
ترجمہ	مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ - حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ
از افادات	حافظ احمد بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ - حافظ یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ
تاریخ اشاعت	جولائی ۲۰۰۹ء
ناشر	فقہ الحدیث پبلیکیشنز لاہور پاکستان
ڈسٹری بیوٹر	نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

FIQH-UL-HADITH PUBLICATIONS
Lahore-Pakistan Mob. 0300-4206199
E-mail: editor@fiqhulhadith.com, Website: www.fiqhulhadith.com

قرآن کریم کے بعد صحیح ترین احادیث کی پہلی اردو شرح

جواہر الایمان

شرح

اللؤلؤ والمرجان

فیما اتفق علیہ الشیخان (للفؤاد عبد الباقی)

تشریح وتخریج

حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

از افادات: حافظ احمد بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ
حافظ یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ

فقہ الحدیث پبلیکیشنز لاہور پاکستان
تفہیم کتاب و سنت کا تحقیقی وطباعتی ادارہ
0300-4206199
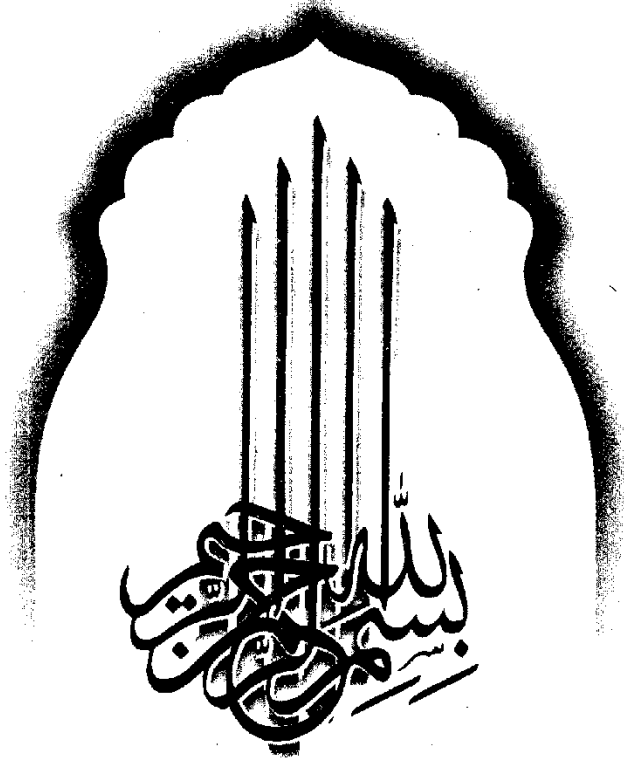
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

زیرِ نظر کتاب کی قدر و قیمت

اس کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ محدث و امام حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ نے صحیح حدیث کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

- اعلیٰ ترین درجہ کی صحیح حدیث وہ ہے جسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ دونوں نے روایت کیا ہو۔
- پھر اس حدیث کا درجہ ہے جسے صرف بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہو۔
- اس کے بعد وہ حدیث ہے جسے صرف مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہو۔
- پھر وہ حدیث جو بخاری و مسلم رحمہما اللہ دونوں کی شرائط کے مطابق ہو۔
- پھر وہ جو صرف بخاری رحمہ اللہ کی شرائط کے مطابق ہو۔
- پھر وہ جو صرف مسلم رحمہ اللہ کی شرائط کے مطابق ہو۔
- پھر وہ حدیث ہے جو بخاری و مسلم رحمہما اللہ کے علاوہ دوسرے محدثین کے نزدیک صحیح ہو۔[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی صحیح ترین حدیث اسی کو کہا ہے جسے امام ابن صلاح رحمہ اللہ نے کہا ہے۔[2]

حافظ عراقی رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے کہ سب سے صحیح حدیث وہ ہے جسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ دونوں نے روایت کیا ہو اور اسی کو محدثین متفق علیہ (جس پر اتفاق ہے یعنی بخاری و مسلم کا اتفاق) سے تعبیر کرتے ہیں۔[3]

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث اسی کو شمار کیا ہے۔[4]

علاوہ ازیں علامہ سراج الدین[5]، شریف جرجانی[6]، امام صنعانی رحمہم اللہ[7] اور دیگر علما و محدثین بھی اسی کے قائل ہیں کہ اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث وہ ہے جس پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔

معلوم ہوا کہ سب سے صحیح حدیث وہ ہے جو بخاری و مسلم رحمہما اللہ دونوں نے روایت کی ہو اور اس کتاب میں یہی صحیح ترین احادیث ہی یکجا کی گئی ہیں، یوں اس کتاب کی احادیث قرآن کریم کے بعد سب سے صحیح احادیث ہیں۔

---

[1] [مقدمة ابن الصلاح (ص: ١٠)]
[2] [النكت على كتاب ابن الصلاح (١/ ٣٦٣)]
[3] [شرح التبصرة والتذكرة (ص: ٤٣)]
[4] [شرح نخبة الفكر للقارى (ص: ٢٨٨)]
[5] [المقنع فى علوم الحديث (ص: ٧٥)]
[6] [المختصر فى اصول الحديث (ص: ١)]
[7] [توضيح الافكار (١/ ٤٨)]

اللؤلؤ والمرجان کے اس ایڈیشن کی چند نمایاں خصوصیات حسب ذیل ہیں:

- مولانا داؤد راز رحمہ اللہ کے ترجمہ میں مناسب تبدیلیاں کی گئی ہیں۔
- ترجمہ کے بعض قدیم الفاظ کو جدید قالب میں ڈھالا گیا ہے۔
- تمام احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔
- عربی متن میں موجود فرامینِ نبویہ کو ان بریکٹوں (( )) کے ذریعے نمایاں کیا گیا ہے۔
- **لغوی توضیح** کے عنوان کے تحت احادیث کے مشکل الفاظ کی وضاحت کی گئی ہے، جو معتبر کتب لغت (جیسے لسان العرب، النهاية اور القاموس وغیرہ) سے ماخوذ ہے۔
- **فهم الحديث** کے عنوان کے تحت احادیث میں موجود مسائل واحکام اور فوائد ذکر کیے گئے ہیں۔
- شرح کے لیے زیادہ تر فتح الباری اور شرح النووی کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔
- تشریح وتوضیح کے دوران جہاں کہیں آیات واحادیث ذکر کی گئی ہیں ان کی تخریج بھی کی گئی ہے۔
- شرح میں زیادہ تر صحیح بخاری وصحیح مسلم کی احادیث ہی نقل کی گئی ہیں۔
- جہاں کہیں حسب ضرورت صحیحین کے علاوہ دیگر کتب کی احادیث نقل کی گئی ہیں وہاں ان پر شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق صحت وضعف کا حکم بھی لگایا گیا ہے۔
- ہر مقام پر تعصب سے بالاتر ہو کر کسی خاص فقہی مکتبہ فکر کے بجائے محض دین اسلام کی ترجمانی کی گئی ہے۔

اس کوشش کے باوجود اگر قارئین کہیں کوئی سقم یا نقص دیکھیں تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اسے جلد از جلد دور کیا جا سکے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اہل اسلام کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے۔ (آمین یا رب العالمین!)

خادمِ اسلام
حافظ عمران ایوب لاہوری

25 جون 2009ء ، 1 رجب 1430ھ
فون: 0300-4206199
ای میل: hfzimran_ayub@yahoo.com
ویب سائٹ: www.fiqhulhadith.com

شارح کا مختصر تعارف

نام	حافظ عمران ایوب
تاریخ پیدائش	31/01/1979 [لاہور]

دینی تعلیم

1990-92	حفظ القرآن
1992-93	تجوید وقراءت، ترجمہ قرآن۔
1993-99	درس نظامی + وفاق المدارس [الشهادة العالمية ۔ ممتاز درجہ]

عصری تعلیم

1996	میٹرک [فرسٹ ڈویژن]
1999	ایف۔اے [فرسٹ ڈویژن]
2001	بی۔اے [اے گریڈ، پنجاب یونیورسٹی]
2004	ایم۔اے [اسلامیات، اے گریڈ، پنجاب یونیورسٹی]
2008	ایم۔فل [اسلامیات، فرسٹ ڈویژن، پنجاب یونیورسٹی]

تدریسی وتحقیقی ذمہ داریاں

2000-04	جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ مریدکے، لاہور۔
2004-05	دار الاندلس، لاہور۔
2005-06	اسلامک ریسرچ کونسل، ماہنامہ محدث، لاہور۔
2008-09	النور سائنس اکیڈمی، منصورہ، لاہور۔

تصنیف وتالیف

30 کے قریب تحقیقی مضامین [القلم، محدث، اعتصام، اخوۃ، الدعوۃ وغیرہ میں شائع ہو چکے ہیں۔]

30 کے قریب کتابیں شائع ہو چکی ہیں [مزید زیر طبع وزیر تالیف ہیں۔]

دعوتی واصلاحی خدمات

اشاعتِ اسلام کے لیے گامزن ادارہ فقہ الحدیث پبلیکیشنز کی نظامت۔

دینی وتحقیقی مواد پر مشتمل ویب سائٹ www.fiqhulhadith.com کی ادارت۔

شارح کی دیگر تالیفات وتراجم

فقہ الحدیث سیریز

اس سیریز میں زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق مکمل دینی رہنمائی یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تمام احادیث کی تخریج کی گئی ہے اور ہر حدیث پر شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق لگائی گئی ہے۔

اس سیریز کی ابھی تک 12 کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں اور باقی زیر تالیف ہیں۔

1. ایمان کی کتاب
2. سنت کی کتاب
3. طہارت کی کتاب
4. نماز کی کتاب
5. زکوۃ کی کتاب
6. روزوں کی کتاب
7. حج وعمرہ کی کتاب
8. جنازے کی کتاب
9. نکاح کی کتاب
10. طلاق کی کتاب
11. اولاد اور والدین کی کتاب
12. دعاؤں کی کتاب

احادیث ضعیفہ سیریز

اس سیریز میں معاشرے میں مشہور ضعیف ومن گھڑت روایات ائمہ سلف کی تحقیقات کی روشنی میں جمع کی گئی ہیں۔ اس کے پانچ حصے شائع ہو چکے ہیں اور ایک زیر تالیف ہے۔

1. 100 مشہور ضعیف احادیث
2. 200 مشہور ضعیف احادیث
3. 300 مشہور ضعیف احادیث
4. 400 مشہور ضعیف احادیث
5. 500 مشہور ضعیف احادیث
6. 600 مشہور ضعیف احادیث (زیر تالیف)

تفہیم حدیث سیریز

اس سیریز میں ذخیرۂ حدیث کی قیمتی کتب کا ترجمہ وتشریح اور تحقیق وتخریج کی گئی ہے۔ اس کی ابھی تک دو کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور مزید کچھ زیر تالیف ہیں۔

1. جواھر الایمان شرح اللؤلؤ والمرجان
2. فقہ الاسلام شرح بلوغ المرام

متفرق تحقیقی کتب

درج بالا سیریز کے علاوہ شارح کی چند دیگر تالیفات، تراجم وتحقیقات حسب ذیل ہیں:

1. فقہ الحدیث (تالیف)
2. تفسیر ابن کثیر (تحقیق وتخریج)
3. قصص الانبیاء (ترجمہ، فوائد، تحقیق وتخریج)
4. موطا امام مالک (تحقیق وتخریج)
5. فتاوی نکاح وطلاق (ترتیب وتحقیق وتخریج)
6. مشکلات سے نجات کی دعائیں (تالیف)
7. جنت کی کنجیاں (ترجمہ، فوائد وتخریج)
8. پانچ اہم دینی مسائل (تالیف)
9. مسنون عمرہ (تالیف)
10. فتنہ دجال اور اس سے نجات کا راستہ (تالیف)
11. احادیث قدسیہ (فوائد وتخریج)
12. اسلام کا نظام عفت وعصمت (تحقیق وتخریج)

صحیح بخاری

(مختصر تعارف)

تالیف ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری۔[ولادت: 194ھ (بخارا)، وفات: 256ھ (سمرقند)]

مکمل نام الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ وسننه وأيامه ۔ ایک روایت میں یہ نام مذکور ہے الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه ۔

تعداد احادیث موصول مرفوع روایات کی تعداد مع مکررات 7397 اور مکررات کے بغیر 2602 ہے (جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے) البتہ بین الاقوامی نمبرنگ کے مطابق مکررات سمیت 7563 تعداد ہے۔ امام بخاریؒ نے 6 لاکھ احادیث میں سے 16 سال کے عرصہ میں ان روایات کا انتخاب فرمایا اور انہیں ترتیب دیا)۔

خصوصیات ❶ اس کتاب کو حدیث کی صحیح ترین کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ❷ اس کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ ❸ اس کے تراجم ابواب میں امام بخاریؒ نے بہت سارے فقہی مسائل بیان کیے ہیں۔ ❹ یہ جامع کتاب ہے یعنی اس میں تقریباً زندگی کے ہر شعبہ (مثلاً عقائد، احکام، سیر، تفسیر، فتن، مغازی اور مناقب وغیرہ) سے متعلق احادیث یکجا کی گئی ہیں۔

صحیح مسلم

(مختصر تعارف)

تالیف ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری، نیشاپوری۔[ولادت: 204ھ (نیشاپور)، وفات: 261ھ (نیشاپور)]

تعداد احادیث 3033 (محمد فؤاد عبدالباقی کی نمبرنگ کے مطابق) اور مکررات سمیت 7563 (بین الاقوامی نمبرنگ کے مطابق) علاوہ ازیں مکررات کے بغیر 4000 اور مکررات سمیت 7275 بھی تعداد بتائی جاتی ہے۔

خصوصیات ❶ اس کتاب کو حدیث کی دوسری صحیح ترین کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ❷ اس کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ ❸ اس میں قریب المعنی اور ملتی جلتی احادیث کو ایک ہی مقام پر یکجا کیا گیا ہے۔ ❹ نیز ملتی جلتی روایات کے مختلف طرق و اسانید اور ان کے الفاظ کے فرق و اختلاف کو بھی نہایت ترتیب و احتیاط سے بیان کیا گیا ہے۔

اِنتباہ مِنْجانب مُرتّب

- میں نے (اللؤلؤ والمرجان کی ترتیب کے لیے) صحیح مسلم کی ترتیب کو پسند کیا ہے اور اس کی ترتیب صحیح مسلم کے مطابق رکھی ہے۔ تمام ابواب وکتب کے نام اور عنوان بھی صحیح مسلم سے ہی ماخوذ ہیں اور نمبر شمار بھی وہی ہے اور بخاری میں سے حدیث کا وہ متن لیا ہے جو مسلم کے متن سے زیادہ سے زیادہ موافقت ومطابقت رکھتا ہو۔
- میں نے ہر حدیث کو درج کرنے کے بعد بخاری میں اس کا جائے وقوع، کتاب وباب اور نمبر شمار بھی بیان کر دیا ہے۔
- لہٰذا اب آپ کے سامنے ایک ایسی کتاب ہے جس میں وہ تمام احادیث جمع کر دی گئی ہیں جو صحت کے اعتبار سے نہایت اعلیٰ درجہ کی ہیں، ان کی حفاظت کیجئے، انہیں حرزِ جاں بنائیے اور ان پر عمل کیجئے۔

((رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ))

علامہ محمد فؤاد عبد الباقی

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر

فہرست

[2] كتاب الطهارة
طہارت کے مسائل

[3] كتاب الحيض
حیض کے مسائل

[4] کتاب الصلاۃ
نماز کے مسائل

[7] كِتَابُ الْجُمُعَةِ
جمعہ کے مسائل

[8] كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ
نماز عیدین کے مسائل

[9] كِتَابُ صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ
نماز استسقاء کے مسائل

[10] كتاب صلاة الكسوف
نمازِ کسوف کے مسائل

[11] كتاب الجنائز
جنازے کے مسائل

[12] كتاب الزكاة
زکوۃ کے مسائل

[13] كتاب الصيام
روزوں کے مسائل

[۱۴] كتاب الاعتكاف
اعتکاف کے مسائل

[15] كتاب الحج
حج کے مسائل

[16] کتاب النکاح
نکاح کے مسائل

[17] کتاب الرضاع
رضاعت کے مسائل

[18] كتاب الطلاق
طلاق کے مسائل

[19] كتاب اللعان
لعان کے مسائل

[20] كتاب العتق
غلام آزاد کرنے کے مسائل

[21] كتاب البيوع
خرید و فروخت کے مسائل

[22] كتاب المساقاة
آبپاشی کے مسائل

[28] کتاب القسامۃ
قسامت کے مسائل

[29] کتاب الحدود
حدود کے مسائل

[30] کتاب الاقضیۃ
فیصلوں کے مسائل

[31] کتاب اللقطۃ
گری پڑی چیز اٹھانے کے مسائل

[32] کتاب الجہاد
جہاد کے مسائل

[33] كتاب الامارة
امارت کے مسائل

[38] كتاب الآداب
آداب کا بیان

[39] كتاب السلام
سلام کے مسائل

[44] کتاب فضائل الصحابة
صحابہ کے فضائل کا بیان

[45] كتاب البر والصلة والآداب
حسن سلوک، صلہ رحمی اور دوسرے آداب معاشرت

[46] كتاب القدر
تقدیر کا بیان

[47] كتاب العلم
علم کا بیان

[48] كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار
ذکر، دعا، توبہ اور استغفار کا بیان

[49] كتاب التوبة
توبہ کا بیان

[50] كتاب صفات المنافقين وأحكامهم
منافقین کی صفات اور احکام کا بیان

[51] كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها
جنت، اس کی نعمتیں اور اہل جنت کے اوصاف

[52] كتاب الفتن وأشراط الساعة
فتنوں اور علامات قیامت کا بیان

[53] كتاب الزهد والرقائق

زہد اور دل کو نرم کرنے والی باتوں کا بیان

[54] كتاب التفسير

تفسیر کا بیان

(1) باب تغليظ الكذب على رسول الله

رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کی سختی کا بیان

١۔ حدیث عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((لَا تَكْذِبُوْا عَلَیَّ فَاِنَّهٗ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ فَلْیَلِجِ النَّارَ))۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھ پر جھوٹ نہ باندھو یقیناً جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ آگ میں داخل ہوگا۔

لغوی توضیح فَلْيَلِجْ باب وَلَجَ يَلِجُ سے امر غائب کا صیغہ ہے، معنی ہے پس چاہیے کہ وہ داخل ہو۔

٢۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّهٗ لَيَمْنَعُنِیْ اَنْ اُحَدِّثَكُمْ حَدِیْثًا كَثِیْرًا اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ ((مَنْ تَعَمَّدَ عَلَیَّ كَذِبًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بکثرت روایات بیان کرنے سے اس حدیث نے روکا ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ بنالے۔

لغوی توضیح فَلْيَتَبَوَّأْ باب تَبَوَّاَ يَتَبَوَّاُ سے امر غائب کا صیغہ ہے، معنی ہے اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ بنالے۔

٣۔ حدیث اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((وَمَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا 'جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔

٤۔ حدیث الْمُغِیْرَةِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ:((اِنَّ كَذِبًا عَلَیَّ لَیْسَ كَكَذِبٍ عَلٰی اَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ))۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ پر جھوٹ بولنا کسی اور پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے (بلکہ) جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

فهم الحديث ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ پر جھوٹ باندھنا کبیرہ گناہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ خبروں کی تحقیق و تفتیش کا حکم دیا کرتے تھے اور خبر دینے والے کی ثقاہت وصداقت کے اہتمام کی ترغیب دلاتے تھے۔ واضح رہے کہ اس

١۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 38 باب إثم من کذب علی النبی (106) مسلم (1) ترمذی (2660)۔

٢۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 38 باب إثم من کذب علی النبی' مسلم (2) ابن ابی شیبة (8/ 759)۔

٣۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 38 باب إثم من کذب علی النبی (110) مسلم (3) ابن حبان (28)۔

٤۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 34 باب ما یکرہ من النیاحة (1291) مسلم (4) ترمذی (1000)۔

حکم کی اصل بنیاد قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ [الحجرات : ٦] "اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس فاسق شخص کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو۔" نیز نبی ﷺ نے جہاں خبروں کی تحقیق کی ترغیب دلائی وہاں اس کا سبب بھی یوں بیان کیا کہ عنقریب کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جھوٹی روایات گھڑ کے ان کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ (1) لہٰذا ہمیں چاہیے کہ قبولِ حدیث کے سلسلے میں تحقیق کا رویہ اپنائیں، تاکہ ہم صحیح و ثابت فرامینِ نبویہ پر عمل پیرا ہو سکیں اور جھوٹی و من گھڑت روایات سے بچ سکیں۔ یاد رہے کہ معاشرے میں مشہور ضعیف و من گھڑت روایات کی پہچان اور ان کی مکمل تحقیق کے لیے ہماری احادیث ضعیفہ سیریز کی کتب (١٠٠ مشہور ضعیف احادیث، ٢٠٠ مشہور......) بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہیں، جن میں تقریباً وہ تمام ضعیف و من گھڑت روایات یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو کم علم خطباء و واعظین کے بیان کی وجہ سے لوگوں میں مشہور ہو چکی ہیں۔

[1] كِتَابُ الْاِيْمَانُ
ایمان کے مسائل

(1) باب الايمان ماهو وبيان خصاله

٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قال كان النبيُّ ﷺ بارزًا يومًا لِلنَّاسِ فأتاه رَجلٌ فقال: مَا الْإِيْمَانُ؟ قال: ((الْإِيْمَانُ أَنْ تُؤمِنَ بالله وَمَلَائِكَتِهِ وَبِلِقَائِهِ وَبِرُسُلِهِ وتؤمنَ بِالْبَعْثِ)) قَالَ: مَا الْإِسْلَامُ؟ قال: ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ الله ولا تشركَ بِهِ وَ تقيمَ الصلاة وتؤدِّيَ الزكاةَ المفروضةَ وتصومَ رمضانَ)) قَالَ: مَا الْإِحْسان؟ قال: ((أَن تعبدَ الله كأنَّكَ تراهُ، فإنْ لَمْ تَكُنْ تَراهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ: مَتى السَّاعَةُ؟ قالَ: ((مَا الْمَسْئُولُ عَنها بأعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وسأُخبرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا

ایمان کی تعریف اور اس کی امتیازی خصوصیات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن آنحضرت ﷺ لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پاک کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں کے وجود پر اور اس (اللہ) کی ملاقات کے برحق ہونے پر اور اس کے رسولوں کے برحق ہونے پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لاؤ۔ پھر اس نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے پھر جواب دیا کہ اسلام یہ ہے کہ تم خالص اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ فرض ادا کرو رمضان کے روزے رکھو۔ پھر اس نے احسان کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا احسان یہ کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس

٥۔ البخاري في: 2 كتاب الإيمان: 37 باب سؤال جبريل النبي عن الإيمان والإسلام (50) مسلم (9)۔

(1) [مسلم (7) مقدمة باب النهي عن الرواية عن الضعفاء والاحتياط في تحملها]

وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْإِبِلِ الْبَهْمُ فِي الْبُنْيَانِ ، فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ)) ثم تَلا النبيُّ ﷺ ۔ ﴿ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ﴾ ۔ الآية [لقمان : ٣٤] : ثُمَّ أَدْبَرَ ۔ فَقَالَ : ((رُدُّوْهُ)) فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا ۔ فقال : ((هٰذَا جِبْرِيْلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِيْنَهُمْ)) ۔

نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا (البتہ) میں اس کی نشانیاں بتا سکتا ہوں ۔ وہ یہ ہیں کہ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی اور جب سیاہ اونٹوں کے چرانے والے (دیہاتی لوگ ترقی کرتے کرتے) مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے سے ترقی لے جانے کی کوشش کریں گے (یاد رکھو) قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔ پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”سمجھ رکھو کہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے جانتا ہے، کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا ۔ یاد رکھو اللہ پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے ۔“ پھر وہ پوچھنے والا پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے واپس بلا کر لاؤ ۔ لوگ دوڑ پڑے مگر وہ کہیں نظر نہیں آیا ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے ۔

لغوی توضیح بَارِزًا کا معنی ہے ظاہر ۔ رَبَّهَا اپنا مالک ۔ رُعَاة جمع ہے رَاعِي کی، معنی ہے چرواہے ۔

فھم الحدیث اس حدیث میں ایمان، اسلام اور احسان کا ذکر ہوا ہے ۔ درحقیقت ایمان تمام ظاہری و باطنی طاعات کا نام ہے ۔ باطنی اطاعت جیسے اعمالِ قلب یعنی دل کی تصدیق اور اقرار، ظاہری جیسے بدن کے تمام افعال خواہ واجبات ہوں یا مستحبات ۔ بالفاظ دیگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایمان میں قول کے ساتھ ساتھ اعضاء کا عمل بھی شامل ہے، یہ ایمان کا لازمی جز ہے اور اس کے بغیر ایمان کفایت نہیں کرتا ۔ لہٰذا ائمہ سلف اور اہل السنہ والجماعہ کے نزدیک ایمان میں متفقہ طور پر تین اُمور شامل ہیں: دل کا اعتقاد، زبان کا اقرار اور اعضاء کا عمل ۔[1] عمل بھی ایمان میں شامل ہے اس کے بہت سے دلائل ہیں، اختصار کے پیش نظر صرف ایک دلیل ملاحظہ فرمایئے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ ﴾ [البقرة: ١٤٣] ”اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا۔“ اس آیت میں ایمان سے مراد مسلمانوں کی وہ نمازیں ہیں جو انہوں نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی تھیں اور پھر تحویل قبلہ کا حکم آ گیا ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان قرار دیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ نماز اور دیگر اعمال کی پابندی کے

---

[1] [ملخص از ، الايمان حقيقته ، خوارمه ، نواقضه عند أهل السنة والجماعة (ص : 11-14) كتاب اصول الايمان في ضوء الكتاب والسنة (1/ 340)]

بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں۔[1] امام احمد، امام اوزاعی، امام ابوزرعہ، امام طبری، امام ابن عبدالبر، امام نووی، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، ابن رجب حنبلی، نواب صدیق حسن خان، شیخ عبدالرحمٰن سعدی، شیخ ابن جبرین، شیخ ابن باز، شیخ البانی رحمہم اللہ اور سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ ایمان میں عمل شامل ہے۔[2]

ایمان کے متعلق ایک اور ضروری مسئلہ یہ ہے کہ ایمان میں حسب اعمال کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اعمالِ صالحہ بجالانے سے مزید نیکیوں کا شوق اور اللہ کی طرف رغبت کا بڑھنا ایمان میں اضافے کی، جبکہ اعمالِ سیئہ کے ارتکاب کے بعد برائیوں میں دھنستے چلے جانا اور گناہوں کا آسان سے آسان تر ہوتے چلے جانا ایمان میں کمی کی علامت ہے۔ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے اس کی ایک دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا ﴾[الانفال : ٢] ''جب اللہ کی آیتیں ان (مومنوں) کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں۔'' امام مجاہدؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ (معلوم ہوا کہ) ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔[3] علاوہ ازیں امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابن مبارک، امام ابن تیمیہ، امام ابن کثیر، شیخ ابن عثیمین، شیخ ابن باز اور شیخ البانی رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔[4] حافظ ابن حجرؒ نے بھی فرمایا ہے کہ سلف کی رائے یہ ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔[5]

اسلام کا معنی ہے ''مطیع ہو جانا، جھک جانا، فروتنی کرنا اور تابعدار ہو جانا''۔ شرعاً اسلام کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ''عقیدۂ توحید اپنا کر اور شرک سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہو جانا، اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے جھک جانا اور اللہ کے دشمنوں یعنی مشرکوں سے عداوت رکھنا۔''[6] ایمان اور اسلام میں کوئی فرق ہے یا نہیں اس بارے میں سلف کی دو آراء ہیں۔ کچھ کا کہنا ہے کہ ایمان اور اسلام میں فرق ہے اور وہ یہ کہ اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے اور ایمان اعتقادات اور باطنی اعمال کا۔ انہوں نے درج بالا حدیث سے استدلال کیا ہے۔ کچھ اہل علم ایمان و اسلام کو ایک ہی چیز قرار دیتے ہیں، ان کی ایک دلیل یہ آیت مبارکہ ہے کہ ﴿ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ﴾ [آل عمران : ١٩] ''اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے۔'' ان کا کہنا ہے کہ اس آیت میں اسلام کو ہی دین قرار دیا گیا ہے جبکہ حدیث میں اسلام کے ساتھ ایمان کو بھی دین میں شامل کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان و اسلام ایک ہی چیز ہیں، ان میں سے کسی کے بغیر بھی دین کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ ہمارے علم کے مطابق اس مسئلے میں راجح رائے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور ان کے ہم رائے حضرات کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب ایمان اور اسلام کا اکٹھا ذکر ہو تو ان میں فرق ہوتا ہے یعنی اکٹھے ذکر کی صورت میں ایمان سے مراد اعتقادات اور باطنی اعمال اور اسلام سے مراد ظاہری اعمال ہوتے ہیں اور جب دونوں کا ذکر الگ الگ ہو تو پھر ہر ایک سے دونوں ہی مراد ہوتے ہیں یعنی جب اکیلے ایمان کا ذکر ہو تو اس میں اسلام بھی شامل ہوگا کیونکہ ظاہری اعمال کے بغیر ایمان کی کچھ حیثیت نہیں اور جب اکیلے اسلام کا ذکر ہو تو اس میں ایمان بھی شامل ہوگا کیونکہ ایمان کے بغیر عمل بے کار ہے۔[7]

---

1. [دیکھئے : تفسیر أحسن البیان (ص : 58)]
2. [اس مسئلے کی مزید تفصیل اور حوالہ جات کے لیے ملاحظہ فرمائیے : "**ایمان کی کتاب**"، از راقم]
3. [الدر المنثور (4/ 411)]
4. [تفصیل کے لیے دیکھئے : "**ایمان کی کتاب**"]
5. [فتح الباری (1/ 44)]
6. [اصول الایمان فی ضوء الکتاب والسنہ (ص : 347)]
7. [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (7/ 12)]

علاوہ ازیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر فعلِ عبودیت انجام دیتے وقت کم از کم یہ ضرور ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہمارا رب ہمیں دیکھ رہا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کا علم نبی ﷺ کے پاس بھی نہیں تھا بلکہ آپ کو اس کی علامات کا ہی علم تھا جو آپ نے مختلف مقامات پر بیان فرمادی ہیں۔

(3) باب بیان للصلوات التی ھی احد ارکان الاسلام

باب اس بیان میں کہ نماز اسلام کا ایک اہم رکن ہے

٦۔ حدیث طَلْحَةَ بن عُبَيْدِ اللّٰه رضی اللہ عنہ قال: جاءَ رجلٌ اِلٰی رسولِ اللّٰهِ ﷺ من اَهْلِ نَجْدٍ ثائرُ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دوِيُّ صوتِهِ ولا يُفْقَهُ مَا يَقُوْلُ، حتى دَنَا فِاذَا هُوَ يَسْاَلُ عن الاسلام، فقال رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خمسُ صلواتٍ فی اليومِ والْلَّيْلَةِ)) فقالَ: هل عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قال: ((لا اِلاَّ اَنْ تَطَوَّعَ)) قالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وصِيَامُ رَمَضَانَ)) قال: هل عَلَيَّ غيرُه؟ قال: ((لَا اِلّا اَن تَطَوَّعَ)) قال، وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰه ﷺ الزكاةَ قال هل عَلَيَّ غيرُها؟ قال ((لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ)) قال فأَدبر الرجل وَهُوَ يَقُولُ: واللّٰه لا اَزِيدُ عَلَى هَذَا ولا اَنْقصُ۔ قَالَ رَسولُ اللّٰهِ ﷺ ((اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ))۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نجد والوں میں سے ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا، سر پریشان یعنی بال بکھرے ہوئے تھے، ہم اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنتے تھے اور ہم سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نزدیک آن پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنا ہے۔ اس نے کہا بس اس کے سوا تو اور کوئی نماز مجھ پر نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر تو نفل پڑھے (تو اور بات ہے) آپ ﷺ نے فرمایا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اس نے کہا اور تو کوئی روزہ مجھ پر نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر تو نفلی روزے رکھے (تو اور بات ہے) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور آپ ﷺ نے اس سے زکوٰۃ کا بیان کیا۔ وہ کہنے لگا کہ بس اور تو کوئی صدقہ مجھ پر نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل صدقہ دے (تو اور بات ہے) راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا اور یوں کہتا جا رہا تھا، اللہ کی قسم! میں نہ اس سے بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اگر یہ سچا ہے تو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

لغوی توضیح ثَائِرُ الرَّأْس بکھرے بالوں والا۔ دَوِیّ آواز کی سختی واختلاط۔ اَفْلَحَ کامیاب ہو گیا۔

فہم الحدیث اس حدیث میں اسلام کے تین بنیادی ارکان کا ذکر ہے، پانچ فرض نمازیں، رمضان کے روزے اور فرض زکوٰۃ۔ ان کے علاوہ دو ارکان ایک دوسری صحیح حدیث میں مذکور ہیں، کلمہ شہادتین اور حج۔[1] اور جس روایت میں فقہ کو دین کا ستون

٦۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 34 باب الزکاۃ من الإسلام (46) مسلم (11) ابوداود (392)۔

[1] [بخاری: کتاب الإیمان: باب دعاؤکم إیمانکم (8) مسلم (16) ترمذی (2609)]

قرار دیا گیا ہے وہ من گھڑت ہے۔① علاوہ ازیں اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں اور نماز وتر فرض نہیں کیونکہ اس میں صرف دن رات کی پانچ نمازوں کو ہی فرض کہا گیا ہے۔

(5) باب بيان الايمان الذي يدخل به الجنة

اس ایمان کا بیان جس کا حامل جنت میں داخل ہوگا

۷۔ حديث ابی ايوبَ الانصاریّ ﷺ انَّ رَجُلًا قال: يارسولَ الله ! أخبر نی بعملٍ يُدْخِلُنی الجنة ـ فقال القوم: مَالَهُ ! مَالَهُ ! فقال رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَرَبٌ مَّالَهُ)) فقال النبیُّ ﷺ: ((تعبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شيئًا)) وَتُقيمُ الصَّلاةَ وَ تُؤْتِی الزكاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذرْها)) قال كَانَّه كانَ عَلی رَاحِلَتِهٖ ـ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے کہا یارسول اللہ! کوئی ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں لے جائے؟ اس پر لوگوں نے کہا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ اسے کیا ہو گیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیوں کیا ہو گیا ہے اس کی ضرورت ہے اس لیے پوچھتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس سے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دیتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو۔ بس یہ اعمال تجھ کو جنت میں لے جائیں گے۔ چل اب نکیل چھوڑ دے۔

لغوی توضیح: اَرَبٌ ضرورت۔ ذَرْهَا اسے (یعنی سواری کو) چھوڑ دے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ سواری پر تھے اور وہ شخص اس کی مہار پکڑے ہوئے تھا۔ آپ نے اسے جواب دینے کے بعد فرمایا کہ سواری کی مہار چھوڑ دے۔

۸۔ حديث اَبی هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فقالَ: دُلَّنِی عَلٰی عَمَلٍ اِذا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قال: ((تَعْبُدُاللّٰهَ لَا تُشْرِكْ بِهٖ شيْئًا، و تُقيمُ الصَّلاةَ المَكْتُوبَةَ، وَتَؤَدِّی الزَّكَاةَ الْمفروضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ)) قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِی بِيَدِهٖ لَا اَزِيْدُ عَلٰی هذا ـ فَلَما وَلّٰی، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰی هَذا)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسا کام بتلائیے جس پر اگر میں ہمیشگی کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں آپ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کر اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ فرض نماز قائم کر۔ فرض زکوٰۃ دے۔ اور رمضان کے روزے رکھ۔ دیہاتی نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان عملوں پر میں کوئی زیادتی نہیں کروں گا۔ جب وہ پیٹھ موڑ کر جانے لگا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو جنت والوں میں سے ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

۷۔ البخاری فی: 78 كتاب الادب: 10 باب فضل صلة الرحم (1396) مسلم (13) ابن حبان (3245) ـ

۸۔ البخاری فی 24 كتاب الزكاة: 1 باب وجوب الزكاة (1397) مسلم (14) ابن منده (128) ـ

① [موضوع : ضعيف الجامع الصغير للألبانی (5104)]

(6) باب قول النبی ﷺ : بنی الاسلام علی خمس

نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے

۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((بُنِیَ الاسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ : شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے؛ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(7) باب الامر بالایمان بالله ورسوله وشرائع الدین والدعاء الیه

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور احکام دین پر خود ایمان لانے اور دوسروں کو ان پر ایمان لانے کی دعوت دینے کا حکم

۱۰۔ حدیث ابْنِ عَبَّاس قَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا اَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((مَنِ الْقَوْمُ اَوْ مَنِ الْوَفْدُ؟)) قَالُوا : رَبِيعَةَ ۔ قَالَ ((مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى)) فَقَالُوْا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ نَاْتِيَكَ اِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ ' وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ ' فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَ نَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ ۔ وَسَاَلُوْهُ عَنِ الاَشْرِبَةِ ۔ فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ : اَمَرَهُمْ بِالْاِيمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ ' قَالَ ((اَتَدْرُوْنَ مَا الايمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ؟)) قَالُوا : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ' قَالَ: ((شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ '

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبدالقیس کا وفد جب نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا کہ کس قوم کے لوگ ہیں یا یہ وفد کہاں کا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ربیعہ خاندان کے لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا مرحبا (خوش آمدید) اس قوم کو یا اس وفد کو نہ ذلیل ہونے والے نہ شرمندہ ہونے والے (یعنی ان کا آنا بہت خوب ہے) وہ کہنے لگے اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں صرف ان حرمت والے مہینوں میں آ سکتے ہیں کیونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان مضر کے کافروں کا قبیلہ آباد ہے۔ پس آپ ہم کو ایک ایسی قطعی بات بتلا دیجئے جس کی خبر ہم اپنے پچھلے لوگوں کو بھی کر دیں جو یہاں نہیں آئے اور اس پر عمل درآمد کر کے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اس کے علاوہ انہوں نے آپ سے اپنے برتنوں کے بارے میں بھی پوچھا۔ آپ نے ان کو چار باتوں کا حکم دیا اور چار قسم کے برتنوں کو استعمال میں لانے سے منع فرمایا۔ ان کو حکم دیا کہ ایک اکیلے خدا پر ایمان لاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ جانتے ہو کہ ایک اکیلے

۹۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 2 باب دعاؤکم إیمانکم (8) مسلم (16) ترمذی (2609)۔

۱۰۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 40 باب اداء الخمس من الإیمان (53) مسلم (17) ابو داود (3692)۔

وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ)) وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ: ((احْفَظُوْهُنَّ وَأَخْبِرُوْا بِهِنَّ مَنْ وَرَاءَكُمْ))۔

خدا پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو ہی معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور مالِ غنیمت سے جو ملے اس کا پانچواں حصہ (مسلمانوں کے بیت المال میں) داخل کرنا۔ نیز چار برتنوں کے استعمال سے آپ ﷺ نے ان کو منع فرمایا۔ سبز لاکھی مرتبان سے، کدو کے بنائے ہوئے برتن سے، لکڑی کے کھودے ہوئے برتن سے اور روغنی برتن سے اور فرمایا کہ ان باتوں کو حفظ کر لو اور ان لوگوں کو بھی بتلا دینا جو تم سے پیچھے ہیں، یہاں نہیں آئے۔

لغوی توضیح اَلْوَفْدُ کسی بھی قوم میں ایسا گروہ جوان کی طرف سے امرا و شرفا سے ملاقات کرے اور جس پر ان کے اہم اُمور کا انحصار ہو۔ عَبْدُ الْقَیْس ربیعہ بن نزار کے قبائل میں ایک بڑے قبیلے کا نام، جو مدینہ سے باہر اسلام قبول کرنے والا پہلا قبیلہ ہے اور یہی وہ قبیلہ ہے جس کی مسجد میں مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے نماز جمعہ ادا کی گئی۔ اَلْحَیّ قبیلہ۔ اَلْحَنْتَم سبز روغنی مٹکہ۔ اَلدُّبَّاء کدو کا بنا ہوا برتن۔ اَلنَّقِیْر کھجور کے درخت کی لکڑی کو چیر کر بنایا ہوا برتن۔ اَلْمُزَفَّتُ جس برتن کو تارکول کے ساتھ روغن کیا گیا ہو۔

فہم الحدیث اس حدیث میں بھی یہ ثبوت ہے کہ ایمان میں عمل شامل ہے جیسا کہ ایمان کی تشریح کرتے ہوئے نبی ﷺ نے نماز اور زکوٰۃ وغیرہ اعمال کا ذکر فرمایا ہے۔ نیز اس میں جن چار قسم کے برتنوں کی ممانعت مذکور ہے اس کا سبب یہ تھا کہ وہ لوگ ان میں شراب بنایا کرتے تھے، اس لیے انہیں اس میں نبیذ بنانے سے بھی منع کر دیا گیا کیونکہ اس میں نشہ جلد پیدا ہو جاتا تھا، بعد میں جب انہیں یہ سمجھ آ گئی تو ممانعت کا یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا کیونکہ اصل مقصود ان برتنوں کی نہیں بلکہ نشہ آور اشیا کے استعمال کی ممانعت تھی۔[1] صحیح مسلم کی ایک حدیث میں اس نسخ کی صراحت بھی موجود ہے۔[2]

١١۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا رضی اللہ عنہ عَلَى الْيَمَنِ قَالَ: ((إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ، فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُم إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ، فَإِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا کہ دیکھو! تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب (عیسائی، یہودی) ہیں۔ اس لیے سب سے پہلے انہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دینا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں (یعنی اسلام قبول کر لیں) تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ

١١۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 41 باب لا تؤخذ کرائم اموال الناس فی الصدقة (1395) مسلم (19)۔

[1] [شرح مسلم للنووی (13/159)] [2] [صحیح مسلم (977)]

فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ ' فَإِذَا فَعَلُوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ))۔

نے ان کے لیے دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب وہ اسے بھی ادا کریں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض قرار دی ہے جو ان کے سرمایہ داروں سے لی جائے گی (جو صاحبِ نصاب ہوں گے) اور انہی کے فقیروں میں تقسیم کردی جائے گی۔ جب وہ اسے بھی مان لیں تو ان سے زکوٰۃ وصول کرنا۔ البتہ ان کی عمدہ چیزیں (زکوٰۃ کے طور پر لینے سے) پرہیز کرنا۔

لغوی توضیح تَوَقَّ بچو۔ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ لوگوں کے عمدہ اموال، كَرَائِم جمع ہے كَرِيْمَة کی، مراد نفیس اور عمدہ مال ہے۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں تدریج کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ پہلے سب سے ضروری چیز یعنی توحید اور دیگر ایمانیات کی دعوت دی جائے اور پھر نماز وزکوٰۃ کی۔

۱۲۔ **حدیث** ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ' أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ : ((اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب (عامل بنا کر) یمن بھیجا تو آپ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ "مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔"

لغوی توضیح اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مظلوم کی بددعا سے بچو، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر زیادتی نہ کرو تا کہ وہ بددعا نہ دے۔ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ اللہ اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ اس کی دعا فوراً قبول کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ مظلوم کی دعا کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔[1] ایک اور روایت میں ہے کہ مظلوم کی دعا انگارے کی طرح آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔[2] ایک اور فرمانِ نبوی کے مطابق مظلوم اگر کافر بھی ہو تب بھی اس کی بددعا سے بچنا چاہیے۔[3]

(8) باب الا مر بقتال الناس حتي يقولوا لااله الا الله محمد رسول الله

غیر مسلموں سے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار نہ کرلیں

۱۳۔ **حدیث** أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو

۱۲۔ البخاری فی: 46 کتاب المظالم: 9 باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم (1458) مسلم (19)۔
۱۳۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاۃ: 1 باب وجوب الزکاۃ' (1399) مسلم (20) ابوداود (1556)۔

① [**حسن** : الصحیحة (596) صحیح ابوداود (1374) صحیح الادب المفرد (24)]
② [**صحیح** : صحیح الترغیب (2228) صحیح الجامع الصغیر (118)]
③ [**حسن**: صحیح الجامع الصغیر (119) السلسلة الصحیحة (767)]

عـنهـما قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ : لَمّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ اَبُو بَكْرٍ ؓ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ ؓ : كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ)) فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ : وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا ۔

گئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے کچھ قبائل کافر ہو گئے (اور کچھ نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ (ﷺ کے اس فرمان کی موجودگی میں کیونکر جنگ کر سکتے ہیں کہ ''مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت نہ دیں اور جو شخص اس کی شہادت دے دے تو میری طرف سے اس کا مال و جان محفوظ ہو جائے گا۔ سوائے اسی کے حق کے (یعنی قصاص وغیرہ کی صورتوں کے) اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا'' اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ قسم اللہ کی! میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو زکوٰۃ اور نماز میں تفریق کرے گا۔ (یعنی نماز تو پڑھے مگر زکوٰۃ کے لئے انکار کر دے) کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر انہوں نے زکوٰۃ میں چار مہینے کے بچے کے دینے سے بھی انکار کیا جسے وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں ان سے لڑوں گا۔

قَالَ عُمَرُ : فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِي بَكْرٍ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا یہ بات اس کا نتیجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا تھا اور بعد میں میں بھی اس نتیجہ پر پہنچا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے۔

لغوی توضیح وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے، یعنی اگر کسی کا باطن ظاہر کے خلاف ہو اور وہ اسلام ظاہر کرنے کے باوجود دل میں کفر چھپائے بیٹھا ہو تو اس کا حساب ہمارے ذمہ نہیں بلکہ اللہ کے ذمہ ہے۔ عَنَاقًا بکری کا بچہ۔

فھم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم وقت زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جنگ بھی کر سکتا ہے۔ اس سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عمر رضی اللہ عنہ پر فضیلت و برتری بھی ثابت ہوتی ہے کہ جو بات عمر رضی اللہ عنہ کو بعد میں سمجھ آئی ابو بکر رضی اللہ عنہ اسے پہلے ہی سمجھ چکے تھے۔ نیز ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر عمر رضی اللہ عنہ کا اعتراض کرنا اور پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بطور دلیل محض قیاس کو پیش کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ انہیں وہ حدیث یاد نہیں تھی جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو یاد تھی (دیکھئے آئندہ حدیث ۱۵) اور انہوں نے اس میں صراحت کے ساتھ کلمہ شہادتین کے ساتھ نماز اور زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا ہے، یقیناً اگر ان بزرگوں کو اس حدیث کا علم ہوتا تو وہ کبھی بھی اختلاف نہ کرتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کبار علما کو بھی ہر چیز کا علم نہیں ہوتا اور یہ ممکن ہے کہ بڑے عالم یا امام کو کسی چیز کا علم نہ ہو اور چھوٹے عالم کو اس کا علم ہو۔

١٤ - حديث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّی نَفْسَهُ وَمَالَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَی اللّٰهِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس جس نے اقرار کرلیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اس کی جان اور مال ہم سے محفوظ ہے سوائے اس حق کے جس کی بنا پر قانوناً اس کی جان و مال زد میں آئے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

١٥ - حديث ابْنِ عُمَر رضی الله عنهما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَیُقِیْمُوا الصَّلَاةَ وَیُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّی دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ)) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں اس وقت تک کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز ادا کرنے لگیں اور زکوٰۃ دیں جس وقت وہ یہ کرنے لگیں گے تو مجھ سے اپنے جان و مال کو محفوظ کرلیں گے سوائے اسلام کے حق کے (رہا ان کے دل کا حال تو) ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔''

(9) باب اول الایمان قول لا اله الا الله

ایمان کی ابتدا ''لا الہ الا اللہ'' کہنے سے ہوتی ہے

١٦ - حديث الْمُسَیَّبِ بْنِ حَزْنٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ : لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ عِنْدَهُ اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِی اُمَیَّةَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِی طَالِبٍ ((یَا عَمِّ ! قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ)) فَقَالَ اَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُاللّٰهِ ابْنُ اَبِی اُمَیَّةَ یَا اَبَا طَالِبٍ اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ

حضرت مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا تو ان کے پاس اس وقت ابو جہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ابو طالب سے فرمایا کہ چچا! آپ ایک کلمہ لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کہہ دیجئے تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کلمہ کی وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔ اس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا ابو طالب! کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ رسول کریم ﷺ

١٤۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد: 102 باب دعاء النبی إلی الإسلام، مسلم (21) ابوداود (2640)۔

١٥۔ البخاری فی: 2 كتاب الإيمان: 17 باب فإن تابوا واقاموا الصلاة وآتوا الزكاة، مسلم (21)۔

١٦۔ البخاری فی: 23 كتاب الجنائز: 81 باب إذا قال المشرك عند الموت لا إله (1360) مسلم (24)۔

عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْرِضُها عَلَيْهِ ، وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰى قَالَ اَبو طَالِبٍ ، آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ ، هُوَ عَلٰى مِلَّة عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، وَاَبٰى اَنْ يَقُوْلَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَمَا وَاللّٰـهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ)) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعالٰى فِيهِ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ …﴾ ۔ الآیۃ ۔

برابر کلمہ اسلام ان پر پیش کرتے رہے۔ابو جہل اور ابن ابی امیہ بھی اپنی بات دہراتے رہے ۔آخر ابو طالب کی آخری بات یہ تھی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں۔انہوں نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کے لئے استغفار کرتا رہوں گا تا آنکہ مجھے منع نہ کر دیا جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ ”نبی کو اور ایمان داروں کو یہ لائق ہی نہیں کہ مشرکوں کے لئے استغفار کریں گو وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کے بعد کہ ان پر یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ دوزخی ہیں“ (التوبہ : ۱۱۳)۔

فہم الحدیث اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت دینے کا اختیار نبی ﷺ کے پاس بھی نہیں بلکہ صرف اللہ کے پاس ہے۔[1] اور اگر آپ ﷺ کو بھی کچھ اختیار ہوتا تو ساری زندگی تعاون کرنے والے چچا کو آپ ضرور ہدایت عطا فرماتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی مشرک کے لیے دعا و استغفار کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ امام نووی[2]، شیخ البانی[3] اور شیخ سلیم ہلالی[4] نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ موت سے پہلے کلمہ پڑھنے والے کی مغفرت کی امید کی جا سکتی ہے خواہ اس نے ایک سجدہ بھی نہ کیا ہو اور جو کلمہ بھی نہ پڑھے وہ تو پکا جہنمی ہے۔

(10) باب من لقي الله بالايمان وهو غير شاك فيه دخل الجنة و حرم على النار

جو شخص اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایسا ایمان لے کر حاضر ہو گا جس میں اسے کوئی شک وشبہ نہ ہو تو وہ سیدھا جنت میں داخل ہو گا اور آگ اس پر حرام ہے

۱۷ ۔ حدیث عُبادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((مَنْ شَهِدَ اَنْ لا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاها اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْـهُ ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ ، وَالنَّارُ حَقٌّ ، اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ “ ۔ وزاد احد رجال السند ((مِنْ

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے پہنچا دیا تھا اللہ نے مریم تک اور ایک روح ہیں اس کی طرف سے اور یہ کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اس نے جو بھی عمل کیا ہو گا (آخر) اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ سند کے ایک راوی نے مزید یہ لفظ بیان کئے ہیں کہ جنت

۱۷ ۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 47 باب قوله: " يا اهل الكتاب لا تغلوا "... (3435) مسلم (28) ۔

① [سورة القصص : آیت 56]
② [المجموع (5/144-258)]
③ [أحكام الجنائز (ص/120)]
④ [موسوعة المناهي الشرعية (2 / 24)]

اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمانِيَةَ اَيَّهَا شَاءَ)) ۔ کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے گا داخل کیا جائے گا۔

فهم الحديث یہ حدیث ائمہ اہل السنہ کے اس عقیدے کی دلیل ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب اگر موحد ہو، مشرک نہ ہو تو بالآخر وہ جنت میں داخل ہو ہی جائے گا خواہ اسے ابتداءً اپنے گناہ کی سزا پانے کے لیے جہنم میں بھی جانا پڑ جائے۔[1]

۱۸۔ **حديث** مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : بَيْنَا اَنَـا رَدِيْفُ الـنَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ اِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ ' فَقَالَ : ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ : لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ! ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ : لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ! قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَاحَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ؟)) قُلْتُ : اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ' قَالَ: ((حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ اَنْ يَعْبُدُوهُ وَلا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) قُلْتُ : لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ! فَقَالَ ((هَلْ تَدْرِيْ ما حَقُّ الْعِبادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْهُ؟)) قُلْتُ : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ، قَالَ : ((حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ))۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے سوا اور کوئی چیز حائل نہیں تھی۔ اسی حالت میں آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! (میں بولا) یارسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے اس کے بعد فرمایا اے معاذ! میں بولا۔ یارسول اللہ! حاضر ہوں' آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا اے معاذ! میں بولا یارسول اللہ! حاضر ہوں' آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے اس کے بعد فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حق یہ ہے کہ بندے خاص اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے جب کہ وہ یہ کام کر لیں؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا کہ پھر بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ کرے۔

لغوى توضيح رَدِيْف کسی بھی سوار کے پیچھے بیٹھنے والا۔

۱۸۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 101 باب إرداف الرجُل خلف الرجُل (128) مسلم (30) ۔

[1] [منة المنعم في شرح صحيح مسلم (72/1)]

١٩۔ حدیث مُعاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟)) قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)) فَقُلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ؟ قَالَ: ((لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا))۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جس گدھے پر سوار تھے میں اس پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، اس گدھے کا نام عفیر تھا۔ آپ نے فرمایا اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ اسے عذاب نہ دے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس کی لوگوں کو بشارت دے دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو اس کی بشارت نہ دو ورنہ وہ خالی اعتماد کر بیٹھیں گے (اور نیک اعمال سے غافل ہو جائیں گے)۔

٢٠۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ، قَالَ: ((يَا مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ! ثَلَاثًا، قَالَ: ((مَا مِنْ اَحَدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا؟ قَالَ: ((اِذًا يَتَّكِلُوْا)) وَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَاَثُّمًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا، حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے (دوبارہ) فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا، حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے (سہ بارہ) فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں اے اللہ کے رسول۔ تین بار ایسا ہوا (اس کے بعد) آپ نے فرمایا کہ جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، اللہ اسے (دوزخ کی) آگ پر حرام کر دیتا ہے (معاذ رضی اللہ عنہ نے) کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس بات سے لوگوں کو باخبر کر دوں تا کہ وہ خوش ہو جائیں آپ نے فرمایا (اگر تم یہ خبر سناؤ گے) تو لوگ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے (اور عمل چھوڑ دیں گے) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت یہ حدیث اس خیال سے بیان فرمادی کہ

١٩۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 46 باب اسم الفرس والحمار، مسلم (30)۔
٢٠۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 49 باب من خص بالعلم قومًا دون قوم (128) مسلم (32)۔

کہیں حدیثِ رسول چھپانے کے گناہ پر ان سے آخرت میں مؤاخذہ نہ ہو۔

لغوی توضیح تَأَثُّمًا گناہ سے بچنے کی غرض سے۔

فهم الحديث اس سے معلوم ہوا کہ دین کے کسی بھی اہم کام کی خبر دیتے وقت سامعین کو خوب اچھی طرح متوجہ کر لینا چاہیے جیسا کہ نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ پکار کر متوجہ کیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عوام الناس کو محض بشارتیں ہی نہیں سناتے رہنا چاہیے کیونکہ اس کے نتیجے میں اندیشہ ہے کہ کہیں وہ اعمال میں سست و کوتاہ نہ بن جائیں۔

(12) باب شعب الايمان — ایمان کی شاخوں کا بیان

۲۱۔ **حديث** اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الاِیْمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الاِیمان))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیا (شرم) بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

لغوی توضیح بِضْعٌ تین سے نو تک کا عدد۔ شُعْبَة شاخ، حصہ۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ ایمان کوئی جامد چیز نہیں بلکہ اس کی مختلف شاخیں ہیں اور ان شاخوں کی کمی بیشی کے اعتبار سے ایمان میں بھی کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ ایک روایت میں کلمہ لا الہ الا اللہ کو ایمان کی اعلیٰ ترین شاخ اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کو ایمان کی ادنیٰ ترین شاخ قرار دیا گیا ہے۔① اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان میں قلبی اعمال کے ساتھ ساتھ بدنی اعمال بھی شامل ہیں۔ حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے اور خیر و برکت کا باعث ہے، یہی وجہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں نے پہلی نبوت کے کلام میں سے جو کچھ پایا ہے اس میں سے یہ بھی ہے کہ جب تو حیاء نہ کرے تو جو چاہے کر۔② رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایک روایت میں ہے کہ آپ مخصوص حجرے میں موجود کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔③ واضح رہے کہ جو حیاء قابل تعریف ہے وہ ایسی حیاء ہے جو معاصی سے روکے، لیکن جو حیاء نیکیوں اور واجبات پر عمل سے ہی روک دے مثلاً اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے یا اہل علم سے شرعی مسائل و احکام دریافت کرنے سے شرم محسوس ہو تو یہ حیاء قابل مذمت ہے، قابل تعریف نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ بہترین عورتیں انصار کی عورتیں ہیں کیونکہ انہیں دین کے مسائل سیکھنے سے حیاء نہیں روکتی۔④

۲۲۔ **حديث** ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول ﷺ ایک انصاری شخص کے پاس سے گزرے اس حال میں کہ وہ اپنے ایک

۲۱۔ البخاری فی: 2 كتاب الإيمان: 3 باب امور الإيمان (9) مسلم (35) ابو داود (4676) ترمذی (2614)۔

۲۲۔ البخاری فی: 2 كتاب الإيمان: 16 باب الحياء من الإيمان (24) مسلم (32) حمیدی (625)۔

① [مسلم: كتاب الايمان: باب بيان عدد شعب الايمان (35)]

② [بخاری: كتاب أحاديث الأنبياء: باب حديث الغار (3484) ابو داود (4797) ابن ماجه (4183)]

③ [بخاری (3562) مسلم (232)]

④ [**حسن**: صحيح ابن ماجه، ابن ماجه: كتاب الطهارة وسننها (642)]

مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمٰنِ))۔

بھائی سے کہہ رہا تھا کہ تم اتنی شرم کیوں کرتے ہو؟ آپ نے اس (انصاری) سے فرمایا کہ اس کو اس کے حال پر رہنے دو، کیونکہ حیا بھی ایمان ہی کا ایک حصہ ہے۔

۲۳۔ حدیث عِمرانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْحَيَاءُ لَا يَاْتِي اِلَّا بِخَيْرٍ))۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حیا سے ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے۔

(14) باب بيان تفاضل الاسلام وأى أموره أفضل

اسلام کے بعض اعمال کی بعض پر فضیلت اور اسلام کی رو سے افضل ترین کاموں کا بیان

۲۴۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ : ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ کہ تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی، الغرض سب کو سلام کرو۔

۲۵۔ حدیث اَبِي مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَيُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ جس (کے ماننے والے مسلمانوں) کی زبان اور ہاتھ سے سارے مسلمان سلامتی میں رہیں۔

فہم الحدیث ان احادیث میں بہتر وافضل اسلام کا ذکر ہے لیکن ایک میں جس عمل کو افضل کہا گیا ہے دوسری میں اس کے علاوہ کسی اور کو بہتر کہا گیا ہے۔ اس اختلاف کا سبب اہل علم نے یہ بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے سائل یا حالات کے مطابق یہ فرامین ارشاد فرمائے ہیں، مثلاً جب آپ ﷺ نے سائل میں کسی عمل کی کوتاہی دیکھی تو اس کے سامنے اسی کو افضل قرار دے دیا اور یہ افضلیت اس خاص شخص کی نسبت سے تھی نہ کہ تمام مسلمانوں کے لیے۔ اسی طرح جب آپ نے دیکھا کہ حالات کسی خاص عمل کے متقاضی ہیں تو آپ نے سائل کے جواب میں اسی عمل کو افضل قرار دے دیا۔ (واللہ اعلم)

(15) باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الايمان

مندرجہ ذیل اوصاف وخصائل سے آراستہ شخص ہی ایمان کی حلاوت محسوس کرے گا

۲۶۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین

۲۳۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 77 باب الحياء (6117) مسلم (37) ابو داود (4796)۔

۲۴۔ البخاری فی: 2 کتاب الإيمان: 6 باب إطعام الطعام من الإسلام (12) مسلم (39) ابن ماجه (3253)۔

۲۵۔ البخاری فی: 2 کتاب الإيمان: 5 باب ای الإسلام افضل (10) مسلم (40) ترمذی (2504)۔

۲۶۔ البخاری فی: 2 کتاب الإيمان: 9 باب حلاوة الإيمان (16) مسلم (43) ترمذی (2624)۔

قَالَ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ؛ أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ))۔

خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ پیدا ہو جائیں اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا۔ اول یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں۔ دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لئے محبت رکھے۔ تیسرے یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹ جانے کو ایسا برا جانے جیسا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔

لغوی توضیح حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ ایمان کی مٹھاس۔ اہل علم نے ایمان کی مٹھاس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ بندے کو نیکی کے کام بجالانے میں مزہ آئے، اللہ اور رسول کی خوشنودی کے لیے مشقتیں برداشت کر جائے، دنیوی اشیاء پر اللہ اور رسول کی رضا کو ترجیح دے اور اپنے رب اور پیغمبر کی اطاعت کر کے اور ان کی مخالفت سے بچ کے ان سے محبت کا اظہار کرے۔[1]

(16) باب وجوب محبة رسول الله اكثر من الاهل والولد والوالد والناس اجمعين

رسول اللہ ﷺ سے اہل وعیال، ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھنا واجب ہے

۲۷۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص ایمان والا نہ ہوگا جب تک کہ اس کے دل میں اپنے والد اور اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو جائے۔

فھم الحدیث یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ نبی ﷺ کی محبت ایمان کا لازمی حصہ ہے اور جب تک کائنات کی ہر چیز حتی کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر آپ سے محبت نہ کی جائے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ ایک مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ آپ مجھے میری جان کے سوا سب سے پیارے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں عمر! جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی پیارا نہ ہو جاؤں۔ تب عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب آپ مجھے میری جان سے بھی پیارے ہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اب بات بنی۔[2] شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے تمام علما کا اتفاق نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کی محبت ایمان کا جز ہے اور جس کے دل میں جتنی محبت کم ہوگی اس کا اتنا ہی ایمان بھی کم ہوگا۔[3]

(17) باب الدليل على ان من خصال الايمان ان يحب لأخيه ما يحب لنفسه من الخير

یہ بات ایمان کی خصلت میں سے ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے

۲۸۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں

۲۷۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 8 باب حب الرسول ﷺ من الإیمان (15) مسلم (44) ابن ماجه (67)۔

۲۸۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 7 باب من الإیمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسه (13) مسلم (45)۔

① [شرح مسلم للنووی (2/96)]

② [بخاری: کتاب الایمان والنذور: باب کیف کانت یمین النبی (6632)]

③ [القول المفید شرح کتاب التوحید]

قَالَ: ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ))۔

سے کوئی شخص ایمان والا نہ ہوگا، جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ نہ چاہے جو وہ اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے۔

فہم الحدیث اس حدیث میں معاشرتی امن وسکون قائم کرنے کا ایک بہترین طریقہ بتایا گیا ہے کہ ہر انسان اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے' یعنی اگر وہ چاہتا ہے کہ اس کی عزت کی جائے تو دوسروں کی عزت کرے' اگر وہ چاہتا ہے کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے تو وہ دوسروں کو نقصان نہ پہنچائے' اگر چاہتا ہے کہ اس کے امن وامان کو کوئی تہ وبالا نہ کرے تو وہ دوسروں کے امن وامان کا بھی خیال رکھے وغیرہ وغیرہ۔ اگر تمام مسلمان اس طریقے کو اپنا لیں تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ سارا اسلامی معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گا۔

(19) باب الحث على اكرام الجار والضيف وقول الخير او لزوم الصمت وكون ذلك كله من الايمان

ہمسائے اور مہمان کی عزت وتکریم کی ترغیب دینا اور اچھی بات کہنا ورنہ چپ رہنا ایمان میں داخل ہے

۲۹۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔

۳۰۔ حدیث اَبِی شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعَتْ اُذُنَایَ وَاَبْصَرَتْ عَيْنَایَ حِينَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ)) قَالَ: وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ،

حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا' جب رسول اللہ ﷺ گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی دستور کے موافق ہر طرح سے عزت کرے۔ پوچھا یا رسول اللہ! دستور کے موافق کب تک ہے؟ فرمایا ایک دن اور ایک رات اور میزبانی تین دن کی ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر

۲۹۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 31 باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ (5185) مسلم (47)۔

۳۰۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 31 باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ (6019) مسلم (48)۔

وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ))۔

ایمان رکھتا ہو وہ بہتر بات کہے یا خاموش رہے۔

فهم الحديث درج بالا اور ان جیسی دیگر احادیث میں جو بعض اُمورِ خیر کی نفی کے ساتھ ایمان کی نفی کی گئی ہے ان سے مقصود حقیقتِ ایمان کی نفی نہیں بلکہ کمالِ ایمان کی نفی ہے یعنی اگر کوئی ان خصال کے ساتھ متصف نہیں ہوتا تو اس کا ایمان کامل نہیں، یہ مطلب نہیں کہ اس میں ایمان ہے ہی نہیں۔

(21) باب تفاضل اهل الايمان فيه و رجحان اهل اليمن فيه

اہل ایمان کا ایمان میں ایک دوسرے سے افضل ہونے اور ایمان میں اہل یمن کے بڑھ جانے کا بیان

۳۱۔ حديث عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ: أَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((الْإِيْمَانُ يَمَانٍ هٰهُنَا، أَلَا إِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ))۔

حضرت عقبہ بن عمرو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان تو اُدھر ہے یمن میں! ہاں اور قساوت اور سخت دلی ان لوگوں میں ہے جو اونٹوں کی دُمیں پکڑے چلاتے رہتے ہیں۔ جہاں سے شیطان کی چوٹیاں نمودار ہوں گی یعنی ربیعہ اور مضر کی قوموں میں۔

لغوی توضیح اَلْقَسْوَةَ سختی۔ اَلْفَدَّادِيْنَ کھیتی باڑی کرنے والے، اونٹوں اور مویشیوں میں مصروف رہنے والے لوگ۔ قَرْنَا الشَّيْطَانِ شیطان کے سر کے دونوں کنارے۔

فهم الحديث اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یمن کے علاوہ باقی علاقوں میں ایمان ہے ہی نہیں یا یمن میں ہمیشہ ایمان رہے گا بلکہ مراد صرف یہ ہے یمن کے اس وقت کے لوگ اہل ایمان ہیں، ورنہ ایک صحیح روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ((الْإِيْمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ)) ”ایمان اہل حجاز میں ہے۔“[1] اہل یمن کی تعریف کا سبب یہ بھی ہے کہ وہ لوگ بغیر جنگ کے اپنی مرضی و رغبت سے مسلمان ہو گئے تھے۔

۳۲۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً، الْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے یہاں اہل یمن آئے ہیں جو نرم دل اور رقیق القلب ہیں۔ دین کی سمجھ یمن والوں میں ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے۔

۳۱۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 15 باب خير مال المسلم غنم (3302) مسلم (51)۔

۳۲۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 74 باب قدوم الاشعريين واهل اليمن (3301) مسلم (52)۔

[1] [صحيح: مسند احمد (332/3)] شیخ شعیب ارناؤوط اسے صحیح کہتے ہیں۔[مسند احمد محقق (14558)]

لغوی توضیح اَفْئِدَةٌ جمع ہے فُؤَاد کی، معنی ہے دل۔

۳۳۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ 'اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ وَالْفَدَّادِينَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي اَهْلِ الْغَنَمِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کفر کی چوٹی مشرق میں ہے۔ اور فخر اور تکبر کرنا گھوڑے والوں' اونٹ والوں اور زمینداروں میں ہوتا ہے جو (عموماً) گاؤں کے رہنے والے ہوتے ہیں، اور بکری والوں میں دل جمعی ہوتی ہے۔

فہم الحدیث نبی کریم ﷺ کی یہ خبر بعینہ ثابت ہوئی اور ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک عراق (جو مشرق میں واقع ہے) خونریزی اور فتنہ وفساد کا مرکز بنا ہوا ہے۔

۳۴۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ 'قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ اَهْلِ الْوَبَرِ ' وَالسَّكِينَةُ: فِي اَهْلِ الْغَنَمِ' وَالْاِيْمَانُ يَمَانٍ ' وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ فخر اور تکبر ان چیخنے اور شور مچانے والے اونٹ والوں میں ہے اور بکری چرانے والوں میں نرمی اور ملائمت ہوتی ہے اور ایمان تو یمن میں ہے اور حکمت (حدیث) بھی یمنی ہے۔

باب بیان ان الدین النصیحة

دوسروں کی خیر خواہی کا نام دین ہے

۳۵۔ حدیث جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ 'قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ' فَلَقَّنَنِي ((فِيمَا اسْتَطَعْتُ)) وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی تو آپ نے مجھے اس کی تلقین کی کہ جتنی مجھ میں طاقت ہو اور (میں نے) ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بھی بیعت کی۔

لغوی توضیح النَّصِيحَة کا لغوی معنی ہے خالص ہونا۔ قرآن میں ﴿ تَوْبَةً نَّصُوحًا ﴾ کا بھی یہی معنی ہے ''خالص توبہ''۔ **نہایہ** میں ہے کہ نصیحت ایسا جامع لفظ ہے کہ اس میں جملہ اُمورِ خیر شامل ہیں۔ دین کو بھی نصیحت اسی لیے کہا گیا ہے کہ تمام دینی اعمال کا دارومدار خلوص اور کھوٹ سے پاک ہونے پر ہی ہے۔

فہم الحدیث ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا ''دین خیر خواہی کا نام ہے''۔ صحابہ نے عرض کیا، یہ خیر خواہی کس کے لیے ہے؟ تو آپ نے فرمایا، اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے ائمہ کے

۳۳۔ البخاری فی: 59 کتاب بدی الخلق: 15 باب خیر مال المسلم غنم یتبع بھا شعف الجبال۔

۳۴۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 1 باب قول اللہ تعالی: "یایھا الناس إنا خلقناکم ..."۔

۳۵۔ البخاری فی: 93 کتاب الاحکام: 43 باب کیف یبایع الإمام الناس (57) مسلم (56) ترمذی (1925)۔

لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔[1] اللہ کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ توحید کا راستہ اپنایا جائے اور شرک سے بچا جائے۔ اس کی کتاب کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے، اس کے اوامر پر عمل اور نواہی سے بچا جائے۔ اس کے رسول کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے، اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے۔ حکمرانوں کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ تمام اُمورِ خیر میں ان کی اطاعت کی جائے اور بلا عذرِ شرعی ان کے خلاف خروج نہ کیا جائے۔ اور عام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ ان سے محبت کی جائے، ان کی اصلاح وفلاح کی اور ان سے ہر قسم کا ضرر ونقصان دور کرنے کوشش کی جائے۔

باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی ونفیه عن المتلبس بالمعصیة علی ارادة نفی کماله

گناہوں کے کرنے سے ایمان ناقص ہو جاتا ہے، گنہگار کے ایمان کی نفی سے مراد ایمان کامل کی نفی ہوتی ہے

٣٦۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((لَا یَزْنِی الزَّانِی حِیْنَ یَزْنِی وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔

وزَادَ فِی رِوَایَةٍ: ((وَلَا یَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ یَرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْهِ اَبْصَارَهُمْ فِیْهَا حِیْنَ یَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص جب زنا کرتا ہے تو عین زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا اسی طرح جب کوئی شراب پیتا ہے تو عین شراب پیتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا اسی طرح جب چور چوری کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔

اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ کوئی شخص اگر کسی کی پونجی پر اس طور ڈاکہ ڈالتا ہے کہ لوگ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہیں تو وہ مومن رہتے ہوئے یہ لوٹ مار نہیں کرتا۔

لغوی توضیح: اَلْخَمْرَ شراب۔ السَّارِق چور۔ نُهْبَة ڈاکہ۔

فہم الحدیث: اس حدیث میں ایمان کی نفی سے مراد نفیِ کمال ہے یعنی زانی زنا کرتے وقت کامل مومن نہیں ہوتا، یہ مطلب نہیں کہ اس میں ایمان ہوتا ہی نہیں کیونکہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ شرک نہ کرنے والا شخص جنت میں داخل ہو جائے گا خواہ اس نے زنا یا چوری کی ہو۔[2] واضح رہے کہ ائمہ سلف کا اجماع ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب اگر شرک نہ کرتا ہو تو وہ کافر نہیں بلکہ مومن ہی ہے، البتہ اس کے ایمان میں نقص ہے۔[3]

(23) باب بیان خصال المنافق

منافق کی خصلتوں کا بیان

٣٧۔ حدیث عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

٣٦۔ البخاری فی: 74 کتاب الاشربة: 1 باب قول الله: إنما الخمر والمیسر والانصاب (2475) مسلم (57)۔

٣٧۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 24 باب علامة المنافق (34) مسلم (58) ابوداود (4688)۔

[1] [مسلم: کتاب الایمان: باب بیان ان الدین النصیحة (55) ابوداود (4944) حمیدی (837)]

[2] [صحیح: مسند احمد (260/4)] شیخ شعیب ارناؤوط اسے صحیح کہتے ہیں۔ [مسند احمد محقق (18310)]

[3] [شرح مسلم للنووی (42/2) فتح الباری (60/12) مجموع الفتاوی لابن تیمیة (92/20)]

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ))۔

فرمایا کہ چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے۔اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے جب تک کہ اسے نہ چھوڑ دے۔(وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب (کسی سے) لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔

۳۸۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، منافق کی تین علامتیں ہیں: جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کی مخالفت کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

فهم الحديث یاد رہے کہ نفاق کی دو قسمیں ہیں۔ایک اعتقادی نفاق اور دوسرا عملی نفاق۔اعتقادی نفاق یہ ہے کہ کوئی دل میں کفر چھپائے اور اسلام کو ظاہر کرے، ایسا منافق ابدی جہنمی ہے بلکہ وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوگا۔[1] عملی نفاق یہ ہے کہ کوئی شخص اسلام تو دل سے قبول کر چکا ہو مگر عملی طور پر اس میں منافقین کی علامات پائی جاتی ہوں۔ان احادیث میں اسی قسم کے منافق کی علامات کا ذکر ہے۔

(24) باب بيان حال ايمان من قال لاخيه المسلم يا كافر

مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان

۳۹۔ حديث عَبْدُ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے بھی اپنے کسی بھائی کو کہا کہ اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔

لغوی توضیح بَاءَ لوٹا۔یعنی جسے کافر کہا گیا ہے اگر وہ کافر نہیں تو کہنے والا کافر بن جائے گا۔اہل علم آپ ﷺ کے اس فرمان کو زجر و توبیخ پر محمول کرتے ہیں۔نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بات کہنا کس قدر بڑا گناہ ہے، لہٰذا اگر کوئی ایسی بات کہے تو اسے لازماً توبہ کرے۔

۳۸۔ البخاري في: 2 كتاب الإيمان: 24 باب علامة المنافق (33) مسلم (59) ترمذى (2631)۔

۳۹۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 73 باب من كفر اخاه (6104) مسلم (60) ترمذى (2637)۔

[1] [النساء: ١٤٥]

(25) باب بيان حال ايمان من رغب عن ابيه وهو يعلم

اس شخص کی ایمانی حالت کا بیان جو دانستہ اپنے باپ کی بجائے خود کو دوسرے باپ کی طرف منسوب کرے

٤٠۔ حدیث اَبِی ذَرٍّ ﷺ ' اِنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَیْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَی لِغَیْرِ اَبِیهِ وَهُوَ یَعْلَمُهُ اِلَّا کَفَرَ' وَمَنِ ادَّعَی قَوْمًا لَیْسَ لَهُ فِیهِمْ نَسَبٌ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ بنایا تو اس نے کفر کیا اور جس شخص نے بھی اپنا نسب کسی ایسی قوم سے ملایا جس سے اس کا کوئی (نسبی) تعلق نہیں تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

٤١۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ ' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِکُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیهِ فَهُوَ کُفْرٌ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اپنے باپ کا کوئی انکار نہ کرے کیونکہ جو اپنے باپ سے منہ موڑتا ہے (اور اپنے کو دوسرے کا بیٹا ظاہر کرتا ہے تو) یہ کفر ہے۔

٤٢۔ حدیث سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ وَاَبِی بَکْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَعْدٌ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنِ ادَّعَی اِلَی غَیْرِ اَبِیهِ وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهُ غَیْرُ اَبِیهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ))۔ فَذُکِرَ لِاَبِی بَکْرَةَ فَقَالَ: وَاَنَا سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِی مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں تو جنت اس پر حرام ہے پھر اس حدیث کا تذکرہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس حدیث کو آپ ﷺ سے میرے دونوں کانوں نے بھی سنا ہے اور میرے دل نے اس کو محفوظ رکھا ہے۔

لغوی توضیح وَعَاهُ اسے یاد کر لیا۔ قَلْبِیْ میرے دل نے۔

فهم الحدیث ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جان بوجھ کر اپنے حقیقی باپ کے سوا کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اور اگر کوئی کسی دوسرے ملک میں نیشنلٹی حاصل کرنے کی غرض سے بھی ایسا کرتا ہے (جیسا کہ آج کل کیا جاتا ہے) تو وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ منہ بولے بیٹوں کو بھی اپنے ناموں کے ساتھ نہیں بلکہ ان کے اصلی باپوں کے ناموں سے ہی پکارنا چاہیے جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿ اُدْعُوهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ [الاحزاب: ۵] ''لے پالکوں کو ان کے (اصلی) باپوں کی طرف نسبت کرکے پکارو، یہی اللہ کے نزدیک پورا انصاف ہے۔''

٤٠۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 5 باب حدثنا ابو معمر (3508) مسلم (61) احمد (21521)۔

٤١۔ البخاری فی: 85 کتاب الفرائض: 29 باب من ادعی إلی غیر ابیه (6768) مسلم (62) ابو عوانة (1/ 24)۔

٤٢۔ البخاری فی: 85 کتاب الفرائض: 29 باب من ادعی إلی غیر ابیه (4326) مسلم (63) ابوداود (5113)۔

(26) باب بیان قول النبی ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله کفر

مسلمان کو گالی دینا اور برا بھلا کہنا گناہ ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے

٤٣۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ))۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور مسلمان سے لڑنا کفر ہے۔

لغوی توضیح سِبَاب گالی دینا۔ فُسُوق نافرمانی کرنا، حق اور اطاعت سے نکل جانا۔

فہم الحدیث اس حدیث میں مسلمان سے لڑائی کو کفر کہا گیا ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ یہ ایسا کفر نہیں جو انسان کو کافر بنا دے بلکہ یہ چھوٹا کفر ہے، یہی وجہ ہے کہ مومنوں کی آپس میں لڑنے والی دونوں جماعتوں کو قرآن میں مومن ہی کہا گیا ہے۔[1] البتہ یہ عمل شرک کے بعد کبیرہ گناہ ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔

(27) باب لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض

نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کر کے کافر نہ بن جانا

٤٤۔ حدیث جَرِيرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((اسْتَنْصِتِ النَّاسَ))۔ فَقَالَ: ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ))۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو بالکل خاموش کر دو (تاکہ وہ خوب سن لیں) پھر فرمایا، لوگو! میرے بعد پھر کافر مت بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

٤٥۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَيْلَكُمْ اَوْ وَيْحَكُمْ، لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، افسوس (راوی کو شک ہے کہ ویلکم یا ویحکم کہا) میرے بعد تم کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

لغوی توضیح اسْتَنْصِت خاموشی کا حکم دو۔ رِقَاب جمع ہے رَقَبَة کی، معنی ہے گردنیں۔

فہم الحدیث یہ اور اس جیسی جن دیگر احادیث میں بعض کبیرہ گناہوں پر کفر کا لفظ بولا گیا ہے ان سے مقصود یہ بتلانا ہے کہ یہ کفار کے کام ہیں جو مسلمانوں کو نہیں کرنے چاہییں، یہ مراد نہیں کہ ان کا مرتکب کافر ہو جاتا جیسا کہ یہ چیز کتاب و سنت کے واضح دلائل

٤٣۔ البخاری فی: کتاب الإیمان: 36 باب خوف المؤمن من ان یحبط عمله وهو لا یشعر (48) مسلم (64)۔
٤٤۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 43 باب الإنصات للعلماء (1742) مسلم (65) ابن ماجه (3943)۔
٤٥۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 95 باب ما جاء فی قول الرجل ویلك، مسلم (66)۔

[1] [سورۃ الحجرات: آیت 9]

سے ثابت ہے، لہٰذا یہ اور اس جیسی دیگر احادیث کی یہ تاویل کی جائے گی کہ ان اعمال کا ارتکاب کرنے والا دائرہ کفر میں اسی حد تک داخل ہو جاتا ہے جتنا وہ گناہ کرتا ہے لیکن وہ مکمل کافر نہیں ہوتا۔[1]

(30) باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء

جو شخص یہ کہے کہ بارش ستاروں کی گردش سے ہوئی وہ کافر ہو گیا

٤٦۔ حدیث زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى اِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟)) قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ: ((اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَ كَافِرٌ، فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ وَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ))۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی اور رات کو بارش ہو چکی تھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا، معلوم ہے تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) تمہارے رب کا ارشاد ہے کہ صبح ہوئی تو میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے اور کچھ میرے منکر ہوئے۔ جس نے کہا اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہمارے لیے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور ستاروں کا منکر ہے اور جس نے کہا کہ فلاں تارے کے فلاں جگہ پر آنے سے بارش ہوئی وہ میرا منکر ہے اور ستاروں پر ایمان رکھتا ہے۔

لغوی توضیح: اِثْرِ السَّمَاءِ سے مراد بارش ہے۔ بِنَوْءِ كَذَا فلاں ستارے کی وجہ سے۔

فہم الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کہے فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی اور یہ عقیدہ رکھے کہ ستارہ بذاتِ خود بارش نازل کر سکتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو جاتا ہے، جمہور علما کی یہی رائے ہے۔[1] البتہ اگر کوئی یہ بات کہے مگر اس کا عقیدہ یہ ہو کہ اصل میں بارش نازل کرنے کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے اور ستارے محض علامت و نشانی ہیں تو پھر وہ کافر نہیں ہوتا لیکن یہ بھی مکروہ ہے، کیونکہ یہ کلمہ کفر و غیر کفر کے درمیان متردد ہے۔[2] شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ درحقیقت ستارے بارش نہیں لا سکتے بلکہ وہ تو ہوائیں بھی نہیں چلا سکتے۔[3]

٤٦۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 156 باب يستقبل الإمام الناس إذا سلّم (846) مسلم (71) حميدی (813)۔

---

① [منة المنعم فی شرح مسلم (93/1)]

② [شرح مسلم للنووی (136/2)]

③ [القول المفيد (519/1)]

(31) باب الدليل على ان حب الانصار من الايمان

انصار سے محبت رکھنا ایمان کی دلیل ہے

٤٧۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے کینہ رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔

٤٨۔ حدیث الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ))۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔ پس جو شخص ان سے محبت رکھے گا اس سے اللہ تعالیٰ محبت رکھے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھے گا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ انصاری صحابہ سے محبت بھی ایمان کا حصہ ہے، کیونکہ ان لوگوں نے نبی ﷺ کی محبت اور دین اسلام کی نصرت وحمایت میں اپنی ہر سستی ومہنگی چیز خرچ کر دی، خود تنگ ہوئے لیکن نبی ﷺ اور آپ کے مہاجر ساتھیوں کو سکون پہنچایا، اپنے نفسوں پر انہیں ترجیح دی، کفار کے خلاف جہاد کے سلسلے میں اپنی جانیں اور اپنے مال پیش کر دیئے اور ایسی شجاعت کا مظاہرہ کیا کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا ہر مومن کے دل میں ان کی محبت ہے اور ان سے نفرت وہی کرتا ہے جس کے دل میں ایمان نہیں بلکہ کفر ونفاق ہے۔

(32) باب بيان نقصان الايمان بنقص الطاعات

اطاعت اور عبادت کی کمی سے ایمان کے کم ہونے کا بیان

٤٩۔ حدیث أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ)) فَقُلْنَ: وَبِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ عورتوں کے قریب سے گزرے تو فرمایا، اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو، کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ تم ہی کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو، باوجود عقل اور دین میں ناقص ہونے کے میں نے تم سے زیادہ کسی کو بھی ایک عقل مند اور تجربہ کار

٤٧۔ البخاري في: كتاب الإيمان: 10 باب علامة الإيمان حب الانصار (17) مسلم (74) احمد (13608)۔

٤٨۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 4 باب حب الانصار (3783) مسلم (75) ابن ماجه (163)۔

٤٩۔ البخاري في: كتاب الحيض: 6 باب ترك الحائض الصوم (304) مسلم (80) ابن ماجه (1288)۔

لِـلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْداكُنَّ)) قُلْنَ : وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنا وَعَقْلِنا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : ((اَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟)) قُلْنَ : بَلٰى ' قَالَ: ((فَذَالِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا ' اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟)) قُلْنَ : بَلٰى ' قَالَ: ((فَذَالِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا))۔

آدمی کو دیوانہ بنا دینے والا نہیں دیکھا۔ عورتوں نے عرض کی اور ہمارے دین اور ہماری عقل میں نقصان کیا ہے یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے نصف نہیں؟ انہوں نے کہا 'جی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بس یہی اس کی عقل کا نقصان ہے پھر آپ نے پوچھا کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتو نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے؟ عورتوں نے کہا ایسا ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

لغوی توضیح اُرِيْتُكُنَّ مجھے دکھایا گیا ہے (یعنی معراج کی رات)۔ تَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ لُبّ عقل۔ الْحَازِم مضبوط وضابط شخص۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا دین اور عقل مردوں سے کم ہے۔ یاد رہے کہ یہ بات مجموعی اعتبار سے ہے کیونکہ انفرادی اعتبار سے یہ ممکن ہے کہ بہت سی عورتیں بہت سے مردوں سے زیادہ عقل مند اور دین پر عمل پیرا ہوں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہنم میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوگی۔ لہٰذا خواتین کو ایک تو شوہروں کی نافرمانی وناشکری سے بچنا چاہیے اور دوسرے زیادہ سے زیادہ صدقہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ صدقہ آتشِ جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ آگ سے بچو خواہ کھجور کی گٹھلی صدقہ کر کے ہی۔[1]

(34) باب بيان كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال

اللہ پر ایمان لانا سب اعمال سے افضل عمل ہے

٥٠۔ حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ : اَىُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ فَقَالَ : ((اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ)) قِيْلَ: ثُمَّ مَاذا ؟ قَالَ: ((اَلْجِهَادُ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ)) قِيلَ: ثُمَّ ماذا ؟ قَالَ: ((حَجٌّ مَبْرُورٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ کہا گیا اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ کہا گیا پھر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، حج مبرور۔

لغوی توضیح حَجٌّ مَبْرُوْرٌ وہ حج جو مسنون طریقے کے مطابق ادا کیا جائے اور نیکی وتقویٰ کے ساتھ تکمیل تک پہنچے، اس میں کسی بھی نافرمانی، عورتوں سے قربت یا جھگڑے وغیرہ کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو۔

٥٠۔ البخاري فی: 2 كتاب الإيمان: 18 باب من قال إن الإيمان هو العمل (26) مسلم (83) ترمذی (1658)۔

[1] [بخاری : كتاب الزكاة : باب اتقوا النار ولو بشق تمرة (1417)]

۵۱۔ حدیث اَبی ذَر رضی اللہ عنہ' قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ ؟ قَالَ: "اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِی سَبِیْلِهٖ" قُلْتُ: فَاَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ ؟ قَالَ: ((اَغْلَاهَا ثَمَنًا وَاَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا)) قُلْتُ: فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ ؟ قَالَ: ((تُعِیْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ)) قَالَ: فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ؟ قَالَ: ((تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰی نَفْسِكَ))۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے پوچھا کس طرح کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، جو سب سے زیادہ قیمتی ہو اور مالک کی نظر میں جو بہت زیادہ پسندیدہ ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر مجھ سے یہ نہ ہو سکے؟ آپ نے فرمایا، پھر کسی مسلمان کاری گر کی مدد کر یا کسی بے ہنر کی۔ انہوں نے کہا کہ میں یہ بھی نہ کر سکوں؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھ یہ بھی ایک صدقہ ہے جسے تم خود اپنے اوپر کرو گے۔

لغوی توضیح اَغْلَاهَا ان میں سب سے قیمتی۔ اَنْفَسُهَا ان میں سب سے عمدہ۔ اَخْرَق جو کوئی بھی ہنر نہ جانتا ہو۔

۵۲۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ عَلٰی وَقْتِهَا)) قَالَ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ)) قَالَ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ))۔ قَالَ حَدَّثَنِی بِهِنَّ' وَلَوِ اسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِی ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا۔ پھر پوچھا' اس کے بعد؟ فرمایا والدین کے ساتھ نیک معاملہ رکھنا۔ پوچھا اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے مجھے یہ تفصیل بتائی اور اگر میں اور سوالات کرتا تو آپ اور زیادہ بھی بتلاتے (لیکن میں نے بطور ادب کے خاموشی اختیار کی)۔

فهم الحديث درج بالا تینوں اور اس معنی کی دیگر احادیث جن میں نبی ﷺ سے افضل عمل کے بارے میں سوال اور آپ کی طرف سے مختلف جوابات کا ذکر ہے، اہل علم نے ان میں یوں تطبیق دی ہے کہ آپ ﷺ نے ہر بار ضرورت کے مطابق جواب دیا اور جس عمل کی ضرورت زیادہ تھی اسی کو افضل قرار دے دیا، یعنی اگر جہاد کی ضرورت زیادہ تھی تو اسے افضل کہہ دیا اور اگر نماز کی پابندی کی ضرورت زیادہ تھی تو اسے افضل قرار دے دیا وغیرہ۔ (واللہ اعلم)

(35) باب کون الشرك اقبح الذنوب و بیان اعظمها بعده

اس امر کا بیان کہ شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور اس کے بعد دوسرے کون سے بڑے گناہ ہیں

۵۳۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ'

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے

۵۱۔ البخاری فی: 49 کتاب العتق: 2 باب ای الرقاب افضل (2518) مسلم (84) ابن ماجه (2523)۔

۵۲۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 5 باب فضل الصلاة لوقتها (527) مسلم (85) ترمذی (173)۔

۵۳۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 3 باب قوله تعالیٰ: "فلا تجعلوا لله اندادًا" مسلم (86)۔

قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قُلْتُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ)).

پوچھا' اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو واقعی سب سے بڑا گناہ ہے۔ پھر اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔ میں نے پوچھا اور اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا، یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔

لغوی توضیح نِدًّا مثل، نظیر، شریک۔ حَلِيْلَةَ جَارِكَ پڑوسی کی بیوی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور شرک یہ ہے کہ اللہ کی توحید ربوبیت، الوہیت یا اسماء وصفات میں کسی کو اس کے برابر سمجھا جائے۔ شرک توحید کی ضد ہے جیسے کفر ایمان کی ضد ہے۔[1] قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا معاف کر دے گا۔[2] اسی باعث نبی ﷺ نے ایک صحابی کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا خواہ تمہیں قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے۔[3]

(36) باب بيان الكبائر واكبرها

کبیرہ گناہوں اور ان میں سب سے بڑے گناہ کا بیان

٥٤۔ حديث أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ)) ثَلَاثًا، قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: ((الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) وَجَلَسَ، وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَقَالَ ((أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ)) قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ تین بار آپ نے اسی طرح فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا' اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ آپ اس وقت تک ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا' ہاں اور جھوٹی گواہی بھی۔ حضرت ابو بکرہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس جملے کو اتنی مرتبہ دہرایا کہ ہم کہنے لگے کاش! آپ خاموش ہو جاتے۔

٥٥۔ حديث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكَبَائِرِ قَالَ: ((الْإِشْرَاكُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا'

٥٤۔ البخاری فی: 52 کتاب الشهادات: 10 باب ما قيل فی شهادة الزور (2654) مسلم (87) ترمذی (1901)۔

٥٥۔ البخاری فی: 52 کتاب الشهادات: 10 باب ما قيل فی شهادة الزور (2653) مسلم (88) ترمذی (1207)۔

---

[1] [الايمان حقيقته، خوارمه (ص: 109)] [2] [سورة النساء: آيت 48]

[3] [صحيح: صحيح الترغيب (2516) ارواء الغليل (7/89)]

بِـالـلّٰـهِ، وَعقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ))۔

ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی کی جان لینا اور جھوٹی گواہی دینا۔

٥٦۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ)) قَالُوا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاهُنَّ؟ قَالَ: ((الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاَكْلُ الرِّبَا، وَاَكْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ، وَالتَّوَلِّی یَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں، بچتے رہو۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، کسی کی ناحق جان لینا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی (یعنی جنگ) میں سے بھاگ جانا اور پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔

٥٧۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ یَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَیْهِ)) قِیلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَیْفَ یَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَیْهِ؟ قَالَ: ((یَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ اَبَاهُ وَیَسُبُّ اُمَّهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص دوسرے کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا تو دوسرا بھی (جواب میں) اس کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا۔

لغوی توضیح: اَلْمُوبِقَات ہلاک کرنے والے۔ اَلتَّوَلِّی فرار اختیار کرنا، بھاگ جانا۔ یَوْمَ الزَّحْف جنگ کے روز، جس روز دشمن کے ساتھ مڈبھیڑ ہو۔ قَذْفُ تہمت لگانا۔ اَلْمُحْصَنَات پاکدامنہ عورتوں پر۔

فہم الحدیث: ان احادیث میں کبیرہ (یعنی بڑے) گناہوں کا ذکر ہوا ہے۔ کبیرہ گناہ وہ ہوتا ہے جس کی کوئی حد مقرر ہو، یا جس پر جہنم کی وعید ہو، یا جس پر لعنت یا غضب کا ذکر ہو۔[1] یہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ اور اگر کوئی ان کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے تو باقی چھوٹے گناہ اللہ تعالیٰ مختلف نیک اعمال کے ذریعے بھی معاف فرما دیتے ہیں، جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّـاٰتِ﴾ [هود: ١١٤] "نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔" اسی طرح ایک حدیث میں وضوء کے ذریعے بھی گناہ جھڑنے کا ذکر ہے۔[2]

٥٦۔ البخاری فی: 55 كتاب الوصایا: 23 باب قول الله تعالى: "إن الذين يأكلون ..." (2766) مسلم (89)۔
٥٧۔ البخاری فی: 78 كتاب الادب: 4 باب لا يسب الرجل والديه (5973) مسلم (90) ترمذی (1902)۔

[1] [مجموع الفتاوى لابن تیمیة (650/11)]
[2] [مسلم: كتاب الطهارة (244)]

(38) باب من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة

جو شخص شرک سے پاک حالت میں مرے وہ جنت میں جائے گا

۵۸۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ)) وَقُلْتُ أَنَا: ((مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص اس حالت میں مرے کہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہراتا تھا تو وہ جہنم میں جائے گا۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو اس حال میں مرا کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں جائے گا۔

۵۹۔ حدیث أَبِي ذَرٍّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي فَأَخْبَرَنِي، أَوْقَالَ بَشَّرَنِي، أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ))۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (خواب میں میرے پاس) ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اس نے خبر دی یا آپ نے یہ فرمایا کہ اس نے مجھے خوشخبری دی کہ میری امت میں سے جو کوئی اس حال میں مرے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نے کوئی شریک نہ ٹھہرایا ہو تو وہ جنت میں جائے گا (ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اس پر میں نے پوچھا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اگرچہ اس نے چوری کی ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگرچہ زنا کیا ہو' اگرچہ چوری کی ہو۔

۶۰۔ حدیث أَبِي ذَرٍّ ﷺ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذَالِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے جسم مبارک پر سفید کپڑا تھا اور آپ سو رہے تھے۔ پھر دوبارہ حاضر ہوا تو آپ بیدار ہو چکے تھے پھر آپ نے فرمایا، جس بندے نے بھی کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو مان لیا اور پھر اسی پر وہ مرا تو جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا چاہے اس نے زنا کیا ہو؟ چاہے اس نے چوری کی ہو؟ آپ نے فرمایا کہ چاہے اس نے زنا کیا ہو' چاہے اس نے چوری کی ہو۔ میں نے (حیرت کی وجہ سے تین مرتبہ) عرض کیا کہ چاہے اس نے زنا کیا ہو یا اس نے چوری کی ہو؟ تو آپ ﷺ نے (تینوں مرتبہ یہی) فرمایا کہ چاہے اس نے زنا کیا ہو'

۵۸۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 1 باب فی الجنائز (1238) مسلم (92)۔

۵۹۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 1 باب فی الجنائز (1237) مسلم (94)۔

۶۰۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 24 باب الثیاب البیض، مسلم (94)۔

عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِى ذَرٍّ)) ۔

چاہے اس نے چوری کی ہو، خواہ ابوذر کی ناک ہی خاک آلود ہو جائے۔

وَكَانَ اَبُو ذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِى ذَرٍّ۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو آپ ﷺ کے یہ الفاظ ''اگرچہ ابوذر کی ناک خاک آلودہ ہو'' ضرور بیان کرتے۔

فہم الحدیث ان احادیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب ابدی جہنمی نہیں ہیں بلکہ وہ اگر جہنم میں داخل ہو بھی گئے تو اپنے گناہوں کی سزا پا کر بالآخر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

(39) باب تحريم قتل الكافر بعد ان قال لا اله الا الله

کافر اگر کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ دے تو اس کا قتل کرنا حرام ہے

٦١۔ حديث الْمِقْدَادِ بْنِ الاَسْوَدِ رضی اللہ عنہ، (هُوَ الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ) اَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ، فَاقْتَتَلْنَا، فَضَرَبَ اِحْدٰى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّى بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ، ءَاَقْتُلُهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقْتُلْهُ)) فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ قَطَعَ اِحْدٰى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقْتُلْهُ، فَاِنْ قَتَلْتَهُ فَاِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهُ، وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ اَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِى قَالَ)) ۔

حضرت مقداد بن اسود یعنی مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ، بنی زہرہ کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اگر کسی موقع پر میری کسی کافر سے ٹکر ہو جائے اور ہم دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش میں لگ جائیں اور وہ میرے ایک ہاتھ پر تلوار مار کر اسے کاٹ ڈالے پھر وہ مجھ سے بھاگ کر ایک درخت کی پناہ لے کر کہے، میں اللہ پر ایمان لے آیا، تو کیا یارسول اللہ! اس کے اس اقرار کے بعد پھر بھی میں اسے قتل کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اسے قتل نہ کرنا۔ انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! وہ پہلے میرا ایک ہاتھ بھی کاٹ چکا ہے؟ اور یہ اقرار میرے ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا ہے؟ آپ نے پھر بھی یہی فرمایا۔ کہ اسے قتل نہ کر' کیوں کہ اگر تو نے اسے قتل کر ڈالا تو اسے قتل کرنے سے پہلے جو تمہارا مقام تھا اب اس کا وہ مقام ہوگا (یعنی جنت) اور تمہارا مقام وہ ہوگا جو اس کا مقام اس وقت تھا جب اس نے اس کلمہ کا اقرار نہیں کیا تھا (یعنی جہنم)۔

لغوی توضیح لَاذَ فعل ماضی کا صیغہ ہے باب لَاذَ يَلُوْذُ (بروزن نصر) سے، معنی ہے پناہ پکڑنا۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلمہ پڑھنے والے کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے خواہ حالات یہ بتا رہے ہوں کہ اس نے محض اپنی جان بچانے کے لیے ہی کلمہ پڑھا ہے، دل کی تصدیق سے نہیں۔ کیونکہ حکم ظاہر پر لگایا جاتا ہے، کسی بھی بندے کو اس

٦١۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 12 باب حدثني خليفة (4019) مسلم (95) ابو داود (2644)۔

بات کا مکلف نہیں بنایا گیا کہ وہ پوشیدہ باتوں کی بھی معرفت حاصل کرے۔ آئندہ حدیث بھی اسی کا ثبوت ہے۔

٦٢۔ حدیث أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ، وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ عَنْهُ، وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا، بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أُسَامَةُ! أَقَتَلْتَهُ بَعْدَمَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟)) قُلْتُ كَانَ مُتَعَوِّذًا، فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا۔ ہم نے صبح کے وقت ان پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی۔ پھر میں اور ایک اور انصاری صحابی اس قبیلہ کے ایک شخص (مرواس بن عمرو) سے بھڑ گئے۔ جب ہم نے اس پر غلبہ پا لیا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا۔ انصاری تو فوراً ہی رک گیا لیکن میں نے اسے اپنے برچھے سے قتل کر دیا۔ جب ہم لوٹے تو نبی ﷺ کو بھی اس کی خبر ہوئی۔ آپ نے دریافت فرمایا اسامہ کیا اس کے لا الہ الا اللہ کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ قتل سے بچنا چاہتا تھا (اس نے کلمہ دل سے نہیں پڑھا) آپ بار بار یہی فرماتے رہے (کیا تم نے اس کے لا الہ الا اللہ کہنے پر بھی اسے قتل کر دیا) حتیٰ کہ میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے اسلام نہ لاتا۔

(40) باب قول النبی ﷺ من حمل علینا السلاح فلیس منا

رسول اللہ ﷺ کا فرمان جس نے مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں

٦٣۔ حدیث عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم سے نہیں ہے۔

٦٤۔ حدیث أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم سے نہیں۔

فہم الحدیث ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے خلاف اسلحہ اٹھانا حرام ہے اور جو ایسا کرے گا وہ بغاوت وسرکشی کا مرتکب ہو کر مسلمانوں کی جماعت سے نکل جائے گا' حاکم وقت ایسے لوگوں کو بلا کر ان کے شبہات دور کرنے کی کوشش کرے گا اور انہیں جماعت میں شرکت کی دعوت دے گا۔ اگر وہ تسلیم کر لیں تو درست ورنہ ان کے راہِ راست پر آنے تک ان سے قتال کیا جائے

٦٢۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 45 باب بعث النبی اسامة بن زید (4269) مسلم (96) ابو داود (2643)۔
٦٣۔ البخاری فی: 92 کتاب الفتن: 7 باب قول النبی من حمل علینا السلاح فلیس منا (6874) مسلم (98)۔
٦٤۔ البخاری فی: 92 کتاب الفتن: 7 باب قول النبی من حمل علینا السلاح فلیس منا (7071) مسلم (100)۔

گا۔جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿ فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْئَ اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ ﴾[الحجرات : ۹] ''باغی گروہ سے لڑائی کرو حتی کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں۔''

(42) باب تحریم ضرب الخدود وشق الجیوب والدعاء بدعوی الجاهلیة

رخسار پیٹنا' گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کے سے نعرے لگانا حرام ہے

٦٥۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ' وَشَقَّ الْجُيُوْبَ ' وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جوشخص (کسی میت پر) اپنے رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور عہدِ جاہلیت کی سی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

لغوی توضیح اَلْخُدُوْدَ جمع ہے خَد کی، معنی ہے رخسار۔ اَلْجُيُوْبَ جمع ہے جَيْب کی، معنی ہے گریبان۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ مصیبت و تکلیف کے وقت جزع فزع اور چیخ و پکار کرنا جائز نہیں اور جاہلیت کی پکار (یعنی ہلاکت و بربادی کی دعائیں، بین کرنا، نوحہ کرنا وغیرہ) بھی حرام ہے۔ قرآن میں ہدایت یافتہ انہیں کہا گیا ہے جو مصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں اور زبان سے یہ الفاظ نکالتے ہیں ﴿ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ﴾ ۔[1]

٦٦۔ حدیث اَبِيْ مُوْسٰى ﷺ' وَجِعَ اَبُوْ مُوْسٰى وَجَعًا شَدِيْدًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَاْسُهُ فِيْ حِجْرِ امْرَاَةٍ مِنْ اَهْلِهِ ' فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا ' فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِيْءٌ مِمَّنْ بَرِيْءَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَرِيْءَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیمار پڑے ایسے کہ ان پر غشی طاری تھی اور ان کا سر ان کی ایک بیوی (ام عبداللہ بنت ابی رومہ) کی گود میں تھا (وہ ایک زوردار چیخ مار کر رونے لگی) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت کچھ بول نہ سکے لیکن جب ان کو ہوش ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں بھی اس کام سے بیزار ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے (کسی غم کے وقت) چلا کر رونے والی' سر منڈوا دینے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورتوں سے اپنی بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔

لغوی توضیح اَلصَّالِقَة مصیبت کے وقت بلند آوازیں نکالنے والی۔ اَلْحَالِقَة مصیبت کے وقت سر منڈانے والی۔ اَلشَّاقَّة مصیبت کے وقت کپڑے پھاڑنے والی۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت چیخ و پکار کرنے والی عورتوں سے نبی ﷺ کا کوئی تعلق نہیں۔ ایک روایت

٦٥۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز 39 باب لیس منا من ضرب الخدود (1294) مسلم (103) ابن ماجه (1584)۔

٦٦۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 38 باب ما ینهی من الحلق (1296) مسلم (104) ابن حبان (3150)۔

[1] [سورۃ البقرۃ : آیت 156]

میں ہے کہ نوحہ خوانی جاہلیت کا کام ہے اور اگر نوحہ کرنے والی عورت توبہ کیے بغیر مر جائے تو اسے روز قیامت گندھک کی شلوار اور خارش کی قمیص پہنائی جائے گی۔[1]

(43) باب بيان غلظ تحريم النميمة
چغلی کھانے کی حرمت کا بیان

٦٧۔ حديث حُذَيْفَة ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ))۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

لغوی توضیح قَتَّات باب قَتَّ يَقُتُّ (بروزن نصر) سے ماخوذ ہے۔ معنی ہے چغل خور۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ چغل خوری بہت بڑا گناہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ دو قبروں کے قریب سے گزرے تو فرمایا کہ انہیں عذاب دیا جا رہا ہے اور ان میں سے ایک کو چغل خوری کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔[2] امام منذریؒ نے نقل فرمایا ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ چغلی حرام اور اللہ کے ہاں کبیرہ گناہ ہے۔[3] یہاں یہ یاد رہے کہ جنت میں داخل نہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ چغل خور ابتدائی طور پر جنت میں داخل نہیں ہوگا، تاہم بعد میں اپنے گناہ کی سزا پا کر بالآخر جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(44) باب بيان غلظ تحريم اسبال الازار والمن بالعطية وتنفيق السلعة بالحلف وبيان الثلاثة الذين لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم
تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے، احسان کر کے جتانے اور جھوٹی قسم کھا کر مال تجارت بیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور ان تین آدمیوں کا ذکر جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہ کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا

٦٨۔ حديث أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ: رَجُلٌ كَانَ لَهُ فَضْلُ مَاءٍ بِالطَّرِيْقِ فَمَنَعَهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامَهُ لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ، وَرَجُلٌ أَقَامَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ تین طرح کے لوگ وہ ہوں گے جن کی طرف قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نظر بھی نہیں اٹھائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا؛ ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں ضرورت سے زیادہ پانی ہو اور اس نے کسی مسافر کو اس کے استعمال سے روک دیا۔ دوسرا وہ شخص جو کسی حاکم سے بیعت صرف دنیا کے لئے کرے کہ اگر وہ حاکم اسے کچھ دے تو وہ راضی رہے ورنہ خفا ہو جائے۔ تیسرے وہ شخص جو اپنا

٦٧۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 50 باب ما يكره من النميمة (6056) مسلم (105)۔

٦٨۔ البخاري في: 42 كتاب المساقاة: 5 باب إثم من منع ابن السبيل (2358) مسلم (108) بغوى (1669)۔

---

[1] [مسلم: كتاب الجنائز (934)]
[2] [بخاري (218) مسلم (292)]
[3] [كما في توضيح الأحكام (452/7)]

سِلْعَتَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ لَقَدْ أَعْطَيْتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا' فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ)) ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا ﴾ [آل عمران : ٧٧] ۔

(بیچنے کا) سامان عصر کے بعد لے کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں! مجھے اس سامان کی قیمت اتنی اتنی مل رہی تھی۔ اس پر ایک شخص نے اسے سچ سمجھا (اور اس کی بتائی ہوئی قیمت پر اس سامان کو خرید لیا) پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ''بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نہ تو ان سے بات چیت کرے گا اور نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہیں۔

لغوی توضیح فَضْلُ مَاءٍ زائد، بچا ہوا پانی۔ سِلْعَتَهُ اپنا سامان، سودا، سامانِ تجارت۔

(45) باب بيان غلظ تحريم قتل الانسان نفسه وان من قتل نفسه بشيء عذب به في النار' وانه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة

خودکشی کے سخت حرام ہونے اور خودکشی کرنے والے کا عذابِ جہنم میں مبتلا ہونے اور جنت میں سوائے مسلمان کے کسی کے نہ جانے کا بیان

٦٩ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا' وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا' وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے پہاڑ سے اپنے آپ کو گرا کر خودکشی کر لی وہ جہنم کی آگ میں ہو گا اور اس میں ہمیشہ پہاڑ سے گرتا رہے گا اور جس نے زہر پی کر خودکشی کر لی تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی آگ میں وہ اسے اسی طرح ہمیشہ پیتا رہے گا اور جس نے لوہے کے کسی ہتھیار سے خودکشی کر لی تو اس کا ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی آگ میں ہمیشہ کے لیے وہ اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔

لغوی توضیح تَرَدَّى اپنے نفس کو گرا لیا۔ تَحَسَّى پی لیا۔ سُمًّا زہر۔ يَجَأُ مارتا رہے گا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ خودکشی حرام اور کبیرہ گناہ ہے اور اسی حرمت کا بیان اس باب کی آئندہ احادیث میں ہے۔

٦٩ ۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 56 باب شرب السم والدواء به (1365) مسلم (109) ۔

لیکن ان میں جو ایسے شخص کے ہمیشہ جہنم میں رہنے یا اس پر جنت کے حرام ہونے کا ذکر ہے وہ محض اس گناہ کی شناعت کے بیان کے لیے ہے ورنہ اہل السنہ کے ہاں یہ قاعدہ مسلم ہے کہ جو بھی کبیرہ گناہوں کا مرتکب اسلام کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو وہ اپنے گناہ کی سزا پا کر بالآخر جنت میں داخل ہو ہی جائے گا۔[1] جیسا کہ پیچھے بھی اس مفہوم کی احادیث گزر چکی ہیں کہ جس نے شرک نہ کیا اور خواہ کتنے ہی کبیرہ گناہ کیے ہوں بالآخر وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۷۰۔ **حدیث** ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رضی اللہ عنہ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ))۔

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ اصحاب شجرہ (بیعت رضوان کرنے والوں) میں سے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر قسم کھائے (میں فلاں کام کروں تو عیسائی بن جاؤں) تو وہ ایسے ہی ہو جائے گا جیسے اس نے کہا اور کسی انسان پر ان چیزوں کی نذر صحیح نہیں ہوتی جو اس کے اختیار میں نہ ہوں اور جس نے دنیا میں کسی چیز سے خودکشی کر لی اسے اسی چیز سے آخرت میں عذاب ہوگا اور جس نے کسی مسلمان پر لعنت بھیجی تو یہ اس کا خون کرنے کے برابر ہے اور جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس کا خون کیا۔

۷۱۔ **حدیث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ، فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ: ((هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيْدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ، فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! الَّذِي قُلْتَ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيْدًا، وَقَدْ مَاتَ، فَقَالَ ﷺ ((إِلَى النَّارِ)) قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ، فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذٰلِكَ إِذْ قِيْلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلٰكِنْ بِهِ جِرَاحًا شَدِيْدًا،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں موجود تھے۔ آپ نے ایک شخص کے متعلق جو خود کو مسلمان کہتا تھا، فرمایا کہ یہ شخص دوزخ والوں میں سے ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو وہ شخص (مسلمانوں کی طرف سے) بڑی بہادری کے ساتھ لڑا اور وہ زخمی بھی ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخ میں جائے گا، آج تو وہ بڑی بے جگری کے ساتھ لڑا ہے اور (زخمی ہو کر) مر بھی گیا ہے۔ آپ نے اب بھی وہی جواب دیا کہ جہنم میں گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ممکن تھا کہ بعض لوگوں کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہو جاتا۔ لیکن ابھی لوگ اسی غور و فکر میں تھے کہ کسی نے بتایا کہ ابھی وہ مرا نہیں ہے

۷۰۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 44 باب ما ينهى من السباب (1363) مسلم (110) ابو داود (3257)۔
۷۱۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 182 باب إن الله يؤيد الدين بالرجل الفاجر (3062) مسلم (111)۔

[1] [فتح الباري (227/3) شرح مسلم للنووي (187/2)]

فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ: فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ! أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ)) ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى فِي النَّاسِ: ((إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)).

البتہ زخم کاری ہے۔ پھر جب رات آئی تو اس نے زخموں کی تاب نہ لاکر خودکشی کرلی۔ جب آپ ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا، اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے لوگوں میں یہ اعلان کردیا کہ مسلمان کے سوا جنت میں کوئی اور داخل نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنے دین کی امداد کسی فاجر شخص سے بھی کرالیتا ہے۔

۷۲۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عَسْكَرِهِ، وَمَالَ الْآخَرُوْنَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ، وَفِي أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقَالُوْا كَمَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا صَاحِبُهُ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ، وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ، قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ، وَذُبَابُهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى نَفْسِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ))؟

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی (اپنے اصحاب کے ہمراہ احد یا خیبر کی لڑائی میں) مشرکین سے مڈبھیڑ ہوئی اور جنگ چھڑ گئی پھر جب آپ (اس دن لڑائی سے فارغ ہوکر) اپنے پڑاؤ کی طرف واپس ہوئے اور مشرکین اپنے پڑاؤ کی طرف تو آپ کی فوج کے ساتھ ایک شخص تھا۔ لڑائی لڑنے میں اس کا یہ حال تھا کہ مشرکین کا کوئی آدمی بھی اگر کسی طرف نظر آجاتا تو اس کا پیچھا کرکے وہ شخص اپنی تلوار سے اسے قتل کردیتا۔ سہل رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق کہا کہ آج جتنی سرگرمی کے ساتھ فلاں شخص لڑا ہے ہم میں کوئی بھی اس طرح نہ لڑ سکا۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ وہ شخص دوزخی ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے (اپنے دل میں) کہا اچھا میں اس کا پیچھا کروں گا۔ (دیکھوں حضور ﷺ نے اسے کیوں دوزخی فرمایا ہے) وہ اس کے ساتھ ساتھ (دوسرے دن لڑائی میں موجود) رہا جب کبھی وہ کھڑا ہوجاتا تو یہ بھی کھڑا ہوجاتا اور جب وہ تیز چلتا تو یہ بھی اس کے ساتھ تیز چلتا۔ آخر وہ شخص زخمی ہوگیا، زخم بڑا گہرا تھا۔ اس لئے اس نے چاہا کہ موت جلدی آجائے اور اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھ کر اس کی دھار کو سینے کے مقابلہ میں کرلیا اور تلوار پر گر کر اپنی جان دے دی اب وہ صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت

۷۲۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 77 باب لا يقول فلان شهيد (2898) مسلم (112)۔

قَالَ : الرَّجُلُ الَّذِيْ ذَكَرْتَ آنِفًا اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ، اَنَا لَكُمْ بِهٖ، فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهٖ، ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهٖ فِي الْاَرْضِ، وَذُبَابُهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) ۔

میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔آپ نے دریافت فرمایا کیا بات ہوئی؟ انہوں نے بیان کیا کہ وہی شخص جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے ،صحابہ پر آپ کا فرمان بڑا شاق گذرا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ تم سب لوگوں کی طرف سے میں اس کے متعلق تحقیق کرتا ہوں۔ چنانچہ میں اس کے پیچھے ہولیا اس کے بعد وہ شخص سخت زخمی ہوا اور چاہا کہ جلدی موت آجائے اس لئے اس نے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھ کر اس کی دھار کو اپنے سینے کے مقابل کرلیا اور اس پر گر کر خود جان دے دی۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ ایک آدمی زندگی بھر بظاہر اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے اور ایک آدمی بظاہر اہل دوزخ کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت میں ہوتا ہے۔

لغوی توضیح نَصْلَ سَيْفِهٖ تلوار کا پھل۔ ذُبَابُهٗ تلوار کی دھار۔ تَحَامَلَ مائل ہوا۔ آنِفًا ابھی۔

۷۳۔ **حدیث** جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهٖ جُرْحٌ فَجَزِعَ، فَاَخَذَ سِكِّيْنًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهٗ فَمَا رَقَاَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَادَرَنِيْ عَبْدِيْ بِنَفْسِهٖ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) ۔

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پچھلے زمانے میں ایک شخص (کے ہاتھ میں) زخم ہوگیا تھا اور اسے اس سے بڑی تکلیف تھی آخر اس نے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خون بہنے لگا اور اسی سے وہ مرگیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے خود میرے پاس آنے میں جلدی کی اس لئے میں نے بھی جنت کو اس پر حرام کردیا۔

لغوی توضیح سِكِّيْنًا چھری۔ حَزَّ کاٹ ڈالا۔ بَادَرَ جلدی کی۔

(46) غلظ تحريم الغلول وانه لا يدخل الجنة الا المؤمنون

مال غنیمت میں چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت میں صرف ایمان دار ہی داخل ہوں گے

۷٤۔ **حدیث** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم نے خیبر فتح کیا تو مال

۷۲۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 77 باب لا يقول فلان شهيد (2898) مسلم (112) ۔

۷۳۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 50 باب ما ذكر عن بني إسرائيل (1364) مسلم (113) ابن حبان (5988)۔

۷٤۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (4234) مسلم (115) ابوداود (2711) ۔

افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً ' إِنَّمَا غَـنِمْنا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالحوائِطَ ' ثُمَّ انْـصَرَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِلَى وَادِي الْقُرٰى وَمَـعَهُ عَبْدٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ ' اَهْدَاهُ لَهُ اَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ ' فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَـاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتّٰى اَصَابَ ذَٰلِكَ الْعَبْدَ ' فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَلٰى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَـدِهِ إِنَّ الشَّـمْلَةَ الَّتِي اَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْـمَـغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَـارًا)) فَـجَاءَ رَجُلٌ ' حِيْنَ سَمِعَ ذَٰلِكَ مِنَ الـنَّبِيِّ ' بِشِـرَاكٍ اَوْ بِشِـرَاكَيْنِ ' فَقَالَ: هٰذَا شَيْـءٌ كُـنْـتُ اَصَبْتُـهُ فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((شِرَاكٌ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ))۔

غنیمت میں ہمیں سونا اور چاندی [illegible] ملکہ گائے' اونٹ' سامان اور باغات ملے تھے پھر ہم رسول اللہ [illegible] کی طرف لوٹے ۔آپ ﷺ کے ساتھ ایک مدعم نامی غلام تھا جو بنی ضباب کے ایک صحابی نے آپ کو ہدیہ میں دیا تھا۔وہ رسول اللہ ﷺ کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ کسی نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر اس کو لگا۔ لوگوں نے کہا مبارک ہو شہادت! لیکن حضور ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو چادر اس نے خیبر میں تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں سے چرائی تھی وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے۔یہ سن کر ایک دوسرے صحابی ایک یا دو تسمے لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یہ میں نے اٹھا لئے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی جہنم کا تسمہ بنتا۔

لغوی توضیح اَلْحَوَائِطُ جمع ہے حَائِط کی،معنی ہے باغات۔وَادِي الْقُرٰى مدینہ کے قریب ایک مقام کا نام۔ سَهْمٌ عَائِرٌ جس تیر کے مارنے والے کا پتہ نہ چلے۔شِرَاكٌ تسمہ۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ مال غنیمت میں خیانت حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ایک روایت میں ہے کہ (مال غنیمت میں) خیانت نہ کرو کیونکہ خیانت خائن کے لیے دنیا و آخرت میں آگ اور عار ہے۔[1] امام شوکانی ؒ نے کہا ہے' خیانت حرام ہے خواہ چھوٹی ہو یا بڑی۔[2] امام نووی ؒ نے خیانت کے کبیرہ گناہ ہونے پر اجماع نقل فرمایا ہے۔[3]

(51) باب هل يؤاخذ باعمال الجاهلية

کیا زمانۂ کفر کے اعمال پر مؤاخذہ ہوگا؟

۷۵۔ **حديث** ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ ' قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي

حضرت ابن مسعود ؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے جو گناہ جاہلیت کے زمانہ میں کئے ہیں کیا ان کا مؤاخذہ ہم سے ہو

۷۵۔ البخاري في: 88 كتاب استتابة المرتدين: 1 باب إثم من اشرك بالله (6921) مسلم (120)۔

[1] [**حسن صحيح** صحيح ابن ماجه ' ابن ماجه (2850) مسند احمد (316/5) دارمي (2487)]

[2] [نيل الأوطار (60/5)]

[3] [شرح مسلم للنووي (456/6)]

الْجَاهِلِيَّةِ ؟ قَالَ ((مَنْ اَحْسَنَ فِي الاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، وَمَنْ اَسَاءَ فِي الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِالاَوَّلِ وَالآخِرِ))۔

گا؟ آپ نے فرمایا جو شخص اسلام کی حالت میں نیک اعمال کرتا رہا اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مؤاخذہ نہ ہوگا اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے دونوں زمانوں کے گناہوں کا مؤاخذہ ہوگا۔

فهم الحديث اس حدیث کا مفہوم جو محققین کی جماعت نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جس شخص نے ظاہر و باطن کے ساتھ اسلام قبول کیا اور حقیقی مسلمان بنا، اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (جیسا کہ حدیث ہے کہ اَلْاِسْلَامُ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ[1]) اور جس نے بظاہر تو اسلام قبول کیا مگر دل سے اسلام قبول نہ کیا تو یہ شخص منافق ہے اور اپنے کفر پر باقی ہے، اس سے اظہار اسلام کے بعد کے گناہوں کے ساتھ ساتھ جاہلیت کے گناہوں کا بھی مؤاخذہ کیا جائے گا[2]

(52) باب كون الاسلام يهدم ماقبله وكذا الهجرة والحج

حج اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہو جانا

٧٦۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ، اَنَّ نَاسًا مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوْا قَدْ قَتَلُوْا وَاَكْثَرُوْا ، وَزَنَوْا وَاَكْثَرُوْا ، فَاَتَوْا مُحَمَّدًا ﷺ فَقَالُوْا : اِنَّ الَّذِي تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً ، فَنَزَلَ ۔ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ [الفرقان : ٦٨] وَنَزَلَ: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلَى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ [الزمر : ٥٣] ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مشرکین میں بعض نے قتل کا گناہ کیا تھا اور کثرت سے کیا تھا۔ اسی طرح زنا کاری بھی کثرت سے کرتے رہے تھے۔ پھر وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ یعنی (اسلام) یقیناً اچھی چیز ہے لیکن ہمیں یہ بتائیے کہ اب تک ہم نے جو گناہ کئے ہیں وہ اسلام لانے سے معاف ہوں گے یا نہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا اور کسی معبود کو نہیں پکارتے اور کسی بھی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے ہاں مگر حق کے ساتھ۔ نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔'' اور یہ آیت نازل ہوئی ''آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو! جو اپنے نفسوں پر زیادتیاں کر چکے ہو اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔''

(53) باب حكم عمل الكافر اذا اسلم بعده

کافروں کے نیک اعمال جو انہوں نے حالت کفر میں کیے اور بعد میں مسلمان ہو گئے ہیں ان اعمال کا اجر ملے گا

٧٧۔ حديث حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ ، قَالَ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول

٧٦۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 39 سورة الزمر (4810) مسلم (122) ابو داود (4274) ۔
٧٧۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 24 باب من تصدق فى الشرك ثم اسلم (1436) مسلم (123) ۔

[1] [مسلم : كتاب الايمان (121)]
[2] [شرح مسلم للنووى (200/2)]

: قُلْتُ يارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَرَاَيْتَ اَشْيَاءَ كُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ اَوْ عَتَاقَةٍ وَصِلَةِ رَحِمٍ ، فَهَلْ فِيْهَا مِنْ اَجْرٍ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ))۔

اللہ! ان نیک کاموں سے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جنہیں میں جاہلیت کے زمانہ میں صدقہ، غلام آزاد کرنے اور صلہ رحمی کی صورت میں کیا کرتا تھا۔ کیا ان کا مجھے ثواب ملے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی ان تمام نیکیوں کے ساتھ اسلام لائے ہو جو پہلے گذر چکی ہیں۔

لغوی توضیح اَتَحَنَّثُ (بروزن تفعل) کا معنی ہے، میں عبادت وتقرب کی غرض سے جو کام کرتا تھا۔

فقہ الحدیث یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ کافر اگر مسلمان ہو جائے اور پھر اسلام کی حالت میں ہی فوت ہو تو اسے ان اچھے کاموں کا بھی اجر ملتا ہے جو اس نے زمانہ کفر میں کیے ہوتے ہیں۔

(54) باب صدق الايمان واخلاصه

ایمان کی سچائی اور اخلاص کا بیان

۷۸۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ۔ ﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ ۔ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ ! قَالَ : ((لَيْسَ ذٰلِكَ ، اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ ، اَلَمْ تَسْمَعُوْا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ ﴿يَا بُنَيَّ لَاتُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ''جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہیں کی'' [الانعام:۸۲] نازل ہوئی، مسلمانوں پر بڑا شاق گزرا اور انہوں نے عرض کیا ہم میں کون ایسا ہو سکتا ہے جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہ کی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں۔ آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''اے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، بے شک شرک بڑا ہی ظلم ہے۔'' [لقمان:۱۳]

(56) باب تجاوز الله عن حديث النفس والخواطر بالقلب اذا لم تستقر

شیطانی وسوسے، دل کے اندیشے اور خیال اگر دل میں راسخ نہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرماتا ہے

۷۹۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ اَنْفُسُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَتَكَلَّمْ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کو خیالات فاسدہ کی حد تک معاف کیا ہے جب تک کہ اس پر عمل نہ کرے یا اسے زبان سے ادا نہ کرے۔

۷۸۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبياء: 1 باب قول الله تعالى "ولقد آتينا لقمان الحكمة" (32) مسلم (124) ۔

۷۹۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 11 باب الطلاق فی الإغلاق (2528) مسلم (127) ابو داود (2209) ۔

(57) باب اذا هم العبد بحسنة كتبت واذا هم بسيئة لم تكتب

جب کوئی شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو نیکی لکھ لی جاتی ہے اور جب برائی کا ارادہ کرتا ہے تو نہیں لکھی جاتی

٨٠۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب اپنے اسلام کو عمدہ بنا لے (یعنی نفاق اور ریا کاری سے پاک کرلے) تو ہر نیک کام جو وہ کرتا ہے اس کے عوض دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر برا کام جو کرتا ہے تو وہ اتنا ہی لکھا جاتا ہے (جتنا کہ اس نے کیا ہے)۔

٨١۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ، ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ، إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا، اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کر دی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کر دیا ہے پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی پوری ایک نیکی کا ثواب درج فرما لیتا ہے۔ اور اگر کسی نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے یہاں دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھی ہیں اور اس سے بڑھا کر! اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے یہاں ایک نیکی لکھی ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے یہاں اس کے لئے ایک برائی لکھی ہے۔

فهم الحديث: یہ حدیث ثبوت ہے کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے[1] جیسا کہ نیکی کے ارادے پر ہی ایک نیکی لکھ لی جاتی ہے جبکہ برائی کے ارادے پر کچھ نہیں لکھا جاتا اور نیکی کرنے پر دس سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھ لی جاتی ہے جبکہ برائی کرنے پر صرف ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔

٨٠۔ البخاري في: 2 كتاب الإيمان: 31 باب حسن إسلام المرء (42) مسلم (129) ابن حبان (228)۔

٨١۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 31 باب من هم بحسنة او بسيئة (6491) مسلم (131)۔

[1] [بخاري: كتاب التوحيد: باب وكان عرشه على الماء (7422)]

(58) باب الوسوسة فی الایمان وما یقول من وجدها

وسوسے کا بیان، جب وسوسہ آئے تو کیا کہنا چاہیے

٨٢- حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰه عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتّٰى يَقُوْلَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور تمہارے دل میں پہلے تو یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ اور آخر میں بات یہاں تک پہنچاتا ہے کہ خود تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب کسی شخص کو ایسا وسوسہ ڈالے تو اسے اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے اور شیطانی خیال کو چھوڑ دے۔

٨٣- حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَائَلُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: هٰذَا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان برابر سوال کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ سوال کرے گا کہ یہ تو اللہ ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا۔ لیکن اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ (معاذ اللہ شیطان ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالے گا)۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ جب انسان کو اس طرح کے کفریہ اور برے خیالات و وساوس آئیں تو اسے فوراً شیطان سے پناہ پکڑنی چاہیے۔ اس کے لیے یہ کلمات کہے جا سکتے ہیں "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ"۔

(59) وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار

جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارے اس کی سزا دوزخ ہے

٨٤- حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنِ صَبْرٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰٓئِكَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اس لئے قسم کھائی کہ کسی مسلمان کا مال (جھوٹ بول کر) مار لے تو جب وہ اللہ سے ملے گا اللہ اس پر ناراض ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس فرمان کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی۔" بیشک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں کوئی بھلائی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ

٨٢- البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبليس وجنوده (3276) مسلم (134) ابو داود (4721)۔

٨٣- البخاري في: 96 كتاب الاعتصام: 3 باب ما يكره من كثرة السؤال، مسلم (135)۔

٨٤- البخاري في: 65 كتاب التفسير: 3 سورة آل عمران 3 باب إن الذين يشترون بعهد الله (2356) مسلم (138)۔

لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ﴾ إِلَى آخر الآية، قَالَ فَدَخَلَ الأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ؟ قُلْنَا: كَذَا وَكَذَا، قَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ: كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِينُهُ)) فَقُلْتُ: إِذَا يَحْلِفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ))۔

تو ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہیں۔" [آل عمران:۷۷] راوی کا بیان ہے کہ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا ابوعبدالرحمٰن (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے آپ لوگوں سے کوئی حدیث بیان کی ہے؟ ہم نے بتایا کہ ہاں اس طرح سے بیان کی ہے۔ اشعث نے اس پر کہا کہ یہ آیت تو میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میرے ایک چچا کے بیٹے کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا (ہمارا اس پر جھگڑا ہوا اور مقدمہ آپ ﷺ تک پہنچا تو) آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تو گواہ پیش کر یا پھر اس کی قسم پر فیصلہ ہوگا' میں نے کہا پھر تو یارسول اللہ! وہ (جھوٹی) قسم کھالے گا۔ آپ نے فرمایا کہ جو جھوٹی قسم اس لئے کھائے کہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال ہڑپ لے اور اس کی نیت بری ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس پر نہایت ہی غضبناک ہوگا۔

فهم الحديث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال ہڑپ لینا بہت بڑا گناہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے جھوٹی قسم کھا کر کسی کی پیلو کی ایک ٹہنی بھی ہڑپ لی اس پر آگ واجب ہوگئی۔[1]

(60) باب الدليل على ان من قصد اخذ مال غيره بغير حق كان القاصد مهدر الدم في حقه وان قتل كان في النار وان من قتل دون ماله فهو شهيد

جو شخص کسی کا مال ناحق چھیننے کی کوشش کرے تو اس کا خون مباح ہے اور اگر وہ اس کوشش میں قتل ہو جائے تو جہنم میں جائے گا اور مال والا اگر اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے

۸۵۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے۔

۸۴۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 3 سورة آل عمران 3 باب إن الذين يشترون بعهد الله (2356) مسلم (138)۔

۸۵۔ البخاري في: 46 كتاب المظالم: 33 باب من قاتل دون ماله' مسلم (141) احمد (6533)۔

[1] [مسلم: كتاب الايمان: باب من اقتطع بيمينه حق امرئ مسلم (137)]

فہم الحدیث: ایک دوسری روایت میں مال کے ساتھ دین' اہل وعیال اور نفس کا بھی ذکر ہے۔[1] اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی کے مال' جان یا عزت پر حملہ کرے تو اس سے لڑائی کی جاسکتی ہے اور اس دوران اگر اپنا دفاع کرنے والا قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے اور اگر حملہ کرنے والا مارا جائے تو اس کا خون رائیگاں جائے گا' نہ تو قاتل پر اس کا کوئی گناہ ہوگا اور نہ ہی اس سے قصاص و دیت کا مطالبہ کیا جائے گا۔

(61) باب استحقاق الوالي الغاش لرعية النار

رعایا کے حقوق میں خیانت کرنے والا حاکم جہنم کا حق دار ہے

٨٦۔ حديث مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ ﷺ' اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَهُ فِي مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ' فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ اِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ' سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ))۔

عبیداللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے اس مرض میں آئے جس میں ان کا انتقال ہوا' تو حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی رعیت کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

لغوی توضیح: اِسْتَرْعَاهُ حاکم وسربراہ بنائے۔ رَعِيَّة اس کی جمع رعایا ہے' مراد ہے عوام ومحکومین۔

فہم الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حکام وامراء پر عوام کو دھوکہ دینا اور ان کے حقوق غصب کرنا حرام و کبیرہ گناہ ہے اور ایسے حکام پر جنت حرام ہے۔ اس لیے اگر کوئی حاکم وامیر چاہتا ہے کہ اسے جنت میں داخلہ مل جائے تو وہ اپنی رعایا کے مکمل حقوق ادا کرے' ان پر ظلم وزیادتی نہ کرے' ان سے ناانصافی نہ کرے' ان پر ناجائز ٹیکسوں کا بوجھ نہ ڈالے' انہیں دہشت گردوں اور لٹیروں سے تحفظ فراہم کرے وغیرہ وغیرہ۔ حکمران کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عادل حاکم روز قیامت ان سات خوش نصیبوں میں سے ایک ہوگا جسے اللہ اپنا سایہ عطا فرمائیں گے۔[2]

(62) باب رفع الامانة والايمان من بعض القلوب وعرض الفتن على القلوب

بعض دلوں سے امانت اور ایمان کے اٹھ جانے اور فتنوں کے طاری ہونے کا بیان

٨٧۔ حديث حُذَيْفَةَ ﷺ ' قَالَ : حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ' رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا ' وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْآخَرَ ' حَدَّثَنَا ((اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں ارشاد فرمائیں۔ ایک کا ظہور تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی

٨٦۔ البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 8 باب من استرعى رعية فلم ينصح (7150) مسلم (142)۔

٨٧۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 35 باب رفع الامانة (6497) مسلم (143) ترمذي (2179)۔

---

[1] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (6445) نسائي (4095) ترمذي (1421)]

[2] [بخاري (660) مسلم (1031)]

جَـذْرِ قُـلُوْبِ الرِّجَالِ' ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثُـمَّ عَـلِـمُوْا مِنَ السُّنَّةِ)) وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَـالَ: ((يَـنَـامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِـنْ قَـلْبِـهٖ' فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْوَكْتِ' ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ' فَيَبْقٰى اَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَـجَـمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ' فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُـنْتَبِـرًا وَلَـيْـسَ فِيْـهِ شَـیْءٌ' فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ فَلَا يَكَادُ اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ' فَيُقَالُ اِنَّ فِـی بَنِی فُلَانٍ رَجُلًا اَمِينًا' وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَهٗ وَمَا اَظْرَفَهٗ وَمَا اَجْلَدَهٗ! وَمَا فِي قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ))۔

وَلَـقَدْ اَتٰى عَلَیَّ زَمَانٌ وَمَا اُبَالِي اَيُّكُمْ بَـايَـعْـتُ' لَـئِـنْ كَـانَ مُـسْلِمًا رَدَّهٗ عَلَیَّ الْاِسْلَامُ' وَاِنْ كَـانَ نَـصْـرَانِيًـا رَدَّهٗ عَلَیَّ سَاعِيهِ' فَاَمَّا الْيَوْمَ' فَمَا كُنْتُ اُبَايِعُ اِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا۔

گہرائیوں میں اترتی ہے۔ پھر قرآن شریف سے پھر حدیث شریف سے اس کی مضبوطی ہوتی جاتی ہے اور آپ نے ہم سے اس کے اٹھ جانے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ آدمی ایک نیند سوئے گا اور (اسی میں) امانت اس کے دل سے ختم ہو جائے گی اور اس بے ایمانی کا ہلکا نشان پڑ جائے گا۔ پھر ایک اور نیند لے گا تو اب اس کا نشان چھالے کی طرح ہو جائے گا جیسے تو پاؤں پر ایک چنگاری لڑھکائے تو ظاہر میں ایک چھالا پھول آتا ہے اس کو پھولا دیکھتا ہے پر اندر کچھ نہیں ہوتا پھر حال یہ ہو جائے گا کہ صبح اٹھ کر لوگ خرید و فروخت کریں گے اور کوئی شخص امانت دار نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا کہ بنی فلاں میں ایک اور امانت دار شخص ہے کسی شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ کتنا عقل مند ہے، کتنا بلند حوصلہ ہے اور کتنا بہادر ہے! حالانکہ اس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان (امانت) نہیں ہوگا۔

(حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے ایک ایسا وقت بھی گذارا ہے کہ میں اس کی پروا نہیں کرتا تھا کہ کس سے خرید و فروخت کرتا ہوں اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کو اسلام (بے ایمانی سے) روکتا تھا اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کا مددگار اسے روکتا تھا۔ لیکن اب میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے خرید و فروخت ہی نہیں کرتا۔

لغوی توضیح جَذْر اصل۔ الْوَكْت کالا نقطہ۔ الْمَجْل چھالا، جو ہاتھ وغیرہ پر زیادہ کام کی وجہ سے نکل آتا ہے۔ نَفِطَ بڑا ہونا، بلند ہونا۔ مُنْتَبِرًا پھولا ہوا، بلند۔

فہم الحدیث نبی ﷺ کی یہ پیش گوئی آج ہمیں من وعن مکمل نظر آتی ہے کہ ہر طرف بے ایمانی اور بددیانتی کا بازار گرم ہے، جھوٹ فریب اور دھوکہ دہی عام ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں امانت و دیانت بالکل ختم ہو چکی ہے بلکہ امانت دار آج بھی موجود ہیں مگر آٹے میں نمک کے برابر، اکثریت بے ایمانوں کی ہی ہے۔ (العیاذ باللہ)

(63) باب بیان ان الاسلام بدأ غریبا وسیعود غریبا وانه یارز بین المسجدین

اسلام کی ابتدا غربت کے ساتھ ہوئی اور اسلام دوبارہ اسی حالت میں لوٹ آئے گا اور سمٹ کر دو مسجدوں تک رہ جائے گا

۸۸۔ حدیث حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا

حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ

۸۸۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاۃ: 4 باب الصلاۃ کفارۃ (525) مسلم (144) ابن ماجہ (3955)۔

جُلُوْسًا عِنْدَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ : اَیُّکُمْ یَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِی الْفِتْنَۃِ ؟ قُلْتُ : اَنَا کَمَا قَالَہٗ ، قَالَ اِنَّکَ عَلَیْہِ اَوْ عَلَیْھَا لَجَرِیْءٌ ، قُلْتُ ((فِتْنَۃُ الرَّجُلِ فِی اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ وَجَارِہٖ تُکَفِّرُھَا الصَّلَاۃُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَۃُ وَالْاَمْرُ وَالنَّھْیُ)) قَالَ : لَیْسَ ھٰذَا اُرِیْدُ وَلٰکِنِ الْفِتْنَۃَ الَّتِی تَمُوْجُ کَمَا یَمُوْجُ الْبَحْرُ ، قَالَ : لَیْسَ عَلَیْکَ مِنْھَا بَأْسٌ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ بَیْنَکَ وَبَیْنَھَا بَابًا مُغْلَقًا ، قَالَ: اَیُکْسَرُ اَمْ یُفْتَحُ ؟ قَالَ : یُکْسَرُ ، قَالَ: اِذًا لَا یُغْلَقُ اَبَدًا۔

آپ نے پوچھا فتنہ سے متعلق نبی ﷺ کی کوئی حدیث تم میں سے کسی کو یاد ہے؟ میں بولا مجھے اسی طرح یاد ہے جیسے آپ ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم رسول اللہ ﷺ سے فتن کو معلوم کرنے میں بہت بے باک تھے۔ میں نے کہا کہ انسان کے گھر والے' مال' اولاد اور پڑوسی سب فتنہ (کی چیز) ہیں اور نماز' روزہ' صدقہ' اچھی بات کے لئے لوگوں کو حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا ان فتنوں کا کفارہ ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سے اس کے متعلق نہیں پوچھتا مجھے تم اس فتنہ کے بارے میں بتلاؤ جو سمندر کی موج کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا بڑھے گا۔ اس پر میں نے کہا کہ یا امیر المومنین! آپ اس سے خوف نہ کھایئے آپ کے اور فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ پوچھا کیا وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا (صرف) کھولا جائے گا۔ میں نے کہا کہ توڑ دیا جائے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ بول اٹھے کہ پھر تو وہ کبھی بھی بند نہیں ہو سکے گا۔

قُلْنَا: اَکَانَ عُمَرُ یَعْلَمُ الْبَابَ؟ قَالَ نَعَمْ ، کَمَا اَنَّ دُوْنَ الْغَدِ اللَّیْلَۃَ ، اِنِّی حَدَّثْتُہٗ بِحَدِیْثٍ لَیْسَ بِالْاَغَالِیْطِ ۔

(راوی نے کہا کہ) ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا عمر رضی اللہ عنہ اس دروازہ کے متعلق کچھ علم رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! بالکل اسی طرح جیسے دن کے بعد رات کے آنے کا۔ میں نے تم سے ایک ایسی حدیث بیان کی ہے جو قطعاً غلط نہیں۔

فَھِبْنَا اَنْ نَسْاَلَ حُذَیْفَۃَ فَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَاَلَہٗ ، فَقَالَ : الْبَابُ عُمَرُ۔

(راوی کا کہنا ہے) ہمیں اس کے متعلق حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھنے میں ڈر ہوتا تھا اس لئے ہم نے مسروق رحمہ اللہ سے کہا تو انہوں نے پوچھا تو آپ نے بتایا وہ دروازہ خود عمر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

لغوی توضیح اَلْاِسْلَامُ بَدَأَ غَرِیْبًا اسلام اجنبی شروع ہوا، یعنی چند قلیل افراد میں پھر پھیلا اور غالب آ گیا۔ اَلَّتِی تَمُوْجُ کَمَا یَمُوْجُ الْبَحْرُ وہ فتنہ جو سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا، مراد اس کی شدت، عظمت، پھیلاؤ اور وسعت ہے۔ بَابًا مُغْلَقًا بند دروازہ، مراد عمر رضی اللہ عنہ ہیں، ان کی حیاتِ طیبہ میں کوئی بڑا فتنہ رونما نہیں ہوا لیکن ان کی شہادت کے بعد ایسا فتنوں کا دروازہ کھلا جو آج تک بند نہیں ہو سکا۔

۸۹۔ **حدیث** اَبِی ھُرَیْرَۃَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

۸۹۔ البخاری فی: 29 کتاب فضائل المدینۃ: 6 باب الایمان یارز إلی المدینۃ (1876) مسلم (147)۔

ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا))۔

(قیامت کے قریب) ایمان مدینہ میں اس طرح سمٹ آئے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں آجاتا ہے۔

لغوی توضیح لَيَأْرِزُ سمٹ آنا، سکڑ آنا۔ اَلْحَيَّة سانپ۔ جُحْر بل۔

فھم الحدیث اس حدیث میں مدینہ منورہ کی فضیلت کا بیان ہے۔ اس لیے مدینہ میں رہائش اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ فرمانِ نبوی کے مطابق مدینہ میں فوت ہونے والے کی نبی ﷺ سفارش فرمائیں گے۔[1]

(65) باب جواز الاستسرار للخائف

اگر جان کا خوف ہو تو ایمان کا پوشیدہ رکھنا جائز ہے

۹۰۔ حدیث حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اكْتُبُوْا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ)) فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسِمِائَةِ رَجُلٍ، فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ؟ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ابْتُلِيْنَا حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو لوگ اسلام کا کلمہ پڑھ چکے ہیں ان کے نام لکھ کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ہم نے ڈیڑھ ہزار مردوں کے نام لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کیے اور ہم نے آپ سے عرض کیا، ہماری تعداد ڈیڑھ ہزار ہوگئی ہے، اب ہم کو کیا ڈر ہے۔ لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ (نبی کریم ﷺ کے بعد) ہم فتنوں میں اس طرح گھر گئے کہ اب مسلمان تنہا نماز پڑھتے ہوئے بھی ڈرنے لگا ہے۔

فھم الحدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ عہد نبوی میں تو ہم ڈیڑھ ہزار ہونے پر بے خوف ہوگئے تھے اور اب ہزاروں لاکھوں ہونے کے باوجود حق بات کہنے سے ڈرتے ہیں۔ کچھ تو ڈر کے مارے نماز بھی گھر میں ہی پڑھ لیتے ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس وقت کہی جب ولید بن عقبہ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا اور نمازیں اتنی دیر سے پڑھتا کہ معاذ اللہ۔ آخر بعض متقی لوگ اول وقت نماز پڑھ لیتے اور پھر اس کے ڈر سے جماعت میں بھی شریک ہو جاتے۔[2]

(66) باب تألف قلب من يخاف على ايمانه لضعفه والنهي عن القطع بالايمان من غير دليل قاطع

ضعیف الایمان شخص کی دلجوئی کرنا اور جب تک ایمان کا یقین نہ ہو کسی شخص کو مومن نہیں کہنا چاہیے

۹۱۔ حدیث سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَعْطَى رَهْطاً وَسَعْدٌ جَالِسٌ، فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ رَجُلًا هُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ،

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو کچھ عطیہ دیا اور سعد رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے (وہ کہتے ہیں کہ) آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کو کچھ نہ دیا۔ حالانکہ وہ ان میں مجھے سب سے زیادہ

۹۰۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد 181 باب كتابة الإمام للناس (3060) مسلم (149) ابن ماجه (4029)۔

۹۱۔ البخاری فی: 2 كتاب الإيمان: 19 باب إذا لم يكن الإسلام على الحقيقة (27) مسلم (150)۔

---

[1] [صحيح: هداية الرواة (2681) ترمذی (3917)]

[2] [ماخوذ از شرح بخاری، مولانا داود راز (تحت الحدیث: 3060)]

فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَالَكَ عَنْ فُلَان فَوَاللّٰهِ اِنِّي لَارَاهُ مُؤْمِنًا ، فَقَالَ : ((اَوْمُسْلِمًا !)) فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي فَقُلْتُ : مَالَكَ عَنْ فُلَان فَوَاللّٰهِ اِنِّي لَارَاهُ مُؤْمِنًا ؟ فَقَالَ: ((اَوْمُسْلِمًا!)) فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَعْلَمُ مِنْهُ، فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي ، وَعَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا سَعْدُ ! اِنِّي لَاُعْطِي الرَّجُلَ ، وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ))۔

پسند تھا۔ میں نے کہا یارسول اللہ! آپ نے فلاں کو کچھ نہ دیا حالانکہ میں اسے مومن گمان کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مومن یا مسلمان؟ میں تھوڑی دیر خاموش رہا پھر اس کے متعلق میرے خیالات نے مجھے دوبارہ بولنے پر مجبور کیا اور میں نے کہا یارسول اللہ! آپ نے فلاں کو کچھ نہ دیا، حالانکہ اللہ کی قسم، وہ میرے مشاہدے کے مطابق مومن ہے۔ آپ نے فرمایا مومن یا مسلمان؟ میں تھوڑی دیر چپ رہ کر ایک بار پھر اپنی معلومات کی وجہ سے پہلی بات کو دہرانے لگا رسول اللہ نے بھی اپنا جواب دہرایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے سعد! باوجود یہ کہ ایک شخص مجھے زیادہ عزیز ہے (پھر بھی میں اسے چھوڑ کے) کسی اور کو اس خوف کی وجہ سے یہ مال دے دیتا ہوں کہ اللہ اسے آگ میں اوندھا ڈال دے۔

لغوی توضیح رَهْطًا گروہ۔ خَشْيَةَ اَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ اس ڈر سے کہ کہیں اللہ اسے آگ میں نہ ڈال دے (اس وجہ سے کہ وہ اپنے ایمان کی کمزوری کی وجہ سے اسلام سے پھر جائے)۔

(67) باب زيادة طمانينة القلب بتظاهر الأدلة

دلیلوں کے زوردار ہونے سے دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے

٩٢- حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ :۔ ﴿رَبِّ اَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾ ۔ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوطًا ، لَقَدْ كَانَ يَاْوِي اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ، وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں جبکہ انہوں نے کہا تھا کہ "میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم ایمان نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں، لیکن یہ صرف اس لئے تا کہ میرے دل کو زیادہ اطمینان ہو جائے" اور اللہ لوط علیہ السلام پر رحم کرے کہ وہ زبردست رکن (یعنی خداوند کریم) کی پناہ لیتے تھے اور اگر میں اتنی مدت تک قید خانے میں رہتا جتنی مدت تک یوسف علیہ السلام رہے تو میں بلانے والے کی بات ضرور مان لیتا۔

فھم الحدیث "ہم ابراہیم علیہ السلام سے شک کے زیادہ حقدار ہیں" اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے شک کی وجہ سے مردوں کو زندہ ہوتے دیکھنے کا مطالبہ کیا تھا بلکہ انہوں نے مزید اطمینانِ قلب کے لیے یہ مطالبہ کیا تھا اور ایک حدیث بھی ہے کہ آنکھوں

٩٢- البخاری فی: 60 كتاب الانبياء: 11 باب قوله عز وجل "ونبئهم عن ضيف إبراهيم" (3372) مسلم (151)۔

دیکھا سنی سنائی بات کی طرح نہیں۔[1] علاوہ ازیں نبی ﷺ نے جو شک کا لفظ استعمال کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ابراہیم علیہ السلام نے شک کا اظہار کیا ہوتا تو ہم ان سے زیادہ شک کے حقدار ہوتے (لیکن انہوں نے شک نہیں کیا اس لیے ہم بھی شک نہیں کرتے)۔

(68) باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ الی جمیع الناس ونسخ الملل بملته

محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ آپ تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور دین اسلام نے تمام دینوں کو منسوخ کر دیا ہے

۹۳۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُهُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایسے معجزات دیئے گئے جن (کو دیکھ کر لوگ ان) پر ایمان لے آئیں (ان کے اثرات باقی نہیں رہے) اور مجھے جو معجزہ دیا گیا وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ نے مجھ پر نازل کی ہے (اس کا اثر قیامت تک رہے گا) اس لئے مجھے امید ہے کہ روز قیامت میرے تابعدار لوگ دیگر پیغمبروں کے تابعداروں سے زیادہ ہوں گے۔

فهم الحديث اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے عظیم معجزے قرآن کریم کا ذکر کیا گیا جس کا اعجاز تا قیامت باقی رہے گا۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ یہی وہ واحد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے، سنی جاتی ہے، حفظ کی جاتی ہے، ہر رمضان میں ہزاروں لاکھوں مساجد میں دورانِ نماز تلاوت کی جاتی ہے اور آج اگر سب سے زیادہ کوئی مذہب قبول کیا جا رہا ہے تو وہ اسی قرآنی تعلیمات پر مبنی مذہب اسلام ہی ہے۔

۹۴۔ حدیث أَبِي مُوسَى ﷺ قَالَ، قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ، رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ))۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین شخص ہیں جن کے لئے دُگنا اجر ہے۔ ایک وہ جو اہل کتاب سے ہو اور اپنے نبی پر اور محمد ﷺ پر ایمان لائے اور دوسرا وہ غلام جو اپنے آقا اور اللہ (دونوں) کا حق ادا کرے اور تیسرا وہ آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو وہ اسے تربیت دے تو اچھی تربیت دے، تعلیم دے تو عمدہ تعلیم دے پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے، تو اس کے لئے دُگنا اجر ہے۔

۹۳۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 1 باب کیف نزول الوحی واول ما نزل (4981) مسلم (152)۔

۹۴۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 31 باب تعلیم الرجل امته واهله (97) مسلم (154) ابوداود (2053)۔

[1] [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (5373) مسند احمد (215/1)]

(69) باب نزول عيسى ابن مريم حاكما بشريعة نبينا محمد ﷺ

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے وہ شریعت محمدی کے موافق فیصلے کریں گے

۹۵۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِهِ لَیُوْشِكَنَّ اَنْ یَنْزِلَ فِیكُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا' فَیَكْسِرَ الصَّلِیبَ' وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ' وَیَضَعَ الْجِزْیَةَ وَیَفِیْضَ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ زمانہ آنے والا ہے جب ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) تم میں ایک عادل اور منصف حاکم کی حیثیت سے اتریں گے وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے' خنزیروں کو مار ڈالیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی زیادتی ہو گی کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا۔

لغوی توضیح لَیُوْشِكَنَّ عنقریب ایسا ہوگا۔ حَكَمًا یعنی حکمران جو شریعت محمدی کے مطابق فیصلے کرے گا، معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اگر کوئی نبی بھی آئے گا تو اسے آپ کی ہی شریعت پر چلنا ہوگا تو پھر آپ کی بات کے مقابلے میں کسی امام یا بزرگ کی بات کی کیا حیثیت ہے۔ اَلْمُقْسِط عدل کرنے والا۔ یَكْسِرُ الصَّلِیْبَ صلیب توڑ دیں گے، یعنی حقیقت میں صلیب توڑ کر نصاریٰ کے عقائد کی تردید کر دیں گے۔ یَضَعُ الْجِزْیَةَ جزیہ ختم کر دیں گے، یعنی کفار سے صرف اسلام ہی قبول کریں گے اور اگر کوئی اسلام قبول نہیں کرتا تو اس سے جنگ کریں گے۔ یُفِیْضُ الْمَال مال زیادہ ہو جائے گا، کیونکہ ظلم کا خاتمہ اور عدل وانصاف کا قیام لوگوں میں خیر وبرکت کے نزول کا باعث بن جائے گا۔

۹۶۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَیْفَ اَنْتُمْ اِذَ اَنْزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔

لغوی توضیح اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تمہارا امام تم میں سے ہوگا، یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو وہ نماز نہیں پڑھائیں گے بلکہ اس وقت تم میں موجود کوئی شخص ہی نماز پڑھائے گا۔[1]

(70) باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیه الایمان

اس وقت کا بیان جب ایمان لانا مقبول نہ ہوگا

۹۷۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع

۹۵۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 102 باب قتل الخنزیر (2222) مسلم (155) ابن ماجه (4078)۔

۹۶۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 49 باب نزول عیسی ابن مریم۔

۹۷۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 6 سورة الانعام: 9 باب هلمّ شهدائکم (4635) مسلم (157)۔

① [کشف المشکل لابن الجوزی (882/1) فیض القدیر (74/5)]

تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا ' فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ ' وَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا)) ثُمَّ قَرَأَ الآيَة [الانعام : ۱۵۸] ۔

نہ ہولے۔ جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لائیں گے۔ لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی "کیا یہ اس بات کے منتظر ہیں؟ کہ ان کے پاس فرشتے آئیں؟ یا تیرا رب آئے؟ یا تیرے رب کی بعض نشانیاں آئیں؟ جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں آ جائیں گی تو کسی شخص کو جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا نہ اسے جس نے اپنے ایمان کی حالت میں نیکیاں نہ کی ہوں، کہہ دے کہ منتظر رہو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔"

۹۸۔ حدیث اَبِی ذَرٍّ ' قَالَ : دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ ' فَلَمَّا غَرُبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِي اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ؟)) قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ' قَالَ: ((فَاِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ ' فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا)) ثُمَّ قَرَأَ ﴿ ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا ﴾۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر جب سورج غروب ہوا تو آپ نے فرمایا اے ابو ذر! کیا تمہیں معلوم ہے یہ کہاں جاتا ہے؟ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ جاتا ہے اور سجدہ کی اجازت چاہتا ہے پھر اسے اجازت دی جاتی ہے اور ایک وقت اسے کہا جائے گا کہ واپس وہاں جاؤ جہاں سے آئے ہو۔ چنانچہ وہ مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی" ذلك مستقر لها "۔

فہم الحدیث سورج کا مغرب سے طلوع ہونا قیامت کی دس بڑی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ وہ دس نشانیاں یہ ہیں؛ خروج دجال، ظہور مہدی، نزول عیسیٰ علیہ السلام، یاجوج ماجوج کا خروج، دھویں کا ظہور، دابۃ الارض کا خروج، مغرب سے طلوع شمس، تین خسف، آگ کا ظہور اور صرف بدترین لوگوں کا باقی رہ جانا۔ ایک روایت میں مغرب سے طلوع آفتاب کے ساتھ ساتھ دو اور نشانیوں کا بھی ذکر ہے کہ جب ان کا ظہور ہوگا تو کسی کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا اور وہ دو نشانیاں دھوئیں کا ظہور اور دابۃ الارض کا خروج ہے۔ [1]

(71) باب بدء الوحي الى رسول الله

رسول اللہ ﷺ پر نزولِ وحی کے آغاز کی کیفیت

۹۹۔ حدیث عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ پر وحی کا ابتدائی دور اچھے

۹۸۔ البخاري في:97 كتاب التوحيد: 22 باب وكان عرشه على الماء... (3199) مسلم (159) ۔

۹۹۔ البخاري في: 1 كتاب بدء الوحي: 3 باب حدثنا يحيى ابن بكير (3) مسلم (160) عبد الرزاق (9791) ۔

[1] [مسلم : كتاب الايمان : باب بيان الزمن الذى لا يقبل فيه الايمان (396)]

اللّٰهُ عَنها قَالَتْ : اَوَّلُ مَا بُدِيءَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ ' فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ' ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ ' وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ' وَهُوَالتَّعَبُّدُ' اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَنْزِعَ اِلَى اَهْلِهٖ' وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ' ثُمَّ يُرْجِعُ اِلَى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا' حَتّٰى جَاءَ هُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ' فَجَاءَ هُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَاْ' قَالَ: ((مَا اَنَا بِقَارِئٍ)) قَالَ: فَاَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ: اقْرَاْ' قُلْتُ : مَا اَنَا بِقَارِئٍ' فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ : اقْرَاَ' فَقُلْتُ : مَااَنَا بِقَارِئٍ' فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ: ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ - خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ - اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴾ ۔

فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْجُفُ فُؤَادُهٗ' فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رضي اللّٰه عنها' فَقَالَ: ((زَمِّلُوْنِي زَمِّلُوْنِي)) فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ ' فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ' وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ ((لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِي)) فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ :

سچے اور پاکیزہ خوابوں سے شروع ہوا۔ آپ خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا۔ پھر من جانبِ قدرت آپ تنہائی پسند ہو گئے اور آپ نے غارِ حرا میں خلوت نشینی اختیار فرمائی اور کئی کئی دن اور رات وہاں مسلسل عبادت' یادِ الٰہی اور ذکر وفکر میں مشغول رہتے جب تک گھر آنے کو دل نہ چاہتا توشہ (کھانے پینے کا سامان) ہمراہ لئے ہوئے وہاں رہتے۔ توشہ ختم ہونے پر ہی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور کچھ توشہ ہمراہ لے کر دوبارہ وہاں جا کر خلوت گزیں ہو جاتے۔ یہی طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ آپ پر حق منکشف ہو گیا۔ اور آپ غارِ حرا ہی میں قیام پذیر تھے اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! پڑھو آپ نے کہا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر اتنے زور سے بھینچا کہ میری طاقت جواب دے گئی پھر مجھے چھوڑ کر کہا کہ پڑھو، میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس پر فرشتے نے مجھ کو نہایت ہی زور سے بھینچا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی' پھر اس نے کہا کہ پڑھ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے تیسری بار مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ پھر مجھ کو بھینچا۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ "پڑھو اپنے رب کے نام کی مدد سے جس نے پیدا کیا' انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا' پڑھو اور آپ کا رب بہت ہی مہربانیاں کرنے والا ہے" [العلق :۱۔۳] (یہی آیتیں آپ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سن کر) اس حال میں غارِ حرا سے واپس ہوئے کہ آپ کا دل اس انوکھے واقعہ سے کانپ رہا تھا۔ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھا دو' مجھے کمبل اڑھا دو۔ انہوں نے آپ کو کمبل اڑھا دیا جب آپ کا ڈر جاتا رہا تو آپ نے

كَلَّا وَاللّٰهِ، مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَتَقْرِى الضَّيْفَ، وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔

فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِالْعُزّٰى ابْنِ عَمِّ خَدِيْجَةَ وَكَانَ امْرَاً تَنَصَّرَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِىَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِيْلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِىَ، فَقَالَتْ لَهٗ خَدِيْجَةُ: يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنَ ابْنِ اَخِيْكَ۔

فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ يَا ابْنَ اَخِى مَاذَا تَرٰى؟ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِخَبَرِ مَا رَاٰى، فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ: هٰذَاالنَّامُوْسُ الَّذِى نَزَّلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوسٰى عليه السلامُ يَالَيْتَنِى فِيْهَا جَذَعًا، لَيْتَنِى اَكُوْنُ حَيًّا اِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((اَوَ مُخْرِجِىَّ هُمْ؟)) قَالَ نَعَمْ، لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَاجِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِىَ، وَاِنْ يُّدْرِكْنِى يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا۔

اپنی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ سنایا اور فرمانے لگے کہ مجھ کو اب اپنی جان کا خوف ہو گیا ہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی ڈھارس بندھائی اور کہا کہ آپ کا خیال صحیح نہیں۔ خدا کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو اخلاقِ فاضلہ کے مالک ہیں۔ آپ تو کنبہ پرور ہیں۔ بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں۔ مفلسوں کے لئے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ بے نظیر ہیں اور مشکل وقت میں آپ امرِ حق کا ساتھ دیتے ہیں (ایسے اوصافِ حسنہ والا انسان یوں بے وقت ذلت و خواری کی موت نہیں پا سکتا) پھر مزید تسلی کے لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو ان کے چچازاد بھائی تھے اور زمانۂ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان کے کاتب تھے، چنانچہ انجیل کو بھی حسبِ منشائے خداوندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے آپ کے حالات بیان کئے اور کہا کہ اے چچازاد بھائی! اپنے بھتیجے (محمد ﷺ) کی زبانی ذرا ان کی کیفیت سن لیجئے۔ وہ بولے کہ بھتیجے آپ نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی تفصیل سناؤ۔ چنانچہ آپ نے از اول تا آخر پورا واقعہ سنایا۔ جسے سن کر ورقہ بے اختیار ہو کر بول اٹھے کہ یہ تو وہی ناموس (معزز فرشتہ) ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا۔ کاش! میں آپ کے اس عہدِ نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا۔ کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا کہ کیا وہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے؟ (حالانکہ میں تو ان میں صادق و امین مقبول

ہوں) ورقہ بولا ہاں یہ سب کچھ سچ ہے مگر جو شخص بھی آپ کی طرح امر حق لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہی ہو گئے ہیں۔ اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ زمانہ مل جائے تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔

لغوی توضیح مِثْلُ فَلَقِ الصُّبْحِ صبح کی روشنی کی مانند۔ غَارِ حِرَاءٍ حراء پہاڑ مکہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے، اس میں ایک سوراخ ہے جسے غارِ حراء کہا جاتا ہے۔ يَتَزَوَّدُ زادِ راہ یعنی توشہ لینا۔ حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ حتی کہ آپ کے پاس حق یعنی وحی آ گئی۔ غَطَّنِي مجھے اپنے ساتھ ملا کر خوب زور سے دبایا۔ الْعَلَقَ جامد خون۔ يَرْجُفُ کانپ رہا تھا۔ زَمِّلُونِي مجھے چادر اوڑھا دو۔ الرَّوْعُ گھبراہٹ۔ تَحْمِلُ الْكَلَّ بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ مفلس محتاج اور کام سے عاجز لوگوں کو کما کر دیتے ہیں۔ تَقْرِي الضَّيْفَ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ تَنَصَّرَ عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ النَّامُوسُ خیر کا راز دان مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ مُؤَزَّرًا قوی، شدید، زیادہ۔

۱۰۰۔ **حدیث** جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ، فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: ((بَيْنَا اَنَا اَمْشِي اِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، فَرُعِبْتُ مِنْهُ، فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وحی کے رُک جانے کے زمانے کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک روز میں چلا جا رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان کی طرف ایک آواز سنی اور میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غارِ حرا میں آیا تھا وہ آسمان و زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے میں اس سے ڈر گیا اور گھر آنے پر میں نے پھر کمبل اوڑھنے کی خواہش ظاہر کی اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیات نازل ہوئیں "اے لحاف اوڑھ کر لیٹنے والے! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھ اور گندگی سے دور رہ۔" [المدثر: ۱۔۵] اس کے بعد وحی تیزی کے ساتھ پے در پے آنے لگی۔

لغوی توضیح فَتْرَةِ الْوَحْيِ وحی کا انقطاع، رُک جانا۔ فَرُعِبْتُ میں گھبرا گیا۔ الْمُدَّثِّرُ چادر اوڑھنے والا۔ فَحَمِيَ تیز ہو گئی، زیادہ ہو گئی۔

۱۰۱۔ **حدیث** جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ كَثِيرٍ، سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ

یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے پوچھا تھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب

۱۰۰۔ البخاری فی: 1 کتاب بدء الوحی: 3 باب حدثنا یحیی ابن بکیر (4) مسلم (161) ترمذی (3325)۔
۱۰۱۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 74 سورۃ المدثر: باب حدثنا یحیی۔

عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ ـ ﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ ـ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ ـ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ ـ فَقَالَ اَبُو سَلَمَةَ سَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنْ ذٰلِكَ، وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ، فَقَالَ جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ اَمَامِي فَلَمْ اَرَ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ اَرَ شَيْئًا، فَرَفَعْتُ رَاْسِي فَرَاَيْتُ شَيْئًا، فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ: دَثِّرُوْنِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا، قَالَ فَدَثَّرُوْنِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا، قَالَ فَنَزَلَتْ ﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَاَنْذِرْ، وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ ـ

سے پہلے نازل ہوئی تھی؟ ابو سلمہ نے فرمایا کہ ''یا ایھا المدثر'' (اے کپڑے میں لپٹنے والے!) میں نے ان سے کہا کہ مجھے تو خبر ملی ہے کہ ''اقرا باسم ربك الذی خلق'' سب سے پہلے نازل ہوئی تھی تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں وہی خبر دے رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے غارِ حرا میں تنہائی اختیار کی، جب میں وہ مدت پوری کر چکا اور نیچے اتر کر وادی کے بیچ میں پہنچا تو مجھے پکارا گیا۔ میں نے اپنے آگے پیچھے، دائیں بائیں دیکھا لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی پھر میں نے سر اوپر اٹھا کر دیکھا اور مجھے دکھائی دیا کہ فرشتہ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے پھر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالو۔ اور مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ''اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھیے۔ پھر لوگوں کو عذابِ آخرت سے ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی کیجیے۔'' [المدثر: ۱۔۳]

فہم الحدیث ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی سورۂ علق کی یہ ابتدائی آیات تھیں ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○﴾۔ پھر آپ ﷺ کی شدید گھبراہٹ کی وجہ سے کچھ دیر وحی منقطع رہی۔ انقطاعِ وحی کی مدت کتنی تھی اس بارے میں مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے جس بات کو صحیح کہا ہے وہ یہ ہے کہ یہ انقطاع چند دنوں کا تھا، اس سلسلے میں تین سال یا دو سال کے اقوال درست نہیں۔[1] پھر جب آپ ﷺ سے گھبراہٹ دور ہوئی تو دوسری وحی سورۂ مدثر کی ان ابتدائی آیات کی صورت میں نازل ہوئی ﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○﴾ ـ

(72) باب الاسراء برسول الله ﷺ الى السموات وفرض الصلوات

رسول اللہ ﷺ کی آسمانوں کی طرف معراج اور نمازوں کا فرض کیا جانا

۱۰۲ ـ حدیث اَبِی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلُ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے

۱۰۲ ـ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 1 باب کیف فرضت الصلاۃ فی الاسراء (349) مسلم (163) ابو عوانۃ (1/133)۔

[1] [الرحيق المختوم، عربی ایڈیشن (ص: 52)]

اللّٰہِ ﷺ قَالَ : ((فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَاَنَا بِمَكَّةَ ، فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ عَنْ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي ، ثُمَّ اَطْبَقَهُ ، ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا ، فَلَمَّا جِئْتُ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ ، قَالَ : مَنْ هٰذَا؟ قَالَ : هٰذَا جِبْرِيْلُ ، قَالَ : هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ ؟ قَالَ : نَعَمْ مَعِي مُحَمَّدٌ ﷺ ، فَقَالَ : اَوْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ ، عَلَى يَمِيْنِهِ اَسْوِدَةٌ وَعَلَى يَسَارِهِ اَسْوِدَةٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهِ ضَحِكَ ، وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَسَارِهِ بَكَى ، فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ ، قُلْتُ لِجِبْرِيْلَ : مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ : هٰذَا آدَمُ ، وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيْهِ ، فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ ، وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ اَهْلُ النَّارِ ، فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِيْنِهِ ضَحِكَ ، وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى ، حَتّٰى عَرَجَ بِي اِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ ، فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ فَفَتَحَ)) .

قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اِنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمٰوَاتِ آدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَمُوْسَى وَعِيْسَى

فرمایا کہ ”میرے گھر کی چھت کھول دی گئی اس وقت میں مکہ میں تھا۔ پھر جبریل علیہ السلام اترے اور انہوں نے میرا سینہ چاک کیا۔ پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا اس کو میرے سینے میں رکھ دیا پھر سینے کو جوڑ دیا' پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے کر چلے۔ جب میں پہلے آسمان پر پہنچا تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کھولو۔ اس نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل۔ پھر انہوں نے پوچھا، کیا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جواب دیا ہاں میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا ان کے بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا' جی ہاں! پھر جب انہوں نے دروازہ کھولا تو ہم پہلے آسمان پر چڑھ گئے وہاں ہم نے ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ان کے داہنی طرف کچھ لوگوں کے جھنڈ تھے اور کچھ جھنڈ بائیں طرف تھے۔ جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتے تو مسکراتے اور جب بائیں طرف نظر کرتے تو روتے۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا' آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بیٹے! میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں' اور ان کے دائیں بائیں جو جھنڈ ہیں یہ ان کے بیٹوں کی روحیں ہیں۔ جو جھنڈ دائیں طرف ہیں وہ جنتی ہیں اور بائیں طرف کے جھنڈ دوزخی روحیں ہیں۔ اس لئے جب وہ اپنے دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوشی سے مسکراتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں (رنج سے) روتے ہیں۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر دوسرے آسمان تک پہنچے اور اس کے داروغہ سے کہا کہ کھولو۔ اس آسمان کے داروغہ نے بھی پہلے داروغہ کی طرح پوچھا پھر کھول دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے آسمان پر حضرت آدم' ادریس' موسیٰ' عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو

وَإِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ، غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ. قَالَ أَنَسٌ، فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ بِالنَّبِيِّ ﷺ بِإِدْرِيسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ، فَقُلْتُ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ هٰذَا إِدْرِيسُ — ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ: هٰذَا مُوسَى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا عِيسَى، ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا إِبْرَاهِيمُ.

ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الْأَقْلَامِ، فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً، فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِينَ صَلَاةً، قَالَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ، فَرَاجَعَنِي فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ

موجود پایا۔ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کا ٹھکانا بیان نہیں کیا۔ البتہ اتنا بیان کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان پر پایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ادریس علیہ السلام پر گزرے تو انہوں نے فرمایا کہ آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا انہوں نے فرمایا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میں عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچا انہوں نے کہا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میں ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا۔ انہوں نے فرمایا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بیٹے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

پھر مجھے جبریل علیہ السلام لے کر چڑھے اب میں اس بلند مقام تک پہنچ گیا جہاں میں نے قلم کی آواز سنی (جو لکھنے والے فرشتوں کی قلموں کی آواز تھی) پس اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کیں۔ میں یہ حکم لے کر واپس لوٹا۔ جب موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر اللہ تعالیٰ نے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے فرمایا آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جایئے۔ کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں واپس بارگاہِ رب العزت میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں سے ایک حصہ کم کر دیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ ایک حصہ کم کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دوبارہ جایئے

شَطْرَهَا ' فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ ' فَقَالَ : ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ' فَرَاجَعْتُهُ ' فَقَالَ : هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ ۔ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ ۔ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ ' فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ۔ ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ' وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ ۔ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤْ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ)) ۔

کیونکہ آپ کی امت میں اس کے برداشت کی بھی طاقت نہیں۔ پھر میں بارگاہِ ربُّ العزت میں حاضر ہوا۔ پھر ایک حصہ کم ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جایئے کیونکہ آپ کی امت اس کو بھی برداشت نہ کر سکے گی' پھر میں بار بار آیا گیا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نمازیں (عمل میں) پانچ ہیں اور (ثواب میں) پچاس (کے برابر) ہیں...... میری بات بدلی نہیں جاتی...... اب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ اپنے رب کے پاس جاؤ لیکن میں نے کہا مجھے اب اپنے رب سے شرم آتی ہے۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے جسے کئی طرح کے رنگوں نے ڈھانک رکھا تھا جن کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیا ہیں۔ اس کے بعد مجھے جنت میں لے جایا گیا' میں نے دیکھا کہ اس میں موتیوں کے ہار ہیں اور اس کی مٹی مشک کی ہے۔

لغوی توضیح سَقْف چھت۔ طَسْت برتن۔ فُفُرِجَ کھل گیا، پھٹ گیا۔ أَسْوِدَة اشخاص۔ نَسَم جمع ہے نَسَمَة کی، معنی ہے ارواح۔ ظَهَرْتُ میں بلند ہوا۔ صَرِيْفَ الْأَقْلَام قلموں کے لکھنے کی آواز، یہ فرشتوں کے لکھنے کی آواز تھی جو اللہ کے فیصلے اور وحی لکھتے ہیں۔ اَلْجَنَابِذ جمع ہے جنبذہ کی، معنی ہے قبے، خیمے۔

فہم الحدیث واقعہ معراج قرآن کریم کے بعد نبی کریم ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ہے کہ ساتوں آسمانوں کا سفر رات کے ایک قلیل حصے میں طے ہوگیا۔ یہ معجزہ آپ ﷺ کا خاصہ ہے جو دوسرے کسی نبی کو عطا نہیں ہوا۔ اہل السنہ وائمہ سلف کا عقیدہ ہے کہ یہ کوئی خواب یا روحانی سیر نہیں تھی بلکہ آپ ﷺ کو جسم وروح سمیت بیداری کی حالت میں آسمانوں پر لے جایا گیا جہاں آپ نے انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتیں کیں اور بارگاہِ الٰہی سے پانچ نمازوں کا تحفہ لائے۔[1]

۱۰۳ ۔ **حدیث** مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ ' وَذَكَرَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ ' فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُلِئَ حِكْمَةً

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں ایک دفعہ بیت اللہ کے قریب نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان لیٹے ہوئے ایک تیسرے آدمی کا ذکر فرمایا (پھر فرمایا) اس کے بعد میرے

۱۰۳ ۔ البخاری فی: 59 کتاب بدئ الخلق: 6 باب ذکر الملائکة (3207) مسلم (164) ترمذی (3346) ۔

[1] [الوجیز فی عقیدة السلف (1/66) تفسیر احسن البیان (ص:765) الرحیق المختوم (ص:198)]

وَاِيْمَانًا ، فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ اِلَى مَرَاقِّ الْبَطْنِ ، ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ، ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَاِيْمَانًا ، وَاُتِيْتُ بِدَابَّةٍ اَبْيَضَ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ ، اَلْبُرَاقُ ، فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيْلَ حَتّٰى اَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا ، قِيْلَ مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ : جِبْرِيْلُ ، قِيْلَ : مَنْ مَعَكَ ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ ، قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ ؟ قِيْلَ : نَعَمْ ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ ، فَاَتَيْتُ عَلٰى اٰدَمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ : مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ ۔

پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے بھرپور تھا۔ میرے سینے کو پیٹ کے آخری حصے تک چاک کیا گیا۔ پھر میرا پیٹ زمزم کے پانی سے دھویا گیا اور اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔ اس کے بعد میرے پاس ایک سواری لائی گئی سفید' خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی یعنی براق! میں اس پر سوار ہو کر جبریل علیہ السلام کے ساتھ چلا۔ جب ہم آسمان دنیا پر پہنچے تو پوچھا گیا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جبریل' پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون صاحب آئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ محمد (ﷺ)۔ پوچھا گیا کہ کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں! اس پر جواب آیا کہ اچھی کشادہ جگہ آنے والے کیا ہی مبارک ہیں! پھر میں آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا' آؤ پیارے بیٹے اور اچھے نبی۔

فَاَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ قِيْلَ : مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ : جِبْرِيْلُ ، قِيْلَ : مَنْ مَعَكَ ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ ﷺ قِيْلَ : اُرْسِلَ اِلَيْهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، قِيْلَ ، مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ ، فَاَتَيْتُ عَلٰى عِيْسٰى وَيَحْيٰى فَقَالَا : مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ۔

اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے یہاں بھی وہی سوال ہوا۔ کون صاحب ہیں؟ کہا جبریل! سوال ہوا آپ کے ساتھ کوئی اور صاحب بھی آئے ہیں؟ کہا کہ محمد ﷺ! سوال ہوا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ ہاں! اب ادھر سے جواب آیا اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں۔ آنے والے کیا ہی مبارک ہیں! اس کے بعد میں عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام سے ملا۔ ان حضرات نے بھی خوش آمدید! مرحبا کہا اپنے بھائی اور نبی کو۔

فَاَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا ؟ قِيْلَ: جِبْرِيْلُ ، قِيْلَ : مَنْ مَعَكَ ؟ قِيْلَ مُحَمَّدٌ ﷺ ، قِيْلَ : وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ ، فَاَتَيْتُ يُوْسُفَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ ۔

پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے یہاں بھی سوال ہوا کون صاحب ہیں؟ جواب' جبریل! سوال ہوا' آپ کے ساتھ بھی کوئی ہے؟ کہا کہ محمد ﷺ! سوال ہوا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں! اب آواز آئی اچھی کشادہ جگہ آئے' آنے والے کیا ہی صالح ہیں؟ یہاں یوسف علیہ السلام سے میں ملا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا' اچھی کشادہ جگہ آئے ہو میرے پیارے بھائی اور نبی۔

فَاَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ ، قِيْلَ : مَنْ هٰذَا ؟

یہاں سے ہم چوتھے آسمان پر آئے اس پر بھی یہی سوال ہوا' کون

قَالَ : جِبْرِيْلُ ' قِيلَ : مَنْ مَعَكَ ؟ قِيلَ مُحَمَّدٌ ﷺ قِيلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ' قِيلَ : مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ ' فَأَتَيْتُ عَلَى إِدْرِيْسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' فَقَالَ مَرْحَبًا مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ ۔

صاحب؟ جواب دیا کہ جبریل! سوال ہوا آپ کے ساتھ اور کون صاحب ہیں؟ کہا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا کیا انہیں لانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا جواب دیا کہ ہاں' پھر آواز آئی' اچھی کشادہ جگہ آئے' کیا ہی اچھے آنے والے ہیں! یہاں میں ادریس علیہ السلام سے ملا اور سلام کیا' انہوں نے فرمایا' مرحبا! بھائی اور نبی۔

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ ' قِيلَ : مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ ' قِيلَ : وَمَنْ مَعَكَ ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ ﷺ ' قِيلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ : نَعَمْ ' قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ ' فَأَتَيْنَا عَلَى هٰرُونَ ' فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' فَقَالَ : مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ ۔

یہاں سے ہم پانچویں آسمان پر آئے۔ یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب؟ جواب دیا کہ جبریل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ اور کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ! پوچھا گیا' انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ ہاں! آواز آئی' اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں' آنے والے کیا ہی اچھے ہیں! یہاں ہم ہارون علیہ السلام سے ملے اور میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا' مبارک! میرے بھائی اور نبی' تم اچھی کشادہ جگہ آئے۔

فَأَتَيْنَا عَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ ' قِيلَ : مَنْ هٰذَا ؟ قِيلَ : جِبْرِيْلُ ' قِيلَ : مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ قِيلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ ؟ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ ' فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' فَقَالَ : مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكَى ' فَقِيلَ : مَا أَبْكَاكَ ؟ فَقَالَ : يَارَبِّ هٰذَا الْغُلَامُ الَّذِي بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَفْضَلَ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي ۔

یہاں سے ہم چھٹے آسمان پر آئے' یہاں بھی سوال ہوا' کہ کون صاحب؟ جواب دیا جبریل۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ اور بھی کوئی ہیں؟ کہا کہ ہاں! محمد ﷺ ہیں' پوچھا گیا' کیا انہیں بلایا گیا تھا؟ کہا ہاں! کہا اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں۔ اچھے آنے والے! یہاں میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور انہیں سلام کیا انہوں نے فرمایا' میرے بھائی اور نبی' اچھی کشادہ جگہ آئے۔ جب میں وہاں سے آگے بڑھنے لگا تو وہ رونے لگے کسی نے پوچھا' بزرگوار آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا' کہ اے اللہ! یہ نوجوان جسے میرے بعد نبوت دی گئی اس کی امت میں سے جنت میں داخل ہونے والے' میری امت کے جنت میں داخل ہونے والوں سے زیادہ ہوں گے۔

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ ' قِيلَ : مَنْ هٰذَا ؟ قِيلَ : جِبْرِيْلُ ' قِيلَ : مَنْ مَعَكَ ؟ قِيلَ : مُحَمَّدٌ ﷺ ' قِيلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ ؟ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ

اس کے بعد ہم ساتویں آسمان پر آئے' یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب ہیں جواب دیا کہ جبریل! سوال ہوا کہ کوئی صاحب آپ کے ساتھ بھی ہیں؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ! پوچھا انہیں بلانے کے لئے آپ کو

الْمَجِيءُ جَاءَ ' فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' فَقَالَ : مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ فَرُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ۔

فَسَأَلْتُ جِبْرِيْلَ ' فَقَالَ : هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ' يُصَلِّي فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ ' إِذَا خَرَجُوْا لَمْ يَعُوْدُوْا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ وَرُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى ' فَإِذَا نَبِقُهَا كَأَنَّهُ قِلَالُ هَجَرٍ وَوَرَقُهَا كَأَنَّهُ آذَانُ الْفُيُوْلِ ' فِي أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ ' نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ ' فَسَأَلْتُ جِبْرِيْلَ ' فَقَالَ : أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ ' وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ۔ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلَاةً ' فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جِئْتُ مُوْسَى ' فَقَالَ : مَا صَنَعْتَ ؟ قُلْتُ : فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلَاةً ' قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ ' عَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ ' وَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ' فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ ' فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهُ ' فَجَعَلَ أَرْبَعِيْنَ ' ثُمَّ مِثْلَهُ ' ثُمَّ ثَلَاثِيْنَ ' ثُمَّ مِثْلَهُ ' فَجَعَلَ عِشْرِيْنَ ' ثُمَّ مِثْلَهُ ' فَجَعَلَ عَشْرًا ' فَأَتَيْتُ مُوْسَى فَقَالَ مِثْلَهُ ' فَجَعَلَهَا خَمْسًا ' فَأَتَيْتُ مُوْسَى ' فَقَالَ : مَا صَنَعْتَ ؟ قُلْتُ : جَعَلَهَا خَمْسًا ' فَقَالَ مِثْلَهُ ' قُلْتُ :

بھیجا گیا تھا؟ کہا ہاں۔ مرحبا! اچھے آنے والے! یہاں میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا میرے بیٹے اور نبی! مبارک! اچھی کشادہ جگہ آئے ہو۔ اس کے بعد مجھے بیت المعمور دکھایا گیا۔

میں نے جبریل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ بیت المعمور ہے اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ نماز پڑھتے ہیں اور ایک مرتبہ پڑھ کر جو اس سے نکل جاتا ہے تو پھر کبھی داخل نہیں ہوتا اور مجھے سدرۃ المنتہیٰ بھی دکھایا گیا اس کے پھل ایسے تھے جیسے مقام حجر کے مٹکے ہوتے ہیں اور پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان! اس کی جڑ سے چار نہریں نکلتی تھیں' دو نہریں تو باطنی تھیں اور دو ظاہری۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ جو دو باطنی نہریں ہیں وہ تو جنت میں ہیں اور دو ظاہری نہریں دنیا میں نیل اور فرات ہیں۔ اس کے بعد مجھ پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئیں میں جب واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا کر کے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ پچاس نمازیں مجھ پر فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ انسانوں کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں بنی اسرائیل کا مجھے بڑا تجربہ ہو چکا ہے۔ تمہاری امت بھی اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس لئے اپنے رب کی بارگاہ میں دوبارہ حاضری دو اور کچھ تخفیف کی درخواست کرو۔ میں واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نمازیں چالیس وقت کی کر دیں پھر بھی موسیٰ علیہ السلام اپنی بات (یعنی تخفیف کرانے) پر مصر رہے۔ اس مرتبہ تیس وقت کی رہ گئیں پھر انہوں نے وہی فرمایا تو اب بیس وقت کی اللہ تعالیٰ نے کر دیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے وہی فرمایا اور اس مرتبہ بارگاہ رب العزت میں میری درخواست کی پیشی پر اللہ تعالیٰ نے انہیں دس کر دیا۔ میں جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اب بھی انہوں نے کم کرانے کے لئے اپنا اصرار جاری رکھا اور اس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی کر دیں۔ اب میں موسیٰ علیہ السلام

سَلَّمْتُ، فَنُوْدِيَ إِنِّي قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي وَأَجْزِي الْحَسَنَةَ عَشْرًا۔

سے ملا تو انہوں نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ کر دی ہیں اس مرتبہ بھی انہوں نے کم کرانے کا اصرار کیا۔ میں نے کہا کہ اب تو میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر چکا۔ پھر آواز آئی میں نے اپنا فریضہ (پانچ نمازوں کا) جاری کر دیا اپنے بندوں پر تخفیف کر چکا اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دیتا ہوں۔

لغوی توضیح اَلْبُرَاق مشتق ہے برق (بجلی) سے، اس کا یہ نام اس وجہ سے ہے کہ یہ بجلی کی طرح تیز رفتار ہے۔ بَيْتُ الْمَعْمُوْر کعبہ کے بالمقابل آسمانوں میں فرشتوں کی عبادت گاہ۔ قِلَالَ هَجَر ہجر قبیلہ (جو مدینہ کے قریب واقع ہے) کے مٹکے، قِلَال کی واحد قُلَّة ہے۔

١٠٤۔ حديث ابنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مُوْسَى، رَجُلًا آدَمَ طُوَالًا جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوْعًا، مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، سَبِطَ الرَّأْسِ، وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ، وَالدَّجَّالَ)) فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ إِيَّاهُ، فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تھا گندمی رنگ، لمبا قد اور بال گھنگھریالے تھے ایسے لگتے تھے جیسے قبیلہ شنوءہ کا کوئی شخص ہو اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا تھا درمیانہ قد، میانہ جسم، رنگ سرخی اور سفیدی لئے ہوئے اور سر کے بال سیدھے تھے (یعنی گھنگھریالے نہیں تھے) اور میں نے جہنم کے داروغہ کو بھی دیکھا اور دجال کو بھی، منجملہ ان آیات (نشانیوں) کے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دکھائی تھیں (سورہ سجدہ: ٢٣ میں اسی کا ذکر ہے کہ)۔ (اے نبی!) ان (موسیٰ علیہ السلام) سے ملاقات کے بارے میں آپ کسی قسم کا شک وشبہ نہ کریں۔

لغوی توضیح آدَمُ گندم گوں۔ اَلطُّوَال طویل۔ جَعْدًا گھنگھریالے بال۔ مَرْبُوْع درمیانے، نہ بہت لمبے نہ بہت چھوٹے۔ سَبِطَ الرَّأْسِ سیدھے بال۔

١٠٥۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ أَنَّهُ قَالَ ((مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ أَسْمَعْهُ وَلٰكِنَّهُ قَالَ ((أَمَّا مُوْسَى كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذِ

مجاہد رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھے۔ لوگوں نے دجال کا ذکر کیا اور کہا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ تو نہیں سنا ہاں آپ نے یہ فرمایا تھا کہ گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ جب آپ

١٠٥۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 30 باب التلبية إذا انحدر (1555) مسلم (166) ابن ماجه (2891)۔

انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي))۔

نالے میں اترے تو لبیک کہہ رہے ہیں۔

لغوی توضیح الدَّجَّال قیامت کی ایک بڑی نشانی جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگی، جس سے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا، جس کے پاس بڑی بڑی طاقتیں ہوں گی جن کے ذریعے وہ لوگوں کو بآسانی گمراہ کر دے گا۔ اسی لیے ہر نماز میں اس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے (اس کی مزید کچھ تفصیل کتاب الفتن میں آئے گی)۔ اِنْحَدَرَ اترے۔

۱۰۶۔ **حدیث** اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ ((رَاَيْتُ مُوْسَى وَاِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ رَجِلٌ كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَرَاَيْتُ عِيْسَى فَاِذَا هُوَ رَجُلٌ رَبْعَةٌ اَحْمَرُ، كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ، وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِ اِبْرَاهِيْمَ بِهِ، ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَائَيْنِ فِي اَحَدِهِمَا لَبَنٌ، وَفِي الْآخَرِ خَمْرٌ، فَقَالَ اشْرَبْ اَيَّهُمَا شِئْتَ، فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ، فَقِيْلَ اَخَذْتَ الْفِطْرَةَ، اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس رات کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا جس میں آپ کو معراج ہوا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ایک دبلے پتلے سیدھے بالوں والے آدمی ہیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قبیلہ شنوۃ میں سے ہوں اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ میانہ قد اور نہایت سرخ و سفید رنگ والے تھے۔ ایسے تر و تازہ اور پاک صاف کہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی غسل خانہ سے نکلے ہیں اور میں ابراہیم علیہ السلام سے ان کی اولاد میں سب سے زیادہ مشابہ ہوں۔ پھر دو برتن میرے سامنے لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ دونوں چیزوں میں سے آپ کا جو جی چاہے پیجئے۔ میں نے دودھ کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسے پی گیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا (دودھ آدمی کی پیدائشی غذا ہے) اگر اس کی بجائے آپ نے شراب پی ہوتی تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

لغوی توضیح ۔ ضَرْبٌ دبلے پتلے۔ رَجِلٌ سیدھے بالوں والے۔ دِيْمَاس غسل خانہ۔

(73) باب في ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجال

مسیح بن مریم علیہما السلام اور مسیح دجال کا ذکر

۱۰۷۔ **حدیث** عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرِي النَّاسِ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ، اَلَا اِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے لیکن دجال داہنی آنکھ سے کانا ہو گا اس کی آنکھ اٹھے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔

۱۰۶۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 24 باب قول الله وهل اتاك حديث موسى (3394) مسلم (168)۔

۱۰۷۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 48 باب واذكر في الكتاب مريم (3440) مسلم (169)۔

الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَانَ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ))۔

لغوی توضیح: عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ اٹھے ہوئے یا پھولے ہوئے انگور کے دانے کی مانند۔

۱۰۸۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا يُرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ، تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ، رَجِلُ الشَّعْرِ، يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً، وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهُ جَعْدًا قَطِطًا، اَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ، وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ، مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے رات کعبہ کے پاس خواب میں ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا جو گندمی رنگ کے آدمیوں میں شکل کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین وجمیل تھا۔ اس کے سر کے بال شانوں تک لٹک رہے تھے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے شانوں پر رکھے ہوئے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ مسیح بن مریم علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد میں نے ایک شخص کو دیکھا سخت اور مڑے ہوئے بالوں والا جو داہنی آنکھ سے کانا تھا اسے میں نے ابن قطن سے سب سے زیادہ شکل میں ملتا ہوا پایا' وہ بھی ایک شخص کے شانوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے۔

لغوی توضیح: لِمَّة وہ بال جو کانوں کی لو سے تجاوز کر جائیں لیکن کندھوں تک نہ پہنچیں۔ اور جب کندھوں تک پہنچ جائیں تو انہیں جمّہ کہا جاتا ہے۔ قَطِطًا سخت گھنگھریالے بال۔

۱۰۹۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَا اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ جب قریش نے (معراج کے واقعہ کے سلسلے میں) مجھ کو جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو روشن کر دیا اور میں نے اسے دیکھ دیکھ کر قریش سے اس کے پتے اور نشان بیان کرنا شروع کر دیئے۔

لغوی توضیح: الْحِجْر مراد حطیم ہے، یعنی بیت اللہ کے عراقی اور شامی کونے کے درمیان وہ جگہ جس کے گرد دائرے کی شکل میں ایک چھوٹی سی دیوار بنائی گئی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کے باہر سے طواف کریں کیونکہ وہ جگہ بھی بیت اللہ کا حصہ

۱۰۸۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 48 باب "واذکر فی الکتاب مریم"۔

۱۰۹۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 41 باب حدیث الإسراء... (3886) مسلم (170) ترمذی (3133)۔

ہے۔دراصل ایامِ جاہلیت میں کفارِ مکہ کی حلال کمائی کم پڑ جانے کی وجہ سے اس جگہ کو بغیر تعمیر کیے ہی چھوڑ دیا گیا تھا۔اس جگہ کو حِجْرِ اِسْمَاعِیْل بھی کہا جاتا ہے۔فَجَلَا کھول دیا،ظاہر کردیا۔

فهم الحديث دراصل نبی ﷺ نے جب قریش کے سامنے واقعہ معراج بیان کیا تو انہوں نے اس کی شدید مخالفت کی اور چونکہ آپ نے اس واقعہ کے دوران بیت المقدس کا بھی ذکر فرمایا تھا اس لیے قریش نے آپ سے بیت المقدس کی صفات کے بارے میں سوال کرلیا،تب اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے بیت المقدس ظاہر فرمادیا اور آپ نے قریش کے سامنے بیت المقدس کی نشانیاں اور صفات بیان کرنا شروع کردیں۔

(74) باب في ذكر سدرة المنتهى

سدرۃ المنتہیٰ کا بیان

١١٠۔ حديث ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه، عَنْ اَبِي اِسْحَقَ الشَّيْبَانِيِّ، قَالَ: سَاَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ـ ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنَى فَاَوْحَى اِلَى عَبْدِهٖ مَا اَوْحَى﴾ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ رَاَى جِبْرِيْلَ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ۔

ابواسحاق شیبانی نے بیان کیا کہ میں نے زر بن حبیش سے اللہ تعالیٰ کے (سورۂ نجم میں) ارشاد ''پس دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم، پھر اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی۔'' کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو (اپنی اصلی صورت میں) دیکھا تو ان کے چھ سو بازو تھے۔

فهم الحديث آیت میں نبی ﷺ اور جبرئیل علیہ السلام کے درمیانی فاصلے کا ذکر ہے جیسا کہ حدیث بھی اسی کی وضاحت کررہی ہے اور قرآن کے سیاق سے بھی یہی پتہ چلتا ہے اور جو لوگ اس آیت سے اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کا درمیانی فاصلہ مراد لیتے ہیں ان کی رائے درست نہیں۔

(75) باب معنى قول الله عزوجل: ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى﴾، وهل راى النبي ﷺ ربه ليلة الاسراء

ولقد راٰه نزلة اخرىٰ کی تفسیر نیز کیا رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات اپنے رب کو دیکھا تھا یا نہیں

١١١۔ حديث عائشة رضي الله عنها عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضي الله عنها يَا اُمَّتَاهْ هَلْ رَاَى مُحَمَّدٌ ﷺ رَبَّهٗ؟ فَقَالَتْ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي مِمَّا قُلْتَ، اَيْنَ اَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ:

مسروق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے ایمان والوں کی ماں! کیا حضرت محمد ﷺ نے معراج کی رات اپنے رب کو دیکھا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم نے ایسی بات کہی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔کیا تم ان تین باتوں سے بھی ناواقف ہو؟ جو شخص بھی تم میں سے یہ تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا

١١٠۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 7 باب إذا قال احدكم آمين (3232) مسلم (174) ترمذي (3277)۔

١١١۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 53 سورة النجم: 1 باب حدثنا يحيى ...(3234) مسلم (177)۔

مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَاَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَاَتْ ۔ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾، ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْمِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾۔ وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَاَتْ ۔ ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾۔ وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَاَتْ ۔ ﴿يٰاَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾۔ الآية، وَلٰكِنَّهُ رَاَى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُورَتِهٖ مَرَّتَيْنِ ۔

ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہو کہ حضرت محمد ﷺ نے شبِ معراج میں اپنے رب کو دیکھا تھا وہ جھوٹا ہے پھر انہوں نے آیات مبارکہ کی تلاوت کی ''اسے نگاہیں نہیں پاسکتیں اور وہ تمام نگاہوں کو پالیتا ہے۔ وہ تو بہت ہی باریک بیں اور بڑا ہی واقف ہے''۔ [الانعام:۱۰۳] ''کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے سوائے اس کے کہ وحی کے ذریعہ ہو یا پھر پردے کے پیچھے سے ہو''۔ [الشوریٰ:۵۱] اور جو شخص تم سے کہے کہ نبی ﷺ آنے والے کل کی بات جانتے تھے وہ بھی جھوٹا ہے اس کے لئے انہوں نے آیت ''کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا''۔ [لقمان:۳۴] کی تلاوت فرمائی اور جو شخص تم میں سے کہے کہ نبی ﷺ نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی وہ بھی جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ''اے رسول پہنچادیجئے وہ سب کچھ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اس کی رسالت کا حق ادا نہ کیا''۔ [المائدہ:۶۷] ہاں آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا۔

لغوی توضیح قَفَّ شَعْرِيْ میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

۱۱۲۔ **حديث** عَائِشَةَ رضى الله عنها، قَالَتْ مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاَى رَبَّهُ فَقَدْ اَعْظَمَ، وَلٰكِنْ قَدْ رَاَى جِبْرِيْلَ فِي صُوْرَتِهٖ، وَخَلْقُهُ سَادٌّ مَابَيْنَ الْاُفُقِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جس نے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا تو اس نے بڑی جھوٹی بات زبان سے نکالی۔ لیکن آپ نے جبریل علیہ السلام کو (شب معراج) ان کی اصل صورت میں دیکھا تھا ان کے وجود نے آسمان کا کنارا ڈھانپ لیا تھا۔

فہم الحدیث ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شب معراج نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب نبی ﷺ سے شب معراج اللہ کو دیکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، وہ تو نور ہے (یا نور کے پردے میں ہے) میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟[1] سابق مفتیٔ اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دنیا میں بیداری کی حالت میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔[2]

۱۱۲۔ البخاري في: 59 كتاب بدئ الخلق: 7 باب إذا قال احدكم آمين ...۔

[1] [مسلم: کتاب الایمان (178)] [2] [مجموع فتاوی ابن باز (118/27)]

(78) باب اثبات رؤیة المؤمنین فی الآخرة ربهم سبحانه و تعالی

آخرت میں مومنوں کا اپنے رب کے دیدار کا ثبوت

۱۱۳۔ حدیث اَبِی مُوْسَی رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا ، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلَى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَآءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جنت میں) دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام ضروری چیزیں چاندی کی ہوں گی اور دو دوسرے باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کی ہوں گی۔ اور جنتِ عدن سے جنتیوں کے اپنے رب کے دیدار میں کوئی چیز سوائے کبریائی کی چادر کے جو اس (اللہ) کے چہرے پر ہوگی حائل نہ ہوگی۔

لغوی توضیح جَنَّتَان کی واحد جَنَّة ہے، معنی ہے باغ۔ آنِيَتُهُمَا ان کے برتن۔ رِدَاء چادر۔

(79) باب معرفة طریق الرؤیة

اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کیا صورت ہوگی

۱۱٤۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((هَلْ تُمَارُوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهُ سَحَابٌ؟)) قَالُوْا: لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ: ((فَهَلْ تُمَارُوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ؟)) قَالُوْا: لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ: ((فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتْبَعْهُ ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الْقَمَرَ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقَى هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوْهَا ، فَيَاْتِيهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ! کیا ہم اپنے رب کو روزِ قیامت دیکھ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا، کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں جب کہ اس کے قریب کہیں بادل بھی نہ ہو شبہ ہوتا ہے؟ لوگ بولے ہرگز نہیں یارسول اللہ! پھر آپ نے پوچھا اور کیا تمہیں سورج کے دیکھنے میں جب کہ اس کے قریب کہیں بادل بھی نہ ہو شبہ ہوتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں یارسول اللہ! پھر آپ نے فرمایا کہ رب العزت کو تم اسی طرح دیکھو گے۔ لوگ قیامت کے دن جمع کیے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو جسے پوجتا تھا وہ اس کے ساتھ ہو جائے۔ چنانچہ بہت سے لوگ سورج کے پیچھے ہولیں گے۔ بہت سے چاند کے اور بہت سے بتوں کے ساتھ ہولیں گے۔ یہ امت باقی رہ جائے گی۔ اس میں منافقین بھی ہوں گے۔ پھر خداوند تعالیٰ ایک نئی صورت میں آئے گا اور ان سے کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ منافقین کہیں گے کہ ہم

۱۱۳۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 1 باب قوله "ومن دونهما جنتان" (4878) مسلم (180)۔
۱۱٤۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 129 باب فضل السجود (6573) مسلم (182) عبد الرزاق (20856)۔

يَـأْتِينَا رَبُّنَا ' فَإِذَاجَاءَ رَبُّنَا ' عَرَفْنَاهُ ' فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ ' فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا ' فَيَدْعُوْهُمْ ' وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ ' فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ ' وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّاالرُّسُلُ ' وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ ' وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ ' هَلْ رَاَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ ؟ قَالُوْا نَعَمْ ' قَالَ : ((فَاِنَّهَامِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ ' غَيْرَ اَنَّهٗ لَايَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا اِلَّااللّٰهُ ' تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ ' فَمِنْهُمْ مَنْ يُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ ' وَمِنْهُمْ مَنْ يُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُو ' حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ رَحْمَةَ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَاللّٰهُ الْمَلَائِكَةَ اَنْ يُخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُاللّٰهَ ' فَيُخْرِجُوْنَهُمْ ' وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِآثَارِ السُّجُوْدِ ' وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاكُلَ اَثَرَالسُّجُوْدِ ' فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ ' فَكُلُّ ابْنِ آدَمَ تَاكُلُهُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَالسُّجُوْدِ ' فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوْا ' فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ ' فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ ' ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ ' وَيَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ' وَهُوَ آخِرُ اَهْلِ النَّارِ '

یہیں اپنے رب کے آنے تک کھڑے رہیں گے جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ عزوجل ان کے پاس (ایسی صورت میں جسے وہ پہچان لیں) آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ وہ بھی کہیں گے کہ بے شک تو ہمارا رب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں بلائے گا۔ پل صراط جہنم کے بیچوں بیچ رکھا جائے گا اور آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اپنی امت کے ساتھ اس سے گذرنے والا سب سے پہلا رسول ہوں گا۔ اس روز سوائے انبیا کے کوئی بات بھی نہ کر سکے گا اور انبیا بھی صرف یہ کہیں گے اے اللہ! مجھے محفوظ رکھیو، اے اللہ مجھے محفوظ رکھیو! اور جہنم میں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکس (آنکڑے) ہوں گے۔ سعدان کے کانٹے تو تم نے دیکھے ہوں گے؟ صحابہ نے عرض کی کہ ہاں! (آپ ﷺ نے فرمایا) تو وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے۔ البتہ ان کے طول وعرض کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ یہ آنکس لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق کھینچ لیں گے۔ بہت سے لوگ اپنے عمل کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔ بہت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ پھر ان کی نجات ہوگی۔ جہنمیوں میں سے اللہ تعالیٰ جس پر رحم فرمانا چاہے گا تو ملائکہ کو حکم دے گا کہ جو خالص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے تھے انہیں باہر نکال لو۔ چنانچہ ان کو وہ باہر نکالیں گے اور موحدوں کو سجدے کے آثار سے پہچانیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جہنم پر سجدہ کے آثار کا جلانا حرام کر دیا ہے۔ چنانچہ یہ جب جہنم سے نکالے جائیں گے تو اثرِ سجدہ کے سوا ان کے جسم کے تمام ہی حصوں کو آگ جلا چکی ہوگی۔ جب جہنم سے باہر ہوں گے تو بالکل جل چکے ہوں گے۔ اس لئے ان پر آبِ حیات ڈالا جائے گا۔ جس سے وہ اس طرح ابھر آئیں گے جیسے سیلاب کے کوڑے کرکٹ پر سیلاب کے

دُخُولًا الْجَنَّةَ، مُقْبِلًا بِوَجْهِهِ قِبَلَ النَّارِ، فَيَقُولُ يَارَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ، قَدْ قَشَبَنِي رِيْحُهَا، وَاَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا، فَيَقُولُ هَلْ عَسِيْتَ اِنْ فُعِلَ ذٰلِكَ بِكَ اَنْ تَسْأَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ ؟ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ، فَيُعْطِي اللّٰهَ مَايَشَاءُ مَنْ عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ ؟ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ، فَاِذَا اَقْبَلَ بِهِ عَلَى الْجَنَّةِ رَاَى بَهْجَتَهَا، سَكَتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَسْكُتَ، ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِّمْنِي عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ، اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُودَ وَالْمَوَاثِيْقَ اَنْ لَا تَسْاَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنْتَ سَاَلْتَ ؟ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا اَكُوْنَنَّ اَشْقَى خَلْقِكَ، فَيَقُوْلُ فَمَا عَسِيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ اَنْ لَّا تَسْاَلُ غَيْرَهُ ؟ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُ غَيْرَ ذٰلِكَ، فَيُعْطِي رَبَّهُ مَاشَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ، فَيُقَدِّمُهُ اِلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَاِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاَى زَهْرَتَهَا، وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ، فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اَدْخِلْنِيْ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: وَيْحَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا اَغْدَرَكَ ! اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمَوَاثِيْقَ اَنْ لَا تَسْاَلَ غَيْرَ الَّذِيْ اُعْطِيْتُ؟ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ اَشْقَى خَلْقِكَ فَيَضْحَكُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ،

تھمنے کے بعد سبزہ ابھر آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ لیکن ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان اب بھی باقی رہ جائے گا۔ یہ جنت میں داخل ہونے والا آخری دوزخی شخص ہوگا۔ اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا۔ اس لئے کہے گا کہ اے میرے رب! میرے منہ کو دوزخ کی طرف سے پھیر دے۔ کیونکہ! اس کی بدبو مجھ کو مارے ڈالتی ہے۔ اور اس کی چمک مجھے جلائے دیتی ہے۔ خداوند تعالیٰ پوچھے گا کیا اگر تیری یہ تمنا پوری کر دوں تو تو دوبارہ کوئی نیا سوال تو نہیں کرے گا؟ بندہ کہے گا نہیں تیری بزرگی کی قسم! اور جیسے جیسے اللہ چاہے گا وہ قول وقرار کرے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ جہنم کی طرف سے اس کا منہ پھیر دے گا۔ جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا اور اس کی شادابی نظروں کے سامنے آئی تو اللہ نے جتنی دیر چاہا وہ چپ رہے گا۔ لیکن پھر بول پڑے گا۔ اے اللہ! مجھے جنت کے دروازے کے قریب پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا تو نے عہد و پیمان نہیں باندھا تھا کہ اس ایک سوال کے سوا اور کوئی سوال تو نہیں کرے گا؟ بندہ کہے گا اے میرے رب! مجھے تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ ہونا چاہیے۔ اللہ رب العزت فرمائے گا کہ پھر کیا ضمانت ہے کہ اگر تیری یہ تمنا پوری کر دی گئی تو دوسرا کوئی سوال تو نہیں کرے گا؟ بندہ کہے گا نہیں تیری عزت کی قسم! اب کوئی دوسرا سوال تجھ سے نہیں کروں گا۔ چنانچہ اپنے رب سے ہر طرح عہد و پیمان باندھے گا اور جنت کے دروازے تک پہنچا دیا جائے گا۔ دروازے پر پہنچ کر جب جنت کی پہنائی، تازگی اور مسرتوں کو دیکھے گا تو جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ بندہ چپ رہے گا۔ لیکن آخر بول پڑے گا کہ اے اللہ! مجھے جنت کے اندر پہنچا دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا افسوس اے ابن آدم! تو ایسا دغاباز کیوں بن گیا؟ کیا (ابھی) تو نے عہد و پیمان نہیں باندھا تھا

ثُـمَّ يَاْذَنُ لَهُ فِي دُخُوْلِ الْجَنَّةِ ' فَيَقُوْلُ تَمَنَّ ' فَيَتَـمَنّٰى ' حَتّٰى إِذَا انْقَطَعَتْ أُمْنِيَّتُهُ ' قَالَ اللّٰهُ عَـزَّوَجَـلَّ مِنْ كَذَا وَ كَذَا ! أَقْبَلَ يُذَكِّرُهُ رَبُّهُ ' حَتّٰـى إِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)) ۔

کہ جو کچھ مجھے دے دیا گیا اس سے زیادہ اور کچھ نہیں مانگوں گا؟ بندہ کہے گا اے رب! مجھے اپنی سب سے زیادہ بدنصیب مخلوق نہ بنا۔ اللہ تعالیٰ ہنس دے گا اور اسے جنت میں بھی داخلے کی اجازت عطا فرما دے گا اور پھر فرمائے گا مانگ کیا ہے تیری تمنا؟ چنانچہ وہ اپنی تمنائیں (اللہ تعالیٰ کے سامنے) رکھے گا اور جب تمام تمنائیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فلاں چیز اور مانگو فلاں چیز کا مزید سوال کرو۔ خود اللہ تعالیٰ ہی یاددہانی کرائے گا اور جب وہ تمام تمنائیں پوری ہو جائیں گی تو فرمائے گا کہ تمہیں یہ سب (بھی) اور اتنی ہی اور (بھی) دی گئیں۔

لغوی توضیح تُـمَـارُوْنَ کا اصل معنی ہے تم جھگڑتے ہو یعنی تمہیں کوئی مشکل پیش آتی ہے۔ الطَّـوَاغِيْـت جمع ہے طَاغُوْت کی، اس سے شیطان یا بت یا ہر گمراہی کی بنیاد مراد ہے۔ ظَهْـرَانَـي جَهَنَّمَ جہنم کے درمیان میں۔ يَجُوْزُ مسافت طے کرے گا۔ السَّعْدَان کانٹے دار بوٹی۔ يُـوْبَقُ ہلاک کیے جائیں گے۔ يُخَرْدَلُ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ امْتَحَشُوْا جل جائیں گے۔ قَشَبَنِيْ مجھے زہر آلود کر دے گی، مجھے ہلاک کر دے گی۔ الْاَمَانِيّ تمنائیں، آرزوئیں۔

فهم الحديث ان احادیث میں یہ ثبوت ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی آنکھوں میں ایسی قوت پیدا کر دیں گے جس سے وہ اپنے پروردگار کو بآسانی دیکھ سکیں گے۔ اور جس آیت مبارکہ میں یہ ارشاد ہے کہ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾[الانعام : ۱۰۳] "اسے (یعنی اللہ عزوجل کو) کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی۔" اس کا تعلق دنیا سے ہے، یعنی دنیا کی آنکھ سے کوئی بھی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا، جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی تمنا کی تو اللہ نے پہاڑ کے سامنے تجلی ظاہر کی جس سے وہ پہاڑ ہی ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔[1] تاہم آخرت میں اہل ایمان کا اللہ کو دیکھنا ثابت ہے اور اس پر سلف صالحین کا اجماع ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے اور انہوں نے مزید یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ جمہور اہل السنہ اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو روزِ قیامت اللہ کے دیدار کا انکار کرتا ہے۔[2]

١١٥ ـ حديث أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَـالَ قُـلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْـقِيَامَةِ ؟ قَالَ : ((هَلْ تُضَارُوْنَ فِي رُؤْيَةِ الشَّـمْـسِ وَالْـقَـمَرِ إِذَا كَانَتْ صَحْوًا؟)) قُـلْـنَا لَا ـ قَالَ : ((فَإِنَّكُم لَا تُضَارُوْنَ فِي

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے کہا، یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم کو سورج اور چاند دیکھنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے جبکہ آسمان بھی صاف ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ پھر اپنے رب کے دیدار میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں پیش آئے گی

١١٥ ـ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 24 باب قول الله تعالى: "وجوه يومئذ ناضرة..." (22) مسلم (183) ـ

[1] [سورة الاعراف : آیت 143]
[2] [كما في مجموع الفتاوى لابن باز (118/27)]

رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَتِهِمَا)) ثُمَّ قَالَ: ((يُنَادِي مُنَادٍ: لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيبِ مَعَ صَلِيبِهِمْ، وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ، وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ، حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ، وَغُبَّرَاتٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، ثُمَّ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ كَأَنَّهَا سَرَابٌ، فَيُقَالُ لِلْيَهُودِ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ بْنَ اللَّهِ، فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ، لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ، فَمَا تُرِيدُونَ؟ قَالُوا نُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَنَا، فَيُقَالُ اشْرَبُوا، فَيَتَسَاقَطُونَ فِي جَهَنَّمَ ـ ثُمَّ يُقَالُ لِلنَّصَارَى مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ فَيَقُولُونَ كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ بْنَ اللَّهِ، فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ، فَمَا تُرِيدُونَ؟ فَيَقُولُونَ نُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَنَا، فَيُقَالُ اشْرَبُوا، فَيَتَسَاقَطُونَ فِي جَهَنَّمَ ـ حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ، فَيُقَالُ لَهُمْ مَا يَحْبِسُكُمْ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ؟ فَيَقُولُونَ فَارَقْنَاهُمْ وَنَحْنُ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَيْهِ الْيَوْمَ، وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي: لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ وَإِنَّمَا نَنْتَظِرُ رَبَّنَا، قَالَ

جس طرح سورج اور چاند کو دیکھنے میں پیش نہیں آتی ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ہر قوم اس کے ساتھ جائے جس کی وہ پوجا کرتی تھی ۔ چنانچہ صلیب کے پجاری اپنی صلیب کے ساتھ، بتوں کے پجاری اپنے بتوں کے ساتھ اور تمام جھوٹے معبودوں کے پجاری اپنے جھوٹے معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے (جیسے قبروں کے پجاری ان قبروں کے ساتھ، تعزیے جھنڈے اور علم پوجنے والے ان کے ساتھ چلے جائیں گے) اور صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی عبادت کرنے والے تھے۔ ان میں نیک و بد دونوں قسم کے مسلمان ہوں گے۔ اور اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ لوگ بھی ہوں گے۔ پھر دوزخ ان کے سامنے پیش کی جائے گی وہ ایسی چمک دار ہوگی جیسے میدان کی ریت ہوتی ہے (جو دور سے پانی معلوم ہوتا ہے) پھر یہود سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم عزیر بن اللہ کی پوجا کرتے تھے ۔ انہیں جواب ملے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ خدا کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی لڑکا۔ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم پانی پینا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے سیراب کیا جائے ان سے کہا جائے گا کہ پیو۔ وہ اس چمکتی ریت کی طرف پانی جان کر چلیں گے اور پھر وہ جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔ پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا کہ تم کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم مسیح بن اللہ کی پوجا کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی نہ بیوی تھی اور نہ کوئی بچہ۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں کہ پانی سے ہمیں سیراب کیا جائے۔ ان سے کہا جائے گا کہ پیو (ان کو بھی اس چمکتی ریت کی طرف چلایا جائے گا) اور انہیں بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہی باقی رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی

فَيَأْتِيهِمُ الْجَبَّارُ، فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا۔ فَلَا يُكَلِّمُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ، فَيَقُولُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُونَهُ؟ فَيَقُولُونَ السَّاقُ، فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ، وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلَّهِ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدَ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا، ثُمَّ يُؤْتَى بِالْجَسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ)) قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْجَسْرُ؟ قَالَ ((مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ، وَحَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عُقَيْفَاءُ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ۔ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ، فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ، وَنَاجٍ مَخْدُوشٌ، وَمَكْدُوسٌ، فِي نَارِ جَهَنَّمَ، حَتَّى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِي مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ۔ فَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِي إِخْوَانِهِمْ، يَقُولُونَ رَبَّنَا إِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّونَ مَعَنَا وَيَصُومُونَ مَعَنَا وَيَعْمَلُونَ مَعَنَا، فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِنْ إِيْمَانٍ

عبادت کرتے تھے' نیک و بد دونوں قسم کے مسلمان ۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگ کیوں رکے ہوئے ہو' جب کہ سب لوگ جا چکے ہیں؟ وہ کہیں گے ہم دنیا میں ان سے ایسے وقت جدا ہوئے کہ ہمیں ان کی دنیاوی فائدوں کے لئے بہت زیادہ ضرورت تھی اور ہم نے ایک آواز دینے والے کو سنا کہ ہر قوم اس کے ساتھ جائے جس کی وہ عبادت کرتی تھی اور ہم اپنے رب کے منتظر ہیں۔ پھر اللہ جبار ان کے سامنے اس صورت کے علاوہ دوسری صورت میں آئے گا جس میں انہوں نے اسے پہلی مرتبہ دیکھا ہو گا اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ لوگ کہیں گے کہ تو ہی ہمارا رب ہے اور اس دن انبیا کے سوا اور کوئی بات نہیں کرے گا۔ پھر پوچھے گا کیا تمہیں اس کی کوئی نشانی معلوم ہے؟ وہ کہیں گے کہ "ساق" (پنڈلی)۔ پھر اللہ اپنی پنڈلی کھولے گا اور ہر مومن اس کے لئے سجدہ میں گر جائے گا۔ صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دکھاوے اور شہرت کے لئے اسے سجدہ کرتے تھے۔ وہ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی پیٹھ تختہ کی طرح ہو کر رہ جائے گی۔ پھر انہیں پل پر لایا جائے گا۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! پل کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک پھسلوان گرنے کا مقام ہے اس پر سنسنیاں ہیں' آنکڑے ہیں' چوڑے چوڑے کانٹے ہیں۔ ان کے سر خم دار سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں جو نجد کے ملک میں ہوتے ہیں۔ مومن اس پر پلک مارنے کی طرح بجلی کی طرح' ہوا کی طرح' تیز رفتار گھوڑے اور سواری کی طرح گذر جائیں گے۔ ان میں بعض تو صحیح سلامت نجات پانے والے ہوں گے اور بعض جہنم کی آگ سے جھلس کر بچ نکلنے والے ہوں گے۔ یہاں تک کہ آخری شخص اس پر سے گھسٹتے ہوئے گزرے گا۔ تم لوگ آج کے دن اپنا حق لینے کے لیے جتنا تقاضا اور مطالبہ مجھ سے کرتے ہو اس سے زیادہ مسلمان لوگ اللہ سے تقاضا اور مطالبہ کریں گے۔ اور جب وہ

فَأَخْرِجُوْهُ، وَيُحَرِّمُ اللّٰهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ، فَيَأْتُوْنَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ فَيَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ ـ فَيَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا))۔

دیکھیں گے کہ اپنے بھائیوں میں سے انہیں نجات ملی ہے تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے بھائی بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ دوسرے (نیک) اعمال کرتے تھے (ان کو بھی دوزخ سے نجات فرما) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں ایک اشرفی کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی نکال لاؤ۔ چنانچہ جن کو وہ پہچانتے ہوں گے ان کو نکالیں گے۔ پھر وہ واپس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں نصف اشرفی کے برابر ایمان ہے اسے بھی نکال لاؤ۔ چنانچہ جن کو وہ پہچانتے ہوں گے ان کو نکالیں گے پھر وہ واپس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو اسے بھی نکال لاؤ۔ چنانچہ پہچاننے والوں کو نکال لیں گے۔

قَالَ أَبُوسَعِيْدٍ: فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُوْنِي فَاقْرَئُوْا ـ ﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا ﴾ فَيَشْفَعُ النَّبِيُّوْنَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ـ فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ بَقِيَتْ شَفَاعَتِي، فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوا، فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ مَاءَ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُوْنَ فِي حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ قَدْ رَأَيْتُمُوْهَا إِلَى جَانِبِ الصَّخْرَةِ إِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ، فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ، وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ ـ فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ، فَيُجْعَلُ فِي

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے (اس پر) کہا کہ اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو یہ آیت پڑھو "اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اگر نیکی ہے تو اسے بڑھاتا ہے۔" [النساء: ۴۰] پھر انبیا اور مومنین اور فرشتے شفاعت کریں گے اور پروردگار کا ارشاد ہوگا کہ اب خاص میری شفاعت باقی رہ گئی ہے چنانچہ اللہ پاک دوزخ سے ایک مٹھی بھر لے گا اور ایسے لوگوں کو نکالے گا جو کوئلہ ہو گئے ہوں گے۔ پھر وہ جنت کے سرے پر ایک نہر میں ڈال دیے جائیں گے جسے نہر آب حیات کہا جاتا ہے اور یہ لوگ اس کے کنارے سے اس طرح ابھریں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کرکٹ سے سبزہ ابھر آتا ہے تم نے یہ منظر کسی چٹان کے یا کسی درخت کے کنارے دیکھا ہوگا۔ تو جس پر دھوپ پڑتی رہتی ہے وہ سبزا بھرتا ہے اور جس پر سایہ ہوتا ہے وہ سفید ابھرتا ہے۔ پھر وہ اس طرح نکلیں گے جیسے موتی چمکتا ہے۔ اس کے بعد ان کی گردنوں پر مہر کر دی جائے گی (کہ یہ اللہ کے آزاد کردہ غلام

رِقَابِهِمِ الْخَوَاتِيمُ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ أَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ، وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوهُ، فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ))۔

ہیں) اور انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا اہل جنت انہیں عتقاء الرحمن (رحم کرنے والے اللہ کے آزاد کردہ بندے) کہیں گے۔ انہیں اللہ نے بلا عمل کے جو انہوں نے کیا ہو اور بلا خیر کے جو ان سے صادر ہوئی ہو جنت میں داخل کیا ہے اور ان سے کہا جائے گا کہ تمہیں وہ سب کچھ ملے گا جو تم دیکھتے ہو اور اتنا ہی اور بھی ملے گا۔

لغوی توضیح تُضَارُوْنَ تم تکلیف محسوس کرتے ہو۔ صَحْوًا صاف، جب آسمان پر بادل نہ ہو۔ اَلْاَوْثَان جمع ہے وَثَن کی، معنی ہے بت۔ غُبَّرَات باقی رہنے والے۔ سَرَاب وہ ریت جو دوپہر کو چمک کی وجہ سے پانی معلوم ہوتی ہے۔ اَلْجَسْر پل۔ مَدْحَضَة مَزِلَّة دونوں کا ایک ہی معنی ہے، پھسلنے کی جگہ۔ خَطَاطِيْف جمع ہے خطاف کی اور كَلَالِيب جمع ہے کلوب کی، دونوں کا معنی ایک ہی ہے، ایسا لوہا جو سرے سے مڑا ہوا ہو۔ حَسَكَة سعدان بوٹی کے کانٹے۔ اَجَاوِيد جمع ہے اَجْوَاد کی اور اَجْوَاد جمع ہے جَوَاد کی، معنی ہے تیز رفتار، عمدہ۔ اَلْخَيْل گھوڑے۔ اَلرِّكَاب اونٹ۔ مَخْدُوش خراشیں لگے ہوئے، نوچے ہوئے۔ مَكْدُوس دھکیلے گئے۔ مُنَاشَدَہ مطالبہ۔ اِمْتُحِشُوْا جنہیں جلا دیا گیا۔ حَافَتَيْه اس کے دونوں کنارے۔

(80) باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدين من النار

شفاعت کا ثبوت اور موحدوں کے جہنم سے نکالے جانے کا بیان

١١٦ - حدیث أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوا، فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرِ الْحَيَا أَوِ الْحَيَاةِ (شَكٌّ مِن أحد رجال السَّند) فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ، أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً؟))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ پاک فرمائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر (بھی) ایمان ہو اس کو بھی دوزخ سے نکال لو۔ تب (ایسے لوگ) دوزخ سے نکال لئے جائیں گے اور وہ جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر زندگی کی نہر میں یا بارش کے پانی میں ڈالے جائیں گے (یہاں راوی کو شک ہو گیا ہے کہ کونسا لفظ استعمال کیا) اس وقت وہ دانے کی طرح اُگ آئیں گے جس طرح ندی کے کنارے دانے اُگ آتے ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دانہ زردی مائل پیچ در پیچ نکلتا ہے؟۔

لغوی توضیح صَفْرَاء زردی مائل۔ مُلْتَوِيَة پیچ در پیچ، مڑا ہوا۔

فهم الحديث درج بالا احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے بلکہ

١١٦ - البخاری فی 2 کتاب الإیمان: 15 باب تفاضل اهل الإیمان فی الاعمال، مسلم (184) ابن حبان (182)۔

جتنا اللہ چاہے گا عذاب پا کر یا تو شفاعت کے ذریعے یا پھر اللہ کی رحمت سے جہنم سے نکال لیے جائیں گے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ مشرک کو کبھی بھی جہنم سے نہیں نکالا جائے اور نہ ہی اسے کوئی شفاعت فائدہ دے گی۔قرآن کریم میں کفار و مشرکین کے بارے میں ہے کہ ﴿ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴾[المدثر : ٤٨]''انہیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہیں دے گی۔''اور فرمانِ نبوی ہے کہ میری شفاعت صرف اسے نصیب ہوگی جو اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا۔[1]

(81) باب آخر اهل النار خروجا

سب سے آخر میں دوزخ سے نکلنے والا شخص

١١٧ ـ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((اِنِّي لَاَعْلَمُ آخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا، وَآخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا ـ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى، فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰى، فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا، اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْيَا، فَيَقُوْلُ تَسْخَرُ مِنِّي اَوْ تَضْحَكُ مِنِّي وَاَنْتَ الْمَلِكُ)) ـ

فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ـ وَكَانَ يُقَالُ : ذٰلِكَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً ـ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ اہل جہنم میں سے کون سب سے آخر میں وہاں سے نکلے گا اور اہل جنت میں کون سب سے آخر میں اس میں داخل ہوگا۔ایک شخص جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔وہ جنت کے پاس آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے چنانچہ وہ واپس آئے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔اللہ تعالیٰ پھر اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ وہ پھر آئے گا لیکن ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔تمہیں دنیا اور اس سے دس گنا دیا جاتا ہے یا (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ) تمہیں دنیا کے دس گنا دیا جاتا ہے۔وہ شخص کہے گا تو میرا مذاق بناتا ہے حالانکہ تو شہنشاہ ہے۔میں نے دیکھا کہ اس بات پر نبی ﷺ ہنس دیے اور آپ کے آگے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور کہا جاتا ہے کہ وہ جنت کا سب سے کم درجے والا شخص ہوگا۔

لغوی توضیح كَبْوًا گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے۔مَلْاٰى بھری ہوئی۔تَسْخَرُ تو مذاق کرتا ہے۔

١١٧ـ البخاري في 81 كتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6571) مسلم (186) ابن ماجه (2595) ـ

[1] [مسلم : كتاب الايمان : باب اختباء النبي دعوة الشفاعة لامته (199)]

(82) باب ادنی اهل الجنة منزلة فیها

جنت میں سب سے کم مرتبہ جنتی

١١٨ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا! فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: أَنْتَ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهِ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ، فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ، وَيَقُوْلُ ائْتُوْا نُوْحًا، أَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ، فَيَأْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ، ائْتُوا إِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا، فَيَأْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ، ائْتُوا مُوْسَى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ، فَيَأْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ، فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ، ائْتُوا عِيْسٰى، فَيَأْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ، ائْتُوا مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. فَيَأْتُوْنِيْ، فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَهْ، وَقُلْ يُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْ، ثُمَّ أَشْفَعُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا۔ اس وقت لوگ کہیں گے کہ اگر ہم اپنے رب کے حضور کسی کی شفاعت لے جائیں تو نفع بخش ثابت ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ ہم اپنی اس حالت سے نجات پا جائیں۔ چنانچہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے آپ ہی وہ بزرگ نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ کے اندر اپنی چھپائی ہوئی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ آپ رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیں۔ وہ کہیں گے کہ میں تو اس لائق نہیں۔ پھر وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے کہ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ وہ اپنی لغزش کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا تھا۔ لوگ ان کے پاس آئیں گے لیکن یہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تھا۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے لیکن یہ بھی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ کیونکہ ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے اس وقت میں اپنے رب سے

١١٨ - البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (44) مسلم (193) ترمذی (2593)۔

فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، ثُمَّ أُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَقَعُ سَاجِدًا مِثْلَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ حَتَّى مَا يَبْقَى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ))۔

(شفاعت کی) اجازت چاہوں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ جتنی دیر تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھالو' مانگو دیا جائے گا' کہو سنا جائے گا' شفاعت کرو' شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنے رب کی اس وقت ایسی حمد بیان کروں گا کہ جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا۔ پھر شفاعت کروں گا اور میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا اور اسی طرح سجدہ میں گر جاؤں گا' تیسری یا چوتھی مرتبہ۔ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا ہے (یعنی جن کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر قرآن میں صراحت کے ساتھ ہے)۔

١١٩۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ، فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيْمَ فَإِنَّهُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ، فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسَى فَإِنَّهُ كَلِيْمُ اللّٰهِ فَيَأْتُوْنَ مُوْسَى فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسَى فَإِنَّهُ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَأْتُوْنَ عِيْسَى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنَّ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ فَيَأْتُوْنِي فَأَقُوْلُ: أَنَا لَهَا، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي، وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا قیامت کا دن جب آئے گا تو لوگ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ظاہر ہوں گے پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ ہماری اپنے رب کے پاس شفاعت کیجئے وہ کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ ہاں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ سے شرفِ ہم کلامی پانے والے ہیں۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ ہاں تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا کہ میں شفاعت کے لئے ہوں اور پھر میں اپنے رب سے اجازت چاہوں گا اور مجھے اجازت دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ تعریفوں کے الفاظ مجھے الہام کرے گا جن کے ذریعہ میں اللہ کی حمد بیان کروں گا۔ جو اس

١١٩۔ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 36 باب كلام الرب عز وجل يوم القيامة مع الانبياء...

الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا ' فَيُقَالُ : يَامُحَمَّدُ ! ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ ' وَسَلْ تُعْطَ ' وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ' فَاَقُوْلُ : يَارَبِّ اُمَّتِى ' اُمَّتِى ! فَيُقَالُ : انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِى قَلْبِهِ مِثْقَالَ شَعِيْرَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ ' فَانْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ـ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا ' فَيُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ ! ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ ' وَسَلْ تُعْطَ ' وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ' فَاَقُوْلُ : يَا رَبِّ اُمَّتِى ' اُمَّتِى ! فَيُقَالُ : انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِى قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ ' فَانْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ' ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا ' فَيُقَالُ : يَامُحَمَّدُ ! ارْفَعْ رَاْسَكَ ' وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ ' وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ' فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اُمَّتِى ' اُمَّتِى ! فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِى قَلْبِهِ اَدْنَى اَدْنَى اَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَانْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ـ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ' ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ : يَامُحَمَّدُ ! ارْفَعْ رَاْسَكَ ' وَقُلْ يُسْمَعْ ' وَسَلْ تُعْطَ ' وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ ! ائْذَنْ لِى فِيْمَنْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ' فَيَقُوْلُ وَعِزَّتِى وَجَلَالِى وَكِبْرِيَائِى وَعَظَمَتِى لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ـ

وقت مجھے یاد نہیں ہیں چنانچہ جب میں یہ تعریفیں بیان کروں گا اور اللہ کے حضور سجدہ کرنے والا ہو جاؤں گا تو مجھ سے کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ' جو کہو گے وہ سنا جائے گا جو مانگو گے وہ دیا جائے گا جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ (یہ سن کر) میں کہوں گا اے رب! میری امت' میری امت۔ کہا جائے گا کہ جاؤ اور ان سب کو نکال لاؤ جن کے دل میں جو کے دانے برابر بھی ایمان ہو چنانچہ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔ پھر میں واپس آؤں گا اور اللہ رب العزت کی یہی تعریفیں ایک بار پھر کروں گا اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا تو مجھ سے کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ' جو کہو گے وہ سنا جائے گا' جو مانگو گے دیا جائے گا، جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ پھر میں کہوں گا اے رب! میری امت، میری امت، کہا جائے گا کہ جاؤ اور ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لو جن کے دل میں ذرہ یا رائی برابر بھی ایمان ہو۔ چنانچہ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔ پھر میں لوٹوں گا اور یہی تعریفیں پھر کروں گا اور اللہ کے لئے سجدہ میں چلا جاؤں گا مجھ سے کہا جائے گا۔ اپنا سر اٹھاؤ' جو کہو گے سنا جائے گا' جو مانگو گے دیا جائے گا' جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا' اے رب! میری امت' میری امت' اللہ تعالیٰ فرمائے گا اور جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے کم سے کم تر حصہ کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی جہنم سے نکال لو۔ میں پھر جاؤں گا اور نکالوں گا۔ پھر میں چوتھی مرتبہ لوٹوں گا اور وہی تعریفیں کروں گا اور اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ میں چلا جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ' جو کہو گے سنا جائے گا' جو مانگو گے دیا جائے گا' جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا اے رب! مجھے ان کے بارے میں بھی اجازت دیجئے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت' میرے جلال' میری کبریائی' میری بڑائی کی قسم! اس میں سے انہیں بھی نکالوں گا جنہوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا ہے۔

۱۲۰۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷛، قَالَ: اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَحْمٍ، فَرُفِعَ اِلَیْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ: ((اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، وَهَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ ذٰلِكَ؟ یَجْمَعُ النَّاسُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ، یُسْمِعُهُمُ الدَّاعِیْ، وَیَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ، وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَیَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا یُطِیْقُوْنَ وَلَا یَحْتَمِلُوْنَ، فَیَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ؟ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ یَشْفَعُ لَكُمْ اِلٰی رَبِّكُمْ؟ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ، عَلَیْكُمْ بِاٰدَمَ، فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ، فَیَقُوْلُوْنَ لَهٗ: اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ، وَنَفَخَ فِیْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ، وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ، اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ، اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ؟ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَیَقُوْلُ اٰدَمُ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ، وَاِنَّهٗ نَهَانِیْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَیْتُهٗ، نَفْسِیْ! نَفْسِیْ! نَفْسِیْ! اذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ، اذْهَبُوْا اِلٰی نُوْحٍ، فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُوْنَ: یَا نُوْحُ! اِنَّكَ اَنْتَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا اور دستی کا حصہ آپ کو پیش کیا گیا تو آپ نے اپنے دانتوں سے ایک بار نوچا اور آپ کو دستی کا گوشت بہت پسند تھا پھر آپ نے فرمایا، قیامت کے دن میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا تمہیں معلوم بھی ہے یہ کونسا دن ہوگا؟ اس دن دنیا کے شروع سے قیامت کے دن تک کی ساری خلقت ایک چٹیل میدان میں جمع ہوگی کہ ایک پکارنے والے کی آواز سب کے کانوں تک پہنچ سکے گی اور ایک نظر سب کو دیکھ سکے گی۔ سورج بالکل قریب ہو جائے گا اور لوگوں کی پریشانی اور بے قراری کی کوئی حد نہ رہے گی جو برداشت سے باہر ہو جائے گی۔ لوگ آپس میں کہیں گے، دیکھتے نہیں کہ ہماری کیا حالت ہو گئی ہے۔ کیا کوئی ایسا مقبول بندہ نہیں ہے جو اللہ پاک کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے؟ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلنا چاہیے۔ چنانچہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ آپ انسانوں کے پردادا ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف سے خصوصیت کے ساتھ آپ میں روح پھونکی۔ فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ اس لئے آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کر دیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچ چکے ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میرا رب آج انتہائی غضب ناک ہے۔ اس سے پہلے اتنا غضب ناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضب ناک ہوگا۔ اور رب العزت نے مجھے بھی درخت سے روکا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی۔ پس مجھ کو اپنی جان کی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت

۱۲۰۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 17 سورة الإسراء: 5 باب ذریة من حملنا مع نوح (3340) مسلم (194)۔

اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلَى اَهْلِ الْاَرْضِ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا، اشْفَعْ لَنَا اِلَى رَبِّكَ، اَلَا تَرَى اِلَى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ: اِنَّ رَبِّي ـ عَزَّوَجَلَّ ـ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَاِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي، نَفْسِي! نَفْسِي! نَفْسِي! اذْهَبُوْا اِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوْا اِلَى اِبْرَاهِيْمَ، فَيَأْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اِبْرَاهِيْمُ! اَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهُ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اشْفَعْ لَنَا اِلَى رَبِّكَ، اَلَا تَرَى اِلَى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ لَهُمْ اِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَاِنَّهُ قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ، نَفْسِي! نَفْسِي! نَفْسِي! اذْهَبُوْا اِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوْا اِلَى مُوْسَى، فَيَأْتُوْنَ مُوْسَى، فَيَقُوْلُوْنَ: يَا مُوْسَى! اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ، اشْفَعْ لَنَا اِلَى رَبِّكَ اَلَا تَرَى اِلَى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ: اِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَاِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا، نَفْسِي! نَفْسِي! اذْهَبُوْا اِلَى غَيْرِي،

نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ اے نوح! آپ سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے شکر گزار بندہ کا خطاب دیا۔ آپ ہی ہمارے لئے اپنے رب کے حضور شفاعت کر دیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ گئے ہیں؟ حضرت نوح علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اتنا غضب ناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک نہیں تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضب ناک ہوگا اور مجھے ایک دعا کی قبولیت کا یقین دلایا گیا تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی۔ آج مجھ کو اپنے ہی نفس کی فکر ہے تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور اللہ کے خلیل ہیں، روئے زمین میں منتخب، آپ ہماری شفاعت کیجئے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام بھی کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غضبناک ہے، اتنا غضبناک کہ نہ وہ پہلے ہوا تھا اور نہ آج کے بعد ہوگا اور میں نے تین جھوٹ بولے تھے۔ بس مجھ کو اپنے نفس کی فکر ہے میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے رسالت اور اپنے کلام کے ذریعہ فضیلت دی، آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور کر دیں۔ آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ بہت غضبناک ہے، اتنا غضبناک کہ وہ نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی ہوگا

اذْهَبُوْا اِلَى عِيْسَى' فَيَأْتُوْنَ عِيْسَى' فَيَقُوْلُوْنَ: يَا عِيْسَى! اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ اَلْقَاهَا اِلَى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ' وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا' اشْفَعْ لَنَا' اَلَا تَرَى اِلَى مَانَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ عِيْسَى' اِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ' وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ' وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا' نَفْسِي! نَفْسِي! نَفْسِي! اذْهَبُوْا اِلَى غَيْرِيْ' اذْهَبُوْا اِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ' فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ' فَيَقُوْلُوْنَ: يَا مُحَمَّدُ! اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ' وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَاتَاَخَّرَ' اشْفَعْ لَنَا اِلَى رَبِّكَ' اَلَا تَرَى اِلَى مَانَحْنُ فِيْهِ؟ فَانْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّوَجَلَّ - ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى اَحَدٍ قَبْلِي' ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَاْسَكَ' سَلْ تُعْطَهْ' وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ' فَاَرْفَعُ رَاْسِي' فَاَقُوْلُ: اُمَّتِي يَارَبِّ! اُمَّتِي يَارَبِّ! فَيُقَالُ: يَامُحَمَّدُ! اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوَى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ

اور میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ حالانکہ اللہ کی طرف سے مجھے اس کا کوئی حکم نہیں ملا تھا۔ نفسی' نفسی' نفسی' بس مجھ کو آج اپنی فکر ہے' میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم پر ڈالا تھا اور اللہ کی طرف سے روح ہیں۔ آپ نے بچپن میں ماں کی گود ہی میں لوگوں سے بات کی تھی ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہو چکی ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اس درجہ غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا اور آپ کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے (صرف) اتنا کہیں گے' نفسی' نفسی' نفسی۔ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ' ہاں محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ سب لوگ محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور سب سے آخری پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ اپنے رب کے دربار میں ہماری شفاعت کیجئے آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آخر میں آگے بڑھوں گا اور عرش تلے پہنچ کر اپنے رب عزوجل کے لیے سجدہ میں گر پڑوں گا پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور حسن ثنا کے دروازے کھول دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو وہ طریقے اور وہ محامد نہیں بتائے تھے۔ پھر کہا جائے گا' اے محمد! اپنا سر اٹھائیے' مانگئے آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے' آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اب میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا۔ اے میرے رب! میری امت' اے میرے رب! میری امت پر کرم کر۔ کہا جائے گا' اے محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں'

قَالَ:((وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى))۔

جنت کے داہنے دروازے سے داخل کیجئے اور ویسے انہیں اختیار ہے جس دروازے سے چاہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں پھر نبی ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں ہے یا جتنا مکہ اور بُصریٰ میں ہے۔

لغوی توضیح فَنَهَسَ دانتوں سے نوچا۔ صَعِيْد وَاحِد ایک چٹیل میدان۔

فہم الحدیث ان احادیث میں شفاعت محمدیہ کا اثبات ہے۔ روزِ قیامت جب تمام انبیاء اپنی اپنی لغزشوں کو یاد کر کے کانپ رہے ہوں گے اس وقت صرف اور صرف ہمارے پیغمبر محمد ﷺ ہی شفاعت کے لیے آگے بڑھیں گے۔ یہ چیز آپ کے تمام انبیاء سے افضل ہونے کی بھی دلیل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی شفاعت حاصل کرنے کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے ﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَ الصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ ﴾۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو بھی اذان سن کر یہ دعا پڑھے گا اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔[1] جس روایت میں ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی، وہ موضوع و من گھڑت ہے۔[2]

(84) باب اختباء النبي ﷺ دعوة الشفاعة لامته

نبی ﷺ کا اپنی شفاعت کی دعا کو اپنی امت کی خاطر روزِ قیامت کے لیے چھپا رکھنے کا بیان

۱۲۱۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَأُرِيْدُ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، أَنْ أَخْتَبِي دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر نبی کی ایک دعا قبول ہوتی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اگر اللہ نے چاہا تو اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھوں۔

لغوی توضیح لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے، مراد یہ ہے کہ ہر نبی کو ایک لازماً قبول ہونے والی دعا کا اختیار دیا گیا۔ أَخْتَبِئُ دَعْوَتِيْ میں نے اپنی دعا چھپالی، محفوظ رکھ لی۔ اس میں نبی کریم ﷺ کی امت کے لیے کمال شفقت و رحمت کا اثبات ہے کہ آپ نے اپنے لیے کچھ مانگنے کی بجائے اس مقبول دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے مؤخر کر دیا۔ لیکن آج یہی امت اپنے مشفق و محسن پیغمبر کی سنتوں کو پس پشت ڈال رہی ہے اور شب و روز ان کی مخالفت میں مصروف ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنے عظیم پیغمبر کی مخالفت سے بچنے کی توفیق دے۔ (آمین!)

۱۲۱۔ البخاری فی: 97 کتاب التوحید: 31 باب قوله تعالى "قل لو كان البحر ..." (6304) مسلم (198)۔

[1] [بخاری: کتاب الاذان: باب الدعاء عند النداء (614)]

[2] [**موضوع** ارواء الغليل (4/336) ضعيف الجامع الصغير (5607)]

۱۲۲ ـ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤَالًا ' أَوْ قَالَ ' لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِيبَتْ ' فَجَعَلْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہر نبی نے کچھ چیزیں مانگیں یا فرمایا کہ ہر نبی کو ایک دعا دی گئی جس چیز کی اس نے دعا مانگی اور پھر اسے قبول کیا گیا لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھی ہوئی ہے۔

(87) باب في قوله تعالى: ﴿ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴾

اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ"

۱۲۳ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ ـ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! ' أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا ' اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ ' لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا ـ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا ـ يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ! لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا ـ وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ (ﷺ)! سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي ' لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "اور اپنے نزدیک ناتے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا" [الشعراء:۲۱۴] تو آپ نے یہ فرمایا قریش کے لوگو! (یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ) تم لوگ اپنی اپنی جانوں کو (نیک اعمال کے بدل) خرید لو (بچا لو)۔ میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا (یعنی اس کی مرضی کے خلاف میں کچھ نہیں کر سکتا)۔ عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ صفیہ میری پھوپھی! اللہ کے سامنے میں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ اے فاطمہ میری بیٹی! تو جو چاہے میرا مال مانگ لے لیکن اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آ سکوں گا۔

فہم الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی نیکی ہی ہر انسان کے کام آئے گی، روزِ قیامت کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا حتی کہ خود محمد رسول اللہ ﷺ بھی اپنے مشرک رشتہ داروں کو نہیں بچا سکیں گے۔ قرآن میں ہے کہ ﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ﴾ [الانعام: ١٦٤] "(روزِ قیامت) کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔" لہٰذا کسی پیر، فقیر، بزرگ، درویش، ولی اور امام پر تکیہ کر کے بلا جھجک گناہوں میں مصروف رہنا دانشمندی نہیں۔

۱۲۴ ـ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ "آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے اور اپنے گروہ کے ان

۱۲۲ ـ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 1 باب لكل نبي دعوة مستجابة (6305) مسلم (200)۔
۱۲۳ ـ البخاري في: 55 كتاب الوصايا: 11 باب هل يدخل النساء والولد في الاقارب (2705) مسلم (206)۔
۱۲٤ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 1 باب حدثنا يوسف (1394) مسلم (208)۔

وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ، خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ: ((يَا صَبَاحَاهْ!)) فَقَالُوْا مَنْ هٰذَا؟ فَاجْتَمَعُوْا إِلَيْهِ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟)) قَالُوْا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا، قَالَ: ((فَإِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ)) قَالَ أَبُوْ لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ! مَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا؟ ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ۔ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾۔

لوگوں کو ڈراؤ جو مخلصین ہیں'' تو رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارا ''یا صباحاہ'' قریش نے کہا یہ کون ہے! پھر وہاں آ کر سب جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں بتاؤں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے پیچھے سے آنے والا ہے تو کیا تم مجھ کو سچا نہیں سمجھو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں جھوٹ کا آپ سے تجربہ کبھی بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا پھر میں تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آ رہا ہے۔ یہ سن کر ابولہب بولا تو تباہ ہو کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ پھر آپ وہاں سے چلے آئے اور آپ پر سورۂ لہب نازل ہوئی۔ ''دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے ابولہب کے اور وہ برباد ہو گیا''۔

لغوی توضیح اَلصَّفَا مکہ میں ایک مقام کا نام۔ یَا صَبَاحَاہ یہ وہ کلمہ ہے جو فریاد کرنے والا پکارتا ہے یا لوگوں کو کسی اہم کام کے لیے جمع کرنے کی غرض سے پکارا جاتا ہے۔

(88) باب شفاعة النبی ﷺ لابی طالب والتخفیف عنه بسببه

نبی ﷺ کا ابوطالب کی شفاعت کرنا اور آپ کی شفاعت سے ان کے عذاب میں تخفیف ہونا

۱۲۵۔ حَدِيْثُ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ۔ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ۔ قَالَ: ((هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ))۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپ اپنے چچا (ابوطالب) کے کیا کام آئے کہ وہ آپ کی حمایت کیا کرتے تھے اور آپ کے لئے غصہ ہوتے تھے؟ آپ نے فرمایا (اسی وجہ سے) وہ صرف ٹخنوں تک جہنم میں ہیں اگر میں ان کی سفارش نہ کرتا تو وہ دوزخ کی تہہ میں بالکل نیچے ہوتے۔

لغوی توضیح يَحُوْطُكَ وہ آپ کو بچایا کرتے تھے۔ اَلضَّحْضَاحُ جو پانی زمین پر بہہ کر ٹخنوں تک پہنچ جائے، یہاں اس مقدار کو استعارةً آگ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اَلدَّرْك طبقہ۔ اَلْأَسْفَل سب سے نچلا۔

۱۲۶۔ حَدِيْثُ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ، فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ کی مجلس میں آپ کے چچا کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا شاید قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کام آ جائے اور انہیں صرف

۱۲۵۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 40 باب قصة ابی طالب (3883) مسلم (209)۔

۱۲۶۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 40 باب قصة ابی طالب (3885) مسلم (210)۔

فِی ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ)) ۔

ٹخنوں تک جہنم میں رکھا جائے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔

(89) باب اهون اهل النار عذابا

دوزخ میں سب سے کم عذاب والے کا بیان

۱۲۷ ۔ حديث النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُولُ : ((اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ تُوْضَعُ فِی اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ يَغْلِي مِنْهَا دِمَاغُهُ))۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن عذاب کے اعتبار سے سب سے کم وہ شخص ہوگا جس کے دونوں قدموں کے نیچے آگ کا انگارہ رکھا جائے گا اور اس کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔

لغوی توضیح اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ قدموں کا وہ نچلا حصہ جو چلتے وقت زمین کو نہیں لگتا۔ جَمْرَةٌ انگارہ۔ يَغْلِي کھولے گا۔

فهم الحديث ایک روایت میں ہے کہ جہنم میں سب سے ہلکا عذاب یہ ہوگا کہ قدموں میں آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی اور اس سے دماغ اس طرح کھولے گا جیسے ہنڈیا چولہے پر کھولتی ہے۔[1] ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ عذاب نبی ﷺ کے چچا ابوطالب کو ہوگا۔[2]

(91) باب موالاة المؤمنين و مقاطعة غيرهم والبراءة منهم

مومنوں کو مومنوں سے دوستی رکھنی چاہیے اور غیروں سے قطع تعلقی اور بیزاری کا اعلان کرنا چاہیے

۱۲۸ ۔ حديث عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ : ((اِنَّ آلَ اَبِی فُلَان لَيْسُوا بِاَوْلِيَائِي' اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ' وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا)) يَعْنِیْ اَصِلُهَا بِصِلَتِهَا ۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے علی الاعلان سنا کہ فلاں کی اولاد میرے عزیز نہیں ہیں (گو ان سے نسبی رشتہ ہے) میرا ولی تو اللہ ہے اور میرے عزیز تو وہ ہیں جو مسلمانوں میں نیک اور پرہیزگار ہیں (گو ان سے نسبی رشتہ نہ ہو) البتہ ان سے میرا رشتہ ناطہ ہے اگر وہ رکھیں گے تو میں بھی رکھوں گا یعنی وہ ناطہ جوڑیں گے تو میں بھی جوڑوں گا۔

لغوی توضیح جِهَارًا اعلانیہ، ظاہری طور پر۔ اَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا میں اسے تر چیزوں سے گیلا کرتا رہوں گا، یعنی جوڑتا رہوں گا، عرب لوگ گیلا کرنے سے جوڑنا اور سوکھانے سے توڑنا مراد لیتے ہیں۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ دوستی و محبت اور رشتہ و تعلق صرف نیک لوگوں سے رکھنا چاہیے خواہ وہ رشتہ دار نہ بھی ہوں اور

۱۲۷ ۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6561) مسلم (213) ابو عوانة (1/ 98) ۔

۱۲۸ ۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 14 باب يبل الرحم ببلالها (5990) مسلم (215) احمد (17820) ۔

[1] [مسلم : كتاب الايمان (213)]
[2] [مسلم : كتاب الايمان (212)]

کفار و مشرکین سے اظہارِ براءت کرنا چاہیے خواہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی اعلانِ برائت کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے بھی اسی کو اسوہ و نمونہ بنایا ہے۔[1]

(92) باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب

مسلمانوں کے ایک گروہ کا بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہونے کا ثبوت اور وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے

١٢٩۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)) قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسْدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت جنت میں داخل ہوگی جس کی تعداد ستر ہزار ہوگی۔ ان کے چہرے اس طرح روشن ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند روشن ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اپنی دھاری دار کملی جو ان کے جسم پر تھی، اٹھاتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! انہیں بھی ان میں سے کر دے۔ اس کے بعد ایک اور انصاری صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! دعا کیجیے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

١٣٠۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ أَلْفًا، أَوْ سَبْعُمِائَةِ أَلْفٍ" لَا يَدْرِي الرَّاوِي أَيُّهُمَا قَالَ " مُتَمَاسِكُوْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ، وُجُوْهُهُمْ عَلَى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ))۔

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ آدمی جنت میں جائیں گے۔ راوی کو شک ہوا کہ سہل سے کونسی تعداد بیان ہوئی تھی (وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے کہ) وہ ایک دوسرے کو تھامے ہوئے ہوں گے۔ ان کا اگلا ابھی اندر داخل نہ ہونے پائے گا کہ جب تک آخری بھی داخل نہ ہو جائے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

١٢٩۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 50 باب يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب (5811) مسلم (216)۔
١٣٠۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (3247) مسلم (219) ابن منده (980)۔

[1] [سورة الممتحنة : آیت 4]

١٣١۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ، فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُونَ أُمَّتِي، فَقِيلَ هٰذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ، ثُمَّ قِيلَ لِي انْظُرْ، فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ، فَقِيلَ لِي انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ، فَقِيلَ هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ، وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ)) فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ، فَتَذَاكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: أَمَّا نَحْنُ فَوُلِدْنَا فِي الشِّرْكِ، وَلٰكِنَّا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ هُمْ أَبْنَاؤُنَا فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)) فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ، فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا؟ فَقَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ (خواب میں) مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئیں۔ بعض نبی گذرتے اور ان کے ساتھ (ان کی اتباع کرنے والا) صرف ایک ہوتا۔ بعض گزرتے اور ان کے ساتھ دو ہوتے۔ بعض کے ساتھ پوری جماعت ہوتی اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوتا پھر میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جس سے آسمان کا کنارا ڈھک گیا تھا۔ میں سمجھا کہ یہ میری امت ہوگی۔ لیکن مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے امتی ہیں۔ پھر مجھ سے کہا کہ دیکھو ادھر دیکھو۔ میں نے دیکھا کہ بہت سی جماعتیں ہیں جو تمام افق پر محیط تھیں کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور اس میں ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بلا حساب جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ پھر صحابہ مختلف جگہوں میں اٹھ کر چلے گئے اور آپ ﷺ نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ یہ ستر ہزار کون لوگ ہوں گے۔ صحابہ نے آپس میں اس کے متعلق مذاکرہ کیا اور کہا کہ ہماری پیدائش تو شرک میں ہوئی تھی البتہ بعد میں ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے لیکن یہ ستر ہزار ہمارے بیٹے ہوں گے جو پیدائش ہی میں مسلمان ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بدفالی نہیں لیتے، نہ منتر سے جھاڑ پھونک کراتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ ایک دوسرے صاحب (حضرت سعد بن عبادہ) نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ عکاشہ تم سے بازی لے گئے۔

١٣١۔ البخاری فی: 76 کتاب الطب: 42 باب من لم یرق (3410) مسلم (220) ابن حبان (6430)۔

لغوی توضیح لَا یَتَطَیَّرُوْنَ وہ بدشگونی نہیں پکڑتے۔ لَا یَسْتَرْقُوْنَ وہ دم طلب نہیں کرتے، حالانکہ دم کرنا اور کرانا جائز ہے جب تک کہ شرکیہ اُمور پر مشتمل نہ ہو[1] لیکن وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر کمال توکل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس جائز چیز کو بھی ترک کر دیتے ہیں۔ وَلَا یَکْتَوُوْنَ وہ داغ نہیں لگواتے۔ یہ علاج کا ایک طریقہ تھا کہ جسم میں درد کے مقام پر گرم لوہے کی سلاخ سے داغ لگایا جاتا تھا، یہ کام اب جائز نہیں کیونکہ اس سے نبی ﷺ نے منع فرما دیا ہے۔[2]

۱۳۲۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي قُبَّةٍ، فَقَالَ: ((اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ اِنِّي لَاَرْجُو اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَذٰلِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَمَا اَنْتُمْ فِي اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ، اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک خیمہ میں تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا ایک چوتھائی رہو؟ ہم نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تم ایک تہائی رہو۔ ہم نے کہا جی ہاں پھر آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مجھے امید ہے کہ تم لوگ (امت مسلمہ) اہل جنت کا آدھا حصہ ہو گے اور ایسا اس لئے ہوگا کہ جنت میں فرماں بردار نفس کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہوگا اور تم لوگ شرک کرنے والوں کے درمیان (تعداد میں) اس طرح ہو گے جیسے سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال ہوتے ہیں۔ یا جیسے سرخ رنگ کے جسم پر ایک سیاہ بال ہو۔

(94) باب قوله: يقول الله لآدم: اخرج بعث النار من كل الف تسع مائة وتسعة وتسعين

روز قیامت اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے کہے گا ہر ہزار آدمیوں میں سے ننانوے آدمی جہنم کے لیے علیحدہ کرلو

۱۳۳۔ حدیث اَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ: يَا آدَمُ! فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرَ فِي

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم۔ آدم علیہ السلام کہیں گے حاضر ہوں فرماں بردار ہوں اور ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو

۱۳۲۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 45 باب کیف الحشر (6528) مسلم (221) ترمذی (2547)۔

۱۳۳۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: باب قوله عز وجل إن زلزلة الساعة شيء عظيم (3348) مسلم (222)۔

[1] [مسلم: كتاب السلام: باب لا باس بالرقى ما لم يكن فيه شرك (2200)]

[2] [بخاری: کتاب الطب (5680) ابن ماجه (3491) مسند احمد (2/245)]

يَدَيْكَ! قَالَ: يَقُوْلُ: اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ، قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعُمِائَةٍ وَتِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ، فَذَاكَ حِيْنَ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ، وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا، وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ)) فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّنَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ؟ قَالَ: ((اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ اَلْفًا وَمِنْكُمْ رَجُلٌ)) ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ فِيْ يَدِهِ اِنِّيْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) قَالَ: فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ فِيْ يَدِهِ اِنِّيْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ، اِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْاُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعَرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ، اَوِ الرَّقْمَةِ فِيْ ذِرَاعِ الْحِمَارِ))۔

لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے انہیں نکال لو۔ آدم علیہ السلام پوچھیں گے جہنم میں ڈالے جانے والے لوگ کتنے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے۔ یہی وہ وقت ہوگا جب بچے غم سے بوڑھے ہو جائیں گے اور حاملہ عورتیں اپنا حمل گرا دیں گی اور تم لوگوں کو نشہ کی حالت میں دیکھو گے حالانکہ وہ واقعی نشہ کی حالت میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ صحابہ کو یہ بات بہت سخت معلوم ہوئی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ہم میں سے وہ (خوش نصیب) شخص کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں خوش خبری ہو ایک ہزار یاجوج وماجوج کی قوم سے ہوں گے اور تم میں سے وہ ایک جنتی ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہوگے۔ راوی نے بیان کیا کہ ہم نے اس پر اللہ کی حمد بیان کی اور اس کی تکبیر کہی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ آدھا حصہ اہل جنت کا تم لوگ ہوگے۔ تمہاری مثال دوسری امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے کسی سیاہ بیل کے جسم پر سفید بالوں کی (معمولی تعداد) ہوتی ہے یا وہ سفید داغ جو گدھے کے آگے کے پاؤں پر ہوتا ہے۔

لغوی توضیح: بَعْثَ النَّار وہ لوگ جو جہنم میں بھیجے جائیں گے۔ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ بچے بوڑھے ہو جائیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے ﴿فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا﴾ [المزمل: ۱۷] ''اگر تم کافر رہے تو اس دن کیسے پناہ پاؤ گے جو دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔'' بعد کے الفاظ میں جس آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے ﴿يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى ...﴾ [المزمل: ۱۷] ''جس دن تم اسے دیکھ لوگے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو دیکھے گا کہ لوگ نشہ کی حالت میں ہیں، حالانکہ وہ نشہ میں نہیں بلکہ اللہ کا عذاب ہی بڑا سخت ہے۔'' اَلرَّقْمَة داغ، علامت یا گول نشان۔

فہم الحدیث: اس حدیث میں امت محمدیہ کی عظیم فضیلت کا بیان ہے کہ آدھے جنتی اسی امت سے ہوں گے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ بلاشبہ وہ لوگ باعمل ہوں گے، نافرمان وبدکردار نہیں، اس لیے عمل میں کوتاہی ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔

(2) باب وجوب الطهارة للصلاة

طہارت کا نماز کے لیے واجب ہونا

١٣٤- حديث أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جسے وضو کی ضرورت ہو یہاں تک کہ وہ وضو کر لے۔''

لغوی توضیح: الطَّهَارَةَ پاکیزگی' صفائی ستھرائی' پاک ہونا' پاک کرنا۔ اصطلاحاً حدث کو رفع کرنے اور نجاست کو زائل کرنے کا نام طہارت ہے۔ طہارت و نظافت کو اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے اور اس اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ طہارت کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔ طہارت کے بغیر اسلام کا اولین حکم 'نماز' درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچتا (جیسا کہ درج بالا حدیث میں ہے)۔ طہارت کو نماز کی کنجی قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لیے بدن' لباس اور جگہ کی طہارت کو شرط کہا ہے۔ نماز کے حکم سے بھی پہلے ہر مسلمان کو یہ احساس دلانے کے لیے کہ مسلمان اور طہارت و پاکیزگی دونوں لازم و ملزوم ہیں' کفر سے اسلام میں داخل ہونے والے ہر شخص پر غسل فرض کیا گیا ہے۔ یقیناً یہ احکام ہمارے لیے ہر مقام پر طہارت و پاکیزگی کو ترجیح دینے کے لیے کافی ہیں۔

(3) باب صفة الوضوء وكماله

وضو کا طریقہ اور مکمل وضو

١٣٥- حديث عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه، دَعَا بِإِنَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے (حمران سے) پانی کا برتن مانگا (اور لے کر پہلے) اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا' پھر انہیں دھویا۔ اس کے بعد اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور (پانی لے کر) کلی کی اور ناک صاف کی پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا اور کہنیوں تک تین بار دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر سر کا مسح کیا پھر ٹخنوں تک تین بار دونوں پاؤں دھوئے پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری طرح ایسا وضو کرے پھر دو رکعت پڑھے جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

١٣٤- البخاري في: 90 كتاب الحيل: 2 باب في الصلاة (135) مسلم (225) ابو داود (60) ترمذی (76)۔

١٣٥- البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 24 باب الوضوء ثلاثًا ثلاثًا (159) مسلم (226) ابو داود (106)۔

غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))۔

لغوی توضیح فَمَضْمَضَ کلی کی۔ اسْتَنْشَقَ ناک میں پانی ڈالا۔ الْمِرْفَقَيْنِ کی واحد الْمِرْفَق ہے، معنی ہے کہنی۔ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ وہ اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے، یعنی دنیوی اُمور میں سے کوئی چیز یا ایسی بات جس کا نماز سے کوئی تعلق نہیں۔

فهو الحديث اس اور آئندہ حدیث میں وضو کا مسنون طریقہ ذکر ہوا ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ وضو سے پہلے نیت بھی ضروری ہے کیونکہ تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہی ہے۔[1] اور نیت کا تعلق صرف دل کے ساتھ ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے بھی یہ وضاحت فرمائی ہے۔[2] زبان کے ساتھ نیت کو امام ابن تیمیہؒ، امام ابن قیمؒ، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی اور دیگر علما بدعت شمار کرتے ہیں۔[3] وضوء کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھنا بھی ضروری ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جس نے ابتدائے وضو میں بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضوء نہیں۔[4] اعضائے وضوء تین تین مرتبہ دھونا مستحب ہے واجب نہیں، کیونکہ ایک ایک مرتبہ اعضاء دھونا بھی ثابت ہے۔[5] اس لیے اگر کوئی ایک ایک بار بھی اعضاء دھوئے گا تو اس کا وضوء ہو جائے گا۔ البتہ سر کا مسح ہمیشہ ایک مرتبہ کرنا ہی مسنون ہے۔ اور سر کے مسح کے حکم میں کانوں کا مسح بھی شامل ہے۔[6] نیز گردن کا مسح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں جیسا کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ، امام ابن قیمؒ اور سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی نے یہی فتویٰ دیا ہے۔[7] اور امام نوویؒ نے تو اسے بدعت کہا ہے۔[8]

(7) باب في وضوء النبي ﷺ

نبی کریم ﷺ کے وضو کا بیان

۱۳۶۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ سُئِلَ عَنْ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ، فَتَوَضَّأَ لَهُمْ وُضُوءَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَكْفَأَ عَلَى يَدِهِ مِنَ التَّوْرِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي التَّوْرِ، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَاسْتَنْثَرَ بِثَلَاثِ غَرَفَاتٍ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے پانی کا طشت منگوایا اور ان (پوچھنے والوں) کے لئے رسول اللہ ﷺ کے وضو جیسا وضو کیا (پہلے) طشت سے اپنے ہاتھوں پر پانی گرایا پھر تین بار ہاتھ دھوئے، پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا (اور پانی لیا) پھر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، ناک صاف کی، تین چلوؤں سے، پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور تین مرتبہ

۱۳۶۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 39 باب غسل الرجلين إلى الكعبين (185) مسلم (235) ابو داود (100)۔

1. [بخاری: کتاب بدء الوحی (1) مسلم (1907) ابو داود (2201) ترمذی (1647) حمیدی (28)]
2. [شرح المهذب (352/1)]
3. [مجموع الفتاوی لابن تیمیه (262/18) إغاثة اللهفان (158/1) فتاوی اللجنة الدائمة (203/5)]
4. [صحيح: صحيح أبو داود: كتاب الطهارة (92) أبو داود (101) ابن ماجة (399)]
5. [بخاري: كتاب الوضوء: باب الوضوء مرة مرة (157) ترمذي (42) أبو داود (138)]
6. [صحيح: السلسلة الصحيحة (36)]
7. [مجموع الفتاوى (127/21) زاد المعاد (195/1) فتاوى اللجنة الدائمة (236/5)]
8. [المجموع للنووي (489/1)]

فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَمَسَحَ رَأْسَهُ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَّاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ۔

منہ دھویا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو بار دھوئے۔ پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور سر کا مسح کیا (پہلے) آگے لائے پھر پیچھے لے گئے ایک بار۔ پھر ٹخنوں تک اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

لغوی توضیح تَوْر برتن یا پیالہ یا ہنڈیا جیسی کوئی چیز۔ اِسْتَنْثَرَ ناک جھاڑا۔

(8) باب الايتار فى الاستنثار والاستجمار

ناک میں پانی چڑھانا اور استنجا کرنا طاق مرتبہ افضل ہے

۱۳۷۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص وضو کرے اسے چاہیے کہ ناک صاف کرے اور جو پتھر سے استنجا کرے اسے چاہیے کہ طاق عدد سے کرے۔

لغوی توضیح اِسْتَجْمَرَ پتھروں کے ساتھ استنجاء کرے۔ فَلْيُوتِرْ طاق عدد (یعنی تین یا پانچ وغیرہ) میں کرے۔

۱۳۸۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص سو کر اٹھے اور پھر وضو کرے تو تین مرتبہ ناک جھاڑے۔ کیونکہ شیطان رات بھر اس کی ناک کے نتھنے پر بیٹھا رہتا ہے۔

لغوی توضیح مَنَام نیند۔ خَيْشُوم ناک کا نتھنہ۔

فہم الحدیث ان احادیث میں دوران وضوء ناک جھاڑنے کا حکم ہے جو اس کے وجوب کا ثبوت ہے۔

(9) باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما

پورے پاؤں کے دھونے کا واجب ہونا

۱۳۹۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ، قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ ﷺ فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَأَدْرَكَنَا، وَقَدْ أَرْهَقَتْنَا الصَّلَاةُ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: ((وَيْلٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک سفر میں جو ہم نے (رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ) کیا تھا، آپ ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے۔ آپ ہمیں اس وقت ملے جب نماز (عصر) کا وقت آن پہنچا۔ ہم (جلدی) وضو کر رہے تھے پس پاؤں کو خوب دھونے کے بجائے ہم

۱۳۷۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 25 باب الاستنثار فی الوضوء (161) مسلم (237) ابو داود (140)۔

۱۳۸۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبليس وجنوده (3295) مسلم (238) نسائی (90)۔

۱۳۹۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 3 باب من رفع صوته بالعلم (60) مسلم (241) ابو داود (97)۔

لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)) مَرَّتَيْنِ اَوْثَلَاثًا۔

یوں ہی سا دھو رہے تھے (یہ دیکھ کر) آپ ﷺ نے بآواز بلند پکارا دیکھو! ایڑیوں کی خرابی دوزخ سے ہونے والی ہے دو یا تین بار آپ نے (یوں ہی بلند آواز سے) فرمایا۔

۱۴۰۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' كَانَ يَمُرُّ وَالنَّاسُ يَتَوَضَّؤُنَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَقَالَ: اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَإِنَّ اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ قَالَ: ((وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ))۔

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گذرے اور لوگ لوٹے سے وضو کر رہے تھے آپ نے کہا اچھی طرح وضو کرو کیونکہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا ہے (خشک) ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔

(12) باب استحباب اطالة الغرة

لغوی توضیح وَيْلٌ ہلاکت، عذاب۔ اَعْقَاب جمع ہے عقب کی، معنی ہے ایڑی، پاؤں کا پچھلا حصہ۔

فہم الحدیث ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا' اس کے پاؤں میں ناخن برابر جگہ خشک تھی تو آپ نے فرمایا، واپس جاؤ اور اچھے طریقے سے وضوء کرو۔[1] معلوم ہوا کہ تمام اعضائے وضوء کو مکمل طور پر دھونا واجب ہے اور اگر کسی ایک عضو کا کچھ حصہ بھی خشک رہ گیا تو وضوء مکمل نہیں ہوگا۔

والتحجيل في الوضوء

وضوء میں (اعضائے وضوء کی) چمک اور سفیدی کو لمبا کرنے کے استحباب کا بیان

۱۴۱۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: اِنِّی سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ((اِنَّ اُمَّتِی يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ میری امت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بلائے جائیں گے۔ اس لیے تم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے وہ بڑھالے۔

(15) باب السواك

لغوی توضیح غُرًّا وہ چمک جو گھوڑے کی پیشانی میں ہوتی ہے اور تَحْجِيْل وہ چمک جو گھوڑے کی ٹانگوں میں ہوتی ہے۔ یہاں مراد اعضائے وضوء کی چمک دمک اور سفیدی ہے۔ آثار نشانات۔

فہم الحدیث سفیدی و چمک کو لمبا کرنے کے مختلف مفہوم بیان کیے گئے ہیں ایک مفہوم وہ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا یعنی بازوؤں کو کندھوں تک' قدموں کو گھٹنوں تک یا کم از کم مقررہ حد سے زیادہ دھونا۔ دوسرا مفہوم یہ کہ ہر وقت با وضوء رہنے کی

۱۴۰۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 29 باب غسل الاعقاب (165) مسلم (242) ترمذی (41)۔

۱۴۱۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 3 باب فضل الوضوء... (136) مسلم (246) ابن حبان (1049)۔

---

[1] [صحیح: صحیح ابو داود' ابو داود (173) ابن ماجه (665) احمد (146/3)]

کوشش کرنا اور تیسرا یہ کہ باوضوء ہونے کے باوجود ہر نماز کے لیے الگ وضوء کرنا وغیرہ۔ یہاں یہ یاد رہے کہ حدیث کے آخری الفاظ (یعنی جو چمک زیادہ کر سکتا ہے......) نبی کریم ﷺ کے ہیں یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا قول' اس میں اختلاف ہے اور اس کے متعلق سعودی مجلس افتاء کا یہی فتویٰ ہے کہ یہ الفاظ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہیں۔[1] اس لیے بہتر یہی ہے کہ وضوء کی مقررہ حدود سے تجاوز نہ کیا جائے۔

مسواک کا بیان

١٤٢ ـ حديث أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله ﷺ قال: ((لولا أن أشق على أمتي ـ أو على الناس ـ لأمرتهم بالسواك مع كل صلاة))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر مجھے اپنی امت یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لئے مسواک کا حکم دے دیتا۔

فهم الحديث اس حدیث سے نبی ﷺ کی امت پر شفقت و رحمت کا پتہ چلتا ہے کہ جس کام سے امت مشقت میں پڑ سکتی تھی آپ نے اس کا حکم ہی نہیں فرمایا۔ علاوہ ازیں یہ حدیث دلیل ہے کہ مسواک کرنا واجب نہیں۔ البتہ یہ آپ ﷺ کی سنت متواترہ ضرور ہے جسے اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ فرمانِ نبوی کے مطابق مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔[2] اور جس روایت میں ہے کہ مسواک کے ساتھ نماز عام نماز سے ستر گنا افضل ہے، اسے اہل علم نے ضعیف کہا ہے۔[3]

١٤٣ ـ حديث أبي موسى رضي الله عنه، قال: أتيت النبي ﷺ فوجدته يستن بسواك بيده، يقول: ((أع أع)) والسواك في فيه كأنه يتهوع۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے مسواک کرتے ہوئے پایا اور آپ کے منہ سے "اع اع" کی آواز نکل رہی تھی اور مسواک آپ کے منہ میں تھی جس طرح آپ قے کر رہے ہوں۔

لغوی توضیح يَسْتَنُّ مسواک استعمال کرنا۔ يَتَهَوَّعُ قے کرنا۔

١٤٤ ـ حديث حذيفة رضي الله عنه، قال: كان النبي ﷺ إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواك۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو اٹھتے تو

---

١٤٢ ـ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 8 باب السواك يوم الجمعة ، مسلم (252) ابو داود (46) نسائي (533)۔
١٤٣ ـ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 73 باب السواك (244) مسلم (254) ابو داود (49) نسائي (3)۔
١٤٤ ـ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 73 باب السواك (245) مسلم (255) ابو داود (55) ابن ماجه (286)۔

[1] [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (5/201)]

[2] [**صحيح**: صحيح الترغيب (209) إرواء الغليل (66) أحمد (6/124) حميدى (162)]

[3] [**ضعيف**: احمد (6/272) ابو يعلى (4738)] شیخ عبدالرزاق مہدی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔[التعليق على شرح فتح القدير (1/23)] شیخ شعیب ارنؤوط نے کہا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے' اس کی سند منقطع ہے کیونکہ محمد بن اسحاق نے یہ حدیث امام زہری سے نہیں سنی۔[مسند احمد محقق (26340)] حافظ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ امام ابن معینؒ نے فرمایا: اس روایت کی کوئی سند بھی صحیح نہیں اور یہ روایت باطل ہے۔[تلخيص الحبير (1/68)]

(16) باب خصال الفطرة

اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

لغوی توضیح يَشُوصُ ملتے، دھوتے یا رگڑتے۔ فَاهُ اپنے منہ کو۔

طبعی اور فطری باتوں کا بیان

١٤٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ پانچ چیزیں فطری ہیں (یا فرمایا کہ) پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ ختنہ کرانا، زیر ناف بال مونڈنا، بغل کے بال نوچنا، ناخن ترشوانا اور مونچھ کم کرانا۔

١٤٦۔ حديث ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

لغوی توضیح الْفِطْرَة سنت، دین یا طبعی اُمور جن کا تعلق ہر انسان سے ہے یا جو کام تمام انبیاء کی سنت ہیں وغیرہ۔ الْخِتَان ختنہ کرنا یعنی اس تمام جلد کو کاٹنا جس نے بچے کے آلہ تناسل کے سرے کو ڈھانپا ہوتا ہے اور لڑکی کی شرمگاہ کے اوپر سے کچھ حصہ کاٹنا۔ الِاسْتِحْدَاد زیر ناف بال مونڈنے کے لیے استرے کا استعمال۔ نَتْفُ الْإِبِط بغلوں کے بال اُکھیڑنا۔ تَقْلِيمُ الْأَظْفَار ناخن کاٹنا۔ قَصُّ الشَّارِب مونچھیں پست کرنا۔

قَالَ: ((خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی چھوڑ دو اور مونچھیں خوب کتراؤ۔

١٤٧۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحَى))۔

لغوی توضیح وَفِّرُوا وافر کرو، بڑھاؤ۔ اللِّحَى جمع ہے لِحْيَة کی معنی ہے داڑھی۔ أَحْفُوا پوری طرح پست کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مونچھیں خوب کترا لیا کرو اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

(17) باب الاستطابة

لغوی توضیح انْهَكُوا مبالغے سے مونچھیں پست کرنا۔ أَعْفُوا معاف کردو، یعنی انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دو۔

فہم الحدیث پہلی روایت میں پانچ فطری اُمور کا ذکر ہے جبکہ ایک دوسری روایت میں دس اُمور کا ذکر ہے، جس میں مسواک، داڑھی کو معاف کرنے، کلی کرنے، استنجاء کرنے اور انگلیوں کے جوڑوں کو دھونے کا اضافہ ہے۔[1] علاوہ ازیں درج بالا دوسری اور تیسری روایت میں مونچھیں پست کرنے اور داڑھی کو معاف کرنے کا تاکیدی حکم ہے، جس کی پابندی کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ شیخ

١٤٥۔ البخاری فی: 77 كتاب اللباس: 63 باب قص الشارب (5889) مسلم (257) ترمذی (2756)۔
١٤٦۔ البخاری فی: 77 كتاب اللباس: 64 باب تقليم الاظفار (5892) مسلم (259) ابوداود (4199)۔
١٤٧۔ البخاری فی: 77 كتاب اللباس: 65 باب إعفاء اللحى۔

[1] [مسلم: كتاب الايمان (261) ابوداود (53) ترمذی (2757) ابن ماجه (293)]

ابن عثیمین ؒ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ داڑھی منڈوانا حرام ہے۔[1]

بیت الخلاء جانے کے بیان میں

١٤٨۔ حدیث اَبِی اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا، وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْغَرِّبُوْا)) ۔ قَالَ اَبُوْ اَیُّوْبَ: فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِیْضَ بُنِیَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ، فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو اس وقت نہ تو قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پیٹھ کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف اس وقت اپنا منہ کرلیا کرو۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم جب شام آئے تو یہاں کے بیت الخلا قبلہ رخ بنے ہوئے تھے (جب ہم قضائے حاجت کے لئے جاتے) تو ہم مڑ جاتے اور اللہ عزوجل سے استغفار کرتے تھے۔

لغوی توضیح اَلْغَائِط پاخانہ۔ شَرِّقُوْا مشرق کی جانب رخ کرلو۔ غَرِّبُوْا مغرب کی جانب رخ کرلو۔ مَرَاحِیْض جمع ہے مِرْحَاض کی معنی ہے بیت الخلاء۔ نَنْحَرِفُ ہم مڑتے، ٹیڑھے ہوتے۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرق یا مغرب کی جانب رُخ یا پشت کر کے قضائے حاجت نہیں کرنی چاہیے جبکہ آئندہ دونوں احادیث بظاہر اس کے خلاف ہیں۔ ان میں تطبیق کا پہلو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یوں نکالا ہے کہ (اگر صحراء یا کھلی زمین ہوتو قبلہ رخ ہونے سے بچنا ضروری ہے، لیکن) اگر تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی اوٹ ہو (یعنی عمارت یا تعمیر شدہ بیت الخلاء) تو پھر اس (قبلہ رخ ہوکر قضائے حاجت کرنے) میں کوئی حرج نہیں۔[2]

١٤٩۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: اِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ اِذَا قَعَدْتَ عَلٰى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَقَدِ ارْتَقَيْتُ يَوْمًا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا، فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ لوگ کہتے تھے کہ جب قضائے حاجت کے لئے بیٹھو تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرو نہ بیت المقدس کی طرف۔ حالانکہ ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے دو اینٹوں پر قضائے حاجت کے لئے بیٹھے ہیں۔

١٥٠۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ

لغوی توضیح اِرْتَقَيْتُ میں چڑھا۔ لَبِنَتَيْن کی واحد لَبِنَة ہے، معنی ہے اینٹ۔

١٤٨۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 29 باب قبلة اهل المدینة واهل الشام والمشرق (144) مسلم (264) ۔
١٤٩۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 12 باب من تبرز علی لبنتین (145) مسلم (266) ترمذی (11) ۔

[1] [مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین (11/81)]
[2] [حسن: صحیح أبو داود (8) کتاب الطهارة: باب الرخصة فی ذلك، أبو داود (11)]

اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْضِي حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةَ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ (ایک دن میں اپنی بہن اور رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی چھت پر اپنی کسی ضرورت سے چڑھا تو مجھے رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کرتے وقت قبلہ کی طرف پشت اور شام کی طرف منہ کئے ہوئے نظر آئے۔

(18) باب النهي عن الاستنجاء باليمين

دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت

۱۵۱۔ حديث أَبِي قَتَادَةَ ﷺ ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ ' وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهِ)) ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب بیت الخلا میں جائے اپنی شرم گاہ کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔

(19) باب التيمن في الطهور وغيره

لغوی توضیح لَا يَتَنَفَّسْ سانس نہ لے۔ لَا يَتَمَسَّحْ استنجاء نہ کرے۔ معلوم ہوا کہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا جائز نہیں۔

طہارت و دیگر اُمور میں داہنی طرف سے ابتدا کا بیان

۱۵۲۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُوْرِهِ ' وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جوتا پہننے' کنگھی کرنے' وضو کرنے اور اپنے ہر کام میں داہنی طرف سے کام کی ابتدا کرنے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔

(21) باب الاستنجاء بالماء من التبرز

لغوی توضیح اَلتَّيَمُّنُ تمام کاموں میں دائیں دائیں ہاتھ، دائیں پاؤں اور دائیں جانب سے ابتدا کرنا۔ تَنَعُّلِهِ جوتی پہننا۔ تَرَجُّلِهِ سر یا داڑھی میں کنگھی کرنا۔ طُهُوْرِهِ وضوء کرنا۔

بول و براز سے پانی کے ساتھ استنجا کرنے کا بیان

۱۵۳۔ حديث أَنَسٍ ﷺ ' قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةً يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلا جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور نیزہ لے کر چلتے تھے۔ پانی سے آپ طہارت کرتے تھے۔

۱۵۴۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ ' قَالَ:

۱۵۰۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 14 باب التبرز في البيوت۔

۱۵۱۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 18 باب النهي عن الاستنجاء باليمين (153) مسلم (267) ابن ماجه (310)۔

۱۵۲۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 21 باب التيمن في الوضوء والغسل (168) مسلم (268) ترمذي (608)۔

۱۵۳۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 17 باب حمل العنزة مع الماء في الاستنجاء ، مسلم (271)۔

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِهِ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فَيَغْسِلُ بِهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے باہر جاتے تو میں آپ کے پاس پانی لاتا اور آپ اس سے استنجا فرماتے۔

(22) باب المسح على الخفين

لغوی توضیح تَبَرَّزَ قضائے حاجت کے لیے نکلتے، مراد ہے کھلی فضاء میں جاتے۔

فهم الحدیث ان احادیث سے معلوم ہوا کہ پانی کے ساتھ استنجاء کرنا مسنون ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ تین پتھروں کے ساتھ بھی استنجاء کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے۔[1]

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

۱۵۵۔ **حدیث** جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ، بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، فَسُئِلَ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ پھر کھڑے ہوئے اور (موزوں سمیت) نماز پڑھی۔ آپ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا، میں نے نبی کریم ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

لغوی توضیح بَالَ پیشاب کیا۔ خُفَّيْهِ اپنے موزوں (پر)، اس کی واحد خُفٌّ ہے۔

فهم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موزوں پر مسح جائز ہے۔ شیخ البانی ؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے کے اثبات میں متواتر احادیث موجود ہیں۔[2] علاوہ ازیں ایک صحیح روایت میں جرابوں اور جوتوں پر مسح کے جواز کا بھی ذکر ہے۔[3] لیکن مسح کے لیے یہ شرط ہے کہ موزے یا جرابیں وضوء کی حالت میں پہنی ہوں۔[4] جیسا کہ آئندہ احادیث میں بھی اس کا ذکر ہے۔ مسح کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن اور راتیں ہے۔[5]

۱۵۶۔ **حدیث** حُذَيْفَةَ ؓ، قَالَ: رَأَيْتُنِي أَنَا وَالنَّبِيَّ ﷺ نَتَمَاشَى، فَأَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ خَلْفَ حَائِطٍ، فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ، فَبَالَ، فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ، فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُهُ،

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور نبی ﷺ جا رہے تھے کہ ایک قوم کی کوڑا پھینکنے کی جگہ پر (جو) ایک دیوار کے پیچھے (تھی) پہنچے۔ آپ اس طرح کھڑے ہو گئے جس طرح ہم تم میں سے کوئی

۱۵۴۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 56 باب ما جاء في غسل البول۔

۱۵۵۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 25 باب الصلاة في الخفاف (387) مسلم (272) ابو داود (154) ترمذی (93)۔

۱۵٦۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 61 باب البول عند صاحبه والتستر بالحائط (224) مسلم (273)۔

---

[1] [مسلم (262) أبو داود (7) أحمد (437/5) ترمذی (16) ابن ماجة (316)]

[2] [الصحيحة (تحت الحديث / 2940) نظم الفرائد (254/1)]

[3] [**صحيح**: صحيح أبو داود (148147) إرواء الغليل (101) ترمذی (99) ابن ماجة (559)]

[4] [شرح مسلم للنووی (173/2)]

[5] [مسلم: كتاب الطهارة (676) ابن ماجة (552)]

فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ۔

کھڑا ہوتا ہے۔ پھر آپ نے پیشاب کیا اور میں ایک طرف ہٹ گیا۔ تب آپ نے مجھے اشارہ کیا تو میں آپ کے پاس (پردہ کی غرض سے) آپ کی ایڑیوں کے قریب کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ پیشاب سے فارغ ہو گئے۔

۱۵۷۔ حدیث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ

لغوی توضیح سُبَاطَة کوڑے کا ڈھیر یا کوڑھا پھینکنے کی جگہ۔ حَائِط دیوار۔ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ میں ایک طرف ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ اگر کہیں گندگی وغیرہ ہو اور بیٹھنے کی جگہ نہ ہو تو (بامر مجبوری) کھڑے ہو کر بھی پیشاب کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ شرط ہے کہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا ممکن ہو۔ تاہم مسنون وفطری طریقہ یہی ہے کہ بیٹھ کر پیشاب کیا جائے۔

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيْهَا مَاءٌ، فَصَبَّ عَلَيْهِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ قضائے حاجت کے لئے باہر گئے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ پانی کا ایک برتن لے کر آپ کے پیچھے گئے جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہو گئے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے آپ (کے اعضائے مبارکہ) پر پانی ڈالا۔ آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح فرمایا۔

۱۵۸۔ حدیث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ

لغوی توضیح إِدَاوَة برتن۔ صَبَّ ڈالا، بہایا۔

: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: ((يَا مُغِيْرَةُ! خُذِ الإِدَاوَةَ)) فَأَخَذْتُهَا، فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي، فَقَضَى حَاجَتَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ، فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ، فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا، فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى))۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر (غزوۂ تبوک) میں تھا۔ آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا مغیرہ! پانی کی چھاگل اٹھا لے۔ میں نے اسے اٹھا لیا پھر رسول اللہ ﷺ چلے اور میری نظروں سے چھپ گئے آپ نے قضائے حاجت کی۔ اس وقت آپ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے آپ ہاتھ کھولنے کے لئے آستین اوپر چڑھانا چاہتے تھے لیکن وہ تنگ تھی اس لئے آستین کے اندر سے ہاتھ باہر نکالا۔ میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ آپ نے نماز کے لئے وضو کی طرح وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، پھر نماز پڑھی۔

۱۵۹۔ حدیث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ

قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک رات سفر میں نبی

۱۵۷۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 48 باب المسح علی الخفین (182) مسلم (274) ترمذی (100)۔

۱۵۸۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 7 باب الصلاۃ فی الجبة الشامیة۔

۱۵۹۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 11 باب جبة الصوف فی الغزو۔

سَفَرٍ، فَقَالَ ((اَمَعَكَ مَاءٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فِي سَوَادِ اللَّيْلِ، ثُمَّ جَاءَ، فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ الْإِدَاوَةَ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا، حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ، فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ: ((دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ)) فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا۔

کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ اپنی سواری سے اترے اور چلتے رہے یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں آپ چھپ گئے۔ پھر واپس تشریف لائے تو میں نے برتن کا پانی آپ کو استعمال کرایا۔ آپ نے اپنا چہرہ دھویا' ہاتھ دھوئے۔ آپ اُون کا جبہ پہنے ہوئے تھے۔ جس کی آستین چڑھانی آپ کے لیے دشوار تھی۔ چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکالے اور بازوؤں کو (کہنیوں تک) دھویا۔ پھر سر پر مسح کیا۔ پھر میں آگے بڑھا کہ آپ کے موزے اتاروں۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ رہنے دو میں نے طہارت (یعنی وضو) کے بعد انہیں پہنا تھا چنانچہ آپ نے ان پر مسح کیا۔

(27) باب حكم ولوغ الكلب

جس برتن میں کتا منہ ڈال جائے اس کا حکم

١٦٠۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کتا برتن میں سے (کچھ) پی لے تو اس (برتن) کو سات مرتبہ دھولو (تو پاک ہو جائے گا)۔

(28) باب النهي عن البول في الماء الراكد

فهم الحديث ایک روایت میں ہے کہ سات مرتبہ دھوتے ہوئے ایک مرتبہ برتن کو مٹی کے ساتھ بھی دھولو، خواہ ابتدا میں دھولو یا آخر میں۔ [1] اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال جائے اسے سات مرتبہ دھونا ضروری ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتے کا لعاب نجس و پلید ہے، اسی وجہ سے اسے دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے

١٦١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو پیشاب نہ کرے (اور نہ) پھر اسی میں غسل کرنے لگے۔

(30) باب وجوب غسل البول وغيره من

١٦٠۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 33 باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان (172) مسلم (279) ابو داود (71)۔

١٦١۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 68 باب البول في الماء الدائم (239) مسلم (282) دارمي (730)۔

[1] [صحيح: صحيح ابو داود (64-66) ترمذی: كتاب الطهارة (91)]

لغوی توضیح لَا یَبُوْلَنَّ ہرگز پیشاب نہ کرے۔ اَلدَّائِمِ ساکن اور ٹھہرنے والی چیز۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ کھڑے پانی میں پیشاب کرنا' یا پیشاب کے بعد اس میں غوطہ لگا کر نہانا ممنوع و ناجائز ہے۔ شیخ عبداللہ بسام رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ممانعت کا ظاہر یہی ہے کہ خواہ پانی کم ہو یا زیادہ یہ عمل حرام ہے۔[1]

النجاسات اذا حصلت فی المسجد وان الارض تطهر بالماء من غیر حاجة الی حفرها

مسجد میں پیشاب یا اس طرح کی کسی اور نجاست سے آلودہ ہو جائے تو اسے پانی سے دھونا ضروری ہے اور زمین دھونے سے پاک ہو جاتی ہے اس کی کھدائی ضروری نہیں

۱۶۲۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامُوْا اِلَيْهِ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُزْرِمُوْهُ)) ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام اس کی طرف دوڑے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے پیشاب کو مت روکو۔ پھر آپ نے پانی کا ڈول منگوایا اور وہ پیشاب کی جگہ پر بہا دیا۔

(31) باب حکم بول الطفل الرضیع

لغوی توضیح اَعْرَابِيًّا دیہاتی۔ لَا تُزْرِمُوْهُ اس کے پیشاب کو اس پر مت روکو۔ معلوم ہوا کہ جاہل کے ساتھ نرمی برتنی چاہیے۔ نیز آپ ﷺ کے اس فعل میں مصلحت بھی تھی کہ اگر اسے روکا جاتا تو ممکن تھا اسے پیشاب کی کوئی تکلیف ہو جاتی اور پھر وہ اِدھر اُدھر بھاگتا تو اس کے کپڑے اور دوسری جگہیں بھی پلید ہو جاتیں جبکہ ایک ہی جگہ سے اس کے پیشاب کو دھونا آسان تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ زمین کو پاک کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس پر پانی بہا دیا جائے۔ علاوہ ازیں دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ زمین سورج یا ہوا سے خشک ہو جائے حتی کہ نجاست کا اثر باقی نہ رہے تو بھی اسے پاک ہی شمار کیا جاتا ہے کیونکہ جس نجاست کی وجہ سے اس پر پلیدگی کا حکم لگایا گیا تھا اب وہ باقی ہی نہیں رہی لہٰذا اس کا حکم بھی نہ رہا۔

وکیفیة غسله

دودھ پینے والے بچے کے پیشاب کی نجاست کا حکم اور اس کو دھونے کا طریقہ

۱۶۳۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوْ لَهُمْ ' فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ ' فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهُ اِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا تو آپ ان کے لئے دعا کرتے ، ایک مرتبہ ایک بچہ لایا گیا اور اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگایا اور پیشاب کی جگہ پر اسے ڈالا ، کپڑے کو دھویا نہیں۔

۱۶۴۔ حدیث اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ ،

۱۶۲۔ البخاری فی:78 کتاب الادب:35 باب الرفق فی الامر کله (221) مسلم (284) ترمذی (148)۔

۱۶۳۔ البخاری فی:80 کتاب الدعوات:3 باب الدعاء للصبیان بالبرکة ومسح رؤوسهم (222) مسلم (286)۔

[1] [توضیح الأحکام شرح بلوغ المرام (129/1)]

أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَجْلَسَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا چھوٹا بچہ لے کر آئی جو کھانا نہیں کھاتا تھا (یعنی دودھ پیتا تھا) آپ ﷺ نے اسے گود میں بٹھا لیا۔ اس بچے نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگا کر کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے دھویا نہیں۔

(32) باب غسل المنی فی الثوب وفرکه

لغوی توضیح حِجْر گود۔ فَنَضَحَهُ اس پر چھینٹے مارے یا پانی چھڑکا۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب نجس نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے اسے دھویا نہیں۔ البتہ اگر بچی ہو تو اس کا پیشاب نجس ہے خواہ وہ دودھ ہی پیتی ہو جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ دودھ پیتے لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے۔[1]

١٦٥۔ حدیث عَائِشَةَ، سُئِلَتْ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ، فَقَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِي ثَوْبِهِ، بُقَعَ الْمَاءِ۔

منی لگے کپڑے کو دھونے اور کھرچنے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس منی کے بارے میں پوچھا گیا جو کپڑے کو لگ جائے تو انہوں نے فرمایا کہ میں منی کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے دھو ڈالتی تھی پھر آپ نماز کے لئے باہر تشریف لے جاتے اور دھونے کا نشان (یعنی) پانی کے دھبے آپ کے کپڑے میں باقی ہوتے۔

(33) باب نجاسة الدم وکیفیة غسله

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ کھرچنے اور دھونے کے بعد بھی اگر منی کے کچھ نشان کپڑے پر باقی رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں اور اس کپڑے میں نماز درست ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ منی پاک ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ منی ناک کی رطوبت اور تھوک کی مانند ہے۔ اور تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ اسے کسی کپڑے یا اذخر گھاس سے صاف کر لو۔[2] امام ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر اور شیخ البانی رحمہم اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔[3]

١٦٦۔ حدیث أَسْمَاءَ، قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا

خون کی نجاست اور اس کے دھونے کا طریقہ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کی خدمت

١٦٤۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 59 باب بول الصبیان (223) مسلم (287) حمیدی (343) بغوی (294)۔

١٦٥۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 64 باب غسل المنی وفرکه، وغسل ما یصیب المراة (229) مسلم (289)۔

١٦٦۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 63 باب غسل الدم (227) مسلم (291) ابن ماجه (629) نسائی (292)۔

---

[1] [صحیح: صحیح أبو داود: کتاب الطهارة (364) أبو داود (378) ترمذی (610)]

[2] [صحیح موقوف: الضعیفة (948) دار قطنی (124/1) بیهقی (418/2)]

[3] [التعلیق علی سبل السلام للشیخ بسام (65/1) فتح الباری (332/1) نظم الفرائد (231/1)]

تَحِيضُ فِي الثَّوْبِ كَيْفَ تَصْنَعُ ؟ قَالَ: ((تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ وَتَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ)) ۔

میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم میں سے کسی عورت کو کپڑے میں حیض آ جائے تو وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (کہ پہلے) اسے کھرچے پھر پانی سے رگڑے اور پانی سے دھو ڈالے اور اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے۔

(34) باب الدليل على نجاسة البول

لغوی توضیح تَحُتُّهُ اسے کھرچو۔ تَقْرُصُهُ اسے ملو۔ بِالْمَاءِ پانی کے ساتھ۔ تَنْضَحُهُ اس پر پانی چھڑکو۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ حیض کا خون نجس ہے۔ امام نوویؒ نے اس پر اجماع نقل فرمایا ہے۔[1]

ووجوب الاستبراء منه

پیشاب کی نجاست کا ثبوت اور اس سے بچنا واجب ہے

١٦٧ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ : مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ ، فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَبْرِيءُ مِنَ الْبَوْلِ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ)) ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ ، فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا يَارَسُولَ اللّٰهِ ! لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا ؟ قَالَ : ((لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا)) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر گزرے تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے گناہ پر نہیں۔ ایک تو ان میں سے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا پھر آپ نے ایک ہری ٹہنی لے کر بیچ سے اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ نے (ایسا) کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا شاید جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں ان پر عذاب میں کچھ تخفیف رہے۔

لغوی توضیح مَرَّ گزر ہوا۔ لَا يَسْتَبْرِئُ وہ بچتا نہیں تھا۔ النَّمِيمَة چغلی۔ جَرِيدَة ٹہنی۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ انسانی پیشاب نجس ہے۔ سابقہ وہ روایت بھی اس کی دلیل ہے جس میں ہے کہ دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو آپ ﷺ نے اس پر پانی کا ڈول بہانے کا حکم دیا۔ نیز اس مسئلے پر اجماع ہے۔[2]

---

١٦٧ ۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 56 باب ما جاء في غسل البول (216) مسلم (292) ابو داود (20) ۔

[1] [شرح مسلم للنووی (3/ 200)]

[2] [دیکھئے : بداية المجتهد (1/ 73) المغنی (1/ 52) فتح القدير (1/ 135)]

[3] كِتَابُ الْحَيْض
حیض کے مسائل

(1) باب مباشرة الحائض فوق الازار

زیر جامہ کے اوپر سے حائضہ عورت سے جسمانی اختلاط

١٦٨ ۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' قَالَتْ : كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا كَانَتْ حَائِضًا ' فَاَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّبَاشِرَهَا ' اَمَرَهَا اَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ' ثُمَّ يُبَاشِرُهَا ' قَالَتْ : وَاَيُّكُمْ يَمْلِكُ اِرْبَهٗ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْلِكُ اِرْبَهٗ؟ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم ازواج میں سے جب کوئی حائضہ ہوتی تو اس حالت میں رسول اللہ ﷺ اگر مباشرت کا ارادہ کرتے تو آپ ازار (زیر جامہ) باندھنے کا حکم دے دیتے باوجود حیض کی زیادتی کے۔ پھر بدن سے بدن ملاتے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے کہا تم میں ایسا کون ہے جو نبی کریم ﷺ کی طرح اپنی شہوت پر قابو رکھتا ہو؟ (یعنی جسے اپنی شہوت پر قابو نہ ہو اسے مباشرت سے بھی بچنا چاہیے)۔

لغوی توضیح: اَلْحَيْض بہنا، ماہواری کا خون جاری ہونا۔ مراد وہ خون ہے جو عورت کے رحم سے بلوغت کے بعد مخصوص ایام میں خارج ہوتا ہے۔ يُبَاشِرُ جسم کے ساتھ جسم ملاتے (جماع کے علاوہ)۔ فَوْر ابتدا۔ يَمْلِكُ مالک ہے، قابو رکھ سکتا ہے۔ اِرْبَهٗ اپنی خواہش وشہوت پر۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ تھا صرف اس آدمی کے لیے اپنی حائضہ بیوی سے مباشرت (جسم کے ساتھ جسم ملانا وغیرہ) جائز ہے جو اپنی شہوت پر قابو رکھ سکتا ہو اور حرام میں مبتلا ہونے (یعنی ایام ماہواری میں جماع و ہم بستری کرنے) سے بچ سکتا ہو۔

١٦٩ ۔ حدیث مَيْمُوْنَةَ ' قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّبَاشِرَ امْرَاَةً مِنْ نِسَائِهٖ ' اَمَرَهَا فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ حَائِضٌ۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں میں سے کسی سے مباشرت کرنا چاہتے اور وہ حائضہ ہوتی تو آپ کے حکم سے وہ پہلے ازار باندھ لیتیں۔

(2) باب الاضطجاع مع الحائض في لحاف واحد

حائضہ عورت کے ساتھ ایک ہی چادر میں لیٹنا

١٧٠ ۔ حدیث اُمِّ سَلَمَةَ ' قَالَتْ : بَيْنَا اَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيْلَةٍ ' حِضْتُ ' فَانْسَلَلْتُ ' فَاَخَذْتُ ثِيَابَ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض آ گیا۔ میں چپکے سے چلی گئی اور اپنے حیض کے کپڑے بدل لئے۔ آپ نے پوچھا کیا تجھ کو حیض آ گیا ہے؟ میں

---

١٦٨ ۔ البخاري في: 6 كتاب الحيض: 5 باب مباشرة الحائض (300) مسلم (293) ابو داود (268) ترمذی (132)۔

١٦٩ ۔ البخاري في: 6 كتاب الحيض: 5 باب مباشرة الحائض (303) مسلم (294) ابو داود (2167)۔

١٧٠ ۔ البخاري في: 6 كتاب الحيض: 22 باب من اتخذ ثياب الحيض سوى ثياب الطهر (298) مسلم (296)۔

حَيْضَتِي ، فَقَالَ : ((أَنُفِسْتِ؟)) قُلْتُ : نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ ۔

نے کہا جی ہاں! پھر آپ نے مجھے بلا لیا اور میں آپ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔

لغوی توضیح: خَمِيلَة چادر۔ اَنُفِسْت کیا تو حائضہ ہو گئی ہے؟۔

فھم الحدیث: اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کے ساتھ صرف ہم بستری ہی حرام ہے باقی اس کے ساتھ لیٹنا، غسل کرنا اور کھانا پینا وغیرہ سب اُمور جائز و مباح ہیں۔ جبکہ یہود کی یہ عادت تھی کہ جب ان میں کوئی عورت حائضہ ہوتی تو نہ اس کے ساتھ کھاتے اور نہ ہی اس کے ساتھ ایک گھر میں رہتے، پھر اسلام آیا تو آپ ﷺ نے یہ حکم دے دیا کہ عورتوں کے ساتھ سب کچھ کرو سوائے جماع و ہم بستری کے۔[1]

١٧١ - حدیث أُمِّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ ...... وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اور نبی ﷺ نے ایک ہی برتن میں جنابت کا غسل کیا۔

(3) باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله

حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اور اس کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے

١٧٢ - حدیث عَائِشَةَ ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَتْ : وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ ، وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا ۔

نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ ﷺ مسجد سے (اعتکاف کی حالت میں) سر مبارک میری طرف حجرہ کے اندر کر دیتے اور میں اس میں کنگھا کر دیتی۔ آپ ﷺ جب جائے اعتکاف میں ہوتے تو بلا ضرورت گھر میں تشریف نہیں لاتے تھے۔

١٧٣ - حدیث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ ، وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں حائضہ ہوتی، پھر بھی رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے بدن سے لگا لیتے اور آپ معتکف ہوتے اور میں حائضہ ہوتی اس کے باوجود آپ سر (مبارک مسجد) سے باہر کر دیتے اور میں اسے دھوتی تھی۔

١٧٤ - حدیث عَائِشَةَ ، حَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِيَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میری گود میں سر

١٧١ - البخاري في: 6 كتاب الحيض: 21 باب النوم مع الحائض وهي في ثيابها ۔
١٧٢ - البخاري في: 33 كتاب الاعتكاف: 3 باب لا يدخل البيت إلا لحاجة (295) مسلم (297) ابن ماجه (1776)۔
١٧٣ - البخاري في: 33 كتاب الاعتكاف: 4 باب غسل المعتكف ۔
١٧٤ - البخاري في: 6 كتاب الحيض: 3 باب قراءة الرجل في حجر امراته وهي حائض (297) مسلم (301) ۔

[1] [مسلم: كتاب الحيض (302) ابوداود (258) ترمذی (2977) ابن ماجه (644)]

ﷺ كَانَ يَتَّكِيءُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ۔

رکھ کر قرآن مجید پڑھتے' حالانکہ میں اس وقت حیض والی ہوتی تھی۔

(4) باب المذى

مذی کا بیان

١٧٥ - حديث عَلِيٍّ رضي الله عنه ' قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((فِيْهِ الْوُضُوْءُ)) ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسا آدمی تھا جس کو سیلان مذی کی شکایت تھی' مگر (اس کے بارے میں) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے ہوئے مجھے شرم آتی۔ تو میں نے مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ اس نے آپ ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ اس میں وضو کرنا فرض ہے۔

لغوی توضیح اَلْمَذِيُّ ایسا باریک پانی جو کمزور شہوت کے وقت' یا اپنی بیوی سے کھیلتے وقت' یا اسی کی مثل کسی کام میں بغیر اچھلنے کے شرمگاہ سے خارج ہو۔ مَذَّاء جسے بہت زیادہ مذی آتی ہو۔ مذی نجس و پلید ہے اور اس پر اجماع ہے۔[1] اور جسے مذی آئے اس پر لازم ہے کہ اسے دھوئے اور پھر اگر نماز پڑھنی ہے تو وضو کرے، اس سے غسل واجب نہیں ہوتا، جیسا کہ حدیث کے الفاظ ''اس میں صرف وضو لازم ہے'' سے واضح ہے۔

(6) باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له

بحالتِ جنابت سونا جائز ہے مگر وضو کرلینا مستحب ہے

١٧٦ - حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں ہوتے اور سونے کا ارادہ کرتے تو اپنی شرم گاہ دھو لیتے اور نماز کی طرح وضو کرتے۔

١٧٧ - حديث ابْنِ عُمَرَ ' أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ ' إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ)) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں سوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں، وضو کرکے جنابت کی حالت میں بھی سو سکتے ہو۔

١٧٨ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه ' قَالَ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی

١٧٥ - البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 34 باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين (132) مسلم (303) ۔
١٧٦ - البخاري في: 5 كتاب الغسل: 27 باب الجنب يتوضا ثم ينام (286) مسلم (305) ابوداود (222) ۔
١٧٧ - البخاري في: 5 كتاب الغسل: 26 باب نوم الجنب (287) مسلم (306) ابوداود (221) ترمذی (120) ۔
١٧٨ - البخاري في: 5 كتاب الغسل: 27 باب الجنب يتوضا ثم ينام ۔

[1] [المجموع (552/2) نيل الأوطار (103/1) بداية المجتهد (73/1) المهذب (46/1)]

ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ ' فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ)) ۔

کریم ﷺ سے عرض کیا کہ رات میں انہیں غسل کی ضرورت ہو جایا کرتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ وضو کر لیا کرو اور اپنی شرم گاہ دھو کر سو جاؤ۔

۱۷۹ ۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ' اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَطُوْفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس ایک ہی رات میں تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کی نو بیویاں تھیں۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ حالتِ جنابت میں سونا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ سونے سے پہلے وضوء کر لیا جائے، اسی طرح ایک روایت میں سونے کے ساتھ کھانے کا بھی ذکر ہے۔[1] یعنی جیسے سونے سے پہلے وضوء کرنا بہتر ہے اسی طرح اگر جنبی کچھ کھانا چاہے تو بہتر ہے کہ پہلے وضوء کر لے۔ علاوہ ازیں ایک رات میں زیادہ بیویوں سے یا ایک ہی بیوی سے زیادہ مرتبہ ہم بستری کرنا بھی درست ہے، البتہ اس صورت میں مناسب یہ ہے کہ دوبارہ ہم بستری سے پہلے وضوء کر لیا جائے جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ جب تم میں سے کوئی دوبارہ ہم بستری کا ارادہ کرے تو وضوء کر لے کیونکہ یہ زیادہ نشاط و چستی کا باعث ہے۔[2]

(7) باب وجوب الغسل على المراة بخروج المنى منها

اگر عورت کو انزال ہو تو اس پر غسل واجب ہے

۱۸۰ ۔ حدیث اُمِّ سَلَمَةَ ' قَالَتْ : جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ اللّٰهَ لَايَسْتَحْيِ مِنَ الْحَقِّ ' فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ)) فَغَطَّتْ اُمُّ سَلَمَةَ ' تَعْنِي وَجْهَهَا ' وَقَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَتَحْتَلِمُ الْمِرْاَةَ ؟ قَالَ: ((نَعَمْ ' تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ ' فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا؟)) ۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ام سلیم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے سے نہیں شرماتا (تو بتلایئے کہ) کیا احتلام سے عورت پر بھی غسل ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا (ہاں) جب عورت پانی (یعنی منی) دیکھ لے۔ (یہ سن کر) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (شرم کی وجہ سے) اپنا چہرہ چھپا لیا اور کہا یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں پھر اس کا بچہ اس کی صورت کے مشابہ کیوں ہوتا ہے (یعنی یہی اس کے احتلام کا ثبوت ہے)۔

---

۱۷۹ ۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 34 باب الجنب یخرج ویمشی فی السوق وغیرہ ، مسلم (309) ابوداود (218)۔

۱۸۰ ۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 50 باب الحیاء فی العلم (130) مسلم (313) حمیدی (298) ترمذی (122)۔

① [صحیح: السلسلة الصحیحة (390)] ② [مسلم (308) حاکم (152/1)]

لغوی توضیح تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ عرب لوگ محض انکار کی غرض سے یہ کلمہ استعمال کرتے ہیں، قطع نظر اس سے کہ اس کا حقیقی معنیٰ کیا ہے۔ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا پھر اس کا بچہ اس کے مشابہ کیوں ہوتا ہے (اگر اس کی منی نہیں ہوتی)؟ مطلب یہ ہے کہ بچہ مرد اور عورت دونوں کے پانی (یعنی منی) سے مل کر بنتا ہے، پھر جس کا پانی غالب آ جاتا ہے وہ اسی کے ساتھ زیادہ مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔

(9) باب صفة غسل الجنابة

غسل جنابت کا طریقہ

١٨١۔ حديث عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُوْلَ شَعْرِهِ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ جب غسل فرماتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر اسی طرح وضو کرتے جس طرح نماز کے لئے وضو کیا کرتے تھے۔ پھر پانی میں اپنی انگلیاں داخل فرماتے اور ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے۔ پھر اپنے ہاتھوں سے تین چلّو سر پر ڈالتے۔ پھر تمام بدن پر پانی بہا لیتے۔

١٨٢۔ حديث مَيْمُوْنَةَ، قَالَتْ: صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا، فَأَفْرَغَ بِيَمِيْنِهِ عَلَى يَسَارِهِ، فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ، ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ، فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ، ثُمَّ غَسَلَهَا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَأَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِمِنْدِيْلٍ، فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھا تو پہلے آپ نے پانی کو دائیں ہاتھ سے بائیں پر گرایا۔ اس طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر اسے مٹی سے ملا اور دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے چہرے کو دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا پھر ایک طرف ہو کر دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر آپ کو رومال دیا گیا۔ لیکن آپ نے اس سے پانی کو خشک نہیں کیا۔

١٨٣۔ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ، فَقَالَ بِهِمَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جب غسل جنابت کرنا چاہتے تو حلاب کی طرح کی ایک چیز منگاتے۔ پھر (پانی کا چلو) اپنے ہاتھ میں لیتے اور سر کے داہنے حصے سے غسل کی ابتدا کرتے پھر بائیں حصہ کا غسل کرتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے بیچ میں

١٨١۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 1 باب الوضوء قبل الغسل (248) مسلم (316) ابو داود (242) ترمذی (104)۔

١٨٢۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 7 باب المضمضة والاستنشاق فی الجنابة (249) مسلم (317) ابو داود (245)۔

١٨٣۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 6 باب من بدأ بالحلاب او الطیب عند الغسل (258) مسلم (318) دارمی (749)۔

عَلٰى رَأْسِهِ۔ لگاتے تھے (یعنی سر پر پانی ڈالتے)۔

لغوی توضیح: الْحِلَاب وہ برتن جس میں جانور کا دودھ دوہا جاتا ہے یا اتنا برتن جس میں ایک مرتبہ کا اونٹنی کا دودھ سما جائے۔

فهم الحديث: ان احادیث میں غسل جنابت کا طریقہ بیان ہوا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے اچھی طرح شرمگاہ کو دھویا جائے، پھر نماز کے وضوء کی طرح وضوء کیا جائے، پھر تین چلو سر پر پانی ڈالا جائے اور پھر سارے بدن پر پانی بہا دیا جائے (پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف)۔ اس غسل کے بعد نماز ادا کی جا سکتی ہے، دوبارہ وضوء کی ضرورت نہیں۔[1] غسل کے بعد اگرچہ آپ ﷺ نے تولیہ استعمال نہیں کیا، لیکن اس کے استعمال سے منع بھی نہیں کیا، لہٰذا اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ علاوہ ازیں میمونہ رضی اللہ عنہا کا تولیہ پیش کرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ تولیہ استعمال کیا کرتے تھے لیکن آپ نے اس وقت اس سے گریز کیا۔ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔[2]

(10) باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة

غسل جنابت میں کس قدر پانی لینا مستحب ہے

١٨٤۔ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، مِنْ قَدَحٍ يُقَالُ لَهُ الْفَرَقُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور نبی ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کیا کرتے تھے اس برتن کو فرق کہا جاتا تھا۔

لغوی توضیح: الْفَرَق وہ برتن جس میں تین صاع سما جائیں۔ صَاع ایک پیمانہ ہے جو تقریباً اڑھائی کلوگرام کا ہوتا ہے اور اس میں چار مد ہوتے ہیں اور مُدّ ایک اور ایک تہائی رطل کا ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ ان احادیث میں پانی کی ایک عمومی مقدار کا تذکرہ ہے، یہ مقدار متعین نہیں کہ اس سے زیادہ یا کم پانی استعمال ہی نہیں کیا جا سکتا بلکہ حسبِ ضرورت اس سے زیادہ پانی بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، تاہم اسراف سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

١٨٥۔ حديث عَائِشَةَ، سَأَلَهَا أَخُوهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ نَحْوٍ مِنْ صَاعٍ، فَاغْتَسَلَتْ وَأَفَاضَتْ عَلٰى رَأْسِهَا، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ (قَوْلَ أَبِي سَلَمَةَ)۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی (عبدالرحمن بن ابی بکر) نے ان سے نبی ﷺ کے غسل کے بارے میں سوال کیا۔ تو آپ نے صاع جیسا ایک برتن منگوایا پھر غسل کیا اور اپنے اوپر پانی بہایا۔ اس وقت ہمارے درمیان اور ان کے درمیان پردہ حائل تھا۔

١٨٦۔ حديث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ جب دھوتے یا (یہ کہا) جب

١٨٤۔ البخاري في: 5 كتاب الغسل: 2 باب غسل الرجل مع امرأته (250) مسلم (319) ابن ماجه (376)۔

١٨٥۔ البخاري في: 5 كتاب الغسل: 3 باب الغسل بالصاع ونحوه (251) مسلم (320) نسائی (227)۔

١٨٦۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 47 باب الوضوء بالمد (201) مسلم (325) ابو داود (95) ترمذی (609)۔

---

[1] [صحيح: صحيح أبو داود (225) أبو داود (250) ترمذي (107) ابن ماجة (579)]

[2] [فتاوى إسلامية (222/1)]

ﷺ يَغْسِلُ أَوْ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ، وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ۔

نہاتے تو ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک (پانی استعمال فرماتے) اور جب وضو فرماتے تو ایک مد (پانی) سے۔

(11) باب استحباب افاضة الماء على الراس وغيره ثلاثا

سر اور دیگر اعضا پر تین تین مرتبہ پانی ڈالنا مستحب ہے

۱۸۷۔ حدیث جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا أَنَا فَأُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا)) وَأَشَارَ بِيَدَيْهِ، كِلْتَيْهِمَا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں تو اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہاتا ہوں اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ دورانِ غسل بدن پر تین مرتبہ پانی بہانا مستحب ہے۔ امام نوویؒ نے فرمایا کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔[1] تاہم واجب صرف ایک مرتبہ پانی بہانا ہی ہے جیسا کہ پیچھے حدیث گزری ہے۔

۱۸۸۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: إِنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ هُوَ وَأَبُوهُ، وَعِنْدَهُ قَوْمٌ، فَسَأَلُوهُ عَنِ الْغُسْلِ، فَقَالَ: يَكْفِيكَ صَاعٌ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا يَكْفِينِي، فَقَالَ جَابِرٌ: كَانَ يَكْفِي مَنْ هُوَ أَوْفَى مِنْكَ شَعْرًا وَخَيْرٌ مِنْكَ ثُمَّ أَمَّنَا فِي ثَوْبٍ۔

ابو جعفر نے بیان کیا کہ وہ اور ان کے والد حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور کچھ اور لوگ بھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپ سے غسل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا، ایک صاع کافی ہے۔ اس پر ایک شخص بولا یہ مجھے تو کافی نہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ان کے لئے کافی ہوتا تھا جن کے بال تم سے زیادہ تھے اور جو تم سے بہتر تھے (یعنی نبی ﷺ) پھر جابر رضی اللہ عنہ نے صرف ایک کپڑا پہن کر ہمیں نماز پڑھائی۔

(13) باب استحباب استعمال المغتسلة من الحيض فرصة من مسك في موضع الدم

حائضہ عورت کا بوقتِ غسل خوشبو میں بسی روئی یا کپڑے کا خون کے مقام پر استعمال مستحب ہے

۱۸۹۔ حدیث عَائِشَةَ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ، فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ، قَالَ: ((خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرِي بِهَا، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک (انصاری) عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں حیض کا غسل کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا کہ مشک میں بسا ہوا کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کر۔ اس نے پوچھا اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا، اس

۱۸۷۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 4 باب من افاض علی راسه ثلاثًا (245) مسلم (327) ابن ماجه (570)۔

۱۸۸۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 3 باب الغسل بالصاع ونحوه، مسلم (328)۔

۱۸۹۔ البخاری فی: 6 کتاب الحیض: 13 باب دلك المراة نفسها إذا تطهرت من المحیض (314) مسلم (332)۔

[1] [شرح مسلم للنووی (246/2)]

بِهَا ؟ قَالَ: ((تَطَهَّرِي بِهَا)) قَالَتْ : كَيْفَ ؟ قَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ ! تَطَهَّرِي بِهَا)) فَاجْتَبَذْتُهَا إِلَيَّ ' فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ۔

سے پاکی حاصل کر۔اس نے دوبارہ پوچھا کہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! پاکی حاصل کر۔ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ خون لگی ہوئی جگہوں پر پھیر لیا کرو۔

لغوی توضیح فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ روئی کا ٹکڑا جسے کستوری کی خوشبو لگی ہو۔ فَاجْتَبَذْتُهَا میں نے اسے کھینچا۔ أَثَرَ الدَّمِ خون کا نشان۔

(14) باب المستحاضة و غسلها و صلاتها

حیض کے دنوں کے علاوہ خون کے آنے کے مرض میں مبتلا عورت کے غسل اور نماز کا حال

۱۹۰۔ حدیث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : جَاءَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ ' فَلَا أَطْهُرُ ' أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ ' فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ ' وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتَّى يَجِيءَ ذَلِكَ الْوَقْتُ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کی بیماری ہے' اس لئے میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ ایک رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ۔تو جب تجھے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب یہ دن گزر جائیں تو اپنے (بدن اور کپڑے) سے خون کو دھوڈال پھر نماز پڑھ' پھر ہر نماز کے لئے وضو کر یہاں تک کہ وہی (حیض کا) وقت پھر آ جائے۔

لغوی توضیح أُسْتَحَاضُ استحاضہ سے مشتق ہے اور استحاضہ اُس خون کو کہتے ہیں جو ایام ماہواری کے علاوہ کسی رگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے عورت کی شرمگاہ سے خارج ہوتا ہے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا ہے کہ استحاضہ کا خون حیض کے خون سے الگ ہے' اس سے عبادات میں رکاوٹ نہیں پڑتی بلکہ یہ محض ناقضِ وضوء ہے۔ لہٰذا جس عورت کو یہ خون آتا ہو وہ نماز نہیں چھوڑے گی بلکہ ہر نماز کے لیے الگ وضوء کرے گی۔ تاہم آئندہ حدیث میں مستحاضہ کے لیے ہر نماز کے وقت غسل کا بھی ذکر ہے لیکن یاد رہے کہ یہ غسل مستحب ہے واجب نہیں، استحاضہ والی عورت بلا اختلاف صرف وضوء کے ساتھ بھی نماز ادا کر سکتی ہے۔

۱۹۱۔ حدیث عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ اسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ '

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سات سال تک مستحاضہ رہیں انہوں نے نبی ﷺ سے

۱۹۰۔ البخاری فی: کتاب الوضوء: 63 باب غسل الدم (228) مسلم (333) ترمذی (125) ابن ماجه (621)۔
۱۹۱۔ البخاری فی: 6 کتاب الحیض: 26 باب عرق الاستحاضة (325) مسلم (334) ابو داود (292) نسائی (201)۔

فَسَأَلَتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ ' فَقَالَ: ((هٰذَا عِرْقٌ)) فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ ۔

اس بارے میں پوچھا تو آپ نے انہیں غسل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ رگ (کی وجہ سے بیماری) ہے۔ پس ام حبیبہ ہر نماز کے لئے غسل کرتی تھیں۔

(15) باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة

حائضہ عورت پر نماز کی قضا نہیں لیکن روزے کی قضا واجب ہے

۱۹۲ ۔ حديث عَائِشَةَ ' اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ لَهَا : اَتَجْزِي اِحْدَانَا صَلَاتَهَا اِذَا طَهُرَتْ ؟ فَقَالَتْ : اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ؟ كُنَّا نَحِيْضُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَا يَأْمُرُنَا بِهِ ' اَوْ قَالَتْ : فَلَا نَفْعَلُهُ ۔

ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جس زمانہ میں ہم حیض سے پاک رہتے ہیں کیا ہمارے لئے اسی زمانہ کی نماز کافی ہے؟ اس پر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ کیا تم حُروریہ ہو؟ ہم نبی ﷺ کے زمانہ میں حائضہ ہوتی تھیں اور آپ ہمیں نماز کا حکم نہیں دیتے تھے یا فرمایا کہ ہم نماز نہیں پڑھتی تھیں۔

لغوی توضیح: اَحَرُوْرِيَّةٌ کیا حروریہ ہو۔ یہ حروراء کی طرف نسبت ہے، یہ وہ بستی ہے جہاں خوارج ابتدائی طور پر اکٹھے ہوئے تھے، تو اس جملے سے مراد یہ ہوئی کہ کیا تم خارجی ہو؟ کیونکہ خوارج کا ایک گروہ حائضہ عورت پر دورانِ حیض چھوڑی ہوئی نمازیں بھی فرض قرار دیتا تھا جو کہ اجماع کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس مسئلے پر سلف کا اجماع ہے کہ حائضہ عورت دورانِ حیض چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضا نہیں دے گی بلکہ صرف روزوں کی قضا دے گی، جیسا کہ امام نووی، امام شوکانی اور امام ابن منذر رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے۔[1] اور یہ صحیح حدیث سے بھی ثابت ہے۔[2]

(16) باب تستر المغتسل بثوب ونحوه

غسل کرنے والا کپڑے یا ایسی ہی کسی چیز سے آڑ کرے

۱۹۳ ۔ حديث اُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ اَبِي طَالِبٍ ' قَالَتْ : ذَهَبْتُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ ' وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ ' قَالَتْ ' فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' فَقَالَ: ((مَنْ هٰذِهِ؟)) فَقُلْتُ : اَنَا اُمُّ هَانِيءٍ بِنْتِ اَبِي طَالِبٍ '

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ غسل کر رہے ہیں اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا پردہ کئے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے بتایا کہ ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھی آئی ہو (خوش آمدید) ام ہانی! پھر

۱۹۲۔ البخاری فی: 6 كتاب الحيض: 20 باب لا تقضي الحائض الصلاة (321) مسلم (335) ابن ماجه (631)۔

۱۹۳۔ البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 4 باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفًا به (280) مسلم (336) ترمذی (2734)۔

---

[1] [المجموع (351/2) السيل الجرار (148/1) الإجماع لابن المنذر (ص/37)]

[2] [صحيح: صحيح أبو داود (236) أبو داود (263) بخاری (321) مسلم (335) ترمذی (130)]

فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِیءٍ)) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ، قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ، فُلَانَ بْنَ هُبَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِیءٍ)) قَالَتْ أُمُّ هَانِیءٍ: وَذَاكَ ضُحًى۔

جب آپ نہانے سے فارغ ہو گئے تو اٹھے اور آٹھ رکعت نماز پڑھی ایک ہی کپڑے کو لپیٹ کر جب آپ نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ میری ماں کے بیٹے (علی رضی اللہ عنہ) کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک شخص کو ضرور قتل کرے گا حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے یہ (میرے خاوند) ہبیرہ کا فلاں بیٹا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ام ہانی! جسے تم نے پناہ دے دی ہم نے بھی اسے پناہ دی۔ ام ہانی نے کہا کہ یہ نماز چاشت تھی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ کسی پردے کے مقام میں غسل کرنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کا احترام کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اس کی پناہ کو قبول فرمایا ہے۔

(18) باب جواز الاغتسال عريانا في الخلوة

تنہائی میں ننگے نہانا جائز ہے

١٩٤۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، وَكَانَ مُوْسَى يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ، فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ، فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ، فَخَرَجَ مُوْسَى فِي إِثْرِهِ ثَوْبِي يَا حَجَرُ! حَتَّى نَظَرَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ إِلَى مُوْسَى، فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسَى مِنْ بَأْسٍ، وَأَخَذَ ثَوْبَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا)) ۔ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبًا بِالْحَجَرِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل ننگے ہو کر اس طرح نہاتے تھے کہ ایک شخص دوسرے کو دیکھتا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا (پردہ میں) غسل فرماتے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ بخدا موسیٰ کو ہمارے ساتھ غسل کرنے میں صرف یہ چیز مانع ہے کہ ان کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام غسل کرنے لگے اور آپ نے کپڑوں کو ایک پتھر پر رکھ دیا۔ اتنے میں پتھر کپڑوں کو لے بھاگا اور موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے بڑی تیزی سے دوڑے آپ کہتے جاتے تھے اے پتھر! میرا کپڑا دے، اے پتھر میرا کپڑا دے۔ اس عرصہ میں بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو ننگا دیکھ لیا اور کہنے لگے کہ بخدا موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں اور موسیٰ علیہ السلام نے کپڑا لیا اور پتھر کو مارنے لگے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بخدا! اس پتھر پر چھ یا سات مار کے نشان باقی ہیں۔

لغوی توضیح آدَرُ بڑے بڑے خصیتین والا۔ فِيْ إِثْرِهِ اس کے پیچھے۔ نَدَبٌ نشان۔

١٩٤۔ البخاري في: 5 كتاب الغسل: 20 باب من اغتسل عريانًا وحده في الخلوة (278) مسلم (339)۔

(19) باب الاعتناء بحفظ العورة

ستر کو ڈھانپنا انتہائی ضروری ہے

١٩٥ ـ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ ، وَعَلَيْهِ اِزَارُهُ ، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ اَخِي ! لَوْ حَلَلْتَ اِزَارَكَ فَجَعَلْتَهُ عَلَى مَنْكِبَيْكَ دُونَ الْحِجَارَةِ ! قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ ، فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُرْيَانًا ﷺ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نبوت سے پہلے) کعبہ کی تعمیر کے لئے قریش کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے اس وقت آپ تہبند باندھے ہوئے تھے۔ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھتیجے کیوں نہیں تم تہبند کھول لیتے اور اسے پتھر کے نیچے اپنے کاندھے پر رکھ لیتے (تا کہ تم پر آسانی ہو جائے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے تہبند کھول لیا اور کاندھے پر رکھ لیا۔ اسی وقت غش کھا کر گر پڑے اس کے بعد آپ کبھی ننگے نہیں دیکھے گئے۔

لغوی توضیح: فَحَلَّهُ آپ نے اسے اتار دیا۔ مَغْشِيًّا جسے غشی آ جائے۔ عُرْيَانًا ننگا۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بچپن میں بھی اہل جاہلیت کی بری عادتوں سے بچا کر رکھا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ستر پوشی آپ ﷺ کا عملِ حیات ہے۔ آپ نے اس کا حکم بھی دیا ہے، فرمایا کہ اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا ہر ایک سے اپنے ستر کی حفاظت کرو۔[1] یعنی انسان صرف اپنی بیوی اور لونڈی کے سامنے ستر ظاہر کر سکتا ہے۔

(21) باب انما الماء من الماء

غسل کا وجوب منی کے خروج پر ہے

١٩٦ ـ حديث اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرْسَلَ اِلَى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَجَاءَ وَرَاْسُهُ يَقْطُرُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاكَ)) فَقَالَ: نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ قُحِطْتَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوْءُ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کو بلایا۔ وہ آیا تو اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا رسول کریم ﷺ نے فرمایا' شاید ہم نے تمہیں جلدی میں ڈال دیا۔ اس نے کہا، جی ہاں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی جلدی (کا کام) آ پڑے یا تمہیں انزال نہ ہو تو تم پر وضو ہے۔

لغوی توضیح: قُحِطْتَ یعنی تمہیں انزال نہیں ہوا۔ فَعَلَيْكَ الْوُضُوْءُ تو پھر تم پر وضوء ہے۔ یعنی اگر کوئی ہم بستری کرے اور انزال یعنی منی کا خروج نہ ہو تو پھر غسل نہیں بلکہ صرف وضوء کافی ہے۔ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا، بعد میں یہ منسوخ ہو گیا اور اب ہمیشہ کے لیے یہ حکم ہے کہ مجرد شرمگاہوں کے ملنے سے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ۔ جیسا کہ آئندہ باب بھی اسی

---

١٩٥ ـ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 8 باب كراهية التعري في الصلاة وغيرها (364) مسلم (340) ابن حبان (1603)۔

١٩٦ ـ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 34 باب من لم ير الوضوء (180) مسلم (345) بيهقي (165/1)۔

[1] [حسن: المشكاة (3117) مسند احمد (5/ 3-4) أبو داود (4017) ترمذي (2769)]

کے بیان میں ہے اور ایک صحیح حدیث میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی یہ وضاحت فرمائی ہے۔[1] امام نوویؒ نے اس پر امت کا اتفاق نقل فرمایا ہے۔ نیز سعودی مجلس افتاء کا بھی یہی فتویٰ ہے۔[2]

۱۹۷۔ حدیث أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِذَاجَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَلَمْ يُنْزِلْ؟ قَالَ: ((يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْأَةَ مِنْهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي))۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ! جب مرد عورت سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا، عورت سے جو کچھ اسے لگ گیا ہے اسے دھو لے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے۔

فقہ الحدیث اس سے معلوم ہوا کہ عورت کی شرمگاہ سے نکلنے والی رطوبت نجس ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے اسے دھونے کا حکم دیا۔

۱۹۸۔ حدیث عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ لَهُ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ: أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ فَلَمْ يُمْنِ؟ قَالَ عُثْمَانُ: يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ، قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

زید بن خالد رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص صحبت کرلے اور منی نہ نکلے۔ فرمایا کہ وضو کرے جس طرح نماز کے لئے وضو کرتا ہے اور اپنے عضو کو دھولے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (یہ) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

(22) باب نسخ (الماء من الماء) ووجوب الغسل بالتقاء الختانين

خروج منی پر وجوب غسل کے حکم کا منسوخ ہونا اور محض شرمگاہوں کے ملنے پر غسل کا واجب ہونا

۱۹۹۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب مرد عورت کے چہار زانوں میں بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ جماع کے لئے کوشش کی تو غسل واجب ہوگیا۔

(24) باب نسخ الوضوء مما مست النار

آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کا واجب ہونا منسوخ ہے

۲۰۰۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا

۱۹۷۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 29 باب غسل ما یصیب من فرج المراة (293) مسلم (346) ابن حبان (1169)۔
۱۹۸۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 34 باب من لم یر الوضوء إلا من المخرجین (179) مسلم (347)۔
۱۹۹۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 28 باب إذا التقی الختانان (291) مسلم (348) ابوداود (216) ابن ماجه (610)۔
۲۰۰۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 50 باب من لم یتوضا من لحم الشاة والسویق (207) مسلم (354)۔

[1] [صحیح: صحیح ابن ماجة (493) أبو داود (215) ترمذی (110) ابن ماجة (609)]
[2] [شرح المهذب للنووی (4/36) فتاوی اللجنة الدائمة (5/293)]

اللّٰهُ عَنهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضونہیں کیا۔

فہم الحدیث پہلے یہ حکم تھا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضوء کرو۔[1] لیکن بعد میں یہ منسوخ ہو گیا۔ اس باب کی احادیث اسی کا ثبوت ہیں۔

۲۰۱۔ حدیث عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ رَاَىٰ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلَاةِ فَاَلْقَى السِّكِّيْنَ، فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بکری کے شانے سے کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے پھر آپ نماز کے لئے بلائے گئے تو آپ نے چھری پھینک دی اور نماز پڑھی' لیکن (دوبارہ) وضو نہیں کیا۔

لغوی توضیح يَحْتَزُّ چھری کے ساتھ کاٹتے۔ كَتِفَ شَاةٍ بکری کا شانہ، یعنی شانے کا گوشت۔

۲۰۲۔ حدیث مَيْمُوْنَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا، ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے ان کے یہاں (بکری کا) شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور نیا وضو نہیں کیا۔

۲۰۳۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ: ((اِنَّ لَهُ دَسَمًا))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا اس میں چکنائی ہوتی ہے۔

لغوی توضیح لَبَنًا دودھ۔ فَمَضْمَضَ کلی کی۔ دَسَمًا چکنائی۔

(26) باب الدليل على ان من تيقن الطهارة ثم شك في الحدث فله ان يصلي بطهارته

اگر کسی شخص کو طہارت کا یقین ہو پھر اسے بے وضو ہونے کا شک ہو تو وہ اسی وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے

۲۰۴۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ شَكَا اِلَى

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ ایک شخص ہے جسے یہ خیال ہوتا ہے کہ

۲۰۱۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 50 باب من لم يتوضا من لحم الشاة والسويق (208) مسلم (355)۔

۲۰۲۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 51 باب من مضمض من السويق ولم يتوضا (210) مسلم (356)۔

۲۰۳۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 52 باب هل يمضمض من اللبن (211) مسلم (358) ترمذی (89)۔

۲۰۴۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 4 باب لا يتوضا من الشك حتى يستيقن (137) مسلم (361) ابن ماجه (153)۔

[1] [مسلم: كتاب الحيض (352) أبو داود (194) ترمذی (79) ابن ماجة (485)]

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' الرَّجُلَ الَّذِی یُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّهُ یَجِدُ الشَّیْءَ فِی الصَّلَاةِ ' فَقَالَ: ((لَا یَنْفَتِلْ)) اَوْ ((لَا یَنْصَرِفْ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ یَجِدَ رِیْحًا))۔

نماز میں کوئی چیز (یعنی ہوا نکلتی ہوئی) معلوم ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ (نماز سے) نہ پھرے یا نہ مڑے' جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ پائے۔

لغوی توضیح یَجِدُ الشَّیْءَ کوئی چیز محسوس کرتا ہے، یعنی بے وضگی، ہوا کا خروج وغیرہ۔ لَا یَنْفَتِلُ نہ پھرے۔ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا حتی کہ آواز سن لے، یعنی پشت سے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ محض شک کی بنیاد پر وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس حدیث سے اہل علم نے یہ اہم قاعدہ بھی اخذ کیا ہے کہ ((الْيَقِيْنُ لَا يَزُوْلُ بِالشَّكِّ)) ''یقین شک کے ذریعے زائل نہیں ہوتا۔''

(27) باب طهارة جلود الميتة بالدباغ

مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

۲۰۵۔ **حدیث** ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ: وَجَدَ النَّبِیُّ ﷺ شَاةً مَیْتَةً اُعْطِیَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَیْمُوْنَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ ' فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : ((هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا!)) قَالُوْا: اِنَّهَا مَیْتَةٌ قَالَ: ((اِنَّمَا حَرُمَ اَکْلُهَا))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کی بکری' جو صدقہ میں کسی نے دی تھی' مری ہوئی دیکھی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کے چمڑے کو کیوں نہیں کام میں لاتے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ تو مردہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حرام تو صرف اس کا کھانا ہے۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردار کے چمڑے سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اسے رنگ لیا جائے کیونکہ فرمانِ نبوی کے مطابق مردار کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔[1] اسی فرمان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ رنگنے سے پہلے چمڑہ پاک نہیں ہوتا۔

(28) باب التیمم

تیمم کا بیان

۲۰۶۔ **حدیث** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ : قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی بَعْضِ اَسْفَارِهِ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالْبَیْدَاءِ ' اَوْ بِذَاتِ الْجَیْشِ ' انْقَطَعَ عِقْدٌ لِی ' فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر (غزوہ بنی المصطلق) میں تھے جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار کھو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش میں وہیں ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ کے

۲۰۵۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 61 باب الصدقة علی موالی ازواج النبی ﷺ (1492) مسلم (363)۔

۲۰۶۔ البخاری فی: کتاب التیمم: 1 باب حدثنا عبد الله بن یوسف (334) مسلم (367) ابن ماجه (568)۔

[1] [صحیح: صحیح ابو داود' ابو داود: کتاب اللباس (4125) مسند احمد (6/5)]

ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالُوا: أَلَا تَرَى إِلَى مَاصَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ! فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ - فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالنَّاسَ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ - فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُوْبَكْرٍ، وَقَالَ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ، وَجَعَلَ يَطْعَنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ، فَتَيَمَّمُوْا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ: مَاهِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ -

ساتھ ٹھہر گئے ۔لیکن وہاں قریب کہیں پانی نہ تھا۔لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کام کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں کو ٹھہرا دیا ہے اور پانی بھی کہیں قریب نہیں ہے اور نہ لوگوں ہی کے پاس ہے۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری زانو پر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔فرمانے لگے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں کو روک لیا۔حالانکہ قریب کہیں پانی نہیں ہے اور نہ لوگوں کے پاس ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ والد محترم مجھ پر بہت خفا ہوئے اور اللہ نے جو چاہا انہوں نے مجھے کہا' اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگائے۔رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا اس وجہ سے میں حرکت بھی نہیں کر سکتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ جب صبح کے وقت اٹھے تو پانی کا پتہ تک نہ تھا۔تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری اور لوگوں نے تیمم کیا۔اس پر اسید بن حضیر نے کہا اے آل ابی بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، پھر ہم نے اس اونٹ کو ہٹایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے مل گیا۔

لغوی توضیح التَّيَمُّمُ ارادہ و قصد کرنا، اصطلاحاً مخصوص طریقے سے پاک مٹی کے ساتھ چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرنا تیمم ہے۔انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي میرا ہار ٹوٹ (کر گر) گیا۔يَطْعَنُنِي وہ مجھے چوکے مار رہے تھے۔

فہم الحدیث اس حدیث میں تیمم کے جواز کا ذکر ہے اور اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔[1] تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ مٹی پر مارے جائیں، پھر ان میں پھونکا جائے، پھر انہیں چہرے اور دونوں ہتھیلیوں (ایک دوسری) پر مَل لیا جائے۔تیمم ایسے شخص پر واجب ہے جس کے پاس پانی نہ ہو یا پانی تو ہو لیکن وہ اس کے استعمال سے عاجز ہو یا پانی کا استعمال اس کے لیے باعث نقصان ہو۔[2] تیمم میں نیت اور بسم اللہ دونوں ضروری ہیں کیونکہ یہ وضوء کا بدل ہے لہٰذا جو چیز وضوء میں ضروری ہے اس میں بھی ضروری ہے۔اسی طرح جو چیزیں وضوء توڑ دیتی ہیں اسے بھی توڑ دیتی ہیں، صرف یہ اضافہ ہے کہ پانی مل جانے سے تیمم ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اصل کی موجودگی میں قائم مقام کی کوئی حیثیت نہیں۔علاوہ ازیں تیمم غسل جنابت سے بھی کفایت کر جاتا ہے جیسا کہ آئندہ احادیث میں ہے۔

---

① [المغنی لابن قدامة (310/1)] ② [فتاوی اللجنة الدائمة (331/5)]

۲۰۷۔ حدیث عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا، أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي؟ فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهَذِهِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾۔ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا الصَّعِيدَ، قُلْتُ: وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هَذَا لِذَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ، فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا)) فَضَرَبَ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهَا ظَهْرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ۔ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ؟۔

شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت ابوموسیٰ نے حضرت ابن مسعود سے کہا کہ اگر ایک شخص کو غسل کی حاجت ہو اور مہینہ بھر پانی نہ پائے تو کیا وہ تیمّم کر کے نماز نہ پڑھے؟ شقیق کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود نے جواب دیا کہ وہ تیمّم نہ کرے اگر چہ وہ ایک مہینہ تک پانی نہ پائے (اور نماز موقوف رکھے) ابوموسیٰ نے اس پر کہا کہ پھر سورۂ مائدہ کی اس آیت کا کیا مطلب ہوگا "اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمّم کرلو" حضرت ابن مسعود بولے کہ اگر لوگوں کو اس کی اجازت دے دی جائے تو جلدی یہ حال ہو جائے گا کہ جب ان کو پانی ٹھنڈا معلوم ہوگا تو وہ مٹی سے تیمم ہی کرلیں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے کہا تو آپ نے جنبی کے لئے تیمم اس لئے برا جانا انہوں نے کہا ہاں۔ پھر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ قول معلوم نہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کے لئے بھیجا تھا۔ سفر میں مجھے غسل کی ضرورت ہوگئی، لیکن پانی نہیں ملا۔ اس لئے میں مٹی میں جانور کی طرح لوٹ پوٹ ہوگیا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے صرف اتنا کرنا کافی تھا اور آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر ایک مرتبہ مارا پھر ان کو جھاڑ کر بائیں ہاتھ سے داہنے کی پشت کو مل لیا یا بائیں ہاتھ کا داہنے ہاتھ سے مسح کیا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے چہرے کا مسح کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھتے کہ انہوں نے عمار کی بات پر قناعت نہیں کی تھی۔

لغوی توضیح: فَتَمَرَّغْتُ میں لیٹ کر الٹ پلٹ ہوا، لوٹ پوٹ ہوا۔ الصَّعِيد مٹی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قول پر قناعت نہ کرنا محض احتیاط کی غرض سے تھا، اس سے نصِ صریح کی تردید نہیں ہوسکتی۔

۲۰۷۔ البخاری فی: 7 کتاب التیمم: 8 باب التیمم ضربة (338) مسلم (368) ابو داود (321) ترمذی (144)۔

۲۰۸۔ حديث عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ ' جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ' فَقَالَ : إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ ' فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ : أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ ' وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ ' فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هكَذَا)) فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ؟۔

ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہوگئی اور پانی نہیں ملا (تو میں اب کیا کروں) اس پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا آپ کو یاد نہیں جب میں اور آپ سفر میں تھے۔ہم دونوں جنبی ہو گئے۔آپ نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں زمین پر لوٹ پوٹ ہوگیا اور نماز پڑھ لی۔ پھر میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تجھے بس اتنا ہی کافی تھا اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انہیں پھونکا اور دونوں ہاتھوں سے چہرے اور ہتھیلیوں کا مسح کیا۔

۲۰۹۔ حديث أَبِي الْجُهَيْمِ رضی اللہ عنہ ' عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي جُهَيْمِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ ' فَقَالَ أَبُو الْجُهَيْمِ : أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ ' فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ ' فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ' ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام عمیر بن عبداللہ نے کہا کہ میں اور حضرت میمونہ زوجہ نبی کریم ﷺ کے غلام عبداللہ بن یسار' ابوجہیم بن حارث بن صمہ انصاری (صحابی) کے پاس آئے۔تو ابوجہیم نے بیان کیا کہ نبی ﷺ بئر جمل کی طرف سے تشریف لا رہے تھے۔راستے میں ایک شخص آپ کو ملا اور اس نے آپ کو سلام کیا (یعنی خود ابوجہیم نے) لیکن آپ نے جواب نہیں دیا۔پھر آپ دیوار کے قریب آئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

فهو الحديث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طہارت کی حالت میں سلام کا جواب دینا مستحب ہے، خواہ اس کے لیے تیمم ہی کرنا پڑے۔

(29) باب الدليل على ان المسلم لا ينجس

باب اس ثبوت میں کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا

۲۱۰۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ملاقات نبی ﷺ سے

۲۰۸۔ البخاری فی: 7 کتاب التیمم: 4 باب المتیمم هل ینفخ فیهما۔

۲۰۹۔ البخاری فی: 7 کتاب التیمم فی الحضر إذا لم یجد الماء (337) مسلم (369) ابو داود (329) نسائی (310)۔

۲۱۰۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 24 باب الجنب یخرج ویمشی فی السوق وغیره (283) مسلم (371)۔

لَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِيَدِي، فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى قَعَدَ، فَانْسَلَلْتُ مِنْهُ وَاَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ، ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَقَالَ: ((اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَا هِرٍّ؟)) فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! يَا اَبَا هِرٍّ! اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ))۔

ہوئی اور اس وقت میں جنبی تھا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپ کے ساتھ چلنے لگا۔ آخر آپ ایک جگہ بیٹھ گئے اور میں آہستہ سے اپنے گھر آیا اور غسل کر کے حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ ابھی (وہیں) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا اے ابوہریرہ! کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا، سبحان اللہ! اے ابوہریرہ! مومن تو نجس نہیں ہوتا۔

فقہ الحدیث معلوم ہوا کہ مومن (بذاتِ خود) ہر حال میں پاک ہی رہتا ہے خواہ اسے حدث اصغر لاحق ہو یا حدث اکبر، زندہ ہو یا مردہ، اسی طرح اس کا پسینہ، خون، لعاب اور جوٹھا سب پاک ہے (الا کہ جب اسے کوئی نجاست لاحق ہو جائے تو صرف وہی جگہ نجس ہوگی جہاں نجاست لگی ہے)۔ اور جب اسے حدث (بے وضگی یا جنابت) لاحق ہو تب بھی اس کے ساتھ بیٹھنا، بات کرنا اور مصافحہ کرنا وغیرہ درست ہے کیونکہ وہ بذاتِ خود پاک ہی ہے۔

(32) باب ما يقول اذا اراد دخول الخلاء

بیت الخلا میں جانے کی دعا

۲۱۱۔ حدیث انسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ جب (قضائے حاجت کے لئے) بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو (یہ دعا) پڑھتے ''اے اللہ! میں خبیث جنوں اور خبیث چڑیلوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

فقہ الحدیث ایک صحیح حدیث میں ہے کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اگر کوئی بسم اللہ پڑھ لے تو جنوں کی آنکھوں اور اولادِ آدم کے ستروں کے مابین پردہ حائل ہو جاتا ہے۔[1] اس لیے اس دعا کے ساتھ بسم اللہ بھی پڑھ لی جائے تو بہتر ہے۔

(33) باب الدليل على ان نوم الجالس لا ينقض الوضوء

بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہ ٹوٹنے کا ثبوت

۲۱۲۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يُنَاجِي رَجُلًا فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ، فَمَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز کے لئے تکبیر ہو چکی تھی اور نبی کریم ﷺ مسجد کے ایک گوشے میں کسی شخص سے چپکے چپکے کان میں باتیں کر رہے تھے پھر آپ نماز کے لئے جب تشریف لائے تو لوگ سو رہے تھے۔

۲۱۱۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 9 باب ما یقول عند الخلاء (142) مسلم (375) ابوداود (4) ترمذی (5)۔

۲۱۲۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 27 باب الإمام تعرض له الحاجة بعد الإقامة (642) مسلم (376)۔

[1] [صحیح: إرواء الغليل (50) تمام المنة (ص/ 58) صحيح الجامع الصغير (3611)]

فهم الحدیث ایک روایت میں ہے کہ عہدِ رسالت میں صحابہ کرام نمازِ عشاء کا (اس قدر) انتظار کرتے کہ (غلبۂ نیند کے باعث) ان کے سر جھکنے لگتے' پھر وہ نماز پڑھتے اور (نیا) وضوء نہیں کرتے تھے۔① ان روایات سے معلوم ہوا کہ ہلکی نیند سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ وضوء صرف اسی نیند سے ٹوٹتا ہے جو گہری ہو اور شعور زائل کر دے۔ اور ہمارے علم کے مطابق گہری نیند مطلقاً ناقضِ وضوء ہے خواہ بیٹھ کر آئے یا لیٹ کر۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔②

[۹] كتاب الصلاة
نماز کے مسائل

(1) باب بدء الاذان — اذان کی ابتدا

۲۱۳ ۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ' كَانَ يَقُوْلُ : كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلَاةَ' لَيْسَ يُنَادِيْ لَهَا' فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِي ذٰلِكَ' فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى' وَقَالَ بَعْضُهُمْ : بَلْ بُوْقًا مِثْلَ بُوْقِ الْيَهُوْدِ' فَقَالَ عُمَرُ رضي الله عنه : اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالصَّلَاةِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((يَا بِلَالُ! قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ)) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو وقت مقرر کر کے نماز کے لیے آتے تھے۔ اس کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی۔ ایک دن اس بارے میں مشورہ ہوا۔ کسی نے کہا نصاریٰ کی طرح ایک گھنٹہ لے لیا جائے، اور کسی نے کہا یہودیوں کی طرح نرسنگا (بگل) بنا لو اس کو پھونک دیا کرو۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی شخص کو کیوں نہ بھیج دیا جائے جو نماز کے لیے پکار دیا کرے۔ اس پر نبی ﷺ نے (اسی رائے کو پسند فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے) فرمایا کہ بلال! اٹھ اور نماز کے لیے اذان دے۔

لغوی توضیح فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلَاةَ یعنی وہ نماز کے اوقات کا اندازہ رکھتے تھے۔ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ کھڑے ہو جاؤ اور نماز کے لیے نداء لگاؤ۔ اس نداء سے مراد یہ الفاظ تھے اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ ۔ بعد ازاں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اذان کی خواب دیکھی، تب معروف اذان کے الفاظ شریعت کا حصہ بنے۔①

(2) باب الامر بشفع الاذان وایتار الاقامة — اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے کلمات سوائے قد قامت الصلوۃ کے ایک ایک بار کہے جائیں

۲۱٤ ۔ حدیث اَنَسٍ رضي الله عنه' قَالَ :

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (نماز کے وقت اعلان کے لیے)

۲۱۳۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 1 باب بدء الاذان (604) مسلم (377) ترمذی (190) نسائی (625)۔
۲۱٤۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 1 باب بدء الاذان (603) مسلم (378) ابو داود (508) ترمذی (193)۔

① [**حسن صحیح** : صحیح ابو داود' احمد (4/ 43) ابو داود (499) ترمذی (189)]

ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ ، فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى ، فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ ۔

لوگوں نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا۔ پھر یہود و نصاریٰ کا ذکر آ گیا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم ہوا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہیں اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ۔

لغوی توضیح يَشْفَعُ جوڑا بنانا' مراد ہے دو دو مرتبہ کہنا۔ يُوتِرَ طاق بنانا' مراد ہے ایک ایک مرتبہ کہنا۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ کہنے چاہییں۔ اس کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اذان چونکہ غیر حاضر لوگوں کو خبردار کرنے کے لیے کہی جاتی ہے اس لیے اس میں بلند آواز اور تکرار کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس کے برخلاف اقامت حاضرین کو مطلع کرنے کے لیے کہی جاتی ہے اس لیے اس میں تکرار کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(7) باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلي على النبي ﷺ ثم يسأل له الوسيلة

اذان سننے والا بھی وہی کلمات دہرائے جو مؤذن کہتا ہے پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے اور آپ کے لیے وسیلہ کی دعا مانگے

۲۱۵۔ حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب تم اذان سنو تو جس طرح موذن کہتا ہے اسی طرح تم بھی کہو۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ اذان سننے والے کو چاہیے کہ اس کا جواب بھی دے۔ جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ جو کلمات مؤذن کہے اس کے پیچھے وہی کلمات کہے جائیں، البتہ جب مؤذن حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہنا چاہیے۔[1] اذان کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھنا بھی مسنون ہے۔[2] اسی طرح اذان کے بعد یہ دعا بھی پڑھنی چاہیے ﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَ الصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَا الْوَسِيلَةَ وَ الْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ ﴾۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو بھی اذان سن کر یہ دعا پڑھے گا اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔[3]

(8) باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه

اذان کی فضیلت اور اس کو سن کر شیطان کے بھاگنے کا بیان

۲۱۶۔ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: ((إِذَا نُودِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا بڑی تیزی

۲۱۵۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 7 باب ما یقول إذا سمع المنادی (611) مسلم (383) ابو داود (522)۔
۲۱۶۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 4 باب فضل التاذین (608) مسلم (389) ابو داود (516) نسائی (669)۔

---

[1] [مسلم : کتاب الصلاۃ : باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه (385) ابو داود (527)]
[2] [مسلم (374) أبو داود (523) ترمذی (3614) أحمد (2/ 168) أبو عوانة (1/ 337)]
[3] [بخاری : کتاب الأذان : باب الدعاء عند النداء (614) ابو داود (529) ترمذی (211)]

لِلصَّلَاةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانَ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لاَ يَسْمَعَ التَّأْذِيْنَ ، فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ اَدْبَرَ ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ ، يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا ، اذْكُرْ كَذَا ، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ ، حَتَّى يَظِلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى)) ۔

کے ساتھ پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔تاکہ اذان کی آواز نہ سن سکے۔اور جب اذان ختم ہوجاتی ہے تو پھر واپس آجاتا ہے۔لیکن جوں ہی تکبیر شروع ہوتی ہے وہ پھر پیٹھ موڑ کر بھاگتا ہے۔ جب تکبیر بھی ختم ہوجاتی ہے تو شیطان دوبارہ آجاتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر'فلاں بات یاد کر۔ان باتوں کی شیطان یاددہانی کراتا ہے جن کا اسے خیال بھی نہ تھا اور اس طرح اس شخص کو یہ بھی یاد نہیں رہتا ہے کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔

لغوی توضیح ضُرَاط وہ ہوا جو پشت سے آواز کے ساتھ خارج ہوتی ہے۔ اِذَا ثُوِّبَ جب تکبیر کہی جاتی ہے۔یَخْطُرَ خیال ڈالتا ہے، وسوسے پیدا کرتا ہے۔

(9) باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الاحرام والركوع وفي الرفع من الركوع وانه لايفعله اذا رفع من السجود

تکبیر تحریمہ، رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھانا مستحب ہے اور سجدے سے اٹھنے پر رفع الیدین نہیں کرنا چاہیے

۲۱۷۔ حديث عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ ، قَالَ : رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ ، وَيَفْعَلُ ذَلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ ، وَيَقُوْلُ : ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُوْدِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو تکبیر تحریمہ کے وقت آپ نے رفع الیدین کیا۔آپ کے دونوں ہاتھ اس وقت مونڈھوں تک اٹھے۔اور اسی طرح جب آپ رکوع کے لیے تکبیر کہتے تو اس وقت بھی رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت بھی کرتے۔اس وقت آپ کہتے سمع الله لمن حمده۔البتہ سجدوں میں آپ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

لغوی توضیح حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اپنے دونوں کندھوں کے برابر، اَلْحَذْو بالمقابل، سامنے، برابر۔

فهم الحديث اس باب کی دونوں احادیث اور دیگر بہت سی احادیث سے رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت رفع الیدین (یعنی دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھانا) ثابت ہوتا ہے، جو نبی ﷺ کی سنت متواترہ ہے اور یہ ثابت نہیں کہ آپ نے کبھی بھی رفع الیدین کے بغیر نماز پڑھی ہو۔اس مسئلے کی مزید تفصیل، اختلافی آراء اور راجح موقف کے دلائل کے لیے ہماری کتاب فقه الحديث یا فقه الاسلام ملاحظہ فرمائیے۔

۲۱۷۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 84 باب رفع اليد إذا كبر وإذا ركع وإذا رفع (735) مسلم (390)۔

۲۱۸۔ حدیث مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ
عَنْ اَبِی قِلَابَةَ اَنَّهُ رَاَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ اِذَا صَلّٰى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَحَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَنَعَ هٰكَذَا۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع الیدین کرتے۔ پھر جب رکوع میں جاتے اس وقت بھی رفع الیدین کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی کرتے۔ اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

(10) باب اثبات التكبير فى كل خفض ورفع فى الصلاة الا رفعه من الركوع فيقول فيه : سمع الله لمن حمده

نماز میں ہر دفعہ جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کا ثبوت

۲۱۹۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّی بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ، فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ: اِنِّی لَاَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو جب بھی جھکتے اور جب بھی اٹھتے تو تکبیر ضرور کہتے۔ پھر جب فارغ ہوتے تو فرماتے کہ میں نماز پڑھنے میں تم سب لوگوں سے زیادہ نبی ﷺ کی نماز سے مشابہت رکھنے والا ہوں۔

لغوی توضیح: خَفَضَ جھکتے۔ رَفَعَ اٹھتے۔ لَاَشْبَهُكُمْ تم میں سب سے زیادہ مشابہ۔

۲۲۰۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ: ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِی، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِی الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔ پھر جب رکوع کرتے تب بھی تکبیر کہتے۔ پھر جب سر اٹھاتے تو سمع الله لمن حمده کہتے۔ اور کھڑے ہی کھڑے ربنا ولك الحمد کہتے۔ پھر جب سجدہ کے لیے جھکتے تب بھی تکبیر کہتے۔ اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تب تکبیر کہتے۔ اسی طرح آپ تمام نماز میں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نماز پوری کر لیتے تھے۔ قعدہ اولیٰ سے اٹھنے پر بھی تکبیر کہتے تھے۔

۲۱۸۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 84 باب رفع اليدين إذا كبّر وإذا ركع وإذا رفع (737) مسلم (391)۔
۲۱۹۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 115 باب إتمام التكبير فی الركوع (785) مسلم (392) ابو داود (836)۔
۲۲۰۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 117 باب التكبير إذا قام من السجود۔

لغوی توضیح صُلب پشت، کمر۔ یَهوِیْ گرتے، جھکتے (سجدے کے لیے)۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ امام کو سمع الله لمن حمده بھی کہنا چاہیے اور ربنا ولك الحمد بھی، جیسا کہ نبی ﷺ کا عمل اس حدیث میں مذکور ہے۔ بعینہٖ مقتدی بھی دونوں کلمات کہے گا۔ ان دونوں کلمات کو امام اور مقتدی کے درمیان یوں تقسیم کرنا کہ امام صرف سمع الله لمن حمده کہے اور مقتدی صرف ربنا ولك الحمد، درست رائے نہیں۔

۲۲۱۔ حدیث عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه ' عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ' قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه اَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ ' فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ ' وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ ' وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ اَخَذَ بِيَدِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ: لَقَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ ' اَوْ قَالَ: لَقَدْ صَلَّى بِنَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔

مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو وہ جب بھی سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے۔ اسی طرح جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے۔ جب دو رکعات کے بعد اٹھتے تو تکبیر کہتے۔ جب نماز ختم ہوئی تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آج حضرت محمد ﷺ کی نماز یاد دلا دی، یا یہ کہا کہ اس شخص نے ہم کو آنحضرت ﷺ کی نماز کی طرح آج نماز پڑھائی۔

(11) باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة وانه اذا لم يحسن الفاتحة ولا امكنه تعلمها قرأ ما تيسر له من غيرها

ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اگر سورہ فاتحہ اچھی طرح پڑھنا نہ جانتا ہو اور سیکھنا بھی ممکن نہ ہو تو پھر قرآن سے جو بھی میسر ہو پڑھ لے

۲۲۲۔ حدیث عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔

فہم الحدیث ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہ ہونے والی حدیث بیان کی تو ابو سائب (راوی) نے پوچھا اے ابو ہریرہ! میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں؟ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے فارسی! اسے اپنے نفس میں (یعنی بغیر آواز نکالے) پڑھ لیا کر۔[1] معلوم ہوا کہ کسی بھی شخص (خواہ وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد) کی کوئی بھی نماز (خواہ فرض ہو یا نفل، سری ہو یا جہری) سورۂ فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا فتوی بھی اسی کے مطابق ہے۔[2]

۲۲۱۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 116 باب إتمام التكبير في السجود (784) مسلم (393) ابو داود (835)۔
۲۲۲۔ البخاري في: كتاب الاذان: 95 باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها (756) مسلم (394)۔

---

① [مؤطا (1/84) كتاب النداء للصلاة ، أبو داود (812) ترمذي (247) أحمد (2/285)]
② [فتاوى إسلامية (1/235)]

٢٢٣۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ، وَمَا أَخْفَى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ، وَإِنْ لَمْ تَزِدْ عَلَى أُمِّ الْقُرْآنِ أَجْزَأَتْ، وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہر نماز میں (قرآن مجید کی) تلاوت کی جائے گی (جن نمازوں) میں نبی ﷺ نے ہمیں قرآن سنایا تھا ہم بھی تمہیں ان میں سنائیں گے اور جن میں آپ نے آہستہ قرأت کی ہم بھی ان میں آہستہ ہی قرأت کریں گے اور اگر سورۂ فاتحہ ہی پڑھو جب بھی کافی ہے لیکن اگر زیادہ پڑھ لو تو بہتر ہے۔

٢٢٤۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) ثَلَاثًا۔ فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِي قَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اتنے میں ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز کے بعد اس نے آ کر نبی ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ واپس جا کر دوبارہ نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی چنانچہ اس نے دوبارہ نماز پڑھی اور واپس آ کر پھر آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ دوبارہ جا کر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ تین بار اسی طرح ہوا۔ آخر اس شخص نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا اس لئے آپ مجھے سکھلائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو (پہلے) تکبیر کہہ پھر قرآن مجید میں سے جو کچھ تجھ سے ہو سکے پڑھ، اس کے بعد رکوع کر اور پوری طرح رکوع میں چلا جا۔ پھر سر اٹھا اور پوری طرح کھڑا ہو جا، پھر جب تو سجدہ کرے تو پوری طرح سجدہ میں چلا جا، پھر (سجدہ سے) سر اٹھا کر اچھی طرح بیٹھ جا۔ دوبارہ بھی اسی طرح سجدہ کر۔ یہی طریقہ نماز کی تمام (رکعات میں) اختیار کر۔

فہم الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے تمام ارکان میں تعدیل واطمینان فرض ہے کیونکہ اس شخص نے کوئی رکن تو نہیں چھوڑا تھا بلکہ محض اطمینان وسکون کی ہی کمی تھی لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری نماز نہیں ہوئی۔ حدیث کے ان الفاظ ”پھر قرآن مجید میں سے جو کچھ تجھ سے ہو سکے پڑھ“ سے سورۂ فاتحہ کی عدمِ فرضیت پر استدلال کیا جاتا ہے کہ اگر یہ فرض ہوتی تو آپ ﷺ اسے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں راوی نے اجمال واختصار کا اسلوب اپنایا ہے، ورنہ دوسری روایت میں یہ

٢٢٣۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 104 باب القراءة في الفجر (772) مسلم (396) نسائي (969) حميدي (990)۔

٢٢٤۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 122 باب امر النبي ﷺ الذي لا يتم ركوعه بالإعادة (757) مسلم (397)۔

وضاحت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے اسے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا تھا۔[1]

(13) باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة

بسم اللہ (نماز میں) بلند آواز سے نہ پڑھنے کی دلیل

۲۲۵۔ حدیث اَنَسٍ' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَاَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ' کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلَاةَ بِـ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نماز الحمد لله رب العالمين سے شروع کرتے تھے۔

فہم الحدیث اس روایت سے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پوشیدہ پڑھنی چاہیے۔ لیکن ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھی' پھر فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتداء کر رہا ہوں۔[2] ان روایات کو اہل علم (ابن تیمیہ، ابن قیم، شوکانی رحمہم اللہ وغیرہ) نے یوں جمع کیا ہے کہ عام اوقات میں بسم اللہ آہستہ پڑھنا ہی سنت ہے جبکہ بعض اوقات اونچی آواز سے پڑھنا بھی جائز و مباح ہے۔[3]

(16) باب التشهد في الصلاة

نماز میں تشہد پڑھنے کا بیان

۲۲۶۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ' قَالَ: کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَی اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهٖ' السَّلَامُ عَلٰی جِبْرِیْلَ' السَّلَامُ عَلٰی مِیْکَائِیْلَ' السَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ' فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِیُّ ﷺ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ' فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ' فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلَاةِ فَلْیَقُلِ التَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ' السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ' السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ' فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ کُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم (ابتدائے اسلام میں) نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے، سلام ہو اللہ پر' اس کے بندوں سے پہلے' سلام ہو جبریل پر' سلام ہو میکائیل پر' سلام ہو فلاں پر' پھر (ایک مرتبہ) جب آنحضرت ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ ہی سلام ہے' اس لئے جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو ((التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها النبي ورحمة الله و بركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين)) پڑھا کرے۔ کیونکہ جب وہ یہ دعا پڑھے گا تو آسمان و زمین کے ہر صالح بندے کو اس کی یہ دعا پہنچے گی ((اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا عبده ورسوله)) اس کے بعد اسے اختیار ہے جو دعا

۲۲۵۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 89 باب ما يقول بعد التكبير (743) مسلم (399) ابن خزيمة (492)۔

۲۲۶۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 3 باب السلام اسم من اسماء الله (831) مسلم (402) ابن ماجه (899)۔

[1] [صحيح: صحيح ابو داود' ابو داود (857-861) كتاب الصلاة]

[2] [دارقطني (308/1) كتاب الصلاة ، مستدرك حاكم (233/1)]

[3] [مجموع الفتاوى (410/22) زاد المعاد (199/1) نيل الأوطار (23/2)]

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَاشَاءَ))۔ چاہے پڑھے۔

لغوی توضیح التَّحِيَّاتُ جمع ہے تَحِيَّة کی، معنی ہے عظمت وبزرگی، مراد زبانی عبادات ہیں۔ الصَّلَوَاتُ جمع ہے الصَّلَاة کی، معنی ہے نماز، مراد بدنی عبادات ہیں۔ الطَّيِّبَاتُ جمع ہے الطَّيِّب کی، معنی ہے تمام پاکیزہ اقوال وافعال اور اوصاف وغیرہ، مراد مالی عبادات ہیں۔ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَاءَ پھر اسے اختیار ہے جو دعا چاہے پڑھے۔ معلوم ہوا کہ تشہد کے بعد حسب منشاء کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے خواہ وہ ماثور ہو یا نہ۔

(17) باب الصلاة على النبي بعد التشهد

تشہد کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا بیان

۲۲۷۔ حديث كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى، قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ ابْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: اَلَا اُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ! فَقُلْتُ: بَلٰى فَاَهْدِهَا لِي۔ فَقَالَ: سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ؟ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: ((قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))۔

عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا کیوں نہ میں تمہیں (حدیث کا) ایک تحفہ پہنچا دوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں مجھے یہ تحفہ ضرور عنایت فرمایئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے آپ ﷺ سے پوچھا تھا یارسول اللہ! ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں خود ہی سکھا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما محمد پر اور آلِ محمد پر جیسا کہ تو نے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آلِ ابراہیم پر بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر اور آلِ محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آلِ ابراہیم پر۔ بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بڑی عظمت والا ہے۔

لغوی توضیح قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ اللہ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو خود ہی ہمیں سکھا دیا ہے، مراد یہ الفاظ ہیں السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته۔

۲۲۸۔ حديث اَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ نے عرض کیا یارسول

۲۲۷۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 10 باب حدثنا موسى بن إسماعيل (3370) مسلم (406) حميدى (711)۔

۲۲۸۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 10 باب حدثنا موسى بن إسماعيل (3369) مسلم (407) ابو داود (979)۔

أَنَّهُمْ قَالُوْا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((قُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ)) ۔

اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو "اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں اور اولاد پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی آل ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں اور اولاد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی آلِ ابراہیم پر اور تو انتہائی خوبیوں والا، عظمت والا ہے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ تشہد کے بعد درود پڑھنا واجب ہے۔ امیر صنعانی اور شیخ البانی رحمہما اللہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔[1]

(18) باب التسميع والتحميد والتامين
سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد اور آمین کہنے کا بیان

٢٢٩۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الإِمَامُ ! سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، فَقُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب امام سمع الله لمن حمده کہے تو تم اللهم ربنا ولك الحمد کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہو گا، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔

فہم الحدیث اس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ امام صرف سمع الله لمن حمده کہے گا اور مقتدی صرف ربنا ولك الحمد۔ لیکن یاد رہے کہ مذکورہ حدیث میں اس تقسیم کی کوئی وضاحت نہیں بلکہ اس کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ مقتدی کی ربنا ولك الحمد امام کی سمع الله لمن حمده کے بعد ہونی چاہیے۔[2] اس لیے امام، مقتدی اور منفرد (سب) کو دونوں کلمات ہی کہنے چاہییں جیسا کہ گزشتہ حدیث نمبر ۲۲۰ کے تحت بھی یہ وضاحت گزر چکی ہے۔

٢٣٠۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِيْنَ ، وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِيْنَ ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى ، غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے تو فرشتے بھی اس وقت آسمان پر آمین کہتے ہیں۔ اس طرح ایک کی آمین دوسرے کی آمین کے ساتھ مل گئی تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

٢٢٩۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 125 باب فضل اللهم ربنا ولك الحمد (796) مسلم (409) ابو داود (848)۔

٢٣٠۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 112 باب فضل التامين (781) ۔

① [سبل السلام (448/1) التعليقات الرضية (272/1) صفة صلاة النبي (ص/181-182)]

② [صفة صلاة النبي للألباني (ص/135) الحاوي للفتاوى (529/1)]

۲۳۱۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اِذَا قَالَ الاِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا : آمِيْنَ ' فَاِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام غير المغضوب عليهم ولا الضالين کہے تو تم آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل جائے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

فهم الحديث اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ امام آمین نہیں کہے گا اور مقتدی غير المغضوب عليهم ولا الضالين نہیں کہیں گے، بلکہ دونوں فریق دونوں کلمات ہی ادا کریں گے۔ علاوہ ازیں جہری نمازوں میں اونچی آواز سے آمین کہنی چاہیے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جب نبی ﷺ آمین کہتے تو اس کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے۔[1] ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے مقتدیوں نے اس قدر اونچی آواز سے آمین کہی کہ مسجد گونج اٹھی۔[2]

(19) باب ائتمام المأموم بالامام

مقتدی پر امام کی پیروی لازم ہے

۲۳۲۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهُ ' فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ ' فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا فَقَعَدْنَا ' فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ ' قَالَ : ((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ ' فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا ' وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ' فَقُوْلُوْا رَبَّنَا ! وَلَكَ الْحَمْدُ ' وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ گھوڑے سے زمین پر گر گئے۔ اس گرنے سے آپ کا دایاں پہلو زخمی ہو گیا۔ تو ہم آپ کی خدمت میں عیادت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا اور آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ ہم بھی بیٹھ گئے جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ امام اس لئے ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ جب سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔

لغوی توضیح فَجُحِشَ زخمی ہو گیا، اسے خراشیں آ گئیں۔

۲۳۳۔ حدیث عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

۲۳۱۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 113 باب جهر المأموم بالتامين ، مسلم (410)۔
۲۳۲۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 128 باب يهوى بالتكبير حين يسجد (378) مسلم (411) ترمذی (361)۔
۲۳۳۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 51 باب إنما جعل الإمام ليؤتم به (688) مسلم (412) ابن ماجه (1237)۔

---

[1] [صحيح : صحيح أبو داود (824) صحيح ترمذی (205) أبو داود (932) ترمذی (248)]
[2] [عبدالرزاق (2/96) الأوسط لابن المنذر (3/132)]

اللّٰهُ عَنْهَا' اَنَّهَا قَالَتْ : صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ' فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَائَهُ قَوْمٌ قِيَامًا' فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا' فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ' وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا' وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا' وَاِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوْسًا))۔

ایک مرتبہ بیماری کی حالت میں میرے ہی گھر میں نماز پڑھی، آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے آپ نے ان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اس لئے جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

٢٣٤۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ' فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا' وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا' وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ' فَقُوْلُوْا رَبَّنَا! وَلَكَ الْحَمْدُ' وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا' وَاِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے' اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

فهم الحديث ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی حضرات پر امام کی اقتدا لازم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام مرض یا کسی اور عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی حضرات کو بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی چاہیے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ قابل ترجیح رائے یہ ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر دونوں طرح نماز پڑھی جا سکتی ہے، البتہ افضل بیٹھ کر پڑھنا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے (جیسا کہ درج بالا احادیث میں ہے) اور کھڑے ہو کر اس لیے جائز ہے کیونکہ مرض الموت میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر امامت کرائی اور دائیں جانب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر (آپ کی اقتداء میں) نماز ادا کی اور پھر آپ ﷺ نے اسی کو مقرر رکھا (یعنی اس سے منع نہیں فرمایا، جیسا کہ آئندہ احادیث میں یہ تفصیل مذکور ہے)۔

(21) باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض وسفر و غيرهما من يصلي بالناس

امام کو اگر بیماری یا سفر وغیرہ کا عذر ہو تو نماز پڑھانے کے لئے وہ اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے

٢٣٥۔ حديث عَائِشَةَ رضی الله عنها' عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ' قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ : اَلَا تُحَدِّثِيْنِي

عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کاش! رسول اللہ ﷺ کی بیماری کی حالت آپ ہم سے بیان کرتیں۔ (تو اچھا ہوتا) انہوں نے فرمایا کہ ہاں ضرور سن

٢٣٤۔ البخاري في:10 كتاب الاذان: 82 باب إيجاب التكبير وافتتاح الصلاة (722) مسلم (414) ابن حبان (2107)۔

٢٣٥۔ البخاري في:10 كتاب الاذان: 51 باب إنما جعل الإمام ليؤتم به (198) مسلم (418) دارمی (1257)۔

عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ! قَالَتْ : بَلَى ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) قُلْنَا : لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ ـ قَالَ: ((ضَعُوْا لِى مَاءً فِي الْمِخْضَبِ)) قَالَتْ : فَفَعَلْنَا ' فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ' ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ' ثُمَّ اَفَاقَ ـ فَقَالَ ﷺ : ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) قُلْنَا : لَا ' هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : ((ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ)) قَالَتْ : فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ' ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ ـ فَقَالَ ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) فَقُلْنَا : لَا ' هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ ' فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى اَبِي بَكْرٍ بِاَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ' فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ' فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ ' وَكَانَ رَجُلًا رَقِيْقًا : يَاعُمَرُ ! صَلِّ بِالنَّاسِ ' فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ ' فَصَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ـ ثُمَّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ ' اَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ ' وَاَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ ' فَلَمَّا رَآهُ اَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ ' فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِاَنْ لَا يَتَاَخَّرَ ' قَالَ:

لو۔آپ کا مرض بڑھ گیا۔تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کی جی نہیں ۔یارسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے لئے ایک لگن میں پانی رکھ دو ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے پانی رکھ دیا اور آپ نے بیٹھ کر غسل کیا۔ پھر آپ اٹھنے لگے لیکن آپ بے ہوش ہو گئے ۔جب ہوش ہوا تو پھر آپ نے پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کی نہیں یارسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔آپ نے (پھر) فرمایا کہ لگن میں میرے لئے پانی رکھ دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے پھر پانی رکھ دیا اور آپ نے بیٹھ کر غسل فرمایا پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن (دوبارہ) پھر آپ بے ہوش ہو گئے جب ہوش ہوا تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے ہم نے عرض کی کہ نہیں یارسول اللہ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں ۔لوگ مسجد میں عشا کی نماز کے لئے بیٹھے ہوئے نبی ﷺ کا انتظار کر رہے تھے ۔آخر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور حکم فرمایا کہ وہ نماز پڑھا دیں ۔ بھیجے ہوئے آدمی نے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے) آ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو نماز پڑھانے کے لئے حکم فرمایا ہے ۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل انسان تھے۔انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ اس کے زیادہ حق دار ہیں ۔آخر (بیماری کے) دنوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔ پھر جب نبی ﷺ کو مزاج کچھ ہلکا معلوم ہوا تو دو مردوں کا سہارا لے کر جن میں ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے ظہر کی نماز کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا لیکن نبی ﷺ

((اَجْلِسَانِی اِلٰی جَنْبِهِ)) فَاَجْلَسَاهُ اِلٰی جَنْبِ اَبِی بَكْرٍ، قَالَ: فَجَعَلَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّی وَهُوَ يَاْتَمُّ بِصَلَاةِ النَّبِیِّ ﷺ وَالنَّاسُ بِصَلَاةِ اَبِی بَكْرٍ ـ وَالنَّبِیُّ ﷺ قَاعِدٌ ـ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ: فَدَخَلْتُ عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، فَقُلْتُ لَهُ: اَلَا اَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِی عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ النَّبِیِّ ﷺ! قَالَ: هَاتِ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثَهَا فَمَا اَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ اَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِی كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: هُوَ عَلِیٌّ ـ

نے اشارے سے انہیں روکا کہ پیچھے نہ ہٹو! پھر آپ نے ان دونوں مردوں سے فرمایا کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بازو میں بٹھادو۔ چنانچہ دونوں نے آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بازو میں بٹھادیا۔ راوی نے کہا کہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کررہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی پیروی کررہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے۔ عبیداللہ نے کہا کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا۔ اور ان سے عرض کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے بارے میں جو حدیث بیان کی ہے کیا میں وہ آپ کو سناؤں؟ انہوں نے فرمایا کہ ضرور سناؤ۔ میں نے یہ حدیث ان کو سنادی کسی بات کا انکار نہیں کیا ۔صرف اتنا کہا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے ان صاحب کا نام بھی تم کو بتایا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے؟ میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا وہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) تھے۔

لغوی توضیح ثَقُلَ مرض سخت ہوگیا۔ اَلْمِخْضَبُ بڑے ٹب کی مانند برتن، جس میں غسل کیا جاتا ہے۔ لِيَنُوْءَ تاکہ آپ اٹھیں۔ فَاُغْمِیَ عَلَيْهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہوگئی، معلوم ہوا کہ انبیاء پر بھی بے ہوشی طاری ہوسکتی ہے۔ رَجُلًا رَقِيْقًا نرم دل آدمی (مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے امامت کرانے میں یہ اشارہ بھی تھا کہ آپ کے بعد خلافت کے حقدار وہی ہیں۔

۲۳۶۔ حدیث عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ ﷺ فَاشْتَدَّ وَجَعُهُ، اسْتَاْذَنَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يُمَرَّضَ فِی بَيْتِی، فَاَذِنَّ لَهُ، فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْاَرْضَ، وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ، فَقَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ (راوی الحديث) فَذَكَرْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَاقَالَتْ عَائِشَةُ ـ فَقَالَ: وَهَلْ تَدْرِی مَنِ الرَّجُلُ الَّذِی لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ قُلْتُ: لَا،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھی اور تکلیف شدید ہوگئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے میرے گھر میں ایام مرض گذارنے کی اجازت چاہی اور آپ کی بیویوں نے اجازت دے دی تو آپ اس طرح تشریف لائے کہ دونوں قدم زمین سے رگڑ کھا رہے تھے۔ آپ اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور صاحب کے درمیان تھے۔ عبیداللہ (حدیث کے راوی) نے بیان کیا کہ پھر میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا ذکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا، حضرت

۲۳۶۔ البخاری فی: 51 كتاب الهبة: 14 باب هبة الرجل لامرأته والمرأة لزوجها ـ

قَالَ : هُوَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے جن کا نام نہیں لیا جانتے ہو وہ کون تھے؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔

۲۳۷۔ حدیث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ ، وَمَا حَمَلَنِي عَلٰى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهِ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَقَعْ فِي قَلْبِي اَنْ يُّحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهُ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهُ اَبَدًا وَلَا كُنْتُ اَرٰى اَنَّهُ لَنْ يَّقُوْمَ اَحَدٌ مَقَامَهُ اِلَّا تَشَائَمَ النَّاسُ بِهِ ، فَاَرَدْتُ اَنْ يَعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَبِي بَكْرٍ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے اس معاملہ (یعنی ایام مرض میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امام بنانے کے سلسلے) میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار پوچھا، میں بار بار آپ سے صرف اس لئے پوچھ رہی تھی کہ مجھے یقین تھا کہ جو شخص (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں) آپ کی جگہ پر کھڑا ہوگا لوگ اس سے کبھی محبت نہیں رکھ سکتے بلکہ میرا خیال تھا کہ لوگ اس سے بدفالی لیں گے اس لئے میں چاہتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم نہ دیں۔

۲۳۸۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها ، قَالَتْ : لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَاُذِّنَ ، فَقَالَ : ((مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) فَقِيْلَ لَهُ : اِنَّ اَبَابَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ اِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ ۔ وَاَعَادَ فَاَعَادُوا لَهُ ، فَاَعَادَ الثَّالِثَةَ ، فَقَالَ : ((اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ ، مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) فَخَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ فَصَلّٰى ، فَوَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً ، فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ ، كَاَنِّي اَنْظُرُ رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ الْاَرْضَ مِنَ الْوَجَعِ ، فَاَرَادَ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَتَاَخَّرَ فَاَوْمَا اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ مَكَانَكَ ، ثُمَّ اُتِيَ بِهِ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِهِ ، فَكَانَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں جب نماز کا وقت آیا اور اذان دی گئی تو فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس وقت آپ سے کہا گیا کہ ابو بکر بڑے نرم دل ہیں۔ اگر وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز پڑھانا ان کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ آپ نے پھر وہی حکم فرمایا اور آپ کے سامنے پھر وہی بات دہرا دی گئی۔ تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا کہ تم تو بالکل یوسف کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ (کہ دل میں کچھ ہے اور ظاہر کچھ اور کر رہی ہو) ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں آخر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض میں کچھ کمی محسوس کی اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر باہر تشریف لے گئے۔ گویا میں اس وقت آپ کے قدموں کو دیکھ رہی ہوں کہ تکلیف کی وجہ سے زمین پر لکیر کرتے جاتے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کے لئے کہا۔ پھر ان کے قریب آئے اور بازو میں بیٹھ گئے۔ پھر

۲۳۷۔ البخاری فی 64 کتاب المغازی 83 باب مرض النبی ﷺ ووفاته ۔

۲۳۸۔ البخاری فی 10 کتاب الاذان 39 باب حد المریض ان یشهد الجماعة ۔

النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي ' وَأَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاتِهِ ' وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ۔

نبی ﷺ نے نماز پڑھائی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی اقتدا کی اور لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کی؟۔

لغوی توضیح اَسِیْفٌ شدید غم والا، نرم دل، جلد رو پڑنے والا۔ یُھَادٰی چل رہے تھے۔

۲۳۹۔ **حدیث** عَائِشَةَ ' قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ: ((مُرُوا اَبَابَكْرٍ اَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ اَبَابَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ ـ وَاِنَّهُ مَتَى مَا يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ ؟ فَقَالَ: ((مُرُوا اَبَابَكْرٍ اَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ)) فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ : قُوْلِي لَهُ اِنَّ اَبَابَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ ' وَاِنَّهُ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ ؟ قَالَ: ((اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ ' مُرُوا اَبَابَكْرٍ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ)) فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي نَفْسِهِ خِفَّةً ' فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ ' وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْاَرْضِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ ' فَلَمَّا سَمِعَ اَبُوْبَكْرٍ حِسَّهُ ' ذَهَبَ اَبُوْبَكْرٍ يَتَاَخَّرُ ' فَاَوْمَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ اَبِي بَكْرٍ ' فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا ' وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي قَاعِدًا ' يَقْتَدِي اَبُوْبَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مُقْتَدُوْنَ بِصَلَاةِ اَبِي بَكْرٍ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ زیادہ بیمار ہو گئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کی خبر دینے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ میں نے کہا یارسول اللہ! ابوبکر ایک نرم دل آدمی ہیں اور جب بھی وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے لوگوں کو (شدتِ گریہ کی وجہ سے) آواز نہیں سنا سکیں گے اس لئے اگر آپ عمر سے کہتے تو بہتر تھا آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ پھر میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم کہو کہ ابوبکر نرم دل آدمی ہیں اور اگر وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکیں گے۔ اس لئے اگر عمر سے کہیں تو بہتر ہوگا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ صواحبِ یوسف سے کم نہیں ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے تو آنحضرت ﷺ نے مرض میں کچھ ہلکا پن محسوس فرمایا اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔ آپ کے پاؤں زمین پر نشان بنا رہے تھے اس طرح چل کر آپ مسجد میں داخل ہوئے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آہٹ پائی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اشارہ سے روکا۔ پھر نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بیٹھ گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی۔

۲۳۹۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 68 باب الرجل یاتم بالإمام ویاتم الناس بالماموم۔

۲۴۰۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَخَدَمَهُ وَصَحِبَهُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلَاةِ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ سِتْرَ الْحُجْرَةِ، يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَنَكَصَ أَبُوبَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ، وَظَنَّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَارِجٌ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَشَارَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ، وَأَرْخَى السِّتْرَ، فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ۔

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنے والے آپ کے خادم اور صحابی تھے، نے بیان کیا کہ آنحضور ﷺ کے مرض الموت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے۔ پیر کے دن جب لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے ہوئے تو آنحضرت ﷺ حجرہ کا پردہ ہٹائے کھڑے ہوئے ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک (حسن و جمال اور صفائی میں) گویا مصحف کا ورق تھا۔ آپ مسکرا کر ہنسنے لگے۔ ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ خطرہ ہو گیا کہ کہیں ہم سب آپ کو دیکھنے ہی میں مشغول نہ ہو جائیں اور نماز توڑ دیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر صف کے ساتھ آنا چاہتے تھے انہوں نے سمجھا کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ لیکن آپ نے ہمیں اشارہ کیا کہ نماز پوری کر لو۔ پھر آپ نے پردہ ڈال دیا۔ پس آنحضرت ﷺ کی وفات اسی دن ہو گئی (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

۲۴۱۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمْ يَخْرُجِ النَّبِيُّ ﷺ ثَلَاثًا، فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَذَهَبَ أَبُوبَكْرٍ يَتَقَدَّمُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهُ، فَلَمَّا وَضَحَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا كَانَ أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ وَضَحَ لَنَا، فَأَوْمَأَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ، وَأَرْخَى النَّبِيُّ ﷺ الْحِجَابَ، فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ حَتَّى مَاتَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ (ایام مرض میں) تین دن باہر تشریف نہیں لائے ان ہی دنوں میں ایک دن نماز قائم کی گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھنے کو تھے کہ نبی نے (حجرۂ مبارک کا) پردہ اٹھایا جب حضور ﷺ کا چہرہ مبارک دکھائی دیا تو آپ کے روئے مبارک سے زیادہ حسین منظر ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا، قربان اس حسن و جمال کے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھنے کے لئے اشارہ کیا اور آپ نے پردہ گرا دیا۔ اور اس کے بعد وفات تک کوئی آپ کو دیکھنے پر قادر نہ ہو سکا۔

۲۴۲۔ حدیث أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ، قَالَ:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے

۲۴۰۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 46 باب اهل العلم والفضل احق بالإمامة (680) مسلم (419) نسائی (1830)۔

۲۴۱۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 46 باب اهل العلم والفضل احق بالإمامة۔

۲۴۲۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 46 باب اهل العلم والفضل احق بالإمامة (678) مسلم (420)۔

مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ ' فَقَالَ: ((مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: اِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيْقٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ ' قَالَ: ((مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) فَعَادَتْ ' فَقَالَ: ((مُرِي اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ)) فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ۔

اور جب بیماری نے شدت اختیار کر لی تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ وہ نرم دل ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان کے لئے نماز پڑھانا مشکل ہوگا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ نے پھر وہی بات کہی۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں تم لوگ صواحب یوسف کی طرح (باتیں بناتی) ہو۔ آخر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بلانے آیا اور آپ نے لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں نماز پڑھائی۔

(22) باب تقديم الجماعة من يصلي بهم اذا تاخر الامام ولم يخافوا مفسدة بالتقديم

اگر امام کے آنے میں تاخیر ہو جائے اور کسی فتنہ وفساد کا خوف نہ ہو تو ایسی صورت میں کسی اور کو امام بنا سکتے ہیں

۲۴۳۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ اِلَى بَنِي عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ ' فَحَانَتِ الصَّلَاةُ ' فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ اِلَى اَبِي بَكْرٍ ' فَقَالَ: اَتُصَلِّي بِالنَّاسِ فَاُقِيْمَ ؟ قَالَ: نَعَمْ فَصَلَّى اَبُوْبَكْرٍ ' فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ ' فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ ' فَصَفَّقَ النَّاسُ ' وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ ' فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ الْتَفَتَ فَرَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ ' فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلَى مَا اَمَرَهُ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ ' ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوْبَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں (قبا میں) صلح کرانے کے لئے گئے۔ پس نماز کا وقت آ گیا۔ مؤذن (حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا کہ کیا آپ نماز پڑھائیں گے میں تکبیر کہوں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں۔ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کر دی۔ اتنے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو لوگ نماز میں تھے۔ آپ صفوں سے گذر کر پہلی صف میں پہنچے۔ لوگوں نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا (تا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر آگاہ ہو جائیں) لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف توجہ نہیں دیتے تھے جب لوگوں نے متواتر ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا تو صدیق اکبر متوجہ ہوئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ رہنے کے لئے کہا۔ (کہ نماز پڑھائے جاؤ) لیکن انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امامت کا اعزاز بخشا پھر پیچھے ہٹ گئے اور صف میں شامل ہو

۲۴۳۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 48 باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الاول فتاخر (684) مسلم (421)۔

فِي الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى فَلَمَّا انصَرَفَ، قَالَ: ((يَا اَبَابَكْرٍ! مَامَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ؟)) فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: مَاكَانَ لِابْنِ اَبِي قُحَافَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا لِي رَاَيْتُكُمْ اَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ! مَنْ رَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّهُ اِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ اِلَيْهِ وَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ))۔

گئے، پھر نبی کریم ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر جب میں نے آپ کو حکم دے دیا تھا پھر آپ ثابت قدم کیوں نہ رہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے کہ ابو قحافہ کے بیٹے (یعنی ابوبکر) کی یہ حیثیت نہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے نماز پڑھا سکیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عجیب بات ہے میں نے دیکھا کہ تم لوگ بکثرت تالیاں بجا رہے تھے۔ (یاد رکھو!) اگر نماز میں کوئی بات پیش آ جائے تو سبحان اللہ کہنا چاہیے جب وہ یہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی اور یہ تالی بجانا عورتوں کے لئے ہے۔

لغوی توضیح: صَفَّقَ النَّاسُ لوگوں نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارنا (یعنی تالی بجانا) شروع کر دیا، تاکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی آمد سے مطلع کر سکیں۔ اَلتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔ یعنی اگر امام سے کوئی غلطی ہو جائے یا کوئی اور چیز پیش آ جائے تو امام کو مطلع کرنے کے لیے عورتیں تالی بجائیں گی جبکہ مرد حضرات سبحان اللہ کہہ کر امام کو اطلاع دیں گے۔

(23) باب تسبیح الرجل وتصفیق المراۃ اذا نابھما شیء فی الصلاۃ

نماز میں اگر کوئی غیر معمولی بات پیش آ جائے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور خواتین ہاتھ پر ہاتھ ماریں

٢٤٤۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا (نماز میں اگر کوئی بات پیش آ جائے تو) مردوں کو سبحان اللہ کہنا اور عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ مار کر یعنی تالی بجا کر امام کو اطلاع دینی چاہیے۔

(24) باب الامر بتحسین الصلاۃ واتمامھا والخشوع فیھا

نماز کو خشوع وخضوع سے اور اچھی طرح مکمل کرنے کا حکم

٢٤٥۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هٰهُنَا؟ فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ، اِنِّي لَاَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تمہارا خیال ہے کہ میرا منہ (نماز میں) قبلہ کی طرف ہے۔ خدا کی قسم! مجھ سے نہ تمہارا خشوع چھپتا ہے نہ رکوع۔ میں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے تم کو دیکھتا رہتا ہوں۔

٢٤٤۔ البخاری فی: کتاب العمل فی الصلاۃ: 5 باب التصفیق للنساء (1203) مسلم (422) ابوداود (339)۔

٢٤٥۔ البخاری فی: کتاب الصلاۃ: 40 باب عظۃ الإمام بالناس فی إتمام الصلاۃ وذکر القبلۃ (418) مسلم (424)۔

لغوی توضیح لَارَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي میں اپنی پیٹھ پیچھے سے تم کو دیکھتا رہتا ہوں۔اس کا مطلب اہل علم نے یہ بیان کیا ہے کہ جب آپ ﷺ رکوع یا سجدے میں جاتے تو پیچھے والوں کو بعض اوقات دیکھ لیتے اور آپ کی نگاہ میں اللہ کی طرف سے برکت پڑ جاتی اور پھر آپ کو وہ کچھ بھی دکھائی دیتا جو عام آدمی نہیں دیکھ سکتا، جیسے آپ ﷺ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھ لیتے تھے لیکن عام لوگ انہیں نہیں دیکھ سکتے تھے،اسی طرح آپ ﷺ لوگوں کے گھروں میں گرتے ہوئے فتنوں کو دیکھ لیتے تھے لیکن لوگ انہیں نہیں دیکھتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

٢٤٦۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِي وَرُبَّمَا قَالَ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، رکوع اور سجدہ پوری طرح کیا کرو۔ خدا کی قسم! میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں، یا اس طرح کہا کہ پیٹھ پیچھے سے جب تم رکوع کرتے ہو اور سجدہ کرتے ہو (تو میں تمہیں دیکھتا ہوں)۔

(25) باب النهي عن سبق الامام بركوع أو سجود و نحوهما

امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں جانا منع ہے

٢٤٧۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ "أَوْ" لَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ "أَوْ" يَجْعَلَ اللهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ؟))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کیا تم میں وہ شخص جو (رکوع یا سجدہ میں) امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اللہ پاک اس کا سر گدھے کے سر کی طرح بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی سی صورت بنا دے؟۔

فهم الحديث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دورانِ نماز کسی بھی کام میں امام سے پہل کرنا حرام ہے۔اور گدھے کا ذکر آگے بڑھنے والے کی کم عقلی وحماقت کی وجہ سے کیا کہ امام سے پہل کر کے بھی اس سے پہلے تو فارغ ہو نہیں سکتا۔

(28) باب تسوية الصفوف واقامتها

جماعت کی صفوں کو برابر اور سیدھا رکھنے کا بیان

٢٤٨۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، صفیں برابر رکھو کیونکہ صفوں کا برابر رکھنا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے۔

٢٤٩۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، صفیں سیدھی

٢٤٦۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 88 باب الخشوع في الصلاة (419) مسلم (425) احمد (12323)۔

٢٤٧۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 53 باب إثم من رفع راسه قبل الإمام (691) مسلم (427) ترمذی (582)۔

٢٤٨۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 74 باب إقامة الصف من تمام الصلاة (723) مسلم (433) ابو يعلى (2997)۔

٢٤٩۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 71 باب تسوية الصفوف عند الإقامة وبعدها (718) مسلم (434)۔

قَالَ: ((اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّي اَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِی))۔ کرلو، میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ رہا ہوں‘‘۔

۲۵۰۔ حدیث النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ))۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا، نماز میں اپنی صفوں کو برابر کرلو نہیں تو خدا وند تعالیٰ تمہارے منہ الٹ دے گا۔

لغوی توضیح لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ اللہ تمہارے منہ الٹ دے گا، یعنی تمہارے درمیان مخالفت ڈال دے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے کہ صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو برابر کرو، خلا کو پُر کرو، اپنے بھائیوں کے لیے نرم ہو جاؤ، شیطان کے لیے (صف میں) خالی جگہیں مت چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے۔[1] آپ ﷺ نماز پڑھنے سے پہلے مقتدیوں سے یہ بھی فرمایا کرتے تھے، ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے مل جاؤ اور برابر ہو جاؤ۔[2] حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ (صفوں کی درستگی والا) عمل واجب ہے اور اس میں کوتاہی حرام ہے۔[3]

۲۵۱۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ اذان کہنے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے سے کتنا ثواب ملتا ہے، پھر ان کے لئے قرعہ ڈالنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ باقی رہتا، تو اس پر قرعہ اندازی بھی کرتے اور اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ نماز کے لئے جلدی آنے میں کتنا ثواب، تو اس کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اور اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ عشا اور صبح کی نماز کا ثواب کتنا ہے تو ضرور چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے ان کے لئے آتے۔

لغوی توضیح يَسْتَهِمُوْا قرعہ اندازی کریں۔ اَلْعَتَمَة نماز عشاء۔ حَبْوًا چوتڑوں کے بل گھسٹ کر۔

(29) باب امر النساء المصليات وراء الرجال ان لا يرفعن رؤوسهن من السجود حتى يرفع الرجال

خواتین اگر مردوں کی پچھلی صف میں نماز پڑھ رہی ہوں تو مردوں کے سر اٹھانے تک وہ اپنا سر نہ اٹھائیں

۲۵۲۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ ' حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی آدمی نبی

۲۵۰۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 71 باب تسویة الصفوف عند الإقامة وبعدها (717) مسلم (436)۔

۲۵۱۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 9 باب الاستهام فی الاذان (615) مسلم (437) ترمذی (225) نسائی (539)۔

۲۵۲۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 6 باب إذا كان الثوب ضيقًا (362) مسلم (441) ابن خزيمة (763)۔

[1] [صحيح: صحيح أبو داود (620) كتاب الصلاة: باب تسوية الصفوف، أبو داود (666)]

[2] [أحمد (268/3) مسلم (433) أبو يعلى (3291) عبدالرزاق (2427)]

[3] [فتح البارى (443/2)]

قَالَ: كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ، وَيُقَالُ لِلنِّسَاءِ: ((لَا تَرْفَعْنَ رُؤُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا)).

کریم ﷺ کے ساتھ بچوں کی طرح اپنی گردنوں پر ازاریں باندھے ہوئے نماز پڑھتے تھے اور عورتوں کو (آپ نے) حکم دیا تھا کہ اپنے سروں کو (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک مرد سیدھے ہو کر نہ بیٹھ جائیں۔

لغوی توضیح عَاقِدِي أُزُرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ اپنے ازار (تہبند) اپنی گردنوں پر باندھتے۔ازار ستر اور کندھے دونوں کو ڈھانپے ہوتا تھا، اس وجہ سے یہ خدشہ تھا کہ سجدے کی حالت میں شرمگاہ کا کوئی حصہ یا اس کا کوئی قریبی حصہ ظاہر نہ ہو جائے، اس لیے عورتوں کو حکم دیا گیا کہ جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں، وہ اپنے سر سجدے سے نہ اٹھائیں۔

(30) باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة وانها لاتخرج مطيبة

فتنہ نہ ہو تو خواتین کو مساجد میں جانے کی اجازت ہے لیکن خوشبو لگا کر باہر نکلنا منع ہے

٢٥٣۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا)).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں (نماز کے لئے) جانے کی اجازت مانگے تو اسے نہ روکو۔

٢٥٤۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ لِعُمَرَ تَشْهَدُ صَلَاةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ، فَقِيْلَ لَهَا: لِمَ تَخْرُجِيْنَ وَقَدْ تَعْلَمِيْنَ أَنَّ عُمَرَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ وَيَغَارُ؟ قَالَتْ: وَمَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْهَانِي! قَالَ: يَمْنَعُهُ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ)).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی تھی جو صبح اور عشا کی نماز جماعت سے پڑھنے کے لئے مسجد میں آیا کرتی تھیں، اس سے کہا گیا کہ یہ جانتے ہوئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو مکروہ جانتے ہیں اور وہ غیرت محسوس کرتے ہیں پھر آپ مسجد میں کیوں جاتی ہیں؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ پھر وہ مجھے منع کیوں نہیں کر دیتے۔لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے مت روکو۔

لغوی توضیح إِمَاءَ اللّٰهِ اللہ کی باندیاں، لونڈیاں۔إِمَاء جمع ہے أَمَة کی۔

٢٥٥۔ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَوْ أَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آج عورتوں میں جو نئی باتیں پیدا ہو گئی ہیں اگر رسول ﷺ انہیں دیکھ لیتے تو ان کو مسجد میں آنے سے

٢٥٣۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 116 باب استئذان المراۃ زوجھا ...(865) مسلم (442) ترمذی (570)۔

٢٥٤۔ البخاری فی: 11 کتاب الجمعة: 13 باب حدثنا عبد الله بن محمد۔

٢٥٥۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 163 باب انتظار الناس قیام الإمام العالم (869) مسلم (445) ابو داود (569)۔

الْمَسَاجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

فہم الحدیث ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خواتین کو مساجد میں جانے کی اجازت تو ہے مگر صرف اس صورت میں کہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ وہ اگر بن سنور کے، میک اپ کر کے، شوخ لباس پہن کر، بغیر حجاب کے نکلنا چاہیں تو بلاشبہ انہیں مساجد میں آنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ آپ ﷺ نے اسی وجہ سے خوشبو لگا کر مساجد میں آنے سے عورتوں کو منع فرما دیا تھا، فرمایا جس رات تم میں سے کوئی مسجد میں نماز عشاء پڑھنا چاہے تو خوشبو نہ لگائے۔[1]

(31) باب التوسط في القراءة في الصلاة الجهرية بين الجهر والاسرار اذا خاف من الجهر مفسدة

اگر فساد کا اندیشہ ہو تو جہری نمازوں میں بھی قرآن درمیانی آواز سے پڑھا جا سکتا ہے

۲۵۶۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ، ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ ۔ قَالَ : أُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ ، فَكَانَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ ، فَسَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ ۔ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ حَتّٰى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ ، وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ۔ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾ ۔ أَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتّٰى يَأْخُذُوْا عَنْكَ الْقُرْآنَ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها" [بنی اسرائیل: ۱۱۰] کے بارے میں بیان کیا کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے، جب آپ نماز میں آواز بلند کرتے تو مشرکین سنتے اور قرآن مجید اور اس کے نازل کرنے والے (اللہ) کو اور اس کے لانے والے (جبریل) کو گالی دیتے (اور آپ ﷺ کو بھی) اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اپنی نماز میں نہ آواز بلند کرو اور نہ بالکل آہستہ" یعنی آواز اتنی بلند بھی نہ کرو کہ مشرکین سن لیں اور اتنی آہستہ بھی نہ کرو کہ آپ کے ساتھی بھی نہ سن سکیں بلکہ ان کے درمیان کا راستہ اختیار کرو مطلب یہ کہ اتنی آواز سے پڑھیں کہ آپ کے اصحاب سن لیں اور قرآن سیکھ لیں اس سے زیادہ چلا کر نہ پڑھیں۔

لغوی توضیح مُتَوَارٍ چھپے ہوتے (مشرکین کی ایذا رسانی کے ڈر سے)۔ لَا تُخَافِتْ آواز پست نہ کرو۔

(32) باب الاستماع للقراءة

قراءت کو توجہ سے سننے کا بیان

۲۵۷۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "آپ اس کو جلدی جلدی

۲۵۶۔ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 34 باب قوله تعالى (انزله بعلمه ...(4722) مسلم (446) نسائی (1010)۔

۲۵۷۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 75 سورة القيامة: 2 باب قوله "فإذا قرأناه" (5) مسلم (448) ترمذی (3329)۔

[1] [مسلم : كتاب الصلاة . باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة (443)]

عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ ۔ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ ۔ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ ، وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الآيَةَ الَّتِي فِي ۔ ﴿لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ ۔ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَ قُرْآنَهُ﴾ قَالَ : عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ ، وَ قُرْآنَهُ ۔ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ ۔ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ۔ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ ۔ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ ۔ قَالَ : فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ أَطْرَقَ ، فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ ۔

لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں۔" [القیامہ:١٦] کے متعلق بتلایا کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ پر وحی لے کر نازل ہوتے تو رسول ﷺ اپنی زبان اور ہونٹ ہلایا کرتے اور آپ پر یہ بہت سخت گزرتا۔ یہ آپ کے چہرے سے بھی ظاہر ہوتا، اس لئے اللہ نے وہ آیت نازل کی جو سورہ قیامہ میں ہے "آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوانا" یعنی قرآن آپ کے دل میں جما دینا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے "پھر جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے پیچھے یاد کرتے جایا کریں۔" یعنی جب ہم وحی نازل کریں تو آپ غور سے سنیں۔ "پھر اس کا بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔" یعنی یہ بھی ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کی زبانی لوگوں کے سامنے بیان کرا دیں۔ چنانچہ اس کے بعد جب جبریل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو آنحضرت ﷺ خاموش ہو جاتے اور جب چلے جاتے تو پڑھتے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔

لغوی توضیح شَفَتَيْهِ آپ کے دونوں ہونٹ۔ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ آپ ﷺ پر سخت گزرتا۔ کیونکہ آپ نئی وحی سنتے، اسے یاد کرتے، اسے پڑھتے۔ اتنے میں ساتھ ہی جبرئیل علیہ السلام اگلی وحی سنا دیتے تو اس ساری وحی کو جمع کرنا اور یہ سارا عمل آپ پر نہایت گراں گزرتا تھا۔

٢٥٨ ۔ **حديث** ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ۔ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيْلِ شِدَّةً ، وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكُمْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا وَقَالَ سَعِيْدٌ (هُوَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ رَاوِي الْحَدِيْثِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ) :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کلام الٰہی "لا تحرك" الخ کی تفسیر کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نزول قرآن کے وقت بہت سختی محسوس فرمایا کرتے تھے اور اس کی (علامتوں) میں سے ایک یہ تھی کہ یاد کرنے کے لئے آپ اپنے ہونٹوں کو ہلاتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں جس طرح آپ ہلاتے تھے۔ سعید (بن جبیر جو کہ یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں) کہتے ہیں، میں بھی اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ کو میں نے ہلاتے دیکھا پھر انہوں نے اپنے

٢٥٨ ۔ البخاري في: 1 كتاب بدء الوحي: 4 باب حدثنا موسى بن إسماعيل ۔

اَنَا اُحَرِّكُهُمَا كَمَا رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا ، فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ ـ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ـ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْاٰنَهُ﴾ ـ قَالَ جَمْعُهُ لَهُ فِي صَدْرِكَ وَ تَقْرَاَهُ ـ ﴿فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ﴾ ـ قَالَ : فَاسْتَمِعْ لَهُ وَاَنْصِتْ ـ ﴿فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ﴾ ـ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا اَنْ تَقْرَاَهُ ـ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ ، اِذَا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ اسْتَمَعَ ، فَاِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيْلُ قَرَاَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا قَرَاَهُ ـ

ہونٹ ہلائے۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا) پھر یہ آیات اتریں کہ ''اے محمد! قرآن کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان نہ ہلاؤ۔اس کا جمع کر دینا اور پڑھا دینا ہمارا ذمہ ہے'' [القیامہ: ۱۶۔۱۷] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مراد ہے قرآن آپ کے دل میں جما دینا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔'' پھر جب ہم پڑھ چکیں تو اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو''۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (اس کا مطلب یہ ہے) کہ آپ اس کو خاموشی کے ساتھ سنتے رہیں ''اس کے بعد مطلب سمجھا دینا ہمارے ذمہ ہے''۔پھر یقیناً یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ آپ اس کو پڑھیں (یعنی اس کو محفوظ کر سکیں) چنانچہ اس کے بعد جب آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام (وحی لے کر) آتے تو آپ (توجہ سے) سنتے جب وہ چلے جاتے تو آپ اس (وحی) کو اس طرح پڑھتے جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام نے اسے پڑھا تھا۔

(33) باب الجهر بالقراءة في الصبح والقراءة على الجن

نماز فجر میں اور جنات کے سامنے بآوازِ بلند قرآن پڑھنے کا بیان

۲۵۹۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنْ اَصْحَابِهِ عَامِدِيْنَ اِلَى سُوْقِ عُكَاظٍ ، وَقَدْ حِيْلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ ، وَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِيْنُ اِلَى قَوْمِهِمْ ، فَقَالُوْا مَالَكُمْ؟ قَالُوْا : حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالُوْا : مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ اِلَّا شَيْءٌ حَدَثَ ، فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ چند صحابہ کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف گئے ان دنوں شیاطین کو آسمان کی خبریں لینے سے روک دیا گیا تھا۔ اور ان پر انگارے (شہاب ثاقب) پھینکے جانے لگے تھے تو وہ شیاطین اپنی قوم کے پاس آئے اور پوچھا کہ بات کیا ہوئی انہوں نے کہا کہ ہمیں آسمان کی خبریں لینے سے روک دیا گیا ہے اور (جب ہم آسمان کی طرف جاتے ہیں تو) ہم پر شہابِ ثاقب پھینکے جاتے ہیں۔شیاطین نے کہا کہ آسمان کی خبریں لینے سے روکنے کی کوئی نئی وجہ ہوئی ہے۔اس لیے تم مشرق و مغرب میں ہر طرف پھیل جاؤ اور اس سبب کو معلوم کرو

۲۵۹۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 105 باب الجهر بقراءة صلاة الفجر (773) مسلم (449) ترمذی (3323)۔

الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوْا مَا هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَانْصَرَفَ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِنَخْلَةِ عَامِدِيْنَ إِلَى سُوْقِ عُكَاظٍ ' وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ ' فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوْا لَهُ ' فَقَالُوْا : هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ ' فَهُنَالِكَ حِيْنَ رَجَعُوْا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا : يَاقَوْمَنَا ! ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾ ۔ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ ﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ ۔ وَإِنَّمَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ ۔

جو تمہیں آسمان کی خبریں لینے سے روکنے کا باعث ہوا ہے۔ وجہ معلوم کرنے کے لئے نکلے ہوئے شیاطین تہامہ کی طرف گئے جہاں نبی ﷺ عکاظ کے بازار کو جاتے ہوئے مقام نخلہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ نماز فجر پڑھ رہے تھے۔ جب قرآنِ مجید انہوں نے سنا تو غور سے اس کی طرف کان لگا دیے پھر کہا خدا کی قسم! یہی ہے جو آسمان کی خبریں سننے سے روکنے کا باعث بنا ہے پھر وہ اپنی قوم کی طرف لوٹے اور کہا'' قوم کے لوگو! ہم نے حیرت انگیز قرآن سنا جو سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے'' [الجن:۱۔۲] اس پر نبی ﷺ پر یہ آیت [سورۂ جن] نازل ہوئی۔ (آپ کہیے کہ مجھے وحی کے ذریعے بتایا گیا ہے) اور آپ پر جنوں کی گفتگو وحی کی گئی تھی۔

لغوی توضیح عَامِدِيْنَ قصد و ارادہ کرنے والے۔ عُكَاظ نخلہ اور طائف کے درمیان ایک مقام جہاں جاہلیت میں بازار لگا کرتے تھے، جو کیم ذوالقعدہ کو شروع ہوتے اور تقریباً بیس دن تک جاری رہتے، آپ ﷺ وہاں دعوت و تبلیغ کی غرض سے جایا کرتے۔ قَدْ حِيْلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ شیاطین اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی ہے۔ دراصل شیاطین آسمان کی طرف چڑھتے تھے اور فرشتوں کی گفتگو (جو وہ اللہ کے فیصلوں کے متعلق کر رہے ہوتے) سن لیتے، پھر نیچے آ کر کاہنوں اور جادوگروں کو بتاتے، پھر جب نبی ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو شیاطین کے لیے رکاوٹ ڈال دی گئی، ایک انگارہ بھیجا جاتا جو ان شیاطین کو لگتا اور ہلاک کر دیتا۔ علاوہ ازیں اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جنات میں بھی مومن اور کافر جن ہوتے ہیں۔

(34) باب القراءة في الظهر والعصر

ظہر اور عصر کی نمازوں میں قرأت کا بیان

٢٦٠ ـ حديث أَبِي قَتَادَةَ ﷺ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ يُطَوِّلُ فِي الْأُوْلَى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ ' وَيُسْمِعُ الْآيَةَ أَحْيَانًا ' وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الْعَصْرِ

حضرت ابو قتادہ ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعات میں سورہ فاتحہ اور ہر رکعت میں ایک سورت پڑھتے تھے۔ ان میں لمبی قرأت کرتے تھے لیکن آخری دو رکعات ہلکی پڑھاتے۔ کبھی کبھی کوئی آیت ہم کو بھی سنا دیا کرتے تھے۔ عصر میں آپ سورہ فاتحہ اور دیگر سورتیں پڑھتے تھے۔ اس کی بھی پہلی دو رکعات لمبی پڑھتے۔

٢٦٠ ـ البخاري في: 19 كتاب الاذان: 96 باب القراءة في الظهر (759) مسلم (451) ابن ماجه (729)۔

بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ، وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الْأُوْلَى وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلَى مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ۔

اسی طرح صبح کی نماز کی پہلی رکعت لمبی کرتے اور دوسری ہلکی۔

۲۶۱۔ حدیث سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: شَكَا أَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا إِلَى عُمَرَ رضی اللہ عنہ، فَعَزَلَهُ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا، فَشَكَوْا حَتَّى ذَكَرُوْا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا إِسْحٰقَ! إِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّي۔ قَالَ أَبُوْ إِسْحٰقَ: أَمَّا أَنَا وَاللّٰهِ فَإِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَخْرِمُ عنها، أُصَلِّي صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَأَرْكُدُ فِي الْأُوْلَيَيْنِ، وَأُخِفُّ فِي الْأُخْرَيَيْنِ، قَالَ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحٰقَ۔ فَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا، أَوْ رِجَالًا، إِلَى الْكُوْفَةِ فَسَأَلَ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوْفَةِ، وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ، وَيُثْنُوْنَ مَعْرُوْفًا، حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبْسٍ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ، يُكْنَى أَبَا سَعْدَةَ۔ فَقَالَ: أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ، وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ۔ قَالَ سَعْدٌ: أَمَا وَاللّٰهِ لَأَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَأَطِلْ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم بنایا، تو کوفہ والوں نے سعد کے متعلق یہاں تک کہہ دیا کہ وہ تو اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھا سکتے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا بھیجا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ اے ابو اسحاق! ان کوفہ والوں کا خیال ہے کہ تم اچھی طرح نماز نہیں پڑھا سکتے۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! میں تو انہیں نبی کریم ﷺ ہی کی طرح نماز پڑھاتا تھا اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ عشا کی نماز پڑھاتا تو اس کی پہلی دو رکعات میں (قرأت) لمبی کرتا اور دوسری دو رکعات ہلکی پڑھاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابو اسحاق! مجھ کو تم سے امید بھی یہی تھی۔ پھر آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو کوفہ بھیجا۔ قاصد نے ہر ہر مسجد میں جا کر ان کے متعلق پوچھا۔ سب نے آپ کی تعریف کی لیکن جب مسجد بنی عبس میں گئے تو ایک شخص جس کا نام اسامہ بن قتادہ اور کنیت ابو سعدہ تھی کھڑا ہوا۔ اس نے کہا کہ جب آپ نے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا ہے تو (سنئے کہ) سعد نہ فوج کے ساتھ خود جہاد کرتے تھے، نہ مال غنیمت کی تقسیم صحیح کرتے تھے اور نہ فیصلے میں عدل و انصاف کرتے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ خدا کی قسم! میں (تمہاری اس بات پر) تین دعائیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف ریا و نمود کے لئے

۲۶۱۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 95 باب وجوب القراءة للإمام والمأموم فی الصلوات کلها (755) مسلم (453)۔

عُمْرَهُ، وَاَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ فَكَانَ بَعْدُ، إِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ: شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ اَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ۔ قَالَ عَبْدُالْمَلِكِ (اَحَدُ رُوَاةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ) فَاَنَا رَاَيْتُهُ بَعْدُ، قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ، وَاِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِيْ فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ۔

کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر اور اسے خوب محتاج بنا اور اسے فتنوں میں مبتلا کر۔ اس کے بعد (وہ شخص اس درجہ بدحال ہوا کہ) جب اس سے پوچھا جاتا تو کہتا کہ ایک بوڑھا اور پریشان حال ہوں مجھے سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی۔ عبدالملک (راویانِ حدیث میں سے ایک) نے بیان کیا کہ میں نے اسے دیکھا اس کی بھوئیں بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر آ گئی تھیں لیکن اب بھی راستوں میں وہ لڑکیوں کو چھیڑتا۔

(35) باب القرائة فی الصبح والمغرب

فجر اور مغرب کی نمازوں میں تلاوتِ قرآن کا بیان

۲۶۲۔ حدیث اَبِي بَرْزَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَاَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيْسَهُ وَيَقْرَاُ فِيْهَا مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ، وَيُصَلِّي الظُّهْرَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَاَحَدُنَا يَذْهَبُ اِلٰى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ يَرْجِعُ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ۔ وَلَا يُبَالِي بِتَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ۔

حضرت ابو برزہ (فضلہ بن عبید رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب ہم اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو پہچان لیتے تھے۔ صبح کی نماز میں آنحضور ﷺ ساٹھ سے سو تک آیتیں پڑھتے اور آپ ظہر اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز اس وقت کہ ہم مدینہ منورہ کی آخری حد تک (نماز پڑھنے کے بعد) جاتے لیکن سورج اب بھی تیز رہتا تھا اور عشا کی نماز کو تہائی رات تک دیر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نمازِ فجر میں ساٹھ سے سو تک آیات تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں نمازِ فجر میں سورہ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ① اور سورہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ② پڑھنا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

۲۶۳۔ حدیث اُمِّ الْفَضْلِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ: اِنَّ اُمَّ الْفَضْلِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَاُ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾۔ فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ! وَاللّٰهِ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَةِ تِلْكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ، اِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُمِ فضل (ان کی ماں) نے انہیں والمرسلات عرفا پڑھتے ہوئے سنا۔ پھر کہا کہ اے بیٹے! تم نے اس سورت کی تلاوت کر کے مجھے یاد دلایا۔ آخر عمر میں مَیں آنحضرت ﷺ کو مغرب میں یہی صورت پڑھتے ہوئے سنتی تھی۔

۲۶۲۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 11 باب وقت الظهر عند الزوال (541) مسلم (461) ابن ماجه (818)۔

۲۶۳۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 98 باب القراءة فی المغرب (763) مسلم (462) ابو داود (810) ترمذی (308)۔

① [صحیح: صحیح أبو داود (733) کتاب الصلاة، أبو داود (820)]

② [صحیح: صحیح أبو داود (735) أبو داود (822) نسائی (911) کتاب الإفتتاح]

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ۔

٢٦٤۔ حدیث جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا تھا۔

فہم الحدیث سورۂ وَالْمُرْسَلَات اور سورۂ وَالطُّوْر کے علاوہ نبی ﷺ نماز مغرب میں بعض اوقات سورۂ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ بھی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔[1]

(36) باب القراءة في العشاء

عشا کی نماز میں تلاوت قرآن کا بیان

٢٦٥۔ حدیث الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ سفر میں تھے کہ عشا کی دو پہلی رکعات میں سے کسی ایک رکعت میں آپ نے والتین والزیتون پڑھی۔

٢٦٦۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمُ الصَّلَاةَ، فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ۔ قَالَ: فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلَّى صَلَاةً خَفِيْفَةً، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذًا، فَقَالَ: اِنَّهُ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِاَيْدِيْنَا، وَنَسْقِي بِنَوَاضِحِنَا۔ وَاَنَّ مُعَاذًا صَلّٰى بِنَا الْبَارِحَةَ، فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ، فَتَجَوَّزْتُ، فَزَعَمَ اَنِّي مُنَافِقٌ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا مُعَاذُ! اَفَتَّانٌ اَنْتَ؟)) ثَلَاثًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، پھر اپنی قوم میں آتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔ انہوں نے (ایک مرتبہ) نماز میں سورہ بقرہ پڑھی۔ اس پر ایک صاحب جماعت سے الگ ہو گئے اور ہلکی نماز پڑھی۔ جب اس کے متعلق حضرت معاذ کو معلوم ہوا تو کہا وہ منافق ہے ان کی یہ بات جب ان صاحب کو معلوم ہوئی تو وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ محنت کا کام کرتے ہیں اور اپنی اونٹنیوں کو خود پانی پلاتے ہیں۔ معاذ نے کل رات ہمیں نماز پڑھائی اور سورہ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ اس لئے میں نماز توڑ کر الگ ہو گیا۔ اس پر وہ کہتے ہیں کہ میں منافق ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تم لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتے

٢٦٤۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 99 باب الجهر في المغرب (765) مسلم (463) ابن ماجه (832)۔

٢٦٥۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 100 باب الجهر في العشاء (767) مسلم (464) ابو داود (1221) ترمذي (310)۔

٢٦٦۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 74 باب من لم ير إكفار من قال ذلك متاولاً او جاهلاً (700) مسلم (465)۔

[1] [ترمذي (417) ابن ماجة (1149) عبدالرزاق (4790) ابن حبان (2459)]

((اقْرَأْ ۔ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ وَ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾ وَنَحْوَهَا))۔

ہو؟ تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔(جب امام ہو تو) سورۂ والشمس و ضحاھا اور سبح اسم ربك الاعلی جیسی سورتیں پڑھا کرو۔

لغوی توضیح فَتَجَوَّزَ چشم پوشی کی، اختصار کیا۔ نَوَاضِح جمع ہے نَاضِحَة کی، مراد وہ اونٹنی ہے جسے کھیتوں کو سیراب کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اَفَتَّانٌ اَنْتَ کیا تم متنفر کرنے والے، بھگانے والے ہو۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ نماز عشاء میں سورۂ والتِّین، سورۂ وَالشَّمْس اور سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھنا مسنون ہے۔ ان کے علاوہ سورۂ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى[1] اور سورۂ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ[2] بھی نماز عشاء میں پڑھنا مسنون ہے۔ نیز اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ائمہ حضرات کو چاہیے کہ جماعت کراتے ہوئے بہت زیادہ طویل قراءت نہ کریں، بلکہ اختصار سے کام لیں کیونکہ ان میں بیمار، بوڑھے اور مسافر بھی ہوتے ہیں، البتہ جب کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جتنی چاہیے لمبی قرائت کرے، جیسا کہ آئندہ باب کی احادیث بھی اس کا ثبوت ہیں۔

(37) باب امر الائمة بتخفيف الصلاة في تمام

ائمہ کے لیے نماز کے تمام ارکان کو پورا لیکن ہلکا پڑھنے کا حکم

٢٦٧۔ حديث اَبِي مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنِّي وَاللّٰهِ لَا تَاَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فِيْهَا ۔ قَالَ : فَمَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَطُّ اَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ قَالَ: ((يَاَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ، فَاَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُوجِزْ، فَاِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَذَاالْحَاجَةِ))۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں صبح کی جماعت میں فلاں (معاذ بن جبل یا ابی بن کعب) کی وجہ سے شرکت نہیں کر پاتا کیونکہ وہ ہمارے ساتھ اس نماز کو بہت لمبی کر دیتے ہیں۔ ابو مسعود نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو وعظ و نصیحت کے وقت اس سے زیادہ غضب ناک ہوتا کبھی نہیں دیکھا جیسا کہ آپ اس دن تھے۔ پھر آپ نے فرمایا، اے لوگو! تم میں سے بعض حضرات نمازیوں کو نفرت دلانے والے ہیں، پس تم میں سے جو شخص بھی لوگوں کو نماز پڑھائے اسے اختصار کرنا چاہیے کیونکہ جماعت میں بوڑھے بچے اور ضرورت مند سب ہی ہوتے ہیں۔

٢٦٨۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، اَنَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی

٢٦٧۔ البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 13 باب هل يقضي الحاكم او يفتي وهو غضبان (90) مسلم (466)۔

٢٦٨۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 62 باب إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء ۔

① [بخاری (700) مسلم (465)]

② [بخاری (768)]

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ مِنْهُمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَالْكَبِيْرَ وَإِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَاشَاءَ)) ۔

تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے۔ کیونکہ جماعت میں ضعیف، بیمار اور بوڑھے (سب ہی) ہوتے ہیں لیکن اکیلا پڑھے تو جس قدر جی چاہے طول دے سکتا ہے۔

۲۶۹۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُوْجِزُ الصَّلَاةَ وَيُكْمِلُهَا ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نماز کو مختصر اور پوری پڑھتے تھے۔

۲۷۰۔ حدیث اَنَس بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلَاةً وَلَا اَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَإِنْ كَانَ يَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّهُ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ہلکی لیکن کامل نماز میں نے کسی امام کے پیچھے کبھی نہیں پڑھی آپ کا یہ حال تھا کہ اگر آپ بچے کے رونے کی آواز سن لیتے تو اس خیال سے کہ اس کی ماں کہیں پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائے نماز مختصر کر دیتے۔

۲۷۱۔ حدیث اَنَس بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ وَاَنَا اُرِيْدُ إِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں نماز شروع کر دیتا ہوں ارادہ یہ ہوتا ہے کہ نماز طویل کروں لیکن بچے کے رونے کی آواز سن کر مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ماں کے دل پر بچے کے رونے سے کیسی چوٹ پڑتی ہے۔

(38) باب اعتدال اركان الصلاة وتخفيفها في تمام

نماز کے تمام ارکان اعتدال سے ادا کرنے اور نماز کو ہلکا پڑھنے کا حکم

۲۷۲۔ حدیث الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ ﷺ وَسُجُوْدُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَإِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ، قَرِيْبًا مِنَ السَّوَاءِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا رکوع، سجدہ، دونوں سجدوں کے درمیان کا وقفہ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تقریباً سب برابر تھے۔ سوائے قیام اور تشہد کے قعود (یعنی بیٹھنے) کے۔

۲۶۹۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 64 باب الإيجاز في الصلاة وإكمالها (706) مسلم (469) ترمذی (237)۔

۲۷۰۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 65 باب من اخف الصلاة عند بكاء الصبي (709) مسلم (470)۔

۲۷۱۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 65 باب من اخف الصلاة عند بكاء الصبي ۔

۲۷۲۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 121 باب حدّ إتمام الركوع والاعتدال فيه والطمانينة (792) مسلم (471)۔

۲۷۳۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اِنِّی لَا آلُو اَنْ اُصَلِّیَ بِکُمْ کَمَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یُصَلِّی بِنَا۔ قَالَ ثَابِتٌ (راوی هذا الحدیث) کَانَ اَنَسٌ یَصْنَعُ شَیْئًا لَمْ اَرَکُمْ تَصْنَعُوْنَهٗ، کَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ قَامَ حَتّٰی یَقُوْلَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِیَ وَبَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ حَتّٰی یَقُوْلَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِیَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جس طرح نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تھا بالکل اسی طرح تم لوگوں کو نماز پڑھانے میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں چھوڑتا ہوں۔ ثابت (راویٔ حدیث) نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک ایسا عمل کرتے تھے جسے میں تمہیں کرتے نہیں دیکھتا۔ جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ بھول گئے ہیں اور اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھے رہتے کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ بھول گئے ہیں۔

فہم الحدیث رکوع سے اٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیانی وقفہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اتنی دیر لگانا یقیناً اس اطمینان واعتدال کے لیے تھا جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور دوسرے اس لیے کہ آپ ان مقامات پر مسنون اذکار کرتے تھے جو آج لوگوں نے ترک دیئے ہیں اور جلدی جلدی نماز سے فارغ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ رکوع سے کھڑے ہو کر جہاں ربنا ولك الحمد پڑھنی چاہیے وہاں نبی ﷺ سے یہ دعا پڑھنا بھی ثابت ہے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْاَ الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمِلْاَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْئٍ بَعْدُ اَھْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔[1] اسی طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے رَبِّ اغْفِرْلِیْ، رَبِّ اغْفِرْلِیْ۔[2] نیز سجدوں کے درمیان یہ دعا بھی ثابت ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔[3]

(39) باب متابعة الامام والعمل بعده

امام کی پیروی اور ہر کام امام کے بعد کرنے کا بیان

۲۷۴۔ حدیث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: کُنَّا نُصَلِّی خَلْفَ النَّبِیِّ ﷺ فَاِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) لَمْ یَحْنِ اَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰی یَضَعَ النَّبِیُّ ﷺ جَبْهَتَهٗ عَلَی الْاَرْضِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے (یعنی رکوع سے سر اٹھاتے) تو ہم میں سے کوئی اس وقت تک اپنی پیٹھ نہ جھکاتا جب تک آپ اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ دیتے۔

لغوی توضیح لَمْ یَحْنِ اَحَدٌ کوئی نہ موڑتا، نہ ٹیڑھا کرتا۔ ظَهْرَهٗ اپنی کمر کو۔ معلوم ہوا کہ مقتدی حضرات کو اپنا ہر عمل امام کے پیچھے پیچھے کرنا چاہیے جیسے کہ صحابہ کا عمل تھا اور جو امام سے پہل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے بارے میں وعید پیچھے گزر چکی ہے کہ خدشہ ہے اللہ اس کا سر گدھے جیسا نہ بنا دے۔

۲۷۳۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 140 باب المکث بین السجدتین (800) مسلم (472) ابن حبان (1885)۔

۲۷۴۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 133 باب السجود علی سبعة اعظم (690) مسلم (474) ابو داود (620)۔

---

[1] [مسلم (487) کتاب الصلاة: باب ما یقول إذا رفع رأسه من الرکوع]

[2] [صحیح: صحیح أبو داود (777) کتاب الصلاة، أبو داود (774)]

[3] [حسن صحیح أبو داود (756) کتاب الصلاة، أبو داود (850) ترمذی (274)]

(42) باب ما يقال في الركوع والسجود

رکوع اور سجدہ میں کیا پڑھنا چاہیے

۲۷۵۔ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ)) يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سجدہ اور رکوع میں اکثر یہ پڑھا کرتے تھے۔ سبحانك اللهم ربنا و بحمدك اللهم اغفرلي (اس دعا کو پڑھ کر) آپ قرآن کے حکم پر عمل کرتے تھے۔

لغوی توضیح: يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ قرآن کے حکم پر عمل کرتے۔ مراد یہ آیت ہے ﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ﴾ [النصر : ۳] ''اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو اور اس سے مغفرت مانگ۔''

فہم الحدیث: رکوع و سجدہ کی مزید چند دعائیں یہ ہیں۔ ① اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَأَنْتَ رَبِّي سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُورَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔[1] ② سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ۔[2] ③ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ۔[3]

(44) باب اعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب و عقص الراس في الصلاة

سجدہ میں کس کس عضو کو زمین پر لگانا ضروری ہے نہ تو سجدہ کرتے وقت کپڑوں اور بالوں کو سمیٹا جائے اور نہ بالوں کا جوڑا بنایا جائے

۲۷۶۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ، وَلَا يَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا: الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کو سات اعضا پر سجدہ کا حکم دیا گیا تھا اس طرح کہ نہ بالوں کو آپ سمیٹتے نہ کپڑے کو (اور وہ سات اعضا یہ ہیں:) پیشانی (بمعہ ناک)، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ سجدہ سات اعضاء پر کرنا چاہیے۔ یادر ہے کہ پیشانی کے ساتھ ناک پر سجدہ کرنا بھی ضروری ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی پر یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنے ناک کی طرف اشارہ کیا۔[4] دوران سجدہ ہاتھ زمین پر جبکہ کہنیاں زمین سے اٹھی ہونی چاہییں۔[5] قدموں کی ایڑیاں ملی ہونی چاہییں۔[6] پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ اور قدم کھڑے ہونے چاہییں۔[7]

۲۷۵۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 139 باب التسبيح والدعاء في السجود (794) مسلم (484) ابو داود (877)۔

۲۷۶۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 133 باب السجود على سبعة اعظم (809) مسلم (490) ترمذي (273)۔

① [مسلم (771) كتاب صلاة المسافرين وقصرتها، دارقطني (297/1) أبو عوانة (102/2)]

② [مسلم (487) كتاب الصلاة، أبو داود (872) نسائي (224/2)]

③ [صحيح: صحيح أبو داود (776) كتاب الصلاة، أبو داود (873) نسائي (191/2)]

④ [بخاري (812، 815) مسلم (230)]

⑤ [مسلم (٤٩٤) ابن خزيمة (656)]

⑥ [حاكم (228/2) ابن خزيمة (654)]

⑦ [بخاري (828) أبو داود (732)]

(46) باب ما يجمع صفة الصلاة وما يفتتح به ويختم به

سجدے میں اعتدال پیدا کرنے، ہتھیلیوں کو زمین پر رکھنے اور رانوں کو پیٹ سے جدا رکھنے کا بیان

۲۷۷۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ ‏ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے بازوؤں کے درمیان اس قدر کشادگی کر دیتے کہ دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی تھی۔

(47) باب سترة المصلي

نمازی کے سترے کا بیان

۲۷۸۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا، وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ، فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن (مدینہ سے) باہر تشریف لے جاتے تو چھوٹے نیزہ کو گاڑنے کا حکم دیتے وہ جب آپ کے آگے گاڑ دیا جاتا تو آپ اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے۔ اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے۔ یہی آپ سفر میں بھی کیا کرتے تھے۔ خلفاء نے بھی اسی وجہ سے برچھا ساتھ رکھنے کی عادت بنالی ہے۔

لغوی توضیح سُتْرَہ اوٹ یا پردہ۔ اصطلاحاً سترہ کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جسے انسان بوقت نماز اپنی سجدہ گاہ کے سامنے نصب کرے مثلاً لکڑی، نیزہ، دیوار، ستون، سیز اور گاڑی وغیرہ۔ اَلْحَرْبَة برچھا، چھوٹا نیزہ۔

فهم الحديث ایک روایت میں یہ فرمانِ نبوی مذکور ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سترے کی طرف نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو (کر کھڑا ہو)۔[1] ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ تمہیں نماز میں سترہ ضرور قائم کرنا چاہیے خواہ ایک تیر ہی ہو۔[2] سترہ کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ کہیں شیطان انسان کی نماز نہ کاٹ ڈالے۔[3] معلوم ہوا کہ نماز میں اگر سامنے کوئی دیوار یا ستون وغیرہ نہ ہو تو کوئی بھی چیز (حتی کہ سواری بھی جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے) بطورِ سترہ ضرور سامنے رکھ لینی چاہیے۔ امام شوکانی، امام ابن حزم اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے واجب قرار دیا ہے۔[4]

۲۷۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَهُ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی ﷺ اپنی سواری کو سامنے عرض میں (چوڑائی کے رخ) کر لیتے اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

۲۷۷۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 27 باب يبدي ضَبْعيه ويجافي في السجود (390) مسلم (495) نسائی (1105)۔

۲۷۸۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 90 باب سترة الإمام سترة من خلفه (494) مسلم (501) ابوداود (687)۔

۲۷۹۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 98 باب الصلاة إلى الراحلة والبعير والشجر والرحل (430) مسلم (502)۔

---

[1] **حسن** صحيح أبو داود (246) أبو داود (698) كتاب الصلاة، ابن ماجة (954)]

[2] **صحيح** أحمد (404/3)] شیخ احمد شاکر اسے صحیح کہتے ہیں۔[التعليق على الترمذي (158/2)]

[3] **صحيح** صحيح أبو داود (643) كتاب الصلاة، أبو داود (695) نسائی (62/2)]

[4] [نيل الأوطار (198/2) المحلى (4/ 8-15) تمام المنة (ص/300)]

۲۸۰۔ حدیث اَبِی جُحَیْفَةَ رضی اللہ عنہ' اَنَّهُ رَاَی بِلَالًا یُؤَذِّنُ ' فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَ هٰهُنَا بِالْاَذَانِ ۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہتے ہیں میں بھی ان کے منہ کے ساتھ ادھر ادھر منہ پھیرنے لگا۔

لغوی توضیح اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا میں بھی ان کے منہ کے ساتھ اِدھر اُدھر منہ پھیرتا۔ دراصل بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے ہوئے جب حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کہتے تو دائیں بائیں اپنا منہ گھمایا کرتے تھے۔ یہاں پر اسی کا ذکر ہے۔

۲۸۱۔ حدیث اَبِی جُحَیْفَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ : رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِی قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ ' وَرَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَرَاَیْتُ النَّاسَ یَبْتَدِرُوْنَ ذَاكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَیْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ ' وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْهُ شَیْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِهٖ ' ثُمَّ رَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ فِی حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا ' صَلّٰی اِلَی الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَیْنِ ' وَرَاَیْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ یَمُرُّوْنَ مِنْ بَیْنِ یَدَیِ الْعَنَزَةِ ۔

حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سرخ چمڑے کے خیمہ میں دیکھا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ کو وضو کرا رہے ہیں اور ہر شخص آپ کے وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے اگر کسی کو تھوڑا سا بھی پانی مل جاتا تو وہ اسے اپنے اوپر مل لیتا اور اگر کوئی پانی نہ پا سکتا تو اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔ پھر میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی ایک برچھی اٹھائی جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا تھا اور اسے انہوں نے (بطور سترہ) گاڑ دیا۔ نبی ﷺ (ڈیرے میں سے) ایک سرخ پوشاک پہنے ہوئے تہ بند (پنڈلیوں تک) اٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے اور برچھی کی طرف منہ کر کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ میں نے دیکھا کہ آدمی اور جانور برچھی کے پرے سے گذر رہے تھے۔

لغوی توضیح اَدَم چمڑہ۔ وَضُوْء وہ پانی جس سے وضوء کیا جاتا ہے۔ یَبْتَدِرُوْنَ جلدی کرتے۔ عَنَزَة چھوٹا نیزہ۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے ایک نیزے کو سترہ بنا کر نماز پڑھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سترے کے پیچھے سے کوئی گزر جائے تو کوئی حرج والی بات نہیں۔

۲۸۲۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰی حِمَارٍ اَتَانٍ ' وَاَنَا یَوْمَئِذٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) گدھی پر سوار ہو کر چلا' اس زمانے میں میں بلوغت کے قریب

۲۸۰۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 19 باب هل یتتبع المؤذن فاه ههنا وههنا (187) مسلم (503) ترمذی (197)۔

۲۸۱۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 17 باب الصلاۃ فی الثوب الاحمر ۔

۲۸۲۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 18 باب متی یصح سماع الصغیر (76) مسلم (504) ابوداود (715) ۔

قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِمِنًى اِلَى غَيْرِ جِدَارٍ، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ، وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ، فَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ۔

تھا۔ رسول اللہ ﷺ منیٰ میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سامنے دیوار (کی آڑ) نہ تھی۔ میں بعض صفوں کے سامنے سے گذرا اور گدھی کو چھوڑ دیا وہ چرنے لگی اور میں (نماز کے لیے) صف میں داخل ہو گیا (مگر) کسی نے مجھے اس بات پر ٹوکا نہیں۔

لغوی توضیح اَتَان گدھی۔ نَاهَزْتُ میں قریب تھا۔ اَلْاِحْتِلَام بلوغت کے۔ اِلٰی غَيْرِ جِدَارٍ دیوار کے علاوہ کسی اور طرف۔ اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ سترہ رکھنا ضروری نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے نماز پڑھی اور سامنے دیوار نہیں تھی۔ جبکہ امام بخاریؒ نے اس پر یہ عنوان قائم کیا ہے کہ ((سترة الإمام سترة لمن خلفه)) ''امام کا سترہ ہی اس شخص کا سترہ ہے جو اس کے پیچھے کھڑا ہے۔'' یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دیوار کے علاوہ کوئی اور چیز آپ ﷺ کے سامنے موجود تھی۔ جیسا کہ عبیداللہ مبارکپوریؒ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے۔[1] علاوہ ازیں اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کے سامنے سترہ موجود ہو تو مقتدیوں کے آگے سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان کا سترہ بھی وہی ہے جو امام کا ہے۔

(48) باب منع المار بين يدي المصلي

نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو روکنے کا بیان

۲۸۳۔ حديث اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه، قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ السَّمَّانُ: رَاَيْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يُصَلِّي اِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ، فَاَرَادَ شَابٌّ مِنْ بَنِي اَبِي مُعَيْطٍ اَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَدَفَعَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فِي صَدْرِهِ، فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا اِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَعَادَ لِيَجْتَازَ فَدَفَعَهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَشَدَّ مِنَ الْاُوْلَى، فَنَالَ مِنْ اَبِي سَعِيْدٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ، فَشَكَا اِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنْ اَبِي سَعِيْدٍ، وَدَخَلَ اَبُوْ سَعِيْدٍ خَلْفَهُ عَلَى مَرْوَانَ، فَقَالَ: مَا لَكَ وَلِابْنِ اَخِيْكَ يَا اَبَا سَعِيْدٍ! قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا

ابو صالح سمان رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ کسی چیز کی طرف منہ کئے ہوئے لوگوں کے لئے اسے آڑ بنائے ہوئے تھے۔ ابو معیط کے بیٹوں میں سے ایک جوان نے چاہا کہ آپ کے سامنے سے ہو کر گذر جائے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس کے سینہ پر دھکا دے کر باز رکھنا چاہا۔ جوان نے چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن کوئی راستہ سوائے سامنے سے گذرنے کے نہ ملا۔ اس لئے وہ پھر اسی طرف سے نکلنے کے لئے لوٹا۔ اب ابو سعید نے پہلے سے بھی زیادہ زور سے دھکا دیا۔ اسے ابو سعید سے شکایت ہوئی اور وہ اپنی یہ شکایت مروان کے پاس لے گیا اس کے بعد ابو سعید بھی تشریف لے گئے۔ مروان نے کہا اے ابو سعید! آپ میں اور آپ کے بھتیجے میں کیا معاملہ پیش آیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جب کوئی شخص

۲۸۳۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 100 باب يرد المصلّي مَن مرَّ بين يديه (509) مسلم (505) ابو داود (697)۔

[1] [المرعاة شرح المشكاة (515/1)]

صَلَّى اَحَدُكُمْ اِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ، فَاِنْ اَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ))۔

نماز کسی چیز کی طرف منہ کر کے پڑھے اور اس چیز کو آڑ بنا رہا ہو پھر بھی اگر کوئی سامنے سے گذرے تو اسے روک دینا چاہیے اگر پھر بھی اسے اصرار ہو تو اس سے لڑنا چاہیے، کیونکہ وہ شیطان ہے۔

لغوی توضیح مَسَاغًا اتنا راستہ جس سے گزرا جا سکے۔ هُوَ شَيْطَان وہ شیطان ہے یعنی اس نے شیطانی فعل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز میں آگے سے گزرنے والے کو روکنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے خواہ اس سے لڑنا ہی پڑے۔

۲۸۴۔ **حديث** اَبِي جُهَيْمٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ اَرْسَلَهُ اِلَى اَبِي جُهَيْمٍ يَسْاَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي، فَقَالَ اَبُو جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ))۔

بسر بن سعید نے کہا کہ زید بن خالد نے انہیں حضرت ابو جہیم عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان سے یہ بات پوچھنے کے لئے بھیجا کہ انہوں نے نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گذرنے والے کے متعلق نبی کریم ﷺ سے کیا سنا ہے۔ ابو جہیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا جانتا کہ اس کا کتنا بڑا گناہ ہے تو اس کے سامنے سے گذرنے پر چالیس تک وہیں کھڑے رہنے کو ترجیح دیتا۔

لغوی توضیح اَرْبَعِينَ چالیس۔ ایک روایت میں چالیس خزاں کا ذکر ہے۔[1] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مراد چالیس سال ہے۔

(49) باب دنو المصلي من السترة

نمازی کو سترہ کے قریب کھڑے ہونا چاہیے

۲۸۵۔ **حديث** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سجدہ کرنے کی جگہ اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گزر سکنے کا فاصلہ رہتا تھا۔

۲۸۶۔ **حديث** سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوزُهَا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مسجد کی دیوار اور منبر کے درمیان بکری کے گذر سکنے کے فاصلہ کے برابر جگہ تھی۔

۲۸۴۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 101 باب إثم المارّ بين يدي المصلي (510) مسلم (507) ترمذی (336)۔

۲۸۵۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 91 باب قدركم ينبغي ان يكون بين المصلّي والسترة (496) مسلم (508)۔

۲۸۶۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 95 باب الصلاة إلى الاسطوانة (497) مسلم (509) ابن ماجه (1430)۔

---

[1] [مسند بزار (3198)، (124/9)]

۲۸۷۔ حدیث سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ يَزِيْدُ بْنُ اَبِي عُبَيْدٍ: كُنْتُ آتِي مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَيُصَلِّي عِنْدَ الْاُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ ' فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ! اَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ۔ قَالَ: فَاِنِّي رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا۔

حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ساتھ (مسجد نبوی) میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے جہاں قرآن شریف رکھا رہتا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ اے ابو مسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ ہمیشہ اسی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ خاص طور سے اسی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔

فهم الحديث ان احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ نمازی کے لیے سترہ رکھنا مسنون ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہیے، نمازی اور سترہ کے درمیان فاصلہ زیادہ نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ ان احادیث سے پتہ چلتا ہے۔

(51) باب الاعتراض بين يدي المصلي

نمازی کے آگے لیٹنا

۲۸۸۔ حدیث عَائِشَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهِيَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى فِرَاشِ اَهْلِهِ اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کے بچھونے پر نماز پڑھتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان اس طرح لیٹی ہوتی جیسے (نماز کے لئے) جنازہ رکھا جاتا ہے۔

فهم الحديث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ عورت، گدھا اور کتا (اگر نمازی کے آگے سے گزر جائیں تو) نماز کو کاٹ دیتے ہیں۔[1] لیکن درج بالا حدیث سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ استدلال کیا ہے کہ عورت آدمی کی نماز نہیں کاٹتی، کیونکہ جب وہ لیٹی ہوئی نماز نہیں کاٹتی تو گزرتے ہوئے کیسے کاٹ سکتی ہے؟ اس مسئلے کو اہل علم نے یوں سلجھانے کی کوشش کی ہے کہ ایک تو گزرنے کو لیٹنے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا یعنی دونوں الگ چیزیں ہیں اور دونوں کا الگ حکم ہے۔ دوسرے نماز کاٹنے کی علت وہ تشویش ہے جو عورت کے گزرنے سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ لیٹنے سے، مزید برآں جب وہ عورت نظر بھی نہ آ رہی ہو تو تشویش کی کوئی صورت ہی باقی نہیں رہتی جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہی بیان ہے کہ ان دنوں چراغ نہیں ہوتے تھے (جیسا کہ آئندہ حدیث نمبر ۲۹۲ میں ہے)۔

۲۸۹۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ' قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَاَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ ' فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُوتِرَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے رہتے اور میں (آپ کے سامنے) بچھونے پر آڑی سوتی ہوئی پڑی ہوتی۔ جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے بھی جگا دیتے اور میں بھی

۲۸۸۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 22 باب الصلاة على الفراش (382) مسلم (512) ابن ماجه (956)۔

۲۸۹۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 103 باب الصلاة خلف النائم۔

[1] [مسلم: كتاب الصلاة (511)]

اَيقَظَنِي فَاَوْتَرْتُ۔

وتر پڑھ لیتی۔

۲۹۰۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَهَا(عَائِشَةَ) مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ، فَقَالَتْ: شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ! وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ يُصَلِّي وَاِنِّي عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، مُضْطَجِعَةً، فَتَبْدُو لِي الْحَاجَةُ فَاَكْرَهُ اَنْ اَجْلِسَ فَاُوْذِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَاَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ۔

مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ان چیزوں کا ذکر ہوا جو نماز کو توڑ دیتی ہیں۔یعنی کتا، گدھا اور عورت۔اس پر انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ہمیں گدھوں اور کتوں کے برابر کر دیا۔ حالانکہ اللہ کی قسم! خود نبی کریم ﷺ اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ چار پائی پر آپ کے اور قبلہ کے بیچ میں مَیں لیٹی رہتی تھی۔ مجھے کوئی ضرورت پیش آتی اور چونکہ یہ بات مجھے پسند نہ تھی کہ آپ کے سامنے (جب کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوں) بیٹھوں اور اس طرح آپ کو تکلیف ہو اس لئے میں آپ کے پاؤں کی طرف سے خاموشی کے ساتھ نکل جاتی تھی۔

لغوی توضیح شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَ الْكِلَابِ تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں کے مشابہ بنا دیا ہے۔یعنی یہ کہہ کر کہ عورت، گدھا اور کتا نماز کو کاٹ دیتے ہیں۔فَاَنْسَلُّ میں چپکے سے نکل گئی۔

۲۹۱۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: اَعَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ؟ لَقَدْ رَاَيْتُنِي مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيْرِ فَيَجِيءُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيْرَ، فَيُصَلِّي، فَاَكْرَهُ اَنْ اَسْنَحَهُ فَاَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلِي السَّرِيْرِ حَتّٰى اَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِي۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ تم لوگوں نے ہم عورتوں کو کتوں اور گدھوں کے برابر بنا دیا۔ حالانکہ میں چار پائی پر لیٹی ہوتی تھی اور نبی کریم ﷺ تشریف لاتے اور چار پائی کے بیچ میں آ جاتے (یا چار پائی کو اپنے اور قبلہ کے بیچ میں کر لیتے) پھر نماز پڑھتے۔ مجھے آپ کے سامنے پڑے رہنا برا معلوم ہوتا، اس لئے میں پائنتی کی طرف سے کھسک کر لحاف سے باہر نکل جاتی۔

۲۹۲۔ حدیث عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ، فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، قَالَتْ: وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے سامنے سو جایا کرتی تھی میرے پاؤں آپ کے سامنے (پھیلے ہوئے) ہوتے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو پاؤں کو ہلکے سے دبا دیتے اور میں انہیں سکیڑ لیتی۔ پھر جب قیام فرماتے تو میں انہیں پھیلا لیتی۔ اس زمانہ میں گھروں کے اندر چراغ نہیں ہوتے تھے۔

۲۹۰۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 105 باب من قال لا يقطع الصلاة شیء۔

۲۹۱۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 99 باب الصلاة إلى السرير۔

۲۹۲۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 104 باب التطوع خلف المراة۔

۲۹۳۔ حدیث مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي وَاَنَا حِذَاءَهُ وَاَنَا حَائِضٌ، وَرُبَّمَا اَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ نماز پڑھتے اور میں حائضہ ہونے کے باوجود آپ کے سامنے ہوتی۔ اکثر جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھے چھو جاتا۔

(52) باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه

ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان اور اس کے پہننے کی صورت

۲۹۴۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ!))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک پوچھنے والے نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا (کچھ برا نہیں) بھلا کیا تم میں ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں؟

لغوی توضیح: اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟ یعنی ہر ایک کے پاس دو کپڑے نہیں اور اگر یہ واجب کر دیے گئے تو جس کے پاس دو کپڑے نہیں ہوں گے وہ نماز نہیں پڑھ سکے گا، جس سے حرج و تنگی پیدا ہوگی، جبکہ قرآن میں ہے کہ ''اور اللہ نے تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔'' [الحج : ۷۸] معلوم ہوا کہ ایک کپڑے میں بھی نماز ہو جاتی ہے، لیکن یاد رہے کہ اس کپڑے کا کوئی حصہ کندھے پر ہونا بھی ضروری ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔ البتہ اگر کپڑا وسیع نہ ہو تنگ ہو تو پھر صرف تہبند (جس نے ستر ڈھانپا ہو) میں بھی نماز ہو جاتی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر کپڑا تنگ ہو تو اس کے ساتھ ازار (تہبند) ہی باندھ لو۔[1] مزید برآں یہ بھی معلوم ہوا کہ سر پر ٹوپی یا پگڑی پہننے کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے، البتہ بالغ لڑکی کی نماز اوڑھنی (دوپٹے وغیرہ) کے بغیر نہیں ہوتی۔[2]

۲۹۵۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يُصَلِّي اَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کو بھی ایک کپڑے میں نماز اس طرح نہ پڑھنی چاہیے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو۔

۲۹۶۔ حدیث عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے

۲۹۳۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 19 باب إذا اصاب ثوب المصلي امراته إذا سجد (333) مسلم (513) ابو داود (656)۔
۲۹۴۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 4 باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به (358) مسلم (515) ابو داود (625)۔
۲۹۵۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 5 باب إذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه، مسلم (516)۔
۲۹۶۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 4 باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به (354) مسلم (517) ترمذی (339)۔

[1] [بخاری (361) مسلم (3010)] [2] [صحیح: صحیح أبو داود (596) أبو داود (641)]

ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ، فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ۔

دیکھا آپ اسے لپیٹے ہوئے تھے اور اس کے دونوں کناروں کو دونوں کاندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

۲۹۷۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ۔

محمد بن منکدر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا اور انہوں نے بتلایا کہ میں نے نبی ﷺ کو بھی ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

[5] كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ

مساجد اور نماز کی جگہوں کے مسائل

۲۹۸۔ حدیث أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلَ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)) قَالَ: قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى)) قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: ((أَرْبَعُونَ سَنَةً: ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ بَعْدُ، فَصَلِّ، فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيهِ))۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! سب سے پہلے روئے زمین پر کون سی مسجد بنی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد حرام۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے عرض کیا اور اس کے بعد؟ فرمایا کہ مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)۔ میں نے عرض کیا ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا فاصلہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ چالیس سال۔ پھر فرمایا اب جہاں بھی تجھ کو نماز کا وقت ہو جائے وہاں نماز پڑھ لے۔ بڑی فضیلت نماز پڑھنا ہے۔

لغوی توضیح فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيهِ یعنی فضیلت تو اسی میں ہے کہ جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے اسے وہیں پڑھ لیا جائے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اول وقت نماز کی پابندی کرنی چاہیے۔

۲۹۹۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیا کو نہیں دی گئی تھیں۔ پہلی یہ کہ ایک مہینے کی راہ سے میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی، دوسری یہ کہ میرے لئے تمام زمین میں نماز پڑھنے اور

۲۹۷۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 3 باب عقد الإزار علی القفا فی الصلاۃ، مسلم (518) مؤطا (322)۔
۲۹۸۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 10 باب حدثنا موسی بن إسماعیل (3366) مسلم (520) ابن ماجہ (753)۔
۲۹۹۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 56 باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجدًا وطهورًا (335) مسلم (521)۔

شَهْرٍ ' وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِي اَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ ' وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ ' وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُبْعَثُ اِلَى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً ' وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ))۔

پاکی حاصل کرنے کی اجازت ہے۔ اس لئے میری امت کے جس آدمی کی نماز کا وقت (جہاں بھی) آ جائے اسے (وہیں) نماز پڑھ لینی چاہیے، تیسری یہ کہ میرے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا' چوتھی یہ کہ پہلے انبیا خاص اپنی قوموں کی ہدایت کے لئے بھیجے جاتے تھے لیکن مجھے دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ پانچویں یہ کہ مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔

لغوی توضیح نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ یعنی دشمن ابھی ایک ماہ کے فاصلے پر ہوتا ہے مگر اس کے دل میں میرا خوف ڈال دیا جاتا ہے۔ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ ...... طَهُوْرًا زمین کو میرے لیے پاک کرنے والی بنایا گیا ہے، مراد مٹی ہے۔ اُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا، پہلے لوگوں کے لیے مالِ غنیمت کھانا حلال نہیں تھا بلکہ ایک آگ آتی جو اسے جلا دیتی۔ اُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ مجھے شفاعت دی گئی، یعنی وہ شفاعت جس کے ذریعے آپ ﷺ روزِ قیامت اپنے گناہگار امتیوں کو جہنم سے نکلوا کر جنت میں داخل کرائیں گے۔

۳۰۰۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ ' وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ ' فَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِيْ))۔

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: وَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جامع کلام (جس کی عبارت مختصر اور فصیح و بلیغ ہو اور معنی بہت وسیع ہوں) دے کر بھیجا گیا ہے اور رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے، میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تو (اپنے رب کے پاس) جا چکے اور (جن خزانوں کی وہ کنجیاں تھیں) انہیں اب تم نکال رہے ہو۔

لغوی توضیح اَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا تم انہیں نکال رہے ہو، مراد یہ ہے کہ کچھ اموال اور خزانے ایسے بھی ہیں جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد حاصل ہوئے، آپ ﷺ تو چلے گئے مگر تم ان سے فائدہ اٹھا رہے ہو۔

(1) باب ابتناء مسجد النبي ﷺ

مسجد نبوی کی تعمیر کا بیان

۳۰۱۔ حديث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ ' فَنَزَلَ اَعْلَى الْمَدِيْنَةِ فِي حَيٍّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہاں کے بلند حصہ میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں

۳۰۰۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 122 باب قول النبي ﷺ نصرت بالرعب مسيرة شهر، مسلم (523)۔

۳۰۱۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 48 باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية۔ (234) مسلم (524) ترمذی (350)۔

يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَاَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِمْ اَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَائُوْا مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ، فَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَاَبُوْ بَكْرٍ رِدْفُهُ، وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ، حَتَّى اَلْقَى بِفِنَاءِ اَبِي اَيُّوبَ، وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ اَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ، وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَاَنَّهُ اَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَاَرْسَلَ اِلَى مَلَاءٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ، فَقَالَ: ((يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا)) قَالُوْا: لَا وَاللّٰهِ! لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ، قَالَ اَنَسٌ: فَكَانَ فِيهِ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ، قُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ، وَفِيهِ خَرِبٌ، وَفِيهِ نَخْلٌ، فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ، ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ۔ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ، وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ، وَجَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ وَالنَّبِيُّ ﷺ مَعَهُمْ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ، فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ))۔

اترے اور یہاں چوبیس رات قیام فرمایا۔ پھر آپ نے بنونجار کو بلا بھیجا تو وہ لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا گویا میری نظروں کے سامنے نبی ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما ہیں' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور بنونجار کے لوگ آپ کے چاروں طرف ہیں۔ یہاں تک کہ آپ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے اترے اور آپ یہ پسند کرتے تھے کہ جہاں بھی نماز کا وقت آ جائے فوراً نماز ادا کرلیں آپ بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے' پھر آپ نے یہاں مسجد بنانے کے لئے فرمایا چنانچہ بنونجار کے لوگوں کو آپ نے بلوا کر فرمایا، اے بنونجار! تم اپنے اس باغ کی قیمت مجھ سے لے لو۔ انہوں نے جواب دیا نہیں یارسول اللہ! اس کی قیمت ہم صرف خداوند تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جیسا کہ تمہیں بتا رہا تھا یہاں مشرکین کی قبریں تھیں اس باغ میں ایک ویران جگہ تھی اور کچھ کھجور کے درخت۔ نبی ﷺ نے مشرکین کی قبروں کو اکھڑوا دیا' ویرانہ کو صاف اور برابر کرایا اور درختوں کو کٹوا کر ان کی لکڑیوں کو مسجد کے قبلہ کی جانب بچھا دیا اور پتھروں کے ذریعہ انہیں مضبوط بنا دیا۔ صحابہ پتھر اٹھاتے ہوئے رجز پڑھتے تھے اور نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے اور یہ کہہ رہے تھے "اے اللہ! آخرت کے فائدہ کے علاوہ اور کوئی فائدہ نہیں۔ پس انصار و مہاجرین کی مغفرت فرمائیو۔"

لغوی توضیح: مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ تلواروں کو گردنوں میں لٹکائے ہوئے۔ اَبُوْبَكْرٍ رِدْفُهُ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اونٹنی پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ بِفِنَاءِ اَبِي اَيُّوْبَ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سامنے کھلی جگہ میں۔ يَرْتَجِزُوْنَ رجز پڑھتے، جو شعر کی ایک قسم ہے۔ معلوم ہوا کہ کام کے وقت چستی و نشاط کی غرض سے شعر پڑھے جاسکتے ہیں۔

(2) باب تحويل القبلة من القدس الى الكعبة — بیت المقدس کی بجائے کعبہ کا قبلہ مقرر کیا جانا

۳۰۲۔ حديث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ — حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سولہ یا

۳۰۲۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 31 باب التوجه نحو القبلة حيث كان (40) مسلم (525) ترمذی (340)۔

: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ' وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ اَنْ يُوَجَّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ ' فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ﴾ فَتَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَقَالَ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ ' وَهُمُ الْيَهُوْدُ۔ مَاوَلّٰاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوْا عَلَيْهَا ؟ قُلْ : لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلّٰى ' فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ يُصَلُّوْنَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ' فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَّهُ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَتَحَرَّفَ الْقَوْمُ حَتّٰى تَوَجَّهُوْا نَحْوَ الْكَعْبَةِ ۔

سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں اور رسول اللہ ﷺ دل سے چاہتے تھے کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''ہم آپ کا آسمان کی طرف بار بار چہرہ اٹھانا دیکھتے ہیں'' [البقرہ:۱۴۴] پھر آپ نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا اور احمقوں نے جو یہودی تھے کہنا شروع کیا کہ ''انہیں اگلے قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی کی ملکیت ہے مشرق بھی اور مغرب بھی، اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت کر دیتا ہے۔ [البقرہ:۱۴۲] (جب قبلہ بدلا تو) ایک شخص نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر نماز کے بعد وہ چلے اور انصار کی ایک جماعت پر ان کا گذر ہوا جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ وہ نماز پڑھی ہے جس میں آپ نے موجودہ قبلہ (کعبہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ پھر وہ جماعت (نماز میں ہی) مڑ گئی اور کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔

فہم الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غیر قبلہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہو اور اسے کوئی قبلہ کی صحیح سمت بتائے تو اسے نماز میں ہی پھر جانا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی مسئلہ کے اثبات کے لیے ایک آدمی کی شہادت بھی قابل قبول ہے۔ علاوہ ازیں جس مسجد میں تحویل قبلہ کا یہ واقعہ پیش آئے اس کا نام مسجد قبلتین (یعنی دو قبلوں والی مسجد) معروف ہو گیا کیونکہ اس میں نبی ﷺ نے ایک نماز دو قبلوں کی طرف رخ کر کے پڑھی تھی۔

۳۰۳۔ **حديث** الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ' ثُمَّ صُرِفُوْا نَحْوَ الْقِبْلَةِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔

۳۰۴۔ **حديث** عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' قَالَ : بَيْنَا النَّاسِ بِقُبَاءِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ اِذْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ لوگ قبا میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک آنے والا آیا۔ اس نے بتایا کہ رسول اللہ

۳۰۳۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 2 سورة البقرة: 18 باب ولكل وجهة هو موليها۔
۳۰۴۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 32 باب ما جاء في القبلة (403) مسلم (526) ترمذی (341) دارمی (1234)۔

جَاءَهُمْ آتٍ ' فَقَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ ' وَقَدْ اُمِرَ اَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ ' فَاسْتَقْبِلُوْهَا ' وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ ' فَاسْتَدَارُوا اِلَى الْكَعْبَةِ ۔

(ﷺ) پر کل وحی نازل ہوئی ہے اور انہیں (نماز میں) کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو گیا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے بھی کعبہ کی جانب اپنے منہ کر لئے۔ اس وقت وہ شام کی جانب منہ کئے ہوئے تھے اس لئے وہ سب کعبہ کی جانب گھوم گئے۔

(3) باب النهي عن بناء المساجد على القبور

قبروں پر مساجد بنانے کی ممانعت

۳۰۵۔ حدیث عَائِشَةَ ' اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ وَاُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيْسَةً رَاَتَاهَا بِالْحَبَشَةِ ' فِيْهَا تَصَاوِيْرُ ' فَذَكَرَتَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ: ((اِنَّ اُولٰٓئِكَ اِذَا كَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ ' بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ' وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ ' فَاُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں نے ایک کلیسا کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ اس میں مورتیں تھیں انہوں نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے بھی کیا تو آپ نے فرمایا، ان کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر ان میں کوئی نیکو کار شخص مر جاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہی مورتیں بنا دیتے، یہ لوگ خدا کی درگاہ میں قیامت کے دن تمام مخلوق میں برے ہوں گے۔

لغوی توضیح وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اس میں یہ تصویریں (مورتیں) بنا دیتے۔ ان کا تصویریں بنانے کا مقصد صرف عبادت وریاضت میں ان نیک لوگوں جیسا بننے کی کوشش کرنا تھا، لیکن ان کے بعد جو لوگ آئے شیطان نے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ تمہارے اسلاف تو انہی تصویروں کو پوجا کرتے تھے، یوں ان کی عبادت شروع ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم کی غرض سے تصاویر بنانا حرام ہے۔

۳۰۶۔ حدیث عَائِشَةَ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ : ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى ' اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) ۔ قَالَتْ : وَلَوْ لَا ذٰلِكَ لَاَبْرَزُوْا قَبْرَهُ ' غَيْرَ اَنِّيْ اَخْشٰى اَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرضِ وفات میں فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر ایسا ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلی رہتی (اور حجرے میں نہ ہوتی) کیونکہ مجھے ڈر اس کا ہے کہ کہیں آپ کی قبر بھی مسجد نہ بنا لی جائے۔

۳۰۷۔ حدیث اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

۳۰۵۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 48 باب هل تنبش قبور مشرکی الجاهلیة ...(427) مسلم (528) نسائی (703)۔
۳۰۶۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 62 باب ما یکره من اتخاذ المساجد علی القبور (1330) مسلم (529)۔
۳۰۷۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 55 باب حدثنا ابو الیمان (437) مسلم (530) ابو داود (3227) بیهقی (4/ 80)۔

اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ، اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) ۔

یہودیوں پر خدا کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مساجد بنالیا۔

۳۰۸۔ حدیث عَائِشَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم، قَالَا: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ، وَهُوَ كَذٰلِكَ: ((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى، اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا ۔

حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مرض الوفات میں اپنی چادر کو بار بار چہرے پر ڈالتے۔ جب کچھ افاقہ ہوتا تو چادر ہٹا دیتے۔ آپ نے اسی اضطراب و پریشانی کی حالت میں فرمایا، یہود و نصاریٰ پر خدا کی پھٹکار ہو کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ آپ ﷺ یہ فرما کر امت کو ایسے کاموں سے ڈراتے تھے۔

فهم الحديث مرض الموت میں نبی ﷺ کا قبروں کو مساجد بنانے سے روکنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ قبروں کو مساجد بنانے کے تین معانی بیان کیے گئے ہیں: ① قبروں پر نماز پڑھنا یعنی ان پر سجدہ کرنا۔ ② قبروں کی طرف رخ کر کے سجدہ کرنا، نماز پڑھنا اور دعا وغیرہ کرنا۔ ③ قبروں پر مساجد تعمیر کرنا اس غرض سے کہ ان میں نماز ادا کی جائے۔ شیخ البانیؒ نے یہ تینوں معانی ذکر کر کے صحیح احادیث سے ان تینوں کو ثابت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد۔

(4) باب فضل بناء المساجد والحث عليها

مساجد کی تعمیر کی فضیلت اور ترغیب کا بیان

۳۰۹۔ حدیث عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ، اَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ، عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيْهِ، حِيْنَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُوْلِ ﷺ: اِنَّكُمْ اَكْثَرْتُمْ، وَاِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يَبْتَغِيْ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ)) ۔

عبیداللہ خولانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر کے متعلق لوگوں کی باتوں کو سن کر فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت زیادہ باتیں کی ہیں۔ حالانکہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے مسجد بنائی اس سے مقصود اللہ پاک کی رضا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی ایک مکان جنت میں اس کے لئے بنائے گا۔

فهم الحديث ایک روایت میں ہے کہ جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اللہ اس کے لیے جنت میں اس سے وسیع گھر بنائیں گے۔[1] اور جس روایت میں ہے کہ جس نے مسجد بنائی خواہ چھوٹی یا بڑی اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے، وہ ضعیف ہے۔[2]

۳۰۸۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 55 باب حدثنا ابو الیمان (435) مسلم (531) نسائی (702)۔

۳۰۹۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 65 باب من بنی مسجدًا (450) مسلم (533) ابن ماجه (736)۔

① [صحیح: السلسلة الصحیحة (3445)]

② [ضعیف: ضعیف الجامع (5509)]

(5) باب الندب الى وضع الايدى على الركب فى الركوع و نسخ التطبيق

رکوع میں ہاتھوں کا گھٹنوں پر رکھنا مستحب اور تطبیق کا حکم منسوخ ہو گیا ہے

۳۱۰۔ حدیث سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ: صَلَّيْتُ اِلَى جَنْبِ اَبِى فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ، ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ، فَنَهَانِي اَبِي، وَقَالَ: كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِينَا عَنْهُ، وَاُمِرْنَا اَنْ نَضَعَ اَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے مصعب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز پڑھی اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر رانوں کے درمیان رکھ لیا۔ اس پر میرے باپ نے مجھے ٹوکا اور فرمایا کہ ہم بھی پہلے اسی طرح کرتے تھے لیکن بعد میں اس سے روک دیے گئے اور یہ حکم ہوا کہ ہم اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔

لغوی توضیح التَّطْبِيْق اس سے مراد یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا اور پھر انہیں دونوں رانوں کے درمیان داخل کر لینا۔ ہاتھوں کی یہ کیفیت رکوع کی حالت میں اختیار کی جاتی تھی لیکن بعد میں یہ طریقہ منسوخ ہو گیا اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کا حکم دے دیا گیا۔

(7) باب تحريم الكلام فى الصلاة ونسخ ما كان من اباحته

نماز میں باتیں کرنا حرام ہے، پہلے اجازت تھی جو منسوخ ہو گئی ہے

۳۱۱۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا، وَقَالَ: ((اِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (پہلے) نبی ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور ہم سلام کرتے تو آپ اس کا جواب دیتے تھے۔ جب ہم نجاشی کے یہاں سے واپس ہوئے تو ہم نے (پہلے کی طرح نماز ہی میں) سلام کیا۔ لیکن اس وقت آپ نے جواب نہیں دیا۔ بلکہ (نماز سے فارغ ہو کر) فرمایا کہ نماز میں آدمی کو فرصت کہاں۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ نماز میں گفتگو منع ہے۔ لہٰذا جو کوئی بھی جان بوجھ کر نماز میں گفتگو کرے گا اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ حافظ ابن حجرؒ اور امام شوکانیؒ نے اس پر اہل علم کا اجماع نقل فرمایا ہے۔[1] علاوہ ازیں اگر کوئی بھول کر کلام کر بیٹھے تو نماز باطل نہیں ہوتی کیونکہ فرمانِ نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطایا بھول کر کیے جانے والے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔[2]

۳۱۲۔ حدیث زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پہلے ہم نماز پڑھتے ہوئے

۳۱۰۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 118 باب وضع الاكف على الركب فى الركوع، مسلم (535) ترمذی (259)۔

۳۱۱۔ البخاری فی: 21 کتاب العمل فی الصلاۃ: 2 باب ما ينهى من الكلام فى الصلاة (1199) مسلم (538)۔

۳۱۲۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 2 سورۃ البقرۃ: 43 باب وقوموا لله قانتين اى مطيعين (1200) مسلم (539)۔

[1] [فتح الباری (3/ 90) نیل الأوطار (2/ 158)]

[2] [صحيح: صحیح ابن ماجة (1662)]

كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ، يُكَلِّمُ اَحَدُنَا اَخَاهُ فِي حَاجَتِهِ، حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ۔

بات بھی کر لیا کرتے تھے کوئی بھی شخص اپنے دوسرے بھائی سے اپنی کسی ضرورت کے لیے بات کر لیتا تھا' یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی ''سب ہی نمازوں کی پابندی رکھو اور خاص طور پر بیچ والی نماز کی اور اللہ کے سامنے فرماں برداروں کی طرح کھڑے ہوا کرو'' [البقرۃ:۲۳۸] اس آیت کے ذریعہ ہمیں نماز میں چپ رہنے کا حکم دے دیا گیا۔

۳۱۳۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ لَهُ، فَانْطَلَقْتُ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَقَدْ قَضَيْتُهَا، فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مَا اللّٰهُ اَعْلَمُ بِهِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ عَلَيَّ اَنِّي اَبْطَاْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي اَشَدُّ مِنَ الْمَرَّةِ الْاُوْلَى، ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ، وَقَالَ اِنَّمَا مَنَعَنِي اَنْ اَرُدَّ عَلَيْهِ اَنِّي كُنْتُ اُصَلِّي وَكَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُتَوَجِّهًا اِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی ایک ضرورت کے لئے (غزوۂ بنی مصطلق میں) بھیجا۔ میں جا کر واپس آیا۔ میں نے کام پورا کر دیا تھا۔ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو سلام کیا۔ لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میرے دل میں اللہ جانے کیا بات آئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید رسول اللہ ﷺ مجھ پر اس لئے خفا ہیں کہ میں دیر سے آیا ہوں ۔ میں نے پھر دوبارہ سلام کیا اور جب اس مرتبہ بھی آپ نے کوئی جواب نہ دیا تو اب میرے دل میں پہلے سے بھی زیادہ خیال آیا۔ پھر میں نے (تیسری مرتبہ) سلام کیا اور اب آپ نے جواب دیا اور فرمایا کہ پہلے دو بار جو میں نے جواب نہ دیا تو اس وجہ سے تھا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور آپ اس وقت اپنی اونٹنی پر تھے اور اس کا رخ قبلہ کی طرف نہ تھا بلکہ دوسری طرف تھا۔

لغوی توضیح مُتَوَجِّهًا اِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ قبلہ کے علاوہ کسی اور جانب رخ کیے ہوئے تھے۔ دراصل نبی ﷺ کی عادت تھی کہ آپ دورانِ سفر اپنی سواری پر نفل ادا کیا کرتے تھے، آپ تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ رخ ہو جاتے لیکن پھر سواری کا رخ جس طرف بھی ہوتا آپ نماز جاری رکھتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سواری پر بھی نفل نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

(8) باب جواز لعن الشيطان في اثناء الصلاة

نماز ادا کرتے ہوئے شیطان پر لعنت بھیجنا جائز ہے

۳۱۴۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، گذشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا۔ وہ میری نماز میں خلل ڈالنا

۳۱۳۔ البخاري في: 21 كتاب العمل في الصلاة: 15 باب لا يردّ السلام في الصلاة (1217) مسلم (540)۔

۳۱۴۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 75 باب الاسير او الغريم يربط في المسجد (461) مسلم (541) بغوى (746)۔

عَلَى الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ ' فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ ' فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ ' فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ ﴿رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾ فَرَدَّهُ خَاسِئًا)) ۔

چاہتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا۔ اور میں نے سوچا کہ مسجد کے کسی ستون کے ساتھ اسے باندھ دوں تا کہ صبح کو تم سب بھی اسے دیکھو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آ گئی ''اے میرے رب! مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما دے جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو''۔[ص:۳۵] پھر آنحضرت ﷺ نے اس شیطان کو ذلیل کر کے دھتکار دیا۔

لغوی توضیح عِفْرِيت خبیث سرکش جن۔ تَفَلَّتَ اچانک سامنے آ گیا۔ سَارِيَة ستون۔ خَاسِئًا ذلیل و رسوا کر کے۔ معلوم ہوا کہ اگر نماز میں کوئی چیز خلل ڈال رہی ہو تو اسے حسب ضرورت ہٹایا جا سکتا ہے، اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

(9) باب جواز حمل الصبيان في الصلاة

نماز پڑھتے ہوئے بچوں کو اٹھا لینا درست ہے

۳۱۵ ۔ حديث أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ ' فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا ' وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۔

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ کو نماز پڑھتے وقت اٹھائے رہتے تھے۔ ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی حدیث میں ہے کہ جب سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے۔

فہم الحدیث یہ حدیث ثبوت ہے کہ نماز میں بچے یا بچی کو اٹھا لیا جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی خواہ فرض ہو یا نفل اور خواہ پڑھنے والا منفرد ہو یا مقتدی یا امام۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی اسی حدیث کے تحت ہے کہ آپ ﷺ امامت کراتے ہوئے اپنی نواسی کو اٹھاتے تھے۔ اور آپ ﷺ کا عمل ہر طرح کے نمازی کے لیے اس عمل کے جواز کا ثبوت ہے۔

(10) باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلاة

نماز پڑھتے ہوئے ضرورت سے دو ایک قدم چل لینا جائز ہے

۳۱٦۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه ' قَالَ أَبُوْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ : إِنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ ' وَقَدِ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ ' مِمَّ عُوْدُهُ ' فَسَأَلُوْهُ عَنْ ذَلِكَ '

ابو حازم بن دینار رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ۔ ان کا آپس میں اس (بات) پر اختلاف تھا کہ منبر نبوی کی لکڑی کس درخت کی تھی۔ اس لئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا خدا گواہ

۳۱۵۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 106 باب إذا حمل جارية صغيرة على عنقه في الصلاة (516) مسلم (543)۔

۳۱٦۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 26 باب الخطبة على المنبر (377) مسلم (544) ابو داود (1080)۔

فَقَالَ: وَاللّٰهِ! اِنِّي لَاَعْرِفُ مِمَّا هُوَ، وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ اَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ، وَاَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى فُلَانَةٍ (امْرَاَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ): ((مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ اَنْ يَعْمَلَ لِي اَعْوَادًا اَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ اِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ)) فَاَمَرَتْهُ فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا، فَاَرْسَلَتْ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هٰهُنَا ثُمَّ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى عَلَيْهَا، وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرَى، فَسَجَدَ فِي اَصْلِ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ عَادَ، فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: ((اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَاْتَمُّوْا بِي وَلِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِي))۔

ہے میں جانتا ہوں کہ منبر نبوی کس لکڑی کا تھا۔ پہلے دن جب وہ رکھا گیا اور سب سے پہلے جب اس پر رسول اللہ ﷺ بیٹھے تو میں اس کو بھی جانتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی فلاں عورت کے پاس جن کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نام بھی بتایا تھا ایک آدمی کو بھیجا کہ وہ اپنے بڑھئی غلام سے میرے لئے لکڑیاں جوڑ دینے کے لئے کہیں تا کہ مجھے لوگوں سے کچھ کہنا ہو تو اس پر بیٹھا کروں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے غلام سے کہا اور وہ غابہ کے جھاؤ کی لکڑی سے اسے بنا کر لایا۔ انصاری خاتون نے اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا آنحضور ﷺ نے اسے یہاں رکھوایا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی پر (کھڑے ہوکر) نماز پڑھائی۔ اسی پر کھڑے کھڑے تکبیر کہی۔ اسی پر رکوع کیا پھر الٹے پاؤں لوٹے اور منبر کی جڑ میں سجدہ کیا اور پھر دوبارہ اسی طرح کیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو خطاب فرمایا۔ لوگو! میں نے یہ اس لئے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری طرح نماز پڑھنی سیکھ لو۔

لغوی توضیح اِمْتَرَوْا اختلاف کیا، جھگڑا کیا۔ طَرْفَاء جھاؤ کا درخت۔ اَلْغَابَة مدینہ کے شمال میں ایک جگہ کا نام۔ اَلْقَهْقَرَى پیچھے کو چلتے ہوئے، تا کہ قبلہ کو پشت نہ ہو۔ فَسَجَدَ فِيْ اَصْلِ الْمِنْبَرِ منبر کی جڑ میں سجدہ کیا، یعنی زمین پر منبر کی سب سے نچلی سیڑھی کی جانب۔ لِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِيْ تا کہ تم میری طرح نماز پڑھنی سیکھ لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ منبر پر نماز پڑھنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ بھی آپ کو نماز پڑھتے دیکھ لیں جو زمین پر آپ کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس حدیث میں یہ ثبوت موجود ہے کہ تعلیم کی غرض سے نماز پڑھانا درست ہے، اسی طرح دوران نماز تھوڑی بہت حرکت نقصان نہیں دیتی۔

(11) باب كراهة الاختصار في الصلاة

دوران نماز کمر پر ہاتھ رکھنا منع ہے

٣١٧۔ حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نُهِيَ اَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

لغوی توضیح مُخْتَصِرًا اختصار یہ ہے کہ آدمی اپنی کمر پر یا پہلو پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھ رہا ہو۔

٣١٧۔ البخاری فی: 21 کتاب العمل فی الصلاة: 17 باب الخصر فی الصلاة (1219) مسلم (545) ترمذی (383)۔

(12) باب كراهة مسح الحصى وتسوية التراب فى الصلاة

نماز ادا کرتے ہوئے کنکریاں ہٹانا اور مٹی صاف کرنا منع ہے

۳۱۸۔ حدیث مُعَيْقِيبٍ رضي الله عنه' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ' قَالَ: ((اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً))۔

حضرت معیقیب بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک شخص سے جو ہر مرتبہ سجدہ کرتے ہوئے کنکریاں برابر کرتا تھا فرمایا کہ اگر ایسا کرنا ہے تو صرف ایک ہی بار کر (کیونکہ بار بار ایسا کرنا نماز میں خشوع وخضوع کے خلاف ہے)۔

(13) باب النهى عن البصاق فى المسجد فى الصلاة وغيرها

مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے یا نماز کے علاوہ تھوکنے کی ممانعت

۳۱۹۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ' ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ' فَقَالَ: ((اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ 'فَاِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهِ اِذَا صَلّٰى))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی دیوار پر تھوک دیکھا۔ آپ نے اسے کھرچ ڈالا اور لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز میں ہو تو سامنے نہ تھوکے کیونکہ نماز میں منہ کے سامنے اللہ عزوجل ہوتا ہے۔

لغوی توضیح: بُصَاق تھوک۔ فَحَكَّهُ اسے کھرچ ڈالا۔

۳۲۰۔ حدیث اَبِي سَعِيْدٍ رضي الله عنه' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَبْصَرَ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ' ثُمَّ نَهٰى اَنْ يَبْزُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ' اَوْعَنْ يَمِيْنِهِ' وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ' اَوْتَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى ـ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے مسجد کے قبلہ کی دیوار پر بلغم دیکھا تو آپ نے اسے کنکری سے کھرچ ڈالا۔ پھر فرمایا، کوئی شخص سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکے، البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک لینا چاہیے۔

۳۲۱۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي سَعِيْدٍ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا ' فَقَالَ:

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک کنکری لی اور اسے صاف کر دیا۔ پھر فرمایا، جب کوئی شخص تھوکے تو

۳۱۸۔ البخاری فی: 21 کتاب العمل فی الصلاۃ 8 باب مسح الحصا فی الصلاۃ (1207) مسلم (546) ابو داود (946)۔

۳۱۹۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 33 باب حك البزاق بالید من المسجد (406) مسلم (547) ابن ماجه (763)۔

۳۲۰۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 36 باب لیبزق عن یساره او تحت قدمه الیسری (408) مسلم (548)۔

۳۲۱۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 34 باب حك المخاط بالحصی من المسجد ـ

((إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ، وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى))۔

اسے سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکنا چاہیے البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک لے۔

۳۲۲۔ حدیث عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا، أَوْ بُصَاقًا، أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی دیوار پر رینٹ (ناک کا مواد) یا تھوک یا بلغم دیکھا تو اسے کھرچ ڈالا۔

لغوی توضیح مُخَاط ناک کا ریشہ۔ بُصَاق تھوک۔ نُخَامَة بلغم جو سینے سے آئے۔

۳۲۳۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مومن جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اس لئے وہ اپنے سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکے۔ ہاں بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک لے۔

۳۲۴۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے (زمین میں) چھپا دینا ہے۔

فهم الحديث یہ حدیث بظاہر سابقہ روایات کے خلاف معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں مطلقاً مسجد میں تھوکنے کو گناہ کہا گیا ہے جبکہ سابقہ روایات میں بائیں جانب یا قدم کے نیچے تھوکنے کا جواز ہے۔ ان میں اہل علم نے یوں تطبیق دی ہے کہ نماز میں قبلہ رخ اور دائیں جانب تو مطلقاً تھوکنا منع ہے البتہ بوقتِ ضرورت بائیں جانب یا قدم کے نیچے اس کا جواز ہے لیکن اس صورت میں بھی بعد میں تھوک کو مٹی کے ساتھ دفن کرنا یا مَل کر صاف کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں کھنکھارا، پھر بلغم کو جوتی کے ساتھ مَل لیا۔[1] یہاں یہ بھی یاد رہے کہ یہ مَلنا یا دفن کرنا بھی تب ہی درست ہے جب مسجد میں کچھ بچھایا نہ گیا ہو، لیکن اگر مسجد میں چٹائیاں (قالین) یا اس کی مثل کوئی چیز بچھائی گئی ہو کہ جس کے باعث تھوک کو دفن کرنا ممکن نہ ہو تو مسجد میں تھوکنا ایسا گناہ ہوگا جس کا کفارہ ادا نہیں کیا گیا۔ (واللہ اعلم)

۳۲۲۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 23 باب حك البزاق باليد من المسجد (407) مسلم (549) مؤطا (457)۔
۳۲۳۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 36 باب ليزق عن يساره او تحت قدمه (241) مسلم (551) حمیدی (1219)۔
۳۲۴۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 37 باب كفارة البزاق فی المسجد (415) مسلم (552) ترمذی (572)۔

[1] [مسلم (۵۵۲)]

(14) باب جواز الصلاة فى النعلين

جوتے پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

۳۲۵۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ الْأَزْدِيِّ ، قَالَ : سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ : أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ : نَعَمْ ۔

سعید بن یزید ازدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا نبی ﷺ اپنی جوتیاں پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا' ہاں۔

فهم الحديث ایک روایت میں ہے کہ یہود کی مخالفت کرو بلاشبہ وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔[1] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کی وجہ سے جوتے پہن کر نماز پڑھنے کو مستحب کہا ہے۔[2]

(15) باب كراهة الصلاة فى ثوب له اعلام

پھول دار کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

۳۲۶۔ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ ، فَقَالَ: ((شَغَلَتْنِي أَعْلَامُ هَذِهِ اذْهَبُوا بِهَا إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةٍ)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دھاری دار چادر میں نماز پڑھی۔ پھر فرمایا کہ اس کے نقش و نگار نے مجھے غافل کر دیا۔ اسے لے جا کر ابوجہم کو واپس کر دو۔ اور اس سے (اسکے بجائے) سادی چادر مانگ لاؤ۔

لغوی توضیح خَمِيصَة وہ چادر جس میں نشان ہوں۔ اَنْبِجَانِيَة وہ موٹی چادر جس میں نشان نہ ہوں۔ دراصل یہ چادر ابوجہم نے آپ ﷺ کو تحفہ میں دی تھی مگر اس کے نقش و نگار آپ کو پسند نہیں آئے کیونکہ ان کی وجہ سے نماز کے خشوع و خضوع میں فرق آ رہا تھا اس لئے آپ نے اسے واپس کرا دیا۔ معلوم ہوا کہ نماز میں ہر غافل کرنے والی چیز اپنے سے دور کر لینی چاہیے۔

(16) باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام

کھانا سامنے آ جائے تو نماز پڑھنا مکروہ ہے

۳۲۷۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : ((إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَؤُوا بِالْعَشَاءِ)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب رات کا کھانا سامنے رکھ دیا گیا ہو اور نماز بھی کھڑی ہو گئی ہو تو پہلے کھانا کھاؤ۔

۳۲۸۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قُدِّمَ الْعَشَاءُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب شام کا کھانا حاضر کر دیا جائے تو مغرب کی نماز سے پہلے کھانا

۳۲۵۔ البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 24 باب الصلاة فى النعال (386) مسلم (555) ابو داود (482)۔
۳۲۶۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 93 باب الالتفات فى الصلاة (373) مسلم (556) ابن ماجه (3550)۔
۳۲۷۔ البخاری فی: 70 كتاب الاطعمة: 58 باب إذا حضر العشاء فلا يعجل عن عشائه (672) مسلم (557)۔
۳۲۸۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 42 باب إذا حضر الطعام واقيمت الصلاة ۔

① [صحيح : صحيح أبو داود (607) أبو داود (652)] ② [تحفة الأحوذى (2/ 444)]

فَابْدَئُوْا بِهِ قَبْلَ اَنْ تُصَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ ' وَلَا تَعْجَلُوْا عَنْ عَشَائِكُمْ))۔

کھالو اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز میں جلدی مت کرو۔

۳۲۹۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَئُوْا بِالْعَشَاءِ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اگر شام کا کھانا سامنے رکھا جائے اور ادھر نماز کے لئے تکبیر بھی ہونے لگے تو پہلے کھانا کھالو۔

۳۳۰۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ ' وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا شام کا کھانا تیار ہو چکا ہو اور تکبیر بھی کہی جا چکی ہو تو پہلے کھانا کھالو اور نماز کے لئے جلدی نہ کرو' کھانے سے فراغت کرلو۔

لغوی توضیح اَلْعَشَاء شام کا کھانا۔ان روایات سے معلوم ہوا کہ کھانا پیش کر دیا جائے اور اُدھر نماز کا وقت ہو جائے تو پہلے کھانا کھالینا چاہیے۔ایک روایت میں تو یہ الفاظ موجود ہیں کہ کھانا حاضر ہو جائے تو نماز نہیں ہوتی۔[1]

(17) باب نهي من اكل ثوما او بصلا او كراثا او نحوها

لہسن' پیاز' گندنا اور اسی طرح کی بدبو والی چیزیں کھا کر مسجد میں آنا منع ہے

۳۳۱۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنہما ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ "يَعْنِي الثُّوْمَ" فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ خیبر کے موقعہ پر کہا تھا کہ جو شخص اس درخت یعنی لہسن کو کھائے ہوئے ہوا سے ہماری مسجد میں نہ آنا چاہیے۔

لغوی توضیح فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا (لہسن یا پیاز کھانے والا) ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔واضح رہے کہ ان سبزیوں کے کھانے کی ممانعت صرف مسجد میں آتے وقت ہے ویسے ان کا کھانا جائز و مباح ہے جیسا کہ اسی باب کی آخری حدیث بھی اس کا ثبوت ہے۔

۳۳۲۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' عَنْ عَبْدِ

عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

۳۲۹۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 42 باب إذا حضر الطعام واقیمت الصلاۃ (671) مسلم (558) دارمی (1280)۔

۳۳۰۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 42 باب إذا حضر الطعام واقیمت الصلاۃ (673) مسلم (559) ترمذی (354)۔

۳۳۱۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 160 باب ما جاء فی الثوم النیّ والبصل والکراث (853) مسلم (561)۔

۳۳۲۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 160 باب ما جاء فی الثوم النیّ والبصل والکراث (856) مسلم (562)۔

---

[1] [مسلم (560)]

الْعَزِيْزِ ' قَالَ : سَاَلَ رَجُلٌ اَنَسًا ' مَاسَمِعْتَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فِي الثُّوْمِ ؟ فَقَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا "اَوْ" لَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا)) ۔

ایک شخص نے پوچھا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے لہسن کے بارے میں کیا سنا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس درخت کو کھائے وہ ہمارے قریب نہ آئے یا فرمایا ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

۳۳۳۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ' زَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ' قَالَ : ((مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا "اَوْقَالَ" فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ)) ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو لہسن یا پیاز کھائے ہوئے ہو وہ ہم سے دور رہے یا (یہ کہا کہ اسے) ہماری مسجد سے دور رہنا چاہیے یا اسے اپنے گھر ہی میں بیٹھنا چاہیے۔

وَاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اُتِيَ بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا ' فَسَاَلَ فَاُخْبِرَ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ ' فَقَالَ: ((قَرِّبُوْهَا)) اِلٰى بَعْضِ اَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ فَلَمَّا رَاٰهُ كَرِهَ اَكْلَهَا ' قَالَ: ((كُلْ فَاِنِّي اُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي)) ۔

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک ہنڈیا لائی گئی جس میں کئی قسم کی ہری ترکاریاں تھیں (پیاز یا گندنا بھی) آپ نے اس میں بو محسوس کی اور اس کے متعلق دریافت کیا۔ اس سالن میں جتنی ترکاریاں ڈالی گئی تھیں وہ آپ کو بتادی گئیں۔ وہاں ایک صحابی موجود تھے آپ نے فرمایا کہ اس کی طرف یہ سالن بڑھا دو۔ آپ نے اسے کھانا پسند نہیں فرمایا اور فرمایا کہ تم لوگ کھالو۔ میری جن سے سرگوشی رہتی ہے تمہاری نہیں رہتی۔

(19) باب السهو في الصلاة والسجود له

نماز میں بھولنا اور سجدہ سہو کرنا

۳۳٤۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ الْاَذَانَ ' فَاِذَا قُضِيَ الْاَذَانُ اَقْبَلَ ' فَاِذَا ثُوِّبَ بِهَا اَدْبَرَ ' فَاِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ ' حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ ' يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا ' مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ ' حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ يَدْرِي كَمْ صَلّٰى ' فَاِذَا لَمْ يَدْرِ اَحَدُكُمْ كَمْ صَلّٰى ' ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا ' فَلْيَسْجُدْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب نماز کے لئے اذان ہوتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سنے جب اذان پوری ہوجاتی ہے تو پھر آجاتا ہے۔ پھر جب اقامت ہوتی ہے تو پھر بھاگ پڑتا ہے لیکن اقامت ختم ہوتے ہی پھر آجاتا ہے اور نمازی کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں فلاں بات یاد کر۔ اس طرح اسے وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو اس کے ذہن میں نہیں تھیں لیکن دوسری طرف نمازی کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعات اس نے پڑھی ہیں اس لئے اگر کسی کو یہ یاد نہ رہے کہ تین رکعت پڑھیں یا چار تو بیٹھے ہی

۳۳۳۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 160 باب ما جاء في الثوم النيّ والبصل والكراث (854) مسلم (564)۔

۳۳٤۔ البخاري في: 22 كتاب السهو: 6 باب إذا لم يدرِكم صلى ثلاثًا او اربعًا، مسلم (569) ابو داود (1030)۔

سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ))۔

بیٹھے سہو کے دو سجدے کر لے۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تعدادِ رکعات میں شک ہو جائے تو سہو کے دو سجدے کر لینے چاہییں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو وہ شک کو نظر انداز کر کے جس پر یقین ہو اس پر نماز کی بنیاد رکھے پھر دو سجدے کر لے۔[1] بلاشبہ یقینی چیز کم تعداد ہی ہے اس لیے اسی پر بنیاد رکھنی چاہیے۔ یعنی اگر تین یا چار کے درمیان شک ہو جائے تو تین رکعات تصور کر کے چوتھی پڑھ لینی چاہیے اور اگر چار یا پانچ کے درمیان شک ہو جائے تو چار تصور کر لینی چاہییں۔ علاوہ ازیں یہ بھی یاد رہے کہ سہو کے سجدے سلام پھیرنے سے پہلے بھی کیے جا سکتے ہیں اور بعد میں بھی کیونکہ نبی ﷺ سے دونوں طرح ہی ثابت ہے۔

۳۳۵۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ ، قَالَ : صَلَّى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ ، ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيْمَهُ كَبَّرَ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ، ثُمَّ سَلَّمَ ۔

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کسی نماز کی دو رکعت پڑھانے کے بعد کھڑے ہو گئے۔ پہلا قعدہ نہیں کیا۔ اس لئے لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے جب آپ نماز پوری کر چکے تو ہم سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے لیکن آپ نے سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا اور سلام ہی سے پہلے دو سجدے بیٹھے بیٹھے کئے پھر سلام پھیرا۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ درمیانہ تشہد رہ جائے تو سہو کے دو سجدے اس سے کفایت کر جاتے ہیں۔

۳۳۶۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ : صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ (قَالَ إِبْرَاهِيْمُ أَحَدُ الرُّوَاةِ ، لَا أَدْرِي زَادَ أَوْ نَقَصَ ۔ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيْلَ لَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ ؟ قَالَ : ((وَمَا ذَاكَ ؟)) قَالُوا : صَلَّيْتَ كَذَا وَ كَذَا ۔ فَثَنَى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ، ثُمَّ سَلَّمَ ۔ فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ ، قَالَ : ((إِنَّهُ لَوْحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ بِهِ ، وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسَى كَمَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھائی (ابراہیم راوی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ نماز میں زیادتی ہوئی یا کمی) پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آیا ہے؟ آپ نے فرمایا آخر بات کیا ہے؟ لوگوں نے کہا آپ نے اتنی اتنی رکعات پڑھی ہیں۔ یہ سن کر آپ نے اپنے دونوں پاؤں پھیرے اور قبلہ کی طرف منہ کر لیا اور (سہو کے) دو سجدے کئے اور سلام پھیرا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہوتا تو میں تمہیں پہلے ہی ضرور کہہ دیتا لیکن میں تو تمہارے جیسا آدمی ہوں جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں اس لئے جب میں بھول جایا کروں تو تم مجھے یاد دلایا

۳۳۵۔ البخاری فی: 22 کتاب السهو: 1 باب ما جاء فی السهو إذا قام من رکعتی الفریضة (829) مسلم (570)۔

۳۳۶۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 31 باب التوجه نحو القبلة حیث کان (401) مسلم (572) ترمذی 353)۔

تَنْسَوْنَ ، فَإِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِي ، وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ))۔

کرو اور اگر کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو اس وقت ٹھیک بات سوچے ، پھر اسی کے مطابق نماز پوری کرے پھر سلام پھیر کر دو سجدے (سہو کے) کرے۔

۳۳۷۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ، قَالَ : صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ سَلَّمَ ، ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا ، وَفِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ أَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ ، وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ ، فَقَالُوْا : قَصُرَتِ الصَّلَاةُ ، وَ فِي الْقَوْمِ رَجُلٌ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُوْهُ ذَا الْيَدَيْنِ ، فَقَالَ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ! أَنَسِيْتَ أَمْ قَصُرَتْ ، فَقَالَ : ((لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تَقْصُرْ)) قَالُوا : بَلْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : ((صَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ)) فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ، ثُمَّ وَضَعَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔ اس کے بعد آپ مسجد کے آگے کے حصہ یعنی دالان میں ایک لکڑی پر سہارا لے کر کھڑے ہو گئے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا۔ حاضرین میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ مگر بات کرنے سے ڈرے اور جلد باز لوگ مسجد سے باہر نکل گئے۔ صحابہ نے آپس میں کہا کہ شاید نماز میں کمی ہو گئی ہے (اسی لئے آپ ﷺ نے ظہر کی نماز چار کی بجائے صرف دو ہی رکعت پڑھائی ہے)۔ حاضرین میں ایک صحابی تھے جنہیں آپ ’’ذوالیدین‘‘ (لمبے ہاتھوں والا) کہہ کر مخاطب فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! نماز کی رکعات کم ہو گئیں ہیں یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کی رکعات کم ہوئی ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ! آپ بھول گئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے یاد کر کے فرمایا کہ ذوالیدین نے صحیح کہا ہے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعات اور پڑھائیں۔ پھر سلام پھیرا اور تکبیر کہہ کر سجدہ (سہو) میں گئے۔ نماز کے سجدہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہہ کر پھر سجدہ میں گئے پہلے سجدہ کی طرح یا اس سے بھی لمبا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ اگر نماز کی کوئی رکعت رہ جائے تو پہلے وہ رکعت ادا کرنی چاہیے اور پھر سہو کے سجدے کرنے چاہییں۔ علاوہ ازیں اگر کوئی بھول کر رکعت زیادہ پڑھ لے تب بھی اسے دو سجدے کرنے چاہییں، اس طرح یہ دو سجدے بھی ایک رکعت کے برابر ہو جائیں گے اور انسان کے لیے نماز کے ساتھ دو نفلوں کا ثواب لکھ لیا جائے گا۔
اگر سہو زیادہ ہو جائیں تو سجدے زیادہ نہیں ہوں گے کیونکہ اگرچہ ہر نمازی سے اس کا امکان تو موجود ہے لیکن نہ تو نبی ﷺ سے ایسا کچھ

۳۳۷۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 45 باب ما يجوز من ذكر الناس ، مسلم (574) ابو داود (1018)۔

ثابت ہے اور نہ ہی کسی ایک صحابی سے منقول ہے کہ انہوں نے سہو کے تکرار کی وجہ سے بار بار سجدے کیے ہوں۔ اسی طرح نبی ﷺ سے سجدہ سہو کے دوران کوئی خاص دعا و ذکر بھی ثابت نہیں۔

باب سجود التلاوة — تلاوت کے سجدوں کا بیان

۳۳۸۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّورَةَ فِيهَا السَّجْدَةُ، فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَوْضِعَ جَبْهَتِهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی ﷺ ہماری موجودگی میں آیت سجدہ پڑھتے اور سجدہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ (ہجوم کی وجہ سے) اس طرح سجدہ کرتے کہ پیشانی رکھنے کی جگہ بھی نہ ملتی جس پر سجدہ کرتے۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت مسنون ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ فرض نہیں، یعنی اگر کوئی یہ سجدہ نہیں کرتا تو گناہگار نہیں ہوگا۔ جیسا کہ آئندہ حدیث ۳۴۰ بھی اس کا ثبوت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بروز جمعہ منبر پر آیت سجدہ تلاوت کی اور سجدہ کیا، لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ پھر اگلے جمعہ کو وہی آیت تلاوت کی اور فرمایا کہ لوگو! یقیناً ہمیں ان سجدوں کا حکم نہیں دیا گیا لہٰذا جو شخص یہ سجدے کرے گا اسے اجر و ثواب ملے گا اور جو یہ سجدے نہیں کرے گا اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (1) تاہم یہ سجدے کرنا ہی افضل ہے کیونکہ ایک تو یہ سنت ہے اور دوسرا اس سے شیطان بھی روتا پیٹتا ہے، فرمانِ نبوی ہے کہ جب ابن آدم کسی سجدہ کی آیت کو تلاوت کرتا ہے اور پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا اس سے علیحدہ ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ 'ہائے میری ہلاکت' کہ ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کر لیا لہٰذا اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کر دیا لہٰذا میرے لیے آگ ہے۔ (2)

۳۳۹۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ النَّجْمَ بِمَكَّةَ فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ مَعَهُ ـ غَيْرَ شَيْخٍ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ، وَقَالَ: يَكْفِينِي هٰذَا، فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مکہ میں نبی ﷺ نے سورہ نجم کی تلاوت کی اور سجدہ کیا۔ آپ کے پاس جتنے آدمی تھے (مسلمان و کافر) سب نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا البتہ ایک بوڑھا شخص (امیہ بن خلف) اپنے ہاتھ میں کنکری یا مٹی اٹھا کر اپنی پیشانی تک لے گیا اور کہا میرے لئے یہی کافی ہے۔ میں نے دیکھا کہ بعد میں وہ بوڑھا کافر ہی رہ کر مارا گیا۔

۳۴۰۔ حديث زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَزَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا۔

عطاء بن یسار رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، آپ نے یقین کے ساتھ اس امر کا اظہار کیا کہ میں نے نبی ﷺ کے سامنے سورہ نجم کی تلاوت کی تھی اور آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

۳۳۸۔ البخاري في: 17 كتاب سجود القرآن: 8 باب من سجد لسجود القارىء (1075) مسلم (575) بغوى (867)۔
۳۳۹۔ البخاري في: 17 كتاب سجود القرآن: 1 باب ما جاء في سجود القرآن وسنتها (1067) مسلم (576)۔
۳۴۰۔ البخاري في: 17 كتاب سجود القرآن: 6 باب من قرا السجدة ولم يسجد (1072) مسلم (577)۔

(1) [بخاری (1077) کتاب الجمعة] (2) [مسلم (115) كتاب الإيمان، ابن ماجة (1052)]

٣٤١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فَقُلْتُ، مَا هَذِهِ؟ قَالَ: سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ، فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ.

ابورافع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشا پڑھی۔ آپ نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا اس پر میں نے کہا کہ یہ سجدہ کیسا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اس سورہ میں میں نے ابو القاسم ﷺ کے پیچھے سجدہ کیا تھا اس لئے میں بھی ہمیشہ اس میں سجدہ کروں گا یہاں تک کہ آپ سے مل جاؤں۔

(23) باب الذكر بعد الصلاة

نماز کے بعد ذکر کا بیان

٣٤٢۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ: أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِالتَّكْبِيرِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی ﷺ کی نماز ختم ہونے کو تکبیر کی وجہ سے سمجھ جاتا تھا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نماز کے فوراً بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا کرتے تھے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ نماز کے فوراً بعد اونچی آواز سے لَا اِلٰهَ اِلَّا الله کا ورد کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ اللہ اکبر کے بعد آپ ﷺ تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللهَ کہتے پھر یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَتَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۔[1]

(24) باب استحباب التعوذ من عذاب القبر

نماز میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا مستحب ہے

٣٤٣۔ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَتَا لِي، إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ، فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ عَجُوزَيْنِ، وَذَكَرْتُ لَهُ۔ فَقَالَ: ((صَدَقَتَا)) إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا)) فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِي صَلَاةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ کے یہودیوں کی دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ قبر والوں کو ان کی قبر میں عذاب ہوگا لیکن میں نے انہیں جھٹلایا اور ان کی تصدیق نہیں کر سکی پھر وہ دونوں عورتیں چلی گئیں اور نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دو بوڑھی عورتیں، پھر میں نے آپ سے واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے صحیح کہا، قبر والوں کو عذاب ہوگا اور ان کے عذاب کو تمام چوپائے سنیں گے۔ پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگنے لگے تھے۔

فهم الحديث نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی دعا آئندہ حدیث نمبر ۳۴۵ اور ۳۴۶ میں مذکور ہے۔

٣٤١۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 101 باب القراءة في العشاء بالسجدة (1074) مسلم (578)۔
٣٤٢۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 155 باب الذكر بعد الصلاة (841) مسلم (583) ابو داود (1002)۔
٣٤٣۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 37 باب التعوذ من عذاب القبر (1372) مسلم (586) نسائی (1307)۔

[1] [مسلم (591) كتاب المساجد، أبو داود (3/ 68) ابن ماجة (928) أحمد (5/ 275)]

(25) باب ما يستعاذ منه في الصلاة

نماز میں کس کس چیز سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہیے

٣٤٤۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَعِيْذُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے سنا۔

٣٤٥۔ حديث عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلَاةِ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنَ عَذَابِ الْقَبْرِ ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ ' اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ)) فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ : مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ ! فَقَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ)) ـ

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے ''اے اللہ! قبر کے عذاب سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ زندگی کے اور موت کے فتنوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے اللہ! تیری پناہ مانگتا ہوں گناہوں سے اور قرض سے۔'' کسی (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا) نے آنحضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ تو قرض سے بہت ہی زیادہ پناہ مانگتے ہیں! اس پر آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مقروض ہو جائے تو وہ جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلاف ہو جاتا ہے۔

٣٤٦۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه' قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو : ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ' وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ' وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا کرتے تھے ، اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے اور کانے دجال کی بلا سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

(26) باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته

نماز کے بعد کونسا ذکر مستحب ہے اور اس کو کیسے کرنا چاہیے

٣٤٧۔ حديث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنه' عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ' قَالَ : اَمْلَى عَلَيَّ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فِي كِتَابٍ اِلَى مُعَاوِيَةَ '

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وراد نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں لکھوایا کہ نبی ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے ''اللہ کے سوا

٣٤٤۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 149 باب الدعاء قبل السلام (7129) مسلم (587) احمد (26387)۔
٣٤٥۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 149 باب الدعاء قبل السلام (832) مسلم (589) ابوداود (880)۔
٣٤٦۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 88 باب التعوذ من عذاب القبر (1377) مسلم (588) عبد الرزاق (6755)۔
٣٤٧۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 155 باب الذكر بعد الصلاة (844) مسلم (593) ابوداود (1505)۔

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))۔

کوئی لائق عبادت نہیں۔اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اس کی ہے اور تمام تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔اے اللہ! جسے تو دے اسے روکنے والا کوئی نہیں اور کسی مال دار کو اس کی دولت و مال تیری بارگاہ میں کوئی نفع نہ پہنچا سکیں گے۔

۳۴۸۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: جَاءَ الْفُقَرَاءُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوْا: ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ مِنَ الْاَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلَا وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ، يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ اَمْوَالٍ يَحُجُّوْنَ بِهَا وَيَعْتَمِرُوْنَ، وَيُجَاهِدُوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ، قَالَ: ((اَلَا اُحَدِّثُكُمْ بِمَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهِ اَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ اَحَدٌ بَعْدَكُمْ وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ اَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِ، اِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهُ؟ تُسَبِّحُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ))۔ فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا، فَقَالَ بَعْضُنَا نُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَنَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَنُكَبِّرُ اَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ۔ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ: ((تَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ))۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ نادار لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ امیر رئیس لوگ بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی جنت حاصل کر چکے حالانکہ جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں۔لیکن مال و دولت کی وجہ سے انہیں ہم پر فوقیت حاصل ہے کہ اس کی وجہ سے وہ حج کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں، جہاد کرتے ہیں اور صدقے دیتے ہیں۔ (اور ہم محتاجی کی وجہ سے ان کاموں کو نہیں کر پاتے)۔اس پر آپ نے فرمایا کہ لو میں تمہیں ایک ایسا عمل بتاتا ہوں کہ اگر تم اس کی پابندی کرو گے تو جو لوگ تم سے آگے بڑھ چکے ہیں انہیں تم پالو گے اور تمہارے مرتبہ تک پھر کوئی نہیں پہنچ سکتا اور تم سب سے اچھے ہو جاؤ گے سوائے ان کے جو یہی عمل شروع کر دیں۔ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ تسبیح (سبحان اللہ) تحمید (الحمد للہ) اور تکبیر (اللہ اکبر) کہا کرو۔ (حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں) پھر ہم میں اختلاف ہو گیا کسی نے کہا کہ ہم تسبیح تینتیس مرتبہ۔ تحمید تینتیس مرتبہ اور تکبیر چونتیس مرتبہ کہیں گے۔ میں نے اس پر آپ ﷺ سے دوبارہ معلوم کیا تو آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر کہو۔ تا آنکہ ان میں سے ہر ایک تینتیس مرتبہ ہو جائے۔

۳۴۸۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 155 باب الذکر بعد الصلاۃ (843) مسلم (595) ابن حبان (2014)۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہنا چاہیے۔البتہ ایک روایت میں اللہ اکبر چونتیس مرتبہ کہنے کا بھی ذکر ہے۔[1]

(27) باب ما يقال بين تكبيرة الاحرام والقراءة

تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان کیا پڑھنا چاہیے

۳۴۹۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً هُنَيَّةً، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: أَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ اور قرائت کے درمیان تھوڑی دیر چپ رہتے تھے۔تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔آپ اس تکبیر اور قرأت کے درمیان کی خاموشی میں کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھتا ہوں ''اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر جتنی مشرق اور مغرب میں ہے۔اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر جیسے سفید کپڑا میل سے پاک ہوتا ہے۔اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھو ڈال۔

لغوی توضیح هُنَيَّة تھوڑی دیر۔ نَقِّنِيْ مجھے صاف کردے، پاک کردے۔ الثَّلْج برف۔ الْبَرَد اولے۔یاد رہے کہ اسی مقام پر پڑھنے کے لیے یہ دعا بھی ثابت ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔[2]

(28) باب استحباب اتيان الصلاة بوقار وسكينة والنهي عن اتيانها سعيا

نماز کے لیے وقار و سکون سے آنا چاہیے اور دوڑ کر آنا منع ہے

۳۵۰۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا، جب نماز کے لیے تکبیر کہی جائے تو دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ پورے اطمینان کے ساتھ آؤ، پھر نماز کا جو حصہ (امام کے ساتھ) پالو اسے پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کرو۔

۳۴۹۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 89 باب ما يقول بعد التكبير (744) مسلم (598) ابو داود (781) نسائی (60)۔

۳۵۰۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 18 باب المشي إلى الجمعة (636) مسلم (602) ابن ماجه (775)۔

---

[1] [مسلم (596) كتاب المساجد و مواضع الصلاة]

[2] [صحيح : صحيح أبو داود (702) أبو داود (776) ترمذى (243) ابن ماجة (806)]

۳۵۱۔ حدیث اَبِی قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّی مَعَ النَّبِیِّ ﷺ، اِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ، فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ: ((مَا شَاْنُکُمْ؟)) قَالُوْا: اسْتَعْجَلْنَا اِلَی الصَّلَاةِ، قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلُوْا، اِذَا اَتَیْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَیْکُمْ بِالسَّکِیْنَةِ، فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا، وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا))۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز میں تھے آپ نے کچھ لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سنی۔ نماز کے بعد آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا قصہ ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نماز کے لئے جلدی کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو بلکہ جب تم نماز کے لئے آؤ تو وقار اور سکون کو ملحوظ رکھو نماز کا جو حصہ پاؤ اسے پڑھو اور جو رہ جائے اسے (بعد میں) پورا کرلو۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ نماز کے لیے ہمیشہ پورے اطمینان وسکون کے ساتھ آنا چاہیے خواہ تکبیر ہو چکی ہو یا نہ۔ تاہم پہلی حدیث میں تکبیر کا ذکر صرف اس لیے ہے کیونکہ عموماً یہی چیز انسان کو جلدی کرنے پر ابھارتی ہے۔① یہ بھی معلوم ہوا کہ امام جس حالت میں بھی ہو اس کے ساتھ مل جانا چاہیے، پھر جو نماز باقی رہ جائے اسے بعد میں پورا کرنا چاہیے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ جو نماز امام کے ساتھ ملی ہے وہ ابتدائی رکعات ہیں یعنی اگر کوئی تیسری رکعت میں ملے تو اس کی پہلی دو رکعات شمار ہوں گی، آخری نہیں۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔②

(29) باب متى يقوم الناس للصلاة

نماز باجماعت کے لئے لوگ کب کھڑے ہوں

۳۵۲۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اُقِیْمَتِ الصَّلَاةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ قِیَامًا، فَخَرَجَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَامَ فِی مُصَلَّاهُ ذَکَرَ اَنَّهُ جُنُبٌ، فَقَالَ لَنَا: ((مَکَانَکُمْ)) ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ خَرَجَ اِلَیْنَا وَرَاْسُهُ یَقْطُرُ، فَکَبَّرَ، فَصَلَّیْنَا مَعَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کی تکبیر ہوئی اور صفیں برابر ہو گئیں۔ لوگ کھڑے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے سے ہماری طرف تشریف لائے۔ جب آپ مصلے پر کھڑے ہو چکے تو یاد آیا کہ آپ جنبی ہیں۔ پس آپ نے ہم سے فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور آپ واپس چلے گئے۔ پھر آپ نے غسل کیا اور واپس ہماری طرف تشریف لائے تو سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ نماز کے لئے تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔

لغوی توضیح مَكَانَكُمْ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ يَقْطُرُ قطرے ٹپک رہے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے آنے سے پہلے بھی مقتدی کھڑے ہو سکتے ہیں جبکہ ایک دوسری روایت میں فرمانِ نبوی ہے کہ مجھے دیکھنے سے پہلے کھڑے مت ہو۔③ ان میں تطبیق یوں دی گئی ہے کہ درج بالا حدیث کا واقعہ اس حکم سے پہلے کا ہے، لہٰذا اب امام کے آنے سے پہلے کھڑے نہیں ہونا چاہیے۔

۳۵۱۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 20 باب قول الرجل فاتتنا الصلاة (635) مسلم (603) ابن حبان (2147)۔

۳۵۲۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 17 باب إذا ذکر فی المسجد انه جنب ...(275) مسلم (605) ابو داود (235)۔

① [فتح الباری (2/ 117)] ② [بیھقی (2/ 299)]

③ [مسلم (604) کتاب المساجد]

(30) باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة

جس نے باجماعت نماز کی ایک رکعت بھی پالی اس کی نماز باجماعت ہوگئی

٣٥٣۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلاةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلاةَ)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ،جس نے ایک رکعت نماز (باجماعت) پالی اس نے نماز (باجماعت کا ثواب) پالیا۔

لغوی توضیح: مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً جس نے ایک رکعت پالی۔ یعنی امام کے ساتھ۔ جیسا کہ یہ وضاحت صحیح مسلم کی ہی ایک دوسری روایت میں ان لفظوں میں موجود ہے ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلاةِ مَعَ الْاِمَامِ)) ۔

(31) باب اوقات الصلوات الخمس

پانچ نمازوں کے اوقات

٣٥٤۔ حدیث اَبِی مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَاَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ' ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ' ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ' ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ' ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ)) يَحْسِبُ بِاَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ۔

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے مجھے نماز پڑھائی۔ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر (دوسرے وقت کی) ان کے ساتھ میں نے نماز پڑھی۔ پھر ان کے ساتھ میں نے نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' اپنی انگلیوں پر آپ نے پانچوں نمازوں کو گن کر بتایا۔

٣٥٥۔ حدیث اَبِی مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ اَخَّرَ الصَّلاةَ يَوْمًا ' فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ' فَاَخْبَرَهُ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلاةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْعِرَاقِ ' فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيُّ ' فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا مُغِيْرَةُ اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرِيْلَ عليه السلام نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ

ابن شہاب کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک دن (عصر کی) نماز میں دیر کی' پس عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں بتایا کہ (اسی طرح) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن (عراق میں) نماز میں دیر کی تھی جب وہ عراق میں (حاکم) تھے پس ابومسعود انصاری ان کی خدمت میں گئے اور فرمایا' مغیرہ! آخر یہ کیا بات ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی نماز پڑھی' پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی تو نبی کریم ﷺ نے بھی نماز

٣٥٣۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 29 باب من ادرك من الصلاة ركعة (580) مسلم (607) بغوی (400)۔

٣٥٤۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 6 باب ذکر الملائكة (521) مسلم (610) عبد الرزاق (2044) ۔

٣٥٥۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 1 باب مواقیت الصلاة وفضلها ۔

ﷺ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((بِهٰذَا أُمِرْتُ))۔ فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ: اعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ، أَوْ إِنَّ جِبْرِيْلَ هُوَ أَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقْتَ الصَّلَاةِ؟ قَالَ عُرْوَةُ: كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنِ أَبِي مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ ۔

پڑھی' پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی تو نبی ﷺ نے بھی نماز پڑھی۔ پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی تو نبی ﷺ نے بھی نماز پڑھی' پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی تو نبی ﷺ نے بھی نماز پڑھی پھر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ میں اسی طرح حکم کیا گیا ہوں۔اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عروہ سے کہا کہ معلوم بھی ہے آپ کیا بیان کر رہے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے نبی کو نماز کے اوقات (عمل کر کے) بتلائے تھے۔عروہ نے کہا ہاں اسی طرح بشیر بن ابی مسعود اپنے والد کے واسطہ سے بیان کرتے تھے۔

فهم الحديث اس حدیث سے نماز اور اوقات نماز کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام تمام احکامات محض زبانی طور پر ہی آپ ﷺ تک پہنچایا کرتے تھے مگر نماز خود پانچ وقت ادا کر کے دکھائی اور اوقات نماز کی تعلیم دی۔

۳۵۶۔ **حديث** عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھ لیتے تھے جب ابھی دھوپ ان کے حجرہ میں موجود ہوتی تھی اس سے بھی پہلے کہ وہ دیوار پر چڑھے۔

لغوی توضیح قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ اس سے پہلے کہ (سورج کی روشنی) اوپر چڑھے۔

(32) باب استحباب الابراد بالظهر في شدة الحر لمن يمضي الى جماعة ويناله الحر في طريقة

سخت گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت پڑھنا مستحب ہے اس کے لیے جو باجماعت نماز کے لیے جائے اور اسے راستے میں گرمی محسوس ہو

۳۵۷۔ **حديث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب گرمی تیز ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو' کیونکہ گرمی کی تیزی جہنم کی آگ کی بھاپ سے ہوتی ہے۔

لغوی توضیح أَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ نماز (ظہر) کو ٹھنڈا کرو، یعنی ٹھنڈے وقت تک مؤخر کرو۔اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سخت گرمی کے ایام میں نماز ظہر کو اول وقت سے کچھ مؤخر کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

۳۵۸۔ **حديث** أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: أَذَّنَ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے مؤذن (بلال رضی اللہ عنہ) نے

۳۵۶۔ البخاري في 9 كتاب مواقيت الصلاة: 1 باب مواقيت الصلاة وفضلها (522) مسلم (611) ابو داود (407)۔

۳۵۷۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 9 باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، مسلم (615) بغوی (361)۔

۳۵۸۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 9 باب الإبراد بالظهر في شدة الحر (535) مسلم (616)۔

مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ ' فَقَالَ : ((اَبْرِدْ اَبْرِدْ)) اَوْقَالَ : ((انْتَظِرْ انْتَظِرْ)) وَقَالَ: ((شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ' فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلَاةِ)) حَتّٰى رَاَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ ۔

ظہر کی اذان دی تو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا کر' ٹھنڈا کر' یا یہ فرمایا کہ انتظار کر' انتظار کر اور فرمایا کہ گرمی کی تیزی جہنم کی آگ کی بھاپ سے ہے۔اس لئے جب گرمی سخت ہو جائے تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو (پھر ظہر کی اذان اس وقت کہی گئی) جب ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھ لئے۔

لغوی توضیح التُّلُوْل جمع ہے تل کی، اس کا معنی ہے ٹیلہ، جو عموماً زمین پر مٹی یا ریت کے جمع ہونے سے بنتا ہے۔

٣٥٩۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((اشْتَكَتِ النَّارُ اِلَى رَبِّهَا ' فَقَالَتْ : يَارَبِّ اَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا ' فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ ' نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ 'فَهُوَ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ ' وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب گرمی تیز ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو' کیونکہ گرمی کی تیزی دوزخ کی آگ کی بھاپ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ دوزخ نے اپنے رب سے شکایت کی کہ اے میرے رب! (آگ کی شدت کی وجہ سے) میرے بعض حصہ نے بعض حصہ کو کھالیا اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں۔اب انتہائی سخت گرمی اور سخت سردی جو تم لوگ محسوس کرتے ہو وہ اسی سے پیدا ہوتی ہے۔

لغوی توضیح الشِّتَاء موسم سرما۔الصَّيْف موسم گرما۔الزَّمْهَرِيْر سخت سردی۔

(33) باب استحباب تقديم الظهر فى اول الوقت فى غير شدة الحر

سخت گرمی نہ ہو تو ظہر اول وقت پڑھنی مستحب ہے

٣٦٠۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ' قَالَ : كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَحَدُنَا اَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْاَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سخت گرمیوں میں جب نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور چہرے کو زمین پر پوری طرح رکھنا مشکل ہو جاتا تو اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ شدید گرمی میں بھی وقت پر ہی نماز ظہر ادا کیا کرتے تھے، بظاہر یہ سابقہ احادیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے لیکن اہل علم کا کہنا ہے کہ ان میں کوئی اختلاف نہیں، وہ اس طرح کہ نماز کو کچھ تاخیر سے پڑھا جائے تب بھی زمین کی گرمی ختم نہیں ہوتی بطور خاص حجاز میں۔اس لیے نبی ﷺ سخت گرمی میں نماز ظہر کو کچھ تاخیر سے تو پڑھتے تھے لیکن زمین تب بھی گرم ہی ہوتی تھی، جس وجہ سے صحابہ زمین پر کپڑا بچھا لیا کرتے تھے۔

٣٥٩۔ البخاری فی: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 9 باب الإبراد بالظهر فى شدة الحر ، مسلم (617) بيهقى (1/ 437)۔

٣٦٠۔ البخاری فی: 21 كتاب العمل فى الصلاة: 9 باب بسط الثوب فى الصلاة للسجود (385) مسلم (620)۔

(34) باب استحباب التبكير بالعصر

عصر کی نماز اول وقت پڑھنے کا بیان

٣٦١۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ، فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِي مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوِهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب عصر کی نماز پڑھتے تو سورج بلند اور تیز روشن ہوتا تھا۔ پھر ایک شخص مدینہ کے بالائی علاقہ کی طرف جاتا۔ وہاں پہنچنے کے بعد بھی سورج بلند رہتا تھا (راوی نے کہا کہ) مدینہ کے بالائی علاقہ کے بعض مقامات تقریباً چار میل پر یا کچھ ایسے ہی واقع ہیں۔

لغوی توضیح مُرْتَفِعَة بلند۔ حَيَّة زندہ۔ مراد ہے سورج کی روشنی ابھی باقی ہوتی، اس کا رنگ متغیر نہ ہوا ہوتا۔ نماز عصر کا اول وقت وہ ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو جائے۔[1] ان احادیث میں اسی وقت نماز پڑھنے کی ترغیب ہے۔

٣٦٢۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ، فَقُلْتُ: يَا عَمِّ! مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّيْتَ؟ قَالَ: الْعَصْرُ، وَهَذِهِ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِي كُنَّا نُصَلِّي مَعَهُ۔

حضرت ابو امامہ (حضرت سعد بن سہل رضی اللہ عنہ) کہتے تھے کہ ہم نے عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے ساتھ نماز ظہر پڑھی۔ پھر ہم نکل کر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ اے مکرم چچا! یہ کون سی نماز آپ نے پڑھی؟ فرمایا کہ عصر کی اور اسی وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی یہ نماز پڑھتے تھے۔

٣٦٣۔ حديث رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَصْرَ، فَنَنْحَرُ جَزُورًا فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ، فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر اونٹ ذبح کرتے اس کو دس حصوں میں تقسیم کرتے اور پھر سورج غروب ہونے سے پہلے ہی ہم اس کا پکا ہوا گوشت بھی کھا لیتے۔

لغوی توضیح جَزُور اونٹ (نر ہو یا مادہ)۔ لَحْمًا نَضِيجًا پکا ہوا گوشت۔

(35) باب التغليظ في تفويت صلاة العصر

نماز عصر چھوٹ جانے کے نقصان کا بیان

٣٦٤۔ حديث ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

٣٦١۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 13 باب وقت العصر (548) مسلم (621) ابو داود (404)۔
٣٦٢۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 13 باب وقت العصر (549) مسلم (623) ابن حبان (1517)۔
٣٦٣۔ البخاري في: 47 كتاب الشركة: 1 باب الشركة في الطعام (2485) مسلم (625) دار قطني (1/ 252)۔
٣٦٤۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 14 باب إثم من فاته العصر (552) مسلم (626) دارمي (1230)۔

[1] [صحيح: صحيح ترمذي (127) صحيح أبو داود (416) المشكاة (583)]

ﷺ قَالَ: ((الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ))۔

جس کی نمازِ عصر چھوٹ گئی گویا اس کا گھر اور مال لٹ گیا۔

(36) باب الدليل لمن قال الصلاة الوسطى هي صلاة العصر

صلوٰۃ الوسطیٰ سے نماز عصر مراد لینے والوں کی دلیل

٣٦٥۔ حديث عَلِيّ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْاَحْزَابِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَلَا اللّٰهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا، شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ))۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ احزاب (خندق) کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے (مشرکین کو) یہ بددعا دی کہ اے اللہ! ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ انہوں نے ہم کو صلوٰۃ وسطیٰ (عصر کی نماز) نہیں پڑھنے دی حتی کہ سورج بھی غروب ہو گیا۔

فهم الحديث: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾[البقرة: ٢٣٨] "نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص صلوٰۃ وسطیٰ (یعنی درمیانی نماز) کی۔" صلاۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) کی تعیین و تحدید میں علماء کے کم و بیش سترہ مختلف اقوال ہیں لیکن ان سب میں سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد نماز عصر ہے۔[1]

٣٦٦۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا كِدْتُ اُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا)) فَقُمْنَا اِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّاَ لِلصَّلَاةِ، وَتَوَضَّاْنَا لَهَا، فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے موقعہ پر (ایک مرتبہ) سورج غروب ہونے کے بعد آئے اور وہ کفارِ قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! سورج غروب ہو گیا اور نمازِ عصر پڑھنا میرے لیے ممکن نہ ہو سکا اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں نے بھی نہیں پڑھی۔ پھر ہم وادیء بطحان میں گئے اور آپ نے وہاں نماز کے لیے وضو کیا۔ ہم نے بھی وضو بنایا۔ اس وقت سورج ڈوب چکا تھا۔ پہلے آپ نے عصر پڑھائی اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

(37) باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما

نماز فجر اور نماز عصر کی فضیلت اور ان کی حفاظت کرنے کا بیان

٣٦٧۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((يَتَعَاقَبُوْنَ فِيكُمْ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رات اور دن میں فرشتوں کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں اور فجر اور عصر

٣٦٥۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 98 باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة (2931) مسلم (627)۔
٣٦٦۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 36 باب من صلى بالناس جماعة ... (596) مسلم (631) بغوى (396)۔
٣٦٧۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 16 باب فضل صلاة العصر (555) مسلم (632) ابن حبان (1736)۔

مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَ مَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ ، وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ ، كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَا هُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ، وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ))۔

کی نمازوں میں (ڈیوٹی پر آنے والوں اور جانے والوں کا) اجتماع ہوتا ہے۔ پھر تمہارے پاس رہنے والے فرشتے جب اوپر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے بہت زیادہ اپنے بندوں کے متعلق جانتا ہے' کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے جب انہیں چھوڑا تو وہ (فجر کی) نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تب بھی وہ (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے۔

لغوی توضیح يَتَعَاقَبُوْنَ ایک دوسرے کا تعاقب کرنا، پیچھے آنا، ایک کے پیچھے ایک گروہ کا آنا۔ مراد یہ ہے کہ نماز فجر اور عصر میں فرشتوں کا ایک گروہ آ رہا ہوتا ہے اور ایک جا رہا ہوتا ہے، وہ ایسے کہ فجر کے وقت رات کے فرشتوں کی واپسی اور دن کے فرشتوں کی آمد اور عصر کے وقت دن کے فرشتوں کی واپسی اور رات کے فرشتوں کی آمد۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان دونوں نمازوں کی پابندی باقی نمازوں سے زیادہ مؤکد ہے۔

٣٦٨۔ حديث جَرِيْرٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً ، يَعْنِي الْبَدْرَ ، فَقَالَ: ((اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ ، لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ ، فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا)) ثُمَّ قَرَأَ : ﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴾ ۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ نے چاند پر ایک نظر ڈالی پھر فرمایا کہ تم اپنے رب کو (آخرت میں) اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو اب دیکھ رہے ہو۔ اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی زحمت بھی نہیں ہوگی۔ پس تم ایسا کر سکتے ہو کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے والی نماز (فجر) اور سورج غروب ہونے سے پہلے والی نماز (عصر) سے تمہیں کوئی چیز روک نہ سکے تو ایسا ضرور کرو۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ''پس اپنے مالک کی حمد کی تسبیح کر سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے'' [ق:٣٩]۔

٣٦٩۔ حديث اَبِي مُوْسَى رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : ((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں (وقت پر) پڑھیں (یعنی فجر اور عصر) تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

٣٦٨۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 16 باب فضل صلاة العصر (554) مسلم (633) ابو داود (4729)۔

٣٦٩۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 26 باب فضل صلاة الفجر (574) مسلم (635) بغوی (381)۔

(38) باب بيان ان اول وقت المغرب عند غروب الشمس

نمازِ مغرب کا اول وقت آفتاب کے غروب ہوتے ہی ہو جاتا ہے

٣٧٠۔ حدیث سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نمازِ مغرب نبی ﷺ کے ساتھ اس وقت پڑھتے تھے جب سورج پردے میں چھپ جاتا۔

لغوی توضیح إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ جب سورج پردے میں چھپ جائے، یعنی غروب ہو جائے۔

٣٧١۔ حدیث رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم مغرب کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھ کر جب واپس ہوتے (اور تیر اندازی کرتے تو اتنا اجالا باقی رہتا تھا کہ) ایک شخص اپنے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھتا تھا۔

لغوی توضیح مَوَاقِعَ نَبْلِهِ تیر گرنے کی جگہ۔ اس اور سابقہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ ہمیشہ غروبِ آفتاب کے ساتھ ہی نمازِ مغرب ادا کر لیا کرتے تھے اور یہ آپ کی مستقل عادت تھی۔

(39) باب وقت العشاء وتاخيرها

نمازِ عشا کا وقت اور اس میں تاخیر کرنا

٣٧٢۔ حدیث عَائِشَةَ قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَفْشُوَ الْإِسْلَامُ، فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى قَالَ عُمَرُ: نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ، فَخَرَجَ، فَقَالَ لِأَهْلِ الْمَسْجِدِ: ((مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز دیر سے پڑھی۔ یہ اسلام کے پھیلنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ اس وقت تک باہر تشریف نہیں لائے جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نہ فرمایا کہ عورتیں اور بچے سو گئے۔ پس آپ تشریف لائے اور اہل مسجد سے فرمایا کہ تمہارے علاوہ دنیا میں کوئی بھی انسان اس نماز کا انتظار نہیں کرتا۔

فهم الحديث اس اور آئندہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ عشاء کو تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ ایک دوسری روایت میں نمازِ عشاء کو ایک تہائی رات یا آدھی رات تک مؤخر کرنے کا ذکر ہے۔[1]

٣٧٣۔ حدیث عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شُغِلَ عَنْهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات کسی کام میں مشغول ہو گئے اور بہت دیر کی۔ ہم (نماز کے انتظار میں

٣٧٠۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 18 باب وقت المغرب (561) مسلم (636) ابن ماجه (688)۔
٣٧١۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 18 باب وقت المغرب (559) مسلم (637) ابن حبان (1515)۔
٣٧٢۔ البخاري في: 9 كتاب المواقيت 22 فضل العشاء (566) مسلم (638) نسائي (534) بغوى (375)۔
٣٧٣۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 24 باب النوم قبل العِشاء لمن غُلِب (570) مسلم (639)۔

[1] [صحيح: صحيح ترمذى (141) كتاب الصلاة، ترمذى (167) ابن ماجة (691)]

لَیْلَۃً ' فَاَخَّرَھَا حَتّٰی رَقَدْنَا فِی الْمَسْجِدِ ' ثُمَّ اسْتَیْقَظْنَا ' ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَیْقَظْنَا ' ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ ﷺ ' ثُمَّ قَالَ: ((لَیْسَ اَحَدٌ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ یَنْتَظِرُ الصَّلَاۃَ غَیْرُکُمْ))۔

بیٹھے ہوئے)۔ مسجد ہی میں سو گئے' پھر ہم بیدار ہوئے' پھر ہم سو گئے' پھر ہم بیدار ہوئے' پھر نبی ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ دنیا کا کوئی شخص بھی تمہارے سوا اس نماز کا انتظار نہیں کرتا۔

۳۷۴۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ حُمَیْدٌ: سُئِلَ اَنَسٌ ' ھَلِ اتَّخَذَ النَّبِیُّ ﷺ خَاتَمًا؟ قَالَ: اَخَّرَ لَیْلَۃً صَلَاۃَ الْعِشَاءِ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ ' ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ فَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ خَاتَمِہٖ۔ قَالَ: ((اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوْا وَاِنَّکُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِیْ صَلَاۃٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْھَا))۔

حمید کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا نبی ﷺ نے انگوٹھی بنوائی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز آدھی رات میں پڑھائی۔ پھر چہرۂ مبارک ہماری طرف کیا۔ جیسے اب بھی میں آنحضرت ﷺ کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا کہ بہت سے لوگ نماز پڑھ کر سو چکے ہوں گے لیکن تم اس وقت بھی نماز میں ہو جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہے ہو۔

۳۷۵۔ حدیث اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ' قَالَ: کُنْتُ اَنَا وَاَصْحَابِی الَّذِیْنَ قَدِمُوْا مَعِیَ فِی السَّفِیْنَۃِ نُزُوْلًا فِیْ بَقِیْعِ بُطْحَانَ ' وَالنَّبِیُّ ﷺ بِالْمَدِیْنَۃِ ' فَکَانَ یَتَنَاوَبُ النَّبِیَّ ﷺ عِنْدَ صَلَاۃِ الْعِشَاءِ کُلَّ لَیْلَۃٍ نَفَرٌ مِنْھُمْ ' فَوَافَقْنَا النَّبِیَّ ﷺ اَنَا وَاَصْحَابِیْ ' وَلَہٗ بَعْضُ الشُّغْلِ فِیْ بَعْضِ اَمْرِہٖ ' فَاَعْتَمَ بِالصَّلَاۃِ حَتّٰی ابْھَارَّ اللَّیْلُ ' ثُمَّ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ فَصَلّٰی بِھِمْ ' فَلَمَّا قَضٰی صَلَاتَہٗ ' قَالَ لِمَنْ حَضَرَہٗ: ((عَلٰی رِسْلِکُمْ ' اَبْشِرُوْا ' اِنَّ مِنْ نِعْمَۃِ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اَنَّہٗ لَیْسَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ یُصَلِّیْ ھٰذِہِ السَّاعَۃَ غَیْرُکُمْ)) اَوْ قَالَ: ((مَا صَلّٰی ھٰذِہِ السَّاعَۃَ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ جو کشتی میں میرے ساتھ (حبشہ) آئے تھے بقیع بطحان میں قیام کیا۔ اس وقت نبی ﷺ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ہم میں سے کوئی نہ کوئی عشاء کی نماز میں روزانہ باری مقرر کر کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا، اتفاق سے میں اور میرے ایک ساتھی ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اپنے کسی کام میں مشغول تھے (کسی ملّی معاملہ میں آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گفتگو کر رہے تھے) جس کی وجہ سے نماز میں دیر ہو گئی اور تقریباً آدھی رات گزر گئی پھر نبی ﷺ تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ نماز پوری کر چکے تو حاضرین سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر وقار کے ساتھ بیٹھے رہو اور ایک خوش خبری سنو۔ تمہارے سوا دنیا میں کوئی بھی آدمی ایسا نہیں جو اس وقت نماز پڑھتا ہو یا آپ نے فرمایا کہ تمہارے سوا اس وقت کسی (امت) نے بھی نماز نہیں پڑھی تھی۔

۳۷۴۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 48 باب فص الخاتم (572) مسلم (640) بغوی (376)۔

۳۷۵۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاۃ: 22 باب فضل العِشاء (567) مسلم (641)۔

اَحَدٌ غَيْرُكُمْ)) قَالَ اَبُوْ مُوْسَى' فَفَرِحْنَا بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

حضرت ابوموسیٰ نے کہا پس ہم نبی ﷺ سے یہ سن کر بہت ہی خوش ہو کر لوٹے۔

٣٧٦۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' قَالَ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ حَتَّى رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوْا وَرَقَدُوْا وَاسْتَيْقَظُوْا فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ' فَقَالَ: الصَّلَاةَ! فَخَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ' كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَيْهِ الْآنَ' يَقْطُرُ رَاْسُهُ مَاءً' وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى رَاْسِهِ' فَقَالَ: ((لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى اُمَّتِي لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُصَلُّوْهَا هٰكَذَا))۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک رات عشا کی نماز میں دیر کی جس کے نتیجہ میں لوگ (مسجد ہی میں) سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے' پھر بیدار ہوئے آخر میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اٹھے اور پکارا' نماز' اس کے بعد اللہ کے نبی ﷺ گھر سے تشریف لائے وہ منظر میری نگاہوں کے سامنے ہے جبکہ آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور آپ ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میری امت کے لئے مشکل نہ ہو جاتی تو میں انہیں حکم دیتا کہ عشا کی نماز کو اسی وقت پڑھیں۔

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الرَّاوِيُّ عَنْ عَطَاءٍ' الرَّاوِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَاْسِهِ يَدَهُ كَمَا اَنْبَاَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ' فَبَدَّدَ لِي عَطَاءٌ بَيْنَ اَصَابِعِهِ شَيْئًا مِنْ تَبْدِيْدٍ' ثُمَّ وَضَعَ اَطْرَافَ اَصَابِعِهِ عَلَى قَرْنِ الرَّاْسِ ثُمَّ ضَمَّهَا' يُمِرُّهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّاْسِ ثُمَّ ضَمَّهَا' يُمِرُّهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّاْسِ حَتَّى مَسَّتْ اِبْهَامُهُ طَرَفَ الْاُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ' لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطُشُ اِلَّا كَذٰلِكَ' وَقَالَ: ((لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى اُمَّتِي لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُصَلُّوْهَا هٰكَذَا))۔

(ابن جریج یہ حدیث حضرت ابن عباس سے عطاء کے واسطے سے بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ) میں نے عطاء سے مزید تحقیق چاہی کہ نبی ﷺ کے سر پر ہاتھ رکھنے کی کیفیت کیا تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں اس سلسلے میں کس طرح خبر دی تھی۔ اس پر حضرت عطاء نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں تھوڑی سی کھول دیں اور انہیں سر کے ایک کنارے پر رکھا پھر انہیں ملا کر یوں سر پر پھیرنے لگے کہ ان کا انگوٹھا کان کے اس کنارے سے جو چہرے سے قریب ہے اور داڑھی سے جا لگا۔ نہ سستی کی اور نہ جلدی' بلکہ اسی طرح کیا اور کہا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت پر مشکل نہ گزرتی تو میں حکم دیتا کہ اس نماز کو اسی وقت پڑھا کریں۔

٣٧٦۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة 24 باب النوم قبل العشاء لمن غُلِب (571) مسلم (642) دارمی (1215)۔

(40) باب استحباب التبكير بالصبح فی اول وقتها وهو التغليس وبيان قدر القراءة فيها

نمازِ فجر ایسے وقت پڑھنا جبکہ آخر شب کی سیاہی باقی ہو مستحب ہے اور نمازِ فجر میں تلاوتِ قرآن کتنی کرنی چاہیے

٣٧٧۔ حديث عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ، ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مسلمان عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ فجر پڑھنے چادروں میں لپٹ کر آتی تھیں۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر جب اپنے گھروں کو واپس ہوتیں تو کوئی انہیں اندھیرے کی وجہ سے پہچان نہیں سکتا تھا۔

لغوی توضیح: مُتَلَفِّعَات لپٹی ہوئی۔ بِمُرُوْطِهِنَّ اپنی چادروں میں، مروط جمع ہے مرط کی۔ اَلْغَلَس رات کی سیاہی، اندھیرا۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ صبح کی نماز طلوعِ فجر کے فوراً بعد ادا کر لیا کرتے تھے، اسی لیے تو روشنی پھیلنے سے پہلے (کچھ اندھیرے میں) ہی نماز سے فارغ ہو جاتے تھے۔

٣٧٨۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ، وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ، وَالْعِشَاءَ أَحْيَانًا وَأَحْيَانًا: إِذَا رَآهُمُ اجْتَمَعُوْا عَجَّلَ، وَإِذَا رَآهُمْ أَبْطَؤُوْا أَخَّرَ، وَالصُّبْحَ كَانُوْا أَوْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْهَا بِغَلَسٍ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز ٹھیک دوپہر میں پڑھایا کرتے تھے ابھی سورج صاف اور روشن ہوتا تھا تو نمازِ عصر پڑھاتے۔ نمازِ مغرب وقت آتے ہی پڑھاتے اور نمازِ عشا کو کبھی جلدی پڑھاتے اور کبھی دیر سے۔ جب دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں تو جلدی پڑھا دیتے۔ اور اگر لوگ جلدی جمع نہ ہوتے تو نماز میں دیر کرتے (اور لوگوں کا انتظار کرتے) اور صبح کی نماز صحابہ یا (یہ کہا کہ) نبی ﷺ اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

٣٧٩۔ حديث أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ، وَقَدْ سُئِلَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ، وَالْعَصْرَ، وَيَرْجِعُ الرَّجُلُ إِلٰى أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ (قَالَ الرَّاوِي

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے اوقاتِ نماز کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے پر پڑھتے تھے۔ عصر جب پڑھتے تو مدینہ کے انتہائی کنارہ تک ایک شخص چلا جاتا لیکن سورج اب بھی باقی رہتا۔ مغرب کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا وہ مجھے یاد نہیں رہا اور عشاء کے لئے تہائی رات تک دیر کرنے میں کوئی

٣٧٧۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 27 باب وقت الفجر (372) مسلم (645) ابو داود (423)۔

٣٧٨۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 27 باب وقت الفجر (560) مسلم (646) ابو داود (397)۔

٣٧٩۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 104 باب القراءة فی الفجر (541) مسلم (647) ابن ماجه (647)۔

عَنْ اَبِی بَرْزَةَ: وَنَسِیْتُ مَا قَالَ فِی الْمَغْرِبِ) وَلَا یُبَالِی بِتَاخِیْرِ الْعِشَاءِ اِلَی ثُلُثِ اللَّیْلِ ' وَلَا یُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِیْثَ بَعْدَهَا ' وَیُصَلِّی الصُّبْحَ ' فَیَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَیَعْرِفُ جَلِیْسَهُ ' وَکَانَ یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ اَوْ اِحْدَاهُمَا مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَةِ۔

حرج محسوس نہیں کرتے تھے اور آپ اس (یعنی عشاء) سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ جب نماز صبح سے فارغ ہوتے تو ہر شخص اپنے قریب بیٹھے ہوئے کو پہچان سکتا تھا۔ آپ دونوں رکعات میں یا ایک میں ساٹھ سے لے کر سو تک آیتیں پڑھتے۔

لغوی توضیح وَلَا الْحَدِیْثَ بَعْدَهَا اس یعنی عشاء کے بعد باتیں کرنا آپ ﷺ ناپسند کرتے تھے۔ لیکن اگر دینی ضرورت ہو، ملی مفاد ہو، مہمانوں کی خدمت ہو وغیرہ تو اس طرح کے مصلحت کے کاموں میں بالاتفاق عشاء کے بعد بھی گفتگو کی جا سکتی ہے۔ فَیَعْرِفُ جَلِیْسَهُ وہ اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے کو پہچان لیتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ فجر سے فراغت پر ہلکی روشنی اور کچھ اندھیرا ہوتا تھا جس کی وجہ سے پاس بیٹھا شخص تو پہچانا جاتا لیکن دور کا آدمی یا خواتین نہ پہچانی جاتیں۔

(42) باب فضل صلاة الجماعة و بیان التشدید فی التخلف عنها

نماز با جماعت کی فضیلت اور جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کے لیے وعید

۳۸۰۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمِیْعِ صَلَاةَ اَحَدِکُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسٍ وَعِشْرِیْنَ جُزْئًا ' وَتَجْتَمِعُ مَلَائِکَةُ اللَّیْلِ وَمَلَائِکَةُ النَّهَارِ فِی صَلَاةِ الْفَجْرِ))۔ ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ: فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ ﴿اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا﴾۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ با جماعت نماز اکیلے پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ بہتر ہے اور رات دن کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم پڑھنا چاہو تو یہ آیت پڑھو یعنی ''فجر میں قرآن پاک کی تلاوت پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔'' [بنی اسرائیل:۷۸]۔

۳۸۱۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ دَرَجَةً))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جماعت کے ساتھ نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

لغوی توضیح الْفَذّ اکیلا و منفرد شخص، جو جماعت کے بغیر اکیلا نماز پڑھتا ہے۔

۳۸۰۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 31 باب فضل صلاة الفجر فی جماعة (648) مسلم (649) ترمذی (216)۔

۳۸۱۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 30 باب فضل صلاة الجماعة (645) مسلم (650) ترمذی (215)۔

٣٨٢۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبُ، ثُمَّ آمُرُ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنُ لَهَا، ثُمَّ آمُرُ رَجُلًا فَيَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفُ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقُ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لئے کہوں، اس کے لئے اذان دی جائے پھر کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو نماز با جماعت میں حاضر نہیں ہوتے) پھر انہیں ان کے گھروں سمیت جلا دوں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ جماعت میں نہ شریک ہونے والے لوگ اتنی بات جان لیں کہ انہیں مسجد میں ایک اچھی قسم کی گوشت والی ہڈی مل جائے گی یا دو عمدہ کھر ہی مل جائیں گے تو یہ عشا کی جماعت کے لئے مسجد میں ضرور حاضر ہوں۔

لغوی توضیح: عَرْقًا گوشت والی ہڈی۔ مِرْمَاتَيْن دو کھر۔ یہ حدیث ان کی دلیل ہے جو با جماعت نماز کو فرض قرار دیتے ہیں کیونکہ اتنی شدید وعید کسی فرض کے ترک پر ہی ہوسکتی ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ وعید ان منافقین کے لیے تھی جو ایک گوشت والی ہڈی کو بھی با جماعت نماز پر ترجیح دیتے تھے، ضروری نہیں کہ دوسرے بھی اس میں شامل ہوں۔

٣٨٣۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيْمَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ فَأُحَرِّقُ عَلَى مَنْ لَا يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ بَعْدُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ اور کوئی نماز بھاری نہیں اور اگر انہیں معلوم ہوتا کہ ان کا ثواب کتنا زیادہ ہے (اور وہ چل نہ سکتے) تو گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آتے۔ اور میرا تو ارادہ ہوگیا تھا کہ مؤذن سے کہوں کہ وہ تکبیر کہے پھر میں کسی کو نماز پڑھانے کے لئے کہوں اور خود آگ کی چنگاریاں لے کر ان سب کے گھروں کو جلا دوں جو ابھی تک نماز کے لئے نہیں نکلے۔

(47) باب الرخصة في التخلف عن الجماعة بعذر

عذر کی وجہ سے جماعت سے غیر حاضر ہونے کی رخصت ہے

٣٨٤۔ حديث عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه،

حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور

٣٨٢۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 29 باب وجوب صلاة الجماعة (644) مسلم (651) ابو داود (548)۔

٣٨٣۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 34 باب فضل العشاء في الجماعة ۔

٣٨٤۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 46 باب المساجد في البيوت ۔

وَهُوَ مِنْ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْاَنْصَارِ ' اَنَّهُ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَدْ اَنْكَرْتُ بَصَرِى ' وَاَنَا اُصَلِّى لِقَوْمِى ' فَاِذَا كَانَتِ الْاَمْطَارُ سَالَ الْوَادِى الَّذِى بَيْنِى وَبَيْنَهُمْ ' لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ آتِىَ مَسْجِدَهُمْ ' فَاُصَلِّىَ بِهِمْ ' وَوَدِدْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَنَّكَ تَاْتِيْنِى فَتُصَلِّى فِى بَيْتِى فَاَتَّخِذَهُ مُصَلًّى ـ قَالَ ' فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((سَاَفْعَلُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) قَالَ عُتْبَانُ : فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ ' فَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَذِنْتُ لَهُ ' فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ' ثُمَّ قَالَ: ((اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّىَ مِنْ بَيْتِكَ؟)) قَالَ : فَاَشَرْتُ لَهُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ ـ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرَ ' فَقُمْنَا فصففنا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ' قَالَ حَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهُ ' قَالَ ' فَثَابَ فِى الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ اَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْ عَدَدٍ ' فَاجْتَمَعُوْا ' فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ : اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشِنِ اَوِ ابْنُ الدُّخْشُنِ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا تَقُلْ ذٰلِكَ ' اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ

انصار کی طرف سے غزوۂ بدر میں شریک تھے وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یارسول اللہ! میری بینائی میں کچھ فرق آ گیا ہے اور میں اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھایا کرتا ہوں۔ لیکن جب برسات کا موسم آتا ہے تو میرے اور میری قوم کے درمیان جو وادی ہے وہ بھر جاتی ہے اور بہنے لگ جاتی ہے اور میں انہیں نماز پڑھانے کے لئے مسجد تک نہیں جا سکتا۔ یارسول اللہ! میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور (کسی جگہ) نماز پڑھ دیں تا کہ میں اسے نماز پڑھنے کی جگہ بنا لوں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ان شاء اللہ میں تمہاری اس خواہش کو پورا کروں گا۔ عتبان نے کہا کہ (دوسرے دن) جب دن چڑھا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں تشریف لے آئے اور رسول ﷺ نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے اجازت دے دی۔ جب آپ گھر میں تشریف لائے تو بیٹھے بھی نہیں اور پوچھا کہ تم اپنے گھر کے کس حصہ میں مجھ سے نماز پڑھنے کی خواہش رکھتے ہو؟ حضرت عتبان نے کہا کہ میں نے گھر میں ایک کونے کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ (اس جگہ) کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی۔ ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور صف باندھی۔ آپ نے دو رکعت (نفل) نماز پڑھائی پھر سلام پھیرا۔ عتبان نے کہا کہ ہم نے آپ ﷺ کو تھوڑی دیر کے لئے روکا اور آپ کی خدمت میں حلیم پیش کیا جو آپ ہی کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ عتبان نے کہا کہ محلّہ والوں کا ایک مجمع گھر میں لگ گیا۔ مجمع میں سے ایک شخص بولا کہ مالک بن دخیشن یا (یہ کہا) ابن دخشن دکھائی نہیں دیتا۔ اس پر کسی دوسرے نے کہہ دیا کہ وہ تو منافق ہے جسے اللہ اور رسول سے کوئی محبت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا، ایسا مت کہو، کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے اور اس سے

اللّٰهِ!)) قَالَ : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ، قَالَ : فَإِنَّا نَـرَى وَجْهَـهُ وَنَـصِيْـحَتَـهُ اِلَى الْمُنَافِقِيْنَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَـلَـى الـنَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، يَبْتَغِىْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) ۔

مقصود خالص اللہ کی رضامندی حاصل کرنا ہے۔ تب منافقت کا الزام لگانے والا بولا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ ہم تو بظاہر اس کی توجہات اور دوستی منافقوں ہی کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ کہنے والے پر اگر اس کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضا حاصل کرنا ہو دوزخ کی آگ حرام کردی ہے۔

فهم الحديث یہ حدیث دلیل ہے کہ جسے کوئی عذر ہو وہ باجماعت نماز سے پیچھے رہ سکتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے آثار سے تبرک حاصل کیا جاسکتا ہے اور جہاں آپ نے نماز ادا کی وہاں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

٣٨٥۔ حديث مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ ﷛، زَعَمَ اَنَّهُ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَ فِىْ دَارِهِمْ ، ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ عِتْبَانَ حَدِيْثَهُ السَّابِقَ ۔

حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ پوری طرح یاد ہیں اور آپ کا میرے گھر کے ڈول سے کلی کرنا بھی یاد ہے (جو آپ نے میرے منہ میں ڈالی تھی)۔ پھر انہوں نے حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے سابقہ حدیث روایت کی۔

(48) باب جواز الجماعة فى النافلة والصلاة على حصير و خمرة و ثوب و غيرها من الطاهرات

نفل نماز باجماعت اور پاک چٹائی، بوریے اور کپڑے وغیرہ پر نماز پڑھنا جائز ہے

٣٨٦۔ حديث مَيْـمُـوْنَةَ ، قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّىْ وَاَنَا حِذَاءَهُ ، وَاَنَا حَائِضٌ ، وَرُبَّمَا اَصَابَنِىْ ثَوْبُهُ اِذَا سَجَدَ ۔ قَالَتْ : وَكَانَ يُصَلِّىْ عَلَى الْخُمْرَةِ ۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ نماز پڑھتے اور حائضہ ہونے کے باوجود میں آپ کے سامنے ہوتی۔ اکثر جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھے چھو جاتا اور آپ (کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے ایک چھوٹے سے) مصلے پر نماز پڑھتے تھے۔

لغوی توضیح حِذَاءَ سامنے۔ اَلْخُمْرَةِ کھجور کے پتوں سے بنی چھوٹی چٹائی۔

(49) باب فضل صلاة الجماعة و انتظار الصلاة

باجماعت نماز کی فضیلت اور جماعت کے لیے انتظار کے ثواب کا بیان

٣٨٧۔ حديث اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷛ عَنِ النَّبِىِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جماعت

٣٨٥۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 154 باب من لم ير ردّ السلام على الإمام واكتفى بتسليم الصلاة ۔

٣٨٦۔ البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 19 باب إذا اصاب ثوب المصلّى امراته إذا سجد ۔

٣٨٧۔ البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 87 باب الصلاة فى مسجد السوق (176) مسلم (649) ترمذی (330)۔

ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْجَمِيعِ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، فَإِنَّ اَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ، وَأَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيئَةً حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، وَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهُ، وَتُصَلِّي عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ))۔

کے ساتھ نماز پڑھنے میں، گھر کے اندر یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص تم میں سے وضو کرے اور اس کے تمام آداب کا لحاظ رکھے، پھر مسجد میں صرف نماز کی غرض سے آئے تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ اس سے معاف کرتا ہے۔ اس طرح وہ مسجد کے اندر آئے گا مسجد میں آنے کے بعد جب تک نماز کے انتظار میں رہے گا اسے نماز ہی کی حالت میں شمار کیا جائے گا اور جب تک اس جگہ بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے تو فرشتے اس کے لئے رحمت خداوندی کی دعائیں کرتے ہیں کہ اے اللہ! اس کو بخش دے اے اللہ! اس پر رحم کر۔ جب تک کہ ریاح خارج کر کے (وہ فرشتوں کو) تکلیف نہ دے۔

(50) باب فضل كثرة الخطا الى المساجد

مسجد کی طرف جتنے زیادہ قدم اٹھانے پڑیں اتنی ہی زیادہ فضیلت ہے

۳۸۸۔ حديث اَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِي الصَّلَاةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًى، وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ))۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، نماز میں ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر وہ شخص ہوتا ہے جو (مسجد میں نماز کے لئے) زیادہ سے زیادہ دور سے آئے اور جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے اور پھر امام کے ساتھ پڑھتا ہے اس شخص سے اجر میں بڑھ کر ہے جو (پہلے ہی) پڑھ کر سو جائے۔

(51) باب المشي الى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات

نماز کے لیے مسجد کی طرف چل کر جانے سے خطائیں معاف ہوتی ہیں اور درجے بلند ہوتے ہیں

۳۸۹۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، مَا تَقُولُ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ؟)) قَالُوا: لَا يُبْقِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ پانچ دفعہ نہائے تو تمہارا کیا گمان ہے، کیا اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ نہیں

۳۸۸۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 31 باب صلاة الفجر فی جماعة (651) مسلم (662) ابن خزیمة (1501)۔

۳۸۹۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 6 باب الصلوات الخمس کفارة (528) مسلم (667) ترمذی (6868)۔

مِنْ دَرَنِهٖ شَيْئًا قَالَ: ((فَذَالِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهَا الْخَطَايَا))۔

یارسول اللہ! ہرگز نہیں۔آپ نے فرمایا، یہی حال پانچوں وقت کی نمازوں کا ہے کہ اللہ پاک ان کے ذریعہ سے گناہوں کو مٹادیتا ہے۔

لغوی توضیح: دَرَنِه میل کچیل۔يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا اللہ اس کے ذریعے گناہ معاف فرماتا ہے،یعنی صغیرہ۔

۳۹۰۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص مسجد میں صبح وشام بار بار حاضری دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمانی کا سامان کرے گا۔وہ صبح شام جب بھی مسجد میں جائے۔

(53) باب من احق بالامامة

امامت کا زیادہ مستحق کون ہے

۳۹۱۔ حدیث مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِي فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَحِيْمًا رَفِيْقًا، فَلَمَّا رَاٰى شَوْقَنَا اِلَى اَهَالِيْنَا، قَالَ: ((ارْجِعُوْا فَكُوْنُوْا فِيْهِمْ، وَعَلِّمُوْهُمْ وَصَلُّوا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ))۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں اپنی قوم (بنی لیث) کے چند آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوا۔اور میں نے آپ کی خدمت میں بیس راتوں تک قیام کیا۔آپ بڑے رحم دل اور ملنسار تھے۔جب آپ نے ہمارے اپنے گھر پہنچنے کا شوق محسوس کرلیا تو فرمایا کہ اب تم جاسکتے ہو۔وہاں جاکر اپنی قوم کو دین سکھاؤ اور نماز پڑھتے رہنا۔جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

لغوی توضیح: وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ تم میں سب سے بڑا امامت کرائے۔بڑی عمر کے آدمی کو امام بنانے کا اس لیے کہا کیونکہ یہ سب لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اکٹھے دین سیکھا۔لہٰذا بظاہر یہ تمام دینی تعلیم کے حوالے سے برابر تھے اس لیے انہیں یہ حکم دیا کہ بڑا امامت کرائے ورنہ آپ ﷺ نے عام اصول یہ بیان کیا ہے کہ امام وہ بنے جو قرآن کا زیادہ علم رکھتا ہو اگر اس وصف میں لوگ برابر ہوں تو پھر وہ امام بنے جسے سنت کا زیادہ علم ہو اگر سنت کے علم میں بھی لوگ برابر ہوں تو پھر وہ امام بنے جو ہجرت کرنے میں مقدم ہو اور اگر اس میں بھی لوگ برابر ہوں تو پھر وہ امام بنے جو عمر میں بڑا ہو۔[1]

(54) باب استحباب القنوت في جميع الصلاة اذا نزلت بالمسلمين نازلة

جب مسلمانوں پر کوئی بلا نازل ہو تو سب نمازوں میں قنوتِ نازلہ پڑھنا مستحب ہے

۳۹۲۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سر مبارک

۳۹۰۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 37 باب فضل من غدا إلى المسجد ومن راح (662) مسلم (669)۔

۳۹۱۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 17 باب من قال ليؤذن في السفر مؤذن واحد (628) مسلم (674)۔

۳۹۲۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 128 باب يهوي بالتكبير حين يسجد (804) مسلم (675) ابن ماجه (1244)۔

[1] [مسلم (673) كتاب المساجد ومواضع الصلاة، ترمذي (235) أبو داود (582) ابن ماجة (980)]

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ يَقُوْلُ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) يَدْعُوْ لِرِجَالٍ فَيُسَمِّيْهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ، فَيَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِي يُوْسُفَ)). وَأَهْلُ الْمَشْرِقِ يَوْمَئِذٍ مِنْ مُضَرَ مُخَالِفُوْنَ لَهُ۔

(رکوع سے) اٹھاتے تو سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد کہہ کر چند لوگوں کے لئے دعائیں کرتے اور نام لے لے کر فرماتے۔ یا اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور تمام کمزور مسلمانوں کو (کفار سے) نجات دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کے لوگوں کو سختی کے ساتھ کچل دے اور ان پر ایسا قحط مسلط کر جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں آیا تھا۔ ان دنوں مشرق والے قبیلہ مضر کے لوگ مخالفین میں تھے۔

لغوی توضیح الْقُنُوْت باب قَنَتَ يَقْنُتُ سے مشتق ہے، معنی ہے قنوت پڑھنا، مراد ہے قنوتِ نازلہ جو مصیبت و آزمائش کے وقت رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ اپنی سزا یا عذاب سخت کر۔ سِنِيْنَ جمع ہے سنة کی، مراد ہے زمانۂ قحط۔

فھم الحدیث اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت نماز میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ مشروع ہے۔ یہ حسب حالات ایک نماز، دو نمازوں اور پانچوں نمازوں میں درست ہے۔[1] اس کا طریقہ یہ ہے کہ امام نماز کی آخری رکعت میں رکوع سے کھڑا ہونے کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور مقتدی آمین کہیں۔[2] قنوت نازلہ کی دعا یہ ہے ﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ أَوْلِيَاءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴾۔[3]

۳۹۳۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَنَتَ النَّبِيُّ ﷺ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک دعائے قنوت پڑھی اور اس میں قبائل رعل و ذکوان پر بددعا کی تھی۔

۳۹۴۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا رضي الله عنه، عَنِ الْقُنُوْتِ، قَالَ:

عاصم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رکوع سے پہلے

۳۹۳۔ البخاري في: 14 كتاب الوتر: 7 باب القنوت قبل الركوع وبعده (1001) مسلم (677) ابو داود (1444)۔

۳۹۴۔ البخاري في: 58 كتاب الجزية: 8 باب دعاء الإمام على من نكث عهدا۔

---

[1] [بخاري (797)، (798) مسلم (676) أبو داود (1440)، (1443)]

[2] [صحيح: إرواء الغليل (2/ 181) صحيح أبو داود (1280) أبو داود (1443)]

[3] [أحمد (3/ 137)]

قَبْلَ الرُّكُوْعِ، فَقُلْتُ: إِنَّ فُلَانًا يَزْعَمُ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ۔ فَقَالَ: كَذَبَ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَدْعُوْ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ۔ قَالَ: بَعَثَ أَرْبَعِيْنَ أَوْ سَبْعِيْنَ (يَشُكُّ فِيْهِ) مِنَ الْقُرَّاءِ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، فَعَرَضَ لَهُمْ هٰؤُلَاءِ فَقَتَلُوْهُمْ، وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَهْدٌ، فَمَا رَأَيْتُهُ وَجَدَ عَلَى أَحَدٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ۔

ہونی چاہیے میں نے عرض کیا کہ فلاں صاحب (ابن سیرین) تو کہتے ہیں کہ آپ نے کہا تھا کہ رکوع کے بعد ہوتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ انہوں نے غلط کہا ہے۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے یہ حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے ایک مہینے تک رکوع کے بعد دعائے قنوت کی تھی اور آپ نے اس میں قبیلہ بنو سلیم کے قبیلوں کے حق میں بددعا کی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چالیس یا ستر (راوی کو شک ہے) قرآن کے عالم صحابہ کی ایک جماعت مشرکین کے پاس بھیجی تھی۔ لیکن یہ بنی سلیم کے لوگ ان کے آڑے آئے اور ان کو مار ڈالا، حالانکہ نبی ﷺ سے ان کا معاہدہ تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی معاملہ پر اتنا رنجیدہ اور غمگین نہیں دیکھا، جتنا ان صحابہ کی شہادت پر آپ رنجیدہ تھے۔

۳۹۵۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ، فَأُصِيْبُوْا، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ عَلَى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ، فَقَنَتَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَيَقُوْلُ: ((إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہم بھیجی، جس میں شریک لوگوں کو قراء کہا جاتا تھا۔ ان سب کو شہید کر دیا گیا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی ﷺ کو کبھی کسی چیز کا اتنا غم ہوا ہو جتنا آپ کو ان کی شہادت کا غم ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے ایک مہینے تک فجر کی نماز میں ان کے لئے بددعا کی آپ کہتے کہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

(55) باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها

قضا نماز ادا کرنے کا بیان اور قضا نماز کو جلد ادا کرنا مستحب ہے

۳۹۶۔ حديث عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه، أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَسِيْرٍ، فَأَدْلَجُوْا لَيْلَتَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ عَرَّسُوْا فَغَلَبَتْهُمْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ رات بھر سب لوگ چلتے رہے جب صبح کا وقت قریب ہوا تو پڑاؤ کیا (چونکہ ہم تھکے ہوئے تھے) اس لئے سب لوگ اتنی گہری نیند سو گئے کہ سورج پوری طرح نکل آیا۔ سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نیند سے جاگے۔ لیکن آنحضرت ﷺ جب سوئے ہوتے تو آپ کو جگایا

۳۹۵۔ البخاری فی: 8 کتاب الدعوات: 58 باب الدعاء علی المشرکین۔

۳۹۶۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام (344) مسلم (682) نسائی (320)۔

مِنْ مَنَامِهِ اَبُوْبَكْرٍ ، وَكَانَ لَا يُوْقَظُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَنَامِهِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ ، فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ ، فَقَعَدَ اَبُوْبَكْرٍ عِنْدَ رَاْسِهِ ، فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ ، فَنَزَلَ وَصَلّٰى بِنَا الْغَدَاةَ ، فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا ـ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا فُلَانُ ! مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا؟)) قَالَ : اَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ ، فَاَمَرَهُ اَنْ يَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيْدِ ، ثُمَّ صَلّٰى وَجَعَلَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَكُوْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ ، وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيْدًا ـ فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ اِذَا بِامْرَاَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ ، فَقُلْنَا لَهَا : اَيْنَ الْمَاءُ؟ فَقَالَتْ : اِنَّهُ لَا مَاءَ ـ فَقُلْنَا : كَمْ بَيْنَ اَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ ؟ قَالَتْ : يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ ـ فَقُلْنَا : انْطَلِقِي اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ـ قَالَتْ : وَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ؟ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ اَمْرِهَا حَتّٰى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ ﷺ ـ فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَتْنَا ، غَيْرَ اَنَّهَا حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ فَاَمَرَ بِمَزَادَتَيْهَا فَمَسَحَ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ ، فَشَرِبْنَا عِطَاشًا ، اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا ، حَتّٰى رَوِيْنَا فَمَلَاْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَاِدَاوَةٍ ، غَيْرَ اَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيْرًا ، وَهِيَ تَكَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمِلْءِ ـ ثُمَّ قَالَ: ((هَاتُوْا مَا عِنْدَكُمْ))

نہ جاتا حتی کہ آپ خود ہی جاگتے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ بھی جاگ گئے آخر ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے سر مبارک کے قریب بیٹھ گئے اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ اس سے آنحضرت ﷺ بھی جاگ گئے اور وہاں سے کوچ کا حکم دے دیا (پھر کچھ فاصلے پر تشریف لائے) اور یہاں آپ اترے اور ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ ایک شخص ہم سے دور کونے میں بیٹھا رہا اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس سے فرمایا اے فلاں! ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ اس نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہو گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے حکم دیا کہ پاک مٹی سے تیمّم کر لے (پھر اس نے بھی تیمّم کے بعد) نماز پڑھی۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر آنحضور ﷺ نے مجھے چند سواروں کے ساتھ آگے بھیج دیا۔ (تا کہ پانی تلاش کریں کیونکہ) ہمیں سخت پیاس لگی تھی۔ اب ہم اسی حالت میں چل رہے تھے کہ ہمیں ایک عورت ملی جو دو مشکوں کے درمیان (سواری پر) اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے جا رہی تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ پانی کہاں ملتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہاں پانی نہیں ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے گھر سے پانی کتنے فاصلے پر ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ایک دن ایک رات کا فاصلہ ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ اچھا تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلو۔ وہ بولی رسول اللہ کے کیا معنی ہیں؟ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آخر ہم اسے آنحضور ﷺ کی خدمت میں لائے۔ اس نے آپ سے بھی وہی کہا جو ہم سے کہہ چکی تھی۔ ہاں اتنا اور کہا کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے (اس لئے واجب الرحم ہے)۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے اس کے دونوں مشکیزوں کو اتارا گیا اور آپ نے ان کے دہانوں پر دستِ مبارک پھیرا۔ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے اس میں سے خوب سیراب ہو کر پیا اور اپنے تمام مشکیزے بالٹیاں بھی بھر لیں۔ ہم

فَجُمِعَ لَهَا مِنَ الْكِسَرِ وَالتَّمْرِ - حَتَّى آتَتْ أَهْلَهَا - فَقَالَتْ: لَقِيتُ أَسْحَرَ النَّاسِ أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوا - فَهَدَى اللّٰهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ، فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوا۔

نے صرف اونٹوں کو پانی نہیں پلایا۔ اس کے باوجود اس کی مشکیں پانی سے اتنی بھری ہوئی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا ابھی بہہ پڑیں گی اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ (کھانے کی چیزوں میں سے) تمہارے پاس ہے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اس عورت کے سامنے ٹکڑے اور کھجوریں لا کر جمع کر دی گئیں۔ چنانچہ روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جو کچھ موجود تھا سب جمع کر کے اسے دیا گیا۔ پھر جب وہ اپنے قبیلے میں آئی تو اپنے آدمیوں سے اس نے کہا کہ آج میں سب سے بڑے جادوگر سے مل کر آئی ہوں یا پھر جیسا کہ (اس کے ماننے والے) لوگ کہتے ہیں وہ واقعی نبی ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کے قبیلے کو اسی عورت کی وجہ سے ہدایت دی وہ خود بھی اسلام لائی اور تمام قبیلے والوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

لغوی توضیح أَدْلَجُوا لَيْلَتَهُمْ وہ رات کے ابتدائی حصے میں چلے۔ عَرَّسُوا انہوں نے پڑاؤ کیا (رات کے آخری حصے میں استراحت کے لیے)۔ عَطِشْنَا ہمیں پیاس لگی۔ سَادِلَة لٹکائے ہوئے۔ مَزَادَتَيْنِ تثنیہ ہے مَزَادَة کی، معنی ہے دو مشکیزے۔ مُؤْتِمَة یتیموں والی، یعنی یتیم بچوں کی ماں۔ الْعَزْلَاوَيْنِ تثنیہ ہے عَزْلَاء کی، معنی ہے، مشکیزے کا منہ۔ تَنِضُّ پھٹ پڑنا، بہہ پڑنا۔ الصِّرْم لوگوں کا وہ گروہ جو اپنے اونٹوں سمیت پانی کے کنارے مقیم ہو۔

۳۹۷۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا، لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَالِكَ۔ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو جب بھی یاد آ جائے اس کو پڑھ لے۔ اس قضا کے سوا اور کوئی کفارہ اس کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ اور (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ) ''نماز میرے یاد آنے پر قائم کر'' [طٰہٰ:۱۴]۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ جس شخص کی کسی عذر (نسیان، نیند، مرض، جنگ اور سفر وغیرہ) کی وجہ سے نماز رہ جائے تو وہ یاد آنے پر یا موقع ملتے ہی فوراً پڑھ لے جیسا کہ غزوہ خندق میں بھی آپ ﷺ کی کچھ نمازیں رہ گئی تھیں اور پھر موقع ملتے ہی آپ نے پڑھ لی تھیں۔[1] تاہم اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے حتی کہ اس کا وقت نکل جائے تو اس پر کوئی قضا نہیں (جیسا کہ امام ابن تیمیہ اور امام ابن حزم رحمہما اللہ وغیرہ نے فرمایا ہے[2]) البتہ اسے توبہ کرنی چاہیے۔

۳۹۷۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 37 باب من نسي صلاة فليصل إذا ذكرها ...(597) مسلم (684)۔

[1] [صحيح: صحيح نسائي (638) كتاب الاذان، نسائي (661)]

[2] [الفتاوى الكبرى لابن تيميه (2/ 285) المحلى لابن حزم (2/ 235)]

[6] كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِيْنَ وَقَصْرِهَا
مسافر کی نماز کے مسائل

(1) باب صلاۃ المسافرین و قصرها
مسافر کی نماز اور سفر میں اس کے اختصار کا بیان

۳۹۸۔ حدیث عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ ، قَالَتْ : فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ ' فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ ' وَزِيْدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں نماز میں دو دو رکعت فرض کی تھیں۔ سفر میں بھی اور اقامت کی حالت میں بھی۔ پھر سفر کی نماز تو اپنی اصلی حالت پر باقی رکھی گئی اور حالتِ اقامت کی نمازوں میں زیادتی کردی گئی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ حضر کی نماز میں اضافہ ہوا سفر کی نماز میں نہیں، لہٰذا سفر میں (چار رکعت والی نماز) دو رکعت ہی ادا کرنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے کہ سفر کی نماز دو رکعت ہی ہے۔[1] امام ابن تیمیہ اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں کبھی بھی چار رکعت نماز نہیں پڑھی۔[2]

۳۹۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ' عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما ' فَقَالَ : صَحِبْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ ۔ وَقَالَ اللّٰهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ۔

حفص بن عاصم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ہم سے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہوں' میں نے آپ کو سفر میں (کبھی سنتیں) پڑھتے نہیں دیکھا۔ اور اللہ جل ذکرہ کا ارشاد ہے کہ "تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے" [الاحزاب:۲۱]۔

۴۰۰۔ حدیث أَنَسٍ رضي الله عنه ' قَالَ : صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا ' وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مدینہ میں چار رکعات نماز (ظہر) اور ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز (عصر) پڑھی۔

۳۹۸۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 1 کیف فرضت الصلوات فی الإسراء (350) مسلم (685) ابو داود (1198)۔

۳۹۹۔ البخاری فی: 18 کتاب تقصیر الصلاۃ: 11 باب من لم یتطوع فی السفر دبر الصلاۃ وقبلها (1101) مسلم (689)۔

۴۰۰۔ البخاری فی: 18 کتاب تقصیر الصلاۃ: 5 باب یقصر إذا خرج من موضعه (1089) مسلم (690) ابو داود (1202)۔

---

[1] [صحيح : صحیح ابن ماجه (1364) ابن ماجه (1064) مسند احمد (1/ 37)]

[2] [مجموع الفتاوی لابن تیمیه (24/ 7) السیل الجرار (1/ 306)]

فہم الحدیث: مدینہ اور ذوالحلیفہ کا فاصلہ چھ میل ہے۔ یاد رہے کہ اس حدیث میں فاصلے کی نہ تو تعیین ہے اور نہ ہی یہ کہ چھ میل سے کم سفر سفر نہیں۔ اس لیے چونکہ احادیث میں عموماً سفر کا ذکر ہے لہٰذا اصطلاح میں جتنی مسافت پر بھی سفر کا اطلاق ہوتا ہے اسی پر نماز قصر کی جا سکتی ہے۔ نماز قصر کے مسائل کی مزید تفصیل، اختلافی آراء، دلائل و حوالہ جات اور راجح موقف کی وضاحت کے لیے دیکھیے ہماری کتاب **فقه الحديث** یا **نماز کی کتاب**۔

٤٠١۔ **حديث** أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ۔ سَأَلَهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ: أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا؟ قَالَ أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی ﷺ کے ہمراہ مکہ کے ارادہ سے مدینہ سے نکلے تو نبی ﷺ برابر دو دو رکعت پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آئے۔ یحیٰ بن ابی اسحاق بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے پوچھا کہ آپ کا مکہ میں کچھ روز قیام بھی رہا تھا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ دس دن تک ہم وہاں ٹھہرے تھے۔

(2) باب قصر الصلاة بمنى

منیٰ میں نماز کے قصر کا بیان

٤٠٢۔ **حديث** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ، ثُمَّ أَتَمَّهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ منیٰ میں (چار رکعت والی نماز) دو رکعت پڑھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ان کے دورِ خلافت کے شروع میں دو ہی رکعت پڑھی تھیں لیکن بعد میں آپ نے پوری پڑھی تھیں۔

فہم الحدیث: اہل علم کا کہنا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا منیٰ میں پوری نماز ادا کرنا محض ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ ان کا موقف یہ تھا کہ نماز قصر صرف وہی کر سکتا ہے جو زادِ راہ (یعنی کھانے پینے کا سامان) اٹھائے ہوئے ہو کیونکہ وہ مسافر ہے اور جس کے پاس زادِ راہ نہ ہو اسے وہ مقیم تصور کرتے ہوئے پوری نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ کیونکہ قصر کی اجازت صرف سفری مشقتوں کی بنا پر ہی دی گئی ہے۔ لہٰذا پہلے جب منیٰ آباد نہ تھا عثمان رضی اللہ عنہ قصر ہی کیا کرتے تھے لیکن جب آباد ہو گیا اور وہاں کھانے پینے کا سامان لانے کی حاجت نہ رہی تو انہوں نے پوری نماز پڑھنی شروع کر دی۔[1]

٤٠٣۔ **حديث** حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ رضي الله عنه، قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ أَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَآمَنُهُ، بِمِنًى

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے منیٰ میں ہمیں دو رکعات پڑھائیں۔ ہمارا شمار اس وقت سب وقتوں سے زیادہ تھا اور ہم اتنے بے خوف کسی وقت میں نہ تھے (اس کے باوجود

٤٠١۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 1 باب ما جاء في التقصير وكم يقيم حتى يقصر (1081) مسلم (693)۔
٤٠٢۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 2 باب الصلاة بمنى (1082) مسلم (694) دارمی (1506)۔
٤٠٣۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 84 باب الصلاة بمنى (1083) مسلم (696) ابو داود (1965) ترمذی (882)۔

---

[1] [دیکھئے: احکام السفر والاقامة لابن تیمیه (ص: 49)]

رَكْعَتَيْنِ۔

ہم کو نماز قصر پڑھائی)۔

(3) باب الصلاة في الرحال في المطر

بارش میں گھروں میں نماز ادا کرنے کی اجازت

٤٠٤۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ۔ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ، إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ، يَقُولُ: ((أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ))۔

حضرت نافع رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک ٹھنڈی اور برسات کی رات میں اذان دی، پھر یوں پکار کر کہہ دیا کہ لوگو! اپنی قیام گاہوں پر ہی نماز پڑھ لو۔ پھر فرمایا کہ نبی ﷺ سردی و بارش کی راتوں میں مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ وہ اعلان کر دے کہ لوگو! اپنی قیام گاہوں پر ہی نماز پڑھ لو۔

لغوی توضیح الرِّحَال جمع ہے رَحل کی، معنی ہے رہائشیں، منازل (خواہ پتھروں کی بنی ہوں، اینٹوں کی یا لکڑی کی)۔ معلوم ہوا کہ اگر بارش یا اس طرح کا کوئی عذر ہو تو باجماعت نماز ادا کرنا ضروری نہیں۔

٤٠٥۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ لِمُؤَذِّنِهِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ: إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللهِ فَلَا تَقُلْ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قُلْ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ۔ فَكَانَ النَّاسُ اسْتَنْكَرُوا، قَالَ: فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ، وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُمْ فَتَمْشُونَ فِي الطِّينِ وَالدَّحْضِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن سے ایک دفعہ بارش کے دن کہا کہ اشهد ان محمد رسول الله کے بعد حي على الصلوة (نماز کی طرف آؤ) نہ کہنا بلکہ یہ کہنا کہ صلوا في بيوتكم (اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو) لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسی طرح مجھ سے بہتر انسان (رسول اللہ ﷺ) نے کیا تھا۔ بے شک جمعہ فرض ہے اور میں مکروہ جانتا ہوں کہ تمہیں گھروں سے نکال کر مٹی اور کیچڑ پھسلوان میں چلاؤں۔

(4) باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت

سفر میں سواری پر نفل نماز کا پڑھنا جائز ہے خواہ اس کا رخ کسی طرف ہو

٤٠٦۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ، يُومِئُ إِيمَاءً، صَلَاةَ اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَائِضَ، وَيُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سفر میں اپنی سواری پر ہی رات کی نماز اشاروں سے پڑھ لیتے تھے خواہ سواری کا رخ کسی طرف ہو جاتا۔ آپ اشاروں سے پڑھتے رہتے مگر فرائض اس طرح نہیں پڑھتے تھے اور وتر اپنی اونٹنی پر پڑھ لیتے۔

٤٠٤۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 40 باب الرخصة في المطر والعلة... (632) مسلم (697) ابو داود (1062)۔

٤٠٥۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 14 باب الرخصة لمن لم يحضر الجمعة في المطر (616) مسلم (699)۔

٤٠٦۔ البخاري في: 14 كتاب الوتر: 6 باب الوتر في السفر (999) مسلم (700) ترمذی (472) نسائی (739)۔

(فهم الحديث) اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سواری پر نفل نماز پڑھنا جائز ہے خواہ اس کا رُخ کسی طرف بھی ہو (البتہ نماز کی ابتدا قبلہ رخ ہو کر ہی کرنی چاہیے)۔ یہ مسئلہ اتفاقی ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

٤٠٧۔ حدیث عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رضي الله عنه' أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلَى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے خود دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ (رات میں) سفر میں نفل نمازیں سواری پر پڑھتے تھے وہ جدھر آپ کو لے جاتی ادھر ہی سہی۔

٤٠٨۔ حدیث أَنَسٍ رضي الله عنه' عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ ' قَالَ : اسْتَقْبَلْنَا أَنَسًا حِينَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِينَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ ' وَوَجْهُهُ مِنْ ذَا الْجَانِبِ ' يَعْنِي عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ ' فَقُلْتُ : رَأَيْتُكَ تُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ' فَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَهُ لَمْ أَفْعَلْهُ۔

انس بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ شام سے جب (حجاج کی خلیفہ سے شکایت کر کے) واپس ہوئے تو ہم ان سے عین التمر (عراق کے ایک طرف شام کے قریب ایک مقام) میں ملے۔ دیکھا کہ آپ گدھے پر سوار ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کا منہ قبلہ سے بائیں طرف تھا اس پر میں نے کہا کہ میں نے آپ کو قبلہ کے سوا دوسری طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھتا تو میں بھی نہ کرتا۔

(5) باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر

سفر میں دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے

٤٠٩۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی تو آپ مغرب کی نماز دیر سے پڑھتے یہاں تک کہ مغرب اور عشا ایک ساتھ ملا کر پڑھتے۔

٤١٠۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه' قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ' ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا ' فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر' عصر کا وقت آنے تک نہ پڑھتے پھر کہیں (راستے میں) ٹھہرتے اور ظہر اور عصر ملا کر پڑھتے۔ لیکن اگر سفر شروع کرنے سے پہلے سورج ڈھل چکا ہوتا تو پہلے ظہر پڑھتے پھر سوار ہوتے۔

٤٠٧۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 12 باب تطوع في السفر في غير دبر الصلاة وقبلها (1093) مسلم (701)۔

٤٠٨۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 10 باب صلاة التطوع على الحمار (1100) مسلم (702)۔

٤٠٩۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 6 يصلي المغرب ثلاثا في السفر (1091) مسلم (703) ترمذی (555)۔

٤١٠۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 16 باب إذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس ...(1111) مسلم (704)۔

فهم الحدیث ایک دوسری حدیث میں ہے کہ (اگر سورج ڈھل گیا ہوتا) تو آپ ﷺ ظہر اور عصر دونوں کو جمع کے پڑھتے (پھر سفر پر روانہ ہوتے)۔[1] واضح رہے کہ نمازیں جمع کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں اس طرح ادا کرنا کہ ابھی صرف ایک نماز کا وقت ہو دوسری کا نہ ہو مثلاً عصر کو ظہر کے ساتھ اس کے ابتدائی وقت میں پڑھ لینا۔ یہ جمع صرف مسافر کے لیے جائز ہے۔ جبکہ دوسری صورت یہ ہے کہ پہلی نماز کو مؤخر کر کے آخری وقت میں اور دوسری کو جلدی کر کے اول وقت میں پڑھ لینا، اس طرح بظاہر دونوں نمازیں جمع بھی ہو جائیں گی اور درحقیقت اپنے اپنے وقت میں ہی ادا ہوں گی، اس جمع کو جمع صوری کہتے ہیں۔ جس حدیث میں حضر میں نمازیں جمع کرنے (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے) یا بلا عذر نمازیں جمع کرنے کا ذکر ہے[2] وہاں یہی جمع مراد ہے۔

(6) باب الجمع بين الصلاتين في الحضر

جب سفر نہ ہو تو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

٤١١ـ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَمَانِيًا جَمِيْعًا ، وَسَبْعًا جَمِيْعًا ـ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعت ایک ساتھ (ظہر اور عصر) اور سات رکعت ایک ساتھ (مغرب اور عشاء) ملا کر پڑھیں۔

(7) باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال

نماز پڑھ کر امام کا دائیں بائیں دونوں طرف مڑنے کا بیان

٤١٢ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه ، قَالَ لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِهِ ، يَرَى اَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ لَا يَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ يَمِيْنِهِ ـ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ كَثِيْرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ ـ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی نماز میں سے کچھ بھی شیطان کا حصہ نہ لگائے اس طرح کہ (سلام پھیرنے کے بعد) داہنی طرف ہی لوٹنا اپنے لئے ضروری قرار دے لے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو اکثر بائیں طرف سے لوٹتے دیکھا۔

فهم الحدیث معلوم ہوا کہ نماز سے فارغ ہو کر دائیں یا بائیں دونوں طرف مڑ کر بیٹھا جا سکتا ہے۔

(9) باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن

فرض نماز کی تکبیر تحریمہ کے بعد نفل نماز شروع کرنا مکروہ ہے

٤١٣ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ

٤١١ـ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 30 باب من لم يتطوع بعد المكتوبة (543) مسلم (705) ابو داود (1214)۔
٤١٢ـ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 195 باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال (852) مسلم (707)۔
٤١٣ـ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 38 باب إذا اقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة (663) مسلم (711)۔

[1] [صحیح : ارواء الغلیل (3/ 28) ابو داود (1206) ترمذی (553)]
[2] [مؤطا (1/ 144) کتاب الصلاۃ ، مسلم (705) ابو داود (1210) نسائی (601)]

بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا، وَقَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاثَ بِهِ النَّاسُ، وَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الصُّبْحِ أَرْبَعًا الصُّبْحَ أَرْبَعًا؟))۔

کی نظر ایک ایسے نمازی پر پڑی جو تکبیر کے بعد دو رکعت نماز پڑھ رہا تھا۔ آنحضور ﷺ جب نماز سے فارغ ہو گئے تو لوگ اس شخص کے اردگرد جمع ہو گئے اور آنحضور ﷺ نے فرمایا کیا صبح کی چار رکعات پڑھتا ہے؟ کیا صبح کی چار رکعات ہو گئیں؟۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ جب فرائض کی جماعت کھڑی ہو جائے تو نوافل ادا نہیں کرنے چاہییں۔ ایک دوسری روایت میں یہ فرمانِ نبوی ہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی[1]

(11) باب استحباب تحية المسجد بركعتين وكراهة الجلوس قبل صلاتهما وانها مشروعة في جميع الاوقات

تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا مستحب ہے ان کے پڑھے بغیر مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے اور تحیۃ المسجد تمام اوقات میں ادا کی جا سکتی ہیں

٤١٤۔ **حديث** أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ))۔

حضرت ابو قتادہ سلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

فهم الحديث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں ضرور پڑھنی چاہییں۔ اور اگر کوئی بھول کر بیٹھ جائے تو اسے چاہیے کہ یاد آنے پر دوبارہ کھڑا ہو اور یہ رکعتیں پڑھے جیسا کہ دورانِ خطبہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا تھا کہ کھڑا ہو اور دو رکعتیں پڑھ۔[2] ان رکعتوں کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔ ان کا وقت وہی ہے جب کوئی مسجد میں بیٹھنا چاہے۔ اسی لیے اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ رکعات تمام اوقات حتی کہ ممنوعہ اوقاتِ نماز میں بھی ادا کی جا سکتی ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم اور سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔[3]

(12) باب استحباب الركعتين في المسجد لمن قدم من سفر اول قدومه

مسافر کا سفر سے واپس آتے ہی مسجد میں آ کر پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب ہے

٤١٥۔ **حديث** جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (ذات الرقاع یا تبوک) میں تھا میرا اونٹ تھک کر سست ہو

٤١٤۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 60 باب إذا دخل المجلس فليركع ركعتين (444) مسلم (714)۔

٤١٥۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 34 باب شراء الدواب والحمير۔

[1] [مسلم (710) كتاب صلاة التطوع]

[2] [فتح الباري (1/641) ابن حبان]

[3] [فتاوى ابن باز مترجم (1/62)]

وَاَعْيَا ' فَاَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ' فَقَالَ : ((جَابِرٌ؟)) فَقُلْتُ : نَعَمْ ! قَالَ : ((مَا شَأْنُكَ؟)) قُلْتُ : اَبْطَا عَلَيَّ جَمَلِي وَاَعْيَا ـ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا اِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ ' قَالَ : ((الآنَ قَدِمْتَ؟)) قُلْتُ : نَعَمْ ! قَالَ: ((فَدَعْ جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ـ

گیا۔ اتنے میں میرے پاس نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا جابر! میں نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوں۔ فرمایا کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا کہ میرا اونٹ تھک کر سست ہو گیا ہے۔ چلتا ہی نہیں۔ اس لئے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ میں دوسرے دن صبح کو پہنچا پھر ہم مسجد آئے تو آنحضور ﷺ مسجد کے دروازے پر ملے۔ آپ نے دریافت فرمایا' کیا ابھی آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ فرمایا۔ پھر اپنا اونٹ چھوڑ دے اور مسجد میں جا کے دو رکعت نماز پڑھ۔ میں اندر گیا اور نماز پڑھی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ سفر سے واپسی پر دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور یہ رکعتیں تحیۃ المسجد کے علاوہ ہیں۔

(13) باب استحباب صلاة الضحى وان اقلها ركعتان

نماز چاشت کا مستحب ہونا اور یہ کم از کم دو رکعت ہے

٤١٦ ـ **حديث** عَائِشَةَ ' قَالَتْ : اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ ' وَمَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُبْحَةَ الضُّحَى قَطُّ ' وَاِنِّي لَاُسَبِّحُهَا ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک کام کو چھوڑ دیتے اور آپ کو اس کا کرنا پسند ہوتا اس خیال سے ترک کر دیتے (کہ کہیں ایسا نہ ہو) کہ دوسرے صحابہ بھی اس پر (آپ کو دیکھ کر) عمل شروع کر دیں اور اس طرح وہ کام ان پر فرض ہو جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز کبھی نہیں پڑھی لیکن میں پڑھتی ہوں۔

لغوی توضیح سُبْحَةَ الضُّحَى چاشت کے نوافل۔ یہ وہ نماز ہے جو طلوع آفتاب کے بعد ادا کی جاتی ہے، نیز اسے نماز اشراق اور صلاۃ الاوابین بھی کہتے ہیں۔ آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز مشروع ہے اور یہ آٹھ رکعات تک پڑھی جاسکتی ہے۔ اس کی دو[1] اور چار[2] رکعات بھی ثابت ہیں۔ تاہم درج بالا حدیثِ عائشہ میں جو اس نماز کی نفی ہے اسے ان کے عدمِ علم پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ باقی صحابہ نبی ﷺ سے اس نماز کو بیان کرتے ہیں اور وہ روایات بھی صحیح ہیں۔ لہٰذا ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ اس نماز پر مداومت اختیار نہیں فرماتے تھے بلکہ کبھی پڑھ لیتے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے۔ (واللہ اعلم)

٤١٧ ـ **حديث** اُمِّ هَانِىءٍ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلَى ' قَالَ : مَا اَنْبَاَنَا اَحَدٌ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ

حضرت ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ ہمیں کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ رسول اللہ ﷺ کو انہوں نے چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا۔ ہاں ام

٤١٦ ـ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 5 باب تحريض النبي ﷺ على صلاة الليل والنوافل...(1128) مسلم (718) ـ
٤١٧ ـ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 12 باب من تطوع في السفر ...(280) مسلم (336) ـ

[1] [بخاری (1981)]
[2] [مسلم (719) ابن ماجہ (1381)]

صَلَّى الضُّحَى غَيْرَ أُمِّ هَانِيءٍ . ذَكَرَتْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا، فَصَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، فَمَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَاةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ .

ہانی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی ﷺ نے ان کے گھر غسل کیا تھا اور اس کے بعد آپ نے آٹھ رکعات پڑھی تھیں۔ میں نے آپ کو کبھی اتنی ہلکی پھلکی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ البتہ آپ رکوع اور سجدہ پوری طرح کرتے تھے۔

٤١٨۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثٍ، لَا أَدَعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ : صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحَى، وَنَوْمٍ عَلَى وِتْرٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے میرے محبوب دوست (نبی ﷺ) نے تین چیزوں کی وصیت کی ہے کہ موت سے پہلے ان کو نہ چھوڑوں۔ ہر مہینہ میں تین دن کے روزے، چاشت کی نماز، اور وتر پڑھ کر سونا۔

(14) باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما

فجر کی سنتوں کی فضیلت ورغبت کا بیان

٤١٩۔ حدیث حَفْصَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ، وَبَدَا الصُّبْحُ، صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ .

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب مؤذن صبح کی اذان صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد دے چکا ہوتا تو آپ اذان اور تکبیر کے درمیان نماز قائم ہونے سے پہلے دو ہلکی سی رکعات (فجر کی سنتیں) پڑھتے۔

فہم الحدیث اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ فجر کی دو سنتیں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ انہیں ہلکا پڑھتے یعنی ان میں قراءت کم کرتے اور ان سے جلدی فارغ ہو جاتے۔ یاد رہے کہ اگر کوئی یہ سنتیں فجر کی جماعت سے پہلے نہ پڑھ سکے تو فرائض سے فارغ ہو کر انہیں پڑھ لینا چاہیے جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے۔[1]

٤٢٠۔ حدیث عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ .

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی سی رکعات پڑھتے تھے۔

٤٢١۔ حدیث عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ صبح کی (نماز) سے پہلے

٤١٨۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 33 باب صلاة الضحى في الحضر (1178) مسلم (721) ۔
٤١٩۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 12 باب الاذان بعد الفجر (618) مسلم (723) ابن ماجه (1143) ترمذي (433)۔
٤٢٠۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 12 باب الاذان بعد الفجر (619) مسلم (724) ابن حبان (2456)۔
٤٢١۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 28 باب ما يقرا في ركعتي الفجر ۔

[1] [صحيح: صحيح ترمذي (346) ترمذي (422) ابوداود (1267)]

يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ، حَتَّى إِنِّي لَأَقُوْلُ هَلْ قَرَأَ بِأُمِّ الْكِتَابِ ؟))۔

کی دو (سنت) رکعات کو بہت مختصر رکھتے تھے، آپ نے ان میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھی یا نہیں میں یہ بھی نہیں کہہ سکتی۔

۴۲۲۔ حدیث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کسی نفل نماز کی فجر کی دو رکعات سے زیادہ پابندی نہیں کرتے تھے۔

لغوی توضیح: مِنَ النَّوَافِلِ نوافل میں سے، معلوم ہوا کہ فجر کی ابتدائی دو رکعتیں نفل ہیں فرض نہیں (جیسا کہ حسن بصری رحمہ اللہ کا موقف ہے)۔ تَعَاهُدًا پابندی، حفاظت۔

(15) باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن و بيان عددهن

فرض نمازوں سے پہلے اور بعد کی سنتوں کی فضیلت اور ان کی تعداد کا بیان

۴۲۳۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ : فَأَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ فَفِي بَيْتِهِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعت سنت، ظہر کے بعد دو رکعت سنت، مغرب کے بعد دو رکعت سنت، عشا کے بعد دو رکعت سنت اور جمعہ کے بعد دو رکعت سنت پڑھی ہیں اور مغرب اور عشا کی سنتیں آپ گھر میں پڑھتے تھے۔

فہم الحدیث: ایک دوسری روایت میں بارہ رکعات کا ذکر ہے۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ جو شب و روز میں بارہ رکعت نوافل پڑھے اس کے لیے ان کے بدلے جنت میں گھر تعمیر کیا جائے گا۔[1] ان رکعات کی تفصیل یوں ہے کہ چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔[2]

(16) باب جواز النافلة قائما وقاعدا و فعل بعض الركعة قائما و بعضها قاعدا

نفل نماز کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پڑھنا یا ایک رکعت میں کچھ کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے

۴۲۴۔ حدیث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ میں نے نبی ﷺ کو رات کی کسی نماز میں بیٹھ کر قرآن پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ بوڑھے ہو گئے

۴۲۲۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 27 باب تعاهد ركعتي الفجر ومن سماها تطوعا۔

۴۲۳۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 29 باب التطوع بعد المكتوبة (1172) مسلم (729) ابو عوانة (263/2)۔

۴۲۴۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 16 باب قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيره (1118) مسلم (731)۔

[1] [مسلم (728) ابو داود (1250)] [2] [صحیح : صحیح ترمذی (339-338) ترمذی (415)]

جَالِسًا، حَتَّى إِذَا كَبِرَ قَرَأَ جَالِسًا، فَإِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّوْرَةِ ثَلَاثُوْنَ أَوْ أَرْبَعُوْنَ آيَةً، قَامَ فَقَرَأَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ ۔

تو بیٹھ کر قرآن پڑھتے تھے۔ لیکن جب تیس چالیس آیتیں رہ جاتیں، تو کھڑے ہو جاتے پھر ان کو پڑھ کر رکوع کرتے تھے۔

فھوالحدیث ایک روایت میں ہے کہ جب نبی ﷺ کا جسم بوجھل ہو گیا تو آپ اکثر بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ نفل نماز پوری بیٹھ کر یا اس کا کچھ حصہ بیٹھ کر اور کچھ کھڑے ہو کر بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔[1]

٤٢٥۔ حدیث عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا، فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ نَحْوٌ مِنْ ثَلَاثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا، وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ، يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَإِذَا قَضَى صَلَاتَهُ نَظَرَ، فَإِنْ كُنْتُ يَقْظَى تَحَدَّثَ مَعِي، وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اضْطَجَعَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھنا چاہتے تو قرأت بیٹھ کر کرتے۔ جب تقریباً تیس چالیس آیتیں پڑھنی باقی رہ جاتیں تو انہیں کھڑے ہو کر پڑھتے پھر رکوع اور سجدہ کرتے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔ نماز سے فارغ ہونے پر دیکھتے کہ میں جاگ رہی ہوں تو مجھ سے باتیں کرتے لیکن اگر میں سوئی ہوتی تو آپ بھی لیٹ جاتے۔

(17) باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل وان الوتر ركعة وان الركعة صلاة صحيحة

نماز شب اور اس میں آپ ﷺ کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے نیز ایک رکعت وتر کا بیان اور ایک رکعت صحیح نماز ہے

٤٢٦۔ حدیث عَائِشَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ رمضان میں (رات کو) کتنی رکعات پڑھتے تھے؟ آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ (رات میں) گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ خواہ رمضان کا مہینہ ہوتا یا کوئی اور۔ پہلے آپ چار رکعت پڑھتے ان کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا! پھر چار رکعت اور پڑھتے، ان کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا! پھر تین رکعات (وتر) پڑھتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا

٤٢٥۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 20 باب: إذا صلى قاعدا ثم صح أو وجد خفة تمم ما بقي۔
٤٢٦۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 16 باب قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيره (1147) مسلم (738)۔

[1] [مسلم (732) ابن خزيمة (1239)]

فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي))۔

نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ نبی ﷺ رمضان وغیر رمضان میں نماز تہجد (جسے قیام اللیل اور نماز تراویح بھی کہا جاتا ہے) صرف گیارہ رکعت پڑھتے تھے جن میں سے آخری تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں، جیسا کہ آئندہ حدیث میں یہ وضاحت موجود ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نماز تہجد یا نماز تراویح صرف آٹھ رکعت ہے۔

٤٢٧۔ **حدیث** عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، مِنْهَا الْوَتْرُ، وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ رات میں تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ وتر اور فجر کی دو سنتیں اسی میں ہوتیں۔

٤٢٨۔ **حدیث** عَائِشَةَ، عَنِ الْاَسْوَدِ، قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضی الله عنها، كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَنَامُ اَوَّلَهُ وَيَقُوْمُ آخِرَهُ، فَيُصَلِّي ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَى فِرَاشِهِ، فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ۔ فَاِنْ كَانَ بِهِ حَاجَةٌ اغْتَسَلَ، وَاِلَّا تَوَضَّاَ وَخَرَجَ۔

اسود رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ رات میں نماز کس طرح پڑھتے تھے؟ آپ نے بتلایا کہ شروع رات میں سو رہتے' آخر رات میں بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھتے۔ اس کے بعد بستر پر آ جاتے اور جب موذن اذان دیتا تو جلدی سے اٹھ بیٹھتے اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل کرتے ورنہ وضو کر کے باہر تشریف لے جاتے۔

٤٢٩۔ **حدیث** عَائِشَةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضی الله عنها، اَيُّ الْعَمَلِ كَانَ اَحَبَّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَتْ: الدَّائِمُ، قُلْتُ: مَتَى كَانَ يَقُوْمُ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ۔

مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ کو کون سا عمل زیادہ پسند تھا؟ آپ نے جواب دیا کہ جس پر ہمیشگی کی جائے۔ میں نے دریافت کیا کہ (آپ ﷺ رات میں نماز کے لئے) کب کھڑے ہوتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ جب مرغ کی آواز سنتے۔

لغوی توضیح الدَّائِم جس پر ہمیشگی و مداومت اختیار کی جائے۔ الصَّارِخ مرغ۔

٤٢٧۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 10 باب کیف کان صلاة النبی ﷺ وکم کان النبی یصلی من اللیل۔
٤٢٨۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 15 باب من نام اول اللیل واحیا آخره (1146) مسلم (739) نسائی (1639)۔
٤٢٩۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 7 باب من نام عند السحر (1132) مسلم (741) ابو داود (1317)۔

٤٣٠۔ حدیث عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اپنے یہاں سحر کے وقت رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ لیٹے ہوئے پایا۔

لغوی توضیح أَلْفَاهُ آپ کو پایا۔

٤٣١۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُلَّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھا ہے اور اخیر میں آپ ﷺ کا وتر صبح کے قریب پہنچا۔

لغوی توضیح اِنْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ یعنی زندگی کے آخری حصے میں (وفات کے قریب) آپ ﷺ سحری کے وقت ہی وتر پڑھا کرتے تھے (اور یہی افضل وقت ہے)۔

(20) باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل

رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور وتر رات کے آخر میں ایک رکعت ہے

٤٣٢۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ، صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے رات کی نماز کے متعلق معلوم کیا تو آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب کوئی صبح ہو جانے سے ڈرے تو ایک رکعت (وتر) پڑھ لے وہ اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ نماز وتر ایک رکعت بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں نو، سات اور پانچ وتر بھی ثابت ہیں۔[1] علاوہ ازیں آئندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر رات کی آخری نماز ہونی چاہیے۔ لیکن یاد رہے کہ وتر کے بعد بھی نبی ﷺ سے دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے۔[2] آپ ﷺ وتروں میں سورۂ اعلیٰ، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی تلاوت فرماتے تھے اور قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔[3]

٤٣٣۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ

٤٣٠۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 7 باب من نام عند السحر (1133) مسلم (742) ابوداود (1318)۔

٤٣١۔ البخاري في: 14 كتاب الوتر: 2 باب ساعات الوتر (996) مسلم (745) ابن ماجه (1185)۔

٤٣٢۔ البخاري في: 14 كتاب الوتر 1 باب ما جاء في الوتر (472) مسلم (749) ابن ماجه (1320)۔

٤٣٣۔ البخاري في: 14 كتاب الوتر: 4 باب ليجعل آخر صلاته وترا (998) مسلم (751) ابو داود (1438)۔

① [مسلم (746) ابوداود (1342)، (1422) ابن ماجه (1192)، (1190)]

② [صحيح: صحيح ترمذي (392) ترمذي (471)] ③ [ابن ماجه (1171)، (1182)]

قَالَ: ((اجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا))۔

وتر رات کی تمام نمازوں کے بعد پڑھا کرو۔

(24) باب الترغيب فى الدعاء والذكر فى آخر الليل والاجابة فيه

ذکر اور دعا کی ترغیب رات کے آخری حصہ میں دلائی گئی ہے اس وقت دعا قبول ہوتی ہے

٤٣٤۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَ تَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرِ، يَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِي فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ!))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار بلند و برکت والا ہر رات کو اس وقت آسمانِ دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں؟ کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں؟۔

(25) باب الترغيب فى قيام رمضان وهو التراويح

رمضان میں قیام اللیل یعنی تراویح کی ترغیب کا بیان

٤٣٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو کوئی رمضان میں (راتوں کو) ایمان کے ساتھ اور ثواب کے لئے قیام (نماز تراویح) کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

٤٣٦۔ حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا، فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلُّوْا مَعَهُ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا، فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلُّوا بِصَلَاتِهِ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت اٹھ کر مسجد میں نماز پڑھی اور چند صحابہ بھی آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ صبح کو ان صحابہ نے دوسرے لوگوں سے اس کا ذکر کیا چنانچہ (دوسرے دن) اس سے بھی زیادہ جمع ہو گئے اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ دوسری صبح کو اس کا چرچا اور زیادہ ہوا۔ پھر کیا تھا' تیسری رات بڑی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے اور جب رسول اللہ ﷺ اٹھے تو ان صحابہ نے آپ کے پیچھے نماز شروع کر دی۔ چوتھی رات آئی تو مسجد میں نمازیوں کی کثرت سے تل

٤٣٤۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 14 باب الدعاء والصلاة في آخر الليل (1145) مسلم (758) ابن ماجه (1366)۔

٤٣٥۔ البخاري في: 27 كتاب الإيمان: 27 باب تطوع قيام رمضان من الإيمان (37) مسلم (759) ترمذى (808)۔

٤٣٦۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 29 باب من قال في الخطبة بعد الثناء اما بعد (924) مسلم (761)۔

عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتَّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ، لٰكِنِّي خَشِيْتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا))۔

رکھنے کی بھی جگہ نہیں تھی۔ لیکن آج رات نبی ﷺ نے یہ نماز نہیں پڑھائی اور فجر کی نماز کے بعد لوگوں سے خطاب کیا۔ پہلے آپ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا اما بعد! مجھے تمہاری اس حاضری سے کوئی ڈر نہیں لیکن میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے پھر تم سے یہ ادا نہ ہو سکے۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ نماز تراویح مسجد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے کیونکہ یہ سنت نبوی ہے۔ بعد ازاں فرض ہو جانے کے ڈر سے آپ ﷺ نے اسے ترک کر دیا لیکن آپ کی وفات کے بعد جب یہ اندیشہ نہ رہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پھر ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا اور وہ باجماعت نماز تراویح پڑھنے لگے۔[1]

(26) باب الدعاء في صلاة الليل و قيامه

رات کی نماز میں دعا اور قیام کا بیان

٤٣٧۔ حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَى حَاجَتَهُ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ، فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءًا بَيْنَ وُضُوْئَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ، فَصَلَّى، فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَى أَنِّي كُنْتُ أَرْقُبُهُ، فَتَوَضَّأْتُ، فَقَامَ يُصَلِّي، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ، فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ، فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، وَكَانَ يَقُوْلُ فِي دُعَائِهِ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا، وَفِي بَصَرِي نُوْرًا،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ایک رات سویا تو نبی ﷺ اٹھے اور آپ نے اپنی ضروری حاجت پوری کرنے کے بعد اپنا چہرہ دھویا' پھر دونوں ہاتھ دھوئے اور پھر سو گئے۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور مشکیزہ کے پاس گئے اور آپ نے اس کا منہ کھولا پھر درمیانہ وضو کیا (نہ مبالغہ کے ساتھ نہ معمولی اور ہلکے قسم کا تین تین مرتبہ سے) کم دھویا۔ البتہ پانی ہر جگہ پہنچا دیا پھر آپ نے نماز پڑھی۔ میں بھی کھڑا ہوا اور آپ پیچھے ہی رہا۔ کیونکہ میں اسے پسند نہیں کرتا تھا کہ آنحضرت یہ سمجھیں کہ میں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ میں نے بھی وضو کر لیا تھا۔ آنحضور جب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرا کان پکڑ کر دائیں طرف کر دیا۔ میں نے آپ (کی اقتدا میں) تیرہ رکعت نماز مکمل کی اس کے بعد آپ سو گئے اور آپ کی سانس میں آواز پیدا ہونے لگی۔ آپ جب سوتے تھے تو آپ کی سانس میں آواز پیدا ہونے لگتی تھی۔ اس کے بعد حضرت

٤٣٧۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 10 باب الدعاء إذا انتبه من الليل (992) مسلم (763) حميدي (472)۔

[1] [بخاري (2010) كتاب صلاة التراويح]

وَفِي سَمْعِي نُوْرًا' وَعَنْ يَمِيْنِي نُوْرًا' وَعَنْ يَسَارِي نُوْرًا' وَفَوْقِي نُوْرًا' وَتَحْتِي نُوْرًا' وَأَمَامِي نُوْرًا' وَاجْعَلْ لِي نُوْرًا))۔

بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کی اطلاع دی چنانچہ آپ نے (نیا وضو) کئے بغیر نماز پڑھی۔ آنحضرت اپنی دعا میں یہ کہتے تھے ''اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا کر، میری نظر میں نور پیدا کر' میرے کان میں نور پیدا کر' میرے دائیں طرف نور پیدا کر' میرے بائیں طرف نور پیدا کر' میرے اوپر نور پیدا کر' میرے نیچے نور پیدا کر' میرے آگے نور پیدا کر' میرے پیچھے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما۔

قَالَ كُرَيْبٌ (الرَّاوِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ) وَسَبْعٌ فِي التَّابُوْتِ' فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ۔ فَذَكَرَ عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعَرِي وَبَشَرِي' وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ۔

کریب (راویٔ حدیث) نے بیان کیا کہ میرے پاس مزید سات لفظ محفوظ ہیں پھر میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھ سے ان کے متعلق بیان کیا کہ'' میرے پٹھے' میرا گوشت' میرا خون' میرے بال اور میرا چمڑا ان سب میں نور بھر دے'' اور دو چیزوں کا اور بھی ذکر کیا۔

لغوی توضیح شِنَاقَهَا وہ دھاگہ جس سے مشکیزے کا منہ باندھا جاتا ہے۔ قَدْ أَبْلَغَ یعنی تمام اعضائے وضوء تک پانی پہنچایا۔ تَمَطَّيْتُ میں نے بھی انگڑائی لی، اکڑ کر چلا۔ نَفَخَ خراٹے لیے، آواز کے ساتھ سانس لیا۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ دو آدمیوں کے ساتھ بھی جماعت منعقد ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس صورت میں مقتدی کو امام کے دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔ اسی طرح یہ بھی پتہ چلا کہ نماز تہجد تیرہ رکعت (آٹھ نوافل اور پانچ وتر) بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

٤٣٨۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ' أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهُ' فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ' وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُوْلِهَا' فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ' اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ' فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ' ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ آلِ عِمْرَانَ' ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کی زوجۂ مطہرہ اور اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گزاری۔ میں تکیہ کے عرض (یعنی گوشہ) کی طرف لیٹ گیا اور رسول کریم ﷺ اور آپ کی اہلیہ نے (معمول کے مطابق) تکیہ کی لمبائی پر (سر رکھ کر) آرام فرمایا۔ آپ ﷺ سوتے رہے اور جب آدھی رات ہو گئی یا اس سے کچھ پہلے یا اس کے کچھ بعد آپ بیدار ہوئے اور اپنی نیند کو دور کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں سے آنکھیں ملنے لگے۔ پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں۔ پھر ایک مشکیزے کے پاس جو (چھت میں) لٹکا ہوا تھا آپ کھڑے ہو گئے اور اس سے وضو

٤٣٨۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 36 باب قراءة القرآن بعد الحدث وغیرہ۔

فَأَحْسَنَ وَضُوْءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ۔

کیا۔خوب اچھی طرح' پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے بھی کھڑے ہو کر اس طرح کیا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا پھر جا کر میں بھی آپ کے پہلوئے مبارک میں کھڑا ہو گیا۔آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر اسے مروڑنے لگے۔ پھر آپ نے دو رکعت پڑھیں۔ اس کے بعد پھر دو رکعت پڑھیں' پھر دو رکعت پڑھیں' پھر دو رکعت' پھر دو رکعت پھر دو رکعت پڑھ کر اس کے بعد آپ نے ایک رکعت وتر پڑھے اور لیٹ گئے پھر جب مؤذن آپ کے پاس آیا تو آپ نے اٹھ کر دو رکعت معمولی پڑھیں پھر باہر تشریف لا کر صبح کی نماز پڑھی۔

٤٣٩۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ : كَانَتْ صَلَاةُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يَعْنِي بِاللَّيْلِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی۔

٤٤٠۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ ۔ أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں تہجد پڑھنے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے "اے اللہ! حمد تیرے ہی لئے ہے کہ تو آسمان و زمین کا نور ہے۔حمد تیرے ہی لئے ہے کہ تو آسمان و زمین کا تھامنے والا ہے۔حمد تیرے ہی لئے ہے کہ تو آسمان و زمین کا اور جو کچھ اس میں ہے سب کا رب ہے۔تو سچ ہے۔تیرا وعدہ سچا ہے۔اور تیرا قول سچا ہے۔تیری ملاقات سچی ہے۔جنت سچ ہے اور دوزخ سچ ہے۔سارے انبیا سچے ہیں۔اور قیامت سچ ہے۔اے اللہ! میں تیرے سامنے ہی جھکا' تجھ پر ہی ایمان لایا' تجھ پر بھروسہ کیا' تیری ہی طرف رجوع کیا۔تیرے ہی سامنے اپنا جھگڑا پیش کرتا اور تجھ سے اپنا فیصلہ چاہتا ہوں پس تو میری مغفرت کر دے اگلے پچھلے تمام گناہوں کی جو میں نے چھپا کر کئے اور جو ظاہر کئے تو ہی میرا معبود

٤٣٩۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 10 باب كيف كانت صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (1138) مسلم (764) ترمذی (442)۔
٤٤٠۔ البخاری فی: 97 کتاب التوحيد: 35 باب قول الله تعالى "يريدون ان يبدلوا كلام الله" (1120) مسلم (769) ۔

فَاغْفِرْلِی مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ' وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ))۔

ہے' تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں''۔

(27) باب استحباب تطویل القراءة فی صلاة اللیل

تہجد (نماز شب) میں طویل قرأت کا مستحب ہونا

٤٤١۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ : صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ لَیْلَةً فَلَمْ یَزَلْ قَائِمًا حَتّٰی هَمَمْتُ بِاَمْرِ سَوْءٍ قِیْلَ لَهٗ : وَمَا هَمَمْتَ ؟ قَالَ : هَمَمْتُ اَنْ اَقْعُدَ وَاَذَرَ النَّبِیَّ ﷺ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ رات میں نماز پڑھی۔ آپ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ میرے دل میں ایک غلط خیال پیدا ہو گیا۔ ہم نے پوچھا کہ وہ غلط خیال کیا تھا؟ تو آپ نے بتلایا کہ میں نے سوچا، بیٹھ جاؤں اور نبی ﷺ کا ساتھ چھوڑ دوں۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نماز تہجد میں طویل قرائت کیا کرتے تھے حتی کہ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دو رکعتوں میں سورہ بقرہ، سورہ نساء اور سورہ آل عمران مکمل تلاوت فرمادی۔[1]

(28) باب ما روی فیمن نام اللیل اجمع حتی اصبح

ایسا شخص جو پوری رات صبح تک سوتا ہے' کے بارے میں کیا وعید آئی ہے

٤٤٢۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ : ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَیْلَهٗ حَتّٰی اَصْبَحَ ' قَالَ: ((ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّیْطَانُ فِی اُذُنَیْهِ)) اَوْقَالَ:((فِی اُذُنِهٖ))۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حاضر خدمت تھا تو نبی ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر آیا جو رات بھر دن چڑھے تک سوتا رہا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے جس کے دونوں کانوں (یا کہا) کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔

لغوی توضیح بَالَ الشَّیْطَانُ فِیْ اُذُنَیْهِ شیطان نے اس کے کانوں میں پیشاب کر دیا ہے، مراد شیطان کا غلبہ اور اس کی توہین و تذلیل ہے۔ کان کا بطور خاص ذکر اس لیے کیا کیونکہ اسی کے ذریعے انسان حی علی الصلاه (آؤ نماز کی طرف) کی پکار سنتا ہے۔

٤٤٣۔ حدیث عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ رضی اللہ عنہ'

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے

٤٤١۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 9 باب طول القیام فی صلاة اللیل (1135) مسلم (773) ابو یعلی (5165)۔

٤٤٢۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبلیس وجنوده (1144) مسلم (774) ابن ماجه (1330)۔

٤٤٣۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 5 باب تحریض النبی ﷺ علی صلاة اللیل والنوافل (1127) مسلم (775)۔

[1] [مسلم (772)]

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ لَيْلَةً، فَقَالَ: ((اَلَا تُصَلِّيَانِ؟)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ، فَإِذَا شَاءَ اَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا۔ فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُلْنَا ذٰلِكَ، وَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا۔ ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾۔

اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم لوگ (تہجد کی) نماز نہیں پڑھو گے؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہماری روحیں اللہ کے قبضے میں ہیں جب چاہے گا ہمیں اٹھا دے گا۔ ہماری اس عرض پر آپ واپس تشریف لے گئے آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن واپس جاتے ہوئے میں نے سنا کہ آپ ران پر ہاتھ مار کر (سورہ کہف کی یہ آیت) پڑھ رہے تھے "آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے"۔ [کہف: ۵۴]

لغوی توضیح طَرَقَهُ رات کے وقت ان کے پاس آئے۔ يَضْرِبُ فَخِذَهُ اپنی ران پر ہاتھ مار رہے تھے (حیرت و تعجب کا اظہار کرتے ہوئے)۔

۴۴۴۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَاْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ، عَلَيْكَ لَيْلًا طَوِيْلًا فَارْقُدْ، فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَاِنْ تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ وَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان آدمی کے سر کے پیچھے رات میں سوتے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ افسوں بھی پھونک دیتا ہے کہ سو جا ابھی رات بہت باقی ہے پھر اگر کوئی بیدار ہو کر اللہ کی یاد کرنے لگتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر نماز (فرض یا نفل) پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس طرح صبح کے وقت آدمی چاق و چوبند، خوش مزاج رہتا ہے، ورنہ سست اور بد باطن رہتا ہے۔

لغوی توضیح قَافِيَةِ رَاْس سر کا پچھلا حصہ۔ ثَلَاث عُقَد تین گرہیں۔ انْحَلَّتْ کھل جاتی ہے۔

(29) باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازها في المسجد

نوافل مسجد میں پڑھے جا سکتے ہیں لیکن گھر میں پڑھنا مستحب ہے

۴۴۵۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْعَلُوْا فِي بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں میں بھی نمازیں پڑھا کرو اور انہیں بالکل قبرستان نہ بنالو۔

۴۴۴۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 12 باب عقد الشيطان على قافية الراس... (1142) مسلم (776)۔

۴۴۵۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 52 باب كراهية الصلاة في المقابر (432) مسلم (777) ابوداود (1043)۔

لغوی توضیح لَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا گھروں کوقبروں کی مانند مت بناؤ (یعنی جیسے قبروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی ویسے گھروں میں نماز مت چھوڑو)۔ اس میں ترغیب ہے کہ نفل نماز کا کچھ حصہ گھر میں بھی ادا کرنا چاہیے تاکہ گھر میں برکت ہو، اللہ کی رحمت نازل ہو اور شیطان بھاگے۔ نیز نفل نماز گھر میں ہی افضل ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔

٤٤٦۔ حدیث اَبِی مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَثَلُ الَّذِی یَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِی لَا یَذْكُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ))۔

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔

٤٤٧۔ حدیث زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اتَّخَذَ حُجْرَةً، مِنْ حَصِیْرٍ، فِی رَمَضَانَ، فَصَلّٰی فِیْهَا لَیَالِیَ، فَصَلّٰی بِصَلَاتِهٖ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ، فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ یَقْعُدُ، فَخَرَجَ اِلَیْهِمْ، فَقَالَ: ((قَدْ عَرَفْتُ الَّذِی رَاَیْتُ مِنْ صَنِیْعِكُمْ، فَصَلُّوا اَیُّهَا النَّاسُ فِی بُیُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِی بَیْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ))۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں بوریے کا ایک حجرہ بنالیا یا اوٹ (پردہ)۔ آپ نے کئی رات اس میں نماز پڑھی۔ صحابہ میں سے بعض حضرات نے ان راتوں میں آپ کی اقتدا کی۔ جب آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے بیٹھے رہنا شروع کیا (نماز موقوف رکھی) پھر باہر نکلے اور فرمایا تم نے جو کیا مجھ کو معلوم ہے لیکن لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھتے رہو کیونکہ افضل نماز آدمی کی وہی ہے جو اس کے گھر میں ہو سوائے فرض کے (کیونکہ وہ مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے)۔

(31) باب امر من نعس فی صلاته او استعجم علیه القرآن او الذکر بان یرقد او یقعد حتی یذهب عنه ذلك

نماز میں اونگھ آجائے، تلاوت قرآن یا ذکر اللہ میں زبان اٹکنے لگے تو لیٹ جائے یا بیٹھ جائے حتی کہ یہ کیفیت دور ہو جائے

٤٤٨۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَاِذَا حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَیْنَ السَّارِیَتَیْنِ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا الْحَبْلُ؟)) قَالُوْا: هٰذَا حَبْلٌ لِزَیْنَبَ، فَاِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((لَا، حُلُّوْهُ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے آپ کی نظر ایک رسی پر پڑی جو دوستونوں کے درمیان تنی ہوئی تھی۔ دریافت فرمایا یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے باندھی ہے جب وہ (نماز میں کھڑی) تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک رہتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

٤٤٦۔ البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 66 باب فضل ذکر اللہ عز وجل (6407) مسلم (779) ابن حبان (854)۔

٤٤٧۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 81 باب صلاۃ اللیل (731) مسلم (781) ترمذی (450) ابوداود (1447)۔

٤٤٨۔ البخاری فی: 19 کتاب التہجد: 18 باب ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ (1150) مسلم (784)۔

لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ))۔

نہیں یہ رسی نہیں ہونی چاہیے اسے کھول ڈالو۔ تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ جب تک دل لگے نماز پڑھے' تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

لغوی توضیح السَّارِيَتَيْنِ تثنیہ ہے سَارِيَہ کی، معنی ہے دوستون۔ فَتَرَتْ تھک جائیں۔ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ تمہارے ایک کو چاہیے کہ چستی کی حالت میں نماز پڑھے۔ فَلْيَقْعُدْ تو بیٹھ جائے (یعنی بیٹھ کر پڑھ لے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو نماز ہی چھوڑ دے اور چستی و نشاط تک آرام کرے)۔

٤٤٩۔ **حديث** عَائِشَةَ رضی الله عنها ' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَاَةٌ ' قَالَ: ((مَنْ هٰذِهِ؟)) قَالَتْ: فُلَانَةٌ ' تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا ' قَالَ: ((مَهْ ! عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ ' فَوَاللّٰهِ ! لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوا))۔ وَكَانَ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دن) میرے پاس آئے' اس وقت ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی' آپ نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا' فلاں عورت' اور اس کی نماز (کے اشتیاق اور پابندی) کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ' (سن لو کہ) تم پر اتنا ہی عمل واجب ہے جتنے کی تمہارے اندر طاقت ہے۔ اللہ کی قسم! (ثواب دینے سے) اللہ نہیں اکتاتا' مگر تم عمل کرتے اکتا جاؤ گے۔ اور اللہ کو دین (کا) وہی (عمل) زیادہ پسند ہے جس کی ہمیشہ پابندی کی جا سکے (اور انسان بغیر اکتائے اسے انجام دے)۔

لغوی توضیح مَهْ رک جا ٹھہر جا (یہ لفظ زجر و توبیخ کے لیے استعمال ہوتا ہے)۔

٤٥٠۔ **حديث** عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ ' فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب نماز پڑھتے وقت تم میں سے کسی کو اونگھ آ جائے' تو چاہیے کہ وہ سو جائے حتی کہ نیند (کا اثر) اس سے ختم ہو جائے۔ اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے لگے اور وہ اونگھ رہا ہو تو اسے کچھ پتہ نہیں چلے گا کہ وہ مغفرت طلب کر رہا ہے یا اپنے نفس کو بددعا دے رہا ہے۔

(33) باب الامر بتعهد القرآن وكراهة قول نسيت آية كذا وجواز قول انسيتها

قرآن کی تلاوت باقاعدہ کرتے رہنے کا حکم نیز یہ نہ کہنا چاہیے کہ فلاں آیت میں بھول گیا بلکہ کہنا چاہیے مجھے بھلا دی گئی

٤٥١۔ **حديث** عَائِشَةَ رضی الله عنها '

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک قاری کو رات

٤٤٩۔ البخاری فی: 2 كتاب الإيمان: 32 باب احب الدين إلى الله ادومه (43) مسلم (785) ترمذی (2856)۔
٤٥٠۔ البخاری فی: 4 كتاب الوضوء: 53 باب الوضوء من النوم (212) مسلم (786) ابوداود (1310)۔
٤٥١۔ البخاری فی: 66 كتاب فضائل القرآن: 27 باب من لم ير باسا ان يقول سورة البقرة ... (2655) مسلم (788)۔

قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللّٰهُ! لَقَدْ اَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا، آيَةً اَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا))۔

کے وقت مسجد میں قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنا۔تو فرمایا کہ اللہ اس آدمی پر رحم کرے۔اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں جنہیں میں نے فلاں فلاں سورتوں میں چھوڑ رکھا تھا۔

لغوی توضیح اَسْقَطْتُهَا میں نے اسے چھوڑ رکھا تھا (بھول کر عمداً نہیں)۔معلوم ہوا کہ نبی ﷺ بھی بعض اوقات بھول جایا کرتے تھے۔اس اور آئندہ احادیث میں مسلسل تلاوتِ قرآن کے ذریعے اس کی حفاظت کا درس دیا گیا ہے۔لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حدیث کو پڑھا ہی نہ جائے یا اس کا انکار ہی کر دیا جائے۔یقیناً تمسک بالقرآن سنت کا انکار کر کے کبھی حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن کا ہی کہنا ہے کہ ﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴾ [الحشر: ۷] 'اور پیغمبر (ﷺ) جو تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے رک جاؤ۔

۴۵۲۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا، وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حافظِ قرآن کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے' اگر وہ اس کی نگرانی رکھے گا تو وہ اسے روک سکے گا ورنہ وہ رسی توڑ کر بھاگ جائے گا۔

لغوی توضیح الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ رسی کے ساتھ باندھا ہوا اونٹ۔اِنْ عَاهَدَ اگر خیال رکھا، حفاظت کی۔

۴۵۳۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِئْسَ مَا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يَقُوْلَ نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ، بَلْ نُسِّيَ، وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ، فَاِنَّهُ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ،بہت برا ہے کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں (کہنا چاہیے) کہ مجھے بھلا دیا گیا۔اور قرآن مجید کا پڑھنا جاری رکھو' کیونکہ انسانوں کے دلوں سے دور ہو جانے میں وہ اونٹ کے بھاگنے سے بھی بڑھ کر ہے۔

لغوی توضیح نَسِيْتُ آيَةَ (بری بات ہے کہ کوئی کہے) میں آیت بھول گیا۔اس لیے کہ اس میں قرآن کے ساتھ تساہل وتغافل کا مظاہرہ ہے جو مذموم ہے،قرآن میں ہے کہ ﴿ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴾ [طٰہٰ: ۱۲۶] ''ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں اور تو نے انہیں بھلا دیا،اسی طرح آج تو بھی بھلا دیا جائے گا۔''

۴۵۴۔ حدیث اَبِي مُوْسٰى رضی اللہ عنہ، عَنِ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قرآنِ مجید کا

۴۵۲۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 23 باب استذکار القرآن وتعاهده (5031) مسلم (789)۔

۴۵۳۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 23 باب استذکار القرآن وتعاهده (5032) مسلم (790) دارمی (3347)۔

۴۵۴۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 23 باب استذکار القرآن وتعاهده (5033) مسلم (791)۔

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا))۔

پڑھتے رہنا لازم پکڑلو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ اونٹ کے اپنی رسی تڑا کر بھاگ جانے سے زیادہ تیزی سے بھاگتا ہے۔

(34) باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن

خوش الحانی سے قرآن پڑھنا مستحب ہے

٤٥٥۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ يَأْذَنِ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِلنَّبِيِّ اَنْ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ)) يُرِيْدُ يَجْهَرُ بِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اس نے اپنے نبی ﷺ کو بہترین آواز کے ساتھ قرآن پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ یعنی آپ اونچی آواز سے پڑھتے۔

لغوی توضیح: يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ قرآن کو ترنم سے، خوبصورت اور بلند آواز سے پڑھتے۔

٤٥٦۔ حدیث اَبِي مُوْسٰى رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا اَبَا مُوْسٰى! لَقَدْ اُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوُدَ))۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ابوموسیٰ! تجھے داؤد علیہ السلام جیسی بہترین آواز عطا کی گئی ہے۔

لغوی توضیح: مِزْمَار باجا، گانے کا آلہ جس سے خوبصورت آواز نکلتی ہے۔ مقصود حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز کی خوبصورتی کا بیان ہے۔ آلِ دَاوُدَ مراد خود داؤد علیہ السلام ہیں جن کی آواز خوبصورتی و ترنم میں انتہا تھی۔ معلوم ہوا کہ قرآن کو ترنم سے پڑھنا چاہیے، ایک روایت میں ہے کہ جس نے قرآن کو ترنم سے نہ پڑھا وہ ہم میں سے نہیں۔[1]

(35) باب ذكر قراءة النبي ﷺ سورة الفتح يوم فتح مكة

فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کا سورۂ فتح تلاوت کرنا

٤٥٧۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى نَاقَتِهِ وَهُوَ يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ، يُرَجِّعُ،

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے موقع پر اپنے اونٹ پر سوار ہیں اور خوش الحانی کے ساتھ سورۂ فتح کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن

٤٥٥۔ البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 19 باب من لم يتغن بالقرآن (5023) مسلم (792)۔

٤٥٦۔ البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 31 باب حسن الصوت بالقراءة (5048) مسلم (793) ترمذي (3855)۔

٤٥٧۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 48 باب اين ركز النبي ﷺ الراية يوم الفتح (4281) مسلم (794)۔

[1] [بخاري: كتاب التوحيد (7527)]

قَالَ: ((لَوْ لَا اَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِي لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ))۔

مغفل نے کہا کہ اگر اس کا خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے گھیر لیں تو میں بھی اسی طرح تلاوت کر کے دکھاتا جیسے رسول اللہ ﷺ نے پڑھ کر سنایا تھا۔

لغوی توضیح: يُرَجِّعُ لوٹاتے، دہراتے۔ یعنی ایک ایک آیت کو دو دو بار یا تین تین بار پڑھتے تھے، کچھ کا کہنا ہے کہ ترجیع سے مراد آواز کو دراز کرنا ہے، چونکہ آپ ﷺ اس وقت اونٹنی پر سوار تھے لہٰذا حرکت سے آواز میں امتداد پیدا ہو گیا۔

(36) باب نزول السكينة لقراءة القرآن

قرأت قرآن کی برکت سے سکینت کے نزول کا بیان

٤٥٨۔ حديث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه، قَرَاَ رَجُلٌ الْكَهْفَ، وَفِي الدَّارِ الدَّابَّةُ، فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ، فَسَلَّمَ، فَإِذَا ضَبَابَةٌ اَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((اقْرَاْ فُلَانُ! فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ "اَوْ" تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ))۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) نے (نماز میں) سورۂ کہف کی تلاوت کی، اسی گھر میں گھوڑا بندھا ہوا تھا گھوڑے نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ (حضرت اسید نے ادھر خیال نہ کیا اس کو اللہ کے سپرد کیا) اس کے بعد جب انہوں نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ بادل کے ٹکڑے نے ان کے سارے گھر پر سایہ کر رکھا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر انہوں نے نبی ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ قرآن پڑھتا ہی رہ کیوں کہ یہ سکینت ہے جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی۔ (یا یہ کہا) نازل ہو رہی تھی۔

لغوی توضیح: السَّكِينَةُ سکینت کے متعلق کچھ کا کہنا ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کردہ کوئی چیز ہے جس میں طمانیت و رحمت تھی اور ساتھ فرشتے بھی تھے۔ کچھ کہتے ہیں کہ یہ وہ اطمینان دسکون ہے جسے مومن اللہ پر توکل اور اس سے رجاء و امید کی وجہ سے اپنے دل میں محسوس کرتا ہے، جس سے اس کا ہر غم، فکر اور پریشانی ختم ہو جاتی ہے، یہ سکون و اطمینان بعض اوقات فرشتوں کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اور بعض اوقات بغیر کسی واسطے کے۔

٤٥٩۔ حديث اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رضي الله عنه، قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَاُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، وَفَرَسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ، إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ، فَقَرَاَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ وَسَكَتَتِ الْفَرَسُ، ثُمَّ قَرَاَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَانْصَرَفَ، وَكَانَ ابْنُهُ

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات کے وقت میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہا تھا، اور میرا گھوڑا میرے پاس ہی بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا تو میں نے تلاوت بند کر دی، گھوڑا بھی رک گیا۔ پھر میں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی جب میں نے تلاوت بند کی تو گھوڑا بھی خاموش ہو گیا۔ تیسری مرتبہ جب میں نے تلاوت شروع کی تو پھر گھوڑا بدکا۔ میرا بیٹا یحییٰ

٤٥٨۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام (3614) مسلم (795) ترمذی (2885)۔

٤٥٩۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 15 باب نزول السکینة والملائکة عند قراءة القرآن، مسلم (796)۔

يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا ، فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ ، فَلَمَّا اجْتَرَّهُ ، رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا ، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ! اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ! قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَنْ تَطَأَ يَحْيَى ، وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ ، فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ: ((وَتَدْرِي مَاذَاكَ؟)) قَالَ : لَا ، قَالَ : ((تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا ، لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ)) ۔

چونکہ گھوڑے کے قریب ہی تھا اس لیے اس ڈر سے کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے' میں نے تلاوت بند کر دی اور بچے کو وہاں سے ہٹا دیا۔ پھر اوپر نظر اٹھائی تو کچھ نہ دکھائی دیا۔ صبح کے وقت یہ واقعہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا ابن حضیر! تم پڑھتے رہتے تلاوت بند نہ کرتے (تو بہتر تھا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈر لگا کہ کہیں گھوڑا میرے بچے یحییٰ کو نہ کچل ڈالے' وہ اس سے بہت قریب تھا۔ میں نے سر اوپر اٹھایا تو ایک چھتری سی نظر آئی جس میں روشن چراغ تھے۔ پھر جب میں دوبارہ باہر آیا تو میں نے اسے نہیں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم بھی ہے' وہ کیا چیز تھی؟ حضرت اسید نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کے لیے قریب ہو رہے تھے اگر رات بھر پڑھتے رہتے تو صبح تک اور لوگ بھی انہیں دیکھتے وہ لوگوں سے چھپتے نہیں۔

لغوی توضیح مَرْبُوطَة بندھا ہوا۔ جَالَتِ الْفَرَسُ گھوڑا بدکا، شدید حرکت میں آیا۔

(37) باب فضيلة حافظ القرآن

باقاعدہ قرآن کی تلاوت کرنے والے کی فضیلت

٤٦٠۔ حدیث أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْأُتْرُجَّةِ ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ ، لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ، مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ ، لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ)) ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو سنگترے جیسی ہے جس کی خوشبو بھی پاکیزہ ہے اور مزہ بھی پاکیزہ ہے اور اس کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور مزہ میٹھا ہوتا ہے اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو ریحانہ (پھول) جیسی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزہ کڑوا ہوتا ہے اور جو منافق قرآن بھی نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن جیسی ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔

٤٥٩۔ البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 15 باب نزول السكينة والملائكة عند قراءة القرآن ، مسلم (796)۔
٤٦٠۔ البخاري في: 70 كتاب الأطعمة: 30 باب ذكر الطعام (5020) مسلم (797) ابوداود (4830)۔

لغوی توضیح الْأُتْرُجَّة لیموں کی طرح کے ایک درخت کا پھل۔ الرَّیْحَانَة پھول، گلدستہ۔ حَنْظَلَة اندرائن، انتہائی کڑوا پھل جو کڑوا ہونے میں ضرب المثل ہے۔ اس حدیث میں قرآن کی تلاوت کرنے والے کی فضیلت ہے اور حافظ قرآن بھی بالا ولی اس کا مستحق ہے (کیونکہ عہد نبوی میں لوگ عموماً حفظ کے ذریعے ہی قرآن پڑھا کرتے تھے)۔

(38) باب فضل الماهر بالقرآن والذی يتتعتع فيه

حافظِ قرآن ' قاری اور وہ شخص جو اٹک اٹک کر تلاوت کرتا ہے ' کی فضیلت

٤٦١ - حديث عَائِشَةَ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ ' وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ ' وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ ' فَلَهُ أَجْرَانِ)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسی ہے اور جو شخص قرآن مجید بار بار پڑھتا ہے۔ پھر بھی وہ اس کے لئے دشوار ہے۔ تو اسے دوگنا ثواب ملے گا۔

لغوی توضیح يَتَتَعْتَعُ اٹکتا ہے۔ السَّفَرَة جمع ہے سَافِر کی، معنی ہے لکھنے والے، مراد ہیں فرشتے۔

(39) باب استحباب قراءة القرآن على اهل الفضل والحذاق فيه وان كان القارئ افضل من المقروء عليه

ماہرین فن اور علما کو قرآن سنانا مستحب ہے اگرچہ سنانے والا سامع سے مقام و مرتبہ میں افضل ہو

٤٦٢ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُبَيٍّ: ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا ﴾)) قَالَ: وَسَمَّانِي ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) ! فَبَكَى ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا ' اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں تم کو سورہ لم یکن الذین کفروا سناؤں۔ حضرت ابی بولے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ' اس پر حضرت ابی فرطِ مسرت سے رونے لگے۔

فہم الحدیث اس حدیث میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی دو عظیم فضیلتوں کا بیان ہے۔ ایک یہ کہ نبی ﷺ نے انہیں قرآن سنایا اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام لے کر نبی ﷺ کو انہیں قرآن سنانے کو کہا۔

(40) باب فضل استماع القرآن وطلب القراءة من حافظه للاستماع والبكاء عند القراءة والتدبر

قرآن سننے کی فضیلت ' حافظِ قرآن سے اس کی فرمائش کرنے اور بوقتِ قرأت رونے اور غور کرنے کا بیان

٤٦٣ - حديث عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ '

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

٤٦١ ـ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 80 سورة عبس (4937) مسلم (798) ابو داود (1454) ترمذی (2904)۔

٤٦٢ ـ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 16 باب مناقب ابی بن کعب (3809) مسلم (799) ترمذی (3792)۔

٤٦٣ ـ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 35 باب البکاء عند قراءة القرآن (4582) مسلم (800) ترمذی (3024)۔

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَاْ عَلَيَّ)) قَالَ: قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ؟ قَالَ: ((اِنِّي اَشْتَهِي اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)) قَالَ: فَقَرَاْتُ النِّسَاءَ، حَتّٰى اِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ لِي: ((كُفَّ)) اَوْ ((اَمْسِكْ)) فَرَاَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ۔

فرمایا میرے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ میں نے عرض کیا آپ کے سامنے میں کیا تلاوت کروں، آپ پر تو قرآنِ مجید نازل ہوتا ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے سنوں۔ بیان کیا میں نے سورہ نساء پڑھی اور جب میں آیت ﴿فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدًا﴾ پر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ یا رک جاؤ (راوی کو شک ہے) میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (آیت میں روزِ محشر نبی ﷺ کے اس وقت کا ذکر ہے جب آپ اپنی امت پر گواہی کے لیے پیش ہوں گے)۔

لغوی توضیح تَذْرِفَانِ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ یہ باب ضَرَبَ يَضْرِبُ سے مشتق ہے۔

٤٦٤۔ حدیث ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنَّا بِحِمْصَ، فَقَرَاَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ يُوْسُفَ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا هٰكَذَا اُنْزِلَتْ، قَالَ: قَرَاْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَحْسَنْتَ)) وَوَجَدَ مِنْهُ رِيْحَ الْخَمْرِ، فَقَالَ: اَتَجْمَعُ اَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ؟ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ۔

علقمہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ہم حمص میں تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ یوسف پڑھی تو ایک شخص بولا کہ اس طرح نہیں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس سورت کی تلاوت کی تھی اور آپ نے میری قرأت کی تحسین فرمائی تھی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اس معترض کے منہ سے شراب کی بدبو آ رہی ہے تو فرمایا کہ اللہ کی کتاب کے متعلق جھوٹا بیان اور شراب پینا جیسے گناہ ایک ساتھ کرتا ہے۔ پھر انہوں نے اس پر حد جاری کروائی۔

لغوی توضیح تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللّٰهِ کتاب اللہ کی تکذیب کرتا ہے، یعنی کچھ حصے کی جہالت سے۔ کیونکہ حقیقی تکذیب کے متعلق تو اتفاق ہے کہ اگر کوئی عمداً قرآن کے ایک حرف کی بھی تکذیب کرتا ہے تو وہ کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔

(43) باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة والحث على قراءة الايتين من آخر البقرة

سورہ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت اور ان کی تلاوت کی ترغیب کا بیان

٤٦٥۔ حدیث اَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رضی اللہ عنہ،

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

٤٦٤۔ البخاری فی: 66 كتاب فضائل القرآن: 8 باب القراء من اصحاب النبی ﷺ (5001) مسلم (801)۔

٤٦٥۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی 12 باب حدثنی خليفة (4008) مسلم (807) ابو داود (1397)۔

قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا يَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، مَنْ قَرَاَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ))۔

سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں ایسی ہیں کہ جو شخص رات میں انہیں پڑھ لے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتی ہیں۔

لغوی توضیح كَفَتَاهُ اسے کافی ہو جاتی ہیں، یعنی اس رات قیام اللیل سے، یا ہر طرح کے نقصان سے، یا شیطان اور اس کے شر سے یا جن وانس میں سے ہر ایک کے شر سے وغیرہ۔ ایک روایت میں سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیات کو نور بھی کہا گیا ہے جو نبی ﷺ کو عطا کیا گیا ہے۔[1]

(47) باب فضل من يقوم بالقرآن يعلمه و فضل من تعلم حكمة من فقه او غيره فعمل بها و علمها

حکمت قرآنی یعنی علوم فقہ و تفسیر حاصل کر کے عمل کرنے والے اور دوسروں کو سکھانے والے کی فضیلت

٤٦٦۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ آنَاءَ النَّهَارِ)) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، رشک کے قابل تو دو ہی آدمی ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا اور وہ اس کی تلاوت دن رات کرتا رہتا ہے۔ اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے دن رات خرچ کرتا رہا۔

لغوی توضیح لَا حَسَدَ یہاں حسد سے مراد رشک ہے کیونکہ حسد تو حرام ہے۔ اور حسد یہ ہے کہ کسی دوسرے کے لیے زوالِ نعمت کی تمنا کرنا اور یہ خواہش رکھنا کہ یہ چیز اس سے چھن کر مجھے مل جائے جبکہ رشک یہ ہے کہ یہ تمنا کی جائے کہ جیسی اللہ نے فلاں کو نعمت دی ہے ویسی مجھے بھی دے اور اس میں دوسرے کی نعمت چھن جانے کی نیت نہ ہو۔

٤٦٧۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا)) ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ حسد (رشک) صرف دو باتوں میں جائز ہے۔ ایک تو اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے دولت دی ہو اور وہ اس دولت کو راہِ حق میں خرچ کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہو اور ایک اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے حکمت (کی دولت) سے نوازا ہو۔ وہ اس کے ذریعہ فیصلے کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔

٤٦٦۔ البخاری فی: 97 کتاب التوحید: 45 باب قول النبی ﷺ رجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به (5025) مسلم (815)۔

٤٦٧۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 15 باب الاغتباط فی العلم والحکمة (73) مسلم (816) حمیدی (99)۔

[1] [مسلم : کتاب قراءة القرآن (806)]

(48) باب بيان ان القرآن على سبعة احرف و بيان معناه

٤٦٨۔ حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا اَقْرَؤُهَا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْرَاَنِيْهَا، وَكِدْتُ اَنْ اَعْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ اَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ، ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَجِئْتُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ اِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ عَلَى غَيْرِ مَا اَقْرَاْتَنِيْهَا، فَقَالَ لِي ((اَرْسِلْهُ)) ثُمَّ قَالَ لَهُ: ((اقْرَاْ)) فَقَرَاَ، قَالَ: ((هٰكَذَا اُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ لِيْ: ((اقْرَاْ)) فَقَرَاْتُ، فَقَالَ: ((هٰكَذَا اُنْزِلَتْ، اِنَّ الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ))۔

قرآن کا سات مختلف لہجوں میں نزول ہوا ان لہجوں کا مفہوم

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو سورۂ فرقان ایک دفعہ اس قرأت سے پڑھتے سنی جو اس کے خلاف تھی جو میں پڑھتا تھا۔ حالانکہ یہ قرأت خود رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائی تھی ۔ قریب تھا کہ میں انہیں پکڑ لیتا، لیکن میں نے انہیں مہلت دی کہ وہ (نماز سے) فارغ ہولیں ۔ اس کے بعد میں نے ان کے گلے میں چادر ڈال کر ان کو پکڑا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا۔ میں نے آپ سے کہا کہ میں نے انہیں اس قرأت کے خلاف پڑھتے سنا ہے جو آپ نے مجھے سکھائی ہے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ پہلے انہیں چھوڑ دو۔ پھر ان سے فرمایا کہ اچھا اب تم قرأت سناؤ انہوں نے اپنی وہی قرأت سنائی ۔ آپ نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی تھی ۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ اب تم بھی پڑھو میں نے بھی پڑھ کر سنایا۔ آپ نے اس پر بھی فرمایا اسی طرح نازل ہوئی تھی۔ قرآن سات قرأتوں میں نازل ہوا، تم کو جس میں آسانی ہو اسی طرح سے پڑھ لیا کرو۔

فهم الحديث قرآن سات حروف میں نازل ہوا۔ اس سے کیا مراد ہے، اس میں بہت زیادہ اختلاف ہے حتی کہ چالیس کے قریب اقوال ہیں، جن میں سے سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے جسے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ اس سے مراد عرب کی سات لغات (زبانیں) اور لہجے ہیں۔ پہلے قرآن ایک لغت (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے) یعنی لغتِ قریش میں نازل ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے رحمت وشفقت کرتے ہوئے اور تلاوت میں آسانی کے لیے انہیں عرب کی مختلف سات لغات اور لہجوں میں قرآن پڑھنے کی اجازت دے دی۔[1]

٤٦٨۔ البخاري في: 44 كتاب الخصومات: 4 باب الخصوم بعضهم في بعض (2419) مسلم (818) ترمذی (2943)۔

[1] [مجموع فتاوى ابن باز (24/ 333)]

٤٦٩۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَقْرَأَنِي جِبْرِيْلُ عَلَى حَرْفٍ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جبریل علیہ السلام نے قرآن مجید مجھے (عرب کے) ایک ہی محاورے کے مطابق پڑھ کر سکھایا تھا' لیکن میں اس میں برابر اضافہ کی خواہش کا اظہار کرتا رہا' تا آنکہ عرب کے سات محاوروں پر اس کا نزول ہوا۔

(49) باب ترتيل القراءة واجتناب الهذّ وهو الافراط في السرعة واباحة سورتين فاكثر في ركعة

قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے' بیہودگی یعنی بہت تیز تیز پڑھنے سے اجتناب کرنے اور ایک رکعت میں دو یا دو سے زیادہ سورتیں پڑھنے کا بیان

٤٧٠۔ حديث ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ، فَقَالَ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِي رَكْعَةٍ، فَقَالَ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ؟ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرِنُ بَيْنَهُنَّ۔ فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ، سُوْرَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ۔

ابو وائلؒ نے بیان کیا کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے رات ایک رکعت میں مفصل کی سورۃ پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا اس طرح (جلدی جلدی) پڑھی جیسے شعر پڑھے جاتے ہیں۔ میں ان ہم معنی سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں نبی ﷺ ایک ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔ آپ نے مفصل کی بیس سورتوں کا ذکر کیا۔ ہر رکعت کے لئے دو دو سورتیں۔

لغوی توضیح: اَلْمُفَصَّلُ سورۂ فتح سے آخر قرآن تک کی سورتیں، انہیں کثرتِ فواصل کی وجہ سے مفصل کا نام دیا گیا ہے۔ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ شعر کی طرح بہت تیز پڑھنا۔

(50) باب ما يتعلق بالقراءات

قرأت سے متعلق امور

٤٧١۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ پڑھا کرتے تھے (مُذَّكِر نہیں، حالانکہ گرائمر کی رو سے وہ بھی ٹھیک ہے کیونکہ اس کی اصل مذتکر ہے)۔

٤٧٢۔ حديث أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ،

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کچھ شاگرد حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے یہاں (شام) آئے۔ حضرت ابو درداء نے انہیں تلاش کیا اور پالیا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم میں کون حضرت

٤٦٩۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 6 باب ذكر الملائكة (3219) مسلم (819) احمد (2375)۔
٤٧٠۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 106 باب الجمع بين السورتين في الركعة (775) مسلم (822) ترمذی (602)۔
٤٧١۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 54 سورة اقتربت الساعة: 2 باب تجري باعيننا (3341) مسلم (823)۔
٤٧٢۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 92 سورة والليل: 7 باب وما خلق الذكر والانثى (4943) مسلم (824)۔

فَقَالَ : اَيُّكُمْ يَقْرَأُ قِرَاءَةَ عَبْدِاللّٰهِ ؟ قَالَ : كُلُّنَا ' قَالَ : فَاَيُّكُمْ اَحْفَظُ؟ فَاَشَارُوْا اِلَى عَلْقَمَةَ۔ قَالَ : كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾؟ قَالَ عَلْقَمَةُ : ﴿وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى﴾ قَالَ: اَشْهَدُ اَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ هٰكَذَا ' وَهٰؤُلَاءِ يُرِيْدُوْنِي عَلَى اَنْ اَقْرَاَ ۔ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى﴾ وَاللّٰهِ! لَا اُتَابِعُهُمْ ۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق قرأت کرسکتا ہے؟ شاگردوں نے کہا کہ ہم سب کر سکتے ہیں۔ پھر پوچھا کسے ان کی قرأت زیادہ محفوظ ہے؟ سب نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ انہیں سورۂ واللیل اذا یغشی قرائت کرتے کس طرح سنا ہے؟ علقمہ نے کہا کہ والذکر والانثی (بغیر ما خلق کے) کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی رسول ﷺ کو اسی طرح قرأت کرتے ہوئے سنا ہے۔ لیکن یہ لوگ (یعنی شام والے) چاہتے ہیں کہ میں وما خلق الذکر والانثی پڑھوں اللہ کی قسم! میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

فهم الحديث اہل علم کا کہنا ہے کہ اس طرح کی روایات میں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ ایسے الفاظ پہلے قرآن تھے بعد میں منسوخ کر دیئے گئے، پھر کچھ حضرات کو نسخ کا علم نہ ہوا اس لیے وہ انہی پہلے الفاظ پر ہی قائم رہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ممکن ہے یہ واقعہ مصحف عثمانی کے ظہور سے پہلے کا ہو کیونکہ مصحف عثمانی کے ظہور کے بعد یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ ان میں سے کسی نے بھی اس کی مخالفت کی ہو۔

(51) باب الاوقات التي نهى عن لصلاة فيها

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے

٤٧٣ ـ حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّوْنَ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ ' وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے سامنے چند معتبر حضرات نے گواہی دی' جن میں سب سے زیادہ معتبر میرے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے کہ نبی ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

لغوی توضیح حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ حتی کہ سورج بلند ہو جائے، روشن ہو جائے۔ فجر کی دوسنتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، یعنی اگر فجر کی سنتیں رہ جائیں تو وہ نماز فجر کی جماعت کے بعد بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نماز فجر کے بعد نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ صبح کی نماز دو رکعت ہے (تم یہ کون سی نماز پڑھ رہے ہو؟) اس نے عرض کی میری فجر کی سنتیں رہ گئی تھیں، وہ میں نے اب پڑھی ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی اور کچھ نہ کہا۔[1] علاوہ ازیں ان روایات میں دو مکروہ اوقات کا ذکر ہے، فجر سے طلوع آفتاب تک اور عصر سے غروب آفتاب تک جبکہ ایک اور روایت میں نصف النہار (یعنی ظہر سے کچھ پہلے کا وقت) بھی مکروہ شمار کیا گیا ہے۔[2]

٤٧٣ ـ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 30 باب الصلاة بعد الفجر... (581) مسلم (826) ابوداود (1276)۔

① [صحيح: صحيح ابوداود ، ابوداود (1267)]
② [شرح معاني الآثار (304/1)]

٤٧٤۔ حديث أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز سورج بلند ہونے تک نہ پڑھی جائے۔ اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔

٤٧٥۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نماز پڑھنے کے لئے سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو۔

لغوی توضیح لَا تَحَرَّوْا قصد نہ کرو، ارادہ نہ کرو۔

٤٧٦۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَبْرُزَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيْبَ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب سورج کا اوپر کا کنارہ نکل آئے تو نماز نہ پڑھو جب تک وہ پوری طرح ظاہر نہ ہو جائے۔ اور جب غروب ہونے لگے تب بھی اس وقت تک کے لئے نماز چھوڑ دو جب تک بالکل غروب نہ ہو جائے۔

(54) باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي ﷺ بعد العصر

نبی ﷺ کی نماز عصر کے بعد کی دو رکعتیں پڑھنے کی تحقیق

٤٧٧۔ حديث أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها عَنْ كُرَيْبٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ رضي الله عنهم أَرْسَلُوْهُ إِلٰى عَائِشَةَ رضي الله عنها، فَقَالُوْا: اِقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا، وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلَاةِ

حضرت کریب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس' مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہم نے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت بھیجا اور کہا ان سے ہم سب کا سلام کہنا اور اس کے بعد عصر کے بعد کی دو رکعات کے بارے میں دریافت کرنا۔ انہیں یہ بھی بتا دینا کہ ہمیں خبر ہوئی ہے کہ آپ یہ دو رکعات پڑھتی ہیں۔ حالانکہ ہمیں نبی ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے ان دو

٤٧٤۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 31 باب لا يتحرى الصلاة...(586). مسلم (827) نسائي (566)۔
٤٧٥۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 30 باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس (282) مسلم (828)۔
٤٧٦۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبليس وجنوده، مسلم (829) ابن ابي شيبة (354/2)۔
٤٧٧۔ البخاري في: 22 كتاب السهو: 8 باب إذا كُلِّم وهو يصلي فاشار بيده واستمع (1233) مسلم (834)۔

الْعَصْرِ ' وَقُلْ لَهَا : اِنَّا أُخْبِرْنَا اَنَّكِ تُصَلِّيْنَهُمَا ' وَقَدْ بَلَغْنَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْهُمَا ' وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : وَكُنْتُ اَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهُمَا ۔ قَالَ كُرَيْبٌ : فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رضي الله عنها ' فَبَلَّغْتُهَا مَا اَرْسَلُوْنِي ۔ فَقَالَتْ : سَلْ اُمَّ سَلَمَةَ ۔ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِمْ فَاَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا ' فَرَدُّوْنِي اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا اَرْسَلُوْنِي بِهِ اِلٰى عَائِشَةَ ' فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رضي الله عنها : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهٰى عَنْهَا ثُمَّ رَاَيْتُهُ يُصَلِّيْهِمَا حِيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ ' ثُمَّ دَخَلَ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْاَنْصَارِ ' فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ الْجَارِيَةَ ' فَقُلْتُ قُوْمِي بِجَنْبِهِ ' قُوْلِي لَهُ ' تَقُوْلُ لَكَ اُمُّ سَلَمَةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! سَمِعْتُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ وَاَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا ؟ فَاِنْ اَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَاْخِرِي عَنْهُ ۔ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ ' فَاَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَاْخَرَتْ عَنْهُ ۔ فَلَمَّا انْصَرَفَ ' قَالَ: ((يَا بِنْتَ اَبِي اُمَيَّةَ ! سَاَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ ' وَاِنَّهُ اَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِالْقَيْسِ فَشَغَلُوْنِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ ' فَهُمَا هَاتَانِ)) ۔

رکعات سے منع کیا ہے۔اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان رکعات کے پڑھنے پر لوگوں کو مارا بھی تھا۔ کریب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پیغام پہنچایا۔اس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق دریافت کر۔ چنانچہ میں ان حضرات کی خدمت میں واپس ہوا۔اور حضرت عائشہ کی گفتگو نقل کر دی' انہوں نے مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا انہی پیغامات کے ساتھ جن کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں بھیجا تھا۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ جواب دیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے روکتے تھے۔لیکن ایک دن میں نے دیکھا کہ عصر کے بعد آپ خود یہ دو رکعات پڑھ رہے ہیں ۔ (عصر) کے بعد آپ میرے گھر تشریف لائے (اور دو رکعت ادا کرنے لگے) میرے پاس انصار کے قبیلہ بنو حرام کی چند عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔اس لئے میں نے ایک باندی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، میں نے اس سے کہہ دیا کہ وہ آپ کے ایک طرف ہو کر یہ پوچھے کہ ام سلمہ کہتی ہے کہ یارسول اللہ! آپ تو ان دو رکعات سے منع کرتے تھے حالانکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ خود انہیں پڑھ رہے ہیں۔ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے اشارہ کریں تو تم پیچھے ہٹ جانا۔ باندی نے پھر اسی طرح کیا اور آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو پیچھے ہٹ گئی پھر جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو (آپ نے ام سلمہ سے) فرمایا کہ اے ابو امیہ کی بیٹی! تم نے عصر کے بعد کی دو رکعات کے متعلق پوچھا، بات یہ ہے کہ میرے پاس عبد القیس کے کچھ لوگ آ گئے تھے اور ان کے ساتھ بات کرنے کی وجہ سے ظہر کے بعد دو رکعات نہیں پڑھ سکا یہ وہی دو رکعت ہیں۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ عصر کے بعد آپ ﷺ نے جو دو رکعت نماز پڑھی وہ ظہر کی سنتیں تھیں۔ لیکن آئندہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ عصر کے بعد دو رکعتیں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے تو اس کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ جب بھی کوئی عمل کرتے تو اس پر مداومت اختیار فرماتے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب بھی کوئی نماز پڑھتے تو پھر اس پر مداومت (ہمیشگی) اختیار فرماتے۔[1] اس لیے آپ بعد میں عصر کے بعد ہمیشہ یہ دو رکعتیں پڑھتے رہے۔

٤٧٨۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ' وَ رَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دو رکعات کو رسول اللہ ﷺ نے کبھی ترک نہیں فرمایا۔ پوشیدہ ہو یا عام لوگوں کے سامنے صبح کی نماز سے پہلے دو رکعات اور عصر کی نماز کے بعد دو رکعات۔

(55) باب استحباب ركعتين قبل صلاة المغرب

نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا بیان

٤٧٩۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ' قَالَ : كَانَ الْمُؤَذِّنُ إِذَا أَذَّنَ ' قَامَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُمْ كَذٰلِكَ يُصَلُّوْنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ ' وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ شَيْءٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (عہد رسالت میں) جب مؤذن اذان دیتا تو نبی ﷺ کے صحابہ ستونوں کی طرف لپکتے۔ جب نبی ﷺ اپنے حجرہ سے باہر تشریف لاتے تو لوگ اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے ملتے۔ یہ جماعت مغرب سے پہلے کی دو رکعات تھیں اور (مغرب میں) اذان اور تکبیر میں کوئی زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔

لغوی توضیح يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ ستونوں کی طرف بھاگتے (تاکہ انہیں سترہ بنا کر نماز پڑھیں)۔ معلوم ہوا کہ مغرب سے پہلے نماز (کم از کم دو رکعت) پڑھنا مستحب ہے، یہ نماز آئندہ حدیث کے عموم میں بھی شامل ہے۔

(56) باب بين كل اذانين صلاة

ہر دو اذانوں (اذان و تکبیر) کے درمیان نماز ہے

٤٨٠۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضي الله عنه ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہر دو اذانوں (یعنی اذان و تکبیر) کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں

٤٧٨۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 33 باب ما يصلى بعد العصر... (590) مسلم (835)۔

٤٧٩۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 14 باب كم بين الاذان والإقامة (503) مسلم (836) ابن خزيمة (1288)۔

٤٨٠۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 16 باب بين كل اذانين صلاة لمن شاء (624) مسلم (838) ابن ماجه (1162)۔

---

[1] [مسلم : كتاب صلاة المسافرين وقصرها (835)]

صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَاةٌ)) ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ : ((لِمَنْ شَاءَ))۔

کے درمیان نماز ہے۔ پھر تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی پڑھنا چاہے۔

(57) باب صلاة الخوف

نمازِ خوف کا بیان

٤٨١۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى بِاِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، وَالطَّائِفَةُ الْاُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا، فَقَامُوْا فِي مَقَامِ اَصْحَابِهِمْ، فَجَاءَ اُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ، وَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک جماعت کے ساتھ نمازِ (خوف) پڑھی اور دوسری جماعت اس عرصہ میں دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی۔ پھر یہ جماعت اپنے دوسرے ساتھیوں کی جگہ (نماز پڑھ کر) چلی گئی تو دوسری جماعت آئی اور حضور ﷺ نے انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائی اس کے بعد آپ ﷺ نے اس جماعت کے ساتھ سلام پھیرا۔ آخر اس جماعت نے کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت پوری کی اور پہلی جماعت نے بھی کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت پوری کی۔

لغوی توضیح: صَلَاةُ الْخَوْف نمازِ خوف وہ نماز ہے جو خوف کی حالت میں پڑھی جائے، یعنی لشکرِ اسلام کفار کے لشکر کے بالمقابل ہو لیکن لڑائی شروع نہ ہوئی ہو اور اگر لڑائی شروع ہو چکی ہو تو پھر چلتے پھرتے، پیدل سوار، قبلہ رخ یا غیر قبلہ رخ الغرض جیسے بھی ممکن ہو نماز پڑھ لینی چاہیے۔[1] واضح رہے کہ نمازِ خوف کے مختلف طریقے نبی ﷺ سے ثابت ہیں جیسا کہ چند ان احادیث میں مذکور ہیں۔ ان تمام طریقوں میں سے حسبِ ضرورت کوئی ایک بھی اختیار کر لیا جائے تو کافی ہے۔

٤٨٢۔ حدیث سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: يَقُوْمُ الْاِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ، وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ، وُجُوْهُهُمْ اِلَى الْعَدُوِّ، فَيُصَلِّي بِالَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَقُوْمُوْنَ فَيَرْكَعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ، ثُمَّ يَذْهَبُ هٰؤُلَاءِ اِلَى مَقَامِ اُولٰئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً، فَلَهُ ثِنْتَانِ، ثُمَّ

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (نمازِ خوف میں) امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوگی۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کی دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر کھڑی ہوگی، انہی کی طرف منہ کیے ہوئے۔ امام اپنے ساتھ والی جماعت کو پہلے ایک رکعت نماز پڑھائے گا (ایک رکعت پڑھنے کے بعد پھر) یہ جماعت کھڑی ہو جائے گی اور خود (امام کے بغیر) اسی جگہ ایک رکوع اور دو سجدے کر کے دشمن کے مقابلہ پر جا کر کھڑی ہو جائے گی۔ جہاں دوسری جماعت پہلے سے موجود تھی۔ اس

٤٨١۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 31 باب غزوة ذات الرقاع (942) مسلم (839) ترمذی (564)۔

٤٨٢۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 31 باب غزوة ذات الرقاع (4131) مسلم (841) ابوداود (1237)۔

[1] [سورة البقرة: 239] ، [بخاری (4535)]

يَرْكَعُوْنَ وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ۔

کے بعد امام دوسری جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائے گا۔ اس طرح امام کی دو رکعت پوری ہو جائیں گی اور یہ دوسری جماعت ایک رکوع اور دو سجدے خود کرے گی۔

٤٨٣۔ حدیث خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ، اَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ، وَطَائِفَةٌ وَجَاهَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا، وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَائَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرَى فَصَلَّى بِهِمِ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا، وَاَتَمُّوا لِاَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ۔

صالح بن خوات رحمہ اللہ نے، ایک ایسے صحابی سے بیان کیا، جو نبی ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں شریک تھے، کہ نبی ﷺ نے نمازِ خوف پڑھی۔ اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ پہلے ایک جماعت نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ اس وقت دوسری جماعت دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی۔ حضور ﷺ نے اس جماعت کو جو آپ کے پیچھے کھڑی تھی، ایک رکعت نمازِ خوف پڑھائی اور اس کے بعد آپ کھڑے رہے۔ اس جماعت نے اس عرصہ میں اپنی نماز پوری کر لی اور واپس آ کر دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد دوسری جماعت آئی تو حضور ﷺ نے انہیں نماز کی دوسری رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی اور (رکوع و سجدہ کے بعد) آپ قعدہ میں بیٹھے رہے۔ پھر ان لوگوں نے جب اپنی نماز (جو باقی رہ گئی تھی) پوری کر لی تو آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

٤٨٤۔ حدیث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذَاتِ الرِّقَاعِ، فَاِذَا اَتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ النَّبِيِّ ﷺ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ، فَاخْتَرَطَهُ، فَقَالَ: تَخَافُنِي؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: ((اللّٰهُ)) فَتَهَدَّدَهُ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ. فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع میں تھے۔ پھر ہم ایک ایسی جگہ آئے جہاں بہت گھنے سایہ کا درخت تھا۔ وہ درخت ہم نے آنحضرت ﷺ کے لیے مخصوص کر دیا کہ آپ وہاں آرام فرمائیں بعد میں مشرکین میں سے ایک شخص آیا، حضور ﷺ کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی۔ اس نے وہ تلوار حضور ﷺ پر کھینچ لی اور پوچھا، تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس پر اس نے پوچھا آج میرے ہاتھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ! پھر صحابہ نے اسے ڈانٹا دھمکایا اور نماز کی تکبیر کہی گئی تو

٤٨٣۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 31 باب غزوة ذات الرقاع، مسلم (842)۔

٤٨٤۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 31 باب غزوة ذات الرقاع (2910) مسلم (843) ابن حبان (2884)۔

رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرُوْا ' وَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْاُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ ' وَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَرْبَعٌ ' وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ۔

حضور ﷺ نے پہلے ایک جماعت کو دو رکعت نماز خوف پڑھائی۔ جب وہ جماعت (آنحضرت ﷺ کے پیچھے سے) ہٹ گئی تو آپ نے دوسری جماعت کو بھی دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس طرح نبی کریم ﷺ کی چار رکعت نماز ہوئی لیکن مقتدیوں کی صرف دو دو رکعت۔

لغوی توضیح بِذَاتِ الرِّقَاعِ ، رقاع جمع ہے رقعه کی، معنی ہے پٹی۔ اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس لیے پڑا کیونکہ اس میں مسلمانوں کے پاس سواریاں کم تھیں تو پیدل چلنے کی وجہ سے ان کے قدم زخمی ہو گئے، جس وجہ سے انہوں نے قدموں پر پٹیاں باندھ لیں۔ فَاخْتَرَطَهُ اس نے تلوار سونت لی، تان لی۔ فَتَهَدَّدَهُ اسے جھڑکا۔

[7] كِتَابُ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے مسائل

٤٨٥۔ **حدیث** عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے جب کوئی شخص جمعہ کی نماز کے لیے آنا چاہے تو اسے غسل کر لینا چاہیے۔

٤٨٦۔ **حدیث** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَنَادَاهُ عُمَرُ : اَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهِ؟ قَالَ : اِنِّي شُغِلْتُ فَلَمْ اَنْقَلِبْ اِلَى اَهْلِي حَتّٰى سَمِعْتُ التَّاذِيْنَ ' فَلَمْ اَزِدْ عَلَى اَنْ تَوَضَّاْتُ ' فَقَالَ : وَالْوُضُوْءُ اَيْضًا؟ وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَاْمُرُ بِالْغُسْلِ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں نبی ﷺ کے ابتدائی اصحاب مہاجرین میں سے ایک بزرگ تشریف لائے۔ (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا بھلا یہ کون سا وقت ہے! انہوں نے فرمایا کہ میں مشغول ہو گیا تھا اور گھر واپس آتے ہی اذان کی آواز سنی۔ اس لیے میں وضو سے زیادہ اور کچھ (غسل) نہ کر سکا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا (صرف) وضو ہی؟ حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ نبی ﷺ غسل کے لیے حکم فرماتے تھے۔

٤٨٥۔ البخاری فی: 11 کتاب الجمعة: 2 باب فضل الغسل یوم الجمعة (877) مسلم (844) ترمذی (493)۔

٤٨٦۔ البخاری فی: 11 کتاب الجمعة: 2 باب فضل الغسل یوم الجمعة (878) مسلم (845) دارمی (1539)۔

کتاب الجمعۃ

فھم الحدیث ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے روز غسل کا حکم دیا کرتے تھے اور آئندہ باب کی پہلی حدیث میں وجوب کی صراحت بھی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز ہر بالغ شخص پر غسل واجب ہے۔ لیکن بعد والی عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز غسل کا حکم دینے کا ایک خاص سبب تھا (کہ صحابہ مشکل حالات کی بنا پر موسم گرما میں بھی اُونی لباس پہنے ہوتے اور پسینے میں شرابور مسجد میں آجاتے جس سے بدبو پھیل جاتی اس لیے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم غسل کر لیتے تو بہتر تھا) اور جب وہ سبب زائل ہوگیا تو وجوب بھی ختم ہوگیا۔ اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے جمعہ کے روز وضو کیا اس نے بھی اچھا کیا۔[1] ان تمام روایات کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز غسل فرض نہیں بلکہ سنتِ مؤکدہ ہے۔ (واللہ اعلم)

(1) باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال وبيان ما امروا به

جمعہ کے دن ہر بالغ مرد پر غسل واجب ہونے کے احکام

٤٨٧۔ حديث أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمْعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ)).

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر بالغ کے لیے غسل ضروری ہے۔

٤٨٨۔ حديث عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ يَوْمَ الْجُمْعَةِ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِي، فَيَأْتُوْنَ فِي الْغُبَارِ، يُصِيْبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا؟)).

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ جمعہ کی نماز پڑھنے اپنے گھروں سے اور اطراف مدینہ کے گاؤں سے (مسجد نبوی میں) باری باری آیا کرتے تھے۔ لوگ گرد و غبار میں چلے آتے، گرد میں اَٹے ہوئے اور پسینہ میں شرابور۔ اس قدر پسینہ ہوتا کہ تھمتا نہ تھا۔ اسی حالت میں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اور آپ اس وقت میرے ہاں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس دن (جمعہ میں) غسل کر لیا کرتے تو بہتر ہوتا۔

لغوی توضیح يَنْتَابُوْنَ باری باری آتے، یعنی ایک کے بعد دوسرا، ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ۔

٤٨٩۔ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ مِهْنَةَ أَنْفُسِهِمْ، وَكَانُوْا إِذَا رَاحُوا إِلَى الْجُمُعَةِ رَاحُوا فِي هَيْئَتِهِمْ، فَقِيْلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ!.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ لوگ اپنے کاموں میں مشغول رہتے اور جمعہ کے لیے اسی حالت (میل کچیل) میں چلے آتے۔ اس لیے ان سے کہا گیا کہ کاش تم لوگ (کبھی) غسل کر لیا کرتے!۔

٤٨٧۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 161 باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل (858) مسلم (846)۔
٤٨٨۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 15 باب من اين تؤتى الجمعة (902) مسلم (847) ابو داود (352)۔
٤٨٩۔ البخاري في: 10 كتاب الجمعة: 16 باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس۔

[1] [حسن صحیح ابو داود (341) ابو داود (354)]

(2) باب الطيب والسواك يوم الجمعة

جمعہ کے دن خوشبو لگانے اور مسواک کرنے کا بیان

٤٩٠۔ حدیث اَبِی سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَشْهَدُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَاَنْ يَسْتَنَّ، وَاَنْ يَمَسَّ طِيْبًا اِنْ وَجَدَ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں گواہ ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر جوان پر غسل، مسواک اور خوشبو لگانا، اگر میسر ہو ضروری ہے۔

٤٩١۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: اَيَمَسُّ طِيْبًا اَوْ دُهْنًا اِنْ كَانَ عِنْدَ اَهْلِهِ؟ فَقَالَ: لَا اَعْلَمُهُ۔

طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن غسل کے بارے میں نبی ﷺ کی حدیث کا ذکر کیا تو میں نے ان سے کہا کہ کیا تیل اور خوشبو کا استعمال بھی ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔

٤٩٢۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيْهِ رَاْسَهُ وَجَسَدَهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر (اللہ کا) حق ہے، ہر سات دن میں ایک دن جمعہ میں غسل کرے جس میں اپنے سر اور بدن کو دھوئے۔

٤٩٣۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسلِ جنابت کر کے نماز پڑھنے جائے تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی دی (اگر اول وقت میں مسجد پہنچا) اور اگر دوسرے نمبر پر گیا تو گویا ایک گائے کی قربانی دی اور جو تیسرے نمبر پر گیا اس نے ایک سینگ والے مینڈھے کی قربانی دی اور جو چوتھے نمبر پر گیا اس نے ایک مرغی کی قربانی دی اور جو پانچویں نمبر پر گیا اس نے ایک انڈے کی قربانی دی۔ لیکن جب امام خطبے کے لیے باہر آ جاتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

٤٩٠۔ البخاری فی: 11 کتاب الجمعة: 3 باب الطیب للجمعة۔

٤٩١۔ البخاری فی: 11 کتاب الجمعة: 6 باب الدهن للجمعة (885) مسلم (848) ابن خزیمة (1759)۔

٤٩٢۔ البخاری فی: 11 کتاب الجمعة: 12 باب هل علی من لم یشهد الجمعة ... (897) مسلم (849)۔

٤٩٣۔ البخاری فی: 11 کتاب الجمعة: 4 باب فضل الجمعة (881) مسلم (850) ابو داود (351) ترمذی (499)۔

فہم الحدیث ان روایات سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے روز نہا دھو کے، مسواک کر کے، خوشبو لگا کے، صاف ستھرا بن کے اول وقت مسجد میں پہنچنا چاہیے۔ اس آخری روایت میں بطورِ خاص پہلے پہنچنے والوں کے اجر وثواب کا ذکر ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو صاف ستھرا بن کے مسجد میں آیا، خاموشی سے خطبہ سنا اور امام کے ساتھ نماز ادا کی تو اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل یعنی ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی تہجد کا ثواب دیا جاتا ہے۔[1]

(3) باب فی الانصات یوم الجمعة فی الخطبة

جمعہ کے خطبہ کے دوران خاموش رہنا ضروری ہے

٤٩٤۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ، وَالإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب امام جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو اور تم نے اپنے پاس بیٹھے آدمی سے کہا چپ رہو تو تم نے ایک لغو حرکت کی۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ دورانِ خطبہ کلام کرنا ممنوع اور لغو حرکت ہے۔ یاد رہے کہ جن روایات میں دورانِ خطبہ کلام کی وجہ سے جمعہ ضائع ہونے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہیں۔[2] اس لیے خطبہ کے دوران بولنے سے جمعہ ضائع تو نہیں ہوگا البتہ اجر وثواب میں کمی یا کلام سے گریز نہ کرنے کا گناہ ضرور ہوگا۔

(4) باب فی الساعة التی فی یوم الجمعة

جمعہ کے دن قبولیتِ دعا کی ساعت کا بیان

٤٩٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: ((فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي، يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالَى شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ)) وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے ذکر میں ایک دفعہ فرمایا، اس دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے، جس میں اگر کوئی مسلمان بندہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی چیز اللہ پاک سے مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز ضرور دیتا ہے۔ ہاتھ کے اشارے سے آپ نے بتلایا کہ وہ ساعت بہت تھوڑی سی ہے۔

فہم الحدیث اس خاص گھڑی کے وقت کی تعیین میں بہت اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس بارے میں چالیس اقوال نقل فرمائے ہیں۔[3] لہٰذا مناسب یہ ہے کہ اس گھڑی کو حاصل کرنے کے لیے نماز جمعہ کے بعد سے دن کے آخر تک دعا کی کوشش کرنی چاہیے جیسا کہ شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ نے بھی اسی جانب اشارہ فرمایا ہے۔[4]

٤٩٤۔ البخاری فی: 11 كتاب الجمعة: 36 باب الإنصات یوم الجمعة والإمام یخطب ، مسلم (851) ترمذی (512)۔

٤٩٥۔ البخاری فی: 11 كتاب الجمعة: 37 باب الساعة التی فی یوم الجمعة (935) مسلم (852) ابن حبان (2773)۔

---

(1) [صحيح: صحیح ابوداود (333) ابوداود (345) المشكاة (1388)]

(2) [السلسلة الضعيفة (1760) تمام المنة (ص: 338) ضعیف ابوداود (230)]

(3) [فتح الباری (3/ 82)]

(4) [فتاوی اسلامیة (1/ 400)]

(6) باب هداية هذه الامة ليوم الجمعة

جمعہ کے دن کی طرف رہنمائی امت مسلمہ کے حصہ میں آئی ہے

٤٩٦۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ الآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' بَيْدَ كُلِّ اُمَّةٍ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا ' واُوتِيْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ ' فَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ' فَغَدًا لِلْيَهُوْدِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ہم (دنیا میں) تمام امتوں کے آخر میں آئے۔ لیکن (قیامت کے دن) تمام امتوں سے آگے ہوں گے (حشر وحساب اور دخولِ جنت میں)۔ صرف اتنا فرق ہے کہ انہیں کتاب پہلے دی گئی اور ہمیں بعد میں ملی اور یہی وہ (جمعہ کا) دن ہے جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ یہودیوں نے تو اسے اس کے دوسرے دن (ہفتہ کو) کرلیا اور نصاریٰ نے تیسرے دن (اتوار کو)۔

لغوی توضیح فَغَدًا لِلْيَهُوْدِ اگلا دن (یعنی جمعہ سے اگلا دن ہفتہ) یہود کے لیے (تعظیم اور عبادت کا دن)۔ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى اور اگلے سے بعد والا دن (یعنی اتوار) عیسائیوں کے لیے (عبادت وتعظیم کا دن)۔

(9) باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس

نمازِ جمعہ کا وقت وہ ہے جب سورج ڈھلتا ہے

٤٩٧۔ حدیث سَهْلٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم دوپہر کا سونا اور دوپہر کا کھانا جمعہ کی نماز کے بعد رکھتے تھے۔

لغوی توضیح نَقِيْلُ قیلولہ سے ہے یعنی دوپہر کو سونا۔ نَتَغَدّٰى غداء سے ہے یعنی دوپہر کا کھانا۔

٤٩٨۔ حدیث سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيْطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ فِيْهِ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوتے تو دیواروں کا سایہ ابھی اتنا نہیں ہوتا تھا کہ ہم اس میں آرام کرسکیں۔

لغوی توضیح لِلْحِيْطَانِ جمع ہے حَائِط کی، معنی ہے دیوار۔ ظِلٌّ سایہ۔ نَسْتَظِلُّ ہم سایہ حاصل کرسکیں۔ یعنی نماز جمعہ سے واپسی اتنی جلدی ہو جاتی کہ دیواروں کا سایہ اتنا بھی نہیں ہوتا تھا کہ ہم ان کے سائے میں چل سکیں۔ اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ نماز جمعہ زوالِ آفتاب سے پہلے بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

(10) باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة

نماز جمعہ سے پہلے دونوں خطبوں اور ان کے درمیان بیٹھنے کا بیان

٤٩٩۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ: كَانَ

حضرت عمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کھڑے ہوکر

٤٩٦۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 54 باب حدثنا ابو الیمان (238) مسلم (855) بغوی (1045)۔
٤٩٧۔ البخاری فی: 11 کتاب الجمعة: 40 باب قول الله تعالی: "فإذا قضيت الصلاة..." (939) مسلم (859)۔
٤٩٨۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 35 باب غزوة الحديبية (4168) مسلم (860) ابن ماجه (1100)۔
٤٩٩۔ البخاری فی: 11 کتاب الجمعة: 27 باب الخطبة قائما (920) مسلم (861) ابن ماجه (1103)۔

النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَقْعُدُ، ثُمَّ يَقُوْمُ، كَمَا تَفْعَلُوْنَ الآنَ ۔

خطبہ دیتے تھے، پھر بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے ہوتے جیسے تم لوگ بھی آج کل کرتے ہو۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ جمعہ کے دو خطبے ہیں اور خطبہ کھڑے ہو کر دینا اور دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا مسنون ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جو کہے نبی ﷺ نے بیٹھ کر خطبہ دیا اس نے جھوٹ بولا۔[1]

(11) باب في قوله تعالى ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان واذا رأو تجارة ...قائما کا شان نزول

٥٠٠ ۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَقْبَلَتْ عِيْرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوْا إِلَيْهَا، حَتّٰى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلاً، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں غلہ لادے ہوئے ایک تجارتی قافلہ ادھر سے گزرا۔ لوگ خطبہ چھوڑ کر ادھر چل دیے۔ نبی ﷺ کے ساتھ کل بارہ آدمی رہ گئے۔ اس وقت سورۂ جمعہ کی یہ آیت اتری ”اور جب یہ لوگ تجارت اور کھیل دیکھتے ہیں تو اس طرف دوڑ پڑتے ہیں اور آپ ﷺ کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔“ [الجمعہ:١١]

لغوی توضیح عِيْر وہ اونٹ جن پر تجارتی سامان لادا ہوا ہو۔ فَالْتَفَتُوْا پھر گئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ سننا ضروری ہے اور اس وقت تمام دنیوی کاموں سے فارغ اور خالی الذہن ہو کر بیٹھنا چاہیے۔

(13) باب تخفيف الصلاة والخطبة

نماز اور خطبہ کو مختصر ہلکا رکھنا چاہیے

٥٠١ ۔ حديث يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رضي الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ﴾ ۔

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ منبر پر (اس آیت کی) تلاوت فرما رہے تھے۔ ”اور وہ دوزخی پکاریں گے اے مالک (داروغہ جہنم)! اپنے رب سے کہو کہ وہ ہم کو موت دے دے۔“ [زخرف:٧٧]

فهم الحديث نبی ﷺ نے یہ آیت لوگوں کو ڈرانے کے لیے پڑھی۔ علاوہ ازیں دورانِ خطبہ نبی ﷺ سورۂ ق بھی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔[2] اور بالعموم آپ ﷺ کا خطبہ معتدل (نہ لمبا نہ مختصر، درمیانہ) ہی ہوا کرتا تھا۔[3]

---

٥٠٠ ۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 38 باب إذا نفر الناس عن الإمام في صلاة الجمعة (936) مسلم (863)۔

٥٠١ ۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 7 باب إذا قال احدكم آمين والملائكة في السماء (3230) مسلم (871)۔

---

[1] [مسلم (862) ابو داود (1094)]

[2] [مسلم (872)]

[3] [مسلم (866)]

(14) باب التحية والامام يخطب

خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد پڑھنے کی اجازت

٥٠٢۔ حديث جَابِرٍ رضي الله عنه، قَالَ : دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: ((أَصَلَّيْتَ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ))۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں آیا۔ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے، آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے (تحیۃ المسجد کی) نماز پڑھ لی ہے؟ آنے والے نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اٹھو اور دو رکعت نماز (تحیۃ المسجد) پڑھ لو۔

٥٠٣۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ)) أَوْ ((قَدْ خَرَجَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص بھی (مسجد میں) آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو یا خطبہ کے لیے نکل چکا ہو تو وہ دو رکعت نماز (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔

(17) باب مایقرا فی یوم الجمعة

جمعہ کے دن قرآن کی کون سی سورتیں پڑھنا چاہیں

٥٠٤۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ، فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ﴿آلم تَنْزِيْلُ السَّجْدَةَ﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل السجدہ اور هل اتى على الانسان پڑھا کرتے تھے۔

فهم الحديث نماز جمعہ میں نبی ﷺ ایک روایت کے مطابق سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ پڑھتے [1] اور دوسری روایت کے مطابق سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھتے۔ [2]

٥٠٢۔ البخاری فی: 11 کتاب الجمعة: 33 باب من جاء والإمام یخطب صلی...(930) مسلم (875) ترمذی (510)۔

٥٠٣۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 25 باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی۔

٥٠٤۔ البخاری فی، 11 کتاب الجمعة: 10 باب ما یقرأ فی صلاة الفجر یوم الجمعة، مسلم (878) ابوداود (1122)۔

---

[1] [مسلم (878) ابوداود (1122)]

[2] [مسلم (879) ابوداود (1074)]

[8] كتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ
نماز عیدین کے مسائل

۵۰۵۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه ، قَالَ : شَهِدْتُ الْفِطْرَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ، يُصَلُّونَهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ، ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ ۔ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجْلِسُ بِيَدِهِ ، ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ ، حَتَّى جَاءَ النِّسَاءَ ، مَعَهُ بِلَالٌ. فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ الآية ۔ ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ مِنْهَا : ((أَنْتُنَّ عَلَى ذَلِكَ؟)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ ، لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا : نَعَمْ ! قَالَ : ((فَتَصَدَّقْنَ)) فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ ، ثُمَّ قَالَ: هَلُمَّ ! لَكُنَّ فِدَاءٌ أَبِي وَأُمِّي فَيُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ اور ابو بکر، عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ عید الفطر کی نماز پڑھی ہے۔ یہ سب حضرات خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے اور بعد میں خطبہ دیتے تھے۔ نبی ﷺ (منبر سے) اٹھے، میری نظروں کے سامنے وہ منظر ہے، جب آپ لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے بٹھا رہے تھے۔ پھر آپ صفوں سے گزرتے ہوئے عورتوں کی طرف آئے، آپ کے ساتھ بلال تھے۔ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اے نبی جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کے لیے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا کاری نہ کریں گی، اپنی اولادوں کو نہ مار ڈالیں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں پیروں کے سامنے گھڑ لیں اور کسی امرِ شرعی میں تیری نافرمانی نہ کریں گی تو تو ان سے بیعت کر لیا کر اور ان کے لیے اللہ سے بخشش طلب کر۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشش اور معافی کرنے والا ہے۔[الممتحنۃ:۱۲] پھر جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا تم ان باتوں پر قائم ہو؟ ایک عورت نے جواب دیا کہ ہاں۔ ان کے علاوہ کوئی عورت نہ بولی۔ آپ ﷺ نے خیرات کے لیے حکم فرمایا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا اور کہا کہ لاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ چنانچہ عورتیں چھلے اور انگوٹھیاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

لغوی توضیح: اَلْفَتَخ چھلے (نگینے کے بغیر انگوٹھی)۔ اَلْخَوَاتِیم خاتم کی جمع، انگوٹھیاں۔

فہم الحدیث: اس اور آئندہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز پہلے نماز ادا کرنا اور پھر خطبہ دینا

۵۰۵۔ البخاری فی: 13 کتاب العیدین: 19 باب موعظة الإمام النساء یوم العید (98) مسلم (884) ترمذی (537)۔

سنت ہے اور جو نماز عید سے پہلے خطبہ دے گا وہ سنت کو بدلے گا اور سنت کو بدلنا ہی بدعت کا دروازہ کھولنا ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ نماز عید کا صرف ایک ہی خطبہ ہے کیونکہ تمام احادیث جن میں خطبے کا ذکر ہے وہ صرف ایک مرتبہ خطبہ دینے کی ہی دلیل ہیں، دو مرتبہ خطبہ دینے کے لیے کوئی واضح دلیل ہونی چاہیے جو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خواتین کا عیدگاہ جانا مشروع ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کا خطبہ دیتے ہوئے امام بطورِ خاص خواتین کو وعظ و نصیحت اور صدقہ و خیرات کا حکم دے سکتا ہے۔ علاوہ ازیں نماز عید میں نبی ﷺ سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ کی قرائت فرمایا کرتے تھے۔ [1] پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیریں کہتے اور دوسری میں پانچ کہتے، پھر ان کے بعد قراءت کرتے۔ [2]

۵۰۶۔ **حدیث** جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ خَطَبَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ، وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ، يُلْقِي فِيهِ النِّسَاءُ الصَّدَقَةَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے عید الفطر کی نماز پڑھی۔ پہلے آپ نے نماز پڑھی بعد میں خطبہ دیا۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو گئے تو اترے اور عورتوں کی طرف آئے پھر انہیں نصیحت فرمائی۔ آپ اس وقت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا رکھا تھا جس میں عورتیں صدقہ ڈال رہی تھیں۔

۵۰۷۔ **حدیث** ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہم قَالَا: لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحٰى۔

حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز کے لیے (نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد میں) اذان نہیں دی جاتی تھی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ نماز عید کے لیے اذان و اقامت نہیں کہی جائے گی۔ جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ کئی مرتبہ بغیر اذان و اقامت کے نماز پڑھی۔ [3]

۵۰۸۔ **حدیث** ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي أَوَّلِ مَا بُويِعَ لَهُ، أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ، وَإِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلَاةِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو اس زمانہ میں بھیجا جب (شروع شروع ان کی خلافت کا زمانہ تھا۔ آپ نے کہلایا) عید الفطر کی نماز کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی اور خطبہ نماز کے بعد ہوتا تھا۔

۵۰۶۔ البخاري في: 13 كتاب العيدين: 19 موعظة الإمام النساء يوم العيد (958) مسلم (885) ابوداود (1141)۔

۵۰۷۔ البخاري في: 13 كتاب العيدين: 7 باب المشي والركوب إلى العيد... (959) مسلم (886)۔

۵۰۸۔ البخاري في: 13 كتاب العيدين: 7 باب المشي والركوب إلى العيد...۔

---

① [مسلم (878) كتاب الجمعة]

② [**حسن**: صحيح ابوداود (1020) ابوداود (1151)]

③ [مسلم (887) كتاب صلاة العيدين]

۵۰۹۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

۵۱۰۔ حديث أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى، فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ، وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلَى صُفُوْفِهِمْ، فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ، فَإِنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا، قَطَعَهُ، أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (مدینہ کے باہر) عیدگاہ تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے۔ تمام لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے، آپ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے، اچھی باتوں کا حکم دیتے۔ اگر جہاد کے لیے کہیں لشکر بھیجنے کا ارادہ ہوتا تو اس کو الگ کرتے، کسی اور بات کا حکم دینا ہوتا تو وہ حکم دیتے۔ اس کے بعد شہر کو واپس تشریف لاتے۔

قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذٰلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ، وَهُوَ أَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ، فِي أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُصَلَّى إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ، فَإِذَا مَرْوَانُ يُرِيْدُ أَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ، فَجَبَذَنِي، فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقُلْتُ لَهُ: غَيَّرْتُمْ وَاللّٰهِ! فَقَالَ: أَبَا سَعِيْدٍ! قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ، فَقُلْتُ: مَا أَعْلَمُ، وَاللّٰهِ! خَيْرٌ مِمَّا لَا أَعْلَمُ، فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَجْلِسُوْنَ لَنَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ برابر اسی سنت پر قائم رہے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں میں مروان' جو مدینہ کا حاکم تھا' کے ساتھ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز کے لیے نکلا۔ ہم جب عیدگاہ پہنچے تو وہاں میں نے کثیر بن صلت کا بنا ہوا ایک منبر دیکھا۔ جاتے ہی مروان نے چاہا کہ اس پر نماز سے پہلے (خطبہ دینے کے لیے) چڑھے۔ اس لیے میں نے اس کا دامن پکڑ کر کھینچا لیکن وہ جھٹک کر اوپر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ دیا میں نے اس سے کہا کہ واللہ تم نے (نبی ﷺ کی سنت کو) بدل دیا۔ مروان نے کہا کہ اے ابوسعید! اب وہ زمانہ گزر گیا جس کو تم جانتے ہو۔ ابوسعید نے کہا کہ بخدا میں جس زمانہ کو جانتا ہوں اس زمانے سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا۔ مروان نے کہا کہ ہمارے دور میں لوگ نماز کے بعد نہیں بیٹھتے اس لیے میں نے نماز سے پہلے خطبہ دے دیا۔

۵۰۹۔ البخاری فی: 13 کتاب العیدین: 8 باب الخطبة بعد العید (957) مسلم (888) ترمذی (531) نسائی (1563)۔

۵۱۰۔ البخاری فی: 13 کتاب العیدین: 6 باب الخروج إلی المصلی بغیر منبر، مسلم (889) عبد الرزاق (5634)۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ نماز عید سے پہلے خطبہ دے کر سنت کی مخالفت کرنے والا پہلا شخص مروان (اُموی خلیفہ) تھا۔

(1) باب ذكر اباحة خروج النساء فى العيدين الى المصلى وشهود الخطبة مفارقات للرجال

عورتیں نماز عید کے لیے عیدگاہ جا سکتی ہیں لیکن مردوں سے الگ بیٹھ کر امام کا خطبہ سنیں

۵۱۱۔ حديث أُمّ عَطِيَّةَ ، قَالَتْ : أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ ، يَوْمَ الْعِيدَيْنِ ، وَذَوَاتِ الْخُدُورِ ، فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَدَعْوَتَهُمْ ، وَيَعْتَزِلَ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ ۔ قَالَتِ امْرَأَةٌ : يَارَسُولَ اللّٰهِ ! إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ ، قَالَ: ((لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا)) ۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں حکم ہوا کہ ہم عیدین کے دن حائضہ اور پردہ نشین عورتوں کو بھی باہر لے جائیں۔ تاکہ وہ مسلمانوں کے اجتماع اور ان کی دعاؤں میں شریک ہوسکیں۔ البتہ حائضہ عورتوں کو نماز پڑھنے کی جگہ سے دور رکھیں۔ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں بعض عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے پاس (پردہ کرنے کے لیے) چادر نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی ساتھی عورت اپنی چادر کا ایک حصہ اسے اڑھا دے۔

لغوی توضیح ذَوَاتِ الْخُدُور پردہ نشین۔ خدور جمع ہے خدر کی، مراد وہ پردہ ہے جو گھر کے ایک کونے میں لگا دیا جاتا اور کنواری لڑکی اس کے پیچھے بیٹھتی تھی۔ جِلْبَاب بڑی چادر جو سارے جسم کو ڈھانپ لے۔ معلوم ہوا کہ خواتین کے لیے بھی نماز عید کے لیے نکلنا ضروری ہے خواہ وہ حائضہ ہی ہوں، البتہ حیض والی عورتیں خطبہ سنیں گی نماز ادا نہیں کریں گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز عید کسی کھلے میدان میں ادا کرنا مستحب ہے۔

(4) باب الرخصة فى اللعب الذى لامعصية فيه فى ايام العيد

عید کے دن ایسے کھیل جن میں گناہ کی کوئی بات نہ ہو کھیلنے کی اجازت ہے

۵۱۲۔ حديث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ ، وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ ، تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ ۔ قَالَتْ : وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ ۔ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ : أَمَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ؟ وَذَلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَبَابَكْرٍ ! إِنَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں وہ اشعار گا رہی تھیں جو انصار نے بعاث کی جنگ کے موقع پر کہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ گانے والیاں نہیں تھیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں شیطانی باجے؟ اور یہ عید کا دن تھا۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے ابو بکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج یہ ہماری عید ہے۔

۵۱۱۔ البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 2 باب وجوب الصلاة فی الثياب (324) مسلم (890) ترمذی (540)۔

۵۱۲۔ البخاری فی: 13 كتاب العيدين: 3 باب سنة العيدين لاهل الإسلام (454) مسلم (892) ابن ماجه (1897)۔

لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عَيْدُنَا))۔

لغوی توضیح جَوَارِی جمع ہے جَارِيَة کی، معنی ہے بچیاں، لڑکیاں۔ تُغَنِّيَان گا رہی تھیں، یعنی ترنم کے ساتھ اشعار پڑھ رہی تھیں۔ معلوم ہوا کہ عید کے موقع پر ایسے اشعار ترنم کے ساتھ پڑھنا جائز ہے جن میں فحاشی وبیہودگی کا عنصر نہ ہو۔ اَمَزَامِيْرُ الشَّيْطَان کیا شیطان کے باجے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ اس لیے کہا کہ انہوں نے اسے لہو ولعب اور ذکر الٰہی سے غافل کرنے والی چیز شمار کیا۔ لیکن بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے سے وہ سمجھ گئے کہ عید جیسے خوشی کے موقع پر اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

٥١٣۔ حدیث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ ، فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ ، وَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ ، فَانْتَهَرَنِي ، وَقَالَ : مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا)) فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا ۔ وَكَانَ يَوْمَ عِيْدٍ يَلْعَبُ فِيْهِ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ ، فَإِمَّا سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَإِمَّا قَالَ : ((تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ؟)) فَقُلْتُ نَعَمْ! فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ ، خَدِّي عَلَى خَدِّهِ ، وَهُوَ يَقُوْلُ : ((دُوْنَكُمْ يَابَنِي أَرْفِدَةَ)) حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ: ((حَسْبُكِ؟)) قُلْتُ : نَعَمْ ! قَالَ : ((فَاذْهَبِي))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے اس وقت میرے پاس (انصار کی) دو لڑکیاں جنگِ بعاث کے قصوں کی نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ آپ بستر پر لیٹ گئے اور اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھے ڈانٹا اور فرمایا کہ یہ شیطانی باجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں؟ آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جانے دو خاموش رہو۔ پھر جب ابوبکر دوسرے کام میں لگ گئے تو میں نے انہیں اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں اور یہ عید کا دن تھا۔ حبشہ کے کچھ لوگ ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے۔ اب یا خود میں نے کہا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کھیل دیکھوگی؟ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا اور آپ فرما رہے تھے کھیلو کھیلو اے بنی ارفدہ! (یہ حبشہ کے لوگوں کا لقب تھا) پھر جب میں تھک گئی تو آپ نے فرمایا ''بس!'' میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ۔

لغوی توضیح اَلدَّرَق جمع ہے درقہ کی، معنی ہے چمڑے کی ڈھال جس میں لکڑی نہ ہو۔ اَلْحِرَاب جمع ہے حربة کی، معنی ہے چھوٹا نیزہ۔ معلوم ہوا کہ عید کے موقع پر جنگی کھیل کھیلنا جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت شہوت کی نظر کے بغیر حسب ضرورت غیر مردوں کو دیکھ سکتی ہے۔

٥١٤۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حبشہ کے کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

٥١٣۔ البخاری فی: 13 كتاب العيدين: 2 باب الحراب والدرق يوم العيد ۔

٥١٤۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد والسير: 79 باب اللهو بالحراب ونحوها (2901) مسلم (893) بغوی (1112)۔

بَيْنَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِحِرَابِهِمْ، دَخَلَ عُمَرُ فَاَهْوٰى اِلَى الْحَصٰى فَحَصَبَهُمْ بِهَا، فَقَالَ: ((دَعْهُمْ يَا عُمَرُ!))۔

سامنے حراب (چھوٹے نیزے) کا کھیل دکھا رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور کنکریاں اٹھا کر انہیں ان سے مارا۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا عمر! انہیں کھیل دکھانے دو۔

[9] كِتَابُ صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ
نماز استسقاء کے مسائل

۵۱۵۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقٰى فَقَلَبَ رِدَاءَهُ۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے دعائے استسقاء کی تو اپنی چادر کو بھی الٹا۔

لغوی توضیح: صَلَاةُ الْاِسْتِسْقَاءِ مراد وہ نماز ہے جو قحط سالی کے وقت مخصوص انداز میں اللہ تعالیٰ سے بارانِ رحمت طلب کرنے کے لیے ادا کی جاتی ہے۔ اس کے لیے انتہائی عاجزی وانکساری کی حالت میں نکلا جاتا ہے اور یہ باہر کھلے میدان میں ادا کی جاتی ہے۔ اس کی دو رکعتیں ہیں۔ اس میں خطبہ بھی مشروع ہے جو امام نماز سے پہلے یا بعد میں دے سکتا ہے۔ اس میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جاتی ہے اور آسمان کی جانب الٹے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ نیز اس میں نہ اذان ثابت ہے اور نہ ہی اقامت۔ فَقَلَّبَ رِدَائَهُ اپنی چادر کو پلٹا (تاکہ اسی طرح قحط سالی کی حالت بھی بدل جائے)۔

(1) باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء
بارش کی دعا مانگتے وقت ہاتھ اٹھانا

۵۱۶۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ وَاِنَّهُ يَرْفَعُ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ دعائے استسقاء کے سوا اور کسی دعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور استسقاء میں ہاتھ اتنا اٹھاتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آ جاتی۔

(2) باب الدعاء في الاستسقاء
بارش کے لیے دعا کرنا

۵۱۷۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کے زمانے میں قحط پڑا۔ آپ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کہا یا رسول اللہ! جانور مر گئے اور اہل وعیال دانوں کو ترس گئے۔ آپ ہمارے لیے اللہ

۵۱۵۔ البخاري في: 15 كتاب الاستسقاء: 4 باب تحويل الرداى في الاستسقاء (1005) مسلم (894)۔

۵۱۶۔ البخاري في: 15 كتاب الاستسقاء: 22 باب رفع الإمام يده في الاستسقاء (1031) مسلم (896)۔

۵۱۷۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 35 باب الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة (932) مسلم (897) بغوى (1166)۔

، قَامَ اَعْرَابِيٌّ ، فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! هَلَكَ الْمَالُ ، وَجَاعَ الْعِيَالُ ، فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ ، وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزْعَةً ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ۔ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهِ ﷺ ، فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ ، وَمِنَ الْغَدِ ، وَبَعْدَ الْغَدِ ، وَالَّذِي يَلِيْهِ ، حَتّٰى الْجُمُعَةَ الْاُخْرٰى ۔ فَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ ، اَوْقَالَ غَيْرُهُ ، فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ ، فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا ۔ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)) فَمَا يُشِيْرُ بِيَدِهِ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ ، وَسَالَ الْوَادِي قَنَاةُ شَهْرًا ، وَلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ ۔

سے دعا فرمائیں۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے ، اس وقت بادل کا ایک ٹکڑا بھی آسمان پر نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابھی آپ نے ہاتھوں کو نیچے بھی نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی طرح گھٹا اُمڈ آئی اور آپ ابھی منبر سے اترے بھی نہیں تھے، میں نے دیکھا کہ بارش کا پانی آپ کے ریش مبارک سے ٹپک رہا تھا۔ اس دن، اس کے بعد اور متواتر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی (دوسرے جمعہ کو) یہی دیہاتی پھر کھڑا ہوا یا کہ کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! عمارتیں منہدم ہو گئیں اور جانور ڈوب گئے۔ آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ اے اللہ! اب دوسری طرف بارش برسا اور ہم سے روک دے۔ آپ ہاتھ سے بادل کے لیے جس طرف بھی اشارہ کرتے ادھر مطلع صاف ہو جاتا۔ سارا مدینہ تالاب کی طرح بن گیا تھا اور قناۃ کا نالہ مہینہ بھر بہتا رہا اور اردگرد سے آنے والے بھی اپنے یہاں بھرپور بارش کی خبر دیتے۔

لغوی توضیح: سَنَة قحط۔ هَلَكَ الْمَال مال یعنی مویشی ہلاک ہو گئے، کیونکہ انہیں بارش نہ ہونے کی وجہ سے چارہ نہیں مل رہا۔ جَاعَ الْعِيَال اہل وعیال بھوکے ہو گئے، کیونکہ قحط کی وجہ سے انہیں خوراک نہیں مل رہی۔ قَزْعَة بادل کا ٹکڑا۔ ثَارَ السَّحَابُ بادل پھیل گئے ، بکھر گئے۔ يَتَحَادَرُ (قطرے) گرنے لگے۔ تَهَدَّمَ گر گئیں۔ الْبِنَاءُ عمارتیں۔ غَرِقَ ڈوب گئے۔ الْمَالُ مویشی۔ حَوَالَيْنَا ہمارے اردگرد۔ انْفَرَجَتْ کھل جاتا، مطلع صاف ہو جاتا۔ الْجَوْبَة تالاب۔ الْجَوْد بہت زیادہ بارش۔

فہم الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگرچہ دورانِ خطبہ گفتگو منع ہے لیکن بوقتِ ضرورت امام سے گفتگو کی جا سکتی ہے اور امام سے بارش کی دعا کا مطالبہ بھی کیا جا سکتا ہے اور امام بھی اس دوران دعا مانگ سکتا ہے۔ بارش طلب کرنے کی دعا یہ ہے

۵۱۸۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 5 باب ما جاء في قوله "وهو الذي ارسل الرياح ..." (3206) مسلم (899) ۔

اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا ، اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا ، اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا ۔[1] ایک دوسری دعا یہ ہے اَللّٰھم اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا مُرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ ۔[2]

(3) باب التعوذ عند رؤية الريح والغيم والفرح بالمطر

بادل اور آندھی دیکھ کر اللہ کی پناہ مانگنا اور بارش پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے

۵۱۸۔ حدیث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً فِي السَّمَاءِ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ ، وَدَخَلَ وَخَرَجَ ، وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ . فَإِذَا أَمْطَرَتِ السَّمَاءُ سُرِّيَ عَنْهُ ، فَعَرَّفَتْهُ عَائِشَةُ ذٰلِكَ ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا أَدْرِي ، لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ قَوْمٌ ﴿ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ ﴾ الآية ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ اَبر کا کوئی ایسا ٹکڑا دیکھتے جس سے بارش کی امید ہوتی تو آپ کبھی آگے آتے، کبھی پیچھے جاتے، کبھی گھر کے اندر تشریف لاتے، کبھی باہر آ جاتے اور چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا۔ لیکن جب بارش ہونے لگتی تو پھر یہ کیفیت باقی نہ رہتی۔ ایک مرتبہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ممکن ہے یہ بادل بھی ویسا ہی ہو جس کے بارے میں قومِ عاد نے کہا تھا ''جب انہوں نے بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ اَبر ہم پر برسنے والا ہے۔ (نہیں) بلکہ دراصل یہ اَبر وہ چیز ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے۔ ہوا ہے جس میں درد ناک عذاب ہے''۔[الاحقاف:۲۴]

(4) باب في ريح الصبا بالدبور

مشرقی ہوا اور مغربی آندھی کا بیان

۵۱۹۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ)) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مشرقی ہوا کے ذریعہ مجھے مدد پہنچائی گئی اور قومِ عاد مغربی ہوا کے ذریعہ ہلاک کر دی گئی۔

لغوی توضیح اَلصَّبَا وہ ہوا جو مشرق سے آئے۔ دَبُوْر وہ ہوا جو مغرب سے آئے۔

۵۱۸۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 5 باب ما جاء فی قوله "وهو الذی ارسل الرياح ..." (3206) مسلم (899) ۔

۵۱۹۔ البخاری فی: 15 کتاب الاستسقاء: 26 باب قول النبی ﷺ نصرت بالصبا (1035) مسلم (900) ۔

[۱۵] كِتَابُ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ
نماز کسوف کے مسائل

(1) باب صلاة الكسوف

۵۲۰۔ حدیث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ ' فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ' ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ' ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ' وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَ هُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ' ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْاُوْلٰى ' ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ ' فَخَطَبَ النَّاسَ ' فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ' ثُمَّ قَالَ : ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ ' لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ ' فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوْا)) ثُمَّ قَالَ : ((يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ! مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهٗ اَوْ تَزْنِيَ اَمَتُهٗ ' يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ! وَاللّٰهِ ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا))

نمازِ کسوف کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پہلے آپ کھڑے ہوئے تو بڑی دیر تک کھڑے رہے، قیام کے بعد رکوع کیا اور رکوع میں بہت دیر تک رہے۔ پھر رکوع سے اٹھنے کے بعد دیر تک دوبارہ کھڑے رہے لیکن آپ کے پہلے قیام سے کچھ کم۔ پھر رکوع کیا تو بڑی دیر تک رکوع میں رہے، لیکن پہلے سے مختصر۔ پھر سجدہ میں گئے اور دیر تک سجدہ کی حالت میں رہے۔ دوسری رکعت میں بھی آپ نے اسی طرح کیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو گرہن کھل چکا تھا۔ اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں اور کسی کی موت وحیات سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔ جب تم گرہن لگا ہوا دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، تکبیر کہو اور نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔ پھر آپ نے فرمایا اے امتِ محمد کے لوگو! دیکھو اس بات پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت اور کسی کو نہیں آتی کہ اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کرے، اے امت محمد واللہ! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

لغوی توضیح: صَلَاةُ الْكُسُوْف نماز کسوف سے مراد وہ نماز ہے جو سورج یا چاند گرہن کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ خسوف بھی کسوف کے معنی میں ہی ہے، تاہم بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ کسوف سورج گرہن کے لیے اور خسوف چاند گرہن کے

۵۲۰۔ البخاري في: 16 كتاب الكسوف: 2 باب الصدقة في الكسوف (1044) مسلم (901) ترمذي (561)۔

لیے استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے۔ خَسَفَتِ الشَّمْسُ سورج کو گرہن ہو گیا۔ اِنْجَلَتِ الشَّمْسُ سورج صاف ہو گیا، اس کی روشنی لوٹ آئی۔ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ یعنی آتش جہنم، عذاب الٰہی اور اہوال قیامت وغیرہ کے متعلق جو مجھے علم ہے اگر تمہیں علم ہو جائے تو تم ہنسنا کم اور رونا زیادہ شروع کر دو۔

فهم الحديث اس اور آئندہ احادیث میں نماز کسوف کا ثبوت ہے۔ یہ نماز دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں دو رکوع ہیں۔ اس کی ہر رکعت میں پہلے رکوع کے بعد بھی قرائت کی جاتی ہے۔ اس کے بعد خطبہ بھی مسنون ہے جیسا کہ اسی روایت میں خطبہ کے لفظ موجود ہیں۔ نیز اس نماز کے لیے نہ تو اذان ثابت ہے اور نہ ہی اقامت۔

٥٢١۔ **حديث** عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ، فَكَبَّرَ، فَاقْتَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ، فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلًا، ثُمَّ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ، وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً، هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُوْلَى، ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَالَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ، ثُمَّ قَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((هُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَافْزَعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ))۔

رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی زندگی میں سورج گرہن لگا۔ اسی وقت آپ مسجد تشریف لے گئے۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی۔ آپ نے تکبیر کہی اور بہت دیر قرآن مجید پڑھتے رہے، پھر تکبیر کہی اور بہت دیر لمبا رکوع کیا۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑے ہو گئے اور سجدہ نہیں کیا (رکوع سے اٹھنے کے بعد) پھر بہت دیر تک قرآن مجید پڑھتے رہے لیکن پہلی قرائت سے کم، پھر تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے گئے اور دیر تک رکوع میں رہے، یہ رکوع بھی پہلے سے کم تھا۔ اب سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا ولك الحمد کہا، پھر سجدہ میں گئے۔ آپ نے دوسری رکعت میں بھی اسی طرح (ان دونوں رکعات میں) پورے چار رکوع اور چار سجدے کیے۔ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی سورج صاف ہو چکا تھا۔ نماز کے بعد آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور پہلے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی۔ پھر فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی دو نشانیاں ہیں، ان میں گرہن کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں لگتا۔ لیکن جب تم گرہن دیکھا کرو تو فوراً نماز کی طرف لپکو۔

لغوی توضیح فَافْزَعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ نماز کی طرف لپکو (اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے)۔

٥٢١۔ البخاري في: 16 كتاب الكسوف: 4 باب خطبة الإمام في الكسوف ۔

۵۲۲۔ حدیث عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَرَأَ سُورَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ اسْتَفْتَحَ بِسُورَةٍ أُخْرَى ثُمَّ رَكَعَ حَتَّى قَضَاهَا وَسَجَدَ، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ فِي الثَّانِيَةِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى يُفْرَجَ عَنْكُمْ. لَقَدْ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُهُ، حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتَنِي أُرِيدُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ، حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ، وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب سورج گرہن لگا تو نبی ﷺ (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے۔اور ایک لمبی سورۃ پڑھی۔ پھر رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا۔ پھر سر اٹھایا اس کے بعد دوسری سورۃ شروع کر دی پھر رکوع کیا اور رکوع پورا کر کے اس رکعت کو ختم کیا اور سجدے میں گئے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی آپ نے اسی طرح کیا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ اس لیے جب ان میں گرہن دیکھو تو نماز شروع کر دو جب تک کہ یہ صاف ہو جائے۔ اور دیکھو میں نے اپنی اسی جگہ سے ان تمام چیزوں کو دیکھ لیا ہے جن کا مجھ سے وعدہ ہے۔ یہاں تک کہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں جنت کا ایک خوشہ لینا چاہتا ہوں۔ ابھی تم لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ میں آگے بڑھنے لگا تھا۔ اور میں نے دوزخ بھی دیکھی (اس حالت میں کہ) بعض آگ بعض آگ کو کھائے جا رہی تھی۔ تم لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ جہنم کے اس ہولناک منظر کو دیکھ کر میں پیچھے ہٹ گیا تھا۔ میں نے جہنم کے اندر عمرو بن لحی کو دیکھا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے سانڈ کی رسم عرب میں جاری کی تھی۔

لغوی توضیح: قِطْفًا خوشہ۔ يَحْطِمُ توڑتا ہے۔ سَيَّبَ تسييب سے ہے، معنی ہے معبود کے نام پر جانور کو آزاد چھوڑ دینا۔ السَّوَائِب جمع ہے سَائِبَه کی، مراد وہ اونٹنی ہے جو پے در پے آٹھ مادہ بچے جنتی تو اسے بتوں کے لیے آزاد چھوڑ دیا جاتا۔

(2) باب ذكر عذاب القبر في صلاة الخسوف

نماز خسوف میں قبر کے عذاب کی یاد دہانی

۵۲۳۔ حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا، فَقَالَتْ لَهَا: أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها، رَسُولَ اللهِ ﷺ، أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ؟

ایک یہودی عورت نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مانگنے کے لیے آئی اور اس نے دعا دی کہ اللہ آپ کو قبر کے عذاب سے بچائے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا لوگوں کو قبر میں عذاب بھی ہوگا؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی اس سے پناہ مانگتا ہوں۔

۵۲۲۔ البخاري في: 21 كتاب العمل في الصلاة: 11 باب إذا تفلتت الدابة في الصلاة۔

۵۲۳۔ البخاري في: 16 كتاب الكسوف: 7 باب التعوذ من عذاب القبر في الكسوف (1049) مسلم (903)۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ)) ۔ ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا، فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَرَجَعَ ضُحًى، فَمَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ ظَهْرَانِي الْحُجَرِ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ، ثُمَّ قَامَ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ وَانْصَرَفَ، فَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ، ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

پھر ایک مرتبہ صبح کو (کہیں جانے کے لیے) آپ سوار ہوئے، اس کے بعد سورج گرہن لگا۔ آپ دن چڑھے واپس ہوئے اور اپنی بیویوں کے حجروں سے گزرتے ہوئے (مسجد میں) نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کی اقتدا میں نیت باندھ لی۔ آپ ﷺ نے بہت ہی لمبا قیام کیا، پھر رکوع بھی بہت طویل کیا۔ اس کے بعد کھڑے ہوئے اور اب کی دفعہ قیام پھر لمبا کیا لیکن پہلے سے کچھ کم، پھر رکوع کیا اور اس دفعہ بھی دیر تک رکوع میں رہے لیکن پہلے رکوع سے پھر کم۔ پھر رکوع سے سر اٹھایا اور سجدہ میں گئے۔ اب آپ پھر دوبارہ کھڑے ہوئے اور بہت دیر تک قیام کیا لیکن پہلے قیام سے کچھ کم۔ پھر ایک لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قیام میں اب کی دفعہ بھی بہت دیر تک رہے لیکن پہلے سے کم وقت تک (چوتھی مرتبہ) پھر رکوع کیا اور بہت دیر تک رکوع میں رہے لیکن پہلے سے مختصر، رکوع سے سر اٹھایا تو سجدہ میں چلے گئے۔ آخر آپ نے اس طرح نماز پوری کر لی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو چاہا آپ نے فرمایا۔ اسی خطبہ میں آپ نے لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں۔

لغوی توضیح: عَائِذًا بِاللّٰهِ میں اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں۔ بَيْنَ ظَهْرَانِي الْحُجَرِ حجروں کے درمیان۔

(3) باب ما عرض على النبي ﷺ في صلاة الكسوف من امر الجنة والنار

نمازِ کسوف میں نبی ﷺ پر جنت اور دوزخ کے بعض حالات کا منکشف کیا جانا

٥٢٤۔ **حديث** اَسْمَاءَ رضي الله عنها، قَالَتْ: اَتَيْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي، فَقُلْتُ مَا شَاْنُ النَّاسِ؟ فَاَشَارَتْ اِلَى السَّمَاءِ، فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ، فَقَالَتْ، سُبْحَانَ اللّٰهِ!

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، وہ نماز پڑھ رہی تھیں، میں نے کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنی سورج کو گہن لگا ہے) اتنے میں لوگ (نماز کے لیے) کھڑے ہو گئے۔ حضرت عائشہ نے

٥٢٤۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 24 باب من اجاب الفتیا باشارۃ الید والراس (86) مسلم (905) ابن حبان (3114)۔

قُلْتُ : آيَةٌ؟ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَيْ نَعَمْ ! فَقُمْتُ حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ ، فَجَعَلْتُ اَصُبُّ عَلَى رَاْسِي الْمَاءَ ، فَحَمِدَاللّٰهَ ، عَزَّوَجَلَّ النَّبِيُّ ﷺ وَاَثْنَى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: "مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ اَكُنْ اُرِيْتُهُ اِلَّا رَاَيْتُهُ فِي مَقَامِي ، حَتَّى الْجَنَّةُ وَالنَّارُ ، فَاُوحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي قُبُوْرِكُمْ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبَ (قَالَ الرَّاوِي : لَا اَدْرِي اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ) مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ، يُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَاالرَّجُلِ ؟ فَاَمَّاالْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ (لَا اَدْرِيْ بِاَيِّهِمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ) فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى ، فَاَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا ، هُوَ مُحَمَّدٌ (ثَلَاثًا) ، فَيُقَالُ : نَمْ صَالِحًا ، قَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهِ ، وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ (لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ) فَيَقُوْلُ : لَا اَدْرِيْ ، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ))۔

کہا، اللہ پاک ہے۔ میں نے کہا (کیا یہ گہن) کوئی (خاص) نشانی ہے؟ انہوں نے سر سے اشارہ کیا یعنی ہاں! پھر میں (بھی نماز کے لئے) کھڑی ہوگئی حتی کہ (طوالت کی وجہ سے) مجھے غش آنے لگا، تو میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پھر (نماز کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی صفت بیان فرمائی، پھر فرمایا، جو چیز مجھے پہلے دکھلائی نہیں گئی تھی آج وہ اس جگہ میں نے دیکھ لی، یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا۔ اور مجھ پر یہ وحی کی گئی کہ تم اپنی قبروں میں فتنۂ دجال کی طرح یا اس جیسے کسی اور فتنہ سے آزمائے جاؤ گے، (مثل یا قریب کا کون سا لفظ حضرت اسماء نے فرمایا، راوی کا کہنا ہے کہ میں نہیں جانتی) کہا جائے گا (قبر کے اندر کہ) تم اس آدمی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ تو جو صاحبِ ایمان یا صاحبِ یقین ہوگا، (کون سا لفظ فرمایا حضرت اسما نے کہا، مجھے یاد نہیں) وہ کہے گا وہ محمد اللہ کے رسول ہیں، جو ہمارے پاس اللہ کی ہدایت اور دلیلیں لے کر آئے تو ہم نے ان کو قبول کر لیا اور ان کی پیروی کی وہ محمد ﷺ ہیں۔ تین بار (اسی طرح کہے گا) پھر (اس سے) کہہ دیا جائے گا کہ آرام سے سو جا۔ بے شک ہم نے جان لیا کہ تو محمد ﷺ پر یقین رکھتا تھا۔ اور بہر حال منافق یا شکی آدمی، (میں نہیں جانتی کہ ان میں سے کون سا لفظ حضرت اسماء نے کہا) تو وہ (منافق یا شکی) کہے گا کہ جو لوگوں کو میں نے کہتے سنا میں نے (بھی) وہی کہہ دیا۔ (باقی میں کچھ نہیں جانتا)۔

لغوی توضیح معلوم ہوا کہ قبر کا فتنہ دجال کے فتنہ کی طرح سخت ہے، اسی لیے نبی ﷺ نے نماز کسوف کے خطبہ میں لوگوں کو اس سے ڈرایا اور آپ خود بھی ہر نماز میں اس سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

۵۲۵۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگا تو آپ نے نماز پڑھی تھی۔ آپ نے اتنا لمبا

۵۲۵۔ البخاری فی: 16 کتاب الکسوف: 9 باب صلاة الکسوف فی جماعة (29) مسلم (907) دارمی (1528)۔

اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِنْ قِرَاءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ' ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ' وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ' ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ' وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ' وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ' وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ' وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ سَجَدَ ' ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ ' فَقَالَ ﷺ : ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ ' لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ ' فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ ' قَالُوْا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ ' ثُمَّ رَاَيْنَاكَ كَعْكَعْتَ ' فَقَالَ ﷺ : ((اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ عُنْقُوْدًا ' وَلَوْ اَصَبْتُهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتُ الدُّنْيَا ' وَاَرَيْتَ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ ' وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ)) قَالُوْا : بِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : ((بِكُفْرِهِنَّ)) قِيْلَ : يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ ؟ قَالَ : ((يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ ' لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ ' ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا ' قَالَتْ : مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ))۔

قیام کیا کہ اتنی دیر میں سورۂ بقرہ پڑھی جا سکتی ہے، پھر رکوع بھی بہت طویل کیا۔ اس کے بعد کھڑے ہوئے اور اب کی دفعہ قیام پھر لمبا کیا لیکن پہلے سے کچھ کم۔ پھر آپ نے رکوع بھی لمبا کیا جو پہلے رکوع سے کچھ کم تھا پھر آپ سجدہ میں گئے، سجدہ سے اٹھ کر پھر لمبا قیام کیا لیکن پہلے قیام کے مقابلہ میں کم لمبا تھا، پھر ایک لمبا رکوع کیا یہ رکوع بھی پہلے رکوع کے مقابلہ میں کم تھا۔ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد پھر آپ بہت دیر تک کھڑے رہے اور یہ قیام بھی پہلے سے مختصر تھا۔ پھر (چوتھا) رکوع کیا، یہ بھی بہت لمبا تھا لیکن پہلے سے کچھ کم۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اور کسی کی موت و زندگی کی وجہ سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔ اس لیے جب تم کو معلوم ہو کہ گرہن لگ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ (نماز میں) اپنی جگہ سے کچھ آگے بڑھے اور پھر اس کے بعد پیچھے ہٹ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت دیکھی اور اس کا ایک خوشہ توڑنا چاہا تھا اگر میں اسے توڑ سکتا تو تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے اور مجھے جہنم بھی دکھائی گئی۔ میں نے اس سے زیادہ بھیانک منظر کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا اس میں عورتیں زیادہ ہیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنی ناشکری کی وجہ سے۔ پوچھا گیا، کیا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ شوہر کی اور احسان کا انکار کرتی ہیں۔ زندگی بھر تم کسی عورت کے ساتھ حسنِ سلوک کرو لیکن کبھی اگر کوئی خلاف مزاج بات آ گئی تو فوراً یہی کہے گی کہ میں نے تم سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

لغوی توضیح كَعْكَعْتَ آپ پیچھے ہٹے۔ عُنْقُوْدًا خوشہ۔ اَفْظَع ہولناک۔ بِكُفْرِهِنَّ اپنی ناشکری کی وجہ سے، یعنی عورتیں شوہروں کی ناشکری کی وجہ سے بکثرت جہنم میں جائیں گی، لہٰذا انہیں چاہیے کہ ناشکری سے بچیں۔

(5) باب ذكر النداء بصلاة الكسوف، الصلاة جامعة

کسوف کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے لیے بلانے کا ذکر

۵۲٦۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه، قَالَ: لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، نُوْدِيَ: إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، فَرَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ، ثُمَّ جَلَسَ، ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ۔ قَالَ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ: مَا سَجَدْتُ سُجُوْدًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگا تو اعلان ہوا کہ نماز ہونے والی ہے (اس نماز میں) نبی ﷺ نے ایک رکعت میں دو رکوع کیے اور پھر دوسری رکعت میں بھی دو رکوع کیے۔ اس کے بعد آپ بیٹھے رہے (قعدہ میں) یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اس سے زیادہ لمبا سجدہ اور کبھی نہیں کیا۔

لغوی توضیح اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ نماز ہونے والی ہے جمع ہو جاؤ، اس سے معلوم ہوا کہ نماز کسوف با جماعت ادا کرنا مسنون ہے۔ واضح رہے کہ نماز کسوف کی جماعت میں قراءت جہری ہوگی جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔[1]

۵۲۷۔ حديث أَبِي مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا))۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، سورج اور چاند گرہن کسی شخص کی موت سے نہیں لگتا۔ یہ دونوں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اس لیے اسے دیکھتے ہی کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔

۵۲۸۔ حديث أَبِي مُوْسَى رضي الله عنه، قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَزِعًا،

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ سورج گرہن ہوا تو نبی ﷺ بہت گھبرا کر اٹھے۔ اس ڈر سے کہ کہیں قیامت نہ

۵۲٦۔ البخاري في: 16 كتاب الكسوف: 8 باب طول السجود في الكسوف (1045) مسلم (910) نسائي (1478)۔
۵۲۷۔ البخاري في: 16 كتاب الكسوف: 1 باب الصلاة في كسوف الشمس (1041) مسلم (911) نسائي (1461)۔
۵۲۸۔ البخاري في: 16 كتاب الكسوف: 14 باب الذكر في الكسوف (1059) مسلم (912) نسائي (1502)۔

[1] [بخاري: كتاب الكسوف (1065)]

يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ ' فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ ' وَقَالَ : ((هٰذِهِ الآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللّٰهُ ' لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ ' وَلٰكِنْ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِ عِبَادَهُ ' فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ -

قائم ہو جائے۔ آپ نے مسجد میں آ کر بہت ہی لمبے قیام، لمبے رکوع اور لمبے سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے کبھی آپ کو اس طرح نہیں دیکھا تھا۔ آپ نے نماز کے بعد فرمایا کہ یہ نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں آتیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اس لیے جب تم اس طرح کی کوئی چیز دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دعاء واستغفار کی طرف لپکو۔

لغوی توضیح فَافْزَعُوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ اللہ کے ذکر اور دعاء واستغفار کی طرف لپکو۔ معلوم ہوا کہ جب سورج یا چاند کو گرہن لگے تو نماز کسوف کے ساتھ دعائیں مانگنی چاہییں اور توبہ واستغفار بھی کرنا چاہیے۔

۵۲۹۔ **حديث** ابْنِ عُمَرَ ' أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ ' وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ ' فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوا))۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، سورج اور چاند میں گرہن کسی کی موت و زندگی سے نہیں لگتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اس لیے جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو۔

۵۳۰۔ **حديث** الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ' فَقَالَ النَّاسُ : كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ ' فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ ' فَإِذَا رَأَيْتُمْ فَصَلُّوا وَادْعُوا اللّٰهَ))۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن اس دن لگا جس دن آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ گرہن حضرت ابراہیم کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گرہن کسی کی موت و حیات سے نہیں لگتا۔ البتہ تم جب اسے دیکھو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو۔

۵۲۹۔ البخاری فی: 16 کتاب الکسوف: 1 باب الصلاۃ فی کسوف الشمس (1042) مسلم (914) ابن حبان (2828)۔

۵۳۰۔ البخاری فی: 16 کتاب صلاۃ الکسوف: 1 باب الصلاۃ فی کسوف الشمس (1043) مسلم (915)۔

(6) باب البكاء على الميت

۵۳۱۔ حدیث أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ، قَالَ: أَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْهِ، إِنَّ ابْنًا لِي قُبِضَ فَأْتِنَا، فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُولُ: ((إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى، وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ، تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا، فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَرِجَالٌ، فَرُفِعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا شَنٌّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَارَسُولَ اللَّهِ! مَاهَذَا؟ فَقَالَ: ((هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)).

میت پر رونے کا بیان

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی ایک صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ کو اطلاع کرائی کہ میرا ایک لڑکا مرنے کے قریب ہے، اس لیے آپ تشریف لائیں۔ آپ نے انہیں سلام کہلوایا اور کہلوایا کہ اللہ تعالیٰ ہی کا سارا مال ہے، جو لے لیا وہ اسی کا تھا اور جو اس نے دیا وہ بھی اسی کا تھا۔ اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقتِ مقررہ پر ہی واقع ہوتی ہے۔ اس لیے صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھو۔ پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے قسم دے کر اپنے یہاں بلوا بھیجا۔ اب رسول اللہ ﷺ جانے کے لیے اٹھے۔ آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ بچے کو رسول ﷺ کے سامنے کیا گیا۔ جس کی جانکنی کا عالم تھا۔ جیسے پرانا مشکیزہ ہوتا ہے (اور پانی کے ٹکرانے کی اندر سے آواز آتی ہے۔ اسی طرح جانکنی کے وقت بچہ کے حلق سے آواز آ رہی تھی) یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ سعد رضی اللہ عنہ بول اٹھے کہ یا رسول اللہ! یہ رونا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کی رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے (نیک) بندوں کے دلوں میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے ان رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔

لغوی توضیح: اَلْجَنَائِز جنازۃ کی جمع ہے جیم کے کسرہ کے ساتھ (جِنَازَة)، مراد میت ہے اور بعض نے جیم کے فتحہ کے ساتھ (جَنَازَة) بھی یہی مراد لیا ہے، یا کسرہ کے ساتھ میت اور فتحہ کے ساتھ وہ چارپائی مراد ہے جس پر میت ہو۔ تَتَقَعْقَعُ مضطرب

۵۳۱۔ البخاری فی: 32 كتاب الجنائز: 33 باب قول النبی ﷺ يعذب الميت ببعض... (1284) مسلم (923)۔

وپریشان تھا،حرکت کررہا تھا۔ شَنٌّ پرانا مشکیزہ۔فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ آپ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔معلوم ہوا کہ اگر میت پر رونے میں نوحہ کی آمیزش نہ ہوتو مجرد آنسو بہہ نکلنا قابل مؤاخذہ نہیں۔آئندہ حدیث بھی اسی کا ثبوت ہے۔

٥٣٢۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' قَالَ : اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ ' فَاَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ ' يَعُوْدُهُ ' مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ' وَسَعْدِ بْنِ اَبِي وقَّاصٍ ' وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضى اللّٰه عنهم ' فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ ' فَوَجَدَهُ فِي غَاشِيَةِ اَهْلِهِ ' فَقَالَ: ((قَدْ قَضَى؟)) قَالُوْا : لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! فبكَى النَّبِيُّ ﷺ ' فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بكَوْا ' فَقَالَ: ((اَلَا تَسْمَعُوْنَ ' اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ ' وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلَى لِسَانِهِ اَوْ يَرْحَمُ ' وَاِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کسی مرض میں مبتلا ہوئے۔ نبی ﷺ عیادت کے لیے عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کے یہاں تشریف لے گئے۔ جب آپ اندر گئے تو تیمارداروں کے ہجوم میں انہیں پایا۔آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا وفات ہوگئی؟ لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ ! پھر آپ (ان کے مرض کی شدت کو دیکھ کر) رو پڑے۔لوگوں نے جو حضور ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ سب بھی رونے لگے۔پھر آپ نے فرمایا کہ سنو! اللہ تعالیٰ آنکھوں میں سے آنسو نکلنے پر عذاب نہیں کرے گا اور نہ دل کے غم پر۔ہاں اس کا عذاب اس کی وجہ سے ہوتا ہے،آپ نے زبان کی طرف اشارہ کیا (اور اگر اس زبان سے اچھی بات نکلے تو) یہ اس کی رحمت کا بھی باعث بنتی ہے۔اور میت کو اس کے گھر والوں کے نوحہ و ماتم کی وجہ سے بھی عذاب ہوتا ہے۔

(8) باب فى الصبر على المصيبة عند اول الصدمة

صدمہ کے شروع میں صبر کرنا قابلِ اعتبار ہے

٥٣٣۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ' قَالَ : مَرَّ النَّبِيُّ بِامْرَاَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ : ((اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ)) قَالَتْ : اِلَيْكَ عَنِّي ' فَاِنَّكَ لَمْ تُصِبْ بِمُصِيْبَتِيْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ ' فَقِيْلَ لَهَا : اِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ ' فَاَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِيْنَ ' فَقَالَتْ : لَمْ اَعْرِفْكَ ' فَقَالَ : اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلَى)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کا گزر ایک عورت پر ہوا، جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی۔آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر۔وہ بولی،دور ہٹو،یہ مصیبت تم پر پڑی ہوتی تو پتہ چلتا۔وہ آپ ﷺ کو پہچان نہ سکی۔پھر جب لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ نبی ﷺ تھے،تو وہ (گھبرا کر) آنحضرت ﷺ کے دروازہ پر پہنچی۔وہاں اسے کوئی دربان نہ ملا۔پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو پہچان نہ سکی تھی (معاف فرمایئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبر تو جب صدمہ شروع ہوا اس وقت کرنا چاہیے۔

٥٣٢۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 54 باب البکاء عند المریض (1304) مسلم (924) ابن حبان (3159)۔
٥٣٣۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 32 باب زیارة القبور (1252) مسلم (926) ترمذی (988) ابوداود (3124)۔

لغوی توضیح بَوَّابِیْنَ دربان، جس کی دروازے پر ڈیوٹی ہوتی ہے۔ الصَّدْمَةَ الْاُوْلٰی پہلا صدمہ، یعنی جب مصیبت پہنچے۔ اگر انسان اسی وقت صبر کا مظاہرہ کرے تو پھر اسے اجر وثواب ملے گا ورنہ دن گزرنے کے ساتھ تو انسان بھول ہی جاتا ہے۔ اس لیے جب بھی کوئی مصیبت پہنچے یا کسی کی وفات کی خبر آئے تو فوراً صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے زبان سے صرف یہ کلمات ادا کرنے چاہئیں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

(9) باب الميت يعذب ببكاء اهله عليه — میت کو گھر والوں کے رونے سے عذاب دیئے جانے کا بیان

٥٣٤۔ حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ))۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میت کو اس پر نوحہ کیے جانے کی وجہ سے بھی قبر میں عذاب ہوتا ہے۔

فهم الحديث اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے، اس لیے میت پر رونے پیٹنے اور نوحہ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ علاوہ ازیں عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس بات کو یہود کے ساتھ خاص کرنا اور قرآن کی اس آیت ﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ﴾ سے استنباط کرنا محض ان کا اپنا اجتہاد ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے یہود سے متعلقہ کسی قصے میں سنی ہو اور یہ گمان کر لیا ہو کہ یہ انہی کے ساتھ خاص ہے، جبکہ یہ فرمانِ نبوی عام ہے اور یہود اور دیگر تمام افراد کو شامل ہے۔ مزید برآں یہ اصول مسلم ہے کہ مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے، اس لیے عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات (جو نافی ہے) مرجوح ٹھہرے گی۔ اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہونے والی حدیث صحیح ثابت ہے اور وہ اپنے عموم کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مخصوص بات کے منافی بھی نہیں۔

٥٣٥۔ حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ، عَنْ اَبِي مُوْسٰى، قَالَ: لَمَّا اُصِيْبَ عُمَرُ ﷺ، جَعَلَ صُهَيْبٌ يَقُوْلُ: وَااَخَاهُ! فَقَالَ عُمَرُ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے (آئے) ہائے میرے بھائی! اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ مردکو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے؟۔

٥٣٦۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَعُمَرَ، وَعَائِشَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: تُوُفِّيَتْ ابْنَةٌ لِعُثْمَانَ

حضرت عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی (ام ابان) کا مکہ میں انتقال ہو گیا تھا۔ ہم بھی ان کے جنازے میں حاضر ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن

٥٣٤۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 34 باب ما يكره من النياحة على الميت (1287) مسلم (927)۔

٥٣٥۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 32 باب قول النبي ﷺ يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه۔

٥٣٦۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 33 باب قول النبي ﷺ يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه۔

رَضِیَ اللّٰہُ عنہ بِمَکَّۃَ وَجِئْنَا لِنَشْہَدَھَا، وَحَضَرَھَا ابْنُ عُمَرَ وَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللّٰہ عنہم، وَاِنِّی لَجَالِسٌ بَیْنَھُمَا (اَوْ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰی اَحَدِھِمَا ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ اِلٰی جَنْبِی) فَقَالَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنہما، لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ اَلَا تَنْھٰی عَنِ الْبُکَاءِ! فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: قَدْ کَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ بَعْضَ ذٰلِکَ۔

عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی تشریف لائے۔ میں ان دونوں حضرات کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ یا یہ کہا کہ میں ایک بزرگ کے قریب بیٹھ گیا اور دوسرے بزرگ بعد میں آئے اور میرے بازو میں بیٹھ گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرو بن عثمان سے کہا (جو ام ابان کے بھائی تھے) رونے سے کیوں نہیں روکتے۔ نبی ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ میت پر گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی تائید کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی فرمایا تھا۔

ثُمَّ حَدَّثَ، قَالَ: صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ مِنْ مَکَّۃَ، حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالْبَیْدَاءِ اِذَا ھُوَ بِرَکْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَۃٍ، فَقَالَ: اِذْھَبْ فَانْظُرْ مَنْ ھٰؤُلَاءِ الرَّکْبُ، قَالَ فَنَظَرْتُ فَاِذَا صُھَیْبٌ، فَاَخْبَرْتُہٗ، فَقَالَ: ادْعُہٗ لِی، فَرَجَعْتُ اِلٰی صُھَیْبٍ، فَقُلْتُ: ارْتَحِلْ فَالْحَقْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ فَلَمَّا اُصِیْبَ عُمَرُ دَخَلَ صُھَیْبٌ یَبْکِی یَقُوْلُ: وَااَخَاہُ! وَاصَاحِبَاہُ! فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: یَاصُھَیْبُ! اَتَبْکِی عَلَیَّ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ!)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ ذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِعَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا، فَقَالَتْ۔

پھر آپ بیان کرنے لگے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے چلا۔ جب ہم بیداء تک پہنچے تو سامنے ایک ببول کے درخت کے نیچے چند سوار نظر پڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا کر دیکھو تو سہی یہ کون لوگ ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر جب اس کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ انہیں بلا لاؤ۔ میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے پاس دوبارہ آیا اور کہا کہ چلئے امیر المومنین بلاتے ہیں۔ چنانچہ وہ خدمت میں حاضر ہوئے۔ (خیر یہ قصہ تو ہو چکا) پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو صہیب رضی اللہ عنہ روتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ وہ کہہ رہے تھے، ہائے میرے بھائی! ہائے میرے صاحب! اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صہیب! تم مجھ پر روتے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے اس حدیث کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی

رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ ! وَاللّٰهِ مَا حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ لَيُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ)) وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ)) وَقَالَتْ : حَسْبُكُمُ الْقُرْآنُ ۔ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰى﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، عِنْدَ ذٰلِكَ : وَاللّٰهُ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۔

قَالَ ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ : وَاللّٰهِ ! مَاقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما شَيْئًا ۔

رحمت ہو عمر رضی اللہ عنہ پر۔ بخدا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ مومن پر اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب کرے گا۔ بلکہ آپ نے یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر کا عذاب اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اور زیادہ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد کہنے لگیں کہ قرآن کی یہ آیت تم کو کافی ہے کہ ”کوئی کسی کے گناہ کا ذمہ دار اور اس کا بوجھ اٹھانے والا نہیں“ [الانعام: ۱۶۴] اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس وقت (یعنی ام ابان کے جنازے میں) سورہ نجم کی یہ آیت پڑھی۔ ”اور اللہ ہی ہنساتا ہے اور وہی رُلاتا ہے“۔

ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ خدا کی قسم! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ تقریر سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کچھ جواب نہ دیا۔

۵۳۷۔ حدیث عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهم، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ : ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنها اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ : ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ)) فَقَالَتْ : وَهَلَ ابْنُ عُمَرَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ! إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيْئَتِهِ وَذَنْبِهِ ، وَإِنَّ اَهْلَهُ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهِ الْآنَ)) ۔ قَالَتْ : وَذَاكَ مِثْلُ قَوْلِهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْقَلِيْبِ وَفِيْهِ قَتْلَى بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ، فَقَالَ لَهُمْ مَاقَالَ : ((إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُوْنَ مَا اَقُوْلُ)) إِنَّمَا قَالَ : ((إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ مَا كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ)) ثُمَّ قَرَأَتْ ۔ ﴿إِنَّكَ لَا

عروہؒ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کسی نے اس کا ذکر کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ میت کو قبر میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے بھی عذاب ہوتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہ نے کہا حضور ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ میت پر عذاب اس کی بدعملیوں اور گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کے گھر والے ہیں کہ اب بھی اس کی جدائی میں روتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے رسول ﷺ نے بدر کے اس کنویں پر کھڑے ہو کر جس میں مشرکین کی لاشیں ڈال دی گئی تھیں، ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، یہ اسے سن رہے ہیں۔ تو آپ کے فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ اب انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ ان سے میں جو کچھ کہا کرتا تھا وہ حق تھا۔ پھر انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی کہ ”آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔“ [النمل: ۸۰] ”اور جو لوگ قبروں میں دفن ہو چکے ہیں انہیں آپ اپنی بات

۵۳۷۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 8 باب قتل ابی جهل (1289) مسلم (932) ابن ماجه (1595) ۔

تُسْمِعُ الْمَوْتَى ﴾ - وَ - ﴿ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴾ - يَقُوْلُ حِيْنَ تَبَوَّءُوْا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ -

نہیں سنا سکتے۔'' [الفاطر: ۲۲] (عروہ کہتے ہیں) حضرت عائشہ کا مطلب یہ تھا کہ (آپ ان مردوں کو نہیں سنا سکتے) جو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا چکے ہیں۔

۵۳۸۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى يَهُوْدِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا اَهْلُهَا ، فَقَالَ: ((اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا ، وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا)) -

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ کا گزر ایک یہودی عورت پر ہوا جس کے مرنے پر اس کے گھر والے رو رہے تھے۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں حالانکہ اس کو قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

۵۳۹۔ حديث الْمُغِيْرَةِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ)) -

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کسی میت پر اگر نوحہ و ماتم کیا جائے تو اس نوحہ کی وجہ سے بھی اس پر عذاب ہوتا ہے۔

(10) باب التشديد فى النياحة

مردوں پر نوحہ کرنے کی شدید ممانعت

۵۴۰۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ، قَالَتْ: لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ ، جَلَسَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ ، وَاَنَا اَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ ، شَقِّ الْبَابِ ، فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: اِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ ، وَذَكَرَ بُكَائَهُنَّ فَاَمَرَهُ اَنْ يَنْهَاهُنَّ ، فَذَهَبَ ، ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ ، لَمْ يُطِعْنَهُ ، فَقَالَ: ((انْهَهُنَّ ، فَاَتَاهُ الثَّالِثَةَ ، قَالَ: وَاللّٰهِ ! غَلَبْنَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَزَعَمَتْ اَنَّهُ قَالَ: ((فَاحْثُ فِي اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ)) فَقُلْتُ: اَرْغَمَ اللّٰهُ اَنْفَكَ ، لَمْ تَفْعَلْ مَا اَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ کو زید بن حارثہ، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی (غزوۂ موتہ میں) شہادت کی خبر ملی، تو آپ اس وقت اس طرح تشریف فرما تھے کہ غم کے آثار آپ کے چہرے پر ظاہر تھے۔ میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک صاحب آئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کی عورتوں کے رونے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں رونے سے منع کر دو۔ وہ گئے لیکن واپس آ کر کہا کہ وہ تو نہیں مانتیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ انہیں منع کر دو، اب وہ تیسری مرتبہ واپس ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قسم اللہ کی، وہ تو ہم پر غالب آ گئی ہیں۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو) یقین ہوا کہ (ان کے اس کہنے پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کے منہ میں مٹی جھونک دے، اس پر میں نے کہا

۵۳۸۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 33 باب قول النبی ﷺ يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه -

۵۳۹۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 34 باب ما يكره من النياحة على الميت (1291) مسلم (933) ترمذی (1000)۔

۵۴۰۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 41 باب من جلس عند المصيبة يعرف فيه الحزن (1299) مسلم (935)۔

وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعَنَاءِ۔

کہ تیرا برا ہو۔ رسول اللہ ﷺ اب جس کام کا حکم دے رہے ہیں وہ تو کرو گے نہیں لیکن آپ کو تکلیف میں ڈال دیا۔

لغوی توضیح فَاحْثُ ڈال دو (مٹھی بھر کر)۔ فِيْ اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ ان کے منہ میں مٹی (تاکہ نوحہ کرنے کا مقام ہی بند ہو جائے)۔ معلوم ہوا کہ میت پر نوحہ کرنا (یعنی چیخ چیخ کر رونا پیٹنا، واویلا کرنا) ممنوع ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے (کسی کی موت پر) رخساروں کو پیٹا' گریبان کو پھاڑا اور جاہلیت کی باتیں بکیں وہ ہم میں سے نہیں۔[1] امام نووی، امام شوکانی، شیخ البانی اور شیخ ابن باز رحمہم اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔[2]

٥٤١۔ **حدیث** اُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللّٰه عنها' قَالَتْ : اَخَذَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ اَنَّ لَا نَنُوْحَ ' فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَاَةٌ غَيْرُ خَمْسِ نِسْوَةٍ : اُمُّ سُلَيْمٍ ' وَاُمُّ الْعَلَاءِ ' وَابْنَةُ اَبِي سَبْرَةَ ' امْرَاَةُ مُعَاذٍ ' وَامْرَاَتَيْنِ ' اَوِ ابْنَةُ اَبِي سَبْرَةَ ' وَامْرَاَةُ مُعَاذٍ ' وَامْرَاَةٌ اُخْرَى۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعت لیتے وقت ہم سے یہ عہد بھی لیا تھا کہ ہم (میت پر) نوحہ نہیں کریں گی۔ لیکن اس اقرار کو پانچ عورتوں کے سوا اور کسی نے پورا نہیں کیا۔ یہ عورتیں ام سلیم، ام علاء، ابوسبرہ کی صاحبزادی جو معاذ کے گھر میں تھیں۔ اور اس کے علاوہ دو عورتیں یا (یہ کہا کہ) ابوسبرہ کی صاحبزادی، معاذ کی بیوی اور ایک دوسری خاتون (رضی اللہ عنہن)۔

٥٤٢۔ **حدیث** اُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللّٰه عنها' قَالَتْ : بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَرَاَ عَلَيْنَا ﴿اَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ ۔ فَقَبَضَتْ اِمْرَاَةٌ يَدَهَا ' فَقَالَتْ: اَسْعَدَتْنِي فُلَانَةُ اُرِيْدُ اَنْ اَجْزِيَهَا ' فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا ' فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا ۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان نے کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے اس آیت کی تلاوت کی ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی'' [الممتحنہ:١٢] اور ہمیں نوحہ سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ کی اس ممانعت پر ایک عورت (خود ام عطیہ) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کیا کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی تھی۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ چکا آؤں۔ آپ ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ چنانچہ وہ گئیں اور پھر دوبارہ آ کر آپ سے بیعت کی۔

(11) باب نهي النساء عن اتباع الجنائز

عورتوں کے لئے جنازے کے ساتھ جانے کی ممانعت

٥٤٣۔ **حدیث** اُمِّ عَطِيَّةَ ' قَالَتْ : نُهِيْنَا عَنِ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہمیں (عورتوں کو) جنازے کے ساتھ

٥٤١۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 46 باب ما ينهى عن النوح والبكاء والزجر عن ذلك (1306) مسلم (936)۔
٥٤٢۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 60 سورة الممتحنة: 3 باب إذا جاءك المؤمنات يبايعنك (4892) مسلم (937)۔
٥٤٣۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 30 باب اتباع النساء الجنائز (313) مسلم (938) ابن ماجه (1577)۔

[1] [بخاری (1294) مسلم (103)]
[2] [شرح مسلم (4/ 249) نيل الأوطار (3/ 54) أحكام الجنائز (ص/ 39) فتاوی اللجنة (9/ 160)]

اتباعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔ چلنے سے منع کیا گیا، مگر تاکید سے منع نہیں ہوا۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ خواتین کے لیے جنازے کے ساتھ چلنا منع ہے، البتہ وہ جنازے میں شریک ہو سکتی ہیں جیسا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شرکت کی تھی۔[1]

(12) باب في غسل الميت — میت کے غسل کا بیان

٥٤٤۔ حديث أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ ' قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ فَقَالَ: ((اغْسِلْنَهَا ثَلاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ ' اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ ' بِمَاءٍ وَسِدْرٍ ' وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ ' فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي)) فَلَمَّا آذَنَّاهُ ' فَاَعْطَانَا حَقْوَهُ فَقَالَ : ((اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ)) تَعْنِي اِزَارَهُ ۔

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی وفات ہوئی، آپ وہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ تین یا پانچ مرتبہ غسل دے دو اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ دے سکتی ہو۔ غسل کے پانی میں بیری کے پتے ملا لو۔ اور آخر میں کافور یا (یہ کہا کہ) کچھ کافور کا استعمال کر لینا اور غسل سے فارغ ہونے پر مجھے خبر دینا۔ چنانچہ ہم نے جب غسل دے لیا تو آپ کو خبر دے دی۔ آپ نے ہمیں اپنا ازار (تہبند) دیا اور فرمایا کہ اسے ان کی قمیص بنا دو۔ آپ کی مراد اپنے ازار سے تھی۔

لغوی توضیح حِيْنَ تُوُفِّيَتْ ابْنَتُهُ آپ کی بیٹی یعنی زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ یعنی پتوں کو پانی میں اُبال کر۔ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا آخر میں کافور استعمال کرنا۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ کافور کا بطورِ خاص اس لیے حکم دیا کیونکہ اس کی خاصیت ہے کہ جس چیز میں اسے استعمال کیا جائے وہ جلد متغیر نہیں ہوتی، نیز اسے لگانے کے بعد کوئی موذی جانور بھی میت کے قریب نہیں آتا۔ فَآذِنَّنِي مجھے اطلاع دینا۔ حَقْوَه آپ کا تہبند۔ یہ آپ ﷺ نے انہیں محض برکت پہنچانے کی غرض سے دیا۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ میت کو طاق عدد (حسبِ ضرورت تین، پانچ وغیرہ) میں، ایک بار پانی میں کافور ڈال کر اور بیری کے پتے استعمال کر کے غسل دینا مستحب ہے۔ یاد رہے کہ بیری کے پتوں کا حکم محض نظافت وصفائی کی غرض سے ہے اگر اس کے قائم مقام کوئی چیز مثلاً صابن وغیرہ استعمال کر لیا جائے تو وہ بھی درست ہے۔ علاوہ ازیں میت کو غسل دیتے وقت پہلے اعضائے وضوء اور دائیں اعضاء کو دھونا چاہیے (جیسا کہ آئندہ احادیث میں ہے)۔ اگر میت عورت ہو تو اس کے بال کھول کر، کنگھی کر کے، ان کی تین مینڈیاں بنا کر پچھلی جانب ڈال دینی چاہییں۔[2] غسل دیتے ہوئے نرمی وشفقت کا پہلو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ نیز میاں بیوی بھی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔[3]

٥٤٤۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 8 باب غسل الميت ووضوئه بالماء والسدر (167) مسلم (939) ترمذی (990)۔

[1] [مسلم (973) أبو داود (3189) ترمذی (1033) ابن ماجة (1518)]

[2] [بخاری (1263)، (1254)]

[3] [صحيح ابن ماجة (1196)، (1197)]

٥٤٥۔ حدیث أُمّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ ' قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: ((اغْسِلْنَهَا ثَلاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ ' وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُوْرًا ' فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي)) فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ : ((أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ)) ۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں کہ آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ تین یا پانچ مرتبہ غسل دو۔ یا اس سے بھی زیادہ۔ پانی اور بیری کے پتوں سے۔ اور آخر میں کافور بھی استعمال کرنا۔ پھر فارغ ہو کر مجھے خبر دے دینا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو آپ کو خبر کر دی۔ آپ نے اپنا ازار عنایت فرمایا اور فرمایا کہ یہ اندر اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

فَقَالَ أَيُّوْبُ (أحد الرواة) : وَحَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُحَمَّدٍ ' وَكَانَ فِي حَدِيْثِ حَفْصَةَ ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا)) كَانَ فِيْهِ ((ثَلاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا)) وَكَانَ فِيْهِ أَنَّهُ قَالَ: ((ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا)) وَكَانَ فِيْهِ ' أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ : وَمَشَطْنَاهَا ثَلاثَةَ قُرُوْنٍ ۔

ایوب (راوی) نے کہا کہ مجھ سے حفصہ نے بھی محمد بن سیرین کی حدیث کی طرح بیان کیا تھا۔ حفصہ کی حدیث میں تھا کہ طاق مرتبہ غسل دینا۔ اور اس میں یہ تفصیل تھی کہ تین یا پانچ یا سات مرتبہ (غسل دینا) اور اس میں یہ بھی بیان تھا کہ میت کے دائیں طرف سے اور اعضائے وضو سے غسل شروع کیا جائے۔ یہ بھی اسی حدیث میں تھا کہ ام عطیہ نے کہا ہم نے کنگھی کر کے ان کے بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

٥٤٦۔ حدیث أُمّ عَطِيَّةَ ' قَالَتْ : لَمَّا غَسَّلْنَا بِنْتَ النَّبِيِّ ' قَالَ لَنَا ' وَنَحْنُ نَغْسِلُهَا: ((ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا)) ۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کو ہم غسل دے رہی تھیں۔ جب ہم نے غسل شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ غسل دائیں طرف سے اور اعضائے وضو سے شروع کرو۔

(13) باب في كفن الميت

میت کے کفن کا بیان

٥٤٧۔ حدیث خَبَّابٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللّٰهِ ' فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ ' فَمِنَّا مَنْ مَاتَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا ' مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ صرف اللہ کے لیے ہجرت کی۔ اب ہمیں اللہ تعالیٰ سے اجر ملنا ہی تھا۔ ہمارے بعض ساتھی تو انتقال کر گئے۔ اور (اس دنیا میں) انہوں نے اپنے کیے کا کوئی پھل نہیں دیکھا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی

٥٤٥۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: باب ما يستحب ان يغسل وترا۔

٥٤٦۔ البخاري في: 33 كتاب الجنائز: 11 باب مواضع الوضوء من الميت ۔

٥٤٧۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 28 باب إذا لم نجد كفنا إلا ما يوري راسه او قدميه (1276) مسلم (940)۔

عُمَيْرٍ ' وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ ' فَهُوَ يَهْدِبُهَا ـ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكَفِّنُهُ اِلَّا بُرْدَةً اِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَاْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ ' وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهُ فَاَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ اَنْ نُغَطِّيَ رَاْسَهُ وَاَنْ نَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ ـ

انہی لوگوں میں سے تھے۔ اور ہمارے بعض ساتھیوں کا میوہ پک گیا۔ اور وہ چن چن کر کھاتا ہے۔ (مصعب رضی اللہ عنہ) احد کی لڑائی میں شہید ہوئے، ہم کو ان کے کفن میں ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز نہ ملی۔ اور وہ بھی ایسی کہ اگر اس سے سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا۔ آخر یہ دیکھ کر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم سر کو چھپا دیں اور پاؤں پر (اذخر نامی) سبز گھاس ڈال دیں۔

لغوی توضیح فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ ہمارا اجر اللہ پر لازم ہو گیا، کیونکہ اس نے اپنے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو اجر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهِ شَيْئًا اپنے کیے کا کوئی پھل نہیں کھایا، یعنی انہیں قربانیوں کا دنیا میں کوئی صلہ نہ ملا۔ اَيْنَعَتْ پک گیا، مراد ہے انہیں دنیا میں بھی مال و دولت کی فراوانی (اور دیگر اسباب) کے ساتھ خوب بدلہ ملا۔ يَهْدِبُهَا اسے چنتا ہے۔ بُرْدَةٌ چادر۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ میت کو ایک کپڑے میں بھی کفن دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دو کپڑے بھی ثابت ہیں جیسا کہ حالت احرام میں فوت ہونے والے کو دو کپڑوں میں کفن دیا گیا[1] اور تین کپڑے بھی ثابت ہیں جیسا کہ نبی ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا (آئندہ حدیث ملاحظہ فرمائیے)۔ اس سے زیادہ کپڑے کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اسی لیے شیخ البانی ؒ نے تین سے زائد کپڑوں میں کفن دینا ناجائز قرار دیا ہے۔[2] کفن کو خوشبو لگانا[3] اور سفید کپڑے میں کفن دینا بھی مستحب ہے۔[4] یہ بھی یاد رہے کہ کفن کے مسائل میں عورت بھی مرد کی طرح ہی ہے کیونکہ ان میں فرق کی کوئی صحیح دلیل ثابت نہیں۔

٥٤٨ ـ حديث عَائِشَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ ' لَيْسَ فِيْهِنَّ قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو یمن کے تین سفید سوتی دھلے ہوئے کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔

(14) باب في تسجية الميت

میت کو چادر اوڑھا دینے کا بیان

٥٤٩ ـ حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی نعش مبارک پر ایک سبز یمنی چادر

٥٤٨ ـ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 19 باب الثياب البيض للكفن (1264) مسلم (941) ترمذی (996)۔

٥٤٩ ـ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 18 باب البرود والحبرة والشملة (5814) مسلم (942) ابوداود (3120)۔

[1] [بخاري (1267) كتاب الجنائز]
[2] [أحكام الجنائز (ص/ 84)]
[3] [صحيح: أحمد (3/ 331)]
[4] [صحيح: صحيح أبو داود (3284) أبو داود (3878)]

تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ۔

ڈال دی گئی۔

لغوی توضیح سُجِّیَ ڈھانپ دیا گیا۔ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ دھاری دار چادر سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ میت کو وفات کے بعد غسل سے پہلے کسی چادر کے ساتھ ڈھانپ دینا چاہیے۔

(16) باب الاسراع بالجنازة

جنازہ میں جلدی کرنے کا حکم

۵۵۰۔ **حدیث** اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: ((اَسْرِعُوْا بِالْجِنَازَةِ، فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا، وَاِنْ یَكُ سِوَی ذٰلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جنازہ لے کر جلد چلا کرو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف نزدیک کر رہے ہو اور اگر اس کے سوا ہے تو ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتارتے ہو۔

لغوی توضیح اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ جنازے کے ساتھ جلدی کرو، یعنی اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرو یا اسے کندھوں پر اٹھانے کے بعد اسے جلدی لے کر چلو۔ معلوم ہوا کہ جنازہ جلدی لے جانا واجب ہے۔

(17) باب فضل الصلاة علی الجنازة واتباعها

جنازہ کی نماز پڑھنے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی فضیلت کا بیان

۵۵۱۔ **حدیث** اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰی یُصَلِّیَ عَلَیْهَا فَلَهُ قِیْرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰی تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِیْرَاطَانِ)) قِیْلَ: وَمَا الْقِیْرَاطَانِ؟ قَالَ: ((مِثْلُ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے جنازہ میں شرکت کی پھر نماز جنازہ پڑھی تو اسے ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے ہوں گے؟ فرمایا کہ دو عظیم پہاڑوں کے برابر (یعنی دنیا کا قیراط مت سمجھو جو درہم کا بارہواں حصہ ہوتا ہے)۔

فہم الحدیث ایک روایت میں ہے کہ قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے۔[1]

۵۵۲۔ **حدیث** اَبِی هُرَیْرَةَ وَعَائِشَةَ، حُدِّثَ ابْنُ عُمَرَ، اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِیْرَاطٌ، فَقَالَ: اَكْثَرَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ عَلَیْنَا، فَصَدَّقَتْ، یَعْنِی عَائِشَةَ اَبَا هُرَیْرَةَ، وَقَالَتْ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو دفن تک جنازہ کے ساتھ رہے اسے ایک قیراط کا ثواب ملے گا۔ پھر حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ احادیث بہت زیادہ بیان کرتے ہیں۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی تصدیق کی اور فرمایا کہ میں نے

۵۵۰۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 52 باب السرعة بالجنازة (1315) مسلم (944) ترمذی (1015)۔

۵۵۱۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 59 باب من انتظر حتی تدفن (1323) مسلم (945) ابن ماجه (1539)۔

۵۵۲۔ البخاری فی: 13 کتاب الجنائز: 58 باب فضل اتباع الجنائز۔

[1] [مسلم (945، 946) کتاب الجنائز]

سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُهُ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيْطَ كَثِيْرَةٍ۔

رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد خود سنا ہے۔اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تو ہم نے بہت سے قیراطوں کا نقصان اٹھایا۔

لغوی توضیح: اَكْثَرَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ابو ہریرہ بہت زیادہ احادیث بیان کرتا ہے۔ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد محض یہ تھا کہ یہ غیر معروف حدیث ہے کہیں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کو کوئی وہم یا غلطی نہ لگ گئی ہو،اس لیے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی تصدیق کرائی،علاوہ ازیں وہ ہرگز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا انکار یا تکذیب نہیں چاہتے تھے۔

(20) باب فيمن يثنى عليه خير او شر من الموتى

مرنے والے کا اچھائی یا برائی سے ذکر کرنے کا بیان

۵۵۳۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَجَبَتْ)) ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرَى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، مَا وَجَبَتْ؟ قَالَ: ((هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ کا گزر ایک جنازے پر ہوا۔لوگ اس کی تعریف کرنے لگے (کہ کیا اچھا آدمی تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ واجب ہوگئی۔پھر دوسرے جنازہ کا گزر ہوا تو لوگ اس کی برائی کرنے لگے،آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ واجب ہوگئی۔اس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس میت کی تم لوگوں نے تعریف کی ہے اس کے لیے تو جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی ہے اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی۔تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

لغوی توضیح: اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔یعنی صحابہ اور ایمان میں ان جیسے لوگ،کیونکہ ان کی بات برحق اور اللہ کی طرف سے الہام والقاء پر مبنی ہوتی ہے۔

(21) باب ما جاء في مستريح و مستراح منه

حدیث کے الفاظ مستریح اور مستراح منہ کی وضاحت

۵۵۴۔ حديث اَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيِّ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجِنَازَةٍ فَقَالَ: ((مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((اَلْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ

حضرت ابو قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے قریب سے لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے آرام مل گیا،یا اس سے آرام مل گیا۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ''مستریح اور مستراح منہ'' (اسے آرام مل گیا یا اس سے آرام مل گیا) کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مومن بندہ دنیا کی

۵۵۳۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 86 باب ثناء الناس على الميت (2642) مسلم (949) ابن ماجه (1491)۔

۵۵۴۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 42 باب سكرات الموت (6512) مسلم (950) نسائي (1929) بغوى (1453)۔

يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَاَذَاهَا اِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ ' وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحَ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ))۔

مشقتوں اور تکلیفوں سے اللہ کی رحمت میں نجات پا جاتا ہے، وہ مستریح ہے اور مستراح منہ وہ ہے کہ فاجر بندے سے اللہ کے بندے، شہر، درخت اور چوپائے سب آرام پا جاتے ہیں۔

(22) باب فی التکبیر علی الجنازة

نماز جنازہ کی تکبیروں کا بیان

٥٥٥۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ ' خَرَجَ اِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ اَرْبَعًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے نجاشی کی وفات کی اسی دن خبر دے دی تھی جس دن اس کا انتقال ہوا تھا۔ آپ نماز پڑھنے کی جگہ تشریف لے گئے پھر صف بندی کر کے چار تکبیریں کہیں۔

لغوی توضیح نَعَى موت کی خبر دی۔ فَصَفَّ صف بندی کی۔ واضح رہے کہ طاق صفیں بنانا ضروری نہیں بلکہ حسب ضرورت جتنی بھی صفیں بنالی جائیں درست ہے۔ کَبَّرَ اَرْبَعًا چار تکبیریں کہیں۔ معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہنا مسنون ہے۔ پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ اور کوئی سورت، دوسری تکبیر کے بعد درود ابراہیمی، تیسری کے بعد دعائیں اور چوتھی کے بعد سلام پھیرنا چاہیے۔ علاوہ ازیں یہ روایت غائبانہ نماز جنازہ کے جواز کی بھی دلیل ہے۔

٥٥٦۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: نَعَى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ ' يَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ ' فَقَالَ: ((اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حبشہ کے نجاشی کی وفات کی خبر دی اسی دن جس دن اس کا انتقال ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لیے اللہ سے مغفرت مانگو۔

٥٥٧۔ حدیث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى اَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ اَرْبَعًا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی تو چار تکبیریں کہیں۔

٥٥٨۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ تُوُفِّيَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الْحَبْشِ ' فَهَلُمَّ ! فَصَلُّوْا عَلَيْهِ)) قَالَ: فَصَفَفْنَا ' فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، آج حبش کے ایک مرد صالح (نجاشی حبشہ کے بادشاہ) کا انتقال ہو گیا ہے۔ آؤ اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ہم نے صف بندی کر لی اور نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی

٥٥٥۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 4 باب الرجل ینعی إلی اھل المیت بنفسه (1245) مسلم (951) ترمذی (1022)۔
٥٥٦۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 61 باب الصلاة علی الجنائز بالمصلی والمسجد۔
٥٥٧۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 65 باب التکبیر علی الجنازة اربعا (1317) مسلم (952) عبد الرزاق (6406)۔
٥٥٨۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 55 باب الصفوف علی الجنازة۔

عَلَيْهِ، وَنَحْنُ صَفُوْفٌ۔
اور ہم صف باندھے کھڑے تھے۔

لغوی توضیح: فَصَلُّوْا عَلَيْهِ اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ اس حکم سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ فرض ہے، لیکن یہ فرض کفایہ ہے، یعنی اگر علاقے کے کچھ لوگ بھی اسے ادا کرلیں تو باقی سب کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے۔

(23) باب الصلاة على القبر
قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

٥٥٩۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، قَالَ: اَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوْذٍ فَاَمَّهُمْ وَصَفُّوا عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَمْرٍو! مَنْ حَدَّثَكَ؟ فَقَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ۔

سلیمان شیبانی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں شعبی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مجھے ایک ایسے شخص نے خبر دی جو (ایک مرتبہ) نبی ﷺ کے ساتھ ایک اکیلی الگ تھلگ ٹوٹی ہوئی قبر پر سے گزر رہے تھے۔ وہاں آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور لوگ آپ کے پیچھے صف باندھے ہوئے تھے۔ سلیمان نے کہا کہ میں نے شعبی سے پوچھا کہ ابو عمرو! آپ سے یہ کس نے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔

٥٦٠۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ اَسْوَدَ، رَجُلًا اَوِ امْرَاَةً، كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ، فَمَاتَ، وَلَمْ يَعْلَمِ النَّبِيُّ ﷺ بِمَوْتِهِ، فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((مَا فَعَلَ ذٰلِكَ الْاِنْسَانُ؟)) قَالُوْا: مَاتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَفَلَا آذَنْتُمُوْنِي؟)) فَقَالُوْا: اِنَّهُ كَانَ كَذَا وَكَذَا، قِصَّتُهُ، قَالَ: فَحَقَرُوْا شَاْنَهُ قَالَ: ((فَدُلُّوْنِي عَلَى قَبْرِهِ)) فَاَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کالے رنگ کا ایک مرد یا کالی عورت مسجد کی خدمت کیا کرتی تھی، اس کی وفات ہو گئی۔ لیکن نبی ﷺ کو اس کی وفات کی خبر کسی نے نہ دی۔ ایک دن آپ نے خود فرمایا کہ وہ شخص دکھائی نہیں دیتا۔ صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کا تو انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تم نے مجھے خبر کیوں نہیں دی؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ یہ وجہ تھی (اس لیے آپ کو تکلیف نہیں دی گئی) گویا لوگوں نے اس کو حقیر جان کر قابلِ توجہ نہ سمجھا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ چلو اس کی قبر بتا دو۔ چنانچہ آپ اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

فهم الحديث: معلوم ہوا کہ تدفین کے بعد قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے خواہ پہلے اس کی نماز جنازہ پڑھی بھی جا چکی ہو۔ اور اس عمل کی نبی ﷺ کے ساتھ خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں۔

(24) باب القيام للجنازة
جنازہ کے احترام میں کھڑے ہونے کا بیان

٥٦١۔ حديث عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ
حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب

٥٥٩۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 161 باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل... (857) مسلم (954)۔
٥٦٠۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 67 باب الصلاة على القبر بعد ما يدفن (458) مسلم (956) ابو داود (3203)۔
٥٦١۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 47 باب القيام للجنازة (1307) مسلم (958) ترمذی (1042)۔

النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُوْمُوْا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ)).

تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے رہو یہاں تک کہ جنازہ تم سے آگے نکل جائے۔

فہم الحدیث: اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جب بھی کوئی جنازہ گزرے (خواہ کافر کا ہی ہو) اس کے احترام میں کھڑے ہو جانا چاہیے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازے میں ہمیں کھڑا ہونے کا حکم دیا پھر اس کے بعد آپ بیٹھنے لگے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم دے دیا۔[1] یہی بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔[2] تاہم کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ احادیث ناسخ نہیں بلکہ یہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ اگر کوئی بیٹھا رہے تو یہ بھی جائز ہے لیکن بہتر کھڑا ہونا ہی ہے۔

٥٦٢۔ حديث عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ جِنَازَةً، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا، فَلْيَقُمْ حَتَّى يُخَلِّفُهَا أَوْ تُخَلِّفَهُ أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ)).

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی جنازہ دیکھے تو اگر اس کے ساتھ نہیں چل رہا تو کھڑا ہی ہو جائے تا آنکہ جنازہ آگے نکل جائے یا آگے جانے کی بجائے خود جنازہ رکھ دیا جائے۔

٥٦٣۔ حديث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُوْمُوْا، فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدُ حَتَّى تُوْضَعَ)).

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب تم لوگ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازہ کے ساتھ چل رہا ہو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ نہ رکھ دیا جائے۔

٥٦٤۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: مَرَّتْ بِنَا جِنَازَةٌ، فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ، وَقُمْنَا بِهِ، فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا جِنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ، قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُوْمُوْا)).

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو نبی ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ پھر ہم نے کہا، کہ یا رسول اللہ! یہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

٥٦٥۔ حديث سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

٥٦٢۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 48 باب متى يقعد إذا قام للجنازة.
٥٦٣۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 49 باب من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع ...(1310) مسلم (959)۔
٥٦٤۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 50 باب من قام لجنازة يهودي (1311) مسلم (960) ابو داود (3174)۔
٥٦٥۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 50 باب من قام لجنازة يهودي (1312) مسلم (961) نسائی (1920)۔

[1] [صحيح: صحيح أبو داود (2818)]
[2] [صحيح: صحيح نسائی (1816)]

وَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلَى ' قَالَ : كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ ' فَمَرُّوْا عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا ' فَقِيْلَ لَهُمَا اِنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ ' اَيْ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ ' فَقَالَا : اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جِنَازَةٌ فَقَامَ ' فَقِيْلَ لَهُ اِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ ' فَقَالَ: ((اَلَيْسَتْ نَفْسًا!)) ۔

اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہ قادسیہ میں کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں کچھ لوگ ادھر سے ایک جنازہ لے کر گزرے تو یہ دونوں بزرگ کھڑے ہوگئے۔ عرض کیا گیا کہ جنازہ تو ذمیوں کا ہے (جو کافر ہیں) اس پر انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے پاس سے اسی طرح سے ایک جنازہ گزرا تھا۔ آپ اس کے لیے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ سے کہا گیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا یہودی کی جان نہیں ہے؟۔

(27) باب أين يقوم الامام من الميت للصلاة عليه

نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے امام کو میت کے کس طرف کھڑا ہونا چاہیے

٥٦٦۔ حديث سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رضي الله عنه ' قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَاَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا ' فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا ۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کی اقتدا میں ایک عورت (اُم کعب) کی نماز جنازہ پڑھی تھی جس کا نفاس میں انتقال ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی کمر کے سامنے (یعنی درمیان میں) کھڑے ہوئے۔

لغوی توضیح وَسَطَهَا اس کے درمیان۔ معلوم ہوا کہ اگر میت عورت ہو تو امام کو اس کے درمیان میں کھڑا ہونا چاہیے۔ اور اگر میت مرد ہو تو امام کو اس کے سر کے سامنے کھڑا ہونا چاہیے جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے۔[1]

٥٦٦۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 63 باب الصلاة على النفساء إذا ماتت في نفاسها (332) مسلم (964)۔

[1] [صحيح: صحيح أبو داود (2735) أبو داود (3194) ترمذي (1034) ابن ماجة (1494)]

٥٦٧ ـ حديث أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوْ سُقٍ صَدَقَةٌ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوۃ نہیں ہے، پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ وسق سے کم (غلہ) میں زکوۃ نہیں ہے۔

لغوی توضیح الزَّكَاة بڑھنا' نشونما پانا اور پاکیزہ ہونا، اصطلاحاً زکوۃ ایسا حق ہے جو مال میں واجب ہے' جسے کسی فقیر (یا اس کے علاوہ شریعت کے بتائے ہوئے) کسی شخص کو ادا کیا جاتا ہے جبکہ وہ کسی شرعی مانع کے ساتھ متصف نہ ہو۔ اَوَاق جمع ہے اُوْقِيَة کی، ایک اوقیہ چالیس درہم کی ہوتی ہے۔ ذَوْد اونٹ۔ اَوْسُق جمع ہے وَسَق کی، ایک وسق ساٹھ صاع کے برابر ہے اور ایک صاع تقریباً اڑھائی کلوگرام کے برابر۔ اس حدیث میں وجوبِ زکوۃ کی کم از کم مقدار کا بیان ہے، یعنی اگر چاندی دوسو درہم سے کم، اونٹ پانچ سے کم اور غلہ تین سو صاع سے کم ہو تو ان میں زکوۃ واجب نہیں۔

(2) باب لا زكاة على المسلم في عبده و فرسه
مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام میں زکوۃ نہیں

٥٦٨ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ وَغُلَامِهِ صَدَقَةٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام کی زکوۃ واجب نہیں۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ گھوڑے اور غلام میں زکوۃ واجب نہیں۔ غلام سے مراد ایسا غلام ہے جو انسان نے اپنی خدمت کے لیے رکھا ہو اور گھوڑے سے مراد ایسا گھوڑا ہے جو اپنی سواری کے لیے مخصوص ہو' تب ان میں زکوۃ نہیں بصورتِ دیگر اگر انہیں تجارت کے لیے رکھا ہو تو پھر ان میں بھی تجارتی مال ہونے کی حیثیت سے زکوۃ واجب ہوگی۔

(3) باب في تقديم الزكاة و منعها
زکوۃ ادا کرنے اور اسے روکنے کا بیان

٥٦٩ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : أَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ ، فَقِيْلَ : مَنَعَ ابْنُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ وصول کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ سے کہا گیا کہ ابن جمیل اور خالد بن ولید

---

٥٦٧ ـ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 4 باب ما ادى زكاته فليس بكنز (1405) مسلم (979) ترمذی (626)۔
٥٦٨ ـ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 45 باب ليس على المسلم في فرسه صدقة (1463) مسلم (982)۔
٥٦٩ ـ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 49 باب قول الله تعالى وفي الرقاب (1468) مسلم (983) ابوداود (1623)۔

جَمِيْلٍ ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ ، وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيْرًا فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَأَمَّا خَالِدٌ ، فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا ، قَدِاحْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، فَعَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا)) ۔

اور عباس بن عبدالمطلب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابن جمیل یہ شکر نہیں کرتا کہ کل تک تو وہ فقیر تھا پھر اللہ نے اپنے رسول کی دعا کی برکت سے اسے مال دار بنا دیا۔ باقی رہے خالد، تو ان پر تم لوگ ظلم کرتے ہو۔ انہوں نے تو اپنی زرہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں وقف کر رکھی ہیں۔ اور عباس بن عبدالمطلب ،تو وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں اور ان کی زکوٰۃ انہی پر صدقہ ہے۔اور اتنا ہی اور انہیں میری طرف سے دینا ہے۔

لغوی توضیح مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ ابن جمیل نہیں انتقام لیتا۔ابن جمیل منافق تھا، پھر ظاہراً مسلمان ہو گیا،فقیر تھا مگر اللہ کے فضل (مال فی وغنیمت وغیرہ) سے غنی ہو گیا، زکوٰۃ کی ادائیگی سے رُکا رہا لیکن بعد میں تائب ہو گیا۔ اِحْتَبَسَ وقف کر رکھی ہیں۔أَدْرَاعَهُ جمع ہے دِرْع کی، معنی ہے زرہیں۔أَعْتُدَهُ جمع ہے عتد کی، معنی ہے جنگی ساز و سامان (یعنی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی زرہیں اور دیگر جنگی سامان تو اللہ کی راہ میں وقف ہے اور وقف میں زکوٰۃ نہیں)۔عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَ مِثْلُهَا مَعَهَا ان پر صدقہ ہے اور اتنا ہی اور بھی۔یعنی اس سے دُگنا میں ان کی طرف سے صدقہ دوں گا جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ فَهِيَ عَلَيَّ ان کی زکوٰۃ میرے ذمہ ہے (علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ اس لیے کہا کیونکہ عباس رضی اللہ عنہ دو سال کی زکوٰۃ پیشگی ادا کر چکے تھے)۔

(4) باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير

مسلمانوں پر کھجور اور جو سے صدقہ فطر دینے کا بیان

٥٧٠۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ ، عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى ، مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فطر کی زکوٰۃ آزاد یا غلام، مرد یا عورت تمام مسلمانوں پر ایک صاع کھجور یا جو فرض کی تھی۔

لغوی توضیح زَكَاةَ الْفِطْرِ مراد وہ صدقہ ہے جس کا سبب رمضان کے روزوں کو چھوڑنا ہے اور یہ رمضان کے اختتام پر نماز عید سے پہلے ادا کیا جاتا ہے، نیز اسے فطرانہ بھی کہا جاتا ہے۔یہ دو ہجری میں فرض ہوا اور اسی سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔اس کی ادائیگی فرض ہے جیسا کہ حدیث کے لفظ فَرَضَ سے ظاہر ہے۔اسے ادا کرنے کا ذمہ دار وہ شخص ہے جو گھر کا کفیل ہے، وہ یہ صدقہ تمام گھر والوں حتی کہ غلام لونڈیوں (اگر مسلمان ہوں) کی طرف سے بھی ادا کرے گا۔اس کی مقدار ایک صاع ہے، البتہ گندم سے نصف صاع دینا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنا اجتہاد تھا جو نبی ﷺ کے حکم کے مقابلے میں قابل عمل نہیں۔یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ ،حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ تمام اجناس سے ایک صاع فطرانہ نکالنے کے ہی قائل تھے۔

٥٧٠۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 71 باب صدقة الفطر علی العبد وغیره من المسلمین (1503) مسلم (984)۔

۵۷۱۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' قَالَ: اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ ۔ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ ؓ: فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو کی زکوٰۃ فطر دینے کا حکم فرمایا تھا۔ حضرت عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ پھر لوگوں نے اسی کے برابر دو مد (آدھا صاع) گیہوں کر لیا تھا۔

لغوی توضیح عِدْلَهُ اس کے برابر۔ حِنْطَة گندم۔

۵۷۲۔ حدیث اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ ' اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ ' اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ' اَوْ صَاعًا مِنْ اَقِطٍ ' اَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيْبٍ۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ نے فرمایا کہ ہم فطر کی زکوٰۃ ایک صاع اناج یا گیہوں یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع زبیب (خشک انگور یا انجیر) نکالا کرتے تھے۔

۵۷۳۔ حدیث اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ ' قَالَ: كُنَّا نُعْطِيهَا ' فِی زَمَانِ النَّبِیِّ ﷺ ' صَاعًا مِنْ طَعَامٍ ' اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ' اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ ' اَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيْبٍ۔ فَلَمَّا جَاءَ مُعَاوِيَةُ وَ جَاءَتِ السَّمْرَاءُ قَالَ: اَرَى مُدًّا مِنْ هٰذَا يَعْدِلُ مُدَّيْنِ ۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں صدقہ فطر ایک صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع زبیب (خشک انگور یا خشک انجیر) نکالتے تھے۔ پھر جب معاویہ ؓ مدینہ میں آئے اور گیہوں کی آمدنی ہوئی تو کہنے لگے میں سمجھتا ہوں اس کا ایک مد دوسرے اناج کے دو مد کے برابر ہے۔

لغوی توضیح جَائَتِ السَّمْرَاءُ گندم آ گئی، یعنی اس کی کثرت ہوگئی۔

(6) باب اثم مانع الزکاة

زکوٰۃ نہ دینے کے گناہ کا بیان

۵۷۴۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ؓ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ: لِرَجُلٍ اَجْرٌ ' وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ ' وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ۔ فَاَمَّا الَّذِیْ لَهُ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِی

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑے کے مالک تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں بعض لوگوں کے لیے وہ باعث اجر و ثواب ہیں بعض کے لیے وہ صرف پردہ ہیں اور بعض کے لیے وبال جان ہیں۔ جس کے لیے گھوڑا اجر و ثواب کا باعث ہے یہ وہ

۵۷۱۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 74 باب صدقة الفطر صاعًا من تمر۔
۵۷۲۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 73 باب صدقة الفطر صاعًا من طعام (1505) مسلم (985) ابوداود (1616)۔
۵۷۳۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 75 باب صاع من زبیب۔
۵۷۴۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسیر: 48 باب الخیل لثلاثة (2371) مسلم (987) ابوداود (1658)۔

سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاَطَالَ فِی مَرْجٍ اَوْ رَوْضَۃٍ، فَمَا اَصَابَتْ فِی طِیَلِہَا ذٰلِکَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَۃِ کَانَتْ لَہٗ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ اَنَّہَا قَطَعَتْ طِیَلَہَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَیْنِ کَانَتْ اَرْوَاثُہَا وَآثَارُہَا حَسَنَاتٍ لَہٗ، وَلَوْ اَنَّہَا مَرَّتْ بِنَہَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْہُ وَلَمْ یُرِدْ اَنْ یَسْقِیَہَا کَانَ ذٰلِکَ حَسَنَاتٍ لَہٗ، وَرَجُلٌ رَبَطَہَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً لِاَہْلِ الْاِسْلَامِ فَہِیَ وِزْرٌ عَلٰی ذٰلِکَ))۔

شخص ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کی نیت سے اسے پالتا ہے پھر جہاں خوب چری ہوتی ہے یا کسی شاداب جگہ اس کی رسی کو خوب لمبی کر کے باندھتا ہے (تا کہ ہر طرف چر سکے) تو گھوڑا اس کی چری کی جگہ سے یا اس شاداب جگہ سے اپنی رسی کے ساتھ بندھا ہوا جو کچھ بھی کھاتا پیتا ہے مالک کو اس کی وجہ سے نیکیاں ملتی ہیں اور اگر وہ گھوڑا اپنی رسی تڑا کر ایک زغن یا دو زغن لگائے تو اس کی لید اور اس کے قدموں کے نشانوں میں بھی مالک کے لیے نیکیاں ہیں اور اگر وہ گھوڑا نہر سے گزرے اور اس میں سے پانی پی لے تو اگرچہ مالک نے پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو پھر بھی اس سے اسے نیکیاں ملتی ہیں۔ دوسرا شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر دکھاوے اور اہلِ اسلام کی دشمنی میں باندھتا ہے تو یہ اس کے لیے وبال جان ہے۔

وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ، فَقَالَ: ((مَا اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْہَا اِلَّا ہٰذِہِ الْاٰیَۃُ الْجَامِعَۃُ الْفَاذَّۃُ ﴿فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ﴾۔

اور رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر اس جامع اور منفرد آیت کے سوا ان کے متعلق اور کچھ نازل نہیں ہوا کہ ''جو کوئی ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور جو کوئی ذرہ برابر بھی برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔''

لغوی توضیح اَلْمَرْجُ چراگاہ۔ طِیَلِہَا اس کی طویل چھوڑی ہوئی رسی۔ فَاسْتَنَّتْ نشاط و چستی سے اُچھلنا کودنا۔ شَرَفًا اَوْ شَرَفَیْنِ ایک چکر یا دو چکر۔ اَرْوَاث جمع ہے رَوْث کی، معنی ہے لید، گوبر۔ نِوَاءً دشمنی میں۔ اَلْفَاذَّۃ معنی ہے منفرد، جس کی نظیر کم ہو۔

(8) باب تغلیظ عقوبۃ من لایؤدی الزکاۃ

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو سخت عذاب دیئے جانے کا بیان

۵۷۵۔ حدیث اَبِی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: انْتَہَیْتُ اِلَیْہِ وَہُوَ یَقُوْلُ، فِی ظِلِّ الْکَعْبَۃِ: ((ہُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ، ہُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ)) قُلْتُ: مَا شَاْنِی؟ اَیُرٰی فِیَّ شَیْءٌ؟ مَا شَاْنِی؟

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ تک پہنچا تو آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے کعبہ کے رب کی قسم! وہی سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ کعبہ کے رب کی قسم! وہی سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ میں نے کہا کہ حضور، میری حالت کیسی ہے، کیا مجھ میں (بھی) کوئی ایسی بات نظر آئی ہے؟ میری حالت کیسی ہے؟ پھر میں

۵۷۵۔ البخاری فی: 83 کتاب الایمان والنذور: 8 باب کیف کانت یمین النبی ﷺ (1460) مسلم (990)۔

فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ ، فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ ، وَتَغَشَّانِي مَاشَاءَ اللّٰهُ ، فَقُلْتُ : مَنْ هُمْ؟ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ: ((اَلْأَكْثَرُوْنَ أَمْوَالًا ! إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا))۔

آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور آپ فرماتے جا رہے تھے، میں آپ کو خاموش نہیں کرا سکتا تھا۔ اور اللہ کی مشیت کے مطابق مجھ پر عجیب بے قراری طاری ہوگئی۔ میں نے پھر عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس مال زیادہ ہے لیکن اس سے وہ مستثنیٰ ہیں جنہوں نے اس میں سے اس اس طرف (یعنی بے دریغ اللہ کی راہ میں) خرچ کیا ہوگا۔

٥٧٦۔ حدیث أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ)) أَوْ ((وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ)) أَوْ كَمَا حَلَفَ ((مَامِنْ رَجُلٍ تَكُوْنُ لَهُ إِبِلٌ أَوْبَقَرٌ أَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمُ مَا تَكُوْنُ وَأَسْمَنَهُ ، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا ، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا ، كُلَّمَا جَازَتْ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا ، حَتّٰى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ))۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے قریب پہنچ گیا تھا اور آپ فرما رہے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا (آپ نے اس طرح قسم کھائی) اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یا جن الفاظ کے ساتھ بھی آپ نے قسم کھائی ہو (اس تاکید کے بعد فرمایا) کوئی بھی ایسا شخص جس کے پاس اونٹ، گائے، یا بکری ہو اور وہ اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اسے لایا جائے گا، دنیا سے زیادہ بڑی اور موٹی تازی کر کے۔ پھر وہ اپنے مالک کو اپنے کھروں سے روندے گی اور سینگ سے مارے گی۔ جب آخری جانور اس پر سے گزر جائے گا تو پہلا جانور پھر لوٹ کر آئے گا (اور اسے اپنے سینگ سے مارے گا اور کھروں سے روندے گا) اس وقت تک (یہ سلسلہ برابر قائم رہے گا) جب تک لوگوں کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔

لغوی توضیح أَخْفَاف جمع ہے خُف کی، مراد ہیں جانور کے کھر، پاؤں۔ قُرُوْن جمع ہے قَرْن کی، مراد ہیں سینگ۔ حَتّٰى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے یعنی حساب سے فراغت ہو جائے۔

(9) باب الترغيب في الصدقة

صدقہ دینے کی رغبت دلانے کا بیان

٥٧٧۔ حدیث أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ عِشَاءً ، اسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ !

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کے وقت مدینہ منورہ کی کالی پتھروں والی زمین پر چل رہا تھا کہ احد پہاڑ دکھائی دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اے ابوذر! مجھے

٥٧٦۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 43 باب زكاة البقر۔

٥٧٧۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 3 باب من اجاب بلبيك وسعديك۔

مَا اُحِبُّ اَنَّ اُحُدًا لِی ذَھَبًا ' یَاْتِی عَلَیَّ لَیْلَةً اَوْ ثَلَاثٌ عِنْدِی مِنْهُ دِیْنَارٌ اِلَّا اَرْصُدُهُ لِدَیْنٍ ' اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِهٖ فِی عِبَادِ اللّٰهِ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَهٰکَذَا)) وَاَرَانَا بِیَدِهٖ ۔ ثُمَّ قَالَ : ((یَا اَبَا ذَرٍّ! قُلْتُ : لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : ((اَلْاَکْثَرُوْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا)) ثُمَّ قَالَ لِی : ((مَکَانَكَ ' لَا تَبْرَحْ یَا اَبَاذَرٍّ ! حَتّٰی اَرْجِعَ)) فَانْطَلَقَ حَتّٰی غَابَ عَنِّی ' فَسَمِعْتُ صَوْتًا ' فَخَشِیْتُ اَنْ یَکُوْنَ عُرِضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَاَرَدْتُّ اَنْ اَذْهَبَ ' ثُمَّ ذَکَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا تَبْرَحْ ' فَمَکَثْتُ ۔ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِیْتُ اَنْ یَکُوْنَ عُرِضَ لَكَ ' ثُمَّ ذَکَرْتُ قَوْلَكَ ' فَقُمْتُ ' فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : ((ذَاكَ جِبْرِیْلُ ' اَتَانِی فَاَخْبَرَنِی اَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِی لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ : یَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ! وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ ؟ قَالَ: ((وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ))۔

پسند نہیں کہ اگر احد پہاڑ کے برابر بھی میرے پاس سونا ہو اور مجھ پر ایک رات بھی اس طرح گزر جائے یا تین رات کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس باقی بچے۔ سوائے اس کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لیے محفوظ رکھ لوں۔ میں اس سارے سونے کو اللہ کی مخلوق میں اس طرح تقسیم کر دوں گا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس کی کیفیت ہمیں اپنے ہاتھ سے لپ بھر کر دکھائی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اے ابوذر! میں نے عرض کیا لبیک سعدیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا جمع کرنے والے ہی (ثواب کی حیثیت سے) کم حاصل کرنے والے ہوں گے۔ سوائے اس کے جو اللہ کے بندوں پر مال اس اس طرح یعنی کثرت کے ساتھ خرچ کرے۔ پھر فرمایا' یہیں ٹھہرے رہو ابوذر۔ یہاں سے اس وقت تک نہ ہٹنا جب تک میں واپس نہ آجاؤں۔ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے آواز سنی اور مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں حضور اکرم ﷺ کو کوئی پریشانی نہ پیش آ گئی ہو۔ اس لیے میں نے (آپ کو دیکھنے کے لیے) جانا چاہا۔ لیکن فوراً ہی آپ کا یہ ارشاد آیا کہ یہاں سے نہ ہٹنا۔ چنانچہ میں وہیں رک گیا (جب آپ تشریف لائے تو) میں نے عرض کی۔ میں نے آواز سنی تھی اور مجھے خطرہ ہو گیا تھا کہ کہیں آپ کو کوئی پریشانی نہ پیش آ جائے۔ پھر مجھے آپ کا ارشاد یاد آیا اس لیے میں یہیں ٹھہر گیا۔ آپ نے فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے۔ میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ میری امت کا جو شخص بھی اس حال میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر چہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپ نے فرمایا، ہاں اگر چہ اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو۔

كِتَابُ الزَّكَاة

لغوی توضیح اَرْصُدُهٗ میں اسے محفوظ کرلوں۔ لِدَيْنٍ قرض کے لیے، یعنی قرض کی ادائیگی کے لیے، کیونکہ قرض کی ادائیگی واجب ہے اور نفلی صدقہ پر مقدم ہے۔

۵۷۸۔ حدیث اَبِی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي وَحْدَهُ ، وَلَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ ، قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ ، قَالَ : فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ ، فَالْتَفَتَ فَرَآنِي ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ : أَبُوْذَرٍّ ، جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ ، قَالَ : ((يَا أَبَا ذَرٍّ ! تَعَالَه)) قَالَ : فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً ، فَقَالَ : ((إِنَّ الْمُكْثِرِيْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيْهِ يَمِيْنَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ وَعَمِلَ فِيْهِ خَيْرًا)) قَالَ : فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً ، فَقَالَ لِي : ((اجْلِسْ هٰهُنَا)) قَالَ: فَأَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ ، فَقَالَ لِي : ((اجْلِسْ هٰهُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكَ)) قَالَ : فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لَا أَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّي فَأَطَالَ اللُّبْثَ ، ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ ، وَهُوَ يَقُوْلُ: ((وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى))۔

قَالَ : فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ! جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِي

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک روز میں باہر نکلا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا چل رہے تھے اور آپ کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے میں سمجھا کہ آپ ﷺ اسے پسند نہیں فرمائیں گے کہ آپ کے ساتھ اس وقت کوئی رہے۔ اس لیے میں چاند کے سائے میں آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اس کے بعد آپ مڑے تو مجھے دیکھا اور دریافت فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا ابوذر! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ نے فرمایا' ابوذر! یہاں آؤ، پھر میں تھوڑی دیر تک آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو لوگ (دنیا میں) زیادہ مال و دولت جمع کیے ہوئے ہیں قیامت کے دن وہی خسارے میں ہوں گے۔ سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور انہوں نے اسے دائیں بائیں، آگے پیچھے خرچ کیا ہو اور اسے بھلے کاموں میں لگایا ہو۔ (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا کہ پھر میں تھوڑی دیر تک آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ آپ نے فرمایا، یہاں بیٹھ جاؤ، آپ نے مجھے ایک ہموار زمین پر بٹھا دیا جس کے چاروں طرف پتھر تھے اور فرمایا کہ یہاں اس وقت تک بیٹھے رہو جب تک میں تمہارے پاس لوٹ کے آؤں۔ پھر آپ پتھریلی زمین کی طرف چلے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ وہاں رہے اور دیر تک وہیں رہے۔ پھر میں نے آپ سے سنا۔ آپ یہ کہتے ہوئے تشریف لا رہے تھے، چاہے چوری کی ہو، چاہے زنا کیا ہو۔

حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپ پر

۵۷۸۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 13 باب المكثرون هم المقلون ۔

جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ اَحَدًا يَرْجِعُ اِلَيْكَ شَيْئًا ؟ قَالَ : ((ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، عَرَضَ لِي فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ قَالَ : بَشِّرْ اُمَّتَكَ اَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ، قُلْتُ : يَا جِبْرِيْلُ ! وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى ـ قَالَ : نَعَمْ ! قَالَ : قُلْتُ : وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى ؟ قَالَ : نَعَمْ ! وَاِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ))۔

قربان کرے۔اس پتھریلی زمین کے کنارے آپ کس سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے تو کسی دوسرے کو آپ سے بات کرتے نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے۔ پتھریلی زمین کے کنارے وہ مجھ سے ملے اور کہا کہ اپنی امت کو خوش خبری سنا دو کہ جو بھی اس حال میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا۔اے جبریل! خواہ اس نے چوری کی ہو اور زنا کیا ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پھر عرض کیا، خواہ اس نے چوری کی ہو، زنا کیا ہو؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں، خواہ اس نے شراب ہی پی ہو۔

لغوی توضیح قَاع ہموار، نرم زمین۔ اَلْحَرَّة پتھریلی زمین۔

(10) باب فی الكنازين للاموال والتغليظ عليهم

مال جمع کرنے والوں اور گن گن کر رکھنے والوں پر عذاب کی شدت کا بیان

۵۷۹۔ حدیث اَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ ، قَالَ : جَلَسْتُ اِلٰى مَلَاءٍ مِنْ قُرَيْشٍ ، فَجَاءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعَرِ وَالثِّيَابِ وَالْهَيْئَةِ ، حَتّٰى قَامَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ ، ثُمَّ قَالَ : بَشِّرِ الْكَانِزِيْنَ بِرَضْفٍ يُحْمٰى عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ، ثُمَّ يُوْضَعُ عَلٰى حَلَمَةِ ثَدْيِ اَحَدِهِمْ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفِهِ ، وَيُوْضَعُ عَلٰى نُغْضِ كَتِفِهِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيِهِ يَتَزَلْزَلُ ـ ثُمَّ وَلّٰى فَجَلَسَ اِلٰى سَارِيَةٍ وَتَبِعْتُهُ وَجَلَسْتُ اِلَيْهِ ، وَاَنَا لَا اَدْرِي مَنْ هُوَ ، فَقُلْتُ لَهُ : لَا

حضرت احنف بن قیس نے بیان کیا کہ میں قریش کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں سخت بال، موٹے کپڑے اور موٹی جھوٹی حالت میں ایک شخص آیا اور کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا کہ خزانہ جمع کرنے والوں کو اس پتھر کی بشارت ہو جو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ اور ان کی چھاتی کی بھٹنی پر رکھ دیا جائے گا۔ جو کندھے کی طرف سے پار ہو جائے گا اور کندھے کی پتلی ہڈی پر رکھا جائے گا تو سینے کی طرف پار ہو جائے گا۔ اس طرح وہ پتھر برابر ڈھلکتا رہے گا۔ یہ کہہ کر وہ صاحب چلے گئے۔ اور ایک ستون کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ چلا اور ان کے قریب بیٹھ گیا۔ اب تک مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ صاحب کون ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کی بات قوم نے پسند نہیں کی۔ انہوں نے کہا یہ سب

۵۷۹۔ البخاری فی: 24 كتاب الزكاة: 4 باب ما ادی زكاته فليس بكنز (1407) مسلم (992) ابن حبان (3259)۔

اَرَى الْقَوْمَ اِلَّا قَدْ كَرِهُوْا الَّذِي قُلْتُ : قَالَ : اِنَّهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا قَالَ لَيْلِي خَلِيْلِي۔ قَالَ : قُلْتُ مَنْ خَلِيْلُكَ ؟ قَالَ : النَّبِيُّ ﷺ يَا اَبَا ذَر ! اَتُبْصِرُ شَيْئًا قَالَ : فَنَظَرْتُ اِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ ، وَاَنَا اَرَى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُرْسِلُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ۔ قُلْتُ : نَعَمْ ! قَالَ : ((مَا اُحِبُّ اَنَّ لِي مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا اُنْفِقُهُ كُلَّهُ اِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ ، وَاِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُوْنَ ، اِنَّمَا يَجْمَعُوْنَ الدُّنْيَا ، لَا وَاللّٰهِ ! لَا اَسْاَلُهُمْ دُنْيَا ، وَلَا اَسْتَفْتِيْهِمْ عَنْ دِيْنٍ حَتّٰى اَلْقَى اللّٰهَ))۔

تو بے وقوف ہیں، مجھ سے میرے خلیل نے کہا تھا (میں نے پوچھا کہ آپ کے خلیل کون ہیں؟ جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ) اے ابوذر! کیا احد پہاڑ تو دیکھتا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان تھا کہ اس وقت میں نے سورج کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا کہ کتنا دن ابھی باقی ہے۔ کیونکہ مجھے (آپ کی بات سے) یہ خیال گزرا کہ آپ اپنے کسی کام کے لیے مجھے بھیجیں گے۔ میں نے جواب دیا کہ جی ہاں (احد پہاڑ میں نے دیکھا ہے) آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میں اس کے سوا پسند نہیں کرتا کہ صرف تین دینار بچا کر باقی تمام کا تمام (اللہ کے راستے میں) دے ڈالوں (ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا کہ) ان لوگوں کو کچھ معلوم نہیں۔ یہ دنیا جمع کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! نہ میں ان کی دنیا ان سے مانگتا ہوں اور نہ دین کا کوئی مسئلہ ان سے پوچھتا ہوں تا آنکہ میں اللہ تعالیٰ سے جاملوں۔

لغوی توضیح مَلَاءٍ جماعت۔ خَشِن سخت۔ رَضْف آگ میں تپایا ہوا پتھر۔ حَلَمَة ثَدْي پستان کا سرا۔ نُغْضِ كَتِفِه وہ ہڈی جو شانے سے نیچے کمر کی جانب پستان کے بالمقابل ہوتی ہے۔ يَتَزَلْزَلُ حرکت کرے گا۔

(11) باب الحث على النفقة وتبشير المنفق بالخلف

خرچ کرنے کی ترغیب اور خرچ کرنے والے کو جو وہ خرچ کرے ملنے کی بشارت

٥٨٠۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ)) وَقَالَ: ((يَدُاللّٰهِ مَلْاَى، لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ ، سَحَّاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ)) وَقَالَ : ((اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ ، فَاِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے میرے بندو! میری راہ میں) خرچ کرو تو میں بھی تم پر خرچ کروں گا۔ اور فرمایا، اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات اور دن کے مسلسل خرچ سے بھی اس میں کمی نہیں ہوتی اور فرمایا تم نے دیکھا نہیں جب سے اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے، مسلسل خرچ کیے جا رہا ہے لیکن اس کے ہاتھ میں میزانِ عدل ہے جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے۔

٥٨٠۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 11 سورة هود: 2 باب قوله وكان عرشه على الماء (4684) مسلم (993)۔

لغوی توضیح یَدُ اللّٰہِ مَلْأَی اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، مراد اللہ کے خزانے ہیں جو عطا کرنے سے ختم نہیں ہوتے۔ لَا تَغِیضُھَا اسے کم نہیں کرتا۔ سَحَّاء مسلسل عطا۔ بِیَدِہِ الْمِیْزَان اسی کے ہاتھ میں ترازو ہے، مراد مخلوق کے درمیان عدل ہے۔ یَخْفِضُ وَیَرْفَعُ جھکاتا اور اٹھاتا ہے، یعنی جسے چاہے جھکاتا ہے اور جسے چاہے اٹھاتا ہے۔

(13) باب الابتداء فی النفقة بالنفس ثم اهله ثم القرابة

پہلے اپنی ذات' پھر اہل وعیال' پھر اقربا پر خرچ کرنے کا بیان

۵۸۱۔ حدیث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : بَلَغَ النَّبِیَّ ﷺ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِهِ اَعْتَقَ غُلَامًا عَنْ دُبُرٍ ' لَمْ یَکُنْ لَهُ مَالٌ غَیْرُهُ ' فَبَاعَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ ' ثُمَّ اَرْسَلَ بِثَمَنِهِ اِلَیْهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کو معلوم ہوا کہ آپ کے ایک صحابی نے اپنے ایک غلام کو مدبر بنا دیا ہے (کہ ان کی موت کے بعد وہ آزاد ہو جائے گا) چونکہ ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی مال نہیں تھا اس لیے آپ ﷺ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم میں بیچ دیا اور اس کی قیمت انہیں بھیج دی۔

لغوی توضیح اَعْتَقَ غُلَامًا عَنْ دُبُر یعنی غلام کی آزادی کو موت کے ساتھ معلق کیا کہ جب میں مروں گا تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدبر غلام کو فروخت کیا جا سکتا ہے جب مالک کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ ہو، کیونکہ تدبیر وصیت کے درجہ میں ہے اور وصیت ثلث مال سے زیادہ میں جائز نہیں۔

(14) باب فضل النفقة والصدقة علی الاقربین والزوج والاولاد والوالدین ولو کانوا مشرکین

رشتہ داروں' اہل وعیال اور والدین خواہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں پر خرچ کرنے کی فضیلت

۵۸۲۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : کَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَکْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِیْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ ' وَکَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِهِ اِلَیْهِ بَیْرُحَاءَ ' وَکَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ ' وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَدْخُلُهَا وَیَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِیْهَا طَیِّبٍ ' قَالَ اَنَسٌ : فَلَمَّا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں انصار میں سب سے زیادہ مال دار تھے اپنے کھجور کے باغات کی وجہ سے اور اپنے باغات میں سب سے زیادہ پسند انہیں بیرحاء کا باغ تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ﴾ الخ یعنی "تم نیکی کو اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی محبوب ترین چیز نہ خرچ کرو۔" [آل عمران:۹۲] یہ سن کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت

۵۸۱۔ البخاری فی: 93 کتاب الاحکام: 32 باب بیع الإمام علی الناس اموالهم وضیاعهم (2141) مسلم (997)۔

۵۸۲۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة علی الاقارب (1461) مسلم (998) دارمی (1566) ابن حبان (3340)۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِىْ اِلَىَّ بَيْرُحَاءَ ' وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ ' اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ ' فَضَعْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ ـ قَالَ : فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((بَخْ! ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ' ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ' وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ ' وَاِنِّىْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِى الْاَقْرَبِيْنَ)) فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ : اَفْعَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِىْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِىْ عَمِّهٖ۔

میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی پیاری سے پیاری چیز نہ خرچ کرو۔ اور مجھے بیرحاء کا باغ سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اس لیے میں اسے اللہ تعالیٰ کے لیے خیرات کرتا ہوں۔ اس کی نیکی اور اس کے ذخیرۂ آخرت ہونے کا امیدوار ہوں۔ اللہ کے حکم سے جہاں آپ مناسب سمجھیں اسے استعمال کیجئے۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خوب! یہ تو بڑا ہی آمدنی کا مال ہے۔ یہ تو بہت ہی نفع بخش ہے۔ اور جو بات تم نے کہی میں نے وہ سن لی۔ اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو دے ڈالو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا کے لڑکوں کو دے دیا۔

فہم الحدیث: اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بڑے اجر و فضیلت کی بات ہے اور دوسرے یہ کہ صدقہ وخیرات کرنے میں قریبی رشتہ داروں کو ترجیح دینی چاہیے۔

٥٨٣۔ **حدیث** مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ ' اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً لَهَا فَقَالَ لَهَا: ((وَلَوْ وَصَلْتِ بَعْضَ اَخْوَالِكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ))۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک لونڈی آزاد کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر وہ تمہارے ننھیال والوں کو دی جاتی تو تمہیں زیادہ ثواب ملتا۔

لغوی توضیح: كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ تو تمہیں زیادہ ثواب ہوتا (یعنی صدقہ اور صلہ رحمی کا)۔

٥٨٤۔ **حدیث** زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَتْ : كُنْتُ فِى الْمَسْجِدِ ' فَرَاَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ ' فَقَالَ : ((تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ)) وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ ' وَاَيْتَامٍ فِىْ حِجْرِهَا ' فَقَالَتْ لِعَبْدِاللّٰهِ ' سَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' اَيَجْزِىْ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا۔ آپ یہ فرما رہے تھے، صدقہ کرو خواہ اپنے زیور میں سے ہی دو اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنا صدقہ اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور چند یتیموں پر بھی جو ان کی پرورش میں تھے، خرچ کیا کرتی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اپنے خاوند سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے

٥٨٣۔ البخاری فی: 51 كتاب الهبة: 16 باب بمن يُبدا بالهدية (2592) مسلم (999) بغوى (1678)۔

٥٨٤۔ البخاری فی: 24 كتاب الزكاة: 48 باب الزكاة على الزوج والايتام فى الحجر (1466) مسلم (1000)۔

عَنِّي اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْكَ وَعَلَى اَيْتَامِي فِي حِجْرِي مِنَ الصَّدَقَةِ ؟ فَقَالَ : سَلِي اَنْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' فَانْطَلَقْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدْتُ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ ' حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِي ' فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ ' فَقُلْنَا : سَلِ النَّبِيَّ ﷺ ' اَيَجْزِي عَنِّي اَنْ اُنْفِقَ عَلَى زَوْجِي وَاَيْتَامٍ لِي فِي حِجْرِي ؟ وَقُلْنَا : لَا تُخْبِرْ بِنَا ۔ فَدَخَلَ فَسَاَلَهُ ' فَقَالَ ' ((مَنْ هُمَا؟)) قَالَ : زَيْنَبُ ' قَالَ:((اَيُّ الزَّيَانِبِ؟)) قَالَ: امْرَاَةُ عَبْدِاللّٰهِ ' قَالَ : ((نَعَمْ ! لَهَا اَجْرَانِ ' اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ))۔

پوچھئے کہ کیا وہ صدقہ بھی مجھ سے کفایت کرے گا جو میں آپ پر اور ان چند یتیموں پر خرچ کروں جو میری سپردگی میں ہیں؟ لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم خود جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لو۔ آخر میں خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت میں نے آپ کے دروازے پر ایک انصاری خاتون کو پایا۔ جو میری ہی جیسی ضرورت لے کر موجود تھی (جو ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا تھی) پھر ہمارے سامنے سے بلال رضی اللہ عنہ گزرے تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیجئے کہ کیا وہ صدقہ مجھ سے کفایت کرے گا جسے میں اپنے شوہر اور اپنے زیر تحویل چند یتیم بچوں پر خرچ کر دوں؟ ہم نے بلال سے یہ بھی کہا کہ ہمارا نام نہ لینا۔ وہ اندر گئے اور آپ سے عرض کیا کہ دو عورتیں مسئلہ دریافت کرتی ہیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں کون ہیں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا کہ زینب نام کی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کون سی زینب؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ بے شک درست ہے۔ اور انہیں دوگنا ثواب ملے گا۔ ایک قرابت داری کا اور دوسرا خیرات کرنے کا۔

فھم الحدیث: معلوم ہوا کہ بیوی اپنے شوہر اور زیر کفالت یتیم بچوں کو بھی زکوٰۃ دے سکتی ہے بشرطیکہ وہ اس کے مستحق ہوں۔ سعودی فتویٰ کمیٹی کا بھی یہی فتویٰ ہے۔[1]

۵۸۵۔ **حدیث** اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا ' قَالَتْ : قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! هَلْ لِيْ مِنْ اَجْرٍ فِي بَنِيْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْهِمْ ' وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ' اِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ لَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ))۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ابو سلمہ (ان کے پہلے شوہر) کے لڑکوں کے بارے میں ثواب ملے گا اگر میں ان پر خرچ کروں؟ میں انہیں اس محتاجی میں دیکھ نہیں سکتی، وہ میرے بیٹے ہی تو ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، تمہیں ہر اس چیز کا ثواب ملے گا جو تم ان پر خرچ کرو گی۔

۵۸۵۔ البخاري في: 69 كتاب النفقات: 14 باب وعلى الوارث مثل ذلك (1467) مسلم (1001) ابن حبان (4246)۔

---

[1] [فتاوی اللجنة الدائمة (10/ 62)]

٥٨٦۔ حدیث اَبِی مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ ﷺ ' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ' قَالَ : ((اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَۃً عَلٰی اَھْلِہٖ ' وَھُوَ یَحْتَسِبُھَا ' کَانَتْ لَہٗ صَدَقَۃً))۔

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب مسلمان اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں پر اللہ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ کرے تو اس میں بھی اس کو صدقے کا ثواب ملتا ہے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ اہل وعیال، بیوی بچوں پر خرچ کرنا بھی نیکی وصدقہ ہے۔

٥٨٧۔ حدیث اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِی بَکْرٍ رضی اللہ عنہما ' قَالَتْ : قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّی وَھِیَ مُشْرِکَۃٌ فِی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاسْتَفْتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ' قُلْتُ : وَھِیَ رَاغِبَۃٌ : اَفَاَصِلُ اُمِّی ؟ قَالَ: ((نَعَمْ! صِلِی اُمَّكِ))۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میری والدہ (قتیلہ بنت عبدالعزیٰ) جو مشرکہ تھیں، میرے یہاں آئیں۔ میں نے (ان کے متعلق) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، میں نے یہ بھی کہا کہ وہ (مجھ سے ملاقات کی) بہت خواہش مند ہیں' تو کیا میں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کر۔

(15) باب وصول ثواب الصدقة عن الميت اليه

میت کو اس صدقہ کے ایصال ثواب کا بیان جو اس کی طرف سے دیا جائے

٥٨٨۔ حدیث عَائِشَۃَ رضی اللّٰہ عنہا ' اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسَھَا ' وَاَظُنُّھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ ' فَھَلْ لَھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا ؟ قَالَ: ((نَعَمْ!))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ کچھ نہ کچھ خیرات کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ خیرات کر دوں تو کیا انہیں اس کا ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ملے گا۔

لغوی توضیح اُفْتُلِتَتْ اچانک فوت ہوگئیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فوت شدگان کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو انہیں اس کا اجر ملتا ہے۔ اسی طرح اگر فوت شدہ شخص زندگی میں خود کوئی صدقہ جاریہ (مسجد مدرسہ کی تعمیر، قرآن کی اشاعت، دینی تعلیم پر مشتمل تالیف وتصنیف وغیرہ) کر گیا ہو تو اسے مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

٥٨٦۔ البخاری فی: 69 کتاب النفقات: 1 باب فی فضل النفقة علی الاهل (55) مسلم (1002) ترمذی (1965)۔

٥٨٧۔ البخاری فی: 51 کتاب الاذان: 29 باب الهدية للمشرکین (2620) مسلم (1003) ابو داود (1668)۔

٥٨٨۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 95 باب موت الفجاة البغتة (1388) مسلم (1004) ابن ماجه (2717)۔

(16) باب بيان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف

باب اس بیان میں کہ صدقہ کا لفظ ہر نیکی کے کام پر بولا جاتا ہے

٥٨٩۔ حديث أَبِي مُوْسَى رضي الله عنه ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ)) قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: ((فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ)) قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ)) قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ)) أَوْ قَالَ: ((بِالْمَعْرُوْفِ)) قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اگر کوئی چیز کسی کو (صدقہ کے لیے) میسر نہ ہو۔ آپ نے فرمایا پھر اپنے ہاتھ سے کام کرے اور اس سے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کی اگر اس میں اس کی طاقت نہ ہو یا کہا کہ نہ کر سکے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر کسی حاجت مند پریشان حال کی مدد کرے۔ صحابہ نے عرض کیا اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے؟ آپ نے فرمایا کہ پھر برائی سے رُکا رہے کیونکہ یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

لغوی توضیح: اَلْمَلْهُوْف غمگین، مظلوم، پریشان، فریادی۔

٥٩٠۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ ، يَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ ، وَيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ ، وَيُمِيْطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان کے ہر ایک جوڑ پر صدقہ لازم ہے، ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ انسانوں کے درمیان انصاف کرے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے۔ اور کسی کو سواری کے معاملہ میں اگر وہ مدد پہنچائے، اس طرح کہ اسے اس پر سوار کرائے یا اس کا سامان اٹھا کر رکھ دے، تو یہ بھی ایک صدقہ ہے۔ اور اچھی بات منہ سے نکالنا بھی ایک صدقہ ہے۔ اور ہر قدم جو نماز کے لیے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔ اور اگر کوئی راستے سے کسی تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

فهم الحديث: ایک روایت میں ہے کہ ہر نیکی صدقہ ہے۔[1] ایک اور روایت میں ہے کہ اپنی بیوی سے ہم بستری بھی صدقہ ہے کیونکہ اس نے حرام سے اجتناب کیا اور حلال ذریعہ استعمال کیا۔[2]

٥٨٩۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 33 باب كل معروف صدقة (1445) مسلم (1008) بغوى (1643)۔
٥٩٠۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 128 باب من اخذ بالركاب ونحوه (2707) مسلم (1009) ابن حبان (3318)۔

[1] [مسلم (1005)] [2] [مسلم (1006)]

(17) باب فی المنفق والممسك

سخی اور بخیل کے بارے میں بیان

۵۹۱۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: ((مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ إِلَّا مَلَكَانِ یَنْزِلَانِ، فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ! اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَیَقُوْلُ الْآخَرُ: اَللّٰهُمَّ! اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں۔ ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کے مال کو تلف (ہلاک) کر دے۔

(18) باب الترغیب فی الصدقة قبل ان لا یوجد من یقبلها

صدقہ دو اس سے پہلے کہ صدقہ قبول کرنے والا کوئی نہ ملے

۵۹۲۔ حدیث حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((تَصَدَّقُوْا فَإِنَّهُ یَأْتِی عَلَیْكُمْ زَمَانٌ یَمْشِی الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا یَجِدُ مَنْ یَقْبَلُهَا، یَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا، فَأَمَّا الْیَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِی بِهَا))۔

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا تھا کہ صدقہ کرو۔ ایک ایسا زمانہ بھی تم پر آنے والا ہے جب ایک شخص اپنے مال کا صدقہ لے کر نکلے گا اور کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں پائے گا۔ (جس کے پاس صدقہ لے کر جائے گا) وہ یہ جواب دے گا کہ اگر تم کل اسے لائے ہوتے تو میں قبول کر لیتا۔ آج تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

فہم الحدیث: اس اور آئندہ احادیث میں صدقہ وخیرات کرنے کی ترغیب ہے، نیز ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب کوئی صدقہ لینے والا نہیں رہے گا (اور یہ ظہورِ مہدی اور نزولِ عیسیٰ کے بعد قیامت کا قریبی زمانہ ہوگا جب زمین اپنے خزانے اُگل دے گی اور ہر طرف خوشحالی ہی خوشحالی ہوگی)۔

۵۹۳۔ حدیث اَبِی مُوْسٰی رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: ((لَیَأْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَطُوْفُ الرَّجُلُ فِیْهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا یَجِدُ اَحَدًا یَأْخُذُهَا مِنْهُ، وَیُرَی الرَّجُلُ الْوَاحِدُ یَتْبَعُهُ اَرْبَعُوْنَ امْرَاَةً یَلُذْنَ بِهِ، مِنْ قِلَّةِ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، لوگوں پر ضرور ایک ایسا زمانہ آ جائے گا کہ ایک شخص سونے کا صدقہ لے کر نکلے گا لیکن کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا اور یہ بھی ہوگا کہ ایک مرد کی پناہ میں چالیس چالیس عورتیں ہو جائیں گی کیونکہ مردوں کی کمی ہو جائے گی اور عورتوں کی زیادتی ہوگی (قیامت کے قریب یا تو عورتوں کی پیدائش بڑھ

۵۹۱۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاۃ: 27 باب قول اللہ تعالی "فاما من اعطی واتقی..." (1442) مسلم (1010)۔

۵۹۲۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاۃ: 9 باب الصدقة قبل الرد (1411) مسلم (1011) ابن حبان (6678)۔

۵۹۳۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاۃ: 9 باب الصدقة قبل الرد (1414) مسلم (1012) ابو یعلی (7299)۔

الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ))۔ جائے گی یا جنگوں کی کثرت سے مردوں کی قلت ہو جائے گی)۔

لغوی توضیح: يَلُذْنَ بِهِ وہ اس کی پناہ میں رہیں گی (یعنی وہ اکیلا ان چالیس کا کفیل، نگران ہوگا)۔

۵۹۴۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ، فَيَفِيْضَ حَتَّى يَهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ، وَحَتَّى يَعْرِضَهُ فَيَقُوْلُ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ، لَا اَرَبَ لِي))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' قیامت آنے سے پہلے مال و دولت کی اس قدر کثرت ہو جائے گی اور لوگ اس قدر مال دار ہو جائیں گے کہ اس وقت صاحبِ مال کو اس کی فکر ہوگی کہ اس کی زکوٰۃ کون قبول کرے۔ اور اگر کسی کو دینا بھی چاہے گا تو اس کو یہ جواب ملے گا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں۔

لغوی توضیح: لَا اَرَبَ لِيْ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

(19) باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها

حلال کمائی سے صدقہ کے قبول ہونے اور پھلنے پھولنے کا بیان

۵۹۵۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَصْعَدُ اِلَى اللّٰهِ اِلَّا الطَّيِّبُ، فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّي اَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حلال کمائی سے ایک کھجور برابر بھی خیرات کی اور اللہ تک حلال کمائی ہی کی خیرات پہنچتی ہے۔ تو اللہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کر لیتا ہے اور خیرات کرنے والے کے لیے اسے اس طرح بڑھاتا رہتا ہے جیسے کوئی تم میں سے اپنے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ برابر ہو جاتی ہے۔

لغوی توضیح: وَلَا يَصْعَدُ اِلَى اللّٰهِ اِلَّا الطَّيِّبُ اللہ کو صرف پاکیزہ خیرات ہی پہنچتی ہے، معلوم ہوا کہ حرام مال کا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ فَلُوَّهُ گھوڑے کا بچہ جب دودھ چھوڑنے کی عمر کو پہنچے۔

(20) باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة او كلمة طيبة وانها حجاب من النار

صدقہ دینے کی ترغیب خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا یا اچھی بات ہی کیوں نہ ہو صدقہ دوزخ سے آڑ بن جاتا ہے

۵۹۶۔ حدیث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ آتشِ جہنم سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی سہی

۵۹۴۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 9 باب الصدقة قبل الرد (1412) مسلم (157) ابن حبان (6680)۔

۵۹۵۔ البخاری فی: 97 کتاب التوحید: 23 باب قول الله تعالی "تعرج الملائكة..." (1410) مسلم (1014)۔

۵۹۶۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 10 اتقوا النار ولو بشق تمرة (1413) مسلم (1016) ابن ماجه (185)۔

((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ))۔

(یعنی جہنم سے بچاؤ کے لیے صدقہ ضرور کرو)۔

٥٩٧۔ حدیث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَسَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَيْسَ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ، ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرَى شَيْئًا قُدَّامَهُ، ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ!)) وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اتَّقُوا النَّارَ)) ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ، ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ)) ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ، ثَلَاثًا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا۔ ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ))۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم میں ہر ہر فرد سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس طرح کلام کرے گا کہ اللہ کے اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ پھر وہ دیکھے گا تو اس کے آگے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔ پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا اور اس کے سامنے آگ ہوگی۔ پس تم میں سے جو شخص بھی چاہے کہ وہ آگ سے بچے تو وہ اللہ کی راہ میں خیرات کرتا رہے۔ خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ سے ہی ممکن ہو۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جہنم سے بچو۔ پھر آپ نے چہرہ پھیر لیا، پھر فرمایا کہ جہنم سے بچو اور پھر اس کے بعد چہرہ مبارک پھیر لیا، پھر فرمایا جہنم سے بچو۔ تین مرتبہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ ہم نے اس سے یہ خیال کیا کہ آپ جہنم کو دیکھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جہنم سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ ہو سکے۔ اور جسے یہ بھی نہ ملے تو اسے (لوگوں میں) کسی اچھی بات کہنے کے ذریعہ سے ہی (جہنم سے) بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

لغوی توضیح: أَشَاحَ چہرہ پھیر لیا، ایک طرف ہو گئے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کم خیرات سے بھی ہرگز ہاتھ نہیں روکنا چاہیے، یہ بھی معلوم ہوا کہ کم خیرات بھی جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

(21) باب الحمل اجرة يتصدق بها والنهي الشديد عن تنقيص المتصدق بقليل

بار برداری کر کے صدقہ کرنا، نیز تھوڑا صدقہ دینے والے پر باتیں بنانے اور اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے کی سخت ممانعت

٥٩٨۔ حدیث أَبِي مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ، فَجَاءَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ، وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ: إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا، وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْآخَرُ إِلَّا رِئَاءً

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں خیرات کرنے کا حکم ہوا تو ہم مزدوری پر بوجھ اٹھاتے (اور اس کی مزدوری صدقہ میں دے دیتے) چنانچہ ابو عقیل رضی اللہ عنہ اسی مزدوری سے آدھا صاع خیرات لے کر آئے اور ایک دوسرے صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اس سے زیادہ لائے۔ اس پر منافقوں نے کہا کہ اللہ کو

٥٩٧۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 49 باب من نوقش الحساب عذب۔

٥٩٨۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 9 سورة التوبة: 11 باب قوله "الذين يلمزون..." (1415) مسلم (1018)۔

فَنَزَلَتْ ﴿ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ ﴾ الآيَةَ ـ

اس (یعنی ابو عقیل رضی اللہ عنہ) کے صدقہ کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور اس دوسرے (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے تو محض دکھاوے کے لیے اتنا بہت سا صدقہ دیا ہے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی کہ "یہ ایسے لوگ ہیں جو صدقات کے بارے میں نفلی صدقہ دینے والے مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں۔ اور خصوصاً ان لوگوں پر جنہیں بجز ان کی محنت مزدوری کے کچھ نہیں ملتا۔ یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اور اللہ بھی ان سے تمسخر کرتا ہے، انہی کے لیے دکھ کی مار ہے۔" [التوبہ:۷۹]

لغوی توضیح نَتَحَامَلُ ہم اجرت پر کسی کا بوجھ اٹھاتے (یقیناً اس کا معاوضہ کم ہوتا لیکن ہم اس میں سے بھی صدقہ کرتے۔ معلوم ہوا کہ کم آمدنی والے کو بھی کچھ نہ کچھ ضرور صدقہ کرتے رہنا چاہیے)۔

(22) باب فضل المنيحة

دودھ والا جانور کسی کو بلا معاوضہ دینے کی فضیلت

۵۹۹ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نِعْمَ الْمَنِيْحَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً ' وَالشَّاةُ الصَّفِيُّ ' تَغْدُو بِاِنَاءٍ وَ تَرُوْحُ بِاِنَاءٍ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا ہی عمدہ ہے ہدیہ اس دودھ دینے والی اونٹنی کا جس نے ابھی حال ہی میں بچہ جنا ہو۔ اور دودھ دینے والی بکری کا جو صبح و شام اپنے دودھ سے برتن بھر دیتی ہے۔

لغوی توضیح اَلْمَنِيْحَة اونٹنی۔ اللِّقْحَة دودھ والی جس نے ابھی بچہ جنا ہو۔ الصَّفِي زیادہ دودھ والی۔

(23) باب مثل المنفق و البخيل

سخی اور بخیل کی مثال

٦٠٠ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلَ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ ' قَدِ اضْطُرَّتْ اَيْدِيْهِمَا اِلَى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا ' فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتّٰى تَغْشٰى اَنَامِلَهُ ' وَتَعْفُوْ اَثَرَهُ ' وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال بیان کی کہ دو آدمیوں جیسی ہے جو لوہے کے جبے ہاتھ، سینہ اور حلق تک پہنے ہوئے ہیں۔ صدقہ دینے والا جب بھی صدقہ کرتا ہے تو اس کے جبہ میں کشادگی ہو جاتی ہے اور وہ اس کی انگلیوں تک بڑھ جاتا ہے اور قدم کے نشانات کو ڈھک لیتا ہے اور بخیل جب کبھی صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا جبہ اسے اور چمٹ جاتا ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر جم جاتا ہے۔

۵۹۹ـ البخاري في: 51 كتاب الهبة: 35 باب فضل المنيحة ، مسلم (1019) ـ
٦٠٠ـ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 9 باب جيب القميص من عند الصدر وغيره (1443) مسلم (1021) ـ

هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ، وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا. قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِإِصْبَعِهِ هَكَذَا فِي جَيْبِهِ، فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ اس طرح اپنی مبارک انگلیوں سے اپنے گریبان کی طرف اشارہ کر کے بتا رہے تھے کہ تم دیکھو گے کہ وہ اس میں وسعت پیدا کرنا چاہے گا لیکن وسعت پیدا نہیں ہوگی۔

لغوی توضیح تَرَاقِيهِمَا جمع ہے ترقوۃ کی، معنی ہے ہنسلی کی ہڈی۔ اِنْبَسَطَتْ جب کشادہ ہو جاتا ہے۔ تَغْشَى ڈھانپ لیتا ہے۔ آنَامِل انگلیاں۔ قَلَصَتْ چمٹ جاتا ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب سخی صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور اس کے ہاتھ کشادہ ہو جاتے ہیں اور جب بخیل صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور اس کے ہاتھ رک جاتے ہیں۔

(24) باب ثبوت اجر المتصدق وان وقعت الصدقة في يد غير اهلها

صدقہ دینے والے کو ثواب ملتا ہے خواہ صدقہ غیر مستحق کے ہاتھ لگ جائے

٦٠١۔ حَدِيْثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((قَالَ رَجُلٌ لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ، فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ، تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ، لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ، تَصَدَّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَاتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ، تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ، وَعَلَى زَانِيَةٍ، وَعَلَى غَنِيٍّ؟ فَأُتِيَ، فَقِيْلَ لَهُ: أَمَّا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص نے (بنی اسرائیل میں سے) کہا کہ مجھے ضرور صدقہ (آج رات) دینا ہے۔ چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا۔ اور (ناواقفی سے) ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ آج رات کسی نے چور کو صدقہ دے دیا۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ (آج رات) میں پھر ضرور صدقہ کروں گا۔ چنانچہ وہ دوبارہ صدقہ لے کر نکلا۔ اور اس مرتبہ ایک فاحشہ کے ہاتھ میں دے آیا۔ جب صبح ہوئی تو پھر لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج رات کسی نے فاحشہ عورت کو صدقہ دے دیا اس شخص نے کہا، اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ میں زانیہ کو اپنا صدقہ دے آیا اچھا آج رات پھر ضرور صدقہ نکالوں گا۔ چنانچہ اپنا صدقہ لیے ہوئے وہ پھر نکلا۔ اور اس مرتبہ ایک مال دار کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں کی زبان پر ذکر تھا کہ ایک مال دار کو کسی نے صدقہ دے دیا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ! حمد تیرے ہی لیے ہے۔

٦٠١۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 14 باب إذا تصدق على غني وهو لا يعلم (1421) مسلم (1022)۔

صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ))۔

میں اپنا صدقہ لاعلمی سے چور، فاحشہ اور مال دار کو دے آیا۔ (اللہ کی طرف سے) بتایا گیا کہ جہاں تک چور کے ہاتھ میں صدقہ چلے جانے کا سوال ہے۔ تو اس میں اس کا امکان ہے کہ وہ چوری سے رک جائے۔ اسی طرح فاحشہ کو صدقہ کا مال جانے پر اس کا امکان ہے کہ وہ زنا سے رک جائے۔ اور مال دار کے ہاتھ میں پڑ جانے کا یہ فائدہ ہے کہ اسے عبرت ہو۔ اور پھر جو اللہ عزوجل نے اسے دے دیا ہے وہ خرچ کرے۔

فهم الحديث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ دینے والے کی نیت درست ہو تو اسے نیکی ضرور ملتی ہے خواہ صدقہ لاعلمی میں غیر مستحق کو ہی مل جائے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ اگر جانتے بوجھتے کسی غیر مستحق کو صدقہ دیا جائے تو پھر قبول نہیں ہوتا، جیسا کہ امام شوکانیؒ نے یہ وضاحت فرمائی ہے۔[1]

(25) باب اجر الخازن الامين والمراة اذا تصدقت من بيت زوجها غير مفسدة باذنه الصريح او العرفي

خزانچی امانت داری سے جن تک پہچانے کا حکم ہو پہنچا دے اور عورت اپنے شوہر کی اجازت یا دستور کے مطابق اجازت سے صدقہ دے تو اُن کو ثواب ملے گا

٦٠٢۔ حديث أَبِي مُوسَى رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الأَمِينُ الَّذِي يُنْفِذُ)) وَرُبَّمَا قَالَ: ((يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا، طَيِّبًا بِهِ نَفْسُهُ، فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ۔ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ))۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، خازن مسلمان امانت دار جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے اور بعض دفع فرمایا وہ چیز پوری طرح دیتا ہے جس کا اسے سرمایہ کے مالک کی طرف سے حکم دیا گیا اور اس کا دل بھی اس سے خوش ہے اور اسی کو دیتا ہے جسے دینے کے لیے مالک نے کہا تھا۔ تو وہ دینے والا بھی صدقہ دینے والوں میں سے ایک ہے۔

لغوی توضیح يُنْفِذُ جاری کرے (یعنی خرچ کرے)۔ مُوَفَّرًا پورا۔ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ صدقہ کرنے والوں میں سے ایک۔ یعنی مال کا خازن (نگران) صرف خوشی و رضامندی اور مکمل ادائیگی سے صدقہ کے اجر کا مستحق بن جاتا ہے۔

٦٠٣۔ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر عورت اپنے شوہر کے مال سے کچھ خرچ کرے اور اس کی نیت شوہر کی پونجی برباد کرنے کی نہ ہو تو اسے خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور شوہر کو بھی

٦٠٢۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاۃ: 25 باب اجر الخادم إذا تصدق... (1438) مسلم (1023) ابو داود (1684)۔
٦٠٣۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاۃ: 17 باب من امر خادمه بالصدقة...(1425) مسلم (1024) ترمذی (672)۔

[1] [السيل الجرار (1/ 816)]

كَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ، وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ، لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا))۔

اس کا ثواب ملے گا کیونکہ اسی نے کمایا ہے۔اور خزانچی کا بھی یہی حکم ہے۔ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کرتا۔

لغوی توضیح اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ جب عورت صدقہ کرے، جس کی شوہر نے صریحاً (یعنی واضح طور پر) یا عرفاً (یعنی معمولی چیز کا صدقہ کہ عموماً جسے خرچ کرنے کی مالک کی طرف سے اجازت ہی ہوتی ہے) اجازت دی ہو۔ کیونکہ شوہر کی اجازت کے بغیر عورت اپنے مال میں بھی تصرف نہیں کرسکتی چہ جائیکہ شوہر کے مال میں تصرف کرے۔[1] غَيْرَ مُفْسِدَةٍ فساد نہ کرے، یعنی شوہر کا مال برباد کرنے کی نیت نہ ہو، بالفاظ دیگر خیرات میں اسراف نہ کرے۔

٦٠٤۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تَصُوْمُ الْمَرْاَةُ، وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ، اِلَّا بِاِذْنِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اگر شوہر گھر پر موجود ہے تو کوئی عورت اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔

لغوی توضیح بَعْلُهَا شَاهِدٌ اس کا شوہر حاضر ہو۔معلوم ہوا کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ بھی نہیں رکھ سکتی۔اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ عورت کے لیے شوہر کی اطاعت نفلی عبادات پر مقدم ہے۔

٦٠٥۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ اَمْرِهِ فَلَهُ نِصْفُ اَجْرِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اگر عورت اپنے شوہر کی کمائی میں سے، اس کے حکم کے بغیر (دستور کے مطابق) اللہ کے راستے میں خرچ کردے تو اسے بھی آدھا ثواب ملتا ہے۔

لغوی توضیح فَلَهُ نِصْفُ اَجْرِهِ اسے (یعنی شوہر) کو بھی نصف اجر ملتا ہے، کیونکہ مال اسی نے کمایا ہے، جبکہ آدھا اجر عورت کو ملتا ہے کیونکہ اس نے خرچ کیا ہے اور یوں دونوں اجر میں برابر کے شریک ہوجاتے ہیں۔

(27) باب من جمع الصدقة واعمال البر — اس کا بیان جو صدقہ کے ساتھ دوسرے نیک اعمال بھی کرے

٦٠٦۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کے راستے میں ایک کی بجائے دو چیزیں خرچ کرے گا اسے فرشتے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے! یہ

٦٠٤۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 84 باب صوم المراة باذن زوجها تطوعًا۔

٦٠٥۔ البخاری فی: 69 کتاب النفقات: 5 باب نفقة المراة إذا غاب عنها زوجها نفقة الولد (2066) مسلم (1026)۔

٦٠٦۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 4 باب الريان للصائمين (1897) مسلم (1027) ترمذی (3674)۔

[1] [صحيح: السلسلة الصحيحة (825)]

عَبْدَ اللّٰهِ! هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ' وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ' وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ)) فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي' يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ' فَهَلْ يُدْعَى اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ! وَاَرْجُو اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ))۔

دروازہ اچھا ہے۔ پھر جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا، جو مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو روزہ دار ہوگا اسے بابِ ریان سے بلایا جائے گا اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والا ہوگا اسے زکوٰۃ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یارسول اللہ! جو لوگ ان دروازوں سے بلائے جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں۔ آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی انہی میں سے ہوں گے۔

لغوی توضیح: مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ جس نے جوڑا خرچ کیا، یعنی کسی بھی جنس کی دو چیزیں جیسے دو درہم، دو دینار، دو بکریاں، دو اونٹ وغیرہ۔

۶۰۷۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ' قَالَ: ((مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ' كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ' اَيْ فُلْ هَلُمَّ!)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَاكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنِّي لَاَرْجُوْاَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک جوڑا (کسی چیز کا) خرچ کیا تو اسے جنت کے داروغے بلائیں گے، جنت کے ہر دروازے کا داروغہ (اپنی طرف) بلائے گا کہ اے فلاں اس دروازے سے آ۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ! پھر اس شخص کو کوئی خوف نہیں رہے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم بھی انہی میں سے ہوگے۔

(28) باب الحث على الانفاق و كراهة الاحصاء

خرچ کرنے کی فضیلت اور جمع کر کے رکھنے کی کراہت

۶۰۸۔ حدیث اَسْمَاءَ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ' وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ))۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خرچ کیا کر گنانہ کرتا کہ تمہیں بھی گن کے نہ ملے۔ اور جوڑ کے نہ رکھو تا کہ تم سے بھی اللہ تعالیٰ (اپنی نعمتوں کو) نہ چھپالے۔

۶۰۷۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 37 باب فضل النفقة في سبيل الله۔

۶۰۸۔ البخاري في: 51 كتاب الهبة: 15 باب هبة المراة لغير زوجها (1433) مسلم (1029) ابن حبان (3209)۔

لغوی توضیح لَا تُحْصِيْ شمار کر کے، گن گن کے نہ رکھ۔ لَا تُوْعِيْ محفوظ کر کے، روک کے نہ رکھ۔

(29) باب الحث علی الصدقة ولو بالقليل ولا تمنع من القليل لاحتقاره

صدقہ خواہ تھوڑا ہو اس کا ثواب ہے تھوڑی چیز کو حقیر سمجھ کر لینے دینے سے باز نہیں رہنا چاہیے

٦٠٩ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ! لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اے مسلمان عورتو! ہرگز کوئی پڑوسن اپنی دوسری پڑوسن کے لیے (معمولی ہدیہ کو بھی) حقیر نہ سمجھے، خواہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

لغوی توضیح فِرْسِنَ شَاةٍ بکری کا کھر۔ یعنی اتنا معمولی مال (محض حقیر سمجھتے ہوئے) خرچ کرنے سے نہ رکے۔ یا یہ معنی ہے کہ اتنی معمولی چیز بھی (حقیر سمجھ کر) قبول کرنے سے انکار نہ کرے۔

(30) باب فضل اخفاء الصدقة

صدقہ چھپا کر دینے کی فضیلت

٦١٠ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ، اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، سات طرح کے آدمی ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ① انصاف کرنے والا بادشاہ۔ ② وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں جوانی کی امنگ سے مصروف رہا۔ ③ ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے۔ ④ دو ایسے شخص جو اللہ کے لیے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد یہی محبت ہے۔ ⑤ وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے (برے ارادے سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ⑥ وہ شخص جس نے صدقہ کیا، مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ⑦ وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

لغوی توضیح قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ اس کا دل مساجد کے ساتھ معلق ہے، یعنی ہر وقت مسجد جانے کی فکر، ایک نماز کے بعد دوسری کی فکر، جماعت کے التزام کی فکر۔ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں، یعنی ان کی محبت کی بنیاد دین ہے کوئی دنیوی غرض وغایت یا سبب نہیں۔ فَاضَتْ عَيْنَاهُ اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔

٦٠٩ ۔ البخاري في: 51 كتاب الهبة: 1 باب الهبة وفضلها والتحريض عليها (2566) مسلم (1030) ترمذی (2130)۔
٦١٠ ۔ البخاري في: 10 كتاب الزكاة: 36 باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة ...(660) مسلم (1031)۔

(31) باب بیان ان افضل الصدقة الصحیح الشحیح

افضل صدقہ وہ ہے جو تندرستی میں ایسے وقت دیا جائے جب مال کی حرص غالب ہو

٦١١- حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا ؟ قَالَ: ((أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمِلُ الْغِنَى، وَلَا تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ، قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یارسول اللہ! کس طرح کے صدقے میں سب سے زیادہ ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس صدقے میں جسے تم صحت کے وقت بخل کے باوجود کرو۔ تمہیں ایک طرف تو فقیری کا ڈر ہو اور دوسری طرف مال دار بننے کی تمنا اور امید۔ اور ڈھیل نہ ہونی چاہیے کہ جب جان حلق تک آجائے تو اس وقت تو کہنے لگے کہ فلاں کے لیے اتنا اور فلاں کے لیے اتنا۔ حالانکہ وہ تو اب فلاں کا ہو چکا ہے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ وہ صدقہ افضل ہے جو صحت وتندرستی کی حالت میں کیا جائے۔ اس لیے صدقہ وخیرات کے لیے موت یا بڑھاپے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے بلکہ جوانی میں ہی جب بھی موقع ملے خرچ کرتے رہنا چاہیے۔

(32) باب بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلی وان الید العلیا هی المنفقة وان السفلی هی الآخذة

اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے افضل ہے اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا ہاتھ لینے والا ہے

٦١٢- حدیث ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ وَالْمَسْئَلَةَ: ((الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، فَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ، وَالسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ منبر پر تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے صدقہ اور کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے اور دوسروں سے مانگنے کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والے کا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والے کا ہے۔

٦١٣- حدیث حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے انہیں دو جو تمہارے بال بچے اور عزیز ہیں۔ اور بہترین صدقہ وہ ہے جسے دے کر آدمی

٦١١- البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 11 باب اي الصدقة افضل (1419) مسلم (1032) ابن ماجه (2706)۔
٦١٢- البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 18 لا صدقة إلا عن ظهر غنى (1429) مسلم (1033) ابو داود (1648)۔
٦١٣- البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 18 باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى، مسلم (1034) نسائي (2542)۔

تَعُوْلُ ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ))۔

مالدار رہے۔ اور جو کوئی سوال سے بچنا چاہے گا اسے اللہ بھی محفوظ رکھتا ہے اور جو دوسروں (کے مال) سے بے نیاز رہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہی بنا دیتا ہے۔

لغوی توضیح اِبْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ اپنے اہل وعیال سے ابتدا کر، یعنی سب سے پہلے ان پر خرچ کر جن کے خرچہ کا تو ذمہ دار ہے (بیوی بچے وغیرہ)، پھر اگر کچھ زائد ہو تو وہ اِدھر اُدھر خرچ کر۔ عَنْ ظَهْرِ غِنًى جس کے بعد بھی انسان غنی رہے، یعنی ضرورت سے زائد مال کا صدقہ کرے، ایسا نہ کرے کہ ضرورت کی اشیاء بھی صدقہ کر دے اور پھر خود لوگوں سے مانگنے پر مجبور ہو جائے۔

٦١٤۔ **حديث** حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ ﷛ ، قَالَ : سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِي ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ، ثُمَّ قَالَ : ((يَا حَكِيْمُ ! إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ ، كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ ، الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى))۔

حضرت حکیم بن حزام ﷛ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا۔ آپ نے عطا فرمایا۔ میں نے پھر مانگا آپ نے پھر عطا فرمایا۔ میں نے پھر مانگا آپ نے پھر بھی عطا فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے حکیم! یہ دولت بڑی سر سبز اور بہت ہی شیریں ہے۔ لیکن جو شخص اس سے اپنے دل کو سخی رکھ لے تو اس کی دولت میں برکت ہوتی ہے۔ اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کی دولت میں کچھ بھی برکت نہیں ہوگی۔ اس کا حال اس شخص جیسا ہوگا جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔ (یاد رکھو) اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔

قَالَ حَكِيْمٌ : فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا ۔ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ ﷛ ، يَدْعُوْ حَكِيْمًا إِلَى الْعَطَاءِ ، فَيَأْبٰى أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ ۔ ثُمَّ أَنَّ عُمَرَ ﷛ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ ، فَأَبٰى أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ شَيْئًا ۔ فَقَالَ عُمَرُ : إِنِّي أُشْهِدُكُمْ يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى حَكِيْمٍ ، أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَأْبٰى أَنْ يَأْخُذَهُ ۔ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تُوُفِّيَ ۔

حضرت حکیم بن حزام ﷛ نے کہا کہ میں نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث کیا ہے! اب اس کے بعد میں کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔ تا آنکہ اس دنیا ہی سے میں جدا ہو جاؤں۔ چنانچہ ابو بکر ﷛ حکیم ﷛ کو ان کا معمول (تنخواہ) دینے کو بلاتے تو وہ لینے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمر ﷛ نے بھی انہیں ان کا حصہ دینا چاہا تو انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عمر ﷛ نے فرمایا کہ مسلمانو! میں تمہیں حکیم بن حزام کے معاملہ میں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کا حق انہیں دینا چاہا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ غرض حکیم بن حزام ﷛ رسول اللہ ﷺ کے بعد اسی طرح کسی سے بھی کوئی چیز لینے سے ہمیشہ انکار

٦١٤۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 50 باب الاستعفاف عن المسئلة (1472) مسلم (1035) ترمذی (2463)۔

ہی کرتے رہے یہاں تک کہ آپ وفات پا گئے۔

لغوی توضیح خَضِرَةٌ سرسبز۔ حُلْوَةٌ میٹھا۔ یعنی مال ایسی چیز ہے جس کی حرص انسان سے کبھی ختم نہیں ہوتی جیسے سرسبز دیکھنے اور میٹھا کھانے کی حرص ہمیشہ رہتی ہے۔

(33) باب النهي عن المسألة

دست سوال دراز کرنے کی ممانعت

٦١٥۔ **حديث** معاوية رضی اللہ عنہ ' قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ' وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي ' وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ))۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے، اور میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہی ہے۔ اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی۔ اور جو شخص ان کی مخالفت کرے گا، انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آ جائے (اور یہ عالم فنا ہو جائے)۔

لغوی توضیح يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ دین کا فہم، سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ أَنَا قَاسِمٌ میں تو بلا تخصیص تبلیغ وحی تمہارے درمیان تقسیم کرنے والا ہوں۔ وَاللّٰهُ يُعْطِي اللہ عطا کرتا ہے، یعنی ہر ایک کو دین کا فہم جتنا چاہتا ہے۔

(34) باب المسكين الذي لا يجد غنى ولا يفطن له فيتصدق عليه

مسکین وہ ہے جو اپنی حاجت پوری نہیں کر سکتا اور نہ لوگ اسے صدقہ کا مستحق سمجھیں

٦١٦۔ **حديث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِي يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ ' تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ ' وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ ' وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنَ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ ' وَلَا يُفْطَنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ ' وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے چکر کاٹتا پھرتا ہے تاکہ اسے دو ایک لقمہ یا دو ایک کھجور مل جائیں۔ بلکہ اصلی مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہیں کہ وہ اس کے ذریعہ سے بے پروا ہو جائے۔ اس کا حال بھی کسی کو معلوم نہیں کہ کوئی اسے صدقہ ہی دے دے اور نہ وہ خود ہاتھ پھیلانے کے لیے اٹھتا ہے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ صدقہ و خیرات کا اصل مستحق مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے اس کی ضرورت پوری ہو سکے، پھر وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال بھی نہ کرے۔ ایسے لوگوں کو تلاش کر کے صدقہ دینا چاہیے۔

٦١٥۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 13 باب من يرد الله به خيرًا يفقهه في الدين (71) مسلم (1038) ابن حبان (89)۔

٦١٦۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 35 باب قول الله تعالى "لا يسألون الناس إلحافًا" (1476) مسلم (1039)۔

(35) باب كراهة المسألة للناس

لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا کس قدر ناپسندیدہ ہے

٦١٧ - حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ،آدمی ہمیشہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ اس کے چہرے پر ذرا بھی گوشت نہ ہوگا۔

لغوی توضیح مُزْعَةُ لَحْمٍ گوشت کا ٹکڑا۔ معلوم ہوا کہ بکثرت سوال کرنا (مانگنا) شرعاً مذموم ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے مانگتا ہے وہ آگ کے انگارے ہی مانگتا ہے، اب وہ چاہے تو کم مانگ لے چاہے زیادہ۔[1]

٦١٨ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لاَنْ يَحْتَطِبَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَسْأَلَ اَحَدًا فَيُعْطِيَهِ اَوْ يَمْنَعَهُ)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جو لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اس سے بہتر ہے جو کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے چاہے وہ اسے کچھ دے دے یا نہ دے۔

لغوی توضیح حُزْمَة لکڑیوں کا گٹھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مانگنے سے بہتر ہے کہ انسان کوئی معمولی کام کر کے ہی اپنی گزر بسر کرلے مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔

(37) باب اباحة الاخذ لمن اعطى من غير مسالة ولا اشراف

بغیر لالچ اور سوال کے اگر دیا جائے تو لینا جائز ہے

٦١٩ - حديث عُمَرَ ﷺ ' قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ : اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّي ' فَقَالَ : ((خُذْهُ ' اِذَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ ' وَمَا لَا ' فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ)) ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی چیز عطا فرماتے تو میں عرض کرتا کہ آپ مجھ سے زیادہ محتاج کو دے دیجئے۔ لیکن آنحضرت ﷺ فرماتے کہ لے لو، اگر تمہیں کوئی ایسا مال ملے جس پر تمہارا خیال نہ لگا ہوا ہو اور نہ تم نے اسے مانگا ہو تو اسے قبول کر لیا کرو۔ اور جو نہ ملے تو اس کی پروانہ کرو اور اسے کے پیچھے نہ پڑو۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ بغیر مانگے جو ملے اسے قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

---

٦١٧ - البخاری فی: 34 کتاب الزکاۃ: 52 باب من سال الناس تکثرًا (1474) مسلم (1040) ابن ابی شیبة (3/ 208)۔

٦١٨ - البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 15 باب کسب الرجل وعمله بیده (1470) مسلم (1042) حمیدی (1056)۔

٦١٩ - البخاری فی: 24 کتاب الزکاۃ: 51 باب من اعطاه الله شیئًا من غیر مسالة...(1473) مسلم (1045)۔

[1] [مسلم (1041)]

(38) باب كراهة الحرص على الدنيا

دنیا کی حرص کی مذمت

٦٢٠- حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ: فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَطُوْلِ الْأَمَلِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے، دنیا کی محبت اور زندگی کی لمبی امید۔

لغوی توضیح: حُبُّ الدُّنْيَا دنیا کی محبت۔ فرمانِ نبوی ہے کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ کافر کو پانی کا گھونٹ نہ پلاتا۔① ایک روایت میں دنیا کو ملعون کہا گیا ہے۔② البتہ جس روایت میں ہے کہ دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں وہ موضوع ہے۔③ طُوْلِ الْأَمَلِ لمبی امید۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چوکور خط کھینچا۔ پھر اس کے درمیان میں ایک خط کھینچا جو چوکور خط سے نکلا ہوا تھا۔ بعد ازاں درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکور کے درمیان میں تھا چھوٹے چھوٹے بہت سے خط کھینچے اور پھر فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ جو درمیانی خط باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امید ہے......④

٦٢١- حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَانِ: حُبُّ الْمَالِ وَطُوْلُ الْعُمُرِ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان کی عمر بڑھتی جاتی ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں اس کے اندر بڑھتی جاتی ہیں: مال کی محبت اور عمر کی درازی۔

(39) باب لو ان لابن آدم واديين لابتغى ثالثا

اگر ابن آدم کو (سونے کی) دو وادیاں میسر ہوں تب بھی تیسری کی آرزو کرے گا

٦٢٢- حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر انسان کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ دو ہو جائیں اور اس کا منہ قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔

٦٢٠- البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 5 باب من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله.. (6420) مسلم (1046) بغوى (4088)۔

٦٢١- البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 5 باب من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله... (6421) مسلم (1047)۔

٦٢٢- البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 10 باب ما يتقى من فتنة المال (6439) مسلم (1048) ترمذى (2337)۔

① [صحيح: صحيح الجامع الصغير (5292)] ② [حسن: الصحيحة (2797)]

③ [موضوع: الموضوعات للصغانى (ص: 38) كشف الخفاء (1/ 409) الدرر المنتثرة (ص: 11)]

④ [بخارى (6417) كتاب الرقاق، ترمذى (2454) ابن ماجة (4231) مسند احمد (1/ 385)]

لغوی توضیح لَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَاب اس کا منہ صرف مٹی بھرے گی۔ یعنی وہ ہمیشہ دنیاوی حرص میں لگا رہے گا حتی کہ مرے گا تو یہ حرص ختم ہوگی اور اس کا پیٹ بھرے گا (قبر کی مٹی سے)۔ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ جو توبہ کرتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، یعنی اس مذموم حرص سے توبہ کرتا ہے اور خیر کی توفیق مانگتا ہے۔

٦٢٣۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ مِلْءَ وَادٍ مَالًا لَأَحَبَّ أَنَّ لَهُ إِلَيْهِ مِثْلَهُ، وَلَا يَمْلَأُ عَيْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ اگر انسان کے پاس مال (بھیڑ بکری) کی پوری وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اسے ویسی ہی وادی ایک اور مل جائے اور انسان کی آنکھ کو مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اور جو اللہ سے توبہ کرتا ہے وہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

(40) باب ليس الغنى عن كثرة العرض
امیری مال ومتاع زیادہ ہونے سے نہیں

٦٢٤۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، تونگری یہ نہیں کہ سامان زیادہ ہو بلکہ امیری یہ ہے کہ دل غنی ہو۔

لغوی توضیح الْعَرَض دنیاوی سامان واسباب۔ غِنَى النَّفْس دل کا غنی ہونا، یعنی حقیقی تونگری یہ ہے کہ دل غنی ہو، حریص اور لالچی نہ ہو کیونکہ اگر دل ہی لالچی ہو تو مال جتنا بھی آجائے انسان کبھی غنی و بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

(41) باب تخوف مايخرج من زهرة الدنيا
دنیوی مال ومتاع کے پرفریب، حسن وجمال سے ڈرانے کا بیان

٦٢٥۔ حدیث أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَكْثَرَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ)) قِيلَ: وَمَا بَرَكَاتُ الْأَرْضِ؟ قَالَ: ((زَهْرَةُ الدُّنْيَا)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَصَمَتَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، ثُمَّ جَعَلَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے متعلق سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ زمین کی برکتیں تمہارے لیے نکال دے گا۔ پوچھا گیا، زمین کی برکتیں کیا ہیں؟ فرمایا کہ دنیا کی چمک دمک۔ اس پر ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کیا بھلائی سے برائی پیدا ہو سکتی ہے؟ آپ اس پر خاموش ہو گئے۔ اور ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ اس کے بعد آپ اپنی پیشانی کو صاف کرنے لگے اور

٦٢٣۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 10 باب ما يتقى من فتنة المال (6436) مسلم (1049) ابن حبان (3231)۔

٦٢٤۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 15 باب الغنى غنى النفس (6446) مسلم (1051) ترمذى (2373)۔

٦٢٥۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 7 باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها (921) مسلم (1052)۔

يَمْسَحُ عَنْ جَبِيْنِهِ ' قَالَ : ((اَيْنَ السَّائِلُ ؟)) قَالَ : اَنَا ! قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ : لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِيْنَ طَلَعَ ذٰلِكَ ' قَالَ : ((لَا يَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ ' اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ ' وَاِنْ كُلَّ مَا اَنْبَتَ الرَّبِيْعَ يُقْتَلُ حَبَطًا اَوْ يُلِمُّ ' اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرَةَ ' اَكَلَتْ ' حَتّٰى اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسُ فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ' ثُمَّ عَادَتْ فَاَكَلَتْ ' وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ ' مَنْ اَخَذَهُ بِحَقِّهِ ' وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ اَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)) ۔

دریافت فرمایا، پوچھنے والے کہاں ہیں؟ پوچھنے والے نے کہا کہ حاضر ہوں ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اس سوال کا حل ہمارے سامنے آ گیا تو ہم نے ان صاحب کی تعریف کی ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلائی سے تو صرف بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے ۔لیکن یہ مال سرسبز اور خوشگوار (گھاس کی طرح) ہے اور جو چیزیں بھی ربیع کے موسم میں اُگتی ہیں وہ حرص کے ساتھ کھانے والوں کو ہلاک کر دیتی ہیں یا ہلاکت کے قریب پہنچا دیتی ہیں ۔سوائے ہریالی چرنے والے اس جانور کے جو پیٹ بھر کے کھائے کہ جب اس نے کھالیا اور اس کی دونوں کوکھیں بھر گئیں تو اس نے سورج کی طرف منہ کر کے جگالی کر لی اور پھر پاخانہ پیشاب کر دیا اور اس کے بعد پھر لوٹ کے کھالیا ۔اور یہ مال بھی بہت شیریں ہے ۔جس نے اسے حق کے ساتھ لیا اور حق میں خرچ کیا تو وہ بہترین ذریعہ ہے ۔اور جس نے اسے ناجائز طریق سے حاصل کیا تو وہ اس شخص جیسا ہے جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا ۔

۶۲۶ ۔ **حديث** اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ ' فَقَالَ : ((اِنِّي مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَوَ يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقِيْلَ لَهُ : مَا شَاْنُكَ ؟ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ وَلَا يُكَلِّمُكَ ! فَرَاَيْنَا اَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ۔ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ ' فَقَالَ : ((اَيْنَ السَّائِلُ ؟)) وَكَاَنَّهُ حَمِدَهُ '

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے ۔ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے ۔آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے متعلق اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی خوشحالی اور اس کی زیبائش و آرائش کے دروازے کھول دیئے جائیں گے ۔ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اچھائی برائی پیدا کرے گی؟ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے ۔اس لیے اس شخص سے کہا جانے لگا کہ کیا بات تھی ۔تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات پوچھی لیکن آنحضور تم سے بات نہیں کرتے ۔پھر ہم نے محسوس کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے ۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسینہ صاف کیا (جو وحی نازل ہوتے وقت آپ کو آنے لگتا تھا) پھر پوچھا کہ سوال کرنے والے صاحب کہاں ہیں ۔ہم

۶۲۶ ۔ البخاري في : 24 كتاب الزكاة : 47 باب الصدقة على اليتامى ۔

فَقَالَ: ((اِنَّهُ لَا يَاْتِي الْخَيْرَ بِالشَّرِّ، وَاِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ اَوْيُلِمُّ، اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضْرَاءِ، اَكَلَتْ حَتّٰى اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ، فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ، وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا اَعْطٰى مِنْهُ الْمِسْكِيْنَ وَالْيَتِيْمَ وَابْنَ السَّبِيْلِ)) اَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَاِنَّهُ مَنْ يَاْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَيَكُوْنُ شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔

نے محسوس کیا کہ آپ نے اس کے اس سوال کی تعریف کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اچھائی برائی نہیں پیدا کرتی (مگر بے موقع استعمال سے برائی پیدا ہوتی ہے) کیونکہ موسم بہار میں بعض ایسی گھاس بھی اگتی ہے۔ جو جان لیوا یا تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے۔ البتہ ہریالی چرنے والا وہ جانور بچ جاتا ہے کہ خوب چرتا ہے اور جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جاتی ہیں تو سورج کی طرف رخ کر کے پاخانہ پیشاب کر دیتا ہے اور پھر چرتا ہے۔ اسی طرح یہ مال و دولت بھی ایک خوشگوار سبزہ زار ہے اور مسلمان کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جو مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا جائے یا جس طرح نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں اگر کوئی شخص زکوۃ حق دار ہونے کے بغیر لیتا ہے تو اس کی مثال ایسے شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور قیامت کے دن یہ مال اس کے خلاف گواہ ہوگا۔

لغوی توضیح الرُّحَضَاء پسینہ۔ یُلِمُّ ہلاکت کے قریب کر دیتا ہے۔ ثَلَطَتْ گوبر کرتا ہے۔

فہم الحدیث اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ موسم بہار کی پیداوار بعض اوقات مویشیوں کو ہلاک بھی کر دیتی ہے یا ہلاکت کے قریب کر دیتی ہے، وہ اس طرح کہ بعض مویشی کھانے میں اس قدر منہمک ہوتے ہیں کہ زیادہ کھا لیتے ہیں، خوراک ہضم نہیں ہوتی اور ہلاکت کا سبب بنتی ہے۔ جبکہ بعض مویشی حسب ضرورت کھاتے ہیں، پھر پیشاب یا پاخانہ کے ذریعے اس خوراک کو خارج کر کے ہی دوبارہ کھاتے ہیں، یہ ہلاکت سے بچ جاتے ہیں۔ یہی مثال دنیا کی ہے کہ جو اسے جمع کرنے میں اتنا مصروف ہو جائے کہ اسی میں غرق ہو کر رہ جائے تو اسے مال ہلاک کر دیتا ہے یا ہلاکت کے قریب پہنچا دیتا ہے لیکن جو حسب ضرورت مال جمع کرے، پھر اسے خیر کے راستوں میں خرچ بھی کرے تو اسے مال دنیا و آخرت میں فائدہ دیتا ہے اور عزت و وقار عطا کرتا ہے۔

(42) باب فضل التعفف والصبر

تنگیٔ معاش پر صبر کرنے اور سوال نہ کرنے کی فضیلت

٦٢٧۔ حدیث اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ نَاسًا مِنَ الْاَنْصَارِ، سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ، حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: ((مَا يَكُوْنُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے انہیں دیا۔ پھر انہوں نے سوال کیا اور آپ نے پھر دیا۔ یہاں تک کہ جو مال آپ کے پاس تھا اب وہ ختم ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس کوئی مال و دولت ہو تو میں اسے بچا کر نہیں رکھوں گا۔ مگر جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ

٦٢٧۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 50 باب الاستعفاف عن المسئلة (1469) مسلم (1053) ترمذي (2024)۔

يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ ، وَمَا أُعْطِي أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ))۔

بھی اسے سوال کرنے سے محفوظ ہی رکھتا ہے۔اور جو شخص بے نیازی برتتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بے نیاز بنا دیتا ہے اور جو شخص اپنے اوپر زور ڈال کر بھی صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے صبر واستقلال دے دیتا ہے۔اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پایاں خیر نہیں ملی۔

لغوی توضیح فَلَنْ أَدَّخِرَهُ میں اسے ہرگز ذخیرہ کر کے نہیں رکھوں گا۔

(43) باب في الكفاف والقناعة

بقدر ضرورت رزق کی طلب اور قناعت کا بیان

٦٢٨۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوتًا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی ، اے اللہ! آلِ محمد کو اتنی روزی دے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔

لغوی توضیح اَلْكَفَاف بقدرِ ضرورت رزق۔ اَلْقَنَاعَة جتنا ہے اسی پر راضی رہنا۔ قُوْت صرف اتنا رزق جو زندہ رہنے کے لیے کافی ہو۔ یاد رہے کہ وہ روایت ضعیف ہے جس میں ہے کہ قناعت نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔[1]

(44) باب اعطاء من سأل بفحش وغلظة

بیہودگی اور سختی سے مانگنے والے کو بھی دینے کا بیان

٦٢٩۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ، قَالَ : كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ، وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهُ جَذْبَةً شَدِيدَةً ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ أَثَّرَتْ بِهِ حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهِ ، ثُمَّ قَالَ : مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي عِنْدَكَ ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا۔آپ نجران کی بنی ہوئی چوڑے حاشیہ کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔اتنے میں ایک دیہاتی نے آپ کو گھیر لیا، اور زور سے کھینچا۔میں نے آپ کے شانے کو دیکھا، اس پر زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کونے کا نشان پڑ گیا۔پھر کہنے لگا، اللہ کا مال جو آپ کے پاس ہے اس میں سے کچھ مجھ کو دلا ئیے۔آپ نے اس کی طرف دیکھا اور ہنس دیے۔پھر آپ نے اسے دینے کا حکم فرمایا۔

لغوی توضیح جَذَبَهُ آپ کو کھینچا۔ صَفْحَةِ عَاتِقِ شانے کے ایک طرف۔ حَاشِيَةُ الرِّدَاء چادر کا کنارہ۔

فهم الحديث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہل لوگوں کی اذیت کو برداشت کرنا چاہیے اور ان سے اچھے انداز میں پیش

٦٢٨۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 17 باب كيف كان عيش النبي ﷺ واصحابه ...(6460) مسلم (1055)۔

٦٢٩۔ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 19 باب ما كان النبي ﷺ يعطي المؤلفة ...(3149) مسلم (1057)۔

[1] [ضعيف جدا: ضعيف الترغيب (500)]

آنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تالیف قلب کے لیے عطا کیا جا سکتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کس قدر صبر، برداشت اور کمال اخلاق کریمہ کے مالک تھے۔

٦٣٠۔ حدیث الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْبِيَةً، وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا، فَقَالَ مَخْرَمَةُ: يَا بُنَيَّ! اِنْطَلِقْ بِنَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَقَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ، فَخَرَجَ اِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا، فَقَالَ: ((خَبَأْنَا هٰذَا لَكَ)) قَالَ: فَنَظَرَ اِلَيْهِ، فَقَالَ: ((رَضِيَ مَخْرَمَةُ))۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند قبائیں تقسیم کیں۔ اور مخرمہ رضی اللہ عنہ کو اس میں سے ایک بھی نہیں دی۔ انہوں نے (مجھ سے) کہا، بیٹے چلو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلیں۔ میں ان کے ساتھ چلا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اندر جاؤ اور حضور ﷺ سے عرض کرو کہ میں آپ کا منتظر ہوں۔ چنانچہ میں اندر گیا اور حضور اکرم ﷺ کو بلا لایا۔ آپ اس وقت انہی قباؤں میں سے ایک قبا پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے لیے چھپا رکھی تھی، لو اب یہ تمہاری ہے۔ مسور نے بیان کیا کہ (میرے والد) مخرمہ نے قبا کی طرف دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مخرمہ! خوش ہوا یا نہیں؟۔

لغوی توضیح: اَقْبِيَة جمع ہے قُبَاء کی، معنی ہے چادر۔ خَبَأْنَا لَكَ ہم نے تیرے لیے چھپائی۔

(45) باب اعطاء من يخاف على ايمانه

ضعیف الایمان والے کو دینے کا بیان

٦٣١۔ حدیث سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَهْطًا وَاَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ، قَالَ: فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهِ، وَهُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ، فَقُمْتُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَارَرْتُهُ، فَقُلْتُ: مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ! وَاللّٰهِ اِنِّي لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا۔ قَالَ: ((اَوْ مُسْلِمًا)) قَالَ: فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَعْلَمُ فِيهِ۔ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ! وَاللّٰهِ اِنِّي لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ: ((اَوْ مُسْلِمًا)) قَالَ:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند اشخاص کو کچھ مال دیا۔ اسی جگہ میں بھی بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے ایک شخص کو چھوڑ دیا اور اسے کچھ نہ دیا۔ حالانکہ ان لوگوں میں وہی مجھے زیادہ پسند تھا۔ آخر میں نے رسول اللہ ﷺ کے قریب جا کر چپکے سے عرض کی، فلاں شخص کو آپ نے کچھ بھی نہیں دیا؟ واللہ میں اسے مومن خیال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، (مومن) یا مسلمان؟ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میں تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔ لیکن میں ان کے متعلق جو کچھ جانتا تھا اس نے مجھے مجبور کیا، اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ فلاں شخص سے کیوں خفا ہیں، واللہ! میں اسے مومن سمجھتا ہوں۔ آپ نے

٦٣٠۔ البخاری فی: 51 کتاب الھبة: 19 باب کیف یقبض العبد والمتاع (2599) مسلم (1058) ترمذی (2818)۔

٦٣١۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 53 باب قول الله تعالی "لا یسألون الناس إلحافا"، مسلم (150)۔

فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ فِيْهِ ' فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ! وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ : ((أَوْ مُسْلِمًا)) فَقَالَ : ((إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ ' وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ ' خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ)) ۔

فرمایا، (مومن) یا مسلمان؟ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں ایک شخص کو دیتا ہوں (اور دوسرے کو نظر انداز کر جاتا ہوں) مجھے ڈر اس بات کا رہتا ہے کہ کہیں اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں نہ ڈال دیا جائے۔

لغوی توضیح رَهْطًا گروہ، جماعت۔ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ وہ مجھے زیادہ پسند ہے دین واخلاق کے اعتبار سے۔ فَسَارَرْتُهُ میں نے آپ سے خفیہ طور پر بات کی۔ أَوْ مُسْلِمًا (مومن) یا مسلمان، کیونکہ کسی کے اسلام کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے جو ظاہری اعمال کا نام ہے جبکہ ایمان کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ دل میں مخفی ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ بعض اوقات افضل کو چھوڑ کر غیر افضل کو اس لیے عطا کرتے کہ وہ اسلام سے نہ پھر جائے اور جہنم کا ایندھن نہ بن جائے۔ آپ ﷺ تالیف قلب کے لیے جن کو عطا کرتے وہ یہ ہیں: ① وہ کافر جو اسلام کی طرف مائل ہوتے اور ان سے اسلام لانے کی امید ہوتی۔ ② وہ نومسلم افراد جنہیں اسلام پر مضبوطی سے قائم رکھنا مقصود ہوتا۔ ③ وہ افراد جنہیں عطا کرنے کی صورت میں یہ امید ہو کہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے سے روکیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں زکوٰۃ کے مال سے بھی دیا جا سکتا ہے۔ آئندہ احادیث میں بھی تالیف قلب کا ذکر ہے۔

(46) باب اعطاء المؤلفة قلوبهم على الاسلام و تصبر من قوی ایمانه

تالیف قلب کے لیے دینے اور قوی الایمان والوں کے صبر کرنے کا بیان

٦٣٢۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ ' أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ فَطَفِقَ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا : يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ! يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا ' وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ ؟ قَالَ أَنَسٌ : فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ ' فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ

حضرت انس بن مالک ؓ نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قبیلہ ہوازن کے اموال میں سے غنیمت دی اور آپ قریش کے بعض آدمیوں کو (تالیفِ قلب کی غرض سے) سو سو اونٹ دینے لگے۔ تو بعض انصاری لوگوں نے کہا، اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی بخشش کرے، آپ قریش کو تو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ ان کا خون ابھی تک ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے انصار کو بلایا، اور انہیں چمڑے کے ایک ڈیرے میں جمع کیا، ان کے سوا کسی دوسرے صحابی کو آپ نے نہیں بلایا۔ جب سب انصاری

٦٣٢۔ البخاری فی: 57 کتاب فرض الخمس: 19 باب ما کان النبی ﷺ یعطی المؤلفة...(3146) مسلم (1059)۔

اَدَمٍ ' وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ اَحَدًا غَيْرَهُمْ ' فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَ هُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : ((مَاكَانَ حَدِيْثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟)) قَالَ لَهُ فُقَهَاؤُهُمْ : اَمَّا ذَوُو آرَائِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا ' وَاَمَّا اُنَاسٌ مِنَّا حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ ' فَقَالُوْا : يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ! يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُ الْاَنْصَارَ ' وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنِّي لَاُعْطِي رِجَالًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ ' اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ ' وَتَرْجِعُوْنَ اِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَوَاللّٰهِ ! مَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهِ)) قَالُوْا : بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَدْ رَضِيْنَا ۔ فَقَالَ لَهُمْ : ((اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي اَثَرَةً شَدِيْدَةً ' فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ عَلَى الْحَوْضِ)) قَالَ اَنَسٌ : فَلَمْ نَصْبِرْ ۔

لوگ جمع ہو گئے تو آپ بھی تشریف لائے اور دریافت فرمایا، کہ آپ لوگوں کے بارے میں جو بات مجھے معلوم ہوئی وہ کہاں تک صحیح ہے؟ انصار کے سمجھ دار لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم میں جو عقل والے ہیں، وہ تو کوئی ایسی بات زبان پر نہیں لائے ۔ ہاں چند نوعمر لڑکے ہیں انہوں نے ہی یہ کہا ہے کہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی بخشش کرے، آپ قریش کو تو دے رہے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے، حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میں بعض ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جن کا کفر کا زمانہ ابھی گذرا ہی ہے۔ (اوران کو دے کران کا دل ملاتا ہوں) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب دوسرے لوگ مال و دولت لے کر واپس جارہے ہوں گے، تو تم لوگ اپنے گھروں کو اللہ کے رسول لے کر واپس جارہے ہوگے۔ اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ جو کچھ واپس جارہا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو دوسرے لوگ اپنے ساتھ واپس لے جائیں گے۔ سب انصاریوں نے کہا۔ بے شک یا رسول اللہ! ہم اس پر راضی اور خوش ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسرے لوگوں کو مقدم کیا جائے گا، اس وقت تم صبر کرنا، (دنگا فساد نہ کرنا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جاملو، اور اس کے رسول سے حوض کوثر پر۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، پھر ہم سے صبر نہ ہوسکا۔

لغوی توضیح حِيْنَ اَفَاءَ اللّٰهُ جب اللہ نے مال فی عطا کیا، یہ وہ مال ہے جو بغیر جنگ کے کفار سے حاصل ہو۔ قُبَّة مِنْ اَدَم چمڑے کا خیمہ۔ حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ چند نوعمر لڑکے۔ اَثَرَةً شَدِيْدَةً مراد ہے حکومتی اُمور اور مناصب میں سخت ظلم وزیادتی، اس طرح کہ اہل کے مقابلے میں نااہل کو ترجیح دی جائے گی، مستحق کو چھوڑ کر غیر مستحق کو مال دیا جائے گا۔ اس وقت تم صبر کرنا کیونکہ اس وقت صبر کرنے والوں کو بلاحساب اجر دیا جائے گا۔

٦٣٣۔ حديث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ : دَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْاَنْصَارَ ' فَقَالَ : ((هَلْ فِيْكُمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے انصار کو خاص طور سے ایک مرتبہ بلایا، پھر ان سے پوچھا کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی

٦٣٣۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 14 باب ابن اخت القوم ومولى القوم منهم ۔

أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ؟)) قَالُوْا : لَا ' إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ))۔

رہتا ہے جس کا تعلق تمہارے قبیلے سے نہ ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ صرف ہمارا ایک بھانجا ایسا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے۔

٦٣٤۔ حديث أَنَسٍ ﷺ ' قَالَ : قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ ' وَأَعْطَى قُرَيْشًا : وَاللّٰهِ ! إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْعَجَبُ ' إِنَّ سُيُوفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ قُرَيْشٍ ' وَ غَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ! فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ ' فَدَعَا الْأَنْصَارَ ' قَالَ ' فَقَالَ : ((مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟)) وَكَانُوْا لَا يَكْذِبُوْنَ ۔ فَقَالُوْا : هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ ۔ قَالَ : ((أَوَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلَى بُيُوْتِهِمْ ' وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى بُيُوْتِكُمْ ؟ لَوْ سَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن جب رسول اللہ ﷺ نے قریش کو غزوۂ حنین کی غنیمت کا سارا مال دے دیا تو بعض نوجوان انصاریوں نے کہا (اللہ کی قسم!) یہ تو عجیب بات ہے ابھی ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور ہمارا حاصل کیا ہوا مال غنیمت صرف انہیں دیا جا رہا ہے۔ اس کی خبر نبی ﷺ کو ملی تو آپ نے انصار کو بلایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو خبر مجھے ملی ہے کیا وہ صحیح ہے؟ انصار لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ انہوں نے عرض کر دیا کہ آپ کو صحیح اطلاع ملی ہے جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے خوش اور راضی نہیں ہو کہ جب سب لوگ غنیمت کا مال لے کر اپنے گھروں کو واپس ہوں گے تو تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لیے اپنے گھروں کو جاؤ گے؟ انصار جس نالے یا گھاٹی میں چلیں گے تو میں بھی اسی نالے یا گھاٹی میں چلوں گا۔

٦٣٥۔ حديث أَنَسٍ ﷺ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنٍ الْتَقَى هَوَازِنُ ' وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَشَرَةُ آلَافٍ وَالطُّلَقَاءُ فَأَدْبَرُوْا قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ!)) قَالُوْا : لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَسَعْدَيْكَ ! لَبَّيْكَ ' نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ ! فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ ' فَقَالَ : ((أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ)) فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ ' فَأَعْطَى الطُّلَقَاءَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین میں جب قبیلہ ہوازن سے جنگ شروع ہوئی تو نبی ﷺ کے ساتھ دس ہزار فوج تھی قریش کے وہ لوگ بھی ساتھ تھے جنہیں فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے چھوڑ دیا تھا۔ پھر سب نے پیٹھ پھیر لی حضور ﷺ نے پکارا' اے انصاریو! انہوں نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں' یا رسول اللہ! آپ کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے ہم حاضر ہیں ہم آپ کے سامنے ہیں! پھر حضور ﷺ اپنی سواری سے اتر گئے اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر مشرکین کو شکست ہوگئی۔ جن لوگوں کو حضور ﷺ نے فتح مکہ کے بعد چھوڑ دیا تھا

٦٣٤۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الأنصار: 1 باب مناقب الأنصار ۔

٦٣٥۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 56 باب غزوة الطائف ۔

شَيْئًا ۔ فَقَالُوْا فَدَعَاهُمْ فَاَدْخَلَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ: ((اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَاخْتَرْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ))۔

اورمہاجرین کوآنحضرت ﷺ نے دیا لیکن انصار کو کچھ نہ دیا۔اس پر انصار نے اپنے غم کا ظہار کیا تو آپ نے بلایا اور ایک خیمہ میں جمع کیا پھر فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ بکری اور اونٹ اپنے ساتھ لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔آپ نے فرمایا اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا۔

لغوی توضیح يَوْمَ حُنَيْن غزوۂ حنین، یہ غزوہ ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد پیش آیا،اس میں ۱۲ ہزار صحابہ نے شرکت کی۔الطُّلَقَاء جمع ہے طَلِيْق کی،معنی ہے آزاد چھوڑے ہوئے،مراد وہ لوگ ہیں جنہیں احسان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فتح مکہ کے روز آزاد چھوڑ دیا تھا،نہ انہیں قتل کیا اور نہ قیدی بنایا۔اِنْهَزَمَ شکست ہوئی۔

۶۳۶۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ ؓ ، قَالَ : لَمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ شَيْئًا ! فَكَاَنَّهُمْ وَجَدُوْا ، اِذَا لَمْ يُصِبْهُمْ مَا اَصَابَ النَّاسَ ، فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ ! اَلَمْ اَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِي ، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَاَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِي ، وَعَالَةً فَاَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِي؟)) كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا ، قَالُوا : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمَنُّ قَالَ: ((مَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تُجِيْبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟)) قَالَ : كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا ، قَالُوا : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمَنُّ ، قَالَ: ((لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ : جِئْتَنَا كَذَا وَ كَذَا ، اَتَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ ﷺ اِلَى

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم ؓ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو غنیمت دی تھی آپ نے اس کی تقسیم کمزور ایمان کے لوگوں میں (جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے) کردی اور انصار کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔اس کا انہیں کچھ ملال ہوا کہ وہ مال جو آنحضرت ﷺ نے دوسروں کو دیا ہمیں کیوں نہ دیا۔ آپ نے اس کے بعد انہیں خطاب کیا اور فرمایا اے انصاریو! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا پھر تم کو میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی اور تم میں آپس میں دشمنی اور نا اتفاقی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تم میں باہم الفت پیدا کی اور تم محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ غنی کیا۔آپ ﷺ کے ایک ایک جملے پر انصار کہتے جاتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری باتوں کا جواب دینے سے تمہیں کون سی چیز مانع رہی؟ حضور ﷺ کے ہر ارشاد پر انصار عرض کرتے جاتے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو مجھ سے

۶۳۶۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 56 باب غزوۃ الطائف (3150) مسلم (1061) احمد (16470)۔

رِحَالِكُمْ ؟ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْاَنْصَارِ ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا ، الْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ ، اِنَّكَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ))۔

اس طرح بھی کہہ سکتے تھے (کہ آپ ﷺ آئے تو لوگ آپ کو جھٹلا رہے تھے' لیکن ہم نے آپ کی تصدیق کی وغیرہ) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب لوگ اونٹ اور بکریاں لے جا رہے ہوں گے تو تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ کو ساتھ لئے جا رہے ہو گے؟ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی بن جاتا۔ لوگ خواہ کسی گھاٹی یا وادی میں چلیں' میں تو انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ انصار اس کپڑے کی طرح ہیں یعنی استر جو ہمیشہ جسم سے لگا رہتا ہے اور دوسرے لوگ اوپر کے کپڑے کی طرح ہیں۔ یعنی تم لوگ (انصار) دیکھو گے کہ میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ تم ایسے وقت میں صبر کرنا' یہاں تک کہ مجھے حوض پر آ ملو۔

٦٣٧۔ **حديث** عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ ، قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ النَّبِيُّ اُنَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَاَعْطَى الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ ، وَاَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَاَعْطَى اُنَاسًا مِنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ ، فَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ قَالَ رَجُلٌ : وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذِهِ الْقِسْمَةَ مَا عُدِلَ فِيْهَا ، وَمَا اُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ! لَاُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ، فَاَتَيْتُهُ فَاَخْبَرْتُهُ ، فَقَالَ: ((فَمَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ؟ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسَى ، قَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حنین کی لڑائی کے بعد نبی ﷺ نے (غنیمت کی) تقسیم میں بعض لوگوں کو زیادہ دیا۔ جیسے اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دیے' اتنے ہی اونٹ عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ کو دیئے اور کئی عرب کے اشراف لوگوں کو اسی طرح تقسیم میں زیادہ دیا۔ اس پر ایک شخص نے کہا' کہ اللہ کی قسم! اس تقسیم میں نہ تو عدل کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا خیال ہوا۔ میں نے کہا واللہ! اس کی خبر میں رسول اللہ ﷺ کو ضرور دوں گا۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا' اگر اللہ اور اس کا رسول بھی عدل نہ کرے تو پھر کون عدل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے کہ ان کو لوگوں کے ہاتھوں اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی لیکن انہوں نے صبر کیا۔

(47) باب ذكر الخوارج وصفاتهم

خارجیوں کا ذکر اور ان کے اوصاف کا بیان

٦٣٨۔ **حديث** جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ، قَالَ :

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مقام

٦٣٧۔ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 19 باب ما كان النبي ﷺ يعطي المؤلفة ...(3150) مسلم (1062)۔

٦٣٨۔ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 15 باب ومن الدليل على ان الخمس...(3138) مسلم (1063)۔

بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ غَنِيْمَةً بِالْجِعْرَانَةِ، إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: اِعْدِلْ - فَقَالَ لَهُ: ((شَقِيْتُ اِنْ لَمْ اَعْدِلْ)) -

جعرانہ میں غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ ایک شخص (ذوالخویصرہ) نے آپ سے کہا' انصاف سے کام لیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر میں بھی انصاف سے کام نہ لوں تو بد بخت ہوا۔

لغوی توضیح اَلْخَوَارِج یہ ایک گمراہ فرقہ ہے۔ اس کی سات شاخیں ہیں؛ اباضیہ، محکمیہ، حیسیہ، ازارقہ، بخدات، صفریہ اور عجاردہ۔ یہ لوگ کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر اور دائمی جہنمی قرار دیتے ہیں اور جوان کا مذہب نہ مانے اسے بھی کافر کہتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ انہیں تمام مخلوقات سے بدتر کہا کرتے تھے اس لیے کہ انہوں نے اُن آیات کو جو کافروں کے حق میں اتری تھیں، مسلمانوں پر چسپاں کر دیا تھا، اب جو کوئی امام اور حاکم اسلام کے مقابلہ میں بغاوت کرے اسے بھی خارجی کہا جاتا ہے۔[1] اس اور آئندہ احادیث میں انہی خوارج کی چند صفات کا ذکر ہے۔ اَلْجِعِرَّانَة مکہ کے قریب ایک مقام، جہاں غزوۂ حنین کا مال غنیمت اکٹھا کیا گیا۔

٦٣٩ - حديث اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه، قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ رضي الله عنه اِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْاَرْبَعَةِ، الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِيِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ، وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ، ثُمَّ اَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ، ثُمَّ اَحَدِ بَنِي كِلَابٍ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ قَالُوْا: يُعْطِي صَنَادِيدَ اَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا؟ قَالَ: ((اِنَّمَا اَتَاَلَّفُهُمْ)) فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ، نَاتِئُ الْجَبِيْنِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوْقٌ، فَقَالَ، اتَّقِ اللّٰهَ يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ: ((مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُ؟ اَيَاْمَنُنِي اللّٰهُ عَلَى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنَنِي!)) فَسَاَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ، اَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (یمن سے) نبی ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا تو آپ نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا' اقرع بن حابس حنظلی مجاشعی' عیینہ بن بدر فزاری' زید طائی بنونبہان والے اور علقمہ بن علاثہ عامری بنوکلاب والے۔ اس پر قریش اور انصار کے لوگوں کو غصہ آیا اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کے بڑوں کو تو دیا لیکن ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں صرف ان کے دل ملانے کے لئے انہیں دیتا ہوں (کیوں کہ ابھی حال ہی میں یہ لوگ مسلمان ہوئے ہیں) پھر ایک شخص سامنے آیا' اس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں۔ کلے پھلے ہوئے تھے' پیشانی بھی اٹھی ہوئی تھی' داڑھی بہت گھنی تھی اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے محمد! اللہ سے ڈرو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر اس کی فرمانبرداری کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے روئے زمین پر دیانت دار بنا کر بھیجا ہے۔ کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟ اس شخص کی اس گستاخی پر ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی' میرا خیال

٦٣٩ - البخاري في: 6 كتاب الانبياء: 6 باب قول الله تعالى "والى عاد اخاهم هودا" (3344) مسلم (1064) -

[1] [النهاية لابن الاثير اردو، المعروف بـلغات الحديث (1/ 572) الغلو في التكفير (ص: 45)]

' فَمَنَعَهُ - فَلَمَّا وَلَّى ' قَالَ : ((إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِي هَذَا)) أَوْ ((فِي عَقِبِ هَذَا قَوْمٌ يَقْرَئُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ ' يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ ' وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ))۔

ہے کہ یہ حضرت خالد بن ولید تھے' لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس سے روک دیا۔ پھر وہ شخص وہاں سے چلنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نسل سے یا (آپ نے فرمایا کہ) اس شخص کے بعد اس کی قوم سے ایسے لوگ جھوٹے مسلمان پیدا ہوں گے' جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے' لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میری زندگی اس وقت تک باقی رہے تو میں ان کو اس طرح قتل کروں گا جیسے قوم عاد کا (عذاب الٰہی سے) قتل ہوا تھا کہ ایک بھی باقی نہ بچا۔

لغوی توضیح بِذُهَيْبَة سونے کا ایک ٹکڑا۔ صَنَادِيد سردار۔ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ اندر دھنسی ہوئی آنکھیں۔ مُشْرِفُ اُبھری ہوئی۔ الْوَجْنَتَيْنِ آنکھوں کے نیچے کی دو ہڈیاں۔ نَاتِئُ الْجَبِينِ پیشانی اٹھی ہوئی۔ كَثُّ اللِّحْيَة گھنی داڑھی۔ مَحْلُوق سر منڈا ہوا۔ مِنْ ضِئْضِئِي هٰذَا اس کی نسل سے۔ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، یعنی دل تک نہیں پہنچے گا کہ انہیں اس کی کچھ سمجھ بھی آئے یا یہ کہ اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوگا۔ حَنَاجِر کی واحد حَنجرة ہے، مراد ہے حلق۔ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ دین سے نکل جائیں گے۔ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ میں انہیں قوم عاد کے قتل کی طرح قتل کروں، یعنی ان کی جڑ کاٹ دوں حتیٰ کہ کسی کو بھی باقی نہ چھوڑوں۔ جیسا کہ قوم عاد کے متعلق قرآن میں ہے کہ "کیا تم ان میں سے کسی کو باقی دیکھتے ہو۔" [الحاقة : ٨]

٦٤٠ - حديث أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ' قَالَ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ﷺ ' إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا ' قَالَ : فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ : بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ ' وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ ' وَزَيْدِ الْخَيْلِ ' وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ : كُنَّا نَحْنُ أَحَقُّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ قَالَ : فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ '

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یمن سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بیری کے پتوں سے دباغت دیئے ہوئے چمڑے کے ایک تھیلے میں سونے کے چند ڈلے بھیجے ان سے (کان کی) مٹی بھی ابھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا' عیینہ بن بدر' اقرع بن حابس' زید بن خیل اور چوتھے علقمہ تھے یا عامر بن طفیل۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب نے اس پر کہا کہ ان لوگوں سے زیادہ ہم اس سونے کے مستحق تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا تم مجھ پر

٦٤٠ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 61 باب بعث علي ابن ابي طالب وخالد بن الوليد الى اليمن قبل حجة الوداع -

فَقَالَ: ((أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً؟)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ، نَاشِزُ الْجَبْهَةِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، مُشَمَّرُ الْإِزَارِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اتَّقِ اللّٰهَ۔ قَالَ: ((وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقُّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ؟)) قَالَ: ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ۔

قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: ((لَا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُوْنَ يُصَلِّي)) فَقَالَ خَالِدٌ: وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهِ مَالَيْسَ فِي قَلْبِهِ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَمْ أُوْمَرْ أَنْ أَنْقُبَ قُلُوْبَ النَّاسِ، وَلَا أَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ)) قَالَ: ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ، وَهُوَ مُقَفٍّ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِي هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)) وَأَظُنُّهُ قَالَ: ((لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ))۔

اعتبار نہیں کرتے حالانکہ اس اللہ نے مجھ پر اعتبار کیا ہے جو آسمان پر ہے اور اس کی جو آسمان پر ہے' وحی میرے پاس صبح وشام آتی ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں' دونوں رخسار پھولے ہوئے تھے' پیشانی بھی ابھری ہوئی تھی' گھنی داڑھی اور سر منڈا ہوا' تہبند اٹھائے ہوئے تھا' کھڑا ہوا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ! اللہ سے ڈریے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' افسوس! تجھ پر' کیا میں اس روئے زمین پر اللہ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ راوی نے بیان کیا پھر وہ شخص چلا گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کیوں نہ اس شخص کی گردن ماردوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ اس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بہت سے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جو زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے دل میں وہ نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کا حکم نہیں ہوا ہے کہ لوگوں کے دلوں کی کھوج لگاؤں اور نہ اس کا حکم ہوا ہے کہ ان کے پیٹ چاک کروں۔ راوی نے کہا پھر آنحضرت ﷺ نے اس (منافق) کی طرف دیکھا تو وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک ایسی قوم نکلے گی جو کتاب اللہ کی تلاوت بڑی خوش الحانی کے ساتھ کرے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ لوگ اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے۔ (حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) اور میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا' اگر میں ان کے دور میں ہوا تو ثمود کی قوم کی طرح ان کو بالکل قتل کر ڈالوں گا۔

لغوی توضیح أَدِيم چمڑا۔ مَقْرُوْظ قرظ بوٹی کے پتوں سے رنگا ہوا۔ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا ان سے کان کی مٹی بھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ اٹھی ہوئی پیشانی۔ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ تہبند (پنڈلیوں تک) اٹھائے ہوئے۔ قَتْلَ ثَمُوْدَ قوم ثمود کے قتل کی طرح، یعنی سب کو قتل کر دیتا جیسا کہ قرآن کریم میں قوم ثمود کے متعلق ذکر ہے کہ ''اور ثمود کو بھی (جن میں سے) ایک کو بھی باقی نہ رکھا۔'' [النجم: ۵۱]

٦٤١۔ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ' یَقُوْلُ : ((یَخْرُجُ فِیْکُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَکُمْ مَعَ صَلَاتِھِمْ ' وَصِیَامَکُمْ مَعَ صِیَامِھِمْ ' وَعَمَلَکُمْ مَعَ عَمَلِھِمْ ' وَیَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ ' لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ ' یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ ' یَنْظُرُ فِی النَّصْلِ فَلَا یَرٰی شَیْئًا ' وَیَنْظُرُ فِی الْقِدْحِ فَلَا یَرٰی شَیْئًا ' وَیَنْظُرُ فِی الرِّیْشِ فَلَا یَرٰی شَیْئًا ' وَیَتَمَارٰی فِی الْفُوْقِ)) ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ تم میں ایک قوم ایسی پیدا ہوگی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے۔ ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنا عمل حقیر نظر آئے گا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے۔ لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے۔ (اور وہ بھی اتنی صفائی کے ساتھ کہ تیر چلانے والا) تیر کے پھل میں دیکھتا ہے تو اس میں بھی (شکار کے خون وغیرہ کا) کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ اس سے اوپر دیکھتا ہے وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ تیر کے پر کو دیکھتا ہے اور وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ البتہ سوفار میں کچھ شبہ گزرتا ہے۔

لغوی توضیح النَّصْل تیر پر لگا ہوا لوہا۔ الرِّیْش تیر کا پر۔ الْقِدْح نصل اور ریش کا درمیانی حصہ۔ فَیَتَمَارٰی شک کرتا ہے۔ الْفُوْق سوفار، تیر کی چٹکی یعنی وہ حصہ جو چلّے پر رکھا جاتا ہے۔

٦٤٢۔ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ' وَھُوَ یَقْسِمُ قَسْمًا ' اَتَاہُ ذُو الْخُوَیْصِرَۃِ ' وَھُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِی تَمِیْمٍ ۔ فَقَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! اعْدِلْ ۔ فَقَالَ وَیْلَکَ ! وَمَنْ یَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ ؟ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَمْ اَکُنْ اَعْدِلُ)) فَقَالَ عُمَرُ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! ائْذَنْ لِی فِیْہِ ' فَاَضْرِبَ عُنُقَہٗ ۔ فَقَالَ : ((دَعْہُ ' فَاِنَّ لَہٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلَاتَہٗ مَعَ صَلَاتِھِمْ ' وَصِیَامَہٗ مَعَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے اور آپ (جنگِ حنین کا مالِ غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ نامی آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس! اگر میں ہی انصاف نہ کروں تو دنیا میں پھر کون انصاف کرے گا؟ اگر میں ظالم ہو جاؤں تب تو میری بھی تباہی اور بربادی ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! اس کے بارے میں مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اس کے جوڑ کے کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں (بظاہر) حقیر سمجھو گے اور تم

٦٤١۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 36 باب من رایا بقراء ۃ او تاکل بہ او فخر بہ۔

٦٤٢۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 25 باب علامات النبوۃ فی الإسلام۔

صِيَامِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ وَهُوَ قِدْحُهُ فَلَا يُوجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلَى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ))۔

قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي نَعَتَهُ۔

اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابل ناچیز سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے زوردار تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔ اس تیر کے پھل کو اگر دیکھا جائے گا تو اس میں کوئی چیز (خون وغیرہ) نظر نہ آئے گی۔ پھر اس کے پٹھے کو اگر دیکھا جائے تو جڑ میں اس کے پھل کے داخل ہونے کی جگہ سے اوپر جو لگایا جاتا ہے تو وہاں بھی کچھ نہ ملے گا اس کے نضی (نضی تیر میں لگائی جانے والی لکڑی کو کہتے ہیں) کو دیکھا جائے گا تو وہاں بھی کچھ نشان نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر اس کے پر کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا۔ حالانکہ گندگی اور خون سے وہ تیر گزرا ہے۔ ان کی علامت ایک کالا شخص ہو گا اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح (اٹھا ہوا) ہو گا یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہو گا اور حرکت کر رہا ہو گا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے بہترین گروہ سے بغاوت کریں گے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان (یعنی خوارج) سے جنگ کی تھی اس وقت میں بھی حضرت علی کے ساتھ تھا اور انہوں نے اس شخص کو تلاش کرایا (جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گروہ کی علامت کے طور پر بتلایا تھا) آخر وہ لایا گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس کا سارا حلیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کئے ہوئے اوصاف کے عین مطابق تھا۔

لغوی توضیح إِحْدَى عَضُدَيْهِ اس کا ایک بازو۔ مِثْلُ الْبَضْعَةِ گوشت کے لوتھڑے کی مانند۔ تَدَرْدَرُ حرکت کر رہا ہوگا۔

(48) باب التحريض على قتل الخوارج — خارجیوں کے قتل کی رغبت دلانا

٦٤٣۔ حَدِيْثُ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِذَا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جب تم سے کوئی بات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

٦٤٣۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3611) مسلم (1066) ابو داود (4763)۔

حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ. سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ، حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

کے حوالہ سے بیان کروں تو یہ سمجھو کہ میرے لئے آسمان سے گر جانا اس سے بہتر کہ میں آنحضرت ﷺ پر کوئی جھوٹ باندھوں۔ البتہ جب میں اپنی طرف سے کوئی بات تم سے کہوں تو لڑائی تو تدبیر اور فریب ہی کا نام ہے (اس میں کوئی بات بنا کر کہوں تو ممکن ہے) دیکھو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو چھوٹے چھوٹے دانتوں والے، کم عقل اور بے وقوف ہوں گے بات وہ کہیں گے جو دنیا کی بہترین بات ہو گی۔ لیکن اسلام سے اس طرح صاف نکل چکے ہوں گے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کے قتل سے قاتل کو قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

لغوی توضیح أَخِرَّ میں گر جاؤں۔ خُدْعَة دھوکہ وفریب۔ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ چھوٹے دانتوں والے۔ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ کم عقل۔ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ ان کے قتل میں اجر ہے۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جنگ کی تھی اور انہیں چن چن کر قتل کیا تھا۔

(49) باب الخوارج شر الخلق والخليقة

خوارج کا ساری مخلوق سے بدتر ہونے کا بیان

٦٤٤۔ حديث سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ: هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ، وَأَهْوَى بِيَدِهِ قِبَلَ الْعِرَاقِ: ((يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

یسیر بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا آپ نے نبی ﷺ کو خوارج کے سلسلے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے اور آپ نے عراق کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا تھا کہ ادھر سے ایک جماعت نکلے گی۔ یہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے باہر نکل جاتا ہے۔

فہم الحدیث ایک دوسری روایت میں خوارج کے متعلق آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ یعنی وہ مخلوق کے بدترین لوگ ہیں۔[1]

٦٤٤۔ البخاري في: 88 كتاب استتابة المرتدين: 7 باب من ترك قتال الخوارج... (6934) مسلم (1068)۔

[1] [مسلم (1067)]

(50) باب تحريم الزكاة على رسول الله ﷺ وعلى آله وهم بنوهاشم وبنو المطلب دون غيرهم

رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اولاد یعنی بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب پر زکوۃ لینا حرام ہے

٦٤٥۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَيَجِيءُ هٰذَا بِتَمْرِهِ، وَهٰذَا مِنْ تَمْرِهِ، حَتّٰى يَصِيْرَ عِنْدَهُ كَوْمًا مِنْ تَمْرٍ۔ فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَانِ بِذٰلِكَ التَّمْرِ، فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهَا فِي فِيْهِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيْهِ، فَقَالَ: ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَأْكُلُوْنَ الصَّدَقَةَ؟))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس توڑنے کے وقت زکوۃ کی کھجور لائی جاتی۔ ہر شخص اپنی زکوۃ لاتا اور نوبت یہاں تک پہنچتی کہ کھجور کا ایک ڈھیر لگ جاتا (ایک مرتبہ) حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) ایسی ہی کھجوروں سے کھیل رہے تھے کہ ایک نے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے جونہی دیکھا تو ان کے منہ سے وہ کھجور نکال لی اور فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ محمد ﷺ کی اولاد زکوۃ کا مال نہیں کھا سکتی۔

فہم الحدیث: اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ محمد ﷺ اور آلِ محمد (بنو مطلب اور بنو ہاشم) کے لیے زکوۃ حلال نہیں۔ نیز آلِ محمد کے غلاموں کے لیے بھی صدقہ و زکوۃ حلال نہیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ قوم کے غلام بھی انہی میں سے ہوتے ہیں۔[1]

٦٤٦۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنِّي لَأَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا، ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً فَأُلْقِيهَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں اپنے گھر جاتا ہوں وہاں مجھے میرے بستر پر کھجور پڑی ہوئی ملتی ہے، میں اسے کھانے کے لئے اٹھا لیتا ہوں۔ لیکن پھر یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں یہ صدقہ کی کھجور نہ ہو تو میں اسے پھینک دیتا ہوں۔

٦٤٧۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِتَمْرَةٍ مَسْقُوْطَةٍ، فَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً لَأَكَلْتُهَا))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ایک گری ہوئی کھجور پر گزرے تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے صدقہ ہونے کا شبہ نہ ہوتا تو میں اسے کھا لیتا۔

٦٤٥۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 57 باب اخذ صدقة التمر عند صرام النخل (1485) مسلم (1069)۔

٦٤٦۔ البخاري في: 45 كتاب اللقطة: 45 باب إذا وجد تمرة في الطريق (2432) مسلم (1070) بغوى (1606)۔

٦٤٧۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 4 باب ما يتنزه من الشبهات (2055) مسلم (1071) ابو يعلى (2975)۔

[1] [صحيح: صحيح ابو داود' ابو داود (1650) ترمذى (657) مسند احمد (6/ 128)]

(52) باب اباحة الهدية للنبی ﷺ ولبنی هاشم و بنی المطلب ، وان كان المهدی ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة وحلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه

نبی ﷺ اور آپ کی اولاد کے لیے ہدیہ حلال ہے خواہ ہدیہ دینے والے نے بطور صدقہ حاصل کیا ہو کیونکہ جب صدقہ کا مستحق اسے اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے تو وہ صدقہ نہیں رہتا بلکہ جن کے لیے صدقہ لینا حرام ہے وہ ان کے لیے بھی حلال ہو جاتا ہے

٦٤٨۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِلَحْمٍ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰی بَرِیْرَةَ ، فَقَالَ: ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ ، وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی خدمت میں وہ گوشت پیش کیا گیا جو بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ کے طور پر ملا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ گوشت اس پر صدقہ تھا لیکن ہمارے لئے یہ ہدیہ ہے۔

٦٤٩۔ حدیث اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ ، قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی عَائِشَةَ ، فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكُمْ شَیْءٌ؟)) فَقَالَتْ: لَا! اِلَّا شَیْءٌ بَعَثَتْ بِهِ اِلَيْنَا نُسَيْبَةُ مِنَ الشَّاةِ الَّتِی بَعَثْتَ بِهَا مِنَ الصَّدَقَةِ ۔ فَقَالَ: ((اِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا))۔

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ نہیں کوئی چیز نہیں۔ ہاں نسیبہ کا بھیجا ہوا اس بکری کا گوشت ہے جو انہیں صدقہ کے طور پر ملی ہے۔ تو آپ نے فرمایا لاؤ خیرات تو اپنے ٹھکانے پہنچ گئی۔

لغوی توضیح: نُسَيْبَة اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کا نام۔ قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا صدقہ اپنی جگہ پہنچ چکا، یعنی صدقہ اُم عطیہ کے لیے تھا جو اسے مل چکا جبکہ ہمیں تو یہ ہدیہ ملا ہے اس لیے ہم اسے قبول کریں گے۔

(53) باب قبول النبی الهدية ورده الصدقة

نبی ﷺ ہدیہ قبول کر لیتے مگر صدقہ وزکوٰۃ قبول نہ فرماتے

٦٥٠۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُتِیَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْهُ ، ((اَهَدِيَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ؟)) فَاِنْ قِيْلَ صَدَقَةٌ ، قَالَ لِاَصْحَابِهِ: ((كُلُوْا)) وَلَمْ يَاْكُلْ وَاِنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کوئی کھانے کی چیز لائی جاتی تو آپ دریافت فرماتے' یہ تحفہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ اپنے اصحاب سے فرماتے کہ کھاؤ' آپ خود نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ تحفہ ہے تو آپ خود بھی

٦٤٨۔ البخاری فی: 24 كتاب الزكاة: 62 باب إذا تحولت الصدقة (1495) مسلم (1074) ابوداود (1655)۔
٦٤٩۔ البخاری فی: 24 كتاب الزكاة: 62 باب إذا تحولت الصدقة (1446) مسلم (1076) ابن حبان (5119)۔
٦٥٠۔ البخاری فی: 51 كتاب الهبة: 7 باب قبول الهدية (2576) مسلم (1077) شرح السنه (1608)۔

قِيْلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهِ ﷺ ' فَاَكَلَ مَعَهُمْ ۔

ہاتھ بڑھاتے اور صحابہ کے ساتھ کھاتے۔

(54) باب الدعاء لمن اتى بصدقة

صدقہ لانے والے کے لیے دعا کا بیان

٦٥١ ۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِى اَوْفَى ' قَالَ : كَانَ النَّبِىُّ ﷺ ' إِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ : ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ)) فَاَتَاهُ اَبِى بِصَدَقَتِهِ ' فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ اَبِى اَوْفَى)) ۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب کوئی قوم اپنی زکوٰۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تو آپ ان کے لئے دعا فرماتے ۔ اے اللہ! آلِ فلاں کو خیر و برکت عطا فرما۔ میرے والد بھی اپنی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! آلِ ابی اوفی کو خیر و برکت عطا فرما۔

فہم الحدیث نبی ﷺ زکوٰۃ و صدقات لانے والوں کے لیے اس لیے دعا فرماتے کیونکہ آپ کو یہ حکم تھا کہ ﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ﴾[التوبة : ١٠٣] ''آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے لیے دعا کیجئے۔''

[13] كتاب الصيام

روزوں کے مسائل

(1) باب فضل شهر رمضان

ماہِ رمضان کی فضیلت

٦٥٢ ۔ حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ ' وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔

لغوی توضیح الصِّيَام روزہ رکھنا اور رُک جانا۔ اصطلاحاً روزہ خالص اللہ عزوجل کی (رضامندی کی) نیت کے ساتھ کھانے پینے اور جماع و ہم بستری سے رکنے کا نام ہے۔ روزے دو ہجری میں فرض کیے گئے اور نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں نو برس ماہ رمضان کے روزے رکھے۔ غُلِّقَتْ بند کر دیئے جاتے ہیں۔

---

٦٥١ ۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 64 باب صلاة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة (1497) مسلم (1078)۔

٦٥٢ ۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 5 باب هل يقال رمضان او شهر رمضان (1898) مسلم (1079) ۔

(2) باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال والفطر لرؤية الهلال وانه اذا غم فی اوله اوآخره اکملت عدة الشهر ثلاثین یوما

چاند دیکھ کر ہی روزہ فرض ہوتا ہے اور چاند دیکھ کر ہی روزہ چھوڑا جاتا ہے اور چاند نظر آنے سے پہلے اگر بادل ہوں تو مہینہ کے تیس دن پورے کریں

٦٥٣۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ، فَقَالَ: ((لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا، جب تک چاند نہ دیکھو روزہ شروع نہ کرو۔ اسی طرح جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ موقوف نہ کرو اور اگر ابر چھا جائے تو تیس دن پورے کر لو۔

لغوی توضیح غُمَّ پوشیدہ ہو جائے (بادل کی وجہ سے)۔ فَاقْدُرُوْا اندازہ لگاؤ۔

فہم الحدیث اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہِ رمضان کا چاند دیکھنے سے روزہ فرض ہو جاتا ہے اور ماہِ شوال کا چاند دیکھنے سے روزہ چھوڑنا فرض ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر ماہِ شعبان کے انتیسویں روز مطلع ابر آلود ہونے کے باعث رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو پھر روزہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر لینے چاہییں، کیونکہ شعبان کی بقاء ہی یقینی امر ہے جبکہ اس کا اختتام محض شک ہے اور یقین شک کے ذریعے زائل نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ رَبَّنَا وَتَرْضٰى، رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔[1] نیز ماہِ رمضان کا چاند دیکھنے کے متعلق نبی ﷺ نے ایک آدمی کی گواہی بھی قبول فرمائی ہے۔[2]

٦٥٤۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا، يَعْنِي ثَلَاثِيْنَ۔ ثُمَّ قَالَ: وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِي تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ، يَقُوْلُ، مَرَّةً ثَلَاثِيْنَ وَمَرَّةً تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مہینہ اتنے اتنے اور اتنے دنوں کا ہوتا ہے۔ آپ کی مراد تیس دن سے تھی پھر فرمایا اور اتنے اتنے اور اتنے دنوں کا ہوتا ہے، آپ کا اشارہ انتیس دنوں کی طرف تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے تیس کی طرف اشارہ کیا اور دوسری مرتبہ انتیس کی طرف۔

٦٥٥۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهٗ قَالَ: ((اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ہم ایک ان پڑھ قوم ہیں، نہ لکھنا جانتے ہیں نہ حساب کرنا۔ مہینہ یوں ہے اور یوں

٦٥٣۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 11 باب قول النبی ﷺ إذا رایتم الهلال فصوموا (1900) مسلم (1080)۔

٦٥٤۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 25 باب اللعان وقول الله تعالی "والذین یرمون ازواجهم"۔

٦٥٥۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 13 باب قول النبی ﷺ لا نكتب ولا نحسب۔

---

[1] [صحیح: دارمی (1/ 336) صحیح ترمذی، ترمذی (3451) کتاب الدعوات]

[2] [صحیح: صحیح أبو داود (2052) کتاب الصوم، أبو داود (2342)]

لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسَبُ، الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا)) يَعْنِي مَرَّةً تِسْعَةً وَّ عِشْرِيْنَ، وَمَرَّةً ثَلَاثِيْنَ۔

ہے۔آپ کی مراد ایک مرتبہ انتیس (دنوں سے) تھی اور ایک مرتبہ تیس سے (آپ نے دسوں انگلیوں سے تین بار بتلایا)۔

٦٥٦۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَوْ قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ، فَاِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا یا یوں کہا کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا، چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر ہی روزے موقوف کرو اور اگر ابر آ جائے تو تیس دن پورے کرلو۔

(3) باب لا تقدموا رمضان بصوم یوم ولا یومین

رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنا منع ہے

٦٥٧۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے (شعبان کی آخری تاریخوں میں) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے۔ البتہ اگر کسی کو ان میں روزے رکھنے کی عادت ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے۔

فھم الحدیث ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب شعبان نصف ہو جائے تو روزے مت رکھو۔[1] معلوم ہوا کہ نصف شعبان کے بعد رمضان تک روزہ رکھنا منع ہے۔ بظاہر تو یہ حکم تحریم کے لیے ہی معلوم ہوتا ہے البتہ بعض نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے۔ تاہم وہ شخص اس سے مستثنیٰ ہے جس کا روزے رکھنا معمول ہو یعنی اگر کوئی ہر سوموار اور جمعرات کو روزے رکھتا ہو تو وہ نصف شعبان کے بعد بھی ان ایام کے روزے رکھ سکتا ہے۔

(4) باب الشهر یکون تسعا وعشرین

مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے

٦٥٨۔ حدیث اُمِّ سَلَمَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهِ شَهْرًا، فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّ عِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِنَّ اَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ!

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے (ایک واقعہ کی وجہ سے) قسم کھائی کہ اپنی بعض ازواج کے یہاں ایک مہینہ تک نہیں جائیں گے۔ پھر جب انتیس دن گزر گئے تو آپ ان کے پاس صبح کے وقت گئے یا شام کے وقت۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ نے تو

٦٥٦۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 11 باب قول النبی ﷺ إذا رایتم الهلال فصوموا ...(1909) مسلم (1081)۔

٦٥٧۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 14 باب لا یتقدمن رمضان بصوم یوم ولا یومین (1914) مسلم (1082)۔

٦٥٨۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 92 باب هجرة النبی ﷺ نساء ه فی غیر بیوتهن (1910) مسلم (1085)۔

[1] [صحیح: صحیح أبو داود (2049) کتاب الصوم ، أبو داود (2337) ترمذی (738)]

حَلَفْتَ اَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا - قَالَ: ((اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّ عِشْرِيْنَ يَوْمًا)) -

قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک نہیں آئیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

لغوی توضیح: حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلَى بَعْضِ اَهْلِهِ قسم اٹھائی کہ اپنی بعض بیویوں کے پاس نہیں جائیں گے۔ یہ آپ ﷺ نے اس وقت قسم اٹھائی جب آپ کی بعض ازواج نے نفقہ کا سوال کیا اور آپ کو ایذا پہنچائی۔

(7) باب بیان معنی قوله ﷺ: شهرا عيد لا ينقصان

عید کے دو مہینے ناقص نہیں ہوتے

٦٥٩ - حديث اَبِي بَكْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ، شَهْرَا عِيْدٍ، رَمَضَانُ وَ ذُو الْحَجَّةِ)) -

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، دونوں مہینے ناقص نہیں رہتے مراد عید (کے مہینے) رمضان اور ذی الحجہ کے دونوں مہینے ہیں۔

لغوی توضیح: شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ (عید کے) دو مہینے ناقص نہیں رہتے۔ یعنی فضیلت وثواب میں کم نہیں ہوتے خواہ دنوں کی تعداد کم ہی ہو جائے، لہٰذا اگر مہینہ ۲۹ دن کا ہو جائے تو اس کا ثواب ۳۰ دنوں کا ہی ملتا ہے۔ اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ مہینے ایک ہی سال اکٹھے ناقص نہیں ہوتے یعنی اگر ایک ۲۹ دن کا ہو تو دوسرا ضرور ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔

(8) باب بيان ان الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر وان له الاكل وغيره حتى يطلع الفجر و بيان صفة الفجر الذى تتعلق به الاحكام من الدخول في الصوم ودخول وقت صلاة الصبح وغير ذلك

روزہ طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے طلوع فجر تک کھانا پینا جائز ہے نیز اس فجر کا بیان جس سے روزہ کے احکام متعلق ہیں اور صبح کی نماز کے وقت کا آغاز وغیرہ

٦٦٠ - حديث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾ عَمَدْتُ اِلَى عِقَالٍ اَسْوَدَ، وَاِلَى عِقَالٍ اَبْيَضَ، فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِيْنُ لِي، فَغَدَوْتُ عَلَى

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "تا آنکہ کھل جائے تمہارے لیے سفید دھاری سیاہ دھاری سے" [البقرہ: ۱۸۷] تو میں نے ایک سیاہ دھاگا لیا اور ایک سفید اور دونوں کو تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور رات میں دیکھتا رہا، مجھ پر ان کے رنگ نہ کھلے۔ جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے تو

٦٥٩ - البخاري في: 30 كتاب الصوم: 12 باب شهرا عيد لا ينقصان (1912) مسلم (1089) ابن ماجه (1659)۔

٦٦٠ - البخاري: 30 كتاب الصوم: 16 باب قول الله تعالى "وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم" (1916) مسلم (1090)۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ ' فَقَالَ : اِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَ بَيَاضُ النَّهَارِ ۔

رات کی تاریکی (صبح کاذب) اور دن کی سفیدی (صبح صادق) مراد ہے۔

لغوی توضیح عِقَال دھاگہ، رسّی۔ فَلَا يَسْتَبِيْنُ لِيْ میرے لیے ظاہر نہ ہوا۔ اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری کے لیے بیدار ہو جانے کے بعد صبح صادق کے خوب نمایاں ہو جانے تک سحری کا وقت ہے۔

٦٦١ ۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ' قَالَ : اُنْزِلَتْ ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾ وَلَمْ يَنْزِلْ ۔ مِنَ الْفَجْرِ ۔ فَكَانَ رِجَالٌ ' اِذَا اَرَادُوا الصَّوْمَ ' رَبَطَ اَحَدُهُمْ فِيْ رِجْلِهِ الْخَيْطَ الْاَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْاَسْوَدَ ' وَلَمْ يَزَلْ يَاْكُلُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا ' فَاَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدُ ۔ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوْا اَنَّهُ اِنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت نازل ہوئی ''کھاؤ پیؤ یہاں تک کہ تمہارے لئے سفید دھاری' سیاہ دھاری سے کھل جائے'' [البقرہ:۱۸۷] لیکن من الفجر (صبح کی) کے الفاظ نازل نہیں ہوئے تھے اس پر کچھ لوگوں نے یہ کیا کہ جب روزے کا ارادہ ہوتا تو سیاہ اور سفید دھاگا لے کر پاؤں میں باندھ لیتے اور جب تک دونوں دھاگے پوری طرح دکھائی نہ دینے لگتے کھانا پینا بند نہ کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے من الفجر کے الفاظ نازل فرمائے۔ پھر لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس سے مراد رات اور دن ہیں۔

٦٦٢ ۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : ((اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ ' فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بلال رضی اللہ عنہ تو رات رہے اذان دیتے ہیں' اس لئے تم لوگ کھاتے پیتے رہو۔ یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔

لغوی توضیح يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ بلال رضی اللہ عنہ رات میں اذان دیتے ہیں۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ وقت سحر یا وقت فجر کے قریب ہونے کی اطلاع دینے کے لیے فجر سے پہلے بھی اذان دی جا سکتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس پہلی اذان سے کھانا پینا بند نہیں ہوتا بلکہ جب فجر کی اذان ہو تب کھانا پینا بند ہوتا ہے۔

٦٦٣ ۔ حدیث عَائِشَةَ ' اَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ ' فَاِنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بلال رضی اللہ عنہ کچھ رات رہے سے اذان دے دیا کرتے تھے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دیں تم کھاتے پیتے رہو کیونکہ وہ صبح صادق کے طلوع سے پہلے اذان نہیں دیتے۔

٦٦١۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 16 باب قول الله تعالى "وكلوا واشربوا حتى يتبين" (1917) مسلم (1091)۔

٦٦٢۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 11 باب اذان الاعمى إذا كان له من يخبره (617) مسلم (1092)۔

٦٦٣۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 17 باب قول النبي ﷺ لا يمنعكم من سحوركم اذان بلال۔

٦٦٤۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: ((لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدَكُمْ "اَوْ" اَحَدًا مِنْكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُوْرِهِ ' فَاِنَّهُ يُؤَذِّنُ "اَوْ" يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ ' وَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَقُوْلَ الْفَجْرُ اَوِ الصُّبْحُ)) وَقَالَ بِاَصَابِعِهِ وَرَفَعَهَا اِلَى فَوْقٍ وَطَاْطَاَ اِلَى اَسْفَلٍ ((حَتَّى يَقُوْلَ هٰكَذَا))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بلال کی اذان تمہیں سحری کھانے سے نہ روک دے کیونکہ وہ رات رہے سے اذان دیتے ہیں یا (یہ کہا کہ) پکارتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ عبادت کے لئے جاگے ہیں وہ آرام کرنے کے لئے لوٹ جائیں اور جو ابھی سوئے ہوئے ہیں وہ ہوشیار ہو جائیں کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ فجر یا صبح صادق ہوگئی اور آپ نے اپنی انگلیوں کے اشارے سے (طلوع صبح کی کیفیت) بتائی انگلیوں کو اوپر کی طرف اٹھایا اور پھر آہستہ سے انہیں نیچے لائے اور پھر فرمایا کہ اس طرح (فجر ہوتی ہے)۔

(9) باب فضل السحور و تاكيد استحبابه واستحباب تاخيره و تعجيل الفطر

سحری کھانا افضل اور مستحب ہے نیز سحری تاخیر سے کھانا اور افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے

٦٦٥۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ' قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سحری کھاؤ کہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔

٦٦٦۔ حدیث زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ' عَنْ اَنَسٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ اَنَّهُمْ تَسَحَّرُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَامُوْا اِلَى الصَّلَاةِ ' قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِيْنَ اَوْ سِتِّيْنَ ' يَعْنِي آيَةً۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ ان لوگوں نے (ایک مرتبہ) نبی ﷺ کے ساتھ سحری کھائی' پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں نے دریافت کیا کہ ان دونوں کے درمیان کس قدر فاصلہ رہا ہوگا؟ فرمایا کہ جتنا پچاس یا ساٹھ آیت پڑھنے میں صرف ہوتا ہے' اتنا فاصلہ تھا۔

فہم الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ تاخیر سے سحری کھایا کرتے تھے (کیونکہ پچاس یا ساٹھ آیات پڑھنے میں زیادہ دیر نہیں لگتی) اور آئندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افطار کرنے میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ اس بارے میں ایک اور فرمانِ نبوی یہ ہے کہ ہمیں جلد افطاری کرنے اور تاخیر سے سحری کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔[1] ایک اور روایت میں ہے کہ محمد ﷺ کے صحابہ لوگوں میں سب سے جلد افطار کرتے اور سب سے تاخیر سے سحری کھاتے۔[2] واضح رہے کہ سحری میں تاخیر سے مراد اذانِ فجر تک تاخیر ہے نہ کہ اس کے بعد تک، اسی طرح افطاری میں جلدی سے مراد غروبِ آفتاب کے فوراً بعد افطاری کرنا ہے، نہ کہ اس سے بھی پہلے۔

٦٦٤۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 13 باب الاذان قبل الفجر (621) مسلم (1093) ابن خزیمة (402)۔
٦٦٥۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 10 باب برکة السحور من غیر إیجاب (1923) مسلم (1095) ترمذی (708)۔
٦٦٦۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 27 باب وقت الفجر (575) مسلم (1097) ترمذی (704)۔

[1] [صحیح: الصحیحة (4/ 374) التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة للألبانی (2/ 20)]
[2] [صحیح: عبد الرزاق (7591) حافظ ابن حجرؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [فتح الباری (4/ 713)]

٦٦٧۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ))۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک لوگ افطار جلدی کریں گے اس وقت تک خیر و بھلائی پر رہیں گے۔

(10) باب بيان وقت انقضاء الصوم و خروج النهار

روزہ پورا ہونے اور دن کے وقت کے ختم ہونے کی تفصیل

٦٦٨۔ حديث عُمَرَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا ' وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا ' وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ))۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رات اس طرف (مشرق) سے آئے اور دن ادھر مغرب میں چلا جائے کہ سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کرنے کا وقت آ گیا۔

فهم الحديث اس اور آئندہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب سورج غروب ہو گیا تو آدمی کا روزہ پورا ہو گیا' اب اسے بلا تاخیر روزہ افطار کر لینا چاہیے، افطاری کے لیے اذان کا انتظار کرنا ضروری نہیں۔

٦٦٩۔ حديث ابْنِ اَبِي اَوْفَى رضی اللہ عنہ ' قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ ' فَقَالَ لِرَجُلٍ : ((انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي)) قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! الشَّمْسُ ' قَالَ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي)) قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! الشَّمْسُ ' قَالَ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي)) فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمَى بِيَدِهِ هٰهُنَا ' ثُمَّ قَالَ : ((اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ))۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے (روزہ کی حالت میں) آنحضور ﷺ نے ایک صاحب (بلال رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ اتر کر میرے لئے ستو گھول لے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ابھی تو سورج باقی ہے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ اتر کر ستو گھول لے۔ اب کی مرتبہ بھی انہوں نے وہی عرض کی یا رسول اللہ! ابھی سورج باقی ہے۔ لیکن آپ کا حکم اب بھی یہی تھا کہ اتر کر میرے لئے ستو گھول لے۔ چنانچہ وہ اترے اور ستو گھول دیا۔ پھر آپ نے ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا جب تم دیکھو کہ رات یہاں سے شروع ہو چکی ہے تو روزہ دار کو افطار کر لینا چاہیے۔

(11) باب النهي عن الوصال في الصوم

مسلسل روزہ رکھنے کی ممانعت

٦٧٠۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' قَالَ :

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صومِ

٦٦٧۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 45 باب تعجيل الإفطار (1957) مسلم (1098) ابن ماجه (1697)۔
٦٦٨۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 43 باب متى يحل فطر الصائم (1954) مسلم (1100) دارمي (1700)۔
٦٦٩۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 33 باب الصوم في السفر والإفطار (1941) مسلم (1101) ابو داود (2352)۔
٦٧٠۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 48 باب الوصال ومن قال ليس في الليل صيام (1922) مسلم (1102)۔

نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ : قَالُوْا : إِنَّكَ تُوَاصِلُ ، قَالَ: ((إِنِّى لَسْتُ مِثْلَكُمْ ، إِنِّى أُطْعَمُ وَأُسْقَى)) ۔

وصال سے منع فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی کہ آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں، مجھے تو کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

لغوی توضیح الْوِصَال وصال سے مراد یہ ہے کہ آدمی ارادی طور پر دو یا اس سے زیادہ دن تک روزہ افطار نہ کرے اور مسلسل روزہ رکھے نہ رات کو کچھ کھائے اور نہ سحری کے وقت۔ اس باب کی تمام احادیث میں اس روزے کی ممانعت موجود ہے۔ اسی لیے حافظ ابن حجرؒ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔[1]

٦٧١۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ ، قَالَ : نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ : إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ: ((وَأَيُّكُمْ مِثْلِي؟ إِنِّي أَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِ)) فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ، ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ ۔ فَقَالَ : ((لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ)) كَالتَّنْكِيْلِ لَهُمْ حِيْنَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوْا ۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل (کئی دن تک سحری وافطاری کے بغیر) روزہ رکھنے سے منع فرمایا تھا۔ اس پر ایک آدمی نے مسلمانوں میں سے عرض کی، یارسول اللہ! آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، میری طرح تم میں سے کون ہے؟ مجھے تو رات میں میرا رب کھلاتا ہے اور وہی مجھے سیراب کرتا ہے۔ لوگ اس پر بھی جب صومِ وصال رکھنے سے نہ رکے تو آپ نے ان کے ساتھ دو دن تک وصال کیا۔ پھر عید کا چاند نکل آیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر چاند نہ دکھائی دیتا تو میں اور کئی دن وصال کرتا۔ گویا جب صومِ وصال سے وہ لوگ نہ رکے تو آپ نے ان کو سزا دینے کے لئے یہ کہا۔

لغوی توضیح كَالتَّنْكِيْلِ ڈانٹ ڈپٹ، زجر و توبیخ، سزا کی غرض سے۔

٦٧٢۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ)) مَرَّتَيْنِ ۔ قِيْلَ : إِنَّكَ تُوَاصِلُ ۔ قَالَ: ((إِنِّي أَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِ ، فَاكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے دو بار فرمایا، تم لوگ وصال سے بچو! تم لوگ وصال سے بچو! عرض کیا گیا کہ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ رات مجھے میرا رب کھلاتا اور سیراب کرتا ہے۔ پس تم اتنی ہی مشقت اٹھاؤ جتنی تم طاقت رکھتے ہو۔

٦٧٣۔ حدیث أَنَسٍ ؓ ، قَالَ : وَاصَلَ

حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے رمضان کے آخری

٦٧١۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 49 باب التنکیل لمن اکثر الوصال (1965) مسلم (1103) ابوداود (6851)۔

٦٧٢۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 49 باب التنکیل لمن اکثر الوصال ۔

٦٧٣۔ البخاری فی: 94 کتاب التمنی: 9 باب ما یجوز من اللو (7241) مسلم (1104) ابن خزیمة (2070) ۔

[1] [فتح الباری (4/ 209)]

النَّبِيُّ ﷺ آخِرَ الشَّهْرِ ' وَوَاصَلَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ ' فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : ((لَوْ مُدَّ بِيَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظَلُّ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِ)) ـ

دنوں میں صومِ وصال رکھا تو بعض صحابہ نے بھی صومِ وصال رکھا۔ آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اگر اس مہینے کے دن اور بڑھ جاتے تو میں اتنے دن متواتر وصال کرتا کہ ہوس کرنے والے اپنی ہوس چھوڑ دیتے میں تم لوگوں جیسا نہیں ہوں۔ میں اس طرح دن گذارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

٦٧٤ ـ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ' رَحْمَةً لَهُمْ ' فَقَالُوْا : إِنَّكَ تُوَاصِلُ ـ قَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ ' إِنِّي يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِ)) ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پے در پے روزے رکھنے سے منع کیا تھا' امت پر رحمت وشفقت کے خیال سے۔ صحابہ نے عرض کی کہ آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔

(12) باب بيان ان القبلة في الصوم ليست محرمة على من لم تحرك شهوته

روزے کی حالت میں بوسہ لینا جائز ہے بشرطیکہ شہوت نہ ہو

٦٧٥ ـ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ ضَحِكَتْ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بعض ازواج کا روزہ دار ہونے کے باوجود بوسہ لے لیا کرتے تھے۔ پھر آپ ہنسیں۔

٦٧٦ ـ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ ' وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ روزہ سے ہوتے لیکن (اپنی بیویوں کا) بوسہ لیتے اور مباشرت بھی کر لیتے اور آپ سب سے زیادہ اپنی خواہشات پر قابو رکھنے والے تھے۔

لغوی توضیح: يُقَبِّلُ بوسہ لینا۔ يُبَاشِرُ جسم کے ساتھ جسم ملانا' معانقہ کرنا وغیرہ۔ إِرْب خواہشِ نفس' ضرورت وحاجت وغیرہ۔

فہم الحدیث: ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اپنے نفس پر قابو پا سکتا ہے اس کے لیے دورانِ روزہ اپنی بیوی کا بوسہ لینا اور اس کے ساتھ معانقہ وغیرہ کرنا درست ہے' لیکن جو شخص نفس پر قابو کی طاقت نہیں رکھتا اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔ روزہ دار پر اپنی بیوی سے ہم بستری کرنا حرام ہے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ روزہ دار پر بیوی کی شرمگاہ حرام ہے۔[1]

٦٧٤ ـ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 48 باب الوصال ومن قال ليس في الليل صيام (1964) مسلم (1105) ـ
٦٧٥ ـ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 24 باب القبلة للصائم (1927) مسلم (1106) ابو داود (2382) ـ
٦٧٦ ـ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 23 باب المباشرة للصائم ـ

① [بخاری تعلیقا (قبل الحدیث / 1927) كتاب الصوم : باب المباشرة للصائم]

(13) باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب

روزہ دار صبح تک بحالت جنابت رہے تو روزہ صحیح ہے

٦٧٧ ـ حديث عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ هِشَامٍ ' اَنَّ اَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَ مَرْوَانَ اَنَّ عَائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ اَهْلِهِ ' ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ۔ فَقَالَ مَرْوَانُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحٰرِثِ : اُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَتُقَرِّعَنَّ بِهَا اَبَا هُرَيْرَةَ ' وَمَرْوَانُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ : فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ثُمَّ قُدِّرَ لَنَا اَنْ نَجْتَمِعَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ' وَكَانَ لِاَبِي هُرَيْرَةَ هُنَالِكَ اَرْضٌ ' فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِاَبِي هُرَيْرَةَ اِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ اَمْرًا ' وَلَوْلَا مَرْوَانُ اَقْسَمَ عَلَيَّ فِيْهِ لَمْ اَذْكُرْهُ لَكَ فَذَكَرَ قَوْلَ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ ' فَقَالَ : كَذٰلِكَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ ' وَهُوَ اَعْلَمُ ۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام روایت کرتے ہیں کہ انہیں ان کے والد عبدالرحمٰن نے خبر دی اور انہیں مروان نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ (بعض مرتبہ) فجر ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اپنے اہل کے ساتھ جنبی ہوتے تھے پھر آپ غسل کرتے اور آپ روزہ سے ہوتے تھے۔ اور مروان بن حکم نے عبدالرحمٰن بن حارث سے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو تم یہ حدیث صاف صاف سنا دو (کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ اس کے خلاف تھا) ان دنوں مروان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ ابوبکر نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے اس بات کو پسند نہیں کیا۔ اتفاق سے ہم سب ایک مرتبہ ذوالحلیفہ میں جمع ہو گئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہاں کوئی زمین تھی۔ عبدالرحمان نے ان سے کہا کہ آپ سے ایک بات کہوں گا اور اگر مروان نے اس کی مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں کبھی آپ کے سامنے اسے نہ چھیڑتا۔ پھر انہوں نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا (میں کیا کروں) کہا کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تھی اور وہ زیادہ جانتے تھے۔

فهم الحديث: معلوم ہوا کہ حالت جنابت میں سحری کھا کر روزہ رکھ لینا اور بعد میں غسل کر لینا جائز ہے۔ نیز حضرت

(14) باب تغليظ تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائم ووجوب الكفارة الكبرى فيه وانها تجب على الموسر والمعسر وتثبت في ذمة المعسر حتى يستطيع

رمضان میں روزہ دار کے لیے دن کو جماع کرنا حرام ہے اور اس میں بڑا کفارہ واجب ہوتا ہے خواہ خوشحال ہو یا تنگ دست البتہ تنگ دست استطاعت ملنے پر کفارہ ادا کرے گا

٦٧٨ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت

٦٧٧ ـ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 22 باب الصائم يصبح جنبا (1925) مسلم (1109) ترمذي (779) ـ

٦٧٨ ـ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 31 باب المجامع في رمضان هل يطعم ...(1936) مسلم (1111) ترمذي (724)ـ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ اگرچہ اس کے برعکس تھا مگر بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔[1]

جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : اِنَّ الْاَخِرَ وَقَعَ عَلَى امْرَاَتِهِ فِي رَمَضَانَ ' فَقَالَ : ((اَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً ؟)) قَالَ : لَا ' قَالَ: ((فَتَسْتَطِيعُ اَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟)) قَالَ : لَا ' قَالَ : ((اَفَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهِ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا؟)) قَالَ : لَا ' قَالَ : فَاُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ ' وَهُوَ الزَّبِيْلُ ' قَالَ: ((اَطْعِمْ هٰذَا عَنْكَ)) قَالَ : عَلَى اَحْوَجَ مِنَّا؟ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا ۔ قَالَ : ((فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ)) ۔

میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ بدنصیب رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ ایک غلام آزاد کر سکو؟ اس نے کہا کہ نہیں ۔ آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا کیا تم پے در پے دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کیا تمہارے اندر اتنی قوت ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکو؟ اب بھی اس کا جواب نفی میں تھا۔ راوی نے بیان کیا نبی ﷺ کی خدمت میں ایک تھیلا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں (عرق زنبیل کو کہتے ہیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے جا اور اپنی طرف سے (محتاجوں کو) کھلا دے اس شخص نے کہا میں اپنے سے بھی زیادہ محتاج کو (کھلاؤں) حالانکہ دو میدانوں کے درمیان کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ محتاج نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر جا اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دے۔

لغوی توضیح رَقَبَة سے مراد غلام یا لونڈی ہے۔ عَرَق ٹوکرے کو کہتے ہیں۔ لَابَتَيْ تثنیہ ہے لَابَة کی اس سے مراد ہے ایسی پتھریلی زمین جس کے پتھر سیاہ ہوں۔

فہم الحدیث سنن ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا، اس کی جگہ ایک دن کا روزہ رکھو۔[2] اور سنن ابی داود کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ایک دن کا روزہ رکھو اور اللہ سے استغفار کرو۔[3] معلوم ہوا کہ دورانِ روزہ بیوی سے ہم بستری کرنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اس سے قضا اور کفارہ دونوں واجب ہو جاتے ہیں۔ کفارے کی ترتیب وہی ہے جو حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے' اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے جائیں اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔ علاوہ ازیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تنگ دستی کی بنا پر کفارہ ساقط نہیں ہوتا کیونکہ حدیث میں ایسا کوئی ذکر موجود نہیں۔

۶۷۹۔ حدیث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : اَتَى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک صاحب نبی ﷺ کے پاس مسجد

۶۷۹۔ البخاري في: 86 كتاب الحدود: 26 باب من اصاب ذنبا دون الحد فاخبر الإمام (1935) مسلم (1112) ۔

[1] [مسلم (بعد الحديث / 1109) كتاب الصيام ، نسائي في السنن الكبرى (2/ 179)]

[2] [**صحيح**: صحيح ابن ماجة (1356) إرواء الغليل (940) ابن ماجة (1671)]

[3] [**صحيح**: صحيح أبو داود (2096) كتاب الصوم ، إبو داود (2393)]

رَجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: احْتَرَقْتُ قَالَ: ((مِمَّ ذَاكَ؟)) قَالَ: وَقَعْتُ بِامْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ لَهُ: ((تَصَدَّقْ)) قَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ. فَجَلَسَ. وَأَتَاهُ إِنْسَانٌ يَسُوقُ حِمَارًا وَمَعَهُ طَعَامٌ (قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ، أَحَدُ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ: مَا أَدْرِي مَا هُوَ) إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ؟)) فَقَالَ: هَا أَنَا ذَا، قَالَ: ((خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ)) قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنِّي؟ مَا لِأَهْلِي طَعَامٌ قَالَ: ((فَكُلُوْهُ))۔

میں آئے اور عرض کیا میں تو دوزخ کا مستحق ہوگیا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا بات ہوئی؟ کہا کہ میں نے اپنی بیوی سے رمضان میں جماع کر لیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے کہا کہ پھر صدقہ کر۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ پھر وہ بیٹھ گئے اور اس کے بعد ایک صاحب گدھا ہانکتے لائے جس پر کھانے کی چیز رکھی تھی (عبدالرحمٰن جو کہ حدیث کے راویوں میں سے ہیں نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا چیز تھی) اسے آنحضرت ﷺ کے پاس لایا جا رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ آگ میں جلنے والے صاحب کہاں ہیں؟ وہ صاحب بولے کہ میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اسے لے اور صدقہ کر دے۔ انہوں نے پوچھا کیا اپنے سے زیادہ محتاج کو دوں؟ میرے گھر والوں کے لئے تو خود کوئی کھانے کی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تم ہی کھالو۔

(15) باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر

رمضان میں مسافر کو روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی رخصت ہے بشرطیکہ سفر دو پڑاؤ یا اس سے زیادہ ہو

٦٨٠۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيْدَ أَفْطَرَ، فَأَفْطَرَ النَّاسُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ (فتح مکہ کے موقع پر) مکہ کی طرف رمضان میں چلے تو آپ روزہ سے تھے لیکن جب کدید پہنچے تو روزہ رکھنا چھوڑ دیا اور صحابہ نے بھی آپ کو دیکھ کر روزہ چھوڑ دیا۔

فہم الحدیث اس باب کی احادیث کا حاصل یہ ہے کہ دورانِ سفر روزہ رکھنا اور چھوڑنا دونوں طرح درست ہے۔ البتہ آئندہ حدیث میں جو آپ ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا کام نہیں، اس کے متعلق اہل علم نے کہا ہے کہ یہ ایسے شخص کے لیے ہے جس پر دورانِ سفر روزہ گراں ہو اور وہ پھر بھی روزہ رکھے۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا کہ سفر میں اگر روزہ گراں ہو تو روزہ چھوڑنا ہی افضل ہے۔ مزید برآں اس باب میں جو دورانِ سفر روزہ نہ رکھنے کے لیے دو پڑاؤ یا زیادہ مسافت کی شرط لگائی گئی ہے اس کا کتاب وسنت میں کوئی ثبوت نہیں۔ (واللہ اعلم)

٦٨١۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: كَانَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ایک سفر (غزوہ

٦٨٠۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 34 باب إذا صام أياما من رمضان ثم سافر (1944) مسلم (1113)۔

٦٨١۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 36 باب قول النبي ﷺ لمن ظلل عليه۔ (1946) مسلم (1115) دارمي (1709)۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ ' فَرَاَى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ ' فَقَالَ : مَا هٰذَا ؟ فَقَالُوْا : صَائِمٌ ۔ فَقَالَ : ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ)) ۔

فتح) میں تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگوں نے سایہ کر رکھا ہے آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک روزہ دار ہے آپ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ اچھا کام نہیں۔

لغوی توضیح زِحَام بھیڑ۔ ظُلِّلَ عَلَيْهِ اس پر سایہ کیا گیا تھا۔

٦٨٢۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ ' وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ (رمضان میں) سفر کیا کرتے تھے لیکن روزہ دار بے روزہ دار پر اور بے روزہ دار روزہ دار پر کسی قسم کی عیب جوئی نہیں کیا کرتے تھے۔

(16) باب اجر المفطر فی السفر اذا تولی العمل

سفر میں روزہ نہ رکھنے اور کام کرنے کا اجر زیادہ ہے

٦٨٣۔ حديث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ اَكْثَرُنَا ظِلًّا الَّذِيْ يَسْتَظِلُّ بِكِسَائِهِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ صَامُوْا فَلَمْ يَعْمَلُوْا شَيْئًا ' وَاَمَّا الَّذِيْنَ اَفْطَرُوْا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ وَامْتَهَنُوْا وَعَالَجُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ)) ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے، کچھ صحابہ روزے سے تھے اور کچھ نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ موسم گرمی کا تھا۔ ہم میں زیادہ بہتر سایہ جو کوئی کرتا اپنا کمبل تان لیتا۔ خیر جو لوگ روزے سے تھے وہ کوئی کام نہ کر سکے اور جن حضرات نے روزہ نہیں رکھا تھا انہوں نے ہی اونٹوں کو اٹھایا (پانی پلایا) اور روزہ داروں کی خوب خوب خدمت بھی کی۔ اور (دوسرے تمام) کام کئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا آج اجر و ثواب کو روزہ نہ رکھنے والے لوٹ کر لے گئے۔

لغوی توضیح ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ آج روزہ نہ رکھنے والے (زیادہ) اجر لے گئے۔ کیونکہ انہوں نے اپنا کام بھی کیا اور روزہ داروں کا بھی، یوں دوہرا اجر حاصل کیا، جبکہ روزہ داروں کو اس اجر میں سے کچھ بھی نہ ملا بلکہ انہیں صرف اپنے روزے کا ہی اجر ملا جو ان تک ہی محدود ہے اور اس کا نفع دوسروں تک پہنچنے والا نہیں۔ اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ اگر سفر میں روزہ رکھنا مشکل ہو تو اسے چھوڑنا افضل ہے۔

(17) باب التخییر فی الصوم والفطر فی السفر

سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے

٦٨٤۔ حديث عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حمزہ بن عمرو اسلمی

٦٨٢۔ البخاری: 30 کتاب الصوم: 37 باب لم یعب اصحاب النبی ﷺ بعضاً فی الصوم ...(1947) مسلم (1118)۔
٦٨٣۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسیر: 18 باب فضل الخدمة فی الغزو (2890) مسلم (1119) نسائی (2282)۔
٦٨٤۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 33 باب الصوم فی السفر والإفطار (1942) مسلم (1121) ابو داود (2402)۔

حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِیَّ قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ : اَاَصُوْمُ فِی السَّفَرِ ؟ وَکَانَ کَثِیْرَ الصِّیَامِ ' فَقَالَ: ((اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ))۔

نے نبی ﷺ سے عرض کی میں سفر میں روزہ رکھوں؟ وہ روزے بکثرت رکھا کرتے تھے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر جی چاہے تو روزہ رکھ اور جی چاہے تو افطار کر۔

٦٨٥۔ حدیث اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِی بَعْضِ اَسْفَارِهٖ ' فِی یَوْمٍ حَارٍّ ' حَتّٰی یَضَعَ الرَّجُلُ یَدَهٗ عَلٰی رَاْسِهٖ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ ' وَمَا فِیْنَا صَائِمٌ ' اِلَّا مَا کَانَ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ وَابْنِ رَوَاحَةَ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے دن انتہائی گرم تھا گرمی کا یہ عالم کہ گرمی کی سختی سے لوگ اپنے سروں کو پکڑ پکڑ لیتے تھے۔ نبی ﷺ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی شخص روزہ سے نہیں تھا۔

(18) باب استحباب الفطر للحاج بعرفات یوم عرفة

عرفہ کے دن حاجیوں کے لیے روزہ نہ رکھنا مستحب ہے

٦٨٦۔ حدیث اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا ' اَنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوْا عِنْدَهَا ' یَوْمَ عَرَفَةَ ' فِی صَوْمِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَیْسَ بِصَائِمٍ ۔ فَاَرْسَلَتْ اِلَیْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ ' وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰی بَعِیْرِهٖ ' فَشَرِبَهٗ ۔

ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ان کے یہاں عرفات کے دن لوگوں کا رسول اللہ ﷺ کے روزے سے متعلق کچھ اختلاف ہو گیا' بعض نے کہا کہ آپ (عرفہ کے دن) روزے سے ہیں اور بعض نے کہا کہ نہیں۔ اس لئے انہوں (اُم فضل) نے آپ ﷺ کے پاس دودھ کا ایک پیالہ بھیجا۔ آپ اس وقت اونٹ پر سوار ہو کر عرفات میں وقوف فرما رہے تھے۔ آپ نے وہ دودھ پی لیا۔

فھم الحدیث: اس اور آئندہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجیوں کے لیے عرفہ (۹ ذوالحجہ) کا روزہ مستحب نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے دورانِ حج یہ روزہ نہیں رکھا، البتہ دیگر لوگوں کے لیے یہ روزہ مستحب ہے کیونکہ فرمانِ نبوی کے مطابق یہ روزہ دو سال (ایک گزشتہ اور ایک آئندہ) کے گناہوں کا کفارہ ہے۔[1] علاوہ ازیں اس اور آئندہ حدیث میں بظاہر یہ اختلاف ہے کہ ایک میں پیالہ بھیجنے والی اُم فضل رضی اللہ عنہا ہیں جبکہ دوسری میں میمونہ رضی اللہ عنہا (اُم فضل کی بہن)۔ اہل علم نے ان احادیث کو یوں جمع کیا ہے کہ دونوں بہنیں اکٹھی تھیں، ایک نے دودھ تیار کیا اور دوسری نے بھیجا۔

٦٨٧۔ حدیث مَیْمُوْنَةَ رضی اللّٰه عنها '

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عرفہ کے دن کچھ لوگوں کو آپ ﷺ

٦٨٥۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 35 باب حدثنا عبد الله بن یوسف (1945) مسلم (1122) ابن ماجه (1663)۔

٦٨٦۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 88 باب الوقوف علی الدابة بعرفة (1158) مسلم (1123) بغوی (1791)۔

٦٨٧۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 65 باب صوم عرفة (1989) مسلم (1124) ابن حبان (3607)۔

[1] [مسلم (1162) ابو داود (2425-2426) ابن ماجه (1730) احمد (5/ 296)]

اَنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ بِحِلَابٍ، وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ، فَشَرِبَ مِنْهُ، وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ۔

کے روزے کے متعلق شک ہوا۔ اس لئے انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ بھیجا۔ آپ اس وقت عرفات میں وقوف فرما تھے۔ آپ نے وہ دودھ پی لیا اور سب لوگ دیکھ رہے تھے۔

(19) باب صوم یوم عاشوراء

یوم عاشورہ کے روزے کا بیان

٦٨٨۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها، اَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِصِيَامِهِ حَتّٰى فُرِضَ رَمَضَانُ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قریش زمانہ جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی اس دن روزہ کا حکم دیا یہاں تک کہ رمضان کے روزے فرض ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے یوم عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

فہم الحدیث: یوم عاشوراء سے مراد ۱۰ محرم کا دن ہے۔ اس دن کے روزے سے گزشتہ ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ پہلے یہ روزہ فرض تھا لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اس کی رخصت دے دی گئی (اب اسے کوئی رکھے یا نہ رکھے دونوں طرح درست ہے)۔ یہود و نصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے تھے' جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا ،اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو ۹ محرم کا روزہ رکھوں گا (تا کہ روزے کا اجر بھی حاصل ہو جائے اور یہود و نصاریٰ کی مخالفت بھی) لیکن آئندہ سال سے پہلے ہی آپ ﷺ وفات پا گئے۔[1] اس لیے اب اگر کوئی صرف ۹ محرم کا روزہ رکھ لے تو یہ بھی درست ہے۔

٦٨٩۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ عَاشُوْرَاءَ يَصُوْمُهُ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ، قَالَ: ((مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جاہلیت میں عاشوراء کے دن ہم روزہ رکھتے تھے۔ لیکن جب رمضان کے روزے نازل ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

٦٩٠۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی الله عنه، دَخَلَ عَلَيْهِ الْاَشْعَثُ وَهُوَ يَطْعَمُ، فَقَالَ: الْيَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، فَقَالَ: كَانَ يُصَامُ قَبْلَ اَنْ

حضرت اشعث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے یہاں آئے وہ اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ اشعث نے کہا کہ آج تو عاشوراء کا دن ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دنوں میں عاشوراء کا روزہ

٦٨٨۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 1 باب وجوب صوم رمضان (1592) مسلم (1125) ترمذي (753)۔

٦٨٩۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 2 سورة البقرة: 24 باب "يا ايها الذين آمنوا كتب..." (1892) مسلم (1126)۔

٦٩٠۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 2 سورة البقرة 24: باب "يا ايها الذين آمنوا كتب..." (4503) مسلم (1127)۔

[1] [مسلم (1134) كتاب الصيام ، أبو داود (2445) ابن ماجة (5809)]

يَـنْـزِلَ رَمَـضَانُ ' فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ ' فَاذَنْ فَكُلْ ۔

رمضان کے روزوں کے نازل ہونے سے پہلے رکھا جاتا تھا' لیکن جب رمضان کے روزے کا حکم نازل ہوا تو یہ روزہ چھوڑ دیا گیا۔ آؤ تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ۔

٦٩١۔ حدیث مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ 'اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ ' يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ ' عَامَ حَجَّ ' عَلَى الْمِنْبَرِ ' يَقُوْلُ : يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ! اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ ' وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ ' وَاَنَا صَائِمٌ ' فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ))۔

حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے حج کے موقعہ پر عاشوراء کے دن منبر پر سنا۔ انہوں نے کہا کہ اے اہل مدینہ! تمہارے علما کدھر گئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ یہ عاشورہ کا دن ہے اس کا روزہ تم پر فرض نہیں ہے لیکن میں روزے سے ہوں اور اب جس کا چاہے روزے سے رہے (اور میری سنت پر عمل کرے) اور جس کا جی چاہے نہ رہے۔

٦٩٢۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ : قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَرَاَى الْيَهُوْدَ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ ' فَقَالَ : ((مَا هٰذَا؟)) قَالُوْا : هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ ' هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِي اِسْرَائِيْلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوْسَى قَالَ : فَاَنَا اَحَقُّ بِمُوْسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی ﷺ مدینہ میں تشریف لائے (دوسرے سال)۔ آپ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشوراء کے دن روزہ رکھتے تھے۔ آپ نے ان سے اس کا سبب معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ ایک اچھا دن ہے اسی دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی تھی اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر موسیٰ علیہ السلام کے (شریک مسرت ہونے میں) ہم تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اس کا حکم دیا۔

٦٩٣۔ حدیث اَبِي مُوْسَى رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ تَعُدُّهُ الْيَهُوْدُ عِيْدًا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((فَصُوْمُوْهُ اَنْتُمْ))۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عاشوراء کے دن کو یہودی عید کا دن سمجھتے تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو۔

٦٩١۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 69 باب صيام يوم عاشوراء (2003) مسلم (1129) ابن حبان (3626)۔

٦٩٢۔ البخاري في: كتاب الصوم: 69 باب صيام يوم عاشوراء (2004) مسلم (1130) ابن ماجه (1734)۔

٦٩٣۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 69 باب صيام يوم عاشوراء (2005) مسلم (1131) بيهقي (4/ 289)۔

٦٩٤۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهَذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو سوائے عاشوراء کے دن کے اور اس رمضان کے مہینے کے اور کسی دن کو دوسرے دنوں سے افضل جان کر خاص طور پر قصد کر کے روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔

(21) باب من اكل في عاشوراء فليكف باقية يومه

جس نے عاشوراء کے دن کچھ کھالیا وہ دن کے باقی حصہ میں کھانے سے پرہیز کرے

٦٩٥۔ حدیث سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ: أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ أَوْ فَلْيَصُمْ، وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے عاشوراء کے دن ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ جس نے کھانا کھا لیا ہے وہ اب (دن ڈوبنے تک روزہ کی حالت میں) پورا کرے یا یہ فرمایا کہ روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو (تو وہ روزہ رکھے) کھانا نہ کھائے۔

فہم الحدیث: عاشوراء کے روز کچھ نہ کھانے کی ترغیب محض اس دن کی حرمت وتقدس کے پیش نظر ہے اور اس کھانے پینے سے رُکنے کو مجازاً روزہ کہا گیا ہے، ورنہ کھانے پینے کے بعد شام تک کچھ نہ کھانا یقیناً روزہ نہیں۔

٦٩٦۔ حدیث الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ، مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ، قَالَتْ: فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ، وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ۔

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عاشوراء کی صبح کو نبی ﷺ نے انصار کے محلوں میں کہلا بھیجا کہ صبح جس نے کھا پی لیا ہو وہ دن کا باقی حصہ (روزہ دار کی طرح) پورا کرے اور جس نے کچھ نہ کھایا پیا ہو وہ روزے سے رہے۔ ربیع نے کہا پھر بعد میں بھی (رمضان کے روزے کی فرضیت کے بعد) ہم اس دن روزہ رکھتے اور اپنے بچوں سے بھی رکھواتے۔ انہیں ہم اُون کا ایک کھلونا دے کر بہلائے رکھتے۔ جب کوئی کھانے کے لئے روتا تو وہی دے دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت آ جاتا۔

لغوی توضیح: نُصَوِّمُ روزہ رکھواتے۔ اللُّعْبَة کھلونا۔ الْعِهْن اُون۔

٦٩٤۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 69 باب صيام يوم عاشوراء (2006) مسلم (1132) نسائی (2369)۔

٦٩٥۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 21 باب إذا نوى بالنهار صوما (1924) مسلم (1135) نسائی (2320)۔

٦٩٦۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 47 باب صوم الصبيان (1960) مسلم (1136) ابن حبان (3620)۔

(22) باب النهي عن صوم يوم الفطر و يوم الاضحى

یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کو روزہ رکھنا منع ہے

۶۹۷۔ حدیث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، قَالَ : هٰذَانِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِمَا : يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَالْيَوْمُ الْآخَرُ تَأْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ دو دن ایسے ہیں جن کے روزوں کی نبی ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے (رمضان کے) روزوں کے بعد افطار کا دن (یعنی عید الفطر) اور دوسرا وہ دن جس میں تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو (یعنی عید الاضحیٰ کا دن)۔

فہم الحدیث: اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ عیدین کے دونوں دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے خواہ وہ روزہ نفلی ہو یا فرضی، نذر کا ہو یا کفارے کا۔

۶۹۸۔ حدیث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ...... وَلَا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ : الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى ......۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں دن روزے نہ رکھے جائیں۔

۶۹۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما فَقَالَ : رَجُلٌ نَذَرَ أَنْ يَصُوْمَ يَوْمًا، قَالَ : أَظُنُّهُ، قَالَ : الْاِثْنَيْنِ، فَوَافَقَ يَوْمَ عِيْدٍ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ۔

زیاد بن جبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ایک شخص نے ایک دن کے روزے کی نذر مانی۔ پھر کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ پیر کا دن ہے اور اتفاق سے وہی عید کا دن پڑ گیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور نبی ﷺ نے اس دن روزہ رکھنے سے (اللہ کے حکم سے) منع فرمایا ہے۔

فہم الحدیث: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اکیلے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ جمہور علما اسے مکروہ جبکہ کچھ اسے حرام کہتے ہیں۔ البتہ اگر کوئی جمعہ سے پہلے ایک دن یا اس کے بعد ایک دن روزہ رکھے تو جمعہ کا روزہ درست ہے۔

(24) باب كراهة صيام الجمعة منفردا

صرف جمعہ کو روزہ رکھنے کی کراہت

۷۰۰۔ حدیث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ، قَالَ : سَأَلْتُ جَابِرًا رضی اللہ عنہ : نَهَى النَّبِيُّ

محمد بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا؟ انہوں نے

۶۹۷۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 66 باب صوم يوم الفطر (1990) مسلم (1137) ترمذی (771)۔
۶۹۸۔ البخاري في: 20 كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة ...: 6 باب مسجد بيت المقدس (1991) مسلم (827)۔
۶۹۹۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 67 باب الصوم يوم النحر (1994) مسلم (1139)۔
۷۰۰۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 63 باب صوم يوم الجمعة (1984) مسلم (1143) ابن ماجه (1724)۔

ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ۔

جواب دیا۔ ہاں۔

۷۰۱۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ اَوْ بَعْدَهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص جمعہ کے دن اس وقت تک روزہ نہ رکھے جب تک اس سے ایک دن پہلے یا اس کے ایک دن بعد روزہ نہ رکھتا ہو۔

(25) باب بیان نسخ قوله تعالى ﴿ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ ﴾ بقول ﴿ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾

آیت ﴿ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ ﴾ کو آیت ﴿ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾ نے منسوخ کر دیا ہے

۷۰۲۔ حديث سَلَمَةَ، قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ كَانَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ، حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔" [البقرہ:۱۸۴] تو جس کا جی چاہتا تھا روزہ چھوڑ دیتا اور اس کے بدلے میں فدیہ دے دیتا حتی کہ اس کے بعد والی آیت "تم میں سے جو شخص اس مہینے میں مقیم ہوا سے روزہ رکھنا چاہیے" نازل ہوئی اور اس نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ اب یہ اجازت نہیں کہ جس کا دل چاہے روزہ چھوڑ دے اور بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ البتہ دیگر صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بوڑھا آدمی، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لیے یہ حکم ابھی بھی باقی ہے یعنی یہ تینوں روزہ چھوڑ کر ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا سکتے ہیں۔[1]

(26) باب قضاء رمضان في شعبان

شعبان میں رمضان کے روزوں کی قضا کا بیان

۷۰۳۔ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ : كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ، فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقْضِيَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان کا روزہ مجھ سے چھوٹ جاتا تو شعبان سے پہلے اس کی قضا کی توفیق نہ ہوتی۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ شعبان تک رمضان کی قضاء کو مؤخر کرنا جائز ہے خواہ یہ تاخیر بغیر کسی عذر کے ہی ہو۔ تاہم افضل یہ ہے کہ جلد از جلد قضاء کے روزے رکھ لیے جائیں، کیونکہ نیکی کے کاموں میں تاخیر مناسب نہیں۔

۷۰۱۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 63 باب صوم يوم الجمعة (1985) مسلم (1144) ابن ماجه (1723)۔

۷۰۲۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 2 سورة البقرة: 26 باب "فمن شهد منكم..." (4507) مسلم (1145)۔

۷۰۳۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 40 باب متى يُقْضَى قضاء رمضان (1950) مسلم (1146) ابو داود (2399)۔

[1] [دار قطني (2/ 205)، (2/ 207) حاكم (1/ 404) ابن الجارود (381)]

(27) باب قضاء الصيام عن الميت

میت کی طرف سے روزے رکھنے کا بیان

٧٠٤۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے ذمے روزے واجب ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھ دے۔

٧٠٥۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ' فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ' اَفَاَقْضِيْهِ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ!)) قَالَ: ((فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ يُقْضٰى))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کے ذمے ایک مہینے کے روزے باقی رہ گئے ہیں کیا میں ان کی طرف سے قضا رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ کا قرض اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادا کر دیا جائے۔

فہم الحدیث ان احادیث سے معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے روزے رکھے جا سکتے ہیں۔ جمہور علماء اسے مستحب جبکہ امام ابن حزم، امام صنعانی، نواب صدیق حسن خان اور علامہ البانی رحمہم اللہ وغیرہ اسے واجب کہتے ہیں۔[1]

(29) باب حفظ اللسان للصائم

روزہ دار کے لیے زبان کی حفاظت کا بیان

٧٠٦۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الصِّيَامُ جُنَّةٌ' فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ' وَاِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ اَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّي صَائِمٌ' مَرَّتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ تَعَالَى مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ اَجْلِي' الصِّيَامُ لِي وَاَنَا اَجْزِي بِهِ' وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، روزہ دوزخ سے بچنے کے لئے ایک ڈھال ہے۔ اس لئے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے)۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (اور

٧٠٤۔ البخاری فی: 30 كتاب الصوم: 42 باب من مات وعليه صوم (1952) مسلم (1147) ابن حبان (3569)۔

٧٠٥۔ البخاری فی: 30 كتاب الصوم: 42 باب من مات وعليه صوم (1953) مسلم (1148) ابن ماجه (1758)۔

[1] [نيل الأوطار (3/ 214) المحلى (4/ 420) سبل السلام (2/ 894) الروضة الندية (1/ 551) التعليقات الرضية على الروضة الندية للألباني (2/ 25)]

دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔

لغوی توضیح جُنَّة ڈھال۔ فَلَا يَرْفُثْ فحش باتیں، جنسی گفتگو وحرکات۔ وَلَا يَجْهَلْ جہالت کی کوئی بات یا کام نہ کرے مثلاً چیخنا چلانا، مذاق کرنا وغیرہ۔ شَاتَمَهُ اسے کوئی گالی دے۔ خَلُوْف بو۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ دورانِ روزہ ہر طرح کی لغو حرکات سے بچنا چاہیے، اس سے روزہ ضائع بھی ہو سکتا ہے کیونکہ فرمانِ نبوی ہے کہ جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ ایسا شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔[1] ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے بدزبانی اور جھوٹ نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔[2]

(30) باب فضل الصيام — روزے کی فضیلت

٧٠٧۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: قَالَ اللهُ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کا ہر ہر نیک عمل خود اسی کے لئے ہے مگر روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ گناہوں کی ایک ڈھال ہے اگر کوئی روزے سے ہو تو اسے فحش گوئی نہ کرنی چاہیے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی (ایک تو جب) وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسری) جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کا ثواب پا کر خوش ہوگا۔

لغوی توضیح لَا يَصْخَبْ شور نہ کرے، چیخ و پکار یا کوئی بھی لغو حرکت کر کے اونچی آواز نکالنا۔

٧٠٨۔ حديث سَهْلٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ،

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا، جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں۔ قیامت کے

٧٠٦۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 2 باب فضل الصوم (1894) مسلم (1151) ابن ماجه (1638)۔

٧٠٧۔ البخاري في: 69 كتاب النفقات: 14 باب هل يقول إني صائم إذا شتم۔

٧٠٨۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 4 باب الريان للصائمين (1896) مسلم (1152) ابن ماجه (1640)۔

[1] [بخاری (1903)]

[2] [حسن لغیرہ: صحیح الترغیب (1082)]

الرَّيَّانُ ' يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ ' يُقَالُ : اَيْنَ الصَّائِمُوْنَ ' فَيَقُوْمُوْنَ ' لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ ' فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ))۔

دن اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، ان کے سوا اور کوئی اس میں سے نہیں داخل ہوگا۔ پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کے سوا اس سے اور کوئی اندر نہیں جانے پائے گا اور جب یہ لوگ اندر داخل ہو جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی اندر نہ جا سکے گا۔

لغوی توضیح الرَّیَّان ری سے ماخوذ ہے، معنی ہے سیر، تر۔ یہ پیاس کی ضد ہے۔ اس کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کیونکہ یہ روزہ داروں کے لیے بھوک پیاس برداشت کرنے کا بدلہ ہے۔

(31) باب فضل الصيام فى سبيل الله لمن يطيقه بلا ضرر و لا تفويت حق

فی سبیل اللہ مجاہد کے روزے کی فضیلت جبکہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اور بلا ضرر کسی حق کی ادائیگی چھوڑے بغیر روزہ رکھے

۷۰۹۔ حدیث اَبِی سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ : ((مَنْ صَامَ یَوْمًا فِی سَبِیْلِ اللهِ وَبَعَّدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے) ایک دن بھی روزہ رکھا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت کی دوری تک دور کر دے گا۔

(33) باب اكل الناسى و شربه و جماعه لا يفطر

بھول چوک کر کھانے پینے اور جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۷۱۰۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : اِذَا نَسِیَ فَاَكَلَ وَشَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَهُ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب کوئی بھول کر کچھ کھا پی لے تو اسے اپنا روزہ پورا کرنا چاہیے کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ایسے شخص پر نہ قضا ہے نہ کفارہ۔

(34) باب صيام النبى ﷺ فى غير رمضان واستحباب ان لا يخلى شهرا عن صوم

نبی ﷺ کے رمضان کے علاوہ نفلی روزوں کا بیان اور یہ کہ کوئی مہینہ روزوں سے خالی نہ چھوڑنا مستحب ہے

۷۱۱۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها '

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ نفل روزہ رکھنے لگتے تو

۷۰۹۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسیر: 36 باب فضل الصوم فی سبیل الله (2840) مسلم (1153)۔

۷۱۰۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 26 باب الصائم إذا اكل او شرب ناسيا (1933) مسلم (1155) ترمذی (722)۔

۷۱۱۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 52 باب صوم شعبان (1969) مسلم (1156) ابوداود (2434) ترمذی (768)۔

قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ، وَيَفْطُرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ۔

ہم (آپس میں) کہتے کہ اب آپ روزہ رکھنا چھوڑیں گے ہی نہیں۔ اور جب روزہ چھوڑ دیتے تو ہم کہتے کہ اب آپ روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ میں نے رمضان کے علاوہ آپ کو کبھی پورے مہینے کا نفلی روزہ رکھتے نہیں دیکھا اور جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے میں نے کسی مہینہ میں اس سے زیادہ روزے رکھتے آپ کو نہیں دیکھا۔

۷۱۲۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللّٰه عَنْها، قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ، وَكَانَ يَقُوْلُ: ((خُذُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا)) وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَادُووِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ، وَكَانَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے۔ شعبان کے پورے دنوں میں آپ روزہ سے رہتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ عمل وہی اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا، تم خود ہی اکتا جاؤ گے۔ نبی ﷺ اس نماز کو سب سے زیادہ پسند فرماتے جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے خواہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ جب کوئی نماز شروع کرتے تو اسے ہمیشہ پڑھتے تھے۔

لغوی توضیح شَعْبَانَ كُلَّهُ شعبان کے مکمل روزے، یعنی تقریباً مکمل روزے۔

۷۱۳۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا صَامَ النَّبِيُّ ﷺ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ، وَيَصُوْمُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ، لَا وَاللّٰهِ! لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ، لَا وَاللّٰهِ! لَا يَصُوْمُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رمضان کے سوا نبی ﷺ نے کبھی پورے مہینے کا روزہ نہیں رکھا۔ آپ نفل روزہ رکھنے لگتے تو دیکھنے والا کہہ اٹھتا کہ بخدا اب آپ بے روزہ نہیں رہیں گے اور اسی طرح جب نفل روزہ چھوڑ دیتے تو کہنے والا کہتا قسم اللہ کی! اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔

فہم الحدیث ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ بعض اوقات مسلسل نفلی روزے رکھتے اور بعض اوقات مسلسل روزے چھوڑ دیتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ سب سے زیادہ نفلی روزے شعبان میں رکھا کرتے تھے اور اس کا سبب ایک روایت میں آپ ﷺ نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ رجب اور رمضان کے درمیان والا مہینہ ایسا ہے کہ لوگ اس میں اس سے غافل ہیں، حالانکہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں اٹھایا جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔[1]

۷۱۲۔ البخاری فی: 30 كتاب الصوم: 52 باب صوم شعبان (1969) مسلم (782) نسائی (2179) ابن حبان (353)۔

۷۱۳۔ البخاری فی: 30 كتاب الصوم: 53 باب ما يذكر فی صوم النبی ﷺ وإفطاره (1971) مسلم (1157)۔

---

[1] [صحیح: صحیح نسائی (2221) كتاب الصيام، نسائی (2359) تمام المنة (ص/ 412)]

(35) باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به او فوت به حقا او لم يفطر العيدين والتشريق، و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم

اگر روزے سے نقصان پہنچتا ہو یا کسی کی حق تلفی ہوتی ہو نیز عیدین اور ایام تشریق میں بھی افطار نہ کرے تو صوم الدھر (مسلسل روزے رکھنا) منع ہے اور ایک دن کے وقفہ سے روزہ رکھنا افضل ہے

٧١٤۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ: اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنِّي اَقُوْلُ، وَاللّٰهِ! لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَاعِشْتُ، فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ قُلْتُهُ، بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي ۔ قَالَ: ((فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ، فَصُمْ وَاَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا، وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ)) قُلْتُ: اِنِّي اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((فَصُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمَيْنِ)) قُلْتُ: اِنِّي اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((فَصُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمًا، وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَهُوَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ)) قُلْتُ: اِنِّي اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تک میری یہ بات پہنچائی گئی کہ اللہ کی قسم! زندگی بھر میں دن میں تو روزے رکھوں گا اور ساری رات عبادت کروں گا۔ میں نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' ہاں میں نے یہ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا لیکن تیرے اندر اس کی طاقت نہیں' اس لئے روزہ بھی رکھ اور بے روزہ بھی رہ۔ عبادت بھی کر اور سو بھی اور مہینے میں تین دن کے روزے رکھا کر۔ نیکیوں کا بدلہ دس گناہ ہے۔ اس طرح یہ ساری عمر کا روزہ ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر ایک دن روزہ رکھا کر اور دو دن کے لئے روزے چھوڑ دیا کر۔ میں نے پھر کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن بے روزہ رہ کہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ایسا ہی تھا۔ اور روزہ کا یہ سب سے افضل طریقہ ہے۔ میں نے اب بھی وہی کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے لیکن اس مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اس سے افضل کوئی روزہ نہیں ہے۔

فهم الحديث اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا خلاف سنت ہے۔ اور اگر کوئی زیادہ سے زیادہ نفلی روزے رکھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھے' یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور سب سے افضل ہے اس سے افضل کوئی روزہ نہیں۔ اسی طرح ساری رات قیام کرنا بھی خلاف سنت ہے۔ سنت یہ ہے کہ رات کو آرام بھی کیا جائے اور قیام بھی۔ ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بکثرت عبادت اور ہر وقت اسی میں محو رہنے میں فضیلت نہیں بلکہ فضیلت اس میں ہے جسے اللہ اور اس کا رسول پسند فرمائیں۔

٧١٤۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 56 باب صوم الدهر (1131) مسلم (1159) ابوداود (2427)۔

۷۱۵۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَاللّٰهِ! أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟)) فَقُلْتُ: بَلَى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُوْمَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ)) فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً: قَالَ: ((فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ)) قُلْتُ: فَمَا كَانَ صِيَامُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ! قَالَ: ((نِصْفُ الدَّهْرِ)). فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَقُوْلُ بَعْدَ مَا كَبِرَ: يَالَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ النَّبِيِّ ﷺ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' عبداللہ! کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم دن میں تو روزہ رکھتے ہو اور ساری رات نماز پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کی صحیح ہے یارسول اللہ! آپ نے فرمایا' ایسا نہ کر' روزہ بھی رکھ اور بے روزہ بھی رہ۔ نماز بھی پڑھ اور سوؤ بھی۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے' تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تم سے ملاقات کرنے والوں کا بھی تم پر حق ہے۔ بس یہی کافی ہے کہ ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھ لیا کرو' کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گناہ ملے گا اور اس طرح یہ ساری عمر کا روزہ ہو جائے گا لیکن میں نے اپنے پر سختی چاہی تو مجھ پر سختی کر دی گئی۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ! میں اپنے میں قوت پاتا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ اور اس سے آگے نہ بڑھ۔ میں نے پوچھا' اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن بے روزہ رہا کرتے۔ بعد میں جب ضعیف ہو گئے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے' کاش! میں رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی رخصت مان لیتا۔

لغوی توضیح لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے۔

۷۱۶۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ)) قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً۔ حَتّٰى قَالَ: ((فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا، ہر مہینے میں ایک قرآن ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا مجھ کو تو زیادہ پڑھنے کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا سات راتوں میں ختم کیا کر اس سے زیادہ مت پڑھ۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ سات راتوں سے کم میں قرآن ختم نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ ایک دوسری حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تین راتوں میں بھی قرآن ختم کیا جا سکتا ہے، تین سے کم میں ختم کرنا مکروہ ہے۔[1]

۷۱۵۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 55 باب حق الجسم فی الصوم۔
۷۱۶۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 34 باب فی کم یقرا القرآن۔

[1] [صحیح: صحیح ابوداود (1260) المشکاة (2201) السلسلة الصحیحة (1513)]

۷۱۷۔ حدیث عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((یَا عَبْدَاللّٰہِ! لَاتَکُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، کَانَ یَقُوْمُ اللَّیْلَ فَتَرَکَ قِیَامَ اللَّیْلِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا، اے عبداللہ! فلاں کی طرح نہ ہو جانا، وہ رات میں عبادت کیا کرتا تھا پھر چھوڑ دی۔

فہم الحدیث یہ نبی ﷺ نے اس لیے فرمایا کیونکہ آپ کو وہ عمل پسند تھا جس پر دوام اختیار کیا جائے۔

۷۱۸۔ حدیث عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ: بَلَغَ النَّبِیَّ ﷺ اَنِّی اَسْرُدُ الصَّوْمَ وَ اُصَلِّی اللَّیْلَ، فَاِمَّا اَرْسَلَ اِلَیَّ وَاِمَّا لَقِیْتُہٗ، فَقَالَ: ((اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ وَلَا تُفْطِرُ وَ تُصَلِّی، فَصُمْ وَاَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَاِنَّ لِعَیْنِكَ عَلَیْكَ حَظًّا، وَاِنَّ لِنَفْسِكَ وَاَهْلِكَ عَلَیْكَ حَظًّا)) قَالَ: اِنِّی لَاَقْوٰی لِذٰلِكَ قَالَ: ((فَصُمْ صِیَامَ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ)) قَالَ: وَکَیْفَ؟ قَالَ: ((کَانَ یَصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمًا وَلَا یَفِرُّ اِذَا لَاقٰی)) قَالَ: مَنْ لِی بِهٰذِہٖ، یَا نَبِیَّ اللّٰہِ! قَالَ عَطَاءٌ (اَحَدُ الرُّوَاۃِ): لَا اَدْرِی کَیْفَ ذَکَرَ صِیَامَ الْاَبَدِ۔ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ)) مَرَّتَیْنِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں اور ساری رات عبادت کرتا ہوں۔ اب یا آنحضور ﷺ نے کسی کو میرے پاس بھیجا یا خود میں نے آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ خبر صحیح ہے کہ تو متواتر روزے رکھتا ہے اور ایک بھی نہیں چھوڑتا اور (رات بھر) نماز پڑھتا رہتا ہے؟ روزہ بھی رکھ اور بے روزہ بھی رہ، عبادت بھی کر اور سو بھی۔ کیونکہ تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے، تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر داؤد علیہ السلام کی طرح روزہ رکھا کر۔ انہوں نے کہا وہ کس طرح؟ فرمایا کہ داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو پیٹھ نہیں پھیرتے تھے۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اے اللہ کے نبی! میرے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں پیٹھ پھیر جاؤں۔ حضرت عطا (راوی حدیث) نے کہا کہ مجھے یاد نہیں (اس حدیث میں) صوم دھر کا کس طرح ذکر ہوا (البتہ انہیں اتنا یاد تھا کہ) آنحضور ﷺ نے فرمایا جو صوم دھر رکھتا ہے اس کا روزہ ہی نہیں، دو مرتبہ (آپ نے یہی فرمایا)۔

۷۱۷۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 19 باب ما یکره من ترك قیام اللیل لمن کان یقومه۔

۷۱۸۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 57 باب حق الاهل فی الصوم۔

۷۱۹۔ حدیث عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا ' قَالَ : قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ : ((اِنَّکَ لَتَصُوْمُ الدَّھْرَ وَتَقُوْمُ اللَّیْلَ ؟)) فَقُلْتُ : نَعَمْ! قَالَ : ((اِنَّکَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ ' ھَجَمَتْ لَہُ الْعَیْنُ ' وَنَفِھَتْ لَہُ النَّفْسُ ' لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّھْرَ ' صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ صَوْمُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ)) قُلْتُ : فَاِنِّیْ اُطِیْقُ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ ' قَالَ : ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ' کَانَ یَصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمًا ' وَلَا یَفِرُّ اِذَا لَاقٰی))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو متواتر روزے رکھتا ہے اور رات بھر عبادت کرتا ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا اگر تو یونہی کرتا رہا تو آنکھیں دھنس جائیں گی اور تو بے حد کمزور ہو جائے گا۔ یہ کوئی روزہ نہیں کہ کوئی زندگی بھر (بلا ناغہ ہر روز) روزہ رکھے۔ تین دن کا (ہر مہینہ میں) روزہ پوری زندگی کے روزے کے برابر ہے۔ میں نے اس پر کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ پھر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھا کر۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے تھے اور جب دشمن کا سامنا ہوتا تو پیٹھ نہیں دکھلایا کرتے تھے۔

لغوی توضیح: هَجَمَتْ (آنکھیں) اندر دھنس جائیں گی۔ نَفِهَتْ (نفس) کمزور ہو جائے گا۔

۷۲۰۔ حدیث عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ' قَالَ لَہٗ : ((اَحَبُّ الصَّلَاةِ اِلَی اللّٰہِ صَلَاةُ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ' وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاوٗدَ ' وَکَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ ثُلُثَہٗ وَیَنَامُ سُدُسَہٗ ' وَیَصُوْمُ یَوْمًا ' وَیُفْطِرُ یَوْمًا))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے ان سے فرمایا، سب نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور روزوں میں بھی داؤد علیہ السلام ہی کا روزہ ہے۔ آپ آدھی رات تک سوتے اس کے بعد تہائی رات نماز پڑھنے میں گذارتے۔ پھر رات کے چھٹے حصے میں بھی سو جاتے۔ اسی طرح آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

۷۲۱۔ حدیث عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا ' حَدَّثَ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ذُکِرَ لَہٗ صَوْمِیْ ' فَدَخَلَ عَلَیَّ ' فَاَلْقَیْتُ لَہٗ وِسَادَةً مِنْ اَدَمٍ ' حَشْوُھَا لِیْفٌ ' فَجَلَسَ عَلَی الْاَرْضِ ' وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو میرے روزے کے متعلق خبر ہوگئی (کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں) آپ میرے یہاں تشریف لائے اور میں نے ایک گدا آپ کے لئے بچھا دیا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ لیکن آنحضرت ﷺ زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے

۷۱۹۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 59 باب صوم داود علیه السلام۔
۷۲۰۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 7 باب من نام عند السحر۔
۷۲۱۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 59 باب صوم داود علیه السلام۔

بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَقَالَ: ((اَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاثَةُ اَيَّامٍ؟)) قَالَ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((خَمْسًا)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((سَبْعًا)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((تِسْعًا)) قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِحْدَى عَشْرَةَ)) ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، شَطْرَ الدَّهْرِ، صُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمًا))۔

درمیان ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے لئے ہر مہینہ میں تین دن کے روزے کافی نہیں ہیں؟ میں نے عرض کی' یارسول اللہ! (کچھ اور بڑھا دیجئے) آپ نے فرمایا' اچھا پانچ دن کے روزے (رکھ لے) میں نے عرض کی یارسول اللہ! کچھ اور۔ آپ نے فرمایا چلو سات دن' میں نے عرض کی یارسول اللہ! (کچھ اور بڑھائیے' مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے) آپ نے فرمایا! اچھا نو دن' میں نے عرض کی یارسول اللہ! کچھ اور۔ فرمایا' اچھا گیارہ دن۔ آخر آپ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے روزے کے طریقے کے سوا اور کوئی طریقہ (شریعت میں) جائز نہیں۔ یعنی زندگی کے آدھے دنوں میں ایک دن کا روزہ رکھے اور ایک دن کا روزہ چھوڑ دیا کرے۔

لغوی توضیح وِسَادَة تکیہ۔ حَشْوُهَا اس میں بھرا ہوا تھا۔ لِیْف کھجور کی چھال۔

(37) باب صوم سرر شعبان

شعبان کے آخری دنوں میں روزے رکھنا

۷۲۲۔ حدیث عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهُ سَاَلَهُ، اَوْ سَاَلَ رَجُلًا وَ عِمْرَانَ يَسْمَعُ، فَقَالَ: ((يَا اَبَا فُلَانٍ! اَمَا صُمْتَ سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ؟)) قَالَ: اَظُنُّهُ قَالَ: يَعْنِي رَمَضَانَ۔ قَالَ الرَّجُلُ: لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَاِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ))۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ نے سوال کیا یا سوال تو کسی اور سے کیا تھا لیکن وہ سن رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اے ابوفلاں! کیا تم نے اس مہینے کے آخر کے روزے نہیں رکھے؟ (راوی کہتا ہے) میرا خیال ہے کہ حضرت عمران نے کہا کہ آپ کی مراد رمضان سے تھی اس شخص نے کہا نہیں' یارسول اللہ! تو آپ نے کہا جب تم افطار کرلو (یعنی رمضان کے بعد) تو دو روزے رکھ لینا۔

لغوی توضیح سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ اس مہینے کا آخر۔

فہم الحدیث بظاہر یہ حدیث اُن صحیح احادیث کے خلاف ہے جن میں شعبان کے آخر میں روزے رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ہر ماہ کے آخری دنوں میں روزے رکھنا اس شخص کی عادت تھی، لیکن اس نے بھی رمضان سے پہلے روزے رکھنے کی ممانعت سے ڈرتے ہوئے روزے نہ رکھے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر روزے رکھنا کسی کی عادت ہو تو وہ اس ممانعت میں داخل نہیں، ممانعت تو صرف غیر عادی لوگوں کے لیے ہے۔

۷۲۲۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 62 باب الصوم آخر الشهر، مسلم (1161) ابو داود (2328)۔

(40) باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها و بيان محلها وارجى اوقات طلبها

لیلۃ القدر کی فضیلت اور اس کی تلاش کی ترغیب اور ان دنوں کے تعین کا ذکر جن میں لیلۃ القدر کی توقع کی جاسکتی ہے

٧٢٣۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رِجَالًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ، فِي السَّبْعِ الاَوَاخِرِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَاَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الاَوَاخِرِ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے چند اصحاب کو شب قدر خواب میں (رمضان کی) سات آخری تاریخوں میں دکھائی گئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سب کے خواب سات آخری تاریخوں پر متفق ہو گئے ہیں اس لئے جسے اس کی تلاش ہو وہ اسی ہفتہ کی آخری (طاق) راتوں میں تلاش کرے (آخری عشرہ کی طاق راتیں ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ مراد ہیں)۔

لغوی توضیح: رُؤْيَا خواب۔ تَوَاطَاَتْ موافقت ہونا۔ مُتَحَرِّي، تَحَرّي يَتَحَرّٰى سے ماخوذ ہے، معنی ہے تلاش کرنا۔

فھم الحدیث: شب قدر کی تعیین میں اہل علم نے ۴۵ کے قریب مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں، جن میں سے راجح قول یہ ہے کہ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے۔ یاد رہے کہ جن روایات میں شب قدر کی تعیین کی گئی ہے جیسے بعض میں ستائیس، بعض میں اکیس اور بعض میں تئیس کی رات کا ذکر ہے، ان سے مراد یہ ہے کہ اس سال شب قدر اُس رات تھی یہ ہرگز مراد نہیں کہ ہر سال شب قدر اسی رات ہوگی۔ شب قدر کی علامات بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ شب قدر کی صبح کو سورج کے بلند ہونے تک اس کی شعاع نہیں ہوتی، وہ ایسے ہوتا ہے جیسے تھالی۔[1] ایک دوسری روایت میں ہے کہ (اس رات) جب چاند نکلتا ہے تو ایسے ہوتا ہے جیسے بڑے تھال کا کنارہ۔[2] اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ شب قدر آسان اور معتدل رات ہے جس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ سردی، اس صبح کا سورج اس طرح طلوع ہوتا ہے کہ اس کی سرخی مدہم ہوتی ہے۔[3]

٧٢٤۔ حديث اَبِي سَعِيْدٍ رضي الله عنه، قَالَ: اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَشْرَ الاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فَخَرَجَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ، فَخَطَبَ، وَقَالَ: ((اِنِّي اُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا)) اَوْ نُسِّيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الاَوَاخِرِ فِي

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ رمضان کے دوسرے عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھے۔ پھر بیس تاریخ کی صبح کو آنحضرت ﷺ اعتکاف سے نکلے اور ہمیں خطبہ دیا فرمایا کہ مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی لیکن بھلا دی گئی یا (آپ نے فرمایا کہ) میں خود بھول گیا۔ اس لئے تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں

٧٢٣۔ البخاری فی: 32 كتاب فضل ليلة القدر: 2 باب التماس ليلة القدر فی السبع الاواخر (1158) مسلم (1165)۔

٧٢٤۔ البخاری فی: 32 كتاب فضل ليلة القدر: 2 باب التماس ليلة القدر فی السبع الاواخر (669) مسلم (1167)۔

[1] [ابو داود (1378) مسلم (762) ترمذی (3351)]
[2] [مسلم (1170) كتاب الصيام]
[3] [حسن: مسند بزار (6/ 486- كشف الاستار) مسند طيالسی (349)]

الْوَتْرِ ' وَاِنِّی رَاَیْتُ اَنِّی اَسْجُدُ فِی مَاءٍ وَطِیْنٍ ' فَمَنْ کَانَ اعْتَکَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلْیَرْجِعْ ' فَرَجَعْنَا وَمَا نَرٰی فِی السَّمَاءِ قَزَعَةً فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتّٰی سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ ' وَکَانَ مِنْ جَرِیْدِ النَّخْلِ وَاُقِیْمَتِ الصَّلَاةُ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَسْجُدُ فِی الْمَاءِ وَالطِّیْنِ ' حَتّٰی رَاَیْتُ اَثَرَ الطِّیْنِ فِی جَبْهَتِهِ ۔

نے یہ بھی دیکھا ہے (خواب میں) کہ گویا میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں اس لئے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا وہ پھر لوٹ آئے اور اعتکاف میں بیٹھے خیر ہم نے پھر اعتکاف کیا۔ اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں تھا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے بادل آیا اور بارش اتنی ہوئی کہ مسجد کی چھت سے پانی ٹپکنے لگا جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ پھر نماز کی تکبیر ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کیچڑ میں سجدہ کر رہے تھے' یہاں تک کہ کیچڑ کا نشان میں نے آپ کی پیشانی پر دیکھا۔

لغوی توضیح قَزَعَةً بادل کا باریک ٹکڑا۔

۷۲۵۔ **حدیث** اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ' کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُجَاوِرُ فِی رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِی فِی وَسَطِ الشَّهْرِ ' فَاِذَا کَانَ حِیْنَ یُمْسِی مِنْ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً تَمْضِی وَیَسْتَقْبِلُ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ ' رَجَعَ اِلٰی مَسْکَنِهِ ' وَرَجَعَ مَنْ کَانَ یُجَاوِرُ مَعَهُ ' وَاَنَّهُ اَقَامَ فِی شَهْرٍ جَاوَرَ فِیْهِ اللَّیْلَةَ الَّتِی کَانَ یَرْجِعُ فِیْهَا ' فَخَطَبَ النَّاسَ ' فَاَمَرَهُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ ' ثُمَّ قَالَ : ((کُنْتُ اُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ' ثُمَّ قَدْ بَدَا لِیْ اَنْ اُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الاَوَاخِرَ ' فَمَنْ کَانَ اعْتَکَفَ مَعِی فَلْیَثْبُتْ فِی مُعْتَکَفِهِ ' وَقَدْ اُرِیْتُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ ' ثُمَّ اُنْسِیْتُهَا ' فَابْتَغُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ ' وَابْتَغُوْهَا فِی کُلِّ وِتْرٍ ' وَقَدْ رَاَیْتُنِی اَسْجُدُ فِی مَاءٍ وَطِیْنٍ)) فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ فِی تِلْكَ اللَّیْلَةِ فَاَمْطَرَتْ ' فَوَکَفَ الْمَسْجِدُ فِی مُصَلَّی النَّبِیِّ ﷺ لَیْلَةَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ رمضان کے اس عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے جو مہینے کے بیچ میں پڑتا ہے۔ بیس راتوں کے گذر جانے کے بعد جب اکیسویں تاریخ کی رات آتی تو شام کو آپ گھر واپس آ جاتے۔ جو لوگ آپ کے ساتھ اعتکاف میں ہوتے وہ بھی اپنے گھروں کو واپس آ جاتے۔ ایک رمضان میں آپ جب اعتکاف کئے ہوئے تھے تو اس رات بھی (مسجد ہی میں) مقیم رہے جس میں آپ کی عادت گھر آ جانے کی تھی' پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جو کچھ اللہ پاک نے چاہا آپ نے لوگوں کو اس کا حکم دیا۔ پھر فرمایا کہ میں اس (دوسرے) عشرہ میں اعتکاف کیا کرتا تھا لیکن اب مجھ پر یہ ظاہر ہوا ہے کہ اب اس آخری عشرہ میں مجھے اعتکاف کرنا چاہیے۔ اس لئے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ اپنے معتکف ہی میں ٹھہرا رہے اور مجھے یہ رات (شب قدر) دکھائی گئی لیکن پھر بھلا دی گئی۔ اس لئے تم لوگ اسے آخری عشرہ (کی طاق راتوں) میں تلاش کرو۔ میں نے (خواب میں) خود کو دیکھا کہ اس رات کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پھر اسی رات آسمان پر ابر ہوا اور بارش برسی' نبی ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ پر (چھت

۷۲۵۔ البخاری فی: 32 کتاب فضل لیلة القدر: 3 باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر۔

إِحْدَى وَ عِشْرِيْنَ ' فَبَصُرَتْ عَيْنِي نَظَرْتُ إِلَيْهِ انْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِيءٌ طِينًا وَمَاءً۔

سے) پانی ٹپکنے لگا۔ یہ اکیسویں رات کا ذکر ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ صبح کی نماز کے بعد واپس ہو رہے تھے اور آپ کے چہرۂ مبارک پر کیچڑ لگی ہوئی تھی۔

٧٢٦۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ' وَيَقُوْلُ : ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الاوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے اور فرماتے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں شبِ قدر کو تلاش کرو۔

(1) باب اعتكاف العشر الاواخر من رمضان

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا بیان

٧٢٧۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔

لغوی توضیح الاِعْتِكَاف بند رہنا، رُکے رہنا اور کسی چیز کو لازم پکڑ لینا۔ اصطلاحاً ایک خاص کیفیت سے کسی شخص کا خود کو مسجد میں روک لینا اعتکاف ہے۔

فهم الحديث اس اور آئندہ حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اس پر مداومت اختیار فرمائی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خواتین بھی اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ خواتین مساجد میں ہی اعتکاف بیٹھیں گی کیونکہ ان کے لیے اعتکاف کے متعلق کوئی الگ حکم شریعت میں موجود نہیں اور کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ عہد رسالت میں عورتوں نے گھروں میں اعتکاف کیا ہو۔

٧٢٨۔ حديث عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الاوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ ' حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ' ثُمَّ اعْتَكَفَ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ اپنی وفات تک برابر رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے۔ اور آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔

٧٢٦۔ البخاري في: 32 كتاب فضل ليلة القدر: 3 باب تحري ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر ، مسلم (1169) -

٧٢٧۔ البخاري في: 33 كتاب الاعتكاف: 1 باب الاعتكاف في العشر الاواخر (2025) مسلم (1171) -

٧٢٨۔ البخاري في: 33 كتاب الاعتكاف: 1 باب الاعتكاف في العشر الاواخر (2026) مسلم (1172) -

اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ ۔

(2) باب متی یدخل من اراد الاعتکاف فی معتکفه

معتکف کو اعتکاف کی جگہ کب داخل ہونا چاہیے؟

۷۲۹۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللّٰہ عنہما ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ' فَكُنْتُ اَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً ' فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ' ثُمَّ يَدْخُلُهُ ' فَاسْتَاْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ اَنْ تَضْرِبَ خِبَاءً ' فَاَذِنَتْ لَهَا فَضَرَبَتْ خِبَاءً فَلَمَّا رَاَتْهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً آخَرَ ' فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ رَاَى الْاَخْبِيَةَ ' فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) فَاُخْبِرَ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((آلْبِرُّ تَرُوْنَ بِهِنَّ)) فَتَرَكَ الاِعْتِكَافَ ذٰلِكَ الشَّهْرَ ' ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے ۔ میں آپ کے لیے (مسجد میں) ایک خیمہ لگا دیتی اور آپ صبح کی نماز پڑھ کے اس میں چلے جاتے تھے ۔ پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے (اپنے اعتکاف کے لئے) خیمہ کھڑا کرنے کی اجازت چاہی ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی اور انہوں نے ایک خیمہ کھڑا کرلیا ۔ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی (اپنے لئے) ایک خیمہ کھڑا کرلیا ۔ صبح رسول اللہ ﷺ نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا' یہ کیا ہے؟ آپ کو ان کی حقیقت بتائی گئی ۔ آپ نے فرمایا' کیا تم سمجھتے ہو یہ خیمے ثواب کی نیت سے کھڑے کئے گئے ہیں؟ پس آپ نے اس مہینہ (رمضان کا) اعتکاف چھوڑ دیا اور شوال کے عشرہ کا اعتکاف کیا ۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نماز فجر کے بعد اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوتے ۔ اس لیے بیس رمضان المبارک کی شام کو اعتکاف کرنے والا مسجد میں پہنچ جائے اور اگلے روز صبح فجر کے بعد اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جائے ۔ کیونکہ اسی صورت میں آخری عشرے کا اعتکاف پورا ہوتا ہے ۔

(3) باب الاجتهاد فی العشر الاواخر من شهر رمضان

رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت زیادہ کرنی چاہیے

۷۳۰۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللّٰہ عنہا ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَاَحْيَا لَيْلَهُ ' وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب (رمضان کا) آخری عشرہ آتا تو نبی ﷺ اپنا تہبند مضبوط باندھتے (یعنی اپنی کمر پوری طرح کس لیتے) اور ان راتوں میں آپ خود بھی جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے ۔

لغوی توضیح شَدَّ مِئْزَرَهُ اپنا تہبند باندھ لیتے ، مراد ہے عبادت میں سخت کوشش کرنا ۔ معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری عشرے میں عبادت کے لیے زیادہ کوشش کرنی چاہیے اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کی ترغیب دلانی چاہیے ۔

۷۲۹۔ البخاری فی: 33 کتاب الاعتکاف: 6 باب اعتکاف النساء (2033) مسلم (1173) ابو داود (2464) ۔

۷۳۰۔ البخاری فی: 32 کتاب فضل لیلة القدر: 5 باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان (2024) مسلم (1174) ۔

(1) باب ما يباح للمحرم بحج او عمرة وما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه

محرم کے لیے حالت احرام میں کیا جائز ہے اور کیا ناجائز؟ اور خوشبو کی حرمت کا بیان

۷۳۱۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَلْبِسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ، اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ اَوْ وَرْسٌ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ! محرم کو کس طرح کا کپڑا پہننا چاہیے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا' نہ کرتہ پہنے' نہ عمامہ باندھے' نہ پاجامہ پہنے' نہ ٹوپی اور نہ موزے۔ لیکن اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے اس وقت پہن سکتا ہے۔ جب ٹخنوں کے نیچے سے ان کو کاٹ لیا ہو (اور احرام میں) کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس میں زعفران یا ورس لگا ہوا ہو۔

لغوی توضیح الْحَج ارادہ وقصد کرنا، اصطلاحاً مخصوص افعال کی ادائیگی کے لیے مسجد حرام کی طرف سفر کا قصد کرنا ''حج'' کہلاتا ہے۔ الْعَمَائِم جمع ہے عمامة کی' معنی ہے پگڑی۔ السَّرَاوِيْلَات جمع ہے سِرْوَال کی' معنی ہے شلوار یا پاجامہ۔ الْبَرَانِس جمع ہے بُرْنُس کی' معنی ہے ٹوپی۔ نَعْلَيْن تثنیہ ہے نَعْل کی' اس کا معنی ہے جوتا۔ الْكَعْبَيْن تثنیہ ہے كَعْب کی' معنی ہے ٹخنہ۔ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَالْوَرْسُ جس کپڑے کو زعفران اور ورس (زرد رنگ کی بوٹی) سے رنگا گیا ہو' واضح رہے کہ یہ ممانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ خوشبو کی وجہ سے ہے۔

فهم الحديث اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں قمیص' شلوار' ٹوپی اور موزے پہننا منع ہے' لیکن اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے ٹخنوں تک کاٹ کر پہن سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس تہبند نہ ہو تو وہ شلوار بھی پہن سکتا ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔ علاوہ ازیں ایک اور حدیث میں عورت کو دستانے اور (سلا ہوا) نقاب پہننے سے بھی منع کیا گیا ہے۔[1]

۷۳۲۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو عرفات

۷۳۱۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 21 باب ما لا يلبس المحرم من الثياب (134) مسلم (1177) ابو داود (1823)۔

۷۳۲۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصيد: 15 باب لبس الخفين للمحرم إذا لم يجد النعلين ، مسلم (1179)۔

[1] [بخاری (1838) ابو داود (1825)]

سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ ((مَنْ لَمْ یَجِدِالنَّعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسِ الْخُفَّیْنِ، وَمَنْ لَمْ یَجِدْ اِزَارًا فَلْیَلْبَس سَرَاوِیْلَ لِلْمُحْرِمِ))۔

میں خطبہ دیتے سنا تھا کہ جس کے پاس احرام میں جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ پاجامہ پہن لے۔

۷۳۳۔ حدیث یَعْلَی قَالَ لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ: اَرِنِی النَّبِیَّ ﷺ حِیْنَ یُوْحَی اِلَیْهِ، قَالَ: فَبَیْنَمَا النَّبِیُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِهِ، جَاءَهُ رَجُلٌ ۔ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! کَیْفَ تَرَی فِی رَجُلٍ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِیْبٍ؟ فسکت النبی ﷺ سَاعَةً، فَجَاءَهُ الْوَحْیُ، فَاَشَارَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰه عنه اِلَی یَعْلَیْ، فَجَآءَ یَعْلَی، وَعَلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَوْبٌ قَدْ اُظِلَّ بِهِ، فَاَدْخَلَ رَاْسَهُ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ وَهُوَ یَغِطُّ ثُمَّ سُرِّیَ عَنْهُ، فَقَالَ: ((اَیْنَ الَّذِیْ سَاَلَ عَنِ الْعُمْرَةِ؟)) فَاُتِیَ بِرَجُلٍ، فَقَالَ: ((اغْسِلِ الطِّیبَ الَّذِیْ بِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَانْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ، وَاصْنَعْ فِیْ عُمْرَتِكَ کَمَا تَصْنَعُ فِیْ حَجَّتِكَ۔

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کبھی آپ مجھے نبی ﷺ کو اس حال میں دکھایئے جب آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ (یعلی نے) بیان کیا کہ ایک بار رسول ﷺ جعرانہ میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آ کر پوچھا یارسول اللہ! اس شخص کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے جس نے عمرہ کا احرام اس طرح باندھا کہ اس کے کپڑے خوشبو میں لبسے ہوئے ہوں؟ آپ ﷺ اس پر تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو گئے۔ پھر آپ پر وحی نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یعلی رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا۔ یعلی آئے تو رسول اللہ ﷺ پر ایک کپڑا تھا جس کے اندر آپ تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے کپڑے کے اندر اپنا سر کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ روئے مبارک سرخ ہے اور آپ خراٹے لے رہے ہیں۔ پھر یہ حالت ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے عمرہ کے متعلق پوچھا تھا۔ شخص مذکور حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو خوشبو لگا رکھی ہے اسے تین مرتبہ دھو لے اور اپنا جبہ اتار دے۔ عمرہ میں بھی اسی طرح کر جس طرح حج میں کرتے ہیں۔

لغوی توضیح مُتَضَمِّخٌ بِطِیْب خوشبو میں بسا ہوا۔ اس حدیث میں محرم شخص کے لیے خوشبو لگانے کی ممانعت ہے، البتہ ایک دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائی جا سکتی ہے خواہ اس کا رنگ یا اثر احرام باندھنے کے بعد تک رہے۔ ①

(2) باب مواقیت الحج والعمرة

حج اور عمرہ کے میقات

۷۳٤۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ کو میقات مقرر کیا۔ شام والوں کے لئے

۷۳۳۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 17 باب غسل الخلوق ثلاث مرات من الثیاب (1536) مسلم (1180)۔

① [بخاری (1539) مسلم (1189)]

لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ ' وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ ' وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ ' وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ ' فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ' فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمَهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ ' وَكَذَاكَ ' حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا۔

جحفہ' نجد والوں کے لئے قرن منازل اور یمن والوں کے لئے یلملم۔ یہ میقات ان ملک والوں کے ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی جو ان ملکوں سے گذر کر حرم میں داخل ہوں اور حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں۔ لیکن جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہیں ان کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ان کے گھر ہیں۔ یہاں تک کہ مکہ کے لوگ احرام مکہ ہی سے باندھیں۔ (جو حضرات عمرہ کے لئے تنعیم جانا ضروری گردانتے ہیں۔ یہ حدیث ان پر حجت ہے بشرطیکہ بنظرِ تحقیق مطالعہ فرمائیں)۔

لغوی توضیح: مَوَاقِيت جمع ہے میقات کی' میقات کی دو قسمیں ہیں: ایک میقات زمانی یعنی وہ وقت جس کے اندر اندر حج کا احرام باندھا جا سکتا ہے اور وہ ہے شوال' ذی القعدہ اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن۔ دوسری قسم ہے میقات مکانی یعنی وہ مقامات جہاں سے حج یا عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے۔ ذُوالْحُلَيْفَة اس مقام کا نیا نام آبارِ علی ہے' یہ مدینہ کے قریب ہے اور مکہ سے تقریباً 450 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ جُحْفَة یہ بستی شام و مصر کی جانب سے آنے والوں کا میقات ہے۔ لیکن اب یہ ویران ہو چکی ہے اسی لیے آج کل اس کے ایک قریبی مقام رَابِغ سے احرام باندھا جاتا ہے۔ یہ مقام مکہ سے شمال مغرب کی جانب 187 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ قَرْنَ الْمَنَازِل یہ اہل نجد کا میقات ہے۔ دراصل یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے دامن میں ایک بستی تھی جو اب موجود نہیں۔ آج کل اس کے قریب السَّيْل مقام سے احرام باندھا جاتا ہے جو مکہ سے تقریباً 94 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ يَلَمْلَم یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ سے تقریباً 92 کلومیٹر پر واقع ہے' یہ اہل یمن کا میقات ہے۔ هُنَّ لَهُنَّ سے مراد ہے یہ میقات ان شہروں کے رہنے والوں کے لیے ہیں۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ جو شخص بھی حج یا عمرہ کے ارادے سے مکہ میں داخل ہونا چاہے اس پر لازم ہے کہ ان میقاتوں سے احرام باندھے' لیکن جس شخص کا حج یا عمرہ کا ارادہ نہیں وہ بغیر احرام کے بھی داخل ہو سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو حضرات ان میقاتوں کے اندر مقیم ہیں انہیں احرام باندھنے کے لیے ان میقاتوں پر آنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ اپنی اپنی رہائش گاہوں سے ہی احرام باندھیں گے۔

۷۳۵۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ' وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ ' وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ)) قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مدینہ کے لوگ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں' شام کے لوگ جحفہ سے اور نجد کے لوگ قرن منازل سے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اور یمن کے لوگ

۷۳۴۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 9 باب مهل اهل الشام (1524) مسلم (1181) ابو داود (1738)۔

۷۳۵۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 8 باب میقات اهل المدينة ولا يهلوا قبل ذی الحليفة (133) مسلم (1182)۔

عَبْدُاللّٰهِ : وبَلَغَنِى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمْ)) ۔

یلملم سے احرام باندھیں۔

(3) باب التلبية وصفتها ووقتها

تلبیہ کہنے کا وقت اور طریقہ

۷۳۶۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : ((لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ 'لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ' اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا ''حاضر ہوں' اے اللہ! حاضر ہوں' میں حاضر ہوں ۔ تیرا کوئی شریک نہیں' حاضر ہوں' تمام حمد تیرے ہی لئے ہے اور تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں' ملک تیرا ہی ہے' تیرا کوئی شریک نہیں''۔

فہم الحدیث ایک دوسری روایت کے مطابق نبی ﷺ کے تلبیہ میں یہ الفاظ بھی موجود تھے ﴿ لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ ﴾ حاضر ہوں میں' اے معبودِ برحق!۔[1]

(4) باب امر اهل المدينة بالاحرام من عند مسجد ذى الحليفة

اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں

۷۳۷۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ ' يَعْنِى مَسْجِدَ ذِى الْحُلَيْفَةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ کے قریب ہی پہنچ کر احرام باندھا تھا۔

فہم الحدیث اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس سے احرام باندھا تھا (جب آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے)۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے بیداء کے مقام سے احرام باندھا تھا' بعض میں ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد کے اندر ہی احرام باندھ لیا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس ایک ہی قصے کے بارے میں اختلافی روایات کے مابین نہایت ہی عمدہ تطبیق دی ہے' فرماتے ہیں کہ میں اس مسئلے کو لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں' رسول اللہ ﷺ جب حج کے لیے نکلے تھے تو آپ ﷺ نے مسجد ذی الحلیفہ میں دو رکعت نماز ادا فرمائی تھی' پھر دو رکعتوں سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے وہیں تلبیہ پکارا تھا' جن لوگوں نے وہاں سنا انہوں نے اسی مقام کو یاد رکھ لیا (اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ہی احرام باندھا تھا) پھر جب آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپ ﷺ نے پھر تلبیہ پکارا' جنہوں نے یہاں آپ ﷺ کی لبیک سنی انہوں نے اسی موقع کو ذہن نشین کر لیا (اور کہا کہ آپ ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر احرام باندھا تھا)' اسی طرح جب آپ ﷺ بیداء کی چوٹی پر پہنچے تو آپ

۷۳۶۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 26 باب التلبية (1540) مسلم (1184) ترمذی (825) ابن ماجه (2918) ۔

۷۳۷۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 20 باب الإهلال عند مسجد ذی الحليفة (1541) مسلم (1186) ۔

[1] [صحيح : صحيح نسائی (2579) نسائی (2753) ابن ماجه (2920)]

نے تلبیہ پکارا' یہاں بھی جنہوں نے سنا انہوں نے اس وقت کو یاد کر لیا۔ تو اللہ کی قسم ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں اپنے مصلے پر' اونٹنی پر سوار ہو کر اور بیداء کی چوٹی پر چڑھ کر (تینوں مقامات پر ہی) تلبیہ پکارا تھا۔[1] معلوم ہوا مسجد سے تلبیہ کا آغاز مستحب ہے۔

(5) باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة

جس وقت سواری اٹھے وہیں سے لبیک پکارنے کا بیان

۷۳۸۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي اللّٰه عنهما ' عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ ' أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا ' لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا ! قَالَ : وَمَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ ؟ قَالَ : رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ ' وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ ' وَرَأَيْتُكَ تَصْبَغُ بِالصُّفْرَةِ ' وَرَأَيْتُكَ ۔ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ ۔ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ ' وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ۔

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ : أَمَّا الأَرْكَانُ ' فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ ' وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ ' فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النَّعْلَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعْرٌ ' وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا ' فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا ' وَأَمَّا الصُّفْرَةُ ' فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا ' فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُهِلُّ

عبید بن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا' اے ابو عبدالرحمٰن! میں نے آپ کو چار ایسے کام کرتے ہوئے دیکھا ہے جنہیں آپ کے ساتھیوں میں سے کسی کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ کہنے لگے' اے ابن جریج! وہ کیا ہیں؟ ابن جریج نے کہا میں نے طواف کے وقت آپ کو دیکھا کہ آپ دو یمانی رکنوں کے سوا کسی اور رکن کو نہیں چھوتے ہیں۔ (دوسرے) میں نے آپ کو سبتی جوتے پہنے ہوئے دیکھا ہے اور (تیسرے) میں نے دیکھا ہے کہ آپ زرد رنگ استعمال کرتے ہیں اور (چوتھی بات) میں نے یہ دیکھی کہ جب آپ مکہ میں تھے' لوگ (ذی الحجہ کا) چاند دیکھ کر لبیک پکارنے لگتے ہیں (اور) حج کا احرام باندھ لیتے ہیں اور آپ آٹھویں تاریخ تک احرام نہیں باندھتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ (دوسرے) ارکان کو تو میں اس لیے نہیں چھوتا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یمانی رکنوں کے علاوہ کسی اور رکن کو چھوتے ہوئے نہیں دیکھا اور رہے سبتی جوتے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے جوتے پہنے ہوئے دیکھا کہ جن کے چمڑے پر بال نہیں تھے اور آپ انہی کو پہنے پہنے وضو فرمایا کرتے تھے' تو میں بھی انہی کو پہننا پسند کرتا ہوں۔ اور زرد رنگ کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زرد رنگ رنگتے ہوئے دیکھا ہے تو میں بھی اسی رنگ سے رنگنا پسند کرتا ہوں۔ اور احرام باندھنے کا معاملہ

۷۳۸۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 30 باب غسل الرجلين فی النعلين... (166) مسلم (1187) ابو داود (1772)۔

[1] [مسند احمد (2240)]

حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ۔

یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت تک احرام باندھتے ہوئے نہیں دیکھا جب تک آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر نہ چل پڑتی۔

لغوی توضیح النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وہ جوتی جس کے چمڑے پر بال نہ ہوں۔

(7) باب الطيب للمحرم عند الاحرام

محرم کے لیے احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے

۷۳۹۔ **حديث** عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ' قَالَتْ : كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِاِحْرَامِهِ حِيْنَ يُحْرِمُ ' وَلِحِلِّهِ قَبْلَ اَنْ يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے تو میں آپ کے احرام کے لئے اور اسی طرح بیت اللہ کے طواف زیارت سے پہلے حلال ہونے کے لئے' خوشبو لگایا کرتی تھی۔

۷۴۰۔ **حديث** عَائِشَةَ ' قَالَتْ : كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں گویا میں رسول اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں حالانکہ آپ احرام باندھے ہوئے ہیں۔

لغوی توضیح وَبِيْصِ الطِّيْبِ خوشبو کی چمک۔ مَفْرِق سر کے درمیان مانگ نکالنے کی جگہ۔

۷۴۱۔ **حديث** عَائِشَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ ' قَالَ : سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَذَكَرْتُ لَهَا قَوْلَ ابْنِ عُمَرَ : مَا أُحِبُّ اَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا اَنْضَخُ طِيبًا ' فَقَالَتْ عَائِشَةُ : اَنَا طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' ثُمَّ طَافَ فِي نِسَائِهِ ' ثُمَّ اَصْبَحَ مُحْرِمًا ۔

محمد بن منتشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کا ذکر کیا کہ میں اسے گوارا نہیں کر سکتا کہ احرام باندھوں اور خوشبو میرے جسم سے مہک رہی ہو تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے خود نبی کریم ﷺ کو خوشبو لگائی' پھر آپ اپنی تمام ازواج کے پاس گئے اور اس کے بعد احرام باندھا۔

فهم الحديث درج بالا احادیث ثبوت ہیں کہ محرم احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگا سکتا ہے، خواہ اس کا اثر بعد میں بھی باقی رہے۔

(8) باب تحريم الصيد للمحرم

محرم کے لیے شکار کرنا حرام ہے

۷۴۲۔ **حديث** الصَّعْبِ بْنِ جُثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ رضی اللہ عنہ ' اَنَّهُ اَهْدَى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ '

حضرت صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ جب ابواء یا ودان میں تھے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جنگلی گدھے کا تحفہ دیا تو آپ نے اسے

۷۳۹۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 18 باب الطيب عند الإحرام (1539) مسلم (1189) حمیدی (210)۔
۷۴۰۔ البخاری فی: 5 كتاب الغسل: 14 باب من تطيب ثم اغتسل وبقى اثر الطيب (271) مسلم (1190)۔
۷۴۱۔ البخاری فی: 5 كتاب الغسل: 14 باب من تطيب ثم اغتسل وبقى اثر الطيب (267) مسلم (1192)۔
۷۴۲۔ البخاری فی: 28 كتاب جزاء الصيد: 6 باب إذا اهدى للمحرم حمارا وحشيا...(1825) مسلم (1193)۔

حِمَارًا وَحْشِيًّا، وَهُوَ بِالْاَبْوَاءِ، اَوْ بِوَدَّانَ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ - فَلَمَّا رَاٰی مَا فِي وَجْهِهِ، قَالَ: ((اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ)) -

واپس کر دیا پھر جب آپ نے ان کے چہروں پر ناراضگی کا رنگ دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ واپسی کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔

لغوی توضیح اَبْـوَاء مکہ کے راستے میں ایک مقام، جہاں نبی ﷺ کی والدہ محترمہ فوت ہوئیں اور وہیں ان کی قبر ہے۔ وَدَّان جحفہ سے مدینہ کی جانب ۸ میل کے فاصلے پر ایک مقام۔ حُرُم محرم کی جمع ہے۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم شخص شکار کا گوشت نہیں کھا سکتا' جبکہ آئندہ احادیث سے اس کا جواز ظاہر ہوتا ہے۔ ان احادیث میں تطبیق یوں دی گئی ہے کہ محرم شکار کا گوشت صرف اس صورت میں کھا سکتا ہے کہ شکار کرنے والا محرم نہ ہو' اس نے خاص محرم کے لیے شکار نہ کیا ہو اور نہ ہی محرم نے اس کا شکار پر کوئی تعاون ہی کیا ہو' بصورتِ دیگر محرم پر شکار کا گوشت حرام ہے۔ جیسا کہ آئندہ حدیث ۷۴۵ کے آخری الفاظ اس پر شاہد ہیں۔

۷۴۳- حدیث اَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْقَاحَةِ، وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ، فَرَاَيْتُ اَصْحَابِي يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا، فَنَظَرْتُ فَاِذَا حِمَارُ وَحْشٍ، يَعْنِي فَوَقَعَ سَوْطُهُ، فَقَالُوا لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ اِنَّا مُحْرِمُونَ، فَتَنَاوَلْتُهُ فَاَخَذْتُهُ، ثُمَّ اَتَيْتُ الْحِمَارَ مِنْ وَرَاءِ اَكَمَةٍ فَعَقَرْتُهُ، فَاَتَيْتُ بِهِ اَصْحَابِي، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ((كُلُوا وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَاْكُلُوا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ اَمَامَنَا فَسَاَلْتُهُ، فَقَالَ: ((كُلُوهُ، حَلَالٌ)) -

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ مقام قاحہ میں تھے۔ بعض تو ہم میں سے محرم تھے اور بعض غیر محرم۔ میں نے دیکھا کہ میرے ساتھی ایک دوسرے کو کچھ دکھا رہے ہیں۔ میں نے جو نظر اٹھائی تو ایک جنگلی گدھا سامنے تھا۔ ان کی مراد یہ تھی کہ ان کا کوڑا گر گیا' (اور اپنے ساتھیوں سے اٹھانے کے لئے انہوں نے کہا) لیکن ساتھیوں نے کہا کہ ہم تمہاری کچھ بھی مدد نہیں کر سکتے کیوں کہ ہم محرم ہیں۔ اس لئے میں نے وہ خود اٹھالیا اس کے بعد میں اس گورخر کے نزدیک ایک ٹیلے کے پیچھے سے آیا اور اسے شکار کیا۔ پھر میں اسے اپنے ساتھیوں کے پاس لایا۔ بعض نے تو یہ کہا کہ وہ (ہمیں بھی) کھا لینا چاہیے۔ لیکن بعض نے کہا کہ نہ کھانا چاہیے۔ پھر نبی ﷺ کی خدمت میں آیا' آپ ہم سے آگے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے بتایا کہ کھالو یہ حلال ہے۔

۷۴۴- حدیث اَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: انْطَلَقَ اَبِي عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ، فَاَحْرَمَ اَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ

عبداللہ بن ابی قتادہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میرے والد (حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ) صلح حدیبیہ کے موقعہ پر (دشمنوں کا پتہ لگانے) نکلے۔ پھر ان کے ساتھیوں نے تو احرام باندھ لیا لیکن (خود انہوں نے ابھی)

۷۴۳- البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 4 باب لا يعين المحرم الحلال في قتل الصيد (1821) مسلم (1196)۔

۷۴۴- البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 2 باب إذا صاد الحلال فاهدى للمحرم الصيد اكله ۔

وَحُدِّثَ النَّبِيُّ ﷺ ' اَنَّ عَدُوًّا يَغْزُوْهُ ' فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ ' فَبَيْنَمَا اَنَا مَعَ اَصْحَابِهِ ' تَضَحَّكَ بَعْضُهُمْ اِلَى بَعْضٍ ' فَنَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ ـ فَطَعَنْتُهُ فَاَثْبَتُّهُ ' وَاسْتَعَنْتُ بِهِمْ ' فَاَبَوْا اَنْ يُعِيْنُوْنِي فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ ' وَخَشِيْنَا اَنْ نُقْتَطَعَ ' فَطَلَبْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَرْفَعُ فَرَسِي شَاْوًا واَسِيْرُ شَاْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ قُلْتُ : اَيْنَ تَرَكْتَ النَّبِيَّ ﷺ ؟ قَالَ : تَرَكْتُهُ بِتَعْهُنَ ' وَهُوَ قَايِلٌ السُّقْيَا ـ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ اَهْلَكَ يَقْرَءُوْنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ ' اِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا اَنْ يَقْتَطِعُوْا دُوْنَكَ فَانْتَظِرْهُمْ ـ قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَعِنْدِي مِنْهُ فَاضِلَةٌ ' فَقَالَ لِلْقَوْمِ : ((كُلُوْا)) وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ ـ

نہیں باندھا تھا (اصل میں) نبی ﷺ کو کسی نے یہ اطلاع دی تھی کہ (مقام غیقہ میں) دشمن آپ کی تاک میں ہے ۔ اس لئے نبی ﷺ نے (ابو قتادہ اور چند صحابہ کو ان کی تلاش میں) روانہ کیا میرے والد (ابو قتادہ ؓ) اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھے کہ یہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر ہنسنے لگے (میرے والد نے بیان کیا کہ) میں نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا ایک جنگلی گدھا سامنے ہے۔ میں اس پر جھپٹا اور نیزے سے اسے ٹھنڈا کر دیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد چاہی تھی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر ہم نے گوشت کھایا اب ہمیں یہ ڈر ہوا کہ کہیں (رسول اللہ ﷺ سے) دور نہ رہ جائیں چنانچہ میں نے آپ کو تلاش کرنا شروع کر دیا' کبھی اپنے گھوڑے کو تیز کر دیتا اور کبھی آہستہ۔ آخر رات گئے بنو غفار کے ایک شخص سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ اس نے بتایا کہ جب میں آپ سے جدا ہوا تو آپ مقام تعهن میں تھے اور آپ کا ارادہ تھا کہ مقام سقیا میں پہنچ کر دوپہر کا آرام کریں گے۔ (غرض میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا) اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت بھیجتے ہیں۔ انہیں یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ بہت پیچھے نہ رہ جائیں اس لئے آپ ٹھہر کر ان کا انتظار کریں پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا تھا اور اس کا کچھ بچا ہوا گوشت اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے کھانے کے لئے فرمایا حالانکہ وہ سب محرم تھے۔

لغوی توضیح قَائِلُ السُّقْيَا سقیا مقام پر قیلولہ (دوپہر کا آرام) کر رہے تھے۔

۷۴۵۔ حدیث اَبِی قَتَادَةَ ؓ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ حَاجًّا ' فَخَرَجُوْا

حضرت ابو قتادہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ (حج کا) ارادہ کر کے نکلے صحابہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے صحابہ کی ایک جماعت

۷۴۵۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصید: 5 باب لا یشیر المحرم إلی الصید لکی یصطاده الحلال ۔

مَعَهُ، فَصَرَفَ طَائِفَةً مِنْهُمْ فِيهِمْ اَبُوْ قَتَادَةَ، فَقَالَ: ((خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتّٰى نَلْتَقِيَ فَاَخَذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ، فَلَمَّا انْصَرَفُوْا اَحْرَمُوْا كُلُّهُمْ، اِلَّا اَبُوْ قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَاهُمْ يَسِيْرُوْنَ اِذَا رَاَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ اَبُوْ قَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا، فَنَزَلُوْا فَاَكَلُوْا مِنْ لَحْمِهَا، وَقَالُوْا: اَنَاكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ؟ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْاَتَانِ فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا كُنَّا اَحْرَمْنَا وَقَدْ كَانَ اَبُوْ قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ، فَرَاَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ، فَحَمَلَ عَلَيْهَا اَبُوْ قَتَادَةَ، فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا، فَنَزَلْنَا فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا، ثُمَّ قُلْنَا: اَنَاكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ؟ وَحَمَلْنَا مَابَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا، قَالَ: ((مِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهُ اَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا؟)) قَالُوا: لَا قَالَ: ((فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا))۔

کو جس میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ ہدایت دے کر راستے سے واپس بھیجا کہ تم لوگ دریا کے کنارے کنارے ہو کر جاؤ (اور دشمن کا پتہ لگاؤ) پھر ہم سے آ ملو۔ چنانچہ یہ جماعت دریا کے کنارے کنارے چلی۔ واپسی میں سب نے احرام باندھ لیا تھا لیکن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا۔ یہ قافلہ چل رہا تھا کہ کئی جنگلی گدھے دکھائی دیے۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ایک مادہ کا شکار کر لیا پھر ایک جگہ ٹھہر کر سب نے اس کا گوشت کھایا اور ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ کیا ہم محرم ہونے کے باوجود شکار کا گوشت کھا بھی سکتے ہیں؟ چنانچہ جو کچھ گوشت بچا وہ ہم ساتھ لائے اور جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو عرض کی یارسول اللہ! ہم سب لوگ تو مُحرم تھے لیکن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہیں باندھا تھا پھر ہم نے جنگلی گدھے دیکھے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر کے ایک مادہ کا شکار کر لیا۔ اس کے بعد ایک جگہ ہم نے قیام کیا اور اس کا گوشت کھایا۔ پھر خیال آیا کہ کیا ہم محرم ہونے کے باوجود شکار کا گوشت کھا بھی سکتے ہیں؟ اس لئے جو کچھ گوشت باقی بچا ہے وہ ہم ساتھ لائے ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے ابوقتادہ کو شکار کرنے کے لئے کہا تھا؟ یا کسی نے اس شکار کی طرف اشارہ کیا تھا؟ سب نے کہا کہ نہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر بچا ہوا گوشت بھی کھا لو۔

لغوی توضیح فَعَقَرَ قتل کر دیا۔ اَتَانًا گدھی کو۔

(9) باب ما يندب للمحرم و غيره قتله من الدواب في الحل و الحرم

حرم اور حرم سے باہر محرم اور غیر محرم کون کون سے جانور مار سکتا ہے

۷٤٦۔ حدیث عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ، كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پانچ جانور ایسے ہیں جو سب کے سب موذی ہیں اور انہیں حرم میں بھی مارا جا سکتا

۷٤٦۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصید: 7 باب ما یقتل المحرم من الدواب (1829) مسلم (1198) ترمذی (837)۔

يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ: الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ)) ۔

ہے۔کوا‘ چیل‘ بچھو‘ چوہا اور کاٹنے والا کتا۔

لغوی توضیح: فَاسِقٌ ان جانوروں کافسق ان کا نقصان ہے۔ الْغُرَابُ کوا، الْحِدَأَةُ چیل، الْعَقْرَب بچھو ، الْفَأْرَة چوہیا، الْكَلْبُ الْعَقُوْر کاٹنے اور زخمی کرنے والا کتا۔

اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ جانوروں کو ہر جگہ قتل کر دینا چاہیے خواہ انسان حرم میں ہو یا نہ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان جانوروں کو قتل کرنے میں (شرعی حکم پر عمل کی وجہ سے) ثواب ہے۔

۷٤۷۔ حديث حَفْصَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ: الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ)) ۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں مارنے میں کوئی گناہ نہیں کوا‘ چیل‘ چوہا‘ بچھو اور کاٹ کھانے والا کتا۔

۷٤۸۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں مارنے میں محرم کے لئے کوئی حرج نہیں۔

(10) باب جواز حلق الراس للمحرم اذا كان به اذى ووجوب الفدية لحلقة و بيان قدرها

سر میں تکلیف کی وجہ سے محرم سر منڈا سکتا ہے لیکن اس پر فدیہ دینا ہوگا اور فدیہ کی مقدار کا بیان

۷٤۹۔ حديث كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَنَّهُ قَالَ: ((لَعَلَّكَ آذَاكَ هَوَامُّكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((احْلِقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ، اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ، اَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ)) ۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا غالباً جوؤں سے تم کو تکلیف ہے؟ میں نے کہا جی ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ پھر سر منڈا لے اور تین دن کے روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا ایک بکری ذبح کر۔

لغوی توضیح: هَوَامُّكَ جمع ہے هامة کی معنی ہے جانور، مراد ہے جوئیں۔

۷۵۰۔ حديث كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ

عبداللہ بن معقل رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی

۷٤۷۔ البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 7 باب ما يقتل المحرم من الدواب (1827) مسلم (1200) ۔
۷٤۸۔ البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 7 باب ما يقتل المحرم من الدواب (1826) مسلم (1199) ۔
۷٤۹۔ البخاري في: 27 كتاب المحصر: 5 باب قول الله تعالى "فمن كان منكم مريضا۔" (1814) مسلم (1201)۔
۷۵۰۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 2 سورة البقرة: 32 باب قوله "فمن كان منكم مريضا..." ۔

عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ ' قَالَ : قَعَدْتُ اِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ ' يَعْنِي مَسْجِدَ الْكُوْفَةِ ' فَسَاَلْتُهُ عَنْ ﴿فِدْيَةٌ مِن صِيَامٍ﴾ فَقَالَ : حُمِلْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ' وَالْقُمَّلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي ' فَقَالَ : ((مَا كُنْتُ اُرَى اَنَّ الْجَهْدَ قَدْ بَلَغَ بِكَ هٰذَا ' اَمَّا تَجِدُ شَاةً ؟)) قُلْتُ : لَا ' قَالَ : ((صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ' اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ ' لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ ' وَاحْلِقْ رَاْسَكَ)) فَنَزَلَتْ فِي خَاصَّةً ' وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً ۔

خدمت میں اس مسجد میں حاضر ہوا۔ان کی مراد کوفہ کی مسجد سے تھی اور ان سے روزے کے فدیہ کے متعلق پوچھا انہوں نے بیان کیا کہ لوگ مجھے احرام میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور جوئیں (سر سے) میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا خیال یہ نہیں تھا کہ تم اس حد تک تکلیف میں مبتلا ہو گئے ہو۔تم کوئی بکری نہیں مہیا کر سکتے ؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔فرمایا' پھر تین دن کے روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ہر مسکین کو آدھا صاع کھانا کھلانا اور اپنا سر منڈا لو۔کعب نے کہا تو یہ آیت خاص میرے بارے میں نازل ہوئی تھی۔اور اس کا حکم تم سب کے لئے عام ہے۔

لغوی توضیح الْقَمْلُ جمع ہے قُمْلَة کی معنی ہے جوئیں۔ يَتَنَاثَرُ گر رہی تھیں۔الْوَجْعُ تکلیف۔

فہم الحدیث ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو بیماری یا سر میں تکلیف کے باعث حالتِ احرام میں سر منڈوانا پڑے یا وہ کسی بھی طریقے سے احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزی کرے تو اسے فدیہ دینا ہوگا۔فدیہ یہ ہے کہ تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا بکری قربان کرے۔اس فدیئے کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔[البقرة:١٩٦]

(11) باب جواز الحجامة للمحرم

حالتِ احرام میں پچھنے لگوانا جائز ہے

٧٥١۔ حديث ابْنِ بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ ' بِلَحْيِ جَمَلٍ ' فِي وَسَطِ رَاْسِهِ ۔

حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مقام لحی جمل میں' جبکہ آپ محرم تھے' اپنے سر کے بیچ میں پچھنا لگوایا تھا۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ حالتِ احرام میں پچھنے لگوانا جائز و مباح ہے۔

(13) باب جواز غسل المحرم بدنه وراسه

احرام کی حالت میں بدن اور سر دھونا جائز ہے

٧٥٢۔ حديث اَبِي اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ ' قَالَ : اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْعَبَّاسِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ

عبداللہ بن حنین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کا مقام ابواء میں (ایک مسئلہ پر) اختلاف ہوا۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تو یہ کہتے تھے کہ محرم اپنا سر دھو سکتا

٧٥١۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصید: 11 باب الحجامة للمحرم (1836) مسلم (1204) ابو داود (1838)۔

٧٥٢۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصید: 14 باب الاغتسال للمحرم (1840) مسلم (1205) بغوی (1983)۔

اخْتَلَفَا بِالْاَبْوَاءِ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ : يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ : لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهُ، فَاَرْسَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ اِلَى اَبِي اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ - فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ، وَهُوَيُسْتَرُ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ : مَنْ هٰذَا ؟ فَقُلْتُ : اَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ، اَرْسَلَنِي اِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ اَسْاَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْسِلُ رَاْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ ؟ فَوَضَعَ اَبُوْ اَيُّوْبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ، فَطَاْطَاهُ حَتّٰى بَدَا لِي رَاْسُهُ، ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ : اصْبُبْ، فَصَبَّ عَلٰى رَاْسِهِ، ثُمَّ حَرَّكَ رَاْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ وَقَالَ : هٰكَذَا رَاَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ -

ہے لیکن مسور کا کہنا تھا کہ محرم سر نہ دھوئے۔ پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں (مسئلہ پوچھنے کے لئے) بھیجا۔ میں جب ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کنوئیں کی دو لکڑیوں کے بیچ میں غسل کر رہے تھے۔ ایک کپڑے سے انہوں نے پردہ کر رکھا تھا میں نے پہنچ کر سلام کیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ کون ہو؟ میں نے عرض کی کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں۔ آپ کی خدمت میں مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے۔ دریافت کرنے کے لئے کہ حالت احرام میں رسول اللہ ﷺ سر مبارک کس طرح دھوتے تھے؟ یہ سن کر انہوں نے کپڑے پر (جس سے پردہ تھا) ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کیا اب آپ کا سر دکھائی دے رہا تھا جو شخص ان کے بدن پر پانی ڈال رہا تھا اس سے انہوں نے پانی ڈالنے کے لئے کہا۔ اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا پھر انہوں نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے ہلایا اور دونوں ہاتھ آگے لے گئے اور پھر پیچھے لائے۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (حالت احرام) میں اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔

(14) باب ما يفعل المحرم اذا مات

بحالت احرام حاجی مرجائے تو کیا کریں

٧٥٣- حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ : بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ اِذَا وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ، اَوْ قَالَ، فَاَوْقَصَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ، وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهُ، فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا)) -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص میدان عرفہ میں (احرام باندھے ہوئے) کھڑا ہوا تھا کہ اپنی سواری سے گر پڑا اور سواری نے انہیں کچل دیا۔ نبی ﷺ نے ان کے لیے فرمایا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں انہیں کفن دو۔ اور یہ بھی ہدایت فرمائی کہ انہیں خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ان کا سر چھپاؤ۔ کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔

لغوی توضیح: وَقَصَتْهُ اس کی گردن توڑ دی۔ معلوم ہوا کہ حالت احرام میں فوت ہونے والے کو غسل دے کر انہی دو کپڑوں میں کفن دیا جائے گا جن کے ساتھ اس نے احرام باندھ رکھا تھا۔

٧٥٣- البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 20 باب الکفن فی ثوبین (1265) مسلم (1206) ترمذی (951) بغوی (1480)۔

(15) باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض و نحوه

احرام باندھتے وقت حاجی مشروط نیت کرسکتا ہے کہ بیماری یا کسی اورعذر کے سبب احرام کھول دے گا

٧٥٤۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ ' فَقَالَ لَهَا : ((لَعَلَّكِ اَرَدْتِ الْحَجَّ ؟)) قَالَتْ : وَاللّٰهِ ! لَا اَجِدُنِي اِلَّا وَجِعَةً۔ فَقَالَ لَهَا : ((حُجِّي وَاشْتَرِطِي ' قُوْلِي اَللّٰهُمَّ ! مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي)) وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ ابْنِ الْاَسْوَدِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اوران سے فرمایا، شاید تمہارا ارادہ حج کا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ اللہ کی قسم! میں تو اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پھر بھی حج کا احرام باندھ لے۔ البتہ شرط لگا لینا اور یہ کہہ لینا کہ اے اللہ! میں اس وقت حلال ہو جاؤں گی جب تو مجھے (بیماری وغیرہ کی وجہ سے) روک لے گا۔ اور (ضباعہ رضی اللہ عنہا) مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

لغوی توضیح: ضُبَاعَہ بِنْت زُبَیْر بن عبدالمطلب ۔ مَحِلِّیْ میرے حلال ہونے کی جگہ۔ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ جہاں تو نے مجھے روک دیا۔

فھم الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کو راستے میں رکاوٹ پیش آ جانے کا خدشہ ہوتو وہ مشروط احرام بھی باندھ سکتا ہے۔ مشروط احرام باندھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر اسے راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آ گئی اور احرام کھولنا پڑ گیا تو اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں ہوگا۔

(17) باب بيان وجوه الاحرام وانه يجوز افراد الحج والتمتع والقران و جواز ادخال الحج على العمرة ' ومتى يحل القارن من نسكه

احرام کی قسموں کا بیان حج مفرد، تمتع اور قران جائز ہیں حج کے ساتھ عمرہ کیا جا سکتا ہے نیز قارن کے حلال ہونے کے وقت کا بیان

٧٥٥۔ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَتْ : خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ' فَاَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ' ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ' ثُمَّ لَا يَحِلَّ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پہلے ہم نے عمرہ کا احرام باندھا۔ لیکن نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی ہوتو اسے عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھ لینا چاہیے۔ ایسا شخص درمیان میں حلال نہیں ہوسکتا۔ بلکہ حج اور عمرہ دونوں سے ایک ساتھ

٧٥٤۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 15 باب الاکفاء فی الدین (5089) مسلم (1207) ابن حبان (3774)۔

٧٥٥۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج 31 باب کیف تهل الحائض والنفساء (294) مسلم (1211) ترمذی (820)۔

كتاب الحج

حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا۔)) فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ، وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((انْقُضِي رَاْسَكِ، وَامْتَشِطِي وَاَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ)) فَفَعَلْتُ۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ اَرْسَلَنِي النَّبِيُّ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ، اِلَى التَّنْعِيْمِ، فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ: ((هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ)) قَالَتْ: فَطَافَ الَّذِيْنَ كَانُوا اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ، ثُمَّ حَلُّوْا، ثُمَّ طَافُوْا طَوافًا وَاحِدًا بَعْدَ اَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى وَاَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا۔

حلال ہوگا۔ میں بھی مکہ آئی تھی۔ اس وقت میں حائضہ ہوگئی۔ اس لئے نہ بیت اللہ کا طواف کر سکی اور نہ صفا اور مروہ کی سعی۔ میں نے اس کے متعلق نبی ﷺ سے شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اپنا سر کھول ڈال، کنگھا کر اور عمرہ چھوڑ کر حج کا احرام باندھ لے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنعیم بھیجا۔ میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا (اور عمرہ ادا کیا) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے اس عمرہ کے بدلے میں ہے (جسے تم نے چھوڑ دیا تھا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جن لوگوں نے (حجۃ الوداع) صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ وہ بیت اللہ کا طواف صفا اور مروہ کی سعی کر کے حلال ہو گئے۔ پھر منیٰ سے واپس ہونے پر دوسرا طواف (یعنی طواف الزیارۃ) کیا لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا تھا۔ انہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا۔ یعنی طواف الزیارۃ۔

لغوی توضیح خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نکلے۔ آپ ﷺ بروز ہفتہ ظہر کے بعد جبکہ ابھی ذی القعدہ کے پانچ دن باقی تھے مدینہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ حَجَّةُ الْوَدَاع 10 ہجری میں ہوا، اسے یہ نام اس لیے دیا گیا کیونکہ اس حج میں آپ ﷺ نے لوگوں کو یوں الوداع کہا تھا کہ ''شاید اس سال کے بعد میں تم سے ملاقات نہ کر سکوں'' اور ہجرت کے بعد آپ نے صرف یہی حج کیا تھا۔ التَّنْعِيْم یہ مقام بیت اللہ سے 7 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ مدینہ سے آتے ہوئے حرم مکی کی حد یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ یہاں سے احرام باندھنا درست نہیں کیونکہ یہ میقات نہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہاں سے احرام باندھنا صرف انہی کے ساتھ خاص تھا۔ طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا (حج و عمرہ جمع کرنے والوں یعنی حج قران کرنے والوں نے) ایک ہی طواف کیا۔ یعنی وہ صفا و مروہ کی سعی عمرہ کے دوران کر چکے تھے اس لیے دوبارہ حج کے دوران سعی نہ کی، کیونکہ انہیں ایک سعی ہی کافی ہے۔

فهم الحديث واضح رہے کہ حج کی تین اقسام ہیں۔ حج تَمَتُّع، حج قِرَان، حج اِفْرَاد۔ حج تمتع کرنے والا پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھتا ہے اور عمرہ کر کے احرام اتار دیتا ہے، پھر ۸ ذوالحجہ کو دوبارہ حج کا احرام باندھتا ہے اور مناسک حج ادا کرتا ہے۔ حج قران کرنے والا حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھا احرام باندھتا ہے اور عمرہ کر کے احرام نہیں کھولتا بلکہ حج کے بعد ہی احرام کھولتا ہے، اس کے لیے قربانی کا جانور ساتھ لے جانا ضروری ہے۔ حج افراد کرنے والا میقات سے صرف حج کا احرام باندھتا ہے اور مناسک حج ادا کرتا ہے، اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ یہ تینوں اقسام ہی جائز و مباح ہیں۔ البتہ افضل قسم حج تمتع ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اسی کی تمنا کی تھی (جیسا کہ آئندہ احادیث میں مذکور ہے)۔ مزید حج و عمرہ کے مسائل کی تفصیل کے لیے ہماری کتاب **حج وعمرہ کی کتاب** ملاحظہ فرمائیے۔

٧٥٦۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا' قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ' فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ' وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيُحْلِلْ' وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهِ' وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ)) قَالَتْ: فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ' فَأَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِحَجٍّ' وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ' فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتَّى قَضَيْتُ حَجِّي فَبَعَثَ مَعِي عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ' وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ' مَكَانَ عُمْرَتِي مِنَ التَّنْعِيمِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے سفر میں نکلے' ہم میں سے بعض نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا پھر ہم مکہ آئے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا اور ہدی (قربانی کا جانور) ساتھ نہ لایا ہو تو وہ حلال ہو جائے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی بھی ساتھ لا یا ہو تو وہ ہدی کی قربانی سے پہلے حلال نہ ہو گا۔ اور جس نے حج کا احرام باندھا ہو تو اسے حج پورا کرنا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حائضہ ہو گئی اور عرفہ کا دن آ گیا۔ میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ مجھے نبی ﷺ نے حکم دیا کہ میں اپنا سر کھول لوں' کنگھا کرلوں اور حج کا احرام باندھ لوں اور عمرہ چھوڑ دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا اور اپنا حج پورا کر لیا۔ پھر میرے ساتھ آنحضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بھیجا اور مجھ سے فرمایا کہ میں اپنے چھوٹے ہوئے عمرہ کے عوض تنعیم سے دوسرا عمرہ کروں۔

٧٥٧۔ حدیث عَائِشَةَ رضى الله عنها' قَالَتْ: خَرَجْنَا لَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ' فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ' فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي' قَالَ: ((مَا لَكِ' أَنُفِسْتِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: ((إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ)) قَالَتْ: وَضَحَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم حج کے ارادہ سے نکلے۔ جب ہم مقام سرف میں پہنچے تو میں حائضہ ہو گئی اور اس رنج میں رونے لگی۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے؟ کیا حائضہ ہو گئی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے لکھ دیا ہے۔ اس لیے تم بھی حج کے افعال پورے کرلو۔ البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

٧٥٦۔ البخاری فی: 6 کتاب الحیض: 18 باب کیف تهل الحائض بالحج والعمرة۔

٧٥٧۔ البخاری فی: 6 کتاب الحیض: 1 باب کیف کان بدء الحیض۔

کتاب الحج

لغوی توضیح: عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی۔ معلوم ہوا کہ اپنے علاوہ دیگر زندہ افراد کی طرف سے بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔

۷۵۸۔ حدیث عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجْنَا مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ، فَنَزَلْتُ سَرِفَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا))۔ وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ذَوِي قُوَّةٍ الْهَدْيُ، فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْرَةً، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيكِ؟)) قُلْتُ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ لِأَصْحَابِكَ مَا قُلْتَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ، فَقَالَ: ((وَمَا شَأْنُكِ؟)) قُلْتُ: لَا أُصَلِّي۔ قَالَ: ((فَلَا يَضُرَّكِ، أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ، كُتِبَ عَلَيْكِ مَا كُتِبَ عَلَيْهِنَّ، فَكُونِي فِي حَجَّتِكِ، عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَرْزُقَكِهَا))۔ قَالَتْ: فَكُنْتُ، حَتَّى نَفَرْنَا مِنْ مِنًى، فَنَزَلْنَا الْمُحَصَّبَ، فَدَعَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ، فَقَالَ: ((اخْرُجْ بِأُخْتِكَ الْحَرَمَ، فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ افْرُغَا مِنْ طَوَافِكُمَا أَنْتَظِرُكُمَا هٰهُنَا)) فَأَتَيْنَا فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، فَقَالَ: ((فَرَغْتُمَا؟)) قُلْتُ: نَعَمْ! فَنَادَى بِالرَّحِيلِ فِي أَصْحَابِهِ، فَارْتَحَلَ النَّاسُ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حج کے مہینوں اور آداب میں ہم حج کا احرام باندھ کر مدینہ سے چلے اور مقام سرف میں پڑاؤ کیا۔ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو اور وہ چاہے کہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ سے بدل دے تو وہ ایسا کر سکتا ہے لیکن جس کے ساتھ قربانی ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ نبی ﷺ اور آپ کے بعض مقدور (استطاعت) والوں کے ساتھ قربانی تھی۔ اس لئے ان کا (احرام صرف) عمرہ کا نہیں رہا۔ پھر نبی ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ رو کیوں رہی ہو؟ میں نے کہا آپ نے اپنے اصحاب سے جو کچھ فرمایا وہ میں سن رہی تھی۔ اب تو میرا عمرہ ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا کہ نماز نہیں پڑھ سکتی (حیض کی وجہ سے)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ کوئی حرج نہیں تو بھی آدم کی بیٹیوں میں سے ایک ہے اور جوان سب کے مقدر میں لکھا ہے وہی تمہارا بھی مقدر ہے۔ اب حج کا احرام باندھ لے شاید اللہ تعالیٰ تمہیں عمرہ بھی نصیب کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے حج کا احرام باندھ لیا پھر جب ہم (حج سے فارغ ہو کر اور) منیٰ سے نکل کر محصب میں اترے تو آنحضور ﷺ نے عبدالرحمٰن کو بلایا اور ان سے کہا کہ اپنی بہن کو حدِ حرم سے باہر لے جا (تنعیم) تاکہ وہ وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ لیں پھر طواف وسعی کرو، ہم تمہارا انتظار یہیں کریں گے۔ ہم آدھی رات کو آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے پوچھا کیا فارغ ہو گئے؟ میں نے کہا ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد اپنے اصحاب میں کوچ کا اعلان کر

۷۵۸۔ البخاري في: 26 كتاب العمرة: 9 باب المعتمر إذا طاف طواف العمرة ثم خرج هل يجزئه من طواف الوداع۔

وَمَنْ طَافَ بِاللَّيْلِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، ثُمَّ خَرَجَ مُوَجِّهًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔

دیا بیت اللہ کا طواف وداع کرنے والے لوگ صبح کی نماز سے پہلے ہی روانہ ہو گئے اور مدینہ کو چل دیے۔

۷۵۹۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها، خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا نُرَى اِلَّا اَنَّهُ الْحَجُّ، فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ، فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ اَنْ يَحِلَّ، فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَاَحْلَلْنَ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ رضى اللّٰه عنها، فَحِضْتُ فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ، فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ، قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَاَرْجِعُ اَنَا بِحَجَّةٍ؟ قَالَ: ((وَمَا طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ؟)) قُلْتُ: لَا۔ قَالَ: ((فَاذْهَبِي مَعَ اَخِيْكِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلِّي بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ مَوْعِدُكِ كَذَا وَكَذَا)) قَالَتْ صَفِيَّةُ: مَا اُرَانِي اِلَّا حَابِسَتَهُمْ قَالَ: ((عَقْرَى حَلْقَى! اَوَ مَا طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: بَلَى! قَالَ: ((لَا بَاْسَ، اِنْفِرِي)) ـــ قَالَتْ عَائِشَةُ رضى الله عنها: فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِنْ مَكَّةَ وَاَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا، اَوْ اَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ مِنْهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم حج کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہماری نیت حج کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ جب ہم مکہ پہنچے تو (اور لوگوں نے) بیت اللہ کا طواف کیا۔ آنحضور ﷺ کا حکم تھا کہ جو قربانی اپنے ساتھ نہ لایا ہو وہ حلال ہو جائے۔ چنانچہ جن کے پاس قربانی نہ تھی وہ (افعالِ عمرہ کے بعد) حلال ہو گئے۔ آنحضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات قربانی لے کر نہیں گئی تھیں اس لئے انہوں نے بھی احرام کھول ڈالے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حائضہ ہو گئی تھی اس لئے میں بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی (یعنی عمرہ چھوٹ گیا اور حج کرتی چلی گئی)۔ جب محصب کی رات آئی میں نے کہا یا رسول اللہ! اور لوگ تو حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس ہو رہے ہیں۔ لیکن میں صرف حج کر سکی ہوں۔ اس پر آپ نے پوچھا کیا جب ہم مکہ آئے تھے تو تم طواف نہ کر سکی تھیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم تک چلی جا۔ اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ (پھر عمرہ ادا کر)۔ ہم لوگ تمہارا فلاں جگہ انتظار کریں گے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ معلوم ہوتا ہے میں بھی آپ لوگوں کو روکنے کا سبب بن جاؤں گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا، نگوڑی، سرمنڈی! کیا تو نے یوم نحر کا طواف نہیں کیا تھا؟ انہوں نے کہا، کیوں نہیں، میں تو طواف کر چکی ہوں۔ آپ نے فرمایا، پھر کوئی حرج نہیں، چل کوچ کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر میری ملاقات نبی ﷺ سے ہوئی تو آپ مکہ سے جاتے ہوئے اوپر کے حصہ پر چڑھ رہے تھے اور میں نشیب میں اتر رہی تھی یا یہ کہا کہ میں اوپر چڑھ رہی تھی اور آنحضور ﷺ اس پر چڑھاؤ کے بعد اتر رہے تھے۔

۷۵۹۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 34 باب التمتع والإقران والإفراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدى۔

لغوی توضیح عَقْرَی اللہ اسے ہلاک کرے۔ حَلْقَی اللہ اس کے بال مونڈے۔ یہ کلمات محض ڈرانے کے لیے بولے جاتے ہیں، ان کا لفظی مطلب مراد نہیں ہوتا جیسے تَرِبَتْ یَدَاكَ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، وغیرہ الفاظ ہیں۔ مَا طُفْتِ یَوْمَ النَّحْرِ تم نے یوم النحر کو طواف نہیں کیا، یعنی طوافِ زیارت جو حج کا رکن ہے۔ لَا بَأْسَ انْفِرِي کوئی حرج نہیں، چلو۔ معلوم ہوا کہ حائضہ عورت اگر دورانِ حج طوافِ زیارت کر چکی ہو تو اس کے لیے طوافِ وداع واجب نہیں اور نہ ہی اس کے لیے حالتِ طہر کا انتظار کرنا ضروری ہے۔ مُصْعِدٌ چڑھنے والے یعنی وادی کے نشیب سے اوپر کی جانب۔ مُنْهَبِطٌ اُترنے والے یعنی اوپر سے نیچے کی جانب۔

٧٦٠۔ حدیث عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِی بَكْرٍ ' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَمَرَهُ اَنْ یُرْدِفَ عَائِشَةَ وَیُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِیْمِ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ سواری پر لے جائیں اور تنعیم سے انہیں عمرہ کرا لائیں۔

٧٦١۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللّٰه عنهما عَنْ عَطَاءٍ ' سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فِی اُنَاسٍ مَعَهُ ' قَالَ : اَهْلَلْنَا ' اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الْحَجِّ خَالِصًا لَیْسَ مَعَهُ عُمْرَةٌ ۔ قَالَ عَطَاءٌ ' قَالَ جَابِرٌ : فَقَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِی الْحَجَّةِ ' فَلَمَّا قَدِمْنَا اَمَرَنَا النَّبِیُّ ﷺ اَنْ نَحِلَّ ' وَقَالَ: ((اَحِلُّوا وَاَصِیْبُوْا مِنَ النِّسَاءِ)) قَالَ عَطَاءٌ ' قَالَ جَابِرٌ وَلَمْ یَعْزِمْ عَلَیْهِمْ وَلٰكِنْ اَحَلَّهُنَّ لَهُمْ ' فَبَلَغَهُ اَنَّا نَقُوْلُ : لَمَّا لَمْ یَكُنْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ عَرَفَةَ اِلَّا خَمْسٌ اَمَرَنَا اَنْ نَحِلَّ اِلٰی نِسَائِنَا ' فَنَاْتِی عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِیْرُنَا الْمَذْیَ ! قَالَ : وَیَقُوْلُ جَابِرٌ ' بِیَدِهِ هٰكَذَا ' وَحَرَّكَهَا ' فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ : ((قَدْ

حضرت عطاء رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ اس وقت اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے آپ ﷺ کے ساتھ خالص حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرہ کا نہیں باندھا۔ عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آنحضرت ﷺ ۴ ذی الحجہ کی صبح کو آئے اور جب ہم بھی حاضر ہوئے تو آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم حلال ہو جائیں اور آپ نے فرمایا کہ حلال ہو جاؤ اور اپنی بیویوں کے پاس جاؤ۔ عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے ان پر یہ ضروری نہیں قرار دیا بلکہ صرف حلال کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ ہم میں یہ بات ہو رہی ہے کہ عرفہ پہنچنے میں صرف پانچ دن رہ گئے ہیں۔ اور پھر بھی آپ ﷺ نے ہمیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کا حکم دیا ہے۔ کیا ہم عرفات اس حالت میں جائیں کہ مذی یا منی ہمارے ذکر سے ٹپک رہی ہو۔ عطاء نے کہا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کو ہلاتے ہوئے اشارہ کیا کہ اس طرح مذی ٹپک رہی ہو۔ پھر آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا، تمہیں معلوم ہے کہ

٧٦٠۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرۃ: 6 باب عمرۃ التنعیم (1784) مسلم (1212) ترمذی (934) ابن ماجہ (2999)۔

٧٦١۔ البخاری فی: 96 کتاب الاعتصام: 17 باب نهی النبی ﷺ علی التحریم...(1557) مسلم (1216)۔

عَلِمْتُمْ اَنِّی اَتْقَاکُمْ لِلّٰهِ وَاَصْدَقُکُمْ وَاَبَرُّکُمْ وَلَوْلَا هَدْیِی لَحَلَلْتُ کَمَا تَحِلُّوْنَ، فَحِلُّوْا فَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِی مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَیْتُ)) ـ فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔

میں تم میں اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں، تم میں سب سے زیادہ سچا ہوں اور سب سے زیادہ نیک ہوں۔ اگر میرے پاس ہدی (قربانی کا جانور) نہ ہوتا تو میں بھی حلال ہو جاتا۔ پس تم بھی حلال ہو جاؤ۔ اگر مجھے وہ بات پہلے سے معلوم ہو جاتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا۔ چنانچہ ہم حلال ہو گئے اور ہم نے آنحضرت ﷺ کی بات سنی اور آپ کی اطاعت کی۔

لغوی توضیح: مَذَاکِیرُ خلاف قیاس جمع ہے ذَکَر کی معنی ہے شرمگاہ، آلہ تناسل۔ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ اگر مجھے پہلے علم ہو جاتا جو مجھے بعد میں علم ہوا (یعنی حج کے مہینوں کے میں عمرہ کا جواز)۔ مَا اَهْدَیْتُ تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا (پھر میں حج قران کی بجائے حج تمتع کرتا اور عمرہ کر کے احرام کھول دیتا)۔

۷۶۲۔ حدیث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ عَلِیًّا اَنْ یُقِیْمَ عَلَی اِحْرَامِهِ۔ قَالَ جَابِرٌ: فَقَدِمَ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ رضی اللہ عنہ بِسِعَایَتِهِ، قَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ: ((بِمَ اَهْلَلْتَ یَا عَلِیُّ؟)) قَالَ: بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِیُّ ﷺ، قَالَ: ((فَاَهْدِ وَامْکُثْ حَرَامًا کَمَا اَنْتَ)) قَالَ، وَاَهْدَی لَهُ عَلِیٌّ هَدْیًا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے (جب وہ یمن سے مکہ آئے) فرمایا تھا کہ وہ اپنے احرام پر باقی رہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ولایت (یمن) سے آئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا، علی! تم نے احرام کس طرح باندھا ہے؟ عرض کیا جس طرح احرام آپ نے باندھا ہو! فرمایا پھر قربانی کا جانور بھیج دو اور جس طرح احرام باندھا ہے اسی کے مطابق عمل کرو۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے) کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے لئے قربانی کے جانور لائے تھے۔

۷۶۳۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَهَلَّ وَاَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ، وَلَیْسَ مَعَ اَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْیٌ، غَیْرَ النَّبِیِّ ﷺ وَطَلْحَةَ وَکَانَ عَلِیٌّ قَدِمَ مِنَ الْیَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْیُ، فَقَالَ: اَهْلَلْتُ بِمَا اَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَذِنَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا تھا اور آنحضرت ﷺ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کے ساتھ قربانی نہیں تھی۔ ان ہی دنوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تو ان کے ساتھ بھی قربانی تھی۔ انہوں نے کہا کہ جس چیز کا احرام رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے میرا بھی احرام وہی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو (مکہ میں پہنچ کر) اس کی

۷۶۲۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 61 باب بعث علی ابن ابی طالب وخالد بن الولید الی الیمن۔

۷۶۳۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرة: 6 باب عمرة التنعیم۔

لاَصْحَابِهِ اَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً ' يَطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ ' ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا ' اِلَّا مَنْ مَعَهُ الْهَدْيُ ' فَقَالُوا نَنْطَلِقُ اِلَى مِنًى وَذَكَرُ اَحَدِنَا يَقْطُرُ ! فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ ' فَقَالَ: ((لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَيْتُ ' وَلَوْلَا اَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ)) وَاَنَّ عَائِشَةَ حَاضَتْ ' مَانَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا ' غَيْرَ اَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ ' قَالَ : فَلَمَّا طَهُرَتْ وَ طَافَتْ ' قَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَتَنْطَلِقُوْنَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَاَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ ؟ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِي بَكْرٍ اَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا اِلَى التَّنْعِيْمِ ' فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِي ذِي الْحَجَّةِ ۔ وَاَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيْهَا ' فَقَالَ : اَلَكُمْ هٰذِهِ خَاصَّةً يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : ((لَا ' بَلْ لِلْاَبَدِ)) ۔

اجازت دی تھی کہ اپنے حج کو عمرہ میں تبدیل کریں اور بیت اللہ کا طواف (اور صفا مروہ کی سعی) کر کے بال ترشوالیں اور احرام کھول دیں۔ لیکن وہ لوگ ایسا نہ کریں جن کے ساتھ قربانی ہو۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ ہم منیٰ سے حج کے لئے اس طرح سے جائیں گے کہ ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا جو بات اب معلوم ہوئی اگر پہلے سے معلوم ہوتی تو میں اپنے ساتھ ہدی نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو (افعال عمرہ ادا کرنے کے بعد) میں بھی احرام کھول دیتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (اس حج میں حائضہ) ہوگئی تھیں اس لئے انہوں نے اگرچہ تمام مناسک ادا کئے۔ لیکن بیت اللہ کا طواف نہیں کیا پھر جب وہ پاک ہوگئیں اور طواف کرلیا تو عرض کی یارسول اللہ! سب لوگ حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس ہورہے ہیں لیکن میں صرف حج کر سکی ہوں۔ آپ نے اس پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ انہیں ہمراہ لے کر تنعیم جائیں اور عمرہ کرا لائیں۔ یہ عمرہ حج کے بعد ذی الحجہ کے ہی مہینہ میں ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ جب جمرۂ عقبہ کی رمی کر رہے تھے تو مالک بن جعشم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا یارسول اللہ! کیا یہ (عمرہ اور حج کے درمیان احرام کھول دینا) صرف آپ ہی کے لئے ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

(21) باب في الوقوف وقوله تعالى ﴿ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ ﴾

وقوف عرفہ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ کا بیان

۷٦٤۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَ عُرْوَةُ : كَانَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عُرَاةً اِلَّا الْحُمْسَ ' وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ '

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حمس کے سوا بقیہ سب لوگ جاہلیت میں ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ حمس قریش اور اس کی آل اولاد کو کہتے تھے اور لوگوں کو (خدا واسطے) کپڑے دیا کرتے تھے (قریش) کے مرد

۷٦٤۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 91 باب الوقوف بعرفة (1665) مسلم (1219) ابو داود (1910) ترمذی (884)۔

وَكَانَ الْحُمْسُ يَحْتَسِبُوْنَ عَلَى النَّاسِ: يُعْطِي الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ يَطُوْفُ فِيْهَا، وَتُعْطِي الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ الثِّيَابَ تَطُوْفُ فِيْهَا، فَمَنْ لَمْ يُعْطِهِ الْحُمْسُ طَافَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا وَكَانَ يُفِيْضُ جَمَاعَةُ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ، وَيُفِيْضُ الْحُمْسُ مِنْ جَمْعٍ، وَعَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها اَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْحُمْسِ ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ قَالَ: كَانُوْا يُفِيْضُوْنَ مِنْ جَمْعٍ فَدُفِعُوْا اِلَى عَرَفَاتٍ۔

دوسرے مردوں کو تا کہ وہ انہیں پہن کر طواف کر سکیں اور (قریش) کی عورتیں دوسری عورتوں کو تا کہ وہ انہیں پہن کر طواف کر سکیں اور جن کو قریش کپڑا نہ دیتے وہ بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے۔ دوسرے سب لوگ تو عرفات سے واپس ہوتے لیکن قریش مزدلفہ ہی سے (جو حرم میں تھا) واپس ہو جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی کہ ''پھر تم بھی (قریش) وہیں سے واپس آؤ جہاں سے اور لوگ واپس آتے ہیں، یعنی عرفات سے'' [سورہ بقرہ:۱۹۹] انہوں نے بیان کیا کہ قریش مزدلفہ ہی سے لوٹ آتے تھے اس لئے انہیں بھی عرفات سے لوٹنے کا حکم ہوا۔

لغوی توضیح عُرَاة جمع ہے عار کی، معنی ہے ننگے۔ اَلْحُمْس حماسہ سے ہے، معنی ہے شجاعت وشدت۔ جَمْع مزدلفہ۔ معلوم ہوا کہ مناسک حج میں وقوف عرفہ بھی شامل ہے بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ حج تو عرفہ (میں وقوف) ہی ہے۔[1] عرفہ میں دورانِ وقوف قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھانا اور دعا ومناجات میں مصروف رہنا مسنون ہے۔

٧٦٥۔ حدیث جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِي، فَذَهَبْتُ اَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ، فَقُلْتُ: هٰذَا وَاللّٰهِ مِنَ الْحُمْسِ، فَمَا شَانُهُ هٰهُنَا؟

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرا ایک اونٹ کھو گیا تو میں عرفات میں اس کو تلاش کرنے گیا۔ یہ دن عرفات کا تھا۔ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ عرفات کے میدان میں کھڑے ہیں۔ میری زبان سے نکلا قسم اللہ کی! یہ تو قریش ہیں، پھر یہ یہاں کیوں ہیں۔

لغوی توضیح اَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِّي میرا اونٹ گم ہو گیا۔

(22) باب فى نسخ التحلل من الاحرام والامر بالتمام

احرام کھولنے کی اجازت کا منسوخ ہونا اور باندھتے وقت جو جو نیت کی تھی اسے پورا کرنے کا بیان

٧٦٦۔ حدیث اَبِي مُوْسٰى رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ، فَقَالَ: ((اَحَجَجْتَ؟)) قُلْتُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب حاضر ہوا تو آپ بطحاء میں تھے (جو مکہ کے قریب ایک جگہ ہے)۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے حج کی نیت کی ہے؟ میں نے کہا کہ

٧٦٥۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 91 باب الوقوف بعرفة (1664) مسلم (1220) حمیدی (559) دارمی (1878)۔
٧٦٦۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 125 باب الذبح قبل الحلق (1559) مسلم (1221) نسائی (2737)۔

[1] [صحیح: ارواء الغليل (4/ 256)، (1064)]

: نَعَمْ ' قَالَ : ((بِمَا اَهْلَلْتَ؟)) قُلْتُ : لَبَّيْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: ((اَحْسَنْتَ ' انْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ)) ثُمَّ اَتَيْتُ امْرَاَةً مِنْ نِسَاءِ بَنِي قَيْسٍ فَفَلَتْ رَاْسِي ' ثُمَّ اَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ ' فَكُنْتُ اُفْتِي بِهِ النَّاسَ حَتّٰى خِلَافَةِ عُمَرَ ' فَذَكَرْتُهُ لَهُ ' فَقَالَ : اِنْ نَاْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ يَاْمُرُنَا بِالتَّمَامِ ' وَاِنْ نَاْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۔

ہاں۔آپ نے دریافت فرمایا کہ تو نے احرام کس چیز کا باندھا ہے؟ میں نے کہا کہ نبی ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا' اب جا۔ چنانچہ (مکہ پہنچ کر) میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی' پھر میں بنو قیس کی ایک خاتون کے پاس آیا اور انہوں نے میرے سر کی جوئیں نکالیں' اس کے بعد میں نے حج کی لبیک پکاری۔اس کے بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک اسی کا فتویٰ دیتا رہا پھر جب میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں کتاب اللہ پر بھی عمل کرنا چاہیے اور اس میں پورا کرنے کا حکم ہے (یعنی اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ) پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت پر بھی عمل کرنا چاہیے۔آپ ﷺ قربانی سے پہلے حلال نہیں ہوئے تھے۔

لغوی توضیح لَبَّيْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ میں نے نبی ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے۔معلوم ہوا کہ کسی دوسرے کے احرام پر اپنا احرام معلق کرنا جائز ہے۔ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ آنحضرت ﷺ قربانی سے پہلے حلال نہیں ہوئے تھے۔معلوم ہوتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جن لوگوں نے عمرہ کے بعد احرام اتار دیئے تھے' وہ صرف اسی سال انہی کے ساتھ خاص تھا۔

(23) باب جواز التمتع

تمتع کے جائز ہونے کا بیان

٧٦٧۔ حديث عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنهما ' قَالَ : اُنْزِلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ ' فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ ' وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ ۔ قَالَ رَجُلٌ بِرَاْيِهِ مَا شَاءَ ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (حج میں) تمتع کا حکم قرآن میں نازل ہوا اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کے ساتھ (حج) کیا پھر اس کے بعد قرآن نے اس سے نہیں روکا اور نہ اس سے حضور ﷺ نے روکا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی (لہٰذا حج تمتع اب بھی جائز ہے) یہ تو ایک صاحب نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا ہے۔

٧٦٧۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 2 سورة البقرة 33 باب "فمن تمتع بالعمرة إلى الحج" (1571) مسلم (1226)۔

٧٦٨۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 104 باب من ساق البدن معه (1691) مسلم (1227) ابوداود (1805)۔

(24) باب وجوب الدم على المتمتع وانه اذا عدمه لزمه صوم ثلاثة ايام في الحج وسبعة اذا رجع الى اهله

تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے استطاعت نہ ہو تو دس روزے رکھے تین روزے حج کے دنوں میں اور سات گھر لوٹ کر

٧٦٨۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ وَاَهْدَى، فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْىَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اَهْدَى، فَسَاقَ الْهَدْىَ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ اَهْدَى فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِشَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ اَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَالْيُقَصِّرْ وَالْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعَ اِلَى اَهْلِهِ)). فَطَافَ، حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ، وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ اَوَّلَ شَيْءٍ، ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ وَمَشَى اَرْبَعًا، فَرَكَعَ حِيْنَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمُقَامِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، فَانْصَرَفَ فَاَتَى الصَّفَا، فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَطْوَافٍ، ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ۔ حَتَّى قَضَى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے حجۃ الوداع میں تمتع کیا۔ یعنی عمرہ کر کے پھر حج کیا اور قربانی کی اور آپ ذی الحلیفہ سے اپنے ساتھ قربانی لے گئے رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرہ کے لئے احرام باندھا پھر حج کے لئے لبیک پکارا۔ لوگوں نے بھی نبی ﷺ کے ساتھ تمتع کیا یعنی عمرہ کر کے حج کیا لیکن بہت سے لوگ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے گئے تھے۔ اور بہت سے نہیں لے گئے تھے جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو لوگوں سے کہا کہ جو شخص قربانی ساتھ لایا ہو اس کے لئے حج پورا ہونے تک کوئی بھی ایسی چیز حلال نہیں ہو سکتی جسے اس نے اپنے اوپر (احرام کی وجہ سے) حرام کر لیا ہے۔ لیکن جن کے ساتھ قربانی نہیں ہے تو وہ بیت اللہ کا طواف کر لیں اور صفا اور مروہ کی سعی کر کے بال ترشوالیں اور حلال ہو جائیں۔ پھر حج کے لئے (از سرِ نو آٹھویں ذی الحجہ کو احرام باندھیں) ایسا شخص اگر قربانی نہ پائے تو تین دن کے روزے حج ہی کے دنوں میں اور سات دن کے روزے گھر واپس آ کر رکھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ پہنچے تو سب سے پہلے آپ نے طواف کیا پھر حجر اسود کو بوسہ دیا۔ تین چکروں میں آپ نے رمل کیا۔ اور باقی چار میں معمولی رفتار سے چلے۔ پھر بیت اللہ کا طواف پورا کر کے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی سلام پھیر کر آپ صفا پہاڑی کی طرف آئے اور صفا اور مروہ کی سعی بھی سات چکروں میں پوری کی۔ جن چیزوں کو (احرام کی وجہ سے) حرام کر لیا تھا ان سے اس وقت تک آپ حلال نہیں ہوئے جب تک حج بھی پورا نہ کر لیا اور یوم النحر (دسویں ذی

٧٦٨۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 104 باب من ساق البدن معه (1691) مسلم (1227) ابو داود (1805)۔

حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ، مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ۔

الحجہ) میں قربانی کا جانور بھی ذبح نہ کرلیا پھر آپ (مکہ واپس آئے اور بیت اللہ کا جب طواف افاضہ کرلیا تو ہر وہ چیز آپ کے لئے حلال ہوگئی جو احرام کی وجہ سے حرام تھی۔ جو لوگ اپنے ساتھ ہدی لے کر گئے تھے انہوں نے بھی اسی طرح کیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

لغوی توضیح خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ طواف کے تین چکروں میں رمل کیا (یعنی ہلکی دوڑ لگائی اور باقی چار چکر معمول کی رفتار سے پورے کیے)۔ واضح رہے کہ رمل صرف طواف قدوم کے پہلے تین چکروں میں کرنا چاہیے اور طواف قدوم اسے کہتے ہیں جو احرام باندھنے کے بعد مکہ پہنچتے ہی کیا جاتا ہے۔

۷۶۹۔ **حدیث** عَائِشَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ، أَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ، بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقِ (رقم ۷۶۸)۔

عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ حج تمتع کیا۔ یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما والی گزشتہ حدیث (نمبر ۷۶۸) کی طرح ہے۔

(25) باب بیان ان القارن لا یتحلل الا فی وقت تحلل الحاج المفرد

حج قران کرنے والا بھی حج افراد کرنے والے کے احرام کھولنے کے وقت احرام کھولے

۷۷۰۔ **حدیث** حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ))۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا بات ہے اور لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہو گئے لیکن آپ حلال نہیں ہوئے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کی تلبید (بالوں کو جمانے کے لئے ایک لیس دار چیز استعمال) کی ہے اور اپنے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) لایا ہوں اس لئے میں قربانی کرنے سے پہلے احرام نہیں کھول سکتا۔

لغوی توضیح فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ میں اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک قربانی نہ کرلوں (یعنی ۱۰ ذوالحجہ کے روز اور حج افراد کرنے والا بھی ۱۰ ذوالحجہ کے روز ہی قربانی کر کے احرام کھولتا ہے)۔

۷۶۹۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 104 باب من ساق البدن معه (1692) مسلم (1228)۔

۷۷۰۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 34 باب التمتع والإقران والإفراد بالحج (1566) مسلم (1229) ابن ماجه (3046)۔

۷۷۱۔ البخاری فی: 27 کتاب المحصر: 4 باب من قال لیس علی المحصر بدل (1639) مسلم (1230)۔

(26) باب جواز التحلل بالاحصار وجواز القران

بیت اللہ تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا ہو جائے تو حاجی احرام کھول سکتا ہے اور حج و عمرہ کو جمع کر سکتا ہے

۷۷۱۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما ' قَالَ: حِيْنَ خَرَجَ اِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ: اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ۔ ثُمَّ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي اَمْرِهِ فَقَالَ: مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ ۔ فَالْتَفَتَ اِلَى اَصْحَابِهِ ' فَقَالَ: مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ ' اُشْهِدُكُمْ اَنِّي قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ۔ ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا ' وَرَاَى اَنَّ ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَاَهْدَى ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ کے ارادے سے چلے تو فرمایا کہ اگر مجھے بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیا گیا تو میں بھی وہی کام کروں گا جو (حدیبیہ کے سال) میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ آپ نے عمرہ کا احرام باندھا کیونکہ رسول ﷺ نے بھی حدیبیہ کے سال عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا۔ پھر آپ نے کچھ غور کر کے فرمایا کہ عمرہ اور حج تو ایک ہی ہے اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے بھی یہی فرمایا کہ یہ دونوں تو ایک ہی ہیں۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ عمرہ کے ساتھ اب حج بھی اپنے لئے میں نے واجب قرار دے لیا ہے۔ پھر (مکہ پہنچ کر) آپ نے دونوں کے لئے ایک ہی طواف کیا۔ آپ کا خیال تھا کہ یہ کافی ہے اور آپ قربانی کا جانور بھی ساتھ لے گئے تھے۔

فہم الحدیث: ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تیرا بیت اللہ کا طواف کر لینا اور صفا مروہ کی سعی کر لینا تیرے حج اور عمرہ (دونوں) کے لیے کافی ہے۔[1] ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حج قران کرنے والے کے لیے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے۔ آئندہ حدیث بھی اس کا ثبوت ہے۔

۷۷۲۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما ' اَنَّهُ اَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ ' فَقِيْلَ لَهُ: اِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَاِنَّا نَخَافُ اَنْ يَصُدُّوْكَ ' فَقَالَ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ اِذًا اَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اس سال حج کا ارادہ کیا جس سال حجاج حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں لڑنے آیا تھا تو آپ سے کہا گیا کہ مسلمانوں میں باہم جنگ ہونے والی ہے اور یہ بھی خطرہ ہے کہ آپ کو حج سے روک دیا جائے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے [احزاب:۲۱] ایسے وقت میں بھی وہی کام کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ میں

۷۷۲۔ البخاری فی 25 کتاب الحج: 77 باب طواف القارن۔

[1] [مسلم (1211) مسند احمد (6/ 124)]

اللّٰہِ ﷺ ' اِنِّی اُشْہِدُکُمْ اَنِّی قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَۃً۔ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِظَاہِرِ الْبَیْدَاءِ ' قَالَ : مَاشَانُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ اِلَّا وَاحِدٌ ' اُشْہِدُکُمْ اَنِّی قَدْ اَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِی ۔ وَاَہْدٰی ہَدْیًا اشْتَرَاہُ بِقُدَیْدٍ ' وَلَمْ یَزِدْ عَلٰی ذٰلِکَ ' فَلَمْ یَنْحَرْ وَلَمْ یَحِلَّ مِنْ شَیْءٍ حَرُمَ مِنْہُ ' وَلَمْ یَحْلِقْ وَلَمْ یُقَصِّرْ حَتّٰی کَانَ یَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ ' وَرَاٰی اَنْ قَدْ قَضٰی طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ بِطَوَافِہِ الْاَوَّلِ ۔ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : کَذٰلِکَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ۔

تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کرلیا ہے۔ پھر آپ چلے اور جب بیداء کے میدان میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ تو ایک ہی طرح کے ہیں۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کرلیا ہے۔ آپ نے ایک قربانی بھی ساتھ لے لی جو مقام قدید سے خریدی تھی۔ اس کے سوا اور کچھ نہ کیا۔ دسویں تاریخ سے پہلے نہ آپ نے قربانی کی' نہ کسی ایسی چیز کو اپنے لئے جائز کیا جس سے (احرام کی وجہ سے) آپ رک گئے تھے۔ نہ سر منڈوایا نہ بال ترشوائے۔ دسویں تاریخ میں آپ نے قربانی کی اور بال منڈوائے۔ آپ کا یہی خیال تھا کہ آپ نے ایک طواف سے حج اور عمرہ دونوں کا طواف ادا کرلیا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

(27) باب فی الافراد والقران بالحج والعمرۃ

حج اور عمرہ کو ملا کر یا علیحدہ علیحدہ کرنے کا بیان

۷۷۳۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ رضی اللہ عنہم ' عَنْ بَکْرٍ ' اَنَّہُ ذَکَرَ لِابْنِ عُمَرَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَہُمْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَہَلَّ بِعُمْرَۃٍ وَحَجَّۃٍ ' فَقَالَ (ابْنُ عُمَرَ) : اَہَلَّ النَّبِیُّ ﷺ بِالْحَجِّ وَاَہْلَلْنَا بِہِ مَعَہُ ' فَلَمَّا قَدِمْنَا مَکَّۃَ ' قَالَ : ((مَنْ لَمْ یَکُنْ مَعَہُ ہَدْیٌ فَلْیَجْعَلْہَا عُمْرَۃً)) ۔ وَکَانَ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ ہَدْیٌ فَقَدِمَ عَلَیْنَا عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ مِنَ الْیَمَنِ حَاجًّا ' فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : ((بِمَ اَہْلَلْتَ ؟ فَاِنَّ مَعَنَا اَہْلَکَ ؟)) قَالَ : اَہْلَلْتُ بِمَا اَہَلَّ بِہِ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ :

بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا تھا (تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا) نبی ﷺ نے حج کا احرام باندھا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ حج ہی کا احرام باندھا تھا پھر ہم جب مکہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کا کر لے (اور طواف اور سعی کر کے احرام کھول دے) اور نبی ﷺ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا۔ پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یمن سے لوٹ کر حج کا احرام باندھ کر آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کس طرح احرام باندھا ہے؟ ہمارے ساتھ تمہاری زوجہ (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) بھی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا میں نے اس طرح کا احرام باندھا ہے

۷۷۳۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 61 باب بعث علی ابن ابی طالب وخالد بن الولید... (4353) مسلم (1232)۔

((فَامْسِكْ فَإِنَّ مَعَنَا هَدْيًا)).

جس طرح آپ ﷺ نے باندھا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اپنے احرام پر قائم رہو' کیونکہ ہمارے ساتھ قربانی کا جانور ہے۔

(28) باب ما يلزم من احرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف والسعي

جو حج کا احرام باندھ کر مکہ آئے اس کے لیے کتنے طواف اور سعی کرنا ضروری ہیں

٧٧٤۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ' قَالَ : سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ الْعُمْرَةَ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ' أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ ؟ فَقَالَ : قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا' وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ' وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ - ﴿وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ -

عمرو بن دینار رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جس نے بیت اللہ کا طواف عمرہ کے لئے کیا' لیکن صفا اور مروہ کی سعی نہیں کی۔ کیا ایسا شخص (بیت اللہ کے طواف کے بعد) اپنی بیوی سے صحبت کر سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ نبی ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر صفا اور مروہ کی سعی کی' اور تمہارے لئے نبی ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ سب سے بہتر طریقہ وہی ہے جو نبی ﷺ نے اختیار کیا، اس لیے حج وعمرہ کی ادائیگی کے لیے بھی آپ کے ہر عمل کو سامنے رکھنا ہی بہتر ہے۔

(29) باب ما يلزم من طاف بالبيت وسعى من البقاء على الاحرام و ترك التحلل

جو شخص بیت اللہ کا طواف اور سعی کر لے کیا اسے احرام کی حالت میں رہنا ضروری ہے

٧٧٥۔ حديث عَائِشَةَ وَأَسْمَاءَ رضي اللّٰه عنهما' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِيِّ' أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ' فَقَالَ : قَدْ حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ' فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رضي اللّٰه عنها أَنَّهُ أَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِيْنَ قَدِمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ' ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ' ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً' ثُمَّ حَجَّ

محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل قرشی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے حج کیا تھا اور مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق خبر دی کہ جب آپ مکہ مکرمہ آئے تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ آپ نے وضو کیا' پھر کعبہ کا طواف کیا' یہ آپ کا عمرہ نہیں تھا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور آپ نے بھی سب سے پہلے کعبہ کا طواف کیا۔ جب کہ یہ آپ کا بھی عمرہ نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا۔ پھر حضرت

٧٧٤۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 30 باب قول الله تعالى: "واتخذوا من مقام..." (395) مسلم (1234) -

٧٧٥۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 78 باب الطواف على وضوء (1614) مسلم (1235) ابن حبان (3808) -

اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ ، فَکَانَ اَوَّلَ شَیْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ ـ ثُمَّ عُمَرُ رضی اللہ عنہ ، مِثْلُ ذَلِكَ ـ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ ، فَرَاَيْتُهُ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ، ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ ـ ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ـ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ اَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ، فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ ـ ثُمَّ رَاَيْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارَ يَفْعَلُوْنَ ذَلِكَ ، ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ ـ ثُمَّ آخِرُ مَنْ رَاَيْتُ فَعَلَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ ، ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا عُمْرَةً وَهَذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ فَلَا يَسْاَلُوْنَهُ وَلَا اَحَدٌ مِمَّنْ مَضَى! مَا كَانُوْا يَبْدَءُوْنَ بِشَيْءٍ حَتَّى يَضَعُوْا اَقْدَامَهُمْ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّوْنَ ـ وَقَدْ رَاَيْتُ اُمِّي وَخَالَتِي حِيْنَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْتَدِئَانِ بِشَيْءٍ اَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوْفَانِ بِهِ ثُمَّ لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ اَخْبَرَتْنِي اُمِّي اَنَّهَا اَهَلَّتْ هِيَ وَاُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوا ـ

عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کیا میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے آپ نے بھی کعبہ کا طواف کیا۔ آپ کا بھی یہ عمرہ نہیں تھا۔ پھر حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا زمانہ آیا۔ (اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا) پھر میں نے اپنے والد زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی حج کیا۔ انہوں نے بھی پہلے جو کام کیا وہ یہی بیت اللہ کا طواف تھا جب کہ یہ عمرہ نہیں ہوتا تھا اس کے بعد مہاجرین وانصار کو بھی میں نے دیکھا کہ وہ بھی اسی طرح کرتے رہے اور ان کا بھی یہ عمرہ نہیں ہوتا تھا۔ آخری ذات جسے میں نے اس طرح کرتے دیکھا وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تھی۔ انہوں نے بھی عمرہ نہیں کیا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہما ابھی موجود ہیں لیکن ان سے لوگ اس کے متعلق پوچھتے نہیں۔ اسی طرح جو حضرات گذر گئے ان کا بھی مکہ میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلا قدم طواف کے لئے اٹھتا تھا۔ پھر یہ بھی احرام نہیں کھولتے تھے۔ میں نے اپنی والدہ (اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما) اور خالہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) اور زبیر اور فلاں فلاں کے ساتھ عمرہ کیا ہے یہ سب لوگ حجر اسود کا بوسہ لیتے تو عمرہ کا احرام کھول دیتے۔

۷۷۶۔ حدیث اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ ، اَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ اَسْمَاءَ تَقُوْلُ ، كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُوْنِ : صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ ، لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هٰهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافٌ قَلِيْلٌ ظَهْرُنَا ،

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے غلام عبداللہ نے بیان کیا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جب بھی حجون پہاڑ سے ہو کر گذرتیں تو یہ کہتیں "رحمتیں نازل ہوں اللہ کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم نے آپ کے ساتھ یہیں قیام کیا تھا۔ ان دنوں ہمارے پاس (سامان) بہت ہلکے پھلکے تھے۔ سواریاں بھی کم تھیں اور زادراہ کی بھی کمی تھی۔ میں نے، میری بہن عائشہ رضی اللہ عنہا نے

۷۷۶۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرة: 11 باب متی یحل المعتمر (1796) مسلم (1237)۔

قَلِيلَةٌ أَزْوَادُنَا، فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِي عَائِشَةَ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ۔

زبیر اور فلاں فلاں نے عمرہ کیا اور جب بیت اللہ کا طواف کر چکے تو (صفا اور مروہ کی سعی کے بعد) ہم حلال ہو گئے۔ حج کا احرام ہم نے شام کو باندھا تھا۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ طواف قدوم اور صفا و مروہ کی سعی کے بعد احرام کھولا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ کوئی حج تمتع کا ارادہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر حج قران کا ارادہ ہو تو پھر حج مکمل ہونے تک احرام نہیں کھولا جائے گا۔

(31) باب جواز العمرة فی اشهر الحج

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے

۷۷۷۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ، وَأَصْحَابُهُ لِصُبْحِ رَابِعَةٍ يُلَبُّوْنَ بِالْحَجِّ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً، إِلَّا مَنْ مَعَهُ الْهَدْيُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ صحابہ کو ساتھ لے کر تلبیہ کہتے ہوئے ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کو (مکہ میں) تشریف لائے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جن کے پاس ہدی نہیں ہے وہ بجائے حج کے عمرہ کی نیت کر لیں (اور عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہو جائیں، پھر حج کا احرام باندھیں)۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ حج کے مہینوں میں بھی عمرہ کیا جا سکتا ہے۔

۷۷۸۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ نَصْرِ بْنِ عِمْرَانَ الضُّبَعِيِّ، قَالَ: تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِي نَاسٌ، فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَمَرَنِي فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلًا يَقُوْلُ لِي: حَجٌّ مَبْرُوْرٌ، وَعُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ، فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: سُنَّةَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِي: أَقِمْ عِنْدِي فَأَجْعَلُ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي۔ قَالَ شُعْبَةُ (الرَّاوِيُّ عنه) فَقُلْتُ: لِمَ؟ فَقَالَ: لِلرُّؤْيَا الَّتِي رَأَيْتُ۔

ابو جمرہ نصر بن عمران ضبعی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا تو کچھ لوگوں نے مجھے منع کیا۔ اس لئے میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے تمتع کرنے کے لئے کہا۔ پھر میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ مجھ سے کہہ رہا ہے حج بھی مبرور ہوا، اور عمرہ بھی مقبول ہوا۔ میں نے یہ خواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سنایا تو آپ نے فرمایا کہ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے۔ پھر فرمایا کہ میرے یہاں قیام کر میں اپنے پاس سے تمہارے لئے کچھ مقرر کر کے دیا کروں گا۔ شعبہ (راوی) نے بیان کیا کہ میں نے (ابو جمرہ سے) پوچھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ کیوں کیا تھا؟ (یعنی مال کس بات پر دینے کے لئے کہا) انہوں نے بیان کیا کہ اسی خواب کی وجہ سے جو میں نے دیکھا۔

۷۷۷۔ البخاری فی: 18 کتاب تقصیر الصلاة: 3 باب کم اقام النبی ﷺ فی حجته (1085) مسلم (1240)۔

۷۷۸۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 34 باب التمتع والإقران والإفراد بالحج (1567) مسلم (1242)۔

فہم الحدیث یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ حج تمتع میں پہلے عمرہ اور پھر حج کیا جاتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ابو جمرہ رحمہ اللہ کو حج تمتع کرنے کی اجازت دی ہے۔

(32) باب تقليد الهدى واشعاره عند الاحرام

احرام کے وقت قربانی کے جانور کی کوہان چیرنے اور اس کے گلے میں ہار ڈالنے کا بیان

۷۷۹۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ، فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ - قَالَ هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾، وَمِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ أَصْحَابَهُ أَنْ يَحِلُّوا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قُلْتُ: إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ - قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَاهُ قَبْلُ وَبَعْدُ -

ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ مجھے عطا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے کہا عمرہ کرنے والا صرف بیت اللہ کے طواف سے حلال ہو سکتا ہے (ابن جریج کہتے ہیں کہ) میں نے عطاء سے پوچھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا؟ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ثم محلها الى البيت العتيق﴾ (پھر ان کا حلال ہونا پرانے گھر یعنی خانہ کعبہ کے پاس ہے۔ الحج: ۳۳) سے اور نبی کریم ﷺ کے اس حکم کی وجہ سے جو آپ نے اپنے اصحاب کو حجۃ الوداع میں احرام کھول دینے کے لئے دیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ حکم تو عرفات میں ٹھہرنے کے بعد کے لئے ہے۔ عطاء نے کہا لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ مذہب تھا کہ عرفات میں ٹھہرنے سے پہلے اور بعد ہر حال میں جب طواف کرے تو احرام کھول دینا درست ہے۔

لغوی توضیح تَقْلِيْدُ الْهَدْيِ قربانی کے جانور کو قلادہ پہنانا۔ قلادہ سے مراد جوتیوں کا ہار ہے، جو قربانی کے جانور کے گلے میں اس غرض سے لٹکایا جاتا تھا کہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچائے اور اگر یہ جانور کہیں گم ہو جائے تو جسے ملے وہ اسے مکہ کی طرف روانہ کر دے۔ اِشْعَار یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ کی کوہان کے دائیں جانب ہلکا سا چیرا لگانا اور جو خون رس آئے اسے کوہان پر مل دینا۔ یہ عمل مسنون ہے۔ الْمُعَرَّف میدانِ عرفات میں وقوف۔

فہم الحدیث اس حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ موقف ذکر ہوا ہے کہ طواف کرنے کے بعد احرام کھولا جا سکتا ہے خواہ وقوفِ عرفہ ہو چکا ہو یا نہ۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جس آیت کو پیش نظر رکھا ہے نہ تو اس میں اس موقف کا کوئی ثبوت ہے اور نہ ہی فرمانِ نبوی میں۔ کیونکہ نبی ﷺ کا حکم تو صرف حج کو عمرہ بنانے کا تھا نہ کہ اس میں کوئی ایسی چیز تھی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ محض طواف کے بعد احرام کھول دیا جائے۔

۷۷۹۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 77 باب حجة الوداع (4396) مسلم (1245)۔

(33) باب التقصیر فی العمرۃ

عمرہ کرنے والے کے لیے بال کٹوانے کا بیان

۷۸۰۔ حدیث مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَصَّرْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِشْقَصٍ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال قینچی سے کترے تھے۔

لغوی توضیح قَصَّرْتُ میں نے کاٹے۔ بِمِشْقَصٍ قینچی کے ساتھ۔ یہ واقعہ عمرہ جعرانہ کا ہے حجۃ الوداع کا نہیں کیونکہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے بال منڈوائے تھے، کتروائے نہیں تھے۔[1]

(34) باب اهلال النبی ﷺ وهديه

نبی ﷺ کے احرام اور قربانی کے جانور کا بیان

۷۸۱۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَدِمَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ، فَقَالَ: ((بِمَا اَهْلَلْتَ؟)) قَالَ: بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ۔ فَقَالَ: ((لَوْلَا اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ کس طرح کا احرام باندھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جس طرح کا آنحضور ﷺ نے باندھا ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں حلال ہو جاتا۔

لغوی توضیح لَوْلَا اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ اگر میرے پاس قربانی نہ ہوتی تو میں احرام اتار دیتا۔ معلوم ہوا کہ حج کے موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ قربانی بھی تھی اور آپ نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا ہوا تھا اسی لیے عمرہ کے بعد احرام نہیں اتارا۔

(35) باب بیان عدد عمر النبی ﷺ وزمانهن

نبی ﷺ کے کل عمرے اور ان عمروں کے ایام

۷۸۲۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ اَرْبَعَ عُمَرٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، اِلَّا الَّتِي اعْتَمَرَ مَعَ حَجَّتِهِ: عُمْرَتَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَمِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، وَمِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ، وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چاروں عمرے ذی قعدہ میں کیے سوائے اس عمرہ کے جو آپ نے حج کے ساتھ کیا۔ آپ نے ایک حدیبیہ کا عمرہ کیا اور دوسرا آئندہ سال اس کی قضا کا عمرہ کیا۔ اور (تیسرا) جعرانہ کا عمرہ جب آپ نے جنگِ حنین کی غنیمت تقسیم کی۔ پھر ایک عمرہ اپنے حج کے ساتھ کیا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں۔ اور آئندہ جس روایت (۷۸۵) میں ہے کہ نبی ﷺ نے ماہِ رجب میں بھی عمرہ کیا، اسی روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اس کی تردید میں بھی مذکور ہے۔ لہٰذا راجح و برحق بات یہی ہے کہ نبی

۷۸۰۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 127 باب الحلق والتقصیر عند الإحلال (1730) مسلم (1246) نسائی (2736)۔

۷۸۱۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 32 باب من اهل فی زمن النبی ﷺ کاهلال النبی ﷺ (1558) مسلم (1250)۔

۷۸۲۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرۃ: 3 باب کم اعتمر النبی ﷺ (1778) مسلم (1253) ترمذی (815)۔

[1] [منة المنعم فی شرح مسلم (280/2)]

کریم ﷺ نے تمام عمرے حج کے مہینوں میں ہی کیے اور اس کا ایک خاص سبب بھی تھا کہ اہل جاہلیت حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے سے منع کیا کرتے تھے تو نبی ﷺ نے ان کا رد کرنے کے لیے ایسا کیا۔

۷۸۳۔ حدیث زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قِيْلَ لَهُ: كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ؟ قَالَ: تِسْعَ عَشَرَةَ۔ قِيْلَ: كَمْ غَزَوْتَ اَنْتَ مَعَهُ؟ قَالَ: سَبْعَ عَشَرَةَ۔ قِيْلَ: فَاَيُّهُمْ كَانَتْ اَوَّلَ؟ قَالَ: الْعُسَيْرَةُ اَوِ الْعُشَيْرُ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ نے کتنے غزوے کیے؟ انہوں نے کہا کہ انیس۔ پوچھا گیا آپ حضور ﷺ کے ساتھ کتنے غزوات میں شریک رہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سترہ میں۔ پھر پوچھا گیا آپ کا سب سے پہلا غزوہ کون سا تھا؟ کہا کہ عسیرہ یا عشیر۔

۷۸۴۔ حدیث زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً؟ وَاَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً ' لَمْ يَحُجَّ بَعْدَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے انیس غزوے کیے اور آپ نے ہجرت کے بعد ایک ہی حج حجۃ الوداع کیا اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا۔

۷۸۵۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰه عنهم عَنْ مُجَاهِدٍ ' قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ ' فَاِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضي اللّٰه عنهما ' جَالِسٌ اِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ ' وَاِذَا نَاسٌ يُصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ صَلَاةَ الضُّحَى۔ قَالَ: فَسَاَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ ' فَقَالَ: بِدْعَةٌ۔ ثُمَّ قَالَ لَهُ: كَمِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: اَرْبَعًا اِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ۔ فَكَرِهْنَا اَنْ نَرُدَّ عَلَيْهِ۔ قَالَ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي

مجاہد رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں اور عروہ بن زبیر مسجدِ نبوی میں داخل ہوئے وہاں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کچھ لوگ مسجدِ نبوی میں اشراق کی نماز پڑھ رہے تھے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان لوگوں کی اس نماز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا بدعت ہے پھر ان سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے کتنے عمرے کئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ چار' ایک ان میں سے رجب میں کیا تھا۔ لیکن ہم نے پسند نہیں کیا کہ ان کی اس بات کی تردید کریں۔ مجاہد نے بیان کیا کہ ہم نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے ان کے مسواک کرنے کی آواز سنی تو عروہ نے پوچھا اے میری ماں' ام المومنین! ابوعبدالرحمٰن کی بات آپ سن رہی ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا وہ کیا کہہ رہے ہیں؟

۷۸۳۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 1 باب غزوة العُشَیرة او العُسَیرة (3949) مسلم (1254) ترمذی (1676)۔

۷۸٤۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 77 باب حجة الوداع۔

۷۸۵۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرة: 3 باب کم اعتمر النبی ﷺ (1775) مسلم (1255) ترمذی (936)۔

الْحُجْرَةِ، فَقَالَ عُرْوَةُ: يَا أُمَّاهُ، يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَلَا تَسْمَعِينَ مَايَقُولُ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ؟ قَالَتْ: مَايَقُولُ؟ قَالَ: يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمْرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ، قَالَتْ: يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ، مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ، وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ۔

عروہ نے کہا وہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے تھے جن میں سے ایک رجب میں کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ ابو عبدالرحمٰن پر رحم کرے! آنحضرت ﷺ نے تو کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں وہ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) خود موجود نہ رہے ہوں۔ آپ نے رجب میں تو کبھی عمرہ ہی نہیں کیا۔

لغوی توضیح فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ، فَقَالَ: بِدْعَةٌ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی نماز (اشراق) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے بدعت کہا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ قاضی عیاض وغیرہ نے فرمایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس نماز کے التزام، مساجد میں اظہار اور با جماعت ادائیگی کو ناپسند فرمایا تھا، ان کا ارادہ ہرگز یہ نہیں تھا کہ یہ نماز سنت سے ثابت ہی نہیں (ان کا مقصد یہ تھا کہ یہ نماز گھروں میں ادا کی جائے تو بہتر ہے)۔[1]

(36) باب فضل العمرة في رمضان

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت

٧٨٦۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: ((مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّينَ مَعَنَا؟)) قَالَتْ: كَانَ لَنَا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ أَبُو فُلَانٍ وَابْنُهُ (لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا) وَتَرَكَ نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ، قَالَ: ((فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِي فِيهِ، فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ)) أَوْ نَحْوًا مِمَّا قَالَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری خاتون (ام سنان) سے پوچھا کہ تو ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کرتی تو وہ کہنے لگی کہ ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جس پر ابو فلاں (یعنی اس کا خاوند) اور اس کا بیٹا سوار ہو کر (حج کے لئے) چل دیئے اور ایک اونٹ انہوں نے چھوڑا ہے جس سے پانی لایا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا جب رمضان آئے تو عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان کا عمرہ ایک حج کے برابر ہوتا ہے یا اسی جیسی کوئی بات آپ نے فرمائی۔

لغوی توضیح نَاضِح وہ اونٹ جس سے کھیتوں کو پانی پلایا جاتا ہے۔ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ رمضان میں عمرہ حج ہے (یعنی ثواب میں حج کے برابر ہے)۔

٧٨٦۔ البخاري في: 26 كتاب العمرة: 4 باب عمرة في رمضان (1787) مسلم (1256) طبرانی کبیر (11410)۔

[1] [فتح الباری (3/53)]

(37) باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا والخروج منها من الثنية السفلى و دخول بلده من طريق غير التى خرج منها

مکہ میں دخول بلندی کی جانب سے اور خروج نشیب کی طرف سے مستحب ہے گویا شہر میں داخل ہونے اور نکلنے کا راستہ مختلف ہونا چاہیے

٧٨٧۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيْقِ الْمُعَرَّسِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ شجرہ (ذوالحلیفہ کے قریب مقام) کے راستے سے گزرتے ہوئے (مدینہ سے) نکلتے اور معرس (مسافروں کے پڑاؤ کا مقام جو ذوالحلیفہ سے نشیب میں ہے) کے راستے سے مدینہ آتے۔

٧٨٨۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ ثنیہ علیا (یعنی بلند گھاٹی) کی طرف سے داخل ہوتے اور ثنیہ سفلی (یعنی نیچے کی گھاٹی) کی طرف سے باہر نکلتے۔

٧٨٩۔ حديث عَائِشَةَ ' اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ لَمَّا جَاءَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنْ اَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو اوپر کی بلند جانب سے شہر کے اندر داخل ہوئے اور جب واپس گئے تو نیچے کی طرف سے نکل گئے۔

٧٩٠۔ حديث عَائِشَةَ ' اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ وَخَرَجَ مِنْ كُدًا مِنْ اَعْلَى مَكَّةَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے موقع پر شہر میں کَدَاء (جنت المعلی) کی طرف سے داخل ہوئے اور کُدًا (باب شبیکہ) کی طرف سے نکلے جو مکہ کے بلند جانب ہے۔

(38) باب استحباب المبيت بذى طوى عند ارادة دخول مكة والاغتسال لدخولها ' ودخولها نهارا

مکہ میں داخل ہونے کے ارادے سے ذی طویٰ میں رات گزارنا اور نہا کر صبح کے وقت مکہ میں داخل ہونا مستحب ہے

٧٩١۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : بَاتَ النَّبِىُّ ﷺ بِذِى طُوًى حَتَّى اَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ '

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ذی طویٰ میں رات گزاری۔ پھر جب صبح ہوئی تو آپ مکہ میں داخل ہوئے اور حضرت

٧٨٧۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 15 باب خروج النبى ﷺ على طريق الشجرة (1575) مسلم (1257)۔

٧٨٨۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 40 باب من اين يدخل مكة ۔

٧٨٩۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 41 باب من اين يخرج من مكة (1577) مسلم (1258) ترمذی (853)۔

٧٩٠۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 41 باب من اين يخرج من مكة ۔

٧٩١۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 39 باب دخول مكة نهارا او ليلا (484) مسلم (1259) ابوداود (1866)۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضى الله عنهما 'يَفْعَلُهُ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کرتے تھے۔

٧٩٢۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ 'اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى 'وَيَبِيْتُ حَتّٰى يُصْبِحَ 'يُصَلِّي الصُّبْحَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ 'وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ 'وَلٰكِنْ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مکہ جاتے ہوئے مقامِ ذی طویٰ میں قیام فرماتے اور رات یہیں گذارا کرتے تھے اور صبح ہوتی تو نمازِ فجر یہیں پڑھتے۔ یہاں نبی ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ ایک بڑے سے ٹیلے پر تھی۔ اس مسجد میں نہیں جو اَب وہاں بنی ہوئی ہے بلکہ اس سے نیچے ایک بڑا ٹیلا تھا۔

لغوی توضیح اَكَمَة ٹیلہ۔ غَلِيْظَة سخت، بڑا۔

٧٩٣۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ 'اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَي الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ 'الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْاَكَمَةِ 'وَمُصَلَّى النَّبِيِّ ﷺ اَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْاَكَمَةِ السَّوْدَاءِ تَدَعُ مِنَ الْاَكَمَةِ عَشَرَةَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَهَا 'ثُمَّ تُصَلِّي مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس پہاڑ کے دونوں کونوں کا رخ کیا جو اس کے اور جبل طویل کے درمیان کعبہ کی سمت ہیں۔ آپ اس مسجد کو جو اَب وہاں تعمیر ہوئی ہے اپنی بائیں طرف کر لیتے ٹیلے کے کنارے۔ اور نبی ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے سیاہ ٹیلے پر تھی۔ ٹیلے سے تقریباً دس ہاتھ چھوڑ کر پہاڑ کی دونوں گھاٹیوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے جو تمہارے اور کعبہ کے درمیان ہے۔

(39) باب استحباب الرمل في الطواف والعمرة وفي الطواف الاول في الحج

عمرہ کے اور حج کے پہلے طواف میں رمل مستحب ہے

٧٩٤۔ حديث ابْنِ عُمَرَ 'اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْاَوَّلَ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ 'وَيَمْشِي اَرْبَعَةً 'وَاَنَّهُ كَانَ يَسْعٰى بَطْنَ الْمَسِيْلِ اِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب بیت اللہ کا پہلا طواف (یعنی طوافِ قدوم) کرتے تو اس کے تین چکروں میں آپ دوڑ کر چلتے اور چار میں معمول کے موافق چلتے۔ پھر جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو بطن مسیل (وادی) میں دوڑ کر چلتے۔

٧٩٢۔ البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 89 باب المساجد التي على طرق المدينة والمواضع التي صلى فيها النبي ﷺ۔

٧٩٣۔ البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 89 باب المساجد التي على طرق المدينة... (492) مسلم (1260)۔

٧٩٤۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 63 باب من طاف بالبيت ...(1603) مسلم (1261) ابو داود (1893)۔

لغوی توضیح یَخُبُّ رمل کرتے (یعنی دوڑتے)۔ثَلَاثَةَ اَشْوَاط (ابتدائی) تین چکروں میں۔یاد رہے کہ رمل صرف طواف قدوم (جو سب سے پہلے کیا جاتا ہے) میں ہی مستحب ہے۔

۷۹۵۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهُ ' فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَقَدْ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ ' فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ ' اَنْ يَرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ ' وَاَنْ يَمْشُوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ ' وَلَمْ يَمْنَعْهُ اَنْ يَاْمُرَهُمْ اَنْ يَرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (عمرۂ قضاء ۷ ہجری میں) جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ محمد آئے ہیں۔ان کے ساتھ ایسے لوگ آئے ہیں جنہیں یثرب (مدینہ منورہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (تیز چلنا جس سے اظہارِ قوت ہو) کریں اور دونوں یمانی رکنوں کے درمیان حسبِ معمول چلیں اور آپ نے یہ حکم نہیں دیا کہ سب پھیروں میں رمل کریں اس لئے کہ ان پر آسانی ہو۔

۷۹۶۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ : اِنَّمَا سَعَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی اس طرح کی کہ مشرکین کو آپ اپنی قوت دکھلا سکیں۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ رمل ایک خاص مقصد کے پیش نظر مشروع ہوا تھا۔اگر چہ وہ صورت آج موجود نہیں لیکن پھر بھی سنتِ رسول پر عمل کرتے ہوئے رمل کو ترک نہیں کیا جائے گا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا تھا کہ اگر چہ اب وہ صورت موجود نہیں لیکن ہم کسی ایسے کام کو نہیں چھوڑیں گے جسے ہم عہد رسالت میں کیا کرتے تھے۔[1]

(40) باب استحباب استلام الركنين اليمانين في الطواف دون الركنين الآخرين

طواف کرتے وقت صرف دونوں ارکانِ یمانی کو بوسہ دینا مستحب ہے

۷۹۷۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ' قَالَ : مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَاَيْتُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا جب سے میں نے رسول ﷺ کو ان دونوں رکن یمانی (ایک رکن یمانی اور دوسرا رکن حجر اسود) کو چومتے ہوئے دیکھا ہے۔میں نے بھی اس کے چومنے کو خواہ سخت

۷۹۵۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 55 باب کیف کان بدء الرمل (1602) مسلم (1266) ابو داود (1886)۔

۷۹۶۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 80 باب ما جاء فی السعی بین الصفا والمروة۔

۷۹۷۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 57 باب الرمل فی الحج والعمرة (1609) مسلم (1267) ابن ماجه (2946)۔

[1] [حسن صحیح: صحیح ابو داود (1662) ابو داود (1887) ابن ماجة (2952)]

النَّبِیَّ ﷺ یَسْتَلِمُهُمَا۔

حالات ہوں یا نرم نہیں چھوڑا۔

۷۹۸۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ‘عَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ ‘اَنَّهُ قَالَ: وَمَنْ یَتَّقِی شَیْئًا مِنَ الْبَیْتِ وَکَانَ مُعَاوِیَةُ یَسْتَلِمُ الاَرْکَانَ ‘فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ ‘اِنَّهُ لَا یُسْتَلَمُ هَذَانِ الرُّکْنَانِ۔

ابو الشعثاء رحمہ اللہ نے کہا' بیت اللہ کے کسی بھی حصہ سے بھلا کون پرہیز کر سکتا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چاروں رکنوں کا استلام کرتے تھے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ ہم ان دو ارکان (شامی اور عراقی) کا استلام نہیں کرتے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ طواف کرنے والے کو چاہیے کہ (ہر چکر میں) رُکنِ یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دینے کی کوشش کرے۔ اگر کسی وجہ سے حجر اسود کو بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو اپنے ہاتھ کے ساتھ حجر اسود کو چھو کر اپنے ہاتھ کو بوسہ دے دے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کسی چھڑی کے ذریعے حجر اسود کو چھو لے اور پھر چھڑی کو بوسہ دے دے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دور سے اشارہ ہی کر دے۔ تاہم اگر رکنِ یمانی کو چھونا ممکن نہ ہو تو ویسے ہی گزر جائے۔ اس رکن کو ہاتھ یا چھڑی لگا کر اُسے چومنا مسنون نہیں۔

(41) باب استحباب تقبیل الحجر الاسود فی الطواف

طواف کے دوران حجر اسود کو بوسہ دینا مستحب ہے

۷۹۹۔ حدیث عُمَرَ رضی اللہ عنہ ‘اَنَّهُ جَاءَ اِلَی الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ ‘فَقَالَ: اِنِّی اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ ‘وَلَوْلَا اَنِّی رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ ‘یُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا اور فرمایا، میں خوب جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے، نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔ اگر رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے میں نہ دیکھتا تو میں بھی کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

(42) باب جواز الطواف علی بعیر وغیرہ واستلام الحجر بمحجن و نحوہ للراکب

سوار ہو کر طواف کرنا نیز حجرِ اسود کو چھڑی سے چھو کر چومنا جائز ہے

۸۰۰۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ‘قَالَ: طَافَ النَّبِیُّ ﷺ فِی حَجَّةِ الْوِدَاعِ عَلَی بَعِیرٍ یَسْتَلِمُ الرُّکْنَ بِمِحْجَنٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی اونٹنی پر طواف کیا تھا اور آپ حجر اسود کا استلام ایک چھڑی کے ذریعہ کر رہے تھے اور اس چھڑی کو چومتے تھے۔

۸۰۱۔ حدیث اُمِّ سَلَمَةَ ‘قَالَتْ: شَکَوْتُ اِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ‘اِنِّی

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول ﷺ سے (حجۃ الوداع میں) اپنی بیماری کا شکوہ کیا (میں نے کہا کہ میں

۷۹۸۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 59 باب من لم یستلم إلا الرکنین الیمانیین ، مسلم (1269) -
۷۹۹۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 50 باب ما ذکر فی الحجر الاسود (1597) مسلم (1270) ترمذی (860)۔
۸۰۰۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 58 باب استلام الرکن بالمحجن (1607) مسلم (1272) ابوداود (1877)۔
۸۰۱۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 78 باب إدخال البعیر فی المسجد للعلة (464) مسلم (1276) نسائی (2925)۔

اَشْتَكِي ' قَالَ: ((طُوْفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَانْتِ رَاكِبَةٌ)) فَطُفْتُ ' وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ ' يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَسْطُوْرٍ۔

پیدل طواف نہیں کر سکتی) تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے پیچھے رہ اور سوار ہو کر طواف کر۔ پس میں نے طواف کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کے قریب نماز میں آیت ﴿والطور و کتاب مسطور﴾ کی تلاوت کر رہے تھے۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت سوار ہو کر بھی طواف کیا جا سکتا ہے۔

(43) باب بیان ان السعی بین الصفا والمروۃ رکن لا یصح الحج الا به

صفا اور مروہ کی سعی حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا

۸۰۲۔ حدیث عَائِشَةَ ' عَنْ عُرْوَةَ ' اَنَّهُ قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ : اَرَاَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى ﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾ فَلَا اُرٰى عَلَى اَحَدٍ شَيْئًا اَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ : كَلَّا ' لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ كَانَتْ ۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۔ اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي الْاَنْصَارِ ۔ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ ' وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ ' وَكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ اَنْ يَطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ' فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ ' فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾ ۔

عروہ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' ابھی میں نوعمر تھا' کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اس لئے جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے ان کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔" اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ان کی سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہرگز نہیں اگر مطلب یہ ہوتا جیسا کہ تم بتا رہے ہو پھر تو ان کی سعی نہ کرنے میں واقعی کوئی حرج نہیں تھا۔ لیکن یہ آیت تو انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو منات بت کے نام کا احرام باندھتے تھے جو قدید کے مقابل میں رکھا ہوا تھا وہ صفا اور مروہ کی سعی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں اس لئے جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے ان کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔"

۸۰۲۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرة: 10 باب یفعل فی العمرة ما یفعل فی الحج (1643) مسلم (1277)۔

لغوی توضیح: فَلا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو صفا و مروہ کی سعی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں، بظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعی جائز ہے واجب نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں صرف یہ ہے کہ سعی کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں، اس میں یہ ذکر نہیں کہ جو سعی نہیں کرتا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں بلکہ سنت ثابتہ اور فرمانِ نبوی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سعی نہ کرنے والے پر گناہ ہے کیونکہ اس نے واجب کو ترک کیا ہے۔ پھر انہوں نے وہ سبب بیان کیا جس کی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی۔ اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حج و عمرہ میں صفا و مروہ کی سعی واجب اور رُکن ہے، اس کے بغیر نہ عمرہ ہوتا ہے اور نہ حج۔ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ یہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں جواب موجود نہیں بلکہ ان کے صرف نشانات ہی باقی ہیں۔ صفا بیت اللہ کے جنوب مشرق میں اور مروہ شمال مشرق میں واقع ہے۔ شَعَائِر جمع ہے شَعِيْرَة کی معنی ہے علامت، نشانی۔

۸۰۳۔ **حديث** عَائِشَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ لَهَا، اَرَاَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَوَاللّٰهِ مَا عَلَى اَحَدٍ جُنَاحٌ اَنْ لَا يَطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔ قَالَتْ: بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ اُخْتِي، اِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ لَوْ كَانَتْ كَمَا اَوَّلْتَهَا عَلَيْهِ كَانَتْ۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَا يَتَطَوَّفَ بِهِمَا۔ وَلٰكِنَّهَا اُنْزِلَتْ فِي الْاَنْصَارِ، كَانُوْا قَبْلَ اَنْ يُسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهَا عِنْدَ الْمُشَلَّلِ، فَكَانَ مَنْ اَهَلَّ يَتَحَرَّجُ اَنْ يَطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا اَسْلَمُوْا سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، عَنْ ذٰلِكَ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ اَنْ نَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ الْآيَةَ۔

عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے "صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ اس لئے جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے ان کا طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں" [البقرہ:۱۵۸] قسم اللہ کی پھر تو کوئی حرج نہ ہونا چاہیے اگر کوئی صفا اور مروہ کی سعی نہ کرنا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بھتیجے! تم نے یہ بری بات کہی۔ اللہ کا مطلب یہ ہوتا تو قرآن میں یوں اترتا "ان کے طواف نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں" بات یہ ہے کہ یہ آیت تو انصار کے لئے اتری تھی۔ جو اسلام سے پہلے منات کے نام پر جو مشلل میں رکھا ہوا تھا اور جس کی یہ پوجا کیا کرتے تھے، احرام باندھتے تھے۔ یہ لوگ جب (زمانہ جاہلیت میں) احرام باندھتے تو صفا مروہ کی سعی کو اچھا نہیں خیال کرتے تھے۔ اب جب اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا اور کہا کہ یارسول اللہ! ہم صفا اور مروہ کی سعی اچھی نہیں سمجھتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں......۔

۸۰۳۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 79 باب وجوب الصفا والمروة وجُعِلَ من شعائر الله۔

قَالَتْ عَائِشَةُ ، وَقَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا ، فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو پہاڑوں کے درمیان سعی کی سنت جاری کی ہے اس لئے کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اسے ترک کردے۔

(قَالَ الزُّهْرِيُّ ، رَاوِي الْحَدِيْثِ) ثُمَّ اَخْبَرْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، فَقَالَ : اِنَّ هٰذَا لَعِلْمٌ مَا كُنْتُ سَمِعْتُهُ ، وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُوْنَ اَنَّ النَّاسَ ، اِلَّا مَنْ ذَكَرَتْ عَائِشَةُ ، مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ بِمَنَاةَ كَانُوْا يَطُوْفُوْنَ كُلُّهُمْ ، بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ ، وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِي الْقُرْآنِ ، قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! كُنَّا نَطُوْفُ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، وَاِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ فَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا ، فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ اَنْ نَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ؟ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ﴾ الآية ۔

(زہری' راوی حدیث) نے کہا کہ پھر میں نے اس کا ذکر ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے تو یہ علمی بات اب تک نہیں سنی تھی' بلکہ میں نے بہت سے اصحابِ علم سے تو یہ سنا ہے کہ وہ یوں کہتے تھے کہ عرب کے لوگ (ان لوگوں کے سوا جن کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا جو مناۃ کے لئے احرام باندھتے تھے) سب صفا و مروہ کا پھیرا کیا کرتے تھے۔ جب اللہ پاک نے قرآن شریف میں بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفا و مروہ کا ذکر نہیں کیا تو وہ لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ ہم تو جاہلیت کے زمانہ میں صفا اور مروہ کا پھیرا کیا کرتے تھے اور اب اللہ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر تو فرمایا لیکن صفا مروہ کا ذکر نہیں کیا تو کیا صفا و مروہ کی سعی کرنے میں ہم پر کچھ گناہ ہوگا؟ تب اللہ نے یہ آیت اتاری "صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں......"

قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ : فَاَسْمَعُ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْفَرِيْقَيْنِ كِلَيْهِمَا : فِي الَّذِيْنَ كَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ اَنْ يَطُوْفُوْا بِالْجَاهِلِيَّةِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، وَالَّذِيْنَ يَطُوْفُوْنَ ثُمَّ تَحَرَّجُوْا اَنْ يَطُوْفُوْا بِهِمَا فِي الاِسْلَامِ ، مِنْ اَجْلِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَ بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ، وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا حَتّٰى ذَكَرَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا ذَكَرَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ ۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں سنتا ہوں کہ یہ آیت دونوں فرقوں کے باب میں اتری ہے یعنی اس فرقے کے باب میں جو جاہلیت کے زمانے میں صفا و مروہ کا طواف کیا کرتے تھے پھر مسلمان ہونے کے بعد اس کا کرنا' اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر کیا اور صفا و مروہ کا نہیں کیا' برا سمجھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے بیت اللہ کے طواف کے بعد ان کا بھی ذکر فرمایا۔

٨٠٤۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ عَنْ عَاصِمٍ ' قَالَ : قُلْتُ لأنَسِ بْنِ مَالِكٍ ' أَكُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ! لأَنَّهَا كَانَتْ مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ۔ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾۔

حضرت عاصم رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ لوگ صفا اور مروہ کی سعی کو برا سمجھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا' ہاں! کیونکہ یہ عہد جاہلیت کا شعار تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی "صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ پس جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر ان کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں" [البقرہ:۱۵۸]۔

(45) باب استحباب ادامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر

حاجی کو مسلسل بلند آواز سے تلبیہ کہتے رہنا چاہیے یہاں تک کہ قربانی کے دن رمی جمرہ عقبہ سے شروع کرے

٨٠٥۔ حديث أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَالْفَضْلِ ﷺ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ' عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ : رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ عَرَفَاتٍ ' فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِي دُوْنَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ ' فَبَالَ ' ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوْءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءًا خَفِيْفًا ' فَقُلْتُ الصَّلَاةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ: ((الصَّلَاةُ أَمَامَكَ)) فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' حَتَّى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ ' فَصَلَّى ' ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ ۔ قَالَ كُرَيْبٌ : فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى بَلَغَ الْجَمْرَةَ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کریب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں عرفات سے رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ مزدلفہ کے قریب بائیں طرف جو گھاٹی پڑتی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ وہاں پہنچے تو آپ نے اونٹ کو بٹھایا پھر پیشاب کیا اور تشریف لائے تو میں نے آپ پر وضو کا پانی ڈالا' آپ نے ہلکا سا وضو کیا میں نے کہا یا رسول اللہ اور نماز! آپ نے فرمایا کہ نماز تمہارے آگے ہے (یعنی مزدلفہ میں پڑھی جائے گی)۔ پھر آپ سوار ہو گئے جب مزدلفہ میں آئے تو (مغرب اور عشا کی نماز ملا کر) پڑھی پھر مزدلفہ کی صبح (یعنی دسویں تاریخ) کو رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سوار ہوئے۔ کریب نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فضل کے ذریعہ سے خبر دی کہ نبی ﷺ برابر لبیک کہتے رہے تا آنکہ جمرہ عقبہ پر پہنچ گئے (اور وہاں آپ نے کنکریاں ماریں)۔

٨٠٤۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 80 باب ما جاء في السعي بين الصفا والمروة (1648) مسلم (1278)۔

٨٠٥۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 93 باب النزول بين عرفة وجمع (139) مسلم (1280) نسائي (608)۔

لغوی توضیح الشِّعْبَ الْاَيْسَر بائیں گھاٹی۔ أَنَاخَ اونٹ بٹھایا۔ حَتَّى بَلَغَ الْجَمْرَةَ حتی کہ جمرہ (عقبہ) پر پہنچے۔ ایک دوسری روایت میں ہے حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ حتی کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔[1] معلوم ہوا کہ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد تلبیہ ختم کیا جائے گا۔

(46) باب التلبية والتكبير في الذهاب من منى الى عرفات في يوم عرفة

عرفہ کے دن منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے مسلسل لبیک اور تکبیر کہتے رہنا چاہیے

۸۰۶۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ ، قَالَ : سَأَلْتُ أَنَسًا ، وَنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ ، عَنِ التَّلْبِيَةِ ، كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ : كَانَ يُلَبِّي الْمُلَبِّي لَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ ، فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ ۔

محمد بن ابی بکر ثقفی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے تلبیہ کے متعلق دریافت کیا کہ آپ لوگ نبی ﷺ کے عہد میں اسے کس طرح کہتے تھے؟ اس وقت ہم منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ تلبیہ کہنے والے تلبیہ کہتے اور اس پر کوئی اعتراض نہ کرتا اور تکبیر کہنے والے تکبیر اس پر بھی کوئی اعتراض نہ کرتا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ عرفات جاتے ہوئے راستے میں تکبیرات اور تلبیہ کہنا چاہیے۔

(47) باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة ، واستحباب صلاتي المغرب والعشاء جمعا بالمزدلفة في هذه الليلة

عرفات سے مزدلفہ لوٹنے اور اسی رات مزدلفہ میں مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھنے کا بیان

۸۰۷۔ حدیث أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، قَالَ : دَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ الصَّلَاةَ يَارَسُولَ اللَّهِ ! فَقَالَ: ((الصَّلَاةُ أَمَامَكَ)) فَرَكِبَ ، فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ ، نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ، ثُمَّ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میدان عرفات سے واپس ہوئے۔ جب گھاٹی میں پہنچے تو آپ اتر گئے آپ نے (پہلے) پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور خوب اچھی طرح نہیں کیا۔ تب میں نے کہا، یارسول اللہ نماز کا وقت (آ گیا)۔ آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے (یعنی مزدلفہ چل کر پڑھیں گے)۔ جب مزدلفہ میں پہنچے تو آپ نے خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر جماعت کھڑی کی گئی۔ آپ نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر شخص نے اپنے

۸۰۶۔ البخاري في: 13 كتاب العيدين: 12 باب التكبير ايام منى وإذا غدا إلى عرفة (970) مسلم (1285)۔

۸۰۷۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 6 باب إسباغ الوضوء ، مسلم (1280)۔

[1] [بخاری (1686، 1687) مسلم (1281)]

اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ' ثُمَّ اُقِيْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا ۔

اونٹ کو اس کی جگہ بٹھایا پھر عشاء کی جماعت کھڑی کی گئی اور آپ نے نماز پڑھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ عرفہ کے روز (میدانِ عرفات میں ظہر و عصر جمع کی جائے گی اور پھر) نماز مغرب اور عشاء مزدلفہ پہنچ کر جمع کر کے ادا کی جائے گی اور ان نمازوں کے ساتھ کوئی نفل نہیں پڑھے جائیں گے۔

۸۰۸۔ حدیث اُسَامَةَ ﷛' عَنْ عُرْوَةَ ' قَالَ : سُئِلَ اُسَامَةُ وَاَنَا جَالِسٌ ' كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِيْنَ دَفَعَ ؟ قَالَ : كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ ' فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ ۔

عروہ ﷫ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید ﷠ سے کسی نے پوچھا اور میں بھی وہیں موجود تھا' کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرفات سے نبی ﷺ کے واپس ہونے کی چال کیا تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ پاؤں اٹھا کر چلتے تھے ذرا تیز' لیکن جب جگہ پاتے (ہجوم نہ ہوتا) تو (زیادہ) تیز چلتے تھے۔

لغوی توضیح اَلْعَنَقَ درمیانی چال۔ فَجْوَةً کشادگی (یعنی ہجوم نہ ہوتا تو)۔ نَصَّ سواری کو تیز چلاتے۔

۸۰۹۔ حدیث اَبِي اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ ﷛' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ فِي حَجَّةِ الْوِدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ ۔

حضرت ابوایوب انصاری ﷛ نے کہا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں آ کر مغرب اور عشا کو ایک ساتھ ملا کر پڑھا تھا۔

۸۱۰۔ حدیث اِبْنِ عُمَرَ ' قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کو اگر سفر میں جلد چلنا منظور ہوتا تو مغرب اور عشاء ایک ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔

لغوی توضیح اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جب جلدی چلنا مقصود ہوتا۔

(48) باب استحباب زيادة التغليس بصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة والمبالغة فيه بعد تحقق طلوع الفجر

مزدلفہ میں قربانی کے دن فجر کی نماز بہت سویرے لیکن صبح ہو جانے کے بعد پڑھنے کا بیان

۸۱۱۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛'

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ نے بیان کیا کہ دو نمازوں کے سوا میں

۸۰۸۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 92 باب السير إذا دفع من عرفة (1666) مسلم (1286) ابن ماجه (3017)۔
۸۰۹۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 96 باب من جمع بينهما ولم يتطوع (1674) مسلم (1287) ابن ماجه (3020)۔
۸۱۰۔ البخاری فی: 18 کتاب تقصير الصلاة: 13 باب الجمع فی السفر بين المغرب والعشاء (1092) مسلم (1288)۔
۸۱۱۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 99 باب متى يصلى الفجر بجمع (1675) مسلم (1289) ابو داود (1934)۔

قَالَ : مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ ' صَلَّى صَلَاةً بِغَيْرِ مِيْقَاتِهَا ' إِلَّا صَلَاتَيْنِ : جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ' وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا ۔

نے نبی ﷺ کو اور کوئی نماز بغیر وقت نہیں پڑھتے دیکھا۔ آپ نے مغرب اور عشاء ایک ساتھ پڑھیں اور فجر کی نماز بھی اس دن (مزدلفہ میں) معمولی وقت سے پہلے ادا کی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں نماز فجر عام دنوں کی نسبت کچھ جلدی ادا کرنی چاہیے۔

(49) باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء و غيرهن من مزدلفة الى منى في اواخر الليل قبل زحمة الناس واستحباب المكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بمزدلفة

ضعیف مردوں اور عورتوں کو صبح سویرے ہجوم ہونے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ کرنا مستحب ہے اور باقی لوگوں کے لیے مزدلفہ میں نماز فجر کی ادائیگی تک ٹھہرنا مستحب ہے

۸۱۲۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ ' فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ ﷺ سَوْدَةُ أَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ ' وَكَانَتْ امْرَأَةً بَطِيْئَةً ' فَأَذِنَ لَهَا ' فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ ' وَأَقَمْنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا نَحْنُ ' ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ ' فَلَأَنْ أَكُوْنَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوْحٍ بِهِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نے مزدلفہ میں قیام کیا۔ نبی ﷺ نے ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کو لوگوں کے ازدھام سے پہلے روانہ ہونے کی اجازت دے دی تھی۔ وہ بھاری بھرکم بدن کی خاتون تھیں اس لئے آپ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ ازدھام سے پہلے روانہ ہوگئیں۔ لیکن ہم لوگ وہیں ٹھہرے رہے اور صبح کو آپ کے ساتھ گئے اگر میں بھی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی طرح آپ سے اجازت لیتی تو مجھ کو تمام خوشی کی چیزوں میں یہ بہت ہی پسند ہوتا۔

لغوی توضیح حَطْمَةِ النَّاس لوگوں کا ہجوم، ازدہام، مجمع۔ بَطِيْئَةً بھاری جسم والی۔ معلوم ہوا کہ معذور اور کمزور حضرات رات کے آخری حصے میں نماز فجر سے پہلے بھی مزدلفہ سے منیٰ کی جانب روانہ ہوسکتے ہیں۔ آئندہ احادیث بھی اس کا ثبوت ہیں۔

۸۱۳۔ حديث أَسْمَاءَ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى أَسْمَاءَ ' عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ ' فَقَامَتْ تُصَلِّي ' فَصَلَّتْ سَاعَةً ۔ ثُمَّ قَالَتْ : يَا بُنَيَّ ! هَلْ

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے غلام عبداللہ' حضرت اسماء سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رات کی رات میں ہی مزدلفہ پہنچ گئیں اور کھڑی ہوکر نماز پڑھنے لگیں کچھ دیر تک نماز پڑھنے کے بعد پوچھا بیٹے! کیا چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا کہ نہیں اس لئے وہ دوبارہ نما

۸۱۲۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 98 باب من قدّم ضعفة اهله بليل (1680) مسلم (1290) ابن ماجه (3027)۔

۸۱۳۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 98 باب من قدم ضعفة اهله بليل (1679) مسلم (1291)۔

غَابَ الْقَمَرُ ؟ قُلْتُ : لَا ، فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ : هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَتْ : فَارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا ، وَمَضَيْنَا حَتَّى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ، ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِي مَنْزِلِهَا ، فَقُلْتُ لَهَا يَا هَنْتَاهْ ! مَا اَرَانَا اِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا ۔ قَالَتْ : يَا بُنَيَّ ! اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَذِنَ لِلظُّعُنِ ۔

زپڑھنے لگیں کچھ دیر بعد پھر پوچھا کیا چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اب آگے چلو (منیٰ کو) چنانچہ ہم ان کے ساتھ آگے چلے وہ (منیٰ میں) رمی جمرہ کرنے کے بعد پھر واپس آ گئیں اور صبح کی نماز اپنے ڈیرے پر پڑھی میں نے کہا جناب! یہ کیا بات ہوئی کہ ہم نے اندھیرے ہی میں نماز صبح پڑھ لی؟ انہوں نے کہا کہ بیٹے! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اس کی اجازت دی ہے۔

لغوی توضیح يَا هَنْتَاه اے یہ۔ غَلَّسْنَا ہم نے اندھیرے میں ہی (یعنی وقت سے کچھ پہلے ہی فجر پڑھ لی)۔ الظُّعُن جمع ہے ظعينه کی، معنی ہے ہودج میں بیٹھی عورت۔

فھم الحدیث یہ روایت ثبوت ہے کہ عورتیں، بچے اور معذور لوگ وقت سے کچھ پہلے بھی نماز فجر ادا کر سکتے ہیں، اسی طرح طلوع آفتاب سے پہلے کنکریاں بھی مار سکتے ہیں۔

۸۱۴۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : اَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ اَهْلِهِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے گھر کے ان کمزور لوگوں میں تھا جنہیں آپ ﷺ نے مزدلفہ کی رات میں ہی منیٰ بھیج دیا تھا۔

۸۱۵۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ، كَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ اَهْلِهِ ، فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ ، فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مَا بَدَالَهُمْ ، ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ قَبْلَ اَنْ يَقِفَ الْاِمَامُ وَقَبْلَ اَنْ يَدْفَعَ ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ ، فَاِذَا قَدِمُوْا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ ، يَقُوْلُ: اَرْخَصَ فِي اُولٰٓئِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر کے کمزوروں کو پہلے ہی بھیج دیا کرتے تھے اور وہ رات ہی میں مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس آ کر ٹھہرتے اور اپنی طاقت کے مطابق اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ پھر امام کے ٹھہرنے اور لوٹنے سے پہلے ہی (منیٰ) آ جاتے تھے بعض تو منیٰ فجر کی نماز کے وقت پہنچتے اور بعض اس کے بعد جب منیٰ پہنچتے تو کنکریاں مارتے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سب لوگوں کے لئے یہ اجازت دی ہے۔

۸۱۴۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 98 باب من قدم ضعفة اهله بليل (1677) مسلم (1293) ابن ماجه (3026)۔
۸۱۵۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 98 باب من قدم ضعفة اهله بليل (1676) مسلم (1295) ابن خزيمة (2871)۔

(50) باب رمی جمرة العقبة من بطن الوادی وتكون مكة عن يساره ويكبر مع كل حصاة

بطنِ وادی سے جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنا اور مکہ کو اپنے بائیں رکھنا اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہنی چاہیے

٨١٦۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: رَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، فَقُلْتُ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! اِنَّ نَاسًا يَرْمُوْنَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ: وَالَّذِي لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ، هٰذَا مَقَامُ الَّذِي اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ ﷺ۔

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وادی کے نشیب (بطنِ وادی) میں کھڑے ہو کر کنکری ماری تو میں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! کچھ لوگ تو وادی کے بالائی علاقہ سے کنکری مارتے ہیں۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یہی (بطن وادی) ان کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے (رمی کرتے وقت) جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی (یعنی محمد ﷺ)۔

لغوی توضیح بَطْنِ الْوَادِي وادی کا نشیب، مراد وہ جگہ ہے جہاں کھڑے ہو کر بیت اللہ بائیں اور منیٰ دائیں جانب ہو۔ اس مقام پر کھڑے ہو کر کنکریاں مارنا بہتر ہے، لیکن اگر ایسی جگہ میسر نہ ہو تو پھر کہیں بھی کھڑے ہو کر کنکریاں ماری جا سکتی ہیں۔ کنکری چنے کے دانے کے برابر ہونی چاہیے۔ ہر جمرے کو سات کنکریاں مارنی چاہییں اور ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہنی چاہیے۔

٨١٧۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنهما، عَنِ الْاَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: السُّوْرَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيْهَا الْبَقَرَةُ، وَالسُّوْرَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيْهَا آلَ عِمْرَانَ، وَالسُّوْرَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيْهَا النِّسَاءُ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ، اَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، حِيْنَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ، حَتّٰى حَاذَى بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهَا، فَرَمٰى

سلیمان اعمش رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حجاج سے سنا۔ وہ منبر پر سورتوں کا یوں نام لے رہا تھا وہ سورہ جس پر بقرہ (گائے) کا ذکر آیا ہے وہ سورہ جس میں آلِ عمران کا ذکر آیا ہے۔ وہ سورہ جس میں نساء (عورتوں) کا ذکر آیا ہے۔ اعمش نے کہا میں نے اس کا ذکر حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے عبدالرحمان بن یزید نے بیان کیا کہ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی تو وہ ان کے ساتھ تھے اس وقت وہ وادی کے نشیب میں اتر گئے اور جب درخت کے (جو اس وقت وہاں پر تھا) برابر نیچے اور اس کے سامنے ہو کر سات کنکریوں سے رمی کی، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے جاتے تھے۔ پھر فرمایا قسم ہے اس کی کہ جس ذات کے سوا کوئی

٨١٦۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 135 باب رمی الجمار من بطن الوادی (1747) مسلم (1296) ترمذی (901)۔

٨١٧۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 138 باب یکبر مع کل حصاۃ۔

بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ، ثُمَّ قَالَ: مِنْ هٰهُنَا، وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ، قَامَ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ۔

معبود نہیں، یہیں وہ ذات بھی کھڑی ہوئی تھی جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی (یعنی نبی ﷺ)۔

(55) باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير

سر منڈانا بال کتروانے سے افضل ہے البتہ بال کتروانا بھی جائز ہے

۸۱۸۔ حديث ابْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: حَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنا سر منڈوایا تھا۔

۸۱۹۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ، يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ، يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَالْمُقَصِّرِينَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ نے عرض کی اور کتروانے والوں پر بھی یا رسول اللہ؟ آپ نے پھر دعا کی اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ نے پھر عرض کی اور کتروانے والوں پر بھی یا رسول اللہ؟ اب آپ نے فرمایا اور کتروانے والوں پر بھی۔

۸۲۰۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا: وَلِلْمُقَصِّرِينَ۔ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا: وَلِلْمُقَصِّرِينَ! قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ: ((وَلِلْمُقَصِّرِينَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ نے عرض کیا اور کتروانے والوں کے لئے بھی (یہی دعا فرمائیے)۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت کر۔ صحابہ نے پھر عرض کیا اور کتروانے والوں کی بھی! تیسری مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور کتروانے والوں کی بھی مغفرت فرما۔

فهم الحديث ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بال منڈوانا، کتروانے سے افضل ہے کیونکہ ایک تو نبی ﷺ نے خود بھی بال منڈوائے تھے اور دوسرے یہ کہ آپ نے کتروانے والوں کے لیے ابتدا میں دعا نہیں فرمائی بلکہ ان کے لیے صحابہ کے اصرار پر صرف تیسری مرتبہ دعا فرمائی۔

۸۱۸۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 127 باب الحلق والتقصير عند الإحلال (1727) مسلم (1301) طیالسی (1835)۔

۸۱۹۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 127 باب الحلق والتقصير عند الإحلال۔

۸۲۰۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 127 باب الحلق والتقصير عند الإحلال (1728) مسلم (1302) ابن ماجه (3043)۔

(56) باب بيان ان السنة يوم النحر ان يرمى ثم ينحر ثم يحلق ' والابتداء فى الحلق بالجانب الايمن من راس المحلوق

سنت یہ ہے کہ نحر کے دن پہلے رمی جمار کرے پھر قربانی کرے پھر سر منڈائے اور دائیں طرف سے منڈوانا شروع کرے

۸۲۱۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' لَمَّا حَلَقَ رَاْسَهُ ' كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَوَّلَ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعَرِهِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع میں) جب سر کے بال منڈوائے تو سب سے پہلے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے بال لئے تھے۔

فھم الحدیث یوم النحر یعنی ۱۰ ذوالحجہ کے روز بالترتیب یہ چار کام سرانجام دینا مسنون ہے؛ جمرۂ عقبہ کی رمی، قربانی، بال منڈوانا یا کتروانا اور طواف زیارت۔ تاہم اگر کسی وجہ سے یہ ترتیب برقرار نہ بھی رہے تب بھی کوئی حرج نہیں جیسا کہ آئندہ حدیث اس کا واضح ثبوت ہے۔

(57) باب من حلق قبل النحر او نحر قبل الرمى

قربانی سے پہلے سر منڈوانے یا رمی جمار سے پہلے قربانی کر لینے کا بیان

۸۲۲۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْاَلُوْنَهُ ' فَجَائَهُ رَجُلٌ ' فَقَالَ : لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ ' فَقَالَ: ((اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ)) فَجَاءَ آخَرُ ' فَقَالَ : لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ: ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)) فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ : ((افْعَلْ وَلَا حَرَجَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ لوگوں کے مسائل دریافت کرنے کی وجہ سے منیٰ میں ٹھہر گئے تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں نے بے خبری میں ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا۔ آپ نے فرمایا (اب) ذبح کر لے اور کچھ حرج نہیں پھر دوسرا آدمی آیا' اس نے کہا کہ میں نے بے خبری میں رمی کرنے سے پہلے قربانی کر لی۔ آپ نے فرمایا (اب) رمی کر لے (اور پہلے کر دینے سے) کچھ حرج نہیں (ابن عمرو کہتے ہیں اس دن) آپ سے جس چیز کا بھی سوال ہوا' جو کسی نے آگے اور پیچھے کر لی تھی تو آپ نے یہی فرمایا کہ (اب) کر لے اور کچھ حرج نہیں۔

۸۲۳۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيْلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے قربانی کرنے' سر منڈانے' رمی جمار کرنے اور ان میں آگے پیچھے کرنے کے بارے

۸۲۱۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 33 باب الماء الذی یغسل به شعر الإنسان ، مسلم (1305) ترمذی (912)۔

۸۲۲۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 23 باب الفتیا وهو واقف علی الدابة وغیرها (83) مسلم (1306) ابوداود (2014)۔

۸۲۳۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 130 باب إذا رمی بعدما امسی او حلق قبل ان یذبح... (1734) مسلم (1307)۔

وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ، فَقَالَ: ((لَا حَرَجَ))۔

میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔

(58) باب استحباب طواف الافاضة يوم النحر

طواف افاضہ نحر (قربانی) کے دن مستحب ہے

٨٢٤۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه، قُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ: بِمِنًى، قُلْتُ: فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قَالَ: بِالأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ: افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ۔

عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز آٹھویں ذی الحجہ میں کہاں پڑھی تھی؟ اگر آپ کو آنحضرت ﷺ سے یاد ہے تو مجھے بتایئے انہوں نے جواب دیا کہ منیٰ میں۔ میں نے پوچھا کہ بارہویں تاریخ کو عصر کہاں پڑھی تھی؟ فرمایا کہ محصب میں، پھر انہوں نے فرمایا کہ جس طرح تمہارے حکام کرتے ہیں اسی طرح تم بھی کرو۔

لغوی توضیح: طَوَافُ الْإِفَاضَة اسے طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں۔ یہ ١٠ ذوالحجہ کے روز بال منڈوانے کے بعد کیا جاتا ہے۔ یہ حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اس پر علماء کا اجماع نقل فرمایا ہے۔[1]

يَوْمَ التَّرْوِيَة ترویہ کا دن یعنی ٨ ذوالحجہ۔ يَوْمُ النَّفْر کوچ کا دن، یہ دو ہیں ایک ١٢ ذوالحجہ جسے يَوْمُ النَّفْرِ الْأَوَّل کہتے ہیں اور دوسرا ١٣ ذوالحجہ جسے يَوْمُ النَّفْرِ الثَّانِي کہتے ہیں۔ افضل یہ ہے کہ ١٣ ذوالحجہ کو کوچ کیا جائے لیکن اگر کوئی ١٢ ذوالحجہ کو کوچ کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے۔

(59) باب استحباب النزول بالمحصب يوم النفر والصلاة به

کوچ کے دن محصب میں اترنا اور یہاں نماز پڑھنا مستحب ہے

٨٢٥۔ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنَّمَا كَانَ مَنْزِلٌ يَنْزِلُهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَكُونَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ، تَعْنِي بِالأَبْطَحِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ منیٰ سے کوچ کر کے یہاں محصب میں اس لئے اترے تھے تاکہ آسانی کے ساتھ وہاں سے مدینہ کو نکل سکیں۔ آپ کی مراد ابطح میں اترنے سے تھی۔

٨٢٣۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 130 باب إذا رمى بعدما امسى او حلق قبل ان يذبح... (1734) مسلم (1307)۔

٨٢٤۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 83 باب اين يصلى الظهر يوم التروية (1653) مسلم (1309) ابو داود (1912)۔

٨٢٥۔ البخاری فی: 35 کتاب الحج: 147 باب المحصّب، مسلم (1311) ترمذی (923) ابن ماجه (3067)۔

---

[1] [شرح مسلم للنووی (4/451)]

لغوی توضیح: اَلْمُحَصَّبُ مراد ہے وادی ابطح۔ ۱۳ ذوالحجہ کے روز نبی ﷺ نے منیٰ سے مکہ جاتے ہوئے اس مقام پر قیام فرمایا۔ اب کچھ صحابہ کی رائے یہ تھی کہ یہ محض ایک اتفاق تھا، اس لیے یہ سنت نہیں جیسا کہ عائشہ ؓ اور ابن عباس ؓ کا موقف ہے۔ جبکہ ابن عمر ؓ اور چند دیگر صحابہ اسے سنت سمجھتے تھے۔ حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں کہ سنت کی نفی کرنے والوں کا مقصد یہ ہے کہ یہ عمل مناسک حج میں سے نہیں اور سنت کہنے والوں کا مقصد یہ ہے کہ یہ عمل بھی رسول اللہ ﷺ کے عمومی افعال کی اقتداء میں شامل ہے، البتہ یہ لازم نہیں۔[1] اَسْمَح آسان، مناسب۔

۸۲۶۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : لَيْسَ التَّحْصِيْبُ بِشَيْءٍ ' اِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ محصب میں اترنا حج کی کوئی عبادت نہیں' یہ تو صرف رسول اللہ ﷺ کے قیام کی جگہ تھی۔

۸۲۷۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْغَدِ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ بِمِنًى : ((نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ)) يَعْنِي ذٰلِكَ الْمُحَصَّبَ وَذٰلِكَ اَنَّ قُرَيْشًا وَكِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ ' اَوْ بَنِي الْمُطَّلِبِ ' اَنْ لَايُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ حَتّٰى يُسْلِمُوْا اِلَيْهِمُ النَّبِيَّ ﷺ۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ گیارہویں (ذی الحجہ) کی صبح کو جب آنحضرت ﷺ منیٰ میں تھے تو یہ فرمایا کہ کل ہم خیف بنی کنانہ میں قیام کریں گے۔ جہاں قریش نے کفر کی حمایت کی قسم کھائی تھی۔ آپ کی مراد محصب سے تھی' کیونکہ یہیں قریش اور کنانہ نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب یا (راوی نے) بنو المطلب (کہا) کے خلاف حلف اٹھایا تھا کہ جب تک وہ نبی ﷺ کو ان کے حوالہ نہ کر دیں ان کے ہاں بیاہ شادی نہ کریں گے اور نہ ان سے خرید و فروخت کریں گے۔

(60) باب وجوب المبيت بمنى ليالي ايام التشريق والترخيص في تركه لاهل السقاية

ایامِ تشریق میں منیٰ میں رات گزارنا واجب ہے لیکن حاجیوں کو پانی پلانے والوں کے لئے رخصت ہے

۸۲۸۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' قَالَ : اسْتَاْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ

حضرت ابن عمر ؓ نے بیان کیا کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے (حاجیوں کو زمزم کا) پانی پلانے کے لیے منیٰ

۸۲۶۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 147 باب المحصّب (1766) مسلم (1312) ترمذی (922) دارمی (1870)۔

۸۲۷۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 45 باب نزول النبي ﷺ مكة (1590) مسلم (1314) احمد (7244)۔

۸۲۸۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 75 باب سقاية الحاج (1634) مسلم (1315) ابوداود (1959) بغوی (1969)۔

---

[1] [فتح الباري (4/424)]

الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ اَجْلِ سِقَايَتِهِ، فَاَذِنَ لَهُ۔

کے دنوں میں مکہ ٹھہرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

لغوی توضیح اَيَّامُ التَّشْرِيْق مراد ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذوالحجہ کے دن ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا عذر ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ سے باہر گزارنا جائز نہیں۔

(61) باب فی الصدقة بلحوم الهدی وجلودها وجلالها

قربانی کا گوشت، کھال اور جھول سب صدقہ کر دینا چاہیے

۸۲۹۔ حديث عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَهُ اَنْ يَقُوْمَ عَلَى بُدْنِهِ، وَاَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا وَلَا يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کی قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں اور یہ کہ آپ کے قربانی کے جانوروں کی ہر چیز گوشت، چمڑے اور جھول خیرات کر دوں اور قصائی کی مزدوری اس میں سے نہ دوں۔

لغوی توضیح بُدْن اونٹ۔ جِلَال جمع ہے جُلّ کی، مراد ہے کھال۔ جِزَارَة قصائی کی اجرت۔ معلوم ہوا کہ قربانی کے گوشت یا کھال میں سے کچھ بھی قصائی کو بطورِ اجرت نہیں دینا چاہیے بلکہ اسے خیرات کر دینا بہتر ہے۔ یاد رہے کہ قربانی کا گوشت خود کھانا، دوست احباب کو کھلانا اور صدقہ کر دینا سب جائز و درست ہے۔

(63) باب نحر البدن قیاما مقیدة

اونٹ کو کھڑا کر کے باندھ کر نحر کرنے کا بیان

۸۳۰۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما (اَنَّهُ) اَتَى عَلَى رَجُلٍ قَدْ اَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُهَا، قَالَ: اِبْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک شخص کے پاس آئے جو اپنا اونٹ بٹھا کر نحر کر رہا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسے کھڑا کر اور باندھ دے پھر نحر کر، یہی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

لغوی توضیح قِيَامًا کھڑا کر کے۔ مُقَيَّدَةً باندھ کے۔ معلوم ہوا کہ اونٹ کو ذبح نہیں بلکہ نحر کرنا چاہیے اور نحر کا طریقہ یہ ہے کہ اونٹ کا اگلا بایاں گھٹنا باندھ کر اسے تین ٹانگوں پر کھڑا کر دیا جائے اور کوئی تیز دھار چیز مثلاً چھری، چاقو، نیزہ یا برچھی وغیرہ اس کی گردن میں ماری جائے، یوں آہستہ آہستہ خون بہہ جائے گا اور اونٹ ایک طرف گر جائے گا پھر اس کی کھال وغیرہ اتار کر گوشت بنا لینا چاہیے۔

۸۲۹۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 121 باب يُتَصَدَّقُ بجلود الهدی (1707) مسلم (1317) ابن ماجه (3099)۔

۸۳۰۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 118 باب نحر الإبل مقيدة (1713) مسلم (1320) ابوداود (1768)۔

(64) باب استحباب بعث الهدی علی الحرم لمن لا یرید الذهاب بنفسه ' واستحباب تقلیده و فتل القلائد ' وان باعثه لا یصیر محرما ولا یحرم علیه شیء بذلك

(حج پر) خود نہ جاسکتا ہو تو قربانی کا جانور حرم بھیج دینا مستحب ہے نیز ہدی کے گلے میں ہار ڈالنا اور ہار بٹنا بھی مستحب ہے، ہدی بھیجنے والے کے لیے احرام باندھنا ضروری نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی چیز حرام ہوتی ہے

۸۳۱۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ' قَالَتْ : فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ ' بِيَدَيَّ، ثُمَّ قَلَّدَهَا وَاَشْعَرَهَا وَاَهْدَاهَا ' فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ اُحِلَّ لَهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے ہار میں نے اپنے ہاتھ سے خود بٹے تھے پھر آپ نے انہیں ہار پہنایا اشعار کیا ان کو مکہ کی طرف روانہ کیا پھر بھی آپ کے لئے جو چیزیں حلال تھیں وہ (احرام سے پہلے صرف ہدی سے) حرام نہیں ہوئیں۔

لغوی توضیح فَتَلْتُ میں نے بٹے۔ قَلَائِد جمع ہے قلادہ کی، معنی ہے ہار۔ یہ جانور نبی ﷺ نے ۹ ذوالحجہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ کیے تھے۔

۸۳۲۔ حدیث عَائِشَةَ ' اَنَّ زِيَادَ بْنَ اَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ اِلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ' اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ ' قَالَ : مَنْ اَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتَّى يُنْحَرَ هَدْيُهُ ۔ فَقَالَتْ عَائِشَةُ : لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ' اَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيْهِ ' ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِي ' فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْءٌ اَحَلَّهُ اللّٰهُ حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ۔

زیاد بن ابی سفیان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ جس نے ہدی بھیج دی اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو ایک حاجی پر حرام ہوتی ہیں تا آنکہ اس کی ہدی کی قربانی کر دی جائے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابن عباس نے جو کچھ کہا مسئلہ اس طرح نہیں ہے۔ میں نے خود نبی ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے قلادے اپنے ہاتھوں سے بٹے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے ان جانوروں کو قلادہ پہنایا اور میرے والدِ محترم کے ساتھ انہیں بھیج دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ پر قربانی ذبح ہونے تک جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کیا تھا کچھ بھی حرام نہیں ہوا۔

(65) باب جواز رکوب البدنة المهداة لمن احتاج الیها

بوقتِ ضرورت قربانی کے اونٹ پر سواری جائز ہے

۸۳۳۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو

۸۳۱۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 106 باب من اشعر وقلد بذی الحلیفة ثم احرم (1696) مسلم (1321)۔
۸۳۲۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 109 باب من قلّد القلائد بیده ۔
۸۳۳۔ البخاری فی: کتاب الحج: 103 باب رکوب البدن (1689) مسلم (1322) ابو داود (1760) ابن ماجه (3103)۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاَى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً، فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)) فَقَالَ: اِنَّهَا بَدَنَةٌ۔ فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ: اِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ((ارْكَبْهَا وَيْلَكَ)) فِى الثَّالِثَةِ اَوْ فِى الثَّانِيَةِ۔

قربانی کا جانور لے جاتے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ تو آپ نے پھر فرمایا افسوس! سوار بھی ہو جاؤ۔

٨٣٤۔ حديث اَنَسٍ ﷺ، اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ رَاَى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً، فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ: اِنَّهَا بَدَنَةٌ: قَالَ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ: اِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ((ارْكَبْهَا)) ثَلَاثًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا جانور لئے جا رہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جا۔ اس نے پھر عرض کیا یہ تو قربانی کا جانور ہے لیکن آپ نے تیسری مرتبہ پھر فرمایا کہ سوار ہو جا (وَيلكَ آپ نے دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا)۔

(67) باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض

طواف وداع واجب ہے لیکن حائضہ کو معاف ہو جاتا ہے

٨٣٥۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اُمِرَ النَّاسُ اَنْ يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ، اِلَّا اَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگوں کو اس کا حکم تھا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے ساتھ ہو (یعنی طواف وداع کریں) البتہ حائضہ سے یہ معاف ہو گیا تھا۔

فهم الحديث اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ طواف وداع (وہ طواف جو مکہ سے رخصت ہوتے وقت کیا جاتا ہے) واجب ہے، البتہ حائضہ کے لیے اس کی رخصت ہے جبکہ اس نے ۱۰ ذوالحجہ کو طواف زیارت کر لیا ہو۔

٨٣٦۔ حديث عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَىٍّ قَدْ حَاضَتْ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا، اَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ؟)) فَقَالُوْا: بَلَى، قَالَ: ((فَاخْرُجِى))۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ! صفیہ بنت حیی کو (حج میں) حیض آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شاید کہ وہ ہمیں روکیں گی۔ کیا انہوں نے تمہارے ساتھ طواف (زیارت) نہیں کیا؟ عورتوں نے جواب دیا کہ کر لیا ہے۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ پھر نکلو۔

٨٣٧۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مکہ سے روانگی کی رات حضرت

٨٣٤۔ البخارى فى: 25 كتاب الحج: 103 باب ركوب البدن، مسلم (1323) نسائى (2800) احمد (11959)۔
٨٣٥۔ البخارى فى: 25 كتاب الحج: 144 باب طواف الوداع (329) مسلم (1328) حميدى (502) دارمى (1933)۔
٨٣٦۔ البخارى فى: 6 كتاب الحيض: 27 باب المراة تحيض بعد الإفاضة، مسلم (1211) ترمذى (943)۔
٨٣٧۔ البخارى فى: 25 كتاب الحج: 151 باب الإدلاج من المحصّب۔

قَالَتْ : حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ ، فَقَالَتْ : مَا اَرَانِي اِلَّا حَابِسَتَكُمْ ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((عَقْرَى حَلْقَى ! اَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ ؟)) قِيْلَ : نَعَمْ! قَالَ : ((فَانْفِرِي))۔

صفیہ رضی اللہ عنہا حائضہ تھیں۔انہوں نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ان لوگوں کے رکنے کا باعث بن جاؤں گی۔ پھر نبی ﷺ نے کہا عقریٰ حلقیٰ کیا تو نے قربانی کے دن طوافِ زیارت کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں کر لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر چلو۔

(68) باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره والصلاة فيها والدعاء في نواحيها كلها

حاجی کا کعبہ کے اندر جانا، وہاں نماز پڑھنا اور اس کے تمام کونوں میں دُعا مانگنا مستحب ہے

۸۳۸۔ حديث بِلَال ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ ، وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ ، فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ ، وَمَكَثَ فِيْهَا ۔ فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ : مَاصَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ ۔ قَالَ : جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُوْدًا عَنْ يَمِيْنِهِ ، وَثَلَاثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ ، وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ پھر عثمان نے کعبہ کا دروازہ بند کر دیا اور آپ اس میں ٹھہرے رہے جب آپ باہر نکلے تو میں نے بلال سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے اندر کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے ایک ستون کو تو بائیں طرف چھوڑ اور ایک کو دائیں طرف اور تین کو پیچھے اور اس زمانہ میں خانہ کعبہ میں چھ ستون تھے۔ پھر آپ نے نماز پڑھی۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ میں داخل ہو کر نفل نماز پڑھی۔ جبکہ آئندہ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی بلکہ باہر آ کر پڑھی۔ اس تعارض کو اہل علم نے یوں حل کیا ہے کہ کعبہ کے اندر بلال رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس تھے اور نبی ﷺ نے دو ہلکی سی رکعتیں ادا کر لیں جو بلال رضی اللہ عنہ نے دیکھیں، اس لیے ان کی بات کو ترجیح دی جائے گی، نیز جب نفی و اثبات میں تعارض ہو تو اثبات کو ہی ترجیح دی جاتی ہے۔

۸۳۹۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ ، فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ ، وَقَالَ : ((هٰذِهِ الْقِبْلَةُ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب نبی ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تو اس کے چاروں کونوں میں آپ نے دعا کی اور نماز نہیں پڑھی پھر جب باہر تشریف لائے تو دو رکعت نماز کعبہ کے سامنے پڑھی اور فرمایا کہ یہی قبلہ ہے۔

۸۳۸۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 96 باب الصلاة بين السواري في غير جماعة (397) مسلم (1329)۔

۸۳۹۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 30 باب قول الله تعالى "واتخذوا من مقام..." (398) مسلم (1330)۔

٨٤٠۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی اَوْفٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَهُ مَنْ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ۔ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: اَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْكَعْبَةَ؟ قَالَ: لَا۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو آپ نے کعبہ کا طواف کر کے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات پڑھیں۔ آپ کے ساتھ کچھ لوگ تھے جو آپ کے اور لوگوں کے درمیان آڑ بنے ہوئے تھے ان میں سے ایک صاحب نے ابن ابی اوفی سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تھے؟ تو انہوں نے بتایا کہ نہیں۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ نبی ﷺ عمرہ کے وقت کعبہ میں داخل نہیں ہوئے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور اس عمرہ سے مراد عمرۂ قضاء ہے جو آپ ﷺ نے سات ہجری میں کیا جبکہ کعبہ پر مشرکین کا قبضہ تھا۔

(69) باب نقض الكعبة و بنائها

کعبہ کو توڑ کر بنانے کا بیان

٨٤١۔ حدیث عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ لَا حَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهُ عَلٰى اَسَاسِ اِبْرَاهِيْمَ، فَاِنَّ قُرَيْشًا اسْتَقْصَرَتْ بِنَاءَهُ وَجَعَلَتْ لَهُ خَلْفًا))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر سے ابھی تازہ نہ ہوتا تو میں خانہ کعبہ کو توڑ کر اسے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر بناتا کیونکہ قریش نے اس میں کمی کر دی ہے۔ میں اس میں ایک اور دروازہ اس دروازے کے مقابل رکھتا۔

لغوی توضیح حُدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ یعنی تیری قوم (بالعموم عرب اور بالخصوص قریش) ابھی مسلمان ہوئی ہے اور ان کا کفر کا زمانہ قریب ہے۔ اِسْتَقْصَرَتْ بِنَاءَهُ اس کی عمارت کم کر دی ہے (ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ بنیادوں سے کیونکہ قریش کے پاس حلال کمائی کا خرچہ کم ہو گیا تھا)۔ خَلْفًا دروازہ اس کے پیچھے (یعنی مشرقی دیوار میں موجود دروازے کے بالمقابل مغربی دیوار میں ایک دروازہ بناتا)۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے صرف اس وجہ سے کعبہ کو گرا کر دوبارہ تعمیر نہ کیا کہ کفار ابھی ابھی زمانہ جاہلیت سے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور وہ کعبہ کی بہت زیادہ تعظیم کیا کرتے تھے، اگر آپ انہی حالات میں کعبہ گرا دیتے تو ممکن تھا کہ ان کی کافی تعداد مرتد ہو جاتی۔

٨٤٢۔ حدیث عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا: ((اَلَمْ تَرَيْ اَنَّ قَوْمَكِ لَمَّا بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تجھے معلوم ہے جب تیری قوم نے کعبہ کی تعمیر کی تو بنیاد ابراہیم کو چھوڑ دیا تھا۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ بنیادِ ابراہیم پر اس کو کیوں نہیں بنا دیتے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم

٨٤٠۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 53 باب من لم يدخل الكعبة، مسلم (1332)۔

٨٤١۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 42 باب فضل مكة وبنيانها (126) مسلم (1333) ابن ماجه (2955)۔

٨٤٢۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 42 باب فضل مكة وبنيانها۔

تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ ! قَالَ : ((لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ)) ۔

فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ (هُوَ ابْنُ عُمَرَ) : لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا أُرَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحَجَرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ ۔

کا زمانہ کفر سے بالکل نزدیک نہ ہوتا۔تو میں بے شک ایسا کر دیتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے (اور یقیناً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سچی ہیں) تو میں سمجھتا ہوں یہی وجہ تھی جو رسول اللہ ﷺ حطیم سے متصل جو دیواروں کے کونے ہیں ان کو نہیں چومتے تھے۔ کیونکہ خانہ کعبہ ابراہیمی بنیادوں پر پورا نہ ہوا تھا۔

لغوی توضیح الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحَجَرَ وہ دو رُکن (کونے) جو حجر (یعنی حطیم، کعبہ کی غیر تعمیر شدہ جگہ) سے ملتے ہیں۔ انہیں شامی رکن بھی کہا جاتا ہے۔

(70) باب جدر الكعبة وبابها

کعبہ کی دیواروں اور دروازہ کا بیان

٨٤٣۔ حديث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ ؟ قَالَ: ((نَعَمْ!)) قُلْتُ : فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوْهُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَ: ((إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمِ النَّفَقَةُ)) قُلْتُ : فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا ؟ قَالَ: ((فَعَلَ ذٰلِكَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَاؤُوْا وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَاؤُوْا ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ ، وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا حطیم بھی بیت اللہ میں داخل ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر میں نے پوچھا کہ پھر لوگوں نے اسے کعبے میں کیوں نہیں شامل کیا؟ آپ نے جواب دیا کہ تمہاری قوم کے پاس خرچ کی کمی پڑ گئی تھی۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ دروازہ کیوں اونچا بنایا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی تمہاری قوم ہی نے کیا ہے تا کہ جسے چاہیں اندر آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں اگر تمہاری قوم کی جاہلیت کا زمانہ تازہ تازہ نہ ہوتا اور مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ ان کے دل بگڑ جائیں گے تو اس حطیم کو بھی میں کعبہ میں شامل کر دیتا اور کعبہ کا دروازہ زمین کے برابر کر دیتا۔

(71) باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم و نحوهما او للموت

بڑھاپے یا کسی اور عذر کی وجہ سے جو خود حج نہ کر سکتا ہو یا جو وفات پا چکا ہو' کی طرف سے حج کرنے کا بیان

٨٤٤۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ فضل بن عباس (حجۃ

٨٤٣۔ البخاري في: 30 كتاب الحج: 42 باب فضل مكة وبنيانها ۔

٨٤٤۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 1 باب وجوب الحج وفضله (1513) مسلم (1334) ابن ماجه (2909) ۔

: كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ ت امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمَ ' فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ ' فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الآخَرِ ' فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِي شَيْخًا كَبِيْرًا ' لا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ ' اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ـ

الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت آئی فضل اس کو دیکھنے لگے وہ بھی انہیں دیکھ رہی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ فضل کا چہرہ بار بار دوسری طرف موڑ دیتے۔ اس عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ! اللہ کا فریضہ حج میرے والد کے لئے ادا کرنا ضروری ہو گیا ہے لیکن وہ بہت بوڑھے ہیں' اونٹنی پر بیٹھ نہیں سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج (بدل) کر سکتی ہوں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ تھا۔

۸۴۵۔ حدیث الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : جَاءَ تِ امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ' قَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِي شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) ـ

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی اور عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج کا فریضہ جو اس کے بندوں پر ہے اس نے میرے بوڑھے باپ کو بھی پا لیا ہے لیکن ان میں اتنی سکت نہیں کہ وہ سواری پر بیٹھ سکیں تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ جو شخص بڑھاپے یا کسی اور عذر کی وجہ سے خود حج نہ کر سکتا ہو اور اس پر حج بھی فرض ہو تو وہ اپنی طرف سے کسی اور کو حج کرا سکتا ہے۔ اسے حج بدل کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں اگر کسی فوت شدہ پر زندگی میں حج فرض ہو اور وہ نہ کر سکے تو اس کی طرف سے بھی حج کیا جا سکتا ہے۔[1] یہاں یہ یاد رہے کہ کسی بھی دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنا حج کیا ہو۔[2]

(73) باب فرض الحج مرة في العمر

حج کرنا ساری عمر میں ایک بار فرض ہے

۸۴۶۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: ((دَعُوْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ ' اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى اَنْبِيَائِهِمْ ' فَاِذَا نَهَيْتُكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تک میں تم سے یکسو رہوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیا کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہو گئیں۔ پس جب میں تمہیں کسی

۸۴۵۔ البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 23 باب الحج عمن لا يستطيع الثبوت على الراحلة ـ

۸۴۶۔ البخاري في: 96 كتاب الاعتصام: 2 باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ ، مسلم (1337) ابن حبان (3704) ـ

[1] [بخاري (1852) كتاب العمرة] [2] [صحيح: هداية الرواة (2462) ابو داود (1811)]

عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَاسْتَطَعْتُمْ))۔

چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجالاؤ جس حد تک تم میں طاقت ہو۔

فہم الحدیث اس حدیث کا ابتدائی حصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا حج کرو۔ ایک آدمی (حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ کیا ہر سال اے اللہ کے رسول! آپ خاموش رہے حتیٰ کہ اس نے تیسری مرتبہ یہی سوال دہرایا تو آپ نے فرمایا' اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال) واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مذکورہ بالا حدیث میں موجود فرمان ارشاد فرمایا۔

(74) باب سفر المراة مع محرم الى حج وغيره

عورت حج کے لیے یا کوئی اور سفر محرم کے بغیر نہ کرے

٨٤٧۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا کہ عورتیں تین دن کا سفر محرم رشتہ دار کے بغیر نہ کریں۔

لغوی توضیح مَحْرَم وہ مرد رشتہ دار جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے (بھائی، بھتیجا، چچا وغیرہ)۔

فہم الحدیث اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورت حج پر جانا چاہے تو اس کے ساتھ کسی محرم رشتہ دار کا ہونا شرط ہے اور اگر کوئی محرم کے بغیر چلی جائے تو اس کا حج درست نہیں، خواہ وہ عمر کے کسی بھی حصے میں ہو۔

٨٤٨۔ حديث أَبِي سَعِيْدٍ ﷺ، قَالَ: أَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي: ((أَنْ لَا تُسَافِرَ امْرَأَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُوْمَحْرَمٍ ...... وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے چار باتیں نبی ﷺ سے سنی تھیں یہ باتیں مجھے انتہائی پسند ہیں۔ یہ کہ کوئی عورت دو دن کا سفر اس وقت تک نہ کرے جب تک اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم رشتہ دار نہ ہو اور نہ تین مساجد کے سوا کسی کے لئے کجاوے باندھے جائیں مسجد حرام، میری مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔

٨٤٩۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کسی خاتون کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ ایک

٨٤٧۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 4 باب في كم يقصر الصلاة (1086) مسلم (1338) ابو داود (1727)۔

٨٤٨۔ البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 26 باب حج النساء، مسلم (827) ابن ماجه (1410) ترمذي (326)۔

٨٤٩۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 4 باب في كم يقصر الصلاة (1088) مسلم (1339) ابو داود (1723)۔

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ))۔

دن رات کا سفر بغیر کسی محرم کے کرے۔

۸۵۰۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ، وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ))۔ فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَخَرَجَتِ امْرَاَتِي حَاجَّةً قَالَ: ((اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَاَتِكَ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کوئی مرد کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اور کوئی عورت اس وقت تک سفر نہ کرے جب تک اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو۔ اتنے میں ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میں نے فلاں جہاد میں اپنا نام لکھوا دیا ہے اور ادھر میری بیوی حج کے لئے جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو بھی جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔

(76) باب مايقول اذا قفل من سفر الحج وغيره

سفر حج یا کسی اور سفر سے واپس آ کر کیا دعا پڑھے

۸۵۱۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْاَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس ہوتے تو زمین سے ہر بلند چیز پر چڑھتے وقت تین تکبیریں کہا کرتے تھے پھر دعا کرتے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ لوٹتے ہیں ہم توبہ کرتے ہوئے، اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور حمد بیان کرتے ہوئے اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا تمام لشکر کو شکست دی۔''

لغوی توضیح قَفَلَ واپس لوٹتے، پلٹتے۔

(77) باب التعريس بذى الحليفة والصلاة بها اذا صدر من الحج او العمرة

حج اور عمرہ سے واپسی پر ذوالحلیفہ میں اتر کر آرام کرنے اور نماز پڑھنے کا بیان

۸۵۲۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام

۸۵۰۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 14 باب من اكتتب فی جيش... (1862) مسلم (1341) ابن ماجه (2900)۔

۸۵۱۔ البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 52 باب الدعاء إذا اراد سفرا او رجع (1797) مسلم (1344) ترمذی (950)۔

۸۵۲۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 14 باب حدثنا عبد الله بن يوسف (484) مسلم (1257) ابوداود (2044)۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ بِذِی الْحُلَیْفَةِ فَصَلّٰی بِهَا، وَکَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، یَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

ذوالحلیفہ کے پتھریلے میدان میں اپنی سواری روکی اور پھر وہیں آپ نے نماز پڑھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

لغوی توضیح اَلتَّعْرِیْس رات (کچھ کے مطابق رات یا دن) کے آخری حصے میں مسافر کا پڑاؤ ڈالنا۔ اَنَاخَ اونٹنی کو بٹھایا۔ اَلْبَطْحَاء مراد ہے ذوالحلیفہ میں وادیٔ عقیق۔ یادر ہے کہ یہ پڑاؤ سنت نہیں اور نہ ہی مناسکِ حج میں شامل ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ جو اسی مقام پر پڑاؤ کیا کرتے تھے وہ محض نبی ﷺ کے آثار کی اقتدا میں ایسا کرتے تھے۔

۸۵۳۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهٗ رُئِیَ وَهُوَ فِی مُعَرَّسٍ بِذِی الْحُلَیْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِی، قِیْلَ لَهٗ اِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَکَةٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کو معرس کے قریب ذوالحلیفہ کی بطن وادی (وادیٔ عقیق) دکھائی گئی (جس میں) آپ سے کہا گیا تھا کہ آپ اس وقت ''بطحا مبارکہ'' میں ہیں۔

(قَالَ مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ، اَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ): وَقَدْ اَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ یَتَوَخّٰی بِالْمُنَاخِ الَّذِی کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یُنِیْخُ، یَتَحَرّٰی مُعَرَّسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ اَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِی بِبَطْنِ الْوَادِی، بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ الطَّرِیْقِ وَسَطٌ مِنْ ذٰلِكَ۔

موسیٰ بن عقبہ (رجال سند میں سے ایک) نے کہا کہ حضرت سالم رحمہ اللہ نے ہم کو بھی وہاں ٹھہرایا۔ وہ اس مقام کو ڈھونڈ رہے تھے جہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اونٹ بٹھایا کرتے تھے۔ یعنی جہاں آنحضرت ﷺ رات کو اترا کرتے تھے وہ مقام اس مسجد کے نیچے کی طرف ہے جو نالے کے نشیب میں ہے۔ اترنے والوں اور راستے کے بیچوں بیچ ہے۔

لغوی توضیح مُعَرَّس پڑاؤ کا مقام۔ یَتَوَخّٰی ڈھونڈ رہے تھے۔ بَطْنِ الْوَادِی مراد وادیٔ عقیق ہے۔

(78) باب لا یحج البیت مشرك ولا یطوف بالبیت عریان و بیان یوم الحج الاکبر

کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے نیز یومِ حج اکبر کا بیان

۸۵۴۔ حدیث اَبِی بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ، عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ، اَنَّ اَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ رضی اللہ عنہ، بَعَثَهٗ فِی الْحَجَّةِ الَّتِی اَمَّرَهٗ عَلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ یَوْمَ النَّحْرِ، فِی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس حج کے موقع پر جس کا امیر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بنایا تھا انہیں دسویں تاریخ کو ایک مجمع کے سامنے یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج بیت اللہ نہیں کر سکتا (کیونکہ حج کے لیے

۸۵۳۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 16 باب قول النبی ﷺ العقیق واد مبارك (1535) مسلم (1346)۔

۸۵۴۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 67 باب لا یطوف بالبیت عریان...(369) مسلم (1347) ابو داود (1946)۔

رَهْطٍ ، يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ : اَلَا لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ ۔

اسلام اولین شرط ہے) اور نہ کوئی شخص ننگا رہ کر طواف کر سکتا ہے (یہ حکم اس لیے دیا کیونکہ پہلے لوگ ننگے بھی طواف کر لیا کرتے تھے)۔

(79) باب في فضل الحج والعمرة ويوم عرفة

حج، عمرہ اور عرفہ کے دن کی فضیلت کا بیان

۸۵۵۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا ، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

لغوی توضیح كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا دونوں (عمروں) کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے۔ معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک سال میں زیادہ مرتبہ بھی عمرہ کیا جا سکتا ہے۔ اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ مراد ہے ایسا حج جس میں حج کے تمام ارکان و واجبات کو ادا کیا جائے اور ہر ممنوع کام سے اجتناب کیا جائے۔

۸۵٦۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے اس گھر (کعبہ) کا حج کیا اور اس میں نہ رفث (شہوانی گفتگو) اور نہ کوئی گناہ کا کام کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

(80) باب النزول بمكة للحاج وتوريث دورها

حاجیوں کے مکہ میں اترنے اور مکہ کے گھروں کی وراثت کا بیان

۸۵۷۔ حديث اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، اَنَّهُ قَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَيْنَ تَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ ؟ فَقَالَ: ((وَهَلْ تَرَكَ عَقِيْلٌ مِنْ رِبَاعٍ اَوْ دُوْرٍ؟)) وَكَانَ عَقِيْلٌ وَرِثَ اَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ ، وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ رضي الله عنه

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ مکہ میں کیا اپنے گھر (یعنی ابوطالب کے گھر) میں قیام فرمائیں گے؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لئے محلّہ یا مکان چھوڑا ہی کب ہے (سب فروخت کر دیئے)۔ عقیل اور طالب، ابو طالب کے وارث ہوئے تھے۔ حضرت جعفر اور حضرت

۸۵۵۔ البخاري في: 26 كتاب العمرة: 1 باب وجوب العمرة وفضلها (1773) مسلم (1349) ترمذی (933)۔

۸۵٦۔ البخاري في: 27 كتاب المحصر: 9 باب قول الله تعالى "فلا رفث"۔

۸۵۷۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 44 باب توريث دور مكة وبيعها وشرائها (1588) مسلم (1351) ابوداود (2010)۔

شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ ، وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ۔

علی رضی اللہ عنہ کو وراثت میں کچھ نہ ملا کیونکہ یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور عقیل (ابتدا میں) اور طالب کافر تھے۔

لغوی توضیح رِبَاع جمع ہے ربع کی، معنی ہے محلہ۔ دُوْر جمع ہے دار کی معنی ہے گھر۔ آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ عقیل نے تو ہمارے سب گھر فروخت کر دیئے ہیں (کیونکہ ہم ہجرت کر گئے تھے اور پیچھے سے لوگوں نے مہاجرین کے گھروں پر قبضہ کر لیا اور انہیں بیچ ڈالا)۔ نیز حدیث کے آخر میں جو علی و جعفر رضی اللہ عنہما کو وراثت نہ ملنے کا سبب بیان ہوا ہے وہ کسی راوی کا اضافہ ہے کیونکہ ابو طالب کی وفات کے وقت یہ حکم ہی نہیں آیا تھا کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔

(81) باب جواز الاقامة بمكة للمهاجر منها بعد فراغ الحج والعمرة ثلاثة ايام بلا زيادة

حج سے فارغ ہو کر مہاجر کو مکہ میں صرف تین دن قیام کی اجازت ہے

۸۵۸۔ حديث الْعَلاَءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : ((ثَلاَثٌ لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ))۔

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہاجر کو (حج میں) طوافِ وداع کے بعد تین دن ٹھہرنے کی اجازت ہے۔

لغوی توضیح ثَلاثٌ لِلْمُهَاجِرِ مہاجر کے لیے (جس نے فتح مکہ سے پہلے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کی) تین دن (مزید مکہ میں) گزارنے کی اجازت ہے۔ بَعْدَ الصَّدَرِ مناسک حج سے فراغت کے بعد۔ یہ حکم اس لیے دیا کہ مہاجرین کے لیے مکہ کو وطن بنانا حرام تھا، وہ اس میں صرف مسافر کی حیثیت سے آ سکتے تھے۔ لہٰذا اگر وہ تین دن اس میں رہیں گے تو ان کی حیثیت مسافر کی ہو گی اور اگر اس سے زیادہ رہیں گے تو وہ مقیم بن جائیں گے جو ان کے لیے جائز نہیں۔

(82) باب تحريم مكة و صيدها وخلاها وشجرها ولقطتها الا لمنشد على الدوام

مکہ کی حرمت کا بیان، مکہ میں شکار کرنا، درخت اور گھاس کاٹنا حرام ہے حتی کہ گری پڑی چیز اٹھانا بھی صرف اس لئے جائز ہے کہ اس کے مالک کو اس کا پتا دے

۸۵۹۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ، يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ : ((لَاهِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا ، فَإِنَّ هَذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ ، وَهُوَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا اب ہجرت فرض نہیں رہی لیکن (اچھی) نیت اور جہاد اب بھی باقی ہے اس لئے جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو تیار ہو جانا اس شہر (مکہ) کو اللہ تعالیٰ نے اسی دن حرمت عطا کی تھی جس دن اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اس لئے یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حرمت کی وجہ

۸۵۸۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 47 باب إقامة المهاجر بمكة...(3933) مسلم (1352) ترمذی (949)۔

۸۵۹۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصيد: 10 باب لا يحل القتال بمكة (1349) مسلم (1353) ابو داود (2018)۔

حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَاِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لاَحَدٍ قَبْلِي، وَلَمْ يَحِلَّ لِي اِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا، وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا)) ـ قَالَ الْعَبَّاسُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِلَّا الاِذْخِرَ فَاِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ ـ قَالَ، قَالَ: ((اِلَّا الاِذْخِرَ)) ـ

سے محترم ہے یہاں کسی کے لئے بھی مجھ سے پہلے لڑائی جائز نہیں تھی اور مجھے بھی صرف ایک دن گھڑی بھر کے لئے (فتح مکہ کے دن اجازت ملی تھی)۔ اب ہمیشہ یہ شہر اللہ کی قائم کی ہوئی حرمت کی وجہ سے قیامت تک کے لئے حرمت والا ہے۔ پس نہ اس کا کانٹا کاٹا جائے نہ اس کے شکار ہانکے جائیں اور اس شخص کے سوا جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو کوئی یہاں کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے اور نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! اذخر (ایک گھاس) کی اجازت تو دیجئے کیونکہ یہ یہاں کے کاریگروں اور گھروں کے لئے ضروری ہے تو آپ نے فرمایا کہ اذخر کی اجازت ہے۔

لغوی توضیح لَا هِجْرَةَ اب ہجرت نہیں (فتح مکہ کے بعد، کیونکہ اب وہ دارالاسلام ہے اور دارالاسلام سے ہجرت نہیں کی جاتی)۔ اِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ جب تمہیں جہاد کے لیے بلایا جائے (یعنی اسلامی حکمران کی طرف سے جہاد پر جانے کا حکم ہو جائے)۔ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ (شہر مکہ) اللہ کی مقرر کی ہوئی حرمت کی وجہ سے محترم ہے (یعنی اس میں قتل وخون ریزی، جانور کا شکار کرنا یا کانٹے یا درخت وغیرہ کاٹنا حرام ہے، مدینہ کی حرمت کا بھی یہی مفہوم ہے)۔ لَا يُعْضَدُ نہ کاٹا جائے۔ شَوْكُهُ اس کا کانٹا۔ لَا يُنَفَّرُ نہ بھگایا جائے۔ صَيْدُهُ اس کا شکار۔ لَا يَلْتَقِطُ نہ اٹھائے۔ لُقَطَتَهُ اس کی گری پڑی چیز۔ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا مگر جو اس کی تشہیر کرے (یعنی مکہ میں گری پڑی چیز عام مقامات میں گری چیز کی مانند نہیں کیونکہ عام مقامات میں یہ حکم ہے کہ اٹھانے والا ایک سال تک تشہیر کرے، اگر مالک نہ آئے تو خود استعمال کر لے لیکن مکہ میں جو بھی گری پڑی چیز اٹھائے گا اسے ہمیشہ اس کی تشہیر کرنا ہوگی)۔

۸۶۰۔ حدیث اَبِي شُرَيْحٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ، وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلَى مَكَّةَ: اِئْذَنْ لِي اَيُّهَا الاَمِيْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهِ، حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید (والیٔ مدینہ) سے جب وہ مکہ میں (حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لئے) فوجیں بھیج رہے تھے کہا کہ اے امیر! مجھے آپ اجازت دیں تو میں وہ حدیث آپ سے بیان کردوں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی۔ اس (حدیث) کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے اور جب رسول اللہ ﷺ یہ حدیث فرما رہے تھے تو میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں، آپ نے (پہلے) اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے

۸۶۰۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 37 باب ليبلغ العلم الشاهد الغائب (104) مسلم (1354) ترمذی (809)۔

بِـالـلّٰـهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ اَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا ' وَلَا يَـعْـضِدَ بِهَا شَجَرَةً ' فَإِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا ' فَقُوْلُوْا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِرَسُوْلِهِ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ ' وَإِنَّمَا اَذِنَ لِي فِيْهَـا سَـاعَةً مِنْ نَهَارٍ ' ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ ' وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) فَقِيْلَ لِاَبِي شُرَيْحٍ : مَا قَـالَ عَـمْـرٌو ؟ قَـالَ : اَنَا اَعْلَمُ مِنْكَ يَا اَبَا شُرَيْحٍ ' لَا يُعِيْذُ عَـاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ ۔

آدمیوں نے حرام نہیں کیا۔تو (سن لو) کہ کسی شخص کے لئے جواللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ مکہ میں خونریزی کرے یا اس کا کوئی پیڑ کاٹے۔ پھر اگر کوئی اللہ کے رسول (کے لڑنے) کی وجہ سے اس کا جواز نکالے تو اس سے کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول کے لئے اجازت دی تھی تمہارے لئے نہیں دی اور مجھے بھی دن کے کچھ لمحوں کے لئے اجازت ملی تھی آج اس کی حرمت لوٹ آئی جیسی کل تھی۔اور حاضر غائب کو (یہ بات) پہنچا دے۔(یہ حدیث سننے کے بعد راوی حدیث) حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ (آپ کی یہ بات سن کر) عمرو نے کیا جواب دیا؟ فرمایا (عمرو نے کہا) اے ابو شریح! حدیث کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں مگر حرم (مکہ) کسی خطا کار کو یا خون کر کے اور فتنہ پھیلا کر بھاگ آنے والے کو پناہ نہیں دیتا۔

لغوی توضیح: لَا يُعِيْذُ حرم پناہ نہیں دیتا۔ فَارًّا بِدَمٍ خون کر کے بھاگنے والا۔ فَارًّا بِخَرْبَةٍ فساد کر کے بھاگنے والا۔

٨٦١۔ **حديث** اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : لَـمَّـا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ مَكَّةَ ' قَامَ فِي الـنَّـاسِ فَـحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنَى عَلَيْهِ ' ثُمَّ قَـالَ: ((إِنَّ الـلّٰـهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ ' وَسَـلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَإِنَّهَا لَا تَـحِـلُّ لِاَحَدٍ كَانَ قَبْلِي ' وَإِنَّهَا اُحِلَّتْ لِي سَـاعَةً مِـنْ نَهَـارٍ ' وَإِنَّهَـا لَا تَـحِلُّ لِاَحَدٍ بَـعْـدِي ' فَلَا يُـنَـفَّـرُ صَيْدُهَا ' وَلَا يُخْتَلَى شَـوْكُهَـا ' وَلَا تَـحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ ' وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ : إِمَّا اَنْ يُفْدَى وَإِمَّا اَنْ يُقِيْدَ)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ : إِلَّا الْإِذْخِـرَ ' فَـإِنَّـا نَـجْـعَـلُهُ لِقُبُوْرِنَا وَبُيُوْتِنَا '

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مکہ فتح کرا دیا تو آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ابرہہ کے) ہاتھیوں کے لشکر کو مکہ سے روک دیا تھا لیکن اپنے رسول اور مسلمانوں کو اسے فتح کرا دیا۔ دیکھو! یہ مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا تھا (یعنی وہاں لڑنا) اور میرے لیے صرف دن کے تھوڑے سے حصے میں درست ہوا۔ اب میرے بعد کسی کے لیے درست نہیں ہوگا۔ پس اس کے شکار نہ چھیڑے جائیں۔ اور نہ اس کے کانٹے کاٹے جائیں۔ یہاں کی گری ہوئی چیز صرف اسی کے لیے حلال ہوگی جو اس کا اعلان کرے۔ جس کا کوئی آدمی قتل کیا گیا ہو اسے دو باتوں کا اختیار ہے یا (قاتل سے) فدیہ (مال) لے لے یا جان کے بدلے جان لے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ! اذخر کاٹنے کی اجازت ہو کیونکہ ہم اسے اپنی قبروں اور

٨٦١۔ البخاري في: 45 كتاب اللقطة: 7 باب كيف تعرّف لقطة اهل مكة (112) مسلم (1355) ابن ماجه (2624) ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِلَّا الْاِذْخِرَ)) فَقَامَ اَبُوْ شَاهٍ، رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: اكْتُبُوْا لِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اكْتُبُوْا لِاَبِي شَاهٍ))۔

گھروں میں استعمال کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اچھا اذخر کاٹنے کی اجازت ہے۔ پھر ابوشاہ یمن کے ایک صحابی نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! میرے لیے یہ خطبہ لکھوا دیجئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ ابوشاہ کے لیے یہ خطبہ لکھ دو۔

لغوی توضیح: لِمُنْشِدٍ اعلان کرنے والے کے لیے۔ اُكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ ابوشاہ کو لکھ کر دو (معلوم ہوا کہ بعض مقامات پر نبی ﷺ نے خود بھی حدیث لکھوائی تھی)۔

(84) باب جواز دخول مكة بغير احرام

مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز ہے

٨٦٢۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ، فَقَالَ: اِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: ((اقْتُلُوْهُ))۔

حضرت انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن رسول ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ جس وقت آپ نے اتارا، تو ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹک رہا ہے آپ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔

لغوی توضیح: مِغْفَر خود۔ ابْنَ خَطَلٍ مسلمان ہوا پھر مرتد ہو گیا اور ایک مسلمان کو قتل بھی کر ڈالا۔ نبی ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا، ایک تو قصاص میں اور دوسرے مرتد ہونے کی وجہ سے۔ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ کعبہ کے پردوں کے ساتھ۔

(85) باب فضل المدينة ودعا النبي ﷺ فيها بالبركة و بيان تحريمها و تحريم صيدها وشجرها وبيان حدود حرمها

مدینہ کی فضیلت اور نبی ﷺ کا اس شہر کے حق میں دعائے برکت فرمانا نیز اس کے شکار کرنے اور درخت کاٹنے کو حرام قرار دینا اور اس کے حرم کی حدود کا بیان

٨٦٣۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَرَّمَ اِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا، فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا، مِثْلَ مَا دَعَا اِبْرَاهِيْمُ لِمَكَّةَ))۔

حضرت عبداللہ بن زید ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ میں بھی مدینہ کو اسی طرح حرام قرار دیتا ہوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا تھا اور اس کے لئے اس کے مد اور صاع (غلہ ناپنے کے دو پیمانے) کی برکت کے لئے اسی طرح دعا کرتا ہوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی۔

٨٦٢۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصید: 18 باب دخول الحرم ومکة بغیر إحرام (1846) مسلم (1357)۔

٨٦٣۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 53 باب برکة صاع النبی ﷺ ومدهم (2129) مسلم (1360) احمد (16446)۔

لغوی توضیح: حَرِّمُتُ الْمَدِیْنَةَ میں مدینہ کو حرام قرار دیتا ہوں (یعنی اس میں قتل وخونریزی، شکار یا درخت وغیرہ کاٹنا حرام ہے)۔ اس حدیث سے جہاں مدینہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کی طرح مدینہ بھی حرم ہے۔ نیز یہ بھی پتہ چلا کہ نبی ﷺ نے مدینہ کے اناج اور پھلوں میں برکت کی بھی دعا فرمائی تھی۔

٨٦٤۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِی طَلْحَةَ ((اِلْتَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي)) فَخَرَجَ بِی اَبُوْ طَلْحَةَ يُرْدِفُنِی وَرَاءَهُ، فَكُنْتُ اَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا نَزَلَ، فَكُنْتُ اَسْمَعُهُ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)) فَلَمْ اَزَلْ اَخْدُمُهُ حَتّٰى اَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ، وَاَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، قَدْ حَازَهَا، فَكُنْتُ اَرَاهُ يُحَوِّي وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ اَوْ بِكِسَاءٍ، ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ، حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ، ثُمَّ اَرْسَلَنِي، فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَاَكَلُوْا، وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَائَهُ بِهَا۔ ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا بَدَا لَهُ اُحُدٌ، قَالَ: ((هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ اِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنے یہاں کے بچوں میں کوئی بچہ تلاش کر لاؤ جو میرے کام کر دیا کرے۔ چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر لائے۔ آنحضرت ﷺ جب بھی کہیں پڑاؤ کرتے میں آپ کی خدمت کرتا میں سنا کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ بکثرت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم سے، رنج سے، عجز سے، سستی سے، بخل سے، بزدلی سے، قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ سے'' (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں اس وقت سے برابر آپ کی خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ ہم خیبر سے واپس ہوئے اور حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں پسند فرمایا تھا میں دیکھتا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے اپنی سواری پر پیچھے کپڑے سے پردہ کیا اور پھر انہیں وہاں بٹھایا۔ آخر جب ہم مقام صہبا میں پہنچے تو آپ نے دسترخوان پر حیس بنایا۔ پھر مجھے بھیجا اور میں لوگوں کو بلا لایا۔ پھر سب لوگوں نے اسے کھایا۔ یہی آنحضرت ﷺ کی طرف سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی دعوت ولیمہ تھی۔ پھر آپ روانہ ہوئے اور جب احد دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد جب مدینہ نظر آیا تو فرمایا اے اللہ میں اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیانی علاقے کو اسی طرح حرمت والا علاقہ بناتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا شہر بنایا تھا۔ اے اللہ اس کے رہنے والوں کو برکت عطا فرما۔ ان کے مد میں اور ان کے صاع میں برکت فرما۔

٨٦٤۔ البخاری فی: 70 کتاب الاطعمة: 28 باب الحيس (2889) مسلم (1365) ترمذی (3922) نسائی (5518)۔

لغوی توضیح اَلْهَمّ فکر۔ اَلْحُزْن غم۔ اَلْعَجْز عاجزی۔ اَلْکَسَل سستی۔ اَلْجُبْن بزدلی۔ ضَلَعِ الدَّیْن قرض کا بوجھ۔ غَلَبَةِ الرِّجَال لوگوں کا غلبہ، تسلط، قہر۔ حَازَهَا انہیں پسند فرمایا تھا۔ یُحَوِّیْ وَرَاءَهٗ بِعَبَاءَةٍ اَوْ کِسَاءٍ آپ ﷺ صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے اپنے پیچھے (اونٹ پر) کمبل کا ایک گدا بناتے (تحویة اسے کہتے ہیں کہ اونٹ کے کوہان کے گرداگرد ایک کمبل کا دائرہ بنائیں اس غرض سے کہ کوہان نہ چھپے، پیٹھ برابر جگہ ہو جائے)۔ حَیْسًا کھجور، پنیر اور گھی وغیرہ کا حلوہ۔ نَطَع دستر خوان۔

۸۶۵۔ **حدیث** اَنَسٍ ' عَنْ عَاصِمٍ ' قَالَ : قُلْتُ لاَنَسٍ اَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ؟ قَالَ : نَعَمْ ! مَابَيْنَ كَذَا اِلَى كَذَا ' لاَيُقْطَعُ شَجَرُهَا ' مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۔ قَالَ عَاصِمٌ : فَاَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ اَنَسٍ اَنَّهُ قَالَ ' اَوْ آوَى مُحْدِثًا ۔

عاصم رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کو حرمت والا شہر قرار دیا ہے؟ فرمایا کہ ہاں فلاں جگہ (عیر) سے فلاں جگہ (ثور) تک۔ اس علاقہ کا درخت نہیں کاٹا جائے گا۔ جس نے اس حدود میں کوئی نئی بات پیدا کی اس پر اللہ کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے عاصم نے کہا کہ پھر مجھے موسیٰ بن انس نے خبر دی کہ حضرت انس نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ یا کسی نے دین میں بدعت پیدا کرنے والے کو پناہ دی۔

لغوی توضیح مَا بَيْنَ كَذَا اِلَى كَذَا فلاں جگہ (یعنی عیر) سے فلاں جگہ (یعنی ثور) تک۔ یہ حرم مدینہ کی حدود کا بیان ہے۔ عیر مدینہ کے جنوب میں واقع ایک پہاڑ کا نام ہے اس پہاڑ کے جنوب میں قباء ہے۔ ثور مدینہ کے شمال میں جبل اُحد کے پیچھے ایک گول سا پہاڑ ہے۔ معلوم ہوا کہ شمالاً جنوباً حرم مدینہ کی حد مذکورہ دونوں پہاڑ ہیں اور شرقاً غرباً (آئندہ روایت ۸۶۹ کے مطابق) دو حرے ہیں (ایک حرۂ وبرہ اور دوسرا حرۂ واقم)۔ حرہ پتھریلی زمین کو کہتے ہیں۔ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اس میں کوئی بدعت ایجاد کی۔ آوَى مُحْدِثًا کسی بدعتی کو پناہ دی۔

۸۶۶۔ **حدیث** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ ' وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ)) يَعْنِيْ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ان کے پیمانوں میں برکت دے، اے اللہ! انہیں ان کے صاع اور مد میں برکت دے۔ آپ کی مراد اہل مدینہ تھے۔

لغوی توضیح مِكْيَال ناپنے کے آلے، پیمانے۔ نیز صاع تقریباً اڑھائی کلو کا اور مُد اس کا چوتھائی حصہ ہوتا ہے۔

۸۶۷۔ **حدیث** اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : ﴿ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ ﴾ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! مکہ میں جتنی برکت عطا فرمائی ہے مدینہ میں اس سے دوگنی برکت کر۔

۸٦٥۔ البخاری فی: 96 كتاب الاعتصام: 6 باب إثم من آوى محدثا (1867) مسلم (1366) احمد (13499)۔
۸٦٦۔ البخاری فی: 34 كتاب البيوع: 53 باب بركة صاع النبي ومدهم (2130) مسلم (1368) ابن حبان (3745)۔
۸٦٧۔ البخاری فی: 29 كتاب فضائل المدينة: 10 باب المدينة تنفي الخبث (1885) مسلم (1369) احمد (12455)۔

لغوی توضیح ضِعْف دوگنا۔

٨٦٨۔ حديث عَلِيٍّ خَطَبَ عَلَى مِنْبَرٍ مِنْ آجُرٍّ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيهِ صَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ، وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ۔ فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيهَا: أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا: ((الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ عَيْرٍ إِلَى كَذَا، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) وَإِذَا فِيهِ: ((ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) وَإِذَا فِيهَا: ((مَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا))۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اینٹ سے بنے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا آپ تلوار لئے ہوئے تھے جس میں ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا آپ نے فرمایا واللہ! ہمارے پاس کتاب اللہ کے سوا اور کتاب نہیں جسے پڑھا جائے اور سوائے اس صحیفہ کے۔ پھر انہوں نے اسے کھولا تو اس میں دیت میں دیئے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان تھا (کہ دیت میں اتنی اتنی عمر کے اونٹ دیئے جائیں) اور اس میں یہ بھی تھا کہ مدینہ طیبہ کی زمین عیر پہاڑی سے ثور پہاڑی تک حرم ہے۔ پس اس میں جو کوئی نئی بات (بدعت) نکالے گا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔ اللہ اس کی کسی فرض یا نفل عبادت کو قبول نہیں کرے گا۔ اور اس میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی ذمہ داری (عہد یا امان) ایک ہے اس کا ذمہ داران میں سب سے ادنیٰ مسلمان بھی ہو سکتا ہے۔ پس جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔ اللہ اس کی نہ فرض عبادت قبول کرے گا اور نہ نفل۔ اور اس میں یہ بھی تھا کہ جس نے کسی سے اپنے والیوں کی اجازت کے بغیر ولاء کا رشتہ قائم کیا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ نہ اس کی فرض نماز قبول کرے گا نہ نفل۔

لغوی توضیح وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ اور جو اس صحیفہ میں ہے (جس کی تفصیل آگے حدیث میں ہے)۔ اس میں شیعہ کے اس عقیدے کا رد ہے کہ اہل بیت بالخصوص علی رضی اللہ عنہ کے پاس وحی کی کچھ خاص اشیاء بھی تھیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انہی کو دی تھیں، کسی اور کو ان سے مطلع نہیں کیا تھا۔ اَسْنَانُ الْإِبِلِ اونٹوں کی عمریں، یعنی دیت میں دیئے جانے والے اونٹوں کی تفصیل۔ صَرْفًا فرضی، عَدْلًا نفلی (یا اس کے برعکس)۔ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ مسلمانوں کی امان، پناہ۔ أَدْنَاهُمْ ان میں مرتبے کے لحاظ سے ادنیٰ (یعنی مسلمانوں کی پناہ محترم ہے خواہ کوئی ادنیٰ مسلمان ہی کسی کو پناہ دے اس کا احترام کیا جائے گا)۔ أَخْفَرَ توڑا۔ مَنْ وَالَى قَوْمًا جس (غلام) نے کسی قوم سے (مالکوں کی اجازت کے بغیر) ولاء کا رشتہ قائم کیا (ولاء اس تعلق کا نام ہے جو غلام کا اپنے آقا کے ساتھ ہوتا ہے)۔ معلوم ہوا کہ غلام کا مالکوں کو چھوڑ کر کسی اور سے نسبت جوڑ لینا حرام ہے (کیونکہ اس میں نعمت کی ناشکری، نافرمانی اور قطع رحمی ہے)۔

٨٦٨۔ البخاري في: 96 كتاب الاعتصام: 5 باب ما يكره من التعمق والتنازع ...(1870) مسلم (1370)۔

٨٦٩۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِيْنَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَابَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر میں مدینہ میں ہرن چرتے ہوئے دیکھوں تو انہیں کبھی نہ چھیڑوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مدینہ کی زمین' دونوں پتھریلے میدانوں کے بیچ میں' حرم ہے۔

لغوی توضیح الظِّبَاء جمع ہے ظَبْی کی، معنی ہے ہرن۔ تَرْتَعُ چر رہا ہو۔ مَا ذَعَرْتُهَا میں اسے (چیخ وپکار وغیرہ کے ذریعے) نہیں ڈراؤں گا نہیں چھیڑوں گا۔

(86) باب الترغيب في سكنى المدينة والصبر على لأوائها

مدینہ کی رہائش اختیار کرنے کی ترغیب اور وہاں کی شدت ومحنت پر صبر کرنے کا ثواب

٨٧٠۔ حدیث عَائِشَةَ ' قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ' وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ' اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا وَصَاعِنَا))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! ہمارے دل میں مدینہ کی ایسی ہی محبت پیدا کردے جیسی تو نے مکہ کی محبت ہمارے دل میں پیدا کی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کے بخار کو جحفہ میں منتقل کر دے۔ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرما۔

لغوی توضیح حُمَّاهَا اس کا بخار (جو مدینہ کی وباء تھی کہ سخت اور طویل بخار ہو جاتا)۔ نبی ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی اور مدینہ سے یہ وباء ختم ہوگئی۔

(87) باب صيانة المدينة من دخول الطاعون والدجال اليها

مدینہ طیبہ کا طاعون اور دجال سے محفوظ رہنا

٨٧١۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ کے راستوں پر فرشتے ہیں اس میں طاعون آ سکتا ہے نہ دجال۔

لغوی توضیح أَنْقَاب الْمَدِيْنَة مدینہ کے راستے (یعنی دروازے)، داخل ہونے کے مقامات۔

(88) باب المدينة تنفي شرارها

مدینہ اشرار کو اپنے سے دور کر دیتا ہے

٨٧٢۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا، مجھے ایک ایسے شہر میں ہجرت کا حکم ہوا ہے جو دوسرے شہروں کو کھا لے گا (یعنی

٨٦٩۔ البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 4 باب لابتي المدينة (1873) مسلم (1372) ترمذی (3921)۔
٨٧٠۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 43 باب الدعاء برفع الوباء والوجع (1889) مسلم (1376) ابن حبان (3724)۔
٨٧١۔ البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 9 باب لا يدخل الدجال المدينة (1880) مسلم (1379)۔
٨٧٢۔ البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 2 باب فضل المدينة وانها تنفي الناس (1871) مسلم (1382)۔

الْقُرَى 'يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ))۔

ان کا سردار بنے گا) منافقین اسے یثرب کہتے ہیں لیکن اس کا نام مدینہ ہے۔ وہ (برے) لوگوں کو اس طرح باہر کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو نکال دیتی ہے۔

لغوی توضیح أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ مجھے ایک بستی (کی طرف ہجرت) کا حکم ہوا ہے۔ تَأْكُلُ الْقُرَى جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی (یعنی غالب آجائے گی)۔ اَلْكِيْر بھٹی۔ خَبَثَ الْحَدِيْد لوہے کی میل کچیل۔ مراد یہ ہے کہ مدینہ اپنے اندر اسے نہیں رہنے دیتا جس کے دل میں خرابی ہو۔

۸۷۳۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ 'اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ ' فَاَصَابَ الْاَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ ' فَاَتَى الْاَعْرَابُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَقِلْنِي بَيْعَتِي ' فَاَبَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَائَهُ ' فَقَالَ: اَقِلْنِي بَيْعَتِي فَاَبَى ' ثُمَّ جَائَهُ فَقَالَ: اَقِلْنِي بَيْعَتِي فَاَبَى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت کی پھر اسے مدینہ میں بخار آ گیا تو آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے انکار کیا پھر وہ دوبارہ آیا اور کہا کہ میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس مرتبہ بھی انکار کیا۔ پھر وہ آیا اور بیعت فسخ کرنے کا مطالبہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس مرتبہ پھر انکار کیا اس کے بعد وہ خود ہی (مدینہ سے) چلا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کچیل کو دور کر دیتا ہے اور خالص مال رکھ لیتا ہے۔

لغوی توضیح اَقِلْنِي بَيْعَتِي میری بیعت توڑ دیجئے، ختم کر دیجئے۔ يَنْصَعُ خالص، صاف کر دیتا ہے۔

۸۷۴۔ حدیث زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: ((اِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ))۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ مدینہ "طیبہ" ہے یہ خباثت کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

(89) باب من اراد اهل المدينة بسوء اذابه الله

اہل مدینہ سے جو برائی کا ارادہ کرے اللہ اسے پگھلا دے گا

۸۷۵۔ حدیث سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ '

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے

۸۷۳۔ البخاری فی: 93 کتاب الاحکام: 47 باب من بایع ثم استقال البیعۃ (1883) مسلم (1383) ترمذی (3920)۔

۸۷۴۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 4 سورۃ النساء: 15 باب فما لکم فی المنافقین فئتین (1884) مسلم (1384)۔

۸۷۵۔ البخاری فی: 29 کتاب فضائل المدینۃ: 7 باب إثم من کاد اهل المدینۃ (1877) مسلم (1387) بغوی (2014)۔

قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَكِيْدُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا اِنْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ)) ۔

سنا تھا کہ اہل مدینہ کے ساتھ جو شخص بھی فریب کرے گا وہ اس طرح گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جایا کرتا ہے۔

لغوی توضیح انْمَاع پگھل جاتا ہے، گھل جاتا ہے۔ یعنی اللہ اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

(90) باب الترغيب في المدينة عند فتح الامصار

لوگوں کو مدینہ میں سکونت کی ترغیب دینا جب مختلف شہر فتح ہو جائیں

٨٧٦۔ حديث سُفْيَانَ بْنِ اَبِي زُهَيْرٍ، اَنَّهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَاْتِي قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْكَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَاْتِي قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَاْتِي قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌلَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ)) ۔

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ یمن فتح ہو گا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور ان کو جو ان کی بات مان جائیں گے سوار کر کے مدینہ سے (واپس یمن کو) لے جائیں گے۔ کاش! انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا اور شام فتح ہو گا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور تمام لوگوں کو جو ان کی بات مان جائیں گے اپنے ساتھ (شام واپس) لے جائیں گے۔ کاش! انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا اور عراق فتح ہو گا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو تیز دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی بات مانیں گے اپنے ساتھ (عراق واپس) لے جائیں گے۔ کاش! انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا۔

لغوی توضیح يُبِسُّوْنَ وہ چلائیں گے (اپنی سواریاں)۔ فَيَتَحَمَّلُوْنَ اٹھائیں گے (اپنی سواریوں پر گھر والوں کو بھی)۔ اَلْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ مدینہ ان کے لیے بہتر تھا (کیونکہ وہ نزولِ وحی کا مقام ہے، اس میں مسجد نبوی ہے جو مسجد حرام کے علاوہ تمام مساجد سے افضل ہے، اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتے وغیرہ وغیرہ)۔ اس حدیث میں مدینہ میں رہائش اختیار کرنے اور اسے چھوڑ کر نہ جانے کی ترغیب ہے۔

٨٧٦۔ البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 5 باب من رغب عن المدينة (1875) مسلم (1388) حميدي (865) ۔

(91) باب في المدينة حين يتركها اهلها

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک وقت آئے گا جب اہل مدینہ مدینہ چھوڑ دیں گے

۸۷۷۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِ، يُرِيْدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ، وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلَى وُجُوْهِهِمَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مدینہ کو بہتر حالت میں چھوڑ جاؤ گے پھر وہ ایسا اُجاڑ ہو جائے گا کہ وہاں وحشی جانور درندے اور پرندے بسنے لگیں گے اور آخر میں مزینہ کے دو چرواہے مدینہ آئیں گے تاکہ اپنی بکریوں کو ہانک لے جائیں لیکن وہاں انہیں صرف وحشی جانور نظر آئیں گے۔ آخر ثنیۃ الوداع تک جب پہنچیں گے تو اپنے منہ کے بل گر پڑیں گے۔

لغوی توضیح: عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ بہتر حالت میں (یعنی عمارتوں اور بکثرت رزق اور پھلوں کے باوجود مدینہ چھوڑ جائیں گے)۔ الْعَوَاف وحشی جانور۔ السِّبَاع درندے۔ يَنْعِقَان ہانک لے جائیں گے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کی یہ حالت قیامت کے قریب ہوگی۔ یاد رہے کہ جس روایت میں ہے کہ سب سے آخر میں مدینہ کی بستی برباد ہوگی، وہ ضعیف ہے۔[1]

(92) باب ما بين القبر والمنبر روضة من رياض الجنة

قبر نبوی اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

۸۷۸۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ))۔

حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر (اسی میں آپ کی قبر ہے) اور میرے اس منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔

۸۷۹۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر قیامت کے دن میرے حوض پر ہوگا۔

۸۷۷۔ البخاری فی: 29 کتاب فضائل المدينة: 5 باب من رغب عن المدينة (1874) مسلم (1389) مؤطا (1643)۔

۸۷۸۔ البخاری فی: 20 کتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة: 5 باب فضل ما بين القبر...(1195) مسلم (1390)۔

۸۷۹۔ البخاری فی: 20 کتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة: 5 باب فضل ما بين القبر...(1196) مسلم (1391)۔

---

[1] [ضعیف: الضعيفة (1300) ضعيف الجامع (4) ضعيف ترمذي (820)]

(93) باب احد جبل يحبنا و نحبه

احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اسے محبوب رکھتے ہیں

٨٨٠۔ حديث أبي حميد قال: أقبلنا مع النبي ﷺ من غزوة تبوك، حتى إذا أشرفنا على المدينة قال: ((هذه طابة وهذا أحد، جبل يحبنا ونحبه))۔

حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم غزوہ تبوک سے واپس آ رہے تھے جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو (مدینہ کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا کہ یہ ''طابہ'' ہے اور یہ اُحد پہاڑ ہے۔ یہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

لغوی توضیح أشرفنا ہم نے جھانکا، دیکھا۔ جبل يحبنا (اُحد) پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ حقیقی محبت جیسے کوئی بھی صاحبِ شعور محبت کرتا ہے اور اللہ کی طرف سے ایسا ہونا ناممکن نہیں۔ نحبه ہم (مسلمان) اس پہاڑ سے محبت کرتے ہیں۔ جمادات سے انسان کی محبت معروف ہے، اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔

(94) باب فضل الصلاة بمسجدى مكة والمدينة

مسجد مکہ اور مدینہ (مسجد نبوی) میں نماز کی فضیلت

٨٨١۔ حديث أبي هريرة رضي الله عنه، أن النبي ﷺ قال: ((صلاة في مسجدي هذا خير من ألف صلاة فيما سواه، إلا المسجد الحرام))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز مسجد حرام کے سوا تمام مسجدوں میں نماز سے ایک ہزار درجہ زیادہ افضل ہے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز عام مساجد کی ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز عام مساجد کی ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔[1]

(95) باب لا تشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد

تین مسجدوں کے سوا اور کسی مقامِ زیارت کے لئے سفر کا قصد منع ہے

٨٨٢۔ حديث أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال: ((لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد: المسجد الحرام، ومسجد الرسول ﷺ، ومسجد الأقصى))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین مسجدوں کے سوا کسی کے لئے کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) ایک مسجد حرام دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد اور تیسرے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس۔

٨٨٠۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 81 باب حدثنا یحیی بن بکیر (1872) مسلم (1392) ابوداود (3079)۔

٨٨١۔ البخاری فی: 20 کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة: باب فضل الصلاة ...(1190) مسلم (1394)۔

٨٨٢۔ البخاری فی: 20 کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة: 1 باب فضل الصلاة...(1189) مسلم (1397)۔

[1] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (3841) مسند احمد (4/ 5) ابن حبان (1620)]

فهم الحدیث معلوم ہوا کہ حصولِ برکت کے لیے صرف ان تین مساجد کی طرف ہی سفر کیا جا سکتا ہے، کسی اور مقام کی طرف برکت وثواب کی غرض سے سفر کرنا جائز نہیں جیسا کہ آج کل لوگ مختلف مزارات کی طرف صرف برکت کی غرض سے سفر کرتے ہیں۔ البتہ کسی ضرورت اور کام کے لیے ہر مقام کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے۔

(97) باب فضل مسجد قباء وفضل الصلاة فيه وزيارته

مسجد قبا کی فضیلت اور اس میں نماز پڑھنے اور اس کی زیارت کرنے کا ثواب

٨٨٣۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قباء آتے، کبھی پیدل اور کبھی سواری پر۔

فهم الحدیث معلوم ہوا کہ مسجد قباء کی زیارت بھی مسنون ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ مسجد قباء میں نماز (اجر وثواب میں) عمرہ کے برابر ہے۔[1]

[16] کتاب النکاح

نکاح کے مسائل

٨٨٤۔ حديث عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمِنًى، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، فَخَلَيَا فَقَالَ عُثْمَانُ: هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ؟ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هٰذَا، أَشَارَ إِلَيَّ، فَقَالَ: يَا عَلْقَمَةُ! فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ، لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ

علقمہ بن قیس رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں ملاقات کی اور کہا اے ابو عبدالرحمٰن! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ پھر وہ دونوں تنہائی میں چلے گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! کیا آپ منظور کریں گے کہ ہم آپ کا نکاح کسی کنواری لڑکی سے کر دیں جو آپ کو گذرے ہوئے ایام یاد دلا دے۔ چونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے اس لئے انہوں نے مجھے اشارہ کیا اور کہا اے علقمہ! (ادھر آؤ) میں جب ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کہہ رہے تھے کہ اگر آپ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کا یہ مشورہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے

٨٨٣۔ البخاری فی: 20 کتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة: 4 باب إتيان مسجد...(1191) مسلم (1399)۔

٨٨٤۔ البخاری فی: 67 كتاب النكاح: 2 باب قول ﷺ: من استطاع منكم الباءة...(1905) مسلم (1400)۔

[1] **صحیح**: صحیح الجامع الصغیر (3872) ترمذی (324) ابن ماجه (1411)

الشَّبَابِ ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ))۔

فرمایا تھا۔ اے نوجوانو! تم میں جو بھی شادی کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ یہ خواہش نفسانی کو توڑ دے گا۔

لغوی توضیح النِّكَاح جماع کرنا، شادی کرنا۔ مَعْشَر جماعت۔ الشَّبَاب نوجوان۔ الْبَاءَةَ جماع کو کہتے ہیں' لیکن یہاں مراد اسباب وضروریاتِ جماع ہے مثلاً خرچہ' مہر اور دیگر اخراجات وغیرہ۔ الْوِجَاء شہوت کو کچلنے والا' مراد ہے روزہ شہوت میں انتہائی کمی کر دیتا ہے۔

فہم الحدیث اس حدیث میں نکاح کی ترغیب ہے، جو اس کے سنتِ مؤکدہ ہونے کا ثبوت ہے، البتہ یہ بعض لوگوں کے حق میں فرض ہو جاتا ہے جبکہ وہ اپنے نفس پر کسی برائی میں مبتلا ہونے سے خائف ہوں۔

۸۸۵۔ **حدیث** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أُخْبِرُوْا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا، فَقَالُوْا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، قَدْ غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا قَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا ۔ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لٰكِنِّي أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تین حضرات (علی' عبداللہ بن عمرو اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے۔ جب انہیں حضور ﷺ کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا آنحضرت ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئیں ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کرلوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ کی قسم! میں اللہ رب العالمین سے تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا رہتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں۔ اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

۸۸۵۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 1 باب الترغیب فی النکاح (5063) مسلم (1401) نسائی (3217)۔

فهم الحدیث معلوم ہوا کہ فلاح وکامیابی اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی میں ہی ہے۔ لہٰذا ہر صاحبِ استطاعت کو نبی ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے شادی کرانی چاہیے۔

۸۸۶۔ **حدیث** سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ، قَالَ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ، وَلَوْ اَذِنَ لَهُ لاَ خْتَصَيْنَا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تبتـــل یعنی عورتوں سے الگ رہنے کی زندگی سے منع فرمایا تھا اگر آنحضرت ﷺ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

لغوی توضیح لَا خْتَصَيْنَا ہم خصی ہو جاتے (یعنی شہوت کے خاتمہ کے لیے خصیتین نکلوا لیتے)۔

(2) باب نكاح المتعة و بيان أنه أبيح ثم نسخ ثم أبيح ثم نسخ واستقر تحريمه الى يوم القيامة

متعہ کے پہلے حلال ہونے، پھر حرام ہونے، پھر حلال ہونے اور پھر قیامت تک حرام ہو جانے کا بیان

۸۸۷۔ **حدیث** عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا: اَلَا نَخْتَصِي؟ فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ، فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذَلِكَ اَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَاَ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو کر جہاد کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہیں ہوتی تھیں اس پر ہم نے عرض کیا کہ ہم خود کو خصی کیوں نہ کر لیں۔ لیکن نبی ﷺ نے ہمیں اس سے روک دیا اور اس کے بعد ہمیں اس کی اجازت دی کہ ہم کسی عورت سے کپڑے (یا کسی بھی چیز) کے بدلے میں نکاح کر سکتے ہیں پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی "اے ایمان والو! اپنے اوپر ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں۔" [المائدہ: ۸۷]

لغوی توضیح نِكَاحُ الْمُتْعَة کسی عورت سے ایک مقررہ مدت تک مقررہ معاوضے کے بدلے نکاح کر لینا مثلاً دو دن یا تین دن یا اس کے علاوہ کسی اور مدت تک۔

فہم الحدیث نکاحِ متعہ غزوۂ خیبر سے پہلے حلال تھا پھر اسے غزوۂ خیبر کے موقع پر حرام کیا گیا۔ پھر اسے فتح مکہ کے موقع پر جائز کیا گیا، اس کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسے حرام کر دیا گیا۔[1]

۸۸۶۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 8 باب ما يكره من التبتل والخصاء (5073) مسلم (1402) ابن ماجه (1848)۔

۸۸۷۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 5 سورة المائدة: 9 باب لا تحرموا طيبات...(4615) مسلم (1404)۔

[1] [شرح مسلم للنووی (9/ 181)]

٨٨٨۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَسَلَمَةَ بْنِ الاَكْوَعِ قَالَا: كُنَّا فِي جَيْشٍ، فَاَتَانَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((اِنَّهُ قَدْ اُذِنَ لَكُمْ اَنْ تَسْتَمْتِعُوْا، فَاسْتَمْتِعُوْا))۔

حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت سلمہ بن اکوع (رضی اللہ عنہما) نے بیان کیا کہ ہم ایک لشکر میں تھے پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہیں متعہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس لئے تم نکاح متعہ کر سکتے ہو۔

٨٨٩۔ حدیث عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ اَكْلِ الْحُمُرِ الاِنْسِيَّةِ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن عورتوں سے نکاح متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

لغوی توضیح: اَلْحُمُرُ الْاِنْسِيَّةُ گھریلو، پالتو گدھے (جنگلی گدھوں کا گوشت حرام نہیں)۔

(3) باب تحريم الجمع بين المراة وعمتها أو خالتها في النكاح

بھتیجی اور پھوپھی، خالہ اور بھانجی کا بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے

٨٩٠۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا، وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔

(4) باب تحريم النكاح المحرم وكراهة خطبته

احرام کی حالت میں نکاح کرنا حرام اور پیغام نکاح دینا مکروہ ہے

٨٩١۔ حدیث ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ محرم تھے۔

فهم الحديث: ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس بیان کو اہل علم نے ان کا وہم قرار دیا ہے کیونکہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا جن کا نکاح ہوا تھا وہ خود فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح ہوا اس وقت آپ حالت احرام میں نہیں تھے۔[1] نیز نبی ﷺ نے خود حالت احرام میں نکاح، بلکہ پیغام نکاح بھیجنے سے بھی منع فرمایا ہے۔[2]

٨٨٨۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 31 باب نهي رسول الله ﷺ عن نكاح المتعة...(5117) مسلم (1405)۔
٨٨٩۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (4216) مسلم (1407) ترمذی (1121)۔
٨٩٠۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 27 باب لا تنكح المراة على عمتها (5109) مسلم (1408) ابوداود (2066)۔
٨٩١۔ البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 12 باب تزويج المحرم (5114) مسلم (1410) ترمذی (844)۔

---

[1] [مسلم (1411) ابو داود (1843)]
[2] [مسلم (1409) ابو داود (1841)]

(5) باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى ياذن أو يترك

کسی مسلمان کے پیغام نکاح کا جب تک فیصلہ نہ ہو جائے یا وہ چھوڑ نہ دے تب تک پیغام دینا جائز نہیں

۸۹۲۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ، كَانَ يَقُوْلُ : نَهَى النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ ، وَلَا يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتَّى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ اَوْ يَاْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ ہم کسی کے بھاؤ پر بھاؤ لگائیں اور کسی شخص کو اپنے کسی (دینی) بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ بھیجنا چاہیے۔ یہاں تک کہ پیغام نکاح بھیجنے والا اپنا ارادہ بدل دے یا اسے پیغام بھیجنے کی اجازت دے دے تو جائز ہے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ اگر کسی مسلمان بھائی نے کہیں پیغامِ نکاح بھیجا ہو تو وہاں اپنا پیغامِ نکاح بھیج دینا جائز نہیں۔ کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر کہیں بات چل رہی ہو اور ابھی پختہ نہ ہوئی ہو تو کوئی اور بھی پیغام بھیج سکتا ہے۔

(6) باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه

نکاح شغار (وٹہ سٹہ) کا نکاح حرام ہے

۸۹۳۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ ، وَالشِّغَارُ اَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى اَنْ يُزَوِّجَ الآخَرُ ابْنَتَهُ ، لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ''شغار'' سے منع فرمایا ہے۔ شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی لڑکی یا اپنی بہن کا نکاح اس شرط کے ساتھ کرے کہ وہ دوسرا شخص اپنی بیٹی (یا بہن) اس کو بیاہ دے اور کچھ مہر نہ ٹھہرے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ نکاحِ شغار حرام ہے۔ واضح رہے کہ ہر ایسا نکاح شغار ہے جس میں ایک عورت کے بدلے دوسری عورت کے نکاح کی شرط ہو خواہ اس میں حق مہر ادا کیا جائے یا نہ جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسی کے مطابق فیصلہ موجود ہے۔[1]

(7) باب الوفاء بالشروط في النكاح

نکاح کی طے کردہ شرائط پوری کرنا

۸۹۴۔ حديث عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ)) ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وہ شرطیں جن کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے پوری کی جانے کی سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

فهم الحديث یاد رہے کہ ایسی شروط جو شریعت کے خلاف ہوں، انہیں پورا کرنا جائز نہیں جیسے پہلی بیوی کو طلاق کی شرط وغیرہ۔ صرف وہی شروط پوری کی جائیں گی جو خلافِ سنت نہ ہوں جیسے الگ گھر کا مطالبہ وغیرہ۔

۸۹۲۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 45 باب لا يخطب على خطبة اخيه...(2139) مسلم (1412)۔
۸۹۳۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 27 باب الشغار (5112) مسلم (1415) ابن ماجه (1883) ترمذی (1124)۔
۸۹۴۔ البخاري في: 54 كتاب الشروط: 6 باب الشروط في المهر عند عقدة النكاح (2721) مسلم (1418)۔

[1] [حسن: صحیح ابو داود (1826) ابو داود (2075)]

(8) باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت

ثیبہ کا نکاح کے لیے زبان سے ہاں کہنا ضروری ہے اور کنواری لڑکی کی خاموشی ہی اجازت ہے

۸۹۵۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: ((أَنْ تَسْكُتَ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لی جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔ صحابہ نے کہا کہ یارسول اللہ! کنواری عورت اجازت کیسے دے گی؟ آپ نے فرمایا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے۔

لغوی توضیح اَلثَّيِّب وہ عورت جو کنواری نہ ہو یعنی یا مطلقہ ہو یا بیوہ۔ اَلْأَيِّم ایسی عورت جس کی ہم بستری کے ذریعے بکارت زائل ہو چکی ہو خواہ زنا کے ساتھ ہی زائل ہوئی ہو۔ تُسْتَأْمَر اس سے مشورہ طلب کیا جائے گا یعنی شوہر دیدہ عورت کے نکاح کے لیے اس کی خاموشی کافی تصور نہیں ہوگی بلکہ اسے بول کر اپنی رائے کا اظہار کرنا ہوگا۔

۸۹۶۔ حدیث عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يُسْتَأْمَرُ النِّسَاءُ فِي أَبْضَاعِهِنَّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ: فَإِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَأْمَرُ فَتَسْتَحْيِي فَتَسْكُتُ، قَالَ: ((سُكَاتُهَا إِذْنُهَا))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا عورتوں سے ان کے نکاح کے سلسلہ میں اجازت لی جائے گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا لیکن کنواری لڑکی سے اگر اجازت لی جائے تو وہ شرم کی وجہ سے خاموش رہے گی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔

لغوی توضیح أَبْضَاعِهِنَّ جمع ہے بُضْع کی، معنی ہے نکاح۔ سُكَاتُهَا اس کی خاموشی۔

(9) باب تزويج الأب البكر الصغيرة

باپ نابالغ بیٹی کا نکاح کرسکتا ہے

۸۹۷۔ حدیث عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِي، فَوَفَى جُمَيْمَةً، فَأَتَتْنِي أُمِّي، أُمُّ رُوْمَانَ، وَإِنِّي

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ سے میرا نکاح ہوا تو میری عمر چھ سال تھی۔ پھر ہم مدینہ (ہجرت کرکے) آئے اور بنی حارث بن خزرج کے یہاں قیام کیا۔ یہاں آکر مجھے بخار چڑھا اور اس وجہ سے میرے بال گرنے لگے پھر مونڈھوں تک خوب بال ہو گئے پھر ایک دن میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں اس وقت میں اپنی

۸۹۵۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 41 باب لا يُنْكِح الاب وغيره البكر...(5136) مسلم (1419) ترمذی (1107)۔

۸۹۶۔ البخاري في: 89 كتاب الإكراه: 3 باب لا يجوز نكاح المكره (5137) مسلم (1420) ابن حبان (4080)۔

۸۹۷۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 44 باب تزويج النبي ﷺ عائشة (3894) مسلم (1422)۔

لَفِي أُرْجُوحَةٍ: وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي' فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا لَا أَدْرِيْ مَاتُرِيْدِ بِيْ فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ' وَإِنِّي لَأُنْهِجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِي 'ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي 'ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ' فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ' فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرْكَةِ' وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي 'فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضُحًى 'فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ' وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ۔

چند سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ انہوں نے مجھے پکارا تو میں حاضر ہوگئی مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ ان کا میرے ساتھ کیا ارادہ ہے۔ آخر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازہ کے پاس کھڑا کر دیا اور میرا سانس پھولا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں جب مجھے کچھ سکون ہوا تو انہوں نے تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیرا۔ پھر گھر کے اندر مجھے لے گئیں۔ وہاں انصار کی چند عورتیں موجود تھیں جنہوں نے مجھے دیکھ کر دعا دی کہ خیر و برکت اور اچھا نصیب لے کر آئی ہو۔ میری ماں نے مجھے انہی کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے میری آرائش کی اس کے بعد دن چڑھے اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے خود مجھے سلام کیا۔ میری عمر اس وقت نو سال تھی۔

لغوی توضیح فُوعِكْتُ مجھے بخار ہوگیا۔ فَتَمَرَّقَ شَعَرِيْ میرے بال (بخار کی وجہ سے) گر گئے۔ فَوَفَى پھر (شفا ہوئی تو) بڑھ گئے۔ جُمَيْمَةٌ کندھوں تک لمبے (ہوگئے)۔ أُرْجُوحَة لکڑی کا جھولا۔ لَأُنْهِجُ میرا سانس تیز ہو رہا تھا۔ عَلَى خَيْرِ طَائِرٍ خیر و بھلائی اور اچھا نصیب لائی ہو۔ فَلَمْ يَرُعْنِيْ نہیں اچانک آئے (مگر رسول ﷺ)۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ بچی کے نکاح کی عمر وہی ہے جب وہ ہم بستری کے قابل ہو جائے خواہ نابالغ ہی ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نابالغ بچی سے نکاح کے سلسلے میں اجازت لینا ضروری نہیں۔

(12) باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد وغير ذلك من قليل و كثير واستحباب كونه خمسمائة درهم لمن لايجحف به

مہر کا بیان، قرآن کی تعلیم دینا اور لوہے وغیرہ کا چھلا مہر ٹھہرایا جا سکتا ہے اور صاحب استطاعت کے پانچ سو درہم مہر مقرر کرنا مستحب ہے

۸۹۸۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي' فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ'

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے کے لیے لائی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر نیچے کر لی اور سر جھکا

۸۹۸۔ البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 22 باب القراءة عن ظهر قلب (2310) مسلم (1425) ابوداود (2111)۔

فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) فَقَالَ: لَا، وَاللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ: ((اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: لَا، وَاللهِ يَارَسُوْلَ اللهِ، مَاوَجَدْتُ شَيْئًا. قَالَ: ((انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا، وَاللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ، وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِي (قَالَ سَهْلٌ مَالَهُ رِدَاءٌ) فَلَهَا نِصْفُهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ؟ وَإِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ، وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ)) فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ. ثُمَّ قَامَ، فَرَآهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: مَعِي سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا، وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا، قَالَ: ((أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ! قَالَ: ((اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ))۔

لیا جب اس خاتون نے دیکھا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی پھر آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا یارسول اللہ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں ہے تو میرے ساتھ ان کا نکاح کر دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی چیز ملے۔ وہ صاحب گئے اور واپس آ گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! واللہ مجھے وہاں کوئی چیز نہیں ملی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ (مہر کے لیے) بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم! نہیں یارسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر دیکھ لو۔ ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی! وہ صاحب گئے اور پھر واپس آ گئے اور عرض کیا نہیں، اللہ کی قسم! یارسول اللہ! لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مجھے نہیں ملی۔ البتہ یہ ایک تہبند میرے پاس ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی چادر بھی (اوڑھنے کے لیے) نہیں تھی۔ اس صحابی نے کہا خاتون کو اس میں سے آدھا پھاڑ کر دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اس تہبند کا وہ کیا کرے گی اگر تم اسے پہنتے ہو تو اس کے قابل نہیں رہتا۔ اگر وہ پہنتی ہے تو تمہارے قابل نہیں پھر وہ صاحب بیٹھ گئے کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا تو بلوایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ فلاں فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں۔ انہوں نے ان کے نام لیے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا' کیا تم انہیں زبانی پڑھ لیتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جاؤ تمہیں قرآن مجید کی سورتیں یاد ہیں ان کے بدلہ میں میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا۔

لغوی توضیح صَعَّدَ نظر دوڑائی۔ طَأْطَأَ سر جھکالیا۔ مَلَّكْتُكَهَا میں نے تمہیں اس (کی عصمت) کا مالک بنادیا۔ معلوم ہوا کہ لفظِ تملیک سے بھی نکاح ہوجاتا ہے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ کم از کم مہر کی کوئی حد نہیں۔ معمولی سے معمولی چیز مثلاً لوہے کی انگوٹھی وغیرہ بھی مہر بن سکتی ہے حتی کہ کوئی بھی نفع مند چیز مثلاً قرآن کی تعلیم کو بھی مہر بنایا جاسکتا ہے۔ البتہ اگر کوئی استطاعت رکھتا ہو تو زیادہ مہر دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ پانچ سو درہم بطورِ مہر اس لیے مستحب ہیں کیونکہ ازواجِ مطہرات کا مہر اتنا ہی تھا۔[1]

۸۹۹۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ۔ قَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) قَالَ: اِنِّی تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰی وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ۔ قَالَ: ((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا نشان دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے مہر پر نکاح کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ دعوت ولیمہ کر خواہ ایک بکری کے ساتھ ہی۔

لغوی توضیح اَثَرُ صُفْرَةٍ زرد رنگ کا نشان، مراد ہے زعفران کا نشان، جو انہیں ان کی بیوی سے لگ گیا تھا۔ نَوَاة گٹھلی کو کہتے ہیں۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ ولیمہ کرنا واجب ہے۔ اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے تمام نکاحوں میں ولیمہ کیا اور عہدِ رسالت میں ایسا کوئی بھی نکاح معروف نہیں جس میں ولیمہ نہ کیا گیا ہو۔

(13) باب فضيلة اعتاقه امته ثم يتزوجها

اپنی لونڈی کو آزاد کر کے نکاح کرنے کی فضیلت

۹۰۰۔ حدیث اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ، فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَنَا رَدِيْفُ اَبِیْ طَلْحَةَ فَاَجْرٰی نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فِی زُقَاقِ خَيْبَرَ، وَاِنَّ رُكْبَتِی لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ حَسَرَ الْاِزَارَ عَنْ فَخِذِهِ حَتّٰی اِنِّی اَنْظُرُ اِلٰی بَيَاضِ فَخِذِ نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ غزوۂ خیبر میں تشریف لے گئے۔ ہم نے وہاں فجر کی نماز اندھیرے ہی میں پڑھی۔ پھر نبی ﷺ سوار ہوئے اور ابوطلحہ بھی سوار ہوئے۔ میں ابوطلحہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے اپنی سواری کا رخ خیبر کی گلیوں کی طرف کردیا۔ میرا گھٹنا نبی ﷺ کی ران سے چھوجاتا تھا۔ نبی ﷺ نے اپنی ران سے تہبند ہٹایا یہاں تک کہ میں نبی ﷺ کی شفاف اور سفید رانوں کی سفیدی اور چمک دیکھنے لگا۔ جب آپ خیبر کی بستی میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اکبر، خیبر برباد ہوگیا۔ جب

۸۹۹۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 56 باب کیف یدعی للمتزوج (2049) مسلم (1427) ترمذی (1094)۔
۹۰۰۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 12 باب ما یذکر فی الفخذ (371) مسلم (1365) ابوداود (2054)۔

---

[1] [مسلم (1426) ابو داود (2105)]

((اللّٰهُ اَكْبَرُ ! خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ)) قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ: وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلَى اَعْمَالِهِمْ فَقَالُوْا: مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ (يَعْنِي الْجَيْش) قَالَ: فَاَصَبْنَاهَا عَنْوَةً، فَجَمَعَ السَّبْيُ، فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ، قَالَ: ((اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً)) فَاَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ؟ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ، قَالَ: ((ادْعُوْهُ بِهَا)) فَجَاءَ بِهَا، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا)) قَالَ: فَاَعْتَقَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَتَزَوَّجَهَا۔

ہم کسی قوم کے آنگن میں اتر جائیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خیبر کے یہودی اپنے کاموں کے لئے باہر نکلے ہی تھے کہ وہ چلا اٹھے محمد لشکر لے کر پہنچ گئے۔ پس ہم نے خیبر لڑ کر فتح کر لیا اور قیدی جمع کئے گئے۔ پھر دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ! قیدیوں میں سے کوئی باندی مجھے عنایت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ کوئی باندی لے لو۔ انہوں نے صفیہ بن حیی کو لے لیا۔ پھر ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! صفیہ جو قریظہ اور نضیر کے سردار کی بیٹی ہیں انہیں آپ نے دحیہ کو دے دیا۔ وہ تو صرف آپ ہی کے لئے مناسب تھیں اس پر آپ نے فرمایا کہ دحیہ کو صفیہ کے ساتھ بلاؤ وہ لائے گئے۔ جب نبی ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ قیدیوں میں سے کوئی اور باندی لے لو۔ راوی نے کہا کہ پھر نبی ﷺ نے صفیہ کو آزاد کر دیا اور انہیں اپنے نکاح میں لے لیا۔

فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ. يَا اَبَا حَمْزَةَ! مَا اَصْدَقَهَا؟ قَالَ: نَفْسَهَا، اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، حَتَّى اِذَا كَانَ بِالطَّرِيْقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ اُمُّ سُلَيْمٍ فَاَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَاَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ عَرُوْسًا، فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ)) وَبَسَطَ نِطْعًا۔ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ (قَالَ وَاَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ السَّوِيْقَ)قَالَ: فَحَاسُوْا حَيْسًا، فَكَانَتْ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

ثابت بنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ابوحمزہ! ان کا مہر آنحضور ﷺ نے کیا رکھا تھا؟ حضرت انس نے فرمایا کہ خود ان کی آزادی ہی ان کا مہر تھا اور اسی پر آپ نے نکاح کیا۔ پھر راستے ہی میں ام سلیم (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) نے انہیں دلہن بنایا اور نبی ﷺ کے پاس رات کے وقت بھیجا۔ اب نبی ﷺ دولہا تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ جس کے پاس بھی کچھ کھانے کی چیز ہو تو یہاں لائے۔ آپ نے ایک چمڑے کا دسترخوان بچھایا۔ بعض صحابہ کھجور لائے، بعض گھی۔ (راوی نے کہا کہ میرا خیال ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ستو کا بھی ذکر کیا) پھر لوگوں نے ان کا حلوا بنا لیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ تھا۔

لغوی توضیح زُقَاقِ گلی۔ حَسَرَ ہٹایا۔ عَنْوَةً زبردستی (لڑکر)۔ نِطَع دسترخوان۔ السَّوِيق ستو۔ حَيْس کھجور، پنیر اور گھی کا حلوہ۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا درست ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعوت ولیمہ کے لیے بھائیوں سے تعاون حاصل کیا جا سکتا ہے اور گوشت کے بغیر بھی ولیمہ درست ہے۔

۹۰۱۔ **حديث** اَبِي مُوْسَى ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَعَالَهَا فَاَحْسَنَ اِلَيْهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا، وَتَزَوَّجَهَا، كَانَ لَهُ اَجْرَانِ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کی اچھی پرورش کرے اور اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

لغوی توضیح لَهُ اَجْرَانِ اس کے لیے دوہرا ثواب ہے۔ ایک آزاد کرنے کا اور دوسرا شادی کا۔ کیونکہ اس سے شادی کرنے سے اس کے مقام و مرتبہ میں یقیناً اضافہ ہوا ہے۔

(14) باب زواج النبي زينب بنت جحش ونزول الحجاب واثبات وليمة العرس

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح، حکم حجاب کا نزول اور شادی کے ولیمہ کا ثبوت

۹۰۲۔ **حديث** اَنَسٍ، قَالَ: مَا اَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا اَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ، اَوْلَمَ بِشَاةٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا جیسا ولیمہ اپنی بیویوں میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ان کا ولیمہ آپ نے ایک بکری کا کیا تھا۔

فہم الحدیث اس اور آئندہ احادیث میں ایک تو ولیمہ کا اثبات ہے اور دوسرے نبی ﷺ کے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ذکر ہے۔ زینب رضی اللہ عنہا پہلے آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ لیکن بعد میں انہوں نے زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿زَوَّجْنَاكَهَا﴾ "اس (زینب) سے ہم نے آپ کا نکاح کرایا۔" [الاحزاب: ۳۷] یوں جاہلیت کی اس رسم کا بھی خاتمہ ہوا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کی طرح ہے اور اس کی مطلقہ سے نکاح جائز نہیں۔ نیز ان احادیث میں یہ درس بھی دیا گیا ہے کہ بن بلائے کسی کے گھر میں کھانے کے وقت نہیں جانا چاہیے کیونکہ اس سے گھر والے تنگی محسوس کرتے ہیں، اسی طرح اگر دعوت ملی ہو تب بھی وقت سے پہلے پہنچ کر کھانا پکنے کا انتظار کرتے رہنا، میزبان کو تنگی میں ڈالنے کے مترادف ہے، اس سے بچنا چاہیے۔

۹۰۳۔ **حديث** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے

۹۰۱۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 14 باب فضل من ادب جاريته وعلمها، مسلم (154)۔

۹۰۲۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 68 باب الوليمة ولو بشاة، مسلم (1428) ابوداود (3743) ترمذی (3218)۔

۹۰۳۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 33 سورة الاحزاب: 8 باب قوله "لا تدخلوا بيوت النبي" الآية۔

: لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ، دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوْا، ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ، وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ، فَلَمْ يَقُوْمُوْا، فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ، قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَدْخُلَ، فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ، ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوْا، فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا، فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ، فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ، فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ـ ﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ ﴾ الآية ـ

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو قوم کو آپ نے دعوت ولیمہ دی' کھانا کھانے کے بعد لوگ (گھر کے اندر ہی) بیٹھے (دیر تک) باتیں کرتے رہے ۔ آپ ﷺ نے ایسا کیا گویا آپ اٹھنا چاہتے ہیں (تاکہ لوگ سمجھ جائیں اور اٹھ جائیں) لیکن کوئی بھی نہ اٹھا۔ جب آپ کھڑے ہوئے تو دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو گئے' لیکن تین آدمی اب بھی بیٹھے رہ گئے۔ آپ ﷺ جب باہر سے اندر جانے کے لئے آئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ بھی اٹھ گئے تو میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی کہ وہ لوگ بھی چلے گئے ہیں تو آپ اندر تشریف لائے۔ میں نے بھی چاہا کہ اندر جاؤں' لیکن آپ ﷺ نے اپنے اور میرے بیچ میں دروازے کا پردہ گرا لیا۔ اس کے بعد آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ "اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں (بغیر اجازت) مت جایا کرو......" آخر آیت تک [الاحزاب:۵۳]

٩٠٤ـ حديث أَنَسٍ ﷺ، قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِيْ عَنْهُ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ، وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِيْنَةِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ، فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ، بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ، حَتّٰى قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَمَشٰى وَمَشَيْتُ مَعَهُ، حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا، فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ مَكَانَهُمْ، فَرَجَعَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پردہ کے حکم کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں ۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے ۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کا موقعہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے نکاح مدینہ منورہ میں کیا تھا۔ دن چڑھنے کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کی کھانے کی دعوت کی تھی ۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ بعض اور صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت تک دوسرے لوگ (کھانے سے فارغ ہو کر) جا چکے تھے ۔ آخر آپ ﷺ بھی کھڑے ہو گئے اور چلتے رہے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے پر پہنچے پھر آپ نے خیال کیا کہ وہ لوگ (جو بھی کھانے کے بعد گھر میں بیٹھے رہ گئے تھے) جا چکے ہوں

٩٠٤ـ البخاري في: 70 كتاب الأطعمة: 59 باب قول الله تعالى "فإذا طعمتم فانتشروا"۔

وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ ، فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوا ، فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا ، وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ۔

گے (اس لئے آپ واپس تشریف لائے) میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا۔ لیکن وہ لوگ اب بھی اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ پھر واپس آ گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ دوبارہ واپس آیا۔ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ پر پہنچے پھر آپ وہاں سے واپس ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا اب وہ لوگ جا چکے تھے اس کے بعد آپ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ لٹکا لیا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

٩٠٥۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَرَّ بِجَنَبَاتِ أُمِّ سُلَيْمٍ ، دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ، ثُمَّ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ، عَرُوسًا بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِي أُمُّ سُلَيْمٍ : لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ هَدِيَّةً ! فَقُلْتُ لَهَا : افْعَلِي فَعَمَدَتْ إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ ، فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا مَعِي إِلَيْهِ ، فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ ، فَقَالَ لِي : ((ضَعْهَا)) ثُمَّ أَمَرَنِي ، فَقَالَ : ((ادْعُ لِي رِجَالًا)) سَمَّاهُمْ ((وَادْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ)) قَالَ : فَفَعَلْتُ الَّذِي أَمَرَنِي ، فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ ، وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ، ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشَرَةً عَشَرَةً يَأْكُلُونَ مِنْهُ ، وَيَقُولُ لَهُمْ : ((اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ ، وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ)) قَالَ : حَتَّى تَصَدَّعُوا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کا قاعدہ تھا آپ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف سے گزرتے تو ان کے پاس جاتے ان کو سلام کرتے (وہ آپ کی رضاعی خالہ ہوتی تھیں)۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک بار ایسا ہوا کہ آپ ﷺ دولہا تھے، آپ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا تو ام سلیم (میری ماں) مجھ سے کہنے لگی اس وقت ہم آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ تحفہ بھیجیں تو اچھا ہے۔ میں نے کہا مناسب ہے انہوں نے کھجور اور گھی اور پنیر ملا کر ایک ہانڈی میں حلوہ بنایا اور میرے ہاتھ میں دے کر آنحضرت ﷺ کے پاس بھجوایا۔ میں لے کر آپ کے پاس چلا۔ جب پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ رکھ دے اور جا کر فلاں فلاں لوگوں کو بلا لا آپ نے ان کا نام لیا اور جو کوئی بھی تجھ کو راستے میں ملے اس کو بلا لے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کے حکم کے موافق لوگوں کو دعوت دینے گیا۔ لوٹ کر جو آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سارا گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے پر رکھے اور جو اللہ کو منظور تھا وہ زبان سے کہا (برکت کی دعا فرمائی)۔ پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لئے بلانا شروع کیا آپ ان سے فرماتے جاتے تھے اللہ کا نام لو اور ہر ایک

٩٠٥۔ البخاری فی: 67 كتاب النكاح: 64 باب الهدية للعروس -

كُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ ' وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُونَ قَالَ : وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ ' وَخَرَجْتُ فِي إِثْرِهِ فَقُلْتُ : إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوْا فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ ' وَأَرْخَى السِّتْرَ ' وَإِنِّي لَفِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ يَقُوْلُ :

آدمی اپنے آگے سے کھائے (رکابی کے بیچ میں ہاتھ نہ ڈالے) یہاں تک کہ سب لوگ کھا کر گھر کے باہر چل دیئے ۔ تین آدمی گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے اور مجھ کو ان کے نہ جانے سے رنج پیدا ہوا (اس خیال سے کہ آپ ﷺ کو تکلیف ہوگی) آخر آپ ﷺ اپنی دوسری بیویوں کے حجروں پر گئے ۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا ۔ پھر راستے میں مَیں نے آپ سے کہا کہ وہ تین آدمی بھی چلے گئے اس وقت آپ لوٹے ۔ (حضرت زینب کے حجرے میں) آئے میں بھی حجرہ ہی میں تھا ۔ لیکن آپ نے میرے اور اپنے بیچ میں پردہ ڈال لیا آپ سورہ احزاب کی یہ آیت پڑھ رہے تھے ۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ﴾

''مسلمانو! نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر جب کھانے کے لئے تم کو اندر آنے کی اجازت دی جائے اس وقت جاؤ وہ بھی ایسا ٹھیک وقت دیکھ کر کہ کھانا پکنے کا انتظار نہ کرنا پڑے البتہ جب بلائے جاؤ تو اندر آ جاؤ اور کھانے سے فارغ ہوتے ہی چل دو ۔ باتوں میں لگ کر وہاں بیٹھے نہ رہا کرو ۔ ایسا کرنے سے پیغمبر کو تکلیف ہوتی تھی اس کو تم سے شرم آتی تھی (کہ تم سے کہے کہ چلے جاؤ) اور اللہ تعالیٰ حق بات میں نہیں شرماتا ۔'' [الاحزاب:۵۳]

قَالَ أَنَسٌ : إِنَّهُ خَدَمَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دس برس تک متواتر آپ ﷺ کی خدمت کی ہے ۔

(15) باب الامر باجابة الداعي الى دعوة

دعوت قبول کرنے کا حکم

۹۰۶ ۔ حَدِيْثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَأْتِهَا)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، جب تم میں سے کوئی دعوت ولیمہ پر بلایا جائے تو اسے آنا چاہیے ۔

فهم الحديث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعوتِ ولیمہ ضرور قبول کرنی چاہیے ۔ لیکن اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر کوئی عذر ہو (مثلاً مریض ہو، راستہ لمبا ہو وغیرہ) تو پیچھے رہنے میں بھی کوئی حرج نہیں ۔

۹۰۶ ۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 71 باب حق إجابة الوليمة والدعوة (5173) مسلم (1429) ترمذی (1098) ۔

٩٠٧۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ، يُدْعَى لَهَا الأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ، وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ولیمہ کا وہ کھانا بدترین کھانا ہے جس میں صرف مالداروں کو خصوصی دعوت دی جائے اور محتاجوں کو نہ کھلایا جائے اور جس نے ولیمہ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ امیر اور غریب ہر طرح کے افراد کو دعوت ولیمہ میں شریک کرنا چاہیے۔

(16) باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتى تنكح زوجا غيره و يطاها ثم يفارقها وتنقضي عدتها

تین طلاقوں کے بعد عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہو سکتی جب تک دوسرا شوہر اس سے نکاح کے بعد جماع نہ کرے اور اسے طلاق دے اور وہ عورت عدت پوری نہ کر لے

٩٠٨۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها، قَالَتْ: جَائَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي، فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ، إِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ، فَقَالَ: ((أَتُرِيدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ، وَأَبُوْ بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ، وَخَالِدُ بْنُ سَعِيْدِ ابْنِ الْعَاصِ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ، فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَا تَسْمَعُ إِلَى هٰذِهِ، مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ؟))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رفاعہ قرظی کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں رفاعہ کی نکاح میں تھی پھر مجھے انہوں نے طلاق دے دی، قطعی طلاق دے دی۔ پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی۔ لیکن ان کے پاس تو (شرمگاہ) اس کپڑے کی گانٹھ کی طرح ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تو رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہے لیکن تو اس وقت تک اس سے شادی نہیں کر سکتی جب تک تو عبدالرحمٰن بن زبیر کا مزانہ چکھ لے اور وہ تمہارا مزانہ چکھ لیں اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں موجود تھے اور حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ دروازے پر اپنے لئے (اندر آنے کی) اجازت کا انتظار کر رہے تھے انہوں نے کہا ابو بکر! کیا اس عورت کو نہیں دیکھتے، نبی ﷺ کے سامنے کس طرح کی باتیں زور زور سے کہہ رہی ہے۔

لغوی توضیح هُدْبَةِ الثَّوْب کپڑے کی گانٹھ۔ مراد ہے اس کا آلہ تناسل ڈھیلا اور سست ہے جیسے کپڑا۔ عُسَيْلَة تصغیر ہے عسل (شہد) کی، مراد ہم بستری ہے اور تصغیر اس لیے کہ انتہائی کم مقدار میں ہم بستری بھی عورت کو پہلے شوہر کے لیے حلال کر دیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ تیسری طلاق کے بعد اسی شوہر سے دوبارہ نکاح کے لیے کسی دوسرے شخص سے نکاح کے ساتھ ہم بستری بھی ضروری ہے۔

٩٠٧۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 72 باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله (5177) مسلم (1432)۔

٩٠٨۔ البخاري في: 52 كتاب الشهادات: 3 باب شهادة المختبي (2639) مسلم (1433) ابن ماجه (1932)۔

۹۰۹۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلاثًا ' فَتَزَوَّجَتْ ' فَطَلَّقَ ' فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ ' اَتَحِلُّ لِلاَوَّلِ ؟ قَالَ: ((لَا ' حَتَّى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الاَوَّلُ)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تھی' ان کی بیوی نے دوسری شادی کر لی۔ پھر دوسرے شوہر نے بھی (ہم بستری سے پہلے) انہیں طلاق دے دی۔ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا پہلا شوہر اب ان کے لئے حلال ہے (کہ ان سے دوبارہ شادی کر لیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں یہاں تک کہ وہ یعنی شوہر ثانی اس کا مزہ چکھے جیسا کہ پہلے نے مزہ چکھا تھا۔

(17) باب ما یستحب ان یقوله عند الجماع

جماع کے وقت کی دعا

۹۱۰۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ يَقُوْلُ حِيْنَ يَاْتِي اَهْلَهُ بِاسْمِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ' ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذٰلِكَ ' اَوْ قُضِيَ وَلَدٌ ' لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ اَبَدًا)) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس ہم بستری کے لئے جب آئے تو یہ دعا پڑھے ''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں' اے اللہ شیطان کو مجھ سے دور رکھ اور شیطان کو اس چیز سے بھی دور رکھ جو (اولاد) ہمیں تو عطا کرے''۔ پھر اس عرصہ میں ان کے لئے کوئی اولاد نصیب ہو تو اسے شیطان کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

(18) باب جواز جماعه امراته فی قبلها من قدامها و من ورائها من غیر تعرض للدبر

اگلی جانب یا پیچھے سے قبل میں جماع جائز بشرطیکہ دبر کو نہ چھیڑا جائے

۹۱۱۔ حدیث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ: اِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَرَائِهَا جَاءَ الْوَلَدُ اَحْوَلَ فَنَزَلَتْ ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہودی کہتے تھے کہ اگر عورت سے ہم بستری کے لئے کوئی پیچھے سے آئے گا تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں' سو اپنے کھیت میں آؤ جدھر سے چاہو'' [البقرہ:۲۲۳]

فهم الحدیث اس حدیث میں یہودیوں کے اس گمان کی تردید ہے کہ اگر عورت کے ساتھ اس کی پشت کی جانب سے شرمگاہ میں ہم بستری کی جائے گی تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد جیسے چاہے عورت سے ہم بستری کر سکتا ہے خواہ لیٹ کر' بیٹھ کر' پہلو کے بل' آگے سے' پیچھے سے اور جیسے بھی چاہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ دخول کا مقام صرف عورت کی شرمگاہ ہی ہو پشت نہ ہو کیونکہ پشت میں جماع کو حرام قرار دیا گیا ہے اور پشت پیداوار کا مقام بھی نہیں۔

۹۰۹۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 4 باب من اجاز طلاق الثلاث ۔
۹۱۰۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 66 باب ما یقول الرجل إذا اتی اهله (141) مسلم (1434) ابوداود (2161) ۔
۹۱۱۔ البخاری فی: 25 کتاب التفسیر: 2 سورة البقرة: 39 باب "نساؤکم حرث لکم" (4528) مسلم (1435) ۔

(19) باب تحریم امتناعها من فراش زوجها

بیوی کے لیے جائز نہیں کہ شوہر کو ہم بستری سے روکے

٩١٢- حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :((إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر عورت اپنے شوہر سے ناراضگی کی وجہ سے اس کے بستر سے الگ تھلگ رات گذارے تو فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت بھیجتے ہیں جب تک وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آ جائے۔

(21) باب حکم العزل

عزل کا حکم

٩١٣- حديث أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِي قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقَ ، فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ ، فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ ، وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ ، وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ ، فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ وَقُلْنَا : نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ ؟ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ، مَامِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ)) ـ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بنی مصطلق کے لئے نکلے۔ اس غزوہ میں ہمیں کچھ عرب کے قیدی ملے (جن میں عورتیں بھی تھیں) پھر اس سفر میں ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور بے عورت رہنا ہم پر مشکل ہو گیا۔ دوسری طرف ہم عزل کرنا چاہتے تھے (اس خوف سے کہ بچہ نہ پیدا ہو)۔ ہمارا ارادہ یہی تھا کہ عزل کر لیں لیکن پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ موجود ہیں آپ سے پوچھے بغیر عزل کرنا مناسب نہ ہوگا۔ چنانچہ ہم نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم عزل نہ کرو پھر بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔

لغوی توضیح الْعَزْلُ جدا کر دینا۔ اصطلاحاً عزل یہ ہے کہ مرد عورت سے جماع کرے اور جب انزال ہونے لگے تو آلۂ تناسل کو عورت کی شرمگاہ سے باہر نکال کر انزال کر دے۔ سَبْيًا قیدی عورتیں۔ الْعُزْبَةَ مرد کا عورت کے بغیر اور عورت کا مرد کے بغیر ہونا، مراد ہے خواہش نفس کا بڑھ جانا۔ نَسَمَةٍ جان، روح۔

٩١٤- حديث أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِي رضي الله عنه قَالَ : أَصَبْنَا سَبْيًا فَكُنَّا نَعْزِلُ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَوَ إِنَّكُمْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک غزوہ میں) ہمیں قیدی عورتیں ملیں اور ہم نے ان سے عزل کیا۔ پھر ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم واقعی ایسا کرتے ہو؟

٩١٢- البخاري في: 67 كتاب النكاح: 85 باب إذا باتت المراة مهاجرة فراش زوجها (3237) مسلم (1436)۔

٩١٣- البخاري في: 64 كتاب المغازي: 32 باب غزوة بني المصطلق (2229) مسلم (1438) ترمذی (1138)۔

٩١٤- البخاري في: 67 كتاب النكاح: 96 باب العزل ۔

لَتَفْعَلُوْنَ !)) قَالَهَا ثَلَاثًا ((مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا وهِيَ كَائِنَةٌ))۔

تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔ (پھر فرمایا) قیامت تک جو روح بھی پیدا ہونے والی ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی (لہٰذا عزل عبث حرکت ہے)۔

۹۱۵۔ حدیث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب قرآن نازل ہو رہا تھا' ہم عزل کرتے تھے۔

[17] کتاب الرضاع
رضاعت کے مسائل

(1) باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة
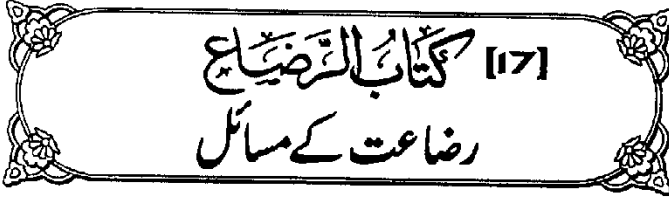
نسب سے جن رشتہ داروں سے نکاح حرام ہے رضاعت سے بھی وہ حرام ہو جاتے ہیں

۹۱۶۔ حدیث عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ عِنْدَهَا ' وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَاْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ : فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَرَاهُ فُلَانًا (لِعَمِّ حَفْصَةَ۔ مِنَ الرَّضَاعَةِ) فَقَالَتْ عَائِشَةُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِي بَيْتِكَ ' قَالَتْ : فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : ((اَرَاهُ فُلَانًا)) (لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ)۔ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا (لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ)۔ دَخَلَ عَلَيَّ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((نَعَمْ ' اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ))۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف فرما تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک صحابی کی آواز سنی جو ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے کہا یارسول اللہ! میرا خیال ہے یہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے دودھ کے چچا ہیں یارسول اللہ! یہ صحابی آپ کے گھر میں آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خیال ہے یہ فلاں صاحب حفصہ کے رضاعی چچا ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے ایک رضاعی چچا کے متعلق پوچھا کہ اگر فلاں زندہ ہوتے تو کیا وہ بے حجاب میرے پاس آ سکتے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! دودھ سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔

۹۱۵۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 96 باب العزل (5207) مسلم (1440) حمیدی (1257) ابن حبان (4195)۔

۹۱۶۔ البخاری فی: 52 کتاب الشهادات: 7 باب الشهادة علی الانساب ...(2646) مسلم (1444) عبد الرزاق (3952)۔

کتاب الرضاع

لغوی توضیح: الرَّضَاعَة بچے کا عورت کے پستان سے مخصوص مدت میں دودھ پینا۔ اس سے دودھ پینے والا بچہ دودھ پلانے والی کا بیٹا بن جاتا ہے اور دونوں کا باہم نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دودھ پلانے والی کی اولاد اس کے بہن بھائی بن جاتے ہیں، اس لیے ان کے ساتھ نکاح بھی حرام ہو جاتا ہے۔ بالفاظِ دیگر سگی ماں کی طرح رضاعی ماں اور اس کے رشتہ داروں سے بھی نکاح حرام ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ حرمت تب ہی ثابت ہوتی ہے جب بچے نے دو سال سے کم عمر میں کم از کم پانچ مرتبہ دودھ پیا ہو۔

(2) باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل

کیا رضاعت کی حرمت شوہر کی طرف بھی منتقل ہو جاتی ہے؟

٩١٧۔ حديث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ، فَقُلْتُ : لَا آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَإِنَّ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ ـ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ فَأَبَيْتُ إِنْ آذَنَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَكَ ـ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((وَمَا مَنَعَكِ أَنْ تَأْذَنِيْنَ؟ عَمُّكِ)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ ـ فَقَالَ: ((ائْذَنِي لَهُ، فَإِنَّهُ عَمُّكِ، تَرِبَتْ يَمِينُكِ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد ابو قیس کے بھائی افلح نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی لیکن میں نے کہلوا دیا کہ جب تک اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت حاصل نہ کر لوں ان سے نہیں مل سکتی۔ میں نے سوچا کہ ان کے بھائی ابو قیس نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا۔ مجھے دودھ پلانے والی تو ابو قعیس کی بیوی تھیں۔ پھر نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ابو قعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی، لیکن میں نے کہلوا دیا کہ جب تک نبی ﷺ سے اجازت نہ لے لوں ان سے ملاقات نہیں کر سکتی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا، اپنے چچا سے ملنے سے تم نے کیوں انکار کر دیا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ابو قعیس نے مجھے دودھ نہیں پلایا تھا۔ دودھ پلانے والی تو ان کی بیوی تھیں۔ آپ نے فرمایا، انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو وہ تمہارے چچا ہیں۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی عورت کا شوہر باپ کے اور اس کے شوہر کا بھائی چچا کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور چچا سے پردہ نہیں، اسی لیے نبی ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ انہیں اپنے ہاں آنے دو۔

٩١٨۔ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ : اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ فَلَمْ آذَنْ لَهُ، فَقَالَ : أَتَحْتَجِبِيْنَ مِنِّي وَأَنَا عَمُّكِ ؟ فَقُلْتُ : وَكَيْفَ ذٰلِكَ ؟ قَالَ : أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد) افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے (گھر میں آنے کی) اجازت چاہی تو میں نے ان کو اجازت نہیں دی۔ وہ بولے کہ آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں حالانکہ میں آپ کا (رضاعی) چچا ہوں۔ میں نے کہا یہ کیسے؟ تو انہوں نے بتایا

٩١٧۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 33 سورة الاحزاب: 9 باب قوله "إن تبدوا شيئاً..." (2644) مسلم (1445)۔

٩١٨۔ البخاري في: 52 كتاب الشهادات: 7 باب الشهادة على الانساب والرضاع المستفيض ۔

اَخِي بِلَبَنِ اَخِي فَقَالَتْ : سَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : ((صَدَقَ اَفْلَحُ ائْذَنِي لَهُ))۔

کہ میرے بھائی (وائل) کی بیوی نے آپ کو میرے بھائی ہی کا دودھ پلایا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ افلح نے سچ کہا ہے انہیں (اندر آنے کی) اجازت دے دیا کرو (ان سے پردہ نہیں ہے)۔

(3) باب تحريم ابنة الاخ من الرضاعة

رضاعی بھائی کی بیٹی سے نکاح کے حرام ہونے کا بیان

۹۱۹۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي بِنْتِ حَمْزَةَ : ((لَا تَحِلُّ لِي ، يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ ، هِيَ بِنْتُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے مسئلہ میں فرمایا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں ہو سکتیں جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں وہی دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہو جاتے ہیں یہ تو میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ رضاعی بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے کیونکہ وہ بھتیجی ہے۔

(4) باب تحريم الربيبة واخت المراة

ربیبہ اور بیوی کی بہن کی حرمت کا بیان

۹۲۰۔ حديث اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ : قُلْتُ ۔ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ اَبِي سُفْيَانَ؟ قَالَ: ((فَاَفْعَلُ مَاذَا؟)) قُلْتُ : تَنْكِحُ ، قَالَ: ((اَتُحِبِّيْنَ ؟)) قُلْتُ : لَسْتَ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ ، وَاَحَبُّ مَنْ شَرَكَنِي فِيْكَ اُخْتِي قَالَ: ((اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي)) قُلْتُ : بَلَغَنِي اَنَّكَ تَخْطُبُ قَالَ: ((ابْنَةَ اُمِّ سَلَمَةَ؟)) قُلْتُ : نَعَمْ ۔ قَالَ : ((لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِي مَا حَلَّتْ لِي ، اَرْضَعَتْنِي وَاَبَاهَا ثُوَيْبَةُ ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ))۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ابوسفیان کی صاحبزادی کو چاہتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔ پھر میں اس کے ساتھ کیا کروں گا؟ میں نے عرض کیا کہ اس سے آپ نکاح کر لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے پسند کرو گی؟ میں نے عرض کیا میں کوئی تنہا تو ہوں نہیں (بلکہ میری دوسری سوکنیں ہیں ہی) اور میں اپنی بہن کے لئے یہ پسند کرتی ہوں کہ وہ بھی میرے ساتھ آپ کے تعلق میں شریک ہو جائے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں (کیونکہ دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں نہیں رکھا جا سکتا) میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے (زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے) نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا ام سلمہ کی لڑکی کے پاس؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا، واہ واہ اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی جب بھی وہ میرے لئے حلال نہ

۹۱۹۔ البخاري في: 52 كتاب الشهادات: 7 باب الشهادة على الانساب...(2645) مسلم (1447) ابن ماجه (1938)۔

۹۲۰۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 25 باب "وربائبكم اللاتي في حجوركم" (5101) مسلم (1449)۔

ہوتی مجھے اور اس کے والد ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ دیکھو تم آئندہ میرے نکاح کے لئے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔

لغوی توضیح رَبِیْبَة وہ لڑکی جو بیوی کے پہلے شوہر سے ہو۔

فہم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو بہنوں سے نکاح کرنا حرام ہے اور یہ حرمت قرآن میں بھی یوں مذکور ہے کہ ﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ [النساء : ٢٣] ۔ اسی طرح ربیبہ سے بھی نکاح حرام ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ اگر ایک بہن فوت ہو جائے یا اسے طلاق دے دے تو پھر دوسری بہن سے نکاح کیا جا سکتا ہے، اسی طرح ربیبہ سے نکاح تب حرام ہے جب اس کی ماں سے ہم بستری کر لے، اگر ہم بستری کے بغیر چھوڑ دے تو ربیبہ سے بھی نکاح حلال ہے۔ [دیکھئے: سورة النساء : آیت ٢٣]۔

(8) باب انما الرضاعة من المجاعة

رضاعت اس دودھ سے ہوتی ہے جو بھوک کے وقت پلایا جائے

٩٢١۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ' وَعِنْدِي رَجُلٌ ' قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ ! مَنْ هَذَا؟)) قُلْتُ : اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ ۔ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ ! انْظُرْنَ مَنْ اِخْوَانُكُنَّ ' فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ تشریف لائے تو میرے یہاں ایک صاحب (عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا عائشہ! یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا عائشہ! ذرا دیکھ بھال کر چلو کون تمہارا رضاعی بھائی ہے کیونکہ رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک سے ہو۔

فہم الحدیث رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک سے ہو یعنی جب بچے کو دودھ پلایا جائے اور اس سے اس کی بھوک مٹ جائے اور وہ صرف بچپن میں دو سال کی عمر کے اندر ہی ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ رضاعت کے معاملے میں خوب تحقیق کر لینی چاہیے کہ آیا اس نے رضاعت کی عمر میں دودھ پیا تھا یا نہیں' اسی طرح پانچ مرتبہ پیا تھا یا نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رضاعت اسی صورت میں معتبر ہے جب بچپن میں یعنی دو سال کی عمر کے اندر اندر دودھ پیا ہو۔

(10) باب الولد للفراش وتوقي الشبهات

اولاد عورت کے شوہر یا مالک کی ہے اور شبہات سے بچنے کا بیان

٩٢٢۔ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها ' قَالَتْ : اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ : هَذَا ' يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! ابْنِ اَخِي عُتْبَةَ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ ' عَهِدَ اِلَيَّ اَنَّهُ ابْنُهُ ' اُنْظُرْ اِلَى شَبَهِهِ ' وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ : هَذَا اَخِي ' يَا رَسُوْلَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کا ایک بچے کے بارے میں جھگڑا ہوا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے۔ اس نے وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔ آپ خود میرے بھائی سے اس کی مشابہت دیکھ لیں۔ لیکن عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے۔ میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور اس کی باندی

٩٢١۔ البخاري في: 52 كتاب الشهادات: 7 باب الشهادة على الانساب...(2647) مسلم (1455) ابو داود (2058)۔

٩٢٢۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 100 باب شراء المملوك من الحربي وهبته وعتقه (2053) مسلم (1457)۔

اللّٰهِ ! وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِىْ مِنْ وَلِيْدَتِهٖ ' فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى شَبَهِهٖ فَرَاٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ ' فَقَالَ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ ' اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ' وَاحْتَجِبِىْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ)) فَلَمْ تَرَهُ سَوْدَةُ قَطُّ ۔

کے پیٹ کا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بچے کی صورت دیکھی تو صاف عتبہ سے ملتی تھی۔ لیکن آپ نے یہی فرمایا کہ اے عبد! یہ بچہ تیرے ہی ساتھ رہے گا کیونکہ بچہ فراش کے تابع ہوتا ہے اور زانی کے حصہ میں صرف پتھر ہے اور اے سودہ بنت زمعہ! اس لڑکے سے تو پردہ کیا کر۔ چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے پھر اسے کبھی نہیں دیکھا۔

۹۲۳۔ حديث اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا لڑکا بستر والے کا حق ہوتا ہے۔

لغوی توضیح لِلْفِرَاشِ بستر والے (یعنی شوہر) کے لیے ہے یعنی بچہ اس کا شمار ہوگا جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ عَاهِر زانی۔ اَلْحَجَر پتھر۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ بچے کو اسی کے ساتھ ملحق کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا' مراد ہے بچے کا باپ' خواہ اس کی ماں سے کسی نے زنا ہی کیوں نہ کیا ہو اور زنا کی وجہ سے وہ باپ کے علاوہ کسی اور کے مشابہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ کوئی اور اس بچے کا باپ ہونے کا دعویٰ ہی کیوں نہ کر دے۔ لیکن اگر باپ ہی اس بچے کا انکار کر دے تو پھر اسے ماں کے ساتھ ملحق کر دیا جائے گا۔

(11) باب العمل بالحاق القائف الولد

اولاد کی نسبت کے معاملہ میں قیافہ شناس کی بات پر اعتبار کا بیان

۹۲٤۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : دَخَلَ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ ' فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ ! اَلَمْ تَرَىْ اَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِىَّ دَخَلَ فَرَاٰى اُسَامَةَ وَزَيْدًا ' وَعَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُءُوْسَهُمَا ' وَبَدَتْ اَقْدَامُهُمَا ' فَقَالَ : ((اِنَّ هٰذِهِ الْاَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے آپ بہت خوش تھے اور فرمایا، عائشہ تم نے دیکھا نہیں' مجزز المدلجی آیا اور اس نے اسامہ اور زید کو دیکھا' دونوں کے جسم پر ایک چادر تھی' جس نے دونوں کے سروں کو ڈھک لیا تھا اور ان کے صرف پاؤں کھلے ہوئے تھے تو اس نے کہا کہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔

فهم الحديث قیافہ شناس کی بات سن کر آپ ﷺ خوش اس لیے تھے کہ لوگ اسامہ کے نسب میں طعن کیا کرتے تھے کیونکہ اسامہ کالے جبکہ زید سفید رنگ کے تھے، لیکن وہ قیافہ شناس پر اعتماد کرتے تھے۔ اس لیے جب قیافہ شناس نے یہ بات کر دی تو لوگوں کا طعن بھی دور ہو گیا۔

۹۲۲۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 100 باب شراء المملوك من الحربي وهبته وعتقه (2053) مسلم (1457) ۔

۹۲۳۔ البخاري في: 85 كتاب الفرائض: 18 باب الولد للفراش...(6750) مسلم (1458) ابن ماجه (2006) ۔

۹۲٤۔ البخاري في: 85 كتاب الفرائض: 31 باب القائف (3555) مسلم (1459) ابو داود (2267) ۔

(12) باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من اقامة الزوج عندها عقب الزفاف

زفاف کے بعد شوہر کے قیام کی مدت کنواری بیوی کے پاس کتنے دن ہے اور شوہر دیدہ کے پاس کتنے دن قیام کرنا چاہیے

٩٢٥۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : مِنَ السُّنَّةِ ' اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ ' اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا ' وَقَسَمَ ' وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ ' اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلاثًا ' ثُمَّ قَسَمَ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سنت یہ ہے کہ جب کوئی پہلے سے شادی شدہ بیوی کی موجودگی میں کسی کنواری عورت سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے اور جب کسی کنواری بیوی کی موجودگی میں پہلے سے شادی شدہ عورت سے نکاح کرے تو اس کے ساتھ تین دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ اگر آدمی کے پاس پہلی بیوی موجود ہے اور وہ کنواری سے شادی کرے تو اسے اس نئی بیوی کے پاس سات روز مسلسل قیام کرنا چاہیے اور اگر دوسری شادی کسی شوہر دیدہ خاتون سے کرے تو اس کے پاس تین روز قیام کرنا چاہیے۔ لیکن یہ سات اور تین دن باری کی تقسیم کے علاوہ ہوں گے۔ یہ نئی دلہن کے لیے خاص ہیں۔ ان دنوں کے بعد (خواہ کوئی کنواری ہو یا شوہر دیدہ) سب باری کی تقسیم میں برابر ہو جائیں گی۔

(13) باب القسم بين الزوجات و بيان ان السنة ان تكون لكل واحدة ليلة مع يومها

بیویوں کی باری کا بیان، سنت یہ ہے کہ ہر بیوی کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر کی جائے

٩٢٦۔ حدیث عَائِشَةَ رضىَ اللّٰه عنها ' قَالَتْ : كُنْتُ اَغَارُ عَلَى اللاَّتِي وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَقُوْلُ : اَتَهَبُ الْمَرْاَةُ نَفْسَهَا ؟ فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ۔ ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُئْوِي اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ ۔ قُلْتُ : مَا اَرَى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جو عورتیں اپنے نفس کو رسول ﷺ کے لئے ہبہ کرنے آتی تھیں مجھے ان پر بڑی غیرت آتی تھی میں کہتی کہ کیا عورت خود ہی اپنے آپ کو کسی کے لئے پیش کر سکتی ہے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں تب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے" [الاحزاب:٥١] تو میں نے کہا کہ میں تو سمجھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی مراد بلا تاخیر پوری کر دینا چاہتا ہے۔

لغوی توضیح اَلْقَسْمُ بَيْنَ الزَّوْجَات بیویوں کے درمیان باری تقسیم کرنا۔ واضح رہے کہ اگر زیادہ بیویاں ہوں تو ان کے درمیان منصفانہ طریقے سے باری تقسیم کرنا واجب ہے۔ یعنی اگر ایک بیوی کے پاس ایک رات رہے تو دوسری کے پاس بھی ایک

٩٢٥۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 101 باب إذا تزوج الثيب علی البکر (5213) مسلم (1461) ترمذی (1139)۔

٩٢٦۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 33 سورة الاحزاب: 7 باب قوله "ترجی من..." (4788) مسلم (1464)۔

رات رہے۔ یہ جائز نہیں کہ نئی بیوی یا زیادہ محبوب بیوی کے پاس زیادہ راتیں گزارے اور دوسری کے پاس کم۔ آغَـــارُ میں غیرت کھاتی۔ تُرْجِی آپ مؤخر کریں (یعنی جسے چاہیں اپنے سے دور رکھیں)۔ تُؤْوِیْ جگہ دیں (یعنی جسے چاہیں نزدیک رکھیں)۔

(14) باب جواز هبتها نوبتها لضرتها

اپنی باری سوکن کو ہبہ کر دینا جائز ہے

٩٢٧۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ ﷺ، فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا، وَارْفُقُوْا، فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعٌ، كَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ، وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ۔

عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں، جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو زور زور سے حرکت نہ دینا بلکہ آہستہ آہستہ نرمی کے ساتھ جنازہ کو لے کر چلنا۔ نبی ﷺ کے پاس آپ کی وفات کے وقت آپ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں۔ آٹھ کے لیے تو آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی لیکن ایک کی باری نہیں تھی۔

لغوی توضیح فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا دونوں کا معنی ہے، (تعظیماً) زور سے حرکت مت دو۔ تِسْعٌ نو بیویاں (یعنی عائشہ، حفصہ، سودہ، زینب، ام سلمہ، ام حبیبہ، میمونہ، جویریہ، صفیہ رضی اللہ عنہن)۔ لَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ ایک کی باری تقسیم نہ کرتے۔ مراد سودہ رضی اللہ عنہا ہیں، جو بڑھاپے کی وجہ سے خائف تھیں کہ کہیں نبی ﷺ انہیں چھوڑ نہ دیں تو انہوں نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی۔ معلوم ہوا کہ اس طریقے سے بھی شوہر کو راضی کرنا جائز ہے۔

(15) باب استحباب نكاح ذات الدين

دیندار عورت سے نکاح کرنا زیادہ بہتر ہے

٩٢٨۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے اور اس کے خاندانی شرف کی وجہ سے اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے اور تو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کر۔ اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی (یعنی نادم ہوگا)۔

لغوی توضیح اِظْفَرْ کامیابی حاصل کر۔ مراد ہے دین والی عورت سے نکاح کرنے میں ہی (دنیا وآخرت کی) کامیابی ہے اور یہی اسے ترجیح دینے کی وجہ ہے۔ تَرِبَتْ يَدَاكَ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، یہ الفاظ کسی کام پر اُبھارنے کے لیے کہے جاتے ہیں، ان سے دعا مقصود نہیں۔

٩٢٧۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 4 باب کثرة النساء (5067) مسلم (1465) نسائی (3196)۔

٩٢٨۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 15 باب الاکفاء فی الدین (5090) مسلم (1466) ابو داود (2047)۔

(16) باب استحباب نکاح البکر

کنواری لڑکی سے نکاح کرنا زیادہ بہتر ہے

٩٢٩۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: تَزَوَّجْتُ، فَقَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَزَوَّجْتَ؟)) فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ: ((مَالَكَ وَلِلْعَذَارَى وَلِعَابِهَا)) ۔ قَالَ مُحَارِبٌ (اَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ): فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمْرِوبْنِ دِيْنَارٍ، فَقَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يقول: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلَّاجَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟)) ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے شادی کی تو نبی ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کس سے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک بیوہ عورت سے۔ آپ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہ کی کہ تم اس کے ساتھ کھیل کود کرتے؟ محارب (راویٔ حدیث) نے کہا کہ پھر میں نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد عمرو بن دینار سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا، تم نے کسی کنواری عورت سے شادی کیوں نہ کی کہ تم اس کے ساتھ کھیل کود کرتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔

لغوی توضیح: اَلْعَذَارِیٰ جمع ہے عذراء کی، معنی ہے کنواری۔ لِعَاب ملاعبه کے معنی میں ہے، کھیل کود کرنا، مراد ہے بیوی کو بوس و کنار کرنا، ہونٹ اور زبان چوسنا اور پیار و محبت کے دیگر انداز اختیار کرنا۔ معلوم ہوا کہ شادی کے لیے کنواری کو ترجیح دینی چاہیے۔ البتہ جابر رضی اللہ عنہ نے بیوہ سے شادی کیوں کی، اس کا سبب آئندہ احادیث میں ملاحظہ فرمایئے۔

٩٣٠۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: هَلَكَ اَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ اَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ، فَتَزَوَّجْتُ امْرَاَةً ثَيِّبًا، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟)) فَقُلْتُ: نَعَم فَقَالَ: ((بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا)) قُلْتُ: نَعَمْ۔ فَقَالَ: ((بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا)) قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا قَالَ: ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ، وَاِنِّي كَرِهْتُ اَنْ اَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَاَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے والد شہید ہو گئے اور انہوں نے سات لڑکیاں چھوڑیں یا (راوی نے کہا کہ) نو لڑکیاں۔ چنانچہ میں نے ایک شوہر دیدہ عورت سے نکاح کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا، جابر! تم نے شادی کی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا، کنواری سے کی ہے یا بیاہی سے؟ میں نے عرض کیا کہ بیاہی سے! فرمایا تم نے کسی کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہ کی؟ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی، تم اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے اور وہ تمہارے ساتھ ہنسی کرتی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میرے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ اس لیے میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان کے پاس ان ہی جیسی لڑکی بیاہ لاؤں۔ اس لئے میں

٩٢٩۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 10 باب تزویج الثیبات، مسلم (715)۔

٩٣٠۔ البخاری فی: 69 کتاب النفقات: 12 باب عون المراة زوجها فی ولده۔

فَقَالَ: ((بَارَكَ اللّٰهُ)) اَوْ ((خَيْرًا))۔

نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جو ان کی دیکھ بھال کر سکے اور ان کی اصلاح کا خیال رکھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا' اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے یا (راوی کو شک تھا) اللہ تم کو خیر عطا کرے۔

۹۳۱۔ حدیث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ' فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيْرٍ قَطُوْفٍ' فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي' فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ' قَالَ: ((مَا يُعْجِلُكَ؟)) قُلْتُ: إِنِّي حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ۔ قَالَ: ((فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا؟)) قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا۔ قَالَ: ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟))۔ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ' فَقَالَ: ((اَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا)) أَيْ عِشَاءً ((لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ)) وَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّهُ قَالَ: ((الْكَيْسَ الْكَيْسَ يَا جَابِرُ)) يَعْنِي الْوَلَدَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (تبوک) میں تھا۔ جب ہم واپس ہو رہے تھے تو میں اپنے سست رفتار اونٹ کو تیز چلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنے میں میرے پیچھے سے ایک سوار میرے قریب آئے میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ نے فرمایا جلدی کیوں کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میری شادی ابھی نئی ہوئی ہے آپ نے دریافت فرمایا' کنواری عورت سے تم نے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا کہ بیوہ سے۔ آپ نے اس پر فرمایا' کنواری سے کیوں نہ کی۔ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب ہم (مدینہ) پہنچے تو ہم نے چاہا کہ شہر میں داخل ہو جائیں لیکن آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ رات ہو جائے پھر داخل ہونا تاکہ تمہاری بیویاں جو پراگندہ بال ہیں وہ کنگھی چوٹی کر لیں اور جن کے خاوند غائب تھے وہ زیر ناف بال صاف کر لیں اور اسی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ الکیس الکیس یعنی اے جابر! جب تو گھر پہنچے تو خوب کیس کرنا۔ (امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کیس کا یہی مطلب ہے کہ اولاد ہونے کی خواہش کرنا)۔

لغوی توضیح قَفَلْنَا ہم پلٹے، واپس لوٹے۔ تَمْتَشِطَ کنگھی کر لے۔ الشَّعِثَة بکھرے بالوں والی۔ تَسْتَحِدَّ (زیر ناف بال) مونڈ لے۔ الْمُغِيْبَة جس کا شوہر اس سے غائب تھا۔ معلوم ہوا کہ لمبے سفر سے آنے والے کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو صفائی ستھرائی کا موقع دے تاکہ اس کی بری حالت شوہر کے لیے نفرت کا باعث نہ بنے۔ آج کل ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعے واپسی کی فوراً اطلاع دی جا سکتی ہے اس لیے اب واپسی کے بعد گھر کے قریب ٹھہرنے کی ضرورت نہیں۔ الْكَيْس مراد ہے خوب جماع کرنا تاکہ تمہیں اولاد ہو۔ کیس کا معنی عقل بھی کیا گیا ہے، تب مفہوم یہ ہوگا کہ خوب جماع کر کے اولاد طلب کرنا کیونکہ یہی عقلمندی ہے۔

۹۳۱۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 121 باب طلب الولد۔

٩٣٢ ۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا، فَأَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((جَابِرٌ!)) فَقُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) قُلْتُ: أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ، فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ ـ ثُمَّ قَالَ: ((ارْكَبْ)) فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((تَزَوَّجْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا ـ قَالَ: أَفَلاَ جَارِيَةً تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ؟)) قُلْتُ: إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ، قَالَ: ((أَمَّا إِنَّكَ قَادِمٌ، فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ)) ثُمَّ قَالَ ((أَتَبِيعُ جَمَلَكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ ـ فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوقِيَّةٍ، ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلِي، وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ، فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، قَالَ: ((آلآنَ قَدِمْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ ـ قَالَ: ((فَدَعْ جَمَلَكَ فَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَأَمَرَ بِلاَلاً أَنْ يَزِنَ لَهُ أُوقِيَّةً فَوَزَنَ لِي بِلاَلٌ فَأَرْجَحَ لِي فِي

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (تبوک) میں تھا۔ میرا اونٹ تھک کر سست ہو گیا۔ اتنے میں میرے پاس نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا' جابر! میں نے عرض کیا' حضور میں حاضر ہوں۔ فرمایا کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا کہ میرا اونٹ تھک کر سست ہو گیا ہے۔ چلتا ہی نہیں اس لئے میں پیچھے رہ گیا ہوں پھر آپ اپنی سواری سے اترے اور میرے اسی اونٹ کو ایک ٹیڑھے منہ کی لکڑی سے کھینچنے لگے (یعنی ہانکنے لگے) اور فرمایا کہ اب سوار ہو جا۔ چنانچہ میں سوار ہو گیا اب تو یہ حال ہوا کہ مجھے اسے رسول اللہ ﷺ کے برابر پہنچنے سے روکنا پڑ جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' جابر تو نے شادی بھی کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ دریافت فرمایا' کسی کنواری لڑکی سے کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو ایک بیوہ سے کر لی ہے۔ فرمایا کسی کنواری لڑکی سے کیوں نہ کی کہ تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی؟ (حضرت جابر بھی کنوارے تھے) میں نے عرض کیا کہ میری کئی بہنیں ہیں (اور میری ماں کا انتقال ہو چکا ہے) اس لئے میں نے پسند کیا کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو انہیں جمع رکھے۔ ان کے کنگھا کرے اور ان کی نگرانی کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اب تم گھر پہنچ کر خیر و عافیت کے ساتھ خوب مزے اڑانا۔ اس کے بعد فرمایا کہ کیا تم اپنا اونٹ بیچو گے؟ میں نے کہا جی ہاں! چنانچہ آپ نے ایک اوقیہ چاندی میں خرید لیا۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے پہلے ہی (مدینہ) پہنچ گئے تھے اور میں دوسرے دن صبح کو پہنچا۔ پھر ہم مسجد آئے تو رسول ﷺ مسجد کے دروازے پر ملے۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا ابھی آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ فرمایا'

٩٣٢ ۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 34 باب شراء الدواب والحمير ـ

الْمِيْزَانِ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى وَلَّيْتُ، فَقَالَ: ((ادْعُ لِي جَابِرًا)) قُلْتُ الآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ، قَالَ: ((خُذْ جَمَلَكَ، وَلَكَ ثَمَنُهُ))۔

پھر اپنا اونٹ چھوڑ دو اور مسجد میں جا کے دو رکعت نماز پڑھو۔ میں اندر گیا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ میرے لیے ایک اوقیہ چاندی تول دے۔ انہوں نے ایک اوقیہ چاندی جھکتی ہوئی (یعنی تھوڑی سی زیادہ) تول دی۔ میں پیٹھ موڑ کے چلا تو آپ نے فرمایا کہ جابر کو ذرا بلاؤ۔ میں نے سوچا کہ شاید اب میرا اونٹ پھر مجھے آپ واپس کریں گے۔ حالانکہ اس سے زیادہ ناگوار میرے لیے اور کوئی چیز نہیں تھی۔ چنانچہ آپ نے یہی فرمایا کہ یہ اپنا اونٹ لے جاؤ اور اس کی قیمت بھی تمہاری ہے۔

لغوی توضیح أَبْطَأَ سست ہو گیا۔ أَعْيَا تھک گیا۔ يَحْجُنُهُ اسے کھینچ رہے تھے۔ بِمِحْجَنِهِ اپنی چھڑی کے ساتھ۔ أُوْقِيَة چالیس درہم۔

(18) باب الوصية بالنساء

عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا بیان

۹۳۳۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ۔ إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت مثل پسلی کے ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ لو گے اور اگر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہو گے تو اس کی ٹیڑھ کے ساتھ ہی فائدہ حاصل کرو گے۔

لغوی توضیح الضِّلَع پسلی کی ہڈی (مراد ہے اس ٹیڑھی ہڈی کی طرح عورت کے مزاج میں ہی ٹیڑھ پن ہے)۔

۹۳۴۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ، وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور میں تمہیں عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اس کے اوپر کا حصہ ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی باقی رہ جائے گی۔ اس لئے میں تمہیں عورتوں کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

۹۳۳۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 79 باب المداراة مع النساء (3331) مسلم (1468) بغوی (2332)۔

۹۳۴۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 80 باب الوصاة بالنساء۔

لغوی توضیح اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ عورتوں کے متعلق وصیت قبول کرو۔ خَیْرًا خیر و بھلائی اور حسن سلوک کی۔

فہم الحدیث فرمانِ نبوی ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم میں اپنی بیوی کے لیے سب سے بہتر ہے اور میں تم میں اپنی بیوی کے لیے سب سے بہتر ہوں۔[1] معلوم ہوا کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے اور ان کی کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے غصہ پی جانا چاہیے۔

۹۳۵۔ **حدیث** اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَوْ لَا بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰى زَوْجَهَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ اگر قوم بنی اسرائیل نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑا کرتا اور اگر حوا نہ ہوتیں تو عورت اپنے شوہر سے دغا نہ کرتی۔

لغوی توضیح لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمَ گوشت بدبودار نہ ہوتا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو من وسلویٰ ذخیرہ کر کے رکھنے سے منع کیا گیا تھا لیکن انہوں نے ذخیرہ کر لیا اور اس میں بدبو پیدا ہو گئی، یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی کھانا بدبودار ہوا۔ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰى کوئی عورت خیانت نہ کرتی۔ مراد یہ ہے کہ حوا علیہا السلام پہلی عورت تھیں جنہوں نے اپنے شوہر (آدم علیہ السلام) کو ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر اُبھارا اور اللہ کی مخالفت کی، بعد میں ان کی بیٹیاں (عورتیں) بھی شوہروں کو اللہ کی مخالفت پر ابھارنے میں انہی کے راستے پر چلیں۔

[18] کتاب الطلاق
طلاق کے مسائل

(1) باب تحریم طلاق الحائض بغیر رضاها وانه لو خالف وقع الطلاق ویؤمر برجعتها

حیض کی حالت میں عورت کی رضامندی کے بغیر طلاق دینا حرام ہے اگر کوئی ایسا کرے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی لیکن اسے رجوع کا حکم دیا جائے گا

۹۳۶۔ **حدیث** ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنهما: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی (آمنہ بنت غفار) کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں (حالت حیض میں) طلاق دے دی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ انہیں کہو کہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیں اور پھر اپنے نکاح میں باقی رکھیں جب ماہواری (حیض) بند ہو جائے پھر ماہواری

۹۳۵۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 1 باب خلق آدم صلوات اللہ علیه وذریته (3390) مسلم (1470)۔

۹۳۶۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 1 باب قول اللہ تعالی "یایها النبی إذا طلقتم النساء..." (4908) مسلم (1471)۔

[1] [صحیح: الصحیحة (285) ترمذی (3895)]

ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ، ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ)).

آئے اور پھر بند ہوتب اگر چاہیں تو اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں باقی رکھیں اور اگر چاہیں تو طلاق دے دیں (لیکن طلاق اس طہر میں) ان کے ساتھ ہم بستری سے پہلے ہونی چاہیے۔ یہی (طہر کی) وہ مدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔

لغوی توضیح الطَّلَاق مشتق ہے اِطْلَاق سے، معنی ہے چھوڑ دینا۔ اصطلاحاً طلاق' نکاح کی گرہ کھول دینے کو کہتے ہیں۔ طلاق دینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دو عادل گواہوں کی موجودگی میں جب عورت ایامِ ماہواری سے پاک ہو تو اسے ہم بستری کرنے سے پہلے ایک طلاق دی جائے۔ یاد رہے کہ دورانِ حیض یا پھر حالت طہر میں ہم بستری کے بعد یا بیک وقت ایک سے زیادہ طلاقیں دینا خلافِ سنت ہے۔ اور اگر کوئی بیک وقت تین یا زیادہ طلاقیں دیتا ہے تو وہ ایک ہی شمار ہوگی۔[1] فَلْيُرَاجِعْهَا وہ اس سے رجوع کرلے، معلوم ہوا کہ اگرچہ دورانِ حیض طلاق دینا خلافِ سنت ہے لیکن اگر کوئی طلاق دے دے تو واقع ہو جاتی ہے، اسی لیے تو آپ ﷺ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رجوع کا حکم دیا اور رجوع طلاق کے بعد ہی ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک روایت میں یہ وضاحت بھی ہے کہ یہ طلاق جو میں نے حالت حیض میں دی تھی مجھ پر شمار کرلی گئی۔[2] فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے (مراد یہ آیت ہے فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ [الطلاق: ١]).

٩٣٧- حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا، ثُمَّ يُطَلِّقَ مِنْ قَبْلِ عِدَّتِهَا، قُلْتُ: فَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ؟ قَالَ: ((أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟)).

یونس بن جبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے (حالت حیض میں طلاق کے بارے) پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اس وقت وہ حالت حیض میں تھیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے حکم دیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بیوی سے رجوع کرلیں۔ پھر جب طلاق کا صحیح وقت آئے تو طلاق دیں (یونس نے بیان کیا کہ ابن عمر سے) میں نے پوچھا کہ کیا اس طلاق کا بھی شمار ہوا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ اگر کوئی طلاق دینے والا شرع کے احکام بجالانے سے عاجز ہو یا احمق بے وقوف (تو کیا طلاق نہیں پڑے گی)۔

لغوی توضیح أَرَأَيْتَ مجھے بتاؤ۔ إِنْ عَجَزَ اگر کوئی عاجز ہو (اللہ کا حکم سمجھنے سے)۔ وَاسْتَحْمَقَ اور احمقوں جیسا فعل کرے (یعنی یہ عجز و حماقت طلاق ساقط کرنے میں مؤثر نہیں بلکہ طلاق واقع ہو جائے گی)۔

٩٣٧- البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 45 باب مراجعة الحائض.

---

[1] [مسلم (1472) كتاب الطلاق]

[2] [بخاری (5253) کتاب الطلاق]

(3) باب وجوب الكفارة على من حرم امراته ولم ينو الطلاق

اگر کوئی شخص اپنی عورت سے طلاق کی نیت کے بغیر کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اس پر کفارہ واجب ہوگا

۹۳۸۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ، وَقَالَ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ۔

حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ اگر کسی نے اپنے اوپر کوئی حلال چیز حرام کر لی تو اس کا کفارہ دینا ہوگا اور آیت مبارکہ تلاوت کی "بے شک تمہارے لئے تمہارے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔" [احزاب:۲۱]

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اس پر قسم کا کفارہ لازم ہے (بشرطیکہ اس کی نیت طلاق کی نہ ہو کیونکہ اگر طلاق کی نیت ہوگی تو طلاق واقع ہو جائے گی)۔ ابن عباس ؓ نے جو یہ کہا کہ نبی ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ نے بھی جب اپنے اوپر شہد حرام کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفارۂ قسم کی ادائیگی کا ہی حکم دیا تھا (شہد حرام کرنے کی کچھ تفصیل آئندہ احادیث میں ہے، ملاحظہ فرمائیے)۔

۹۳۹۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا ' فَتَوَاصَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ اَنَّ اَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ: اِنِّي اَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ' اَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَدَخَلَ عَلَى اِحْدَاهُمَا ' فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ ' فَقَالَ: ((لَا ' بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ ' وَلَنْ اَعُودَ لَهُ)) فَنَزَلَتْ ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللهُ لَكَ﴾ اِلَى ...... ﴿اِنْ تَتُوبَا اِلَى اللهِ﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلَى بَعْضِ اَزْوَاجِهِ ـ لِقَوْلِهِ: ((بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا))۔

حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ام المومنین زینب بنت جحش کے یہاں ٹھہرتے تھے اور ان کے یہاں شہد پیا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے اور حفصہ نے مل کر صلاح کی کہ آنحضرت ﷺ ہم میں سے جس کے یہاں بھی تشریف لائیں تو یہ کہا جائے کہ آپ کے منہ سے مغافیر (ایک خاص قسم کی بدبودار گوند) کی بو آتی ہے، کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ ﷺ اس کے بعد ہم میں سے ایک کے یہاں تشریف لائے تو اس نے آپ سے یہی بات کہی۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے ہاں شہد پیا ہے اب دوبارہ نہیں پیوں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "اے نبی! آپ وہ چیز کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کی ہے" [تحریم:۱-۴] یہ حضرت عائشہ اور حفصہ ؓ کی طرف خطاب ہے۔ واذ اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا میں حدیث سے آپ کا یہی فرمانا مراد ہے کہ میں نے مغافیر نہیں کھایا بلکہ شہد پیا ہے۔

۹۳۸۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 66 سورة التحریم: 1 باب "یایها النبی لم تحرم..." (4911) مسلم (1473)۔

۹۳۹۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 8 باب لم تحرم ما احل الله لك (4912) مسلم (1474) ابوداود (3714)۔

كتاب الطلاق

لغوی توضیح مَغَافِیْر جمع ہے مَغْفُوْرَة کی، یہ ایک گوند ہے جس کی بدبو انتہائی بری ہوتی ہے۔

فہم الحدیث اس حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر شہد پیا کرتے تھے اور عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما نے ان کے خلاف باہم اتفاق کیا، جبکہ آئندہ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر شہد پیا کرتے تھے اور عائشہ، سودہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن نے اتفاق کیا۔ جب قصہ ایک ہے تو پھر ضروری ہے ان دونوں روایتوں میں ترجیح دی جائے اور راجح پہلی حدیث ہے کیونکہ وہ قرآن کے اس ارشاد ﴿ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰهِ ﴾ کے مطابق ہے۔ اس آیت میں تثنیہ کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو دو عورتوں پر دلالت کرتا ہے اور پہلی حدیث میں ہی باہم اتفاق کرنے والی دو عورتوں (عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما) کا ذکر ہے۔ البتہ آئندہ حدیث میں راوی سے غلطی ہوئی ہے۔

۹۴۰۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' يُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَاءَ ' وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ ' فَيَدْنُوْا مِنْ إِحْدَاهُنَّ ' فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ ' فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كُنَّا يَحْتَبِسُ ' فَغِرْتُ ' فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ ' فَقِيْلَ لِي ' أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ ' فَسَقَتِ النَّبِيَّ ﷺ مِنْهُ شَرْبَةً ۔ فَقُلْتُ : أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ ۔ فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ إِنَّهُ سَيَدْنُوْ مِنْكَ ' فَإِذَا دَنَا مِنْكَ فَقُوْلِي : أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُوْلُ لَكَ : ((لَا)) فَقُوْلِي لَهُ : مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُوْلُ لَكَ : ((سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ)) فَقُوْلِي لَهُ : جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ ' وَسَأَقُوْلُ ذٰلِكَ ' وَقُوْلِي أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ قَالَتْ : تَقُوْلُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَأَرَدْتُ أَنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ شہد اور میٹھی چیزیں پسند کرتے تھے۔ آپ ﷺ جب عصر کی نماز سے فارغ ہو کر واپس آتے تو اپنی ازواج کے پاس تشریف لے جاتے۔ اور بعض سے قریب بھی ہوتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور معمول سے زیادہ دیر ان کے گھر ٹھہرے۔ مجھے اس پر غیرت آئی اور میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قوم کی کسی خاتون نے شہد کا ایک ڈبا دیا ہے اور انہوں نے اسی کا شربت آنحضرت ﷺ کے لئے پیش کیا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو ایک حیلہ کروں گی۔ پھر میں نے ام المومنین سودہ بنت زمعہ سے کہا کہ آنحضرت ﷺ تمہارے پاس آئیں گے اور جب آئیں تو کہنا، معلوم ہوتا ہے آپ نے مغافیر کھا رکھا ہے؟ ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ اس کے جواب میں انکار کریں گے اس وقت کہنا کہ پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے میں معلوم کر رہی ہوں؟ اس پر آپ ﷺ کہیں گے کہ حفصہ نے شہد کا شربت مجھے پلایا ہے تم کہنا کہ غالباً اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہوگا۔ میں بھی آنحضرت ﷺ سے یہی کہوں گی اور صفیہ تم بھی یہی کہنا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سودہ کہتی تھیں کہ اللہ کی قسم آنحضرت ﷺ

۹۴۰۔ البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 8 باب لم تحرم ما احل الله لك ۔

أُبَادِيَهُ بِمَا اَمَرْتَنِي بِهِ فَرَقًا مِنْكِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا، قَالَتْ لَهُ سَوْدَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَتْ: فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِي اَجِدُ مِنْكَ؟ قَالَ: ((سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ)) فَقَالَتْ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ، فَلَمَّا دَارَ اِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْوَ ذٰلِكَ۔ فَلَمَّا دَارَ اِلَى حَفْصَةَ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَلَا اَسْقِيْكَ مِنْهُ؟ قَالَ: ((لَا حَاجَةَ لِي فِيْهِ))۔ قَالَتْ: تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ، قُلْتُ لَهَا: اسْكُتِي۔

جونہی دروازے پر آ کر کھڑے ہوئے تو تمہارے خوف سے میں نے ارادہ کیا کہ آنحضرت ﷺ سے وہ بات کہوں جو تم نے مجھ سے کہی تھی، چنانچہ جب آپ ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا کے قریب تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں انہوں نے کہا پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے میں محسوس کرتی ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔ اس پر سودہ بولیں اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہوگا۔ پھر جب آپ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میں نے بھی یہی بات کہی۔ اس کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اسی کو دہرایا۔ اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ شہد پھر نوش فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سودہ بولیں واللہ! ہم آنحضرت ﷺ کو روکنے میں کامیاب ہو گئے میں نے ان سے کہا کہ ابھی چپ رہو۔

لغوی توضیح: عُكَّةٌ مِنْ عَسَل شہد کا برتن۔ جَرَسَتْ کھایا، چوسا۔ الْعُرْفُط مغافیر کا درخت۔ فَرَقًا خوف۔

(4) باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقا الا بالنية

جب تک طلاق کی نیت نہ ہو عورت کو اختیار دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

۹۴۱۔ حديث عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَخْيِيْرِ اَزْوَاجِهِ، بَدَاَ بِي، فَقَالَ: ((اِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَا تَعْجَلِي حَتّٰى تَسْتَامِرِي اَبَوَيْكِ)) قَالَتْ: وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنی ازواج کو اختیار دیں تو آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک معاملہ کے متعلق کہنے آیا ہوں ضروری نہیں کہ تم جلدی کرو اپنے والدین سے بھی مشورہ لے سکتی ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو تو معلوم ہی تھا کہ

۹۴۱۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 33 سورة الاحزاب: 5 باب قوله "إن كنتن تردن." (4785) مسلم (1475)۔

اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنا يَاْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا... ﴾ اِلَى ﴿... اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ قَالَتْ: فَقُلْتُ فَفِي اَيِّ هٰذَا اسْتَاْمِرُ اَبَوَيَّ، فَاِنِّي اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَتْ: ثُمَّ فَعَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ۔

میرے والدین آپ سے جدائی کا کبھی مشورہ نہیں دے سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اے نبی اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ اگر دنیوی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ چھوڑ دوں۔ اور اگر تمہاری مراد اللہ اور رسول اور آخرت کا گھر ہے تو یقین مانو کہ تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت زبردست اجر رکھ چھوڑے ہیں۔'' [الاحزاب:۲۸،۲۹] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اس میں اپنے والدین سے مشورہ کس بات کے لئے ضروری ہے ظاہر ہے کہ میں اللہ اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہوں۔ بیان کیا کہ پھر دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی وہی کہا جو میں کہہ چکی تھی۔

۹۴۲۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسْتَاْذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرْاَةِ مِنَّا بَعْدَ اَنْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُئْوِي اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ فَقُلْتُ لَهَا مَاكُنْتِ تَقُوْلِيْنَ؟ قَالَتْ: كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُ: اِنْ كَانَ ذَاكَ اِلَيَّ فَاِنِّي لَا اُرِيْدُ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنْ اُوْثِرَ عَلَيْكَ اَحَدًا۔

معاذہ رحمہ اللہ روایت کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی کہ ''ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا تو ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں تب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے'' [الاحزاب:۵۱] اگر (ازواج مطہرات) میں سے کسی کی باری ہوتی اس سے اجازت لیتے تھے (معاذہ نے بیان کیا) میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ایسی صورت میں آپ آنحضرت ﷺ سے کیا کہتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو یہ عرض کر دیتی تھی کہ یارسول اللہ! اگر یہ اجازت آپ مجھ سے لے رہے ہیں تو میں اپنی باری کا کسی دوسرے پر ایثار نہیں کر سکتی۔

۹۴۳۔ حدیث عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَيَّرَنَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا

۹۴۲۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 33 سورة الاحزاب: 7 باب قوله "ترجی من تشاء..." (4789) مسلم (1476)۔

۹۴۳۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 5 باب من خیر نسائه (5263) مسلم (1477) ابن ماجه (2052)۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ' فَلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا ۔

تھا اور ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو ہی پسند کیا تھا۔ لیکن اس کا ہمارے حق میں کوئی شمار (طلاق) میں نہیں ہوا تھا۔

فھم الحدیث ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رہنے یا الگ ہو جانے کا اختیار دے دے تو اگر وہ شوہر کو اختیار کر لے تو طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر وہ علیحدگی اختیار کر لے تو طلاق ہو جائے گی۔ محض شوہر کے اختیار دینے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ نبی ﷺ نے اپنی ازواج کو اس لیے اختیار دیا تھا کہ وہ سب آپ سے نفقہ (خرچہ) کے مطالبے پر جمع ہوگئی تھیں، علاوہ ازیں کچھ اور اسباب بھی تھے، پہلے تو آپ ﷺ نے ایک ماہ انہیں چھوڑے رکھا، پھر آیت تخییر نازل ہوگئی۔

(5) باب في الايلاء واعتزال النساء و تخييرهن و قوله تعالى: وان تظاهرا عليه

بیوی سے الگ رہنے کی قسم کھانے (ایلا) عورتوں سے الگ رہنے اور بیویوں کو اختیار دینے کا بیان نیز وان تظاهرا عليه کی تفسیر

٩٤٤ - حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : مَكَثْتُ سَنَةً اُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ ' فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَسْاَلَهُ هَيْبَةً لَهُ ' حَتّٰى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ ' فَلَمَّا رَجَعْتُ ' وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ ' عَدَلَ اِلَى الْاَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ ' قَالَ : فَوَقَفْتُ لَهُ حَتّٰى فَرَغَ ' ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ : يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ اَزْوَاجِهِ ؟ فَقَالَ : تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ : فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ ! اِنْ كُنْتُ لَاُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَكَ عَنْ هٰذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا اَسْتَطِيْعُ هَيْبَةً لَكَ قَالَ : فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ اَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْاَلْنِي فَاِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهِ قَالَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ : وَاللّٰهِ ! اِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ اَمْرًا حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِنَّ مَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک آیت کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے لئے ایک سال تک تردد میں رہا۔ ان کا اتنا ڈر غالب تھا کہ میں ان سے نہ پوچھ سکا آخر وہ حج کے لئے گئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ واپسی میں جب ہم راستہ میں تھے تو قضائے حاجت کے لئے وہ پیلو کے درختوں میں گئے۔ میں ان کے انتظار میں کھڑا رہا۔ جب وہ فارغ ہو کر آئے تو پھر میں ان کے ساتھ چلا۔ اس وقت میں نے عرض کیا امیر المومنین امہات المومنین میں وہ کون سی دو عورتیں تھیں جنہوں نے نبی ﷺ کے لئے متفقہ منصوبہ بنایا تھا۔ انہوں نے بتلایا کہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم! میں یہ سوال آپ سے کرنے کے لئے ایک سال سے ارادہ کر رہا تھا لیکن آپ کے رعب کی وجہ سے پوچھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہ کیا کرو۔ جس مسئلہ کے متعلق تمہارا خیال ہو کہ میرے پاس اس سلسلے میں کوئی علم ہے تو تمہیں بتا دیا کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! جاہلیت میں ہماری نظر میں عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وہ احکام نازل کئے جو نازل کرنے تھے اور ان کے حقوق

٩٤٤ - البخاري في: 65 كتاب التفسير: 66 سورة التحريم: 2 باب "تبتغي مرضاة." (89) مسلم (1479) احمد (222)۔

اَنْـزَلَ ، وَقَسَـمَ لَهُنَّ مَاقَسَمَ ، قَالَ : فَبَيْنَا اَنَا فِـى اَمْـرٍ اَتَـاَمَّـرُهُ ، اِذْ قَـالَـتْ امْرَاَتِى : لَوْ صَـنَـعْـتَ كَذَا وَكَذَا ! قَالَ فَقُلْتُ لَهَا : مَا لَكِ وَلِـمَـا هٰهُـنَـا ، فِيْـمَا تَكَلُّفُكِ فِي اَمْرٍ اُرِيْـدُهُ ؟ فَـقَـالَـتْ لِـى : عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْـخَـطَّابِ ! مَاتُرِيْدُ اَنْ تُرَاجِعَ اَنْتَ ، وَاِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَظَلَّ يَـوْمَـهُ غَـضْبَانَ ؟ فَقَامَ عُمَرُ فَاَخَذَ رِدَاءَهُ مَكَانَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا : يَـابُـنَيَّةُ ! اِنَّكِ لَتُـرَاجِعِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰـى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ : وَاللّٰـهِ اِنَّـا لَـنُـرَاجِعُهُ فَقُلْتُ تَعْلَمِيْنَ اَنِّى اُحَـذِّرُكِ عُقُوْبَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَ رَسُوْلِهِ ﷺ ، يَـا بُـنَيَّةُ ! لَا يَـغُـرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِى اَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاهَا (يُرِيْدُ عَـائِشَةَ) ۔ قَالَ ، ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَـلٰى اُمِّ سَلَمَةَ ، لِقَرَابَتِى مِنْهَا ، فَكَلَّمْتُهَا ، فَـقَـالَـتْ اُمُّ سَـلَـمَةَ : عَجَبًـا لَكَ يَـا ابْنَ الْـخَـطَّابِ ! دَخَلْتَ فِى كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى تَبْتَغِـى اَنْ تَـدْخُـلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَزْوَاجِـهِ ! فَـاَخَـذَتْـنِى ، وَاللّٰـهِ ! اَخْذًا كَسَـرَتْـنِـى عَـنْ بَـعْـضِ مَـا كُنْتُ اَجِدُ ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا ۔

مقرر کیے جو مقرر کرنے تھے ۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) بتلایا کہ ایک دن میں سوچ رہا تھا کہ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ بہتر ہے اگر تم اس معاملہ کو فلاں فلاں طرح کرو میں نے کہا تمہارا اس میں کیا کام ۔ معاملہ مجھ سے متعلق ہے تم اس میں دخل دینے والی کون ہوتی ہو ۔ میری بیوی نے اس پر کہا ، خطاب کے بیٹے ! تمہارے اس طرز عمل پر حیرت ہے ۔ تم اپنی باتوں کا جواب برداشت نہیں کر سکتے ۔ تمہاری لڑکی (حفصہ رضی اللہ عنہا) تو رسول اللہ ﷺ کو بھی جواب دے دیتی ہیں ایک دن تو اس نے آنحضرت ﷺ کو ناراض بھی کر دیا تھا ۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر اوڑھ کر حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے اور فرمایا بیٹی ! کیا تم رسول اللہ ﷺ کی باتوں کا جواب دے دیتی ہو یہاں تک کہ ایک دن تم نے آنحضرت ﷺ کو دن بھر ناراض بھی رکھا ہے ۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ہاں اللہ کی قسم ! ہم آنحضور ﷺ کو کبھی جواب دے دیتے ہیں ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جان لو میں تمہیں اللہ کی سزا اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی سے ڈراتا ہوں ۔ بیٹی ! اس عورت کی وجہ سے دھوکے میں نہ آ جانا جس نے حضور ﷺ کی محبت حاصل کر لی ہے ۔ ان کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا ۔ پھر میں وہاں سے نکل کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کیوں کہ وہ بھی میری رشتہ دار تھیں ۔ میں نے ان سے بھی گفتگو کی ۔ انہوں نے کہا ابن خطاب ! تعجب ہے کہ آپ ہر معاملہ میں دخل اندازی کرتے ہیں اور اب چاہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیں اللہ کی قسم ! انہوں نے میری ایسی گرفت کی کہ میرے غصہ کو ٹھنڈا کر کے رکھ دیا ۔ میں ان کے گھر سے باہر نکل آیا ۔

وَكَـانَ لِـى صَـاحِـبٌ مِـنَ الْاَنْصَارِ ، اِذَا

میرے ایک انصاری دوست تھے ۔ جب میں آنحضرت ﷺ

غِبْتُ اَتَانِي بِالْخَبَرِ ، وَإِذَا غَابَ كُنْتُ اَنَا آتِيْهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوْكِ غَسَّانَ ذُكِرَ لَنَا اَنَّهُ يُرِيْدُ اَنْ يَسِيْرَ اِلَيْنَا ، فَقَدِ امْتَلَاَتْ صُدُوْرُنَا مِنْهُ ، فَإِذَا صَاحِبِي الْاَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ : افْتَحْ افْتَحْ ! فَقُلْتُ : جَاءَ الْغَسَّانِيُّ ؟ فَقَالَ : بَلْ اَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ ، اعْتَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَزْوَاجَهُ ، فَقُلْتُ : رَغِمَا اَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ ۔ فَاَخَذْتُ ثَوْبِي فَاَخْرُجُ حَتّٰى جِئْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ يَرْقٰى عَلَيْهَا بِعَلَجَةٍ ، وَغُلَامٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَسْوَدُ عَلٰى رَاْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ لَهُ : قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ، فَاَذِنَ لِي ۔

قَالَ عُمَرُ : فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الْحَدِيْثَ ، فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيْثَ اُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّهُ لَعَلٰى حَصِيْرٍ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ وَتَحْتَ رَاْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ ، وَاِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُوْبًا ، وَعِنْدَ رَاْسِهِ اَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ ، فَرَاَيْتُ اَثَرَ الْحَصِيْرِ فِي جَنْبِهِ ، فَبَكَيْتُ فَقَالَ : ((مَا يُبْكِيْكَ؟)) فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ فِيْمَا هُمَا فِيْهِ ، وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ! فَقَالَ : ((اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ؟))۔

کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو وہ مجلس کی تمام باتیں مجھے آ کر بتایا کرتے اور جب وہ حاضر نہ ہوتے تو میں انہیں بتایا کرتا تھا اس زمانہ میں ہمیں غسان کے بادشاہ کی طرف سے ڈر تھا۔ اطلاع ملی تھی کہ وہ مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ چنانچہ ہم کو ہر وقت یہی خطرہ رہتا تھا۔ ایک دن اچانک میرے انصاری دوست نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کھولو۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے غسانی آ گئے انہوں نے کہا بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم معاملہ پیش آ گیا ہے وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ میں نے کہا حفصہ اور عائشہ کی ناک غبار آلود ہو چنانچہ میں نے اپنا کپڑا پہنا اور باہر نکل آیا میں جب پہنچا تو حضور ﷺ اپنے بالا خانہ میں تشریف رکھتے تھے جس پر سیڑھی سے چڑھا جاتا تھا، آنحضرت ﷺ کا ایک حبشی غلام (رباح) سیڑھی کے سرے پر موجود تھا، میں نے کہا آنحضرت ﷺ سے عرض کرو عمر بن خطاب آیا ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے

پھر میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اپنا سارا واقعہ سنایا جب میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو پر پہنچا تو آپ کو ہنسی آ گئی۔ اس وقت آنحضرت کھجور کی ایک چٹائی پر تشریف رکھتے تھے آپ کے جسم مبارک اور اس چٹائی کے درمیان تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی پاؤں کی طرف کیکر کے پتوں کا ڈھیر تھا اور سر کی طرف مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ میں نے چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر دیکھے تو رو پڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کس بات پر رونے لگے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ کو دنیا کا ہر طرح کا آرام مل رہا ہے۔ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں (آپ پھر ایسی تنگ زندگی گزارتے ہیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا، کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ ان کے حصہ میں دنیا ہے اور ہمارے حصہ میں آخرت ہے۔

کتاب الطلاق

لغوی توضیح اَلْاِیْلَاء قسم اٹھانا۔ اصطلاحاً ایلاء یہ ہے کہ شوہر قسم اٹھائے کہ وہ اپنی اہلیہ سے (محض تادیب کی غرض سے) چار ماہ یا اس سے کم مدت تک ہم بستر نہیں ہوگا۔ یہ ایلاء جائز ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک ماہ الگ رہنے کی قسم اٹھائی تھی۔ اور اگر چار ماہ سے زیادہ مدت تک قسم اٹھائے تو یہ جائز نہیں۔ وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ اگر تم نبی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کروگی۔ اس آیت میں عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے۔ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ اَمْرًا ہم عورتوں کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتے تھے۔ لَا يَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ اس (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے دھوکے میں نہ آنا (کیونکہ نبی ﷺ کو اس سے جتنی محبت ہے کسی اور سے نہیں)۔ مَشْرُبَة کمرہ۔ بِعَلَجَة سیڑھی کے ساتھ۔ قَرَظًا کیکر کے پتے۔ مَصْبُوْبًا ڈالے ہوئے تھے۔ اَهَب جمع ہے اِهَاب کی معنی ہے چمڑہ جسے رنگا نہ گیا ہو، کچھ کا کہنا ہے کہ مطلقاً چمڑہ مراد ہے خواہ رنگا گیا ہو یا نہ۔

۹۴۵۔ **حدیث** عُمَرَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ؓ، قَالَ: لَمْ اَزَلْ حَرِيْصًا عَلٰى اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْاَتَيْنِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ حَتّٰى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهُ، وَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِاِدَاوَةٍ، فَتَبَرَّزَ، ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْهَا فَتَوَضَّاَ۔ فَقُلْتُ لَهُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَنِ الْمَرْاَتَانِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾؟ قَالَ: وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ۔ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ يَسُوْقُهُ، قَالَ: كُنْتُ اَنَا وَجَارٌ لِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ فِيْ بَنِيْ اُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَنْزِلُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بہت دنوں تک میرے دل میں خواہش رہی کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی ان دو بیویوں کے متعلق پوچھوں جن کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل کی تھی ﴿ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما﴾ الخ [التحریم:۴] ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور ان کے ساتھ میں نے بھی حج کیا ایک جگہ جب وہ راستہ سے ہٹ کر (قضائے حاجت کے لئے گئے) تو میں بھی ایک برتن میں پانی لے کر ان کے ساتھ راستہ سے ہٹ گیا۔ پھر انہوں نے قضائے حاجت کی اور واپس آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ پھر انہوں نے وضو کیا تو میں نے اس وقت ان سے پوچھا یا امیر المومنین! نبی ﷺ کی بیویوں میں وہ دو کون ہیں جن کے متعلق اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما﴾ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اے ابن عباس! تم پر حیرت ہے (کہ تمہیں یہ معلوم نہیں) وہ عائشہ اور حفصہ (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تفصیل کے ساتھ حدیث بیان کرنی شروع کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرے ایک انصاری پڑوسی جو بنو امیہ بن زید سے تھے اور عوالی مدینہ میں رہتے تھے ہم نے (عوالی سے) رسول اللہ ﷺ کی

۹۴۵۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 83 باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها ۔

يَوْمًا وَاَنْزَلَ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ اَوْ غَيْرُهُ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَكُنَّا، مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْاَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَائُوْهُمْ فَطَفِقَ نِسَائُوْنَا يَأْخُذْنَ مِنْ اَدَبِ الْاَنْصَارِ، فَصَخِبْتُ عَلَى امْرَاَتِي فَرَاجَعَتْنِي فَاَنْكَرْتُ اَنْ تُرَاجِعَنِي۔ قَالَتْ: وَلِمَ تُنْكِرُ اَنْ اُرَاجِعَكَ؟ فَوَاللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ، وَاِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلَ، فَاَفْزَعَنِي ذٰلِكَ، وَقُلْتُ لَهَا: قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ ۔ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي، فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ، فَقُلْتُ لَهَا: اَيْ حَفْصَةُ! اَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ ﷺ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ۔ فَقُلْتُ: قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ، اَفَتَامَنِيْنَ اَنْ يَغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِ رَسُوْلِهِ ﷺ فَتَهْلِكِي لَا تَسْتَكْثِرِي النَّبِيَّ وَلَا تُرَاجِعِيْهِ فِي شَيْءٍ وَلَا تَهْجُرِيْهِ، وَسَلِيْنِي مَا بَدَا لَكِ، وَلَا يَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ اَوْضَاَ مِنْكَ وَاَحَبُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ (يُرِيْدُ عَائِشَةَ)۔ قَالَ عُمَرُ وَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا اَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِغَزْوِنَا، فَنَزَلَ صَاحِبِي الْاَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ،

خدمت میں حاضر ہونے کے لئے باری مقرر کر رکھی تھی ایک دن وہ حاضری دیتے اور ایک دن میں۔ جب میں حاضر ہوتا تو اس دن کی تمام خبریں جو وحی وغیرہ سے متعلق ہوتیں لاتا (اور اپنے پڑوسی سے بیان کرتا) اور جس دن وہ حاضر ہوتے تو وہ بھی ایسا ہی کرتے اور ہم قریشی عورتوں پر حاوی تھے۔ لیکن جب ہم انصار کے پاس آئے تو یہ لوگ ایسے تھے کہ عورتوں سے مغلوب تھے۔ ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کا طریقہ سیکھنا شروع کر دیا۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے بھی میرا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ میں نے اس کے اس طرح جواب دینے پر ناگواری کا اظہار کیا تو اس نے کہا کہ میرا جواب دینا تمہیں برا کیوں لگتا ہے اللہ کی قسم! نبی ﷺ کی ازواج بھی ان کو جواب دے دیتی ہیں اور بعض تو آپ سے ایک دن تک الگ رہتی ہیں۔ میں اس بات پر کانپ اٹھا اور کہا کہ ان میں سے جس نے بھی یہ معاملہ کیا یقیناً نامراد ہوگی۔ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور (مدینہ کے لئے) روانہ ہوا پھر میں (اپنی بیٹی) حفصہ کے گھر گیا اور میں نے اس سے کہا۔ اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی بھی نبی ﷺ سے ایک دن رات تک ناراض رہتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں کبھی (ایسا ہو جاتا ہے) میں نے اس پر کہا کہ پھر تم نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال لیا اور نامراد ہوئی کیا تمہیں اس کا کوئی ڈر نہیں کہ نبی ﷺ کے غصہ کی وجہ سے اللہ تم پر غصہ ہو جائے اور پھر تم تنہا ہی ہو جاؤ گی۔ خبردار! حضور ﷺ سے مطالبات نہ کیا کرو۔ نہ کسی معاملہ میں آپ کو جواب دیا کرو اور نہ چھوڑا کرو۔ تمہاری سوکن جو تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور حضور ﷺ کو تم سے زیادہ پیاری ہے ان کی وجہ سے تم کسی غلط فہمی میں نہ مبتلا ہو جانا۔ ان کا اشارہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔

فَرَجَعَ اِلَيْنَا عِشَاءً، فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيْدًا وَقَالَ: اَثَمَّ هُوَ؟ فَفَزِعْتُ، فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ حَدَثَ الْيَوْمَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ، قُلْتُ: مَاهُوَ، اَجَاءَ غَسَّانَ؟ قَالَ: لَابَلْ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَاَهْوَلُ، طَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ فَقُلْتُ: خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ، قَدْ كُنْتُ اَظُنُّ هٰذَا يُوْشِكُ اَنْ يَكُوْنَ، فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي، فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَشْرُبَةً لَهُ، فَاعْتَزَلَ فِيْهَا، وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَاِذَا هِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ: مَايُبْكِيْكِ؟ اَلَمْ اَكُنْ حَذَّرْتُكِ هٰذَا؟ اَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَتْ: لَا اَدْرِي، هَا هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرُبَةِ، فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ اِلَى الْمِنْبَرِ، فَاِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ، يَبْكِي بَعْضُهُمْ، فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلًا، ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَجِدُ، فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي فِيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ اَسْوَدَ، اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ، فَدَخَلَ الْغُلَامُ، فَكَلَّمَ النَّبِيَّ ﷺ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: كَلَّمْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ۔ فَانْصَرَفْتُ، حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ۔ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَجِدُ، فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ۔ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: قَدْ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں معلوم ہوا تھا کہ شاہ غسان ہم پر حملہ کے لئے فوجی تیاریاں کر رہا ہے۔ میرے انصاری ساتھی اپنی باری پر مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے وہ رات گئے واپس آئے اور میرے دروازے پر بڑی زور زور سے دستک دی اور کہا کہ کیا عمر گھر میں ہیں؟ میں گھبرا کر باہر نکلا تو انہوں نے کہا کہ آج تو بڑا حادثہ ہوگیا۔ میں نے کہا کیا بات ہوئی؟ کیا غسانی چڑھ آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، حادثہ اس سے بھی بڑا اور اس سے بھی زیادہ خوفناک ہے حضور ﷺ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا کہ حفصہ تو خاسر و نامراد ہوئی۔ مجھے تو اس کا خطرہ لگا ہی رہتا تھا کہ اس طرح کا کوئی حادثہ جلد ہی ہوگا۔ پھر میں نے اپنے تمام کپڑے پہنے (اور مدینہ کے لئے روانہ ہوگیا)۔

میں نے فجر کی نماز حضور ﷺ کے ساتھ پڑھی (نماز کے بعد) حضور ﷺ اپنے ایک بالا خانہ میں چلے گئے اور وہاں تنہائی اختیار کر لی۔ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھی۔ میں نے کہا اب روتی کیوں ہو؟ میں نے تمہیں پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ حضور ﷺ اس وقت بالا خانہ میں تنہا تشریف رکھتے ہیں۔ میں وہاں سے نکلا اور منبر کے پاس آیا اس کے گرد کچھ صحابہ موجود تھے اور ان میں بعض رو رہے تھے تھوڑی دیر تک میں ان کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اس کے بعد میرا غم مجھ پر غالب آ گیا اور میں اس بالا خانہ کے پاس آیا جہاں حضور اکرم ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آپ کے ایک حبشی غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اندر آنے کی اجازت لے لو غلام اندر گیا اور حضور ﷺ سے گفتگو کر کے واپس آ گیا اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی اور ان سے آپ کا ذکر کیا

ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ ' فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ۔ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ : اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ ' فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ : قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا (قَالَ) إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِي ۔ فَقَالَ : قَدْ أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ ' فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ ' قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ 'مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ ' حَشْوُهَا لِيْفٌ ' فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ ' وَأَنَا قَائِمٌ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَطَلَّقْتَ نِسَائَكَ؟ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهُ ' فَقَالَ: ((لَا)) ۔ فَقُلْتُ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ ! ثُمَّ قُلْتُ : وَأَنَا قَائِمٌ : اسْتَأْنِسُ ' يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! لَوْ رَأَيْتَنِيْ ' وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ' نَغْلِبُ النِّسَاءَ ' فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ' إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَائُوْهُمْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ ۔ ثُمَّ قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! لَوْ رَأَيْتَنِي ' وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ ' فَقُلْتُ لَهَا : لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ (يُرِيْدُ عَائِشَةَ) فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ تَبَسُّمَةً أُخْرَى فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ ' فَرَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهِ ' فَوَاللّٰهِ ! مَا رَأَيْتُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ

لیکن آپ خاموش رہے چنانچہ میں واپس چلا آیا اور پھر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر کے پاس موجود تھے پھر میرا غم مجھ پر غالب آیا اور دوبارہ آ کر میں نے غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت لے لو اس غلام نے واپس آ کر پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کا ذکر کیا تو آپ خاموش رہے۔ میں پھر واپس آ گیا اور منبر کے پاس جو لوگ موجود تھے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ لیکن میرا غم مجھ پر غالب آیا اور میں نے پھر آ کر غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت طلب کرو۔ غلام اندر گیا اور واپس آ کر جواب دیا کہ میں نے آپ کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا اور وہ خاموش رہے میں وہاں سے واپس آ رہا تھا کہ غلام نے مجھے پکارا اور کہا کہ حضور ﷺ نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس بان کی چارپائی پر جس سے چٹائی بنی جاتی ہے' لیٹے ہوئے تھے۔ اس پر کوئی بستر بھی نہیں تھا۔ بان کے نشانات آپ کے پہلو مبارک پر پڑے ہوئے تھے۔ جس تکیہ پر آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اس میں چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے حضور ﷺ کو سلام کیا اور کھڑے ہی کھڑے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا نہیں۔ میں (خوشی کی وجہ سے) کہہ اٹھا۔ اللہ اکبر۔ پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے رسول اللہ ﷺ کو خوش کرنے کے لئے کہا یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے۔ پھر جب ہم مدینہ آئے تو یہاں کے لوگوں پر ان کی عورتیں غالب تھیں۔ رسول اللہ ﷺ اس پر مسکرا دیئے۔ پھر میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے میں حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس ایک مرتبہ گیا تھا اور اس سے کہہ آیا تھا کہ اپنی سوکن کی وجہ

غَيْرَ اَهَبَةٍ ثَلاثَةٍ۔ فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلَى اُمَّتِكَ ' فَاِنَّ فَارِسًا وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَاُعْطُوْا الدُّنْيَا وَهُمْ لا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَانَ مُتَّكِئًا ' فَقَالَ: ((اَوَفِي هٰذَا اَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ؟ اِنَّ اُوْلٰٓئِكَ قَوْمٌ عُجِّلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا)) فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اسْتَغْفِرْلِي ' فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ ' حِيْنَ اَفْشَتْهُ حَفْصَةُ اِلَى عَائِشَةَ ' تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ قَالَ: ((مَا اَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا)) مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ ' حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ ' فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ لَيْلَةً ' دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَبَدَاَ بِهَا ' فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّكَ كُنْتَ قَدْ اَقْسَمْتَ اَنْ لا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا ' وَاِنَّمَا اَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً اَعُدُّهَا عَدًّا ؟ فَقَالَ: ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ)) فَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ : ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى آيَةَ التَّخَيُّرِ ' فَبَدَاَ بِي اَوَّلَ امْرَاَةٍ مِنْ نِسَائِهِ فَاخْتَرْتُهُ ۔ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ كُلَّهُنَّ ' فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ ۔

سے جوتم سے زیادہ خوبصورت اور تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو عزیز ہے' دھوکہ میں مت رہنا۔ ان کا اشارہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا، اس پر حضور ﷺ دوبارہ مسکرادیئے۔ میں نے جب آپ کو مسکراتے دیکھا تو بیٹھ گیا پھر نظر اٹھا کر میں نے آپ ﷺ کے گھر کا جائزہ لیا۔ اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر نظر رکتی۔ سوائے تین چمڑوں کے (جو وہاں موجود تھے)۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ آپ کی امت کو فراخی عطا فرمائے۔ فارس و روم کو فراخی اور وسعت حاصل ہے اور انہیں دنیا دی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ ابھی تک ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا ابن خطاب! تمہاری نظر میں بھی یہ چیزیں اہمیت رکھتی ہیں! یہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں جو کچھ بھلائی ملنے والی تھی' سب اسی دنیا میں دے دی گئی ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کر دیجئے (کہ میں نے دنیاوی شان وشوکت کے متعلق یہ غلط خیال دل میں رکھا) چنانچہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج کو اسی وجہ سے انتیس دن تک الگ رکھا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا راز عائشہ سے کہہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ایک مہینہ تک میں اپنی ازواج کے پاس نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر عتاب کیا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کا بہت رنج ہوا اور آپ نے ازواج سے الگ رہنے کا فیصلہ کیا پھر جب ۲۹ ویں رات گزر گئی تو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور آپ سے ابتدا کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمارے یہاں ایک مہینہ تک تشریف نہیں لائیں گے اور ابھی تو انتیس ہی دن گزرے ہیں، میں تو ایک ایک دن گن رہی تھی! رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس کا ہے۔ وہ مہینہ انتیس ہی کا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر (جس میں ازواج مطہرات کو آپ کے ساتھ رہنے یا الگ ہو جانے کا اختیار دیا گیا تھا) نازل کی اور آپ اپنی تمام ازواج میں سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے۔ (اور مجھ سے اللہ کی وحی کا ذکر کیا) تو میں نے آپ کو ہی پسند کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام دوسری ازواج کو اختیار دیا اور سب نے وہی کہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ چکی تھیں۔

لغوی توضیح: الرِّمَال بان (جس سے چارپائی بنی ہوتی ہے)۔ اَوْضَأ زیادہ حسین وجمیل۔ مَوْجِدَتِهٖ اس کا غصہ۔

(6) باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها
جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں وہ نفقہ کی حقدار نہیں

٩٤٦۔ حديث عَائِشَةَ وَفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضي الله عنهما ۔ عَنْ عَائِشَةَ ' اَنَّهَا قَالَتْ : مَا لِفَاطِمَةَ ! اَلا تَتَّقِي اللّٰهَ ' يَعْنِي فِي قَوْلِهَا لَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ فاطمہ بنت قیس اللہ سے ڈرتی نہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اشارہ ان کے اس قول کی طرف تھا (کہ مطلقہ بائنہ کو) نفقہ وسکنی دینا ضروری نہیں (جو کہتی ہے کہ طلاق بائن جس عورت پر پڑے اسے مسکن اور خرچہ نہیں ملے گا)۔

لغوی توضیح: اَلا تَتَّقِي اللّٰهَ کیا وہ اللہ سے ڈرتی نہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات اس لیے کہی کیونکہ ان کا موقف یہ تھا کہ مطلقہ بائنہ کے لیے رہائش ہے، لیکن راجح بات وہی ہے جو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ ہے۔

فهم الحديث: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت کو تیسری طلاق (یعنی طلاق بائن) ہوئی ہو اس کے لیے شوہر کے ذمہ نہ تو رہائش ہے اور نہ ہی خرچہ۔ البتہ وہ حاملہ ہو تو پھر شوہر پر اس کا خرچہ لازم ہے۔[1] علاوہ ازیں اگر عورت کو رجعی (یعنی پہلی یا دوسری) طلاق دی گئی ہو تو پھر وہ عدت کے اندر اندر خرچہ اور رہائش دونوں کی مستحق ہے۔[2]

٩٤٧۔ حديث عَائِشَةَ ' وَفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضي الله عنها ' قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ : اَلَمْ تَرَيْنَ اِلَى فُلَانَةَ : بِنْتِ الْحَكَمِ ' طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ !

عروہ بن زبیر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ آپ فلانہ (عمرہ) بنت حکم کا معاملہ نہیں دیکھتیں' ان کے شوہر نے انہیں طلاق بائنہ دے دی اور وہ وہاں سے نکل آئیں (عدت گزارے بغیر)۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ جو کچھ اس نے کیا بہت برا کیا۔ عروہ نے کہا آپ نے فاطمہ

٩٤٦۔ البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 41 باب قصة فاطمة بنت قيس (5323 ، 5324) مسلم (1481) ۔
٩٤٧۔ البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 41 باب قصة فاطمة بنت قيس ۔

[1] [مسلم (1480) ابو داود (2290)]
[2] [صحيح : الصحيحة (1711) أحمد (6/ 373)]

فَقَالَتْ : بِئْسَ مَا صَنَعَتْ قَالَ : اَلَمْ تَسْمَعِي فِي قَوْلِ فَاطِمَةَ ؟ قَالَتْ : اَمَّا اِنَّهُ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِي ذِكْرِ هَذَا الْحَدِيْثِ۔

(بنت قیس رضی اللہ عنہا) کے واقعہ کے متعلق نہیں سنا؟ بتلایا کہ اس کے لئے اس حدیث کوذکر کرنے میں کوئی خیر نہیں۔

(8) باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها و غيرها بوضع الحمل

وضع حمل سے بیوہ اور مطلقہ دونوں کی عدت پوری ہوجاتی ہے

٩٤٨۔ حديث سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رضي الله عنها : اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا ، فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوِدَاعِ ، وَهِيَ حَامِلٌ ، فَلَمْ تَنْشَبْ اَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ ، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ ، فَقَالَ لَهَا : مَالِي اَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ تُرَجِّيْنَ النِّكَاحَ ، فَاِنَّكِ ، وَاللّٰهِ ! مَا اَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ : فَلَمَّا قَالَ لِي ذَلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِيْنَ اَمْسَيْتُ ، وَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَاَفْتَانِي بِاَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِيْنَ وَضَعْتُ حَمْلِي ، وَاَمَرَنِي بِالتَّزَوُّجِ اِنْ بَدَا لِي۔

حضرت سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان کا تعلق بنی عامر بن لوئی سے تھا اور وہ بدر کی جنگ میں شرکت کرنے والوں میں تھے۔ پھر حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی وفات ہوگئی تھی اور اس وقت وہ حمل سے تھیں۔ حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے کچھ ہی دن بعد ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا۔ جب وہ نفاس کے دن گزار چکیں تو نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لئے اس وقت بنو عبداللہ کے ایک صحابی ابو السنابل بن بعکک ان کے یہاں گئے اور ان سے کہا' میرا خیال ہے کہ تم نے نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لیے یہ زینت کی ہے کہ نکاح کرنے کا خیال ہے؟ لیکن اللہ کی قسم! جب تک (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات پر) چار مہینے اور دس دن نہ گزر جائیں تم نکاح کے قابل نہیں ہوسکتیں۔ سبیعہ رضی اللہ عنہا نے بیان کہ جب ابوالسنابل نے مجھ سے یہ بات کہی تو میں نے شام ہوتے ہی کپڑے پہنے انہوں نے اچھے کپڑے پہنے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس بارے میں آپ سے مسئلہ معلوم کیا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں بچہ پیدا ہونے کے بعد عدت سے نکل چکی ہوں اور اگر میں چاہوں تو نکاح کرسکتی ہوں۔

٩٤٩۔ حديث اُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها۔ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ ، قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ

ابوسلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے تھے۔ آنے

٩٤٨۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 10 باب حدثني عبد الله بن محمد الجعفي (3991) مسلم (1484)۔
٩٤٩۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 65 سورة الطلاق: 2 باب واولات الاحمال (4909) مسلم (1485)۔

عَبَّاسٍ وَأَبُوهُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ: أَفْتِنِي فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: آخِرُ الأَجَلَيْنِ ـ قُلْتُ أَنَا ﴿وَأُولاَتُ الأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا مع ابْنِ أَخِي (يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ) فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أخي غُلاَمَهُ كُرَيْبًا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا ـ فَقَالَتْ: قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلَى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَخُطِبَتْ فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيمَنْ خَطَبَهَا ـ

والے نے پوچھا کہ آپ مجھے اس عورت کے متعلق مسئلہ بتایئے جس نے اپنے شوہر کی وفات کے چار مہینے بعد بچہ جنا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس کا خاوند فوت ہو عدت کی دو مدتوں میں جو مدت لمبی ہو اس کی رعایت کرے۔ میں نے عرض کیا کہ (قرآن مجید میں تو ان کی عدت کا یہ حکم ہے) ''حمل والیوں کی عدت ان کے حمل کا پیدا ہو جانا ہے'' [الطلاق:۴] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی اس مسئلہ میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہی ہوں (ان کی مراد ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے تھی) آخر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کریب کو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا یہی مسئلہ پوچھنے کے لئے۔ ام المومنین نے بتایا کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر (سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ) شہید کر دیئے گئے تھے۔ وہ اس وقت حاملہ تھیں۔ شوہر کی موت کے چالیس دن بعد ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا۔ پھر ان کے پاس نکاح کا پیغام پہنچا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح کر دیا، ابوالسنابل رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس پیغام نکاح بھیجنے والوں میں تھے۔

فہم الحدیث یہ روایات ثبوت ہیں کہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ خواہ وفات کے اگلے روز ہی بچہ پیدا ہو جائے تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ طلاق یافتہ اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت بھی وضع حمل ہی ہے۔[1]

(9) باب وجوب الاحداد فی عدة الوفاة و تحريمه فی غير ذلك الا ثلاثة ايام

جس عورت کا خاوند مر جائے اس پر سوگ واجب ہے علاوہ ازیں اور کسی حالت میں تین دن سے زیادہ سوگ منانا حرام ہے

٩٥٠۔ **حدیث** أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ، وأُمِّ سَلَمَةَ، وَزَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ: قَالَتْ زَيْنَبُ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت گئی جب ان کے والد ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی جس میں خلوق خوشبو کی زردی یا کسی اور چیز کی ملاوٹ تھی پھر وہ خوشبو ایک لونڈی نے

٩٥٠۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 46 باب تحد المتوفی عنها زوجها... (1280) مسلم (1468) ترمذی (1195)۔

[1] [**صحیح**: صحیح ابن ماجة (1646) ابن ماجة (2026)]

'أَبُوْسُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ' فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةٌ' خَلُوْقٌ أَوْ غَيْرُهُ' فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً' ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا' ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَالِي بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ' غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ' أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)).

ان کو لگائی اور ام المومنین نے خود اپنے رخساروں پر اسے لگایا۔ اس کے بعد کہا کہ واللہ! مجھے خوشبو کے استعمال کی کوئی خواہش نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے سوائے شوہر کے (کہ اس کا سوگ) چار مہینے دس دن کا ہے۔

قَالَتْ زَيْنَبُ: فَدَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ' حِيْنَ تُوُفِّيَ أَخُوْهَا' فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ' ثُمَّ قَالَتْ: أَمَا وَاللّٰهِ! مَالِي بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ' غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَ عَشْرًا)).

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں اس وقت گئی جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا۔ انہوں نے بھی خوشبو منگائی اور استعمال کی اور کہا کہ واللہ! مجھے خوشبو کے استعمال کی کوئی خواہش نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو برسر منبر یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو' یہ جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔ صرف شوہر کے لئے چار مہینے دس دن کا سوگ ہے۔

قَالَتْ زَيْنَبُ: وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ' فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا' وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا' أَفَتَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا' كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ: ((لَا)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ' وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بھی کہتے سنا کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری لڑکی کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے تو کیا سرمہ لگا سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ نہیں' دو تین مرتبہ (آپ نے فرمایا) ہر مرتبہ یہ فرماتے تھے کہ نہیں! پھر آپ نے فرمایا کہ یہ (شرعی عدت) چار مہینے اور دس دن ہی کی ہے جاہلیت میں تو تمہیں سال بھر تک مینگنی پھینکنی پڑتی تھی (جب کہیں عدت مکمل ہوتی تھی)۔

تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ))۔

قَالَ حُمَيْدٌ (الرَّاوِي عَنْ زَيْنَبَ) فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ: وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ؟ فَقَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا، دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا، وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ۔ ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ، حِمَارٍ، أَوْ شَاةٍ، أَوْ طَائِرٍ، فَتَفْتَضُّ بِهِ، فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ، ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي، ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ۔

حمید (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ میں نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ "سال بھر تک مینگنی پھینکنی پڑتی تھی" انہوں نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو وہ ایک نہایت تنگ و تاریک کوٹھری میں داخل ہو جاتی۔ سب سے برے کپڑے پہنتی اور خوشبو کا استعمال ترک کر دیتی یہاں تک کہ اسی حالت میں ایک سال گزر جاتا۔ پھر کسی چوپائے، گدھے، بکری یا پرندے کو اس کے پاس لایا جاتا اور وہ عدت سے باہر آنے کے لئے اس پر ہاتھ پھیرتی ایسا کم ہوتا تھا کہ وہ کسی جانور پر ہاتھ پھیر دے اور وہ مر نہ جائے اس کے بعد وہ نکالی جاتی اور اسے مینگنی دی جاتی جسے وہ پھینکتی، اب وہ خوشبو وغیرہ کوئی بھی چیز استعمال کر سکتی تھی۔

سُئِلَ مَالِكٌ (أَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ) مَا تَفْتَضُّ بِهِ؟ قَالَ: تَمْسَحُ بِهِ جِلْدَهَا۔

امام مالک (راوی حدیث) سے پوچھا گیا کہ تفتض بہ کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا وہ اس (جانور یا پرندے) کا جسم چھوتی تھی۔

لغوی توضیح اَلْإِحْدَاد سوگ کرنا۔ سوگ کا مفہوم یہ ہے کہ عورت بناؤ سنگھار اور زیب و زینت اختیار نہ کرے، خوبصورت لباس اور زیورات نہ پہنے، خوشبو، سرمہ اور مہندی نہ لگائے اور کسی سخت ضرورت کے بغیر شوہر کے گھر سے باہر نہ نکلے۔ البتہ جب ایام ماہواری سے پاک ہو تو خوشبو کی غرض سے نہیں بلکہ محض حیض کے خون کی بدبو ختم کرنے کے لیے عود ہندی اور اظفار وغیرہ جیسی خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔ خَلُوق ایک قسم کی خوشبو۔ بِعَارِضَيْهَا تثنیہ ہے عارضة سے، معنی ہے رخسار۔ أَفَتَكْحُلُهَا کیا وہ سرمہ ڈال سکتی ہے۔ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ مینگنی پھینکتی تھی۔ حِفْشًا کوٹھری، چھوٹا سا کمرہ۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ کسی بھی میت پر صرف تین دن سوگ ہے، البتہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس پر عدت (وضع حمل یا چار ماہ دس دن) کے اندر سوگ کرنا واجب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت پر شوہر کا کتنا عظیم حق ہے کہ اس کی وفات کے بعد اس پر اظہار افسوس کے لیے چار ماہ دس دن تک عورت کو بناؤ سنگھار سے منع کیا گیا ہے۔

٩٥١۔ حديث أُمِّ عَطِيَّةَ رضي الله عنها، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہمیں (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا جاتا تھا۔ لیکن شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن تک سوگ کا حکم تھا۔ ان

٩٥١۔ البخاري في: 6 كتاب الحيض: 12 باب الطيب للمراة عند غسلها من المحيض (313) مسلم (938)۔

اَشْهُرٍ وَعَشْرًا ، وَلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَتَطَيَّبَ ، وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ ، وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ اِذَا اغْتَسَلَتْ اِحْدَانَا مِنْ مَحِيْضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ اَظْفَارٍ)) ۔

دنوں میں ہم نہ سرمہ لگاتیں نہ خوشبو اور عصب (یمن کی بنی ہوئی ایک چادر جو رنگین بھی ہوتی تھی) کے علاوہ کوئی رنگین کپڑا ہم استعمال نہیں کرتی تھیں اور ہمیں (عدت کے دنوں میں) حیض کے غسل کے بعد کست اظفار (ایک قسم کی خوشبو) استعمال کرنے کی اجازت تھی۔

[19] كتاب اللعان
لعان کے مسائل

۹۵۲۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِي ﷺ اَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِي جَاءَ اِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيِّ الْاَنْصَارِيِّ ، فَقَالَ لَهُ : يَا عَاصِمُ ! اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ ، اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ ؟ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَسَاَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا ، حَتّٰى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔

فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلَى اَهْلِهِ ، جَاءَ عُوَيْمِرٌ ، فَقَالَ : يَا عَاصِمُ ! مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ : لَمْ تَاْتِنِي بِخَيْرٍ ، قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْاَلَةَ الَّتِي سَاَلْتُهُ عَنْهَا ۔ قَالَ عُوَيْمِرٌ : وَاللّٰهِ ! لَا اَنْتَهِي حَتّٰى اَسْاَلَهُ عَنْهَا ۔ فَاَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے عاصم! تمہارا کیا خیال ہے اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو دیکھے تو کیا اسے وہ قتل کر سکتا ہے؟ اور کیا پھر تم قصاص میں اسے (شوہر کو) بھی قتل کر دو گے یا پھر وہ کیا کرے؟ عاصم آپ میرے لیے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ دیجیے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے ان سوالات کو ناپسند فرمایا اور اس سلسلے میں آپ کے کلمات حضرت عاصم رضی اللہ عنہ پر گراں گزرے۔ اور جب وہ واپس اپنے گھر آ گئے تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے آ کر ان سے پوچھا کہ بتائیے آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا تم نے مجھ کو آفت میں ڈالا۔ جو سوال تم نے پوچھا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گزرا۔ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے بغیر باز نہیں آؤں گا۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان تشریف رکھتے تھے۔ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے

۹۵۲۔ البخاری فی:68 کتاب الطلاق: 4 باب من اجاز طلاق الثلاث (423) مسلم (1492) ابن ماجه (2066)۔

اَتَـى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسْطَ النَّاسِ فَقَالَ : يَـا رَسُـوْلَ اللّٰـهِ ! اَرَاَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْـرَاَتِـهِ رَجُلاً اَيَـقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ ؟ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((قَدْ اَنْزَلَ الـلّٰـهُ فِيْكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ ، فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا)) قَالَ سَهْلٌ : فَتَلاعَنَا ، وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِـنْـدَ رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ ، فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُـوَيْـمِرٌ : كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنْ اَمْسَـكْتُهَـا ، فَـطَلَّقَهَا ثَلاثًا ، قَبْلَ اَنْ يَاْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔

ساتھ کسی غیر کو پالیتا ہے تو آپ کا کیا خیال ہے' کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن اس صورت میں آپ اسے قتل کر دیں گے' یا پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیوی کے بارے میں وحی نازل کی ہے۔ اس لیے تم جاؤ اور اپنی بیوی کو بھی ساتھ لاؤ۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر دونوں (میاں بیوی) نے لعان کیا۔ لوگوں کے ساتھ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس وقت موجود تھا۔ لعان سے جب دونوں فارغ ہوئے تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر اس کے بعد بھی میں اسے اپنے پاس رکھوں تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) میں جھوٹا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کے حکم سے پہلے ہی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔

لغوی توضیح اللِّعَان ایک دوسرے پر لعنت کرنا۔ لعان کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگاتا ہے اور اس کے پاس گواہ موجود نہیں ہوتے یا شوہر کہتا ہے کہ اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ میرا نہیں' جبکہ اس کی بیوی اس سے انکار کرتی ہے تو پھر یہ شخص عدالت یا حاکم وقت کے سامنے چار مرتبہ اللہ کی قسم اٹھا کر گواہی دیتا ہے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہتا ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر اس کے جواب میں بیوی چار مرتبہ قسم اٹھا کے شہادت دیتی ہے کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہتی ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ تب وہ حدِ زنا سے بچ جاتی ہے۔ اس کے بعد دونوں کے درمیان ہمیشہ کے لیے جدائی ڈال دی جاتی ہے۔ طَلَّقَهَا ثَلاثًا اس نے بیوی کو (ہمیشہ کے لیے جدا کرنے کے لیے) تین طلاقیں دے دیں۔ اس لیے کہ اسے علم نہیں تھا کہ لعان بذاتِ خود ہمیشہ کی جدائی کا باعث ہے، لہٰذا اس کی یہ طلاقیں لغو ٹھہریں۔

فہم الحدیث اس حدیث سے لعان کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔

۹۵۳۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ، قَالَ لِلْمُتَلاعِنَيْنَ : ((حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ ، اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ ، لا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا)) قَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِي ! قَالَ: ((لا مَالَ لَكَ ، اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی سے فرمایا کہ تمہارا حساب اللہ کے یہاں ہوگا۔ تم میں سے ایک تو یقیناً جھوٹا ہے' تمہارے (یعنی شوہر کے) لئے اسے (بیوی کو) حاصل کرنے کا اب کوئی راستہ نہیں۔ شوہر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا مال؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب وہ تمہارا مال نہیں رہا۔ اگر تم نے اس کے متعلق سچ کہا تھا تو وہ اس کے بدلے میں ہے کہ تم نے

۹۵۳۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 53 باب المتعة التي لم يفرض لها (5311) مسلم (1493) ترمذی (1202)۔

فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ، وَأَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا)).

اس کی شرمگاہ اپنے لئے حلال کی تھی اور اگر تم نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی تھی تب تو اور زیادہ تجھ کو کچھ نہ ملنا چاہیے۔

لغوی توضیح لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا تیرا اب بیوی سے کوئی تعلق نہیں (معلوم ہوا کہ لعان کے بعد میاں بیوی ہمیشہ کے لیے جدا ہو جاتے ہیں)۔ لَا مَالَ لَكَ اب وہ تیرا مال نہیں (یعنی بیوی سے حق مہر وغیرہ واپس نہیں لے سکتا کیونکہ تو اس کے بدلے اس کی شرمگاہ سے فائدہ اٹھا چکا ہے)۔

٩٥٤۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ، فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک صاحب اور ان کی بیوی کے درمیان لعان کرایا۔ پھر ان صاحب نے اپنی بیوی کے لڑکے کا انکار کیا تو آنحضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان جدائی کرا دی اور لڑکا عورت کو دے دیا۔

لغوی توضیح فَانْتَفَى انکار کر دیا۔ أَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ آپ ﷺ نے بچے کو ماں کے ساتھ ملحق کر دیا (یعنی اب وہ باپ کا نہیں بلکہ صرف ماں کا وارث بنے گا)۔

٩٥٥۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ۔ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، فَقَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتُلِيتُ بِهَذَا إِلَّا لِقَوْلِي۔ فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ۔ وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا۔ قَلِيلَ اللَّحْمِ، سَبْطَ الشَّعَرِ، وَكَانَ الَّذِي ادَّعَى عَلَيْهِ، أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ، خَدْلًا، آدَمَ، كَثِيرَ اللَّحْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَيِّنْ فَجَاءَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی مجلس میں لعان کا ذکر ہوا اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں کوئی بات کہی (کہ میں اگر اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو وہیں قتل کر دوں) اور چلے گئے۔ پھر ان کی قوم کے ایک صحابی (عویمر رضی اللہ عنہ) ان کے پاس آئے یہ شکایت لے کر کہ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو پایا ہے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے آج یہ ابتلا میری اسی بات کی وجہ سے ہوا ہے جو میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے کہی تھی پھر وہ انہیں لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو وہ واقعہ بتایا جس میں اس صحابی نے اپنی بیوی کو پایا تھا۔ یہ صاحب زرد رنگ، کم گوشت والے (پتلے دبلے) اور سیدھے بال والے تھے اور جس کے متعلق انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ (تنہائی میں) پایا وہ گٹھے ہوئے جسم کا گندمی اور بھرے گوشت والا

٩٥٤۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 35 باب یلحق الولد بالمُلاعِنة (4748) مسلم (1494) ابو داود (2259)۔

٩٥٥۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 31 باب قول النبی ﷺ لو کنت راجما بغیر بینة (5310) مسلم (1497)۔

زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ ۔ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ ﷺ فِي بَيْنَهُمَا۔

تھا۔ پھر حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اس معاملہ کو صاف کر دے چنانچہ اس عورت نے بچہ اسی مرد کی شکل کا جنا جس کے متعلق شوہر نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ پایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے میاں بیوی کے درمیان لعان کرایا۔

قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ ، فِي الْمَجْلِسِ : هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هَذِهِ؟)) فَقَالَ : لَا ، تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوْءَ۔

ایک شاگرد نے مجلس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا یہی وہ عورت ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بلا شہادت کے سنگسار کر سکتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں (یہ جملہ آنحضرت ﷺ نے) اس عورت کے متعلق فرمایا تھا جس کی بدکاری اسلام کے زمانہ میں کھل گئی تھی۔

لغوی توضیح مُصْفَرًّا زرد رنگ والا۔ قَلِيْلُ اللَّحْمِ کمزور۔ سَبْطَ الشَّعَرِ سیدھے بال والا۔ خَدْلًا بھرا ہوا، ضخیم۔ آدم گندمی رنگ کا۔

٩٥٦ ۔ **حديث** الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ، قَالَ : قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ : لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : ((تَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ؟ وَاللّٰهِ ! لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ ، وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ ، وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِيْنَ وَالْمُنْذِرِيْنَ ، وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ ، وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ))۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھوں تو سیدھی تلوار سے اس کی گردن ماردوں۔ پھر یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت ہے؟ بلاشبہ میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے اور اللہ نے غیرت ہی کی وجہ سے فواحش کو حرام کیا ہے چاہے وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور معذرت (گناہوں سے توبہ واستغفار) اللہ سے زیادہ کسی کو پسند نہیں۔ اسی لئے اس نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بھیجے اور تعریف اللہ سے زیادہ کسی کو پسند نہیں اسی وجہ سے اس نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔

لغوی توضیح غَيْرَ مُصْفَحٍ یعنی تلوار کی چوڑی جانب سے نہیں (بلکہ دھار کی طرف سے ماروں گا)۔

٩٥٦۔ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 20 باب قول النبي ﷺ لا شخص اغير من الله (6846) مسلم (1499)۔

۹۵۷۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ' اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ' فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وُلِدَ لِی غُلَامٌ اَسْوَدُ' فَقَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ' قَالَ: ((مَا اَلْوَانُهَا؟)) قَالَ: حُمْرٌ قَالَ: ((هَلْ فِیهَامِنْ اَوْرَقَ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَاَنّٰی ذٰلِكَ؟)) قَالَ: لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ۔ قَالَ: ((فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَانَزَعَهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے یہاں تو کالا کلوٹا بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ اونٹ بھی ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا' ان کے رنگ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ سرخ رنگ کے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا ان میں کوئی سیاہی سفید اونٹ بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ پھر یہ کہاں سے آ گیا؟ انہوں نے کہا کہ اپنی نسل کے کسی بہت پہلے کے اونٹ پر یہ پڑا ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح تمہارا یہ لڑکا بھی اپنی نسل کے کسی دور کے رشتہ دار پر پڑا ہوگا۔

لغوی توضیح اَوْرَق خاکی رنگ۔ نَزَعَ کھینچ لیا ہو۔ عِرْق رگ نے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ بلاوجہ بیوی پر شک کرنا یا محض شک کی بنیاد پر بچے کا انکار کرنا' درست نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسائل سمجھاتے ہوئے کوئی پیچیدہ یا فلسفیانہ انداز نہیں اپنانا چاہیے بلکہ عام فہم انداز اور مثالوں سے بات سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

[20] کتاب العتق
غلام آزاد کرنے کے مسائل

۹۵۸۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنہما' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ' قَالَ: ((مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِی عَبْدٍ' فَكَانَ لَهُ مَالٌ یَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ' قُوِّمَ الْعَبْدُ قِیمَةَ عَدْلٍ فَاَعْطَی شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَیْهِ' وَاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَاعَتَقَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مشترک غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ غلام کی پوری قیمت ادا ہو سکے تو اس کی قیمت انصاف کے ساتھ لگائی جائے گی اور وہ باقی حصہ داروں کو ان کے حصے کی قیمت دے کر غلام کو اپنی طرف سے آزاد کر دے گا، ورنہ غلام کا جو حصہ آزاد ہو چکا وہ ہو چکا (باقی آزادی کے لئے غلام کو خود کوشش کر کے قیمت ادا کرنی ہوگی)۔

۹۵۷۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 26 باب إذا عرض بنفی الولد (5305) مسلم (1500) ابوداود (2260)۔
۹۵۸۔ البخاری فی: 49 کتاب العتق: 4 باب إذا اعتق عبدا بین اثنین (2491) مسلم (1501) ابوداود (3940)۔

کتاب العتق

لغوی توضیح اَلْعِتْق آزاد ہونا اور اِعْتَاق آزاد کرنا۔ اصطلاحاً عتق سے مراد ہے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے کسی آدمی سے ملکیت کو ساقط کر دینا۔ شِرْکًا حصہ۔ قُوِّمَ قیمت لگائی جائے گی۔

فہم الحدیث اس اور آئندہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غلام دو یا زیادہ افراد کی ملکیت میں ہو اور ان میں سے کوئی ایک اپنے حصے کا غلام آزاد کرنا چاہے تو وہ مکمل غلام کی قیمت لگائے، پھر اگر اس کے پاس اتنی مالیت ہو تو وہ اپنے باقی شرکاء کو انصاف کے ساتھ ان کے حصے ادا کر دے اور غلام کو آزاد کرا دے لیکن اگر آزاد کرنے والے کے پاس مزید اتنا مال نہیں جو اس کی مکمل قیمت کے برابر ہو تو پھر غلام کو اتنا مال کما کر لانے کی زحمت دی جائے گی۔ جب وہ باقی رقم ادا کر دے گا تب وہ مکمل آزاد ہو گا۔

(1) باب ذکر سعاية العبد

غلام محنت مزدوری کر کے اپنی قیمت ادا کرے

۹۵۹۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَعْتَقَ شَقِيْصًا مِنْ مَمْلُوْكِهٖ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهٗ فِي مَالِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِيْمَةَ عَدْلٍ، ثُمَّ اسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' جو شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مال سے غلام کو پوری آزادی دلا دے۔ لیکن اگر اس کے پاس اتنا مال نہیں تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگائی جائے۔ پھر غلام سے کہا جائے کہ (اپنی آزادی کی) کوشش میں وہ باقی حصہ کی قیمت خود کما کر ادا کر لے۔ لیکن غلام پر اس کے لئے کوئی دباؤ نہ ڈالا جائے۔

لغوی توضیح شَقِيْصًا حصہ، وزن۔ خَلَاصُهٗ باقی قیمت کی ادائیگی۔ اسْتُسْعِيَ محنت کرائی جائے۔ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ سختی نہ کی جائے۔

(2) باب انما الولاء لمن اعتق

ولاء اسی کی ہوگی جو آزاد کرے

۹۶۰۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ بَرِيْرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِيْنُهَا فِي كِتَابَتِهَا، وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: ارْجِعِي اِلَى اَهْلِكِ فَاِنْ اَحَبُّوا اَنْ اَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ۔ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ لِاَهْلِهَا فَاَبَوْا، وَقَالُوْا: اِنْ شَاءَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لَنَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس اپنے معاملہ مکاتبت میں مدد لینے آئیں۔ ابھی انہوں نے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ تو اپنے مالکوں کے پاس جا' اگر وہ یہ پسند کریں کہ تیرے معاملہ مکاتبت کی پوری رقم میں ادا کروں اور تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ صورت اپنے مالکوں کے سامنے رکھی۔ لیکن انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ اگر وہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) تمہارے ساتھ ثواب کی نیت سے یہ نیک کام کرنا چاہتی ہیں تو انہیں اختیار ہے۔

۹۵۹۔ البخاری فی: 47 کتاب الشرکة: 5 باب تقویم الاشیاء بین الشرکاء بقیمة عدل (2492) مسلم (1503)۔

۹۶۰۔ البخاری فی: 50 کتاب المکاتب: 2 باب ما یجوز من شروط المکاتب (456) مسلم (1504) ترمذی (1154)۔

فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ابْتَاعِي فَاعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ)) قَالَ، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((مَا بَالُ اُنَاسٍ يَشْتَرِطُوْنَ شَرْطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ، وَاِنْ شَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ، شَرْطُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ))۔

لیکن تمہاری ولاء تو ہمارے ساتھ ہی رہے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو خرید کرا سے آزاد کردے۔ ولاء تو اسی کے ساتھ ہوتی ہے جو آزاد کردے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا کہ کچھ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کوئی اصل کتاب اللہ میں نہیں۔ پس جو بھی کوئی ایسی شرط لگائے جس کی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ ان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ خواہ وہ ایسی سو شرطیں کیوں نہ لگالے، اللہ تعالیٰ کی شرط ہی سب سے زیادہ معقول اور مضبوط ہے۔

لغوی توضیح: اَلْوَلَاء مالک اور اس کے آزاد کردہ غلام کے درمیانی تعلق کو کہتے ہیں' اس تعلق کے باعث جب غلام فوت ہوگا تو مالک اس کی وراثت کا حقدار ہوگا۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ کوئی دوسرا شخص مقررہ رقم ادا کر کے غلام کو آزاد کر سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ولاء کا تعلق اسی کا ہوتا ہے جو آزادی دلائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لین دین کے معاملات میں وہ تمام شروط باطل ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں۔

٩٦١۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، زَوْجِ النَّبِيِّ، قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ: اِحْدَى السُّنَنِ اَنَّهَا اُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ)) وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ: فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَاُدْمٌ مِنْ اُدْمِ الْبَيْتِ۔ فَقَالَ: ((اَلَمْ اَرَ الْبُرْمَةَ فِيْهَا لَحْمٌ؟)) قَالُوْا: بَلٰى، وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ، وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ۔ قَالَ: ((عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ))۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ سے دین کے تین مسئلے معلوم ہو گئے۔ اول یہ کہ انہیں آزاد کیا گیا اور پھر ان کے شوہر کے بارے میں اختیار دیا گیا کہ (چاہیں ان کے نکاح میں رہیں ورنہ الگ ہو جائیں) اور رسول اللہ ﷺ نے (انہی کے بارے میں) فرمایا کہ "ولا" اسی سے قائم ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ اور ایک مرتبہ حضور ﷺ گھر میں تشریف لائے تو ایک ہانڈی میں گوشت پکایا جارہا تھا۔ پھر کھانے کے لئے آنحضرت ﷺ کے سامنے روٹی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو ہانڈی میں گوشت پکتا دیکھا ہے؟ عرض کیا گیا کہ جی ہاں' لیکن وہ گوشت بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لیے بریرہ کی طرف سے تحفہ ہے۔

٩٦١۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 14 باب لا یکون بیع الامة طلاقا۔

كتاب العتق

لغوی توضیح فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا اسے اپنے شوہر (مغیث نامی غلام) کے متعلق اختیار دے دیا گیا (معلوم ہوا کہ بیوی آزاد ہو جائے اور شوہر غلام ہو تو بیوی کو اس کے نکاح میں رہنے یا نکاح فسخ کر دینے کا اختیار ہے)۔ اَلْبُرْمَة پتھر کی ہنڈیا۔

(3) باب النهى عن بيع الولاء وهبته — ولاء کا بیچنا یا ہبہ کرنا منع ہے

٩٦٢۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ولاء کے بیچنے اور اسے ہبہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔

فهم الحديث چونکہ ولاء نسب کی طرح ایک معنوی چیز ہے اس لیے بیع یا ہبہ وغیرہ کسی بھی ذریعے سے اس کی دوسرے کی طرف منتقلی درست نہیں، اسی لیے اس سے منع کر دیا گیا ہے۔

(4) باب تحريم تولى العتيق غير مواليه — اپنے آزاد کرنے والے کے سوا اور کسی کو "مولا" نہیں بنا سکتا

٩٦٣۔ حديث عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ خَطَبَ عَلَى مِنْبَرٍ مِنْ آجُرٍ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيْهِ صَحِيْفَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَاُ اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ، فَنَشَرَهَا، فَاِذَا فِيْهَا: اَسْنَانُ الْاِبِلِ، وَاِذَا فِيْهَا: ((الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مِنْ عَيْرٍ اِلَى كَذَا فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا))وَاِذَا فِيْهِ:((ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ، يَسْعَى بِهَا اَدْنَاهُمْ، فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) وَاِذَا فِيْهَا: ((مَنْ وَالَى

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اینٹ سے بنے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ آپ تلوار لئے ہوئے تھے جس میں ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا واللہ! ہمارے پاس کتاب اللہ کے سوا کوئی اور کتاب نہیں جسے پڑھا جائے اور سوائے اس صحیفہ کے۔ پھر انہوں نے اسے کھولا تو اس میں دیت میں دیئے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان تھا (کہ دیت میں اتنی اتنی عمر کے اونٹ دیئے جائیں) اور اس میں یہ بھی تھا کہ مدینہ طیبہ کی زمین عیر پہاڑی سے ثور پہاڑ تک حرم ہے پس اس میں جو کوئی نئی بات (بدعت) نکالے گا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔ اللہ اس کی کسی فرض یا نفل عبادت کو قبول نہیں کرے گا اور اس میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی ذمہ داری (عہد یا امان) ایک ہے اس کا ذمہ داران میں سب سے ادنیٰ مسلمان بھی ہو سکتا ہے۔ پس جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔ اللہ اس کی نہ فرض عبادت قبول کرے گا اور نہ نفل۔ اور اس میں یہ بھی تھا کہ جس

٩٦٢۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 10 باب بيع الولاء وهبته (2535) مسلم (1506) ابوداود (2919)۔

٩٦٣۔ البخاري في: 96 كتاب الاعتصام: 5 باب ما يكره من التعمق والتنازع في العلم، مسلم (1370)۔

قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ' لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) ۔

نے کسی سے اپنے والیوں کی اجازت کے بغیر ولاء کا رشتہ قائم کیا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اللہ نہ اس کی فرض عبادت کرے گا نہ نفل۔

فہم الحدیث یہ روایت پیچھے ۸۶۸ نمبر پر گزر چکی ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

(5) باب فضل العتق

غلام آزاد کرنے کی فضیلت

٩٦٤ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا اِسْتَنْقَذَ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کبھی کسی مسلمان (غلام) کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے جسم کے ہر عضو کی آزادی کے بدلے اس شخص کے جسم کے ایک ایک عضو کو دوزخ سے آزاد کر دے گا۔

لغوی توضیح اسْتَنْقَذَ بچالے گا، نجات دے دے گا۔

[21] كِتَابُ الْبُيُوعِ
خرید وفروخت کے مسائل

(1) باب ابطال بيع الملامسة والمنابذة
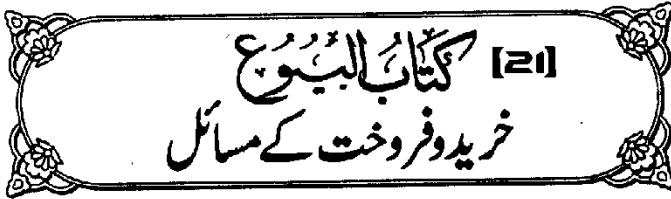
بیع ملامسہ اور منابذہ باطل ہے

٩٦٥ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے منع فرمایا۔

لغوی توضیح الْبُيُوعِ جمع ہے بَيْع کی، معنی ہے فروخت کرنا۔ الْمُلَامَسَه لمس سے ہے، معنی ہے چھونا۔ الْمُنَابَذه نبذ سے ہے، معنی ہے پھینکنا۔ ان دونوں کی وضاحت آئندہ حدیث ۹۶۷ میں ملاحظہ فرمائیے۔

٩٦٦ - حديث أبي هريرة رضی اللہ عنہ ' قال : يُنْهَى عَنْ صِيَامَيْنِ وَبَيْعَتَيْنِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ، وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ نے دو روزے اور دو قسم کی خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزے سے۔ اور ملامست اور منابذت کے ساتھ خرید وفروخت کرنے سے۔

---

٩٦٤ - البخاري في: 49 كتاب العتق: 1 باب ما جاء في العتق وفضله (2517) مسلم (1509) ترمذی (1541)۔

٩٦٥ - البخاري في: 34 كتاب البيوع: 63 باب بيع المنابذة (368) مسلم (1511) ابن ماجه (2169) ترمذی (1310) ۔

٩٦٦ - البخاري في: 30 كتاب الصوم: 67 باب الصوم يوم النحر ۔

٩٦٧۔ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخدْرِی رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ: نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ، وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ اَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهُ اِلَّا بِذَلِكَ، وَالْمُنَابَذَةُ اَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهِ وَيَنْبِذَ الآخَرُ ثَوْبَهُ، وَيَكُوْنَ ذٰلِكَ بَيْعَهُمَا مِنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ۔ وَاللِّبْسَتَيْنِ: اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ، وَالصَّمَّاءُ اَنْ يَجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلَى اَحَدِ عَاتِقَيْهِ، فَيَبْدُوَ اَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ، وَاللِّبْسَةُ الاُخْرَى احْتِبَاؤُهُ بِثَوْبِهِ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو طرح کے پہناوے اور دو طرح کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ خرید و فروخت میں ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔ ملامسہ کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص (خریدار) دوسرے (بیچنے والے) کے کپڑے کو رات یا دن میں کسی بھی وقت بس چھو دیتا (اور دیکھے بغیر صرف چھونے سے بیع ہو جاتی) صرف چھونا ہی کافی تھا کھول کر دیکھا نہیں جاتا تھا۔ منابذہ کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص اپنی ملکیت کا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکتا اور دوسرا اپنا کپڑا پھینکتا اور بغیر دیکھے اور بغیر باہمی رضامندی کے صرف اسی سے بیع منعقد ہو جاتی اور دو کپڑے (جنہیں پہننے سے نبی ﷺ نے منع فرمایا' ایک) اشتمال صماء ہے۔ صماء کی صورت یہ تھی کہ اپنا کپڑا (ایک چادر) اپنے ایک شانے پر اس طرح ڈالا جاتا کہ ایک کنارہ سے (شرمگاہ) کھل جاتی اور دوسرا کوئی کپڑا وہاں نہیں ہوتا تھا۔ دوسرے پہناوے کا طریقہ یہ تھا کہ بیٹھ کر اپنے ایک کپڑے سے کمر اور پنڈلی باندھ لیتے تھے اور شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا تھا۔

(3) باب تحریم بیع حبل الحبلة

پیٹ کے بچے کا بچہ فروخت کرنا منع ہے

٩٦٨۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ، وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ اِلَى اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ، ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِي فِي بَطْنِهَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حاملہ کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے اور یہ بیع دور جاہلیت میں تھی۔ آدمی اس شرط پر اونٹنی خریدتا کہ (اس کی قیمت اس وقت دے گا) جب اونٹنی بچہ جنے گی' پھر وہ بچہ جو اونٹنی کے پیٹ میں ہے وہ (آگے ایک بچہ) جنے گا۔

لغوی توضیح بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ حاملہ کے حمل کی بیع۔ اس کی دو تفسیریں مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ مادہ جانور کے پیٹ میں پرورش پانے والا بچہ پیدائش کے بعد جوان ہو کر جو بچہ جنے گا اس کی بیع حرام ہے۔ دوسری یہ کہ اس قیمت پر جانور دینا کہ یہ جو بچہ جنے گا اس کا بچہ مجھے دینا ہوگا۔ یہ بیع اس لیے منع ہے کہ یہ معدوم و مجہول شے کی بیع ہے اور دھوکے کی بیع میں داخل ہے۔

٩٦٧۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 20 باب اشتمال الصماء (2144) مسلم (1512) ابوداود (3379)۔

٩٦٨۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 61 باب بیع الغرر وحبل الحبلة (2143) مسلم (1514) ترمذی (1229)۔

(4) باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه وسومه على سومه و تحريم النجش و تحريم التصرية

دوسرے شخص کے سودے پر سودا کرنا یا خریدنے کی نیت کے بغیر زیادہ قیمت لگانا نیز دھوکہ دینے کے لیے تھنوں میں دودھ روکے رکھنا حرام ہے

٩٦٩۔ حديث عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ اَخِيْهِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنے بھائی کی خرید و فروخت میں دخل اندازی نہ کرے۔

٩٧٠۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْغَنَمَ وَمَنِ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ اَنْ يَحْتَلِبَهَا اِنْ رَضِيَهَا اَمْسَكَهَا، وَاِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' (تجارتی) قافلوں کی پیشوائی (ان کا سامان شہر پہنچنے سے پہلے ہی خرید لینے کی غرض سے) نہ کرو۔ ایک شخص کسی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور کوئی نجش نہ کرے اور کوئی شہری بدوی کا مال نہ بیچے اور بکری کے تھن میں دودھ نہ روکے لیکن اگر کوئی اس (آخری) صورت میں جانور خرید لے تو اسے دوہنے کے بعد دونوں طرح کے اختیارات ہیں، اگر وہ اس بیع پر راضی ہے تو جانور کو روک سکتا ہے اور اگر وہ راضی نہیں تو ایک صاع کھجور اس کے ساتھ دے کر اسے واپس کر دے۔

لغوی توضیح لَا تَلَقَّوُا نہ ملو۔ الرُّكْبَانَ قافلوں کو (اس کی صورت یہ ہے کہ شہری آدمی بدوی کو شہر کی مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے پہلے راستے ہی میں جا ملے تاکہ بھاؤ کے متعلق غلط بیانی کر کے اس سے سامان سستے داموں خرید لے)۔ لَا تَنَاجَشُوْا بیع نجش نہ کرو (نجش کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ کوئی شخص سودے کی قیمت میں اضافہ کرنے کے ارادے سے بولی لگائے' وہ خود تو اسے خریدنا نہ چاہے لیکن کسی اور کو اس میں پھنسانا چاہے)۔ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ کوئی شہری نہ بیچے۔ لِبَادٍ کسی دیہاتی کا سامان (امام نووی فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ ایک اجنبی آدمی دیہاتی سے یا دوسرے شہر سے ایسا ساز و سامان جس کی سبھی کو ضرورت ہے' اس روز کے نرخ کے مطابق فروخت کرنے کے لیے لے کر آتا ہے مگر اسے شہری کہتا ہے کہ اس سامان کو میرے پاس چھوڑ دو تاکہ میں اسے بتدریج اعلیٰ نرخ پر بیچ دوں)۔ لَا تُصَرُّوا دودھ نہ روکو (مراد ہے اونٹنی یا بکری وغیرہ کے تھنوں میں دودھ روک لینا' تاکہ اس کے تھن بڑے ہو جائیں اور خریدار کو یہ دھوکہ ہو جائے کہ یہ جانور تو بہت دودھ دینے والا ہے اور وہ اسے مہنگے داموں بھی خرید لے، یہ عمل حرام ہے)۔ رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ وہ اس جانور کے ساتھ ایک صاع کھجوریں بھی واپس کرے (معلوم ہوا کہ جسے دودھ روک کر جانور بیچا گیا ہے اسے یہ اختیار ہے کہ یا تو وہ اس جانور کو رکھ لے یا پھر واپس بائع کو لوٹا دے اور ساتھ ایک صاع کھجور بھی دے تاکہ جو دودھ حاصل کیا ہے اس کا عوض ہو جائے)۔

٩٦٩۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 58 باب لا یبیع علی بیع اخیه ولا یسوم علی سوم اخیه ، مسلم (1412)۔

٩٧٠۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 64 باب النهی للبائع ان لا یحفل الابل...(2150) مسلم (1515) نسائی (4503)۔

٩٧١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّلَقِّي، وَاَنْ يَبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلأَعْرَابِي، وَاَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا، وَاَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ اَخِيْهِ، وَنَهَى عَنِ النَّجْشِ وَعَنِ التَّصْرِيَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے (تجارتی قافلوں کی) پیشوائی سے منع فرمایا تھا۔ اور اس سے بھی کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان تجارت بیچے اور اس سے بھی کہ کوئی عورت اپنی (دینی یا نسبی) بہن کے طلاق کی شرط لگائے اور اس سے کہ کوئی اپنے کسی بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ لگائے اسی طرح آپ نے نجش اور تصریہ سے بھی منع فرمایا۔

لغوی توضیح طَلَاقَ أُخْتِهَا اپنی بہن (یعنی سوکن) کی طلاق (معلوم ہوا کہ عورت پر حرام ہے کہ وہ نکاح کے وقت شوہر سے پہلی بیوی کی طلاق کا مطالبہ کرے)۔ سَوْم بھاؤ۔ التَّصْرِيَة تھنوں میں دودھ روکنا۔

(5) باب تحريم تلقي الجلب

بیرون شہر جا کر تاجروں سے مال خریدنا حرام ہے

٩٧٢۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه، قَالَ: مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُحَفَّلَةً فَلْيَرُدَّهَا فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا، وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ اَنْ تُلَقَّى الْبُيُوْعُ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص مصراۃ بکری خریدے اور اسے واپس کرنا چاہے تو (مالک کو) اس کے ساتھ ایک صاع بھی دے اور نبی ﷺ نے قافلہ والوں سے (جو مال بیچنے آئیں) آگے بڑھ کر خریدنے سے منع فرمایا ہے۔

لغوی توضیح شَاةٌ مُحَفَّلَةٌ وہ بکری جس کا دودھ روکا گیا ہو۔

(6) باب تحريم بيع الحاضر للبادي

شہری کو کا دیہاتی کا مال بیچنا حرام ہے

٩٧٣۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ))، (قَالَ الرَّاوِيُّ) فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَاقَوْلُهُ ((لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟)) قَالَ: لَايَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا (تجارتی) قافلوں سے آگے جا کر نہ ملا کرو (ان کو منڈی میں آنے دو) اور کوئی شہری، کسی دیہاتی کا سامان نہ بیچے (راوی کہتے ہیں) کہ اس پر میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے "کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال نہ بیچے"؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ دلال نہ بنے۔

٩٧٤۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں اس سے روکا گیا کہ

٩٧١۔ البخاري في: 54 كتاب الشروط: 11 باب الشروط في الطلاق۔

٩٧٢۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 64 باب النهي للبائع ان لا يحفّل الإبل...(2149) مسلم (1518) ترمذی (1220)۔

٩٧٣۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 68 باب هل يبيع حاضر لباد بغير اجر...(2158) مسلم (1521) نسائی (4512)۔

٩٧٤۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 68 باب لا يبيع حاضر لباد بغير اجر...(2161) مسلم (1523) ابو داود (3440)۔

قَالَ : نُهِينَا اَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ ۔

کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال تجارت بیچے۔

(8) باب بطلان بيع المبيع قبل القبض

خریدا ہوا مال قبضہ میں لینے سے پہلے بیچنا جائز نہیں

۹۷۵۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : اَمَّا الَّذِی نَهَى عَنْهُ النَّبِیُّ ﷺ ' فَهُوَ الطَّعَامُ اَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُقْبَضَ ' قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : وَلَا اَحْسِبُ كُلَّ شَیْءٍ اِلَّا مِثْلَهُ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز سے منع فرمایا تھا' وہ اس غلہ کی بیع تھی جس پر ابھی قبضہ نہ کیا گیا ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں تو تمام چیزوں کو اسی کے حکم میں سمجھتا ہوں (یعنی کہ کوئی بھی چیز جب خریدی جائے تو قبضہ کرنے سے پہلے اسے نہ بیچا جائے)۔

۹۷٦۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيْعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کسی قسم کا غلہ خریدے تو جب تک اس پر پوری طرح قبضہ نہ کر لے اسے نہ بیچے۔

لغوی توضیح حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ حتی کہ وہ اس پر قبضہ کر لے۔

۹۷۷۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' قَالَ : كَانُوْا يَبْتَاعُوْنَ الطَّعَامَ فِی اَعْلَى السُّوْقِ فَيَبِيْعُوْنَهُ فِی مَكَانِهِمْ ' فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَبِيْعُوْهُ فِی مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوْهُ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگ بازار کی بلند جانب جا کر غلہ خریدتے اور وہیں بیچنے لگتے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ غلہ وہاں نہ بیچیں جب تک اس کو اٹھوا کر دوسری جگہ نہ لے جائیں۔

لغوی توضیح حَتَّى يَنْقُلُوْهُ حتی کہ وہ اسے منتقل کر لیں (یعنی قبضہ میں لے لیں)۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ کوئی بھی چیز مکمل طور پر قبضہ میں لینے سے پہلے آگے فروخت کرنا جائز نہیں۔

(10) باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين

بائع اور مشتری دونوں کو جب تک مجلس برخواست نہ ہو سودا باقی رکھنے یا منسوخ کرنے کا اختیار ہے

۹۷۸۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : ((الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' خریدنے اور بیچنے والے دونوں کو اس وقت تک (بیع فسخ کرنے کا) اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ

۹۷۵۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 55 باب بیع الطعام قبل ان یقبض...(2132) مسلم (1525) ترمذی (1291)۔

۹۷٦۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 51 باب الکیل علی البائع والمعطی (2124) مسلم (1526)۔

۹۷۷۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 72 باب منتهی التلقی۔

۹۷۸۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 44 باب البیعان بالخیار ما لم یتفرقا (2107) مسلم (1531) ترمذی (1245)۔

يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ))۔ ہوں مگر بیع خیار میں۔

لغوی توضیح: اَلْمُتَبَايِعَان دو بیع کرنے والے (یعنی بائع اور مشتری)۔ بَيْعَ الْخِيَارِ اختیار والی بیع (مراد یہ ہے کہ بیع کے وقت بائع نے مشتری کو اختیار دیا ہو یا مشتری نے اختیار کی شرط لگائی ہو تو پھر مقررہ مدت پوری ہونے تک دونوں کو اختیار رہتا ہے چاہے وہ بیع فسخ کر دیں یا منعقد کر دیں)۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ جب تک بائع اور مشتری ایک ہی مجلس میں ہوں انہیں بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے اور جب وہ جدا ہو جائیں تو پھر یہ اختیار ختم ہو جاتا ہے اور بیع پختہ ہو جاتی ہے۔ آئندہ احادیث بھی اسی کا ثبوت ہیں۔

۹۷۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، وَكَانَا جَمِيعًا أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلَى ذَلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ، وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ يَتَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب دو افراد نے خرید و فروخت کی تو جب تک وہ دونوں جدا نہ ہو جائیں' انہیں (بیع کو توڑ دینے کا) اختیار باقی رہتا ہے یہ اس صورت میں کہ دونوں ایک ہی جگہ رہیں۔ لیکن اگر ایک نے دوسرے کو پسند کرنے کے لئے کہا اور اس شرط پر بیع ہوئی اور دونوں نے بیع کا قطعی فیصلہ کر لیا' تو بیع اسی وقت منعقد ہو جائے گی اسی طرح اگر دونوں فریق بیع کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور بیع سے کسی فریق نے بھی انکار نہیں کیا' تو بھی بیع لازم ہو جاتی ہے۔

(11) باب الصدق في البيع والبيان

خرید و فروخت میں سچ بولنے اور سچی بات کہنے کی فضیلت

۹۸۰۔ حدیث حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا)) أَوْ قَالَ: ((حَتَّى يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا))۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' خریدنے اور بیچنے والوں کو اس وقت تک (بیع ختم کرنے کا) اختیار ہے جب تک دونوں جدا نہ ہوں یا آپ نے فرمایا حتی کہ دونوں جدا نہ ہو جائیں (آنحضرت ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا) پس اگر دونوں نے سچائی سے کام لیا اور ہر بات صاف صاف کھول دی تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے لیکن اگر کوئی بات چھپا کر رکھی یا جھوٹ کہی تو ان کی برکت ختم کر دی جاتی ہے۔

لغوی توضیح: مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا ان کی بیع کی برکت مٹا دی جاتی ہے (معلوم ہوا کہ کاروبار میں برکت سچ بولنے سے ہی ہوتی ہے اور جھوٹ اور فریب سے اگر کوئی مال کما بھی لے تو وہ برکت سے خالی ہوتا ہے)۔

۹۷۹۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 45 باب إذا خير أحدهما صاحبه بعد البيع فقد وجب البيع۔

۹۸۰۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 19 باب إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا (2079) مسلم (1532)۔

(12) باب من یخدع فی البیع
کاروبار میں دھوکا کھا جانے والا کیا کرے

٩٨١- حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما ' اَنَّ رَجُلًا ذَکَرَ لِلنَّبِیِّ ﷺ ' اَنَّهُ یُخْدَعُ فِی الْبُیُوْعِ ' فَقَالَ: ((اِذَا بَایَعْتَ فَقُلْ لاَ خِلَابَةَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص (حبان بن منقذ) نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ وہ اکثر خرید وفروخت میں دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اس پر آپ نے ان سے فرمایا کہ جب تم کسی چیز کی خرید وفروخت کرو تو یوں کہہ دیا کرو کہ بھائی دھوکا اور فریب کا کام نہیں۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ بیع کرتے وقت دھوکہ نہ دینے کی شرط لگائی جا سکتی ہے۔ اس حدیث سے خیارِ غبن بھی ثابت کیا جاتا ہے' یعنی اگر کسی کو خرید وفروخت میں دھوکہ ہو جائے تو اسے بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

(13) باب النهی عن الثمار قبل بدو صلاحها بغیر شرط القطع
پکنے کا یقین جب تک نہ ہو درخت پر پھل بیچنا درست نہیں جب کہ کاٹنے کی شرط نہ ہوئی ہو

٩٨٢- حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الثِّمَارِ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُهَا ' نَهَی الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پختہ ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع کیا تھا۔ آپ کی ممانعت بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کو تھی۔

لغوی توضیح اَلثِّمَار جمع ہے ثَمَرَة کی، معنی ہے پھل۔ یَبْدُوَ ظاہر ہو۔ صَلَاحُهَا اس کی صلاحیت مراد ہے پھلوں کی سرخی اور زردی یعنی ایسا رنگ جس سے ظاہر ہو جائے کہ پھل پک چکا ہے۔

٩٨٣- حدیث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: نَهَی النَّبِیُّ ﷺ عَنْ بَیْعِ الثَّمَرِ حَتّٰی یَطِیْبَ ' وَلَا یُبَاعُ شَیْءٌ مِنْهُ اِلَّا بِالدِّیْنَارِ وَالدِّرْهَمِ اِلَّا الْعَرَایَا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو پکنے سے پہلے بیچنے سے منع کیا ہے اور یہ کہ اس میں سے ذرہ برابر بھی درہم و دینار کے سوا کسی اور چیز (سوکھے پھل) کے بدلے نہ بیچی جائے۔ البتہ عرایا کی اجازت دی۔

لغوی توضیح حَتّٰی یَطِیْبَ حتی کہ پک جائے۔ اَلْعَرَایَا اس کی وضاحت آئندہ باب کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

٩٨٤- حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ: نَهَی النَّبِیُّ ﷺ عَنْ بَیْعِ النَّخْلِ حَتّٰی یَاْکُلَ اَوْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے کھجور کو درخت پر بیچنے سے جب تک وہ کھانے کے قابل نہ ہو جائے۔ اسی طرح

٩٨١- البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 48 باب ما یکره من الخداع فی البیع (2117) مسلم (1533) ابوداود (3500)۔

٩٨٢- البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 85 باب بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحها (1486) مسلم (1534) نسائی (4532)۔

٩٨٣- البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 83 باب بیع الثمر علی رؤوس النخل بالذهب والفضة۔

٩٨٤- البخاری فی: 35 کتاب السلم: 4 باب السلم فی النخل (2246) مسلم (1537) طبرانی کبیر (12688)۔

يُؤكَلَ وَحَتّٰى يُوْزَنَ ' قِيْلَ لَهُ : وَمَا يُوْزَنُ ؟ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَهُ : حَتّٰى يُحْرَزَ۔

جب تک وہ وزن کرنے کے قابل نہ ہو جائے' منع فرمایا ہے۔ پوچھا گیا کہ وزن کئے جانے کا کیا مطلب ہے؟ تو ایک صاحب نے جو ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ اس قابل نہ ہو جائے کہ اندازہ کیا جا سکے۔

لغوی توضیح يُحْرَزَ اندازہ کیا جا سکے (کہ اس کا وزن کتنا ہوگا اور یہ بھی پکنے کے بعد ہی ہوتا ہے)۔

فهم الحديث مذکورہ بالا تینوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پھلوں کی پکنے سے پہلے خرید و فروخت جائز نہیں۔

(14) باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا

تر کھجور کو خشک کھجور کے بدلے بیچنا حرام ہے سوائے عرایا کے

۹۸۵۔ حدیث زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ اَنْ يَبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرایا کو رخصت دی کہ انہیں اندازے سے ماپ کر فروخت کر دیا جائے۔

لغوی توضیح اَلْعَرَايَا مراد یہ ہے کہ کوئی شخص (کسی باغ کا مالک اپنے باغ میں) دوسرے شخص کو کھجور کا درخت (ہبہ کے طور پر) دے دے' پھر اُس شخص کا اپنے باغ میں آنا اچھا نہ سمجھے تو اس صورت میں وہ شخص (مالک) اتری ہوئی کھجور کے عوض اپنا درخت (جسے وہ ہبہ کر چکا ہے) خریدے اِس کی اُس کے لیے رخصت دی گئی ہے۔ فی الواقع عرب قحط اور خشک سالی کے ایام میں اپنے باغات میں سے 'فقیروں اور مسکینوں کے درختوں کو چھوڑ کر' پھل صدقات کی صورت میں دیا کرتے تھے کہ فلاں درخت کی کھجوریں تمہاری ہیں۔ اسی طرح عطیہ میں دی گئی کھجور کو بھی ''عریہ'' کہتے ہیں۔ یعنی مساکین باغات میں ان کے درختوں کا پھل کھانے جایا کرتے تھے اس لیے ان کے داخلے سے باغات کے مالک تکلیف محسوس کرتے تھے یا پھر یہ ہوتا کہ مساکین اپنی ضرورت محتاجی کی وجہ سے پھل پکنے کا انتظار نہ کرتے اور انہیں فروخت کر دیتے جبکہ پھل ابھی درختوں پر ہی ہوتے اور ان کے عوض خشک کھجوریں لے لیتے اور باغات کے مالک بھی ان کی روزمرہ کی آمد و رفت کی پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے درختوں پر موجود تر کھجوروں کو خشک کھجوریں دے کر خرید لیتے تھے۔ یہ بیع مزابنہ (کچے پھلوں کی پکے پھلوں سے بیع) ہی ہے جو ممنوع ہے لیکن عرایا کے لیے اس کی رخصت دی گئی ہے۔

۹۸۶۔ حدیث سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَاْكُلُهَا اَهْلُهَا رُطَبًا۔

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے درخت پر لگی ہوئی کھجور کو اتری ہوئی کھجور کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا البتہ عریہ کی آپ نے اجازت دی کہ اندازہ کر کے یہ بیع کی جا سکتی ہے کہ عریہ والے اس کے بدل تازہ کھجور کھائیں۔

۹۸۵۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 82 باب بيع المزابنة وهي بيع الثمر بالتمر (2173) مسلم (1539)۔

۹۸۶۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 83 باب الثمر على رؤوس النخل بالذهب والفضة (2191) مسلم (1540)۔

۹۸۷- حديث رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَسَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ، اِلَّا اَصْحَابَ الْعَرَايَا فَاِنَّهٗ اَذِنَ لَهُمْ۔

حضرت رافع بن خدیج اور حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ یعنی درخت پر لگی ہوئی کھجور کو خشک کی ہوئی کھجور کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا' عریہ کرنے والوں کے علاوہ کہ انہیں آپ نے اجازت دے دی تھی۔

لغوی توضیح اَلْمُزَابَنَة درختوں پر لگے ہوئے پھل کو اُسی جنس کے اتارے ہوئے خشک پھل کے عوض فروخت کرنا۔

۹۸۸- حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے پانچ وسق یا اس سے کم میں بیع عریہ کی اجازت دی ہے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ اہل عرایا کے لیے صرف پانچ وسق یعنی بیس مَن سے کم کھجوروں کی فروخت ہی درست ہے۔

۹۸۹- حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلاً، وَبَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ كَيْلاً۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا۔ مزابنہ یہ کہ درخت پر لگی ہوئی کھجور خشک کھجور کے بدلے ماپ کر بیچی جائے۔ اسی طرح بیل پر موجود انگور کو منقیٰ کے بدلے بیچا جائے۔

لغوی توضیح زَبِيْب منقیٰ۔ اَلْكَرْم انگور۔

۹۹۰- حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ يَبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهٖ اِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا، وَاِنْ كَانَ كَرْمًا اَنْ يَبِيْعَهٗ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا، اَوْ كَانَ زَرْعًا اَنْ يَبِيْعَهٗ بِكَيْلِ طَعَامٍ، وَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا۔ یعنی باغ کے پھلوں کو' اگر وہ کھجور ہیں تو ٹوٹی ہوئی کھجور کے بدلے ناپ کر بیچا جائے اور اگر انگور ہیں تو اسے خشک انگور کے بدلے ناپ کر بیچا جائے اور اگر وہ کھیتی ہے تو ناپ کر غلہ کے بدلے بیچا جائے۔ آپ نے ان تمام قسموں کے لین دین سے منع فرمایا ہے۔

(15) باب من باع نخلا عليها ثمر

جو شخص کھجور کا ایسا درخت بیچے جس پر کھجوریں لگی ہوں

۹۹۱- حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر کسی

۹۸۷- البخاري في: 42 كتاب المساقاة: 17 باب الرجل يكون له ممر او شرب في حائط۔

۹۸۸- البخاري في: 34 كتاب البيوع: 83 باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب والفضة (2190) مسلم (1541)۔

۹۸۹- البخاري في: 34 كتاب البيوع: 75 باب بيع الزبيب بالزبيب والطعام بالطعام (2171) مسلم (1542)۔

۹۹۰- البخاري في: 34 كتاب البيوع: 91 باب بيع الزرع بالطعام كيلا۔

۹۹۱- البخاري في: 34 كتاب البيوع: 90 باب من باع نخلا قد ابرت او ارضا مزروعة (2203) مسلم (1543)۔

اللّٰہِ عنہما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِرَتْ فَثَمَرُھَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ یَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ)) ۔

نے کھجور کے ایسے درخت بیچے ہوں جن کو پیوندی کیا جا چکا تھا تو اس کا پھل بیچنے والے ہی کا رہتا ہے البتہ اگر خریدنے والے نے شرط لگا دی ہو، (کہ پھل سمیت سودا ہو رہا ہے تو پھل بھی خریدار کی ملکیت میں آ جائیں گے)۔

لغوی توضیح: اُبِّرَتْ تابیر سے ہے اور تابیر پیوندکاری کو کہتے ہیں' اس کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ نر کھجور کے گودے کو مادہ کھجور کے خوشے پر رکھ دیا جاتا' اس طرح پھل زیادہ ہوتا تھا۔

فھم الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کھجوروں کے درخت پیوندکاری کے عمل کے بعد فروخت کیے گئے ہوں تو پھر پھل کا حقدار فروخت کرنے والا ہی ہوگا الا کہ خریدار نے پھل (لینے) کی بھی شرط لگائی ہو۔

(16) باب النھی عن المحاقلة والمزابنة وعن المخابرة وبیع الثمرة قبل بدو صلاحھا وعن بیع المعاومة وھو بیع السنین

محاقلہ، مزابنہ اور مخابرہ کی ممانعت نیز پھلوں کے استفادہ کے قابل ہونے سے قبل فروخت کرنا اور معاومہ یعنی چند سالوں کے پھل فروخت کرنا منع ہے

۹۹۲۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رضی اللہ عنہ ' نَھَی النَّبِیُّ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَنِ الْمُزَابَنَةِ وَعَنْ بَیْعِ الثَّمَرِ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُھَا ' وَاَنْ لَا تُبَاعَ اِلَّا بِالدِّیْنَارِ وَالدِّرْھَمِ اِلَّا الْعَرَایَا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مخابرہ' محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا تھا۔ اسی طرح پھل کو پختہ ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا تھا' اور یہ کہ میوہ یا غلہ جو درخت پر لگا ہو' دینار و درہم ہی کے بدلے بیچا جائے۔ البتہ عرایا کی اجازت دی ہے۔

لغوی توضیح: مُحَاقَلَة کھیتی کو خوشے میں ہی فروخت کر دینا (بالیوں میں کھڑی کھیتی کو غلے کے عوض فروخت کر دینا جیسے گندم کے کھیت کے بدلے گندم فروخت کرنا وغیرہ)۔ مُخَابَرَة مزارعت کا ہی دوسرا نام ہے۔ یہ بیع مطلق طور پر حرام نہیں بلکہ اس کی صرف ایک خاص صورت ہی حرام ہے اور وہ یہ ہے کہ مالک مکمل پیداوار کا تیسرا یا چوتھا حصہ مقرر کرنے کی بجائے مزارع کے لیے زمین کے ایک خاص حصے کی پیداوار بطور معاوضہ مقرر کر لے' اس کا نقصان یہ ہوگا کہ بعض اوقات مزارع کی زمین میں پیداوار زیادہ ہو جائے گی اور بعض اوقات مالک کی زمین میں' اس طرح دونوں میں جھگڑے کی نوبت آ جائے گی' اسی لیے اس بیع سے منع کر دیا گیا ہے۔

(17) باب کراء الارض

زمین کو کرایہ (ٹھیکہ) پر دینے کا بیان

۹۹۳۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: کَانَتْ لِرِجَالٍ مِنَّا فُضُوْلُ اَرَضِیْنَ ' فَقَالُوْا: نُؤَاجِرُھَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ ' فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَنْ کَانَتْ لَہٗ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے بہت سے اصحاب کے پاس فالتو زمین بھی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ تہائی یا چوتھائی یا نصف کی بٹائی پر ہم کیوں نہ اسے دے دیا کریں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو تو اسے خود بونی

۹۹۲۔ البخاری فی: 42 کتاب المساقاة: 17 باب الرجل یکون له ممرّ او شرْب...(2340) مسلم (1536)۔
۹۹۳۔ البخاری فی: 51 کتاب الھبة: 35 بابٌ فضل المنیحة۔

كتاب البيوع

أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ))۔

چاہیے۔ یا پھر کسی اپنے بھائی کو ہدیہ کر دینی چاہیے اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر زمین اپنے پاس ہی رکھے۔

لغوی توضیح: فُضُولُ أَرْضِينَ فالتو زمینیں۔ لِيَمْنَحْهَا وہ اسے (زمین کو) ہدیہ کر دے۔

فہم الحدیث: بظاہر اس اور آئندہ روایت میں زمین ٹھیکہ پر دینے کی ممانعت ہے لیکن یاد رہے کہ یہ ممانعت مطلقاً نہیں بلکہ خاص ہے۔ ممانعت صرف اس صورت میں ہے کہ زمین کو ٹھیکہ پر دیتے وقت کسی خاص حصے کی پیداوار کو اپنے لیے مخصوص کر لینا (جیسا کہ عہد رسالت میں کیا جاتا تھا) اس کا نقصان یہ ہوتا کہ کبھی ایک حصے میں پیداوار زیادہ ہو جاتی اور دوسرے حصے میں نہ ہوتی تو مالک کو فائدہ ہو جاتا اور ٹھیکے پر لینے والے کا نقصان' اسی طرح بعض اوقات اس کے برعکس مالک کو نقصان ہو جاتا اور لینے والے کو فائدہ' جس سے نزاع وانتشار پیدا ہو جاتا' تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ اس لیے یہ صورت منع ہے وگرنہ اگر کوئی چیز مقرر ہو مثلاً معین پیداوار' سونا چاندی یا مروجہ نقدی وغیرہ تو پھر کوئی حرج نہیں (ممانعت صرف نامعلوم پیداوار اور قطعۂ ارضی کی تخصیص میں ہے)۔[1]

٩٩٤۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه' قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' جس کے پاس زمین ہو تو وہ خود بوئے ورنہ اپنے کسی (مسلمان بھائی) کو بخش دے اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو اسے یوں ہی خالی چھوڑ دے۔

٩٩٥۔ حديث أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه' أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ' وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِي رُءُوسِ النَّخْلِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا' مزابنہ درخت پر موجود کھجور اتری ہوئی کھجور کے بدلے میں خریدنے کو کہتے ہیں۔

٩٩٦۔ حديث ابْنِ عُمَرَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضي الله عنه عَنْ نَافِعٍ' أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما' كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ' ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ' فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى

نافع رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کھیتوں کو نبی ﷺ' حضرت ابو بکر' حضرت عمر' حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی عہد خلافت میں کرایہ پر دیتے تھے۔ پھر رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کیا گیا کہ نبی ﷺ نے کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے منع کیا تھا (یہ سن کر) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گئے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔

٩٩٤۔ البخاري في: 41 كتاب المزارعة: 18 باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي ...(2341) مسلم (1544)۔
٩٩٥۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 82 باب بيع المزابنة وهي بيع الثمر بالتمر (2186) مسلم (1546)۔
٩٩٦۔ البخاري في: 41 كتاب المزارعة: 18 باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي ...(2285) مسلم (1547)۔

[1] [مسلم (1547) بخاری (4012) ابو داود (3392) ابن ماجہ (2460)]

رَافِعٍ فَذَهَبْتُ مَعَهُ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّا كُنَّا نُكْرِي مَزَارِعَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا عَلَى الْأَرْبِعَاءِ وَبِشَيْءٍ مِنَ التِّبْنِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے نبی ﷺ کے عہد میں ہم اپنے کھیتوں کو اس پیداوار کے بدل جو نالیوں پر ہو اور تھوڑی گھاس کے بدل دیا کرتے تھے۔

لغوی توضیح اَرْبِعَاء جمع ہے ربیع کی، معنی ہے نالیاں۔ التِّبْن گھاس۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بات کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ زمین ٹھیکہ پر دیتے وقت یہ شرط لگاتے جو نالیوں پر اُگے گا اور کچھ گھاس ہم رکھیں گے، یہ شرط مجہول تھی صرف اس لیے منع کیا گیا۔

(18) باب كراء الارض بالطعام

کھانے کے عوض زمین کرایہ پر دینا

۹۹۷۔ حديث ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: لَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا (قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ رَاوِي هَذَا الْحَدِيثِ) قُلْتُ: مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ: دَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَا تَصْنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ؟)) قُلْتُ: نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ وَعَلَى الْأَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ، قَالَ: ((لَا تَفْعَلُوا، اَزْرِعُوهَا أَوْ، أَزْرِعُوهَا أَمْسِكُوهَا)) قَالَ رَافِعٌ، قُلْتُ: سَمْعًا وَطَاعَةً۔

حضرت ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع کیا تھا جس میں ہمارا (بظاہر ذاتی) فائدہ تھا (حدیث کے راوی حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا) اس پر میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا وہ حق ہے۔ ظہیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور دریافت فرمایا کہ تم لوگ اپنے کھیتوں کا معاملہ کس طرح کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہم اپنے کھیتوں کو (بونے کے لئے) نہر کے قریب کی زمین کی شرط پر دے دیتے ہیں اسی طرح کھجور اور جو کے چند وسق پر۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ یا خود اس میں کھیتی کیا کرو یا دوسروں سے کراؤ ورنہ اسے یوں خالی ہی چھوڑ دو۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا (آپ کا یہ فرمان) میں نے سنا اور مان لیا۔

(21) باب الارض تمنح

زمین کا زراعت کے لیے کسی کو دینا

۹۹۸۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ (أَيِ الْمُخَابَرَةِ) وَلَكِنْ قَالَ: ((أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَعْلُومًا))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس سے (یعنی کرایہ پر دینے سے) نہیں روکا۔ بلکہ آپ نے صرف یہ فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنے بھائی کو (اپنی زمین) مفت دے دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا محصول لے۔

فهم الحديث اس سے بھی معلوم ہوا کہ زمین ٹھیکہ پر دینا مطلقاً ممنوع نہیں۔

۹۹۷۔ البخاري في: كتاب المزارعة: 18 باب ما كان من اصحاب النبي ﷺ يواسي ...(2339) مسلم (1548)۔

۹۹۸۔ البخاري في: 41 كتاب المزارعة: 10 باب حدثنا علي بن عبد الله ، مسلم (1550) دارمي (2616)۔

(1) باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع

مساقات میں پھلوں اور فصل کی بٹائی پر معاملہ کرنا

۹۹۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَايَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ اَوْ زَرْعٍ، فَكَانَ يُعْطِي اَزْوَاجَهُ مِائَةَ وَسْقٍ: ثَمَانُوْنَ وَسْقَ تَمْرٍ، وَعِشْرُوْنَ وِسْقَ شَعِيْرٍ، فَقَسَمَ عُمَرُ خَيْبَرَ فَخَيَّرَ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ مِنَ الْمَاءِ وَالاَرْضِ اَوْ يُمْضِيَ لَهُنَّ، فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْاَرْضَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوَسْقَ، وَكَانَتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الاَرْضَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (خیبر کے یہودیوں سے) وہاں (کی زمین میں) پھل، کھیتی اور جو بھی پیداوار ہو اس کے آدھے حصے پر معاملہ کیا تھا آپ اس میں سے اپنی بیویوں کو سو وسق دیتے تھے جس میں اسی وسق کھجور ہوتی اور بیس وسق جو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہدِ خلافت میں) جب خیبر کی زمین تقسیم کی تو ازواجِ مطہرات کو آپ نے اس کا اختیار دیا کہ (اگر وہ چاہیں تو) انہیں بھی وہاں کا پانی اور قطعہ زمین دے دیا جائے یا وہی پہلی صورت باقی رکھی جائے چنانچہ بعض نے زمین لینا پسند کی اور بعض نے (پیداوار سے) وسق لینا پسند کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زمین ہی لینا پسند کی تھی۔

لغوی توضیح اَلْمُسَاقَاة کسی کو نگرانی و آبپاشی کے لیے اپنے درخت اس شرط پر دینا کہ پیداوار کا ایک حصہ اسے بھی ملے گا۔ دوسرے لفظوں میں یہ مزارعت (کھیتی باڑی) کی طرح ہی ہے۔ کیونکہ اس میں درخت مقررہ پیداوار کے عوض دیئے جاتے ہیں اور مزارعت میں زمین۔ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ نصف پیداوار کے عوض۔

فہم الحدیث اس حدیث سے مساقاۃ اور مزارعت کا جواز معلوم ہوتا ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے یہود کو پیداوار کے مقررہ حصے کے عوض خیبر کے درخت بھی دیئے (جو مساقاۃ ہے) اور زمین بھی (جو مزارعت ہے)۔ جمہور علماء و محدثین اسی کے قائل ہیں۔

۱۰۰۰۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، رضي الله عنهما اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رضی الله عنه اَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَى مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو سرزمینِ حجاز سے نکال دیا تھا اور جب نبی ﷺ نے خیبر پر فتح پائی تو آپ نے بھی یہودیوں کو وہاں سے نکالنا چاہا تھا جب آپ کو وہاں فتح حاصل ہوئی تو اس کی زمین اللہ، اس کے

۹۹۹۔ البخاری فی: 41 کتاب المزارعة: 8 باب المزارعة بالشطر ونحوه (2329) مسلم (1551) ابن ماجه (2467)۔
۱۰۰۰۔ البخاری فی: 41 کتاب المزارعة: 17 باب إذا قال ربّ الارض اقرك ما اقرك الله۔

اَرَادَ اِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا ' وَكَانَتِ الاَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ ﷺ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ ' وَاَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا ' فَسَاَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا اَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ ' فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا)) فَقَرُّوا بِهَا حَتّٰى اَجْلاهُمْ عُمَرُ اِلٰى تَيْمَاءَ وَاَرِيْحَاءَ ۔

رسول اور مسلمانوں کی ہوگئی تھی آپ کا ارادہ یہودیوں کو وہاں سے باہر کرنے کا تھا۔لیکن یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں یہیں رہنے دیں ہم (خیبر کی اراضی کا) سارا کام خودکریں گے اوراس کی پیداوار کا نصف حصہ لے لیں گے۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا جب تک ہم چاہیں تمہیں اس شرط پر یہاں رہنے دیں گے چنانچہ وہ لوگ وہیں رہے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تیماء اور اریحاء کی طرف جلاوطن کر دیا (کیونکہ وہ ہر وقت مسلمانوں کے خلاف خفیہ سازشیں کیا کرتے تھے)۔

لغوی توضیح اَجْلٰی جلاوطن کر دیا۔لَمَّا ظَهَرَ جب غلبہ پایا۔تَيْمَا بلادطی کی ایک بستی۔ اَرِيْحَاء شام کی ایک بستی۔

(2) باب فضل الغرس والزرع

درخت لگانے اور کھیتی باڑی کرنے کی فضیلت کا بیان

١٠٠١۔ حديث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی مسلمان جو درخت کا پودا لگائے یا کھیت میں بیج بوئے' پھر اس میں سے پرند یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

لغوی توضیح اَلْغَرْسُ درخت لگانا (گاڑنا)۔اَلزَّرْعُ کھیتی باڑی کرنا۔بَهِيْمَة چوپائے،جانور۔

(30) باب وضع الجوائح

آفت زدگی سے جو نقصان ہو اس کو مجرا دینا

١٠٠٢۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ فَقِيْلَ لَهُ : وَمَا تُزْهِي ؟ قَالَ : حَتّٰى تَحْمَرَّ ' فَقَالَ : ((اَرَاَيْتَ اِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ؟)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کو زہو سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔ان سے پوچھا گیا کہ زہو کسے کہتے ہیں تو جواب دیا کہ سرخ ہونے (پکنے) کو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہی بتاؤ' اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھلوں پر کوئی آفت آجائے تو تم اپنے بھائی کا مال آخر کس چیز کے بدلے لو گے۔

لغوی توضیح اَلْجَوَائِح جمع ہے جَائِحَة کی' مراد ہے ایسی آفت ومصیبت جو پھلوں اور اموال کو ہلاک کر دیتی ہے۔

١٠٠١۔ البخاري في 41 كتاب المزارعة: 1 باب فضل الزرع والغرس إذا أكل منه (2320) مسلم (1553)۔
١٠٠٢۔ البخاري في 34 كتاب البيوع: 87 باب إذا باع الثمار قبل ان يبدو صلاحها (1488) مسلم (1555)

کتاب المساقاۃ

فہم الحدیث: ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے آفت زدہ کے نقصان کو معاف کر دینے کا حکم دیا ہے۔[1] معلوم ہوا کہ اگر بیع کے بعد پھلوں اور کھیتوں پر کوئی آفت آن پہنچے (مثلاً بارش، سیلاب اور آندھی وغیرہ) تو بائع کو چاہیے کہ خریدار سے ہلاک ہونے والے مال کی قیمت نہ لے خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ خواہ اس نے کچھ قیمت ادا کر دی ہو یا نہ۔

(4) باب استحباب الوضع من الدين

قرض میں سے کچھ معاف کر دینا مستحب ہے

١٠٠٣۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' قَالَتْ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُمَا وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ، وَهُوَ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ! لَا أَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ؟)) فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَهُ أَيُّ ذٰلِكَ أَحَبَّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ نے دروازے پر دو جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی جو بلند ہوگئی تھی، واقعہ تھا کہ ایک آدمی دوسرے سے قرض میں کچھ کمی کرنے اور تقاضے میں کچھ نرمی برتنے کے لئے کہہ رہا تھا اور دوسرا کہتا تھا کہ اللہ کی قسم! میں یہ نہیں کروں گا۔ آخر رسول ﷺ ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ اس بات پر اللہ کی قسم کھانے والے صاحب کہاں ہیں کہ وہ ایک اچھا کام نہیں کریں گے؟ ان صحابی نے عرض کیا' میں ہی ہوں یارسول اللہ! اب میرا بھائی جو چاہتا ہے وہی مجھ کو بھی پسند ہے۔

لغوی توضیح: يَسْتَوْضِعُ کچھ قرض معاف کرنے کا مطالبہ کرتا تھا۔ يَسْتَرْفِقُ نرمی برتنے کا مطالبہ کرتا تھا۔ الْمُتَأَلِّي قسم اٹھانے والا۔ وَلَهُ أَيُّ ذٰلِكَ أَحَبَّ اسے جو (قرض میں کمی اور نرم رویہ) پسند ہے میں نے وہی کیا۔

١٠٠٤۔ حدیث كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ' رضي الله عنه أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ ' فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ ' فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ ' فَنَادَى ((يَا كَعْبُ!)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا)) وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ ' أَيِ الشَّطْرَ ' قَالَ: لَقَدْ فَعَلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((قُمْ فَاقْضِهِ))۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں عبداللہ ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اور دونوں کی گفتگو بلند آواز سے ہونے لگی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے حجرے سے سن لیا۔ آپ پردہ ہٹا کر باہر تشریف لائے اور پکارا۔ کعب! کعب رضی اللہ عنہ بولے اے اللہ کے رسول! فرمایئے کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے قرض میں اتنا کم کر دو۔ آپ کا اشارہ تھا کہ آدھا کم کر دیں۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! میں نے (بخوشی) ایسا کر دیا۔ پھر آپ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا اچھا اب اٹھو اور اس کا قرض ادا کر دو (جو آدھا معاف کر دیا گیا ہے)۔

١٠٠٣۔ البخاری فی: 53 کتاب الصلح: 10 باب هل يشير الإمام بالصلح (2705) مسلم (1557) ابن حبان (5032)۔

١٠٠٤۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 71 باب التقاضی والملازمة فی المسجد (457) مسلم (1558) ابوداود (3595)۔

لغوی توضیح سِجْفَ حُجْرَتِهِ آپ کے حجرے کا پردہ۔ ضَعْ معاف کردو۔ الشَّطْرَ نصف۔

فہم الحدیث ان روایات سے معلوم ہوا کہ مقروض کے مطالبہ پر قرض میں کچھ کمی کرنا، اسی طرح مقروض سے اپنے مال کا مطالبہ کرتے وقت نرم رویہ اپنانا مستحب ہے۔

(5) باب من ادرك ما باعه عند المشتري وقد افلس فله الرجوع فيه

اگر خریدار مفلس ہو جائے اور بیچنے والا اس کے پاس اپنی چیز بعینہٖ پائے تو وہ اپنی چیز واپس لے سکتا ہے

١٠٠٥ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ (أَوْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ): ((مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یا بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا) جو شخص ہو بہو اپنا مال کسی شخص کے پاس پا لے جب کہ وہ شخص دیوالیہ قرار دیا جا چکا ہو تو صاحب مال ہی اس کا دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ مستحق ہے۔

لغوی توضیح أَفْلَسَ دیوالیہ، کنگال ہو چکا ہو۔ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وہی اس کا زیادہ مستحق ہے (معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اُدھار کسی کو کوئی چیز فروخت کرے، پھر خریدار کنگال ہو جائے اور اس کے پاس اس چیز کی قیمت ادا کرنے کی طاقت ہی نہ ہو تو بائع اگر اپنی چیز خریدار کے پاس بعینہٖ پالیتا ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی چیز اس سے وصول کر لے)۔

(6) باب فضل إنظار المعسر

تنگ دست کو مہلت دینے کی فضیلت

١٠٠٦ ـ حديث حُذَيْفَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، قَالُوْا أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ: كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوْا وَيَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ، قَالَ: قَالَ فَتَجَاوَزُوْا عَنْهُ))۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے گزشتہ امتوں کے کسی شخص کی روح کے پاس (موت کے وقت) فرشتے آئے اور پوچھا تو نے کچھ اچھے کام کیے ہیں؟ روح نے جواب دیا کہ میں اپنے نوکروں سے کہا کرتا تھا کہ وہ مال دار لوگوں کو (جوان کے مقروض ہوں) مہلت دے دیا کریں اور ان پر سختی نہ کریں اور محتاجوں کو معاف کر دیا کریں۔ راوی نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر فرشتوں نے بھی اس سے درگزر کیا اور سختی نہیں کی۔

لغوی توضیح تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ فرشتے آئے۔ يُنْظِرُوْا مہلت دو۔ يَتَجَاوَزُوْا معاف کردو۔

١٠٠٧ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک تاجر

١٠٠٥ ـ البخاري في: 43 كتاب الاستقراض: 14 باب إذا وجد ماله عند مفلس (2402) مسلم (1559) ترمذی (1262)۔

١٠٠٦ ـ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 17 باب من انظر موسرا (2077) مسلم (1560) ابن ماجه (2420)۔

١٠٠٧ ـ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 18 باب من انظر معسرا (2078) مسلم (1562) بغوی (2139)۔

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ)) ۔

لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا جب کسی تنگ دست کو دیکھتا تو اپنے نوکروں سے کہہ دیتا کہ اس سے درگزر کر جاؤ، شاید کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے (آخرت میں) درگزر فرمائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس کے مرنے کے بعد) اس کو بخش دیا۔

(7) باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة واستحباب قبولها إذا أحيل على ملىء

مال دار شخص کے لئے قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا حرام ہے اور اگر مقروض اپنا قرض کسی مال دار شخص کی طرف منتقل کرنا چاہے تو ایسا کرنا جائز ہے قرض کے لئے یہ صورت قبول کر لینا مستحب ہے

۱۰۰۸۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، فَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قرض ادا کرنے میں) مال دار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو کسی مالدار آدمی کا حوالہ دیا جائے تو اسے قبول کر لینا چاہیے۔

لغوی توضیح مَطْلُ ٹال مٹول۔ اَلْغَنِيّ مالدار یعنی جو ادائیگی کی طاقت رکھتا ہو۔ ظُلْمٌ یعنی حرام ہے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ اگر کوئی مالدار ہونے کے باوجود قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرے تو یہ حرام ہے اور اس کی بے عزتی کی جا سکتی ہے اور بذریعہ عدالت اسے سزا بھی دلوائی جا سکتی۔[1] علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مقروض قرض خواہ کو کسی مالدار کے حوالے کر دے تو اسے یہ حوالہ قبول کرنا چاہیے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جس کے حوالے کیا گیا ہے اگر وہ ادائیگی میں ٹال مٹول کرے یا اسے دیوالیہ قرار دے دیا جائے تو قرض خواہ اپنے اصل مقروض سے مطالبہ کرے گا' کیونکہ قرض کی ادائیگی ابھی باقی ہے۔

(8) باب تحريم بيع فضل الماء

زائد از ضرورت پانی بیچنا حرام ہے

۱۰۰۹۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ، ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچے ہوئے پانی سے کسی کو اس لئے نہ روکا جائے کہ اس طرح جو ضرورت سے زیادہ گھاس ہو وہ بھی رکی رہے۔

لغوی توضیح فَضْلُ الْمَاءِ ضرورت سے زائد پانی۔ اَلْكَلَأ گھاس۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ جب پانی ذاتی ضرورت سے زائد ہوں تو بوقت ضرورت لوگوں کو اس سے روکنا جائز نہیں۔

۱۰۰۸۔ البخاري في: 38 كتاب الحوالة: 1 باب في الحوالة وهل يرجع في الحوالة (2287) مسلم (1564)۔

۱۰۰۹۔ البخاري في: 42 كتاب المساقاة: 2 باب من قال إن صاحب الماء احق بالماء (2353) مسلم (1566)۔

[1] [حسن۔ صحیح ابو داود' ابو داود (3628) ابن ماجه (2427)]

(9) باب تحریم ثمن الکلب و حلوان الکاھن و مھر البغی

کتے کی قیمت' نجومی کی مٹھائی اور زنا کی اجرت حرام ہے

۱۰۱۰۔ حدیث اَبِی مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَمَھْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْکَاھِنِ۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت' زانیہ کی اجرت اور کاہن کی شرینی (اجرت) سے منع فرمایا تھا۔

لغوی توضیح مَھْرُ الْبَغِی وہ اجرت وکمائی جو بدکار عورت کو بدکاری کے عوض حاصل ہو۔ اَلْکَاھِن وہ آدمی جو علم غیب اور آئندہ رونما ہونے والے حالات کو جاننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ حُلْوَانُ الْکَاھِن کاہن کی شرینی یعنی کہانت کے عوض اسے ملنے والی اجرت۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتے کی قیمت' بدکار عورت اور کاہن کی کمائی حرام ہے۔

(10) باب الامر بقتل الکلاب

کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم

۱۰۱۱۔ حدیث عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَمَرَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم فرمایا ہے۔

۱۰۱۲۔ حدیث عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَنٰی کَلْبًا اِلَّا کَلْبَ مَاشِیَۃٍ اَوْ ضَارٍ' نَقَصَ مِنْ عَمَلِہٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطَانِ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے ایسا کتا پالا جو نہ مویشی کی حفاظت کے لئے ہے اور نہ شکار کرنے کے لئے تو روزانہ اس کی نیکیوں میں سے دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔

لغوی توضیح اِقْتَنٰی رکھا، پالا۔ کَلْبَ مَاشِیَۃ مویشیوں کی حفاظت کا کتا۔ ضَار مراد ہے شکاری کتا۔ اس اور آئندہ روایات سے معلوم ہوا کہ مویشیوں اور کھیتوں کی حفاظت اور شکار وغیرہ جیسے کاموں (جن میں نفع کا حصول اور نقصان سے بچاؤ مقصود ہو) کے لیے کتا رکھا جا سکتا ہے۔ محض شوقیہ کتا پالنا جائز نہیں۔ قِیْرَاطَان دو قیراط، اس قیراط کی مقدار اللہ کو ہی معلوم ہے، یہاں مراد ہے اجر کا ایک حصہ۔

۱۰۱۳۔ حدیث اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ اَمْسَکَ کَلْبًا فَاِنَّہٗ یَنْقُصُ کُلَّ یَوْمٍ مِنْ عَمَلِہٖ قِیْرَاطٌ' اِلَّا کَلْبَ حَرْثٍ اَوْ مَاشِیَۃٍ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے کوئی کتا رکھا' اس نے روزانہ اپنے عمل سے ایک قیراط کی کمی کر لی۔ البتہ کھیتی یا مویشی (کی حفاظت) کے لئے کتے اس سے الگ ہیں۔

۱۰۱۰۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 113 باب ثمن الکلب (2237) مسلم (1567) ابو داود (3428)۔

۱۰۱۱۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 17 باب إذا وقع الذباب فی شراب احدکم (3323) مسلم (1570)۔

۱۰۱۲۔ البخاری فی: 72 کتاب الذبائح والصید: 6 باب من اقتنی کلبًا لیس بکلب صید...(5480) مسلم (1574)۔

۱۰۱۳۔ البخاری فی: 41 کتاب المزارعۃ: 3 باب اقتناء الکلب للحرث (2322) مسلم (1575) ترمذی (1490)۔

١٠١٤ ـ حديث سُفْيَانَ بْنِ اَبِي زُهَيْرٍ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا ' نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهٖ قِيْرَاطٌ)) ۔

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ جس نے کتا پالا جو کھیتی کے لئے ہے اور نہ مویشی کے لئے' تو اس کی نیکیوں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے۔

(11) باب حل اجرة الحجامة

پچھنے لگانے کی اجرت حلال ہے

١٠١٥ ـ حديث اَنَسٍ ﷺ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ اَجْرِ الْحَجَّامِ ' فَقَالَ : احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : حَجَمَهٗ اَبُوْ طَيْبَةَ وَاَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ ' وَكَلَّمَ مَوَالِيَهٗ فَخَفَّفُوْا عَنْهُ وَقَالَ : ((اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ)) ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پچھنا لگانے والے کی مزدوری کے بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنا لگوایا تھا۔ آپ کو ابوطیبہ (نافع یا میسرہ) نے پچھنا لگایا تھا آپ نے انہیں دو صاع کھجور مزدوری میں دی تھی اور آپ نے ان کے مالکوں (بنو حارثہ) سے گفتگو کی تو انہوں نے ان سے وصول کئے جانے والے لگان میں کمی کردی تھی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ (خون کے دباؤ کا) بہترین علاج جو تم کرتے ہو وہ پچھنا لگوانا ہے اور عمدہ دوا عودِ ہندی کا استعمال کرنا ہے۔

لغوی توضیح احْتَجَمَ پچھنے لگوائے۔ حَجَمَهٗ آپ ﷺ کو پچھنے لگائے۔ الْقُسْطُ الْبَحْرِي عودِ ہندی۔

١٠١٦ ـ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ احْتَجَمَ وَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهٗ وَاسْتَعَطَ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے پچھنا لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو اس کی مزدوری دی اور ناک میں دوا ڈلوائی۔

لغوی توضیح اسْتَعَطَ ناک میں دوائی ڈلوائی۔

فهم الحديث ان روایات سے معلوم ہوا کہ پچھنے لگانے کا پیشہ اختیار کرنا جائز اور اس کی کمائی حلال ہے۔

(12) باب تحريم بيع الخمر

شراب کی خرید و فروخت حرام ہے

١٠١٧ ـ حديث عَائِشَةَ قَالَتْ : لَمَّا اُنْزِلَ الْآيَاتُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا ' خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَرَاَهُنَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب سورۂ بقرہ کی سود سے متعلق آیات نازل ہوئیں تو نبی ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگوں کے سامنے ان کی تلاوت فرمائی پھر فرمایا کہ شراب کی

١٠١٤ ـ البخاري في: 41 كتاب المزارعة: 3 باب اقتناء الكلب للحرث (2323) مسلم (1576) نسائی (4296) ۔

١٠١٥ ـ البخاري في: 76 كتاب الطب: 13 باب الحجامة من الداء (2102) مسلم (1577) ترمذی (1278) ۔

١٠١٦ ـ البخاري في: 76 كتاب الطب: 9 باب السعوط (2278) مسلم (1202) ابوداود (3867) ابن ماجه (2162) ۔

١٠١٧ ـ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 73 باب تحريم تجارة الخمر في المسجد (459) مسلم (1580) ابوداود (3490)۔

عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ حَرَّمَ تِجَارَةَ الْخَمْرِ ۔

تجارت حرام ہے۔

فهم الحديث یہ روایت واضح ثبوت ہے کہ شراب کی خرید وفروخت حرام ہے۔

(13) باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام

شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت حرام ہے

۱۰۱۸۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ، عَامَ الْفَتْحِ، وَهُوَ بِمَكَّةَ: ((اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالاَصْنَامِ)) فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهَا يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ ! فَقَالَ: ((لَا هُوَ حَرَامٌ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ، اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهُ)) ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے سال جبکہ آپ کا قیام ابھی مکہ ہی میں تھا سنا کہ ''اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، سور اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دے دیا ہے۔'' اس پر پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! مردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے؟ اسے ہم کشتیوں پر ملتے ہیں، کھالوں پر اس سے تیل کا کام لیتے ہیں اور لوگ اس سے اپنے چراغ بھی جلاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں وہ حرام ہے۔ اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ اللہ یہودیوں کو برباد کرے! اللہ تعالیٰ نے جب چربی ان پر حرام کی تو ان لوگوں نے پگھلا کر اسے بیچا اور اس کی قیمت کھائی۔

لغوی توضیح اَلْمَيْتَة مردار۔ اَلْاَصْنَام بت۔ يُطْلَى ملا جاتا ہے۔ اَلسُّفُن جمع ہے سَفِيْنَة کی، معنی ہے کشتی۔ يَسْتَصْبِحُ روشنی حاصل کرتے ہیں۔ شُحُوْم جمع ہے شَحْم کی، معنی ہے چربی۔ جَمَلُوْا انہوں نے اسے پگھلایا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت حرام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس چیز کی خرید وفروخت حرام ہے اس کی قیمت کھانا بھی حرام ہے۔

۱۰۱۹۔ حديث عُمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَلَغَ عُمَرَ اَنَّ فُلَانًا بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا، اَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا)) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ فلاں شخص نے شراب فروخت کی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اسے اللہ تعالیٰ تباہ وبرباد کر دے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اللہ تعالیٰ یہود کو برباد کرے کہ چربی ان پر حرام کی گئی تھی لیکن ان لوگوں نے اسے پگھلا کر فروخت کیا۔

۱۰۱۸۔ البخاری فی: 34 كتاب البيوع: 112 باب بيع الميتة والاصنام (2236) مسلم (1581) ترمذی (1297)۔

۱۰۱۹۔ البخاری فی: 34 كتاب البيوع: 103 باب لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه (2223) مسلم (1582)۔

۱۰۲۰۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ يَهُوْدَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَبَاعُوْهَا وَاَكَلُوْا اَثْمَانَهَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ یہودیوں کو تباہ کرے' ظالموں پر چربی حرام کردی تھی' لیکن انہوں نے اسے بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔

(14) باب الربا

سود کا بیان

۱۰۲۱۔ حدیث اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِی رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تَشِفُّوا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تَشِفُّوا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوْا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونا سونے کے بدلے میں اس وقت تک نہ فروخت کرے جب تک دونوں طرف سے برابر برابر نہ ہو، دونوں طرف سے کسی کمی یا زیادتی کو روا نہ رکھو اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں اس وقت تک نہ فروخت کرو جب تک دونوں طرف سے برابر برابر نہ ہو دونوں طرف سے کسی کمی یا زیادتی کو روا نہ رکھو اور نہ ادھار کو نقد کے بدلے میں فروخت کرو۔

لغوی توضیح الـرِّبَـا زیادتی اور سود۔ سود کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ سود ایسا زائد مال ہے جو شرعی معیار کے مطابق کسی عوض سے خالی ہو اور دو بیع کرنے والوں میں سے کسی ایک کے لیے معاوضہ میں مشروط ہو۔[1] یاد رہے کہ سود کھانا' کھلانا' لکھنا اور اس کی گواہی وغیرہ سب حرام ہے اور یہ سب لوگ گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔[2] مِثْلًا بِمِثْلٍ برابر برابر۔ لَا تَشِفُّوْا نہ بڑھاؤ۔ غَائِبًا اُدھار، موخر۔ بِنَاجِزٍ نقد، حاضر۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ سونا سونے کے بدلے اور چاندی چاندی کے بدلے (اسی طرح ایک اور روایت کے مطابق گندم گندم کے بدلے' جو جو کے بدلے' کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے[3]) صرف دو شرطوں کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے، ایک یہ کہ دونوں کی مقدار برابر ہو اور دوسرے یہ کہ خرید و فروخت نقد بنقد ہو، اُدھار نہ ہو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو گی تو ان کی بیع ناجائز ٹھہرے گی۔ البتہ اگر اجناس مختلف ہوں (یعنی سونے کو چاندی کے بدلے فروخت کیا جائے) تو پھر مقدار میں کمی بیشی جائز ہے بشرطیکہ سودا نقد بنقد ہو[4] (جیسا کہ آئندہ باب کی روایات بھی اس کا ثبوت ہیں)۔

(16) باب النهى عن بيع الورق بالذهب دينا

چاندی کو سونے کے بدلے اُدھار بیچنا منع ہے

۱۰۲۲۔ حدیث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، وَزَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ، قَالَ:

ابو المنہال رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے بیع صرف کے متعلق پوچھا تو ان

۱۰۲۰۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 103 باب لا یذاب شحم المیتة ولا یباع ودکه (2224) مسلم (1583)۔

۱۰۲۱۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 78 باب بیع بالفضة (2177) مسلم (1584) ترمذی (1241)۔

۱۰۲۲۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 80 باب بیع الورق بالذهب نسیئة (2060) مسلم (1589) نسائی (4589)۔

---

[1] [القاموس الفقهی (ص/ 143)] [2] [مسلم (1598) احمد (3/ 304)]

[3] [مسلم (1587) ترمذی (1240)] [4] [ایضا]

سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ عَنِ الصَّرْفِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُوْلُ: هَذَا خَيْرٌ مِنِّي فَكِلَاهُمَا يَقُوْلُ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَيْنًا۔

دونوں حضرات نے ایک دوسرے کے متعلق فرمایا کہ یہ مجھ سے بہتر ہیں۔ آخر دونوں حضرات نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کو چاندی کے بدلے میں اُدھار کی صورت میں بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

١٠٢٣۔ حدیث أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ، وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلاَّ سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا، وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے چاندی' چاندی کے بدلے میں اور سونا سونے کے بدلے میں بیچنے سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ برابر برابر ہو البتہ ہم سونا چاندی کے بدلے میں جس طرح چاہیں خریدیں۔ اسی طرح چاندی سونے کے بدلے جس طرح چاہیں خریدیں۔

لغوی توضیح كَيْفَ شِئْنَا جیسے ہم چاہیں (یعنی مقدار کی کمی بیشی جتنی بھی ہو جائز ہے بشرطیکہ بیع نقد بنقد ہو)۔

(18) باب بيع الطعام مثلا بمثل

ایک جنس کی کھانے کی اشیاء برابر برابر فروخت کرنا

١٠٢٤۔ حدیث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِي وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنهما، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هَكَذَا؟)) قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ، وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَفْعَلْ، بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا))۔

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں ایک شخص کو تحصیل دار بنایا وہ صاحب ایک عمدہ قسم کی کھجور لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں اسی طرح کی ہوتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں خدا کی قسم' یا رسول اللہ! ہم تو اسی طرح ایک صاع کھجور (اس سے گھٹیا کھجوروں کے) دو صاع دے کر خریدتے ہیں اور دو صاع تین صاع کے بدلہ میں لیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو البتہ گھٹیا کھجور کو پہلے بیچ کر ان پیسوں سے اچھی قسم کی کھجور خرید سکتے ہو۔

لغوی توضیح اَلْجَمْعَ گھٹیا کھجور۔ جَنِيْبًا عمدہ کھجور۔

فهم الحديث اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی چیز کو اسی جنس کے عوض بیچنا ہو تو مقدار برابر ہونی چاہیے خواہ ایک طرف گھٹیا اور دوسری طرف عمدہ چیز ہی کیوں نہ ہو۔

١٠٢٣۔ البخاری فی: 34 كتاب البيوع: 81 باب بيع الذهب بالورق يدًا بيد (2175) مسلم (1590) ابن حبان (5014)۔

١٠٢٤۔ البخاری فی: 34 كتاب البيوع: 89 باب إذا بيع تمر بتمر خير منه (2201) مسلم (1593) نسائی (4567)۔

۱۰۲۵۔ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ بِلَالٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِنْ أَيْنَ هَذَا؟)) قَالَ بِلَالٌ: كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِنُطْعِمَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ ((أَوَّهْ! أَوَّهْ! عَيْنُ الرِّبَا! عَيْنُ الرِّبَا! لَا تَفْعَلْ وَلَكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِهِ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں برنی کھجور (کھجور کی ایک عمدہ قسم) لے کر آئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا یہ کہاں سے لائے ہو؟ انہوں نے کہا ہمارے پاس خراب کھجور تھی اس کی دو صاع، اس کی ایک صاع کے بدلے میں دے کر ہم اسے لائے ہیں تاکہ ہم یہ آپ کو کھلائیں آپ نے فرمایا توبہ! توبہ! یہ تو سود ہے بالکل سود! ایسا نہ کیا کرو البتہ (اچھی کھجور) خریدنے کا ارادہ ہو تو (خراب) کھجور بیچ کر (اس کی قیمت سے) عمدہ خریدا کرو۔

لغوی توضیح عَيْنُ الرِّبَا بالکل سود ہے (یعنی ایک ہی جنس کی اشیاء کا باہم کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ سود ہے)۔

۱۰۲۶۔ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ، وَكُنَّا نَبِيعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، وَلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں (نبی ﷺ کی طرف سے) مختلف قسم کی کھجوریں ایک ساتھ ملا کرتی تھیں اور ہم دو صاع کھجور ایک صاع کے بدلہ میں بیچ دیا کرتے تھے اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ دو صاع ایک صاع کے بدلہ میں نہ بیچی جائے اور نہ دو درہم ایک درہم کے بدلے میں بیچے جائیں۔

۱۰۲۷۔ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَأُسَامَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ، يَقُولُ: الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ (قَالَ) فَقُلْتُ لَهُ: فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَقُولُهُ: فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَأَلْتُهُ فَقُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ لَا أَقُولُ وَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِرَسُولِ اللَّهِ

ابوصالح زیات نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ دینار، دینار کے بدلے میں اور درہم درہم کے بدلے میں (بیچا جا سکتا ہے) اس پر میں نے ان سے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تو اس کی اجازت نہیں دیتے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا کہ آپ نے یہ نبی ﷺ سے سنا تھا یا کتاب اللہ میں آپ نے اسے پایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ان میں سے کسی بات کا میں دعوے دار نہیں ہوں رسول اللہ ﷺ کی (احادیث) کو آپ لوگ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں البتہ مجھے اسامہ نے

۱۰۲۵۔ البخاری فی: 40 کتاب الوکالة: 11 باب إذا باع الوکیل شیئًا فاسدًا فبیعه مردود (2312) مسلم (1594)۔
۱۰۲۶۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 20 باب بیع الخلط من التمر (2080) مسلم (1595) ابن ماجه (2256)۔
۱۰۲۷۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 79 باب بیع الدینار بالدینار نسا، مسلم (1594)۔

ﷺ مِنِّي وَلٰكِنَّنِي اَخْبَرَنِي اُسَامَةُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((لَا رِبَا اِلَّا فِي النَّسِيئَةِ)) ۔

خبر دی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (مذکورہ صورتوں میں) سود صرف اُدھار کی صورت میں ہوتا ہے۔

لغوی توضیح لَا رِبَا اِلَّا فِي النَّسِيئَةِ سود صرف اُدھار میں ہے (کمی بیشی میں نہیں، بالاتفاق اس پر عمل نہیں ہے کیونکہ سابقہ احادیث میں واضح فرمانِ نبوی مذکور ہے کہ ایک ہی جنس میں کمی بیشی ہوگی تو سود ہوگا)۔

(20) باب اخذ الحلال وترك الشبهات

حلال کو حاصل کرنے اور مشتبہ اشیا کو چھوڑنے کا حکم

١٠٢٨۔ حديث النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوْشِكُ اَنْ يُوَاقِعَهُ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِي اَرْضِهِ مَحَارِمُهُ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (محفوظ شاہی) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔ قریب ہے کہ وہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے) سن لو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس زمین پر حرام چیزیں ہیں (پس ان سے بچو اور) سن لو! بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا سارا بدن درست ہوگا اور جہاں وہ بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔

لغوی توضیح مُشَبَّهَات ایسے اُمور جن کی حلت وحرمت غیر واضح ہو۔ اِسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ اس نے اپنے دین کو بچا لیا۔ اَلْحِمَى اس چراگاہ کو کہتے ہیں جسے بادشاہ نے اپنے جانوروں کے چرنے کے لیے خاص کر رکھا ہو اور اس میں دوسروں کا داخلہ ممنوع ہو۔ يُوْشِكُ قریب ہے۔ مَحَارِمُهُ اس کے حرام کردہ گناہ۔ مُضْغَة گوشت کا لوتھڑا، ٹکڑا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ حلال بھی ظاہر ہے (مثلاً پھل، دودھ وغیرہ) اور حرام بھی (مثلاً زنا، شراب وغیرہ) اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ اُمور ہیں جن کی حلت وحرمت میں شبہ ہے۔ دین اور عزت کی حفاظت کے لیے ان سے بچنا ہی بہتر ہے کیونکہ جو ان میں پڑ جائے گا عین ممکن ہے کہ وہ آہستہ آہستہ حرام کاموں میں بھی مبتلا ہو جائے۔ علاوہ ازیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسانی جسم میں دل کو بادشاہ کی اور باقی اعضاء کو رعایا کی حیثیت حاصل ہے۔

١٠٢٨۔ البخاري في: 2 كتاب الإيمان: 39 باب فضل من استبرا لدينه (52) مسلم (1599) ابو داود (3329)۔

(21) باب بیع البعیر واستثناء رکوبہ

اونٹ کا ایک مرتبہ سواری کی شرط کے ساتھ بیچنا جائز ہے

١٠٢٩ ـ حديث جَابِرٍ ' أَنَّهُ كَانَ يَسِيْرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أَعْيَا ' فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ فَضَرَبَهُ ' فَدَعَا لَهُ ' فَسَارَ بِسَيْرٍ لَيْسَ يَسِيْرُ مِثْلَهُ ' ثُمَّ قَالَ: ((بِعْنِيهِ بِوَقِيَّةٍ)) قُلْتُ: لَا ' ثُمَّ قَالَ: بِعْنِيهِ بِوَقِيَّةٍ)) فَبِعْتُهُ ' فَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي ' فَلَمَّا قَدِمْنَا أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ ' وَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ ' ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَأَرْسَلَ عَلَى إِثْرِي ' قَالَ: ((مَا كُنْتُ لِآخُذَ جَمَلَكَ فَخُذْ جَمَلَكَ ذَلِكَ فَهُوَ مَالُكَ))۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ (ایک غزوہ کے موقع پر) اپنے اونٹ پر سوار آ رہے تھے اونٹ تھک گیا تھا، حضور ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو آپ نے اونٹ کو ایک ضرب لگائی اور اس کے حق میں دعا فرمائی چنانچہ اونٹ اتنی تیزی سے چلنے لگا کہ کبھی اس طرح نہیں چلا تھا پھر آپ نے فرمایا کہ اسے ایک اوقیہ میں مجھے بیچ دو (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے آپ کے ہاتھ بیچ دیا لیکن اپنے گھر تک اس پر سواری کو مستثنیٰ کرا لیا پھر جب ہم (مدینہ) پہنچ گئے تو میں نے اونٹ آپ کو پیش کر دیا اور آپ نے اس کی قیمت بھی ادا کر دی لیکن جب میں واپس ہونے لگا تو میرے پیچھے ایک صاحب کو مجھے بلانے کے لئے بھیجا (میں حاضر ہوا تو) آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا اونٹ کوئی لے تھوڑا ہی رہا تھا' اپنا اونٹ لے جاؤ یہ تمہارا ہی مال ہے۔

لغوی توضیح: أَعْيَا تھک گیا۔ وَقِيَّة چالیس درہم۔ فَاسْتَثْنَيْتُ میں نے شرط لگائی۔ حُمْلَانَهُ اس کی سواری کی۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ کسی چیز کو فروخت کرتے وقت شرط لگا لینا درست ہے۔ مثلاً مکان فروخت کرتے وقت ایک ماہ یا دو ماہ اس میں رہائش کی شرط لگا لینا جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔

١٠٣٠ ـ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما ' قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ لَنَا قَدْ أَعْيَا فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ ' فَقَالَ لِي: ((مَا لِبَعِيْرِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: عَيِيَ ـ قَالَ: فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَزَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ ' فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ ' فَقَالَ لِي: ((كَيْفَ تَرَى بَعِيْرَكَ؟)) قَالَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (جنگ تبوک) میں شریک تھا۔ رسول اللہ ﷺ پیچھے سے آ کر میرے پاس تشریف لائے میں اپنے پانی لادنے والے ایک اونٹ پر سوار تھا۔ چونکہ وہ تھک چکا تھا اس لئے دھیرے دھیرے چل رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ جابر! تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تھک گیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر آپ پیچھے گئے اور اسے ڈانٹا اور اس کے لئے دعا کی پھر تو وہ برابر دوسرے اونٹوں کے آگے آگے چلتا رہا۔ پھر آپ نے

١٠٢٩ ـ البخاري في: 54 كتاب الشروط: 4 باب إذا اشترط البائع ظهر الدابة إلى مكان مسمى جاز ، مسلم (715) ـ

١٠٣٠ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 113 باب استئذان الرجل الإمام ـ

قُلْتُ: بِخَيْرٍ، قَدْ اَصَابَتْهُ بِرَكَتُكَ قَالَ: ((اَفَتَبِيْعُنِيْهِ)) فَبِعْتُهُ اِيَّاهُ عَلَى اَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتَّى اَبْلُغَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي عَرُوْسٌ فَاسْتَاْذَنْتُهُ فَاَذِنَ لِي فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتَّى اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَلَقِيَنِي خَالِي فَسَاَلَنِي عَنِ الْبَعِيْرِ، فَاَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيْهِ فَلَامَنِي قَالَ: وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِي حِيْنَ اسْتَاْذَنْتُهُ: ((هَلْ تَزَوَّجتَ بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا؟)) فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا۔ فَقَالَ: ((هَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟)) قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تُوُفِّيَ وَالِدِي، اَوِ اسْتُشْهِدَ وَلِي اَخَوَاتٌ صِغَارٌ، فَكَرِهْتُ اَنْ اَتَزَوَّجَ مِثْلَهُنَّ فَلَا تُؤَدِّبُهُنَّ وَلَا تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ، فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُوْمَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبَهُنَّ۔ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ، فَاَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ۔

دریافت فرمایا اپنے اونٹ کے متعلق کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ اب اچھا ہے آپ کی برکت سے ایسا ہو گیا ہے آپ نے فرمایا پھر کیا اسے فروخت کرو گے؟ حضرت جابر کہتے ہیں میں شرمندہ ہو گیا کیونکہ ہمارے پاس پانی لانے کو اس کے سوا اور کوئی اونٹ نہیں تھا مگر میں نے عرض کیا' جی ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر بیچ دے چنانچہ میں نے وہ اونٹ آپ کو بیچ دیا اور یہ طے پایا کہ مدینہ تک میں اسی پر سوار ہو کر جاؤں گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری شادی ابھی نئی ہوئی ہے میں نے آپ سے (آگے بڑھ کر اپنے گھر جانے کی) اجازت چاہی۔ تو آپ نے اجازت عنایت فرما دی اس لئے میں سب سے پہلے مدینہ پہنچ آیا جب ماموں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے اونٹ کے متعلق پوچھا جو معاملہ میں کر چکا تھا اس کی انہیں اطلاع دی تو انہوں نے مجھے برا بھلا کہا (ایک اونٹ تھا تیرے پاس وہ بھی بیچ ڈالا اب پانی کس پر لائے گا) جب میں نے حضور ﷺ سے اجازت چاہی تھی تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا تھا کہ کنواری سے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا تھا کہ بیوہ سے اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ کنواری سے کیوں نہ کی' وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی اور تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے (کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی ابھی کنوارے تھے) میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے باپ کی وفات ہو گئی ہے یا (یہ کہا کہ) وہ (اُحد میں) شہید ہو چکے ہیں اور میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں۔ اس لئے مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ انہی جیسی کسی لڑکی کو بیاہ کے لاؤں جو نہ انہیں ادب سکھا سکے نہ ان کی نگرانی کر سکے۔ اس لئے میں نے بیوہ سے شادی کی تاکہ وہ ان کی نگرانی کرے اور انہیں ادب سکھائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب نبی ﷺ مدینہ پہنچے تو صبح کے وقت میں اسی اونٹ پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اس اونٹ کی

قیمت عطا فرمائی اور پھر وہ اونٹ بھی واپس کر دیا۔

١٠٣١ ۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ : اشْتَرَى مِنِّي النَّبِيُّ ﷺ بَعِيْرًا بِوَقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ اَوْ دِرْهَمَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا اَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذُبِحَتْ فَاَكَلُوْا مِنْهَا، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ اَمَرَنِي اَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ فَاُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَوَزَنَ لِي ثَمَنَ الْبَعِيْرِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے اونٹ خریدا تھا دو اوقیہ اور ایک درہم یا دو درہم میں جب آپ مقام صرار پر پہنچے تو آپ نے حکم دیا اور گائے ذبح کی گئی اور لوگوں نے اس کا گوشت کھایا پھر جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو مجھے حکم دیا کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں اس کے بعد مجھے میرے اونٹ کی قیمت وزن کر کے عنایت فرمائی۔

(22) باب من استسلف شيئا فقضى خيرا منه وخيركم احسنكم قضاء

کوئی چیز قرض لینا جائز ہے لیکن ادائیگی اس سے بہتر ہونی چاہیے

١٠٣٢ ۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ، فَهَمَّ بِهِ اَصْحَابُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا)) ثُمَّ قَالَ: ((اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهِ)) قَالُوْا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ ۔ فَقَالَ: ((اَعْطُوْهُ، فَاِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ اَحْسَنَكُمْ قَضَاءً)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی ﷺ سے (اپنے قرض کا) تقاضا کرنے آیا اور سخت سست کہنے لگا۔ صحابہ کرام غصہ ہو کر اس کی طرف بڑھے لیکن آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ جس کا کسی پر حق ہو تو وہ کہنے سننے کا بھی حق رکھتا ہے پھر آپ نے فرمایا اس کے قرض والے جانور کی عمر کا ایک جانور اس کو دے دو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سے زیادہ عمر کا جانور تو موجود ہے (لیکن اس عمر کا نہیں آپ نے فرمایا کہ اسے وہی دے دو کیونکہ سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو دوسروں کا حق پوری طرح ادا کر دے۔

لغوی توضیح اسْتَسْلَفَ قرض لیا۔ اَغْلَظَ سخت رویہ اپنایا۔ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا حق والا (سخت) بات کر سکتا ہے۔

فقہ الحدیث معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی مکمل اور بہتر چیز کے ساتھ کرنی چاہیے۔

(24) باب الرهن وجوازه في الحضر كالسفر

گروی رکھنا سفر اور حضر دونوں حالتوں میں جائز ہے

١٠٣٣ ۔ حدیث عَائِشَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُوْدِيٍّ اِلَى اَجَلٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ غلہ ایک مدت مقرر کر کے ادھار خریدا اور اپنی لوہے کی ایک زرہ اس

١٠٣١ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 199 باب الطعام عند القدوم ۔

١٠٣٢ ۔ البخاري في: 40 كتاب الوكالة: 6 باب الوكالة في قضاء الديون (2305) مسلم (1601) ترمذي (1316) ۔

١٠٣٣ ۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 14 باب شراء النبي ﷺ بالنسيئة (2068) مسلم (1603) نسائي (4623) ۔

وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيْدٍ ۔ کے پاس گروی رکھی۔

لغوی توضیح الرَّهْن گروی رکھنا۔گروی یہ ہے کہ قرض کے بدلے کوئی مال بحیثیت دستاویز دینا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ اپنی کوئی چیز قرض کے عوض کسی کے پاس گروی رکھنا جائز ہے۔

(25) باب السلم — بیع سلم کا بیان

١٠٣٤ ۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ : قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلاثَ ، فَقَالَ : ((مَنْ اَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَفِي كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ اِلَى اَجَلٍ مَعْلُوْمٍ)) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ کھجور میں دو اور تین سال تک کے لئے بیع سلم کرتے تھے آپ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ جسے کسی چیز کی بیع کرنی ہے اسے مقررہ وزن اور مقررہ مدت کے لئے ٹھہرا کر کرے۔

لغوی توضیح السَّلَم یہ بیوع کی ایک قسم ہے جس میں قیمت پہلے ادا کی جاتی ہے اور سودا تاخیر سے معین مدت پر لیا جاتا ہے یعنی سونا چاندی یا مروجہ سکہ کے عوض پیشگی قیمت دے کر ایک معلوم و متعین مدت تک چیز لینے کا سودا کرنا بیع سلم ہے۔بیع سلف بھی اسی کو کہتے ہیں۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ بیع جائز ہے بشرطیکہ اس کی مقدار اور مدت معلوم ہو۔مَنْ اَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ جو کسی چیز میں بیع سلف کرے۔معلوم ہوا کہ بیع سلم کسی بھی چیز مثلاً پھلوں، باغات، کھیتوں اور ہر چیز میں جائز ہے۔

(27) باب النهي عن الحلف في البيع — خرید و فروخت کے سلسلہ میں قسم کھانے کی ممانعت

١٠٣٥ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((الْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے خود نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ (سامان بیچتے وقت دکاندار کے) قسم کھانے سے سامان تو جلدی بک جاتا ہے لیکن وہ قسم برکت کو مٹا دینے والی ہوتی ہے۔

لغوی توضیح مُنَفِّقَةٌ (قسم) جلد بکوانے والی ہے۔مُمْحِقَةٌ مٹانے والی ہے (برکت)۔

(28) باب الشفعة — شفعہ کا بیان

١٠٣٦ ۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه ، قَالَ : قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ ، فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلا شُفْعَةَ ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر اس چیز میں شفعہ کا حق دیا تھا جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو لیکن جب حدود مقرر ہو گئیں اور راستے بدل دیئے گئے تو پھر حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔

١٠٣٤ ۔ البخاري في: 35 كتاب السلم : 2 باب السلم في وزن معلوم (2239) مسلم (1604) ترمذی (1311)۔

١٠٣٥ ۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع : 26 باب يمحق الله الربا ويربي الصدقات (2087) مسلم (1606) ۔

١٠٣٦ ۔ البخاري في: 36 كتاب الشفعة : 1 باب الشفعة في ما لم يقسم ، مسلم (1608) ابوداود (3513) ۔

لغوی توضیح شفعہ شفع سے ماخوذ ہے، معنی ہے جوڑا، زائد ملانا۔ اصطلاحاً شفعہ سے مراد ہے، شریک کے اُس حصے کو مقرر معاوضے کے بدلے شریک کی طرف منتقل کرنا جو اجنبی کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو مشترکہ ہو اور ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو اس میں حق شفعہ ہے، خواہ وہ چیز منقولہ ہو (مثلاً سواری اور دیگر ساز و سامان وغیرہ) یا غیر منقولہ (مثلاً گھر، دکان اور دیگر عمارات وغیرہ)۔

(29) باب غرز الخشب في جدار الجار

ہمسایہ کی دیوار میں کھونٹی ٹھوکنے کا بیان

١٠٣٧۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ)) ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ وَاللّٰهِ! لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے نہ روکے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں اس سے منہ پھیرنے والا پاتا ہوں۔ قسم اللہ کی! میں تو اس حدیث کا تمہارے سامنے برابر اعلان کرتا ہی رہوں گا۔

لغوی توضیح یَغْرِزَ گاڑنا (یعنی اپنی لکڑی ہمسائے کی دیوار میں اس غرض سے گاڑنا تاکہ اس پر چھت ڈالی جا سکے)۔ لَأَرْمِيَنَّ رمی سے مشتق ہے، معنی ہے پھینکنا۔ أَكْتَاف جمع ہے کتف کی، معنی ہے کندھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چونکہ اس وقت مدینہ کے امیر تھے اس لیے انہوں نے کہا کہ میں زبردستی تم سے اس پر عمل کروا کر رہوں گا۔

فھم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کوئی اپنی لکڑی (شہتیر اور لینٹر وغیرہ) پڑوسی کی دیوار پر رکھنا چاہے تو اسے منع نہ کیا جائے۔

(30) باب تحريم الظلم وغصب الارض و غيرها

ظلم اور زیادتی دوسرے کی زمین چھیننا حرام ہے

١٠٣٨۔ حديث سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رضي الله عنه أَنَّهُ خَاصَمَتْهُ أَرْوَى فِي حَقٍّ، زَعَمَتْ أَنَّهُ انْتَقَصَهُ لَهَا، إِلَى مَرْوَانَ، فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا أَنْتَقِصُ مِنْ حَقِّهَا شَيْئًا! أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا اروی بنت ابی اوس سے ایک (زمین) کے بارے میں جھگڑا ہوا جس کے متعلق اروی کہتی تھی کہ سعید نے میری زمین چھین لی ہے۔ یہ مقدمہ مروان خلیفہ کے یہاں فیصلہ کے لئے گیا جو مدینہ کا حاکم تھا سعید رضی اللہ عنہ نے کہا بھلا کیا میں ان کا حق دبا لوں گا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے ظلم سے ایک بالشت زمین بھی کسی کی دبا لی تو

١٠٣٧۔ البخاري في 46 كتاب المظالم: 20 باب لا يمنع جار جاره ان يغرز... (2463) مسلم (1609) ترمذی (1353)۔

١٠٣٨۔ البخاري في 59 كتاب بدء الخلق: 2 باب ما جاء في سبع ارضين (2452) مسلم (1610) دارمی (2606)۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ)) ۔

قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔

لغوی توضیح شِبْرًا بالشت۔ یُطَوَّقُ طوق ڈالا جائے گا (مراد ہے اللہ تعالیٰ اسے سات زمینوں تک دھنسا دیں گے)۔ أَرَضِيْن جمع ہے أَرْض کی' معنی ہے زمین۔ معلوم ہوا کہ زیادتی سے کسی کا مال چھیننا حرام ہے خواہ زمین ہو یا کچھ اور۔

۱۰۳۹۔ **حدیث** عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا' عَنْ اَبِی سَلَمَةَ اَنَّهُ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اُنَاسٍ خُصُوْمَةٌ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ' فَقَالَتْ : يَا اَبَا سَلَمَةَ ! اجْتَنِبِ الْاَرْضَ' فَاِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ)) ۔

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے اور بعض دوسرے لوگوں کے درمیان (زمین کا) جھگڑا تھا اس کا ذکر انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے بتلایا ابو سلمہ! زمین سے پرہیز کر کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر کسی شخص نے ایک بالشت بھر زمین بھی کسی دوسرے کی ظلم سے لے لی تو سات زمینوں کا طوق (قیامت کے دن) اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔

(31) باب قدر الطريق اذا اختلفوا فيه

راستہ کی مقدار (چوڑائی) پر جھگڑے کا فیصلہ

۱۰۴۰۔ **حدیث** اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ ﷺ اِذَا تَشَاجَرُوْا فِي الطَّرِيْقِ' بِسَبْعَةِ اَذْرُعٍ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا تھا کہ جب راستے (کی زمین) کے بارے میں جھگڑا ہو تو سات ہاتھ راستہ چھوڑ دینا چاہیے۔

لغوی توضیح تَشَاجَرُوْا جھگڑا کریں۔ بِسَبْعَةِ اَذْرُعٍ سات ہاتھ۔ أَذْرُع جمع ہے ذِرَاع کی اور ذراع کہنی تک بازو کو کہتے ہیں (مراد ہے اختلاف ونزاع کی صورت میں مشترکہ راستہ سات ہاتھ چھوڑ دینا چاہیے تاکہ سامان وغیرہ لانے اور لے جانے میں آسانی رہے، اسی طرح سواریوں کے آنے جانے میں بھی دشواری نہ ہو)۔

[23] کتاب الفرائض

وراثت کے مسائل

(1) باب الحقوا الفرائض باهلها ' فما بقي فلاولى رجل ذكر

وارثوں کو ان کے مقرر حصے ادا کرو اور جو باقی بچ جائے وہ قریبی مرد رشتہ دار کے لیے ہے

۱۰۴۱۔ **حدیث** ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ' عَنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میراث

۱۰۳۹۔ البخاری فی: 46 کتاب المظالم: 13 باب اثم من ظلم شيئاً من الارض (2453) مسلم (1612) احمد (24407)۔

۱۰۴۰۔ البخاری فی: 46 کتاب المظالم: 29 باب إذا اختلفوا فی الطريق الميتاء ، مسلم (1613) احمد (9542)۔

۱۰۴۱۔ البخاری فی: 85 کتاب الفرائض: 5 باب ميراث الولد من ابيه وامه (6732) مسلم (1615) ترمذی (2098)۔

كتاب الفرائض

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْحِقُوْا الفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِاَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ)). اس کے حق داروں تک پہنچادو اور جو کچھ باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد عزیز کا حصہ ہے۔

لغوی توضیح: اَلْفَرَائِض جمع ہے فَرِيْضَة کی' اس سے مراد وراثت کے مقرر کردہ حصے ہیں۔ یہ لفظ اللہ کے اس فرمان ﴿نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾ سے ماخوذ ہے۔ اَلْحِقُوْا ادا کرو' پہنچادو۔ بِاَهْلِهَا اہل فرائض کو' یعنی وہ ورثاء جن کے حصے کتاب وسنت میں مقرر ہیں۔ لِاَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ وہ شخص جو نسب کے اعتبار سے مرنے والے کے سب سے زیادہ قریبی ہو۔ مراد عصبہ رشتہ دار ہیں۔ عصبہ سے مراد میت کے وہ رشتہ دار ہیں' جن کا حصہ مقرر نہ ہو۔ ان میں پہلے تو بیٹے' پھر پوتے اور پڑپوتے وغیرہ آتے ہیں' پھر باپ' دادا اور اوپر تک' پھر بھائی' پھر بھتیجے اور پھر چچا اور ان کی اولاد آتی ہے۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ اہل فرائض کو ان کے حصے ادا کر دینے کے بعد جو مال باقی بچ جائے وہ سب سے قریبی مرد کو دیا جائے گا۔ اس مسئلے پر امام نوویؒ نے اجماع نقل فرمایا ہے۔[1]

❁ قارئین کے استفادے کے لیے یہاں وراثت کے مسائل کا خلاصہ درج کیا جا رہا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

① **بیٹوں اور بیٹیوں کے متعلق احکامات:** (1) جب میت کے وارث صرف ایک مذکر اور ایک مؤنث ہو تو ان میں مال کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ مذکر کے لیے دو حصے اور مؤنث کے لیے ایک حصہ۔ (2) جب ورثاء مذکر و مؤنث کی ایک جماعت ہو تو مذکر مؤنث سے دگنے حصے کے وارث ہوں گے۔ (3) اگر اولاد کے ساتھ اصحاب الفروض مثلاً خاوند یا بیوی یا والدین موجود ہوں تو پہلے اصحاب الفروض کو حصہ دے کر باقی اولاد کے درمیان ﴿للذكر مثل حظ الأنثيين﴾ کے اصول کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔ (4) جب میت کا وارث صرف ایک بیٹا ہو تو وہ سارے مال کا مالک ہوگا۔ (5) اولاد کی عدم موجودگی میں پوتے ان کا حصہ وصول کریں گے۔

② **والدین کے متعلق احکامات:** (1) جب میت کی اولاد ہو تو والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ (2) جب اولاد نہ ہو تو ماں کو ایک ثلث اور باپ کو باقی دو ثلث مل جائے گا۔ (3) اگر والدین کے ساتھ میت کے بھائی بھی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ اور باقی تمام باپ کو مل جائے گا۔ بھائی اور بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ باپ ان کے لیے حاجب (رکاوٹ) ہے۔

③ **قرض کو وصیت پر مقدم کیا جائے گا۔**

④ **خاوند کے متعلق احکامات:** (1) بیوی کی وفات پر اولاد نہ ہو تو خاوند کو نصف حصہ ملے گا۔ (2) اگر اولاد ہو تو خاوند کو چوتھا حصہ ملے گا۔

⑤ **ایک بیوی یا زیادہ بیویوں کے متعلق احکامات:** (1) خاوند کی وفات پر اگر اولاد نہ ہو تو ایک یا زیادہ بیویوں کو چوتھا حصہ ملے گا۔ (2) اگر اولاد ہو تو آٹھواں حصہ ملے گا۔

⑥ **ماں کی طرف سے بہن بھائیوں کے احکامات:** (1) جب فوت ہونے والا ماں کی طرف سے صرف ایک بھائی یا ماں کی طرف سے صرف ایک بہن چھوڑے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ (2) اگر ماں کی طرف سے زیادہ بھائی یا بہنیں ہوں تو

---

[1] [شرح مسلم (6/ 60)]

سب ایک تہائی میں برابر کے حصہ دار ہوں گے۔

⑥ **سگے بہن بھائیوں یا باپ کی طرف سے بہن بھائیوں کے احکامات:** (1) اگر فوت ہونے والا ایک سگی یا باپ کی طرف سے بہن چھوڑے اور میت کے لیے اولاد اور والدین نہ ہوں تو اس کو نصف حصہ ملے گا۔(2) جب میت دو سگی یا باپ کی طرف سے بہنیں چھوڑے اور میت کی اولاد اور والدین نہ ہوں تو یہ ترکے کے دو ثلث کی حقدار ہوں گی۔(3) جب میت بھائی اور بہنیں (یعنی سگے یا باپ کی طرف سے) چھوڑے تو ان کے درمیان ترکے کی تقسیم ﴿للذكر مثل حظ الأنثيين﴾ کے اصول پر ہوگی۔(4) جب سگی بہن فوت ہو جائے اور اولاد اور والدین موجود نہ ہوں تو اس کا سگا بھائی سارے مال کا وارث ہوگا اور اگر زیادہ بھائی ہوں تو آپس میں برابری کے ساتھ اسے تقسیم کر لیں گے۔(5) اسی طرح باپ کی طرف سے بہن بھائیوں کا حکم ہے جب سگے بہن بھائی موجود نہ ہوں۔

(2) باب ميراث الكلالة

لاوارث کی میراث کا بیان

١٠٤٢ ـ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: مَرِضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُنِي وَأَبُوْبَكْرٍ، وَهُمَا مَاشِيَانِ، فَوَجَدَانِي أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ، فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي؟ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟ فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ ـ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ بیمار پڑا تو نبی ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ پیدل میری عیادت کو تشریف لائے، ان بزرگوں نے دیکھا کہ مجھ پر بے ہوشی غالب ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا اس سے مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! میں اپنے مال میں کیا کروں' کس طرح اس کا فیصلہ کروں؟ آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔

لغوی توضیح: اَلْکَلَالَۃ وہ میت جس کی اولاد ہو نہ والدین۔ وَضُوْء وہ پانی جس سے وضوء کیا جاتا ہے۔

(3) باب آخر آية انزلت اية الكلالة

آیت کلالہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت ہے

١٠٤٣ ـ حديث الْبَرَاءِ قَالَ ﷺ: آخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ وَآخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ﴾ ـ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سب سے آخر میں جو سورت نازل ہوئی وہ سورۂ برأت ہے اور (احکامِ میراث کے سلسلہ میں) سب سے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ ﴿يستفتونك﴾ [النساء:٤:١٧٦] ہے۔

١٠٤٢ ـ البخاري في: 75 كتاب المرضى: 5 باب عيادة المغمىّ عليه (194) مسلم (1616) ابو داود (2886) ـ

١٠٤٣ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 4 سورة النساء: 27 باب يستفتونك قل الله...(4364) مسلم (1618) ـ

(4) باب من ترك مالا فلورثته

میراث کے حق دار مرنے والے کے وارث ہیں

١٠٤٤ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى، عَلَيْهِ الدَّيْنُ، فَيَسْأَلُ: ((هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا؟)) فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ لِدَيْنِهِ وَفَاءً صَلَّى ـ وَإِلَّا، قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ: ((صَلُّوْا عَلَى صَاحِبِكُمْ)) فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ، قَالَ: ((أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کسی ایسی میت کو لایا جاتا کہ جس پر کسی کا قرض ہوتا تو آپ فرماتے کہ کیا اس نے اپنے قرض کے ادا کرنے کے لئے بھی کچھ چھوڑا ہے؟ پھر اگر کوئی آپ کو بتا دیتا کہ ہاں اتنا مال ہے جس سے قرض ادا ہو سکتا ہے تو آپ اس کی نماز پڑھاتے ورنہ آپ مسلمانوں ہی سے فرما دیتے کہ اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر فتح کے دروازے کھول دیئے تو آپ نے فرمایا کہ میں مسلمانوں کو خود ان کی ذات سے بھی زیادہ مستحق ہوں۔ اس لئے اب جو بھی مسلمان وفات پا جائے اور وہ مقروض رہا ہو تو اس کا قرض ادا کرنا میرے ذمے ہے اور جو مسلمان مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔

لغوی توضیح: فَضْلًا زائد (یعنی تجہیز و تکفین کے اخراجات سے زائد مال)۔ وَفَاءً پورا (یعنی جو قرض کی ادائیگی کے لیے پورا ہو)۔ صَلُّوْا عَلَى صَاحِبِكُمْ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو (معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، قرض کا معاملہ انتہائی سخت ہے، ایک روایت میں ہے کہ شہادت سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر قرض معاف نہیں ہوتا[1]، یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ بھی مقروض کی نماز جنازہ خود نہیں پڑھاتے تھے)۔
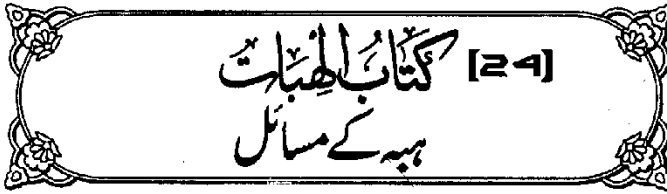
(1) باب كراهة شراء الانسان ما تصدق به ممن تصدق عليه

کوئی چیز صدقہ دے کر پھر اس سے وہی چیز خریدنا مکروہ ہے

١٠٤٥ـ حديث عُمَرَ قَالَ ؓ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَأَضَاعَهُ الَّذِي

حضرت عمر ؓ نے بیان کیا کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک شخص کو سواری کے لئے دے دیا لیکن اس شخص نے گھوڑے

١٠٤٤ـ البخاري في: 39 كتاب الكفالة: 5 باب الدين (2298) مسلم (1619) ابن ماجه (2415) ترمذي (1070)۔
١٠٤٥ـ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 59 باب هل يشترى صدقته (1490) مسلم (1620) ابن ماجه (2390)۔

[1] [مسلم (1886)]

كَانَ عِنْدَهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تَشْتَرِي وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ)).

کوخراب کر دیا اس لئے میں نے چاہا کہ اسے خرید لوں میرا یہ بھی خیال تھا کہ وہ اسے سستے داموں بیچ ڈالے گا چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اپنا صدقہ واپس نہ لو۔ خواہ وہ تمہیں ایک درہم ہی میں کیوں نہ دے کیونکہ دیا ہوا صدقہ واپس لینے والے کی مثال قے کر کے چاٹنے والے کی سی ہے۔

لغوی توضیح: اَلْھِبَات جمع ہے ھبة کی، معنی ہے تحفہ، عطیہ۔ اَلْعَائِد لوٹنے والا یعنی واپس لینے والا۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ کسی کو ہبہ و تحفہ دے کر اسے واپس لینا حرام ہے اور یہ اس قدر قبیح ورزیل عمل ہے کہ جیسے قے کر کے چاٹ لینا حتی کہ آئندہ روایت (۱۰۴۷) میں تو تحفہ واپس لینے والے کی مثال یہ دی گئی ہے جیسے کتا قے کر کے چاٹ لے۔ نیز اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو دیا ہوا عطیہ اس سے خرید کر واپس لینا بھی جائز نہیں۔ البتہ صرف والد اپنی اولاد کو دیا ہوا عطیہ واپس لے سکتا ہے جیسا کہ آئندہ روایت (۱۰۴۸) اس کا ثبوت ہے۔

١٠٤٦ - حديث عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ، فَوَجَدَهُ يُبَاعُ، فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ، فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: ((لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ)).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اللہ کے راستے میں اپنا ایک گھوڑا سواری کے لئے دے دیا تھا پھر انہوں نے دیکھا کہ وہی گھوڑا بک رہا ہے، انہوں نے اپنے گھوڑے کو خریدنا چاہا اور رسول ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تم اسے نہ خریدو اور اس طرح اپنے صدقہ کو واپس نہ لو۔

(2) باب تحريم الرجوع في الصدقة والهبة بعد القبض الا ماوهبه لولده وان سفل

صدقہ اور ہدیہ دے کر لوٹانا حرام ہے البتہ باپ دادا اگر ایسا کریں تو کوئی مضائقہ نہیں

١٠٤٧ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِي قَيْئِهِ)).

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اپنا ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے۔

(3) باب كراهة تفضيل بعض الاولاد في الهبة

ہبہ کرتے وقت اولاد میں فرق و امتیاز رکھنا یعنی بعض کو کم دینا اور بعض کو زیادہ مکروہ ہے

١٠٤٨ - حديث النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَنَّ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے والد انہیں رسول

١٠٤٦ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 119 باب الجعائل والحملان في السبيل (1489) مسلم (1621) بغوى (1699)-

١٠٤٧ - البخاري في: 51 كتاب الهبة: 14 باب هبة الرجل لامراته والمراة لزوجها (2621) مسلم (1622)-

١٠٤٨ - البخاري في: 51 كتاب الهبة: 12 باب الهبة للولد (2586) مسلم (1623) ابوداود (3542) ترمذى (1367)-

اَبَاهُ اَتَی بِهِ اِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اِنِّی نَحَلْتُ ابْنِی هٰذَا غُلَامًا ' فَقَالَ: ((اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ؟)) قَالَ : لا ' قَالَ: ((فَارْجِعْهُ)) ۔

اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطور ہبہ دیا ہے ۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا ایسا ہی غلام اپنے دوسرے لڑکوں کو بھی دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ پھر (اس سے بھی) واپس لے لے۔

لغوی توضیح نَحَلْتَ تو نے عطیہ دیا ہے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ ہبہ وعطیہ دینے میں اولاد کے درمیان برابری ضروری ہے اور اگر برابری نہ کی گئی تو ہبہ باطل ہوگا کیونکہ آپ ﷺ نے نعمان رضی اللہ عنہ کو اپنا دیا ہوا عطیہ واپس لینے کا حکم دیا تھا۔

۱۰۴۹ ۔ حدیث النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ ۔ عَنْ عَامِرٍ ' قَالَ : سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رضي الله عنهما وَهُوَ عَلَى الْمِنبَرِ يَقُولُ : اَعْطَانِي اَبِي عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ ' لا اَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ : اِنِّي اَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً ' فَاَمَرَتْنِي اَنْ اُشْهِدَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ: ((اَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا؟)) قَالَ : لا ۔ قَالَ ((فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ)) قَالَ : فَرَجَعَ ' فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ ۔

عامر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ منبر پر بیان کر رہے تھے کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا (نعمان رضی اللہ عنہ کی والدہ) نے کہا کہ جب تک آپ رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہ بنائیں میں راضی نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ حاضر خدمت ہو کر انہوں نے عرض کیا کہ میں نے عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو ایک عطیہ دیا تو اس نے کہا کہ پہلے میں آپ کو اس کا گواہ بنا لوں آپ نے دریافت فرمایا کہ اسی جیسا عطیہ تم نے تمام اولاد کو دیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف قائم رکھو۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور ہدیہ واپس لے لیا۔

(4) باب العمری

عمریٰ کا بیان

۱۰۵۰ ۔ حدیث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْعُمْرَى ' اَنَّهَا لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ کے متعلق فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس کا ہو جاتا ہے جسے ہبہ کیا گیا ہو۔

۱۰۴۹ ۔ البخاری فی: 51 کتاب الهبة: 13 باب الإشهاد فی الهبة ۔

۱۰۵۰ ۔ البخاری فی: 51 کتاب الهبة: 32 باب ما قیل فی العمری والرقبی (2625) مسلم (1625) ابوداود (3550) ۔

لغوی توضیح عُمْرٰی عمر سے ماخوذ ہے یعنی وہ چیز جو زندگی بھر کے لیے دی جائے۔ یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ جاہلیت میں ایک آدمی کسی دوسرے آدمی کو گھر دیتا تو کہتا' میں نے اسے تیری عمر اور زندگی کی مدت تک مباح قرار دیا، پھر جب وہ مر جاتا تو وہ گھر دوبارہ دینے والے کے پاس لوٹ آتا۔ لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ (عمریٰ) اسی کے لیے ہے جسے ہبہ کر دیا گیا (یوں اسلام نے جاہلیت کے اس فعل کو باطل قرار دیا اور جسے عمریٰ کے بطور کوئی چیز دی گئی ہے اس کی وفات کے بعد وہ چیز اس کے ورثا کا حق ٹھہرا دیا)۔

۱۰۵۱۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْعُمْرٰی جَائِزَةٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا عمریٰ جائز ہے۔

لغوی توضیح اَلْعُمْرٰی جَائِزَةٌ عمریٰ حلال ہے (لیکن یہ شرط ہے کہ جسے دیا جائے اس سے کبھی واپس نہ لیا جائے)۔

[25] کتاب الوصیۃ

وصیت کے مسائل

۱۰۵۲۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا حَقُّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَیْءٌ یُوْصِی فِیْهِ یَبِیْتُ لَیْلَتَیْنِ اِلَّا وَوَصِیَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان' جس کے پاس وصیت کے قابل کوئی بھی مال ہو' کے لیے درست نہیں کہ دو رات بھی وصیت کو لکھ کر اپنے پاس محفوظ رکھے بغیر گزارے۔

لغوی توضیح مَا حَقُّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ کسی مسلمان کے لیے یہ لائق و مناسب نہیں۔ لَهُ شَیْءٌ اس کے پاس کوئی قابل وصیت چیز ہو' مثلاً اس کے پاس مال ہو یا اس پر کسی کا قرض ہو یا اس کے ذمہ کسی کی امانت وغیرہ ہو۔

فهم الحدیث اس حدیث میں وصیت کی مشروعیت کا ثبوت ہے۔ یاد رہے کہ پہلے ہر شخص پر وصیت کرنا واجب تھا جیسا کہ قرآن میں ہے [البقرة : ۱۸۰] ۔لیکن آیات میراث کے بعد یہ حکم ورثاء کے حق میں منسوخ ہو گیا' البتہ جو وارث نہیں بنتا اس کے حق میں صرف ایک تہائی یا اس سے کم مال کی وصیت کر جانا درست ہے (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے)۔ یاد رہے کہ اس شخص پر وصیت کرنا واجب ہے جس پر دوسروں کے حقوق ہوں مثلاً امانت اور قرض وغیرہ' نیز اس کے پاس مال بھی ہو اور ان حقوق سے وصیت کے علاوہ خلاصی حاصل کرنا بھی ممکن نہ ہو اور جس میں ان شرائط میں سے ایک بھی کم ہوئی تو اس کے حق میں وصیت واجب نہیں۔

(1) باب الوصیة بالثلث — ایک تہائی وصیت کا بیان

۱۰۵۳۔ حدیث سَعْدِ بْنِ اَبِی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ

۱۰۵۱۔ البخاری فی: 51 کتاب الهبة: 32 باب ما قیل فی العمری والرقبی (1626) مسلم (1626) ابوداود (3548)۔

۱۰۵۲۔ البخاری فی: 55 کتاب الوصایا: 1 باب الوصایا ، مسلم (1627) ترمذی (974) ابوداود (2862)۔

۱۰۵۳۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 37 باب رثی النبی ﷺ سعد بن خولة (56) مسلم (1628) ترمذی (2116)۔

وَقَاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِي عَامَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ ، مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي ، فَقُلْتُ : إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَي مَالِي؟ قَالَ : ((لَا)) فَقُلْتُ : بِالشَّطْرِ ؟ فَقَالَ : ((لَا)) ثُمَّ قَالَ : ((الثُّلُثُ ، وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِيِّ امْرَأَتِكَ)) فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي ؟ قَالَ : ((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً ، ثُمَّ لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ ، لَكِنَّ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ ، يَرْثِي لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ))۔

حجۃ الوداع کے سال (۱۰ ہجری میں) میری عیادت کے لئے تشریف لائے ، میں سخت بیمار تھا، میں نے کہا کہ میرا مرض شدت اختیار کر چکا ہے ، میرے پاس مال واسباب بہت ہے اور میری صرف ایک لڑکی ہے جو وارث ہوگی ۔ تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کو خیرات کر دوں؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں ۔ میں نے کہا آدھا ۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک تہائی کر دو اور یہ بھی بڑی خیرات ہے یا بہت خیرات ہے اگر تو اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مال دار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہوگا کہ محتاجی میں انہیں اس طرح چھوڑ کر جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں یہ یاد رکھو کہ جو خرچ بھی تم اللہ کی رضا کی نیت سے کرو گے تو اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا حتی کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو ۔ پھر میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ ! میرے ساتھی تو مجھے چھوڑ کر (حجۃ الوداع کے لئے) مکہ جا رہے ہیں اور میں ان سے پیچھے رہ رہا ہوں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہاں رہ کر بھی اگر تم کوئی نیک عمل کرو گے تو اس سے تمہارے درجے بلند ہوں گے اور شاید ابھی تم زندہ رہو گے اور بہت سے لوگوں کو (مسلمانوں کو) تم سے فائدہ پہنچے گا اور بہتوں کو (کفار و مرتدین کو) نقصان (پھر آپ نے دعا فرمائی) اے اللہ! میرے ساتھیوں کو ہجرت پر استقلال عطا فرما اور ان کے قدم پیچھے کی طرف نہ لوٹا لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے مکہ میں وفات پا جانے کی وجہ سے اظہار غم کیا تھا۔

لغوی توضیح: عَالَةً جمع ہے عائل کی معنی ہے فقیر محتاج ۔ يَتَكَفَّفُوْنَ فقیروں کی طرح ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اَلْبَائِسُ فقیر محتاج ۔ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ صحابی رسول ، غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور حجۃ الوداع میں فوت ہوئے۔

١٠٥٤ ۔ **حديث** ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ، قَالَ : لَوْ غَضَّ النَّاسَ إِلَى الرُّبُعِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کاش لوگ وصیت کو چوتھائی تک کم کر دیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم تہائی

١٠٥٤ ۔ البخاری فی: 55 کتاب الوصایا: 3 باب الوصیة بالثلث (2743) مسلم (1629) احمد (2034) حمیدی (521)۔

لَانَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : ((اَلثُّلُثُ ، وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ اَوْ کَبِیْرٌ)) ۔

(کی وصیت کر سکتے ہو) اور تہائی بھی بہت ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ یہ بڑی رقم ہے۔

(2) باب وصول ثواب الصدقات الی المیت

صدقات کا ثواب مرنے والوں کو پہنچتا ہے

۱۰۵۵۔ حدیث عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہ عنھا ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ : اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَاَظُنُّھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ ، فَھَلْ لَھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا؟ قَالَ : ((نَعَمْ)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ کچھ نہ کچھ خیرات کرتیں اگر میں ان کی طرف سے کچھ خیرات کر دوں تو کیا انہیں اس کا ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ملے گا۔

لغوی توضیح افْتُلِتَتْ اچانک فوت ہوگئی۔

فھم الحدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو اسے ثواب پہنچتا ہے۔

(4) باب الوقف

وقف کے مسائل

۱۰۵۶۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنھما ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَصَابَ اَرْضًا بِخَیْبَرَ ، فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ یَسْتَاْمِرُہُ فِیْھَا ، فَقَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! اِنِّی اَصَبْتُ اَرْضًا بِخَیْبَرَ لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ عِنْدِی مِنْہُ ، فَمَا تَاْمُرُ بِہٖ ؟ قَالَ: ((اِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ اَصْلَھَا وَتَصَدَّقْتَ بِھَا)) قَالَ : فَتَصَدَّقَ بِھَا عُمَرُ اَنَّہُ لَا یُبَاعُ وَلَا یُوْھَبُ وَلَا یُوْرَثُ ، وَتَصَدَّقَ بِھَا فِی الْفُقَرَاءِ وَفِی الْقُرْبٰی وَفِی الرِّقَابِ وَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَالضَّیْفِ ، لَا جُنَاحَ عَلٰی مَنْ وَلِیَھَا اَنْ یَاْکُلَ مِنْھَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فتح خیبر میں ایک قطعہ زمین ملا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے خیبر میں ایک زمین کا ٹکڑا ملا ہے اس سے بہتر مال مجھے اب تک کبھی نہیں ملا تھا آپ اس کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر جی چاہے تو اصل زمین اپنی ملکیت میں باقی رکھ اور پیداوار صدقہ کر دے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس شرط کے ساتھ صدقہ کر دیا کہ نہ اسے بیچا جائے گا نہ اس کا ہبہ کیا جائے گا اور نہ اس میں وراثت چلے گی۔ اسے آپ نے محتاجوں کے لئے، رشتہ داروں کے لئے، غلام آزاد کرانے کے لئے، اللہ کے دین کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے اور مہمانوں کے لئے صدقہ (وقف) کر دیا اور یہ کہ اس کا متولی اگر دستور کے مطابق اس میں سے اپنی ضرورت کے مطابق وصول کر لے

۱۰۵۵۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 95 باب موت الفجاۃ البغتۃ۔

۱۰۵۶۔ البخاری فی: 54 کتاب الشروط: 19 باب الشروط فی الوقف (2337) مسلم (1632) ابو داود (2878)۔

بِالْمَعْرُوْفِ وَيُطْعِمَ ، غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ ، قَالَ (الرَّاوِيُّ) : فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ سِيْرِيْنَ ، فَقَالَ : غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا۔

یا کسی محتاج کو دے تو اس پر کوئی الزام نہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ جب میں نے اس حدیث کا ذکر ابن سیرین سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ (متولی) اس میں سے مال جمع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

لغوی توضیح یَسْتَأْمِرُ مشورہ کرنا۔ أَنْفَس سب سے زیادہ عمدہ ونفیس۔ الرِّقَاب غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے۔ مُتَمَوِّلٍ ملکیت بنانا' اپنا مال بنانا۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ کوئی بھی چیز اس طرح وقف کرنا کہ اس کی پیداوار اور منافع اللہ کی راہ میں صرف ہوتا رہے' مستحب و باعث اجر وفضیلت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وقف شدہ املاک کو نہ تو فروخت کیا جا سکتا ہے' نہ انہیں بطور وراثت تقسیم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی انہیں ہبہ کیا جا سکتا ہے۔ نیز یہ بھی پتہ چلا کہ جو بھی وقف شدہ اشیاء کا والی ونگران مقرر ہو وہ ان سے حسب ضرورت خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے دوست احباب کو بھی کھلا سکتا ہے' لیکن اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ ان اشیاء کو اپنی ملکیت بنا کر مال جمع کرتا رہے۔

(5) باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه

جس کے پاس وصیت کے لئے کچھ نہ ہو اس کو وصیت نہ کرنا درست ہے

١٠٥٧ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَوْفَى ﷺ۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ : سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رضي الله عنهما هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَوْصَى ؟ قَالَ : لَا فَقُلْتُ : كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ ، أَوْ أُمِرُوْا بِالْوَصِيَّةِ ؟ قَالَ : أَوْصَى بِكِتَابِ اللّٰهِ ـ

طلحہ بن مصرف نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی وصیت کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں (کیونکہ آپ کے پاس مال نہیں تھا)۔ اس پر میں نے پوچھا کہ پھر وصیت کس طرح لوگوں پر فرض ہوئی؟ یا (راوی نے اس طرح بیان کیا) کہ لوگوں کو وصیت کا حکم کیوں کر دیا گیا؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کی تھی (اور کتاب اللہ میں وصیت کرنے کے لئے حکم موجود ہے)۔

١٠٥٨ - حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ الْأَسْوَدِ ، قَالَ : ذَكَرُوْا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا رضي الله عنهما كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ : مَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ ؟ وَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلَى صَدْرِي أَوْ قَالَتْ : حِجْرِي فَدَعَا

اسود بن یزید نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں کچھ لوگوں نے ذکر کیا کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے) وصی تھے تو آپ نے کہا کہ کب انہیں وصی بنایا میں تو آپ کے وصال کے وقت سر مبارک اپنے سینے پر یا انہوں نے (بجائے سینے کے) کہا کہ اپنی گود میں رکھے ہوئے تھی پھر آپ نے (پانی کا) طشت منگوایا تھا کہ

١٠٥٧ ـ البخاري في: 55 كتاب الوصايا: 1 باب الوصايا وقول النبي ﷺ وصية الرجل...(2740) مسلم (1634)۔

١٠٥٨ ـ البخاري في: 55 كتاب الوصايا: 1 باب الوصايا وقول النبي ﷺ وصية الرجل...(2741) مسلم (1636) ـ

بِالطَّسْتِ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِي حِجْرِي فَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَمَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ ؟

اتنے میں (سر مبارک) میری گود میں جھک گیا اور میں سمجھ نہ سکی کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے تو آپ نے (علی کو) وصی کب بنایا؟

لغوی توضیح: كَانَ وَصِيًّا علی رضی اللہ عنہ وصی تھے (یعنی خلافت کے لیے)۔ اس طرح کی روایات شیعہ حضرات نے گھڑی تھیں جن کی صحابہ نے تردید کی، جیسا کہ اس روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی تردید کر رہی ہیں۔ حِجْرِي میری گود۔ انْخَنَثَ جھک گیا۔

۱۰۵۹۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ: يَوْمُ الْخَمِيسِ، وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ! ثُمَّ بَكَى حَتَّى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ، فَقَالَ: اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيسِ، فَقَالَ: ((ائْتُونِي بِكِتَابٍ، أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا)) فَتَنَازَعُوا، وَلاَ يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ، فَقَالُوا: هَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((دَعُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ)) وَأَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلاَثٍ: ((أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ)) وَنَسِيتُ الثَّالِثَةَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جمعرات کے دن اور معلوم ہے جمعرات کا دن کیا ہے؟ پھر آپ اتنا روئے کہ کنکریاں تک بھیگ گئیں۔ آخر آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں شدت اسی جمعرات کے دن ہوئی تو آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ قلم دوات لاؤ تا کہ میں تمہارے لئے ایک ایسی کتاب لکھوا جاؤں کہ تم (میرے بعد اس پر چلتے رہو تو) کبھی گمراہ نہ ہو سکو اس پر صحابہ میں اختلاف ہو گیا (کہ لکھوایا جائے یا نہیں)۔ نبی ﷺ کے سامنے جھگڑنا مناسب نہیں ہے۔ صحابہ نے کہا کہ نبی ﷺ (بیماری کی شدت سے) برا رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اب مجھے میری حالت پر چھوڑ دو میں جس حال میں اس وقت ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو تم کرانا چاہتے ہو آخر آپ نے اپنی وفات کے وقت تین وصیتیں فرمائی تھی یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے باہر کر دینا دوسرے یہ کہ وفد سے ایسا ہی سلوک کرتے رہنا جیسے میں کرتا رہا (ان کی خاطر واری، ضیافت وغیرہ) اور تیسری ہدایت میں بھول گیا۔

لغوی توضیح: هَجَر وہ گفتگو جو مریض شدت مرض میں کرتا ہے اور اس سے کلمات پورے طور پر ادا نہیں ہوتے۔ دَعُونِي مجھے (میری حالت پر) چھوڑ دو (معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کوئی ضروری چیز نہیں لکھوانا چاہتے تھے۔ کیونکہ اگر کوئی چیز ضروری ہوتی یا تبلیغ سے متعلق ہوتی تو آپ اسے کسی بھی اختلاف کی وجہ سے کبھی ترک نہ کرتے)۔

۱۰۶۰۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا حُضِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَفِي الْبَيْتِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو گھر میں بہت سے صحابہ موجود تھے۔

۱۰۵۹۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 176 باب هل يستشفع إلى أهل الذمة ومعاملتهم (114) مسلم (1637)۔

۱۰۶۰۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 83 باب مرض النبي ﷺ ووفاته۔

رِجالٌ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلُمُّوا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتابًا لا تَضِلُّوا بَعْدَهُ)) فَقالَ بَعْضُهُمْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ، وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ، حَسْبُنا كِتابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ: قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتابًا لا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ۔ فَلَمَّا اَكْثَرُوْا اللَّغْوَ وَ الاخْتِلافَ، قالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُوْمُوْا))۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لاؤ میں تمہارے لئے ایک دستاویز لکھ دوں اگر تم اس پر چلتے رہے تو پھر تم گمراہ نہ ہوسکو گے۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی سختی ہو رہی ہے تمہارے پاس قرآن موجود ہے۔ ہمارے لئے تو اللہ کی کتاب بس کافی ہے۔ پھر گھر والوں میں جھگڑا ہونے لگا بعض نے تو یہ کہا کہ آنحضرت ﷺ کو کوئی چیز لکھنے کی دے دو کہ اس پر آپ ہدایت لکھوا دیں اور تم اس کے بعد گمراہ نہ ہوسکو، بعض لوگوں نے اس کے خلاف دوسری رائے پر اصرار کیا۔ جب شور و غل اور نزاع زیادہ ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں سے جاؤ۔

قالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ (الرَّاوِي) فَكانَ يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ: اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ ما حالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتابَ، لاِخْتِلافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ۔

عبیداللہ (راوی) نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مصیبت سب سے بڑی یہ تھی کہ لوگوں نے اختلاف اور شور کر کے آنحضرت ﷺ کو وہ ہدایت نہیں لکھنے دی۔

لغوی توضیح: حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ ہمیں اللہ کی کتاب ہی کافی ہے (عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اس لیے کہا کیونکہ وہ نبی ﷺ کو شدت مرض میں لکھنے کی زحمت نہیں دینا چاہتے تھے اور اس لیے بھی کہ قرآن میں ہے کہ ''ہم نے اس کتاب میں کوئی کمی نہیں چھوڑی'' [الانعام: ۳۸] اور یہ بھی ہے کہ ''اس میں ہر چیز کا بیان ہے'' [النحل: ۸۹]۔ ان کا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا کہ قرآن کافی ہے حدیث کی ضرورت نہیں جیسا کہ بعض منکرین حدیث کا خیال ہے۔ بلاشبہ صحابہ سب سے زیادہ حدیث و سنت پر عمل کرنے والے تھے)۔ الرَّزِيَّةُ مصیبت۔ لَغَطِهِمْ ان کا شور و غل، ملی جلی آوازیں۔

[26] كتاب النذر
نذر کے مسائل

(1) باب الامر بقضاء النذر
نذر کو پورا کرنے کا حکم

۱۰۶۱۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما، اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رضي الله عنه، اسْتَفْتَى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا انہوں نے عرض کیا کہ میری ماں کا انتقال

۱۰۶۱۔ البخاری فی: 55 كتاب الوصايا: 19 باب ما يستحب لمن يتوفى فجاة...(2761) مسلم (1638)۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ وَعَلَیْهَا نَذْرٌ، فَقَالَ: ((اِقْضِهِ عَنْهَا)).

ہو گیا ہے اور اس کے ذمہ ایک نذر تھی آپ نے فرمایا کہ ان کی طرف سے نذر پوری کر دے۔

لغوی توضیح: اَلنَّذْر کی جمع اَلنُّذُوْر ہے، معنی ہے نذر ماننا اور کسی غیر واجب کام کو اپنے اوپر واجب کر لینا۔ اصطلاحاً کسی خیر کے کام کا عہد کر لینا نذر کہلاتا ہے۔ اِقْضِهِ عَنْهَا اس کی طرف سے نذر پوری کر (معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے نذر پوری کی جا سکتی ہے اور اس کا میت کو فائدہ پہنچتا ہے)۔

(2) با ب النهی عن النذر وانه لا یرد شیئا — نذر ماننے کی ممانعت اور یہ کہ نذر کسی چیز کو ہونے سے نہیں روکتی

۱۰۶۲۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَی النَّبِیُّ ﷺ عَنِ النَّذْرِ، قَالَ: ((اِنَّهُ لَا یَرُدُّ شَیْئًا، وَاِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِیْلِ)).

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ نذر کسی چیز کو نہیں لوٹاتی۔ نذر صرف بخیل کے دل سے پیسہ نکالتی ہے۔

لغوی توضیح: لَا یَرُدُّ شَیْئًا نذر کوئی چیز نہیں لوٹاتی (یعنی تقدیر نہیں بدلتی)۔ یُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِیْلِ اس کے ذریعے کنجوس آدمی سے مال نکلوایا جاتا ہے (یعنی کنجوس آدمی خود صدقہ نہیں کرتا بلکہ جب نذر کے ذریعے اپنے اوپر صدقہ لازم کر لیتا ہے تب ایسا کرتا ہے)۔ نذر ماننا مکروہ اس لیے ہے کیونکہ اس میں نذر ماننے والا اللہ تعالیٰ سے شرط لگا رہا ہوتا ہے اور معاوضہ طے کر رہا ہوتا ہے، یعنی اگر اسے فلاں چیز حاصل ہو گی تب وہ اتنا مال خرچ کرے گا یا اتنے نوافل پڑھے گا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ یاد رہے کہ نذر ماننے سے تقدیر نہیں بدلتی، البتہ بعض اوقات نذر تقدیر کے موافق ضرور ہو جاتی ہے مگر نذر ماننے والا اس خوش فہمی میں مبتلا ہوتا ہے کہ اس کے نذر ماننے کی وجہ سے ایسا ہوا۔ نذر کے حکم میں اختلاف ہے لیکن راجح بات یہی ہے کہ یہ کراہت کے ساتھ جائز ہے کیونکہ قرآن میں اہل ایمان کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ﴿یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ﴾ "وہ نذر پوری کرتے ہیں۔" یقیناً نذر پوری تب ہی کی جاتی ہے جب نذر مانی گئی ہو۔ یہاں یہ یاد رہے کہ مکروہ نذر بھی وہ ہے جو اللہ کے لیے مانی گئی ہو اور جو غیر اللہ کے لیے مانی جائے وہ شرک ہے۔

۱۰۶۳۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((لَا یَاْتِی ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَیْءٍ لَمْ یَکُنْ قُدِّرَ لَهُ، وَلٰکِنْ یُلْقِیْهِ النَّذْرُ اِلَی الْقَدَرِ قَدْ قُدِّرَ لَهُ، فَیَسْتَخْرِجُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْبَخِیْلِ، فَیُؤْتِی عَلَیْهِ مَا لَمْ یَکُنْ یُؤْتِی عَلَیْهِ مِنْ قَبْلُ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا نذر انسان کو کوئی ایسی چیز نہیں دیتی جو اس کے مقدر میں نہ ہو۔ بلکہ نذر انسان کو اس چیز کے قریب کر دیتی ہے جو اس کے مقدر میں ہو۔ البتہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بخیل سے اس کا مال نکلواتا ہے اور اس طرح وہ چیزیں کر دیتا ہے جن کی اس سے پہلے اس سے امید نہیں کی جا سکتی تھی۔

۱۰۶۲۔ البخاری فی: 82 کتاب القدر: 6 باب إلقاء النذر العبد إلی القدر (6608) مسلم (1639) ابن ماجه (2122)۔

۱۰۶۳۔ البخاری فی: 83 کتاب الایمان والنذور: 26 باب الوفاء بالنذر، وقوله "یوفون بالنذر" (6694) مسلم (1640)۔

(4) باب من نذر ان يمشي الى الكعبة

جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ کعبہ تک پیدل جائے گا

١٠٦٤ - حديث أَنَسٍ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ، قَالَ: ((مَا بَالُ هَذَا؟)) قَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ)) وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کا سہارا لئے چل رہا ہے۔ آپ نے پوچھا ان صاحب کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے (کعبہ کی طرف) پیدل چلنے کی منت مانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ خود کو تکلیف میں ڈالیں، پھر آپ نے انہیں سوار ہونے کا حکم دیا۔

لغوی توضیح يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ اپنے دونوں بیٹوں کے درمیان ان کا سہارا لے کر چل رہا تھا۔ أَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ آپ ﷺ نے اسے سوار ہونے کا حکم دیا (کیونکہ ایک تو پیدل چل کر حج کے لیے جانے میں کوئی اطاعت وفضیلت نہیں اور دوسرے پیدل حج کے لیے جانا اس کی طاقت سے باہر تھا اور فرمانِ نبوی کے مطابق جو کام طاقت سے باہر ہو اس میں نذر پوری نہیں کی جاتی [1])۔

١٠٦٥ - حديث عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ، قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ، وَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ، فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ، ((لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ)).

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری بہن نے منت مانی تھی کہ بیت اللہ تک پیدل جائے گی، پھر اس نے مجھ سے کہا کہ تم اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے بھی پوچھ لو چنانچہ میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ پیدل چلے اور سوار بھی ہو جائے۔

فهم الحديث اس عورت نے ننگے پاؤں چل کر بیت اللہ کی طرف جانے کی قسم کھائی تھی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ چلے (یعنی جوتیاں پہن کر) اور سوار بھی ہو۔ یاد رہے کہ اگر کوئی نذر (نافرمانی پر مشتمل ہونے یا طاقت سے باہر ہونے کی وجہ سے) پوری نہ کی جائے تو اس کا کفارہ ادا کرنا چاہیے اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔

(2) باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانے کی ممانعت

١٠٦٦ - حديث عُمَرَ ﷺ، قَالَ: قَالَ لِي

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اللہ

١٠٦٤ - البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 27 باب من نذر المشى إلى الكعبة (1865) مسلم (1642)۔
١٠٦٥ - البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 37 باب من نذر المشى إلى الكعبة (1866) مسلم (1644)۔
١٠٦٦ - البخاري في: 83 كتاب الايمان: 4 باب لا تحلفوا بآبائكم (6648) مسلم (1646) ابو داود (3249)۔

[1] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (2551)]

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ)) قَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ـ ذَاكِرًا وَلَا اٰثِرًا ـ

تعالیٰ نے تمہیں باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا واللہ! پھر میں نے ان کی آپ ﷺ سے ممانعت سننے کے بعد کبھی قسم نہیں کھائی۔ نہ اپنی طرف سے غیر اللہ کی قسم کھائی نہ کسی دوسرے کی زبان سے نقل کی۔

لغوی توضیح: اَیْمَان جمع ہے یمین کی، معنی ہے قسم، قوت اور دایاں ہاتھ۔ اصطلاحاً یمین ایسے مضبوط عقد کا نام ہے جس کے ذریعے قسم اٹھانے والا کسی فعل کے کرنے یا چھوڑنے کا عزم کرتا ہے۔ ذَاكِرًا جان بوجھ کر۔ آثِرًا کسی دوسرے کی طرف سے بیان کرتے ہوئے۔ ان روایات میں یہ ثبوت ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کی قسم نہیں کھانی چاہیے۔

۱۰۶۷ ـ حديث ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما اَنَّهُ اَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِاَبِيْهِ فَنَادَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَا اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ، وَاِلَّا فَلْيَصْمُتْ)) ـ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جو چند سواروں کے ساتھ تھے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد کی قسم کھا رہے تھے اس پر رسول ﷺ نے انہیں پکار کر کہا آگاہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تمہیں منع کرتا ہے کہ تم اپنے باپ دادوں کی قسم کھاؤ پس اگر کسی کو قسم ہی کھانی ہے تو وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ چپ رہے۔

(2) باب من حلف باللات والعزى فليقل لا اله الا الله

اگر کوئی لات وعزیٰ کی قسم کھالے تو اسے لا الٰہ الا اللہ پڑھنا چاہیے

۱۰۶۸ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى، فَلْيَقُلْ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ، تَعَالَ اُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے اور کہے کہ قسم ہے لات اور عزیٰ کی! تو اسے تجدید ایمان کے لئے کہنا چاہیے (لا الٰہ الا اللہ) اور جو شخص اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ آؤ جوا کھیلیں تو اسے صدقہ دینا چاہیے۔

لغوی توضیح: اَللَّات وَ الْعُزّٰى دور جاہلیت کے دو مشہور بتوں کے نام۔ ان کی قسم کھانے والے کو کلمہ پڑھنے کی تلقین اس لیے کی کیونکہ اس نے کفار کی مشابہت اختیار کی ہے اور کلمہ پڑھنے سے اس کا تدارک ہو جائے گا۔ اُقَامِرْكَ میں تمہارے ساتھ جوا کھیلوں (اور جوا کھیلنا حرام ہے)۔ اسے صدقہ کا حکم اس لیے دیا تا کہ یہ اس کے برے ارادے کا کفارہ بن جائے یعنی اس نے مال میں نافرمانی اور حرام کام کا ارادہ کیا تو اسے مال میں ہی اطاعت اور نیکی و خیرات کا حکم دیا۔

۱۰۶۷ ـ البخاري في: 78 كتاب الادب: 74 باب من لم ير إكفار من قال ذلك متأولا أو جاهلا ـ

۱۰۶۸ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 53 سورة والنجم: 2 باب افرايتم اللات العزى (4860) مسلم (1647)۔

(3) باب ندب من حلف يمينا فرای غیرها خیرا منها ان یاتی الذی ھو خیر ویکفر عن یمینه

جو شخص کسی کام کے کرنے کی قسم کھائے پھر اسے نہ کرنا یا کوئی دوسرا کام بہتر سمجھے تو بہتر کو کرے اور قسم کا کفارہ ادا کردے

١٠٦٩ - حدیث اَبِی مُوْسَی ﷺ - قَالَ : اَرْسَلَنِی اَصْحَابِی اِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، اَسْاَلُهُ الْحُمْلَانَ لَهُمْ اِذْهُمْ مَعَهُ فِی جَیْشِ الْعُسْرَةِ ، وَهِیَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ - فَقُلْتُ : یَا نَبِیَّ اللّٰهِ ! اِنَّ اَصْحَابِی اَرْسَلُوْنِی اِلَیْكَ لِتَحْمِلَهُمْ ، فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ ! لَا اَحْمِلُكُمْ عَلَى شَیْءٍ)) وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا اَشْعُرُ ، وَرَجَعْتُ حَزِیْنًا من مع النبی ﷺ ، ومن مخافة اَن یکون النبی ﷺ وجد فی نفسه عَلَیَّ ، فَرَجَعْتُ اِلَى اَصْحَابِی فَاَخْبَرْتُهُمُ الَّذِی قَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَلَمْ اَلْبَثْ اِلَّا سُوَیْعَةً اِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا یُنَادِی ، اَیْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قَیْسٍ ! فَاَجَبْتُهُ ، فَقَالَ : اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَدْعُوْكَ ، فَلَمَّا اَتَیْتُهُ قَالَ: ((خُذْ هٰذَیْنِ الْقَرِیْنَیْنِ وَهٰذَیْنِ الْقَرِیْنَیْنِ)) لِسِتَّةِ اَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِیْنَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ ، فَانْطَلِقْ بِهِنَّ اِلَى اَصْحَابِكَ ، فَقُلْ اِنَّ اللّٰهَ اَوْقَالَ: ((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوْهُنَّ)) فَانْطَلَقْتُ اِلَیْهِمْ بِهِنَّ فَقُلْتُ : اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ یَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلَاءِ ، وَلٰكِنِّی ، وَاللّٰهِ ! لَا اَدَعُكُمْ حَتّٰی یَنْطَلِقَ مَعِی بَعْضُكُمْ اِلَى مَنْ سَمِعَ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے ساتھیوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ میں آپ سے ان کے لئے سواری کے جانوروں کی درخواست کروں۔ وہ لوگ آپ کے ساتھ جیش عسرت (یعنی غزوۂ تبوک) میں شریک ہونا چاہتے تھے' میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تا کہ آپ ان کے لئے سواری کے جانوروں کا انتظام کرا دیں آپ نے فرمایا' خدا کی قسم میں تم کو سواری کے جانور نہیں دے سکتا۔ میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپ غصہ میں تھے اور میں اسے معلوم نہ کر سکا تھا۔ آپ کے انکار سے میں بہت غمگین واپس ہوا۔ یہ خوف بھی تھا کہ کہیں آپ سواری مانگنے کی وجہ سے خفا نہ ہو گئے ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں حضور ﷺ کے ارشاد کی خبر دی لیکن ابھی کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی وہ پکار رہے تھے کہ عبداللہ بن قیس! میں نے جواب دیا تو انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ تمہیں بلا رہے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دو جوڑے اور یہ دو جوڑے اونٹ کے لے جاؤ۔ آپ نے چھ اونٹ عنایت فرمائے ان اونٹوں کو آپ نے اسی وقت سعد رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا اور فرمایا کہ انہیں اپنے ساتھیوں کو دے دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے یا آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری سواری کے لئے انہیں دیا ہے، ان پر سوار ہو جاؤ۔ میں ان اونٹوں کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان سے میں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے تمہاری سواری کے لئے یہ عنایت فرمائے ہیں لیکن خدا کی قسم! اب

١٠٦٩ - البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 78 باب غزوة تبوك وهی غزوة العسرة (3133) مسلم (1649) -

مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، لَا تَظُنُّوا أَنِّي حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. فَقَالُوْا لِي: إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَلَنَفْعَلَنَّ مَا أَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ أَبُوْ مُوْسَى بِنَفَرٍ مِنْهُمْ حَتَّى أَتَوُا الَّذِيْنَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْعَهُ إِيَّاهُمْ، ثُمَّ إِعْطَاءَهُمْ بَعْدُ، فَحَدَّثُوْهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَهُمْ بِهِ أَبُوْ مُوْسَى۔

تمہیں ان صحابہ کے پاس چلنا پڑے گا جنہوں نے حضور ﷺ کا انکار کرنا سنا تھا کہیں تم یہ خیال نہ کر بیٹھو کہ میں نے تم سے آنحضور ﷺ کے ارشاد کے متعلق غلط بات کہہ دی تھی انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کی سچائی میں ہمیں کوئی شبہ نہیں لیکن اگر آپ کا اصرار ہے تو ہم ایسا بھی کرلیں گے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ان میں سے چندلوگوں کو لے کر ان صحابہ کے پاس آئے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کا وہ ارشاد سنا تھا کہ رسول ﷺ نے پہلے تو (سواری کے جانور) دینے سے انکار کیا تھا لیکن بعد میں عنایت فرمائے ان صحابہ نے بھی اسی طرح حدیث بیان کی کہ جس طرح حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کی تھی۔

لغوی توضیح: اَلْحُمْلَان جس پر لوگ سوار ہوں اور وہ انہیں اٹھالے (مراد ہیں سواری کے جانور)۔ وَافَقْتُهُ میں نے آپ کو پایا۔ سُوَيْعَة تصغیر ہے سَاعَة کی، معنی ہے ایک گھڑی، کچھ وقت۔ اَلْقَرِيْنَيْنِ دو ساتھی (یعنی دو اونٹ)۔

۱۰۷۰۔ حدیث أَبِي مُوْسَى رضی اللہ عنہ عَنْ زَهْدَمٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوْسَى فَأُتِيَ ذِكْرَ دَجَاجَةٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ، كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ، فَحَلَفْتُ لَا آكُلُ فَقَالَ: هَلُمَّ! فَلَأُحَدِّثْكُمْ عَنْ ذَاكَ ۔ إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ تَسْتَحْمِلُهُ، فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَا أَحْمِلُكُمْ، وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ)) أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِنَهْبِ إِبِلٍ، فَسَأَلَ عَنَّا، فَقَالَ: ((أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّوْنَ؟)) فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ، غُرِّ الذُّرَى، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا: مَا صَنَعْنَا!

حضرت زہدم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھے (کھانا لایا گیا اور) وہاں مرغی کا ذکر ہونے لگا۔ بنی تیم اللہ کے ایک سرخ رنگ والے آدمی وہاں موجود تھے۔ غالباً موالی میں سے تھے۔ انہیں بھی حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کھانے پر بلایا (کھانے میں مرغی کا گوشت بھی تھا) وہ کہنے لگا کہ میں نے مرغی کو گندی چیزیں کھاتے ایک مرتبہ دیکھا تھا' تو مجھے بڑی نفرت ہوئی اور میں نے قسم کھالی کہ اب کبھی مرغی کا گوشت نہ کھاؤں گا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریب آ جاؤ' (تمہاری قسم پر) میں تم سے ایک حدیث اسی سلسلے کی بیان کرتا ہوں۔ قبیلہ اشعر کے چندلوگوں کو ساتھ لے کر میں نبی ﷺ کی خدمت میں (غزوۂ تبوک کے لیے) حاضر ہوا اور سواری کی درخواست کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اللہ کی قسم! میں تمہارے لیے سواری کا انتظام نہیں کرسکتا' کیونکہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو تمہاری سواری کے کام آ سکے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی

۱۰۷۰۔ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 15 باب ومن الدليل على ان الخمس لنوائب المسلمين ۔

لَا يُبَارِكُ لَنَا ۔ فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ ' فَقُلْنَا ' إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا ' أَفَنَسِيتَ؟ قَالَ: ((لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ ' وَلَكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ ' وَإِنِّي وَاللّٰهِ ! إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ' لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ ' وَتَحَلَّلْتُهَا)) ۔

خدمت میں غنیمت کے کچھ اونٹ آئے' تو آپ نے ہمارے متعلق دریافت فرمایا' اور فرمایا کہ قبیلۂ اشعر کے لوگ کہاں ہیں؟ چنانچہ آپ نے پانچ اونٹ' ہمیں دیے جانے کا حکم صادر فرمایا' خوب موٹے تازے اور فربہ۔ جب ہم چلنے لگے تو ہم نے آپس میں کہا کہ جو نامناسب طریقہ ہم نے اختیار کیا اس سے رسول اللہ ﷺ کے اس عطیہ میں ہمارے لیے کوئی برکت نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ ہم پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے پہلے جب آپ سے درخواست کی تھی تو آپ نے قسم کھا کر فرمایا تھا کہ میں تمہاری سواری کا انتظام نہیں کرسکوں گا۔ شاید آپ کو وہ قسم یاد نہ رہی ہو' لیکن آپ نے فرمایا' کہ میں نے تمہاری سواری کا انتظام واقعی نہیں کیا' وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمہیں یہ سواریاں دے دی ہیں۔ اللہ کی قسم! تم اس پر یقین رکھو کہ ان شاء اللہ جب بھی میں کوئی قسم کھاؤں' پھر مجھ پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ بہتر اور مناسب طرزِ عمل اس کے علاوہ کام میں ہے تو میں وہی کروں گا جس میں اچھائی ہوئی اور قسم کا کفارہ دے دوں گا۔

لغوی توضیح: تَحَلَّلْتُهَا میں قسم کا کفارہ دے دوں گا۔ معلوم ہوا کہ اگر قسم کھانے کے بعد کوئی دوسرا کام زیادہ بہتر معلوم ہو تو بہتر کام کر لینا چاہیے اور قسم کا کفارہ دے دینا چاہیے۔ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو کھانا دینا اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا اور جسے طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے [المائدۃ : ۸۹]۔

۱۰۷۱ ۔ حدیث عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ ! لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ ' فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا ' وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا ' وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)) ۔

حضرت عبدالرحمان بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اے عبدالرحمان بن سمرہ! کبھی کسی حکومت کے عہدہ کی درخواست نہ کرنا۔ کیونکہ اگر تمہیں یہ مانگنے کے بعد ملے گا تو اللہ پاک اپنی مدد تجھ سے اٹھا لے گا۔ تو جان' تیرا کام جانے اور اگر وہ عہدہ تمہیں بغیر مانگے مل گیا تو اس میں اللہ کی طرف سے تمہاری اعانت کی جائے گی اور جب تم کوئی قسم کھالو اور اس کے سوا کسی اور چیز میں بھلائی دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ دے دو اور وہ کام کرو جو بھلائی کا ہو۔

۱۰۷۱ ۔ البخاری فی: 83 کتاب الایمان والنذور: 1 باب قول اللہ تعالیٰ "لا یؤاخذکم اللہ..." (6622) مسلم (1652)۔

لغوی توضیح عَنْ مَسْئَلَةٍ یعنی اگر مطالبے پر تجھے حکومت ملے۔ وُکِلْتَ اِلَیْهَا تو تجھے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا (اور اللہ کی مدد تجھے نصیب نہ ہوگی)۔ مِنْ غَیْرِ مَسْئَلَةٍ اگر تجھے بغیر مانگنے کے حکومت ملے۔ اُعِنْتَ عَلَیْهَا تو تیری اس پر (اللہ کی طرف سے) مدد کی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ حکومت وامارت کا مطالبہ کرنا اسلام میں ایک مذموم فعل ہے۔

(5) باب الاستثناء

قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہنے کا بیان

۱۰۷۲۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ: لَاَطُوفَنَّ اللَّیْلَةَ بِمِائَةِ امْرَاَةٍ، تَلِدُ كُلُّ امْرَاَةٍ غُلَامًا یُقَاتِلُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: قُلْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ یَقُلْ، وَنَسِیَ فَاَطَافَ بِهِنَّ، فَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ نِصْفَ اِنْسَانٍ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَوْ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمْ یَحْنَثْ وَكَانَ اَرْجٰی لِحَاجَتِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا کہ آج رات میں اپنی سو بیویوں کے پاس ہو آؤں گا (اور اس قربت کے نتیجہ میں) ہر عورت ایک لڑکا جنے گی تو سو لڑکے ایسے پیدا ہوں گے جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ فرشتے نے ان سے کہا کہ ان شاء اللہ کہہ لیجئے لیکن انہوں نے نہیں کہا اور بھول گئے۔ چنانچہ آپ تمام بیویوں کے پاس گئے لیکن ایک کے سوا کسی کے یہاں بھی بچہ پیدا نہ ہوا اور اس ایک کے یہاں بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے تو ان کی مراد بر آتی' اور ان کی خواہش پوری ہونے کی امید زیادہ ہوتی۔

لغوی توضیح لَمْ یَحْنَثْ قسم نہ ٹوٹتی (یعنی ان شاء اللہ کہہ دیتے تو)۔ معلوم ہوا کہ اگر قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دیا جائے اور پھر قسم پوری نہ کی جائے تو قسم نہیں ٹوٹتی اور اس طرح کوئی کفارہ بھی لازم نہیں آتا۔

۱۰۷۳۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، لَاَطُوفَنَّ اللَّیْلَةَ عَلٰی سَبْعِیْنَ امْرَاَةً، تَحْمِلُ كُلُّ امْرَاَةٍ فَارِسًا یُجَاهِدُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ یَقُلْ، وَلَمْ تَحْمِلْ شَیْئًا اِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا اِحْدٰی شِقَّیْهِ)) فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((لَوْ قَالَهَا لَجَاهَدُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا کہ آج رات میں اپنی ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ ان کے ساتھی نے کہا ان شاء اللہ' لیکن انہوں نے نہیں کہا۔ چنانچہ کسی بیوی کے یہاں بھی بچہ پیدا نہیں ہوا' صرف ایک کے یہاں ہوا اور اس کی بھی ایک جانب بیکار تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہہ لیتے (سب کے یہاں بچے پیدا ہوتے) اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔

۱۰۷۲۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 119 باب قول الرجل لاطوفن اللیلة علی نسائه (2819) مسلم (1654)۔

۱۰۷۳۔ البخاری فی: 60 کتاب الطلاق: 40 باب قول الله تعالی "ووهبنا لداود سلیمان..."۔

(6) باب النهي عن الاصرار علی اليمين فيما يتاذی به اهل الحالف مما ليس بحرام

اگر قسم کی وجہ سے گھر والوں کو ایذا پہنچی ہو تو قسم پر اصرار کرنا منع ہے ایسی قسم توڑ دینی چاہیے بشرطیکہ وہ کام جس کے نہ کرنے کی قسم کھائی تھی حرام نہ ہو

۱۰۷۴ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((وَاللّٰهِ ! لَاَنْ يَلِجَّ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهِ فِيْ اَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ اَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ واللہ (بعض اوقات) اپنے گھر والوں کے معاملہ میں تمہارا اپنی قسموں پر اصرار کرتے رہنا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ کی بات ہوتی ہے کہ (قسم توڑ کر) اس کا وہ کفارہ ادا کر دیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے۔

لغوی توضیح: لَاَنْ يَلِجَّ کسی کام میں اصرار کرنا (خواہ اپنی غلطی ظاہر بھی ہو چکی ہو)۔

فهم الحديث: اہل علم نے اس حدیث کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر والوں کے متعلق کوئی قسم کھائے جس سے گھر والوں کو کوئی نقصان پہنچتا ہو اور اس قسم کو توڑنا معصیت و نافرمانی بھی نہ ہو تو پھر اس شخص کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کر لے۔ لیکن اگر وہ قسم نہ توڑ کر گھر والوں کو نقصان پہنچانے پر ہی مصر ہو تو یاد رکھے کہ اس کا گناہ قسم توڑنے سے بھی بڑا ہے۔

(7) باب نذر الكافر وما يفعل فيه اذا اسلم

کافر بحالت کفر کوئی نذر مانے پھر مسلمان ہو جائے تو کیا کرے؟

۱۰۷۵ - حديث ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُ كَانَ عَلَيَّ اعْتِكَافُ يَوْمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَاَمَرَهُ اَنْ يَفِيَ بِهِ قَالَ : وَاَصَابَ عُمَرُ جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَبْيِ حُنَيْنٍ فَوَضَعَهُمَا فِي بَعْضِ بُيُوْتِ مَكَّةَ ، قَالَ : فَمَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى سَبْيِ حُنَيْنٍ ، فَجَعَلُوْا يَسْعُوْنَ فِي السِّكَكِ ، فَقَالَ عُمَرُ : يَا عَبْدَاللّٰهِ ! انْظُرْ مَاهٰذَا ؟ فَقَالَ : مَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّبْيِ ، قَالَ : اذْهَبْ فَاَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! زمانہ جاہلیت (کفر) میں، میں نے ایک دن اعتکاف کی نذر مانی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پورا کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حنین کے قیدیوں میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دو باندیاں ملی تھیں۔ آپ نے انہیں مکہ کے کسی گھر میں رکھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حنین کے قیدیوں پر احسان کیا (اور سب کو مفت آزاد کر دیا) تو گلیوں میں وہ دوڑنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، عبداللہ! دیکھو تو یہ کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول ﷺ نے ان پر احسان کیا ہے (اور حنین کے تمام قیدی مفت آزاد کر دیے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر جا، ان دونوں لڑکیوں کو بھی آزاد کر دے۔

۱۰۷۴ - البخاری فی: 83 کتاب الایمان والنذور: 1 باب قول الله تعالی "لا یؤاخذکم الله..." (6625) مسلم (1655)۔

۱۰۷۵ - البخاری فی: 57 کتاب فرض الخمس: 19 باب ما کان النبی ﷺ یعطی... (2032) مسلم (1656)۔

لغوی توضیح فَاَمَرَهُ اَنْ يَفِيَ بِهِ آپ ﷺ نے انہیں وہ نذر پوری کرنے کا حکم دیا (معلوم ہوا کہ زمانہ جاہلیت میں مانی ہوئی نذر قبولِ اسلام کے بعد پوری کر لینی چاہیے)۔

(9) باب التغليظ على من قذف مملوكه بالزنا

لونڈی یا غلام پر زنا کی تہمت لگانے والے کے لئے شدید وعید

١٠٧٦۔ حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ، وَهُوَ بَرِئٌ مِمَّا قَالَ: جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ابوالقاسم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جس نے اپنے غلام پر تہمت لگائی حالانکہ غلام اس تہمت سے بری تھا تو قیامت کے دن اسے کوڑے لگائے جائیں گے سوائے اس کے کہ اس کی بات صحیح ہو۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ غلام پر جھوٹی تہمت لگانا مالک پر حرام ہے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو دنیا میں اس پر حد قائم نہیں کی جائے گی البتہ روزِ قیامت اسے ضرور سزا ملے گی، ہاں اگر غلام نے واقعی جرم کیا ہو تو پھر مالک کو چھوڑ دیا جائے گا۔

(10) باب اطعام المملوك مما يأكل والباسه مما يلبس ولا يكلفه ما يغلبه

غلاموں کو ویسا ہی کھلاؤ اور پہناؤ جیسا خود کھاتے اور پہنتے ہو اور ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو

١٠٧٧۔ حديث اَبِى ذَرٍّ عَنِ الْمَعْرُوْرِ، قَالَ: لَقِيْتُ اَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلٰى غُلَامِهِ حُلَّةٌ، فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: اِنِّى سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهُ بِاُمِّهِ، فَقَالَ لِى النَّبِىُّ ﷺ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ! اَعَيَّرْتَهُ بِاُمِّهِ؟ اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ، اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ))۔

حضرت معرور رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ربذہ میں ملا وہ ایک جوڑا پہنے ہوئے تھے اور ان کا غلام بھی جوڑا پہنے ہوئے تھا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے کہ میں نے ایک شخص (یعنی غلام) کو برا بھلا کہا تھا اور اس کو ماں کی غیرت دلائی (یعنی اسے گالی دی تھی) تو رسول اللہ ﷺ نے یہ معلوم کر کے مجھ سے فرمایا اے ابوذر! تو نے اسے ماں کے نام سے غیرت دلائی ہے، بے شک تجھ میں ابھی کچھ زمانہ جاہلیت کا اثر باقی ہے۔ (یاد رکھو) ماتحت لوگ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے (اپنی کسی مصلحت کی بنا پر) انہیں تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے۔ لہٰذا جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو تو اس کو بھی وہی کھلائے جو آپ کھاتا ہے اور وہی کپڑا اسے پہنائے جو آپ پہنتا ہے۔ اور ان کو اتنے کام کی تکلیف نہ دو کہ ان کے لیے مشکل ہو جائے اور اگر کوئی (حسب موقعہ) سخت کام ڈالو تو تم خود بھی ان کی مدد کرو۔

١٠٧٦۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 45 باب قذف العبيد (6858) مسلم (1660) ابوداود (5165)۔

١٠٧٧۔ البخاری فی: 2 کتاب الایمان: 22 باب المعاصی من امر الجاهلية (30) مسلم (1661) ابن ماجه (3690)۔

لغوی توضیح حُلَّة تہبند اور چادر (حلہ ایک ہی جنس کی دو چادروں پر مشتمل ہوتا ہے)۔ سَابَبْتُ میں نے گالی دی۔ فَعَيَّرْتُهُ میں نے اسے عار دلائی۔ جَاهِلِيَّة وہ حالت جس پر عرب اسلام سے پہلے تھے۔ خَوَلُكُمْ تمہارے خادم، غلام۔

۱۰۷۸۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ، فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ، أَوْ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ، فَإِنَّهُ وَلِيَ حَرَّهُ وَعِلَاجَهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں کسی شخص کا خادم اس کا کھانا لائے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھا سکتا تو کم از کم ایک یا دو لقمہ اس کھانے میں سے اسے کھلائے کیونکہ اس نے (پکاتے وقت) اس کی گرمی اور تیاری کی مشقت برداشت کی ہے۔

لغوی توضیح وَلِيَ حَرَّهُ وَعِلَاجَهُ اس نے کھانے (کی تیاری) کی گرمی اور مشقت برداشت کی ہے۔

فہم الحدیث ان روایات میں غلاموں، خادموں اور نوکروں سے حُسنِ سلوک کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ حتی الامکان ان کے لیے بھی وہی پسند کیا جائے جو خود اپنے لیے پسند کیا جاتا ہے۔

(11) باب ثواب العبد واجره اذا نصح لسيده واحسن عبادة الله

ایسے غلام کے دہرے اجر و ثواب کا بیان جو وہ خدا کی احسن طریق سے عبادت کے ساتھ اپنے آقا کی خیر خواہی بھی کرتا ہو

۱۰۷۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((الْعَبْدُ إِذَا نَصَحَ سَيِّدَهُ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ، كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، غلام جو اپنے آقا کا خیر خواہ بھی ہو اور اپنے رب کی عبادت بھی اچھی طرح کرتا ہو تو اسے دوگنا ثواب ملتا ہے۔

لغوی توضیح نَصَحَ سَيِّدَهُ اپنے آقا کی خیر خواہی کرے (یعنی اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اور ہر وہ کام کرے جس میں مالک کی خیر و فلاح ہو)۔ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ اسے دوگنا ثواب ملتا ہے (کیونکہ اس نے دونوں حق بخوبی ادا کیے ہیں)۔

۱۰۸۰۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الصَّالِحِ أَجْرَانِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي، لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، غلام جو کسی کی ملکیت میں ہو اور نیکوکار ہو تو اسے دو ثواب ملتے ہیں۔ (اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد، حج اور والدہ کی خدمت (کی روک) نہ ہوتی تو میں پسند کرتا کہ غلام رہ کر مروں۔

۱۰۸۱۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کتنا اچھا ہے

۱۰۷۸۔ البخاری فی: 70 كتاب الاطعمة: 55 باب الاكل مع الخادم ، مسلم (1663) ابو داود (3846)۔
۱۰۷۹۔ البخاری فی: 49 كتاب العتق: 16 باب العبد إذا احسن عبادة ربه ونصح سيده (2546) مسلم (1664)۔
۱۰۸۰۔ البخاری فی: 49 كتاب العتق: 16 باب العبد إذا احسن عبادة ربه ونصح سيده (2548) مسلم (1665)۔
۱۰۸۱۔ البخاری فی: 49 كتاب العتق: 16 باب العبد إذا احسن عبادة ربه ونصح سيده ، مسلم (1667)۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نِعْمَ مَا لأَحَدِهِمْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ))۔

کسی کا وہ غلام جو اپنے رب کی عبادت تمام حسن وخوبی کے ساتھ بجا لائے اور اپنے مالک کی خیر خواہی بھی کرتا رہے۔

(12) باب من اعتق شركا له في عبد

مشترکہ غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کرنے کا بیان

۱۰۸۲۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ، فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ، قُوِّمَ الْعَبْدُ قِيمَةَ عَدْلٍ، فَاَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ، وَإِلاَّ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے کسی مشترکہ غلام کے اپنے حصے کو آزاد کیا اور اس کے پاس غلام کی پوری قیمت ادا کرنے کے لیے مال بھی ہے تو پورا غلام اسے آزاد کرانا لازم ہے لیکن اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے پورے غلام کی صحیح قیمت ادا کی جا سکے تو پھر غلام کا جو حصہ آزاد ہو گیا وہی آزاد ہوا ہے۔

۱۰۸۳۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَعْتَقَ شَقِيْصًا مِنْ مَمْلُوْكِهِ، فَعَلَيْهِ خَلاَصُهُ فِي مَالِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِيْمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص مشترکہ غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے مال سے غلام کو پوری آزادی دلا دے۔ لیکن اگر اس کے پاس اتنا مال نہیں ہے تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگائی جائے۔ پھر غلام سے کہا جائے کہ (اپنی آزادی کی) کوشش میں وہ باقی حصہ کی قیمت خود کما کر ادا کر لے۔ لیکن غلام پر اس کے لیے کوئی دباؤ نہ ڈالا جائے۔

فہم الحدیث درج بالا دونوں روایات اور ان کی تشریح پیچھے حدیث نمبر ۹۵۸ اور ۹۵۹ پر گزر چکی ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

(13) باب جواز بيع المدبر

مدبر کی فروخت درست ہے

۱۰۸۴۔ حديث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوْكًا لَهُ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّي؟)) فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ))۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کے ایک صاحب (ابو مذکور) نے اپنے غلام کو مدبر بنا لیا اور ان کے پاس اس غلام کے سوا اور کوئی مال نہیں تھا۔ جب اس کی اطلاع نبی ﷺ کو ملی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ مجھ سے اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ نعیم بن نحام رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم میں آنحضرت ﷺ سے اسے خرید لیا۔

لغوی توضیح دَبَّرَ مَمْلُوْكًا غلام کی آزادی کو موت کے ساتھ معلق کیا کہ جب میں مروں گا تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت مدبر غلام کو فروخت کیا جا سکتا ہے۔

۱۰۸۲۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 4 باب إذا أعتق عبدًا بين اثنين۔

۱۰۸۳۔ البخاري في: 47 كتاب الشركة: 5 باب تقويم الأشياء بين الشركاء بقيمة عدل۔

۱۰۸۴۔ البخاري في: 84 كتاب الكفارات: 7 باب عتق المدبر۔

(1) باب القسامة

قسامت (لڑائی جھگڑے اور قصاص و دیت) کا بیان

۱۰۸۵ ـ حديث رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، مَوْلَى الْأَنْصَارِ، أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ: أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ أَتَيَا خَيْبَرَ، فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ، فَقُتِلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ، وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ، فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَكَانَ أَصْغَرُ الْقَوْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَبِّرَ الْكُبْرَ)) (قَالَ يَحْيَى أَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ: لِيَلِيَ الْكَلَامَ الْأَكْبَرُ) فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَسْتَحِقُّونَ قَتِيلَكُمْ)) أَوْ قَالَ ((صَاحِبَكُمْ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ؟)) قَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ: ((فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ فِي أَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ؟)) يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَوْمٌ كُفَّارٌ فَوَدَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قِبَلِهِ۔ قَالَ سَهْلٌ: فَأَدْرَكْتُ نَاقَةً مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ،

انصار کے غلام بشیر بن یسار سے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر سے آئے' اور کھجور کے باغ میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ عبداللہ بن سہل وہیں قتل کر دیئے گئے' پھر عبدالرحمٰن بن سہل اور مسعود کے دونوں بیٹے حویصہ اور محیصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مقتول ساتھی (عبد اللہ رضی اللہ عنہ) کے مقدمہ میں گفتگو کی' پہلے عبدالرحمٰن نے بولنا چاہا۔ جو سب سے چھوٹے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے کی بڑائی کرو۔ (یحیٰی جو کہ سند کے راوی ہیں' نے اس کا مقصد یہ بیان کیا کہ جو بڑا ہے وہ گفتگو کرے) پھر انہوں نے اپنے ساتھی کے مقدمہ میں گفتگو کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم میں سے پچاس آدمی قسم کھالیں کہ عبداللہ کو یہودیوں نے مارا ہے تو تم دیت کے مستحق ہو جاؤ گے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم نے خود تو اسے دیکھا نہیں تھا (پھر اس کے متعلق قسم کیسے کھا سکتے ہیں؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر یہود اپنے پچاس آدمیوں سے قسم کھلوا کر تم سے چھٹکارا پالیں گے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کافر لوگ ہیں (ان کی قسم کا کیا بھروسہ) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے وارثوں کو خود اپنی طرف سے دیت ادا کر دی۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان اونٹوں میں سے (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیت میں دیئے تھے) ایک اونٹنی کو میں

۱۰۸۵ ـ البخاري في: 78 كتاب الأدب: 89 باب إكرام الكبير (1702) مسلم (1669) ابو داود (4520)۔

فَدَخَلَتْ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضَتْنِي بِرِجْلِهَا ۔ نے پکڑا۔ وہ تھان میں گھس گئی' اس نے ایک لات مجھ کو لگائی۔

لغوی توضیح القسامة مراد ہے وہ حلف جسے مقتول کے اولیاء مجرم پر قتل ثابت کرنے کے لیے اٹھائیں کہ اللہ کی قسم! فلاں نے اسے قتل کیا ہے۔ قسامت کی صورت یہ ہے کہ کسی بستی یا شہر میں کوئی آدمی مقتول پایا جائے جبکہ اس کے قاتل کا علم نہ ہو اور اس کے قتل پر کوئی گواہ بھی کھڑا نہ ہو۔ لیکن مقتول کا ولی اس کے قتل کا الزام کسی آدمی یا جماعت پر لگائے اور ان کے خلاف ثبوت کمزور ہو' جس علاقے میں مقتول پایا گیا ہے اس کی ان کے ساتھ دشمنی تھی تو پھر مقتول کے اولیاء سے ان کے خلاف پچاس قسمیں کھانے کا حکم دیا جائے گا اگر انہوں نے قسمیں اٹھا لیں تو دیت کے مستحق قرار پائیں گے اور اگر وہ قسم اٹھانے سے گریز کریں اور پیچھے ہٹیں تو پھر جن کے خلاف انہوں نے دعویٰ کیا ہے ان کو قسمیں اٹھانے کا حکم دیا جائے گا۔ وہ اس بات کی قسم اٹھائیں گے کہ نہ تو انہوں نے قتل کیا ہے اور نہ ہی انہیں اس کے قاتل کا علم ہے۔ اگر وہ قسم اٹھا لیں تو بری ہو جائیں گے اور ان پر کوئی چیز واجب نہیں ہوگی اور اگر انہوں نے قسم اٹھانے سے گریز کیا تو ان پر دیت کی ادائیگی لازم کر دی جائے گی۔ کَبِّرِ الْكُبْرَ بڑے کو گفتگو کرنے دو۔ مِرْبَدًا اونٹوں کا باڑہ۔ رَكَضَتْنِي بِرِجْلِهَا اس نے مجھے اپنی ٹانگ ماری۔

فہم الحدیث اس حدیث سے قسامت کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ قسامت صرف خون کے مقدمے میں ہوتی ہے باقی حدود میں نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قسامت میں غیر مسلموں کی قسمیں بھی معتبر ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے یہود کی قسموں کا ذکر فرمایا۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاملات میں بڑی عمر کے آدمی کو مقدم رکھنا مستحب ہے۔

(2) باب حكم المحاربين والمرتدين

مرتدوں اور مسلمانوں سے مسلح ہو کر لڑنے والوں کا حکم

١٠٨٦۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ، ثَمَانِيَةً، قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَبَايَعُوهُ عَلَى الإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ، فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((أَفَلَا تَخْرُجُونَ مَعَ رَاعِينَا فِي إِبِلِهِ فَتُصِيبُونَ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا؟)) قَالُوا: بَلَى فَخَرَجُوا فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوا، فَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَطْرَدُوا النَّعَمَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمْ، فَأُدْرِكُوا، فَجِيءَ بِهِمْ، فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِعَتْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ عکل کے آٹھ افراد آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں ناموافق ہوئی اور وہ بیمار پڑ گئے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پھر کیوں نہیں تم ہمارے چرواہے کے ساتھ اس کے اونٹوں میں چلے جاتے اور اونٹوں کا دودھ اور ان کا پیشاب پیتے؟ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ چنانچہ وہ نکل گئے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا اور صحت مند ہو گئے۔ پھر انہوں نے آنحضرت ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور جانور ہنکا لے گئے۔ اس کی اطلاع جب آنحضرت ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے' پھر وہ پکڑے گئے اور لائے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے حکم

١٠٨٦۔ البخاری فی: 87 کتاب الدیات: 22 باب القسامة (233) مسلم (1671) ترمذی (73)۔

اَيْدِيَهِمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ اَعْيُنَهُمْ ' ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتَّى مَاتُوْا ۔

دیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی پھر انہیں دھوپ میں ڈلوا دیا اور آخر وہ مر گئے۔

لغوی توضیح فَاسْتَوْخَمُوْا انہوں نے وبا والی پایا۔ الْاَرْضَ (مدینہ کی) زمین کو، یعنی انہیں آب و ہوا موافق نہ ہوئی اور وہ بیمار ہو گئے۔ اَطْرَدُوْا ہانک کر لے گئے۔ النَّعَمَ مویشیوں یعنی اونٹوں کو۔ سَمَرَ اَعْيُنَهُمْ ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیریں۔ نَبَذَهُمْ انہیں پھینکوا دیا۔ نبی ﷺ نے یہ سب کچھ قصاص میں کیا کیونکہ انہوں نے بھی چرواہے کے ساتھ یہی کچھ کیا تھا۔

فہم الحدیث اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اونٹوں کا پیشاب پاک ہے اور اس پر قیاس کرتے ہوئے تمام ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کو پاک کہا گیا ہے۔ یہ حدیث اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ اگر ایک آدمی کے قتل میں زیادہ آدمی براہِ راست شریک ہوں تو قصاص میں ان سب کو قتل کر دیا جائے گا۔

(3) باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر و غيره من المحددات والمثقلات و قتل الرجل بالمراة

پتھر، تیز دھار آلے یا بھاری چیز سے قتل کرنے پر قصاص ہے اسی طرح مرد کو عورت کے قصاص میں قتل کیا جائے گا

١٠٨٧ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: عَدَا يَهُوْدِيٌّ ' فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى جَارِيَةٍ ' فَاَخَذَ اَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا ' وَرَضَخَ رَاْسَهَا ' فَاَتَى بِهَا اَهْلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ فِي آخِرِ رَمَقٍ ' وَقَدْ اُصْمِتَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَكِ ' فُلَانٌ؟)) لِغَيْرِ الَّذِي قَتَلَهَا ' فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ لَا قَالَ ' فَقَالَ لِرَجُلٍ آخَرَ غَيْرَ الَّذِي قَتَلَهَا ' فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ لَا ' فَقَالَ: ((فَفُلَانٌ؟)) لِقَاتِلِهَا ' فَاَشَارَتْ اَنْ نَعَمْ ' فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُضِخَ رَاْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک یہودی نے ایک لڑکی پر ظلم کیا' اس کے چاندی کے زیورات جو وہ پہنے ہوئے تھی چھین لیے اور اس کا سر کچل دیا۔ لڑکی کے گھر والے اسے آنحضرت ﷺ کے پاس لائے تو اس کی زندگی کی بس آخری گھڑی باقی تھی' وہ بول نہیں سکتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کس نے مارا ہے' فلاں نے؟ آنحضرت ﷺ نے اس واقعہ سے غیر متعلق آدمی کا نام لیا۔ اس لیے اس نے اپنے سر کے اشارہ سے کہا کہ نہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ فلاں نے تمہیں مارا ہے؟ تو اس لڑکی نے سر کے اشارہ سے ہاں کہا (اس کے بعد اس یہودی نے بھی اس جرم کا اقرار کر لیا) تو آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے حکم دیا اور اس کا سر بھی دو پتھروں سے کچل دیا گیا۔

١٠٨٧ - البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 24 باب الإشارة في الطلاق والامور (2413) مسلم (1672) ترمذی (1394)۔

لغوی توضیح عَدًا زیادتی کی۔ اَوْضَاحًا چاندی کے زیورات۔ رَضَخَ کچل دیا۔ رَمَق زندگی، روح۔

فہم الحدیث اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھاری چیز سے قتل کرنے پر بھی قصاص واجب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طریقے سے مجرم نے قتل کیا ہوا سے اسی طریقے سے قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ یہ بھی پتہ چلا کہ عورت کے بدلے مرد کو قتل کیا جائے گا۔

(4) باب الصائل على نفس الانسان او عضوه اذا دفعه المصول عليه فاتلف نفسه او عضوه لا ضمان عليه

کوئی شخص اپنی جان یا عضو پر کئے گئے حملہ کا دفاع کرتے ہوئے حملہ آور کو ہلاک کردے یا اس کے کسی عضو کو نقصان پہنچائے تو اس پر کوئی تاوان نہیں

١٠٨٨۔ حديث عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ ‌رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ، فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فَمِهِ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ، فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ ؟ لَا دِيَةَ لَكَ))۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے ہاتھ پر دانت سے کاٹا تو اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ میں سے کھینچ لیا جس سے اس کاٹنے والے کے آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ پھر دونوں اپنا جھگڑا نبی ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے ہی بھائی کو اس طرح دانت سے کاٹتے ہو جیسے اونٹ کاٹتا ہے، تمہیں دیت نہیں ملے گی۔

لغوی توضیح عَضَّ دانتوں سے چبایا۔ ثَنِيَّتَاهُ سامنے کے دو دانت۔ اَلْفَحْل اونٹ۔ لَا دِيَةَ لَكَ تیرے لیے کوئی دیت نہیں (کیونکہ اس نے جان بوجھ کر تیرے دانت نہیں توڑے بلکہ اپنا دفاع کرتے ہوئے ہاتھ کھینچا تو تمہارے دانت ٹوٹ گئے)۔

١٠٨٩۔ حديث يَعْلَى بْنَ أُمَيَّةَ ‌رضي الله عنه قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، فَكَانَ مِنْ أَوْثَقِ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي، فَكَانَ لِي أَجِيرٌ، فَقَاتَلَ إِنْسَانًا، فَعَضَّ أَحَدُهُمَا إِصْبَعَ صَاحِبِهِ، فَانْتَزَعَ إِصْبَعَهُ، فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ، وَقَالَ: ((أَفَيَدَعُ إِصْبَعَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا)) قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ: ((كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ؟))۔

حضرت یعلی بن امیہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ جیش عسرۃ (غزوۂ تبوک) میں گیا تھا۔ یہ میرے نزدیک میرا سب سے زیادہ قابلِ اعتماد نیک عمل تھا۔ میرے ساتھ ایک مزدور بھی تھا۔ وہ ایک شخص سے جھگڑا اور ان میں سے ایک نے دوسرے مقابل والے کی انگلی چبا ڈالی۔ دوسرے نے جو اپنا ہاتھ زور سے کھینچا تو اس کے آگے کے دانت بھی ساتھ ہی کھنچے چلے آئے اور گر گئے۔ اس پر وہ شخص اپنا مقدمہ لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے اس کے دانت (ٹوٹنے) کا کوئی قصاص نہیں دلوایا۔ بلکہ فرمایا کہ کیا وہ اپنی انگلی تمہارے منہ میں چبانے کے لیے چھوڑ دیتا۔ راوی نے کہا کہ میں

١٠٨٨۔ البخاري في: 87 كتاب الديات: 8 باب إذا عض رجلاً فوقعت ثناياه (1848) مسلم (1673) ابن ماجه (2657)۔

١٠٨٩۔ البخاري في: 37 كتاب الإجارة: 5 باب الاجير في الغزو۔

خیال کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا، جس طرح اونٹ چباتا ہے۔

لغوی توضیح: اَوْثَقُ اَعْمَالِیْ قبولیت کے اعتبار سے سے زیادہ پختہ۔ فَاَھْدَرَ اسے رائیگاں قرار دے دیا (یعنی قصاص یا دیت لازم نہیں کی)۔ تَقْضَمُھَا تو اسے چبالے۔

(5) باب اثبات القصاص فی الاسنان وما فی معناھا

دانتوں اور اس طرح کے دیگر اعضا کا قصاص ہے

۱۰۹۰۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَسَرَتِ الرُّبَیِّعُ، وَھِیَ عَمَّۃُ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ثَنِیَّۃَ جَارِیَۃٍ مِنَ الْاَنْصَارِ، فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ، فَاَتَوُا النَّبِیَّ ﷺ، فَاَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ، عَمُّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: لَا وَاللّٰهِ! لَا تُکْسَرُ سِنُّھَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَا اَنَسُ! کِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ)) فَرَضِیَ الْقَوْمُ وَ قَبِلُوْا الْاَرْشَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّہٗ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ربیع نے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں انصار کی ایک لڑکی کے آگے کے دانت توڑ دیئے۔ لڑکی والوں نے قصاص چاہا اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آنحضور ﷺ نے بھی قصاص کا حکم دیا۔ انس رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن نضر نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم' ان کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' انس! لیکن کتاب اللہ کا حکم قصاص ہی کا ہے۔ پھر لڑکی والے معافی پر راضی ہو گئے اور دیت لینا منظور کر لیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بہت سے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم سچی کر دیتا ہے۔

لغوی توضیح: کِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاص یعنی اللہ کا حکم تو قصاص کا ہی ہے۔ اَرْش دیت۔ لَاَبَرَّہٗ اللہ اسے اپنی قسم میں سچا کر دیتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دانتوں میں بھی قصاص واجب ہے، تاہم اگر حقدار معاف کر دے تو دیت ادا کرنی ہوگی۔

(6) باب ما یباح به دم المسلم

مسلمان کا قتل کن امور کی بنا پر مباح ہو جاتا ہے

۱۰۹۱۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ یَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدَی ثَلَاثٍ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کا خون جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ماننے والا ہو' حلال نہیں سوائے تین صورتوں کے: جان کے بدلہ جان لینے والا' شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا اور اسلام سے نکل

۱۰۹۰۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 5 سورۃ المائدۃ: 6 باب قوله "والجروح قصاص"، مسلم (1675)۔
۱۰۹۱۔ البخاری فی: 87 کتاب الدیات: 6 باب قوله تعالی "ان النفس بالنفس" (6878) مسلم (1676)۔

النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّيْنِ التَّارِكُ الْجَمَاعَةَ))۔ جانے والا (یعنی مرتد) جماعت کو چھوڑ دینے والا (یعنی مسلمانوں کی جماعت کو)۔

لغوی توضیح: اَلْمَارِقُ مِنَ الدِّيْنِ دین سے نکل جانے والا۔ اَلتَّارِكُ الْجَمَاعَةَ مسلمانوں کی جماعت چھوڑنے والا۔

(7) باب بيان اثم من سن القتل
قتل کی ابتدا کرنے والے کے گناہ کی شدت کا بیان

۱۰۹۲۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب بھی انسان ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو آدم علیہ السلام کے سب سے پہلے بیٹے (قابیل) کے نامۂ اعمال میں بھی اس قتل کا گناہ لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ قتل ناحق کی بنا سب سے پہلے اسی نے قائم کی تھی۔

لغوی توضیح: اِبْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ آدم کا پہلا بیٹا (قابیل جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا)۔ كِفْلٌ حصہ۔ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ سب سے پہلے جس نے قتل کا طریقہ جاری کیا۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جو بھی اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کرتا ہے اس پر اس کا بوجھ ہوتا ہے اور اس کا بوجھ بھی جو اس کے بعد اس کے مطابق عمل کرے۔[1]

(8) باب المجازاة بالدماء في الآخرة وانها اول ما يقضى فيه بين الناس يوم القيامة
قیامت کے دن سب سے پہلے خون کے مقدمات کا فیصلہ ہوگا

۱۰۹۳۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ بِالدِّمَاءِ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، (روزِ قیامت) سب سے پہلے جس چیز کا فیصلہ لوگوں کے درمیان ہوگا وہ ناحق خون کے بدلہ کا ہوگا۔

لغوی توضیح: اَلدِّمَاء جمع ہے دَم کی، معنی ہے خون، مراد ہے قتل۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ حقوق العباد میں قتل سب سے بڑا جرم ہے اسی لیے روزِ قیامت سب سے پہلے اس کا حساب ہوگا۔ یہ روایت بظاہر اس روایت کے خلاف معلوم ہوتی ہے جس میں ہے کہ روزِ قیامت سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ لیکن درحقیقت ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ یہ حدیث حقوق اللہ کے متعلق ہے اور مذکورہ بالا حقوق العباد کے متعلق، تو مطلب یہ ہوا کہ روزِ قیامت حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں قتل کا۔

۱۰۹۲۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 1 باب خَلْق آدم صلوات الله عليه وذريته (3335) مسلم (1677)۔
۱۰۹۳۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 48 باب القصاص يوم القيامة (6533) مسلم(1678) ترمذي (1396)۔

[1] [مسلم (1017) كتاب الزكاة]

(9) باب تغليظ تحريم الدماء والاعراض والاموال

۱۰۹۴۔ حديث أَبِي بَكْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَةِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ، الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ، أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ۔ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: ((أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ؟)) قُلْنَا: بَلٰى قَالَ: ((فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ۔ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: ((أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ)) قُلْنَا: بَلٰى قَالَ: ((فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ)) قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ)) قَالَ مُحَمَّدٌ (أَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ) وَأَحْسِبُهُ قَالَ: ((وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَسَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا

جان و مال اور عزت و آبرو کی حرمت کی سخت تاکید

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' زمانہ اپنی اصل حالت پر گھوم کر آ گیا ہے' اس دن کی طرح جب اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا۔ دیکھو! سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں چار ان میں سے حرمت والے مہینے ہیں' تین لگا تار ہیں' ذی قعدہ اور ذی الحجۂ اور محرم (اور چوتھا) رجب مضر جو جمادی الاولیٰ اور شعبان کے درمیان میں ہے۔ (پھر آپ نے دریافت فرمایا) یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا شاید آپ مشہور نام کے سوا اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ لیکن آپ نے فرمایا' کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم بولے کہ کیوں نہیں۔ پھر دریافت فرمایا' یہ شہر کون سا ہے؟ ہم بولے' اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔ آپ پھر خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا شاید اس کا کوئی اور نام آپ رکھیں گے جو مشہور نام کے علاوہ ہوگا۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا' کیا یہ مکہ نہیں ہے؟ ہم بولے کیوں نہیں (یہ مکہ ہی ہے) پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' اور یہ دن کون سا ہے؟ ہم بولے کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ بہتر علم ہے۔ پھر آپ خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا' شاید آپ اس کا اس کے مشہور نام کے سوا کوئی اور نام رکھیں گے۔ لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن) نہیں ہے؟ ہم بولے کہ کیوں نہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ پس تمہارا خون اور تمہارا مال (راوی حدیث محمد) نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی کہا' اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے۔ جس طرح یہ دن' تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے میں (حرام ہے)۔ تم بہت جلد اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے

۱۰۹۴۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 77 باب حجة الوداع (67) مسلم (1679) ترمذی (1520)۔

يَـضْـرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا لِيُبَلِّغَ الشَّـاهِـدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ أَنْ يَكُوْنَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ)) فَـكَـانَ مُـحَـمَّـدٌ إِذَا ذَكَرَهُ يَقُوْلُ: صَدَقَ مُـحَمَّدٌ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) مَرَّتَيْنِ۔

تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا اس لیے میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو اور ہاں جو یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں، ہوسکتا ہے کہ جسے وہ پہنچائیں ان میں سے کوئی ایسا بھی ہو جو یہاں بعض سننے والوں سے زیادہ اس حدیث کو یاد رکھ سکتا ہو۔ محمد بن سیرین جب اس حدیث کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ محمد ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا' کیا میں نے (پیغامِ الٰہی) پہنچا دیا؟ آپ ﷺ نے دو مرتبہ یہ جملہ فرمایا۔

لغوی توضیح اِسْتَدَارَ گھوم آیا ہے۔ مُتَوَالِيَات پے در پے، لگاتار۔ أَوْعَى زیادہ یاد رکھنے والا۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ جیسے حرمت والے مہینے اور مکہ شہر قابل احترام ہے ویسے ہی ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے لیے خون، مال اور عزت بھی قابل احترام ہے اور ان میں سے کسی کی بھی حرمت کو پامال کرنے کی کوشش کرنا حرام ہے۔

(11) باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطا و شبه العمد على عاقلة الجاني

پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان نیز قتل' خطا اور شبہ عمد کی دیت قاتل کے والد کے رشتہ داروں پر ہے

١٠٩٥۔ حَدِيْثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى فِي امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ اقْتَتَلَتَا، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ، فَأَصَابَ بَطْنَهَا وَهِيَ حَامِلٌ، فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِي فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ، فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ مَا فِي بَطْنِهَا غُرَّةٌ: عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ، فَقَالَ وَلِيُّ الْمَرْأَةِ الَّتِي غَرِمَتْ: كَيْفَ أَغْرَمُ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ، وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ، فَمِثْلُ ذَلِكَ بَطَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کے بارے میں فیصلہ کیا' جنہوں نے جھگڑا کیا تھا یہاں تک کہ ان میں سے ایک عورت (ام عفیف بنت مسروح) نے دوسری کو پتھر پھینک کر مارا (جس کا نام ملیکہ بنت عویمر تھا) وہ پتھر عورت کے پیٹ میں جا کر لگا یہ عورت حاملہ تھی اس لیے اس کے پیٹ کا بچہ (پتھر کی چوٹ سے) مر گیا۔ یہ معاملہ دونوں فریق نبی ﷺ کے پاس لے گئے تو آپ نے فیصلہ کیا کہ عورت کے پیٹ کے بچے کی دیت ایک غلام یا باندی آزاد کرنا ہے۔ جس عورت پر تاوان واجب ہوا تھا اس کے ولی (حمل بن مالک بن نابغہ) نے کہا یا رسول اللہ! میں ایسی چیز کی دیت کیسے دے دوں جس نے نہ کھایا نہ پیا نہ بولا اور نہ ولادت کے وقت اس کی آواز ہی سنائی دی؟ ایسی صورت میں تو کچھ بھی دیت نہیں ہوسکتی۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ یہ شخص تو کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔

١٠٩٥۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 46 باب الكهانة (5758) مسلم (1681) ابو داود (4577) بغوی (2543)۔

لغوی توضیح اَلْجَنِيْن پیٹ کا بچہ۔ قتل خطا یہ ہے کہ مارنا کسی اور کو چاہے لیکن قتل کوئی اور ہو جائے مثلاً شکاری گولی تو شکار کی طرف چلائے لیکن کسی انسان کو لگ جائے۔ اسی طرح اگر کوئی کنواں کھودے تو اس میں کوئی انسان گر جائے وغیرہ۔ اس میں دیت اور کفارہ (ایک گردن کی آزادی) لازم آئے گا۔ قتل شبه عمد وہ قتل جس میں مکلّف کسی کو ایسی چیز سے مارنے کا ارادہ کرے جس سے عموماً انسان مرتا نہیں مثلاً چھڑی، کنکری یا چھوٹا پتھر وغیرہ اور اس سے وہ شخص مر جائے۔ اس میں قصاص نہیں بلکہ دیت واجب ہوگی۔ قتل کی ایک تیسری قسم بھی ہے اور وہ ہے قتل عمد ایسا قتل جس سے مکلّف شخص کسی قتل کے غیر مستحق شخص کو ایسے آلے سے قتل کرنے کی نیت کرے جس میں اغلب گمان یہی ہو کہ وہ اسے قتل کر دے گا (مثلاً بندوق، تلوار یا تیر وغیرہ)۔ غُرَّة اس سفیدی کو کہتے ہیں جو گھوڑے کے چہرے پر ہوتی ہے، یہاں اس سے مرد غلام یا لونڈی ہے۔ اَلْكُهَّان کاہن کی جمع ہے اور کاہن اسے کہتے ہیں جو علم غیب کا دعویٰ کرے، آپ ﷺ نے اسے کاہن کا بھائی اس لیے کہا کیونکہ اس نے کاہنوں کی مانند مسجع کلام پیش کیا تھا۔

فهم الحديث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیٹ کے بچے کی دیت ایک غلام یا لونڈی کی ادائیگی ہے۔

١٠٩٦۔ حديث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِي اِمْلَاصِ الْمَرْاَةِ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ : قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْغُرَّةِ : عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ اَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِهِ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کے حمل گرا دینے کے (خون بہا کے سلسلہ میں) مشورہ کیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے غلام یا کنیز کا اس سلسلے میں فیصلہ کیا تھا۔ پھر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے بھی گواہی دی کہ جب آنحضرت ﷺ نے اس کا فیصلہ کیا تھا تو وہ موجود تھے۔

لغوی توضیح اِمْلَاصِ الْمَرْاَةِ عورت کا قبل از وقت بچہ ساقط ہونا۔

[29] كتاب الحدود
حدود کے مسائل

(1) باب حد السرقة ونصابها — چوری کی حد اور اس کے نصاب کا بیان

١٠٩٧۔ حديث عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ :((تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار پر کاٹ لیا جائے گا۔

لغوی توضیح اَلْحُدُوْد جمع ہے حَد کی، معنی ہے رکاوٹ۔ اصطلاحاً حد سے مراد ایسی سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق ہونے کی وجہ سے مقرر ہو۔ السَّرِقه چرائی ہوئی چیز۔ اور چوری کسی کا مال اس کی حفاظت کی جگہ سے چھپ کر لے لینے کو کہتے ہیں۔

١٠٩٦۔ البخاري في: 87 كتاب الديات: 25 باب جنين المراة ، مسلم (1683) ابوداود (4570) ابن ماجه (2640)۔

١٠٩٧۔ البخاري في 86 كتاب الحدود: 13 باب قول الله تعالى "والسارق والسارقة..." (6789) مسلم (1684)۔

فھو الحدیث اس اور آئندہ حدیث میں چور کا ہاتھ کاٹنے کا نصاب مذکور ہے اور وہ ہے دینار کا چوتھائی حصہ یا تین درہم (اُن دنوں تین درہم اور چوتھائی دینار کی قیمت برابر تھی)۔ اگر چور اتنی یا اس سے زائد مالیت کی چیز چرائے گا تو پھر اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا بصورت دیگر نہیں۔

۱۰۹۸۔ حدیث عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنہما ' قَالَ : قَطَعَ النَّبِیُّ ﷺ یَدَ سَارِقٍ فِی مِجَنٍّ ثَمَنُہٗ ثَلَاثَۃُ دَرَاھِمَ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال پر ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

۱۰۹۹۔ حدیث اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ' قَالَ : ((لَعَنَ اللّٰہُ السَّارِقَ یَسْرِقُ الْبَیْضَۃَ فَتُقْطَعُ یَدُہٗ ' وَیَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ یَدُہٗ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے چور پر لعنت بھیجی کہ ایک انڈا چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا، ایک رسی چراتا ہے اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے۔

لغوی توضیح اَلْبَیْضَۃ انڈہ۔ اَلْحَبْل رسّی۔ اہل علم نے اس حدیث کی وضاحت یوں کی ہے کہ اگرچہ انڈہ اور رسّی معمولی اشیاء ہیں لیکن جب انسان ان کی چوری شروع کر دیتا ہے تو آہستہ آہستہ اسے چوری کی عادت ہو جاتی ہے اور پھر وہ ایک دن اُس چیز کی بھی چوری کر گزرتا ہے جس کی قیمت نصاب سرقہ کے برابر ہوتی ہے اور وہ اپنا ہاتھ کٹوا بیٹھتا ہے۔

(2) باب قطع السارق الشریف و غیرہ والنھی عن الشفاعۃ فی الحدود

چور خواہ با اثر اور صاحب وجاہت ہو اس کا ہاتھ ضرور کاٹا جائے گا اور حدود کے معاملہ میں سفارش کرنے کی ممانعت

۱۱۰۰۔ حدیث عَائِشَۃَ رضی اللّٰہ عنہا ' اَنَّ قُرَیْشًا اَھَمَّھُمْ شَاْنُ الْمَرْاَۃِ الْمَخْزُوْمِیَّۃِ الَّتِی سَرَقَتْ ' فَقَالَ : وَمَنْ یُکَلِّمُ فِیْھَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ؟ فَقَالُوْا : وَمَنْ یَجْتَرِیٔ عَلَیْہِ اِلَّا اُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ ' حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ؟ فَکَلَّمَہٗ اُسَامَۃُ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((اَتَشْفَعُ فِی حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ)) ثُمَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مخزومیہ خاتون (فاطمہ بنت اسود) جس نے (غزوۂ فتح کے موقع پر) چوری کر لی تھی' اس کے معاملہ نے قریش کو فکر میں ڈال دیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس معاملہ پر آنحضرت ﷺ سے گفتگو کون کرے! آخر یہ طے پایا کہ اسامہ بن زید آپ ﷺ کو بہت عزیز ہیں' ان کے سوا اور کوئی اس کی ہمت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کچھ کہا تو آپ نے فرمایا۔ اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے

۱۰۹۸۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 13 باب قول اللہ تعالی "والسارق والسارقۃ..." (6795) مسلم (1686)۔

۱۰۹۹۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 7 باب لعن السارق إذا لم یُسَم (6783) مسلم (1687) بغوی (2597)۔

۱۱۰۰۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 54 باب حدثنا ابو الیمان (2648) مسلم (1688) ترمذی (1430)۔

قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللّٰهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا))۔

بارے میں مجھ سے سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا (جس میں) آپ نے فرمایا۔ پچھلی کئی ایک امتیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود کے معاملے میں کسی کی سفارش کرنا حرام ہے' خواہ کوئی مالدار ہو یا غریب' بادشاہ ہو یا فقیر' غیر ہو یا عزیز۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص کی سفارش حدودِ الٰہی میں سے کسی حد کے درمیان حائل ہوگئی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرنے والا ہے۔[1]

باب رجم الثيب في الزنى

شادی شدہ عورت جب زنا کرے اس کو رجم کیا جائے گا

۱۱۰۱۔ **حديث** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ، أَوْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الرَّجْمِ، فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا۔ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشَى، إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ: وَاللّٰهِ! مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ۔ وَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى، إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الْاِعْتِرَافُ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر کتاب نازل کی۔ کتاب اللہ کی صورت میں جو کچھ آپ پر نازل ہوا اس میں آیت رجم بھی تھی۔ ہم نے اسے پڑھا تھا' سمجھا تھا اور یاد رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خود (اپنے زمانہ میں) رجم کرایا۔ پھر آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا لیکن مجھے ڈر ہے کہ اگر وقت یونہی آگے بڑھتا رہا تو کہیں کوئی یہ دعویٰ نہ کر بیٹھے کہ رجم کی آیت ہم کتاب اللہ میں نہیں پاتے اور اس طرح وہ اس فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تھا۔ یقیناً رجم کا حکم کتاب اللہ سے اس شخص کے لیے ثابت ہے جس نے شادی ہونے کے بعد زنا کیا ہو خواہ مرد ہو یا عورتیں' بشرطیکہ گواہی مکمل ہو جائے یا حمل ظاہر ہو یا وہ خود اقرار کر لے۔

لغوی توضیح عَقَلْنَاهَا ہم نے اسے سمجھا۔ وَعَيْنَاهَا ہم نے اسے یاد کیا۔ أُحْصِنَ شادی شدہ ہو۔ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ جب گواہی قائم ہو جائے یعنی چار گواہوں کی۔ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ یا حمل ظاہر ہو جائے۔ أَوِ الْاِعْتِرَافُ یا زانی خود اعتراف کر لے (ان تینوں صورتوں میں سے کوئی ایک بھی پائی جائے تو حد لازم ہو جائے گی)۔

۱۱۰۱۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 31 باب رجم الحبلی من الزنا إذا احصنت (6829) مسلم (1691)۔

[1] [صحيح: صحيح ابو داود (3066) ابو داود (3597)]

لغوی توضیح عَقَلْنَاهَا ہم نے اسے سمجھا۔ وَعَیْنَاهَا ہم نے اسے یاد کیا۔ أُحْصِنَ شادی شدہ ہو۔ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ جب گواہی قائم ہو جائے یعنی چار گواہوں کی۔ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ یا حمل ظاہر ہو جائے۔ أَوِ الِاعْتِرَافُ یا زانی خود اعتراف کر لے (ان تینوں صورتوں میں سے کوئی ایک بھی پائی جائے تو حد لازم ہو جائے گی)۔

فہم الحدیث اس حدیث میں شادی شدہ زانی کی حد بیان ہوئی ہے کہ اسے رجم (سنگسار) کر دیا جائے گا، البتہ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کنوارہ زنا کرے تو اس کی حد سو کوڑے اور سال بھر کی جلاوطنی ہے۔[1]

(5) باب من اعترف علی نفسه بالزنی

خود جرم زنا کے اعتراف کرنے والے پر حد کا بیان

۱۱۰۲۔ **حدیث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه وَجَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ۔ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، حَتَّى رَدَّدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَبِكَ جُنُونٌ؟)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((فَهَلْ أَحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ)) قَالَ جَابِرٌ: فَكُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ، فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَأَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ، فَرَجَمْنَاهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب (ماعز بن مالک اسلمی) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اس وقت آپ ﷺ مسجد میں تھے۔ انہوں نے آپ کو آواز دی اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے زنا کر لیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ انہوں نے یہ بات چار دفعہ دہرائی جب چار دفعہ انہوں نے اس گناہ کی اپنے اوپر شہادت دی تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور دریافت فرمایا کیا تم دیوانے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا پھر کیا تم شادی شدہ ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اور رجم کردو۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رجم کرنے والوں میں مَیں بھی تھا۔ جب ان پر پتھر پڑے تو وہ بھاگ پڑے لیکن ہم نے انہیں حرہ (پتھریلی زمین) کے پاس پکڑا اور رجم کر دیا۔

لغوی توضیح أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ پتھر نوکیلی جانب سے لگے۔ هَرَبَ بھاگ اٹھا۔ الْحَرَّةِ پتھریلی زمین۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ زانی کا اعتراف اسے رجم کرنے کے لیے کافی ہے، خواہ وہ ایک ہی مرتبہ اعتراف کرلے جیسا کہ آئندہ روایت میں نبی ﷺ نے انیس کو حکم دیا کہ وہ عورت کے (محض ایک مرتبہ) اعتراف پر ہی اسے رجم کر دیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا کہ قاضی کو فیصلہ کرتے وقت خوب اچھی طرح تحقیق و تفتیش کر لینی چاہیے' جب تک مکمل شرح صدر نہ ہو فیصلہ نہ کرے۔

۱۱۰۳۔ **حدیث** أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ

۱۱۰۲۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 22 باب لا یرجم المجنون والمجنونة (5271) مسلم (1691)۔

۱۱۰۳۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 46 باب هل یامر الإمام رجلاً...(2314، 2315) مسلم (1697، 1698)۔

[1] [مسلم (1690) ابو داود (4415) ترمذی (1434)]

خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَا : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : اَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ، وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ، فَقَالَ : صَدَقَ، اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاْذَنْ لِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((قُلْ)) فَقَالَ : إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيْفًا فِي اَهْلِ هٰذَا، فَزَنَى بِامْرَاَتِهِ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، وَإِنِّي سَاَلْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِي اَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ، وَ اَنَّ عَلَى امْرَاَةِ هٰذَا الرَّجْمَ، فَقَالَ : ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ : الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ، وَيَا اُنَيْسُ! اغْدُ عَلَى امْرَاَةِ هٰذَا فَسَلْهَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا)) فَاعْتَرَفَتْ، فَرَجَمَهَا۔

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں' آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ اس پر فریق مخالف کھڑا ہوا' یہ زیادہ سمجھ دار تھا اور کہا کہ انہوں نے سچ کہا۔ ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کیجئے۔ اے اللہ کے رسول! مجھے (گفتگو کی) اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہیے۔ انہوں نے کہا کہ میرا لڑکا ان کے یہاں مزدوری کرتا تھا۔ پھر اس نے ان کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا۔ میں نے اس کے فدیہ میں ایک سو بکریاں اور ایک خادم دیا۔ پھر میں نے اہلِ علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا ملنی چاہیے اور اس کی بیوی کو رجم کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق ہی کروں گا۔ سو بکریاں اور خادم تمہیں واپس ملیں گے اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا دی جائے گی اور اے انیس! اس عورت کے پاس صبح جانا اور اس سے پوچھنا' اگر وہ زنا کا اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دینا۔ چنانچہ اس عورت نے اعتراف کر لیا اور انہوں نے اسے رجم کر دیا۔

لغوی توضیح: اَنْشُدُكَ اللّٰهَ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ خَصْم مدِ مخالف۔ عَسِيْفًا مزدور۔ تَغْرِيْب جلاوطنی۔

(6) باب رجم اليهود اهل الذمة في الزنى

زنا میں ذمی یہودیوں کے رجم کیے جانے کا بیان

۱۱۰۴۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا لَهُ اَنَّ رَجُلًا مِّنْهُمْ وَامْرَاَةً زَنَيَا۔ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَاْنِ الرَّجْمِ؟)) فَقَالُوْا : نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ ان کے یہاں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا' رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے؟ وہ بولے یہ کہ ہم انہیں رسوا کریں اور انہیں کوڑے لگائیں۔ اس پر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم موجود ہے، تورات لاؤ۔ پھر

۱۱۰۴۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 26 باب قول الله تعالى "يعرفونه كما..." (1329) مسلم (1699)۔

فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ : كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَأْتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا ' فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ ' فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا ' فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ : ارْفَعْ يَدَكَ ـ فَرَفَعَ يَدَهُ ' فَإِذَا فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ ـ فَقَالُوْا : صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ ! فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ ـ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا ـ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَجْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ ـ

یہودی تورات لائے اور اسے کھولا۔ لیکن رجم سے متعلق جو آیت تھی اسے ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپالیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ تو اٹھاؤ جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیتِ رجم موجود تھی۔ اب وہ سب کہنے لگے کہ اے محمد! عبداللہ بن سلام نے سچ کہا۔ بے شک تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے جرم کے وقت دیکھا' یہودی مرد اس عورت پر جھکا پڑتا تھا' اس کو پتھروں کی مار سے بچاتا تھا۔

لغوی توضیح: نَفْضَحُهُمْ ہم انہیں رسوا کریں۔ يَجْنَأُ اوندھا ہو کر جھکتا تھا۔ يَقِيْهَا اسے بچارہا تھا۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست میں مقیم غیر مسلم بھی اگر کسی جرم کا ارتکاب کریں گے تو ان پر حد جاری کی جائے گی تاکہ معاشرے کا امن وامان برقرار رہ سکے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی غیر مسلم شرعی عدالت میں فیصلہ کرانے کے لیے آئے تو کتاب وسنت کے عین مطابق ہی اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔

١١٠٥ ـ **حديث** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ ' عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ' قَالَ : سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى ' هَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ نَعَمْ ! قُلْتُ : قَبْلَ سُوْرَةِ النُّوْرِ أَمْ بَعْدُ؟ قَالَ : لَا أَدْرِي ـ

شیبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو رجم کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں؟ میں نے پوچھا سورہ نور سے پہلے یا اس کے بعد؟ کہا کہ یہ مجھے معلوم نہیں۔

١١٠٦ ـ **حديث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب (کسی کی) کوئی باندی زنا کرے اور اس کے زنا کا ثبوت (شرعی) مل جائے تو اسے کوڑے لگوائے' پھر اس کو لعنت ملامت نہ کرے۔ اس کے بعد اگر پھر وہ زنا کرے تو پھر کوڑے لگوائے مگر پھر لعنت ملامت نہ کرے۔ پھر اگر تیسری مرتبہ بھی زنا کرے تو اسے بیچ دے چاہے بال کی ایک رسی کے بدلہ ہی میں کیوں نہ ہو۔

١١٠٥ ـ البخاری فی: 86 كتاب الحدود: 21 باب رجم المحصن (6813) مسلم (1702) ـ

١١٠٦ ـ البخاری فی: 34 كتاب البيوع: 66 باب بيع العبد الزانی (2152) مسلم (1703) ابو داود (4470) ـ

لغوی توضیح فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا اس کا زنا ثابت ہو جائے (گواہوں، حمل یا اعتراف کے ذریعے)۔ فَلْيَجْلِدْهَا تو وہ (مالک) اسے کوڑے لگائے (یعنی پچاس کوڑے کیونکہ لونڈی کی حد آزاد سے نصف ہے [النساء : ۲۵])۔ لَا يُثَرِّبْ لعنت ملامت نہ کرے۔ فَلْيَبِعْهَا وہ اسے (حد لگانے کے بعد) فروخت کر دے (یہ حکم اس لیے دیا ممکن ہے کہ لونڈی اس طرح باز آ جائے)۔

۱۱۰۷۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْاَمَةِ اِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ، قَالَ : ((اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَبِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ))۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی غیر شادی شدہ باندی زنا کرے (تو اس کا کیا حکم ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو پھر کوڑے لگاؤ۔ پھر بھی اگر زنا کرے تو اسے بیچ دو' اگرچہ ایک رسی ہی کے بدلہ میں وہ فروخت ہو۔

لغوی توضیح لَمْ تُحْصِنْ شادی شدہ نہ ہو۔ بِضَفِيْرٍ بٹی ہوئی رسّی۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ غیر شادی شدہ لونڈی زنا کرے تو اس کی حد پچاس کوڑے ہے اور قرآن میں ہے کہ ﴿ فَاِذَا اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ... ﴾ [النساء : ۲۵] ''اگر وہ شادی شدہ ہوں اور بے حیائی کا ارتکاب کریں تو ان پر نصف حد ہے۔'' چونکہ رجم کا نصف نہیں ہو سکتا اس لیے شادی شدہ کو بھی پچاس کوڑے ہی لگائے جائیں گے۔

(8) باب حد الخمر — شراب نوشی کی حد کا بیان

۱۱۰۸۔ حدیث اَنَسٍ ﷺ، قَالَ : جَلَدَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ، وَجَلَدَ اَبُوْبَكْرٍ اَرْبَعِيْنَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے شراب پینے پر چھڑی اور جوتوں سے مارا تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگوائے تھے۔

لغوی توضیح اَلْخَمْرُ شراب۔ شراب ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل پر پردہ ڈال دے خواہ مشروبات کی کسی بھی قسم سے ہو۔ بِالْجَرِيْدِ کھجور کی ٹہنی کے ساتھ۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شرابی کو بطور حد چالیس کوڑے لگوائے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شرابی کو اسّی کوڑے لگوائے تھے۔[1] ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں شرابی کو چالیس کوڑے ہی لگوائے لیکن جب لوگوں نے شراب پینے میں سرکشی کی تو پھر اسّی کوڑوں کی سزا مقرر فرما دی۔[2] ان روایات کے ساتھ اگر آئندہ روایت کو بھی ملایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شرابی کو حد لگانا تو واجب ہے البتہ اس کی سزا مقرر نہیں' حاکم وقت جرم کے مطابق ہی سزا تجویز کرے گا۔ (واللہ اعلم)

۱۱۰۷۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 66 باب بیع العبد الزانی۔

۱۱۰۸۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 4 باب الضرب بالجرید والنعال (6773) مسلم (1706) ابن ماجه (2570)۔

---

① [مسلم (1707) احمد (1/ 144)]　② [بخاری (6779) احمد (3/ 449)]

١١٠٩ ـ حدیث عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ' قَالَ: مَا كُنْتُ لأُقِيمَ حَدًّا عَلَى أَحَدٍ فَيَمُوتَ فَأَجِدُ فِي نَفْسِي ' إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ ' فَإِنَّهُ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهُ ' وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَسُنَّهُ ـ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نہیں پسند کروں گا کہ حد میں کسی کو ایسی سزا دوں کہ وہ مر جائے اور پھر مجھے اس کا رنج ہو سوائے شرابی کے کہ اگر یہ مر جائے تو میں اس کی دیت ادا کر دوں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی تھی۔

(9) باب قدر اسواط التعزير.

تعزیر میں کتنے کوڑے مارنا جائز ہے

١١١٠ ـ حدیث أَبِي بُرْدَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ)).

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا حدود اللہ میں کسی مقررہ حد کے سوا کسی اور سزا میں دس کوڑے سے زیادہ بطور تعزیر وسزا نہ مارے جائیں۔

لغوی توضیح التَّعْزِيْر سخت مارنا اور ادب دینا۔ اصطلاحاً تعزیر سے مراد ایسی سزا ہے جو حد کے علاوہ (ہلکے درجے کی) ہو۔ أَسْوَاط جمع ہے سَوْط کی، معنی ہے کوڑے۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ اگر کسی کو بطورِ تعزیر کوڑے لگانے پڑ جائیں تو دس سے زیادہ نہیں لگانے چاہییں۔ یہ بھی یاد رہے کہ تعزیر جائز ہے واجب نہیں (یعنی اگر معمولی غلطیوں پر بطورِ تعزیر سزا نہ بھی دی جائے تو کوئی حرج نہیں)۔

باب الحدود كفارات لأهلها

حد کا نفاذ مجرم کے گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے

١١١١ ـ حدیث عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا ' وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: ((بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ ' فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ ' وَمَنْ أَصَابَ مِنْ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے اور لیلۃ العقبہ کے (بارہ) نقیبوں میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ کے گرد صحابہ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی، کہ مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، اور نہ عمداً کسی پر کوئی ناحق بہتان باندھو گے اور کسی بھی اچھی بات میں (اللہ کی) نافرمانی نہ کرو گے۔ جو کوئی تم میں (اس عہد کو) پورا کرے گا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے۔ اور جو کوئی (بری باتوں) میں سے کسی کا ارتکاب کرے اور اسے دنیا میں (اسلامی قانون کے تحت) سزا دے

١١٠٩ ـ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: باب الضرب بالجريد والنعال ـ

١١١٠ ـ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 42 باب کم التعزير والادب (6848) مسلم (1708) ابن ماجه (2601) ـ

١١١١ ـ البخاری فی: 2 کتاب الإيمان: 11 باب حدثنا ابو اليمان (18) مسلم (1709) ترمذی (1439) ـ

ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ)) ـ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ ـ

دی گئی تو یہ سزا اس کے (گناہوں کے) لیے بدلہ ہو جائے گی۔ اور جو کوئی ان میں سے کسی بات میں مبتلا ہو گیا اور اللہ نے اس کے (گناہ) کو چھپا لیا تو پھر اس کا (معاملہ) اللہ کے حوالہ ہے۔ اگر چاہے معاف کرے اور اگر چاہے سزا دے۔ (عبادہ کہتے ہیں کہ) پھر ہم سب نے (ان تمام باتوں) پر آپ ﷺ سے بیعت کر لی۔

لغوی توضیح: فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا دنیا میں اسے سزا دے دی گئی (یعنی حد قائم کر دی گئی)۔ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ تو یہی اس کا کفارہ ہے (یعنی اس سزا سے اس کا گناہ معاف ہو جائے گا اور پھر روزِ قیامت اس سے اس کا محاسبہ نہیں ہوگا)۔

(11) باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار

جانور کے پہنچائے ہوئے زخم اور کان یا کنویں میں گر کے زخمی ہونے کی دیت نہیں ہے

١١١٢ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جانور سے جو نقصان پہنچے اس کا کچھ بدلہ نہیں اور کنویں کا بھی یہی حال ہے اور کان کا بھی یہی حکم ہے۔ اور رکاز میں سے پانچواں حصہ لیا جائے۔

لغوی توضیح: اَلْعَجْمَاءُ مراد ہیں مویشی، چوپائے جانور۔ جُبَار رائیگاں (یعنی اگر کوئی جانور نقصان پہنچا جائے تو اس کا مالک کسی تاوان کا ذمہ دار نہیں ہوگا، اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر جانور کے مالک کی بھی کوئی غلطی ہو مثلاً وہ جانور کو غیر معروف طریقے سے چھوڑ دے اور وہ کسی کا کھیت اُجاڑ جائے تو پھر مالک ذمہ دار ہوگا)۔ اَلْبِئْرُ جُبَارٌ کنواں رائیگاں ہے (مراد ہے اگر کوئی شخص کنواں خریدے اور کوئی اس میں گر کر مر جائے تو مالک پر کوئی تاوان نہیں)۔ اَلْمَعْدِنُ جُبَارٌ کان بھی رائیگاں ہے (جیسے کنواں رائیگاں ہے)۔ اَلرِّكَاز جاہلیت کے زمانے کا زمین میں مدفون خزانہ۔ اَلْخُمُس پانچواں حصہ ہے (یعنی بیت المال کے لیے اور باقی مال اسی کا ہوگا جسے یہ خزانہ ملا)۔

(1) باب اليمن على المدعى عليه
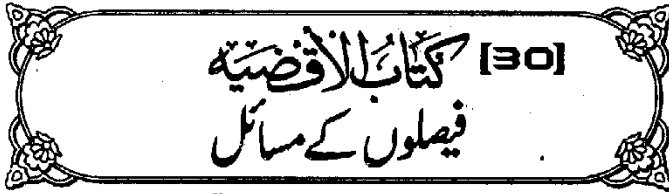
قسم مدعی علیہ پر لازم آتی ہے

١١١٣ ـ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرِزَانِ فِي بَيْتٍ أَوْ فِي

دو عورتیں کسی گھر یا حجرہ میں بیٹھ کر موزے بنایا کرتی تھیں، ان میں سے ایک عورت باہر نکلی اس کے ہاتھ میں موزے سینے کا سوا چبھو دیا

١١١٢ ـ البخاري في: كتاب الزكاة: 66 في الركاز الخمس (1499) مسلم (1710) ابوداود (3085) ترمذی (642)۔
١١١٣ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 3 سورة آل عمران: 3 باب إن الذين يشترون...(2514) مسلم (1711)۔

الْحُجْرَةِ، فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَقَدْ أُنْفِذَ بِإِشْفًا فِي كَفِّهَا، فَادَّعَتْ عَلَى الْأُخْرَى، فَرُفِعَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَاءُ قَوْمٍ وَأَمْوَالُهُمْ)) ذَكِّرُوهَا بِاللَّهِ وَاقْرَءُوا عَلَيْهَا - ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ﴾ - فَذَكَّرُوهَا فَاعْتَرَفَتْ - فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ)) -

گیا تھا۔ اس نے دوسری عورت پر دعویٰ کیا۔ یہ مقدمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے کہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر صرف دعویٰ کی وجہ سے لوگوں کا مطالبہ مان لیا جانے لگے تو بہت سوں کا خون اور مال برباد ہو جائے گا۔ جب گواہ نہیں ہے تو دوسری عورت کو جس پر یہ الزام ہے اللہ سے ڈراؤ۔ اور اس کے سامنے یہ آیت پڑھو ﴿ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم﴾ [آل عمران:۷۷] چنانچہ جب لوگوں نے اسے اللہ سے ڈرایا تو اس نے اقرار کر لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ قسم مدعیٰ علیہ پر ہے۔

لغوی توضیح: تَخْرِزَان وہ سینے کے لیے سوراخ کرتی تھیں۔ بِإِشْفًا سوے کے ساتھ (سینے کا آلہ)۔

فہم الحدیث: ایک دوسری روایت میں ہے کہ مدعی پر ثبوت (یعنی گواہ وغیرہ) پیش کرنا لازم ہے اور قسم وہ اٹھائے گا جس نے انکار کیا۔[1] معلوم ہوا کہ مجرد دعوے سے ہی مدعی کے حق میں فیصلہ نہیں کیا جائے گا بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ اپنا مدعا دلائل و شواہد کے ساتھ ثابت کرے' اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو پھر مدعا علیہ سے قسم لے کر اس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔

(3) باب الحکم بالظاھر واللحن بالحجة

فیصلہ ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے چرب زبانی سے کام لے کر اپنے حق میں فیصلہ کرانے والے کے بارے میں حکم

١١١٤ - حدیث أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ، فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَدَقَ فَأَقْضِي لَهُ بِذَلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے کے سامنے جھگڑے کی آواز سنی۔ اور جھگڑا کرنے والوں کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ میں بھی ایک انسان ہوں۔ اس لیے جب میرے یہاں کوئی جھگڑا لے کر آتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ (فریقین میں سے ایک فریق کی بحث دوسرے فریق سے عمدہ ہو) میں سمجھتا ہوں کہ وہ سچا ہے۔ اور اس طرح میں اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں۔ لیکن اگر اس کو (اس کے ظاہر بیان پر بھروسہ کر کے) کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو دوزخ کا

١١١٤ - البخاري في: 46 كتاب المظالم: 16 باب إثم من خاصم في باطل وهو يعلمه (2458) مسلم (1713)-

[1] [صحيح: إرواء الغليل (1938) دار قطني (4/ 218)]

فَلْيَتْرُكْهَا))۔ ایک ٹکڑا اس کو دلا رہا ہوں پس چاہے وہ لے جائے یا چھوڑ دے۔

لغوی توضیح اَبْلَغَ زیادہ بلیغ بات کرنے والا (ہوشیار، چرب زبان، یعنی دلائل مؤثر انداز میں پیش کرے)۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ قاضی کا فیصلہ ظاہری طور پر نافذ ہوگا باطنی طور پر نہیں یعنی اگر قاضی ظاہری دلائل وشواہد کی بنا پر کوئی غلط فیصلہ کر دے تو وہ کام صحیح نہیں ہوگا یعنی قاضی کے فیصلے سے نہ تو کوئی حرام کام حلال ہوگا اور نہ ہی حلال کام حرام مثلاً اگر کوئی قاضی جھوٹی گواہیوں کی بنا پر کسی عورت کو کسی مرد کی منکوحہ قرار دے دے حالانکہ وہ اس کی منکوحہ نہ ہو تو اس کے فیصلے سے وہ اس کی بیوی نہیں بن جائے گی اور نہ ہی اس کے لیے اس سے ہم بستری حلال ہوگی۔

باب قضية هند

ہند ابوسفیان کی بیوی کے جھگڑے کا فیصلہ

١١١٥۔ حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا 'اَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ' قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ' وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ' اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ: ((خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ابوسفیان (ان کے شوہر) بخیل ہیں' اور مجھے اتنا نہیں دیتے جو میرے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو سکے' ہاں اگر میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال میں سے لے لوں (تو کام چلتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو دستور کے موافق اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو سکے۔

لغوی توضیح شَحِيْحٌ بخیل وکنجوس۔ مَعْرُوْف عرف وعادت، یعنی حسب حال جتنی ضرورت ہو۔

١١١٦۔ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها' قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ' قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْاَرْضِ مِنْ اَهْلِ خِبَاءٍ' اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَذِلُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَهْلَ خِبَاءٍ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ' قَالَ: ((وَاَيْضًا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ)) قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ' فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا (اسلام لانے کے بعد) حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ! روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت آپ کے گھرانے کی ذلت سے زیادہ میرے لیے خوشی کا باعث نہیں تھی۔ لیکن اب کسی گھرانے کی عزت روئے زمین پر آپ کے گھرانے کی عزت سے زیادہ میرے لیے خوشی کی وجہ نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں ابھی اور ترقی ہوگی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! پھر ہندہ نے کہا یا رسول اللہ! ابوسفیان بہت بخیل ہیں تو کیا اس میں کچھ حرج ہے اگر میں ان کے مال میں سے (ان کی اجازت کے بغیر) بال بچوں کو کھلا پلا دیا کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں

١١١٥۔ البخاري في: 69 كتاب النفقات: 9 باب إذا لم ينفق الرجل فللمراة...(2211) مسلم (1714) ابن ماجه (2293)۔

١١١٦۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 23 باب ذكر هند بنت عتبة۔

لَهُ عِيَالَنَا ؟ قَالَ: ((لَا أُرَاهُ إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ)) ۔ (حرج ہے) لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ دستور کے مطابق ہونا چاہیے۔

لغوی توضیح خِبَاء اُون کا بنا ہوا خیمہ، پھر یہ لفظ گھر پر بھی بولا جاتا ہے۔ مِسِّيْك بخیل و کنجوس۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ بیوی بچوں کا خرچہ شوہر کے ذمہ واجب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر شوہر مالدار ہونے کے باوجود حسب ضرورت خرچہ نہ دے تو بیوی خفیہ طور پر بھی اس کے مال سے ضرورت کے مطابق خرچہ لے سکتی ہے۔

(5) باب النهي عن كثرة المسائل من غير حاجة والنهي عن منع وهات وهو الامتناع من اداء حق لزمه او طلب ما لا يستحقه

ضرورت سے زیادہ سوالات پوچھنے' اپنے اوپر واجب الادا حقوق ادا نہ کرنے لیکن دوسروں سے بغیر حق کے مطالبہ کرنے کی ممانعت

١١١٧ ۔ حدیث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ : قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ ' وَوَأْدَ الْبَنَاتِ ' وَمَنْعًا وَهَاتِ ' وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ : وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ ' وَإِضَاعَةَ الْمَالِ)) ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں (اور باپ) کی نافرمانی' لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا' (واجب حقوق کی) ادائیگی نہ کرنا' اور (دوسروں کا مال ناجائز طریقہ پر) دبالینا حرام قرار دیا ہے۔ اور فضول بکواس کرنے' اور کثرت سے سوالات کرنے اور مال ضائع کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

لغوی توضیح عُقُوْق نافرمانی (یعنی والدین کو اپنے قول یا فعل سے اذیت پہنچانا حرام ہے)۔ وَأْدَ الْبَنَات بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا (یہ اہل جاہلیت کا قبیح عمل تھا)۔ مَنْعًا وَهَاتِ روک لینا اور (کہنا) لاؤ۔ مراد ہے خود دوسروں کے واجب حقوق (مثلاً زکوۃ و صدقات اور حسن سلوک وغیرہ) ادا نہ کرنا اور پھر دوسروں سے کہنا مجھے ہر چیز دو۔ قِيْلَ وَقَالَ مراد ایسی فضول گفتگو ہے جس کا نہ تو دنیا میں کوئی فائدہ ہو اور نہ ہی آخرت میں۔ كَثْرَةَ السُّؤَالِ بلا ضرورت دوسروں کے ذاتی معاملات کے متعلق سوال کرتے پھرنا یا علماء کو پھنسانے کے لیے زیادہ سوال کرنا وغیرہ۔ إِضَاعَةَ الْمَالِ مال کا ضیاع (خواہ وہ کسی بھی طریقے سے ہو)۔

(6) باب بيان اجر الحاكم اذا اجتهد فاصاب او اخطا

جب حاکم اپنے اجتہاد سے کوئی فیصلہ کرتا ہے وہ صحیح ہو یا غلط دونوں صورتوں میں اسے اجر ملتا ہے

١١١٨ ۔ حدیث عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ' أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ ' وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ)) ۔

حضرت عمرو بن العاص ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب حاکم کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے۔ اور جب کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے ایک ثواب ملتا ہے۔

١١١٦ ۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 23 باب ذكر هند بنت عتبة ۔

١١١٧ ۔ البخاري في: 43 كتاب الاستقراض: 19 باب ما ينهى عن إضاعة المال (1477) مسلم (593) ابن حبان (5555) ۔

١١١٨ ۔ البخاري في: 96 كتاب الاعتصام: 21 باب اجر الحاكم إذا اجتهد فاصاب... (7352) مسلم (1716) ۔

لغوی توضیح: فَلَهُ اَجْرَانِ اس کے لیے دُہرا ثواب ہے (ایک اجتہاد و کوشش کا اور دوسرا درست رائے تک پہنچنے کا)۔ فَلَهُ اَجْرٌ اسے ایک ثواب ملتا ہے (یعنی صرف اجتہاد و کوشش کا)۔

(7) باب کراهة قضاء القاضي وهو غضبان

قاضی کے لئے غصے کی حالت میں فیصلہ کرنا مکروہ ہے

١١١٩ ـ حديث أَبِي بَكْرَةَ ؓ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِهِ، وَكَانَ بِسِجِسْتَانَ، بِأَنْ لَا تَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ))۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے کو لکھا اور وہ اس وقت سجستان میں تھے کہ دو آدمیوں کے درمیان اس وقت فیصلہ نہ کرنا جب تم غصہ میں ہو کیونکہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ کوئی ثالث دو آدمیوں کے درمیان اس وقت فیصلہ نہ کرے جب وہ غصہ میں ہو۔

فهم الحديث: معلوم ہوا کہ قاضی یا جج کے لیے غصے کی حالت میں فیصلہ کرنا حرام ہے۔ بحالتِ غصہ فیصلہ کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس حالت میں صحیح اجتہاد نہ ہونے کی بنا پر غلط فیصلہ ہونے کا امکان ہے' اسی پر قیاس کرتے ہوئے اہل علم نے ہر اُس حالت میں فیصلہ کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے جس میں انسان فیصلے پر مکمل توجہ نہ دے سکتا ہو مثلاً شدید بھوک اور غلبہ نیند وغیرہ۔

(8) باب نقض الاحكام الباطلة و رد محدثات الامور

غلط فیصلوں کو باطل قرار دینے اور نئی باتوں (بدعات) کو رد کر دینے کا حکم

١١٢٠ ـ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے ہمارے دین میں از خود کوئی ایسی چیز نکالی جو اس میں نہیں تھی تو وہ رد ہے۔

فهم الحديث: اس باب میں یہ حدیث لانے کا مقصد یہ ہے کہ اگر قاضی کتاب و سنت کے خلاف کوئی فیصلہ کرے (خواہ جہالت سے یا غلطی سے) تو اس کا فیصلہ رد کر دیا جائے گا۔ لہٰذا قاضی کو ہر معاملے میں کتاب و سنت کی طرف ہی رجوع کرنا چاہیے۔

(10) باب بيان اختلاف المجتهدين

مجتہدین کے درمیان اختلاف فطری بات ہے

١١٢١ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا، جَاءَ الذِّئْبُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ دو عورتیں تھیں اور دونوں کے ساتھ دونوں کے بچے تھے۔ اتنے میں ایک بھیڑیا آیا اور ایک عورت کے بچے کو اٹھا لے گیا۔ ان

١١١٩ ـ البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 13 باب هل يقضي الحاكم... (7158) مسلم (1717) ابوداود (3589)۔

١١٢٠ ـ البخاري في: 53 كتاب الصلح: 5 باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود (2697) مسلم (1718)۔

١١٢١ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 40 باب قول الله تعالى ووهبنا لداود سليمان (3427) مسلم (1720)۔

فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدَاهُمَا ' فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرَى اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا اِلَى دَاوُدَ ' فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى ' فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ ' فَقَالَ : ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ اَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا ' فَقَالَتِ الصُّغْرَى : لَا تَفْعَلْ ' يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ' هُوَ ابْنُهَا ۔ فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى))۔

دونوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ بھیڑیا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے اور دوسری نے کہا کہ تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے۔ دونوں داؤد علیہ السلام کے یہاں اپنا مقدمہ لے گئیں۔ آپ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ دونوں سلیمان علیہ السلام کے یہاں آئیں اور انہیں اس جھگڑے کی خبر کر دی انہوں نے فرمایا کہ اچھا چھری لاؤ۔ میں اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کے درمیان بانٹ دوں۔ چھوٹی عورت نے یہ سن کر کہا' اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ ایسا نہ کیجئے' میں نے مان لیا کہ یہ اسی بڑی کا لڑکا ہے۔ اس پر سلیمان علیہ السلام نے اس چھوٹی کے حق میں فیصلہ کیا۔

لغوی توضیح فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى داؤد علیہ السلام نے بچے کا بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا (کیونکہ بچہ اسی کے ہاتھ میں تھا اور چھوٹی کے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں تھا)۔ اَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا میں اس کے دو ٹکڑے کر دیتا ہوں، ایک بڑی کے لیے اور ایک چھوٹی کے لیے۔ فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا (کیونکہ اگر بڑی ماں ہوتی تو وہ بچے کو کاٹنے کے فیصلہ پر کبھی راضی نہ ہوتی)۔ معلوم ہوا کہ اعتراف کے برخلاف بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے جبکہ حاکم کے سامنے یہ ظاہر ہو جائے کہ حق اعتراف کے برعکس ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حقیقت ظاہر ہونے پر قاضی اپنے جیسے یا اپنے سے بڑے قاضی کا فیصلہ منسوخ بھی کر سکتا ہے۔

(11) باب استحباب اصلاح الحاكم بين الخصمين

حاکم وقت کا دونوں فریقوں کے درمیان صلح کرا دینا ہی بہتر ہے

۱۱۲۲۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ ' فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عِقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ ' فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ : خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي ' اِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْاَرْضَ وَلَمْ اَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْاَرْضُ : اِنَّمَا بِعْتُكَ الْاَرْضَ وَمَا فِيهَا فَتَحَاكَمَا اِلَى رَجُلٍ ۔ فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا اِلَيْهِ : اَلَكُمَا وَلَدٌ ؟ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ایک شخص نے دوسرے شخص سے مکان خریدا۔ مکان کے خریدار کو اس مکان میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا۔ جس سے وہ مکان اس نے خریدا تھا' اس سے اس نے کہا بھائی گھڑا لے جا۔ کیونکہ میں نے تم سے گھر خریدا ہے سونا نہیں خریدا تھا۔ لیکن پہلے مالک نے کہا کہ میں نے گھر کو ان تمام چیزوں سمیت تمہیں بیچ دیا تھا جو اس کے اندر موجود ہیں۔ یہ دونوں ایک تیسرے شخص کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے پوچھا کہ تمہارے ہاں کوئی اولاد ہے؟ اس پر ایک نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری

۱۱۲۲۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (3472) مسلم (1721) ابن حبان (720)۔

أَحَدُهُمَا: لِي غُلَامٌ، وَقَالَ الآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ، قَالَ: أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ، وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا))۔

ایک لڑکی ہے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے کہا کہ لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو اور سونا انہی پر خرچ کر دو اور خیرات بھی کر دو۔

لغوی توضیح: عَقَارًا زمین اور اس پر درخت وغیرہ جو کچھ بھی ہو (مراد ہے گھر)۔ جَرَّۃ گھڑا۔

[31] كِتَابُ اللُّقَطَةِ
گری پڑی چیز اٹھانے کے مسائل

١١٢٣۔ حدیث زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ ﷺ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ: ((اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا، وَإِلَّا فَشَأْنُكَ بِهَا)) قَالَ: فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ)) قَالَ: فَضَالَّةُ الإِبِلِ؟ قَالَ: ((مَالَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا))۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور آپ سے لقطہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی تھیلی اور اس کے بندھن کی خوب جانچ کر لو۔ پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہو۔ اس عرصے میں اگر اس کا مالک آ جائے (تو اسے دے دو) ورنہ پھر وہ چیز تمہاری ہے۔ سائل نے پوچھا' اور گمشدہ بکری؟ آپ نے فرمایا' وہ تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی ہے یا پھر بھیڑیئے کی ہے۔ سائل نے پوچھا' اور گمشدہ اونٹ؟ آپ نے فرمایا' تمہیں اس سے کیا مطلب؟ اس کے ساتھ اسے سیراب رکھنے والی چیز ہے اور اس کا گھر ہے۔ پانی پر بھی وہ جا سکتا ہے اور درخت (کے پتے) بھی کھا سکتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پا جائے۔

لغوی توضیح: لقطه سے مراد ایسی گمشدہ چیز ہے جو راستے میں گری پڑی ملے یا اس کا مالک لاپتہ ہو۔ عِفَاص وہ برتن جس میں لقطہ ملے خواہ وہ برتن چمڑے کا ہو یا کپڑے کا۔ وِكَاء وہ دھاگہ یا تسمہ جس سے تھیلے وغیرہ کا منہ باندھا جاتا ہے۔ عَرِّفْ تشہیر کرو/اعلان کرو۔ ضَالَّة گمشدہ چیز۔ سِقَاء سے مراد اونٹ کا اندرونی وہ حصہ ہے جہاں وہ پانی جمع کر لیتا ہے اور پھر اسے ایک دو دن تک پانی پینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حِذَاء جوتی، یہاں مراد ہے اونٹ کے کھر جو اس کے لیے جوتی کے ہی قائم مقام ہیں۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ گری پڑی چیز کا سال بھر اعلان کرنا چاہیے، اگر مالک نہ آئے تو پھر اسے استعمال میں لانا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گری پڑی چیز کی بھی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جسے سال بھر تشہیر و اعلان کے بعد اپنے استعمال میں لانے کے لیے اٹھایا جا سکتا ہے اور وہ نقدی' مختلف ساز و سامان اور ایسے جانور ہیں جو درندوں سے اپنی حفاظت نہیں کر سکتے۔ دوسری قسم ان

١١٢٣۔ البخاری فی: 42 کتاب المساقاة: 12 باب شرب الناس...(91) مسلم (1722) ترمذی (1372)۔

جانوروں کی ہے جو اپنی حفاظت خود کر سکتے ہیں' انہیں نہ تو اٹھانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی حفاظت کی مثلاً گمشدہ اونٹ۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اگر گری پڑی چیز معمولی نوعیت کی ہو (جیسے ایک درہم، ایک کھجور وغیرہ) تو پھر اسے تین دن اعلان کے بعد کھایا جا سکتا ہے۔[1]

۱۱۲٤۔ حديث أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه قَالَ : وَجَدْتُ صُرَّةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ ' فِيهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ ' فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ ' فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا حَوْلًا)) فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ' ثُمَّ أَتَيْتُ ' فَقَالَ : ((عَرِّفْهَا حَوْلًا)) فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ' ثُمَّ أَتَيْتُهُ ' فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا حَوْلًا)) فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ' ثُمَّ أَتَيْتُهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ : ((اعْرِفْ عِدَّتَهَا وَوِكَائَهَا وَوِعَاءَ هَا ' فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا ' وَإِلَّا اسْتَمْتِعْ بِهَا)) ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں مجھ کو ایک تھیلی مل گئی تھی' جس میں سو دینار تھے۔ میں اسے لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ' میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا' اور پھر حاضر ہوا' (کہ مالک ابھی تک نہیں ملا) آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اور اعلان کر' میں نے ایک سال تک اس کا پھر اعلان کیا' اور حاضر خدمت ہوا۔ اس مرتبہ بھی آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اور اعلان کر' میں نے پھر ایک سال تک اعلان کیا اور جب چوتھی مرتبہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ رقم کے عدد' تھیلی کا بندھن' اور اس کی ساخت کو خیال میں رکھ' اگر اس کا مالک مل جائے تو اسے دے دے ورنہ اسے اپنی ضروریات میں خرچ کر۔

فهم الحديث: اس حدیث میں جو تین سال تک اعلان کا ذکر ہے اس کے متعلق اہل علم نے کہا ہے کہ واجب ایک سال اعلان کرنا ہی ہے، بقیہ دو سال کا ذکر محض احتیاط اور مزید تقویٰ و پرہیز گاری کی غرض سے ہے۔

(2) باب تحريم حلب الماشية بغير اذن مالكها

مالک کی اجازت کے بغیر جانور کا دودھ دوہنا حرام ہے

۱۱۲۵۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ امْرِئٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ ' أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ ' فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ ؟ فَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کوئی شخص کسی دوسرے کے دودھ کے جانور کو مالک کی اجازت کے بغیر نہ دوہے۔ کیا کوئی شخص پسند کرے گا کہ ایک غیر شخص اس کے گودام میں پہنچ کر اس کا ذخیرہ کھولے اور وہاں سے اس کا غلہ چرا لائے؟ لوگوں کے مویشی کے تھن بھی ان کے لیے کھانا یعنی (دودھ کے) گودام ہیں۔ اس لیے انہیں بھی مالک کی اجازت کے بغیر نہ دوہا جائے۔

۱۱۲٤۔ البخاری فی: 45 کتاب اللقطة: 10 باب هل یاخذ اللقطة...(2426) مسلم (1723) ترمذی (1374)۔

۱۱۲۵۔ البخاری فی: 45 کتاب اللقطة: 8 باب لا تحتلب ماشية احد بغير إذن (2435) مسلم (1726) ابن ماجه (2302)۔

[1] [عبدالرزاق (10/ 142)' (18637)]

لغوی توضیح: مَشْرُبَۃ وہ کمرہ جہاں غلہ اور گھر کا سامان سٹور کیا جاتا ہے۔ تَخْزُنُ جمع کرتے ہیں، ذخیرہ کرتے ہیں۔ ضُرُوْعُ مَوَاشِیْھِمْ لوگوں کے مویشیوں کے تھن۔ معلوم ہوا کہ جیسے کسی کی محفوظ کر کے رکھی ہوئی چیز بلا اجازت استعمال کرنا جائز نہیں اسی طرح بغیر اجازت کسی کے مویشیوں کا دودھ دوہنا بھی جائز نہیں۔

(3) باب الضیافۃ ونحوھا

مہمان نوازی کا بیان

١١٢٦۔ حدیث اَبِی شُرَیْحِ الْعَدَوِی رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعَتْ اُذُنَایَ، وَاَبْصَرَتْ عَیْنَایَ، حِیْنَ تَکَلَّمَ النَّبِیُّ ﷺ، فَقَالَ: ((مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیُکْرِمْ جَارَہُ، وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہُ جَائِزَتَہُ)) قَالَ: وَمَا جَائِزَتُہُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: یَوْمٌ وَلَیْلَۃٌ، وَالضِّیَافَۃُ ثَلَاثَۃُ اَیَّامٍ، فَمَا کَانَ وَرَاءَ ذٰلِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ عَلَیْہِ، وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ))۔

حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب رسول اللہ ﷺ گفتگو فرما رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی دستور کے مطابق ہر طرح سے عزت کرے۔ اور پوچھا یارسول اللہ! دستور کے موافق کب تک ہے؟ فرمایا ایک دن اور ایک رات اور میزبانی تین دن کی ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔ اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ بہتر بات کہے یا خاموش رہے۔

لغوی توضیح: جَائِزَۃ تحفہ، عطیہ۔ مراد ہے مہمان کی خدمت کے لیے خصوصی اہتمام جو ایک دن اور رات ہے۔ اَلضِّیَافَۃُ ثَلَاثَۃُ اَیَّامٍ ضیافت تین دن ہے۔ لہٰذا مہمان کے لائق نہیں کہ تین دن سے زیادہ میزبان کے ہاں رُکے۔

١١٢٧۔ حدیث اَبِی شُرَیْحِ الْکَعْبِی رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہُ، جَائِزَتُہُ یَوْمٌ وَلَیْلَۃٌ، وَالضِّیَافَۃُ ثَلَاثَۃُ اَیَّامٍ، فَمَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ، وَلَا یَحِلُّ لَہُ اَنْ یَثْوِیَ عِنْدَہُ حَتّٰی یُحْرِجَہُ))۔

حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ اور آخرت کے دین پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنا چاہیے۔ اس کی خاطر داری بس ایک دن اور رات کی ہے۔ اور مہمانی تین دن اور راتوں کی۔ اس کے بعد جو ہو وہ صدقہ ہے۔ اور مہمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے میزبان کے پاس اتنے دن ٹھہر جائے کہ اسے تنگ کر ڈالے۔

١١٢٨۔ حدیث عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی ﷺ سے عرض

١١٢٦۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 31 باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ۔

١١٢٧۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 85 باب إکرام الضیف وخدمتہ إیاہ بنفسہ۔

١١٢٨۔ البخاری فی: 46 کتاب المظالم: 18 باب قصاص المظلوم إذا وجد مال ظالمہ (2461) مسلم (1727)۔

: قُلْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَقْرُوْنَا ' فَمَا تَرَى فِيْهِ ؟ فَقَالَ لَنَا : ((إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأُمِرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا ' فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ))۔

کیا' آپ ہمیں (مختلف علاقوں میں) بھیجتے ہیں۔اور (بعض دفعہ) ہمیں ایسے لوگوں میں اترنا پڑتا ہے کہ وہ ہماری ضیافت تک نہیں کرتے' آپ کی ایسے مواقع پر کیا ہدایت ہے؟ آپ نے ہم سے فرمایا' اگر تمہارا قیام کسی قبیلے میں ہو اور تم سے ایسا برتاؤ کیا جائے جو کسی مہمان کے لیے مناسب ہے' تو تم اسے قبول کرلو۔لیکن اگر وہ نہ کریں تو تم خود مہمانی کا حق ان سے وصول کرلو۔

لغوی توضیح لَا يَقْرُوْنَا وہ ہماری ضیافت نہیں کرتے۔ فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ خود ان سے مہمانی کا حق وصول کرلو۔معلوم ہوا کہ ضیافت میزبان پر مہمان کا حق ہے حتی کہ اگر کوئی مہمانی میں کوتاہی کرے تو مہمان جتنی مہمانی کا مستحق ہے اتنی زبردستی بھی میزبان سے وصول کرسکتا ہے (یہاں یہ یاد رہے کہ فتنہ وفساد سے بچنا مہمانی وصول کرنے سے زیادہ اہم ہے)۔

(1) باب جواز الاغارة على الكفار الذين بلغتهم دعوة الاسلام من غير تقدم الاعلام بالاغارة

جن کافروں کو دعوت اسلام دی جاچکی ہو (اور انہوں نے اسلام قبول نہ کیا ہو) ان پر پیشگی اطلاع دیئے بغیر حملہ کیا جاسکتا ہے

١١٢٩ - حديث عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَغَارَ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّوْنَ ' وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى الْمَاءِ ' فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ ' وَسَبَى ذَرَارِيَّهُمْ ' وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ ۔ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فِي ذَلِكَ الْجَيْشِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے بنو مصطلق پر جب حملہ کیا تو وہ بالکل غافل تھے۔اور ان کے مویشی پانی پی رہے تھے۔ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا گیا اور عورتوں بچوں کو قید کرلیا گیا ہے۔انہی قیدیوں میں جویریہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) بھی تھیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خود بھی اسلامی فوج کے ہمراہ تھے۔

لغوی توضیح الجهاد پوری طاقت صرف کرنا' دشمن کے ساتھ لڑائی کرنا اور محنت ومشقت کرنا وغیرہ۔اصطلاحاً جہاد کی مختلف تعریفات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ انتھک محنت وکوشش جہاد میں شامل ہے جو کسی بھی طریقے سے غلبۂ اسلام کی نیت سے کی جائے

١١٢٩ - البخاري في: 49 كتاب العتق: 13 باب من ملك من العرب رقيقا (2541) مسلم (1730) ابو داود (2633) ۔

خواہ وہ محنت انفرادی ہو یا اجتماعی' لسانی ہو یا قلمی' مالی ہو یا جانی۔ اَغَارَ شب خون مارا۔ غَارُّوْنَ غافل تھے۔ مُقَاتِلَتَهُمْ یعنی لڑائی کے قابل مرد (اس میں بچے' بوڑھے اور عورتیں شامل نہیں)۔ سَبَى قیدی بنالیا۔ ذَرَارِیْهِمْ ان کی اولاد یا نسل انسانی۔

(3) باب في الامر بالتيسير وترك التنفير

دشمنوں سے نرمی کرنا اور نفرت نہ دلانا

١١٣٠ ۔ حدیث اَبِی مُوْسَی ﷺ وَ مُعَاذِ ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِی بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ ، قَالَ : بَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ جَدَّهُ اَبَا مُوْسَی وَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ ، فَقَالَ : ((یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا ، وَبَشِّرَا وَ لَا تُنَفِّرَا ، وَتَطَاوَعَا)) ۔

حضرت سعید بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے دادا حضرت ابو موسیٰ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا کہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا' ان کو دشواریوں میں نہ ڈالنا۔ لوگوں کو خوش خبریاں دینا' دین سے نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں موافقت رکھنا۔

١١٣١ ۔ حدیث اَنَسٍ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ : ((یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا ، وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' آسانی کرو اور سختی نہ کرو' اور خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ۔

فهم الحديث یہ روایات جہاد کے سلسلے میں ذکر کرنے کا مقصد مجاہدین کو یہ ترغیب دلانا ہے کہ وہ ہر مقام پر ظلم وزیادتی سے بچیں اور نرمی وشفقت کا پہلو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔

(4) باب تحريم الغدر

عہد شکنی حرام ہے

١١٣٢ ۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اِنَّ الْغَادِرَ یُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیُقَالُ : هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ)) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عہد توڑنے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا۔ اور پکارا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی دغابازی کا نشان ہے۔

لغوی توضیح الْغَادِر دغاباز، عہد شکن۔ لِوَاء جھنڈا۔

فهم الحديث ان روایات میں عہد شکنی کی مذمت وحرمت کا بیان ہے۔ نبی ﷺ نے عہد شکنی سے منع بھی فرمایا ہے[1] اور یہ بھی فرمایا کہ میں عہد شکنی نہیں کرتا۔[2] یاد رہے کہ ان روایات میں عہد شکنی کرنے والے کا ذکر عام ہے، جس میں حاکم ومحکوم سب شامل ہیں۔

١١٣٣ ۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا،

١١٣٠ ۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 60 باب بعث ابی موسی ومعاذ... ، مسلم (1732) ابوداود (4835) ۔
١١٣١ ۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 11 باب ما کان النبی ﷺ یتخولهم ...(69) مسلم (1734) ۔
١١٣٢ ۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 99 باب ما یدعی الناس بآبائهم (3188) مسلم (1735) ترمذی (1581) ۔
١١٣٣ ۔ البخاری فی: 58 کتاب الجزية: 22 باب إثم الغادر للبر والفاجر (3186) مسلم (1736) ابن ماجه (2872)۔

[1] [مسلم (1731) ابن ماجه (2858)]
[2] [صحیح: صحیح ابو داود' ابو داود (2758)]

مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُنْصَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ))۔

قیامت کے دن ہر دغا باز کے لیے ایک جھنڈا ہوگا، وہ جھنڈا (اس کے پیچھے) گاڑ دیا جائے گا اور اس کے ذریعہ اسے پہچانا جائے گا۔

(5) باب جواز الخداع في الحرب

جنگ میں دشمن کو دھوکا دینا جائز ہے

١١٣٤۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْحَرْبُ خُدْعَةٌ))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، جنگ تو دھوکہ ہی ہے۔

١١٣٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمَّى النَّبِيُّ ﷺ الْحَرْبَ خُدْعَةً۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے جنگ کا نام دھوکہ رکھا ہے۔

لغوی توضیح: اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ جنگ دھوکہ ہے۔ معلوم ہوا کہ جنگ میں دھوکہ جائز ہے۔ اس کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جس جانب حملہ کے لیے جانا ہو اس کے مخالف کسی اور سمت کے حالات دریافت کرنا تاکہ کوئی جاسوس مخبری نہ کر سکے وغیرہ۔

(6) باب كراهة تمني لقاء العدو والامر بالصبر عند اللقاء

جنگ کی آرزو کرنا مکروہ ہے مگر دشمن سے مقابلہ درپیش ہو تو صبر واستقلال سے کام لینا لازم ہے

١١٣٦۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دشمن سے لڑنے بھڑنے کی تمنا نہ کرو، ہاں اگر جنگ شروع ہو ہی جائے تو پھر صبر سے کام لو۔

١١٣٧۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، حِينَ خَرَجَ إِلَى الْحَرُورِيَّةِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ

حضرت عمر بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ جب خوارج سے لڑنے کے لیے حروریہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو انہیں عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا خط ملا۔ اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ رسول ﷺ نے ایک لڑائی کے موقعہ پر انتظار کیا، پھر جب سورج ڈھل گیا، تو آپ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے لوگو! دشمن سے لڑائی بھڑائی کی تمنا نہ کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے سلامتی مانگو، ہاں! جب جنگ چھڑ جائے تو پھر صبر کیے

١١٣٤۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 157 باب الحرب خدعة (3030) مسلم (1739) ابوداود (2636)۔

١١٣٥۔ البخاري في: كتاب الجهاد: 157 باب الحرب خدعة (3029) مسلم (1740) احمد (1818)۔

١١٣٦۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 156 باب لا تمنوا لقاء العدو (3026) مسلم (1741) احمد (10778)۔

١١٣٧۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 156 باب لا تمنوا لقاء العدو (2818) مسلم (1742) ابن ماجه (2796)۔

، وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ)) ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ)).

رہو اور ڈٹ کر مقابلہ کرو' اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ پھر آپ نے یوں دعا کی' اے اللہ! کتاب (قرآن) کے نازل فرمانے والے' اے بادلوں کے چلانے والے' اے احزاب کو (یعنی جماعتوں کو) شکست دینے والے' ہمارے دشمن کو شکست دے۔ اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

لغوی توضیح لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ دشمن سے ملاقات کی تمنا نہ کرو (کیونکہ اس میں تکلیف، نقصان اور زخم ضرور پہنچیں گے خواہ اللہ کی مدد آ بھی جائے)۔ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُم فَاصْبِرُوا اور اگر تمہاری دشمن سے ملاقات ہو جائے تو پھر (جو بھی تکلیف پہنچے اس پر) صبر کرو۔ معلوم ہوا کہ جنگ کی آرزو نہیں کرنی چاہیے، لیکن اگر جنگ چھڑ جائے تو پھر فرار اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ مُجْرِی چلانے والا۔ السَّحَاب بادلوں کو۔ هَازِم شکست دینے والا۔

(8) باب تحريم قتل النساء والصبيان في الحرب

جنگ میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا حرام ہے

۱۱۳۸۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ، فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ ﷺ، مَقْتُولَةً، فَأَنْكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے ایک غزوہ (غزوۂ فتح) میں ایک عورت مقتول پائی گئی۔ تو آنحضرت ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل پر انکار کا اظہار فرمایا۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ دوران جنگ عورتوں، بچوں (بوڑھوں اور معذوروں وغیرہ) کو قتل کرنا جائز نہیں، البتہ اگر یہ لوگ جنگ میں شریک ہوں تو پھر ان کا قتل کیا جا سکتا ہے، اسی طرح اگر رات کے وقت کفار پر حملے کی صورت میں دشمن تک پہنچنے کے لیے عورتوں اور بچوں وغیرہ کا قتل ناگزیر ہو جائے تو پھر انہیں مارنے میں بھی کوئی حرج نہیں، جیسا کہ آئندہ حدیث اس کا ثبوت ہے۔

(9) باب جواز قتل النساء والصبيان في البيات من غير تعمد

شب خون مارتے وقت بلاقصد عورتیں اور بچے قتل ہو جائیں تو جائز ہے

۱۱۳۹۔ حديث الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رضي الله عنه، قَالَ: مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ، وَسُئِلَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ مِنَ

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مقام ابواء یا ودان میں میرے پاس سے گزرے تو آپ سے پوچھا گیا کہ مشرکین کے جس قبیلے پر شب خون مارا جائے گا کیا ان کی عورتوں اور بچوں کو

۱۱۳۸۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 147 باب قتل الصبيان في الحرب (3014) مسلم (1744) ترمذی (1569)۔

۱۱۳۹۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 146 باب اهل الدار يبيتون...(3012) مسلم (1745) ابوداود (2672)۔

الْمُشْرِكِيْنَ ' فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ قَالَ: ((هُمْ مِنْهُمْ))۔

بھی قتل کرنا درست ہوگا؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی انہی میں سے ہیں۔

لغوی توضیح يُبَيَّتُوْنَ تبییت سے ہے، معنی ہے شب خون مارنا، یعنی رات کے وقت جب دشمن غافل ہو اس پر حملہ کر دینا۔

(10) باب جواز قطع اشجار الكفار وتحريقها

کافروں کے درخت کاٹنا اور جلانا جائز ہے

۱۱٤٠۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ' قَالَ : حَرَّقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ ' وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ ' فَنَزَلَتْ ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ﴾ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے بنی نضیر کے کھجوروں کے باغات جلوا دیئے تھے اور ان کے درختوں کو کٹوا دیا تھا یہ باغات مقام بویرہ میں تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''جو درخت تم نے کاٹ دیئے ہیں یا جنہیں تم نے چھوڑ دیا ہے کہ وہ اپنی جڑوں پر کھڑے رہیں تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا ہے۔'' [الحشر: ۵]

لغوی توضیح بَنِي النَّضِيْرِ یہود کا ایک قبیلہ، جنہوں نے نبی ﷺ سے عہد شکنی کی۔ اَلْبُوَيْرَة مدینہ میں ایک معروف مقام کا نام۔ لِيْنَة کھجور کے درختوں کی ایک قسم۔ معلوم ہوا کہ دورانِ جنگ اگر مسلمانوں کی مصلحت تقاضا کرے اور شدید جنگی ضرورت پیش آجائے تو پھر پھلدار درخت کاٹے اور جلائے جا سکتے ہیں بصورتِ دیگر (فساد وغیرہ کی غرض سے) ایسا کرنا درست نہیں۔

(11) باب تحليل الغنائم هذه الامة خاصة

امت کے لیے مالِ غنیمت بطورِ خاص حلال کیا گیا ہے۔

۱۱٤۱۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ ' فَقَالَ لِقَوْمِهِ : لَا يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ ' وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا ' وَلَا اَحَدٌ بَنَى بُيُوْتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا ' وَلَا اَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا ' فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ ' اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ : اِنَّكِ مَاْمُوْرَةٌ وَاَنَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ایک نبی (یوشع علیہ السلام) نے غزوہ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی قوم (بنی اسرائیل) سے کہا' کہ میرے ساتھ کوئی ایسا شخص جس نے ابھی نئی شادی کی ہو اور بیوی کے ساتھ کوئی رات بھی نہ گزاری ہو اور وہ رات گزارنا چاہتا ہو اور وہ شخص جس نے گھر بنایا ہو اور ابھی اس کی چھت نہ پاٹ سکا ہو اور وہ شخص جس نے (حاملہ) بکری یا حاملہ اونٹنی خریدی ہو اور اسے ان کے بچے جننے کا انتظار ہو تو (ایسے لوگوں میں سے کوئی بھی) ہمارے ساتھ جہاد میں نہ چلے۔ پھر انہوں نے جہاد کیا' اور جب اس آبادی (اریحا) سے

۱۱٤٠۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 14 باب حديث بني النضير (2326) مسلم (1746) ابن ماجه (2844)۔

۱۱٤۱۔ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 8 باب قول النبي ﷺ احلت لكم الغنائم (3124) مسلم (1747)۔

مَامُوْرٌ ' اَللّٰهُمَّ ! احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ' فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ ' فَجَائَتْ (يَعْنِي النَّارَ) لِتَأكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا ' فَقَالَ : اِنَّ فِيكُمْ غُلُوْلًا ' فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ ' فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ ۔ فَقَالَ : فِيكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْيُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ : فِيكُمُ الْغُلُوْلُ ۔ فَجَائَا بِرَاْسٍ مِثْلِ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوْهَا ' فَجَاءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَاٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا)) ۔

قریب ہوئے تو عصر کا وقت ہو گیا یا اس کے قریب وقت ہوا۔ انہوں نے سورج سے فرمایا کہ تو بھی خدا کا تابع فرمان ہے اور میں بھی اس کا تابع فرمان ہوں۔ اے اللہ! ہمارے لیے اسے اپنی جگہ پر روک دے۔ چنانچہ سورج رک گیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے اموال غنیمت کو جمع کیا اور آگ اسے جلانے کے لیے آئی لیکن جلا نہ سکی۔ اس پر نبی علیہ السلام نے فرمایا' کہ تم میں سے کسی نے مال غنیمت میں چوری کی ہے۔ اس لیے ہر قبیلہ کا ایک آدمی آ کر میرے ہاتھ پر بیعت کرے (جب بیعت کرنے لگے تو) ایک قبیلہ کے شخص کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ چمٹ گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ چوری تمہارے ہی قبیلے والوں نے کی ہے۔ اب تمہارے قبیلے کے سب لوگ آئیں اور بیعت کریں۔ چنانچہ اس قبیلے کے دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ اسی طرح ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا' تو آپ نے فرمایا کہ چوری تم لوگوں نے ہی کی ہے۔ (آخر چوری مان لی گئی) اور وہ لوگ گائے کے سر کی طرح سونے کا ایک سر لائے (جو غنیمت میں سے چرالیا گیا تھا) اور اسے مال غنیمت میں رکھ دیا تب آگ آئی اور اسے جلا گئی پھر مال غنیمت اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے جائز قرار دے دی۔ ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھا' اس لیے ہمارے واسطے حلال قرار دے دی۔

لغوی توضیح مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ عورت کی شرمگاہ کا مالک بنا، مراد ہے نکاح کیا۔ اَنْ يَبْنِيَ بِهَا وہ اس سے ہم بستری کرنا چاہتا ہے۔ خَلِفَات حاملہ اونٹنیاں۔ فَقَالَ لِلشَّمْسِ انہوں نے سورج سے کہا (اس لیے کہ بروز جمعہ عصر کا وقت ہو گیا تھا اور کچھ ہی دیر میں سورج غروب ہونے والا تھا، جس کے ساتھ ہی ہفتہ کی رات شروع ہونے والی تھی اور یہ معلوم ہے کہ ان کے لیے ہفتہ کی رات اور دن عبادت کا دن تھا جس میں لڑائی جائز نہیں تھی)۔ اِحْبِسْهَا اسے روک دے (اس کی حرکت سست کر دے یا اس کے وقت میں برکت ڈال دے) غُلُوْلًا مال غنیمت میں خیانت۔ لَزِقَتْ چمٹ گیا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ پہلی امتوں پر مال غنیمت (جو دشمن سے لڑ کر حاصل ہو) حلال نہیں تھا بلکہ آگ آتی اور اسے کھا جاتی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا خصوصی فضل و کرم کرتے ہوئے اسے امت محمدیہ کے لیے حلال قرار دیا ہے۔

(12) باب الانفال

مالِ غنیمت کا بیان

١١٤٢۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنہما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعَثَ سَرِیَّۃً ' فِیھَا عَبْدُ اللّٰہِ ' قِبَلَ نَجْدٍ ' فَغَنِمُوْا اِبِلًا کَثِیْرًا ' فَکَانَتْ سِھَامُھُمْ اثْنَیْ عَشَرَ بَعِیْرًا اَوْ اَحَدَ عَشَرَ بَعِیْرًا ' وَنُفِّلُوْا بَعِیْرًا بَعِیْرًا ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی لشکر کے ساتھ تھے۔ غنیمت کے طور پر اونٹوں کی ایک بڑی تعداد اس لشکر کو ملی۔ اس لیے اس کے ہر سپاہی کو حصے میں بارہ بارہ گیارہ گیارہ اونٹ ملے تھے۔ اور ایک ایک اونٹ مزید انعام میں ملا۔

لغوی توضیح فَغَنِمُوْا انہوں نے مالِ غنیمت حاصل کیا۔ سِھَامُھُمْ جمع ہے سَھْم کی، معنی ہے حصہ۔ نُفِّلُوْا انہیں زیادہ دیا گیا (اس حصے سے جس کے وہ مستحق تھے)۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ حاکم وقت کو اختیار ہے کہ وہ سب غازیوں کو مالِ غنیمت کے مقررہ حصوں سے زیادہ بھی عطا کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر مناسب سمجھے تو کسی غازی کو بطورِ خاص اس کی حُسنِ کارکردگی کی بنا پر بھی کوئی چیز اضافی طور پر عنایت کر سکتا ہے۔ [1]

١١٤٣۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنہما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ یَبْعَثُ مِنَ السَّرَایَا لِاَنْفُسِھِمْ خَاصَّۃً ' سِوَی قِسْمِ عَامَّۃِ الْجَیْشِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ بعض مہموں کے موقع پر اس میں شریک ہونے والوں کو غنیمت کے عام حصوں کے علاوہ (خمس وغیرہ میں سے) اپنے طور پر بھی دیا کرتے تھے۔

(13) باب استحقاق القاتل سلب القتیل

مقتول کے مال و متاع کا حقدار وہ مجاہد ہے جس نے اسے قتل کیا

١١٤٤۔ حدیث اَبِی قَتَادَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَامَ حُنَیْنٍ ۔ فَلَمَّا الْتَقَیْنَا کَانَتْ لِلْمُسْلِمِیْنَ جَوْلَۃٌ ' فَرَاَیْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَاسْتَدَرْتُ حَتّٰی اَتَیْتُہٗ مِنْ وَرَائِہٖ حَتّٰی ضَرَبْتُہٗ بِالسَّیْفِ عَلٰی حَبْلِ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پھر جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو (ابتدا میں) اسلامی لشکر ہارنے لگا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ مشرکین کے لشکر کا ایک شخص ایک مسلمان کے اوپر چڑھا ہوا ہے۔ اس لیے میں فوراً ہی گھوم پڑا اور اس کے پیچھے سے آ کر تلوار اس کی گردن پر ماری۔ اب وہ شخص مجھ پر ٹوٹ پڑا' اور مجھے اتنی زور سے اس نے

١١٤٢۔ البخاری فی: 57 کتاب فرض الخمس: 15 باب ومن الدلیل علی...(3134) مسلم (1749) حمیدی (694)۔

١١٤٣۔ البخاری فی: 57 کتاب فرض الخمس: 15 باب ومن الدلیل علی ...(3135) مسلم (1750) ابوداود (2746)۔

١١٤٤۔ البخاری فی: 7 کتاب فرض الخمس: 18 باب من لم یخمس...(2100) مسلم (1751) ابن ماجہ (2837)۔

---

[1] [مسلم (1807) ابو داود (2752)]

عَاتِقِهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللّٰهِ ـ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا، وَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ، فَلَهُ سَلَبُهُ)) فَقُمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ ـ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ، فَلَهُ سَلَبُهُ)) فَقُمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ ـ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ مِثْلَهُ ـ فَقَالَ رَجُلٌ: صَدَقَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! وَسَلَبُهُ عِنْدِي، فَأَرْضِهِ عَنِّي فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضی اللہ عنہ: لَا هَا اللّٰهِ، إِذًا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللّٰهِ، يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ﷺ يُعْطِيكَ سَلَبَهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ)) فَأَعْطَاهُ، فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرِفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ، فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الإِسْلَامِ ـ

بھینچا کہ میری روح جیسے قبض ہونے کو تھی۔آ خر جب اس کو موت نے آ دبوچا' تب کہیں جا کر اس نے مجھے چھوڑا۔اس کے بعد مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ملے تو میں نے ان سے پوچھا کہ مسلمان اب کس حالت میں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جو اللہ کا حکم تھا وہی ہوا لیکن مسلمان ہارنے کے بعد پھر مقابلہ پر سنبھل گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ جس نے بھی کسی کافر کو قتل کیا ہو اور اس پر وہ گواہ بھی پیش کر دے تو مقتول کا سارا ساز و سامان اسے ہی ملے گا۔(ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا) میں بھی کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ میری طرف سے کون گواہی دے گا؟ (کہ میں نے اس شخص کو قتل کیا تھا) لیکن (جب کوئی نہ اٹھا تو) میں بیٹھ گیا۔ پھر دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (آج) جس نے کسی کافر کو قتل کیا اور اس پر اس کی طرف سے کوئی گواہ بھی ہو تو مقتول کا سارا سامان اسے ملے گا۔اس مرتبہ پھر میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میری طرف سے کون گواہی دے گا؟ اور پھر مجھے (گواہ نہ ملنے کی وجہ سے) بیٹھنا پڑا۔ تیسری مرتبہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی ارشاد دہرایا اور اس مرتبہ جب میں کھڑا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی دریافت فرمایا' کس چیز کے متعلق کہہ رہے ہو' ابوقتادہ؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سارا واقعہ بیان کر دیا' تو ایک صاحب (اسود بن خزاعی اسلمی) نے بتایا کہ ابوقتادہ سچ کہتے ہیں' یا رسول اللہ! اور اس مقتول کا سامان میرے پاس محفوظ ہے۔اور میرے حق میں انہیں راضی کر دیجئے (کہ وہ مقتول کا سامان مجھ سے نہ لیں) لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! اللہ کے ایک شیر کے ساتھ' جو اللہ اور اس کے رسول کے لیے لڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کریں گے کہ اس کا سامان تمہیں دے دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر نے سچ کہا ہے۔ پھر آپ نے سامان حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا

کہ پھر اس کی زرہ بیچ کر میں نے بنی سلمہ میں ایک باغ خرید لیا۔ اور یہ پہلا مال تھا جو اسلام لانے کے بعد میں نے حاصل کیا تھا۔

لغوی توضیح جَوْلَة اضطراب، شکست وفرار (یہ چیز لشکر کے بعض حصوں میں تھی سارے لشکر میں نہیں)۔ حَبْلِ عَاتِقِهِ اس کی گردن کا پٹھہ۔ فَلَهُ سَلَبُهُ اس کے لیے اس سے چھینا ہوا مال ہے (یعنی جو کچھ بھی کافر مقتول کے پاس ہو، کپڑے، زرہ وغیرہ)۔ تَأَثَّلْتُهُ میں نے حاصل کیا۔

فھم الحدیث یہ اور آئندہ حدیث ثبوت ہے کہ مقتول کافر سے چھینا ہوا مال اسے قتل کرنے والے مجاہد کو دیا جائے گا۔

١١٤٥۔ حديث عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ، فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَشِمَالِي، فَإِذَا أَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيثَةٍ أَسْنَانُهُمَا۔ تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا، فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا، فَقَالَ: يَا عَمِّ! هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا۔ فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ۔ فَغَمَزَنِي الْآخَرُ، فَقَالَ لِي مِثْلَهَا۔ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ، قُلْتُ: أَلَا إِنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتُمَانِي فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا، فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلَاهُ، ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَخْبَرَاهُ، فَقَالَ: ((أَيُّكُمَا قَتَلَهُ؟)) قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ،

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں، میں صف کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ میں نے جو دائیں بائیں جانب دیکھا، تو میرے دونوں طرف قبیلہ انصار کے دو نو عمر لڑکے تھے۔ میں نے آرزو کی، کاش! میں ان سے زبردست، زیادہ عمر والوں کے بیچ میں ہوتا۔ ایک نے میری طرف اشارہ کیا، اور پوچھا، چچا! آپ ابوجہل کو بھی پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! لیکن بیٹے، تم لوگوں کو اس سے کیا کام ہے؟ لڑکے نے جواب دیا، مجھے معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مجھے وہ مل گیا تو اس وقت تک میں اس سے جدا نہ ہوں گا جب تک ہم میں سے کوئی، جس کی قسمت میں پہلے مرنا ہوگا، مر نہ جائے۔ مجھے اس پر بڑی حیرت ہوئی۔ پھر دوسرے نے اشارہ کیا اور وہی باتیں اس نے بھی کہیں۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ مجھے ابوجہل دکھائی دیا، جو لوگوں میں (کفار کے لشکر میں) گھومتا پھر رہا تھا۔ میں نے ان لڑکوں سے کہا کہ جس کے متعلق تم لوگ مجھ سے پوچھ رہے تھے، وہ سامنے (پھرتا ہوا نظر آ رہا ہے) دونوں نے اپنی تلواریں سنبھالیں اور اس پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو خبر دی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اسے مارا ہے؟ دونوں نوجوانوں نے کہا کہ میں نے قتل

١١٤٥۔ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 18 باب من لم يخمس...(3141) مسلم (1752) ابو يعلى (866)۔

فَقَالَ ((هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟)) قَالَا: لَا فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ، فَقَالَ: ((كِلَا كُمَا قَتَلَهُ، سَلَبُهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ)) وَكَانَا مُعَاذَ بْنَ عَفْرَاءَ وَمُعَاذَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ۔

کیا ہے۔اس لیے آپ نے ان سے پوچھا کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے دونوں تلواروں کو دیکھا۔ اور فرمایا کہ تم دونوں ہی نے اسے مارا ہے۔ اور اس کا سارا سامان معاذ بن عمرو بن جموح کو ملے گا۔ وہ دونوں نوجوان معاذ بن عفرا اور معاذ بن عمرو بن جموح (رضی اللہ عنہم) تھے۔

لغوی توضیح حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمَا نوعمر لڑکے۔ أَضْلَعَ زیادہ قوی۔ فَغَمَزَنِي اس نے مجھے اشارہ کیا۔ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ نہیں جدا ہوگا میرا جسم اس کے جسم سے۔ فَلَمْ أَنْشَبْ نہیں میں ٹھہرا۔ يَجُولُ گھوم پھر رہا ہے۔ فَابْتَدَرَاهُ وہ دونوں اس کی طرف دوڑے۔

(15) باب حكم الفيء

مالِ فیٔ کا حکم

١١٤٦۔ حدیث عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خَاصَّةً، وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ، عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنو نضیر کے اموال (باغات وغیرہ) ان میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو بغیر لڑے دے دیا تھا۔ مسلمانوں نے ان کے حاصل کرنے کے لیے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ تو یہ اموال خاص طور سے رسول اللہ ﷺ ہی کے تھے جن میں سے آپ اپنی ازواج مطہرات کو سالانہ نفقہ کے طور پر بھی دے دیتے تھے اور باقی ہتھیار اور گھوڑوں پر خرچ کرتے تھے تاکہ اللہ کے راستے میں ہر وقت تیاری رہے۔

لغوی توضیح أَفَاءَ عطاء کیا۔ مالِ فۓ اس مال کو کہتے ہیں جو بغیر جنگ کیے دشمن سے حاصل ہو۔ يُوجِفْ دوڑائے۔ خَيْلٌ گھوڑوں کی جماعت۔ رِكَابٌ وہ اونٹ جن پر جہاد وغیرہ کے لیے سوار ہوا جاتا ہے۔ الْكُرَاعُ بھی گھوڑوں اور اسلحہ جات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ عُدَّةٌ جنگ کی تیاری کے لیے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ مالِ فۓ مالِ غنیمت کی طرح خمس نکال کر باقی مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس کا مصرف خود رسول اللہ ﷺ، آپ کے قرابت دار اور یتامیٰ و مساکین ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے غزوہ بنو نضیر سے حاصل ہونے والے مالِ فۓ (کھجوروں کے درختوں) کو اپنے اور اپنی ازواج کے خرچے کے لیے مخصوص کر رکھا تھا اور اگر کچھ بچ جاتا تو اسے جہاد فی سبیل اللہ میں صرف فرما دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد مالِ فۓ کو یتامیٰ و مساکین محتاج مسافروں، جہادِ فی سبیل اللہ، دعوتِ توحید کی نشر و اشاعت اور دیگر مسلمانوں کے مصالح کے لیے صرف کیا جا سکتا ہے۔

١١٤٦۔ البخاري في: 34 كتاب الجهاد والسير: 80 باب المجن من يتترس بترس صاحبه (2904) مسلم (1757)۔

١١٤٧ ـ حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ، عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ ، دَعَاهُ جَاءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا ، فَقَالَ : هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَاْذِنُوْنَ؟ فَقَالَ : نَعَمْ ، فَاَدْخِلْهُمْ فَلَبِثَ قَلِيْلًا ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ : هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ يَسْتَاْذِنَانِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ـ فَلَمَّا دَخَلَا قَالَ عَبَّاسٌ : يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا ، وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِي اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ ، فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ ـ فَقَالَ الرَّهْطُ : يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَاَرِحْ اَحَدَهُمَا مِنَ الآخَرِ ـ فَقَالَ عُمَرُ : اتَّئِدُوْا ، اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِاِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ ! هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا نُوْرَثُ ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) يُرِيْدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ ؟ قَالُوْا : قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ ، فَقَالَ : اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ ! هَلْ تَعْلَمَانِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ ؟ قَالَا : نَعَمْ ـ قَالَ : فَاِنِّي اُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ ، اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهُ ﷺ فِي هٰذَا

مالک بن اوس بن حدثان النصری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تھا۔ (وہ ابھی امیر المومنین کی خدمت میں موجود تھے) کہ امیر المومنین کے چوکیدار یرفا آئے اور عرض کیا کہ عثمان بن عفان' عبدالرحمٰن بن عوف' زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص اندر آنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کی طرف سے انہیں اجازت ہے؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ ہاں' انہیں اندر بلالو۔ تھوڑی دیر بعد یرفا پھر آئے اور عرض کیا عباس اور علی بھی اجازت چاہتے ہیں۔ کیا انہیں اندر آنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں' جب یہ دونوں بزرگ بھی اندر تشریف لے آئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ امیر المومنین! میرا اور ان (علی رضی اللہ عنہ) کا فیصلہ کر دیجئے۔ وہ دونوں اس جائیداد کے بارے میں جھگڑ رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مال بنونضیر سے فے کے طور پر دی تھی۔ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے کو سخت سست کہا اور ایک دوسرے پر تنقید کی تو حاضرین بولے' امیر المومنین! آپ ان دونوں بزرگوں کا فیصلہ کر دیں تاکہ دونوں میں کوئی جھگڑا باقی نہ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' جلدی نہ کیجئے۔ میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہماری (انبیا کی) وراثت تقسیم نہیں ہوتی' جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اور اس سے حضور ﷺ کی مراد خود اپنی ذات سے تھی؟ حاضرین بولے کہ جی ہاں' حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ پھر حضرت عمر، حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا' میں آپ دونوں سے بھی اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا

١١٤٧ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 14 باب حديث بني النضير ـ

الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ اَحَدًا غَيْرَهُ' فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿ وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ - قَدِيْرٌ - فَكَانَتْ هٰذِهِ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ثُمَّ وَاللّٰهِ ! مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ' لَقَدْ اَعْطَاكُمُوْهَا وَقَسَمَهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ مِنْهَا' فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ' ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ - فَعَمِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَيَاتَهُ- ثُمَّ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ' فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ : فَاَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَضَهُ اَبُوْ بَكْرٍ ' فَعَمِلَ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ فَاَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ' وَقَالَ : تَذْكُرَانِ اَنَّ اَبَابَكْرٍ فِيْهِ كَمَا تَقُوْلَانِ 'وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُ فِيْهِ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ - ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ' فَقُلْتُ : اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِيْ بَكْرٍ' فَقَبَضْتُهُ سَنَتَيْنِ مِنْ اِمَارَتِيْ اَعْمَلُ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ' وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ فِيْهِ صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ - ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ تُكَلِّمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ' وَاَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ' فَجِئْتَنِيْ (يَعْنِيْ عَبَّاسًا)

ہوں۔ کیا آپ کو بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی؟ ان دونوں بزرگوں نے جواب ہاں میں دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' پھر میں آپ لوگوں سے اس معاملے پر گفتگو کرتا ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس مال فے میں سے (جو بنونضیر سے ملا تھا) آپ کو خاص طور پر عطا فرمادیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ ''ان (بنونضیر) کے مالوں سے جو اللہ نے اپنے رسول کو دیا ہے تو تم نے اس کے لیے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے (یعنی جنگ نہیں کی) بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''۔[الحشر:٦] تو یہ مال خاص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا۔ لیکن خدا کی قسم! حضور ﷺ نے تمہیں نظر انداز کر کے اپنے لیے مخصوص نہیں فرمایا تھا۔ نہ تم پر اپنی ذات کو ترجیح دی تھی۔ پہلے اس مال میں سے تمہیں دیا اور تم میں اس کی تقسیم کی اور آخر اس فے میں سے یہ جائیداد بچ گئی تھی۔ پس آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کا سالانہ خرچ بھی اسی میں سے نکالتے تھے۔ اور جو کچھ اس میں سے باقی بچتا اسے آپ اللہ تعالیٰ کے مال کے مصارف میں خرچ کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں یہ جائیداد انہی مصارف پر خرچ کی۔ پھر جب آپ کی وفات ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ بنایا گیا ہے۔ اس لیے انہوں نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا اور اسے انہی مصارف میں خرچ کرتے رہے جس میں رسول اللہ ﷺ خرچ کیا کرتے تھے اور آپ لوگ یہیں موجود تھے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا' جیسا کہ آپ لوگوں کو بھی اس کا اقرار ہے۔ اور اللہ کی قسم! وہ اپنے اس طرز عمل میں سچے' مخلص' صحیح راستے پر اور حق کی پیروی

فَقُلْتُ لَكُمَا : إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : ((لَا نُوْرَثُ ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) فَلَمَّا بَدَا لِي اَنْ اَدْفَعَهُ اِلَيْكُمَا ، قُلْتُ : اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ اِلَيْكُمَا ، عَلٰى اَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهُ ، لَتَعْمَلَانِّ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ ، وَمَا عَمِلْتُ فِيْهِ مُذْ وَلِيتُهَا ، وَاِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي فَقُلْتُمَا : ادْفَعْهُ اِلَيْنَا بِذٰلِكَ ، فَدَفَعْتُهُ اِلَيْكُمَا ، اَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ ؟ فَوَاللّٰهِ الَّذِي بِاِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ ! لَا اَقْضِي فِيْهِ بِقَضَاءٍ غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ ، فَاِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهُ فَادْفَعَا اِلَيَّ ، اَنَا اَكْفِيْكُمَاهَا ۔

کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی اٹھالیا' میں نے کہا کہ چونکہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بنایا گیا ہے۔ اس لیے میں اس جائیداد پر اپنی خلافت کے دو سالوں سے قابض ہوں اور اسے انہی مصارف میں صرف کرتا ہوں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بھی اپنے طرزِ عمل میں سچا' مخلص' صحیح راستے پر اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں۔ پھر آپ دونوں میرے پاس آئے ہیں۔ آپ دونوں ایک ہی ہیں اور آپ کا معاملہ بھی ایک ہے۔ پھر آپ میرے پاس آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے تھی تو میں نے آپ دونوں کے سامنے یہ بات صاف کہہ دی تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے تھے کہ ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے پھر جب وہ جائیداد بطورِ انتظام میں آپ دونوں کو دے دوں تو میں نے آپ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں یہ جائیداد آپ کو دے سکتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کئے ہوئے عہد کی تمام ذمہ داریوں کو آپ پورا کریں۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور خود میں نے' جب سے میں خلیفہ بنا ہوں' اس جائیداد کے معاملہ میں کس طرزِ عمل کو اختیار کیا ہوا ہے۔ اگر یہ شرط آپ کو منظور نہ ہو تو پھر مجھ سے اس کے بارے میں آپ لوگ بات نہ کریں۔ آپ لوگوں نے اس پر کہا کہ ٹھیک ہے۔ آپ اسی شرط پر وہ جائیداد ہمارے حوالے کر دیں۔ چنانچہ میں نے اسے آپ لوگوں کے حوالے کر دیا۔ کیا آپ حضرات اس کے سوا کوئی اور فیصلہ اس سلسلے میں مجھ سے کروانا چاہتے ہیں؟ اس اللہ کی قسم جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں! قیامت تک میں اس کے سوا کوئی اور فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگر آپ لوگ (شرط کے مطابق اس کے انتظام سے) عاجز

ہیں تو وہ جائیداد مجھے واپس کردیں۔ میں خود اس کا انتظام کرلوں گا۔

لغوی توضیح حَاجِب چوکیدار۔ اِتَّئِدَا صبر کرو۔ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔

فهم الحديث یہ حدیث ثبوت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وہ مال علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو دے دیا تھا (تاکہ وہ اس کی نگرانی کریں اس لیے نہیں کہ وہ اس کے مالک بن جائیں کیونکہ وہ وقف مال تھا)۔ پھر وہ مال علی رضی اللہ عنہ کی زیرِ نگرانی رہا، پھر عباس رضی اللہ عنہ کے پاس، پھر حسن رضی اللہ عنہ، پھر حسین رضی اللہ عنہ، پھر علی بن حسین، پھر زید بن حسن، پھر عبداللہ بن حسن کے پاس حتی کہ عباسی دورِ خلافت آیا تو حاکم وقت کا اس پر قبضہ ہوگیا اور حاکم وقت اس کا منافع حاجت مندوں میں تقسیم کرتا، بالآخر حالات تبدیل ہوگئے اور آج اس کا کچھ پتہ نہیں۔[1]

(16) باب قول النبي ﷺ لا نورث ما تركنا فهو صدقة

نبی ﷺ کا فرمان کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہمارا ترکہ صدقہ ہے

١١٤٨۔ حديث عَائِشَةَ ' اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ ' حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' اَرَدْنَ اَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ اِلَى اَبِي بَكْرٍ يَسْاَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ ' فَقَالَتْ عَائِشَةُ : اَلَيْسَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا نُوْرَثُ ' مَاتَرَكْنَا صَدَقَةٌ ؟))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی بیویوں نے چاہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی میراث طلب کرنے کے لیے بھیجیں۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یاد دلایا کیا آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں تو وہ سب صدقہ ہے۔

لغوی توضیح مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ہم (انبیاء) جو بھی چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ یعنی اللہ کی راہ میں وقف ہے، اس کا کوئی وارث نہیں بلکہ اس کا منافع و آمدنی صرف آپ ﷺ کی بیویوں، اقرباء اور مسلمانوں کے مصلحت کے کاموں میں صرف ہوگی۔

١١٤٩۔ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها' اَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ' بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ ' اَرْسَلَتْ اِلَى اَبِي بَكْرٍ تَسْاَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُوْرَثُ ' مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) اِنَّمَا يَاْكُلُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور اپنی میراث کا مطالبہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس مال سے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور فدک میں عنایت فرمایا تھا اور خیبر کا جو پانچواں حصہ رہ گیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا تھا کہ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے' البتہ آلِ محمد ﷺ اسی مال سے کھاتی رہے گی اور

١١٤٨۔ البخاري في: 85 كتاب الفرائض: 3 باب قول النبي ﷺ: لا نورث ...(6730) مسلم (1758) ابوداود (2976)۔
١١٤٩۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (3092) مسلم (1759) نسائی (4152)۔

[1] [منة المنعم فی شرح مسلم (3/ 186)]

آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي هَذَا الْمَالِ وَإِنِّي وَاللهِ ! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَأَبَى أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا - فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِيْ ذَلِكَ، فَهَجَرَتْهُ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ - وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ، وَصَلَّى عَلَيْهَا - وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ - فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوْهَ النَّاسِ، فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَ مُبَايَعَتَهُ، وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْكَ الْأَشْهُرَ - فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ: أَنِ ائْتِنَا، وَلَا يَأْتِنَا أَحَدٌ مَعَكَ (كَرَاهِيَةً لِمَحْضَرِ عُمَرَ) فَقَالَ عُمَرُ: لَا، وَاللهِ ! لَا تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَمَا عَسَيْتُهُمْ أَنْ يَفْعَلُوْا بِي؟ وَاللهِ ! لَآتِيَنَّهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ، فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ، فَقَالَ: إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا أَعْطَاكَ اللهُ، وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللهُ إِلَيْكَ، وَلَكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ، وَكُنَّا نَرَى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، نَصِيْبًا حَتَّى

میں خدا کی قسم جو صدقہ حضور ﷺ چھوڑ گئے ہیں اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں کروں گا جس حال میں وہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں تھا اب بھی اسی طرح رہے گا اور اس (کی تقسیم وغیرہ) میں مَیں بھی وہی طرز عمل اختیار کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کا اپنی زندگی میں تھا۔ غرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بھی دینا منظور نہ کیا اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خفا ہو گئیں اور ان سے ترکِ ملاقات کر لیا اور اس کے بعد وفات تک ان سے کوئی گفتگو نہ کی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات میں دفن کر دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہیں دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لوگ بہت توجہ رکھتے رہے لیکن ان کی وفات کے بعد انہوں نے دیکھا کہ اب لوگوں کے منہ ان کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں اس وقت انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے صلح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا چاہا۔ اس سے پہلے چھ ماہ تک انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی پھر انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ صرف تنہا آئیں اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لائیں۔ ان کو یہ منظور نہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ آئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کی قسم آپ تنہا ان کے پاس نہ جائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں وہ میرے ساتھ کیا کریں گے۔ میں تو خدا کی قسم! ضرور ان کے پاس جاؤں گا۔ آخر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خدا کو گواہ کیا اس کے بعد فرمایا آپ کے فضل وکمال اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشا ہے سب کا ہمیں اقرار ہے جو خیر و امتیاز آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ہم نے اس میں کوئی ریس بھی نہیں

فَاضَتْ عَيْنَا اَبِي بَكْرٍ ـ فَلَمَّا تَكَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ اِلَى اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي، وَاَمَّا الَّذِي شَجَرَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الاَمْوَالِ فَلَمْ آلُ فِيْهَا عَنِ الْخَيْرِ، وَلَمْ اَتْرُكْ اَمْرًا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُهُ فِيْهَا اِلَّا صَنَعْتُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ لِاَبِي بَكْرٍ: مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةُ لِلْبَيْعَةِ ـ فَلَمَّا صَلَّى اَبُوْ بَكْرٍ الظُّهْرَ، رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ، وَذَكَرَ شَاْنَ عَلِيٍّ وَتَخَلُّفَهُ عَنِ الْبَيْعَةِ وَعُذْرَهُ بِالَّذِي اعْتَذَرَ اِلَيْهِ ـ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ، وَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ، فَعَظَّمَ حَقَّ اَبِي بَكْرٍ، وَحَدَّثَ اَنَّهُ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِي صَنَعَ، نَفَاسَةً عَلَى اَبِي بَكْرٍ، وَلَا اِنْكَارًا لِلَّذِي فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهِ وَلٰكِنَّا نَرَى لَنَا فِي هٰذَا الْاَمْرِ نَصِيْبًا، فَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا، فَوَجَدْنَا فِي اَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ، وَقَالُوْا: اَصَبْتَ ـ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَى عَلِيٍّ قَرِيْبًا، حِيْنَ رَاجَعَ الْاَمْرَ الْمَعْرُوْفَ ـ

کی، لیکن آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی (کہ خلافت کے معاملہ میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی قرابت کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے تھے (کہ آپ ہم سے مشورہ کرتے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ان باتوں سے گریہ طاری ہوگیا اور جب بات کرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی مجھے اپنی قرابت سے زیادہ عزیز ہے لیکن میرے اور آپ لوگوں کے درمیان ان اموال کے سلسلے میں جو اختلاف ہوا ہے تو میں اس میں حق اور خیر سے نہیں ہٹا ہوں اور اس سلسلہ میں جو راستہ میں نے حضور ﷺ کا دیکھا خود میں نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دوپہر کے بعد میں آپ سے بیعت کروں گا چنانچہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر آئے اور خطبہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاملے کا اور ان کے اب تک بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور وہ عذر بھی بیان کیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے استغفار اور شہادت کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حق اور ان کی بزرگی بیان کی اور فرمایا کہ جو کچھ میں نے کیا ہے اس کا باعث حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حسد نہیں تھا اور نہ ان کے اس فضل وکمال کا انکار مقصود تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا۔ یہ بات ضرور تھی کہ ہم اس معاملہ خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے (کہ ہم سے مشورہ لیا جاتا) ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہوئی تھی جس سے ہمیں رنج پہنچا۔ مسلمان اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ نے درست فرمایا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں یہ مناسب راستہ اختیار کر لیا تو مسلمان ان سے خوش ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور زیادہ محبت کرنے لگے جب دیکھا کہ انہوں نے اچھی بات اختیار کر لی ہے۔

كتاب الجهاد

لغوی توضیح: مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ اللہ تعالیٰ نے جو مال آپ کو مدینہ میں عطا کیا (یعنی بنونضیر کی زمین)۔ فَدَكٍ خیبر اور مدینہ کے درمیان وہ باغ جس پر یہود نے آپ ﷺ سے مصالحت کی اور امان طلب کی۔ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ اور جو خیبر کے خمس سے باقی تھا (مراد ہے خیبر کی زمین کا نصف کیونکہ آپ ﷺ نے اس کا نصف اپنے لیے خاص کیا تھا، یہاں غالباً خمس اس لیے بولا گیا ہے کیونکہ آپ کا مصرف خمس ہی تھا)۔ اسْتَبْدَدْتَ آپ نے زیادتی کی۔ فَلَمْ آلُ میں نے کوئی کمی، کوتاہی نہیں کی۔ نَفَاسَةً حسد کرتے ہوئے۔

١١٥٠ ۔ حديث عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضي الله عنها ' أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ' ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' سَأَلَتْ أَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقَ ' بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيْرَاثَهَا مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ۔ فَقَالَ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ : إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ ' فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَتْ : وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَابَكْرٍ نَصِيْبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكٍ ' وَصَدَقَتُهُ بِالْمَدِيْنَةِ ۔ فَأَبٰى أَبُوْ بَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ ۔ وَقَالَ : لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ ' فَإِنِّي أَخْشٰى ' إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ ' أَنْ أَزِيْغَ ' فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكٌ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے اس ترکہ سے انہیں ان کی میراث کا حصہ دلایا جائے جو اللہ نے آپ ﷺ کو مالِ فے کی صورت میں دیا تھا (جیسے فدک وغیرہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے (اپنی حیات میں) فرمایا تھا کہ ہمارا (گروہ انبیا علیہم السلام کا) ورثہ تقسیم نہیں ہوتا' ہمارا ترکہ صدقہ ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر غصہ ہو گئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ترکِ ملاقات کی اور وفات تک ان سے نہ ملیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد چھ مہینے زندہ رہی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے خیبر اور فدک اور مدینہ کے صدقے کی وراثت کا مطالبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس سے انکار تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں کسی بھی ایسے عمل کو نہیں چھوڑ سکتا جسے رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں کرتے رہے تھے۔ میں ہر ایسے عمل کو ضرور کروں گا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے حضورِ اکرم ﷺ کا کوئی بھی عمل چھوڑا تو میں حق سے منحرف ہو جاؤں گا۔ (حضرت عائشہ نے کہا کہ) پھر رسول اللہ ﷺ کا مدینہ کا جو صدقہ تھا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو (اپنے عہد خلافت میں) دے دیا۔ البتہ خیبر اور فدک کی جائیداد کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روک رکھا۔ اور فرمایا کہ یہ دونوں اشیاء رسول اللہ ﷺ

١١٥٠ ۔ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 1 باب فرض الخمس ۔

فَاَمْسَكَهَا عُمَرُ، وَقَالَ: هُمَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَتَا لِحُقُوْقِهِ الَّتِي تَعْرُوْهُ وَنَوَائِبِهِ، وَاَمْرُهُمَا اِلَى مَنْ وَلِيَ الْاَمْرَ. فَهُمَا عَلَى ذٰلِكَ اِلَى الْيَوْمِ.

کا صدقہ ہیں اور ان حقوق کے لیے جو وقتی طور پر پیش آتے یا وقتی حادثات کے لیے رکھی تھیں۔ یہ جائیدادیں اس شخص کے اختیار میں رہیں گی جو خلیفہ وقت ہو۔ (زہریؒ نے کہا) چنانچہ ان دونوں جائیدادوں کا انتظام آج تک (بذریعہ حکومت) اسی طرح ہوتا چلا آتا ہے۔

لغوی توضیح اَنْ اَزِيْغَ کہ میں منحرف ہو جاؤں۔ تَعْرُوْهُ آپ کو پیش آتے ہیں۔ نَوَائِب درپیش حادثات۔

۱۱۵۱۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقْتَسِمْ وَرَثَتِي دِيْنَارًا، مَا تَرَكْتُ، بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَئُوْنَةِ عَامِلِي، فَهُوَ صَدَقَةٌ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی میرے وارث ہیں وہ روپیہ اشرفی اگر میں چھوڑ جاؤں تو تقسیم نہ کریں، وہ میری بیویوں کا خرچ اور جائیداد کا اہتمام کرنے والے کا خرچ نکال لینے کے بعد صدقہ ہے۔

لغوی توضیح مُؤْنَة خرچہ۔ عَامِلِيْ میرا عامل، یعنی اہل ارض کا نگران یا میرے بعد مقرر ہونے والا خلیفہ۔

(19) باب ربط الاسير وحبسه وجواز المن عليه

قیدی کو باندھنا یا قید کرنا یا اس کو فدیہ کے بغیر احسان کی خاطر چھوڑ دینا جائز ہے

۱۱۵۲۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ، فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) فَقَالَ: عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ! اِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ حَتّٰى كَانَ الْغَدُ. ثُمَّ قَالَ لَهُ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) قَالَ: مَا قُلْتُ لَكَ، اِنْ تُنْعِمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے۔ وہ قبیلہ بنو حنیفہ کے (سرداروں میں سے) ایک شخص ثمامہ بن اثال کو پکڑ کر لائے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا، حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور پوچھا ثمامہ تو کیا سمجھتا ہے (میں تیرے ساتھ کیا کروں گا) اس نے کہا محمد! میرے پاس خیر ہے (اس کے باوجود) اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خون والے کو قتل کریں گے اور آپ مجھ پر احسان کریں گے تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو (احسان کرنے والے کا) شکریہ ادا کرتا ہے، لیکن اگر آپ کو مال مطلوب ہو تو جتنا چاہیں مجھ سے مال طلب کر سکتے ہیں۔ حضور ﷺ وہاں سے چلے آئے۔ دوسرے دن آپ ﷺ نے پھر پوچھا ثمامہ اب تو کیا سمجھتا ہے! اس نے کہا، وہی جو میں پہلے کہہ چکا

۱۱۵۱۔ البخاري في: 55 كتاب الوصايا: 32 باب نفقة القيم للوقف (2776) مسلم (1760) ابوداود (2974)۔

۱۱۵۲۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 70 باب وفد بني حنيفة وحديث ثمامة ابن اثال (462) مسلم (1764)۔

تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ ۔ فَتَرَكَهُ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ ۔ فَقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) فَانْطَلَقَ إِلَى نَجْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ۔ يَامُحَمَّدُ! وَاللَّهِ! مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ إِلَيَّ ۔ وَاللَّهِ مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ، وَاللَّهِ! مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ، وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي وَأَنَا أُرِيدُ الْعُمْرَةَ، فَمَاذَا تَرَى؟ فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ، قَالَ قَائِلٌ: صَبَوْتَ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَا، وَاللَّهِ! لَا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا النَّبِيُّ ﷺ۔

ہوں کہ اگر آپ نے احسان کیا تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکر ادا کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ پھر چلے گئے۔ تیسرے دن پھر آپ نے اس سے پوچھا اب تو کیا سمجھتا ہے ثمامہ؟ اس نے کہا کہ وہی جو میں آپ سے پہلے کہہ چکا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو (رسی کھول دی گئی) تو وہ مسجد نبوی سے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کر کے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور پڑھا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللـــہ اور کہا اے محمد! اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ میرے لئے برا نہیں تھا لیکن آج آپ کے چہرے سے زیادہ مجھے کوئی چہرہ محبوب نہیں۔ اللہ کی قسم کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا، لیکن آج آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور عزیز ہے۔ اللہ کی قسم کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا شہر میرا سب سے زیادہ محبوب شہر ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے پکڑا تو میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا۔ آپ کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بشارت دی اور عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ پہنچے تو کسی نے کہا کہ وہ بے دین ہو گئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں اور خدا کی قسم اب تمہارے یہاں یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک نبی ﷺ اجازت نہ دے دیں۔

لغوی توضیح خَيْلًا کچھ گھڑسوار۔ سَارِيَة ستون۔ إِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو خون والے کو قتل کریں گے (یعنی میرا بدلہ لینے والے بہت لوگ ہیں)۔ صَبَوْتَ تو بے دین ہو گیا ہے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ نرمی واحسان کی بڑی تاثیر ہے کہ اس سے شدید نفرت شدید محبت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرک کا جسم پلید نہیں، اسی لیے نبی ﷺ نے ثمامہ کو مسجد میں باندھنے کا حکم دیا۔

(20) باب اجلاء اليهود من الحجاز

یہودیوں کو حجاز سے نکال دینے کا بیان

١١٥٣ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ: ((انْطَلِقُوْا إِلَى يَهُوْدَ)) فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَادَاهُمْ: ((يَامَعْشَرَ يَهُوْدَ! أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا)) فَقَالُوْا : قَدْ بَلَّغْتَ ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ: ((ذٰلِكَ أُرِيْدُ)) ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوْا : قَدْ بَلَّغْتَ ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ! ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ ، فَقَالَ : ((اعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ، وَإِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ ، فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ ، وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا إِنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم مسجد میں تھے اور رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہودیوں کے پاس چلو۔ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور جب ہم بیت المدراس کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے انہیں آواز دی اے قوم یہود! اسلام لاؤ تم محفوظ ہو جاؤ گے۔ یہودیوں نے کہا۔ ابوالقاسم آپ نے پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی مقصد ہے پھر آپ نے دوبارہ یہی فرمایا اور یہودیوں نے کہا کہ ابوالقاسم آپ نے پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ یہی فرمایا۔ اور پھر فرمایا تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تمہیں جلاوطن کرتا ہوں۔ پس تم میں سے جس کے پاس مال ہو اسے چاہیے کہ جلاوطن ہونے سے پہلے اسے بیچ دے ورنہ جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

لغوی توضیح: أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا مسلمان ہو جاؤ سلامت ہو جاؤ گے (قتل، جزیہ اور جلاوطنی سے)۔ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ میں تمہیں جلاوطن کرنا چاہتا ہوں۔

١١٥٤ ۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : حَارَبَتِ النَّضِيْرُ وَ قُرَيْظَةُ ، فَأَجْلَى بَنِي النَّضِيْرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ ، حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ ، فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ ، وَقَسَمَ نِسَائَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ ، إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوْا بِالنَّبِيِّ ﷺ فَآمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوْا وَأَجْلَى يَهُوْدَ الْمَدِيْنَةِ كُلَّهُمْ ، بَنِي قَيْنُقَاعَ ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بنونضیر اور قریظہ نے نبی ﷺ سے (معاہدہ توڑ کر) لڑائی مول لی۔ اس لیے آپ ﷺ نے قبیلہ بنونضیر کو جلاوطن کر دیا لیکن قبیلہ بنوقریظہ کو جلاوطن نہیں کیا اور اس طرح ان پر احسان فرمایا پھر بنوقریظہ نے بھی جنگ مول لی۔ اس لیے آپ ﷺ نے ان کے مردوں کو قتل کروایا۔ اور ان کی عورتوں، بچوں اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ صرف بعض بنی قریظہ اس سے الگ قرار دیے گئے تھے۔ کیونکہ وہ حضور ﷺ کی پناہ میں آ گئے تھے اس لیے آپ نے انہیں پناہ دی، اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا، حضور اکرم ﷺ نے مدینہ کے

١١٥٣ ۔ البخاری فی: 89 کتاب الإکراہ: 2 باب فی بیع المکرہ ونحوہ فی الحق وغیرہ (3167) مسلم (1765) ۔
١١٥٤ ۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 14 باب حدیث بنی النضیر (4028) مسلم (1766) ابوداود (3005) ۔

وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، وَيَهُوْدَ بَنِي حَارِثَةَ، وَكُلَّ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ ۔

تمام یہودیوں کو جلاوطن کر دیا تھا، بنوقینقاع کو بھی جو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا، یہود بنی حارثہ کو اور مدینہ کے تمام یہودیوں کو۔

لغوی توضیح: فَاَجْلَى بَنِي النَّضِيْرِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنونضیر کو جلاوطن کر دیا (۴ ہجری میں جب انہوں نے عہد شکنی کی)۔ حَتّٰى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ حتیٰ کہ بنوقریظہ نے جنگ کی (۵ ہجری میں مشرکین سے مل کر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد شکنی کی)۔ كُلَّ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ تمام مدینہ کے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا (یہاں تمام سے اکثریت مراد ہے)۔

(22) باب جواز قتال من نقض العهد وجواز انزال اهل الحصن على حكم حاكم عدل اهل للحكم

عہد شکنی کرنے والوں سے لڑنا اور قلعہ بند دشمن کو کسی عادل شخص کے حکم پر ہتھیار ڈالنے کی اجازت دینا درست ہے

١١٥٥۔ حديث اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ، هُوَ ابْنُ مُعَاذٍ، بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَكَانَ قَرِيْبًا مِنْهُ، فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ)) فَجَاءَ فَجَلَسَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ لَهُ: ((اِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ)) قَالَ: فَاِنِّي اَحْكُمُ اَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ، وَاَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ۔ قَالَ: ((لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب بنوقریظہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ثالثی کی شرط پر ہتھیار ڈال کر قلعہ سے اتر آئے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (سعد رضی اللہ عنہ کو) بلایا۔ اور وہ قریب ہی ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے (کیونکہ زخمی تھے) حضرت سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار ہو کر آئے جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا، اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ (اور ان کو سواری سے اتارو) آخر آپ اتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں (بنو قریظہ) نے ثالثی کی شرط پر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ (اس لیے ان کا فیصلہ کر دیں) انہوں نے کہا کہ پھر میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان میں جتنے آدمی لڑنے والے ہیں انہیں قتل کر دیا جائے، اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

لغوی توضیح: قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ اپنے سردار کی طرف اٹھو (یعنی انہیں پکڑ کر سواری سے اتارو کیونکہ وہ زخمی ہیں، اس سے یہ استدلال کرنا درست نہیں کہ کسی بزرگ کی آمد پر اس کے استقبال کے لیے کھڑے ہونا ضروری ہے، بلکہ تعظیم کی غرض سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے بھی کھڑے ہونا شریعت اسلامیہ میں ممنوع ہے۔[1] بِحُكْمِ الْمَلِكِ بادشاہ (یعنی اللہ تعالیٰ) کے حکم کے مطابق۔ مراد یہ ہے کہ اے سعد! تو نے وہی فیصلہ کیا ہے جو آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔

١١٥٥۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 168 باب إذا نزل العدو على حكم رجل (3043) مسلم (1768)۔

[1] [صحيح: صحيح الادب المفرد للألباني (352)]

١١٥٦ ـ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها، قَالَتْ : أُصِيْبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ ، رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ حِبَّانُ بْنُ الْعَرِقَةِ ، رَمَاهُ فِي الأَكْحَلِ ، فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوْدَهُ مِنْ قَرِيْبٍ ، فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلاحَ وَاغْتَسَلَ ، فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلامُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ ، فَقَالَ : قَدْ وَضَعْتَ السِّلاحَ ! وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ ، اخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((فَأَيْنَ؟)) فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ ، فَأَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ـ نَزَلُوْا عَلَى حُكْمِهِ ، فَرَدَّ الْحُكْمَ إِلَى سَعْدٍ قَالَ : فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى النِّسَاءُ وَالذُّرِّيَّةُ ، وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تھے۔ قریش کے ایک کافر شخص، حبان بن عرقہ نے ان پر تیر چلایا تھا۔ اور وہ ان کے بازو کی رگ میں آ کے لگا تھا۔ نبی ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں ایک ڈیرہ لگا دیا تھا، تا کہ قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں۔ پھر جب آپ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے۔ اور وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے کہا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے۔ خدا کی قسم! ابھی میں نے ہتھیار نہیں اتارے ہیں۔ آپ کو ان پر فوج کشی کرنی ہے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کن پر؟ تو انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ رسول ﷺ بنو قریظہ تک پہنچے (اور یہودیوں نے اسلامی لشکر کے پندرہ دن کے سخت محاصرہ کے بعد) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے۔ نبی ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کا اختیار دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ جتنے لوگ ان کے جنگ کرنے کے قابل ہیں وہ قتل کر دیئے جائیں اور ان کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کا مال تقسیم کر لیا جائے۔

لغوی توضیح اَلْاَکْحَلُ بازو کی رگ۔ یَنْفُضُ جھاڑ رہے تھے۔

١١٥٧ ـ حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ، أَنَّ سَعْدًا قَالَ : اَللّٰهُمَّ ! إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا رَسُوْلَكَ ﷺ وَأَخْرَجُوْهُ اَللّٰهُمَّ ! فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ ، فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی تھی ''اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں کہ میں تیرے راستے میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے پیغمبر کو جھٹلایا۔ اور انہیں ان کے وطن سے نکالا۔ اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہماری اور ان کی لڑائی ختم کر دی ہے۔ لیکن اگر قریش سے ہماری لڑائی کا کوئی بھی سلسلہ ابھی باقی ہو تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھنا

١١٥٦ ـ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 30 باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب (463) مسلم (1769) ابو داود (3101) ـ
١١٥٧ ـ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 30 باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب ـ

حَـرْبِ قُـرَيْـشٍ شَـيْءٌ فَـأَبْـقِنِي لَهُ حَتَّى أُجَـاهِـدَهُـمْ فِيْكَ، وَإِنْ كُـنْتَ وَضَعْتَ الْـحَـرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتَتِي فِيْهَا ۔ فَـانْـفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ ۔ فَلَمْ يَرُعْهُمْ، وَفِي الْـمَسْـجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ، إِلَّا الدَّمُ يَسِيْلُ إِلَيْهِمْ ۔ فَقَالُوْا: يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ! مَا هَـذَا الَّـذِي يَـأْتِيْنَا مِنْ قِبَلِكُمْ؟ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا، فَمَاتَ مِنْهَا ﷺ ۔

یہاں تک کہ میں تیرے راستے میں ان سے جہاد کروں اور اگر لڑائی کے سلسلے کو تو نے ختم ہی کر دیا ہے تو میرے زخموں کو پھر سے ہرا کر دے اور اسی میں میری موت واقع کر دے۔'' اس دعا کے بعد سینے پر ان کا زخم پھر سے تازہ ہوگیا۔ مسجد میں قبیلۂ بنو غفار کے کچھ صحابہ کا بھی ایک خیمہ تھا۔ خون ان کی طرف بہہ کر آیا تو وہ گھبرائے اور انہوں نے کہا' اے خیمہ والو! تمہاری طرف سے یہ خون ہماری طرف کیوں بہہ کر آ رہا ہے؟ دیکھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا ان کی وفات اسی میں ہوئی۔

(23) باب من لزمه امر فدخل عليه امر آخر

ایک اہم کام کی موجودگی میں دوسرا اہم کام آ پڑے تو کس کو پہلے کرنا چاہیے

۱۱۵۸ ـ حـديـث ابْـنِ عُـمَـرَ رَضي الله عنهما، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَنَا، لَمَّا رَجَعَ مِنَ الأَحْـزَابِ: ((لَا يُـصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَـنِـي قُـرَيْـظَةَ)) فَـأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيْقِ ـ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا ـ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ نُصَلِّي، لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذَلِكَ ـ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ غزوہ خندق سے فارغ ہوئے تو ہم سے آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص بنو قریظہ کے محلہ میں پہنچنے سے پہلے نماز عصر نہ پڑھے لیکن جب عصر کا وقت آیا تو بعض صحابہ نے راستے میں ہی نماز پڑھ لی اور بعض صحابہ نے کہا کہ ہم بنو قریظہ کے محلہ میں پہنچنے پر نماز عصر پڑھیں گے اور کچھ حضرات کا خیال یہ ہوا کہ ہمیں نماز پڑھ لینی چاہیے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ نماز قضا کر لیں۔ پھر جب آپ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کسی پر بھی ملامت نہیں فرمائی۔

لغوی توضیح فَـلَـمْ يُـعَـنِّـفْ وَاحِدًا آپ ﷺ نے کسی پر ملامت نہیں کی (اس لیے کہ دونوں فریقوں نے آپ ﷺ کی مراد سمجھنے میں اجتہاد کیا اور اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کیا اور اس سے زیادہ اللہ نے کسی کو مکلف ٹھہرایا ہی نہیں)۔

(24) باب رد المهاجرين الى الانصار منائحهم من الشجر والثمر حين استغنوا عنها بالفتوح

انصار نے مہاجرین کو جو عطیات مثلاً درخت اور پھل دیئے تھے جب اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کو فتوحات کے سبب بے نیاز کر دیا تو انہوں نے واپس کر دیئے

۱۱۵۹ ـ حـديـث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب مہاجرین مکہ سے

۱۱۵۸ ـ البخاری فی: 12 کتاب صلاة الخوف: 5 باب صلاة الطالب والمطلوب راکبًا وإیماء (946) مسلم (1770)۔

۱۱۵۹ ـ البخاری فی: 51 کتاب الهبة: 35 باب فضل المنيحة (2630) مسلم (1771) ابو یعلی (4079) احمد (13290)۔

لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ مَكَّةَ، وَلَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ ، يَعْنِي شَيْئًا وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ اَهْلُ الْاَرْضِ وَالْعَقَارِ فَقَاسَمَهُمُ الْاَنْصَارُ عَلَى اَنْ يُعْطُوْهُمْ ثِمَارَ اَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ، وَيَكْفُوْهُمُ الْعَمَلَ وَالْمَئُوْنَةَ وَكَانَتْ اُمُّهُ، اُمُّ اَنَسٍ، اُمُّ سُلَيْمٍ كَانَتْ اُمَّ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ، فَكَانَتْ اَعْطَتْ اُمُّ اَنَسٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِذَاقًا، فَاَعْطَاهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ اُمَّ اَيْمَنَ مَوْلَاتَهُ، اُمَّ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَاَنَّ النَّبِيَّ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِ اَهْلِ خَيْبَرَ، فَانْصَرَفَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، رَدَّ الْمُهَاجِرُوْنَ اِلَى الْاَنْصَارِ مِنْ مَنَائِحِهِمُ الَّتِي كَانُوْا مَنَحُوْهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ، فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى اُمِّهِ عِذَاقَهَا، وَاَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمَّ اَيْمَنَ مَكَانَهُمْ مِنْ حَائِطِهِ۔

مدینہ آئے تو ان کے ساتھ کوئی بھی سامان نہ تھا۔ انصار زمین اور جائیداد والے تھے۔ انصار نے مہاجرین سے یہ معاملہ کر لیا کہ وہ اپنے باغات میں سے انہیں ہر سال پھل دیا کریں گے۔ اور اس کے بدلے مہاجرین ان کے باغات میں کام کیا کریں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا جو عبد اللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کا ایک باغ ہدیہ دے دیا تھا۔ لیکن آپ نے وہ باغ اپنی لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا جو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، کو عنایت فرما دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کے یہودیوں کی جنگ سے فارغ ہوئے اور مدینہ تشریف لائے تو مہاجرین نے انصار کو ان کے تحائف واپس کر دیئے جو انہوں نے پھلوں کی صورت میں دے رکھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کا باغ بھی واپس کر دیا۔ اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو اس کے بجائے اپنے باغ میں سے (کچھ درخت) عنایت فرما دیئے۔

لغوی توضیح: اَلْعَقَار مراد ہے کھجور کے درخت۔ اَلْمُؤْنَة خرچہ۔ عِذَاقًا کھجور کا باغ۔ مَنَائِح جمع ہے منیحہ کی، معنی ہے عطیات، تحائف۔

۱۱۶۰۔ حدیث اَنَسٍ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ النَّخَلَاتِ، حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ، وَاِنَّ اَهْلِي اَمَرُوْنِي اَنْ آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَاَسْاَلَهُ الَّذِيْنَ كَانُوْا اَعْطَوْهُ اَوْ بَعْضَهُ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ اَعْطَاهُ اُمَّ اَيْمَنَ، فَجَاءَتْ اُمُّ اَيْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِي عُنُقِي، تَقُوْلُ: كَلَّا وَالَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ! لَا يُعْطِيْكَهُمْ وَقَدْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بطور ہدیہ صحابہ اپنے باغ میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چند کھجور کے درخت مقرر کر دیتے تھے یہاں تک کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قبائل فتح ہو گئے (تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہدایا کو واپس کر دیا) میرے گھر والوں نے بھی مجھے اس کھجور کو تمام یا اس کا کچھ حصہ لینے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجور ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی۔ اتنے میں وہ بھی آ گئیں اور کپڑا میری گردن میں ڈال کر کہنے لگیں، قطعاً نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یہ پھل تمہیں نہیں ملیں گے۔ یہ

۱۱۶۰۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 30 باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب۔

اَعْطَانِيْهَا - اَوْ كَمَا قَالَتْ : وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ : ((لَكِ كَذَا)) وَتَقُوْلُ : كَلَّا وَاللّٰهِ ! حَتّٰى اَعْطَاهَا عَشْرَةَ اَمْثَالِهِ ' اَوْ كَمَا قَالَ ۔

رسول اللہ ﷺ مجھے عنایت فرما چکے ہیں۔ یا اسی طرح کے الفاظ انہوں نے بیان کیے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھ سے اس کے بدلے میں اتنا لے لو (اور ان کا مال انہیں واپس کر دو) لیکن وہ اب بھی یہی کہے جا رہی تھیں کہ قطعاً نہیں' خدا کی قسم! یہاں تک کہ نبی ﷺ نے انہیں اس کا دس گنا دینے کا وعدہ فرمایا (پھر انہوں نے مجھے چھوڑا) یا اسی طرح کے الفاظ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیے۔

(25) باب اخذ الطعام من ارض العدو

دشمن کی سرزمین میں سامان خورد نوش ملنے کا بیان

١١٦١ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : كُنَّا مُحَاصِرِيْنَ قَصْرَ خَيْبَرَ ' فَرَمٰى اِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ ' فَنَزَوْتُ لِاٰخُذَهُ ' فَالْتَفَتُّ فَاِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ ۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر کے محل کا محاصرہ کیے ہوئے تھے، کسی شخص نے ایک کپی پھینکی جس میں چربی بھری ہوئی تھی۔ میں اسے لینے کے لیے لپکا، لیکن مڑ کر جو دیکھا تو پاس ہی نبی ﷺ موجود تھے، میں شرم سے پانی پانی ہو گیا۔

لغوی توضیح جِرَاب چمڑے کا وہ برتن جس میں زادِ راہ وغیرہ رکھا جاتا ہے۔ شَحْمٌ چربی۔ اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ یہود کے ذبح کیے ہوئے جانور کی چربی کھانا جائز ہے۔ اس سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ دورانِ جنگ دشمن سے ملنے والی خوراک، جانوروں کا چارہ، سواریاں، لباس اور اسلحہ وغیرہ استعمال کیا جا سکتا ہے، لیکن جنگ کے اختتام پر یہ سب کچھ مالِ غنیمت میں جمع کرانا ہو گا۔

(26) باب كتاب النبی ﷺ الی هرقل يدعوه الی الاسلام

ہرقل کے نام رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک کا بیان جس میں اس کو دعوت اسلام دی گئی تھی

١١٦٢ - حديث اَبِي سُفْيَانَ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ' قَالَ : حَدَّثَنِي اَبُوْ سُفْيَانَ ' مِنْ فِيْهِ اِلٰى فِيَّ ' قَالَ : انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : فَبَيْنَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْ جِيْءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى هِرَقْلَ - قَالَ : وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ ' فَدَفَعَهُ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے براہ راست بیان کیا۔ انہوں نے بتلایا کہ جس مدت میں میرے اور رسول ﷺ کے درمیان صلح (حدیبیہ) تھی' میں (سفر تجارت پر) گیا ہوا تھا اور شام میں تھا کہ آنحضور ﷺ کا خط ہرقل کے پاس پہنچا۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ وہ خط لائے تھے۔ اور عظیم بصریٰ کے حوالے کر دیا تھا اور ہرقل کے پاس اسی سے پہنچا تھا۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ ہرقل نے پوچھا کیا ہمارے حدود

١١٦١ - البخاری فی: 57 کتاب فرض الخمس: 20 باب ما یصیب من الطعام...(3153) مسلم (1772) -

١١٦٢ - البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 3 سورة آل عمران: 4 باب قل یا اهل الکتاب...(7) مسلم (1773) -

' فَدَفَعَهُ عَظِيْمُ بُصْرَى إِلَى هِرَقْلَ قَالَ : فَقَالَ هِرَقْلُ : هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ ؟ فَقَالُوْا : نَعَمْ - قَالَ : فَدُعِيْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ ' فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ ' فَاَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ ' فَقَالَ : اَيُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ ؟ فَقَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ : فَقُلْتُ : اَنَا فَاَجْلَسُوْنِي بَيْنَ يَدَيْهِ ' وَاَجْلَسُوْا اَصْحَابِي خَلْفِي - ثُمَّ دَعَا بِتُرْجُمَانِهِ ' فَقَالَ قُلْ لَهُمْ : اِنِّي سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ ' فَاِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوْهُ - قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ : وَايْمُ اللّٰهِ ! لَوْلَا اَنْ يُؤْثِرُوْا عَلَيَّ الْكَذِبَ لَكَذَبْتُ - ثُمَّ قَالَ لِتُرْجُمَانِهِ : سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهُ فِيْكُمْ ؟ قَالَ : قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ حَسَبٍ - قَالَ : فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ ؟ قَالَ : قُلْتُ لَا - فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ لَا - قَالَ : اَيَتَّبِعُهُ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ قَالَ : قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ - قَالَ : يَزِيْدُوْنَ اَوْ يَنْقُصُوْنَ ؟ قَالَ : قُلْتُ لَا ' بَلْ يَزِيْدُوْنَ - قَالَ : هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِيْنِهِ بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَهُ ؟ قَالَ : قُلْتُ لَا قَالَ : فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ ؟ قَالَ : قُلْتُ نَعَمْ قَالَ : فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ ؟

سلطنت میں اس شخص کی قوم کے بھی کچھ لوگ ہیں جو نبی ہونے کا دعوے دار ہے؟ درباریوں نے بتایا کہ جی ہاں موجود ہیں۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ پھر مجھے قریش کے چند دوسرے آدمیوں کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے دربار میں داخل ہوئے اور اس کے سامنے ہمیں بٹھا دیا گیا' اس نے پوچھا' تم لوگوں میں اس شخص سے زیادہ قریب کون ہے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے کہا کہ میں زیادہ قریب ہوں۔ اب درباریوں نے مجھے بادشاہ کے بالکل قریب بٹھا دیا اور میرے دوسرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا' اس کے بعد ترجمان کو بلایا اور اس سے ہرقل نے کہا کہ انہیں بتاؤ کہ میں اس شخص کے بارے میں تم سے کچھ سوالات کروں گا۔ جو نبی ہونے کا دعوے دار ہے' اگر یہ (یعنی ابوسفیان) جھوٹ بولے تو تم اس کے جھوٹ کو ظاہر کر دینا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا بیان تھا کہ اللہ کی قسم! اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ میرے ساتھی کہیں میرے جھوٹ بولنے کو ظاہر نہ کر دیں تو میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) ضرور جھوٹ بولتا۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھو کہ جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ اپنے نسب میں کیسے ہیں؟ ابوسفیان نے بتلایا کہ ان کا نسب ہم میں بہت ہی عزت والا ہے۔ اس نے پوچھا کیا ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے؟ بیان کیا کہ میں نے کہا' نہیں۔ اس نے پوچھا' تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی ان پر جھوٹ کی تہمت لگائی تھی؟ میں نے کہا نہیں۔ پوچھا ان کی پیروی معزز لوگ زیادہ کرتے ہیں یا کمزور؟ میں نے کہا کہ قوم کے کمزور لوگ زیادہ ہیں۔ اس نے پوچھا' ان کے ماننے والوں میں زیادتی ہوتی رہتی ہے یا کمی؟ میں نے کہا کہ نہیں بلکہ زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ پوچھا کبھی ایسا بھی کوئی واقعہ پیش آیا ہے کہ کوئی شخص ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان

قَالَ : قُلْتُ تَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالًا ' يُصِيْبُ مِنَّا وَنُصِيْبُ مِنْهُ قَالَ : فَهَلْ يَغْدِرُ ؟ قَالَ : قُلْتُ لَا ' وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِي مَا هُوَ صَانِعٌ فِيْهَا ۔ قَالَ : وَاللّٰهِ مَا اَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهِ۔ قَالَ : فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ ؟ قُلْتُ لَا ۔

ثُمَّ قَالَ لِتُرْجُمَانِهِ : قُلْ لَهُ : اِنِّي سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهُ فِيْكُمْ ذُو حَسَبٍ ' وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ ' فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ ۔ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهِ ' اَضُعَفَاؤُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ : وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ ۔ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ ؟ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَعَرَفْتُ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ ۔ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِيْنِهِ بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَهُ ؟ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ اِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ الْقُلُوْبِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ ؟ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ ۔ وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ ۔ وَسَاَلْتُكَ هَلْ

ہوکران سے پھر گیا ہو۔ میں نے کہا ایسا بھی کبھی نہیں ہوا۔ اس نے پوچھا' تم نے کبھی ان سے جنگ بھی کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے پوچھا تمہاری ان کے ساتھ جنگ کا کیا نتیجہ رہا؟ میں نے کہا کہ ہماری جنگ کی مثال ایک ڈول کی ہے کہ کبھی ان کے ہاتھ میں اور کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ اس نے پوچھا' کبھی انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی دھوکا بھی کیا؟ میں نے کہا کہ اب تک تو نہیں کیا' لیکن آج کل بھی ہمارا ان سے ایک معاہدہ چل رہا ہے' نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں ان کا طرز عمل کیا رہے گا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! اس جملہ کے سوا اور کوئی بات میں اس پوری گفتگو میں اپنی طرف سے نہیں ملا سکا۔ پھر اس نے پوچھا اس سے پہلے بھی یہ دعویٰ تمہارے یہاں کسی نے کیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا' اس سے کہو کہ میں نے تم سے نبی کے نسب کے بارے میں پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ تم لوگوں میں باعزت اور اونچے نسب کے سمجھے جاتے ہیں' انبیا کا یہی حال ہے۔ ان کی بعثت ہمیشہ قوم کے صاحب حسب و نسب خاندان میں ہوتی ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کوئی ان کے باپ دادوں میں بادشاہ گزرا ہوتا ہے تو تم نے اس کا انکار کیا میں اس سے اس فیصلہ پر پہنچا کہ اگر باپ دادوں میں بادشاہ گزرا ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اپنی خاندانی سلطنت کو اس طرح واپس لینا چاہتے ہوں۔ اور میں نے تم سے ان کی اتباع کرنے والوں کے متعلق پوچھا کہ آیا وہ قوم کے کمزور لوگ ہیں یا اشراف' تو تم نے بتایا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کرنے والوں میں (زیادہ) ہیں' یہی طبقہ ہمیشہ سے انبیا کی اتباع کرتا رہا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے دعوائے نبوت سے پہلے ان پر جھوٹ کا کبھی شبہ کیا تھا تو تم نے اس کا بھی انکار کیا' میں نے اس سے یہ سمجھا کہ جس شخص نے لوگوں کے معاملہ میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو وہ اللہ

قَاتَلْتُمُوْهُ ؟ فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ ، فَتَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا ، يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ ۔ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ ۔ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ ؟ فَزَعَمْتَ اَنَّهُ لَا يَغْدِرُ ۔ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ ۔ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ اَحَدٌ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ ؟ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا ۔ فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهُ ۔ قَالَ : ثُمَّ قَالَ بِمَ يَاْمُرُكُمْ ؟ قَالَ : قُلْتُ يَاْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ ۔ قَالَ: اِنْ يَكُ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ حَقًّا فَاِنَّهُ نَبِيٌّ ۔ وَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهُ خَارِجٌ ۔ وَلَمْ اَكُ اَظُنُّهُ مِنْكُمْ ۔ وَلَوْ اَنِّي اَعْلَمُ اَنِّي اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ ۔ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ ۔ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ ۔ قَالَ : ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَاَهُ ، فَاِذَا فِيْهِ : ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ ۔ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّي اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ ، اَسْلِمْ تَسْلَمْ ، وَاَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ ، فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْاَرِيْسِيِّيْنَ ﴿ وَيٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَا نَعْبُدَ اِلَّا

کے معاملے میں کس طرح جھوٹ بول دے گا۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان ہو کر کوئی شخص ان کے دین سے کبھی پھرا بھی ہے تو تم نے اس کا بھی انکار کیا' ایمان کا یہی اثر ہوتا ہے جب وہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے یا کم ہوتی ہے تو تم نے بتایا کہ ان میں اضافہ ہی ہوتا ہے' ایمان کا یہی معاملہ ہے' یہاں تک کہ وہ کمال کو پہنچ جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے کبھی ان سے جنگ بھی کی ہے' تو تم نے بتایا کہ جنگ کی ہے اور تمہارے درمیان لڑائی کا نتیجہ ایسا رہا ہے کہ کبھی تمہارے حق میں اور کبھی ان کے حق میں۔ انبیا کا بھی یہی معاملہ ہے' انہیں آزمائشوں میں ڈالا جاتا ہے اور آخر انجام انہی کے حق میں ہوتا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اس نے تمہارے ساتھ کبھی خلاف عہد بھی معاملہ کیا ہے تو تم نے اس سے بھی انکار کیا۔ انبیا کبھی عہد کے خلاف نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تمہارے یہاں اس طرح کا دعویٰ کسی اور نے نہیں کیا' میں اس سے اس فیصلے پر پہنچا کہ اگر کسی نے تمہارے یہاں اس سے پہلے اس طرح کا دعویٰ کیا ہوتا تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ یہ بھی اسی کی نقل کر رہے ہیں۔ پھر ہرقل نے پوچھا وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا نماز' زکوٰۃ' صلہ رحمی اور پاک دامنی کا' آخر اس نے کہا کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ صحیح ہے تو یقیناً وہ نبی ہیں اس کا علم تو مجھے بھی تھا کہ ان کی نبوت کا زمانہ قریب ہے۔ لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ تمہاری قوم میں ہوں گے۔ اگر مجھے ان تک پہنچ سکنے کا یقین ہوتا تو میں ضرور ان سے ملاقات کرتا اور اگر میں ان کی خدمت میں ہوتا تو ان کے قدموں کو دھوتا اور ان کی حکومت میرے ان دو قدموں تک پہنچ کر رہے گی۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط

اللّٰهِ﴾ اِلَى قَوْلِهِ﴿اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ ۔

فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ عِنْدَهُ، وَكَثُرَ اللَّغَطُ، وَاُمِرَ بِنَا فَاُخْرِجْنَا ۔ قَالَ : فَقُلْتُ لِاَصْحَابِي حِيْنَ خَرَجْنَا : لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِي كَبْشَةَ، اَنَّهُ لَيَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْاَصْفَرِ ۔ فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا بِاَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتّٰى اَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْاِسْلَامَ ۔

منگوایا اور اسے پڑھا اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا' اللہ رحمٰن رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں' اللہ کے رسول کی طرف سے عظیم روم ہرقل کی طرف' سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے' اما بعد' میں تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں' اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے اور اسلام لاؤ تو اللہ تمہیں دہرا اجر دے گا۔ لیکن تم نے اگر منہ موڑا تو تمہاری رعایا (کے کفر کا بار بھی) تم پر ہوگا اور "اے کتاب والو! ایک ایسی بات کی طرف آ جاؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے وہ یہ کہ ہم سوائے اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب نہ بنائیں۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔" [آل عمران:۶۴] جب ہرقل خط پڑھ چکا تو دربار میں بڑا شور برپا ہو گیا' اور پھر ہمیں دربار سے باہر کر دیا گیا۔ باہر آ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ کا معاملہ تو اب اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ ملک بنی الاصفر (ہرقل) بھی ان سے ڈرنے لگا' اس واقعہ کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ آنحضور ﷺ غالب آ کر رہیں گے' اور آخر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی روشنی میرے دل میں بھی ڈال ہی دی۔

لغوی توضیح هِرَقْلِ روم کا بادشاہ، جس کا لقب قیصر ہوتا تھا۔ سَخْطَةً لَهُ اس دین کو ناپسند کرتے ہوئے۔ سِجَال جمع ہے سجل کی، معنی ہے ڈول (جیسے ڈول کبھی ایک کے ہاتھ اور کبھی دوسرے کے ہاتھ ہوتا ہے اسی طرح جنگ میں بھی کبھی ہم غالب ہوتے ہیں اور کبھی وہ)۔ مَا هُوَ صَانِعٌ فِيْهَا وہ اس عہد میں کیا کرنے والے ہیں (دھوکہ یا وفا)۔ اِثْمَ الْاَرِيْسِيِّيْنَ رعایا کا گناہ۔ اللَّغَطُ شور و غل، ملی جلی آوازیں۔ اَمِرَ قوی ہو گیا، بڑا ہو گیا۔ اَمْرُ ابْنِ اَبِي كَبْشَةَ ابو کبشہ کے بیٹے کا معاملہ (مراد نبی ﷺ ہیں اور ابو کبشہ کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ وہ آپ کے رضاعی والد تھے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ ماں کی طرف سے آپ کے اجداد میں سے ایک تھے۔ عرب کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کی توہین و تنقیص کرنا چاہتے تو اس کی نسبت کسی غیر معروف بزرگ کی طرف کرتے، یہاں انہوں نے اسی وجہ سے نبی ﷺ کی نسبت عبدالمطلب کی بجائے ابو کبشہ کی طرف کی۔ مَلِكُ بَنِي الْاَصْفَرِ روم کا بادشاہ، اور اصفر اس کے آباؤ اجداد میں سے کسی ایک کا لقب تھا۔

(28) باب في غزوة حنين

غزوۂ حنین کا بیان

۱۱۶۳۔ حديث الْبَرَاءِ، وَسَاَلَهُ رَجُلٌ :

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک صاحب نے پوچھا کہ اے ابو

۱۱۶۳۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 97 باب من صف اصحابه عند الهزيمة...(2864) مسلم (1776) ۔

اَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ يَا اَبَا عُمَارَةَ ! يَوْمُ حُنَيْنٍ؟ قَالَ : لَا ، وَاللّٰهِ ! مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَلٰكِنَّهٗ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهٖ وَاَخِفَّاؤُهُمْ حُسَّرًا لَيْسَ بِسِلَاحٍ ، فَاَتَوْا قَوْمًا رُمَاةً ، جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِىْ نَصْرٍ ، مَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ ، فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَايَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَالِكَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَابْنُ عَمِّهٖ ، اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُوْدُ بِهٖ ، فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ، ثُمَّ قَالَ: ((اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ، اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ)) ثُمَّ صَفَّ اَصْحَابَهٗ ۔

عمارہ! کیا آپ لوگوں نے حنین کی لڑائی میں فرار اختیار کیا تھا؟ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے (جو لشکر کے قائد تھے) پشت ہرگز نہیں پھیری تھی۔ البتہ آپ کے اصحاب میں جو نوجوان بے سروسامان تھے' جن کے پاس نہ زرہ تھی نہ خود اور کوئی ہتھیار بھی نہیں لے گئے تھے' انہوں نے ضرور میدان چھوڑ دیا تھا کیونکہ مقابلہ میں ہوازن اور بنو نصر کے بہترین تیرانداز تھے کہ کم ہی ان کا کوئی تیر خطا جاتا۔ چنانچہ انہوں نے خوب تیر برسائے اور شاید ہی کوئی نشانہ ان کا خطا ہوا ہو۔ (اس دوران مسلمان) نبی ﷺ کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور آپ کے چچیرے بھائی ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ آپ نے سواری سے اتر کر اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا مانگی۔ پھر فرمایا میں نبی ہوں' اس میں غلط بیانی کا کوئی شائبہ نہیں' میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اصحاب کی (نئے طریقے پر) صف بندی کی۔

لغوی توضیح غَزْوَةُ حُنَيْن ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد پیش آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ہوازن اور ثقیف کے قبائل نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے تیاری کر رکھی تھی، جب نبی ﷺ کو علم ہوا تو آپ ۱۲ ہزار کا لشکر لے کر ان کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد پہلی جنگوں کی بہ نسبت زیادہ تھی اس لیے انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ آج ہم تعداد کی کمی کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوں گے، یعنی اللہ پر اعتماد کی بجائے کثرتِ تعداد پر اعتماد کر لیا۔ جس بنا پر دورانِ جنگ ان کے قدم اُکھڑ گئے اور اکیلے نبی ﷺ اور چند سوار میدان میں باقی رہ گئے۔ اس وقت نبی ﷺ نے کمال بہادری کا مظاہرہ کیا اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ میں نبی ہوں، یہ جھوٹی بات نہیں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر عباس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کرنے کے لیے آوازیں دیں تو وہ پشیمان ہو کر میدان میں آ گئے اور پھر جم کر لڑے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ اَخِفَّاؤُهُمْ جمع ہے خفیف کی، مراد ہیں جلد باز۔ حُسَّرًا جس کے پاس نہ زرہ ہو نہ خود۔ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا خوب تیر برسائے۔ اِسْتَنْصَرَ (اللہ تعالیٰ سے) مدد طلب کی۔

۱۱۶۴۔ حدیث الْبَرَاءِ رضي الله عنه وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ : اَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ : لٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَفِرَّ ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے قبیلۂ قیس کے ایک آدمی نے پوچھا کہ کیا تم لوگ نبی ﷺ کو غزوۂ حنین میں چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے؟ حضرت براء نے کہا لیکن رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے' قبیلہ

۱۱۶۴۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 54 باب قول الله تعالى "ويوم حنين إذ اعجبتكم كثرتكم ۔

كَانَتْ هَوازِنُ رُمَاةً ' وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ انْكَشَفُوْا فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ ' فَاسْتَقْبَلْنَا بِالسِّهَامِ ۔ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ ' وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِزِمَامِهَا ' وَهُوَ يَقُوْلُ: ((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ)) ۔

ہوازن کے لوگ تیر انداز تھے' جب ان پر ہم نے حملہ کیا تو پسپا ہو گئے' پھر ہم لوگ مالِ غنیمت میں لگ گئے ۔ آخر ہمیں ان کے تیروں کا سامنا کرنا پڑا ۔ میں نے خود دیکھا تھا کہ حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے ۔ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس کی لگام تھامے ہوئے تھے ۔ حضور فرما رہے تھے' میں نبی ہوں' اس میں جھوٹ نہیں ۔

لغوی توضیح انْكَشَفُوْا پسپا ہو گئے ۔ فَأَكْبَبْنَا ہم (غنائم اکٹھا کرنے میں) مشغول ہو گئے ۔

(29) باب غزوة الطائف

غزوۂ طائف کا بیان

١١٦٥ ۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ ' قَالَ: لَمَّا حَاصَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّائِفَ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا ' قَالَ: ((إِنَّا قَافِلُوْنَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ ' وَقَالُوْا: نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ! وَقَالَ مَرَّةً ' نَقْفُلُ! فَقَالَ: ((اغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ)) فَغَدَوْا ' فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ ۔ فَقَالَ: ((إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) فَأَعْجَبَهُمْ ۔ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو دشمن کا کچھ بھی نقصان نہیں کیا' آخر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب ان شاء اللہ ہم واپس ہو جائیں گے ۔ مسلمانوں کے لیے ناکام لوٹنا بڑا شاق گزرا ۔ انہوں نے کہا کہ واہ بغیر فتح کے ہم واپس چلے جائیں (راوی نے ایک مرتبہ نذھب کے بجائے نقفل کا لفظ استعمال کیا ۔ یعنی ہم لوٹ جائیں اور طائف کو فتح نہ کریں) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر صبح سویرے میدان میں جنگ کے لیے آ جاؤ ۔ صحابہ صبح سویرے ہی آ گئے لیکن ان کی بڑی تعداد زخمی ہو گئی ۔ اب پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم کل واپس چلیں گے ۔ صحابہ نے اسے پسند کیا ۔ آنحضور ﷺ اس پر ہنس پڑے ۔

لغوی توضیح غَزْوَة طَائِف جب حنین میں ہوازن اور ثقیف قبیلہ کو شکست ہوئی تو ان کی اکثریت بھاگ کر طائف چلی گئی اور قلعہ بند ہو گئی ۔ نبی ﷺ نے وہاں پہنچ کر ان کا محاصرہ کیا ۔ پھر مسلمانوں نے انہیں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرنے کی کئی تدبیریں کیں لیکن کوئی بھی کارگر نہ ہوئی بالآخر آپ ﷺ نے ان کے لیے ہدایت کی دعا کی اور کوچ کا اعلان کر دیا، یہی غزوۂ طائف ہے ۔

(32) باب ازالة الاصنام من حول الكعبة

کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے کا بیان

١١٦٦ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ ' وَحَوْلَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ (فتح مکہ کے دن جب) مکہ میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کے چاروں طرف تین سو

١١٦٥ ۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 56 باب غزوة الطائف (4325) مسلم (1778) ابن حبان (4779) ۔

١١٦٦ ۔ البخاری فی: 46 کتاب المظالم: 32 باب هل تكسر الدنان التی فیها الخمر (2478) مسلم (1781) ۔

الْكَعْبَةِ ثَلاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ نُصُبًا ، فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِي يَدِهِ ، وَجَعَلَ يَقُوْلُ ((جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ)) الآيَةَ ۔

ساٹھ بت تھے۔آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کو آپ ان بتوں پر مارنے لگے اور فرمانے لگے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔

لغوی توضیح نُصُبًا واحد ہے انصاب کی ،مراد ہے جسے اللہ کے علاوہ عبادت کے لیے نصب کیا گیا ہو۔

(34) باب صلح الحديبية في الحديبية

صلح حدیبیہ کا مقام حدیبیہ پر بیان

١١٦٧ ۔ حديث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : لَمَّا صَالَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ ، كَتَبَ عَلِيٌّ بَيْنَهُمْ كِتَابًا ، فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ : لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، لَوْ كُنْتَ رَسُوْلًا لَمْ نُقَاتِلْكَ ، فَقَالَ لِعَلِيٍّ : ((امْحُهُ)) فَقَالَ عَلِيٌّ : مَا اَنَا بِالَّذِي اَمْحَاهُ فَمَحَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ ، وَصَالَحَهُمْ عَلَى اَنْ يَدْخُلَ هُوَ وَاَصْحَابُهُ ثَلاثَةَ اَيَّامٍ ، وَلَا يَدْخُلُوْهَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ فَسَاَلُوْهُ : مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ؟ فَقَالَ : الْقِرَابُ بِمَا فِيْهِ ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کی صلح (قریش سے) کی تو اس کی دستاویز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھی۔انہوں نے اس میں لکھا محمد اللہ کے رسول کی طرف سے۔ مشرکین نے اس پر اعتراض کیا' کہ لفظ محمد کے ساتھ رسول اللہ نہ لکھو اگر آپ رسول اللہ ہوتے تو ہم آپ سے لڑتے ہی کیوں؟ آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو۔علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو اسے نہیں مٹا سکتا۔تو آپ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔اور مشرکین کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ (آئندہ سال) تین دن کے لیے مکہ آئیں اور ہتھیار میان میں رکھ کر داخل ہوں (براء سے ان کے) شاگردوں نے پوچھا کہ جلبان السلاح کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میان اور جو چیز اس کے اندر ہوتی ہے (اس کا نام جلبان ہے)۔

لغوی توضیح صُلْحُ الْحُدَيْبِيَّة نبی ﷺ نے خواب میں خود کو اور مسلمانوں کو بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرتے دیکھا تو عمرہ کے ارادے سے ۶ ہجری میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔راستے میں مشرکین نے آپ کو روک لیا۔تب آپ نے حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔وہاں آپ کی مشرکین کے ساتھ چند شرائط پر مصالحت ہوئی اور آپ نے عمرہ آئندہ سال کیا۔یہی صلح حدیبیہ ہے۔

١١٦٨ ۔ حديث سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِي وَائِلٍ ، قَالَ : كُنَّا بِصِفِّيْنَ ، فَقَامَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ ، فَقَالَ : اَيُّهَا النَّاسُ !

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم مقام صفین میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔پھر حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا' اے لوگو! تم خود اپنی رائے کو غلط سمجھو' ہم صلح حدیبیہ کے موقع

١١٦٧ ۔ البخاري في: 53 كتاب الصلح: 6 باب كيف يكتب هذا ما صالح فلان بن فلان (2698) مسلم (1783) ۔

١١٦٨ ۔ البخاري في: 58 كتاب الجزية: 18 باب حدثنا عبدان (3181) مسلم (1785) ۔

اتَّهِمُوْا اَنْفُسَكُمْ ' فَاِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَلَوْ نَرَى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا ' فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ' فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ؟ فَقَالَ : ((بَلَى)) فَقَالَ : اَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ : ((بَلَى)) قَالَ : فَعَلَى مَا نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَا؟ اَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ؟ فَقَالَ : ((ابْنَ الْخَطَّابِ ! اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللّٰهُ اَبَدًا)) فَانْطَلَقَ عُمَرُ اِلَى اَبِي بَكْرٍ ' فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ : اِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللّٰهُ اَبَدًا ۔ فَنَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَتْحِ ' فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى عُمَرَ اِلَى آخِرِهَا ۔ فَقَالَ عُمَرُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَوَ فَتْحٌ هُوَ ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))۔

پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اگر ہمیں لڑنا ہوتا تو اس وقت ضرور لڑتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس موقع پر آئے (یعنی حدیبیہ میں) اور عرض کیا' یارسول اللہ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اپنے دین کے معاملے میں پھر کیوں دبیں؟ کیا ہم (مدینہ) واپس چلے جائیں گے اور ہمارے اور ان کے درمیان اللہ کوئی فیصلہ نہیں کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ مجھے کبھی برباد نہیں کرے گا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے وہی سوالات کئے جو نبی ﷺ سے ابھی کر چکے تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں' اور اللہ انہیں کبھی برباد نہیں ہونے دے گا۔ پھر سورہ فتح نازل ہوئی' اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسے آخر تک پڑھ کر سنایا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہی فتح ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! بے شک یہی فتح ہے۔

لغوی توضیح صِفِّيْن مشہور مقام جہاں علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے اس مقام پر صلح حدیبیہ کا ذکر اس وجہ سے کیا کیونکہ اس وقت خوارج نے علی رضی اللہ عنہ کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑنے کی ترغیب دلائی تھی۔ اتَّهِمُوْا اَنْفُسَكُمْ اپنی رائے (کہ اہل شام کے خلاف جنگ واجب اور صلح درست نہیں) کو غلط سمجھو (کیونکہ صلح میں ہی خیر ہے)۔

(37) باب غزوة احد

غزوۂ احد کا بیان

١١٦٩ ۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ ۔ فَقَالَ : جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ ' وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَاْسِهِ ' فَكَانَتْ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے احد کی لڑائی میں نبی ﷺ کے زخمی ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بتلایا آپ کے چہرۂ مبارک پر زخم آئے اور آپ کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے اور خود آپ کے سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی (جس سے سر پر زخم آئے)

١١٦٩ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 85 باب لُبس البيضة (243) مسلم (1790) ابن ماجه (3464) ۔

فَاطِمَةُ، عَلَيْهَا السَّلَامُ، تَغْسِلُ الدَّمَ، وَعَلِيٌّ يُمْسِكُ، فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لَا يَزِيدُ إِلَّا كَثْرَةً، أَخَذَتْ حَصِيرًا فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا، ثُمَّ أَلْزَقَتْهُ، فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خون دھو رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون برابر بڑھتا ہی جا رہا ہے تو انہوں نے ایک چٹائی جلائی اور اس کی راکھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں پر لگا دیا جس سے خون بہنا بند ہو گیا۔

لغوی توضیح غَزْوَۃ اُحد یہ غزوہ ۳ ہجری میں پیش آیا۔ اس میں تیر اندازوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہدایت پر عمل نہ کیا تو ۷۰ صحابہ شہید ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہو گئے۔ رَبَاعِيَتُهُ رباعی دانت ثنایا کے ساتھ والے ہوتے ہیں اور ثنایا سامنے کے درمیانی چار دانتوں کو کہتے ہیں۔ هُشِمَتْ ٹوٹ گئی۔ الْبَيْضَة خود (جو بچاؤ کی غرض سے سر پر پہنی جاتی ہے)۔ حَصِيرًا چٹائی۔ رَمَاد راکھ۔

۱۱۷۰۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا گویا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھ رہا ہوں آپ بنی اسرائیل کے ایک نبی کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے انہیں مارا اور خون آلود کر دیا۔ لیکن وہ نبی علیہ السلام خون صاف کرتے جاتے اور یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما، یہ لوگ جانتے نہیں۔

(38) باب اشتداد غضب الله على من قتله رسول الله ﷺ

جس بدنصیب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود قتل کریں اس پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب نازل ہوا

۱۱۷۱۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ)) يُشِيرُ إِلَى رَبَاعِيَتِهِ ((اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر انتہائی سخت ہوا جس نے اس کے نبی کے ساتھ یہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ آگے کے دندان مبارک (کے ٹوٹ جانے) کی طرف تھا' اللہ تعالیٰ کا غضب اس شخص (اُبی بن خلف) پر انتہائی سخت ہوا جسے اس کے رسول نے اللہ کے راستے میں قتل کیا۔

(39) باب ما لقي النبي ﷺ من اذى المشركين والمنافقين

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں اور منافقوں کے ہاتھوں جو تکالیف اور مصائب پائیں اس کا ذکر

۱۱۷۲۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱۷۰۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (3477) مسلم (1792) ابو يعلى (4992)۔

۱۱۷۱۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 24 باب ما اصاب النبي ﷺ من الجراح يوم احد (4073) مسلم (1793)۔

۱۱۷۲۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 69 باب إذا أُلقي على ظهر المصلي قذر...(240) مسلم (1794)۔

رضی اللہ عنہ ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ ' وَأَبُوْ جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَّهُ جُلُوْسٌ ' إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : أَيُّكُمْ يَجِيءُ بِسَلَى جَزُوْرِ بَنِي فُلَانٍ فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ؟ فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ ' فَجَاءَ بِهِ ' فَنَظَرَ حَتَّى سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا ' لَوْ كَانَ لِي مَنْعَةٌ ! قَالَ : فَجَعَلُوْا يَضْحَكُوْنَ وَيُحِيْلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ ' وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ ' حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ ' فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ ' فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ! عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ ۔ قَالَ : وَكَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِي ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ ثُمَّ سَمَّى : ((اَللّٰهُمَّ ! عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ ' وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ ' وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ ' وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ ' وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ ' وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ)) وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ يَحْفَظْهُ ۔ قَالَ : فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِيْنَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَرْعَى فِي الْقَلِيْبِ ' قَلِيْبِ بَدْرٍ ۔

کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی (بھی وہیں) بیٹھے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم میں سے کوئی شخص ہے جو فلاں قبیلے کی (جو) اونٹنی ذبح ہوئی ہے (اس کی) اوجھڑی اٹھا لائے اور (لاکر) جب محمد سجدہ میں جائیں تو ان کی پیٹھ پر رکھ دے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک سب سے زیادہ بد بخت (آدمی) اٹھا۔ اور وہ اوجھڑی لے کر آیا اور دیکھتا رہا۔ جب آپ نے سجدہ کیا تو اس نے اس اوجھڑی کو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا (ابن مسعود کہتے ہیں) میں یہ (سب کچھ) دیکھ رہا تھا مگر کچھ نہ کر سکتا تھا۔ کاش! (اس وقت) مجھے روکنے کی طاقت ہوتی۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ ہنسنے لگے اور (ہنسی کے مارے) لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ سجدہ میں تھے (بوجھ کی وجہ سے) اپنا سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور وہ بوجھ آپ کی پیٹھ پر سے اتار کر پھینکا۔ تب آپ ﷺ نے سر اٹھایا پھر تین بار فرمایا۔ یا اللہ! تو قریش کو پکڑ لے' یہ (بات) ان کافروں پر بہت بھاری ہوئی کہ آپ ﷺ نے انہیں بددعا دی ہے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر (مکہ) میں جو دعا کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ پھر آپ نے (ان میں سے) ہر ایک کا (جدا جدا) نام لیا کہ اے اللہ! ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دے۔ ابوجہل' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ۔ امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو۔ ساتویں (آدمی) کا نام (بھی) لیا مگر مجھے یاد نہیں رہا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! جن لوگوں کے (بددعا کرتے وقت) آپ ﷺ نے نام لیے تھے۔ میں نے ان (کی لاشوں) کو بدر کے کنویں میں پڑا ہوا دیکھا۔

لغوی توضیح: سَلَى اوجھڑی۔ جَزُوْر اونٹ۔ طَرَحَتْ اُتار پھینکا۔ قَلِيْبِ بَدْر بدر کا کنواں۔

١١٧٣ ۔ حديث عَائِشَةَ رضی الله عنها، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَلْ اَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ؟ قَالَ: ((لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيْتُ، وَكَانَ اَشَدُّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعُقْبَةِ، اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ ۔ فَلَمْ يُجِبْنِي اِلَى مَا اَرَدْتُ ۔ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلَى وَجْهِي فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالَبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ، فَنَادَانِي فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ ۔ فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ ذٰلِكَ فِيْمَا شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ اَرْجُو اَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ، لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا))۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا آپ پر کوئی دن اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا۔ یہ موقعہ تھا جب میں نے (طائف کے سردار) کنانہ بن عبد یالیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس نے (اسلام قبول نہیں کیا اور) میری دعوت کو رد کر دیا۔ میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا۔ جب میں قرن الثعالب پہنچا' تب مجھ کو کچھ ہوش آیا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ جبریل علیہ السلام اس میں موجود ہیں' انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا ہے اور جو انہوں نے رد کیا ہے وہ بھی سن چکا ہے۔ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے' آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دے دیں۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی' انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد! پھر انہوں نے بھی وہی بات کہی' آپ جو چاہیں (اس کا مجھے حکم فرمائیں) اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن سے وہ چکنا چور ہو جائیں) نبی ﷺ نے فرمایا' مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کرے گی' اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

لغوی توضیح: وَاَنَا مَهْمُوْمٌ میں بہت زیادہ رنجیدہ ہوا (کیونکہ اہل طائف نے اپنے غلاموں اور بیوقوفوں کو راستے کے دونوں طرف کھڑا کر دیا جو آپ کو گالیاں دیتے، برا بھلا کہتے اور پتھر مارتے تھے)۔ فَلَمْ اَسْتَفِقْ مجھے ہوش نہیں آیا۔ اِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالَبِ مگر قرن ثعالب یعنی قرن منازل مقام پر جو اہل نجد کا میقات ہے۔ الْاَخْشَبَيْنِ مکہ کے دو پہاڑ۔

١١٧٣ ۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 7 باب إذا قال احدكم آمين...(3231) مسلم (1795) ۔

١١٧٤ ۔ حدیث جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ، رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ، وَقَدْ دَمِيَتْ إِصْبَعُهُ، فَقَالَ: ((هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ وَفِي سَبِيْلِ اللهِ مَا لَقِيْتِ!)) ۔

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کسی لڑائی کے موقع پر موجود تھے اور آپ کی انگلی زخمی ہوگئی تھی۔ آپ نے انگلی سے مخاطب ہوکر فرمایا تیری حقیقت ایک زخمی انگلی کے سوا کیا ہے اور جو کچھ ملا ہے اللہ کے راستے میں ملا ہے۔

لغوی توضیح دَمِيْتِ تو زخمی ہوئی ہے۔ مَا لَقِيْتِ جو تجھے زخم پہنچا ہے۔

١١٧٥ ۔ حدیث جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اشْتَكَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ۔ فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ، لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَالضُّحَى ○ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى ○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى ○﴾ ۔

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے اور دو یا تین راتوں کو (تہجد کے لیے) نہیں اٹھ سکے۔ پھر ایک عورت (ابولہب کی بیوی اُم جمیل) آئی اور کہنے لگی اے محمد! میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے، دو یا تین راتوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تمہارے پاس وہ نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الضحیٰ نازل کی، یعنی "قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑے، کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے بیزار ہوا ہے" آخر تک۔

(40) باب في دعاء النبي ﷺ الى الله وصبره على اذى المنافقين

نبی کریم ﷺ کا اللہ کی طرف بلانا اور منافقوں کی طرف سے پہنچنے والی ایذا پر صبر کرنا

١١٧٦ ۔ حدیث أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكِبَ حِمَارًا، عَلَيْهِ إِكَافٌ، تَحْتَهُ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ، وَأَرْدَفَ وَرَاءَهُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَهُوَ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَذَلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ ۔ حَتَّى مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيْهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ، عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ، وَالْيَهُوْدِ، وَفِيْهِمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان بندھا ہوا تھا اور نیچے فدک کی بنی ہوئی ایک مخملی چادر بچھی ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے سواری پر اپنے پیچھے اسامہ بن زید کو بٹھایا تھا۔ آپ بنی حارث بن خزرج میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ ﷺ ایک مجلس سے گذرے جس میں مسلمان، بت پرست، مشرک اور یہودی سب ہی شریک تھے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول بھی ان میں تھا۔ مجلس میں

١١٧٤ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 9 باب من ينكب في سبيل الله (2802) مسلم (1796) ۔
١١٧٥ ۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 93 سورة والضحى: 1 باب حدثنا احمد بن يونس (1124) مسلم (1797) ۔
١١٧٦ ۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 20 باب التسليم في مجلس فيه اخلاط...(2987) مسلم (1798) ۔

أُبَيٍّ ابْنِ سَلُوْلَ وَ فِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ ، خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ، ثُمَّ قَالَ : لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا ۔ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ، ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُوْلَ : أَيُّهَا الْمَرْءُ ! لَا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا ، إِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا ، فَلَا تُؤْذِنَا فِي مَجَالِسِنَا ، وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ ، فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ ۔

قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ : اغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا ، فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ ۔ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَتَوَاثَبُوْا فَلَمْ يَزِلِ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ ۔ ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ: ((أَيْ سَعْدُ ! أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ؟)) يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ ((قَالَ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ اعْفُ عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَاصْفَحْ ، فَوَاللّٰهِ ! لَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ الَّذِي أَعْطَاكَ ، وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْنَهُ بِالْعِصَابَةِ ۔ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ ، شَرِقَ بِذٰلِكَ ، فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ ۔ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ ۔

حضرت عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر سے اپنی ناک چھپالی اور کہا کہ ہمارے اوپر غبار نہ اڑاؤ۔ پھر حضور ﷺ نے سلام کیا اور وہاں رک گئے اور اتر کر انہیں اللہ کی طرف بلایا اور ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول بولا' میاں میں ان باتوں کے سمجھنے سے قاصر ہوں۔ اگر وہ چیزیں حق ہیں جو تم کہتے ہو تو ہماری مجلسوں میں آ کر ہمیں تکلیف نہ دیا کرو۔ اپنے گھر جاؤ اور ہم سے جو تمہارے پاس آئے' اس سے بیان کرو۔ اس پر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کریں کیونکہ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ پھر مسلمانوں' مشرکوں اور یہودیوں میں اس بات پر تو تو میں میں ہونے لگی اور قریب تھا کہ وہ ارادہ کر بیٹھیں اور ایک دوسرے پر حملہ کر دیں' لیکن آپ ﷺ انہیں برابر خاموش کراتے رہے اور جب وہ خاموش ہو گئے تو آپ ﷺ اپنی سواری پر بیٹھ کر سعد بن عبادہ کے یہاں گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا' سعد تم نے نہیں سنا کہ ابوحباب نے آج کیا بات کہی ہے! آپ کا اشارہ عبد اللہ بن ابی کی طرف تھا کہ اس نے یہ یہ باتیں کہی ہیں۔ حضرت سعد نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اسے معاف کر دیجئے اور در گذر فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ حق آپ کو عطا فرمایا ہے جو عطا فرمانا تھا۔ اس بستی (مدینہ منورہ) کے لوگ (آپ کی تشریف آوری سے پہلے) اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اسے تاج پہنا دیں اور شاہی عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس منصوبہ کو اس حق کی وجہ سے ختم کر دیا جو اس نے آپ کو عطا فرمایا ہے تو اسے حق سے حسد ہو گیا اور اسی وجہ سے اس نے یہ معاملہ کیا ہے جو آپ نے دیکھا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔

لغوی توضیح إِكَاف پالان۔ قَطِيفَة چادر۔ فَدَكِيَّة فدک کی طرف منسوب یعنی فدک کی بنی ہوئی۔ اَخْلَاط ملے جلے لوگ۔ عَجَاجَةُ الدَّابَّة سواری کا وہ غبار جو وہ اڑاتی ہے۔ يُخَفِّضُهُم انہیں خاموش کراتے تھے۔ الْبَحْرَة مراد ہے مدینہ۔ يُتَوِّجُوهُ وہ (یعنی اہل مدینہ) اسے (یعنی عبداللہ بن اُبی منافق کو بادشاہت کا) تاج پہنانے والے تھے (یہی وہ سبب ہے جس بنا پر عبداللہ بن اُبی منافق نے ہر مقام پر آپ ﷺ کی شدید مخالفت کی کہ آپ کی آمد سے اس کی بادشاہت رہ گئی)۔

١١٧٧۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لَوْ اَتَيْتَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ! فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَرَكِبَ حِمَارًا، فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ، وَهِيَ اَرْضٌ سَبِخَةٌ۔ فَلَمَّا اَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: اِلَيْكَ عَنِّي، وَاللّٰهِ! لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنْهُمْ: وَاللّٰهِ! لَحِمَارُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَطْيَبُ رِيحًا مِنْكَ۔ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَشَتَمَا، فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَصْحَابُهُ، فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيدِ وَالْاَيْدِي وَالنِّعَالِ۔ فَبَلَغَنَا اَنَّهَا اُنْزِلَتْ۔ ﴿وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَاَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے عرض کیا گیا، اگر آپ عبداللہ بن ابی (منافق) کے یہاں تشریف لے چلتے تو بہتر تھا۔ آپ ﷺ اس کے یہاں ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ صحابہ پیدل آپ کے ہمراہ تھے۔ جدھر سے آپ گذر رہے تھے وہ شور زمین تھی۔ جب نبی ﷺ اس کے یہاں پہنچے تو وہ (عبداللہ بن ابی) کہنے لگا، آپ ذرا دور ہی رہئے، آپ کے گدھے کی بو نے میرا دماغ پریشان کر دیا ہے۔ اس پر ایک انصاری صحابی بولے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے۔ عبد اللہ (منافق) کی طرف سے اس کی قوم کا ایک شخص اس صحابی کی اس بات پر غصہ ہو گیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ پھر دونوں طرف سے دونوں کے حمایتی مشتعل ہو گئے، اور ہاتھا پائی، چھڑی اور جوتے تک نوبت پہنچ گئی۔ (انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ ''اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو'' [الحجرات:۹]۔

لغوی توضیح اَرْضٌ سَبِخَة شور زمین (جس میں پیداوار نہیں ہوتی)۔ نَتْنُ حِمَارِكَ تیرے گدھے کی بدبو۔

(41) باب قتل ابی جهل

ابوجہل کا قتل

١١٧٨۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: ((مَنْ يَنْظُرُ مَا فَعَلَ اَبُو جَهْلٍ؟)) فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے بدر کی لڑائی کے دن فرمایا، کون دیکھ کر آئے گا کہ ابوجہل کا کیا ہوا؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ معلوم کرنے گئے تو دیکھا کہ عفراء کے دونوں لڑکوں نے

١١٧٧۔ البخاری فی: 53 کتاب الصلح: 1 باب ما جاء فی الإصلاح بین الناس (2691) مسلم (1799)۔

١١٧٨۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 8 باب قتل ابی جهل (3962) مسلم (1800) احمد (12144)۔

فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ، حَتَّى بَرَدَ۔ فَاَخَذَ بِلِحْيَةِ فَقَالَ: اَنْتَ! اَبَا جَهْلٍ؟ قَالَ: وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ، اَوْقَالَ: قَتَلْتُمُوْهُ۔

اسے قتل کر دیا تھا اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑا تھا۔ انہوں نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا تو ہی ابو جہل ہے؟ تو ابو جہل نے کہا' کیا اس سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے جسے آج اس کی قوم نے قتل کر ڈالا ہے' یا (اس نے یوں کہا کہ) تو لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا ہے؟

لغوی توضیح: اِبْنَا عَفْرَاء عفراء کے دو بیٹے یعنی معوذ اور معاذ۔ بَرَدَ ٹھنڈا ہو گیا۔ هَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ کیا اس آدمی سے بھی بلند مرتبہ کوئی ہے جسے تم نے قتل کر دیا (یعنی مجھ سے زیادہ کوئی بلند مقام و مرتبہ والا نہیں)۔

(42) باب قتل كعب بن الاشرف طاغوت اليهود

یہود کے سب سے بڑے شیطان کعب بن اشرف کا قتل

١١٧٩۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضى الله عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الاَشْرَفِ؟ فَاِنَّهُ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)) فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَاْذَنْ لِي اَنْ اَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ ((قُلْ)) فَاَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَقَالَ: اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَاَلَنَا صَدَقَةً، وَاِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا، وَاِنِّي قَدْ اَتَيْتُكَ اَسْتَسْلِفُكَ قَالَ: وَاَيْضًا، وَاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهُ۔ قَالَ اِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَلَا نُحِبُّ اَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ اِلَى اَيِّ شَيْءٍ يَصِيْرُ شَانُهُ۔ وَقَدْ اَرَدْنَا اَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا اَوْ وَسْقَيْنِ۔ فَقَالَ: نَعَمْ، اَرْهِنُوْنِي۔ قَالُوا: اَيُّ شَيْءٍ تُرِيْدُ؟ قَالَ: اَرْهِنُوْنِي نِسَاءَكُمْ۔ قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا، وَاَنْتَ اَجْمَلُ الْعَرَبِ؟

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا' کعب بن اشرف کا کام کون تمام کر کے آئے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت ستا رہا ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اجازت دیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آپ نے فرمایا' ہاں مجھ کو یہ پسند ہے۔ انہوں نے عرض کیا' پھر آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ میں اس سے کچھ باتیں کہوں۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ اب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور اس سے کہا' یہ شخص (اشارہ حضور ﷺ کی طرف تھا) ہم سے صدقہ مانگتا رہتا ہے اور اس نے ہمیں تھکا مارا ہے۔ اس لیے میں تم سے قرض لینے آیا ہوں۔ اس پر کعب نے کہا' ابھی آگے دیکھنا' خدا کی قسم' بالکل اکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا' چونکہ ہم نے بھی اب ان کی اتباع کر لی ہے اس لیے جب تک یہ نہ کھل جائے کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے' انہیں چھوڑنا بھی مناسب نہیں۔ میں تم سے ایک وسق یا (راوی نے بیان کیا کہ) دو وسق غلہ قرض لینے آیا ہوں۔ کعب بن اشرف نے کہا' ہاں' میرے پاس کچھ گروی رکھ دو۔ انہوں نے پوچھا' گروی میں تم کیا

١١٧٩۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 15 باب قتل كعب ابن الاشرف (2510) مسلم (1801) ابوداود (2768)۔

قَالَ : ارْهَنُوْنِي أَبْنَاءَ كُمْ ۔ قَالُوا : كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَائَنَا ، فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ ، هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا ، وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ (يَعْنِي السِّلَاحَ) فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ ، فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ ، وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ۔ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ : أَيْنَ تَخْرُجُ هَذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ : إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ ۔ قَالَتْ : أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ ۔ قَالَ : إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ ، إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ ۔ قَالَ : وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ ۔ فَقَالَ : إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ بِشَعَرِهِ فَأَشَمُّهُ ، فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ ۔ وَقَالَ مَرَّةً : ثُمَّ أُشِمُّكُمْ ۔ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ ۔ فَقَالَ : مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا ، أَيْ أَطْيَبَ ۔ قَالَ : عِنْدِي أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ ، فَقَالَ : أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشُمَّ رَأْسَكَ؟ قَالَ : نَعَمْ فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ ۔ ثُمَّ قَالَ : أَتَأْذَنُ لِي؟ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ ، قَالَ : دُونَكُمْ ۔ فَقَتَلُوهُ ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ

چاہتے ہو؟ اس نے کہا' اپنی عورتوں کو رکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ تم عرب کے بہت خوبصورت مرد ہو۔ ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں۔ اس نے کہا' پھر اپنے بچوں کو گروی رکھ دو۔ انہوں نے کہا' ہم بچوں کو کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں۔ کل انہیں اسی پر گالیاں دی جائیں گی کہ ایک یا دو وسق غلے پر انہیں گروی رکھ دیا گیا تھا۔ یہ تو بڑی بے غیرتی ہوگی البتہ ہم تمہارے پاس اپنے ہتھیار گروی رکھ سکتے ہیں۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اور رات کے وقت اس کے یہاں آئے۔ ان کے ساتھ ابو نائلہ بھی تھے، وہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ پھر اس کے قلعہ کے پاس جا کر انہوں نے آواز دی۔ وہ باہر آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا کہ اس وقت (اتنی رات گئے) کہاں باہر جا رہے ہو؟ اس نے کہا' وہ تو محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی ابو نائلہ ہے۔ اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ مجھے تو یہ آواز ایسی لگتی ہے جیسے اس سے خون ٹپک رہا ہو۔ کعب نے جواب دیا کہ میرے بھائی محمد بن مسلمہ اور میرے رضاعی بھائی ابو نائلہ ہیں۔ شریف کو اگر رات میں بھی نیزہ بازی کے لیے بلایا جائے تو وہ نکل پڑتا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب محمد بن مسلمہ اندر گئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ جب کعب آئے تو میں اس کے (سر کے) بال ہاتھ میں لے لوں گا اور اسے سونگھنے لگوں گا۔ جب تمہیں اندازہ ہو جائے کہ میں نے اس کا سر پوری طرح اپنے قبضہ میں لے لیا ہے تو پھر تم تیار ہو جانا اور اسے قتل کر ڈالنا۔ عمرو نے ایک مرتبہ یوں بیان کیا کہ پھر اس کا سر سونگھوں گا۔ آخر کعب چادر لپیٹے ہوئے باہر آیا' اس کے جسم سے خوشبو پھوٹی پڑتی تھی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا' آج سے زیادہ عمدہ خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگھی۔ کعب اس پر بولا۔ میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو ہر وقت عطر میں بسی رہتی ہے اور حسن و جمال میں

ﷺ فَاَخْبَرُوْهُ۔

بھی اس کی کوئی نظیر نہیں۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا' کیا تمہارے سر کو سونگھنے کی مجھے اجازت ہے؟ اس نے کہا' سونگھ سکتے ہو۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر سونگھا۔ اور ان کے بعد ان کے ساتھیوں نے بھی سونگھا۔ پھر انہوں نے کہا' کیا دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟ اس نے اس مرتبہ بھی اجازت دے دی۔ پھر جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے پوری طرح اپنے قابو میں کر لیا تو اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی۔

لغوی توضیح آذَى اللّٰـهَ وَرَسُوْلَـهُ اس (کعب بن اشرف) نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے (وہ شاعر تھا اور اشعار کے ذریعے مسلمانوں کو اذیت دیتا اور مسلمانوں سے سخت بغض رکھتا تھی کہ اہل مکہ کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے ابھارا کرتا تھا)۔ فَأْذَنْ لِي اَنْ اَقُوْلَ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیجیے (یعنی آپ ﷺ سے اکتاہٹ کے متعلق)۔ عَـنَّانَا اس نے ہمیں مشقت میں ڈال دیا ہے۔ رَضِيْـعِـيْ میرا رضاعی بھائی۔ مُتَـوَشِّـح چادر میں لپٹا ہوا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفر کے بڑے بڑے شیطانوں کو خفیہ طور پر بھی قتل کرایا جا سکتا ہے۔ کعب بن اشرف کا قتل تین ہجری میں ہوا۔

(43) باب غزوة خيبر

غزوۂ خیبر کا بیان

۱۱۸۰۔ حديث اَنَسٍ رضي الله عنه ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَـزَا خَيْبَرَ ۔ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِـغَـلَـسٍ ' فَـرَكِـبَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبَ اَبُوْ طَـلْحَةَ وَاَنَا رَدِيْفُ اَبِي طَلْحَةَ ۔ فَاَجْرَى نَبِيُّ اللّٰـهِ ﷺ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَاِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ حَسَرَ الْاِزَارَ عَنْ فَخِذِهِ حَتّٰـى اِنِّي اَنْظُرُ اِلَى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَـلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ ' قَالَ: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ ! خَرِبَتْ خَيْبَـرُ اِنَّـا اِذَا نَـزَلْـنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ)) قَالَهَا ثَلَاثًا ۔ قَالَ : وَخَرَجَ الْقَوْمُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ غزوہ خیبر میں تشریف لے گئے۔ ہم نے وہاں فجر کی نماز اندھیرے ہی میں پڑھی۔ پھر نبی ﷺ سوار ہوئے۔ اور ابوطلحہ بھی سوار ہوئے۔ میں ابوطلحہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے اپنی سواری کا رخ خیبر کی گلیوں کی طرف کر دیا۔ میرا گھٹنا نبی ﷺ کی ران سے چھو جاتا تھا۔ نبی ﷺ نے اپنی ران سے تہبند کو ہٹایا۔ یہاں تک کہ میں نبی ﷺ کی شفاف اور سفید رانوں کی سفیدی اور چمک دیکھنے لگا۔ جب آپ ﷺ خیبر کی بستی میں داخل ہوئے' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اکبر' خیبر برباد ہو گیا' جب ہم کسی قوم کے آنگن میں اتر جائیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا' حضرت انس رضی اللہ عنہ

۱۱۸۰۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 12 باب ما يذكر في الفخذ ۔

اِلٰی اَعْمَالِهِمْ ' فَقَالُوْا : مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ (يَعْنِي الْجَيْشَ) قَالَ : فَاَصَبْنَاهَا عَنْوَةً ۔

نے کہا کہ خیبر کے یہودی اپنے کاموں کے لیے باہر نکلے ہی تھے کہ وہ چلا اٹھے محمد ﷺ لشکر لے کر پہنچ گئے۔ پس ہم نے خیبر لڑ کر فتح کر لیا۔

لغوی توضیح غَزْوَة خَيْبَر یہ غزوہ ۷ ہجری میں ہوا۔ خیبر میں یہودی آباد تھے۔ نبی ﷺ نے ایک ایک کر کے ان کے تمام قلعے فتح کر لیے حتی کہ تمام یہودی مطیع ہو گئے۔ زُقَاق خَيْبَر خیبر کی گلیاں، متصل راستے۔ حَسَرَ ہٹایا۔ بِسَاحَةِ قَوْمٍ کسی قوم کے شہر کا میدان۔ الْخَمِيْس لشکر۔ عَنْوَةً زبردستی، لڑ کر (صلح سے نہیں)۔

۱۱۸۱۔ **حدیث** سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ؓ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ اِلٰی خَيْبَرَ ' فَسِرْنَا لَيْلًا ' فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ ' لِعَامِرٍ : يَا عَامِرُ ! اَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ ؟ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا ' فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ ' يَقُوْلُ:

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ ' فِدَاءً لَكَ ' مَا اَبْقَيْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا
وَاَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
اِنَّا اِذَا صِيْحَ بِنَا اَبَيْنَا
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ هٰذَا السَّائِقُ؟)) قَالُوْا : عَامِرُ بْنُ الْاَكْوَعِ ۔ قَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللّٰهُ '' قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ! لَوْلَا اَمْتَعْتَنَا بِهِ ۔ فَاَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰی اَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ ۔ ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ ۔

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ رات کے وقت ہمارا سفر جاری تھا کہ ایک صاحب (اسید بن حضیر) نے عامر سے کہا' عامر! اپنے کچھ شعر سناؤ۔ عامر شاعر تھا فرمائش پر وہ سواری سے اتر کر حدی خوانی کرنے لگے' کہا:

''اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا' نہ ہم صدقہ کر سکتے اور نہ ہم نماز پڑھ سکتے' پس ہماری جلد مغفرت کر' جب تک ہم زندہ ہیں ہماری جانیں تیرے راستے میں فدا ہیں' اور اگر ہماری مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت رکھ۔ ہم پر سکینت نازل فرما' ہمیں جب (باطل کی طرف) بلایا جاتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں' آج چلا چلا کر وہ ہمارے خلاف میدان میں آئے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون شعر کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عامر بن اکوع۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے تو انہیں شہادت کا مستحق قرار دے دیا۔ کاش ابھی اور ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے دیتے پھر ہم خیبر آئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا' اس کے دوران ہمیں سخت تکالیف اور فاقوں سے گزرنا پڑا' آخر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔ جس دن قلعہ فتح ہونا تھا' اس رات لشکر میں جگہ جگہ آگ جل رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ آگ کیسی ہے؟ کس چیز کے لیے اسے جگہ جگہ جلا رکھا ہے؟ صحابہ بولے کہ گوشت پکانے

۱۱۸۱۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 38 باب غزوۃ خیبر (2477) مسلم (1802) ابو داود (2538)۔

فَلَمَّا اَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ اَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا هٰذِهِ النِّيْرَانُ ؟ عَلَى اَيِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ؟)) قَالُوْا : عَلَى لَحْمٍ ۔ قَالَ: ((عَلَى اَيِّ لَحْمٍ)) قَالُوْا : لَحْمُ حُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَهْرِ يقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا فَقَالَ رَجُلٌ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَوْ نُهْرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا ، قَالَ: ((اَوْذَاكَ)) ۔ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيْرًا ، فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُوْدِيٍّ لِيَضْرِبَهُ ۔ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ ، فَاَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ ، فَمَاتَ مِنْهُ ۔ قَالَ : فَلَمَّا قَفَلُوْا ، قَالَ سَلَمَةُ : رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي ، قَالَ: ((مَالَكَ؟)) قُلْتُ لَهُ : فَدَاكَ اَبِي وَاُمِّي ! زَعَمُوْا اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((كَذَبَ مَنْ قَالَهُ ۔ اِنَّ لَهُ لَاَجْرَيْنِ)) وَجَمَعَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ : ((اِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ ، قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشٰى بِهَا مِثْلَهُ))۔

کے لیے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کس جانور کا گوشت ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ پالتو گدھوں کا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمام گوشت پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا کیوں نہ کر لیں کہ گوشت تو پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں ہی کر لو پھر (دن میں جب صحابہ نے جنگ کے لیے) صف بندی کی تو چونکہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی' اس لیے انہوں نے جب ایک یہودی کی پنڈلی پر (جھک کر) وار کرنا چاہا تو خود انہی کی تلوار کی دھار سے ان کے گھٹنے کا اوپر کا حصہ زخمی ہو گیا اور ان کی شہادت اسی میں ہو گئی۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب لشکر واپس ہو رہا تھا تو مجھے حضور ﷺ نے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا' کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ کا سارا عمل اکارت گیا (چونکہ خود اپنی ہی تلوار سے ان کی وفات ہوئی) حضور ﷺ نے فرمایا جھوٹا ہے وہ شخص جو اس طرح کی باتیں کرتا ہے' انہیں تو دوہرا اجر ملے گا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ایک ساتھ ملایا' انہوں نے تکلیف اور مشقت بھی اٹھائی اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا' شاید ہی کوئی عربی ہو جس نے ان جیسی مثال قائم کی ہو۔

لغوی توضیح: هُنَيْهَاتِكَ مراد ہیں اشعار۔ يَحْدُوْ حدی خوانی یعنی اشعار ترنم سے گانا۔ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا انہوں نے آہ وزاری کی ہے ہمارے خلاف۔ مَخْمَصَة شَدِيْدَة سخت بھوک۔ لَحْمُ حُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ پالتو گدھوں کا گوشت۔ اَهْرِيقُوْهَا اسے بہادو (کیونکہ یہ گوشت کھانا حرام ہے)۔ زَعَمُوْا اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُه انہوں نے گمان کیا کہ عامر کا عمل تو ضائع ہو گیا (کیونکہ انہوں نے خود کو قتل کر لیا ہے)۔

(44) باب غزوة الاحزاب وهي الخندق

غزوۂ احزاب یعنی جنگِ خندق کا بیان

١١٨٢ ۔ حَدِيْثُ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

١١٨٢ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 34 باب حفر الخندق (2836) مسلم (1803) ۔

رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ، وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ، وَهُوَ يَقُوْلُ:

کو غزوہ احزاب (خندق) کے موقعہ پر دیکھا کہ آپ مٹی (جو خندق کھودنے کی وجہ سے نکلتی تھی) خود ڈھو رہے تھے۔ مٹی سے آپ کے پیٹ کی سفیدی چھپ گئی تھی اور آپ یہ شعر کہہ رہے تھے:

"لَوْ لَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا — تو ہدایت گر نہ ہوتا تو کہاں ملتی نجات
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا — کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ
فَاَنْزِلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْنَا — اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا — پاؤں جموادے ہمارے دے لڑائی میں ثبات
اِنَّ الْاُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا — بے سبب ہم پر یہ کافر ظلم سے چڑھ آتے ہیں
اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا — جب بہکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات

لغوی توضیح يَوْمَ الْاَحْزَابِ لشکروں کا دن (جنگ خندق کا نام یہ اس لیے رکھا گیا کیونکہ اس دن مختلف قبائل اکٹھے ہو کر نبی ﷺ سے جنگ کے لیے آئے تھے، یہ غزوہ ۵ ہجری میں ہوا)۔ وَارَى چھپا دیا۔ بَغَوْا عَلَيْنَا جنہوں نے ہم پر زیادتی کی۔

۱۱۸۳۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه، قَالَ: جَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى اَكْتَادِنَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
"اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ
فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ"

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا رہے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی "اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں۔ پس انصار اور مہاجرین کی تو مغفرت فرما۔"

لغوی توضیح نَحْفِرُ ہم کھودتے تھے۔ اَكْتَاد جمع ہے كَتَد کی، معنی ہے دونوں کندھوں کا درمیانی حصہ۔

۱۱۸۴۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
"لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ
فَاَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (خندق کھودتے وقت) فرمایا حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے پس اے اللہ! انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرما۔

۱۱۸۳۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 9 باب دعاء النبی ﷺ اصلح الانصار...(3797) مسلم (1804)۔

۱۱۸۴۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 9 باب دعاء النبی ﷺ اصلح الانصار...(3795) مسلم (1805)۔

١١٨٥ - حديث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَتِ الْاَنْصَارُ، يَوْمَ الْخَنْدَقِ، تَقُوْلُ: ((نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَاحَيِيْنَا اَبَدًا فَاَجَابَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الآخِرَةَ فَاَكْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَه)) -

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار خندق کھودتے ہوئے (غزوہ خندق کے موقعہ پر) کہتے تھے "ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد (ﷺ) سے جہاد پر بیعت کی ہے ہمیشہ کے لیے جب تک ہمارے جسم میں جان ہے۔" آپ ﷺ نے اس پر جواب میں یوں فرمایا "اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے پس تو (آخرت میں) انصار اور مہاجرین کا اکرام فرمانا۔"

(45) باب غزوة ذى قرد وغيرها

غزوۂ ذی قرد اور دوسرے غزوات کا بیان

١١٨٦ - حديث سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْتُ قَبْلَ اَنْ يُؤَذَّنَ بِالاُوْلَى، وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَرْعَى بِذِي قَرَدٍ، قَالَ: فَلَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ: اُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: مَنْ اَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ قَالَ: فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ، يَا صَبَاحَاهُ! قَالَ: فَاَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ، ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلَى وَجْهِي حَتَّى اَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ اَخَذُوْا يَسْتَقُوْنَ مِنَ الْمَاءِ، فَجَعَلْتُ اَرْمِيْهِمْ بِنَبْلِي - وَكُنْتُ رَامِيًا، وَاَقُوْلُ: اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ الْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ - وَاَرْتَجِزُ حَتَّى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ، وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ ثَلَاثِيْنَ بُرْدَةً - قَالَ: وَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَالنَّاسُ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عِطَاشٌ، فَابْعَثْ اِلَيْهِمْ

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فجر کی اذان سے پہلے میں (مدینہ سے باہر غابہ کی طرف) نکلا۔ رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیاں ذات القرد میں چرا کرتی تھیں۔ راستے میں مجھے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام ملے اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑ لی گئیں ہیں۔ میں نے پوچھا (انہیں) کس نے پکڑا ہے؟ انہوں نے بتایا قبیلہ غطفان والوں نے۔ (حضرت سلمہ نے) بیان کیا کہ پھر میں نے تین مرتبہ بڑی زور زور سے پکارا' یا صباحاہ۔ انہوں نے بیان کیا کہ اپنی آواز میں نے مدینہ کے دونوں کناروں تک پہنچا دی اور اس کے بعد میں سیدھا تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور آخر انہیں جا لیا' اس وقت وہ جانوروں کو پانی پلانے کے لیے اترے تھے' میں نے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ میں تیراندازی میں ماہر تھا اور یہ شعر کہتا تھا۔

میں ابن الاکوع ہوں۔ آج ذلیلوں کی بربادی کا دن ہے۔

میں یہی رجز پڑھتا رہا اور اونٹنیاں ان سے چھڑا لیں۔ بلکہ تیس چادریں ان کی میرے قبضے میں آ گئیں۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد حضور ﷺ بھی صحابہ کو ساتھ لے کر آ گئے۔ میں نے عرض کیا

١١٨٥ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 110 باب البيعة في الحرب ان لا يفروا -

١١٨٦ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 37 باب غزوة ذات القرد (3041) مسلم (1806) -

السَّاعَةَ فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ ! مَلَكْتَ فَاَسْجِحْ)) قَالَ: ثُمَّ رَجَعْنَا ، وَيُرْدِفُنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى نَاقَتِهِ ، حَتّٰى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ ۔

یارسول اللہ! تیر مار مار کر ان کو پانی نہیں پینے دیا اور وہ ابھی پیاسے ہیں۔ آپ فوراً ان کے تعاقب کے لیے فوج بھیج دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابن الاکوع! جب تو نے کسی پر قابو پالیا تو پھر نرمی اختیار کیا کر۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا پھر ہم واپس آ گئے اور حضور ﷺ مجھے اپنی اونٹنی پر پیچھے بٹھا کر لائے یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آ گئے۔

لغوی توضیح لِقَاح جمع ہے لقحہ کی، معنی ہے دودھ دینے والی اونٹنیاں۔ یَا صَبَاحَاہ یہ کلمہ اس وقت بولا جاتا جب دشمن کے حملے سے خبردار کرنا مقصود ہوتا۔ اِنْدَفَعْتُ میں تیز دوڑا۔ یَوْمُ الرُّضَّع رضع جمع ہے راضع کی، جس کا معنی ہے کمینہ، اور مراد ہے کمینوں کی ہلاکت کا دن۔ اسْتَلَبْتُ میں نے چھین لیا۔ عِطَاش پیاسے۔ فَابْعَثْ اِلَيْهِمُ السَّاعَةَ ان کی طرف لشکر کا ایک حصہ بھیج دیجئے۔

(47) باب غزوة النساء مع الرجال

مردوں کے ساتھ مل کر عورتوں کا جنگ میں شریک ہونا

١١٨٧ ۔ حديث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ ، انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَبُوْ طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ وَكَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيْدَ الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ۔ وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ ، فَيَقُوْلُ: انْثُرْهَا ، لِاَبِي طَلْحَةَ ۔ فَاَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْظُرُ اِلَى الْقَوْمِ ، فَيَقُوْلُ اَبُوْ طَلْحَةَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ ! بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي ! لَا تُشْرِفْ ، يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ ، نَحْرِي دُوْنَ نَحْرِكَ ۔ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ اَبِي بَكْرٍ ، وَاُمَّ سُلَيْمٍ ، وَاِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ ، اَرَى خَدَمَ سُوْقِهِمَا ، تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا ، تُفْرِغَانِهِ فِي اَفْوَاهِ الْقَوْمِ ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ، ثُمَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اُحد کی لڑائی کے موقعہ پر جب صحابہ نبی ﷺ کے قریب سے اِدھر اُدھر ہونے لگے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی ایک ڈھال سے نبی ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بڑے زبردست تیر انداز تھے اور خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس دن دو یا تین کمانیں انہوں نے توڑ دی تھیں۔ اس وقت اگر کوئی مسلمان ترکش لئے ہوئے گزرتا تو آپ ﷺ فرماتے کہ اس کے تیر ابوطلحہ کو دے دو۔ آپ ﷺ حالات معلوم کرنے کے لئے اچک کر دیکھنے لگتے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے یا نبی! آپ پر میرے ماں اور باپ قربان ہوں، رک کر ملاحظہ فرمائیں، کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آپ ﷺ کے سینے کی ڈھال بنا رہے۔ میں نے حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا (ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی) کو دیکھا کہ اپنا ازار (شلوار، تہبند وغیرہ) اٹھائے ہوئے تھیں۔ (غازیوں کی مدد میں بڑی تیزی کے ساتھ مشغول تھیں۔ اس خدمت میں ان کو انہماک واستغراق کی وجہ سے کپڑوں تک کا ہوش نہ تھا یہاں تک کہ) میں ان کی پنڈلیوں کے زیور دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی جلدی کے ساتھ مشکیزے

١١٨٧ ۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 18 باب مناقب اَبِي طلحة (2880) مسلم (1811) ۔

تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي اَفْوَاهِ الْقَوْمِ ۔ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ اَبِي طَلْحَةَ ' اِمَّا مَرَّتَيْنِ وَاِمَّا ثَلَاثًا ۔

اپنی پیٹھوں پر لئے جاتی تھیں۔اور مسلمانوں کو پلا کر واپس آتی تھیں۔اور پھر انہیں بھر کر لے جاتیں اوران کا پانی مسلمانوں کو پلاتیں اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اس دن دو یا تین مرتبہ تلوار چھوٹ کر گری تھی۔

لغوی توضیح مُجَوِّبٌ بچا رہے تھے،حفاظت کر رہے تھے۔ بِحَجَفَةٍ ڈھال کے ساتھ۔ شَدِيْدَ الْقِدِّ کمان کا دھاگہ کھینچنے میں سخت۔ الْجَعْبَة ترکش۔ لَا تُشْرِفْ نہ جھانکئے۔ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ میرا سینہ آپ کے سینے کے سامنے تھا (ڈھال کی طرح)۔ لَمُشَمِّرَتَانِ اپنا تہبند اٹھائے ہوئے۔ خَدَمَ سُوْقِهِمَا ان کی پنڈلیوں کا زیور (یہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے)۔ تُنْقِزَانِ تیزی سے اٹھائے لے جاتی تھیں۔ الْقِرَبَ مشکیزے۔ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا اپنی کمروں پر۔

(49) باب عدد غزوات النبی ﷺ

نبی ﷺ کے غزوات کی تعداد

١١٨٨ ۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ ' اَنَّهُ خَرَجَ ' وَخَرَجَ مَعَهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَزَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ رضی الله عنهما ' فَاسْتَسْقٰى ' فَقَامَ بِهِمْ عَلٰى رِجْلَيْهِ ' عَلٰى غَيْرِ مِنْبَرٍ فَاسْتَغْفَرَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ' يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ ' وَلَمْ يُؤَذِّنْ وَلَمْ يُقِمْ ۔

حضرت عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ استسقاء کے لئے باہر نکلے ان کے ساتھ حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم (رضی اللہ عنہما) بھی تھے۔انہوں نے پانی کے لئے دعا کی تو پاؤں پر کھڑے رہے' منبر نہ تھا۔اسی طرح آپ نے دعا کی پھر دو رکعت نماز پڑھی جس میں قرأت بلند آواز سے کی' نہ اذان کہی اور نہ اقامت۔

١١٨٩ ۔ حدیث زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ ' قَالَ : كُنْتُ اِلٰى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ ' فَقِيْلَ لَهُ : كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ ؟ قَالَ: تِسْعَ عَشْرَةَ ۔ قِيْلَ : كَمْ غَزَوْتَ اَنْتَ مَعَهُ ؟ قَالَ : سَبْعَ عَشْرَةَ ' قُلْتُ : فَاَيُّهُمْ كَانَتْ اَوَّلَ ؟ قَالَ : الْعُسَيْرَةُ اَوِ الْعُشَيْرَةُ ۔

ابواسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ان سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ نے کتنے غزوے کئے؟ انہوں نے کہا کہ انیس۔میں نے پوچھا آپ حضور ﷺ کے ساتھ کتنے غزوات میں شریک رہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سترہ میں۔میں نے پوچھا آپ کا سب سے پہلا غزوہ کون سا تھا؟ کہا کہ عسیرہ یا عشیرہ (ابواسحاق کہتے ہیں پھر میں نے اس کا ذکر قتادہ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ (صحیح لفظ) عشیرہ ہے)۔

لغوی توضیح كَمْ غَزَا النَّبِيُّ نبی ﷺ نے کتنے غزوے لڑے۔اس میں اختلاف ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض نے غزوہ احزاب اور قریظہ کو ایک ہی غزوہ شمار کیا ہے اور بعض نے دو،اسی طرح فتح مکہ وحنین کو بعض نے ایک ہی غزوہ شمار کیا ہے اور بعض نے دو وغیرہ وغیرہ۔اس حدیث میں جو زید رضی اللہ عنہ نے انیس غزوات کا ذکر کیا ہے اور پہلا غزوہ عشیرہ شمار کیا ہے،اہل علم کا کہنا ہے کہ شاید

١١٨٨ ۔ البخاري في: 15 كتاب الاستسقاء: 15 باب الدعاء في الاستسقاء قائمًا ۔

١١٨٩ ۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 1 باب غزوة العشيرة او العسيرة ۔

زید رضی اللہ عنہ بھول گئے ہیں، یہ پہلا نہیں بلکہ چوتھا غزوہ تھا، اس سے پہلے ابواء، بواط اور سفوان کے غزوات ہو چکے تھے۔[1] علاوہ ازیں اہل سیر کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات ۲۵ ہیں، ایک قول ۲۷ کا اور ایک قول ۲۹ کا بھی ہے۔[2]

۱۱۹۰ - حديث بُرَيْدَةَ رضي الله عنه 'اَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً -

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ غزوات میں شریک تھے۔

۱۱۹۱ - حديث سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضي الله عنه' قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ' وَخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ: مَرَّةً عَلَيْنَا اَبُوْبَكْرٍ ' وَمَرَّةً عَلَيْنَا اُسَامَةُ -

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور نو ایسے لشکروں میں شریک ہوا ہوں جو آپ نے روانہ کئے تھے (مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان میں نہیں گئے) کبھی ہم پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر ہوئے اور کسی فوج کے امیر اسامہ رضی اللہ عنہ ہوئے۔

(50) باب غزوة ذات الرقاع

غزوۂ ذات الرقاع کا بیان

۱۱۹۲ - حديث اَبِي مُوْسَى رضي الله عنه قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ' وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ' بَيْنَنَا بَعِيْرٌ نَعْتَقِبُهُ' فَنَقِبَتْ اَقْدَامُنَا ' وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ' وَسَقَطَتْ اَظْفَارِي' وَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى اَرْجُلِنَا الْخِرَقَ' فَسُمِّيَتْ غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ' لَمَّا كُنَّا نَعْصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلَى اَرْجُلِنَا -

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ کے لیے نکلے۔ ہم چھ ساتھی تھے اور ہم سب کے لئے صرف ایک اونٹ تھا' جس پر باری باری ہم سوار ہوتے تھے۔ (پیدل طویل اور پر مشقت سفر کی وجہ سے) ہمارے پاؤں پھٹ گئے۔ میرے ناخن بھی جھڑ گئے تھے۔ چنانچہ ہم قدموں پر کپڑے کی پٹی باندھ کر چل رہے تھے۔ اسی لئے اس کا نام غزوہ ذات الرقاع پڑا' کیوں کہ ہم نے قدموں کو پٹیوں سے باندھا تھا۔

وحدَّث اَبُوْ مُوْسى بِهذَا' ثُمَّ كَرِهَ ذَاكَ ' قَالَ: مَا كُنْتُ اَصْنَعُ بِاَنْ اَذْكُرَهُ! كَاَنَّهُ كَرِهَ اَنْ يَكُوْنَ شَيْءٌ مِنْ عَمَلِهِ اَفْشَاهُ -

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث تو بیان کر دی' لیکن پھر ان کو اس کا اظہار اچھا نہیں معلوم ہوا' فرمانے لگے کہ مجھے یہ حدیث بیان نہ کرنی چاہیے تھی۔ ان کو اپنا نیک عمل ظاہر کرنا برا معلوم ہوا۔

لغوی توضیح الرِّقَاع جمع ہے رقعہ کی، معنی ہے چیتھڑے، پٹیاں۔ یہ غزوہ فتح خیبر کے بعد پیش آیا، اس میں کوئی جنگ نہیں ہوئی، البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز خوف پڑھائی تھی۔ نَعْتَقِبُهُ ہم اس پر باری باری سوار ہوتے۔ فَنَقِبَتْ اَقْدَامُنَا ہمارے پاؤں پھٹ گئے۔ نَلُفُّ ہم لپیٹتے تھے۔ نَعْصِبُ ہم باندھتے تھے۔ اَلْخِرَقَ جمع ہے خرقہ کی، معنی ہے پٹیاں۔

۱۱۹۰ - البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 89 باب کم غزا النبی ﷺ (4473) مسلم (1814) -

۱۱۹۱ - البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 45 باب بعث النبی ﷺ اسامة بن زید ...(4270) مسلم (1815) -

۱۱۹۲ - البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 31 باب غزوة ذات الرقاع (4128) مسلم (1816) ابن حبان (4734) -

[1] [منة المنعم فی شرح مسلم (3/ 238)] [2] [فتاوی الشبكة الاسلامية (2/ 1938)]

[33] كتاب الامارة
امارت کے مسائل

(1) باب الناس تبع لقریش والخلافة فی قریش
لوگ قریش کے تابع ہیں اور خلافت قریش میں ہونی چاہیے

۱۱۹۳۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ؓ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هَذَا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ))۔

حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اس (خلافت کے) معاملے میں لوگ قریش کے تابع ہیں۔ عام مسلمان قریشی مسلمانوں کے تابع ہیں جس طرح ان کے عام کفار قریشی کفار کے تابع رہتے چلے آئے ہیں۔

لغوی توضیح النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ لوگ قریش کے تابع ہیں (کیونکہ جاہلیت میں بھی وہ عرب کے سردار اور امام تھے اور یوں عام کافر ان کے کافروں کے تابع تھے اور جب مکہ فتح ہوا تو قریش فوج در فوج اسلام میں داخل ہو گئے، یوں مسلمان بھی ان کے مسلمانوں کے تابع ہو گئے۔

۱۱۹٤۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَا يَزَالُ هَذَا الْاَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ))۔

حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا' یہ خلافت اس وقت تک قریش کے ہاتھوں میں باقی رہے گی جب تک کہ ان میں دو آدمی بھی باقی رہیں۔

لغوی توضیح مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ جب تک ان میں دو آدمی بھی باقی رہیں۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ اس اور اس معنی کی دیگر احادیث میں نبی ﷺ نے صرف یہ خبر دی ہے کہ قریش خلافت کے زیادہ مستحق ہے، ان سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ آپ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ خلیفہ صرف قریشیوں میں سے ہی منتخب کرو۔

۱۱۹۵۔ حدیث جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ وَاَبِيهِ سَمُرَةَ بْنِ جُنَادَةَ السُّوَائِيِّ ۔ قَالَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ اَمِيرًا)) فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ اَسْمَعْهَا ۔ فَقَالَ اَبِي: اِنَّهُ قَالَ: ((كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ))۔

حضرت جابر بن سمرہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ (میری امت میں) بارہ امیر ہوں گے۔ پھر آپ نے کوئی ایسی ایک بات فرمائی جو میں نے نہیں سنی۔ بعد میں میرے والد نے بتایا کہ آپ نے یہ فرمایا کہ وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

۱۱۹۳۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 1 باب قول الله تعالی "یا ایها الناس إنا خلقناکم..." (3495) مسلم (1818)۔
۱۱۹٤۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 2 باب مناقب قریش (3501) مسلم (1820) ابن حبان (6266)۔
۱۱۹۵۔ البخاری فی: 93 کتاب الاحکام: 51 باب الاستخلاف (7222) مسلم (1821) ترمذی (2223)۔

کتاب الامارۃ

لغوی توضیح یَکُوْنُ اثْنَا عَشَرَ اَمِیْرًا بارہ امیر ہوں گے (قریش سے)۔ یہ عدد عمر بن عبدالعزیزؒ پر جا کر پورا ہوا۔ اس دور تک دین کافی حد تک بدعات و خرافات سے پاک تھا، لیکن اس کے بعد فتنے اور بدعات ایسی ظاہر ہوئیں کہ اہل حق اجنبی بن گئے۔

(2) باب الاستخلاف وترکه

خلیفہ نامزد کرنے یا نہ کرنے کا بیان

١١٩٦۔ حدیث عُمَرَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما، قَالَ: قِيْلَ لِعُمَرَ، اَلَا تَسْتَخْلِفُ؟ قَالَ: اِنْ اَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، اَبُوْ بَكْرٍ، وَاِنْ اَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَثْنَوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: رَاغِبٌ رَاهِبٌ، وَدِدْتُ اَنِّي نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا، لَا لِي وَلَا عَلَيَّ، لَا اَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَمَيِّتًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ اپنا خلیفہ کسی کو کیوں نہیں منتخب کر دیتے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو خلیفہ منتخب کرتا ہوں (تو اس کی بھی مثال ہے کہ) اس شخص نے اپنا خلیفہ منتخب کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے۔ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اگر میں اسے مسلمانوں کی رائے پر چھوڑتا ہوں تو (تو اس کی بھی مثال موجود ہے کہ) اس بزرگ نے (خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں کے لئے) چھوڑ دیا تھا۔ جو مجھ سے بہتر تھے یعنی رسول ﷺ۔ پھر لوگوں نے آپ کی تعریف کی۔ پھر انہوں نے کہا کہ کوئی تو دل سے میری تعریف کرتا ہے کوئی ڈر کر۔ اب میں تو یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ خلافت کی ذمہ داریوں میں اللہ کے ہاں برابر برابر ہی چھوٹ جاؤں۔ نہ مجھے کچھ ثواب ملے اور نہ کوئی عذاب' میں نے خلافت کا بوجھ اپنی زندگی بھر اٹھایا۔ اب مرنے پر میں اس بار کو نہیں اٹھاؤں گا۔

لغوی توضیح رَاغِبٌ رغبت سے۔ رَاهِبٌ ڈرتے ہوئے۔ كَفَافًا برابر برابر، یعنی بقدرِ ضرورت نہ کم نہ زیادہ۔ لَا لِيْ نہ مجھے اجر ملے۔ وَلَا عَلَيَّ اور نہ مجھ پر اس کا بوجھ ہو۔

(3) باب النهی عن طلب الامارة والحرص علیها

امارت وحکومت کی درخواست اور خواہش کرنا منع ہے

١١٩٧۔ حدیث عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ، فَاِنَّكَ اِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا،

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا 'اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! کبھی کسی حکومت کے عہدہ کی درخواست نہ کرنا۔ کیونکہ اگر تمہیں یہ مانگنے کے بعد ملے گا تو اللہ پاک اپنی مدد تجھ سے اٹھا لے گا۔ تو جان' تیرا کام جانے اور اگر وہ عہدہ تمہیں بغیر مانگے

١١٩٦۔ البخاری فی: 93 کتاب الاحکام: 51 باب الاستخلاف (7218) مسلم (1823) ابو داود (2939)۔

١١٩٧۔ البخاری فی: 83 کتاب الایمان والنذور: 1 باب قول الله تعالیٰ "لا یؤاخذکم الله باللغو فی ایمانکم"۔

وَاِنْ اُوْتِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا))۔ مل گیا تو اس میں اللہ کی طرف سے تمہاری اعانت کی جائے گی۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ جسے مطالبے پر حکومت ملے اس کی حرص کی وجہ سے اس کی مدد نہیں کی جاتی، لیکن جسے بغیر مطالبے کے حکومت مل جائے اس کی اللہ کی طرف سے مدد کی جاتی ہے تاکہ وہ حکومتی اُمور صحیح طور پر انجام دے سکے۔

۱۱۹۸۔ **حدیث** اَبِي مُوْسَى وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ۔ قَالَ اَبُوْ مُوْسَى : اَقْبَلْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ 'وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ ' اَحَدُهُمَا عَنْ يَمِيْنِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي ' وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَاكُ ۔ فَكِلَاهُمَا سَاَلَ ' فَقَالَ : ((يَا اَبَا مُوْسَى!)) اَوْ ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ!)) قَالَ : قُلْتُ : وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ! مَا اَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي اَنْفُسِهِمَا ' وَمَا شَعَرْتُ اَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ ۔ فَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ ۔ فَقَالَ : ((لَنْ)) اَوْ ((لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهُ ' وَلٰكِنِ اذْهَبْ اَنْتَ يَا اَبَا مُوْسَى)) اَوْ ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ قَيْسٍ! اِلَى الْيَمَنِ)) ثُمَّ اَتْبَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ۔ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ اَلْقَى لَهُ وِسَادَةً ' قَالَ : اَنْزِلْ وَاِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوْثَقٌ ۔ قَالَ : مَا هٰذَا ؟ قَالَ : كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ ۔ قَالَ : اِجْلِسْ : قَالَ : لَا اَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ ' قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ' ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَاَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ۔ ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ ۔ فَقَالَ اَحَدُهُمَا : اَمَّا اَنَا فَاَقُوْمُ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ میرے ساتھ اشعر قبیلے کے دو شخص تھے ایک میرے داہنے طرف تھا دوسرا بائیں طرف۔ اس وقت آپ ﷺ مسواک کر رہے تھے۔ دونوں نے آپ ﷺ سے خدمت کی درخواست کی یعنی حکومت اور عہدے کی۔ آپ نے فرمایا ابوموسیٰ یا عبداللہ بن قیس! (راوی کو شک ہے) میں نے اسی وقت عرض کیا یارسول اللہ! اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے انہوں نے اپنے دل کی بات مجھ سے نہیں کہی تھی اور مجھ کو معلوم نہیں تھا کہ یہ دونوں شخص خدمت چاہتے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں جیسے میں اس وقت آپ کی مسواک کو دیکھ رہا ہوں وہ آپ کے ہونٹ کے نیچے اٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا جو کوئی ہم سے خدمت کی درخواست کرتا ہے ہم اس کو خدمت نہیں دیتے۔ لیکن ابوموسیٰ یا عبداللہ بن قیس تو یمن کی حکومت پر جا (خیر ابوموسیٰ روانہ ہوئے) اس کے بعد آپ نے حضرت معاذ بن جبل کو بھی ان کے پیچھے روانہ کیا۔ حضرت معاذ یمن میں حضرت ابوموسیٰ کے پاس پہنچے تو ابوموسیٰ نے ان کے بیٹھنے کے لئے گدہ بچھوایا اور کہنے لگے سواری سے اتریئے اور گدے پر بیٹھئے۔ اس وقت ان کے پاس ایک شخص تھا جس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ حضرت معاذ نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہوا اب پھر یہودی ہو گیا ہے۔ ابوموسیٰ نے حضرت معاذ سے کہا آپ سواری پر سے اتر کر بیٹھئے۔ تو انہوں نے کہا میں نہیں بیٹھتا جب تک اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق یہ قتل نہ کیا جائے گا۔ تین بار یہی کہا۔ حضرت ابوموسیٰ نے حکم

۱۱۹۸۔ البخاری فی: 88 کتاب استتابة المرتدین: 2 باب حکم المرتد والمرتدة (2261) مسلم (1733) ابوداود (3579)۔

وَاَنَامُ، وَاَرْجُوْ فِي نَوْمَتِي مَا اَرْجُوْ فِي قَوْمَتِي۔

دیا، وہ قتل کیا گیا پھر حضرت معاذ بیٹھے۔ اب دونوں نے رات کی عبادت (تہجد گذاری) کا تذکرہ کیا۔ حضرت معاذ نے کہا میں تو رات کی عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور مجھے امید ہے کہ سونے میں بھی مجھ کو وہی ثواب ملے گا جو نماز پڑھنے اور عبادت کرنے میں۔

لغوی توضیح يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ دونوں خدمت (یعنی ولایت وحکومت) کے طلبگار تھے۔ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهُ ہم اسے حکومت نہیں دیں گے جو اس کی خواہش رکھتا ہو۔ معلوم ہوا کہ جو حکومت طلب کرے (جیسے آج کل ووٹ طلب کیے جاتے ہیں) اسے حکومت نہیں دینی چاہیے۔ مُوْثَقٌ رسیوں کے ساتھ بندھا ہوا۔ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ (اور وہ یہ ہے کہ جو دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو[1])۔ وَاَرْجُوْ فِي نَوْمَتِي مَا اَرْجُوْ فِي قَوْمَتِي مجھے سونے میں بھی اسی ثواب کی امید ہے جو قیام وعبادت میں ہے (کیونکہ میں سوتا اسی نیت سے ہوں کہ قیام کے لیے سکون اور چستی حاصل کر سکوں)۔

(5) باب فضيلة الامام العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق بالرعية والنهي عن ادخال المشقة عليهم

حاکم عادل کی فضیلت اور ظالم حاکم کے لئے عذاب اور رعیت کے ساتھ نرمی سے پیش آنا اور ان کو مشقت میں ڈالنے کی ممانعت

۱۱۹۹۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ فَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْاَمِيْرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى اَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ، اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اس کی رعایا کے بارے میں اس سے سوال ہوگا پس لوگوں کا امیر ایک حاکم ہے اور اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ دوسرے ہر آدمی اپنے گھر والوں پر حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا تیسری عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ چوتھا غلام اپنے آقا (سید) کے مال کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ پس جان لو کہ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی۔

لغوی توضیح رَاعٍ نگران، نگہبان، محافظ، ذمہ دار۔ رَعِيَّتِهِ اس کی رعایا، عوام، ماتحت۔

۱۱۹۹۔ البخاری فی: 49 کتاب العتق: 17 باب کراهية التطاول على الرقيق (893) مسلم (1829) ترمذی (1705)۔

[1] [بخاری: کتاب استتابة المرتدين (6922)]

١٢٠٠ - حديث مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رضي الله عنه عَنِ الْحَسَنِ ، اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ ، فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ : اِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ)) ۔

حسن بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے اس مرض میں آئے جس میں ان کا انتقال ہوا تو حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث سنا تا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی ۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی رعایا کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

لغوی توضیح اِسْتَرْعَى حاکم وسربراہ بنائے ۔ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ جنت کی خوشبو ۔ معلوم ہوا کہ حکام وامراء پر عوام کو دھوکہ دینا اور ان کے حقوق غصب کرنا حرام وکبیرہ گناہ ہے اور ایسے حکام پر جنت حرام ہے۔

(6) باب غلظ تحريم الغلول

مال غنیمت میں سے چوری کرنا سخت حرام ہے

١٢٠١ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَامَ فِينَا النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ الْغُلُولَ ، فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ اَمْرَهُ ، قَالَ : ((لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ ، عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ ، يَقُولُ : يَارَسُولَ اللّٰهِ ! اَغِثْنِي ، فَاَقُولُ : لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا ، قَدْ اَبْلَغْتُكَ ، وَعَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ ، يَقُولُ : يَارَسُولَ اللّٰهِ ! اَغِثْنِي ، فَاَقُولُ : لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ ، وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ ، فَيَقُولُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! اَغِثْنِي ، فَاَقُولُ : لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ ، اَوْ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُولُ : يَارَسُولَ اللّٰهِ ! اَغِثْنِي ، فَاَقُولُ : لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور غلول (خیانت) کا ذکر فرمایا۔ اس جرم کی ہولناکی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو بھی قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری لدی ہوئی ہو اور وہ چلا رہی ہو یا اس کی گردن پر گھوڑا لدا ہوا ہو اور وہ چلا رہا ہو اور وہ شخص مجھ سے کہے کہ یا رسول اللہ! میری مدد فرمایئے لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا ، میں تو (خدا کا پیغام) تم تک پہنچا چکا تھا۔ اور اس کی گردن پر اونٹ لدا ہوا اور وہ چلا رہا ہو اور وہ شخص کہے کہ یا رسول اللہ! میری مدد فرمایئے ۔ لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا ، میں تو خدا کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا ۔ یا (وہ اس حال میں آئے کہ) وہ اپنی گردن پر سونا چاندی اسباب لادے ہو اور مجھ سے کہے یا رسول اللہ! میری مدد فرمایئے لیکن میں اس سے یہ کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا میں اللہ کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا۔

١٢٠٠ - البخاری فی: 93 كتاب الاحكام: 8 باب من استُرعِي رعية فلم ينصح -

١٢٠١ - البخاری فی: 56 كتاب الجهاد: 189 باب الغلول (1402) مسلم (1831) ابن حبان (4847) -

لغوی توضیح لَا اُلْفِيَنَّ میں ہرگز نہ پاؤں (یعنی ایسا کوئی کام مت کرو جس کی وجہ سے تم میں سے کوئی مجھے اس حال میں ملے)۔ ثُغَاء بکری کی آواز۔ حَمْحَمَة گھوڑے کی آواز۔ رُغَاء اونٹ کی آواز۔ رِقَاع مراد کپڑے ہیں۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ دنیا میں جو شخص مالِ غنیمت میں سے کچھ بھی چرائے گا روزِ قیامت اسی چیز کو اپنے اوپر اٹھائے ہوئے آئے گا اور پھر نبی ﷺ بھی اس کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔ آئندہ حدیث بھی اس کا ثبوت ہے۔

(7) باب تحريم هدايا العمال

سرکاری ملازمین کے لیے تحفہ یا ہدیہ لینا حرام ہے

۱۲۰۲۔ حديث اَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِي ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا، فَجَاءَهُ الْعَامِلُ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا لَكُمْ، وَهٰذَا اُهْدِيَ لِيَ۔ فَقَالَ لَهُ: ((اَفَلَا قَعَدْتَ فِي بَيْتِ اَبِيْكَ وَاُمِّكَ فَنَظَرْتَ اَيُهْدَى لَكَ اَمْ لَا؟)) ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشِيَّةً، بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَتَشَهَّدَ وَاَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((اَمَّا بَعْدُ، فَمَا بَالُ الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ فَيَاْتِيْنَا فَيَقُوْلُ هٰذَا مِنْ عَمَلِكُمْ، وَهٰذَا اُهْدِيَ لِي، اَفَلَا قَعَدَ فِي بَيْتِ اَبِيْهِ وَاُمِّهِ فَنَظَرَ هَلْ يُهْدَى لَهُ اَمْ لَا؟ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا اِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ، اِنْ كَانَ بَعِيْرًا جَاءَ بِهِ لَهُ رُغَاءٌ، وَاِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا لَهَا خُوَارٌ، وَاِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعَرُ، فَقَدْ بَلَّغْتُ)) فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ: ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ حَتّٰى اِنَّا لَنَنْظُرُ اِلَى

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عامل مقرر کیا۔ عامل اپنے کام پورے کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' یا رسول اللہ! یہ مال آپ کا ہے اور یہ مال مجھے تحفہ دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اپنے ماں باپ کے گھر ہی میں کیوں نہیں بیٹھے رہے اور پھر دیکھتے کہ تمہیں کوئی تحفہ دیتا ہے یا نہیں۔ اس کے بعد آپ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے' رات کی نماز کے بعد' اور کلمہ شہادت اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق ثنا کے بعد فرمایا۔ اما بعد' ایسے عامل کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم اسے عامل بناتے ہیں۔ (جزیہ اور دوسرے ٹیکس وصول کرنے کے لیے) اور وہ پھر ہمارے پاس آ کر کہتا ہے کہ یہ تو آپ کا ٹیکس ہے اور یہ مجھے تحفہ دیا گیا ہے۔ پھر وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہیں بیٹھا اور دیکھتا کہ اسے تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی بھی اس مال میں سے کچھ بھی خیانت کرے گا تو قیامت کے دن اسے اپنی گردن پر اٹھائے گا۔ اگر اونٹ کی اس نے خیانت کی ہو گی تو اس حال میں لے کر آئے گا کہ آواز نکل رہی ہو گی' اگر گائے کی خیانت کی ہو گی تو اس حال میں اسے لے کر آئے گا کہ گائے کی آواز آ رہی ہو گی۔ اگر بکری کی خیانت کی ہو گی تو اس حال میں آئے گا کہ بکری کی آواز آ رہی ہو گی۔ بس میں نے تم تک پہنچا دیا۔ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے اپنا

۱۲۰۲۔ البخاري في: 83 كتاب الايمان والنذور: 3 باب كيف كانت يمين النبي ﷺ (925) مسلم (1832)۔

عُفْرَةِ اِبْطَيْهِ ۔ ہاتھ اتنا اوپر اٹھایا کہ ہم آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھنے لگے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ حکومتی اہلکار اگر حکومت کے کسی کام (زکوۃ وغیرہ کی وصولی) کے لیے نکلے ہوں اور انہیں کوئی تحفہ دے تو انہیں چاہیے کہ وہ تحفہ بھی واپس آ کر حاکم کو جمع کرائیں (بلا اجازت اس تحفے کا استعمال بھی ان کے لیے جائز نہیں)۔

(8) باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة و تحریمها فی المعصیة

حکام کی اطاعت ان احکام میں جو اللہ کی معصیت میں نہ ہو واجب ہے اور گناہ کے حکم کی اطاعت حرام ہے

۱۲۰۳۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ، اِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت ''اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے میں سے حاکموں کی'' [النساء:۵۹] عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک مہم پر بطور افسر کے روانہ کیا تھا۔

فہم الحدیث اس واقعہ کا ذکر آئندہ حدیث نمبر ۱۲۰۶ میں ملاحظہ فرمائیے۔

۱۲۰۴۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ اَطَاعَنِي فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ اَطَاعَ اَمِيْرِيْ فَقَدْ اَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى اَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِي))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے (مقرر کیے ہوئے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

لغوی توضیح فَقَدْ اَطَاعَنِي گویا اس نے میری اطاعت کی (یہ تب ہے کہ جب امیر اللہ اور رسول کی تعلیمات کے مطابق حکم دے اور اگر وہ ان کے خلاف حکم دے تو امیر کی اطاعت لازم نہیں جیسا کہ آئندہ احادیث اس کا ثبوت ہیں)۔

۱۲۰۵۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ، مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ))۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ پسند کرے اور ان میں بھی جنہیں وہ ناپسند کرے۔ جب تک اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے پھر جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سننا باقی رہتا ہے نہ اطاعت کرنا۔

۱۲۰۳۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 4 سورة النساء: 11 باب قوله "اطیعوا الله واطیعوا..." (4584) مسلم (1834)۔

۱۲۰۴۔ البخاری فی: 93 کتاب الاحکام: 1 باب قول الله تعالی "اطیعوا الرسول..." (2957) مسلم (1835)۔

۱۲۰۵۔ البخاری فی: 93 کتاب الاحکام: 4 باب السمع والطاعة للإمام...(2955) مسلم (1839) ترمذی (1707)۔

١٢٠٦ - حديث عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُطِيعُونِي ؟ قَالُوا: بَلَى قَالَ: عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَّا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيهَا ـ فَجَمَعُوا حَطَبًا، فَأَوْقَدُوا فَلَمَّا هَمُّوا بِالدُّخُولِ، فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ ﷺ فِرَارًا مِنَ النَّارِ، أَفَنَدْخُلُهَا ؟ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ، وَسَكَنَ غَضَبُهُ ـ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا أَبَدًا، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ))۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک دستہ بھیجا اور اس پر انصار کے ایک شخص کو امیر بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی اطاعت کریں۔ پھر امیر فوج کے لوگوں پر غصہ ہوئے اور کہا کہ کیا آپ ﷺ نے تمہیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا؟ لوگوں نے کہا کہ ضرور دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ لکڑی جمع کرو اور اس سے آگ جلاؤ اور اس میں کود پڑو۔ لوگوں نے لکڑی جمع کی اور آگ جلائی۔ جب کودنا چاہا تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے آپ ﷺ کی فرمانبرداری آگ سے بچنے کے لیے تو کی تھی۔ کیا پھر ہم اس میں خود ہی داخل ہو جائیں؟ اسی دوران آگ ٹھنڈی ہو گئی اور امیر کا غصہ بھی جاتا رہا۔ پھر آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود پڑتے تو پھر اس میں سے نہ نکل سکتے ،اطاعت صرف اچھی باتوں میں ہے۔

١٢٠٧ - حديث عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيضٌ، قُلْنَا: أَصْلَحَكَ اللّٰهُ، حَدِّثْ بِحَدِيثٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِ، سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: دَعَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ، فَقَالَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا، أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ ((إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيهِ

جنادہ بن ابی امیہ کہتے ہیں کہ ہم عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے وہ مریض تھے۔ ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے۔ کوئی حدیث بیان کیجئے جس کا نفع آپ کو اللہ تعالیٰ پہنچائے (انہوں نے بیان کیا کہ) میں نے نبی ﷺ سے لیلۃ العقبہ میں سنا ہے کہ آپ نے ہمیں بلایا اور ہم نے آپ ﷺ سے بیعت کی۔ جن باتوں کا آپ ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا ان میں یہ بھی تھا کہ خوشی و ناگواری، تنگی اور کشادگی اور اپنی حق تلفی میں بھی اطاعت و فرماں برداری کریں اور یہ بھی کہ حکمرانوں کے ساتھ حکومت کے بارے میں اس وقت تک جھگڑا نہ کریں جب تک ان کو اعلانیہ کفر کرتے نہ دیکھ لیں جس کی اللہ کی جانب سے کوئی دلیل بھی موجود ہو

١٢٠٦ ـ البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 4 باب السمع والطاعة للإمام ...(4340) مسلم (1840) ابو داود (2625) ۔
١٢٠٧ ـ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 2 باب قول النبي ﷺ سترون بعدي ...(7055) مسلم (1709) ابن ماجه (2866) ۔

بُرْهَانٌ)) ۔ (جیسے نماز چھوڑنا، اللہ کی نازل کردہ تعلیمات کے بغیر فیصلہ کرنا وغیرہ)۔

لغوی توضیح مَنْشَط چستی وخوشی۔ مَكْرَه ناپسندیدگی وناگواری۔ اُثْرَةِ عَلَيْنَا ہم پر ترجیح دی جائے، ہماری حق تلفی کی جائے۔ كُفْرًا بَوَاحًا ظاہر، اعلانیہ کفر۔ عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ جس کے متعلق اللہ کی طرف سے تمہارے پاس کوئی دلیل (آیت یا صحیح حدیث) موجود ہو (جیسے نماز ترک کرنا، اس کے کفر ہونے پر صحیح حدیث دلیل ہے[1] اور اللہ کی نازل کردہ تعلیمات کے بغیر فیصلہ کرنا، اس کے کفر ہونے پر آیت قرآنی دلیل ہے[2])۔

(10) باب الامر بالوفاء ببيعة الخلفاء الاول فالاول

خلیفہ سے کی ہوئی بیعت کی پاس داری ضروری ہے اور جس سے پہلے بیعت کی ہو اس کی اطاعت پہلے کرنا چاہیے

۱۲۰۸۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُوْنَ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ)) قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کے انبیا ان کی سیاسی رہنمائی بھی کیا کرتے تھے، جب بھی ان کا کوئی نبی ہلاک ہوجاتا تو دوسرے ان کی جگہ کے لیے موجود آ ہوتے لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں میرے نائب ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ان کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس سے بیعت کر لو بس اسی کی وفاداری پر قائم رہو اور ان کا جو حق ہے اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن ان کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا۔

لغوی توضیح تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ ان کی سیاست انبیاء چلاتے تھے (ان میں جب بھی کہیں فساد ظاہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ نبی بھیج دیتے جو ان کے معاملات کی نگرانی کرتا اور ان کی اصلاح کرتا)۔ فُوْا وفا سے فعل امر ہے، یعنی پوری کرو (پہلی بیعت۔ یعنی اگر ایک خلیفہ کی موجودگی میں کوئی دوسرا خلیفہ بننے کی کوشش کرے اور لوگوں سے بیعت لے تو اس دوسرے کی بیعت باطل ہوگی اور اس کے متعلق ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''اس کی گردن اُڑا دو''[3])۔

۱۲۰۹۔ حديث ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((سَتَكُوْنُ أُثْرَةٌ وَأُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا (میرے بعد) تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم پر دوسروں کو مقدم کیا جائے گا اور ایسی باتیں سامنے آئیں گی جن کو تم برا سمجھو گے

۱۲۰۸۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 50 باب ما ذکر عن بنی إسرائیل (3455) مسلم (1842) ابن ماجه (2871)۔

۱۲۰۹۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام (3603) مسلم (1843) ترمذی (2190)۔

[1] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (2848)] [2] [سورة المائدة: آيت 44]

[3] [صحيح: الصحيحة (241) ابن ماجه (3195)]

تَأْمُرُنَا ؟ قَالَ: ((تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِی عَلَيْكُمْ وَتَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِی لَكُمْ)) ۔

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو حقوق تم پر دوسروں کے واجب ہوں انہیں ادا کرتے رہنا (یعنی حکام کی اطاعت وغیرہ) اور اپنے حقوق (عدل وانصاف اور جائز مناصب وغیرہ) اللہ ہی سے مانگنا۔

لغوی توضیح: سَتَكُوْنُ أُثْرَةٌ عنقریب تم پر دوسروں کو مقدم کیا جائے گا (یعنی حکام کی طرف سے ظلم و زیادتی شروع ہو جائے گی)۔ وَأُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا اور ایسے اُمور ہوں گے جنہیں تم ناپسند کرتے ہو (یعنی حکومتی نظم و نسق میں کتاب و سنت کی مخالفت)۔

(11) باب الامر بالصبر عند ظلم الولاة واستئثارهم

حاکموں کے ظلم اور حق تلفیوں پر صبر کرنے کا حکم

١٢١٠ - حديث أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رضي الله عنه، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا تَسْتَعْمِلُنِی كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا؟ قَالَ: ((سَتَلْقَوْنَ بَعْدِی أُثْرَةً، فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِی عَلَى الْحَوْضِ)) ۔

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں شخص کی طرح مجھے بھی آپ حاکم بنا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد (دنیاوی معاملات میں) تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس لیے صبر سے کام لینا' یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آ ملو۔

(13) باب الامر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن وتحذير الدعاة الى الكفر

فتنہ اور فساد کے وقت مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنے کا حکم

١٢١١ - حديث حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضي الله عنه۔ عَنْ أَبِی إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیِّ، أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ ابْنِ الْيَمَانِ يَقُوْلُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِی فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا فِی جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ:

ابوادریس خولانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ دوسرے صحابہ کرام تو رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں اس پھنس نہ جاؤں۔ تو میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا' یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے زمانے میں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر و برکت (اسلام کی) عطا فرمائی' اب کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں (معاویہ وعلی کی جنگ)۔ میں نے

١٢١٠ - البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 8 باب قول النبی ﷺ للانصار اصبروا...(3792) مسلم (1845) -
١٢١١ - البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام (3606) مسلم (1847) ابن ماجه (3979) -

وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ)) قُلْتُ : وَمَا دَخَنُهُ ؟ قَالَ: ((قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِي ، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ)) قُلْتُ : فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ ؟ قَالَ: ((نَعَمْ دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللهِ ! صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا ، وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا)) قُلْتُ : فَمَا تَأْمُرُنِي ، إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: ((تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ)) قُلْتُ : فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ ؟ قَالَ: ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا ، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ))۔

سوال کیا' اور اس شر کے بعد پھر خیر کا کوئی زمانہ آئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں (معاویہ کی خلافت پر اتفاق) لیکن اس خیر پر کچھ دھواں ہوگا۔ میں نے عرض کیا وہ دھواں کیا ہوگا؟ آپ نے جواب دیا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری سنت اور طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے اختیار کریں گے۔ ان میں کوئی بات اچھی ہوگی کوئی بری۔ میں نے سوال کیا' کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا زمانہ بھی آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں' جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے پیدا ہوں گے' جو ان کی بات قبول کرے گا اسے وہ جہنم میں جھونک دیں گے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ان کے اوصاف بھی بیان فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہماری ہی قوم و مذہب کے ہوں گے' ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا' پھر اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاؤں تو میرے لیے آپ کا حکم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے تابع رہو۔ میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر ان تمام فرقوں سے خود کو الگ رکھنا' اگرچہ تجھے اس لیے کسی درخت کی جڑ چبانی پڑے' یہاں تک کہ تیری موت آجائے اور تو اسی حالت پر ہو (تو یہ تیرے حق میں بہتر ہے)۔

لغوی توضیح: قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِي ایسے لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے اختیار کریں گے (مراد ہے ایسے حکمران ہوں گے جو تمام حکومتی امور میں دین کو ملحوظ نہیں رکھیں گے)۔ دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے (مراد وہ حکمران ہیں جو قومی و علاقائی عصبیت میں مبتلا ہوں گے، حکومت و سیادت کے حصول کے لیے ناحق خون بہائیں گے جیسا کہ عباسی حکمرانوں نے کیا)۔ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا (یعنی تمام مسلمانوں کی مجموعی جماعت جس کا ایک ہی نگران و امیر ہو)۔ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا ان تمام فرقوں کو چھوڑ دینا (یعنی اگر مسلمانوں کی جماعت اور خلیفہ نہ ہو تو باقی تمام سیاسی فرقوں اور جماعتوں سے الگ ہو جانا۔ غالباً آج ہم اسی دور میں ہیں۔ واللہ اعلم)۔

۱۲۱۲۔ **حديث** ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص

۱۲۱۲۔ البخاری فی: 92 کتاب الفتن: 2 باب قول النبی ﷺ سترون بعدی امورًا تنكرونها (7053) مسلم (1849)۔

ﷺ' قَالَ: ((مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِيْرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ' فَاِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً)) ۔

اپنے امیر میں کوئی ناپسند بات دیکھے تو صبر کرے۔ کیونکہ (خلیفہ) کی اطاعت سے اگر بالشت بھر بھی باہر نکلا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

لغوی توضیح مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وہ جاہلیت کی موت مرا (یعنی گمراہی کی موت پر مرے گا' واضح رہے کہ ایسا شخص کافر نہیں بلکہ گمراہ ہے۔ ایسے شخص سے لڑائی نہیں کی جائے گی جب تک وہ کوئی باغیانہ اقدام نہ کرے)۔

(18) باب استحباب مبايعة الامام الجيش عند ارادة القتال و بيان بيعة الرضوان تحت الشجرة

جنگ کے موقعہ پر مجاہدین سے بیعت لینا مستحب ہے نیز بیعت رضوان جو درخت کے نیچے ہوئی تھی کا بیان

۱۲۱۳۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضى اللّٰه عنهما' قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ' ((اَنْتُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ)) وَكُنَّا اَلْفًا وَاَرْبَعَمِائَةٍ وَلَوْ كُنْتُ اُبْصِرُ الْيَوْمَ لَاَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حدیبیہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ تم لوگ تمام زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔ ہماری تعداد اس موقع پر چودہ سو تھی۔ اگر آج میری آنکھوں میں بینائی ہوتی تو میں اس درخت کا مقام بتاتا (جہاں بیعت رضوان ہوئی تھی)۔

لغوی توضیح بَيْعَةُ الرِّضْوَان مراد وہ بیعت ہے جو حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہ نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر کی تھی کہ قریش مکہ سے لڑیں گے خواہ موت ہی آ جائے۔ آئندہ روایات میں موت پر بیعت کا یہی مفہوم ہے۔

۱۲۱۴۔ حديث الْمُسَيَّبِ بْنِ حَزْنٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ الشَّجَرَةَ' ثُمَّ اَتَيْتُهَا بَعْدُ فَلَمْ اَعْرِفْهَا ۔

حضرت مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے وہ درخت دیکھا تھا لیکن پھر بعد میں جب آیا تو میں اسے نہ پہچان سکا۔

۱۲۱۵۔ حديث سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِى عُبَيْدٍ' قَالَ: قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ ؟ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ ۔

یزید بن ابی عبید نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کس چیز پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے بتلایا کہ موت پر۔

۱۲۱۳۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 35 باب غزوة الحديبية (3576) مسلم (1856) ترمذی (1594) دارمی (27)۔

۱۲۱۴۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 35 باب غزوة الحديبية (4162) مسلم (1859)۔

۱۲۱۵۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 35 باب غزوة الحديبية (2960) مسلم (1860) ترمذی (1592)۔

١٢١٦ ـ حدیث عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ، أَتَاهُ آتٍ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ ـ فَقَالَ: لَا أُبَايِعُ عَلَى هٰذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ـ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حرہ کی لڑائی کے زمانہ میں ایک صاحب ان کے پاس آئے اور کہا کہ عبداللہ بن حنظلہ لوگوں سے (یزید کے خلاف) موت پر بیعت لے رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد میں موت پر کسی سے بیعت نہیں کروں گا۔

لغوی توضیح لَا أُبَايِعُ عَلَى هٰذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ میں رسول اللہ ﷺ کے بعد موت پر کسی سے بیعت نہیں کروں گا (یعنی وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کر چکے تھے اور کسی دوسرے کے لیے اس لیے موت پر بیعت کرنے سے رُکے کیونکہ یہ صرف نبی ﷺ کا حق ہے کہ ہر مسلمان اپنی جان کے ساتھ آپ کا دفاع کرے اور راہِ فرار اختیار نہ کرے خواہ موت ہی آ جائے، آپ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کا یہ حق نہیں)۔

(19) باب تحریم رجوع المهاجر الی استیطان وطنه

مہاجر کا ہجرت کے بعد واپس آ کر آباد ہونا حرام ہے

١٢١٧ ـ حدیث سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ! ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ، تَعَرَّبْتَ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَذِنَ لِي فِي الْبَدْوِ ـ

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ حجاج کے یہاں گئے تو اس نے کہا کہ اے ابن اکوع! تم گاؤں میں رہنے لگے ہو، کیا الٹے پاؤں پھر گئے؟ کہا کہ نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جنگل میں رہنے کی اجازت دی تھی۔

لغوی توضیح دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ سلمہ رضی اللہ عنہ حجاج کے پاس گئے (جب وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد مکہ کا والی بن چکا تھا)۔ ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ تو الٹے پاؤں پھر گیا ہے (کیا مرتد ہو گیا ہے؟ یہ اس نے اس لیے کہا کیونکہ ہجرتِ مدینہ کے بعد مہاجر کے لیے مکہ میں آ کر مقیم ہونا اس کا مرتد ہونا شمار کیا جاتا تھا)۔ تَعَرَّبْتَ تو دیہاتی ہو گیا ہے؟ (سلمہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فتنہ سے بچنے کے لیے مقام ربذہ 'ایک دیہات' میں رہائش اختیار کر لی تھی)۔ أَذِنَ لِي فِي الْبَدْوِ مجھے جنگل یعنی دیہات میں رہنے کی اجازت دی گئی ہے (یہ اجازت غالباً اس بنیاد پر تھی کہ فتنہ میں مبتلا ہونے سے ایسے الگ تھلگ مقامات پر رہائش اختیار کر لینا ہی بہتر ہے)۔

(20) باب المبايعة بعد فتح مكة على الاسلام والجهاد والخير و بيان معنى لاهجرة بعد الفتح

فتح مکہ کے بعد اسلام یا جہاد اور نیکی پر بیعت کرنے کا بیان اور اس کے بعد ہجرت نہ ہونے کے معنی

١٢١٨ ـ حدیث مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

ابو عثمان نہدیؒ نے اور ان سے مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

١٢١٦ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 110 باب البيعة في الحرب ان لا يفروا (2959) مسلم (1861) ـ
١٢١٧ ـ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 14 باب التعرب في الفتنة (7087) مسلم (1862) نسائی (4197) ـ
١٢١٨ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 53 باب وقال الليث (2962) مسلم (1863) احمد (15849) ـ

رضی اللہ عنہ وَاَبِی مَعْبَدٍ ۔ عَنْ اَبِی عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: انْطَلَقْتُ بِاَبِی مَعْبَدٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ، قَالَ: ((مَضَتِ الْهِجْرَةُ لاَهْلِهَا، اُبَايِعُهُ عَلَى الْاِسْلَامِ وَالْجِهَادِ)) فَلَقِيْتُ اَبَا مَعْبَدٍ، فَسَاَلْتُهُ، فَقَالَ: صَدَقَ مُجَاشِعٌ ۔

میں (اپنے بھائی) ابو معبد کو نبی ﷺ کی خدمت میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرانے کے لیے لے گیا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت کا ثواب تو ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ختم ہو چکا البتہ میں اس سے اسلام اور جہاد پر بیعت لیتا ہوں۔ ابو عثمان نے کہا کہ پھر میں نے ابو معبد سے مل کر ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجاشع نے ٹھیک بیان کیا۔

لغوی توضیح مَضَتِ الْهِجْرَةُ ہجرت گزر چکی (یعنی جو واجب تھی اور جس کی عظیم فضیلت تھی وہ فتح مکہ کے بعد ختم ہو چکی کیونکہ اب لوگ بآسانی اپنے علاقوں میں بھی دین پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں، البتہ دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف ہجرت ابھی بھی باقی ہے اور ہمیشہ باقی رہے گی جیسا کہ ایک فرمانِ نبوی بھی ہے کہ جب تک کفار سے لڑائی رہے گی ہجرت ختم نہیں ہوگی[1])۔

۱۲۱۹ - حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا)) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا، اب ہجرت (مکہ سے مدینہ کی طرف) باقی نہیں رہی، البتہ حسنِ نیت اور جہاد باقی ہے۔ اس لیے جب تمہیں جہاد کے لیے بلایا جائے تو فوراً نکل جاؤ۔

لغوی توضیح وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ لیکن جہاد اور (جہاد کی نیت یا خیر و بھلائی کی) نیت باقی ہے (یعنی غلبہ دین کے لیے کوشش کہیں بھی کی جا سکتی ہے)۔ اِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا جب تم سے نکلنے کو کہا جائے تو نکل پڑو (معلوم ہوا کہ جب اسلامی حکمران جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دے تو جہاد پر نکلنا واجب ہو جاتا ہے)۔

۱۲۲۰ - حدیث اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ اَعْرَابِيًّا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: ((وَيْحَكَ! اِنَّ شَانَهَا شَدِيْدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نے رسول ﷺ سے ہجرت کے متعلق پوچھا (یعنی یہ کہ آپ اجازت دیں تو میں مدینہ میں ہجرت کر آؤں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا، افسوس! اس کی تو شان بڑی ہے۔ کیا تیرے پاس زکوٰۃ دینے کے لیے کچھ اونٹ ہیں، جن کی تو زکوٰۃ دیا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں! اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر کیا ہے، سمندروں کے اس پار (جس ملک میں تو

۱۲۱۹ - البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 194 باب لا هجرة بعد الفتح، مسلم (1353) ۔

۱۲۲۰ - البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 36 باب زکاة الإبل (1452) مسلم (1865) ابو داود (2477) ۔

[1] [صحیح: صحیح نسائی، نسائی (4172)]

عَمَلِكَ شَيْئًا)) ۔ ہے وہاں) عمل کرتا رہ اللہ تیرے کسی عمل کا ثواب کم نہیں کرے گا۔

لغوی توضیح اِنَّ شَأْنَهَا شَدِيْدٌ ہجرت کا معاملہ تو سخت ہے (یعنی اپنا وطن، اقربا، دوست احباب، مانوس اشیاء سب کچھ چھوڑنا انسان پر مشکل ہے اور پھر اجنبی علاقے میں جا کر رہنا بھی آسان نہیں، ایسی صورت میں صرف قوی ایمان والا ہی قائم رہ سکتا ہے۔ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ مراد ہے اپنے علاقے میں ہی عمل کرتا رہ۔ لَنْ يَتِرَ ہرگز کمی نہیں کرے گا (اجر وثواب میں)۔

(21) باب كيفية بيعة النساء

خواتین سے بیعت کس طرح لی جائے

۱۲۲۱ ۔ حدیث عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ، إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُمْتَحَنَّ بِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا أَقْرَرْنَ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ، قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انْطَلِقْنَ، فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ)) لا، وَاللَّهِ! مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَيْرَ أَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلامِ، وَاللَّهِ! مَا أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللَّهُ، يَقُولُ لَهُنَّ، إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ ((قَدْ بَايَعْتُكُنَّ)) كَلامًا۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مومن عورتیں جب ہجرت کر کے نبی ﷺ کے پاس آتی تھیں تو آپ ﷺ انہیں آزماتے تھے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ ''اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو جب مومن عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو انہیں آزماؤ...... [الممتحنۃ:۱۰۔۱۲]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ان (ہجرت کرنے والی) مومن عورتوں میں سے جو اس شرط کا اقرار کر لیتی تو وہ آزمائش میں پوری سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ جب وہ عورتیں اس کا اپنی زبان سے اقرار کر لیتیں تو رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے کہ اب جاؤ میں نے تم سے عہد لے لیا ہے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے ہاتھ نے (بیعت لیتے وقت) کسی عورت کا ہاتھ ہرگز کبھی نہیں چھوا۔ آپ ﷺ ان سے صرف زبان سے بیعت لیتے تھے۔ واللہ آپ نے عورتوں سے صرف ان ہی چیزوں کا عہد لیا جن کا اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ بیعت لینے کے بعد آپ ان سے فرماتے کہ میں نے تم سے عہد لے لیا ہے۔ یہ آپ صرف زبان سے کہتے کہ میں نے تم سے بیعت لے لی۔

لغوی توضیح فَامْتَحِنُوهُنَّ انہیں آزماؤ (یعنی ان سے سوالات کرو جن سے معلوم ہو جائے کہ وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہیں)۔ مَا مَسَّتْ...... نبی ﷺ نے کبھی کسی غیر عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا (معلوم ہوا کہ غیر محرم عورتوں کو چھونے سے بچنا چاہیے اور ان کے ساتھ ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کرنا بھی درست نہیں)۔

۱۲۲۱ ۔ البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 20 باب إذا أسلمت المشركة...(2713) مسلم (1866) ترمذی (3306) ۔

(22) باب البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع

سمع وطاعت بقدر استطاعت بیعت کرتے وقت کہنا چاہیے

١٢٢٢ ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي اللّٰهِ عنهما ، قَالَ : كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ، يَقُوْلُ لَنَا : ((فِيْمَا اسْتَطَعْتَ)) ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کرتے تو آپ ہم سے فرماتے کہ جتنی تمہیں طاقت ہو (یعنی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم اتنا ہی ہے جتنی تم میں طاقت ہے، طاقت سے باہر کام تم پر ضروری نہیں)۔

(23) باب بيان سن البلوغ

بالغ ہونے کی عمر کا بیان

١٢٢٣ ـ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ ، وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْنِي ، ثُمَّ عَرَضَنِي يَوْمَ الْخَنْدَقِ ، وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ ، فَأَجَازَنِي ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے (جنگ پر جانے کے لیے) پیش ہوئے، تو انہیں اجازت نہیں ملی، اس وقت ان کی عمر چودہ سال کی تھی۔ پھر غزوۂ خندق کے موقع پر پیش ہوئے تو اجازت مل گئی، اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ پندرہ برس کی عمر بلوغت کی نشانی ہے۔ البتہ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بلوغت کی علامت احتلام ہے۔[1] اسی طرح ایک اور روایت اس بات کا ثبوت ہے کہ زیر ناف بالوں کا اُگ آنا بلوغت کی علامت ہے۔[2]

(24) باب النهي ان يسافر بالمصحف الى ارض الكفار اذا خيف وقوعه بأيديهم

قرآن حکیم دار الحرب میں لے جانا منع ہے جب یہ ڈر ہو کہ ان کے ہاتھ لگ جائے گا (اور وہ اس کی بے حرمتی کریں گے)

١٢٢٤ ـ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي اللّٰهِ عنهما ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے کر جانے سے منع فرمایا تھا۔

فهم الحديث اس ممانعت کا سبب صحیح مسلم کی اسی روایت کے بعد والی روایت میں یہ مذکور ہے کہ کہیں قرآن دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائے۔ معلوم ہوا کہ اگر یہ خدشہ نہ ہو کہ قرآن دشمن کے ہاتھ لگ جائے گا تو قرآن کے ساتھ سفر کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

١٢٢٢ ـ البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 43 باب كيف يبايع الإمام الناس (7202) مسلم (1867) ـ

١٢٢٣ ـ البخاري في: 52 كتاب الشهادات: 18 باب بلوغ الصبيان وشهادتهم (2664) مسلم (1868) ابن ماجه (2543) ـ

١٢٢٤ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 129 باب السفر بالمصاحف إلى ارض العدو (2990) مسلم (1869) ـ

[1] [صحيح : ارواء الغليل (1244) ابو داود (2873)]

[2] [صحيح : صحيح ابن ماجه (2059)]

(25) باب المسابقة بين الخيل و تضميرها
گھوڑ دوڑ کرانے اور گھوڑوں کو سدھانے کا بیان

١١٢٥ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي اُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ ، وَاَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ ، وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ ، وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ فِيْمَنْ سَابَقَ بِهَا ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان گھوڑوں کی جنہیں (جہاد کے لیے تیار کیا گیا تھا) مقام حفیاء سے دوڑ کرائی، اس دوڑ کی حد ثنیۃ الوداع تھی۔ اور جو گھوڑے ابھی تیار نہیں ہوئے تھے ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک کرائی۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اس گھوڑ دوڑ میں شرکت کی تھی۔

لغوی توضیح سَابَقَ دوڑ کا مقابلہ کرایا۔ اُضْمِرَتْ اضمار سے مشتق ہے اور اضمار یا تضمیر گھوڑے کو پہلے خوب کھلا پلا کر موٹا کرنے پھر اس کی خوراک میں کمی کر کے اس کے جسم کو مضبوط کرنے اور اسے دوڑ کے لیے تیار کرنے کے عمل کو کہتے ہیں (معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو جنگی مشقیں کرتے رہنا چاہیے اور دشمن کے خلاف جنگ کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے)۔

(26) باب الخيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة
گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت قیامت تک کے لیے ہے

١٢٢٦ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَلْخَيْلُ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت وابستہ رہے گی (کیونکہ اس سے جہاد میں کام لیا جاتا رہے گا)۔

١٢٢٧ ۔ حديث عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ، قَالَ : ((اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ : اَلْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ))۔

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا خیر و برکت قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ بندھی رہے گی یعنی آخرت میں ثواب اور دنیا میں مال غنیمت ملتا رہے گا۔

لغوی توضیح مَعْقُوْد بندھی ہوئی ہے۔ اَلْاَجْرُ وَ الْمَغْنَمُ اجر اور مالِ غنیمت (یہ خیر و برکت کی تفسیر ہے کہ گھوڑے کے ذریعے جہاد کیا جاتا ہے اور پھر دنیا میں مالِ غنیمت حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں اجر و ثواب)۔

١٢٢٨ ۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَلْبَرَكَةُ فِي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی میں برکت بندھی ہوئی ہے۔

١٢٢٥ ۔ البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 41 باب هل يقال مسجد بني فلان (420) مسلم (1870) ابن ماجه (2877) ۔

١٢٢٦ ۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد والسير: 43 باب الخيل معقود في نواصيها...(2849) مسلم (1871)۔

١٢٢٧ ۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد والسير: 44 باب الجهاد ماض مع البر والفاجر (2850) مسلم (1873)۔

١٢٢٨ ۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد والسير: 43 باب الخيل معقود في نواصيها...(2851) مسلم (1874)۔

نَوَاصِي الْخَيْلِ))۔

(28) باب فضل الجهاد والخروج فی سبیل اللہ

جہاد اور اللہ کے راستہ میں نکلنے کی فضیلت

١٢٢٩۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: ((انْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيْلِهِ ' لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا إِيْمَانٌ بِي وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِي ' أَنْ أَرْجِعَهُ ' بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ ' أَوْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ' ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ' ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلا اللہ اس کا ضامن ہو گیا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میری ذات پر یقین اور میرے پیغمبروں کی تصدیق نے اس کو (اس سرفروشی کے لیے گھر سے) نکالا ہے۔ (میں اس بات کا ضامن ہوں) کہ یا تو اس کو واپس کردوں ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ' یا (شہید ہونے کے بعد) جنت میں داخل کردوں۔ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اور اگر میں اپنی امت پر (اس کام کو) دشوار نہ سمجھتا تو لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا' اور میری خواہش ہے اللہ کی راہ میں مارا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مارا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مارا جاؤں۔

لغوی توضیح مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا۔ سریة لشکر کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں جو دشمن پر حملے کے لیے روانہ کیا جاتا ہے۔

١٢٣٠۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ: ((تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيْلِهِ ' لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِهِ ' وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ ' بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ ' أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔ جہاد ہی کی نیت سے نکلے۔ اللہ کے کلام (اس کے وعدے) کو سچ جان کر' تو اللہ اس کا ضامن ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ اس کو شہید کر کے جنت میں لے جائے گا' یا اس کو ثواب اور غنیمت کا مال دلا کر اس کے گھر لوٹا لائے گا۔

لغوی توضیح تَكَفَّلَ ذمہ اٹھالیا ہے۔

١٢٣١۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر

١٢٢٩۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 26 باب الجهاد من الإیمان (36) مسلم (1876) ابن ماجه (2753)۔

١٢٣٠۔ البخاری فی: 57 کتاب فرض الخمس: 8 باب قول النبی ﷺ احلت لکم الغنائم ۔

١٢٣١۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوی: 67 باب ما یقع من النجاسات فی السمن والماء ۔

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا إِذْ طُعِنَتْ تَفَجَّرُ دَمًا، اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ۔

زخم جو اللہ کی راہ میں مسلمان کو لگے وہ قیامت کے دن اسی حالت میں ہوگا جس طرح وہ لگا تھا۔ اس میں سے خون بہتا ہوگا۔ جس کا رنگ (تو) خون کا سا ہوگا اور خوشبو مشک کی سی ہوگی۔

لغوی توضیح كَلْم زخم۔ إِذْ طُعِنَتْ جب زخم لگا۔ تَفَجَّرُ پھوٹ رہا ہوگا، بہہ رہا ہوگا۔ اَلْعَرْف خوشبو۔ اَلْمِسْك کستوری۔

(29) باب فضل الشهادة في سبيل الله تعالى

اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی فضیلت

۱۲۳۲۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ، إِلَّا الشَّهِيدُ، يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ، لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرے۔ خواہ اسے ساری دنیا مل جائے سوائے شہید کے۔ اس کی یہ تمنا ہوگی کہ دنیا میں دوبارہ واپس جا کر دس مرتبہ اور قتل ہو (اللہ کے راستے میں) کیونکہ وہ شہادت کی عزت وہاں دیکھتا ہے۔

۱۲۳۳۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ، قَالَ: ((لَا أَجِدُهُ)) قَالَ: ((هَلْ تَسْتَطِيعُ، إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ، أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتُرَ، وَتَصُومَ وَلَا تُفْطِرَ؟)) قَالَ: وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ؟۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایسا کوئی عمل میں نہیں پاتا۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تم اتنا کر سکتے ہو کہ جب مجاہد (جہاد کے لیے نکلے) تو تم اپنی مسجد میں آ کر برابر نماز پڑھنی شروع کر دو اور (نماز پڑھتے رہو اور درمیان میں) کوئی سستی اور کاہلی تمہیں محسوس نہ ہو۔ اسی طرح روزے رکھنے لگو اور (کوئی دن) بغیر روزے کے نہ گزرے۔ ان صاحب نے عرض کیا بھلا ایسا کون کر سکتا ہے۔

لغوی توضیح يَعْدِلُ الْجِهَاد جو جہاد کے برابر ہو۔ لَا تَفْتُرُ تو نہ تھکے۔

(30) باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله

اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام گزارنے کی فضیلت

۱۲۳٤۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ عَنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ

۱۲۳۲۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسیر: 21 باب تمنی المجاهد ان یرجع إلى الدنيا (2817) مسلم (1877)۔

۱۲۳۳۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 1 باب فضل الجهاد والسير (2785) مسلم (1878) نسائی (3128)۔

۱۲۳٤۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسیر: 5 باب الغدوة والروحة في سبيل الله (2792) مسلم (1880)۔

النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا))۔

کے راستے میں گذرنے والی ایک صبح یا ایک شام دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔

لغوی توضیح لَغَدْوَة صبح کے وقت (اللہ کی راہ میں) نکلنا۔ رَوْحَة شام کے وقت نکلنا۔

۱۲۳۵۔ **حدیث** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((الرَّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا))۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے میں گذرنے والی ایک صبح و شام دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بڑھ کر ہے۔

۱۲۳۶۔ **حدیث** أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام چلنا ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

(34) باب فضل الجهاد والرباط

جہاد اور دشمن سے مقابلہ کے لئے تیار رہنے کی فضیلت

۱۲۳۷۔ **حدیث** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ)) قَالُوا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللَّهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کون سا شخص سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مومن جو اللہ کے راستے میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے۔ صحابہ نے پوچھا اور اس کے بعد کون؟ فرمایا مومن پہاڑ کی کسی گھاٹی میں رہائش اختیار کرے اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہو اور لوگوں کو چھوڑ کر اپنی برائی سے ان کو محفوظ رکھے۔

لغوی توضیح شِعْب گھاٹی، دو پہاڑوں کے درمیان خالی جگہ۔ عموماً یہ جگہ لوگوں سے خالی ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر وہ جگہ جو لوگوں سے یا آبادی سے دور ہو اس معنی میں شامل ہے۔ معلوم ہوا کہ فتنہ سے بچنے کے لیے الگ تھلگ رہائش اختیار کر لینا افضل ہے۔

(35) باب بيان الرجلين يقتل احدهما الآخر يدخلان الجنة

دو ایسے شخصوں کا ذکر کہ ایک آدمی دوسرے کا قاتل ہوگا لیکن دونوں جنتی ہوں گے

۱۲۳۸۔ **حدیث** أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت

۱۲۳۵۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 5 باب الغدوة والروحة في سبيل الله (2794) مسلم (1881)۔

۱۲۳۶۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 5 باب الغدوة والروحة في سبيل الله۔

۱۲۳۷۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 2 باب افضل الناس مؤمن يجاهد بنفسه... (2786) مسلم (1888) بغوی (2622)۔

۱۲۳۸۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 28 باب الكافر يقتل المسلم... (2826) مسلم (1890) ابن ماجه (191)۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ)) ۔

کے دن) اللہ تعالیٰ ایسے دو آدمیوں پر ہنس دے گا کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور پھر بھی دونوں جنت میں داخل ہو گئے۔ پہلا وہ جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قاتل کو توبہ کی توفیق دی (یعنی قاتل مسلمان ہو گیا) اور وہ بھی اللہ کی راہ میں شہید ہوا (اس طرح دونوں قاتل و مقتول بالآخر جنت میں داخل ہو گئے)۔

فهم الحديث اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''ہنسنا'' ثابت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کی کیفیت کیا ہے؟ ہمیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیے بلکہ صرف یہی کہنا چاہیے کہ جیسے اللہ کی شان کے لائق ہے اللہ اسی طرح ہنستا ہے۔

(38) باب فضل اعانة الغازى فى سبيل الله بمركوب وغيره وخلافته فى اهل بخير

اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی اعانت بصورت سواری وغیرہ اور اس کے گھر والوں کی دیکھ بھال کی فضیلت

۱۲۳۹۔ حديث زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا)) ۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے والے کو ساز و سامان دیا گویا اس نے غزوہ میں شرکت کی اور جس نے خیر خواہانہ طریقہ پر غازی کے گھر بار کی نگرانی کی گویا اس نے خود غزوہ میں شرکت کی۔

لغوی توضیح جَهَّزَ تیار کیا (یعنی اسبابِ سفر وغیرہ مہیا کیے)۔ فَقَدْ غَزَا گویا اس نے بھی غزوہ کیا (یعنی اسے بھی غزوہ کرنے کا اجر ملے گا)۔ خَلَفَ جانشینی کی (یعنی اس کے گھر والوں کی دیکھ بھال اور ضروریات کی تکمیل وغیرہ)۔

(40) باب سقوط فرض الجهاد عن المعذورين

معذور پر جہاد فرض نہیں

۱۲۴۰۔ حديث الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْدًا فَجَاءَ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا، وَشَكَا ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ ضَرَارَتَهُ، فَنَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب آیت لایستوی القاعدون من المؤمنین نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (جو کاتب وحی تھے) کو بلایا آپ ایک چوڑی ہڈی ساتھ لے کر حاضر ہوئے اور اس آیت کو لکھا اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے جب اپنے نابینا ہونے کی شکایت کی تو آیت یوں نازل ہوئی لایستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے

۱۲۳۹۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسير: 38 باب فضل من جهز غازيًا (2843) مسلم (1895) دارمی (2419)۔

۱۲۴۰۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسير: 31 باب قول الله تعالى "لا يستوى القاعدون..." (2831) مسلم (1898)۔

بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں۔[النساء:۹۵]

(41) باب ثبوت الجنة للشهيد

شہید کے لیے جنت کا ثبوت

١٢٤١۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی الله عنهما، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ، يَوْمَ أُحُدٍ، أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ: ((فِي الْجَنَّةِ)) فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی ﷺ سے غزوۂ احد کے موقع پر پوچھا، یا رسول اللہ! اگر میں قتل کر دیا گیا تو میں کہاں جاؤں گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں۔ انہوں نے کھجور پھینک دی جو ان کے ہاتھ میں تھی اور لڑنے لگے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

١٢٤٢۔ حديث أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ، فِي سَبْعِينَ۔ فَلَمَّا قَدِمُوا، قَالَ لَهُمْ خَالِي: أَتَقَدَّمُكُمْ، فَإِنْ أَمَّنُونِي حَتَّى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَإِلَّا كُنْتُمْ مِنِّي قَرِيبًا فَتَقَدَّمَ، فَأَمَّنُوهُ، فَبَيْنَمَا يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، إِذْ أَوْمَؤُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَطَعَنَهُ فَأَنْفَذَهُ، فَقَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ! فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! ثُمَّ مَالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَقَتَلُوهُمْ، إِلَّا رَجُلٌ أَعْرَجُ صَعِدَ الْجَبَلَ۔ قَالَ هَمَّامٌ (أَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ) فَأُرَاهُ آخَرَ مَعَهُ، فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ۔ فَكُنَّا نَقْرَأُ۔ أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا، أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا، فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا۔ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ۔ فَدَعَا عَلَيْهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوسلیم کے ستر آدمی (جو قاری تھے) بنو عامر کے یہاں بھیجے جب یہ سب حضرات (بئر معونہ پر) پہنچے تو میرے ماموں حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے کہا میں (بنو عامر کے یہاں) آگے جاتا ہوں اگر مجھے انہوں نے اس بات کا امن دے دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی باتیں ان تک پہنچاؤں تو بہتر ورنہ تم لوگ میرے قریب تو ہو ہی چنانچہ وہ ان کے یہاں گئے اور انہوں نے امن بھی دے دیا ابھی وہ قبیلہ کے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی باتیں سنا ہی رہے تھے کہ قبیلہ والوں نے اپنے ایک آدمی (عامر بن طفیل) کو اشارہ کیا اور اس نے آپ کے برچھا پیوست کر دیا جو آر پار ہو گیا اس وقت ان کی زبان سے نکلا اللہ اکبر میں کامیاب ہو گیا کعبہ کے رب کی قسم! اس کے بعد قبیلہ والے حرام رضی اللہ عنہ کے دوسرے ساتھیوں کی طرف (جو ستر کی تعداد میں تھے) بڑھے اور سب کو قتل کر دیا۔ البتہ ایک صاحب جو لنگڑے تھے پہاڑ پر چڑھ گئے ہمام (راوی حدیث) نے بیان کیا میں سمجھتا ہوں کہ ایک صاحب اور ان کے ساتھی (پہاڑ پر چڑھے تھے) اس کے بعد جبریل نے نبی ﷺ کو خبر دی کہ آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے جا ملے ہیں پس اللہ خود بھی ان سے خوش ہے اور

١٢٤١۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی: 17 باب غزوة أُحد (4046) مسلم (1899) ابن حبان (4653)۔

١٢٤٢۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد والسير: 9 باب من ينكب فی سبيل الله۔

اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ' عَلٰى رِعْلٍ ' وَذَكْوَانَ ' وَبَنِي لِحْيَانَ ' وَبَنِي عُصَيَّةَ الَّذِيْنَ عَصُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ۔

انہیں بھی خوش کر دیا ہے اس کے بعد ہم (یہ آیت بھی) پڑھتے تھے" ہماری قوم کے لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے آ ملے ہیں۔ پس ہمارا رب خود بھی خوش ہے اور ہمیں بھی خوش کر دیا ہے" اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ نبی ﷺ نے چالیس دن تک صبح کی نماز میں قبیلہ رعل' ذکوان' بنی لحیان اور بنی عصیہ کے لیے بددعا کی تھی جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔

لغوی توضیح فَطَعَنَهُ انہیں برچھا مارا۔ فَاَنْفَذَهُ اور ان کے آر پار کر دیا۔ فُزْتُ میں کامیاب ہو گیا (مراد ہے میں نے شہادت حاصل کر لی)۔ اَعْرَج لنگڑا۔ فَاَرَاهُ میرا گمان ہے۔

(42) باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله

جو شخص اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لئے لڑے صرف اس شخص کی جنگ جہاد فی سبیل اللہ ہے

١٢٤٣ - حديث اَبِي مُوْسَى ؓ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ : الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ ' وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ ' وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ ' فَمَنْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ؟ قَالَ: ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ))۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ نے بیان کیا کہ ایک صحابی (لاحق بن ضمیرہ) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے غنیمت حاصل کرنے کے لیے' ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے ناموری کے لیے' ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے تا کہ اس کی بہادری کی دھاک بیٹھ جائے تو ان میں سے اللہ کے راستے میں کون لڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس ارادہ سے جنگ میں شریک ہوا کہ اللہ ہی کا کلمہ بلند رہے صرف وہی اللہ کے راستہ میں لڑتا ہے۔

لغوی توضیح يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ اس لیے لڑتا ہے کہ لوگ اس کی شجاعت کا ذکر کریں۔ لِيُرَى مَكَانُهُ اس کا شجاعت و بہادری میں بلند مرتبہ تصور کیا جائے۔ كَلِمَةُ اللّٰهِ اللہ کا کلمہ یعنی کلمہ توحید۔

١٢٤٤ - حديث اَبِي مُوْسَى ' قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْقِتَالُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ؟ فَاِنَّ اَحَدَنَا يُقَاتِلُ غَضَبًا ' وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً ۔ فَرَفَعَ اِلَيْهِ

حضرت ابو موسیٰ ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی راہ میں لڑائی کی کیا صورت ہے؟ کیونکہ ہم میں سے کوئی غصہ کی وجہ سے اور کوئی غیرت کی وجہ سے جنگ کرتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اس

١٢٤٣ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 15 باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا (123) مسلم (1904) ۔

١٢٤٤ - البخاري في: 3 كتاب العلم: 45 باب من سال وهو قائم عالمًا جالسًا ۔

رَأْسَهُ (قَالَ: وَمَا رَفَعَ اِلَيْهِ رَأْسَهُ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ قَائِمًا) فَقَالَ: ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ))۔

کی طرف سر اٹھایا۔ حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ سر اسی لیے اٹھایا کہ پوچھنے والا کھڑا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا' جو اللہ کے کلمے کو سر بلند کرنے کے لیے لڑے' وہ اللہ کی راہ میں (لڑتا) ہے۔

(45) باب قوله ﷺ انما الاعمال بالنية وانه يدخل فيه الغزو وغيره من الاعمال

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد' ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے' میں جہاد اور دیگر اعمال شامل ہیں

١٢٤٥ - حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَاِنَّمَا لِامْرِىءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، فَهِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا، اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ اِلَى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ))۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور انسان کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا۔ پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی تو واقعی وہ انہی کے لیے ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہوگی جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ جہاد کے لیے بھی نیت کی درستگی بہت ضروری ہے۔ یاد رہے کہ اگر مجاہد کی نیت غلبہ دین کے علاوہ ریاکاری وغیرہ ہوئی تو سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونے والوں میں ایک یہی ہوگا۔[1]

(49) باب فضل الغزو في البحر

سمندر میں جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت

١٢٤٦ - حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ: قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ اُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَاَطْعَمَتْهُ، وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَاْسَهُ، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ۔ قَالَتْ: فَقُلْتُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے (یہ حضرت انس کی خالہ تھیں) جو عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور آپ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں۔ اس عرصے میں آپ سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ

١٢٤٥ - البخاري في: 83 كتاب الايمان والنذور: 23 باب النية في الايمان (1) مسلم (1907) ابوداود (2201)۔
١٢٤٦ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 3 باب الدعاء بالجهاد والشهادة...(2788) مسلم (1912)۔

[1] [مسلم (1905)]

وَمَا يُضْحِكُكَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَاسٌ مَنْ أُمَّتِي عَرَضُوْا عَلَى غُزَاةٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ، مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ)) أَوْ ((مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ - فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ - فَقُلْتُ: وَمَا يُضْحِكُكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)) كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلِ - قَالَ: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ)) فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ، فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا، حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ۔

نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لیے دریا کے بیچ میں سوار اس طرح جا رہے ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں' یا جیسے بادشاہ تخت رواں پر ہوتے ہیں۔ (یہ شک راوی کو تھا) ام حرام کہتی ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہی میں سے کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر آپ اپنا سر رکھ کر سو گئے' اس مرتبہ بھی آپ جب بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کی راہ میں غزوہ کے لیے جا رہے ہیں' پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی فرمایا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے میرے لیے دعا کیجئے کہ مجھے بھی انہی میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تو سب سے پہلی فوج میں شامل ہوگی (جو بحری راستے سے جہاد کرے گی) چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ام حرام رضی اللہ عنہا نے بحری سفر کیا پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو ان کی سواری نے انہیں نیچے گرا دیا اور اسی حادثہ میں ان کی وفات ہوگئی۔

لغوی توضیح: تَفْلِي رَأْسَهُ آپ ﷺ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں۔ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ اس سمندر کے وسط میں۔ عَلَى الْأَسِرَّةِ تختوں پر۔ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ تو پہلے لشکر میں ہوگی (اس میں اشارہ ہے کہ سمندری غزوات متعدد ہوں گے)۔ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (جب ۲۸ ہجری میں وہ شام کے امیر تھے اور خلیفہ وقت عثمان رضی اللہ عنہ تھے اور یہ پہلا لشکر تھا جس نے سمندر کا رخ کیا)۔ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا اپنی سواری سے گر گئیں۔

(51) باب بيان الشهداء — شہیدوں کا بیان

۱۲۴۷۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس نے کانٹوں کی بھری ہوئی ایک ٹہنی دیکھی' پس اسے راستے سے دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ (صرف اسی

۱۲۴۷۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 32 باب فضل التهجير إلى الظهر (652) مسلم (1914) ابن ماجه (3682)۔

الطَّرِيْقِ ' فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ ' فَغَفَرَلَهُ))۔ ثُمَّ قَالَ: ((الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِيْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ))۔

بات پر) راضی ہوگیا اور اس کی بخشش کردی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ شہدا پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ طاعون میں مرنے والے پیٹ کے عارضے (ہیضے وغیرہ) میں مرنے والے ڈوب کر مرنے والے جو دیوار وغیرہ کسی بھی چیز سے دب کر مرجائے اور خدا کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے) شہید ہونے والے۔

لغوی توضیح غُصْنَ شَوْكٍ کانٹے دار ٹہنی۔ اَلْمَطْعُوْن طاعون کی بیماری سے ہلاک ہونے والا۔ اَلْمَبْطُوْن پیٹ کی بیماری سے ہلاک ہونے والا۔ اَلْغَرِيْق ڈوب کر مرنے والا۔ صَاحِبُ الْهَدْم ملبے وغیرہ کے نیچے دب کر مرنے والا۔ یاد رہے کہ دیگر احادیث میں فالج [1] یا ٹی بی [2] کے مرض سے ہلاک ہونے والے کو بھی شہید کہا گیا ہے۔

١٢٤٨۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: ((الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا طاعون کی موت ہر مسلمان کے لیے شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔

(53) باب قوله ﷺ لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم

فرمانِ نبوی ہے کہ میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا اور اس کی مخالفت کرنے والا اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا

١٢٤٩۔ حدیث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: ((لَا يَزَالُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ))۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے یہاں تک کہ قیامت یا موت آئے گی اس وقت بھی وہ غالب ہی ہوں گے۔

لغوی توضیح ظَاهِرِيْنَ غالب (حق سمیت ان لوگوں پر جو ان کے مخالف ہوں گے۔ اس سے مراد وہ گروہ ہے جو کتاب وسنت پر مضبوطی سے عمل پیرا ہے خواہ دنیا میں کہیں بھی ہو)۔

١٢٥٠۔ حدیث مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی شریعت پر قائم رہے گا' انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کرنے

١٢٤٨۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 30 باب الشهادة سبع سوى القتل (2830) مسلم (1916)۔

١٢٤٩۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 28 باب حدثني محمد بن المثنى (3640) مسلم (1921) احمد (18158)۔

١٢٥٠۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 28 باب حدثني محمد بن المثنى (3641) مسلم (1037) احمد (16930)۔

---

[1] [حسن: أحكام الجنائز للألباني (ص / 55)]　[2] [صحيح: ايضا]

خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتیھم امر اللہ وھم علی ذلک))۔

والے اور ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی اور وہ اسی حالت پر رہیں گے۔

لغوی توضیح مَنْ خَذَلَھُمْ جو انہیں رسوا کرنے کی کوشش کریں گے۔ حَتّٰی یَاْتِیَھُمْ اَمْرُ اللّٰہِ حتی کہ ان کے پاس اللہ کا حکم (یعنی قیامت) آ جائے (مراد ہے قرب قیامت کا وہ دور جب ایک ٹھنڈی ہوا ہر مومن کی روح قبض کر لے گی اور پھر زمین پر صرف بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے، جن پر قیامت قائم ہوگی)۔

(55) باب السفر قطعة من العذاب واستحباب تعجيل المسافر الى اهله بعد قضاء شغله

سفر ایک عذاب ہے، مسافر کو چاہیے اپنے کام سے فارغ ہوتے ہی فوراً گھر لوٹے

۱۲۵۱۔ حدیث اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَلسَّفَرُ قِطْعَۃٌ مِنَ الْعَذَابِ، یَمْنَعُ اَحَدَکُمْ طَعَامَہُ وَشَرَابَہُ وَنَوْمَہُ، فَاِذَا قَضٰی نَھْمَتَہُ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَھْلِہٖ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے آدمی کو کھانے پینے اور سونے (ہر ایک چیز) سے روک دیتا ہے۔ اس لیے جب کوئی اپنی ضرورت پوری کر چکے تو فوراً گھر واپس آ جائے۔

لغوی توضیح نَھْمَتَہُ اپنا مقصد، ضرورت۔ فَلْیُعَجِّلْ تو جلدی کرے۔

(56) باب كراهة الطروق وهو الدخول ليلا لمن ورد من سفر

سفر سے واپسی پر رات کے وقت اچانک گھر آنا مکروہ ہے

۱۲۵۲۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَطْرُقُ اَھْلَہُ، کَانَ لَا یَدْخُلُ اِلَّا غُدْوَۃً اَوْ عَشِیَّۃً۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ (سفر سے) رات میں گھر نہیں پہنچتے تھے۔ آپ صبح کے وقت پہنچ جاتے یا دوپہر (بعد زوال سے لے کر غروب آفتاب تک) کسی بھی وقت تشریف لاتے۔

لغوی توضیح لَا یَطْرُقُ مشتق ہے طروق سے، معنی ہے رات کو آنا۔

۱۲۵۳۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَفَلْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ مِنْ غَزْوَۃٍ، فَلَمَّا ذَھَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ: ((اَمْھِلُوْا حَتّٰی تَدْخُلُوْا لَیْلًا (اَیْ عِشَاءً) لِکَیْ تَمْتَشِطَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک جہاد سے واپس ہو رہے تھے۔ جب ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تھے تو آپ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ اور رات ہو جائے تب داخل ہونا۔ تاکہ پریشان بالوں والی کنگھا کر لے اور جن کے

۱۲۵۱۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرۃ: 19 باب السفر قطعة من العذاب (1804) مسلم (1927) ابن ماجه (2882)۔

۱۲۵۲۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرۃ: 15 باب الدخول بالعشی (1800) مسلم (1928) احمد (13117)۔

۱۲۵۳۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 10 باب تزویج الثیبات (579) مسلم (715) ابن حبان (2714) ابو داود (2776)۔

الشَّعِثَةُ ' وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ)) ۔ شوہر موجود نہیں تھے وہ اپنے بال صاف کرلیں۔

لغوی توضیح اَمْهِلُوْا ٹھہر جاؤ۔ لِكَيْ تاكہ۔ تَمْتَشِطَ كنگھا كرلے۔ الشَّعِثَةُ پراگندہ بالوں والی۔ تَسْتَحِدَّ زیر ناف بال مونڈ لے۔ اَلْمُغِيْبَةُ جس كا شوہر غائب تھا (یعنی طویل عرصہ سے سفر پر گیا ہوا تھا)۔ معلوم ہوا كہ جب كوئی شخص طویل سفر سے آئے تو گھر كے قریب كسی مقام پر ٹھہرے حتیٰ كہ بیوی كو اطلاع ہو جائے تاكہ وہ اس كے لیے زیب و زینت اختیار كرلے۔ اس كے لیے اچانک گھر میں آنا جائز نہیں۔ یاد رہے كہ رات كو گھر آنا صرف اسی لیے منع ہے اور اگر پہلے سے اطلاع ہو (جیسے آج كل ٹیلی فون یا بذریعہ ڈاک اطلاع دی جا سكتی ہے) تو رات كو آنے میں بھی كوئی حرج نہیں اور نہ ہی گھر كے قریب كہیں ٹھہرنے كی ضرورت ہے۔

[34] كِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِح
شكار اور ذبح كے مسائل

(1) باب الصيد بالكلاب المعلمة
سدھائے ہوئے کتوں سے شکار کا بیان

١٢٥٤ ۔ حديث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ؓ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ ' قَالَ : ((كُلْ مَا اَمْسَكْنَ عَلَيْكَ)) قُلْتُ : وَاِنْ قَتَلْنَ ؟ قَالَ: ((وَاِنْ قَتَلْنَ)) قُلْتُ : وَاِنَّا نَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ ' قَالَ : ((كُلْ مَا خَزَقَ ' وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَلَا تَاْكُلْ)) ۔

حضرت عدی بن حاتم ؓ نے بیان كیا كہ میں نے عرض كیا یا رسول اللہ! ہم سكھائے ہوئے كتے (شكار پر) چھوڑتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا كہ جو شكار وہ صرف تمہارے لیے ركھیں اسے كھاؤ۔ میں نے عرض كیا اگرچہ كتے شكار كو مار ڈالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ مار ڈالیں! میں نے عرض كیا كہ ہم بے پر كے تیر یا لكڑی سے شكار كرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا كہ اگر ان كی دھار اس كو زخمی كركے پھاڑ ڈالے تو كھاؤ۔ لیكن اگر اس كے عرض سے شكار مارا جائے تو اسے نہ كھاؤ (كیونكہ وہ مردار ہے)۔

لغوی توضیح اَلْكِلَابَ الْمُعَلَّمَة سدھائے ہوئے كتے (سدھانے كا مطلب یہ ہے كہ ایسا كتا شكار پر چھوڑا جائے جو دوڑتا ہوا جائے جب اسے روكا جائے تو رک جائے اور جب شكار پكڑے تو اس سے كچھ نہ كھائے)۔ مِعْرَاض چھڑی جس كے ایک طرف لوہا لگا ہو (جس سے شكاری شكار كرتا ہے) یا بے پر كا تیر۔ خَزَقَ كاٹ دے، زخمی كردے۔

فهم الحديث معلوم ہوا كہ اپنے سدھائے ہوئے كتے كے ذریعے شكار كرنا جائز ہے اور اس كا شكار حلال ہے خواہ كتا اسے مردہ حالت میں ہی لائے بشرطیكہ وہ كتا اس شكار میں سے خود كچھ نہ كھائے (اور اسے بھیجتے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو جیسا كہ آئندہ حدیث میں ہے)۔ اگر وہ شكار سے خود كچھ كھالے تو پھر وہ شكار حلال نہیں كیونكہ اس نے وہ شكار تمہارے لیے نہیں بلكہ اپنے لیے پكڑا ہے۔ اور اگر اس نے خود تو كچھ نہ كھایا ہو مگر واپسی پر اس كے ساتھ كوئی اجنبی كتا بھی ہو تو بھی وہ شكار حلال نہیں، سوائے اس صورت كے كہ تم اس

١٢٥٤ ۔ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 3 باب ما اصاب المعراض بعرضه (175) مسلم (1929) ۔

شکار کو زندہ پاؤ اور ذبح کر لو (جیسا کہ آئندہ حدیث ۱۲۵۹ میں ہے)۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تیر یا نیزہ اگر دھار کی جانب سے شکار کو لگے اور اسے کاٹ ڈالے تو پھر وہ حلال ہے اور اگر چوڑائی کی جانب سے لگے تو حرام ہے کیونکہ وہ موقوذہ (چھڑی یا لاٹھی سے مرا ہوا جانور ہے، آئندہ حدیث ۱۲۵۶ میں وقیذ کا بھی یہی مفہوم) ہے۔ اور اسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حرام قرار دیا ہے۔ [المائدة:۳]

۱۲۵۵۔ حديث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ، قُلْتُ: اِنَّا قَوْمٌ نَصِيْدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ: ((اِذَا اَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ، وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاِنْ قَتَلْنَ، اِلَّا اَنْ يَاْكُلَ الْكَلْبُ، فَاِنِّي اَخَافُ اَنْ يَكُوْنَ اِنَّمَا اَمْسَكَهُ عَلٰى نَفْسِهِ، وَاِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَاْكُلْ))۔

حضرت عدی بن حاتم نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم لوگ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے سکھائے ہوئے کتوں کو شکار کے لیے چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیتے ہو تو جو شکار وہ تمہارے لیے پکڑ کر لائیں اسے کھاؤ خواہ وہ شکار کو مار ہی ڈالیں۔ البتہ اگر کتا شکار میں سے خود بھی کھا لے تو اس میں یہ اندیشہ ہے کہ اس نے یہ شکار خود اپنے لیے پکڑا تھا اور اگر دوسرے کتے بھی تمہارے کتوں کے سوا شکار میں شریک ہو جائیں تو نہ کھاؤ۔

۱۲۵۶۔ حديث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمِعْرَاضِ، فَقَالَ: ((اِذَا اَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَاْكُلْ، فَاِنَّهُ وَقِيْذٌ)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اُرْسِلُ كَلْبِي وَاُسَمِّي، فَاَجِدُ مَعَهُ عَلَى الصَّيْدِ كَلْبًا اٰخَرَ لَمْ اُسَمِّ عَلَيْهِ، وَلَا اَدْرِي اَيُّهُمَا اَخَذَ؟ قَالَ: ((لَا تَاْكُلْ اِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ، وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى الْاٰخَرِ))۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض (تیر کے شکار) کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے دھار کی طرف سے لگے تو کھالو۔ اگر چوڑائی سے لگے تو مت کھاؤ۔ کیونکہ وہ مردار ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنا کتا (شکار کے لیے) چھوڑتا ہوں اور بسم اللہ پڑھ لیتا ہوں، پھر اس کے ساتھ مجھے ایک ایسا کتا اور ملتا ہے جس پر میں نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔ میں یہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ دونوں میں سے کون سے کتے نے شکار پکڑا۔ آپ نے فرمایا، ایسے شکار کا گوشت نہ کھا۔ کیونکہ تو نے بسم اللہ تو اپنے کتے کے لیے پڑھی ہے، دوسرے کے لیے تو نہیں پڑھی۔

۱۲۵۷۔ حديث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ قَالَ: ((مَا اَصَابَ بِحَدِّهِ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے بے پر کے تیر یا لکڑی یا گز سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس کی نوک شکار کو لگ جائے تو کھالو۔ لیکن اگر یہ عرض کی طرف سے

۱۲۵۵۔ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 7 باب إذا اكل الكلب۔
۱۲۵۶۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 3 باب تفسير المشبهات۔
۱۲۵۷۔ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 1 باب التسمية على الصيد۔

فَكُلْهُ، وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ)) وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ: ((مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ، فَإِنَّ أَخْذَ الْكَلْبِ ذَكَاةٌ، وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ أَوْ كِلَابِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ أَخَذَهُ مَعَهُ، وَقَدْ قَتَلَهُ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ))۔

شکار کو لگے تو نہ کھاؤ کیونکہ وہ موقوذہ ہے اور میں نے آپ ﷺ سے کتے کے شکار کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جسے وہ تمہارے لیے رکھے (یعنی وہ خود نہ کھائے) اسے کھالو۔ کیونکہ کتے کا شکار کو پکڑ لینا یہ بھی ذبح کرنا ہے اور اگر تم اپنے کتے یا کتوں کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی پاؤ اور تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہارے کتے نے شکار اس دوسرے کے ساتھ پکڑا ہوگا۔ اور کتا شکار کو مار چکا ہو تو ایسا شکار نہ کھاؤ۔ کیونکہ تم نے اللہ کا نام (بسم اللہ) اپنے کتے پر لیا تھا' دوسرے کتے پر نہیں۔

۱۲۵۸۔ حدیث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ، وَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ، وَإِذَا خَالَطَ كِلَابًا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهَا فَأَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَ، وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهِ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ، وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ))۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم نے اپنا کتا شکار پر چھوڑا اور اللہ کا نام بھی پڑھا اور کتے نے شکار پکڑا اور اسے مار ڈالا تو اسے کھاؤ اور اگر اس نے خود بھی کھالیا ہو تو تم نہ کھاؤ کیونکہ یہ شکار اس نے اپنے لیے پکڑا ہے اور اگر دوسرے کتے جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو' اس کتے کے ساتھ شکار میں شریک ہو جائیں اور شکار پکڑ کر مار ڈالیں تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کس کتے نے مارا ہے اور اگر تم نے شکار پر تیر مارا' پھر وہ شکار تمہیں دو یا تین دن بعد ملا اور اس پر تمہارے تیر کے نشان کے سوا اور کوئی دوسرا نشان نہیں ہے تو ایسا شکار کھاؤ لیکن اگر وہ پانی میں گر گیا ہو تو نہ کھاؤ۔

۱۲۵۹۔ حدیث أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، قَالَ: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَفَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ؟ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ، أَصِيدُ بِقَوْسِي وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ، فَمَا يَصْلُحُ لِي؟ قَالَ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلَا تَأْكُلُوا

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہم اہل کتاب کے گاؤں میں رہتے ہیں تو کیا ہم ان کے برتن میں کھا سکتے ہیں؟ اور ہم ایسی زمین میں رہتے ہیں جہاں شکار بہت ہوتا ہے۔ میں تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور اپنے اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا نہیں ہے اور اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا ہے تو اس میں سے کس کا کھانا میرے لیے جائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے جو اہل کتاب کے برتن کا ذکر کیا ہے تو اگر تمہیں اس کے سوا کوئی

۱۲۵۸۔ البخاری فی: 72 کتاب الذبائح والصید: 8 باب الصید إذا غاب عنه یومین او ثلاثة ۔

۱۲۵۹۔ البخاری فی: 72 کتاب الذبائح والصید: 4 باب صید القوس (5478) مسلم (1930) ابن ماجه (3211)۔

فِيْهَا ' وَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا ' وَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ ' وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرَ مُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ))۔

اور برتن مل سکے تو اس میں نہ کھاؤ۔ لیکن تمہیں کوئی دوسرا برتن نہ ملے تو ان کے برتن کو خوب دھو کر اس میں کھا سکتے ہو اور جو شکار تم اپنی تیر کمان سے کرو اور (تیر پھینکتے وقت) اللہ کا نام لیا ہو تو (اس کا شکار) کھا سکتے ہو اور جو شکار تم نے غیر سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور شکار خود ذبح کیا ہو تو اسے کھا سکتے ہو۔

فہم الحدیث اس حدیث سے اہل کتاب کے برتنوں کے استعمال کے لیے دو شرطیں سامنے آتی ہیں؛ پہلی یہ کہ اضطراری حالت اور دوسری یہ کہ انہیں دھو کر استعمال کیا جائے۔ یاد رہے کہ یہ ممانعت اس لیے نہیں تھی کہ مشرکین کے برتن بذاتِ خود ناپاک ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو دھونے کے بعد بھی وہ قابل استعمال نہ ہوتے بلکہ سبب یہ تھا کہ وہ لوگ اپنے برتنوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے اور شراب پیتے تھے، جیسا کہ ایک دوسری صحیح حدیث میں ہے۔[1]

(3) باب تحریم اکل کل ذی ناب من السباع و کل ذی مخلب من الطیر

کچلیوں والے درندے اور ہر پنجے والے پرندے کا کھانا حرام ہے

١٢٦٠۔ حدیث اَبِی ثَعْلَبَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ ۔

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں میں سے ہر کچلی والے جانور (کا گوشت) کھانے سے منع کیا تھا۔

لغوی توضیح ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ ایسا درندہ جو کچلیوں کے ساتھ شکار کر کے کھائے مثلاً شیر، بھیڑیا اور چیتا وغیرہ۔ ایک دوسری روایت میں ذِی مخلب کو بھی حرام کہا گیا ہے[1] اور ذِیْ مِخْلَب سے مراد ایسا پرندہ ہے جو اپنے پنجوں کے ذریعے شکار کرے (مثلاً چیل، شاہین اور باز وغیرہ)۔ معلوم ہوا کہ درندوں میں سے کچلی والا (گوشت خور) جانور اور پرندوں میں سے پنجوں کے ذریعے شکار کرنے والا پرندہ حرام ہے۔

(4) باب اباحة میتة البحر

دریائی اور سمندری جانور خواہ مردہ ہو اس کا کھانا مباح ہے

١٢٦١۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَمِائَةِ رَاكِبٍ ' اَمِيْرُنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ '

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تین سو سواروں کے ساتھ بھیجا اور ہمارا امیر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ تاکہ ہم قریش کے قافلہ تجارت کی تلاش میں رہیں۔ ساحل سمندر پر

١٢٦٠۔ البخاری فی: 72 کتاب الذبائح والصید: 29 باب اکل کل ذی ناب من السباع (5530) مسلم (1932)۔
١٢٦١۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 65 باب غزوة سیف البحر (2483) مسلم (1935) ابن حبان (5259)۔

[1] [مسلم (1934) ابن ماجه (3234)]

نَرْصُدُ عِيرَ قُرَيْشٍ، فَاَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ، فَاَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى اَكَلْنَا الْخَبَطَ، فَسُمِّيَ ذٰلِكَ الْجَيْشُ جَيْشَ الْخَبَطِ، فَاَلْقٰى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ، فَاَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهٖ، حَتّٰى ثَابَتْ اِلَيْنَا اَجْسَامُنَا، فَاَخَذَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ اَضْلَاعِهٖ فَنَصَبَهٗ، فَعَمَدَ اِلٰى اَطْوَلِ رَجُلٍ مَعَهٗ، وَاَخَذَ رَجُلًا وَبَعِيْرًا فَمَرَّ تَحْتَهٗ۔

قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ۔ ثُمَّ اِنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ نَهَاهُ ۔

ہم پندرہ دن تک پڑاؤ ڈالے رہے ہمیں (اس سفر میں) بڑی سخت بھوک اور فاقے کا سامنا کرنا پڑا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہم نے ببول کے پتے کھا کر وقت گذارا۔ اسی لیے اس فوج کا لقب پتوں کی فوج ہو گیا۔ پھر اتفاق سے سمندر نے ہمارے لیے ایک مچھلی جیسا جانور ساحل پر پھینک دیا اس کا نام عنبر تھا۔ ہم نے اس کو پندرہ دن تک کھایا اور اس کی چربی کو تیل کے طور پر (اپنے جسموں پر) ملا اس سے ہمارے بدن میں طاقت وقوت پھر لوٹ آئی۔ بعد میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی نکال کر کھڑی کروائی اور جو لشکر میں سب سے لمبے آدمی تھے انہیں اونٹ پر سوار کرایا وہ اس کے نیچے سے نکل گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لشکر کے ایک آدمی نے پہلے تین اونٹ ذبح کئے پھر تین اونٹ ذبح کئے اور جب تیسری مرتبہ تین اونٹ ذبح کئے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا کیونکہ اگر سب اونٹ ذبح کر دیئے جاتے تو سفر کیسے ہوتا۔

لغوی توضیح نَرْصُدُ ہم گھات لگائیں۔ عِیْرِ قافلہ۔ الْخَبَط ببول کے پتے۔ وَدَکِهٖ اس کی چربی۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ سمندر کا مردار بھی حلال ہے جیسا کہ ایک دوسری روایت میں بھی ہے کہ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهٗ۔[1] لیکن یہ یاد رہے کہ سمندر کا وہی مردار حلال ہے جو صرف سمندر میں ہی زندہ رہ سکتا ہو خشکی میں نہیں۔[2]

(5) باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية

پالتو گدھوں کا گوشت کھانا حرام ہے

١٢٦٢۔ حديث عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ اَكْلِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقعہ پر عورتوں سے متعہ کی ممانعت کی تھی اور پالتو گدھوں کے کھانے کی بھی۔

لغوی توضیح متعہ کسی عورت سے ایک مقررہ مدت تک مقررہ معاوضے کے بدلے نکاح کر لینا مثلاً دو دن یا تین دن یا اس کے علاوہ کسی اور مدت تک۔ یہ نکاح غزوۂ خیبر کے موقع پر حرام کیا گیا، پھر اسے فتح مکہ کے موقع پر جائز کیا گیا، اس کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسے حرام کر دیا گیا۔ اَلْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ گھریلو گدھوں کا گوشت۔ یہ حرام ہے۔ البتہ جنگلی گدھے کا گوشت حلال ہے جیسا کہ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔[3]

١٢٦٢۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر ۔

[1] [صحيح : صحيح ابو داود' ابو داود (83)] [2] [سبل السلام (1/ 72)] [3] [مسلم (1194' 1196) كتاب الحج]

١٢٦٣ - حديث أَبِي ثَعْلَبَةَ ' قَالَ :حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ ـ

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھے کا گوشت کھانا حرام قرار دیا تھا۔

١٢٦٤ - حديث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ اَكْلِ لَحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔

١٢٦٥ - حديث ابْنِ اَبِي اَوْفَى رضى الله عنهما ' قَالَ : اَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ ' لَيَالِيَ خَيْبَرَ ' فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ خَيْبَرَ ' وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا ' فَلَمَّا غَلَتِ الْقُدُوْرُ نَادَى مُنَادِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((اَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ فَلَا تَطْعَمُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ(هُوَ ابْنُ اَبِي اَوْفَى) : فَقُلْنَا : اِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ لِاَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ ' قَالَ : وَقَالَ آخَرُوْنَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ ـ

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگِ خیبر کے موقع پر فاقوں پر فاقے ہونے لگے۔ آخر جس دن خیبر فتح ہوا تو (مالِ غنیمت میں) گھریلو گدھے بھی ہمیں ملے۔ چنانچہ انہیں ذبح کر کے (پکانا شروع کر دیا گیا) جب ہانڈیوں میں جوش آنے لگا تو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ ہانڈیوں کو الٹ دو؛ اور گھریلو گدھے کے گوشت میں سے کچھ نہ کھاؤ۔ عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعض لوگوں نے اس پر کہا کہ غالباً آنحضرت ﷺ نے اس لیے روک دیا ہے کہ ابھی تک اس میں سے خمس نہیں نکالا گیا۔ لیکن بعض دوسرے صحابہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے گدھے کا گوشت قطعی طور پر حرام قرار دیا ہے۔

لغوی توضیح: مَجَاعَة بھوک، فاقہ۔ غَلَت جوش مارا۔ الْقُدُوْر جمع ہے قِدر کی، معنی ہے ہنڈیا۔ اَكْفِئُوْا الٹ دو۔

١٢٦٦ - حديث الْبَرَاءِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفَى رضى الله عنهما ' اَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَاَصَابُوْا حُمُرًا فَطَبَخُوْهَا ' فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ : اَكْفِئُوْا الْقُدُوْرَ ـ

حضرت براء اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے' پھر انہیں گدھے ملے تو انہوں نے ان کا گوشت پکایا لیکن حضور ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ ہانڈیاں انڈیل دو۔

١٢٦٧ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ : لَا اَدْرِي اَنَهَى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے سے اس لیے منع کیا تھا کہ اس

١٢٦٣ - البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 28 باب لحوم الحمر الإنسية (5527) مسلم (1936) احمد (17762) ـ

١٢٦٤ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر ـ

١٢٦٥ - البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 20 باب ما يصيب من الطعام ...(3155) مسلم (1937) نسائی (4350)۔

١٢٦٦ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (4221) مسلم (1938) ابن حبان (5277) ـ

١٢٦٧ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (4227) مسلم (1939) ـ

اَجْلِ اَنَّهُ كَانَ حَمُوْلَةَ النَّاسِ فَكَرِهَ اَنْ تَذْهَبَ حَمُوْلَتُهُمْ، اَوْ حَرَّمَهُ فِي يَوْمِ خَيْبَرَ، لَحْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ۔

سے بوجھ ڈھونے کا کام لیا جاتا ہے اور آپ نے پسند نہیں فرمایا کہ بوجھ ڈھونے والے جانور ختم ہو جائیں یا آپ ﷺ نے صرف غزوۂ خیبر کے موقعہ پر پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔

لغوی توضیح حَمُوْلَةَ النَّاسِ لوگوں کا بوجھ۔

١٢٦٨۔ حدیث سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ۔ رَاٰى نِيْرَانًا تُوقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ قَالَ: ((عَلٰى مَا تُوقَدُ هٰذِهِ النِّيْرَانُ؟)) قَالُوْا: عَلَى الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ، قَالَ: ((اكْسِرُوْهَا وَاَهْرِقُوْهَا)) قَالُوْا: اَلَا نُهْرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا؟ قال: ((اغْسِلُوْا))۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر دیکھا کہ آگ جلائی جارہی ہے۔ آپ نے پوچھا یہ آگ کس لیے جلائی جارہی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ گدھے (کا گوشت پکانے) کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ برتن توڑ دو اور گوشت پھینک دو۔ اس پر صحابہ بولے ایسا کیوں نہ کریں کہ گوشت تو پھینک دیں اور برتن دھولیں۔ آپ نے فرمایا کہ برتن دھولو۔

(6) باب في اكل لحوم الخيل

گھوڑوں کا گوشت کھانے کا بیان

١٢٦٩۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، يَوْمَ خَيْبَرَ، عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ، وَرَخَّصَ فِي الْخَيْلِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر گدھے کے گوشت کی ممانعت کی تھی اور گھوڑوں (کے گوشت کھانے) کی اجازت دی تھی۔

١٢٧٠۔ حدیث اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رضى الله عنها، قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَرَسًا فَاَكَلْنَاهُ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے زمانے میں ایک گھوڑا نحر کیا اور اسے کھایا۔

فهم الحديث یہ دونوں روایات ثبوت ہیں کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے، اسے کھایا جا سکتا ہے۔

(7) باب اباحة الضب

گوہ کا گوشت حلال ہے

١٢٧١۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الضَّبُّ، لَسْتُ آكُلُهُ، وَلَا اُحَرِّمُهُ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں خود سانڈا نہیں کھاتا لیکن اسے حرام بھی نہیں قرار دیتا۔

١٢٦٨۔ البخاري في: 46 كتاب المظالم: 32 باب هل تكسر الدنان التي فيها الخمر او تخرق الزقاق۔

١٢٦٩۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (4219) مسلم (1941) ابوداود (3788)۔

١٢٧٠۔ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 24 باب النحر والذبح (5510) مسلم (1942) ابن ماجه (3190)۔

١٢٧١۔ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 33 باب الضب (5536) مسلم (1943) ترمذی (1790)۔

لغوی توضیح الضَّب سانڈا' اسے فارسی میں سوسمار کہتے ہیں۔ یہ جانور زمین پر رینگتا ہے اور گرگٹ کے مشابہ ہوتا ہے (خود گرگٹ نہیں ہوتا' اس لیے ضب کا معنی گرگٹ یا گوہ کرنا درست نہیں)۔ اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ سات سو سال زندہ رہتا ہے اور اس کا کوئی دانت نہیں گرتا' یہ پانی نہیں پیتا اور چالیس دنوں میں صرف ایک قطرہ پیشاب کرتا ہے' یہ ذبح ہونے کے بعد بھی ایک دن زندہ رہتا ہے اور اسے (پکانے کے لیے) آگ میں پھینک دیا جاتا ہے لیکن اس کا جسم حرکت کر رہا ہوتا ہے۔ اس کا گوشت قوت جماع کے لیے بے حد مفید اور اس سے نکلنے والا روغن آلہ تناسل کے امراض کے لیے نہایت شفا بخش ہے۔[1]

فهم الحديث اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سانڈا حلال ہے، تاہم آپ ﷺ نے جو اسے خود نہ کھایا تو اس کی وجہ آپ نے خود ہی بیان کر دی تھی کہ یہ میرے ملک میں نہیں ہوتا، اس لیے میری طبیعت اسے پسند نہیں کرتی۔

١٢٧٢ - **حديث** ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰه عنهما ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : كَانَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ' فِيهِمْ سَعْدٌ ' فَذَهَبُوْا يَـاْكُلُوْنَ مِنْ لَحْمٍ - فَنَادَتْهُمْ امْرَاَةٌ مِنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ ' اِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ ' فَاَمْسَكُوْا - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((كُلُوْا)) اَوْ ((اَطْعِمُوْا ' فَاِنَّهُ حَلَالٌ)) اَوْ قَالَ: ((لَا بَاْسَ بِهِ وَلَكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِي))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کئی اصحاب جن میں سعد رضی اللہ عنہ بھی تھے (دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے) لوگوں نے گوشت کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو ازواج مطہرات میں سے ایک زوجہ مطہرہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے آگاہ کیا کہ یہ سانڈے کا گوشت ہے۔ سب لوگ کھانے سے رک گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھاؤ (آپ نے کلوا یا اطعموا کا لفظ استعمال کیا) اس لیے کہ یہ حلال ہے۔ یا فرمایا کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ یہ جانور میری خوراک نہیں۔

١٢٧٣ - **حديث** خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رضی اللہ عنہ اَنَّـهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' عَلَى مَيْمُوْنَةَ ' وَهِيَ خَالَتُهُ ' وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ ' فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا قَدِمَتْ بِهِ اُخْتُهَا ' حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ ' مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ - وَكَانَ ' قَلَّمَا يُقَدِّمُ يَدَهُ لِطَعَامٍ ' حَتّٰى يُحَدَّثَ بِهِ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے۔ ام المومنین ان کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ ان کے یہاں بھنا ہوا سانڈا موجود تھا جو ان کی بہن حفیدہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نجد سے لائی تھیں۔ انہوں نے وہ بھنا ہوا سانڈا حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ آپ کسی کھانے کے لیے اس وقت تک ہاتھ بڑھائیں جب تک آپ کو اس کے متعلق بتا نہ دیا جائے کہ یہ فلاں کھانا ہے۔ لیکن

١٢٧٢ - البخاري في: 95 كتاب اخبار الآحاد: 6 باب خبر المراة الواحدة (7267) مسلم (1944) ۔

١٢٧٣ - البخاري في: 70 كتاب الاطعمة: 10 باب ما كان النبي ﷺ لا ياكل...(5391) مسلم (1946) ابوداود (3794) ۔

[1] [نيل الأوطار (5/ 193) فتح الباري (11/ 99) توضيح الأحكام (7/ 27)]

وَيُسَمَّى لَهُ فَأَهْوَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُوْرِ أَخْبِرْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، مَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ، هُوَالضَّبُّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَنِ الضَّبِّ۔ فَقَالَ خَالِدُ بْنِ الْوَلِيْدِ: أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي، فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ)) قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ إِلَيَّ۔

اس دن آپ نے بھنے ہوئے سانڈے کے گوشت کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اتنے میں وہاں موجود عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو بتا کیوں نہیں دیتیں کہ اس وقت آپ کے سامنے جو تم نے پیش کیا ہے وہ سانڈا ہے‘ (سن کر) آپ نے اپنا ہاتھ سانڈے سے ہٹالیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بولے کہ یارسول اللہ! کیا سانڈ احرام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن یہ میرے ملک میں چونکہ نہیں پایا جاتا‘ اس لیے طبیعت پسند نہیں کرتی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور اسے کھایا اس وقت رسول اللہ ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔

لغوی توضیح مَحْنُوْذ بھنا ہوا۔ فَاجْتَرَرْتُهُ میں نے اسے (اپنی طرف) کھینچا۔ أَعَافُهُ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔

۱۲۷٤۔ **حدیث** ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ: أَهْدَتْ أُمُّ حُفَيْدٍ، خَالَةُ ابْنُ عَبَّاسٍ، إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، أَقِطًا وَسَمْنًا وَأَضُبًّا، فَأَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْأَقِطِ وَالسَّمْنِ، وَتَرَكَ الضَّبَّ تَقَذُّرًا۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کی خالہ ام حفید رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کی خدمت میں پنیر، گھی اور سانڈا کے تحائف بھیجے۔ آپ ﷺ نے پنیر اور گھی میں سے تو تناول فرمایا لیکن سانڈا پسند نہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے (اسی) دسترخوان پر (سانڈا بھی) کھایا گیا‘ اور اگر وہ حرام ہوتا تو آپ کے دسترخوان پر کیوں کھایا جاتا۔

(8) باب اباحة الجراد

ٹڈی حلال ہے

۱۲۷۵۔ **حدیث** ابْنِ أَبِي أَوْفَى ﷺ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْسِتًّا، كُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ سات یا چھ غزووں میں شریک ہوئے‘ ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ ٹڈی کھانا حلال ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ٹڈی مردار بھی حلال ہے۔[1]

۱۲۷٤۔ البخاری فی: 51 کتاب الهبة: 7 باب قبول الهدية (2575) مسلم (1947) ابوداود (3793) بغوی (2800)۔
۱۲۷۵۔ البخاری فی: 72 کتاب الذبائح والصيد: 13 باب اكل الجراد (5495) مسلم (1952) حمیدی (713)۔

[1] [**صحیح**: صحیح ابن ماجه‘ ابن ماجه (3218) احمد (2/ 97)]

(9) باب اباحة الارنب

١٢٧٦ ـ حديث أَنَس ﷺ قَالَ : أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ ، فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغِبُوْا ، فَأَدْرَكْتُهَا ، فَأَخَذْتُهَا ، فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ ، فَذَبَحَهَا ، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِوَرِكِهَا أَوْ فَخِذَيْهَا فَقَبِلَهُ ، وَأَكَلَ مِنْهُ ـ

خرگوش حلال ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مرالظہران نامی جگہ میں ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا۔ لوگ (اس کے پیچھے) دوڑے اور اسے تھکا دیا۔ اور میں نے قریب پہنچ کر اسے پکڑ لیا۔ پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے یہاں لایا۔ انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے پیچھے کا یا دونوں رانوں کا گوشت نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور ﷺ نے اسے قبول فرمایا اور اس میں سے آپ نے کچھ تناول بھی فرمایا۔

لغوی توضیح: أَنْفَجْنَا ہم نے پیچھا کیا۔ أَرْنَبًا خرگوش کا۔ فَلَغِبُوْا تھکا دیا۔ وَرِكٌ چوتڑ، پشت۔

فهم الحديث: معلوم ہوا کہ خرگوش کا گوشت حلال ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

(10) باب اباحة ما يستعان به على الاصطياد والعدو وكراهة الخذف

١٢٧٧ ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ بْنِ مُغَفَّلٍ ، أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَخْذِفُ ؟ فَقَالَ لَهُ : لَا تَخْذِفْ ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ ، أَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَى بِهِ عَدُوٌّ ، وَلَكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ)) ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ ، فَقَالَ لَهُ : أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ ، وَأَنْتَ تَخْذِفُ ؟ لَا أُكَلِّمُكَ كَذَا وَ كَذَا ـ

ایسے تمام ذرائع جن سے شکار کرنے اور دوڑنے میں مدد لی جا سکے جائز ہیں لیکن کنکریاں مارنا مکروہ ہے

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کنکری پھینکتے دیکھا تو فرمایا کہ کنکری نہ پھینکو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے یا (انہوں نے بیان کیا کہ) آپ ﷺ کنکری پھینکنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور کہا کہ اس سے نہ شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ کبھی کسی کا دانت توڑ دیتی ہے اور کبھی آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔ اس کے بعد بھی انہوں نے اس شخص کو کنکریاں پھینکتے دیکھا تو کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث تمہیں سنا رہا ہوں کہ آپ نے کنکریاں پھینکنے سے منع فرمایا' کنکری پھینکنے کو ناپسند کیا اور تم اب بھی پھینکے جا رہے ہو۔ تم سے اتنے دنوں تک کلام نہیں کروں گا۔

لغوی توضیح: يَخْذِفُ کنکریاں پھینکتا تھا۔ لَا يُنْكَى بِهِ عَدُوٌّ اس کے ذریعے دشمن کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ السِّن دانت۔ تَفْقَأُ پھوڑ دیتی ہے۔

١٢٧٦ ـ البخاري في: 51 كتاب الهبة: 5 باب قبول هدية الصيد (2572) مسلم (1953) ابو داود (3791) ـ
١٢٧٧ ـ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 5 باب الخذف والبندقة (5479) مسلم (1954) ابو داود (5270) ـ

(12) باب النهي عن صبر البهائم — جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانا اور مارنا منع ہے

۱۲۷۸۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے زندہ جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا۔

لغوی توضیح: أَنْ تُصْبَرَ کہ جانور کو باندھ دیا جائے، روک دیا جائے (تا کہ اسے نشانہ لگایا جائے حتی کہ وہ مر جائے)۔

۱۲۷۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَمَرُّوا بِفِتْيَةٍ، أَوْ بِنَفَرٍ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا، فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا عَنْهَا۔ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هَذَا۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ وہ چند جوانوں یا چند آدمیوں کے پاس سے گزرے، جنہوں نے ایک مرغی باندھ رکھی تھی اور اس پر تیر کا نشانہ لگا رہے تھے۔ جب انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو وہاں سے بھاگ گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ کون کر رہا تھا؟ ایسا کرنے والوں پر نبی ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔

لغوی توضیح: فِتْيَة جمع ہے فتی کی، معنی ہے چند نوجوان۔ دَجَاجَة مرغی۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ کسی زندہ جانور کو ہدف بنا کر اسے تیر، گولی یا کسی اور چیز کے ساتھ نشانے مارنا جائز نہیں کیونکہ اس سے جانور کو شدید تکلیف ہوتی ہے اور جانوروں کو اذیت پہنچانا ممنوع ہے، بلکہ ذبح کرتے وقت بھی جانوروں کو کسی تیز دھار آلے سے فوراً ذبح کرنے اور انہیں راحت پہنچانے کا ہی حکم ہے۔

[35] كتاب الاضاحى
قربانی کے مسائل

(1) باب وقتها — قربانی کا وقت

۱۲۸۰۔ حدیث جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ، فَقَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ أُخْرَى مَكَانَهَا، وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ

حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیا، پھر قربانی کی۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا ہو تو اسے دوسرا جانور بدلہ میں قربانی کرنا چاہیے۔ اور جس نے نماز سے پہلے ذبح نہ کیا ہو وہ اللہ کے

۱۲۷۸۔ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 25 باب ما يكره من الْمُثْلَة ...(5513) مسلم (1956)۔
۱۲۷۹۔ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 25 باب ما يكره من المثلة ...(5515) مسلم (1958)۔
۱۲۸۰۔ البخاري في: 13 كتاب العيدين: 23 باب كلام الإمام والناس في خطبة العيد (985) مسلم (1960)۔

فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ))۔ نام پر ذبح کرے۔

لغوی توضیح اَضَاحِیْ جمع ہے اِضْحِيَةٌ اور اُضْحِيَة کی، معنی ہے قربانی۔

فہم الحدیث اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا وقت نمازِ عید کے بعد شروع ہوتا ہے، جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کر لی وہ گوشت تو کھالے گا لیکن اسے قربانی کا ثواب نہیں ملے گا، اس کے لیے اسے دوبارہ جانور قربان کرنا پڑے گا۔ یاد رہے کہ قربانی ۱۳ ذوالحجہ کی شام تک کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذوالحجہ کے دن ایامِ تشریق ہیں اور ایک صحیح حدیث میں ایامِ تشریق کے تمام دنوں کو قربانی کے دن کہا گیا ہے۔[1]

۱۲۸۱۔ حديث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : ضَحّٰى خَالٌ لِي ، يُقَالُ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ ، قَبْلَ الصَّلَاةِ ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ)) فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّ عِنْدِي دَاجِنًا جَذَعَةً مِنَ الْمَعْزِ ۔ قَالَ : ((اذْبَحْهَا ، وَلَنْ تَصْلُحَ لِغَيْرِكَ)) ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ)) ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے ماموں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عید کی نماز سے پہلے ہی قربانی کر لی تھی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری بکری صرف گوشت کی بکری ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا ایک بکری کا بچہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اسے ہی ذبح کر لو لیکن تمہارے بعد (اس کی قربانی) کسی اور کے لیے جائز نہیں۔ پھر فرمایا جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کر لیتا ہے وہ صرف اپنے کھانے کے لیے جانور ذبح کرتا ہے اور جو عید کی نماز کے بعد قربانی کرے اسی کی قربانی پوری ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کی سنت کو پالیتا ہے۔

لغوی توضیح شَاةُ لَحْمٍ گوشت کی بکری، یعنی اس میں قربانی کا کوئی ثواب نہیں۔ دَاجِنًا جس کی خوراک گھریلو چارہ ہو۔ جَذَعَةً مِنَ الْمَعْزِ بکری کا کھیرا (جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو)۔ وَلَا تَصْلُحُ لِغَيْرِكَ یہ تیرے سوا کسی کے لیے درست نہیں (معلوم ہوا کہ بکری کے کھیرے کی قربانی صرف ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھی، بعد میں ہر ایک کے لیے صرف دوندا جانور قربان کرنا ہی ضروری ہے، ہاں اگر یہ جانور ملنا مشکل ہو تو پھر بھیڑ کا کھیرا بھی کیا جا سکتا ہے[2])۔

۱۲۸۲۔ حديث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ)) فَقَامَ رَجُلٌ ، فَقَالَ : هٰذَا يَوْمٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز سے پہلے قربانی کر لے اسے دوبارہ کرنی چاہیے۔ اس پر ایک شخص (حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ) نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ ایسا دن ہے جس

۱۲۸۱۔ البخاری فی: 73 کتاب الاضاحی: 8 باب قول النبی ﷺ لابی بردة ...(951) مسلم (1961) ابوداود (2800)۔
۱۲۸۲۔ البخاری فی: 13 کتاب العیدین: 5 باب الاکل یوم النحر (954) مسلم (1962) ابن ماجه (3151)۔

① [حسن : السلسلة الصحيحة (2476) مؤطا (2/ 487) بيهقى (9/ 792)]
② [مسلم (1963) ابو داود (2797)]

يَشْتَهِي فِيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ مِنْ جِيرَانِهِ فَكَانَ النَّبِيَّ ﷺ صَدَّقَه قَالَ: وَعِنْدِي جَذَعَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَرَخَّصَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَا أَدْرِي أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ، أَمْ لَا۔

میں گوشت کی خواہش زیادہ ہوتی ہے اور اس نے اپنے پڑوسیوں کی تنگی کا حال بیان کیا' نبی ﷺ نے اس کو سچا سمجھا۔ اس شخص نے کہا کہ میرے پاس ایک سال کی بکری ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے بھی مجھے زیادہ پیاری ہے۔ نبی ﷺ نے اس پر اسے اجازت دے دی کہ وہی قربانی کرے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ یہ اجازت دوسروں کے لیے بھی ہے یا نہیں۔

۱۲۸۳۔ حدیث عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ، فَبَقِيَ عَتُودٌ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((ضَحِّ أَنْتَ))۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے کچھ بکریاں ان کے حوالہ کی تھیں تاکہ صحابہ میں ان کو تقسیم کر دیں۔ ایک بکری کا بچہ باقی رہ گیا۔ جب اس کا ذکر انہوں نے نبی ﷺ سے کیا' تو آپ نے فرمایا اس کی تو قربانی کر لے۔

لغوی توضیح: عَتُودٌ بکری کا بچہ جب قوی ہو جائے یا ایک سال کا ہو جائے۔

(3) باب استحباب الضحية وذبحها مباشرة بلا توكيل والتسمية والتكبير

دوسرے کی بجائے قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے اسی طرح بوقت ذبح بسم اللہ واللہ اکبر کہنا

۱۲۸٤۔ حدیث أَنَسٍ، قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ، وَسَمَّى وَكَبَّرَ، وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے سینگ والے چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی۔ انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ بسم اللہ اور اللہ اکبر پڑھا اور اپنا پاؤں ان کی گردن کے اوپر رکھ کر ذبح کیا۔

لغوی توضیح: كَبْش مینڈھے (نر بھیڑ)۔ أَمْلَح وہ جانور جس کے جسم پر سفید اور سیاہ بال ہوں مگر سفید بال زیادہ ہوں۔ أَقْرَن جس جانور کے دو سینگ ہوں۔ صِفَاح جمع ہے صَفْحَة کی' معنی ہے پہلو۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے کیونکہ نبی ﷺ بھی اپنا جانور خود ہی ذبح کیا کرتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ذبح کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ۔

(4) باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم الا السن والظفر وسائر العظام

ہر ایسی چیز سے ذبح کرنا جس کے استعمال سے خون بہے درست ہے سوائے دانت' ناخن اور ہڈی کے

۱۲۸۵۔ حدیث رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ!

۱۲۸۳۔ البخاری فی: 40 کتاب الوکالة: 1 باب وکالة الشريكِ الشريكَ فی القسمة وغيرها۔

۱۲۸٤۔ البخاری فی: 83 کتاب الاضاحی: 14 باب التکبير عند الذبح (5565) مسلم (1966) ترمذی (1494)۔

۱۲۸۵۔ البخاری فی: 72 کتاب الذبائح والصيد: 23 باب ما ندّ من البهائم ...(2488) مسلم (1968) ترمذی (1419)۔

: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّا لَاقُوْ الْعَدُوِّ غَدًا ' وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ: ((اعْجَلْ اَوْ اَرِنْ ' مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ ' لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفْرَ ' وَسَاُحَدِّثُكَ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ ' وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ)) وَاَصَبْنَا نَهْبَ اِبِلٍ وَغَنَمٍ ' فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ ' فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ ' فَحَبَسَهُ ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ لِهٰذِهِ الْاِبِلِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ ' فَاِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهِ هٰكَذَا)) ـ

کل ہمارا مقابلہ دشمن سے ہوگا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر جلدی کرلو یا (اس کے بجائے ارن کہا یعنی جلدی کرلو) جو آلہ خون بہادے اور ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ۔ البتہ دانت اور ناخن نہ ہونا چاہیے اور اس کی وجہ بھی بتادوں۔ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ (رافع کہتے ہیں) ہمیں غنیمت میں اونٹ اور بکریاں ملیں' ان میں سے ایک اونٹ بدک کر بھاگ پڑا تو ایک صاحب نے تیر مار کر گرا لیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ بھی بعض اوقات جنگلی جانوروں کی طرح بدکتے ہیں۔ اس لیے اگر ان میں سے کوئی تمہارے قابو سے باہر ہو جائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

لغوی توضیح مُدًى جمع ہے مدية کی، معنی ہے چھری۔ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ جو چیز خون بہادے۔ نَهْبَ اِبِلٍ اونٹ بطورِ غنیمت۔ فَنَدَّ بھاگ اٹھا۔ اَوَابِد جمع ہے آبدۃ کی، معنی ہے سرکشی کرنے والے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ ہر خون بہادینے والی چیز (مثلاً چھری' تلوار' نوکیلا پتھر' تیز لکڑی یا کسی بھی تیز دھار آلے) سے ذبح کرنا جائز ہے۔ ناخن کے ساتھ ذبح کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے تاکہ کفار سے مشابہت نہ ہو اور دانت کے ساتھ ذبح کرنے سے غالباً اس لیے منع کیا گیا کہ یہ ہڈی ہے اور ہڈیاں جنوں کی خوراک ہیں' یا اس لیے کہ دانتوں سے ذبح کرنے میں درندوں کی مشابہت ہے۔ (واللہ اعلم) یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی جانور جنگلی جانوروں کی طرح سرکشی پر اتر آئے تو اسے دور سے نیزہ وغیرہ مار کر بھی روکا جاسکتا ہے۔

۱۲۸۶۔ حدیث رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ' بِذِي الْحُلَيْفَةِ ' فَاَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ ' فَاَصَابُوْا اِبِلًا وَغَنَمًا ' قَالَ : وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي اُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ ' فَعَجِلُوْا وَذَبَحُوْا وَنَصَبُوْا الْقُدُوْرَ ـ فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقُدُوْرِ فَاُكْفِئَتْ ' ثُمَّ قَسَمَ ' فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ ' فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ ' فَطَلَبُوْهُ فَاَعْيَاهُمْ ' وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَاَهْوَى رَجُلٌ مِنْهُمْ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول ﷺ کے ساتھ مقام ذوالحلیفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ لوگوں کو بھوک لگی۔ ادھر (غنیمت میں) اونٹ اور بکریاں ملی تھیں۔ حضرت رافع نے بیان کیا کہ نبی ﷺ لشکر کے پیچھے کے لوگوں میں تھے لوگوں نے جلدی کی اور (تقسیم سے پہلے ہی) ذبح کر کے ہانڈیاں چڑھادیں۔ لیکن بعد میں نبی ﷺ نے حکم دیا اور وہ ہانڈیاں اوندھادی گئیں۔ پھر آپ نے ان کو تقسیم کیا اور دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر رکھا۔ ایک اونٹ اس میں سے بھاگ گیا تو لوگ اسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن اس نے سب کو تھکا دیا۔ قوم کے پاس گھوڑے کم تھے۔ ایک صحابی تیر لے کر

۱۲۸۶۔ البخاری فی: 47 کتاب الشرکۃ: 3 باب قسمۃ الغنم۔

بِسَهْمٍ، فَحَبَسَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هٰكَذَا، قُلْتُ: اِنَّا نَرْجُوْا اَوْ نَخَافُ الْعَدُوَّ غَدًا، وَلَيْسَتْ مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ قَالَ: ((مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، فَكُلُوْهُ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ، وَسَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ))۔

اونٹ کی طرف جھپٹے۔ اللہ نے اس (اونٹ) کو ٹھہرا دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان جانوروں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح سرکشی ہوتی ہے۔ اس لیے ان جانوروں میں سے بھی اگر کوئی تمہیں عاجز کر دے تو اس کے ساتھ تم ایسا ہی معاملہ کیا کرو۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کل دشمن کے حملہ کا خوف ہے، ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں (تلواروں سے ذبح کریں گے تو ان کے خراب ہونے کا ڈر ہے جب کہ جنگ سامنے ہے) کیا ہم بانس کے کھپچی سے ذبح کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جو چیز بھی خون بہا دے اور ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام بھی لیا گیا ہو تو اسے کھا لو، البتہ دانت اور ناخن نہیں ہونا چاہیے اور میں تمہیں اس کی وجہ بتاتا ہوں، دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

(5) باب ما كان من النهي عن أكل لحوم الاضاحي بعد ثلاث في اول الاسلام و بيان نسخه و اباحته الى من شاء

ابتدائے اسلام میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت تھی اور بعد میں اس کے منسوخ ہونے کا بیان

۱۲۸۷۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُوْا مِنَ الْاَضَاحِيِّ ثَلَاثًا)) وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَاْكُلُ بِالزَّيْتِ حِيْنَ يَنْفِرُ مِنْ مِنًى مِنْ اَجَلِ لُحُوْمِ الْهَدْيِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن تک کھاؤ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منیٰ سے کوچ کرتے وقت روٹی زیتون کے تیل سے کھاتے کیونکہ وہ قربانی کے گوشت سے (تین دن کے بعد) پرہیز کرتے تھے۔

۱۲۸۸۔ حديث عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها، قَالَتْ: الضَّحِيَّةُ كُنَّا نُمَلِّحُ مِنْهُ، فَنَقْدَمُ بِهِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ: ((لَا تَاْكُلُوا اِلَّا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ)) وَلَيْسَتْ بِعَزِيْمَةٍ، وَلٰكِنْ اَرَادَ اَنْ يُطْعِمَ مِنْهُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ میں ہم قربانی کے گوشت میں نمک لگا کر رکھ دیتے تھے اور پھر اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی پیش کرتے تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھایا کرو۔ یہ حکم ضروری نہیں تھا بلکہ آپ کا منشا یہ تھا کہ ہم قربانی کا گوشت (ان لوگوں کو بھی جن کے یہاں قربانی نہ ہوئی

۱۲۸۷۔ البخاری فی: 73 کتاب الاضاحی: 16 باب ما یؤکل من لحوم الاضاحی ...(5574) مسلم (1970)۔

۱۲۸۸۔ البخاری فی: 73 کتاب الاضاحی: 16 باب ما یؤکل من لحوم الاضاحی وما یزود منها۔

ہو) کھلائیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔

لغوی توضیح نُمَلِّحُ ہم نمک لگا کر رکھ دیتے۔ لَيْسَتْ عَزِيْمَةٌ یعنی ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کا حکم ضروری نہیں تھا۔

۱۲۸۹۔ **حدیث** جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى ' فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ ' فَقَالَ: ((كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا)) فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم اپنی قربانی کا گوشت منیٰ کے بعد تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی اور فرمایا کہ کھاؤ بھی اور توشہ کے طور پر ساتھ بھی لے جاؤ۔ چنانچہ ہم نے کھایا اور ساتھ بھی لائے۔

۱۲۹۰۔ **حدیث** سَلَمَةَ بْنَ الْاَكْوَعِ ' قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَفِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ)) فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ ' قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِي؟ قَالَ: ((كُلُوْا وَأَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا ' فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ ' كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا))۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے تم میں سے قربانی کی تو تیسرے دن وہ اس حالت میں صبح کرے کہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ باقی نہ ہو۔ دوسرے سال صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس سال بھی وہی کریں جو پچھلے سال کیا تھا (کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ رکھیں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب کھاؤ، کھلاؤ اور جمع کرو۔ پچھلے سال تو چونکہ لوگ تنگی میں مبتلا تھے اس لیے میں نے چاہا کہ تم لوگوں کی مشکلات میں ان کی مدد کرو۔

لغوی توضیح ادَّخِرُوْا ذخیرہ کرو۔ كَانَ بِالنَّاسِ جُهْدٌ لوگ تنگی میں تھے۔

فہم الحدیث اس باب کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے پہلے خاص مصلحت (لوگوں کی تنگ حالی و مشقت) کے تحت تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔ لیکن بعد میں رخصت دے دی۔ لہٰذا اب قربانی کا گوشت حسب ضرورت تین دن سے زیادہ بھی ذخیرہ کیا جا سکتا ہے اور لوگوں میں تقسیم بھی کیا جا سکتا ہے۔

(6) باب الفرع والعتيرة

فرع اور عتیرہ کا بیان

۱۲۹۱۔ **حدیث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: ((لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ)) وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا (اسلام میں) فرع اور عتیرہ نہیں ہیں۔ فرع (اونٹنی کے) سب سے پہلے بچے کو کہتے تھے جسے (جاہلیت میں) لوگ اپنے بتوں کے لیے ذبح کرتے تھے۔

لغوی توضیح فَرَع اس کی وضاحت حدیث میں ہی موجود ہے۔ عَتِيْرَة یہ وہ ذبیحہ ہے جسے اہل جاہلیت رجب کے پہلے عشرے میں ذبح کرتے (اور اسے ثواب اور برکت کا باعث سمجھتے)۔ اسلام نے ان دونوں ذبیحوں سے منع کر دیا ہے۔

۱۲۸۹۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 124 باب ما یاكل من البدن وما یتصدق (1719) مسلم (1972) بغوی (1133)۔

۱۲۹۰۔ البخاری فی: 73 كتاب الاضاحی: 16 باب ما یؤكل من لحوم الاضاحی وما یترود منها (5569) مسلم (1974)۔

۱۲۹۱۔ البخاری فی: 71 كتاب العقيقة: 3 باب الفرع (5473) مسلم (1976) ابو داود (2831) ترمذی (1512)۔

[36] كتاب الأشربة
مشروبات کے مسائل

(1) باب تحريم الخمر و بيان انها تكون من عصير العنب ومن التمر والبسر والزبيب وغيرها مما يسكر

شراب کی حرمت کا بیان اور کچی پکی کھجور' انگور اور کشمش سے شراب تیار کی جاتی ہے

١٢٩٢ ۔ حديث عَلِيٍّ ﷺ قَالَ : كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ ' يَوْمَ بَدْرٍ ' وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ ' فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ ' بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ' وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا ' مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعٍ ' أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ ' أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ الصَّوَّاغِينَ ' وَأَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي ' فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مَتَاعًا مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ ' وَشَارِفَايَ مُنَاخَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ' رَجَعْتُ ' حِينَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ ' فَإِذَا شَارِفَايَ قَدِ اجْتُبَّ أَسْنِمَتُهُمَا ' وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا ' وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا ' فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ ' حِينَ رَأَيْتُ ذٰلِكَ الْمَنْظَرَ مِنْهُمَا فَقُلْتُ : مَنْ فَعَلَ هٰذَا ؟ فَقَالُوا : فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ' وَهُوَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ بدر کے مال غنیمت سے میرے حصے میں ایک جوان اونٹنی آئی تھی' اور نبی ﷺ نے بھی ایک ایک جوان اونٹنی خمس کے مال میں سے دی تھی۔ جب ارادہ ہوا کہ فاطمہ بنت رسول اللہ سے شادی کروں' تو بنی قینقاع (قبیلہ یہود) کے ایک صاحب سے جو سنار تھے' میں نے یہ طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم دونوں اذخر گھاس (جنگل سے) لائیں۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں وہ گھاس سناروں کو بیچ دوں گا' اور اس کی قیمت سے اپنے نکاح کا ولیمہ کروں گا۔ ابھی میں ان دونوں اونٹنیوں کا سامان' پالان اور تھیلے اور رسیاں وغیرہ جمع کر رہا تھا۔ اور یہ دونوں اونٹنیاں ایک انصاری صحابی کے گھر کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں جب سارا سامان فراہم کر کے واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری دونوں اونٹنیوں کے کوہان کسی نے کاٹ دیئے ہیں اور ان کے پیٹ چیر کر اندر سے ان کی کلیجی نکال لی ہے۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں بے اختیار رو دیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ سب کچھ کس نے کیا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب نے' اور وہ اسی گھر میں کچھ انصار کے ساتھ شراب پی رہے ہیں۔ میں وہاں سے واپس آ گیا۔ اور سیدھا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی خدمت میں اس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ مجھے دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ میں

١٢٩٢ ۔ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 1 باب فرض الخمس (2089) مسلم (1979) ابوداود (2986)۔

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ ۔ فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فِي وَجْهِي الَّذِي لَقِيتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَالَكَ؟)) فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! مَارَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ ۔ عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ فَاجَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا، وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا، وَهَاهُوَ ذَا، فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى، ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ اَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيهِ حَمْزَةُ، فَاسْتَاْذَنَ، فَاَذِنُوا لَهُ، فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ ۔ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ ۔ فَنَظَرَ حَمْزَةُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ اِلَى رُكْبَتِهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ اِلَى سُرَّتِهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ اِلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ: هَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيدٌ لِاَبِي! فَعَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، اَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ، فَنَكَصَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى وَخَرَجْنَا مَعَهُ ۔

کسی بڑے صدمے میں ہوں۔ اس لیے آپ نے دریافت فرمایا' کہ علی! کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آج کے دن جیسا صدمہ کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ نے میری دونوں اونٹنیوں پر ظلم کر دیا۔ دونوں کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کے پیٹ چیر ڈالے۔ ابھی وہ اس گھر میں کئی ساتھیوں کے ساتھ شراب کی مجلس جمائے ہوئے موجود ہیں۔ نبی ﷺ نے یہ سن کر اپنی چادر مانگی اور اوراسے اوڑھ کر پیدل چلنے لگے۔ میں اور زید بن حارثہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ آخر جب وہ گھر آ گیا' جس میں حمزہ موجود تھے' تو آپ نے اندر آنے کی اجازت چاہی' اور اندر موجود لوگوں نے آپ کو اجازت دے دی۔ وہ لوگ شراب پی رہے تھے۔ حمزہ نے جو کچھ کیا تھا' اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں ملامت کرنا شروع کی۔ حمزہ کی آنکھیں شراب کے نشے میں مخمور اور سرخ ہو رہی تھیں۔ انہوں نے نظر اٹھا کر آپ کو دیکھا۔ پھر نظر ذرا اور اوپر اٹھائی' پھر وہ نبی ﷺ کے گھٹنوں پر نظر لے گئے۔ اس کے بعد نگاہ اوپر اٹھا کے آپ کے ناف کے قریب دیکھنے لگے۔ پھر چہرے پر نظر جما دی۔ پھر کہنے لگے کہ تم سب میرے باپ کے غلام ہو۔ یہ حال دیکھ کر آپ ﷺ نے جب محسوس کیا کہ حمزہ بالکل نشے میں ہیں' تو آپ وہیں سے الٹے پاؤں واپس آ گئے۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکل آئے۔

لغوی توضیح: شَارِف اونٹنی جو دوندی ہو۔ اَبْتَنِیَ بِفَاطِمَةَ میں فاطمہ سے شادی کروں۔ صَوَّاغا سنار۔ اِذْخِر ایک عمدہ گھاس جو گھروں کی چھتوں پر ڈالی جاتی تھی۔ اَلْاَقْتَاب جمع ہے قتب کی، معنی ہے پالان۔ اَلْغَرَائِر جمع ہے غرارة کی، مراد ہیں تھیلے۔ مُنَاخَان بیٹھی ہوئی تھیں۔ اُجْتُبَّ کاٹ دی گئیں۔ اَسْنِمَتُهُمَا دونوں کی کوہانیں۔ بُقِرَتْ پھاڑ دی گئیں۔ خَوَاصِرُهُمَا ان کی کوکھیں (یعنی پیٹ)۔ اَكْبَادِ جمع ہے کبد کی، معنی ہے جگر۔ ثَمِلَ نشے میں تھا۔ صَعَّدَ نظر اوپر اٹھائی۔ نَكَصَ پلٹ گئے۔ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى پیچھے کی جانب چلتے ہوئے (اس طرح کہ آپ کا چہرہ حمزہ کی جانب تھا)۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن ابی شیبہ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ پھر نبی ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ پر دو اونٹنیوں کا جرمانہ ڈالا تھا۔[1]

---

[1] [فتح الباری (6/ 232)]

۱۲۹۳۔ حدیث أَنَسٍ ﷺ قَالَ: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ، فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ وَكَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذِ الْفَضِيخَ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُنَادِيًا يُنَادِي: ((أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ)) قَالَ: فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ: اخْرُجْ فَأَهْرِقْهَا۔ فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا، فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ۔ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: قَدْ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ۔ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا﴾ الآية۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا۔ ان دنوں کھجور ہی کی شراب پیا کرتے تھے (پھر جونہی شراب کی حرمت پر آیت قرآنی اتری) تو رسول ﷺ نے ایک منادی سے ندا کرائی کہ شراب حرام ہوگئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (یہ سنتے ہی) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ باہر لے جا کر اس شراب کو بہا دے۔ چنانچہ میں نے باہر نکل کر ساری شراب بہا دی۔ شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔ تو بعض لوگوں نے کہا، یوں معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ اس حالت میں قتل کر دیئے گئے ہیں کہ شراب ان کے پیٹ میں موجود تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے ان پر ان چیزوں کا کوئی گناہ نہیں ہے، جو وہ پہلے کھا چکے ہیں......'' [المائدہ:۹۳]

لغوی توضیح الْفَضِيخ وہ شراب جو کچی اور پکی کھجور کو ملا کر بنائی جاتی تھی۔ اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ شراب حرام کر دی گئی۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ خمر ہر نشہ آور مشروب کا نام ہے خواہ وہ کسی بھی چیز (کھجور، انگور وغیرہ) کا بنا ہوا ہو اور ہر نشہ آور مشروب حرام ہے (جیسا کہ آئندہ حدیث نمبر ۱۳۰۱ میں ہے)۔ فَجَرَتْ بہہ پڑی۔ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ مدینہ کی گلیوں میں۔

(5) باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين

کھجور اور انگور کو ملا کر بھگونا مکروہ ہے

۱۲۹٤۔ حدیث جَابِرٍ ﷺ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے کشمش اور کھجور (کے شیرہ) کو اور کچی اور پکی کھجور کو ملا کر بھگونے سے منع فرمایا (کیونکہ اس طرح نشہ پیدا ہو جاتا تھا)۔

لغوی توضیح عَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ کشمش اور پختہ کھجور (کو جمع کرنے سے منع فرمایا)۔ الْبُسْرِ وَالرُّطَبِ کچی اور پکی کھجور (کو بھی ملانے سے منع فرمایا، کیونکہ انہیں ملا کر بھگونے سے نشہ جلد پیدا ہو جاتا تھا، البتہ آپ ﷺ نے یہ نصیحت فرمائی کہ ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ بھگو کر نبیذ بنا لیا جائے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے)۔

۱۲۹٥۔ حدیث أَبِي قَتَادَةَ ﷺ قَالَ:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا تھا

۱۲۹۳۔ البخاري في: 46 كتاب المظالم: 21 باب صب الخمر في الطريق (6464) مسلم (1980) ابو داود (3673)۔
۱۲۹٤۔ البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 11 باب من رأى ان لا يخلط البسر ...(5601) مسلم (1986) ترمذی (1876)۔
۱۲۹٥۔ البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 11 باب من رأى ان لا يخلط البسر ...(5602) مسلم (1988) دارمی (2113)۔

نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ ' وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ۔

کہ پختہ اور ناپختہ کھجور، اسی طرح پختہ کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنائی جائے۔ آپ نے ہر ایک کا الگ الگ نبیذ بنانے کا حکم دیا۔

لغوی توضیح الزَّهْو ناپختہ سرخ کھجور۔

(6) باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير وبيان انه منسوخ وانه اليوم حلال ما لم يصر مسكرا

روغنی مرتبان' کدو کے تو نبے' سبز لاکھی گھڑے اور لکڑی کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت جو بعد میں منسوخ ہوگئی اور اب اگر ان برتنوں میں نشہ پیدا کرنے کی خاصیت نہ آ جائے تو ان کا استعمال درست ہے

١٢٩٦ ۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَنْتَبِذُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ))۔

حضرت انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دباء اور مزفت میں نبیذ نہ بنایا کرو۔

فهم الحديث اس باب میں مذکور تمام برتنوں کی وضاحت اور ان کی ممانعت کا سبب گزشتہ حدیث نمبر 10 کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

١٢٩٧ ۔ حديث عَلِيٍّ ؓ ' قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت علی ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے دباء اور مزفت کے استعمال کی بھی ممانعت فرمادی تھی۔

١٢٩٨ ۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ ' قُلْتُ: لِلْأَسْوَدِ: هَلْ سَأَلْتَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّا يُكْرَهُ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ' قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! عَمَّا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ؟ قَالَتْ: نَهَانَا فِي ذَلِكَ ' أَهْلَ الْبَيْتِ ' أَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ ۔ قُلْتُ: أَمَا ذَكَرَتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ؟ قُلْتُ: إِنَّمَا ذَكَرَتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ؟ قَالَ: إِنَّمَا

ابراہیم نخعی ؒ نے بیان کیا کہ میں نے اسود بن یزید سے پوچھا کیا تم نے ام المومنین عائشہ ؓ سے پوچھا تھا کہ کس برتن میں نبیذ (کھجور کا میٹھا شربت) بنانا مکروہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا تھا کہ ام المومنین کس برتن میں آپ ﷺ نے نبیذ بنانے سے منع فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ خاص گھر والوں (اہل بیت کو) کدو کی تونبی اور لاکھی برتن میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا تھا۔ (راوی نے کہا میں نے اسود سے پوچھا) انہوں نے گھڑے اور سبز مرتبان کا ذکر نہیں کیا اس نے کہا کہ میں تم سے وہی بیان کرتا ہوں جو میں نے

١٢٩٦ ۔ البخاری فی: 74 كتاب الاشربة: 4 باب الخمر من العسل وهو البتع ۔
١٢٩٧ ۔ البخاری فی: 74 كتاب الاشربة: 8 باب ترخيص النبی ﷺ فی الاوعية...(5594) مسلم (1994) ۔
١٢٩٨ ۔ البخاری فی: 74 كتاب الاشربة: 8 باب ترخيص النبی ﷺ فی الاوعية ...(5595) مسلم (1995) ۔

أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ أأُحَدِّثُ مَا لَمْ أَسْمَعْ؟۔

سنا۔کیا وہ بھی بیان کردوں جو میں نے نہ سنا ہو؟

۱۲۹۹۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((. . . وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اور میں تمہیں کدو کے تونبی، حنتم، نقیر اور زفت لگے ہوئے برتن کے استعمال سے منع کرتا ہوں۔

۱۳۰۰۔ حديث عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الأَسْقِيَهِ، قِيلَ النَّبِيُّ ﷺ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرَ الْمُزَفَّتِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ جب نبی ﷺ نے مشکیزوں کے سوا اور برتنوں میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہر کسی کو مشکیزہ کہاں سے مل سکتا ہے تو اس وقت آپ نے بن رال لگے گھڑے میں نبیذ بھگونے کی اجازت دے دی۔

(7) باب بيان ان كل مسكر خمر وان كل خمر حرام

ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے

۱۳۰۱۔ حديث عَائِشَةَ، رضى الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ پینے کی ہر وہ چیز جو نشہ لانے والی ہو، حرام ہے۔

۱۳۰۲۔ حديث أَبِي مُوسَى وَمُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ، أَبَا مُوسَى وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: ((يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا)) فَقَالَ أَبُو مُوسَى: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنَّ أَرْضَنَا بِهَا شَرَابٌ مِنَ الشَّعِيرِ، الْمِزْرُ، وَشَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ الْبِتْعُ ۔ فَقَالَ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ))۔

حضرت سعید بن ابی بردہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے دادا حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا کہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا، ان کو دشواریوں میں نہ ڈالنا۔ لوگوں کو خوش خبریاں دینا، دین سے نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں موافقت رکھنا۔ اس پر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہمارے ملک میں جَو سے ایک شراب تیار ہوتی ہے جس کا نام المزر ہے۔ اور شہد سے ایک شراب تیار ہوتی ہے جو البتع کہلاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

۱۲۹۹۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 1 باب وجوب الزکاة۔

۱۳۰۰۔ البخاری فی: 74 کتاب الاشربة: 8 باب ترخیص النبی ﷺ فی الاوعیة ...(5593) مسلم (2000)۔

۱۳۰۱۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 71 باب لا یجوز الوضوء بالنبیذ ولا المسکر (242) مسلم (2001)۔

۱۳۰۲۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 60 باب بعث ابی موسی ومعاذ إلی الیمن قبل حجة الوداع، مسلم (1733)۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ شراب کی ہر قسم حرام ہے خواہ وہ کسی بھی چیز سے بنائی گئی ہو۔ یہ بھی یاد رہے کہ اگر کوئی شراب زیادہ پینے سے نشہ کرے، کم پینے سے نہ کرے تب بھی وہ حرام ہے، اسے کم پینا بھی قطعاً جائز نہیں۔ [1]

(8) باب عقوبة من شرب الخمر اذا لم يتب منها بمنعه اياها فى الآخرة

شرابی توبہ کئے بغیر مر گیا تو وہ آخرت میں (جنت کی) پاکیزہ شراب سے محروم رہے گا

١٣٠٣۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا، حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر اس سے توبہ نہیں کی تو آخرت میں وہ اس سے محروم رہے گا۔

لغوی توضیح حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔ خواہ وہ جنت میں چلا بھی جائے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ جنت میں اسے یا تو شراب یاد ہی نہ آئے گی اور یا پھر یاد تو آئے گی مگر اس کے دل میں اس کی خواہش ہی پیدا نہیں ہو گی۔

(9) باب اباحة النبيذ الذى لم يشتد ولم يصر مسكرا

جس نبیذ میں تیزی نہ آئی ہو اور نہ اس میں نشہ پیدا ہوا ہو وہ حلال ہے

١٣٠٤۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه، قَالَ: دَعَا أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي عُرْسِهِ، وَكَانَ امْرَأَتُهُ، يَوْمَئِذٍ، خَادِمَهُمْ، وَهِيَ الْعَرُوْسُ۔ قَالَ سَهْلٌ: تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی شادی پر دعوت دی ان کی دلہن (ام اسید سلامہ بنت وہب) کام کاج کر رہی تھیں اور وہی دلہن بنی تھیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو اس موقع پر کیا پلایا تھا؟ رات کے وقت انہوں نے کچھ کھجوریں پانی میں بھگو دیں تھیں۔ جب آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ کو وہی (پانی) پلایا۔

لغوی توضیح فِيْ عُرْسِهٖ دعوت ولیمہ میں۔ اَلْعَرُوْس مرد و عورت کا شادی کے مرحلہ میں ہونا۔ أَنْقَعَتْ بھگو دیں۔

١٣٠٥۔ حديث سَهْلٍ رضي الله عنه، قَالَ: لَمَّا عَرَّسَ أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، دَعَا النَّبِيَّ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو انہوں نے نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کو دعوت

١٣٠٣۔ البخاری فی: 74 کتاب الاشربة: 1 باب قول الله تعالى "إنما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس"۔

١٣٠٤۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 71 باب حق إجابة الوليمة والدعوة (5176) مسلم (2006) ابن ماجه (1912)۔

١٣٠٥۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 77 باب قيام المراة على الرجال فى العرس وخدمتهم بالنفس۔

---

[1] [حسن صحيح: صحيح ابو داود، ابو داود (3681) ترمذی (1865)]

ﷺ وَاَصْحَابَهُ فَمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَلَا قَرَّبَهُ اِلَيْهِمْ ' اِلَّا امْرَاتُهُ ' اُمُّ اُسَيْدٍ ' بَلَّتْ تَمَرَاتٍ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ مِنَ اللَّيْلِ ' فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الطَّعَامِ اَمَاثَتْهُ لَهُ ' فَسَقَتْهُ ' تُتْحِفُهُ بِذَلِكَ ۔

دی۔اس موقع پر کھانا ان کی دلہن ام اسید رضی اللہ عنہا ہی نے تیار کیا تھا۔انہوں نے ہی مردوں کے سامنے کھانا رکھا۔انہوں نے پتھر کے ایک بڑے پیالے میں رات کے وقت کھجوریں بھگودی تھیں اور جب آنحضرت ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ہی اسے پانی میں حل کیا اور آنحضرت ﷺ کے سامنے (تحفہ کے طور پر) پینے کے لیے پیش کیا۔

لغوی توضیح بَلَّتْ بھگودیں۔ فِيْ تَوْرٍ پتھر کے پیالے میں۔ اَمَاثَتْهُ ہاتھوں کے ساتھ پانی میں حل کیا۔ تُتْحِفُهُ آپ ﷺ کو اس کا تحفہ پیش کر رہی تھیں۔

فہم الحدیث ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کھجور وغیرہ کو پانی میں اچھی طرح حل کر کے پینا جائز ہے (جب تک کہ اس میں نشہ پیدا نہ ہو)، اسی کو نبیذ کہتے ہیں۔یاد رہے کہ نبی ﷺ نبیذ کو تین دن سے زیادہ استعمال نہیں کرتے تھے کیونکہ بالعموم تیسرے دن کے بعد نبیذ میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے اس لیے اسے تین دن کے بعد استعمال نہیں کرنا چاہیے۔[1]

١٣٠٦۔ **حدیث** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ امْرَاَةٌ مِنَ الْعَرَبِ ' فَاَمَرَ اَبَا اُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ اَنْ يُرْسِلَ اِلَيْهَا ' فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا ' فَقَدِمَتْ ' فَنَزَلَتْ فِي اُجُمِ بَنِي سَاعِدَةَ ۔ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى جَاءَ هَا ' فَدَخَلَ عَلَيْهَا ' فَاِذَا امْرَاَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَاْسَهَا ۔ فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ ﷺ ' قَالَتْ : اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ' فَقَالَ: ((قَدْ اَعَذْتُكِ مِنِّي)) فَقَالُوْا لَهَا : اَتَدْرِيْنَ مَنْ هَذَا ؟ قَالَتْ : لَا ۔ قَالُوْا : هَذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ لِيَخْطُبَكِ قَالَتْ : كُنْتُ اَنَا اَشْقَى مِنْ ذَلِكَ ۔ فَاَقْبَلَ النَّبِيُّ يَوْمَئِذٍ ' حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيْفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ ' هُوَ وَاَصْحَابُهُ ' ثُمَّ قَالَ: ((اسْقِنَا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے ایک عرب عورت کا ذکر کیا گیا پھر آپ نے حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس انہیں لانے کے لیے کسی کو بھیجنے کا حکم دیا۔چنانچہ انہوں نے بھیجا اور وہ آئیں اور بنی ساعدہ کے قلعہ میں اتریں اور آپ ﷺ بھی تشریف لائے اور ان کے پاس گئے۔آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک عورت سر جھکائے بیٹھی ہے۔آپ نے جب اس سے گفتگو کی تو وہ کہنے لگی کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔آپ نے اس پر فرمایا کہ میں نے تجھ کو پناہ دی۔لوگوں نے بعد میں اس سے پوچھا، تمہیں معلوم ہے یہ کون تھے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ نہیں۔لوگوں نے کہا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے اس پر وہ بولی کہ پھر تو میں بڑی بدبخت ہوں (کہ آنحضور کو ناراض کر کے واپس کر دیا) اسی دن حضور ﷺ تشریف لائے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے پھر فرمایا۔سہل! پانی پلاؤ۔میں نے ان کے لیے یہ پیالہ نکالا اور انہیں

١٣٠٦۔ البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 30 باب الشرب من قدح النبي ﷺ وآنيته (5637) مسلم (2007) ۔

[1] [مسلم (2004) ابو داود (3713) مسند احمد (1/ 232)]

يَـا سَهْـلُ!)) فَـخَرَجْتُ لَهُمْ بِهٰذَا الْقَدَحِ، فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ ـ (قَالَ الرَّاوِي) فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْـقَـدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ ـ قَالَ: ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ، بَعْدَ ذٰلِكَ، فَوَهَبَهُ لَهُ ـ

پانی پلایا۔ (راوی نے کہا) حضرت سہل رضی اللہ عنہ ہمارے لئے بھی وہی پیالہ نکال کر لائے اور ہم نے بھی اس میں پانی پیا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر بعد میں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان سے یہ مانگ لیا تھا اور انہوں نے یہ ان کو ہبہ کر دیا تھا۔

لغوی توضیح ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ امْرَأَةٌ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کا ذکر کیا گیا (جس کا نام امیمہ بنت نعمان تھا، اس کا شوہر فوت ہو گیا تھا، یہ عرب کی ایک خوبصورت خاتون تھی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تا کہ آپ اس سے نکاح کر لیں)۔ أُجُم قلعہ، اس کی جمع آجام ہے۔ مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا اپنا سر جھکائے ہوئے (اس سے معلوم ہوا کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچاننے کی وجہ سے آپ سے پناہ مانگی، ایسا نہیں ہے کہ اسے دھوکہ دیا گیا تھا اور اس نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پناہ مانگ لی)۔

(10) باب جواز شرب اللبن

دودھ پینے کا جواز

١٣٠٧ ـ حديث أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه ـ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رضي الله عنه، قَالَ: لَمَّا أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ، تَبِعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَسَاخَتْ بِهِ فَرَسُهُ، قَالَ: ادْعُ اللّٰهَ لِي وَلَا أَضُرُّكَ، فَدَعَا لَهُ قَالَ فَعَطِشَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَمَرَّ بِرَاعٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيهِ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، فَأَتَيْتُهُ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ ـ

ابو اسحاق رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ کا پیچھا کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بددعا کی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ اس نے عرض کی کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں آپ کا کوئی نقصان نہیں کروں گا۔ آپ نے اس کے لیے دعا کی (اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا) حضرت براء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ راستے میں پیاس معلوم ہوئی اتنے میں ایک چرواہا گذرا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے ایک پیالہ لیا اور اس میں (ریوڑ کی ایک بکری) کا تھوڑا سا دودھ دوہا۔ وہ دودھ میں نے آپ کی خدمت میں لا کر پیش کیا جسے آپ نے نوش فرمایا حتی کہ مجھے خوشی حاصل ہوئی۔

لغوی توضیح فَسَاخَتْ دھنس گیا۔ كُثْبَة تھوڑا سا۔

١٣٠٨ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ معراج کی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

١٣٠٧ ـ البخاري في: 63 كتاب مناقب الأنصار: باب هجرة النبي ﷺ وأصحابه إلى المدينة (2439) مسلم (2009)۔
١٣٠٨ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 17 سورة بني إسرائيل: 3 حدثنا عبدان ـ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ، بِاِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ۔ فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ۔ قَالَ جِبْرِيْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ۔

سامنے بیت المقدس میں دو پیالے پیش کئے گئے۔ایک شراب کا اور دوسرا دودھ کا۔آپ ﷺ نے دونوں کو دیکھا اور پھر دودھ کا پیالہ اٹھا لیا۔اس پر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے آپ کو فطرت (اسلام) کی ہدایت کی۔اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

لغوی توضیح غَوَتْ اُمَّتُكَ آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

فہم الحدیث ان روایات میں دودھ پینے کا جواز ہے۔ایک روایت میں دودھ پینے کی یہ دعا مذکور ہے ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ))۔[1]

(11) باب في شرب النبيذ و تخمير الاناء

نبیذ پینے اور برتن ڈھانکنے کا بیان

۱۳۰۹۔ حدیث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ أَبُوْ حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا))۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصاری صحابی حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ مقام نقیع سے دودھ کا ایک پیالہ (کھلا ہوا) لائے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے ڈھک کر کیوں نہیں لائے ایک لکڑی ہی اس پر رکھ لیتے۔

لغوی توضیح النَّقِيْعِ وادیٔ عقیق کے قریب ایک مقام۔اَلَا خَمَّرْتَهُ اسے ڈھانپا کیوں نہیں (معلوم ہوا کہ جن برتنوں میں کھانے پینے کی اشیاء ہوں انہیں ڈھانپ کر رکھنا چاہیے)۔عُوْدًا لکڑی۔

(12) باب الامر بتغطية الاناء وايكاء السقاء واغلاق الابواب وذكر اسم الله عليها واطفاء السراج والنار عندالنوم وكف الصبيان والمواشي بعد المغرب

برتن ڈھانکنے‘ مشکیزے کا منہ بند کرنے‘ دروازے بند رکھنے اور ان پر اللہ کا نام لینے‘ سوتے وقت چراغ اور آگ بجھانے اور مغرب کے بعد بچوں اور جانوروں کو (گھروں میں) روکے رکھنے کی ہدایات

۱۳۱۰۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی الله عنهما، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ، اَوْ اَمْسَيْتُمْ، فَكُفُّوْا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ جب رات کا اندھیرا شروع ہو یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) جب شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو اپنے پاس روک لیا کرو‘ کیونکہ شیاطین

۱۳۰۹۔ البخاری فی: 74 کتاب الاشربة: 12 باب شرب اللبن وقول الله تعالى "من بين فرث ودم لبنا"، مسلم (2010)۔

۱۳۱۰۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 15 باب خير مال المسلم غنم...(3280) مسلم (2012) ابن ماجه (3410)۔

---

[1] [حسن: صحیح ترمذی، ترمذی (3455) ابوداود (3730)]

صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَحُلُّوْهُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا))۔

اسی وقت پھیلتے ہیں۔ البتہ جب ایک گھڑی رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو، اور اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر لو، کیونکہ شیطان کسی بند دروازے کو نہیں کھول سکتا۔

لغوی توضیح جُنْحُ اللَّيْلِ رات کا اندھیرا۔ اَمْسَيْتُمْ تم شام میں داخل ہو جاؤ (یعنی شام ہو جائے)۔ فَكُفُّوْا روک لو (باہر نکلنے سے)۔ صِبْيَانَكُمْ اپنے بچوں کو (کیونکہ اس وقت شیاطین اپنے ٹھکانوں سے نکلتے ہیں اور کچھ دیر میں اپنے اپنے مقامات پر چلے جاتے ہیں، لہٰذا شام کے وقت بچوں کو گھر سے باہر نہیں نکلنے دینا چاہیے)۔ فَحُلُّوْهُمْ انہیں چھوڑ دو۔

۱۳۱۱۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب سونے لگو تو گھر میں آگ نہ چھوڑو۔

۱۳۱۲۔ حديث أَبِي مُوْسَى رضي الله عنه قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ۔ فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر رات کے وقت جل گیا۔ نبی ﷺ سے اس کے متعلق کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ آگ تمہاری دشمن ہے۔ اس لیے جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔

لغوی توضیح احْتَرَقَ جل گیا۔ فَأَطْفِئُوْهَا اسے بجھا دو (یعنی وہ چراغ جس سے آگ لگنے کا اندیشہ ہو)۔

(13) باب آداب الطعام والشراب واحكامها — کھانے پینے کے آداب واحکام

۱۳۱۳۔ حديث عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ! سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)) فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ۔

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں بچہ تھا اور رسول ﷺ کی پرورش میں تھا، اور (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو، داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔ چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا۔

۱۳۱۱۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 79 باب لا تترك النار في البيت عند النوم (6293) مسلم (2015)۔

۱۳۱۲۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 49 باب لا تترك النار في البيت عند النوم (6294) مسلم (2016)۔

۱۳۱۳۔ البخاري في: 70 كتاب الاطعمة: 2 باب التسمية على الطعام والاكل باليمين (5376) مسلم (2022)۔

لغوی توضیح تَطِيْشُ حرکت کرتا، گھومتا۔ فِي الصَّحْفَةِ برتن میں۔ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ اپنے قریب سے کھاؤ (کیونکہ کھانے کے درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے[1])۔

١٣١٤۔ **حدیث** اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِی رضی اللہ عنہ ' قَالَ : نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ ' يَعْنِی اَنْ تُكْسَرَ اَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مشکیزوں میں اختناث سے منع فرمایا یعنی مشکیزے کا منہ کھول کر اس میں منہ لگا کر پانی پینے سے روکا (آج کل مشکیزے کی متبادل پانی جمع کرنے ہر چیز بھی اسی حکم میں ہوگی)۔

(15) باب فی الشرب من زمزم قائما

زمزم کا پانی کھڑے ہوکر پینے کا بیان

١٣١٥۔ **حدیث** ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ : سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' مِنْ زَمْزَمَ ' فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زمزم کا پانی پلایا تھا۔ آپ نے پانی کھڑے ہوکر پیا تھا۔

فهم الحديث ایک روایت میں علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر بھی پانی پیا۔[2] جبکہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ کوئی بھی کھڑا ہوکر ہرگز پانی نہ پیے۔[3] ان روایات میں اہل علم نے تطبیق یوں دی ہے کہ بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر پانی پیا جائے کیونکہ نبی ﷺ نے اسی کا حکم دیا ہے لیکن اگر کوئی کھڑا ہوکر پی لے تو اسے کوئی گناہ نہیں کیونکہ آپ نے کھڑے ہوکر بھی پیا ہے۔

(16) باب کراهة التنفس فی نفس الاناء واستحباب التنفس ثلاثا خارج الاناء

پانی پیتے ہوئے برتن کے اندر سانس چھوڑنا مکروہ اور برتن سے منہ ہٹا کر تین بار سانس لینا مستحب ہے

١٣١٦۔ **حدیث** اَبِی قَتَادَةَ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِذَا شَرِبَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ)) ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی پانی پیے تو برتن میں سانس نہ لے۔

لغوی توضیح فَلَا يَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ برتن میں (یعنی برتن کے اندر) سانس نہ لے (کیونکہ جب سانس باہر آتا ہے تو اس کے ساتھ کچھ نقصان دہ اجزا بھی خارج ہوتے ہیں جو پانی میں داخل ہوکر مضر ثابت ہوسکتے ہیں)۔

١٣١٧۔ **حدیث** اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ ثُمَامَةَ ثمامہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ دو یا تین

١٣١٤۔ البخاری فی: 74 کتاب الاشربة: 23 باب اختناث الاسقية (5625) مسلم (2023) ترمذی (1890)۔
١٣١٥۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 76 باب ما جاء فی زمزم (1637) مسلم (2027) ابن ماجه (3422)۔
١٣١٦۔ البخاری فی: کتاب الوضوء: 18 باب النهی عن الاستنجاء باليمين۔
١٣١٧۔ البخاری فی: 74 الاشربة: 26 باب الشرب بنفسين او ثلاثة (5631) مسلم (2028) ابو داود (3727)۔

[1] [حسن: ارواء الغليل (1980) ترمذی (1805) ابن ماجه (3277)]
[2] [مسلم (2026) كتاب الأشربة]
[3] [بخاری (616) ابو داود (3718)]

بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ' قَالَ : كَانَ اَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِي الاِنَاءِ ' مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ' وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ' كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا ۔

سانسوں میں پانی پیتے تھے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ تین سانسوں میں پانی پیتے تھے۔

لغوی توضیح يَتَنَفَّسُ فِي الاِنَاءِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا آپ ﷺ برتن میں دو یا تین مرتبہ سانس لیتے (برتن کے اندر نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ پانی پیتے ہوئے دو یا تین سانس لیتے، ایک ہی مرتبہ سارا پانی نہ پی جاتے، اسی سنت کو اپنانا چاہیے)۔

(17) باب استحباب ادارة الماء واللبن و نحوهما عن يمين المبتدى ء

پانی دودھ یا دیگر اشیا کی تقسیم دائیں طرف سے شروع کی جائے (کیونکہ دائیں طرف والا ہی اس کا اولین مستحق ہے)

۱۳۱۸ ۔ حديث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي دَارِنَا هٰذِهِ ' فَاسْتَسْقَى فَحَلَبْنَا لَهُ شَاةً لَنَا ' ثُمَّ شُبْتُهُ مِنْ مَاءِ بِئْرِنَا هٰذِهِ ' فَاَعْطَيْتُهُ ' وَاَبُوْ بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ وَعُمَرُ تُجَاهَهُ ' وَاَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِيْنِهِ ۔ فَلَمَّا فَرَغَ ' قَالَ عُمَرُ : هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ ۔ فَاَعْطَى الاَعْرَابِيَّ ۔ ثُمَّ قَالَ: ((الاَيْمَنُوْنَ ' الاَيْمَنُوْنَ ' اَلَا فَيَمِّنُوْا)) قَالَ اَنَسٌ : فَهِيَ سُنَّةٌ ' فَهِيَ سُنَّةٌ ' ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے اسی گھر میں تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا۔ ہمارے پاس ایک بکری تھی' اسے ہم نے دوہا۔ پھر میں نے اس میں اسی کنویں کا پانی ملا کر آپ کی خدمت میں (لسی بنا کر) پیش کیا' ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ سامنے تھے۔ اور ایک دیہاتی آپ کے دائیں طرف تھا۔ جب آپ ﷺ پی کر فارغ ہوئے تو (پیالے میں کچھ دودھ بچ گیا اس لیے) عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ لیکن آپ نے اسے دیہاتی کو عطا فرمایا (کیونکہ وہ دائیں طرف تھا) پھر آپ نے فرمایا' دائیں طرف بیٹھنے والے دائیں طرف بیٹھنے والے ہیں حق رکھتے ہیں۔ پس خبردار! دائیں طرف ہی سے شروع کیا کرو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہی سنت ہے' یہی سنت ہے۔ تین مرتبہ (آپ نے اس بات کو دہرایا)۔

لغوی توضیح شُبْتُهُ میں نے اس میں ملایا۔ اَلْاَيْمَنُوْنَ دائیں جانب والے۔ فَيَمِّنُوْا دائیں جانب سے ابتدا کرو۔

۱۳۱۹ ۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ ' وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ اَصْغَرُ الْقَوْمِ '

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی خدمت میں دودھ اور پانی کا ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اس کو پیا۔ آپ کی دائیں طرف ایک نوعمر لڑکا بیٹھا ہوا تھا۔ اور کچھ بڑے بوڑھے لوگ

۱۳۱۸ ۔ البخاري في: 51 كتاب الهبة: 4 باب من استسقى (2352) مسلم (2029) ابو داود (3726) ترمذی (1893)۔
۱۳۱۹ ۔ اخرجه البخاري في: 42 كتاب الشرب والمساقاة: 1 باب في الشرب (2351) مسلم (2030)۔

وَالْاَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ: ((يَا غُلَامُ! اَتَاْذَنُ لِي اَنْ اُعْطِيَهُ الْاَشْيَاخَ؟)) قَالَ: مَا كُنْتُ لِاُوثِرَ بِفَضْلِي مِنْكَ اَحَدًا، يَارَسُوْلَ اللهِ! فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ۔

بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا لڑکے! کیا تو اجازت دے گا کہ میں پہلے یہ پیالہ بڑوں کو دے دوں۔ اس پر اس نے کہا' یا رسول اللہ! میں تو آپ کے جوٹھے میں سے اپنے حصہ کو اپنے سوا کسی کو نہیں دے سکتا۔ چنانچہ آپ نے پیالہ اسی کو دے دیا۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ جو شخص کسی چیز کا مستحق ہے (خواہ بچہ ہی ہو) اس کی اجازت کے بغیر وہ چیز کسی اور کو نہیں دی جا سکتی۔

(18) باب استحباب لعق الاصابع القصعة واكل اللقمة الساقطة بعد مسح ما يصيبها من اذى وكراهة مسح اليد قبل لعقها

کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا اور برتن صاف کرنا نیز گرے ہوئے لقمے سے مٹی صاف کر کے کھانا مستحب ہے نیز ہاتھ کا چاٹے بغیر صاف کرنا مکروہ ہے

١٣٢٠۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص کھانا کھائے تو ہاتھ چاٹنے یا کسی کو چٹانے سے پہلے ہاتھ نہ پونچھے۔

لغوی توضیح يَلْعَقَ چاٹ لے۔ يُلْعِقَ چٹالے (بیوی' بچے یا کسی خادم وغیرہ کو، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے خود اس کا سبب بیان کیا ہے کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کس کھانے میں برکت ہے[1])۔

(19) باب ما يفعل الضيف اذا تبعه غير من دعاه صاحب الطعام واستحباب اذن صاحب الطعام للتابع

اگر مہمان کے ساتھ کوئی طفیلی لگ جائے تو اس کے لیے میزبان سے اجازت طلب کر لینا بہتر ہے

١٣٢١۔ حديث اَبِي مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ، يُكْنَى اَبَا شُعَيْبٍ، فَقَالَ لِغُلَامٍ لَهُ قَصَّابٍ: اجْعَلْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً، فَاِنِّي اُرِيْدُ اَنْ اَدْعُوَ النَّبِيَّ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَاِنِّي قَدْ عَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْجُوْعَ، فَدَعَاهُمْ، فَجَاءَ مَعَهُمْ

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار میں سے ایک صحابی جن کی کنیت ابو شعیب تھی' تشریف لائے اور اپنے غلام سے جو قصاب تھا' فرمایا کہ میرے لیے اتنا کھانا تیار کر جو پانچ آدمیوں کے لیے کافی ہو۔ میں نے نبی ﷺ کی اور آپ کے ساتھ اور چار آدمیوں کی دعوت کا ارادہ کیا ہے۔ کیونکہ میں نے آپ کے چہرۂ مبارک پر بھوک کا اثر نمایاں دیکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو بلایا۔ آپ

١٣٢٠۔ البخاری فی: 70 کتاب الاطعمة: 52 باب لعق الاصابع ومصها قبل ان تمسح بالمنديل (5456) مسلم (2031)۔

١٣٢١۔ البخاری فی: 34 کتاب البيوع: 21 باب ما قيل فی اللحّام والجزّار (2081) مسلم (2036) ترمذی (1099)۔

[1] [مسلم (2033) ترمذی (1801)]

رَجُلٌ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّ هٰذَا قَدْ تَبِعَنَا ' فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ ' فَأْذَنْ لَهُ ' وَإِنْ شِئْتَ أَنْ يَرْجِعَ رَجَعَ)) فَقَالَ : لاَ بَلْ قَدْ أَذِنْتُ لَهُ ۔

کے ساتھ ایک اور صاحب بھی آ گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ ایک اور صاحب زائد آ گئے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو انہیں بھی اجازت دے سکتے ہیں اور اگر چاہیں تو واپس کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں' بلکہ میں انہیں بھی اجازت دیتا ہوں۔

(20) باب جواز استتباعه غيره ابى دار من يثق برضاه بذلك ويتحققه تحققا تامّا واستحباب الاجتماع على الطعام

اگر مہمان کو میزبان کی رضامندی کا پورا یقین ہو تو وہ اپنے ساتھ دوسرے شخص کو لے جا سکتا ہے اور اکٹھے کھانا مستحب ہے

١٣٢٢ - حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي اللّٰه عنهما ' قَالَ : لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ ' رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ خَمَصًا شَدِيدًا ' فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي ' فَقُلْتُ : هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ ؟ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمَصًا شَدِيدًا ۔ فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَابًا ' فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ ' وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ ' فَذَبَحْتُهَا ' وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ ۔ فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي وَقَطَّعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا ' ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَتْ : لاَ تَفْضَحْنِي بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَبِمَنْ مَعَهُ ۔ فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ ' فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا ' وَطَحَنَّا صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ ' كَانَ عِنْدَنَا ' فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ ۔ فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ ' فَقَالَ: ((يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ ! إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُورًا ' فَحَيَّ هَلاً بِكُمْ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لاَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی تو میں نے معلوم کیا کہ نبی ﷺ انتہائی بھوک میں مبتلا ہیں۔ میں فوراً اپنی بیوی کے پاس آیا اور کہا کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ انتہائی بھوکے ہیں۔ میری بیوی ایک تھیلا نکال کر لائیں جس میں ایک صاع جو تھے۔ ہمارے گھر میں بکری کا ایک بچہ بھی بندھا ہوا تھا۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو چکی میں پیسے۔ جب میں ذبح سے فارغ ہوا تو وہ بھی جو پیس چکی تھیں۔ میں نے گوشت کی بوٹیاں کر کے ہانڈی میں رکھ دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری بیوی نے پہلے ہی تنبیہ کر دی تھی کہ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے کان میں یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بچہ ذبح کر لیا ہے اور ایک صاع جو پیس لئے ہیں جو ہمارے پاس تھے اس لیے آپ دو ایک صحابہ کو ساتھ لے کر تشریف لے چلیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بہت بلند آواز سے فرمایا اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لیے کھانا تیار کروایا ہے۔ بس اب سارا کام چھوڑ دو اور جلدی چلے چلو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے

١٣٢٢ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 29 باب غزوة الخندق وهي الاحزاب (3070) مسلم (2039) -

تُنْزِلُنَّ بُرْمَتِكُمْ، وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِينَكُمْ حَتَّى أَجِيءَ)) فَجِئْتُ، وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، يَقْدُمُ النَّاسَ، حَتَّى جِئْتُ امْرَأَتِي فَقَالَتْ: بِكَ وَبِكَ. فَقُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتُ. فَأَخْرَجَتْ لَهُ عَجِينًا، فَبَصَقَ فِيهِ وَبَارَكَ. ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ. ثُمَّ قَالَ: ((ادْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعِي وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا)) وَهُمْ أَلْفٌ. فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَقَدْ أَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ. وَانْحَرَفُوا، وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ.

فرمایا کہ جب تک میں نہ آ جاؤں ہانڈی چولہے پر سے نہ اتارنا اور نہ آٹے کی روٹی پکانی شروع کرنا۔ میں اپنے گھر آیا۔ اُدھر حضور ﷺ بھی صحابہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو وہ مجھے برا بھلا کہنے لگیں۔ میں نے کہا کہ تم نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا میں نے حضور ﷺ کے سامنے عرض کر دیا تھا۔ آخر میری بیوی نے گندھا ہوا آٹا نکالا اور حضور ﷺ نے اس میں اپنے لعاب دہن کی آمیزش کر دی اور برکت کی دعا کی۔ ہانڈی میں بھی آپ ﷺ نے لعاب کی آمیزش کی اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب روٹی پکانے والی کو بلاؤ۔ وہ میرے سامنے روٹی پکائے اور گوشت ہانڈی سے نکالے لیکن چولہے سے ہانڈی نہ اتارنا۔ صحابہ کی تعداد ہزار کے قریب تھی۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ اتنے ہی کھانے کو سب نے (سیر ہوکر) کھایا اور کھانا بچ بھی گیا۔ جب تمام لوگ واپس ہو گئے تو ہماری ہانڈی اسی طرح اُبل رہی تھی؛ جس طرح شروع میں تھی اور آٹے کی روٹیاں برابر پکائی جا رہی تھیں۔

لغوی توضیح: خَمَصًا بھوک۔ فَانْكَفَأْتُ میں واپس پلٹا۔ جِرَابًا تھیلا۔ دَاجِنٌ وہ جانور جسے گھر میں چارہ ڈالا جائے۔ فِي بُرْمَتِهَا اس کی ہنڈیا میں۔ فَسَارَرْتُهُ میں نے چھپا کر بات کی۔ فَحَيَّ هَلَابِكُمْ جلدی چلو۔ بِكَ وَبِكَ یعنی اللہ تیرے ساتھ اس اس طرح کرے۔ انْحَرَفُوْا لوٹ گئے، واپس چلے گئے۔ لَتَغِطُّ جوش مار رہی تھی۔ كَمَا هِيَ جیسے شروع میں تھی۔

فھم الحدیث: اس حدیث میں جو یہ ذکر ہے کہ نبی ﷺ بلا اجازت اپنے ساتھ بہت سے افراد کو دعوت پر لے آئے تو یہ جابر رضی اللہ عنہ پر بوجھ نہیں تھا کیونکہ اہل خندق نے جو کھایا وہ نبی ﷺ کی دعا کی برکت تھی، جابر رضی اللہ عنہ کا تیار کردہ کھانا نہیں بلکہ وہ تو ان کی واپسی پر بھی اسی طرح باقی تھا جیسے ابتدا میں تھا۔ آپ ﷺ تو محض شدید بھوک میں مبتلا اہل خندق پر شفقت فرمانا چاہتے تھے۔

١٣٢٣۔ **حدیث** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. قَالَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيفًا، أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی تو آپ کی آواز میں بہت ضعف معلوم ہوا۔ میرا خیال ہے کہ آپ بہت بھوکے ہیں۔ کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا جی

١٣٢٣۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (422) مسلم (2040) بغوی (3721)۔

فَـاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ' ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِـمَارًا لَهَا ' فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ' ثُمَّ دَسَّتْهُ تَـحْتَ يَدِي وَلاَ ثَتْنِي بَعْضِهِ ۔ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِي اِلَـى رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ قَالَ : فَذَهَبْتُ بِـهِ ' فَـوَجَـدْتُ رَسُـوْلَ الـلّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ' وَمَـعَـهُ الـنَّـاسُ ' فَـقُمْتُ عَلَيْهِم ۔ فَقَالَ لِي رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((آرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ؟)) فَـقُـلْـتُ : نَعَمْ ۔ قَالَ : ((بِطَعَامٍ؟)) فَقُلْتُ : نَـعَـمْ ۔ فَـقَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' لِمَنْ مَعَهُ ' ((قُـوْمُـوْا)) فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰـى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهُ ۔ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ : يَا اُمَّ سُلَيْمٍ ! قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِـالـنَّاسِ ' لَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ ' فَقَالَتْ : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ۔ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَـقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُـوْ طَـلْـحَةَ مَـعَهُ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((هَـلُـمِّـي يَا اُمَّ سُلَيْمٍ ! مَا عِنْدَكِ)) فَـاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ ' فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ ' وَعَـصَـرَتْ اُمُّ سُـلَـيْـمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَـالَ: ((ائْـذَنْ لِـعَشَرَةٍ)) فَاَذِنَ لَهُمْ ' فَاَكَلُوْا حَتّٰـى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ۔ ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَاَذِنَ لَهُمْ ' فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَـرَجُوْا ۔ ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ:

ہاں۔ چنانچہ انہوں نے جـو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنی اوڑھنی نکالی اور اس میں روٹیوں کو لپیٹ کر میرے ہاتھ میں چھپا دیا اور اس اوڑھنی کا دوسرا حصہ میرے بدن میں باندھ دیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مجھے بھیجا۔ میں جو گیا تو آپ ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے' آپ کے ساتھ بہت سے صحابہ بھی بیٹھے تھے۔ میں آپ ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا تو آپ نے فرمایا کیا ابوطلحہ نے تمہیں بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے دریافت فرمایا' کچھ کھانا دے کر؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ جو صحابہ آپ کے ساتھ اس وقت موجود تھے' ان سب سے آپ نے فرمایا کہ چلو اٹھو۔ آپ ﷺ تشریف لانے لگے اور میں آپ کے آگے آگے لپک رہا تھا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ کر میں نے انہیں خبر دی۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بولے' ام سلیم! رسول اللہ ﷺ تو بہت سے لوگوں کو ساتھ لائے ہیں' ہمارے پاس اتنا کھانا کہاں ہے کہ سب کو کھلایا جا سکے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا' اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں (ہم فکر کیوں کریں) خیر ابوطلحہ آگے بڑھ کر آپ ﷺ سے جا ملے۔ اب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ بھی چل رہے تھے (گھر پہنچ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہو یہاں لاؤ۔ ام سلیم نے وہی روٹی لا کر آپ کے سامنے رکھ دی پھر آنحضور ﷺ کے حکم سے روٹیوں کا چورا کر دیا گیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کپی نچوڑ کر اس پر کچھ گھی ڈال دیا اور اس طرح سالن ہو گیا۔ آپ نے اس کے بعد اس پر دعا کی جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلا لو۔ چنانچہ پھر دس آدمیوں کو بلایا گیا' انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ جب یہ لوگ باہر گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر دس آدمیوں کو دعوت دے دو۔ اس طرح سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ ان لوگوں کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ أَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا۔

لغوی توضیح أَقْرَاصًا جمع ہے قرص کی، معنی ہے روٹیاں۔ فَلَفَّتِ الْخُبْزَ روٹیوں کو لپیٹ دیا۔ ثُمَّ دَسَّتْهُ پھر انہیں چھپالیا۔ فَفُتَّ انہیں توڑا گیا۔ عُكَّةً چھوٹا برتن جس میں گھی وغیرہ ڈالا جاتا تھا۔ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ دس آدمیوں کو (اندر آنے کی) اجازت دو (یہ غالبًا اس لیے کہا کیونکہ برتن ایک تھا اور اس پر دس آدمی ہی بیٹھ سکتے تھے)۔

(21) باب جواز اكل المرق واستحباب اكل اليقطين وايثار اهل المائدة بعضهم بعضا وان كانوا ضيفانا اذا لم يكره ذلك صاحب الطعام

شوربہ کھانا جائز اور کدو کھانا مستحب ہے اور دستر خوان پر موجود افراد ایک دوسرے پر ایثار کریں بشرطیکہ میزبان اسے معیوب نہ سمجھے

١٣٢٤۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ۔ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، خُبْزًا وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَي الْقَصْعَةِ۔ قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر بلایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی اس دعوت میں آپ کے ساتھ گیا، اس درزی نے روٹی اور شوربا جس میں کدو اور بھنا ہوا گوشت تھا، رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کردیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کدو کے قتلے پیالے میں تلاش کر رہے تھے۔ اسی دن سے میں بھی برابر کدو کو پسند کرتا ہوں۔

لغوی توضیح خَيَّاطًا درزی۔ دُبَّاء کدو۔ قَدِيْدٌ بھنا ہوا گوشت۔ يَتَتَبَّعُ تلاش کررہے تھے۔ حَوَالَي الْقَصْعَةِ برتن کے اطراف میں۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو کھانے میں کدو پسند تھا۔

(23) باب اكل القثاء بالرطب

کھجور کے ساتھ ککڑی ملا کر کھانا

١٣٢٥۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ۔

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا ہے۔

١٣٢٤۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 30 باب ذكر الخيّاط (2092) مسلم (2041) ترمذی (1850) ابوداود (3782)۔

١٣٢٥۔ البخاري في: 70 كتاب الاطعمة: 9 3 باب الرطب بالقثاء (5440) مسلم (2043) ابن ماجه (3325)۔

لغوی توضیح الرُّطَبَ تر کھجوریں۔ الْقِثَّاء ککڑی۔ ان دونوں کو اکٹھا کر کے اس لیے کھایا کیونکہ کھجوریں گرم اور ککڑی ٹھنڈی ہوتی ہے اور انہیں جمع کرنے سے اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔

(25) باب نهي الآكل مع جماعة عن قران تمرتين و نحوهما في لقمة الا باذن اصحابه

جب بہت سے لوگ ایک دسترخوان پر کھانا کھا رہے ہوں تو یہ جائز نہیں کہ ان کی اجازت کے بغیر کوئی شخص دو دو لقمے یا دو دو کھجوریں ایک ہی بار کھائے

۱۳۲۶۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما عَنْ جَبْلَةَ ' كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فِي بَعْضِ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاَصَابَنَا سنةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ ' فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضى الله عنهما يَمُرُّبِنَا ' فَيَقُوْلُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْاِقْرَانِ ' اِلَّا اَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ اَخَاهُ۔

جبلہ نے بیان کیا کہ ہم بعض اہلِ عراق کے ساتھ مدینہ میں مقیم تھے۔ وہاں ہمیں قحط میں مبتلا ہونا پڑا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کھانے کے لیے ہمارے پاس کھجور بھجوایا کرتے تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب ہماری طرف سے گزرتے تو فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر کھاتے وقت) دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ مگر یہ کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دوسرے بھائی سے اجازت لے لے۔

فہم الحدیث اس ممانعت کا سبب غالباً اپنے ساتھی کے ساتھ دھوکہ ہے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ ممانعت تب ہے جب کھانے میں ایک سے زیادہ لوگ شریک ہوں اور کھانا کم ہو۔ لہٰذا اگر آدمی اکیلا ہو یا کھانا زیادہ ہو تو پھر دو دو کھجوریں کھانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

(27) باب فضل تمر المدينة

مدینہ کی کھجوروں کی فضیلت

۱۳۲۷۔ حدیث سَعْدٍ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' يَقُوْلُ : ((مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ' ذٰلِكَ الْيَوْمَ ' سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ)) ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔

لغوی توضیح عَجْوَة مدینہ کی ایک عمدہ ترین کھجور۔ سُم زہر۔ سِحْر جادو۔

(28) باب فضل الكماة ومداواة العين بها

کھنبی کی فضیلت اور اس سے آنکھ کا علاج

۱۳۲۸۔ حدیث سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ ﷺ ' قَالَ

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کھنبی

۱۳۲۶۔ البخاری فی: 46 كتاب المظالم: 14 باب إذا اذن إنسان لآخر شيئًا جاز (2455) مسلم (2045) ابن ماجه (3331)۔

۱۳۲۷۔ البخاری فی: 76 كتاب الطب: 52 باب الدواء بالعجوة للسحر (5445) مسلم (2047) حميدى (70)۔

۱۳۲۸۔ البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 2 سورة البقرة: 4 باب قوله تعالى "وظللنا عليكم .." (4478) مسلم (2049)۔

: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : الْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ ' وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ)) ۔

بھی مَنّی قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کی دوا ہے (مَن وہ حلوہ ہے جو بنی اسرائیل کے لیے آسمان سے بطورِ خوراک نازل کیا جاتا تھا)۔

(29) باب فضيلة الاسود من الكباث

پیلو کے پکے ہوئے پھل کی فضیلت

۱۳۲۹ ۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللّٰه عنهما ' قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' نَجْنِی الْكَبَاثَ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : ((عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ ' فَاِنَّهُ اَطْيَبُهُ)) قَالُوْا : اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ ؟ قَالَ: ((وَهَلْ مِنْ نَبِيِّ اِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا)) ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ہم رسول ﷺ کے ساتھ (سفر میں) پیلو کے پھل توڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ جو سیاہ ہوں انہیں توڑو' کیونکہ وہ زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا' کیا آپ نے کبھی بکریاں چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

لغوی توضیح نَجْنِی ہم چن رہے تھے، توڑ رہے تھے۔ اَلْكَبَاث پیلو کا پکا ہوا پھل۔

(32) باب اكرام الضيف و فضل ايثاره

مہمان کی خاطر داری اور خود بھوکا رہ کر اس کو کھلانے کی فضیلت

۱۳۳۰ ۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ ' فَبَعَثَ اِلَى نِسَائِهِ ' فَقُلْنَ : مَا مَعَنَا اِلَّا الْمَاءُ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ يَضُمُّ اَوْ يُضِيفُ هٰذَا ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ : اَنَا ۔ فَانْطَلَقَ بِهِ اِلَى امْرَاَتِهِ فَقَالَ ۔ اَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ فَقَالَتْ : مَا عِنْدَنَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِي ۔ فَقَالَ : هَيِّئِي طَعَامَكِ ' وَاَصْبِحِي سِرَاجَكِ ' وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ اِذَا اَرَادُوْا عَشَاءً ' فَهَيَّاَتْ طَعَامَهَا ' وَاَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا ' وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ' ثُمَّ قَامَتْ كَاَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا ' فَاَطْفَاَتْهُ ' فَجَعَلَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب (خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں) رسول ﷺ کی خدمت میں (بھوکے) حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انہیں ازواجِ مطہرات کے یہاں بھیجا (تا کہ ان کو کھانا کھلا دیں) ازواج نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ان کی مہمانی کرے گا؟ ایک انصاری صحابی بولے میں کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خاطر تواضع کر۔ بیوی نے کہا کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چراغ جلا لو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انہیں سلا دو۔ بیوی نے کھانا نکال دیا اور چراغ جلا دیا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلا دیا۔ پھر وہ یہ دکھاتے ہوئے کہ جیسے چراغ درست کر رہی ہیں انہوں

۱۳۲۹ ۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 29 باب یعکفون علی اصنام لهم (3406) مسلم (2050) ابو یعلی (2062) ۔

۱۳۳۰ ۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 10 باب ویؤثرون علی انفسهم...(3798) مسلم (2054) ترمذی (3304)۔

يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجِبَ مِنْ فِعَالِكُمَا)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ۔ ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ ۔

نے اسے بجھا دیا اس کے بعد دونوں میاں بیوی مہمان پر یہ ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں لیکن ان دونوں نے (اپنے بچوں سمیت رات) فاقہ سے گزاردی صبح کے وقت جب وہ صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا تم دونوں میاں بیوی کے نیک عمل پر رات کو اللہ تعالیٰ ہنس پڑا یا (یا فرمایا کہ اسے) پسند کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی'' اور وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں کے اوپر (دوسرے غریب صحابہ کو) اگر چہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا' سو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں'' [الحشر: ۹]

لغوی توضیح يُؤْثِرُونَ ترجیح دیتے ہیں۔ خَصَاصَة فقر وفاقہ، تنگی وبدحالی۔

فہم الحدیث آج یقیناً ضرورت ہے ان صحابہ جیسا بننے کی جو خود بھوکے رہ کر اپنے بھائی کو کھانا کھلاتے تھے۔ یہی ان کی قربانیاں ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں ہی جنتی ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا تھا۔

۱۳۳۱۔ **حديث** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللّٰہ عنہما ' قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ؟)) فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً)) أَوْ قَالَ: ((أَمْ هِبَةً)) قَالَ: لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ ' وَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْوَى وَايْمُ اللّٰهِ! مَا فِي الثَّلَاثِينَ وَالْمِائَةِ إِلَّا قَدْ حَزَّ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم ایک سو تیس آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا کسی کے پاس کھانے کی بھی کوئی چیز ہے؟ ایک صحابی کے پاس تقریباً ایک صاع کھانا (آٹا) تھا' وہ آٹا گوندھا گیا۔ پھر ایک لمبا تڑنگا مشرک' پریشان بال بکریاں ہانکتا ہوا آیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' یہ بیچنے کے لیے ہیں یا کسی کا عطیہ ہے یا آپ نے (عطیہ کے بجائے) ہبہ فرمایا۔ اس نے کہا کہ نہیں بیچنے کے لیے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی' پھر وہ ذبح کی گئی۔ آپ نے اس کی کلیجی بھوننے کے لیے کہا۔ قسم خدا کی ایک سو تیس اصحاب میں سے ہر ایک کو اس کلیجی میں سے کاٹ کر دیا۔ جو موجود تھے' انہیں تو آپ نے فوراً ہی دے دیا۔ اور جو اس وقت موجود نہیں تھے ان کا حصہ محفوظ رکھ لیا۔ پھر بکری کے گوشت کو دو بڑی قابوں میں رکھا

۱۳۳۱۔ البخاری فی: 51 کتاب الھبة: 28 باب قبول الھدیة من المشرکین (2216) مسلم (2056) احمد (1703)۔

إِيَّاهُ وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَهُ فَجَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلُوْا أَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا فَفَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ فَحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيْرِ ۔ أَوْ كَمَا قَالَ ۔

گیا۔ اور سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ جو کچھ قابوں میں بچ گیا تھا اسے اونٹ پر رکھ کر ہم واپس لائے۔ (راوی کہتا ہے) یا جس طرح حضرت نے فرمایا۔

لغوی توضیح مُشْعَانٌّ بکھرے بالوں والا۔ حَزٌّ کاٹا۔

فہم الحدیث اس حدیث میں اکٹھے کھانا کھانے کی فضیلت و برکت کا ذکر ہے اور نبی ﷺ کے معجزے کا بھی بیان ہے۔

۱۳۳۲۔ حدیث عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا أُنَاسًا فُقَرَاءَ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَإِنْ أَرْبَعٌ فَخَامِسٌ أَوْ سَادِسٌ)) وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشَرَةٍ، قَالَ: فَهُوَ أَنَا وَأَبِي وَأُمِّي وَامْرَأَتِي وَخَادِمٌ بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لَبِثَ حَيْثُ صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ، ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى النَّبِيُّ ﷺ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ ۔ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: وَمَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ، أَوْ قَالَتْ: ضَيْفِكَ؟ قَالَ: أَوْمَا عَشَّيْتِيْهِمْ؟ قَالَتْ: أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ قَدْ عُرِضُوْا فَأَبَوْا قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ ۔ فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ! فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ: كُلُوْا، لَا هَنِيْئًا ۔ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا ۔ وَايْمُ اللّٰهِ! مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ نادار مسکین لوگ تھے اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس کے گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ تیسرے (اصحابِ صفہ میں سے کسی) کو اپنے ساتھ لیتا جائے۔ اور جس کے ہاں چار آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ پانچویں یا چھٹے آدمی کو (سائبان والوں میں سے) اپنے ساتھ لے جائیں۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمی اپنے ساتھ لائے۔ اور نبی ﷺ دس آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے بیان کیا کہ گھر کے افراد میں اس وقت باپ، ماں اور میں تھا۔ (نیز) میری بیوی اور ایک خادم جو میرے اور (میرے والد) ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں کے گھر کے لیے تھا، بھی تھے۔ خیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے یہاں ٹھہر گئے۔ (اور غالباً کھانا بھی وہیں کھایا۔ صورت یہ ہوئی کہ) نمازِ عشا تک یہ وہیں (مسجد میں) رہے۔ پھر (مسجد سے نبی ﷺ کے حجرۂ مبارک میں) آئے اور وہیں ٹھہرے رہے تا آنکہ نبی ﷺ نے بھی کھانا کھالیا۔ اور رات کا ایک حصہ گزر جانے کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ گھر تشریف لائے تو ان کی بیوی (ام رومان) نے کہا کہ کیا بات پیش آئی کہ مہمانوں کی خبر بھی آپ نے نہ لی، یا یہ کہا کہ مہمان کی خبر نہ لی۔ آپ نے پوچھا، کیا تم نے ابھی انہیں رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ ام رومان نے کہا کہ میں کیا کروں آپ کے آنے تک انہوں نے کھانے سے انکار کیا۔ کھانے کے لیے ان سے کہا گیا تھا لیکن وہ نہ مانے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے بیان کیا کہ میں

۱۳۳۲۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاۃ: 4 باب السمر مع الضیف والاھل (602) مسلم (2057) احمد (1702)۔

اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا ' قَالَ : يَعْنِي حَتّٰى شَبِعُوْا ' وَصَارَتْ اَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ بَلْ ذٰلِكَ ـ فَنَظَرَ اِلَيْهَا اَبُوْ بَكْرٍ فَاِذَا هِيَ كَمَا هِيَ اَوْ اَكْثَرُ مِنْهَا ـ فَقَالَ لِامْرَاَتِهِ : يَااُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ ! مَا هٰذَا ؟ قَالَتْ : لَا ' وَقُرَّةِ عَيْنِي ! لَهِيَ الْآنَ اَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ فَاَكَلَ مِنْهَا اَبُوْ بَكْرٍ ' وَقَالَ : اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ ' يَعْنِي يَمِيْنَهُ ثُمَّ اَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَصْبَحَتْ عِنْدَهُ ـ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ فَمَضَى الْاَجَلُ فَفَرَّقَنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا ' مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ اُنَاسٌ ' اَللّٰهُ اَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ ؟ فَاَكَلُوْا مِنْهَا اَجْمَعُوْنَ ' اَوْ كَمَا قَالَ ـ

ڈر کر چھپ گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (عبدالرحمٰن کو) پکارا اے غنثر! (یعنی اوپاجی) آپ نے برا بھلا کہا اور کوسنے لگے۔ فرمایا کہ کھاؤ تمہیں مبارک نہ ہو! خدا کی قسم میں اس کھانے کو کبھی نہیں کھاؤں گا (آخر مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا)۔ (عبدالرحمٰن نے کہا) خدا گواہ ہے کہ ہم ادھر ایک لقمہ لیتے تھے اور نیچے سے پہلے سے بھی زیادہ کھانا ہو جاتا تھا۔ بیان کیا کہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے۔ اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ بچ گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کھانا پہلے ہی اتنا یا اس سے بھی زیادہ تھا۔ اپنی بیوی سے بولے۔ بنو فراس کی بہن! یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یہ تو پہلے سے تین گنا ہے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی وہ کھانا کھایا۔ اور کہا کہ میرا قسم کھانا ایک شیطانی وسوسہ تھا۔ پھر ایک لقمہ اس میں سے کھایا۔ اور نبی ﷺ کی خدمت میں بقیہ کھانا لے گئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ صبح تک آپ کے پاس رکھا رہا۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہم مسلمانوں کا ایک دوسرے قبیلے کے لوگوں سے معاہدہ تھا۔ اور معاہدہ کی مدت پوری ہو چکی تھی۔ (اس قبیلہ کا وفد معاہدہ سے متعلق بات چیت کرنے مدینہ میں آیا ہوا تھا) ہم نے ان میں سے بارہ آدمی جدا کئے اور ہر ایک کے ساتھ کتنے آدمی تھے اللہ ہی کو معلوم ہے ان سب نے اس میں سے کھایا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کچھ ایسا ہی کہا۔

لغوی توضیح: اَصْحَابُ الصُّفَّةِ فقیر مہاجر صحابہ جو مسجد کے قریب ایک سایہ دار جگہ میں ٹھہرے رہتے۔ فَاخْتَبَأْتُ میں چھپ گیا۔ غُنْثَرُ جاہل بے وقوف۔ جَدَّعَ کان کٹنے کی بددعا دی۔ سَبَّ برا بھلا کہا۔

فہم الحدیث: اس حدیث میں فقراء و مساکین کو کھانا کھلانے کی فضیلت و برکت کا بیان ہے۔

(33) باب فضيلة المواساة في الطعام القليل وان طعام الاثنين يكفي الثلاثة و نحو ذلك

تھوڑا کھانا ہونے کے باوجود دوسروں کو شریک کرنے کی فضیلت نیز دو آدمیوں کا کھانا تین افراد کے لیے کافی ہوتا ہے اور اسی طرح زیادہ افراد کے لیے بھی

۱۳۳۳ ـ حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه اَنَّهُ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو

۱۳۳۳ ـ البخاري في: 70 كتاب الاطعمة: 11 باب طعام الواحد يكفي الاثنين (5392) مسلم (2058) ترمذی (1820)۔

: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طَعَامُ الاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ ' وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ))۔

آدمیوں کا کھانا تین کے لیے اور تین کا چار کے لیے کافی ہے۔

فهم الحدیث: ''کافی ہے'' کا مفہوم یہ ہے کہ اتنے سے گزارا ہو جاتا ہے، یہ مطلب نہیں کہ دو کا کھانا تین پیٹ بھر کر کھا سکتے ہیں۔ اس حدیث میں دوسروں کے ساتھ ہمدردی کی ترغیب ہے کہ اگر دو کا کھانا ہو تو کسی تیسرے کو بھی ساتھ شریک کر لینا چاہیے۔ اس سے تیسرا بھی بھوکا نہیں رہے گا اور کھانے میں برکت بھی ہوگی اور اجر و ثواب بھی حاصل ہوگا۔

(34) باب المؤمن یاکل فی معی واحد' والکافر یاکل فی سبعة امعاء

مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں

۱۳۳۴۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَاْكُلُ فِي مَعِيً وَاحِدٍ ' وَاِنَّ الْكَافِرَ ''اَوْ'' الْمُنَافِقَ يَاْكُلُ فِي سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق (راوی کو شک ہے) ساتوں آنتیں بھر لیتا ہے۔

لغوی توضیح: مِعًى آنت، اس کی جمع ہے اَمْعَاء آنتیں۔

فهم الحدیث: اہل علم کا کہنا ہے کہ ان احادیث میں اہل ایمان کو کم کھانے کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ زیادہ کھانا کفار کی صفت ہے۔ کفار دنیوی حرص و لالچ کی وجہ سے زیادہ کھاتے ہیں لیکن مومن کو دنیا سے بے رغبت ہو کر کم کھانا چاہیے۔

۱۳۳۵۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَاْكُلُ كَثِيْرًا ' فَاَسْلَمَ فَكَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا قَلِيْلًا ' فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَاْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ ' وَالْكَافِرَ يَاْكُلُ فِي سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب بہت زیادہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ پھر وہ اسلام لائے تو کم کھانے لگے۔ اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر ساتوں آنتوں میں کھاتا ہے۔

(35) باب لا یعیب الطعام

کھانے میں عیب اور نقص نہیں نکالنا چاہیے

۱۳۳۶۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ ' اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهُ ' وَاِلَّا تَرَكَهُ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا' اگر آپ کو پسند ہوتا تو کھاتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

۱۳۳٤۔ البخاری فی: 70 کتاب الاطعمة: 12 باب المؤمن یاکل فی معی واحد (5393) مسلم (2060)۔

۱۳۳۵۔ البخاری فی: 70 کتاب الاطعمة: 12 باب المؤمن یاکل فی معی واحد ، مسلم (2063) بغوی (2880)۔

۱۳۳٦۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ (3563) مسلم (2064) ابن ماجه (3259)۔

[37] كتاب اللباس والزينة
لباس وزینت کے مسائل

(1) باب تحريم استعمال اواني الذهب والفضة في الشرب وغيره على الرجال والنساء

مرد ہو یا عورت کسی کو بھی سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے

١٣٣٧ ـ حديث أُمّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((الَّذِي يَشْرَبُ فِي اِنَاءَ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَجَهَنَّمَ))۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص چاندی کے برتن میں کوئی چیز پیتا ہے تو وہ شخص اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکا رہا ہے۔

لغوی توضیح يُجَرْجِرُ مشتق ہے جَرْجَرَ يُجَرْجِرُ سے، معنی ہے حلق میں پانی بہانا۔

فہم الحدیث اس حدیث سے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

(2) باب تحريم استعمال اناء الذهب والفضة على الرجال والنساء و خاتم الذهب والحرير على الرجل واباحته لنساء واباحة العلم ونحوه على الرجل مالم يزد على اربع اصابع

سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال مردوں اور عورتوں کے لیے حرام ہے، سونے کی انگوٹھی اور ریشم مرد کے لئے حرام ہے اور عورتوں کے لیے جائز ہے نیز مردوں کے لئے ریشمی بیل بوٹوں کا کپڑا استعمال کرنا جائز ہے جبکہ ریشم چار انگلیوں سے زیادہ نہ ہو

١٣٣٨ ـ حديث الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَاِجَابَةِ الدَّاعِي، وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ، اَوْ قَالَ: آنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْاِسْتَبْرَقِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا تھا اور سات چیزوں سے ہم کو منع فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیں بیمار کی عیادت کرنے، جنازے کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کے جواب میں یرحمك الله کہنے، دعوت کرنے والے کی دعوت کو قبول کرنے، سلام پھیلانے، مظلوم کی مدد کرنے اور قسم دینے والے کی قسم کو پورا کرنے کا حکم فرمایا تھا اور آپ ﷺ نے ہمیں سونے کی انگوٹھیوں سے، چاندی میں پینے یا (فرمایا) چاندی کے برتن میں پینے سے، میاثر کے استعمال سے اور قسی کے استعمال سے اور ریشم دیباج اور استبرق پہننے سے منع فرمایا تھا۔

١٣٣٧ ـ البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 28 باب آنية الفضة (5634) مسلم (2065) ابن ماجه (3413)۔

١٣٣٨ ـ البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 28 باب آنية الفضة (1239) مسلم (2066) ترمذی (1760)۔

لغوی توضیح تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ چھینک مارنے والے کے جواب میں يَرْحَمُكَ اللهُ کہنا۔ یہ اس وقت کہنا چاہیے جب چھینک مارنے والا الحمد لله کہے۔ إِجَابَةِ الدَّاعِي دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرنا (بشرطیکہ اس دعوت میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو شرعاً ممنوع ہو)۔ إِفْشَاءِ السَّلَامِ سلام پھیلانا (اس طرح کہ سب کو سلام کرنا خواہ کسی سے جان پہچان ہو یا نہ)۔ إِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وہ کام کرنا جس پر کسی نے تجھے قسم دی ہو (اس طرح اس کا تعاون کرتے ہوئے اس کی قسم ٹوٹنے سے بچانا)۔ الْمَيَاثِرِ جمع ہے مِيثَرة کی، مراد ہے وہ ریشمی گدا جو زین یا کجاوے کے اوپر رکھا جاتا تھا۔ الْقِسِّيِّ اطراف مصر میں تیار کیا جانے والا ایک کپڑا جس میں ریشم کے دھاگے بھی استعمال ہوتے تھے۔ الْحَرِيرِ ریشم (خواہ موٹا ہو یا باریک)۔ الدِّيبَاجِ ریشم کی ایک قسم۔ الإِسْتَبْرَق دیباج سے قدرے موٹا ریشم۔

۱۳۳۹۔ **حديث** حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ ۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّهُمْ كَانُوْا عِنْدَ حُذَيْفَةَ ، فَاسْتَسْقَى ، فَسَقَاهُ مَجُوْسِيٌّ ۔ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِي يَدِهِ رَمَاهُ بِهِ ، وَقَالَ : لَوْلَا أَنِّي نَهَيْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ ۔ كَأَنَّهُ يَقُوْلُ لَمْ أَفْعَلْ هٰذَا وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ۔ يَقُوْلُ ((لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ ، وَلَا تَأْكُلُوْا فِي صِحَافِهَا ۔ فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ)) ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھے۔ انہوں نے پانی مانگا تو ایک مجوسی نے ان کو پانی (چاندی کے پیالے میں) لا کر دیا۔ جب اس نے پیالہ ان کے ہاتھ میں دیا تو انہوں نے پیالہ کو اس پر پھینک مارا اور کہا اگر میں نے اسے بارہا اس سے منع نہ کیا ہوتا (کہ چاندی سونے کے برتن میں مجھے نہ دیا کرو) آگے وہ یہ فرمانا چاہتے تھے کہ تو میں اس سے یہ معاملہ نہ کرتا۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ریشم و دیباج نہ پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتن میں کچھ پیو اور نہ ان کی پلیٹوں میں کچھ کھاؤ۔ کیونکہ یہ چیزیں ان (کفار کے لیے) دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں۔

لغوی توضیح صِحَاف جمع ہے صَحْفَة کی، معنی ہے برتن، پلیٹ۔

۱۳۴۰۔ **حديث** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ریشم) کا دھاری دار جوڑا مسجد نبوی کے دروازے پر فروخت ہوتا دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ! بہتر ہو اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور وفود جب آپ کے پاس آئیں تو ان کی ملاقات کے لئے آپ اسے پہنا کریں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے تو وہی

۱۳۳۹۔ البخاري في: 70 كتاب الاطعمة: 29 باب الاكل في إناء مفضض (5426) مسلم (2067) ترمذی (1878)۔

۱۳۴۰۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 7 باب يلبس احسن ما يجد (886) مسلم (2068) ابن ماجه (3591)۔

ﷺ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ))۔ ثُمَّ جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، مِنْهَا حُلَلٌ، فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ مِنْهَا حُلَّةً۔ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَسَوْتَنِيْهَا، وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا)) فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَخًا لَهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا۔

پہن سکتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی طرح کے کچھ جوڑے آئے تو اس میں سے ایک جوڑا آپ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ مجھے یہ جوڑا پہنا رہے ہیں حالانکہ اس سے پہلے عطارد کے جوڑے کے بارے میں آپ نے کچھ ایسا فرمایا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اسے تمہیں خود پہننے کے لئے نہیں دیا ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا' جو مکے میں رہتا تھا۔

لغوی توضیح حُلَّةً سِيَرَاءَ دھاری دار ریشمی جوڑا۔خَلَاق حصہ۔عُطَارِد مسجد کے دروازے پر ریشمی جوڑا بیچنے والا شخص۔

۱۳۴۱۔ **حديث** عُمَرَ: رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ، بِأَذْرَبِيْجَانَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، نَهَى عَنِ الْحَرِيْرِ إِلَّا هَكَذَا، وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الإِبْهَامَ، قَالَ: فِيْمَا عَلِمْنَا، أَنَّهُ يَعْنِي الأَعْلَامَ۔

ابوعثمان نہدی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکتوب آیا۔ہم اس وقت حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے ساتھ آذربائیجان میں تھے (مکتوب میں تحریر تھا کہ) رسول اللہ ﷺ نے ریشم کے استعمال سے (مردوں کو) منع کیا ہے سوائے اتنے کہ اور آنحضرت ﷺ نے انگوٹھے کے قریب کی اپنی دونوں انگلیوں کے اشارے سے اس کی مقدار بتائی۔ابوعثمان نہدی نے بیان کیا کہ ہماری سمجھ میں آنحضور ﷺ کی مراد اس سے (کپڑے وغیرہ پر ریشم کے) پھول بوٹے بنانے سے تھی۔

لغوی توضیح اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ جو قریب ہیں۔الإِبْهَام انگوٹھے کے۔الأَعْلَام بیل بوٹے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ تھوڑا بہت ریشم' جس سے کپڑے پر بیل بوٹے بنائے گئے ہوں' پہننا جائز ہے۔ایک دوسری روایت میں نبی ﷺ نے (بلا عذر) چار انگلیوں تک ریشم پہننے کی اجازت دی ہے۔[1] لیکن اگر کوئی عذر ہو مثلاً خارش وغیرہ تو بطور علاج زیادہ ریشم بھی پہنا جاسکتا ہے (جیسا کہ آئندہ حدیث نمبر ۱۳۴۵ میں ہے)۔

۱۳۴۲۔ **حديث** عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَهْدَى إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ حُلَّةَ سِيَرَاءَ فَلَبِسْتُهَا، فَرَأَيْتُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مجھے ایک ریشمی جوڑا ہدیہ میں دیا تو میں نے اسے پہن لیا۔لیکن جب غصے کے آثار روئے مبارک

۱۳۴۱۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 25 باب لبس الحرير وافتراشه ...(5828) مسلم (2069) ابو داود (4042)۔
۱۳۴۲۔ البخاري في: 51 كتاب الهبة: 27 باب هدية ما يكره لبسه (2614) مسلم (2071) نسائي (5313)۔

[1] [مسلم (2069) كتاب اللباس والزينة]

الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي۔ پر دیکھے تو اسے اپنی (خاندان کی) عورتوں میں پھاڑ کر تقسیم کر دیا۔

لغوی توضیح: فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي میں نے اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا (معلوم ہوا کہ عورتیں ریشم پہن سکتی ہیں، ان کے لیے یہ حرام نہیں)۔

١٣٤٣۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الْآخِرَةِ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو مرد ریشمی لباس دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اس کو ہرگز نہیں پہن سکے گا۔

١٣٤٤۔ حدیث عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه، قَالَ: أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرُّوجُ حَرِيرٍ، فَلَبِسَهُ فَصَلَّى فِيهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ وَقَالَ: ((لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ))۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو ایک ریشم کی قبا تحفہ میں دی گئی۔ اسے آپ نے پہنا اور نماز پڑھی لیکن آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو بڑی تیزی کے ساتھ اسے اتار دیا۔ گویا آپ اسے پہن کرنا گواری محسوس کر رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا یہ پرہیزگاروں کے لائق نہیں۔

لغوی توضیح: فَرُّوجٌ قباء (جو پیچھے سے پھٹی ہوتی ہے اور اس کی آستین بھی تنگ ہوتی ہیں)۔

(3) باب اباحة لبس الحرير للرجل اذا كان به حكة او نحوها

خارش وغیرہ کسی عذر کی بنا پر مرد ریشم پہن سکتا ہے

١٣٤٥۔ حدیث أَنَسٍ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيصٍ مِنْ حَرِيرٍ، مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو خارش کے مرض کی وجہ سے جوان دونوں کو لاحق ہو گئی تھی۔ ریشمی کرتہ پہننے کی اجازت دے دی تھی۔

لغوی توضیح: حِكَّةٍ خارش۔

(5) باب فضل لباس ثياب الحبرة

یمنی چادر پہننے کی فضیلت

١٣٤٦۔ حدیث أَنَسٍ رضي الله عنه۔ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: أَيُّ الثِّيَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى

قتادہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کس طرح کا کپڑا زیادہ پسند تھا؟ بیان کیا کہ سبز

١٣٤٣۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 25 باب لبس الحرير وافتراشه للرجال (5832) مسلم (2073)۔

١٣٤٤۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 16 باب من صلى في فروج حرير ثم نزعه (375) مسلم (2075) بغوى (525)۔

١٣٤٥۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 91 باب الحرير في الجرب (2919) مسلم (2076) ابوداود (4056)۔

١٣٤٦۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 8 باب البرود والحبرة والشملة (5812) مسلم (2079) ترمذى (1787)۔

النَّبِيّ ﷺ قَالَ : الْحِبَرَةُ ـ

یمنی چادر۔

لغوی توضیح اَلْحِبَرَةُ یمنی چادر جوروئی سے بنائی جاتی تھی اوران کا سب سے بہتر کپڑا شمار کی جاتی تھی۔

(6) باب التواضع فی اللباس والاقتصار علی الغليظ منه واليسير من اللباس والفراش و غيرهما وجواز لبس الثوب الشعر وما فيه من اعلام

لباس کے سلسلہ میں تواضع وانکساری اور لباس وبچھونے وغیرہ میں موٹا اور تھوڑا کپڑا استعمال کرنے اور ایسے کپڑے کے جواز کا بیان جس میں بیل بوٹے وغیرہ ہوں

١٣٤٧ ـ حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ـ عَنْ اَبِي بَرْدَةَ ' قَالَ : اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَاِزَارًا غَلِيْظًا ' فَقَالَتْ : قُبِضَ رُوْحُ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذَيْنِ ـ

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک موٹی کملی (چادر) اور ایک موٹی ازار (تہبند) نکال کر دکھائی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی روح ان ہی دو کپڑوں میں قبض ہوئی تھی۔

فہم الحدیث اس حدیث میں نبی ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی، ناز ونعم سے اعراض اور حسب ضرورت پر اکتفاء کا بیان ہے۔

(7) باب جواز اتخاذ الانماط

قالین یا سوزنی استعمال کرنے کا جواز

١٣٤٨ ـ حديث جَابِرٍ ﷺ ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((هَلْ لَكُمْ مِنْ اَنْمَاطٍ ؟)) قُلْتُ : وَاَنّٰى يَكُوْنُ لَنَا الاَنْمَاطُ ؟ قَالَ : ((اَمَا اِنَّهُ سَيَكُوْنُ لَكُمُ الاَنْمَاطُ)) فَاَنَا اَقُوْلُ لَهَا (يَعْنِي امْرَاَتَهُ) اَخِّرِي عَنِّي اَنْمَاطَكِ ـ فَتَقُوْلُ : اَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ : ((اِنَّهَا سَتَكُوْنَ لَكُمُ الاَنْمَاطُ)) فَاَدَعُهَا ـ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ان کی شادی کے موقعہ پر) نبی ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟ میں نے عرض کیا' ہمارے پاس قالین کہاں؟ (ہم تو غریب لوگ ہیں) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا یاد رکھو ایک وقت آئے گا کہ تمہارے پاس عمدہ عمدہ قالین ہوں گے۔ اب جب میں اس (اپنی بیوی) سے کہتا ہوں کہ قالین ہٹالے تو وہ کہتی ہے کہ کیا نبی ﷺ نے تم سے نہیں فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب تمہارے پاس قالین ہوں گے' چنانچہ میں انہیں وہیں رہنے دیتا ہوں (اور چپ ہو جاتا ہوں)۔

لغوی توضیح اَلاَنْمَاط جمع ہے نمط کی، اس سے رنگ دار کپڑا مراد لیا جاتا ہے اور بالعموم اس سے مراد قالین اور اس قسم کے دوسرے فرش پر بچھانے والے کپڑے ہوتے ہیں۔ چونکہ ایسے کپڑوں سے نبی ﷺ نے منع نہیں فرمایا اس لیے ان کا جواز ہے۔

١٣٤٧ ـ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 19 باب الاكسية والخمائص (3108) مسلم (2080) ابن حبان (6623)۔

١٣٤٨ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3631) مسلم (2083) ترمذی (2774)۔

(9) باب تحریم جر الثواب خیلاء وبیان حد ما یجوز ارخاؤه الیه وما یستحب

غرور سے کپڑا گھسیٹ کر چلنا حرام ہے زیر جامے کو کس حد تک لٹکایا جا سکتا ہے

۱۳۴۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، قَالَ: ((لَا یَنظُرُ اللّٰہُ اِلَی مَنْ جَرَّ ثَوْبَہُ خُیَلَاءَ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف (قیامت کے دن) نظر رحمت نہیں کرے گا جو اپنا کپڑا تکبر و غرور سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔

لغوی توضیح خُیَلَاءَ تکبر و غرور سے۔

۱۳۵۰۔ حدیث اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ، یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، اِلَی مَنْ جَرَّ اِزَارَہُ بَطَرًا)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا تہبند غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔

لغوی توضیح بَطَرًا اتراتے ہوئے، غرور و تکبر کرتے ہوئے۔

فھم الحدیث ان روایات کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بغیر تکبر کے تہبند لٹکانا جائز ہے بلکہ ایک دوسری روایت میں یہ وضاحت ہے کہ تہبند لٹکانا بذاتِ خود تکبر ہے۔[1] تہبند لٹکانے کی آخری حد ٹخنے ہیں۔ فرمانِ نبوی ہے کہ اپنا تہبند نصف پنڈلی تک اٹھاؤ، اگر ایسا نہ کر سکو تو ٹخنوں تک (ضرور) اٹھاؤ اور تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچو کیونکہ یہ تکبر ہے۔[2]

(10) باب تحریم التبختر فی المشی مع اعجابه بثیابه

اپنے لباس پر اترانا اور مٹک کر چلنا حرام ہے

۱۳۵۱۔ حدیث اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِی فِی حُلَّۃٍ تُعْجِبُہُ نَفْسُہُ، مُرَجِّلٌ جُمَّتَہُ، اِذْ خَسَفَ اللّٰہُ بِہِ، فَھُوَ یَتَجَلْجَلُ اِلَی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا (بنی اسرائیل میں) ایک شخص ایک جوڑا پہن کر کبر و غرور میں سرمست سر کے بالوں میں کنگھا کیے ہوئے اکڑ کر اتراتا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک اس میں تڑپتا رہے گا یا دھنستا جائے گا۔

لغوی توضیح مُرَجِّلٌ کنگھا کیے ہوئے۔ جُمَّہ وہ بال جو کندھوں پر گر رہے ہوں اور اگر کانوں تک ہوں تو انہیں وَفْرَۃ کہتے ہیں۔ خَسَفَ اللّٰہُ اللہ تعالیٰ نے دھنسا دیا۔ یَتَجَلْجَلُ وہ دھنستا رہے گا۔ ایک دوسری روایت میں یہ وضاحت ہے کہ یہ شخص اپنا تہبند زمین پر گھسیٹ کر چل رہا تھا۔[3]

۱۳۴۹۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 1 باب قول اللہ تعالی "قل من حرم زینۃ اللہ..." (5783) مسلم (2085)۔
۱۳۵۰۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 5 باب من جر ثوبہ من الخیلاء، مسلم (2087) احمد (9014)۔
۱۳۵۱۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 5 باب من جر ثوبہ من الخیلاء (5789) مسلم (2088) بغوی (3355)۔

[1] [صحیح: السلسلۃ الصحیحۃ (1352)]
[2] [صحیح: صحیح ترمذی (2877)]
[3] [بخاری (5790) کتاب اللباس]

(11) باب في طرح خاتم الذهب

سونے کی انگوٹھی پھینک دینے کا بیان

۱۳۵۲۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی کے پہننے سے (مردوں کو) منع فرمایا تھا۔

۱۳۵۳۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، وَكَانَ يَلْبَسُهُ، فَيَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ ۔ فَصَنَعَ النَّاسُ ۔ ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ، فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هَذَا الْخَاتَمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ)) فَرَمَى بِهِ ثُمَّ قَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا)) فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی آپ اسے پہنتے تھے اس کا نگینہ ہتھیلی کے حصے کی طرف رکھتے تھے۔ پھر لوگوں نے بھی ایسی انگوٹھیاں بنوالیں۔ اس کے بعد ایک دن آپ ﷺ منبر پر بیٹھے اور اپنی انگوٹھی اتار دی اور فرمایا کہ میں اسے پہنتا تھا اور اس کا نگینہ اندر کی جانب رکھتا تھا۔ پھر آپ نے اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ پس لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔

لغوی توضیح اصْطَنَعَ بنوائی۔ فَصَّهُ اس کا نگینہ۔ فَنَبَذَ النَّاسُ لوگوں نے بھی (انگوٹھیاں) پھینک دیں (یہ صحابہ کرام کی سنت سے محبت کی ایک بہترین مثال ہے کہ صحابہ آپ ﷺ کو جو بھی کرتے دیکھتے فوراً کرنا شروع کر دیتے، حکم کے منتظر نہ رہتے)۔

فهم الحديث ایک فرمانِ نبوی یوں ہے کہ سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال جبکہ مردوں کے لیے حرام ہے۔[1] ان روایات سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے سونے کے زیورات پہننا حرام ہے۔ البتہ مرد چاندی کی انگوٹھی پہن سکتے ہیں (جیسا کہ آئندہ روایات اس کا ثبوت ہیں)۔

(12) باب لبس النبي ﷺ خاتما من ورق نقشه محمد رسول الله ولبس الخلفاء له من بعده

نبی ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی جس پر محمد رسول اللہ نقش تھا آپ کے بعد خلفائے راشدین نے پہنی

۱۳۵۴۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، وَكَانَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ وہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں وفات تک رہی۔ پھر آپ

۱۳۵۲۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 45 باب خواتيم الذهب (5864) مسلم (2089) طيالسى (2452)۔

۱۳۵۳۔ البخاري في: 83 كتاب الايمان والنذور: 6 باب من حلف على الشيء ...(5865) مسلم (2091) ترمذى (1741)۔

۱۳۵۴۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 50 باب نقش الخاتم، مسلم: كتاب اللباس والزينة: باب لبس النبي خاتما۔

---

[1] [صحيح: صحيح ترمذى، ترمذى (1720) احمد (2/ 392)]

فِي يَدِهِ، ثُمَّ كَانَ بَعْدُ، فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ كَانَ، بَعْدُ فِي يَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ بَعْدُ، فِي يَدِ عُثْمَانَ، حَتَّى وَقَعَ بَعْدُ فِي بِئْرِ أَرِيْسٍ. نَقْشُهُ ((مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ)).

کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہتی تھی لیکن ان کے زمانہ میں وہ اریس کے کنویں میں گر گئی۔ اس کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔

۱۳۵۵۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا، قَالَ: ((إِنَّا اتَّخَذْنَا خَاتَمًا، وَنَقَشْنَا فِيهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشْ عَلَيْهِ أَحَدٌ)) قَالَ: فَإِنِّي لَأَرَى بَرِيْقَهُ فِي خِنْصَرِهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور فرمایا کہ ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اس پر لفظ (محمد رسول اللہ) کندہ کرایا ہے اس لیے کوئی شخص انگوٹھی پر یہ نقش کندہ نہ کرائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جیسے انگوٹھی کی چمک آپ ﷺ کی چھنگلیا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

لغوی توضیح: بَرِيْقَه اس کی چمک۔ خِنْصر چھوٹی انگلی۔

(13) باب في اتخاذ النبي ﷺ خاتما لما اراد ان يكتب الى العجم

شاہ ایران کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے مہر والی انگوٹھی بنوائی

۱۳۵۶۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ كِتَابًا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ، فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَؤُوْنَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُوْمًا۔ فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، نَقْشُهُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِيْ يَدِهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (کسی بادشاہ کے نام دعوتِ اسلام دینے کے لئے) ایک خط لکھا یا لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ سے کہا گیا کہ وہ بغیر مہر کا خط نہیں پڑھتے۔ (یعنی بے مہر کے خط کو مستند نہیں سمجھتے) تب آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ جس میں محمد رسول اللہ کندہ تھا۔ گویا میں (آج بھی) آپ ﷺ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔

(14) باب في طرح الخواتم

انگوٹھیاں پھینک دینے کا بیان

۱۳۵۷۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا۔ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوا الْخَوَاتِيْمَ مِنْ وَرِقٍ وَلَبِسُوْهَا فَطَرَحَ رَسُوْلُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ہاتھ میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی پھر دوسرے لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوانی شروع کر دیں اور پہننے لگے تو آپ ﷺ نے اپنی انگوٹھی

۱۳۵۵۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 51 باب الخاتم في الخنصر (65) مسلم (2092) ابوداود (4214)۔

۱۳۵۶۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 7 باب ما يذكر في المناولة ...، مسلم: كتاب اللباس والزينة: باب في اتخاذ النبي خاتما۔

۱۳۵۷۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 47 باب حدثنا عبد الله بن مسلمة (5868) مسلم (2093)۔

اللّٰهِ ﷺ خَاتَمَهُ، فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ۔ پھینک دی اور دوسرے لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

فہم الحدیث: اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ ابن شہاب راوی کا وہم ہے، انہوں نے وہم سے سونے کی انگوٹھی کو چاندی کی انگوٹھی میں بدل دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پھینکی تھی (جیسا کہ پیچھے بھی حدیث گزری ہے) چاندی کی نہیں۔

(19) باب اذا انتعل فليبدا باليمين و اذا خلع فليبدا بالشمال

جوتا پہنتے وقت پہلے دایاں پاؤں پہنے اور اتارتے وقت پہلے بایاں پاؤں اتارے

۱۳۵۸۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيَمِيْنِ، وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ، لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں طرف سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے اتارے تاکہ داہنی جانب پہننے میں اول ہو اور اتارنے میں آخر ہو۔

لغوی توضیح: اِنْتَعَلَ جوتا پہنے۔ نَزَعَ کھینچے مراد ہے جوتا اتارے۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ جوتا پہنتے وقت پہلے دایاں پہننا اور اتارتے وقت پہلے بایاں اتارنا مستحب ہے۔

۱۳۵۹۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا يَمْشِي اَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ۔ لِيُحْفِهِمَا اَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں کوئی شخص صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے یا دونوں پاؤں ننگے رکھے یا دونوں میں جوتا پہنے۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ ایک جوتا پہن کر چلنا ممنوع ہے لہٰذا دونوں جوتے پہنے یا دونوں اتار دے۔ اس کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ جوتے پہننے کا مقصد پاؤں کو تکلیف دہ اشیاء مثلاً کانٹوں یا پتھروں وغیرہ سے بچانا ہے اور اگر ایک پاؤں ننگا ہوگا تو اس سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوگا بلکہ اس پر مستزاد وہ صحیح طریقے سے چل بھی نہیں سکے گا' ایک طرف جہاں اس کے گرنے کا اندیشہ ہے تو دوسری طرف اسے پاؤں میں موچ آنے کا بھی خدشہ ہے۔

(22) باب فی اباحة الاستلقاء ووضع احدی الرجلین علی الاخری

پاؤں کے اوپر پاؤں رکھ کر چت لیٹنا جائز ہے

۱۳۶۰۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ ﷺ، اَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا اِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرَى۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو چت لیٹے ہوئے دیکھا، آپ اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے تھے۔

۱۳۵۸۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 39 باب ینزع نعل الیسری (5856) مسلم (2097) ابو داود (4136)۔
۱۳۵۹۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 40 باب لا یمشی فی نعل واحدۃ۔
۱۳۶۰۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 85 باب الاستلقاء فی المسجد ومد الرجل (475) مسلم (2100)۔

فهم الحدیث معلوم ہوا کہ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ کر چت لیٹنا جائز ہے۔لیکن ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔[1] ان میں تطبیق یوں ہے کہ اگر ستر ننگا ہونے کا خدشہ ہو تو اس طرح لیٹنا ناجائز ہے اور یہ خدشہ نہ ہو تو جائز ہے۔

(23) باب النهي عن التزعفر للرجال — مرد کے لئے زعفران بطور رنگ استعمال کرنا منع ہے

۱۳۶۱۔ حدیث أَنَسٍ ' قَالَ : نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی مرد زعفران کے رنگ کا استعمال کرے۔

فهم الحدیث معلوم ہوا کہ زعفرانی رنگ استعمال کرنا مردوں کے لیے جائز نہیں ۔ یہ ممانعت عام ہے،اس میں جسم اور کپڑے دونوں شامل ہیں یعنی نہ تو یہ رنگ جسم کو لگانا چاہیے اور نہ ہی کپڑوں کو۔

(25) باب في مخالفة اليهود في الصبغ — خضاب کے استعمال میں یہود کی مخالف کرنے کا حکم

۱۳۶۲۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : ((إِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُوْنَ ' فَخَالِفُوْهُمْ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود و نصاریٰ (داڑھی وغیرہ میں) خضاب نہیں لگاتے' تم لوگ اس کے خلاف طریقہ اختیار کرو (یعنی خضاب لگایا کرو)۔

لغوی توضیح لَا يَصْبِغُوْنَ وہ رنگتے نہیں ۔یعنی خضاب نہیں لگاتے بلکہ بالوں کو سفید ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ فَخَالِفُوْهُمْ تم ان کی مخالفت کرو (خضاب لگا کر)۔ نبی ﷺ نے بالوں میں خضاب لگانے کے لیے بہترین چیز مہندی کو قرار دیا ہے۔[2] البتہ خضاب لگاتے وقت سیاہ رنگ سے بچنا چاہیے کیونکہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔[3]

(26) باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة — جس گھر میں کتا اور تصویر ہو اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے

۱۳۶۳۔ حدیث أَبِي طَلْحَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' يَقُوْلُ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةُ تَمَاثِيْلَ))۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا 'آپ نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتے ہوں اور اس میں بھی نہیں جس میں مورت ہو۔

۱۳۶۱۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 33 باب التزعفر للرجال (5846) مسلم (1201) ترمذی (2815)۔

۱۳۶۲۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 50 باب ما ذكر عن بني إسرائيل (5899) مسلم (2103) ابوداود (4203)۔

۱۳۶۳۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 7 باب إذا قال احدكم آمين والملائكة في السماء (3225 مسلم (2106)۔

---

① [مسلم (2099)] ② [صحيح : صحيح ترمذی ، ترمذی (1753)]

③ [مسلم (2102)]

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ گھر میں کتا ہو تو رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ کتے کا لفظ عام ہے جس میں تمام کتے ہی شامل ہیں۔ البتہ کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ جن کتوں کے رکھنے کی اجازت ہے (جیسے شکار، مویشیوں اور کھیت کی حفاظت کے لیے رکھے جانے والے کتے) وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کتے کے علاوہ اس حدیث میں تصویر کا بھی ذکر ہے۔ یاد رہے کہ تصویر سے مراد وہ تصویر ہے جسے رکھنا حرام ہے اور وہ صرف جاندار کی تصویر ہے (جیسا کہ آئندہ حدیث ۱۳۶۹ سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے)۔ نیز تصویر کا لفظ عام ہے اس میں ہر قسم کی تصویر شامل ہے خواہ ہاتھ سے بنائی گئی ہو، کپڑے میں بنی گئی ہو یا کیمرے اور اس طرح کے کسی بھی جدید آلے سے کھینچی گئی ہو۔ کسی بھی جاندار کی تصویر بنانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ الا کہ مجبوری ہو جیسے پاسپورٹ یا شناختی کارڈ وغیرہ کے لیے تصویر بنوانا تو اس صورت میں کوئی گناہ نہیں۔ نیز بچوں کے کھلونے بھی حرمت کے حکم سے مستثنیٰ ہیں۔[1]

۱۳٦٤۔ حدیث أَبِي طَلْحَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ رضي الله عنهما، حَدَّثَهُ، وَمَعَ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيُّ، الَّذِي كَانَ فِي حَجْرِ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، حَدَّثَهُمَا زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ)) قَالَ بُسْرٌ: فَمَرِضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ، فَعُدْنَاهُ فَإِذَا نَحْنُ فِي بَيْتِهِ بِسِتْرٍ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ، فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ: أَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي التَّصَاوِيْرِ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ قَالَ: إِلَّا رَقْمٌ فِي ثَوْبٍ، أَلَا سَمِعْتَهُ؟ قُلْتُ: لَا۔ قَالَ: بَلَى، قَدْ ذَكَرَهُ۔

بسر بن سعید نے بیان کیا اور ان سے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور (راوی حدیث) بسر بن سعید کے ساتھ عبید اللہ خولانی بھی روایت حدیث میں شریک ہیں جو کہ نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھے۔ ان دونوں سے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں (جاندار کی) تصویر ہو۔ بسر نے بیان کیا کہ پھر زید بن خالد بیمار پڑے اور ہم ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر گئے۔ گھر میں ایک پردہ بنا ہوا تھا اور اس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ میں نے عبید اللہ خولانی سے کہا، کیا انہوں نے ہم سے تصویروں کے متعلق ایک حدیث نہیں بیان کی تھی؟ عبید اللہ خولانی نے بتایا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا تھا کہ کپڑے پر اگر نقش و نگار ہوں (جاندار کی تصویر نہ ہو) تو وہ اس حکم سے الگ ہے۔ کیا آپ نے حدیث کا یہ حصہ نہیں سنا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ عبید اللہ نے بتایا کہ ہاں! حضرت زید نے یہ بھی بیان کیا تھا۔

لغوی توضیح: رَقْمٌ فِي ثَوْبٍ کپڑے پر بنے ہوئے نقش و نگار۔

۱۳٦٥۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، مِنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول ﷺ سفر (غزوۂ تبوک) سے تشریف لائے تو میں نے اپنے گھر کے سائبان پر ایک پردہ لٹکا دیا

۱۳٦٤۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 7 باب إذا قال احدکم آمین والملائکة فی السماء۔
۱۳٦٥۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: باب ما وطی من التصاویر (2479) مسلم (2107) ترمذی (2468)۔

[1] [ملاحظہ فرمائیے: مسلم (1136)]

سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِي، عَلَى سَهْوَةٍ لِي، فِيْهَا تَمَاثِيْلُ ـ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَتَكَهُ، وَقَالَ: ((اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ)) قَالَتْ: فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً اَوْ وِسَادَتَيْنِ ـ

تھا اس پر تصویریں تھیں۔ جب آپ نے دیکھا تو اسے کھینچ کر پھینک دیا اور فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں وہ لوگ گرفتار ہوں گے جو اللہ کی مخلوق کی طرح خود بھی بناتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے پھاڑ کر اس پردے کے ایک یا دو تکیے بنا لیے۔

لغوی توضیح قِرَام وہ پردہ جس میں نقش ونگار ہوں۔ سَهْوَةٍ گھر کے اندر ایک چھوٹا کمرہ۔ تَمَاثِيْلُ مورتیں۔ يُضَاهُوْنَ مشابہت کرتے ہیں۔

١٣٦٦ ـ حديث عَائِشَةَ، أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضى الله عنها، أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ، فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ ـ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَى رَسُوْلِهِ ﷺ مَاذَا اَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟ قُلْتُ: اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ)) وَقَالَ: ((اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ)) ـ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے ایک گدا خریدا جس پر مورتیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر جوں ہی اس پر پڑی، آپ دروازے پر ہی کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہیں ہوئے۔ میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے تو عرض کیا، یا رسول اللہ! میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں اور اس کے رسول سے معافی مانگتی ہوں۔ فرمایئے مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ گدا کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ آپ ہی کے لیے خریدا ہے تا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں۔ آپ نے فرمایا لیکن اس طرح کی مورتیں بنانے والے لوگ قیامت کے دن عذاب کئے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگوں نے جس چیز کو بنایا اسے زندہ کر کے دکھاؤ۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جن گھروں میں مورتیں ہوتی ہیں (رحمت کے) فرشتے ان میں داخل نہیں ہوتے۔

لغوی توضیح نُمْرُقَةٌ وہ تکیہ جس پر بیٹھا جاتا ہے۔ تَوَسَّدَهَا آپ اس پر ٹیک لگائیں۔ معلوم ہوا کہ تکیے وغیرہ پر بھی جانداروں کی تصویریں نہیں ہونی چاہییں اور سابقہ حدیث میں جو ذکر ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تصویروں والے پردے کو کاٹ کر تکیے بنا لیے، اہل علم کا کہنا ہے کہ غالباً پردے کو کاٹنے سے تصویریں بھی کٹ گئی ہوں گی۔ (واللہ اعلم)

١٣٦٧ ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

١٣٦٦ ـ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 40 باب التجارة فيما يكره لبسه للرجال والنساء ـ

١٣٦٧ ـ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 89 باب عذاب المصورين يوم القيامة (5951) مسلم (2108) ـ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ)) ۔

جو لوگ یہ مورتیں بناتے ہیں انہیں قیامت کے دن عذاب کیا جائے گا جس کو تم نے بنایا اب اس میں جان بھی ڈالو۔

١٣٦٨ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، الْمُصَوِّرُوْنَ)) ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو سخت سے سخت تر عذاب ہوگا۔

١٣٦٩ ۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما ، اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ ، فَقَالَ: يَا اَبَا عَبَّاسٍ! اِنِّي اِنْسَانٌ اِنَّمَا مَعِيْشَتِي مِنْ صَنْعَةِ يَدِي ، وَاِنِّي اَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ ۔ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا اَبَدًا)) ۔ فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً ، وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ ، فَقَالَ: وَيْحَكَ! اِنْ اَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تَصْنَعَ ، فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ ، كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ ۔

سعید بن ابوالحسنؒ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا، اور کہا، کہ اے ابو عباس! میں ان لوگوں میں سے ہوں، جن کی روزی اپنے ہاتھ کی صنعت پر موقوف ہے اور میں یہ مورتیں بناتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ میں تمہیں صرف وہی بات بتاؤں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس نے بھی کوئی مورت بنائی تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک عذاب کرتا رہے گا جب تک وہ شخص اپنی مورت میں جان نہ ڈال دے اور وہ کبھی اس میں جان نہیں ڈال سکتا (یہ سن کر) اس شخص کا سانس چڑھ گیا اور چہرہ زرد پڑ گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ افسوس! اگر مورتیں بنانا ہی چاہتے ہو تو ان درختوں کی اور ہر اس چیز کی جس میں جان نہیں ہے، مورتیں بنا سکتے ہو۔

١٣٧٠ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ اَبِي هُرَيْرَةَ

ابو زرعہؒ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں (مروان بن حکم کے گھر میں) گیا تو انہوں نے چھت پر ایک مصور کو

١٣٦٨ ۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 89 باب عذاب المصورين يوم القيامة (5950) مسلم (2109) ۔

١٣٦٩ ۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 104 باب بيع التصاوير التي ليس فيها روح...(2225) مسلم (2110) ۔

١٣٧٠ ۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 90 باب نقض الصور (5953) مسلم (2111) ابن ابي شيبة (8/ 484) ۔

دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ ' فَرَاٰى اَعْلَاهَا مُصَوِّرًا ـ يُصَوِّرُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً ' وَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً)) ـ

دیکھا جو تصویر بنا رہا تھا۔انہوں نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو میری مخلوق کی طرح پیدا کرنے چلا ہے۔اگر اسے یہی گھمنڈ ہے تو اسے چاہیے کہ ایک دانہ پیدا کرے ایک چیونٹی پیدا کرے۔

لغوی توضیح حَبَّة دانہ (گندم وغیرہ کا)۔ ذَرَّة چیونٹی (اور عین ممکن ہے کہ اس سے مٹی کا ذرہ بھی مراد ہو)۔

(28) باب كراهة قلادة الوتر في رقبة البعير

تانت کا قلادہ اونٹ کے گلے میں ڈالنا منع ہے

١٣٧١ ـ حديث اَبِي بَشِيْرٍ الْاَنْصَارِيِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فِي بَعْضِ اَسْفَارِهِ ' وَالنَّاسُ فِي مَبِيْتِهِمْ ' فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَسُوْلًا اَنْ ((لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ "اَوْ" قِلَادَةٌ اِلَّا قُطِعَتْ))۔

حضرت ابو بشیر انصاری ﷺ نے بیان کیا کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔لوگ اپنی خواب گاہوں میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک قاصد یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ جس شخص کے اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا ہو یا یوں فرمایا کہ جو گنڈا (ہار) ہو وہ اسے کاٹ ڈالے۔

لغوی توضیح فِيْ مَبِيْتِهِمْ اپنے سونے کی جگہوں میں۔قِلَادَةٌ ہار۔ وَتَر تانت، رسی۔دراصل اہل جاہلیت یہ ہار جانور کے گلے میں اس اعتقاد سے باندھتے کہ اس سے وہ نظر بد سے محفوظ رہے گا۔نبی ﷺ نے ان کے اس اعتقاد کی تردید کے لیے ہار کٹوا دیئے۔البتہ اگر یہ اعتقاد نہ ہو تو پھر جانور کے گلے میں کوئی ہار وغیرہ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں۔

(30) باب جواز وسم الحيوان غير الآدمي في غير الوجه وندبه في نعم الزكاة والجزية

انسان کے علاوہ دوسرے جانوروں کے جسم سوائے چہرے کے داغنا جائز ہے نیز زکوٰۃ اور جزیہ کے جانور داغنا مستحب ہے

١٣٧٢ ـ حديث اَنَسٍ ﷺ قَالَ : لَمَّا وَلَدَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ ' قَالَتْ لِي : يَا اَنَسُ ! انْظُرْ هٰذَا الْغُلَامَ ' فَلَا يُصِيْبَنَّ شَيْئًا حَتّٰى تَغْدُوَ بِهِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ' يُحَنِّكُهُ ' فَغَدَوْتُ بِهِ فَاِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ حُرَيْثِيَّةٌ ' وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِي قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ ـ

حضرت انس ﷺ نے بیان کیا کہ جب ام سلیم ﷺ کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ انس! اس بچے کو دیکھتے رہو' کوئی چیز اس کے پیٹ میں نہ جائے اور جا کر نبی ﷺ کو اپنے ساتھ لاؤ تا کہ آپ ﷺ اپنا جوٹھا اس کے منہ میں ڈالیں۔چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ اس وقت ایک باغ میں تھے اور آپ کے جسم پر قبیلہ بنی حریث کی بنی ہوئی چادر تھی اور آپ اس سواری پر داغ (نشان) لگا رہے تھے جس پر آپ فتح مکہ کے موقع پر سوار تھے۔

١٣٧١ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 139 باب ما قيل في الجرس ونحوه في اعناق الإبل (3005) مسلم (2115) ـ
١٣٧٢ ـ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 22 باب الخميصة السوداء (1502) مسلم (2119) ابن ماجه (3565) ـ

لغوی توضیح وَشم گودنا، بدن میں سوئی سے سرمہ یا نیل بھرنا۔ یُحَنِّکُہٗ تحنیک سے ہے، مراد ہے کھجور وغیرہ کوئی چیز چبا کر بچے کے منہ میں اس کا لعاب لگانا۔ اسے گھٹی کہتے ہیں۔ خَمِیصَۃٌ چادر۔ حَرِیثِیَّۃٌ نسبت ہے حریث کی طرف جو بنو قضاعہ قبیلہ کا ایک آدمی تھا۔ یَسِمُ داغ (یعنی نشان) لگا رہے تھے۔ الظَّھر کمر پر (یعنی اونٹ کی)۔

(31) باب كراهة القزع

قزع مکروہ ہے

١٣٧٣ - حديث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَنْهَى عَنِ الْقَزَعِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے آپ نے قزع سے منع فرمایا۔

فھم الحدیث اسی (صحیح مسلم کی) روایت میں ہے کہ نبی ﷺ سے قزع کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے قزع کی تفسیر یہ فرمائی کہ بچے کے سر کا کچھ حصہ منڈوا لیا جائے اور کچھ چھوڑ دیا جائے۔ معلوم ہوا کہ اس انداز سے بچے کے بال کٹوانا جائز نہیں۔

(32) باب النهي عن الجلوس في الطرقات واعطاء الطريق حقه

راستوں پر بیٹھنا منع ہے اگر بیٹھنا ضروری ہو تو ان کا حق ادا کیا جائے

١٣٧٤ - حديث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللّٰه عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ)) فَقَالُوْا: مَا لَنَا بُدٌّ إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ: ((فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجَالِسَ فَأَعْطُوْا الطَّرِيْقَ حَقَّهَا)) قَالُوْا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ؟ قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم تو وہاں بیٹھنے پر مجبور ہیں۔ وہیں ہمارے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے کہ جہاں ہم باتیں کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہاں بیٹھنے کی مجبوری ہی ہے تو راستے کا حق بھی ادا کرو۔ صحابہ نے پوچھا راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، نگاہ نیچی رکھنا، کسی کو ایذا دینے سے بچنا، سلام کا جواب دینا، اچھی باتوں کے لیے لوگوں کو حکم کرنا، اور بری باتوں سے روکنا۔

لغوی توضیح الطُّرُقَات جمع ہے طُرُق کی اور طُرُق جمع ہے طَرِیق کی معنی ہے راستے۔ اَبَیْتُم تم انکار کرو۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ گلی کوچوں اور لوگوں کی گزرگاہوں پر بیٹھے رہنا اور فضول قسم کی گفتگو کرتے رہنا جائز نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کے لیے راستے میں بیٹھنا ضروری ہو تو اس پر لازم ہے کہ راستے کے حقوق ادا کرے (جو کہ درج بالا حدیث میں مذکور ہیں) اگر وہ یہ حقوق ادا کر سکتا ہے تو راستے میں بیٹھے ورنہ نہ بیٹھے۔

١٣٧٣ - البخاري في: 77 كتاب اللباس: 72 باب القزع (5920) مسلم (2120) ابو داود (4193) نسائی (5065)۔

١٣٧٤ - البخاري في: 46 كتاب المظالم: 22 باب افنية الدور والجلوس فيها (2465) مسلم (2121)۔

(33) باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والنامصة والمتنمصة والمتفلجات والمغيرات خلق الله

بالوں میں جوڑ لگانے اور لگوانے' گودنے اور گدوانے اور چہرے کی روئیں اور بال نوچنے اور نچوانے اور دانتوں کو کشادہ کرنے اور کروانے والیوں یعنی اللہ کی تخلیق کو بدلنا حرام ہے

١٣٧٥۔ حدیث اَسْمَاءَ رضی الله عنها' قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ' فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ ابْنَتِي اَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَامَّرَقَ شَعْرُهَا' وَاِنِّي زَوَّجْتُهَا اَفَاَصِلُ فِيْهِ؟ فَقَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ))۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! میری لڑکی کو چیچک نکلی اور اس سے اس کے بال جھڑ گئے۔ میں اس کی شادی بھی کر چکی ہوں تو کیا اس کے سر میں مصنوعی بال لگا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال لگانے والی اور جس کے لگائے جائیں' دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔

لغوی توضیح اَلْحَصْبَةُ چیچک کے پھوڑے۔ فَامَّرَقَ اصل میں انمرق تھا' معنی ہے جڑ سے اُکھڑ گئے' گر گئے (اس کے بال)۔ اَلْوَاصِلَة مصنوعی بال لگانے والی۔ اَلْمَوْصُوْلَة جسے مصنوعی بال لگائے جائیں۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ سر پر مصنوعی بال (وِگ وغیرہ) لگانا جائز نہیں خواہ اصل بال کسی بیماری کی وجہ سے ہی گر چکے ہوں۔ البتہ آج کل جدید طریقہ علاج (ہیئر ٹرانسپلانٹیشن) کے ذریعے جو بال جڑوں سے اُگا دیئے جاتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ علاج ہے اور علاج منع نہیں اور نہ ہی یہ وصل ہے (کہ مصنوعی بال سر پر لگائے گئے ہوں جس کی ممانعت حدیث میں ہے)۔

١٣٧٦۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها 'اَنَّ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَتَهَا' فَتَمَعَّطَ شَعْرُ رَاْسِهَا فَجَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ' فَقَالَتْ: اِنَّ زَوْجَهَا اَمَرَنِي اَنْ اَصِلَ فِي شَعْرِهَا' فَقَالَ: ((لَا اِنَّهُ قَدْ لُعِنَ الْمُوْصِلَاتُ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اپنی بیٹی کی شادی کی تھی۔ اس کے بعد لڑکی کے سر کے بال بیماری کی وجہ سے اڑ گئے تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کے شوہر نے اس سے کہا ہے کہ اپنے بالوں کے ساتھ (دوسرے مصنوعی بال) جوڑ لے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تو ایسا ہرگز مت کر کیونکہ (مصنوعی بال سر پر رکھ کر جو جوڑے تو) ایسے بال جوڑنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

لغوی توضیح فَتَمَعَّطَ گر گئے۔ اَلْمُوْصِلَاتُ مصنوعی بال جوڑنے والیاں۔

١٣٧٧۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے

١٣٧٥۔ البخاری فی: 78 کتاب اللباس: 85 باب الموصولة (5935) مسلم (2122) ابن ماجه (1988)۔
١٣٧٦۔ البخاری فی: 67 کتاب النكاح: 94 باب لا تطيع المراة زوجها فی معصية (5205) مسلم (2123)۔
١٣٧٧۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسير: 59 سورة الحشر: 4 باب وما آتاكم الرسول فخذوه (5937) مسلم (2124)۔

ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ، وَالْمُوْتَشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَاَةً مِنْ بَنِي اَسَدٍ، يُقَالُ لَهَا اُمُّ يَعْقُوْبَ ـ فَجَاءَتْ، فَقَالَتْ: اِنَّهُ بَلَغَنِي اَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ: وَمَا لِي لاَ اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَرَاْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ ـ فَقَالَ: لَئِنْ كُنْتِ قَرَاْتِيْهِ، لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ ـ اَمَا قَرَاْتِ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ قَالَتْ: بَلٰى ـ قَالَ: فَاِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ، فَاِنِّي اَرٰى اَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَهُ ـ قَالَ: فَاذْهَبِي، فَانْظُرِي فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ، فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا ـ فَقَالَ: لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكَ مَا جَامَعْتُنَا۔

والیوں اور گودوانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔ چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور حسن کے لیے آگے کے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کلام قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت کو معلوم ہوا جو اُم یعقوب کے نام سے معروف تھی وہ آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس اس طرح کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا آخر کیوں نہ میں انہیں لعنت کروں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور جو کتاب اللہ کے حکم کے مطابق ملعون ہے۔ اس عورت نے کہا کہ قرآن مجید تو میں نے بھی پڑھا ہے۔ لیکن آپ جو کچھ کہتے ہیں میں نے اس میں کہیں یہ بات نہیں دیکھی۔ انہوں نے کہا اگر تم نے بغور پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور مل جاتا۔ کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ ”رسول اللہ تمہیں جو کچھ دیں لے لیا کرو اور جس سے تمہیں روک دیں رک جایا کرو“ [الحشر:۷] اس نے کہا پڑھی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پھر آپ ﷺ نے ان چیزوں سے روکا ہے۔ اس پر اس عورت نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ کی بیوی بھی ایسا کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا اچھا جاؤ اور دیکھ لو۔ وہ عورت گئی اور اس نے دیکھا لیکن اس طرح کی ان کے یہاں کوئی معیوب چیز اسے نہیں ملی۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میری بیوی اسی طرح کرتی تو بھلا وہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی؟ ہرگز نہیں۔

لغوی توضیح اَلْوَاشِمَات گودنے والیاں (گودنا یہ ہے کہ خوبصورتی کے لیے بدن میں سوئی سے سرمہ یا نیل بھرنا)۔ اَلْمُوْتَشِمَات گودوانے والیاں۔ اَلْمُتَنَمِّصَات چہرے کے بال اُکھیڑنے والیاں۔ اَلْمُتَفَلِّجَات دانتوں میں کشادگی کرنے والیاں۔ اَلْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰه اللہ کی تخلیق کو بدلنے والیاں۔ معلوم ہوا کہ حسن وخوبصورتی کی غرض سے کیے جانے والے ایسے تمام کام حرام ہیں جن میں اللہ کی تخلیق کو بدلا جاتا ہو۔ اس حدیث میں یہ بھی ثبوت ہے کہ حدیث بھی کتاب اللہ ہی ہے۔

١٣٧٨ ـ حديث مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِی سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ، اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِی سُفْيَانَ ، عَامَ حَجٍ ، عَلَى الْمِنْبَرِ ، فَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ ، وَكَانَتْ فِی يَدَیْ حَرَسِی ۔ فَقَالَ : يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ! اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ ؟ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَنْهٰی عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ ، وَيَقُوْلُ : ((اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ)) ۔

حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے سنا، جس سال وہ حج کے لیے گئے ہوئے تھے، منبر نبوی پر کھڑے ہو کر انہوں نے پیشانی کے بالوں کا ایک گچھا لیا جو ان کے چوکیدار کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا اے مدینہ والو! تمہارے علما کدھر گئے (یعنی کیا تم کو منع کرنے والے علما ختم ہو گئے ہیں) میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے اس طرح (بال جوڑنے کی) ممانعت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل پر بربادی اس وقت آئی جب (شریعت کے خلاف) ان کی عورتوں نے اس طرح (یعنی مصنوعی بال لگا کر) بال سنوارنے شروع کر دیئے تھے۔

(35) باب النهی عن التزوير فی اللباس وغيره والتشبع بما لم يعط

لباس سے فریب دینے اور جو حاصل نہ ہو اس پر شیخی بگھارنے کی ممانعت

١٣٧٩ ـ حديث اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا ، اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ لِی ضَرَّةً فَهَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ اِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِی غَيْرَ الَّذِی يُعْطِيْنِی ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ)) ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک خاتون نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میری سوکن ہے، اگر اپنے شوہر کی طرف سے ان چیزوں کے حاصل ہونے کی بھی (فرضی) داستانیں اسے سناؤں جو حقیقت میں میرا شوہر مجھے نہیں دیتا تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ جو چیز حاصل نہ ہو اس پر فخر کرنے والا اس شخص جیسا ہے جو فریب کا جوڑا یعنی (دوسروں کے کپڑے) مانگ کر پہنے اور لوگوں میں یہ ظاہر کرے کہ یہ کپڑے میرے ہیں۔

لغوی توضیح: ضَرَّة سوکن۔ اَلْمُتَشَبِّعُ کسی بھی ایسی چیز کے ساتھ خود کو سیر ظاہر کرنا جو اسے نہیں دی گئی۔ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ اس کی مانند ہے جس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہنے ہوں۔ یعنی سر سے قدم تک جھوٹ سے ڈھکا ہوا اور یہ جھوٹ کی انتہاء ہے۔ جھوٹ کے کپڑے کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی نافرمان متقی و پرہیز گار کا روپ دھار لے، اسی طرح کوئی جاہل علما کی صورت اختیار کر لے۔

١٣٧٨ ـ البخاری فی: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (3468) مسلم (2127) ترمذی (2781) ۔

١٣٧٩ ـ البخاری فی: 67 كتاب النكاح: 106 باب المتشبع بما لم ينل وما ينهی من افتخار الضرة ، مسلم (2129) ۔

[38] كتاب الآداب
آداب کا بیان

(1) باب النهي عن التكني بابي القاسم و بيان ما يستحب من الاسماء
ابوالقاسم بطور کنیت اختیار کرنے کی ممانعت اور اچھے ناموں کا بیان

١٣٨٠ ـ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ : دَعَا رَجُلٌ بِالْبَقِيعِ ' يَا اَبَا الْقَاسِمِ ! فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : لَمْ اَعْنِكَ ـ قَالَ : ((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَاتَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي)) ـ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے بقیع میں (کسی کو) پکارا ابوالقاسم۔ نبی ﷺ نے اس کی طرف دیکھا' تو اس شخص نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پکارا' اس دوسرے آدمی کو پکارا تھا۔ آپ نے فرمایا' میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

فهم الحديث: اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے نام (محمد یا احمد) پر نام رکھا جا سکتا ہے لیکن کنیت (ابوالقاسم) پر کنیت نہیں رکھی جا سکتی۔ جمہور اہل علم کا کہنا ہے کہ ابوالقاسم کنیت نہ رکھنے کا حکم صرف نبی ﷺ کی زندگی کے ساتھ ہی خاص تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ کہیں کوئی شخص اس کنیت والے آدمی کو پکارے تو آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں جبکہ اس نے آپ کو پکارا ہی نہ ہو' یقیناً یہ چیز آپ ﷺ کے ادب کے منافی تھی' اس لیے اس سے منع کر دیا گیا۔ لہٰذا یہ ممانعت صرف آپ ﷺ کی زندگی میں ہی تھی' اب جو چاہے یہ کنیت رکھ سکتا ہے۔ اور ایک صحیح حدیث میں بھی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پوچھا' اگر آپ کے بعد میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو میں اس کی کنیت آپ کی کنیت (ابوالقاسم) پر رکھ دوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں۔[1]

١٣٨١ ـ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ رضي الله عنه' قَالَ : وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ ' فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ ـ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ : لَا نَكْنِيْكَ اَبَا الْقَاسِمِ ' وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! وُلِدَلِي غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لَا نَكْنِيْكَ اَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا ـ فَقَالَ النَّبِيُّ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا' تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ انصار کہنے لگے کہ ہم تمہیں ابوالقاسم کہہ کر کبھی نہیں پکاریں گے' اور ہم تمہاری آنکھ کو ٹھنڈی نہیں کریں گے۔ یہ سن کر وہ انصاری آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یارسول اللہ! میرے گھر ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے تو انصار کہتے ہیں کہ ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں پکاریں گے۔ اور تیری آنکھ ٹھنڈی نہیں کریں

١٣٨٠ ـ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 49 باب ما ذكر في الاسواق (2120) مسلم (2131) ترمذی (2844) ـ
١٣٨١ ـ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 7 باب قول الله تعالى "فإن لله خمسه" (3114) مسلم (2133) ـ

[1] [صحيح : صحيح الأدب المفرد للألباني (647) ابو داود (4967) ترمذی (2843)]

ﷺ: ((اَحْسَنَتِ الْاَنْصَارُ، سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ)) ۔

گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' انصار نے ٹھیک کہا ہے۔ میرے نام پر نام رکھو' لیکن میری کنیت مت رکھو' کیونکہ قاسم میں ہوں۔

۱۳۸۲ ۔ حديث جَابِرٍ ؓ قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ، فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ، فَقُلْنَا: لَا نَكْنِيكَ اَبَا الْقَاسِمِ، وَلَا كَرَامَةَ ۔ فَاَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ((سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ)) ۔

حضرت جابر ؓ نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک صاحب کے یہاں بیٹا پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہم تم کو ابوالقاسم کہہ کر نہیں پکاریں گے (کیونکہ ابوالقاسم آپ ﷺ کی کنیت تھی) اور نہ ہم تمہاری عزت کے لیے ایسا کریں۔ ان صاحب نے اس کی خبر آپ ﷺ کو دی' تو آپ نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لے۔

۱۳۸۳ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)) ۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ رکھو۔

(3) باب استحباب تغيير الاسم القبيح الى حسن و تغيير اسم برة الى زينب وجويرية و نحوها

نامناسب نام کو اچھے نام سے بدلنا مستحب ہے اور برہ کو زینب اور جویریہ وغیرہ سے بدلنا

۱۳۸٤ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، اَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ، فَقِيلَ تُزَكِّي نَفْسَهَا۔ فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ ۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ حضرت زینب ؓ کا نام برّہ (نیکوکار) تھا۔ کہا جانے لگا کہ وہ اپنی پاکی ظاہر کرتی ہیں! چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا نام زینب رکھا۔

فهم الحديث ایک روایت میں ہے کہ ام المومنین جویریہ ؓ کا نام بھی پہلے برہ تھا، پھر آپ ﷺ نے تبدیل کر کے جویریہ رکھ دیا۔[1] اسی طرح عمر ؓ کی ایک بیٹی کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا تو آپ ﷺ نے بدل کر جمیلہ (خوبصورت) رکھ دیا۔[2]

(4) باب تحريم التسمي بملك الاملاك و بملك الملوك

ملک الاملاک (شہنشاہ، بادشاہوں کا بادشاہ) وغیرہ نام رکھنا حرام ہے

۱۳۸۵ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

۱۳۸۲ ۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 105 باب احب الاسماء إلى الله عز وجل ۔

۱۳۸۳ ۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 20 باب كنية النبي ﷺ (3539) مسلم (2134) دارمی (2693) ۔

۱۳۸٤ ۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 108 باب تحويل الاسم إلى اسم احسن منه (6192) مسلم (2141) ۔

۱۳۸۵ ۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 114 باب ابغض الاسماء عند الله (6205) مسلم (2143) ترمذی (2837) ۔

---

[1] [مسلم (2140) ابو داود (1503)] [2] [مسلم (2139) ابو داود (4952)]

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمَّى بِمَلِكِ الْاَمْلَاكِ)) ۔

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام اس کا ہوگا جو اپنا نام ملک الاملاک (شہنشاہ) رکھے۔

لغوی توضیح اَخْنَعُ بدترین، قبیح ترین۔ مَلِكُ الْاَمْلَاكِ بادشاہوں کا بادشاہ، شہنشاہ۔ یہ نام اس لیے منع ہے کیونکہ یہ صرف اللہ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ ایک روایت میں اس سے منع کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے علاوہ کوئی بادشاہ نہیں۔ [1]

(5) باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته وحمله الى صالح يحنكه و جواز تسميته بعبد الله و ابراهيم وسائر اسماء الانبياء عليهم السلام

بچے کی ولادت کے فوراً بعد گھٹی دینا اور کسی صالح انسان کے پاس لے جا کر گھٹی دلوانا مستحب ہے اور پیدائش کے دن نام رکھنا بہتر ہے نیز عبداللہ، ابراہیم اور دیگر تمام انبیا کے نام رکھنا مستحب ہے

١٣٨٦ ۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ ابْنٌ لِاَبِي طَلْحَةَ يَشْتَكِي: فَخَرَجَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ ۔ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ طَلْحَةَ، قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِي ؟ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ: هُوَ اَسْكَنُ مَا كَانَ ۔ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعَشَاءَ، فَتَعَشَّى، ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا ۔ فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَتْ: وَارِ الصَّبِيَّ ۔ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَاَخْبَرَهُ ۔ فَقَالَ: ((اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟)) قَالَ: نَعَمْ ۔ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا)) فَوَلَدَتْ غُلَامًا ۔ قَالَ لِي اَبُوْ طَلْحَةَ: احْفَظْهُ حَتَّى تَاْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَاَتَى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، وَاَرْسَلَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اَمَعَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا۔ اور وہ خود کہیں باہر گئے ہوئے تھے کہ بچے کا انتقال ہوگیا۔ جب وہ (تھکے ماندے) واپس آئے تو پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ ان کی بیوی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ پہلے سے زیادہ سکون کے ساتھ ہے۔ پھر بیوی نے ان کے سامنے رات کا کھانا رکھا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد انہوں نے ان کے ساتھ ہم بستری کی۔ پھر جب فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ بچے کو دفن کر دو۔ صبح ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تم نے رات ہم بستری بھی کی تھی؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما۔ پھر ان کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو مجھ سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے حفاظت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ۔ چنانچہ وہ بچہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بچے کے ساتھ کچھ کھجوریں بھیجیں۔

١٣٨٦ ۔ البخاري في: 71 كتاب العقيقة: 1 باب تسمية المولود غداة يولد لمن لم يعق عنه ، مسلم (2144) ۔

---

[1] [مسلم (2143) ابن حبان (5835)]

شَيْءٌ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، تَمَرَاتٌ۔ فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَمَضَغَهَا، ثُمَّ اَخَذَ مِنْ فِيهِ، فَجَعَلَهَا فِي فِيِّ الصَّبِيِّ، وَحَنَّكَهُ بِهِ، وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ۔

آنحضرت ﷺ نے بچے کو لیا اور دریافت فرمایا کہ اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جی ہاں، کھجوریں ہیں۔ آپ ﷺ نے (کھجور کو) چبایا اور پھر اسے اپنے منہ میں سے نکال کر بچے کے منہ میں رکھ دیا اور اس سے بچے کے تحنیک کی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

لغوی توضیح: اَسْکَنُ وہ زیادہ سکون میں ہے۔ اَلْعَشَاءَ شام کا کھانا۔ وَارِالصَّبِيَّ بچے کو چھپا دو یعنی دفن کر دو۔ اَعْرَسْتُمْ تم نے ہم بستری کی ہے۔ فَمَضَغَهَا اسے چبایا۔ حَنَّكَهُ اسے گھٹی دی۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ بچے کو گھٹی دینا یا کسی بزرگ سے گھٹی دلوانا مستحب ہے۔ امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ نومولود کو گھٹی دینا بالاجماع سنت ہے۔[1] یہ بھی معلوم ہوا کہ پیدائش کے روز بھی بچے کا نام رکھا جا سکتا ہے۔

۱۳۸۷۔ حدیث اَبِي مُوْسَى ﷺ قَالَ: وُلِدَ لِي غُلَامٌ، فَاَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِيْمَ، فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ دَفَعَهُ اِلَيَّ وَكَانَ اَكْبَرَ وَلَدِ اَبِي مُوْسَى۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور کو اپنے دندان مبارک سے نرم کر کے اسے چٹایا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی، پھر مجھے دیا۔ یہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔

۱۳۸۸۔ حدیث اَسْمَاءَ رضی الله عنها، اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ۔ قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ۔ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ۔ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيْهِ۔ فَكَانَ اَوَّلُ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ میرے پیٹ میں تھے۔ انہی دنوں جب حمل کی مدت بھی پوری ہو چکی تھی، میں مدینہ کے لیے روانہ ہوئی۔ یہاں پہنچ کر میں نے قبا میں پڑاؤ کیا اور یہیں عبداللہ پیدا ہوئے۔ پھر میں انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی گود میں رکھ دیا۔ آپ نے ایک کھجور طلب فرمائی اور اسے چبا کر آپ ﷺ نے عبداللہ کے منہ میں رکھ دیا۔ چنانچہ سب سے پہلی چیز جو عبداللہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضور ﷺ کا لعاب مبارک تھا اور اس کے بعد آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور اللہ سے ان کے لیے برکت طلب کی۔ عبداللہ سب سے پہلے بچے ہیں جن کی پیدائش ہجرت کے بعد ہوئی۔

۱۳۸۷۔ البخاری فی: 71 كتاب العقيقة: 1 باب تسمية المولود غداة يولد لمن ...(5467) مسلم (2145)۔

۱۳۸۸۔ البخاری فی: 63 كتاب مناقب الانصار: 45 باب هجرة النبی ﷺ واصحابه إلى المدينة (3909) مسلم (2146)۔

---

[1] [شرح مسلم للنووی (7/ 247)]

لغوی توضیح حِجْرِہ آپ کی گود۔تَفَلَ آپ نے تھوکا۔رِیق لعاب۔بَرَّكَ برکت کی دعا دی۔

۱۳۸۹۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اُتِیَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ اَبِی اُسَیْدٍ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ ' حِیْنَ وُلِدَ ' فَوَضَعَهُ عَلٰی فَخِذِهِ ' وَاَبُوْ اُسَیْدٍ جَالِسٌ ' فَلَهَا النَّبِیُّ ﷺ بِشَیْءٍ بَیْنَ یَدَیْهِ ' فَاَمَرَ اَبُوْ اُسَیْدٍ بِابْنِهِ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِیِّ ﷺ ' فَاسْتَفَاقَ النَّبِیُّ ﷺ ' فَقَالَ: ((اَیْنَ الصَّبِیُّ؟)) فَقَالَ اَبُوْ اُسَیْدٍ: قَلَبْنَاهُ ' یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مَا اسْمُهُ)) قَالَ: فُلَانٌ۔ قَالَ: ((وَلٰكِنْ اسمه الْمُنْذِرُ)) فَسَمَّاهُ یَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ منذر بن ابی اسید رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو انہیں نبی ﷺ کے پاس لایا گیا۔آپ ﷺ نے بچے کو اپنی ران پر رکھ لیا۔ابو اسید رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔حضور ﷺ کسی چیز میں جو سامنے تھی' مصروف ہو گئے۔(اور بچے کی طرف سے توجہ ہٹ گئی)ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بچے کے متعلق حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ کی ران سے اسے اٹھا لیا گیا۔ پھر جب آپ ﷺ متوجہ ہوئے تو فرمایا' بچہ کہاں ہے؟ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ہم نے اسے گھر بھیج دیا۔آپ نے پوچھا، اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا کہ فلاں۔آپ ﷺ نے فرمایا' بلکہ اس کا نام منذر ہے۔چنانچہ اسی دن رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہی نام منذر رکھا۔

لغوی توضیح فَلَهَا آپ مشغول ہو گئے۔اِسْتَفَاقَ مشغولیت سے فراغت ہوئی،افاقہ ہوا۔

۱۳۹۰۔ حدیث اَنَسٍ: قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا۔ وَكَانَ لِی اَخٌ یُقَالُ لَهُ اَبُوْ عُمَیْرٍ ' فَطِیْمٌ۔ وَكَانَ اِذَا جَاءَ قَالَ: ((یَا اَبَا عُمَیْرٍ ' مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ؟)) نُغَرٌ كَانَ یَلْعَبُ بِهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ حسنِ اخلاق میں سب لوگوں سے بڑھ کر تھے۔میرا ایک بھائی ابو عمیر تھا۔میرا خیال ہے کہ بچے کا دودھ چھوٹ چکا تھا۔آنحضرت ﷺ جب تشریف لاتے تو اس سے مزاحاً فرماتے۔اے ابو عمیر! تمہاری چڑیا کا کیا حال ہے؟ وہ اس کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔

لغوی توضیح فَطِیْمًا جس بچے کی دودھ پینے کی مدت (یعنی دو سال) پوری ہو چکی ہو اور وہ دودھ چھوڑ چکا ہو۔یَا اَبَا عُمَیْرٍ اے ابو عمیر (معلوم ہوا کہ چھوٹے بچے کی بھی کنیت رکھی جا سکتی ہے)۔النُّغَیْرُ چھوٹا پرندہ۔

(7) باب الاستئذان
گھر کے اندر آنے کی اجازت مانگنے کا بیان

۱۳۹۱۔ حدیث اَبِی سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ فِی مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تشریف لائے جیسے گھبرائے ہوئے

۱۳۸۹۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 108 باب تحویل الاسم إلی اسم احسن منه (6191) مسلم (2149)۔

۱۳۹۰۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 112 باب الکنیة للصبی قبل ان یولد للرجل۔

۱۳۹۱۔ البخاری فی: 79 کتاب الاستئذان: 13 باب التسلیم والاستئذان ثلاثًا (2062) مسلم (2153) ترمذی (2690)۔

الْاَنْصَارِ اِذْ جَاءَ اَبُوْ مُوْسَى كَاَنَّهٗ مَذْعُوْرٌ ۔ فَقَالَ : اسْتَاْذَنْتُ عَلٰى عُمَرَ ثَلَاثًا ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي ، فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ قُلْتُ اِسْتَاْذَنْتُ ثَلَاثًا ، فَلَمْ يُؤْذَنْ فَرَجَعْتُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ فَلْيَرْجِعْ)) فَقَالَ : وَاللّٰهِ ! لَتُقِيْمَنَّ عَلَيْهِ بَيِّنَةً ۔ اَمِنْكُمْ اَحَدٌ سَمِعَهٗ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ ؟ فَقَالَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ : وَاللّٰهِ ! لَا يَقُوْمُ مَعَكَ اِلَّا اَصْغَرُ الْقَوْمِ ، فَكُنْتُ اَصْغَرَ الْقَوْمِ ، فَقُمْتُ مَعَهٗ فَاَخْبَرْتُ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ ۔

ہوں۔انہوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن مجھے کوئی جواب نہ ملا۔اس لیے واپس چلا آیا (جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا) تو انہوں نے دریافت کیا کہ (اندر آنے میں) کیا بات مانع تھی؟ میں نے کہا کہ میں نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت مانگی اور جب مجھے کوئی جواب نہ ملا تو واپس چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی سے تین مرتبہ اجازت چاہے اور اجازت نہ ملے تو واپس چلے جانا چاہیے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ تمہیں اس حدیث کی صحت کے لیے کوئی گواہ لانا ہوگا (حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے مجلس والوں سے پوچھا) کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہو؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ (اس کی گواہی دینے کو) جماعت میں سب سے کم عمر شخص کے سوا اور کوئی نہیں کھڑا ہوگا۔ابوسعید نے کہا اور میں ہی جماعت کا وہ سب سے کم عمر آدمی تھا۔میں ان کے ساتھ اٹھ کر گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ واقعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے۔

لغوی توضیح: مَذْعُوْرٌ خائف، گھبرائے ہوئے۔یہ گھبراہٹ عمر رضی اللہ عنہ کے غصہ کی وجہ سے تھی اور عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ محض قبولِ حدیث کے سلسلے میں احتیاط کی غرض سے تھا۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے تین مرتبہ اجازت لینی چاہیے (بذریعہ سلام یا آواز)۔اگر اجازت ملے تو داخل ہونا چاہیے اور اگر نہ ملے یا کوئی جواب نہ آئے تو واپس لوٹ جانا چاہیے۔

(8) باب كراهة قول المستأذن أنا اذا قيل من هذا؟

گھر میں آنے والے سے پوچھا جائے کون ہے تو مَیں کہنا مکروہ ہے

١٣٩٢ ۔ حديث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِي فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ: ((مَنْ ذَا ؟)) فَقُلْتُ : اَنَا ، فَقَالَ: ((اَنَا اَنَا !)) كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس قرض کے بارے میں حاضر ہوا جو میرے والد پر تھا۔میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے میں نے کہا مَیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا مَیں، مَیں۔جیسے آپ نے اس جواب کو ناپسند فرمایا ہو۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ گھر کے اندر سے پوچھا جائے کہ کون ہے تو مَیں کہنے کی بجائے اپنا نام بتانا چاہیے۔

١٣٩٢ ۔ البخاری فی: 79 کتاب الاستئذان: 17 باب إذا قال من ذا فقال انا (6250) مسلم (2155) ابوداود (5187) ۔

(9) باب تحريم النظر فى بيت غيره

دوسرے کے گھر میں جھانکنا حرام ہے

١٣٩٣ - حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ - فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : ((لَوْ اَعْلَمُ اَنْ تَنْتَظِرَنِي لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنَيْكَ)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّمَا جُعِلَ الاِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ)) -

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے دروازے کے ایک سوراخ سے اندر جھانکنے لگا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس لوہے کا کنگھا تھا جس سے آپ سر جھاڑ رہے تھے۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم (جھانکتے ہوئے) میرا انتظار کر رہے ہو تو میں اسے تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ (گھر کے اندر آنے کی) اجازت لینے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اسی لیے تو ہے کہ نظر نہ پڑے۔

لغوی توضیح اطَّلَعَ جھانکا، دیکھا۔ جُحْر سوراخ۔ مِدْرًى لوہے کا کنگھا۔

١٣٩٤ - حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَامَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ - بِمِشْقَصٍ ، اَوْ بِمَشَاقِصَ ، فَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعُنَهُ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نبی ﷺ کے کسی حجرہ میں جھانک کر دیکھنے لگے تو آنحضور ﷺ ان کی طرف تیر کا پھل یا بہت سے پھل لے کر بڑھے، گویا میں آنحضور ﷺ کو دیکھ رہا ہوں۔ ان صاحب کی طرف آپ ﷺ اس طرح چپکے چپکے تشریف لائے۔ گویا آپ وہ پھل انہیں چبھو دیں گے۔

لغوی توضیح مِشْقَص تیر کا پھل۔ يَخْتِلُ چھپ کر جانا۔

١٣٩٥ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُوْلُ : ((لَوِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِكَ اَحَدٌ وَلَمْ تَاْذَنْ لَهُ ، خَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَاْتَ عَيْنَهُ ، مَاكَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ))-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص تیرے گھر میں (کسی سوراخ یا جنگلے وغیرہ سے) تم سے اجازت لیے بغیر جھانک رہا ہو تو اسے کنکری مارو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی سزا نہیں ہے۔

لغوی توضیح خَذَفْتَهُ تو پھینکے اس پر۔ حَصَاة کنکری۔ فَقَاْتَ تو پھوڑ دے۔ عَيْنَهُ اس کی آنکھ۔

فہم الحدیث ان روایات سے معلوم ہوا کہ کسی کے گھر میں چھپ کر دیکھنا منع ہے اور اگر کوئی چھپ کر دیکھتا ہوا مل جائے تو گھر والے کوئی چیز مار کر اس کی آنکھ بھی پھوڑ دیں تو ان پر کوئی قصاص و دیت نہیں۔

١٣٩٣ - البخاری فی 87 کتاب الدیات: 23 باب من اطلع فی بیت قوم...(5924) مسلم (2156) ترمذی (2709) -
١٣٩٤ - البخاری فی: 79 کتاب الاستئذان: 11 باب الاستئذان من اجل البصر (6242) مسلم (2157) ابو داود (5171)-
١٣٩٥ - البخاری فی: 87 کتاب الدیات: 15 باب من اخذ حقه او اقتص دون السلطان (6888) مسلم (2158) -

(1) باب يسلم الراكب على الماشي والقليل على الكثير

سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ کو سلام کریں

١٣٩٦ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے پیدل چلنے والے بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو۔

فهم الحديث اہل علم نے مذکورہ سلام کی ترتیب کو ملحوظ رکھنے کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ سوار پیدل کو اس لیے سلام کرنے میں پہل کرے تا کہ سواری کی نعمت کی وجہ سے اس میں تکبر نہ آجائے اور اس میں تواضع پیدا ہو جائے۔ راہگیر بیٹھے ہوئے کو پہلے سلام اس لیے کرے کیونکہ بیٹھنے والے کے لیے بار بار ہر راہگیر کی طرف متوجہ ہو کر اسے سلام کرنا مشکل ہے۔ کم تعداد زیادہ تعداد کو اس وجہ سے پہلے سلام کرے کیونکہ کثرت کو قلت پر تفوق و برتری حاصل ہے۔ (واللہ اعلم)

(3) باب من حق المسلم للمسلم رد السلام

مسلمانوں کے ایک دوسرے پر جو حقوق ہیں ان میں سے ایک حق دوسرے مسلمان کے سلام کا جواب دینا ہے

١٣٩٧ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ : ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ : رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں؛ سلام کا جواب دینا۔ مریض کی عیادت کرنا۔ جنازے کے ساتھ چلنا۔ دعوت قبول کرنا۔ اور چھینک پر (اس کے الحمد للہ کے جواب میں) یرحمك اللہ کہنا۔

فهم الحديث ایک دوسری روایت میں چھ حقوق کا ذکر ہے اور چھٹا حق یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان تجھ سے خیر خواہی طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کر۔[1]

١٣٩٦ ـ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 5 باب تسليم الراكب على الماشي (6232) مسلم (2160) بغوی (3304) ـ
١٣٩٧ ـ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 2 باب الامر باتباع الجنائز (1240) مسلم (2162) ابوداود (5030)۔

[1] [مسلم (2162) ترمذی (2737)]

(4) باب النهي عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام وكيف يرد عليهم

اہل کتاب کو سلام پہلے کرنا منع ہے ان کے سلام کا جواب کس طرح دیا جائے

١٣٩٨ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ، فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم اس کے جواب میں صرف وعلیکم کہو۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ اگر یہود و نصاریٰ میں سے کوئی سلام کرے تو اس کے جواب میں صرف وعلیکم کہنا چاہیے۔ اس کا سبب اگلی احادیث میں مذکور ہے کہ وہ جب سلام کرتے ہیں تو السلام علیکم (تم پر سلامتی ہو) کی جگہ السام علیکم (تمہیں موت آئے) کہتے ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا ان کے جواب میں انہیں سلامتی کی دعا دینے کی بجائے صرف یہی کہہ دو وعلیکم (اور تم پر بھی، یعنی جو دعا تم نے ہمیں دی وہی تمہارے لیے بھی ہو)۔

١٣٩٩ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُودُ فَإِنَّمَا يَقُولُ أَحَدُهُمْ: السَّامُ عَلَيْكَ۔ فَقُلْ: وَعَلَيْكَ))۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تمہیں یہودی سلام کریں اور اگر ان میں سے کوئی السام علیك کہے تو تم اس کے جواب میں صرف وعلیك (اور تمہیں بھی) کہہ دیا کرو۔

١٤٠٠ - حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ فَفَهِمْتُهَا، فَقُلْتُ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَهْلًا، يَا عَائِشَةُ! فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَقَدْ قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ السام علیك (تمہیں موت آئے) میں ان کی بات سمجھ گئی اور میں نے جواب دیا علیکم السام واللعنة (تمہارے اوپر موت اور اللہ کی لعنت ہو) آنحضرت ﷺ نے فرمایا عائشہ صبر سے کام لے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کا جواب دے دیا تھا کہ وعلیکم (اور تمہیں بھی)۔

(5) باب استحباب السلام على الصبيان

بچوں کو سلام کرنا مستحب ہے

١٤٠١ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضى

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام

١٣٩٩ - البخاری فی: 79 كتاب الاستئذان: 22 باب كيف يُرَدّ على اهل الذمة السلام (6257) مسلم (2164)۔
١٤٠٠ - البخاری فی: 79 كتاب الاستئذان: 22 باب كيف يُرَدّ على اهل الذمة السلام (6024) مسلم (2165)۔
١٤٠١ - البخاری فی: 79 كتاب الاستئذان: 15 باب التسليم على الصبيان (6247) مسلم (2168) ابو داود (5202)۔

اللّٰهِ عنه ' اَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ ' فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ۔ وَقَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ' يَفْعَلُهُ ۔

کیا اور فرمایا کہ نبی ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(7) باب اباحة الخروج للنساء لقضاء حاجة الانسان

عورتوں کو قضائے حاجت کے لیے باہر نکلنا جائز ہے

١٤٠٢ - حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها ' قَالَتْ : خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا ' وَكَانَتِ امْرَاَةً جَسِيْمَةً لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَآهَا عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ ' فَقَالَ : يَا سَوْدَةُ ! اَمَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِيْنَ ۔ قَالَتْ : فَانْكَفَاتْ رَاجِعَةً وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي ' وَاِنَّهُ لَيَتَعَشّٰى ' وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ ۔ فَدَخَلَتْ ' فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي ' فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَ كَذَا ۔ قَالَتْ : فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ ۔ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَاِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ ' مَا وَضَعَهُ ۔ فَقَالَ : ((اِنَّهُ قَدْ اُذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد قضائے حاجت کے لیے نکلیں۔ وہ بہت بھاری بھر کم تھیں۔ جو انہیں جانتا تھا' اس سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ راستے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا اور کہا کہ اے سودہ! ہاں خدا کی قسم! آپ ہم سے اپنے آپ کو نہیں چھپا سکتیں' دیکھئے تو آپ کس طرح باہر نکلی ہیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اُلٹے پاؤں وہاں سے واپس آ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے حجرہ میں تشریف رکھتے تھے اور رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں اس وقت گوشت کی ایک ہڈی تھی۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے داخل ہوتے ہی کہا' یا رسول اللہ! میں قضائے حاجت کے لیے نکلی تھی تو عمر نے مجھ سے یہ باتیں کیں۔ پھر آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہوئی' ہڈی اب بھی آپ کے ہاتھ میں تھی' آپ نے اسے رکھا نہیں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) قضائے حاجت کے لیے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

لغوی توضیح: اِمْرَاَةٌ جَسِيْمَةٌ بڑے جسم والی۔ عَرْقٌ ہڈی جس پر گوشت ہو۔

(8) باب تحريم الخلوة بالاجنبية والدخول عليها

اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا اور اگر وہ تنہا ہو تو اس کے گھر میں جانا حرام ہے

١٤٠٣ - حديث عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : ((اِيَّاكُمْ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ اس پر قبیلہ انصار کے ایک صحابی

١٤٠٢ - البخاري في 65 كتاب التفسير: 13 سورة الاحزاب: 8 باب قوله "لا تدخلوا..." (146) مسلم (2170)۔

١٤٠٣ - البخاري في: 67 كتاب النكاح: 111 باب لا يخلون رجل بامراة...(5232) مسلم (2172) ترمذی (1171)۔

وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ ' يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: ((اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ)) ۔

نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ (وہ اپنی بھاوج کے سامنے جا سکتا ہے یا نہیں؟) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیور یا (جیٹھ) کا جانا ہی تو ہلاکت ہے۔

لغوی توضیح اَلْحَمْو دیور (شوہر کا بھائی)۔ اَلْمَوْت موت کی مانند ہے۔ یعنی اجنبی افراد کی بہ نسبت اس کا خلوت اختیار کرنا زیادہ آسان ہے کیونکہ یہ گھر میں ہی ہوتا ہے، لہٰذا اس کے لیے ممانعت دوسروں سے زیادہ سخت ہے۔

(9) باب بیان انه یستحب لمن رؤی خالیا بامراة وکانت زوجة او محرما له ان یقول هذه فلانة لیدفع ظن السوء به

اگر کوئی شخص عورت کے ساتھ خلوت میں ہو اور وہ اس کی بیوی یا محرم ہو تو دیکھنے والے کو بتا دے کہ میری بیوی یا محرم ہے تا کہ اس کو بدگمانی نہ ہو

۱۴۰۴۔ حدیث صَفِيَّةَ رضی الله عنها ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' اَنَّهَا جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' تَزُوْرُهُ فِي اعْتِكَافِهِ ' فِي الْمَسْجِدِ ' فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ۔ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ ۔ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَهَا يَقْلِبُهَا ' حَتّٰى اِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ ' عِنْدَ بَابِ اُمِّ سَلَمَةَ ' مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ : ((عَلٰى رِسْلِكُمَا ' اِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ)) فَقَالَا : سُبْحَانَ اللّٰهِ ' يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ ' وَاِنِّي خَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا))۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ صفیہ رضی اللہ عنہا رمضان کے آخری عشرہ میں، جب رسول ﷺ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ سے ملنے مسجد میں آئیں۔ تھوڑی دیر تک باتیں کیں، پھر واپس ہونے کے لیے کھڑی ہوئیں۔ نبی ﷺ بھی انہیں پہنچانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے سے قریب والے مسجد کے دروازے پر پہنچیں، تو دو انصاری آدمی اُدھر سے گزرے اور نبی ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کسی سوچ کی ضرورت نہیں، یہ تو (میری بیوی) صفیہ بنت حی ہیں۔ ان دونوں صحابیوں نے عرض کیا، سبحان اللہ! یا رسول اللہ! ان پر آپ کا جملہ بڑا شاق گزرا۔ آپ نے فرمایا کہ شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں دوڑتا رہتا ہے۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔

لغوی توضیح عَلٰى رِسْلِكُمَا آرام سے چلو، جلدی چلنے کی ضرورت نہیں (یہ میری بیوی صفیہ ہیں)۔

۱۴۰۴۔ البخاری فی: 33 کتاب الاعتکاف: 8 باب هل یخرج المعتکف لحوائجه... (2035) مسلم (2175)۔

(10) باب من اتى مجلسا فوجد فرجة فجلس فيها والا وراء هم

جو شخص مجلس میں آئے اسے چاہیے کہ اگر گنجائش ہو تو درمیان میں ورنہ پیچھے بیٹھ جائے

١٤٠٥۔ حديث اَبِي وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ ﷺ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ ' وَالنَّاسُ مَعَهُ ' اِذْ اَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ ' فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَذَهَبَ وَاحِدٌ ' قَالَ : فَوَقَفَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ ' فَجَلَسَ فِيْهَا ۔ وَاَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا ۔ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ؟ وَاَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوَى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ ' وَاَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ ' وَاَمَّا الْآخِرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ)) ۔

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ (ایک مرتبہ) رسول ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور لوگ آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ تین آدمی وہاں آئے۔ (ان میں سے) دو رسول ﷺ کے سامنے پہنچ گئے اور ایک واپس چلا گیا۔ (راوی کہتے ہیں کہ) پھر وہ دونوں رسول ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ان میں سے ایک نے (جب) مجلس میں (ایک جگہ کچھ) گنجائش دیکھی، تو وہاں بیٹھ گیا، اور دوسرا اہل مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور تیسرا جو تھا وہ لوٹ گیا۔ رسول ﷺ جب (اپنی گفتگو سے) فارغ ہوئے (تو صحابہ کرام سے) فرمایا کہ کیا میں تمہیں تین آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تو (سنو) ان میں سے ایک نے اللہ سے پناہ چاہی، اللہ نے اسے پناہ دی۔ اور دوسرے کو شرم آئی تو اللہ بھی اس سے شرمایا (کہ اسے بھی بخش دیا) اور تیسرے شخص نے منہ موڑا، تو اللہ نے (بھی) اس سے منہ موڑ لیا۔

لغوی توضیح فُرْجَةً کشادگی، دو آدمیوں کے درمیان خالی جگہ۔ اَلْحَلْقَة دائرے کی صورت میں بیٹھے ہوئے لوگ۔ فَاَوَى اِلَى اللّٰهِ اللہ سے پناہ چاہی (اور وہ اہل ایمان کی مجلس میں داخل ہو گیا)۔ وَاَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا دوسرے کو حیاء آ گئی (کہ جب اسے جگہ نہ ملی تو واپس پلٹنے کی بجائے پیچھے ہی بیٹھ گیا)۔ فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ اللہ کو بھی اس سے حیاء آئی (کہ اس کے گناہوں کا حساب لے تو اس نے اس کے گناہ بھی بخش دیئے اور اسے بقیہ اہل مجلس کی طرح اجر و ثواب سے بھی نواز دیا)۔ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ اللہ نے بھی اس سے منہ موڑ لیا (یعنی نہ اسے اجر دیا اور نہ اس کے گناہ معاف کیے)۔

(11) باب تحريم اقامة الانسان من موضعه المباح الذى سبق اليه

کسی شخص کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا حرام ہے بشرطیکہ وہ جگہ جس پر وہ پہلے سے بیٹھا تھا ایسی ہو جس پر بیٹھنا مباح ہو

١٤٠٦۔ حديث اِبْنِ عُمَرَ رضى اللّٰه عنهما ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : ((لَا يُقِيْمُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ خو

١٤٠٥۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 8 باب من قعد حيث ينتهى به المجلس (66) مسلم (2176) ترمذی (2724)۔
١٤٠٦۔ البخاری فی: 79 کتاب الاستئذان: 31 باب لا يقيم الرجل الرجل من مجلسه (911) مسلم (2177)۔

الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ))۔ وہاں بیٹھ جائے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ جو شخص کسی مجلس میں پہلے آ کر بیٹھ جائے وہی اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے اسے وہاں سے اٹھانا نہیں چاہیے بلکہ مجلس میں اگر جگہ تنگ ہو تو سب کو چاہیے کہ ذرا سکڑ جائیں تا کہ مجلس وسیع ہو سکے۔ البتہ اگر کوئی خود ہی اپنی جگہ چھوڑ کر چلا جائے تو پھر کوئی دوسرا بھی وہاں بیٹھ سکتا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں وہ جگہ مراد ہے جو تمام مسلمانوں کے لیے ہے مثلاً مسجد، مدرسہ، بازار وغیرہ اور اگر کوئی کسی کی ذاتی جگہ (مثلاً گھر یا دکان) میں بلا اجازت آ کر بیٹھ جائے تو اسے وہاں سے اٹھایا جا سکتا ہے۔

(13) باب من المخنث من الدخول على النساء الاجانب

ہیجڑا اجنبی عورتوں کے پاس نہ جائے

١٤٠٧۔ حديث أُمِّ سَلَمَةَ رضى الله عنها، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ، وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ، فَسَمِعَهُ يَقُولُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أُمَيَّةَ: يَا عَبْدَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ اللهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا، فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ، فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ، وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ۔ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَدْخُلْ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ))۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میرے پاس ایک مخنث بیٹھا ہوا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ وہ عبداللہ بن امیہ سے کہہ رہا تھا کہ اے عبداللہ! دیکھو اگر کل اللہ تعالیٰ نے طائف کی فتح تمہیں عنایت فرمائی تو غیلان بن سلمہ کی بیٹی (بادیہ) کو لے لینا۔ وہ جب سامنے آتی ہے تو پیٹ پر چار بل اور پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بل دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ اب تمہارے گھروں میں نہ آئیں۔

لغوی توضیح مُخَنَّثٌ ہیجڑا، جو نہ مرد ہو نہ عورت، یعنی اس میں کچھ صفات مردوں کی ہوں اور کچھ عورتوں کی۔ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وہ چار کے ساتھ آتی ہے (یعنی آتی ہے تو پیٹ پر چار بل پڑتے ہیں)۔ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ اور آٹھ کے ساتھ جاتی ہے (یعنی کمر پر آٹھ بل پڑتے ہیں، مراد ہے موٹی تازی عورت، اس نے یہ اس لیے کہا کیونکہ عرب موٹی عورتوں کو پسند کرتے تھے)۔ یہ دلیل ہے کہ عورتوں کے اعضاء بالتفصیل دیکھنے میں ہیجڑے کی نگاہ قوی ہوتی ہے اور وہ یہ معرفت بھی رکھتا ہے کہ مردوں کو عورتوں کی کون سی اشیاء پسند ہیں۔ اس لیے نبی ﷺ نے ہیجڑوں کو عورتوں کے پاس آنے سے منع فرما دیا۔ لہٰذا انہیں گھروں میں داخل نہیں ہونے دینا چاہیے۔

(14) باب جواز ارداف المراة الاجنبية اذا أعيت في الطريق

اگر اجنبی عورت راستے میں تھک جائے تو اسے اپنی سواری کے پیچھے بٹھا لینا جائز ہے

١٤٠٨۔ حديث أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضى الله عنهما، قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت زبیر نے مجھ سے شادی کی تو ان کے پاس ایک اونٹ اور ان کے گھوڑے کے سوا روئے

١٤٠٧۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 56 باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان (4324) مسلم (2180)۔
١٤٠٨۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 107 باب الغيرة (3151) مسلم (2182) احمد (27003)۔

، وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ وَلَا شَيْءٍ ، غَيْرَ نَاضِحٍ وَغَيْرَ فَرَسِهِ ۔ فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ ، وَأَسْتَقِي الْمَاءَ ، وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ ، وَأَعْجِنُ ، وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ ۔ وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ ، وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ ۔ وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، عَلَى رَأْسِي ، وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ ۔ فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي ، فَلَقِيتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ ۔ فَدَعَانِي ۔ ثُمَّ قَالَ: ((إِخْ إِخْ)) لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ ۔ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ ، وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ ، وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ ۔ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، أَنِّي اسْتَحْيَيْتُ ، فَمَضَى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ ، فَقُلْتُ : لَقِيَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى ، وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ ، فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ ، وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ ۔ فَقَالَ : وَاللّٰهِ ! لَحَمْلُكِ النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ ۔ قَالَتْ : حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوبَكْرٍ ، بَعْدَ ذَلِكَ ، بِخَادِمٍ يَكْفِينِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ ۔ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِي ۔

زمین پر کوئی مال، کوئی غلام، کوئی چیز نہیں تھی۔ میں ہی ان کا گھوڑا چراتی، پانی پلاتی، ان کا ڈول سیتی اور آٹا گوندھتی۔ میں اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی۔ انصار کی کچھ لڑکیاں میری روٹی پکا جاتی تھیں۔ یہ بڑی سچی اور باوفا عورتیں تھیں۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی وہ زمین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دی تھی، اس سے میں اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں گھر لایا کرتی تھی۔ یہ زمین میرے گھر سے دو میل دور تھی۔ ایک روز میں آ رہی تھی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں کہ راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبیلہ انصار کے کئی آدمی تھے۔ آپ نے مجھے بلایا، پھر (اپنے اونٹ کو بٹھانے کے لیے) کہا۔ اخ، اخ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیں لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم آئی۔ اور زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت کا بھی خیال آیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ بڑے ہی باغیرت تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سمجھ گئے کہ میں شرم محسوس کر رہی ہوں۔ اس لیے آپ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے واقعہ کا ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہو گئی تھی، میرے سر پر گٹھلیاں تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے چند صحابہ بھی تھے۔ آپ نے اپنا اونٹ مجھے بٹھانے کے لیے بٹھایا۔ لیکن مجھے اس سے شرم آئی اور تمہاری غیرت کا بھی خیال آیا۔ اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھ کو تو اس سے بڑا رنج ہوا کہ تو گٹھلیاں لانے کے لیے نکلے۔ اگر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہو جاتی تو اتنی غیرت کی بات نہ تھی (کیونکہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی اور بھاوج دونوں ہوتی تھیں) اس کے بعد میرے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک غلام میرے پاس بھیج دیا وہ گھوڑے کا سب کام کرنے لگا اور میں بے فکر ہو گئی گویا والد ماجد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (غلام بھیج کر) مجھ کو آزاد کر دیا۔

لغوی توضیح اَعْلِفُ میں چارہ ڈالتی۔ اَخْرِزُ میں سیتی۔ غَرْبَهُ ان کا (چمڑے کا) ڈول۔ اَعْجِنُ میں آٹا گوندھتی۔ اَنْقُلُ النَّوَی میں (کھجور کی) گٹھلیاں (زمین سے لاکر گھر) منتقل کرتی۔ اَقْطَعَهُ اسے عطا کی تھی۔ فَرْسَخ تین میل۔ اِخْ اِخْ یہ کلمہ اونٹ بٹھانے کے لیے کہا جاتا تھا۔

فہم الحدیث اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ اجنبی عورت کو سواری پر پیچھے سوار کیا جا سکتا ہے جبکہ وہ اس کی محتاج ہو اور سوار کرنے والا نیک ہو اور نیک لوگوں کی جماعت میں ہو اور کسی بھی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ تاہم کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ نزولِ حجاب سے پہلے کا واقعہ ہے، اب کسی کے لیے بھی جائز نہیں کہ غیر محرم عورت کو اپنے پیچھے سوار کرے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ ہمیں یہ بات سمجھ آئی ہے کہ اجنبی عورت کو ساتھ سوار کر لینا اور اس کی طرف دیکھ لینا یہ نبی ﷺ کی خصوصیت تھی، کسی اور کے لیے یہ جائز نہیں۔[1]

(15) باب مناجاة الاثنين دون الثالث بغير رضاه

تین آدمی ہوں تو ان میں سے دو کا تیسرے کی رضامندی کے بغیر سرگوشی کرنا منع ہے

١٤٠٩۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تین آدمی ساتھ ہوں تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر، دو آپس میں کانا پھوسی نہ کریں۔

١٤١٠۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ اَجْلَ اَنْ يُحْزِنَهُ)) ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر تم آپس میں کانا پھوسی نہ کیا کرو، اس لیے کہ لوگوں کو رنج ہوگا۔ البتہ اگر دوسرے آدمی بھی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

لغوی توضیح لَا يَتَنَاجَى باہم سرگوشی نہ کریں۔ يُحْزِنُ غم میں مبتلا کرے گی۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ جب کہیں تین آدمی اکٹھے ہوں تو دو الگ ہو کر آپس میں گفتگو شروع نہ کر دیں، ممکن ہے کہ تیسرا یہ سوچ کر پریشان ہو کہ انہوں نے مجھے اس بات کے قابل نہیں سمجھا یا یہ سوچے کہ شاید یہ دونوں میرے خلاف ہی کوئی سازش کر رہے ہیں۔ البتہ دوسرے لوگوں کے ساتھ مل جانے کے بعد دو آدمی اکیلے بھی سرگوشی کر سکتے ہیں کیونکہ اب تیسرا آدمی تنہا نہیں۔

(16) باب الطب والمرض والرقى

بیماریاں اور ان کے علاج اور جھاڑ پھونک کا بیان

١٤١١۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((الْعَيْنُ حَقٌّ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا نظر بد لگنا برحق ہے۔

١٤٠٩۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 45 باب لا يتناجى اثنان دون الثالث (6288) مسلم (2183) حميدي (646)۔

١٤١٠۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 47 باب إذا كانوا اكثر من ثلاثة فلا باس...(6290) مسلم (2184)۔

١٤١١۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 36 باب العين حق (5740) مسلم (2187) بغوي (3190) احمد (8352)۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ نظر کے ذریعے نقصان پہنچ جانا کوئی وہم نہیں بلکہ ثابت اور برحق بات ہے۔ جسے نظر لگی ہوا سے دم کرانا چاہیے (جیسا کہ آئندہ احادیث ۱۴۱۸، ۱۴۱۹ میں ہے)۔ علاوہ ازیں نبی ﷺ نظر بد سے بچنے کے لیے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت کیا کرتے تھے۔[1]

(17) باب السحر

جادو کا بیان

١٤١٢ - **حديث** عَائِشَةَ رضي الله عنها' قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُحِرَ' حَتّٰى كَانَ يَرَى اَنَّهُ يَأْتِي النِّسَاءَ وَلَا يَأْتِيهِنَّ ـ قَالَ سُفْيَانُ (اَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ) وَهٰذَا اَشَدُّ مَا يَكُوْنُ مِنَ السِّحْرِ اِذَا كَانَ كَذَا ـ فَقَالَ : ((يَا عَائِشَةُ ! اَعَلِمْتِ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِي فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ ؟ اَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِي ' وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ ' فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَاْسِي لِلْآخَرِ : مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ : مَطْبُوْبٌ ـ قَالَ : وَمَنْ طَبَّهُ ؟ قَالَ : لَبِيْدُ بْنُ اَعْصَمَ ' رَجُلٌ مِنْ زُرَيْقٍ ' حَلِيْفٌ لِيَهُوْدَ ' كَانَ مُنَافِقًا ـ قَالَ : وَفِيْمَ ؟ قَالَ : فِي مُشْطٍ وَ مُشَاقَةٍ ـ قَالَ : وَاَيْنَ ؟ قَالَ : فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ تَحْتَ رَعُوْفَةٍ ' فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ)) قَالَتْ : فَاَتَى النَّبِيُّ ﷺ الْبِئْرَ حَتّٰى اسْتَخْرَجَهُ ـ فَقَالَ : ((هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي اُرِيْتُهَا وَكَاَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ ' وَكَاَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ)) قَالَ : ((فَاسْتُخْرِجَ)) قَالَتْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا گیا تھا اور اس کا آپ پر یہ اثر ہوا تھا کہ آپ کو خیال ہوتا کہ آپ نے ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے ساتھ ہم بستری کی ہے حالانکہ آپ نے کی نہیں ہوتی تھی۔ سفیان ثوریؒ (سند کے ایک راوی) نے بیان کیا کہ جادو کی یہ سب سے سخت قسم ہے جب اس کا یہ اثر ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو بات میں نے پوچھی تھی اس کا جواب اس نے کب کا دے دیا ہے۔ میرے پاس دو فرشتے آئے ایک میرے سر کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس۔ جو فرشتہ میرے سر کی طرف کھڑا تھا اس نے دوسرے سے کہا۔ ان صاحب (یعنی نبی ﷺ) کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ یہ یہودیوں کے حلیف بنی زریق کا ایک شخص تھا اور منافق تھا۔ سوال کیا کہ کس چیز سے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ کنگھے اور بال سے۔ پوچھا جادو ہے کہاں؟ جواب دیا کہ نر کھجور کے خوشے میں جو ذروان کے کنویں کے اندر رکھے ہوئے پتھر کے نیچے دفن ہے۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور جادو اندر سے نکالا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔ اس کا پانی مہندی کے عرق جیسا رنگین تھا اور اس کے کھجور کے

١٤١٢ ـ البخاري في: 76 كتاب الطب: 49 باب هل يستخرج السحر (3175) مسلم (2189) ابن ماجه (3545) ـ

[1] [**صحيح** : هداية الرواة (4/ 282) ترمذى (2058)]

: فَقُلْتُ اَفَلَا ' اَیْ تَنَشَّرْتَ ؟ فَقَالَ : ((اَمَا وَاللّٰهِ ! فَقَدْ شَفَانِی ' وَاَكْرَهُ اَنْ اُثِیْرَ عَلَی اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ شَرًّا)) ۔

درختوں کے سر شیطانوں کے سروں جیسے تھے۔ بیان کیا کہ پھر وہ جادو کنویں میں سے نکالا گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا آپ نے اس جادو کا توڑ کیوں نہیں کرایا؟ فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی تو مجھے پسند نہیں کہ کسی پر برائی کے ساتھ حملہ کروں۔

لغوی توضیح مَطْبُوبٌ جادو کیا ہوا۔ مُشْط کنگھا۔ مُشَاقَة کنگھا کرتے وقت سر اور داڑھی سے گرنے والے بال۔ جُف خوشے کا پردہ۔ طَلْعَة ذَكَر نرخوشہ۔ رَعُوفَة وہ پتھر جو کنواں کھودتے وقت اس میں چھوڑ دیا جاتا ہے، جسے اُکھیڑنا ممکن نہیں ہوتا۔ نُقَاعَةُ الْحِنَّاء مہندی کا عرق۔ تَنَشَّرْتَ نشرہ سے ہے اور نشرہ کہتے ہیں جادو کے علاج کو۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ نبی ﷺ پر بھی جادو ہو گیا تھا۔ لیکن یہ جادو آپ کی نبوت و رسالت پر اثر انداز نہیں ہوا تھا بلکہ یہ آپ کے دنیوی افعال کے ساتھ ہی خاص تھا جیسا کہ آپ کو یہ خیال ہوتا کہ آپ اپنی بیویوں سے ہم بستر ہوئے ہیں لیکن آپ ہم بستر نہیں ہوئے ہوتے تھے۔ جادو کا علاج بذریعہ دم کرایا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں فرمانِ نبوی کے مطابق صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھانے سے بھی جادو کا اثر نہیں ہوتا۔[1]

(18) باب السم

زہر کا بیان

١٤١٣ ۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ یَهُوْدِیَّةً اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ ' بِشَاةٍ مَسْمُوْمَةٍ فَاَكَلَ مِنْهَا ' فَجِیْءَ بِهَا ' فَقِیْلَ : اَلَا تَقْتُلُهَا ؟ قَالَ : ((لَا)) قَالَ : فَمَا زِلْتُ اَعْرِفُهَا فِی لَهَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی عورت نبی ﷺ کی خدمت میں زہر ملا ہوا بکری کا گوشت لائی آپ نے اس میں سے کچھ کھایا (لیکن فوراً ہی فرمایا کہ اس میں زہر پڑا ہوا ہے) پھر جب اس (عورت) کو لایا گیا (اور اس نے زہر ڈالنے کا اقرار بھی کر لیا) تو کہا گیا کہ کیوں نہ اسے قتل کر دیا جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ نہیں (حضرت انس کہتے ہیں) اس زہر کا اثر میں نے ہمیشہ نبی ﷺ کے تالو میں محسوس کیا۔

لغوی توضیح شَاة مَسْمُوْمَة زہر آلود بکری (کا گوشت)۔ لَهَوَات تالو۔

(19) باب استحباب رقیة المریض

بیمار پر دم جھاڑ کرنا مستحب ہے

١٤١٤ ۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' كَانَ اِذَا اَتَی مَرِیْضًا '

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ یہ

١٤١٣ ۔ البخاری فی: 51 كتاب الهبة: 28 باب قبول الهدية من المشركين (2617) مسلم (2190) ابوداود (4508) ۔

١٤١٤ ۔ البخاری فی: 75 كتاب المرضى: 20 باب دعاء العائد للمريض (5675) مسلم (2191) ابن حبان (2970) ۔

[1] [بخاری (5445) مسلم (2047)]

اَوْ اُتِیَ بِهٖ قَالَ : ((اَذْهِبِ الْبَاسَ ' رَبَّ النَّاسِ ' اشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِي ' لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ ' شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)) ۔

دعا فرماتے ''اے لوگوں کے پروردگار! بیماری دور کر دے، اے انسانوں کے پالنے والے! شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے جس میں مرض بالکل باقی نہ رہے۔''

لغوی توضیح لَا يُغَادِرُ نہ چھوڑے۔ سَقَمًا کوئی بیماری۔

(20) باب رقية المريض بالمعوذات والنفث

مریض پر معوذات پڑھ کر پھونکنا

١٤١٥۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اشْتَكَى ' يَقْرَاُ عَلَى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ ' وَيَنْفُثُ ۔ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهٗ كُنْتُ اَقْرَاُ عَلَيْهِ ' وَاَمْسَحُ بِيَدِهٖ ' رَجَاءَ بَرَكَتِهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار پڑتے تو معوذات کی سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے پھر جب (مرض الموت میں) آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر برکت کی امید میں آپ کے ہاتھوں کو آپ کے جسد مبارک پر پھیرتی تھی۔

لغوی توضیح اَلْمُعَوِّذَات مراد سورۃ الفلق، سورۃ الناس اور سورۃ الاخلاص ہے۔ يَنْفُثُ پھونکتے۔

(21) باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة

نظر بد اور زہریلے کیڑوں مکوڑوں کے کاٹے کا دم کرنا مستحب ہے

١٤١٦۔ حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ' عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ ' اَنَّهٗ قَالَ : سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ ۔ فَقَالَتْ : رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ۔

اسود بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زہریلے جانور کے کاٹنے میں دم کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہر زہریلے جانور کے کاٹنے میں دم کرنے کی نبی ﷺ نے اجازت دی ہے۔

لغوی توضیح حُمَة بچھو کا کاٹنا، یا بچھو کا زہر، یا ہر موذی کیڑے مکوڑے کا ڈسنا اور کاٹنا خواہ بچھو ہو یا کوئی اور۔

١٤١٧۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ لِلْمَرِيْضِ : ((بِسْمِ اللّٰهِ ' تُرْبَةُ اَرْضِنَا ' بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا ' يُشْفَى سَقِيْمُنَا ' بِاِذْنِ رَبِّنَا)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مریض کے لیے (انگشت شہادت پر زمین سے مٹی لگا کر) یہ دعا پڑھتے تھے ''اللہ کے نام کی مدد سے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ تاکہ ہمارا مریض شفا پا جائے ہمارے رب کے حکم سے۔''

لغوی توضیح بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ دم کے وقت تھوکتے بھی تھے۔

١٤١٥۔ البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 14 باب المعوذات (4439) مسلم (2192) ابو داود (3902) ۔

١٤١٦۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 37 باب رقية الحية والعقرب (5741) مسلم (2193) ابن ماجه (3517) ۔

١٤١٧۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 38 باب رقية النبي ﷺ (5745) مسلم (2194) ابو داود (3895) ۔

١٤١٨ - حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' قَالَتْ : اَمَرَنِی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ' اَوْ اَمَرَ اَنْ یُسْتَرْقَی مِنَ الْعَیْنِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا یا (آپ نے اس طرح بیان کیا کہ) آپ ﷺ نے حکم دیا کہ نظر بد لگ جانے پر دم کرلیا کرو۔

١٤١٩ - حدیث اُمِّ سَلَمَةَ رضی الله عنها ' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ ' رَاَی فِی بَیْتِهَا جَارِیَةً ' فِی وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ: ((اسْتَرْقُوْا لَهَا ' فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ)) ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر (نظر بد لگنے کی وجہ سے) کالے دھبے پڑ گئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر دم کرادو کیونکہ اسے نظر بد لگ گئی ہے۔

لغوی توضیح سَفْعَةٌ کالے یا سرخ نشانات۔ النَّظْرَةَ نظر بد۔

(23) باب جواز اخذ الاجرة علی الرقیة بالقرآن والاذکار

قرآن مجید یا کسی اور دعا سے دم کر کے اس پر اجرت لینا جائز ہے

١٤٢٠ - حدیث اَبِی سَعِیْدٍ رضی الله عنه ' قَالَ : انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ فِی سَفْرَةٍ سَافَرُوْهَا ' حَتّٰی نَزَلُوْا عَلٰی حَیٍّ مِنْ اَحْیَاءِ الْعَرَبِ ' فَاسْتَضَافُوْهُمْ ' فَاَبَوْ اَنْ یُضَیِّفُوْهُمْ ۔ فَلُدِغَ سَیِّدُ ذٰلِكَ الْحَیِّ ' فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَیْءٍ ' لَا یَنْفَعُهُ شَیْءٌ ۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَوْ اَتَیْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِیْنَ نَزَلُوْا ' لَعَلَّهُ اَنْ یَكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَیْءٌ ! فَاَتَوْهُمْ ۔ فَقَالُوْا : یَا اَیُّهَا الرَّهْطُ ! اِنَّ سَیِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَیْنَا لَهُ بِكُلِّ شَیْءٍ ' لَا یَنْفَعُهُ ۔ فَهَلْ عِنْدَ اَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَیْءٍ ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : نَعَمْ وَاللهِ ! اِنِّی لَاَرْقِی ' وَلٰكِنْ وَاللهِ ! لَقَدِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے کچھ صحابہ سفر میں تھے۔ دورانِ سفر وہ عرب کے ایک قبیلہ پر اترے۔ صحابہ نے چاہا کہ قبیلہ والے انہیں اپنا مہمان بنالیں۔ لیکن انہوں نے مہمانی نہیں کی' بلکہ صاف انکار کر دیا۔ اتفاق سے اسی قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا' قبیلہ والوں نے ہر طرح کی کوشش کر ڈالی' لیکن ان کا سردار اچھا نہ ہوا۔ ان کے کسی آدمی نے کہا کہ چلو ان لوگوں سے بھی پوچھیں جو یہاں آ کر اترے ہیں۔ ممکن ہے کوئی دم جھاڑے کی چیز ان کے پاس ہو۔ چنانچہ قبیلہ والے ان کے پاس آئے اور کہا کہ' بھائیو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کے لیے ہم نے ہر قسم کی کوشش کر ڈالی لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز دم کرنے کی ہے؟ ایک صحابی نے کہا' کہ قسم اللہ کی میں اسے دم کر دوں گا۔ لیکن ہم نے تم کو میزبانی کے لیے کہا تھا اور تم نے اس سے انکار

١٤١٨ - البخاری فی: 76 کتاب الطب: 35 باب رقیة العین (5738) مسلم (2195) ابن ماجه (3512) ۔
١٤١٩ - البخاری فی: 76 کتاب الطب: 35 باب رقیة العین (5739) مسلم (2197) ۔
١٤٢٠ - البخاری فی: 37 کتاب الإجارة: 16 باب ما یعطی فی الرقیة ...(2276) مسلم (2201) ترمذی (2063) ۔

اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا ' فَمَا اَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا۔ فَصَالَحُوْهُمْ عَلَى قَطِيْعٍ مِنَ الْغَنَمِ ۔ فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ ۔ وَيَقْرَأُ۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ فَكَأَنَّمَا۔ نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ' فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ قَالَ: فَاَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوْهُمْ عَلَيْهِ ۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : اِقْسِمُوْا ۔ فَقَالَ الَّذِي رَقَى ۔ لَا تَفْعَلُوْا' حَتَّى نَاْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ' فَنَنْظُرَ مَا يَاْمُرُنَا۔ فَقَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ' فَذَكَرُوْا لَهُ ۔ فَقَالَ : ((وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ !)) ثُمَّ قَالَ : ((قَدْ اَصَبْتُمْ ' اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا)) فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔

کر دیا۔اس لیے میں بھی اجرت کے بغیر دم نہیں کر سکتا۔آخر بکریوں کے ایک گلے پر ان کا معاملہ طے ہوا۔ وہ صحابی وہاں گئے۔ اور الحمد للہ رب العالمین پڑھ پڑھ کر دم کیا۔ایسا معلوم ہوا جیسے کسی کی رسی کھول دی گئی ہو۔ وہ سردار اٹھ کر چلنے لگا' تکلیف و درد کا نام ونشان بھی باقی نہیں تھا۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے طے شدہ اجرت صحابہ کو ادا کر دی۔ کسی نے کہا کہ اسے تقسیم کرلو۔لیکن جنہوں نے دم کیا تھا وہ بولے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے ہم آپ سے اس کا ذکر کرلیں۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ سب حضرات رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ بھی ایک دم ہے؟ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا۔اسے تقسیم کرلو اور ایک میرا حصہ بھی لگاؤ۔ یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔

لغوی توضیح فَاسْتَضَافُوْهُمْ انہوں نے ان سے مہمانی طلب کی۔فَاَبَوْا انہوں نے انکار کر دیا۔اَنْ يُضَيِّفُوْهُمْ ان کی مہمان نوازی کرنے سے۔لُدِغَ ڈس لیا گیا۔ قَطِيْعٍ مِنَ الْغَنَمِ بکریوں کا ایک گروہ (تیس بکریاں تھیں)۔وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ دم ہے؟ (معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ ایسی سورت ہے جس کے ساتھ دم کیا جا سکتا ہے)۔وَاضْرِبُوْا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا میرے لیے بھی حصہ نکالو (معلوم ہوا کہ دم کرنے کی اجرت لینا جائز ہے، اسی طرح کتاب وسنت کی تعلیم دینے پر بھی اجرت لی جا سکتی ہے، اس حدیث کی ایک دوسری روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ جس پر اجرت لی جائے اس کی سب سے زیادہ مستحق چیز اللہ کی کتاب ہے [1])۔

(26) باب لكل داء دواء واستحباب التداوي

ہر بیماری کی ایک دوا ہے اور علاج کرنا مستحب ہے

١٤٢١۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی الله عنهما ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ' يَقُوْلُ :((اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ ' اَوْ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا اگر تمہاری دواؤں میں کسی میں بھلائی ہے تو پچھنا لگوانے یا شہد پینے اور آگ سے داغنے میں ہے' اگر وہ مرض کے

١٤٢١۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 4 باب الدواء بالعسل (5683) مسلم (2205) ابن حبان (6076)۔

[1] [بخاری (5737)]

يَكُوْنُ فِي شَيْءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ ' خَيْرٌ ' فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ ' اَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ ' اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّاءَ ' وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ)) ۔

مطابق ہو اور میں آگ سے داغنے کو پسند نہیں کرتا۔

لغوی توضیح شَرْطَة ضرب۔ مِحْجَم وہ لوہے کا آلہ جس سے پچھنے کی جگہ کاٹ کر خون نکالا جاتا ہے۔ لَذْعَة بِنَار آگ سے داغنا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین چیزوں میں شفا ہے۔ پچھنے لگوانے، شہد پینے اور داغ لگوانے میں۔ البتہ تیسری چیز یعنی داغ لگوانا نبی ﷺ کو ناپسند تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کو داغ لگوانے سے منع کرتا ہوں۔[1]

۱۴۲۲۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ ' وَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے پچھنا لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو اجرت بھی دی۔

۱۴۲۳۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ' يَحْتَجِمُ ' وَلَمْ يَكُنْ يَظْلِمُ اَحَدًا اَجْرَهُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان بیان کیا کہ نبی ﷺ نے پچھنا لگوایا' اور آپ کسی کی مزدوری کے معاملے میں کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے۔

۱۴۲۴۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' بخار جہنم کی بھاپ کے اثر سے ہوتا ہے۔ اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو۔

لغوی توضیح الْحُمَّى بخار۔ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ جہنم کی بھاپ سے ہے (مراد یہ ہے کہ بخار کی گرمی جہنم کی گرمی کے مشابہ ہے)۔ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرو (یہ علاج اس طرح کیا جاتا تھا کہ مریض کو چت لٹا دیا جاتا اور پھر برتن کے ساتھ اس کے سر پر تھوڑا تھوڑا پانی ڈالا جاتا، یوں اس کا بخار ٹھیک ہو جاتا۔ یاد رہے کہ یہ بخار کی ایک خاص قسم کا علاج ہے، ہر قسم کا نہیں۔ اس لیے یہ علاج وہی کرے جسے اس کا علم ہو، ایسا نہ ہو کہ کوئی جاہل یہ علاج کرنے بیٹھے اور شفا کی بجائے مزید بیماری بڑھا دے)۔

۱۴۲۵۔ حدیث اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ ' كَانَتْ اِذَا اُتِيَتْ بِالْمَرْاَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُوْ لَهَا ' اَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا ۔ قَالَتْ : وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' يَاْمُرُنَا اَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَاءِ ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ہاں جب کوئی بخار میں مبتلا عورت لائی جاتی تو وہ اس کے لیے دعا کرتیں اور اس کے گریبان میں پانی ڈالتیں۔ وہ بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

۱۴۲۲۔ البخاري في: 37 كتاب الإجارة: 18 باب خراج الحجام ، مسلم (1202) ۔

۱۴۲۳۔ البخاري في: 37 كتاب الإجارة: 18 باب خراج الحجام ، مسلم (1577) ۔

۱۴۲۴۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 10 باب صفة النار وانها مخلوقة (3264) مسلم (2209) ابن ماجه (3472) ۔

۱۴۲۵۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 27 باب الحمى من فيح جهنم (5724) مسلم (2211) ترمذی (2074)۔

[1] [بخاری (5680) کتاب الطب]

١٤٢٦ ـ حديث رافع بن خديج ' قال : سمعت النبي ﷺ يقول : ((الحمى من فوح جهنم ' فابردوها بالماء)) ـ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ بخار جہنم کی بھاپ سے ہے۔ پس اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو۔

(27) باب كراهة التداوى باللدود

مریض کے منہ میں زبردستی دواڈالنا مکروہ ہے

١٤٢٧ ـ حديث عائشة رضى الله عنها قالت : لددناه في مرضه ' فجعل يشير الينا ان لا تلدوني فقلنا : كراهية المريض للدواء فلما افاق ' قال : ((الم انهكم ان تلدوني ؟)) قلنا : كراهية المريض للدواء ـ فقال : ((لا يبقى احد في البيت الا لد وانا انظر الا العباس ' فانه لم يشهدكم)) ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کے مرض میں ہم آپ کے منہ میں دوا دینے لگے تو آپ نے اشارے سے دوا دینے سے منع کیا۔ ہم نے سمجھا کہ مریض کو دوا پینے سے (بعض اوقات) جو ناگواری ہوتی ہے یہ بھی اسی کا نتیجہ ہے (اس لیے ہم نے اصرار کیا) تو آپ نے فرمایا کہ گھر میں جتنے آدمی ہیں سب کے منہ میں میرے سامنے دوا ڈالی جائے۔ صرف عباس رضی اللہ عنہ اس سے الگ ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ اس کام میں شریک نہیں تھے۔

لغوی توضیح: لَدَدْنَاهُ ہم نے آپ ﷺ کے منہ میں (زبردستی) دوا ڈالی۔ یہ واقعہ آپ ﷺ کے مرض کے ابتدائی ایام کا ہے جب آپ ابھی میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔

(28) باب التداوى بالعود الهندى وهو الكست

عود ہندی یعنی (قسط ہندی) سے علاج کرنے کا بیان

١٤٢٨ ـ حديث ام قيس بنت محصن رضى الله عنها ' انها اتت بابن لها صغير ' لم ياكل الطعام ' الى رسول الله ﷺ فاجلسه رسول الله ﷺ في حجره ' فبال على ثوبه ' فدعا بماء فنضحه ولم يغسله ـ

حضرت ام قیس بن محصن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں اپنا چھوٹا بچہ لے کر آئی جو کھانا نہیں کھاتا تھا (یعنی شیر خوار تھا) رسول ﷺ نے اسے گود میں بٹھالیا۔ اس بچے نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کردیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگا کر کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے نہیں دھویا۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب نجس نہیں، اس لیے اسے دھونے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ اس پر پانی بہا دینا ہی کافی ہے۔

١٤٢٦ ـ البخاري في: 76 كتاب الطب: 28 باب الحمى من فيح جهنم (3262) مسلم (2212) ترمذي (2073)۔

١٤٢٧ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 83 باب مرض النبي ﷺ ووفاته (4458) مسلم (2213) ـ

١٤٢٨ ـ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 59 باب بول الصبيان ، مسلم (287) ـ

١٤٢٩ ـ حديث أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رضي الله عنها ، قَالَتْ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ، يَقُوْلُ : ((عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ ، يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ ، وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ)) ـ

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا تم لوگ اس عود ہندی (قسط) کا استعمال کیا کرو، کیونکہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔ حلق کے درد میں ناک میں ڈالا جاتا ہے پسلی کے درد میں چبائی جاتی ہے۔

لغوی توضیح سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ سات چیزوں کی شفا۔ اشفیہ جمع ہے شفاء کی۔ یُسْتَعَطُ ناک میں دوا ڈالی جاتی ہے۔ اَلْعُذْرَة حلق کا درد۔ یُلَدُّ چبائی جاتی ہے۔ ذَات الْجَنْبِ پہلو، پسلی کا درد۔

(29) باب التداوي بالحبة السوداء

کالے دانے (کلونجی) کے ساتھ علاج کا بیان

١٤٣٠ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُوْلُ : ((فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ ، إِلَّا السَّامَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سیاہ دانوں (کلونجی) میں ہر بیماری کی شفا ہے سوائے موت کے۔

لغوی توضیح اَلْحَبَّة السَّوْدَاء کالا دانہ، مراد ہے کلونجی۔ السَّام موت۔

(30) باب التلبينة مجمة لفؤاد المريض

تلبینہ دل مریض کے لیے فائدہ مند ہے

١٤٣١ ـ حديث عَائِشَةَ ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، أَنَّهَا كَانَتْ ، إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَاءُ ، ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَ خَاصَّتَهَا ، أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا ـ ثُمَّ قَالَتْ : كُلْنَ مِنْهَا ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((التَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ)) ـ

نبی کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا (کا یہ معمول تھا کہ) جب کسی گھر میں کسی کی وفات ہو جاتی اور اس وجہ سے عورتیں جمع ہوتیں اور پھر وہ چلی جاتیں، صرف گھر والے اور خاص خاص عورتیں رہ جاتیں تو آپ ہانڈی میں تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں۔ وہ پکایا جاتا پھر ثرید بن جاتا اور تلبینہ اس پر ڈالا جاتا۔ پھر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ اسے کھاؤ کیونکہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ تلبینہ مریض کے دل کو تسکین دیتا ہے اور اس کا غم دور کرتا ہے۔

١٤٢٩ ـ البخاري في: 76 كتاب الطب: 10 باب السعوط بالقسط الهندي البحري...(5692) مسلم (2214)۔
١٤٣٠ ـ البخاري في: 76 كتاب الطب: 7 باب الحبة السوداء (5688) مسلم (2215) ترمذی (2041)۔
١٤٣١ ـ البخاري في: 70 كتاب الاطعمة: 24 باب التلبينة (5417) مسلم (2216) ترمذی (3039) احمد (25274)۔

لغوی توضیح اَلتَّلْبِيْنَةُ ایسا حلوہ جسے سوجی (روا) دودھ اور شہد ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غمگین آدمی کو تلبینہ کھلانا مستحب ہے۔ مُجِمَّةٌ راحت وسکون پہنچاتا ہے۔

(31) باب التداوی بسقی العسل

شہد کے ذریعہ سے علاج

١٤٣٢ - حديث أَبِي سَعِيْدٍ رضي الله عنه' اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ' فَقَالَ : اَخِي يشتكي بَطْنَهُ فَقَالَ: ((اسْقِهِ عَسَلًا)) ثُمَّ اَتَى الثَّانِيَةَ' فَقَالَ : ((اسْقِهِ عَسَلًا)) ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ' فَقَالَ : ((اسْقِهِ عَسَلًا)) ثُمَّ اَتَاهُ' فَقَالَ : فَعَلْتُ - فَقَالَ: ((صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذِبَ بَطْنُ اَخِيْكَ' اسْقِهِ عَسَلًا)) فَسَقَاهُ' فَبَرَاَ -

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا بھائی پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے شہد پلا۔ پھر دوسری مرتبہ وہی صحابی حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اسے اس مرتبہ بھی شہد پلانے کے لیے کہا وہ پھر تیسری مرتبہ آیا اور عرض کیا (حکم کے مطابق) میں نے عمل کیا (لیکن شفا نہیں ہوئی) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ اسے پھر شہد پلا۔ چنانچہ انہوں نے شہد پھر پلایا اور اسی سے وہ تندرست ہو گیا۔

فهم الحديث شہد میں شفا ہے اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے ﴿ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ﴾ "اس (یعنی شہد) میں شفا ہے۔" [النحل : ٦٩] لیکن اس شفا کو حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے اس کے لیے حکماء کی طرف رجوع لازم ہے۔

(32) باب الطاعون والطيرة والكهانة و غيرها

طاعون' بدشگونی اور کہانت کا بیان

١٤٣٣ - حديث أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((الطَّاعُوْنُ رِجْسٌ اُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي اِسْرَائِيْلَ ' اَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ' فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِاَرْضٍ فَلاَ تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ - وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ (وَفِي رِوَايَةٍ) لا يُخْرِجُكُمْ اِلَّا فِرَارًا مِنْهُ))۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا' طاعون ایک عذاب ہے جو پہلے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا یا آپ نے یہ فرمایا کہ ایک گذشتہ امت پر بھیجا گیا تھا۔ اس لیے جب کسی جگہ کے متعلق تم سنو (کہ وہاں طاعون ہے) تو وہاں نہ جاؤ۔ لیکن اگر کسی ایسی جگہ یہ وبا پھیل جائے جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ (اور ایک روایت میں ہے) بھاگنے کے سوا اور کوئی غرض نہ ہو تو مت نکلو۔

لغوی توضیح اَلطَّاعُوْنُ ایسی وباء جس میں کہنیوں پر، یا بغلوں میں، یا ہاتھوں پر، یا انگلیوں پر یا سارے بدن پر پھوڑے نکل آتے ہیں، جن کی سوجھ اور تکلیف شدید ہوتی ہے۔ ان کے نکلنے کے بعد انسان جلد ہی مر جاتا ہے۔ بالعموم یہ وبا جہاں پھیلتی

١٤٣٢ - البخاری فی: 76 كتاب الطب: 4 باب الدواء بالعسل (5684) مسلم (2217) نسائی فی الكبرى (7560)۔

١٤٣٣ - البخاری فی: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (3473) مسلم (2218) مؤطا (1656) -

ہے وہاں پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور اس سے کم ہی کوئی بچ پاتا ہے۔

فهم الحديث یہ اور آئندہ حدیث ثبوت ہے کہ جہاں طاعون پھیلا ہو وہاں نہیں جانا چاہیے اور اگر طاعون کے مقام پر انسان خود ہو تو وہاں سے محض اس وباء سے فرار اختیار کرتے ہوئے نہیں نکلنا چاہیے۔ البتہ اگر کوئی اور مقصد ہو جیسے جہاد فی سبیل اللہ، طلب علم یا تجارت وغیرہ تو پھر وہاں سے نکلنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

١٤٣٤ ـ حديث عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه، خَرَجَ اِلَى الشَّامِ، حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغَ، لَقِيَهُ اُمَرَاءُ الْاَجْنَادِ، اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهُ، فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِاَرْضِ الشَّامِ ـ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَالَ عُمَرُ: ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ ـ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَاخْتَلَفُوْا ـ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَدْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ، وَلَا نَرَى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ ـ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نَرَى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ ـ فَقَالَ: ارْتَفِعُوْا عَنِّي ـ ثُمَّ قَالَ: ادْعُوْا لِي الْاَنْصَارَ ـ فَدَعَوْتُهُمْ، فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ، وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ، فَقَالَ: ارْتَفِعُوْا عَنِّي ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ ـ فَدَعَوْتُهُمْ، فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام تشریف لے جا رہے تھے جب آپ مقام سرغ پر پہنچے تو آپ کی ملاقات فوجوں کے امراء حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں سے ہوئی۔ ان لوگوں نے امیر المومنین کو بتایا کہ طاعون کی وبا شام میں پھوٹ پڑی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس مہاجرین اولین کو بلا لاؤ۔ آپ انہیں لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا اور انہیں بتایا کہ شام میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ مہاجرین اولین کی آراء مختلف ہو گئیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کی باقی ماندہ جماعت آپ کے ساتھ ہے اور یہ مناسب نہیں کہ آپ انہیں اس وبا میں ڈال دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا اب آپ لوگ تشریف لے جائیں پھر فرمایا کہ انصار کو بلاؤ۔ میں انصار کو بلا کر لایا' آپ نے ان سے مشورہ کیا اور انہوں نے بھی مہاجرین کی طرح اختلاف کیا۔ کوئی کہنے لگا چلو کوئی کہنے لگا لوٹ جاؤ۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اب آپ لوگ بھی تشریف لے جائیں۔ پھر فرمایا کہ یہاں پر جو قریش کے بڑے بوڑھے ہیں جو فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کر کے مدینہ آئے تھے انہیں بلا لاؤ۔ میں انہیں بلا کر لایا۔ ان لوگوں میں کوئی اختلاف رائے پیدا نہیں ہوا سب نے کہا کہ ہمارا خیال ہے کہ آپ لوگوں کو ساتھ لے کر واپس لوٹ چلیں اور وبائی ملک میں لوگوں کو مت لے کر جائیں۔ یہ سنتے ہی

١٤٣٤ ـ البخاري في: 76 كتاب الطب: 30 باب ما يذكر في الطاعون (5729) مسلم (2219) بزار (989) ـ

رَجُلَانِ ـ فَقَالُوا : نَرَى اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ ـ فَنَادَى عُمَرُ ، فِي النَّاسِ : اِنِّي مُصْبِحٌ عَلَى ظَهْرٍ فَاَصْبِحُوْا عَلَيْهِ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ : اَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ عُمَرُ : لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا اَبَا عُبَيْدَةَ ! نَعَمْ ، نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلَى قَدَرِ اللّٰهِ ، اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ اِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ ، اِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ وَالْاُخْرَى جَدْبَةٌ ، اَلَيْسَ اِنْ رَعَيْتَ الْخَصِبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ ، وَاِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ ؟ قَالَ : جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ ، فَقَالَ : اِنِّي عِنْدِي فِي هَذَا عِلْمًا ـ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُوْلُ : ((اِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ ، وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ)) قَالَ : فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ، ثُمَّ انْصَرَفَ ـ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کرا دیا کہ میں صبح کو اونٹ پر سوار ہو کر واپس مدینہ لوٹ جاؤں گا تم لوگ بھی واپس چلو۔ صبح کو ایسا ہی ہوا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا کیا اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کیا جائے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش یہ بات کسی اور نے کی ہوتی۔ ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کر رہے ہیں لیکن اللہ ہی کی تقدیر کی طرف۔ کیا تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم انہیں لے کر کسی ایسی وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز وشاداب اور دوسرا خشک۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اگر تم سرسبز کنارے پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہوگا اور خشک کنارے پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہوگا۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آ گئے۔ وہ اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اس وقت موجود نہیں تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میرے پاس اس مسئلہ سے متعلق ایک ''علم'' ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی سرزمین میں (طاعون کی وبا کے متعلق) سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب ایسی جگہ وبا آ جائے جہاں تم خود موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ راوی نے بیان کیا کہ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور پھر واپس ہو گئے۔

لغوی توضیح اُمَرَاءُ الْاَجْنَادِ لشکروں کے امیر۔ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ قریش کے بوڑھے لوگ۔ عُدْوَتَانِ دو کنارے۔ خَصِبَةٌ سرسبز۔ جَدْبَةٌ خشک۔

(33) باب لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر ولا نوء ولا غول ولا يورد ممرض على مصح

چھوت، بدشگونی، ہامہ، صفر، ستاروں کے مؤثر ہونے کا عقیدہ اور بھوت پریت سب لغو اور باطل ہیں البتہ بیمار کو تندرست کے ساتھ نہ رکھیں

١٤٣٥ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : ((لَا عَدْوَى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امراض میں چھوت چھات، صفر اور اُلو کی نحوست کی کوئی اصل نہیں۔

١٤٣٥ ـ البخاري في: 76 كتاب الطب: 25 باب لا صفر وهو داء ياخذ البطن (5770) مسلم (2220) ـ

وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ)) فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَمَا بَالُ اِبِلِي تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَاَنَّهَا الظِّبَاءَ ، فَيَاْتِي الْبَعِيْرُ الاَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا ؟ فَقَالَ: ((فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ ؟))۔

اس پر ایک اعرابی بولا کہ یا رسول اللہ! پھر میرے اونٹوں کو کیا ہو گیا کہ وہ جب تک ریگستان میں رہتے ہیں تو ہرنوں کی طرح (صاف اور خوب چکنے) رہتے ہیں پھر ان میں ایک خارش والا اونٹ آ جاتا ہے اور ان میں گھس کر انہیں بھی خارش لگا جاتا ہے تو آپ ﷺ نے اس پر فرمایا لیکن یہ بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟۔

لغوی توضیح لَا عَدْوَى کوئی بیماری متعدی نہیں (یعنی ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی اور چھوت کا عقیدہ رکھنا درست نہیں، البتہ آئندہ حدیث میں جو بیمار اونٹوں کو صحتمند اونٹوں میں لے جانے سے منع فرمایا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر ایک ساتھ رکھنے سے کوئی تندرست جانور بیمار ہو گیا تو یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ اس بیمار جانور کی وجہ سے ہی یہ سب کچھ ہوا ہے)۔ لَا صَفَرَ صفر کی کوئی نحوست نہیں (اس میں اہل جاہلیت کی تردید ہے جو اس ماہ کو منحوس سمجھتے تھے۔ یا ان کے اس اعتقاد کی تردید ہے کہ پیٹ میں ایک کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جو جگر وغیرہ کو کاٹ کر انسان اور مویشیوں کو ہلاک کر دیتا ہے کیونکہ صفر کی تشریح امام بخاریؒ نے 'پیٹ کی بیماری' کی ہے)۔ لَا هَامَةَ اُلو کی نحوست نہیں (اگر اُلو کسی کے گھر پر بیٹھ جاتا تو وہ اس سے بدشگونی پکڑتا تھا، اس میں ان کی تردید ہے)۔ الظِّبَاءَ جمع ہے الظبی کی، معنی ہے ہرن۔ الْبَعِيْرُ الاَجْرَبُ خارش زدہ اونٹ۔

۱۴۳۶۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنے بیمار اونٹوں کو کسی کے صحت مند اونٹوں میں نہ لے جائے۔

لغوی توضیح مُمْرِضٌ جس کے پاس بیمار اونٹ ہوں۔ مُصِحٌّ جس کے پاس تندرست اونٹ ہوں۔

(34) باب الطيرة والفال وما يكون فيه الشؤم

بدفالی، شگون لینا اور نحوست کا بیان

۱۴۳۷۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ ، وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ)) قَالُوا : وَمَا الْفَالُ ؟ قَالَ : ((كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا چھوت لگنا کوئی چیز نہیں اور بدشگونی نہیں ہے۔ البتہ نیک فال مجھے پسند ہے۔ صحابہ نے عرض کیا نیک فال کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھی بات (منہ سے نکالنا یا کسی سے سن لینا)۔

لغوی توضیح لَا طِيَرَةَ کوئی بدشگونی نہیں۔ مراد ہے پرندوں، جانوروں یا دیگر اشیاء سے بدشگونی پکڑنا۔ جیسے کہ اہل جاہلیت جب گھر سے نکلتے اور کوئی پرندہ دیکھتے کہ وہ دائیں جانب اُڑا ہے تو باعثِ برکت سمجھتے اور سفر جاری رکھتے اور اگر دیکھتے کہ پرندہ بائیں

۱۴۳۶۔ البخاری فی: 76 کتاب الطب: 53 باب لا هامة (5771) مسلم (2221) ابو داود (3911)۔

۱۴۳۷۔ البخاری فی: 76 کتاب الطب: 54 باب لا عدوی (5756) مسلم (2224) ابن ماجه (3538)۔

جانب اُڑا ہے تو منحوس سمجھتے اور واپس لوٹ جاتے۔ یہی اعتقاد وہ مختلف جانوروں میں بھی رکھتے۔ یہاں پر ان کے اس اعتقاد کی تردید کی جا رہی ہے۔ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ مجھے فال پسند ہے، فال سے مراد اچھا کلمہ، اچھا گمان ہے جو انسان کہتا یا سنتا ہے۔ یعنی کالی بلی یا کچھ بھی ایسا دیکھ کر جسے لوگ منحوس سمجھتے ہیں یا جس سے بدشگونی پکڑتے ہیں، اچھا گمان کرنا اور اچھی بات کہنا (جیسے کہ ہر اچھائی اللہ کی طرف سے ہے اور برائی اور نقصان بھی اسی کی طرف سے ہے وغیرہ وغیرہ)۔

١٤٣٨۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' يَقُوْلُ : ((لَا طِيَرَةَ وَ خَيْرُهَا الْفَأْلُ)) قَالُوا : وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ : ((الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ بدشگونی کی کوئی اصل نہیں البتہ نیک فال لینا کچھ برا نہیں ہے۔ صحابہ نے عرض کیا نیک فال کیا چیز ہے؟ فرمایا کوئی اچھی بات جو تم میں سے کوئی سنتا ہے۔

١٤٣٩۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : ((لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ ' وَالشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ : فِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امراض میں چھوت چھات کی اور بدشگونی کی کوئی اصل نہیں اگر ہوتی تو صرف تین چیزوں میں ہو سکتی ہے عورت میں' گھر میں اور گھوڑے میں۔

لغوی توضیح: الشُّؤْمُ نحوست۔ مراد یہ ہے کہ اگر نحوست ہوتی تو ان میں ہوتی لیکن ان میں بھی نہیں (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے)۔ البتہ اہل علم کا کہنا ہے کہ اگرچہ ذاتی اعتبار سے یہ تینوں اشیاء منحوس نہیں لیکن ان میں سے بعض کی طبیعت ایسی ہوتی ہے جو نحوست کے ہی مترادف ہے جیسے عورت کا نافرمان و بداخلاق ہونا، گھوڑے کا سرکش ہونا، اسی طرح گھر کا ہوادار نہ ہونا وغیرہ۔

١٤٤٠۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : ((اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ))۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نحوست اگر ہوتی تو وہ گھوڑے عورت اور مکان میں ہوتی۔

(37) باب قتل الحيات وغيرها

سانپوں وغیرہ کے ہلاک کا بیان

١٤٤١۔ حديث ابْنِ عُمَرَ وَاَبِي لُبَابَةَ رضى اللّٰه عنهم ' قَالَ ابْنُ عُمَرَ رضى اللّٰه عنهما : اِنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ سانپوں کو مار ڈالا کرو (خصوصاً) ان کو جن کے سروں پر دو نقطے ہوتے ہیں' اور دم بریدہ

١٤٣٨۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 43 باب الطيرة ، مسلم (2223)۔

١٤٣٩۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 43 باب الطيرة (2858) مسلم (2225) ترمذي (2824) ابوداود (3922)۔

١٤٤٠۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 47 باب ما يذكر من شؤم الفرس (2859) مسلم (2226)۔

١٤٤١۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 14 باب قول الله تعالى "وبث فيها من كل دابة" (3297) مسلم (2233)۔

عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُوْلُ: ((اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ، وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ)) ۔ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَبَيْنَا أَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً لاَ قْتُلَهَا، فَنَادَانِي أَبُوْ لُبَابَةَ: لاَ تَقْتُلْهَا ۔ فَقُلْتُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ ۔ قَالَ: إِنَّهُ نَهَى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ، وَهِيَ الْعَوَامِرُ ۔ وَفِي رِوَايَةٍ (فَرَآنِي أَبُوْ لُبَابَةَ أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ) ۔

سانپ کو بھی' کیونکہ یہ دونوں ایک آنکھ کی روشنی تک ختم کر دیتے ہیں اور حمل تک گرا دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا' ایک مرتبہ میں ایک سانپ کو مارنے کی کوشش کر رہا تھا کہ مجھ سے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ اسے نہ مارو۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سانپوں کو مارنے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ بعد میں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو جو جن ہوتے ہیں دفعتہً مار ڈالنے سے منع فرمایا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ مجھ کو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا یا میرے چچا زید بن خطاب رضی اللہ عنہ نے۔

لغوی توضیح اَلْحَيَّات جمع ہے حَيّة کی، معنی ہے سانپ۔ ذَا الطُّفْيَتَيْنِ جس کے سر پر دو نقطے ہوں۔ الاَبْتَرَ جس کی دم کٹی ہو۔ يَطْمِسَان وہ ختم کر دیتے ہیں۔ الْبَصَرَ بصارت کو۔ وَيَسْتَسْقِطَان اور گرا دیتے ہیں۔ الْحَبَل حمل کو (اپنے زہر کی وجہ سے)۔ اُطَارِدُ میں تلاش کر رہا تھا (سانپ کو تا کہ اسے قتل کروں)۔ ذَوَاتِ الْبُيُوْت گھروں والے۔ یعنی الْعَوَامِرُ گھروں کے رہائشی سانپ (جو درحقیقت جن ہوتے ہیں انہیں دفعۃً قتل کرنے کی ممانعت ہے، بلکہ ایک دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ گھروں کے رہائشی سانپوں کو تین مرتبہ گھر سے نکل جانے کا کہنا چاہیے، اگر نہ نکلیں تو پھر انہیں قتل کر دینا چاہیے کیونکہ وہ شیطان ہیں)۔[1]

١٤٤٢ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ ۔ ﴿ وَالْمُرْسَلاتِ ﴾ ۔ فَتَلَقَّيْنَاهَا مِنْ فِيْهِ ۔ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا، إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمُ اقْتُلُوْهَا)) قَالَ: فَابْتَدَرْنَا هَا فَسَبَقَتْنَا ۔ قَالَ: فَقَالَ ((وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا)) ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ پر سورہ والمرسلات نازل ہوئی تھی' اور ہم اس کو آپ کے منہ سے سیکھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ نکل آیا۔ ہم لوگ اسے مارنے کو بڑھے۔ لیکن وہ بچ نکلا اور اپنے سوراخ میں گھس گیا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچ گیا اور تم اس کے شر سے بچ گئے۔

لغوی توضیح وُقِيَتْ شَرَّكُمْ وہ (سانپ) تمہارے شر سے بچ گیا (یعنی تمہاری طرف سے اسے نقصان پہنچنا اس کے حق میں شر ہی تھا اگرچہ تمہارے حق میں یہ بہتر تھا)۔ وُقِيتُمْ شَرَّهَا تم اس کے شر سے بچ گئے (یعنی تمہیں اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچا)۔

١٤٤٢ ۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 77 سورة والمرسلات: 1 باب حدثني محمود (1830) مسلم (2234) ۔

[1] [حسن صحيح: صحيح ابوداود، ابوداود (5257) صحيح ترمذي (1529)]

(38) باب استحباب قتل الوزغ
چھپکلی مارنا مستحب ہے

١٤٤٣ ـ حديث أُمّ شَرِيْكٍ رضى الله عنها ' اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ اَمَرَهَا بِقَتْلِ الْاَوْزَاغِ ـ

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے چھپکلی کو مار ڈالنے کا حکم دیا ہے۔

لغوی توضیح اَلْاَوْزَاغ چھپکلی ۔اسے مارنے کا سبب حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ یہ اس آگ میں پھونکیں مار رہی تھی جس میں ابراہیم علیہ السلام کو پھینکا گیا تھا۔① ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو ایک ہی ضرب میں چھپکلی کو مارتا ہے اسے سو نیکیاں ملتی ہیں۔②

١٤٤٤ ـ حديث عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ لِلْوَزَغِ ((فُوَيْسِقٌ)) وَلَمْ اَسْمَعْهُ اَمَرَ بِقَتْلِهِ ـ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو موذی کہا تھا لیکن میں نے آپ سے یہ نہیں سنا کہ آپ نے اسے مارنے کا بھی حکم دیا تھا۔

(39) باب النهى عن قتل النمل
چیونٹی کے مارنے کی ممانعت

١٤٤٥ ـ حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ ' فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ ' فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ ـ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ؟)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا تھا تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کے سارے گھر جلا دیے گئے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہیں چیونٹی نے کاٹ لیا تھا تو تم نے ایک ایسی خلقت کو جلا کر خاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی تھی۔

لغوی توضیح قَرَصَتْ کاٹ لیا۔ نَمْلَةٌ چیونٹی نے۔تُسَبِّحُ جو تسبیح بیان کرتی تھی (معلوم ہوا کہ چیونٹیاں بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہیں۔ایک اور روایت میں چار جانوروں کے قتل کی ممانعت ہے، چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور ممولا③)

(40) باب تحريم قتل الهرة
بلی کے مارنے کی حرمت

١٤٤٦ ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل کی) ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا تھا جسے

١٤٤٣ ـ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 15 باب خير مال المسلم غنم...(3307) مسلم (2237) ابن ماجه (3228)۔

١٤٤٤ ـ البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 7 باب ما يقتل المحرم من الدواب (1831) مسلم (2239) ـ

١٤٤٥ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 153 باب حدثنا يحيى (3019) مسلم (2241) ابن ماجه (3225) ـ

١٤٤٦ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (2365) مسلم (2242) دارمى (2814) ـ

---

① [بخاری (3359) کتاب احادیث الانبیاء] ② [مسلم (2240) کتاب الطب والرقی]

③ [صحيح : ارواء الغليل (8/ 200) ابو داود (5267) ابن ماجه (3224)]

قَالَ : ((عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ ، لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا اِذْ هِيَ حَبَسَتْهَا ، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ)) ۔

اس نے قید کر رکھا تھا۔ جس سے وہ بلی مر گئی تھی اور اس کی سزا میں وہ عورت دوزخ میں گئی۔ جب وہ عورت بلی کو باندھے ہوئے تھی تو نہ اس نے اسے کھانے کے لیے کچھ دیا، نہ پینے کے لیے اور نہ ہی اس نے بلی کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔

لغوی توضیح: فِي هِرَّةٍ یعنی بلی کی وجہ سے۔ سَجَنَتْهَا اس نے اسے قید کر رکھا تھا۔ خَشَاشِ الْاَرْض زمین کے کیڑے مکوڑے۔ معلوم ہوا کہ جس نے کوئی جانور قید کر رکھا ہے اس پر لازم ہے کہ اسے کھلائے پلائے ورنہ اسے عذاب دیا جائے گا۔

(41) باب فضل ساقي البهائم المحترمة واطعامها

غیر موذی جانوروں کو کھلانے پلانے کی فضیلت

١٤٤٧ ۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : ((بَيْنَا رَجُلٌ يَمْشِي فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ ، فَنَزَلَ بِئْرًا ، فَشَرِبَ مِنْهَا ، ثُمَّ خَرَجَ ، فَاِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَاْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ۔ فَقَالَ : لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ بِي ۔ فَمَلَاَ خُفَّهُ ، ثُمَّ اَمْسَكَهُ بِفِيهِ ، ثُمَّ رَقِيَ ، فَسَقَى الْكَلْبَ ۔ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ)) قَالُوا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَاِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ اَجْرًا ؟ قَالَ : ((فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی۔ اس نے ایک کنویں میں اتر کر پانی پیا۔ پھر باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے (اپنے دل میں) کہا یہ بھی اس وقت ایسی ہی پیاس میں مبتلا ہے جیسے ابھی مجھے لگی ہوئی تھی (چنانچہ وہ پھر کنویں میں اترا اور) اپنے چمڑے کے موزے کو (پانی سے) بھر کر اسے اپنے منہ سے پکڑے ہوئے اوپر آیا، اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کو قبول کیا اور اس کی مغفرت فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمیں چوپاؤں پر بھی اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا، ہر جاندار میں ثواب ہے۔

لغوی توضیح: يَلْهَثُ ہانپ رہا تھا (پیاس اور گرمی کی شدت سے زبان منہ سے باہر نکال کر سانس لے رہا تھا)۔ يَاْكُلُ الثَّرَى مٹی کھا (یعنی چاٹ) رہا تھا۔ فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ ہر جاندار میں اجر ہے (یعنی اس کے ساتھ نیکی کرنے میں)۔ كَبِد جگر۔ رطبة تر۔ جاندار اسی وقت تک زندہ رہتا ہے جب تک اس کا جگر تر رہے اور جب جگر خشک ہو جائے تو وہ مر جاتا ہے۔

١٤٤٨ ۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک کتا ایک کنویں کے چاروں طرف چکر کاٹ رہا تھا جیسے پیاس کی شدت

١٤٤٧ ۔ البخاري في: 42 كتاب المساقاة: 9 باب فضل سقي الماء (173) مسلم (2244) ابو داود (2550) ۔

١٤٤٨ ۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (3467) مسلم (2245) ابن حبان (386) ۔

بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ ، إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ، فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا ، فَسَقَتْهُ ، فَغُفِرَ لَهَا بِهِ))۔

سے اس کی جان نکلنے والی ہو کہ بنی اسرائیل کی ایک زانیہ عورت نے اسے دیکھ لیا۔ اس عورت نے اپنا موزہ اتار کر کتے کو پانی پلایا اور اس کی مغفرت اسی وجہ سے ہوگئی۔

لغوی توضیح يُطِيفُ چکر کاٹ رہا تھا۔ بِرَكِيَّةٍ کنویں کے گرد۔ بَغِيٌّ زانیہ عورت۔ مُوْقَهَا اپنا موزہ۔

فهم الحديث اس حدیث میں بھی جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے کی عظیم فضیلت کا بیان ہے۔

[40] كتاب الالفاظ من الادب وغيرها
گفتگو کے آداب کا بیان

(1) باب النهي عن سب الدهر
زمانہ کو برا کہنے کی ممانعت

١٤٤٩۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ ، يَسُبُّ الدَّهْرَ ، وَأَنَا الدَّهْرُ ، بِيَدِي الأَمْرُ ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے وہ زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں۔ میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ میں ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہوں۔''

لغوی توضیح يُؤْذِيْنِي مجھے تکلیف دیتا ہے (اور جو بھی اللہ کو تکلیف دیتا ہے وہ اس کی ناراضگی مول لیتا ہے)۔ يَسُبُّ گالی دیتا ہے۔ الدَّهْرَ زمانے کو۔ اہل جاہلیت کو جب کوئی نقصان ہوتا یا برائی پہنچتی تو زمانے کو برا بھلا کہتے۔ انہیں اس کام سے روکا جا رہا ہے۔ أَنَا الدَّهْرُ میں زمانہ ہوں۔ یعنی میں زمانے کے معاملات چلانے والا ہوں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کسی نقصان پر زمانے کو برا بھلا کہتا ہے تو درحقیقت وہ مجھے برا بھلا کہتا ہے کیونکہ اس کے نقصان میں زمانے کا کوئی دخل نہیں۔

(2) باب كراهة تسمية العنب كرما
انگور کو کرم کہنا مکروہ ہے

١٤٥٠۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((وَيَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ ! إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوگ (انگور کو) کرم کہتے ہیں' کرم تو مومن کا دل ہے۔

لغوی توضیح يَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ لوگ انگور کو کرم کہتے ہیں۔ اہل جاہلیت اس لیے انگور کو کرم کہتے کیونکہ جب آدمی انگور سے تیار کردہ شراب پیتا تو کرم و سخاوت میں بہت بڑھ جاتا اور اس سخاوت کی بنیاد یہی انگور ہی ہوتا اس لیے اس انگور کا نام ہی انہوں نے

١٤٤٩۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 45 سورة الجاثية: 1 باب وما يهلكنا إلا الدهر (4826) مسلم (2246)۔
١٤٥٠۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 102 باب قول النبي ﷺ إنما الكرم قلب المؤمن (6183) مسلم (2247)۔

کرم رکھ دیا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کر دی تو نبی ﷺ نے یہ پسند نہیں کیا کہ انگور کو کرم کہا جائے اور فرمایا کہ کرم تو مومن کا دل ہے، کیونکہ وہ ہر خیر و بھلائی اور جود وسخاء کا منبع ہے۔

(3) باب حكم اطلاق لفظة العبد والامة والمولى والسيد

عبد، امة، مولیٰ اور سید وغیرہ کے بولنے کے بارے میں احکام

١٤٥١ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ أَطْعِمْ رَبَّكَ، وَضِّىءِ رَبَّكَ، اسْقِ رَبَّكَ. وَلْيَقُلْ سَيِّدِي، مَوْلَايَ ۔ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ عَبْدِي، أَمَتِي ۔ وَلْيَقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَغُلَامِي)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کوئی شخص (کسی غلام یا کسی بھی شخص سے) یہ نہ کہے کہ اپنے رب (مراد آقا) کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کرا، اپنے رب کو پانی پلا۔ بلکہ صرف میرے سردار، میرے آقا کے الفاظ کہنے چاہئیں۔ اسی طرح کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا بندہ، میری بندی، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ میرا لڑکا (ملازم)، میری لڑکی (ملازمہ) اور میرا غلام۔

فهم الحديث اس روایت میں جن الفاظ سے منع کیا گیا ہے ان سے بچنا ہی بہتر ہے کیونکہ ان کا استعمال اللہ کا شریک بننے کے مترادف ہے خواہ اس کی نیت وارادہ نہ بھی ہو۔

(4) باب كراهة قول الانسان خبثت نفسي

یہ کہنا کہ میرا نفس خبیث ہو گیا مکروہ ہے

١٤٥٢ ۔ حديث عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، تم میں کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہو گیا ہے۔ بلکہ یہ کہے کہ میرا دل خراب یا پریشان ہو گیا۔

لغوی توضیح خبث اور لقس میں فرق یہ ہے کہ کلمہ خبث باطل اعتقادات، جھوٹے اقوال، قبیح افعال اور گندے وحرام اُمور پر بولا جاتا ہے یعنی اس کا مقصد شدتِ شناعت کا بیان ہوتا ہے جبکہ کلمہ لقس محض سستی وکاہلی (جو معدہ بھر جانے یا نیند کی کمی وغیرہ کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے) کے لیے بولا جاتا ہے، اس کا مقصد مذمت وشناعت کا بیان نہیں ہوتا۔ پس یہاں نبی ﷺ نے ایسا مناسب کلمہ استعمال کرنے کی رہنمائی فرمائی ہے جو مفہوم بھی ادا کرتا ہے اور شناعت سے بھی پاک ہے۔

١٤٥٣ ۔ حديث سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز یوں نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہو گیا لیکن یوں کہہ سکتا

١٤٥١ ۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 17 باب كراهية التطاول على الرقيق (2552) مسلم (2249) احمد (9475) ۔

١٤٥٢ ۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 100 باب لا يقل خبثت نفسي (6179) مسلم (2550) ابوداود (4979) ۔

١٤٥٣ ۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 100 باب لا يقل خبثت نفسي (6180) مسلم (2251) ابوداود (4978) ۔

خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي))۔ ہے کہ میرا دل خراب یا پریشان ہو گیا۔

لغوی توضیح خبث اور لقس میں فرق یہ ہے کہ کلمہ خبث باطل اعتقادات، جھوٹے اقوال، قبیح افعال اور گندے وحرام اُمور پر بولا جاتا ہے یعنی اس کا مقصد شدت شناعت کا بیان ہوتا ہے جبکہ کلمہ لقس محض سستی وکاہلی (جو معدہ بھر جانے یا نیند کی کمی وغیرہ کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے) کے لیے بولا جاتا ہے، اس کا مقصد مذمت وشناعت کا بیان نہیں ہوتا۔ پس یہاں نبی ﷺ نے ایسا مناسب کلمہ استعمال کرنے کی رہنمائی فرمائی ہے جو مفہوم بھی ادا کرتا ہے اور شناعت سے بھی پاک ہے۔

[۹۱] كِتَابُ الشِّعْرِ
شعر کا بیان

١٤٥٤۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ 'كَلِمَةُ لَبِيدٍ' أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' شعراء کے کلام میں سے سچا کلمہ لبید کا مصرعہ ہے جو یہ ہے کہ! اللہ کے سوا جو کچھ ہے سب معدوم فنا ہونے والا ہے۔ امیہ بن ابی صلت شاعر قریب تھا کہ مسلمان ہو جائے۔

لغوی توضیح كَلِمَةُ لَبِيدٍ لبید کا مصرعہ۔ لبید سے مراد ہے لبید بن ربیعہ بن عامر العامری، جاہلیت کا مشہور شاعر، مسلمان ہوا تو شاعری چھوڑ دی، کوفہ میں رہائش اختیار کر لی اور وہیں عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔ مَا خَلَا اللّٰهَ جو بھی اللہ (کی ذات) کے علاوہ ہے۔ بَاطِلٌ فانی ہے، یعنی اس کے لیے بقاء نہیں۔

١٤٥٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيهِ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ سے بھر لے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھر جائے۔

لغوی توضیح لَأَنْ يَمْتَلِئَ کہ بھر لے۔ یعنی شعر کے علاوہ اور کوئی چیز نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ مذموم یہ ہے کہ اشعار کا غلبہ ہو حتی کہ ہر وقت انسان شعر وشاعری میں ہی مشغول رہے اور نماز، قرآن اور ذکر الٰہی وغیرہ کے لیے اس کے پاس فرصت ہی نہ ہو۔ لیکن اگر تمام حقوق وفرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ کبھی کبھار حقیقت وصدق پر مبنی شعر بھی کہہ لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ غزوہ خندق کے موقع پر آپ ﷺ مٹی ڈھو رہے تھے اور شعر بھی کہہ رہے تھے، اسی طرح صحابہ بھی مختلف اشعار پڑھ رہے تھے (ملاحظہ فرمایئے سابقہ حدیث نمبر ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵)۔ اسی طرح عید کے موقع پر بھی آپ ﷺ کے سامنے دو لڑکیاں اشعار پڑھ رہی تھیں اور آپ نے انہیں کچھ نہ کہا (دیکھئے سابقہ حدیث نمبر ۵۱۲، ۵۱۳)۔ جَوْف پیٹ۔ قَيْحًا پیپ۔ يَرِيهِ اسے (یعنی پیٹ کو) خراب کر دے۔

١٤٥٤۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 90 باب ما يجوز من الشعر...(3841) مسلم (2256) ترمذی (3849)۔

١٤٥٥۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 92 باب ما يكره ان يكون الغالب على الإنسان...(6155) مسلم (2257)۔

[42] کتاب الرؤیا
خوابوں کی تعبیر کے مسائل

١٤٥٦۔ حدیث اَبِی قَتَادَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ، یَقُوْلُ: ((الرُّؤْیَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّیْطَانِ، فَاِذَا رَاَی اَحَدُکُمْ شَیْئًا یَکْرَهُهُ فَلْیَنْفُثْ، حِیْنَ یَسْتَیْقِظُ، ثَلاثَ مَرَّاتٍ، وَیَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا، فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ))۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ بے شک اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور برا خواب (جس میں گھبراہٹ ہو) شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اس لیے جب تم میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو برا ہو تو جاگتے ہی تین مرتبہ بائیں طرف تھوتھو کرے اور اس خواب کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے کہ اس طرح خواب کا اسے نقصان نہیں ہوگا۔

لغوی توضیح الرُّؤْیَا خواب۔ مِنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے ہے (مراد ہے اچھا خواب جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت ہے[1])۔ اَلْحُلُمُ برا خواب یا جسے دیکھ کر انسان کو گھبراہٹ ہو۔ فَلْیَنْفُثْ اسے چاہیے کہ پھونک مارے (ہلکی پھونک جس میں تھوک نہ ہو)۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اپنی بائیں جانب پھونک مارے۔[2] صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اچھا خواب دوسروں کو بیان کر سکتا ہے لیکن برا خواب دوسروں کو بیان نہ کرے۔[3]

فهم الحدیث معلوم ہوا کہ برا خواب دیکھنے والا بیدار ہوتے ہی تین مرتبہ اعوذ باللہ پڑھ کے بائیں جانب پھونک دے تو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھا خواب دوسروں کو بیان کیا جا سکتا ہے جبکہ برا خواب بیان نہیں کرنا چاہیے۔

١٤٥٧۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَکَدْ تَکْذِبُ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ، وَرُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب قیامت قریب ہوگی تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا۔ اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

لغوی توضیح اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ جب زمانہ قریب ہوگا۔ مراد ہے جب قیامت قریب ہوگی جیسا کہ ایک اور روایت میں ہے کہ آخری زمانے میں مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا۔[4] جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ نبوت کے چھیالیس

١٤٥٦۔ البخاری فی: 76 کتاب الطب: 39 باب النفث فی الرقیة (3292) مسلم (2261) ترمذی (2277)۔

١٤٥٧۔ البخاری فی: 91 کتاب التعبیر: 26 باب القید فی المنام (7017) مسلم (2263) ابوداود (5019)۔

① [بخاری (7044) کتاب تعبیر الرؤیا] ② [مسلم (2261) کتاب الرؤیا]

③ [بخاری (7045) کتاب تعبیر الرؤیا] ④ [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (2291)]

حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ نبوت کے چھیالیس حصے ہیں (جن کی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے) اور دوسرا یہ معلوم ہوا کہ مومن کا سچا خواب بھی نبوت کا ایک حصہ ہے۔

١٤٥٨۔ حدیث عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءاً مِنَ النُّبُوَّةِ))۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔

١٤٥٩۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءاً مِنَ النُّبُوَّةِ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک جز ہوتا ہے۔

١٤٦٠۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءاً مِنَ النُّبُوَّةِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔

(1) باب قول النبی ﷺ من رانی فی المنام فقد رآنی

نبی ﷺ کا فرمان جس نے مجھے خواب میں دیکھ لیا بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا

١٤٦١۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ، وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو کسی دن مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

لغوی توضیح: فِي الْمَنَامِ خواب میں۔ فِي الْيَقَظَةِ بیداری میں (بھی دیکھے گا یعنی روز قیامت)۔ لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا (یعنی جیسے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو بیداری میں نبی ﷺ کی صورت اختیار کرنے سے روکا ہے اسی طرح خواب میں بھی روک رکھا ہے تاکہ حق اور باطل مشتبہ نہ ہو)۔

(3) باب فی تاویل الرؤیا

خوابوں کی تعبیر کا بیان

١٤٦٢۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ

١٤٥٨۔ البخاری فی: 91 کتاب التعبیر: 4 باب الرؤیا الصالحة جزء...(6983) مسلم (2264) ابو داود (5018)۔
١٤٥٩۔ البخاری فی: 91 کتاب التعبیر: 10 باب من رای النبی ﷺ فی المنام۔
١٤٦٠۔ البخاری فی: 91 کتاب التعبیر: 4 باب الرؤیا الصالحة جزء ...، مسلم (2263)۔
١٤٦١۔ البخاری فی: 91 کتاب التعبیر: 10 باب من رای النبی ﷺ فی المنام (6993) مسلم (2266) ابن ماجه (3901)۔
١٤٦٢۔ البخاری فی: 91 کتاب التعبیر: 47 باب من لم یر الرؤیا لاول عابر إذا لم یصب (7000) مسلم (2269)۔

عنهما ، اَنَّ رَجُلًا اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّی رَاَیْتُ اللَّیْلَةَ فِی الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ ، فَاَرَی النَّاسَ یَتَکَفَّفُوْنَ مِنْهَا ۔ فَالْمُسْتَکْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَاِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الْاَرْضِ اِلَی السَّمَاءِ ، فَاَرَاكَ اَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَوْتَ ، ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهٖ ، ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهٖ ، ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ ۔ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! بِاَبِی اَنْتَ ، وَاللّٰهِ ! لَتَدَعَنِّی فَاَعْبُرَهَا ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : ((اُعْبُرْ)) قَالَ : اَمَّا الظُّلَّةُ فَالْاِسْلَامُ ، وَاَمَّا الَّذِی یَنْطُفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ ، حَلَاوَتُهٗ تَنْطِفُ فَالْمُسْتَکْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ ۔ وَاَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِی اَنْتَ عَلَیْهِ ، تَاْخُذُ بِهٖ فَیُعْلِیْكَ اللّٰهُ ، ثُمَّ یَاْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَیَعْلُوْ بِهٖ ، ثُمَّ یَاْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ آخَر فَیَعْلُوْ بِهٖ ۔ ثُمَّ یَاْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَیَنْقَطِعُ بِهٖ ، ثُمَّ یُوَصَّلُ لَهٗ فَیَعْلُوْ بِهٖ فَاَخْبِرْنِی ، یَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِی اَنْتَ اَصَبْتُ اَمْ اَخْطَاْتُ ؟ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : ((اَصَبْتَ بَعْضًا وَاَخْطَاْتَ بَعْضًا)) قَالَ : فَوَاللّٰهِ ! لَتُحَدِّثَنِّی بِالَّذِی اَخْطَاْتُ قَالَ ((لَا تُقْسِمْ)) ۔

کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے میں دیکھتا ہوں کہ لوگ انہیں اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں کوئی زیادہ اور کوئی کم اور ایک رسی ہے جو زمین سے آسمان تک لٹکی ہوئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ پہلے آپ نے آ کر اسے پکڑا اور اوپر چڑھ گئے پھر ایک دوسرے صاحب نے بھی اسے پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گئے پھر ایک تیسرے صاحب نے پکڑا اور وہ بھی چڑھ گئے پھر چوتھے صاحب نے پکڑا اور وہ بھی اس کے ذریعہ چڑھ گئے۔ پھر وہ رسی ٹوٹ گئی۔ پھر جڑ گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھے اجازت دیجئے۔ میں اس کی تعبیر بیان کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیان کرو۔ انہوں نے کہا سایہ سے مراد دین اسلام ہے اور جو شہد اور گھی ٹپک رہا تھا وہ قرآن مجید کی شیرینی ہے اور بعض قرآن کو زیادہ حاصل کرنے والے ہیں بعض کم ۔ اور آسمان سے زمین تک کی رسی سے مراد سچا طریق ہے جس پر آپ قائم ہیں۔ آپ اسے پکڑے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اس کے ذریعہ اللہ آپ کو اٹھالے گا۔ پھر آپ کے بعد ایک دوسرے صاحب آپ کے خلیفہ اول اسے پکڑیں گے وہ بھی مرتے دم تک اس پر قائم رہیں گے۔ پھر تیسرے صاحب پکڑیں گے تو ان کا معاملہ خلافت کا کٹ جائے گا وہ بھی اوپر چڑھ جائیں گے۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے بتائیے کیا میں نے جو تعبیر دی ہے وہ غلط ہے یا صحیح؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بعض حصہ کی صحیح تعبیر دی اور بعض کی غلط۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ پس واللہ آپ میری غلطی کو ظاہر فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قسم نہ کھاؤ۔

كتاب الرؤيا

لغوی توضیح: ظُلَّةً بادل کا ٹکڑا۔ تَنْطُفُ قطرے ٹپک رہے ہیں۔ يَتَكَفَّفُونَ ہاتھوں سے لے رہے ہیں۔ سَبَبٌ وَاصِلٌ لٹکی ہوئی رسّی۔ فَاَعْبُرُهَا میں اس کی تعبیر کروں۔ اَصَبْتَ بَعْضًا وَاَخْطَاْتَ بَعْضًا تو نے بعض حصہ کی تعبیر صحیح کی ہے اور بعض میں غلطی کھائی ہے۔ یہ غلطی کیا تھی۔ کچھ اہل علم نے تو اس پر اسی طرح سکوت اختیار کرنے کو ترجیح دی ہے جیسے نبی ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا۔ لیکن کچھ نے کہا ہے کہ غلطی یہ تھی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لٹکی ہوئی رسّی سے حق مراد لیا، کیونکہ حق نبی ﷺ کے بعد صرف تین خلفاء تک محدود نہیں بلکہ علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب بھی حق پر تھے، اسی طرح فرمانِ نبوی کے مطابق ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی۔ لہٰذا یہاں حق مراد لینا مناسب نہیں بلکہ یہاں مراد ہے اللہ کی نازل کردہ تعلیمات کے مطابق فیصلے کا قیام اور خلافت علی منہاج النبوۃ جس پر پوری امت کا اتفاق ہو، یہی وہ لٹکی ہوئی رسّی ہے جسے تینوں خلفاء نے مضبوطی سے تھاما۔ اگرچہ چوتھے خلیفہ علی رضی اللہ عنہ بھی برحق تھے مگر ان پر امت کا اتفاق نہیں تھا بلکہ ان کے دور میں لوگ دو گروہوں (اصحابِ علی اور اصحاب معاویہ) میں تقسیم ہو گئے تھے۔ بہرحال یہ ایسے مسائل تھے جن پر خاموشی ہی بہتر تھی اسی لیے نبی ﷺ نے بھی مصلحت کے پیش نظر انہیں امت کے سامنے بیان نہ کیا۔

(4) باب رؤيا النبي ﷺ

نبی کریم ﷺ کے خواب

١٤٦٣۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَرَانِي اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ، فَجَائَنِي رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا، فَقِيلَ لِي كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا، میں نے دیکھا کہ (خواب میں) مسواک کر رہا ہوں۔ تو میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک ان میں سے دوسرے سے بڑا تھا' تو میں نے چھوٹے کو مسواک دے دی۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دو۔ تب میں نے ان میں سے بڑے کو دی۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ بڑے آدمی کو مسواک دی جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی دوسرے آدمی کی مسواک بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

١٤٦٤۔ حديث اَبِي مُوسٰى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّي اُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ اِلَى اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِي اِلَى اَنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوْ هَجَرُ۔ فَاِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ، يَثْرِبُ وَرَاَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هٰذِهِ اَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَاِذَا هُوَ مَا اُصِيبَ مِنَ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' میں نے خواب دیکھا تھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے باغات ہیں۔ اس پر میرا ذہن ادھر گیا کہ یہ مقام یمامہ یا ہجر ہوگا' لیکن وہ یثرب' مدینہ منورہ ہے اور میں نے اسی خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی تو وہ درمیان سے ٹوٹ گئی' یہ اس مصیبت کی طرف اشارہ تھا جو اُحد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اٹھانی پڑی تھی۔ پھر میں

١٤٦٣۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 74 باب دفع السواك إلى الاكبر (246) مسلم (2271)۔

١٤٦٤۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3622) مسلم (2272)۔

الْـمُـؤْمِـنِيْـنَ ' يَوْمَ أُحُدٍ - ثُمَّ هَزَزْتُهُ بِأُخْرَىٰ فَـعَـادَ أَحْسَـنَ مَاكَانَ ' فَإِذَا هُوَمَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ - وَرَأَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا ' وَاللّٰهُ خَيْرٌ ' فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ' وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ ' مِنَ الْخَيْرِ ' وَ ثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ)) -

نے دوسری مرتبہ اسے ہلایا تو وہ پہلے سے بھی اچھی صورت میں ہوگئی۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کی فتح دی اور مسلمان سب اکٹھے ہوگئے۔ میں نے اسی خواب میں گائیں دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کا جو کام ہے وہ بہتر ہے۔ ان گائیوں سے ان مسلمانوں کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں شہید کیے گئے تھے اور خیر و بھلائی وہ بھی جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے سچائی کا بدلہ بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا تھا۔

لغوی توضیح وَهَلِي میرا گمان۔ هَزَزْتُ میں نے حرکت دی۔ رَأَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا میں نے خواب میں گائیں دیکھیں (جنہیں ذبح کیا جارہا تھا، جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے)۔

١٤٦٥ - **حديث** ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَـدِمَ مُسَيْـلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ ' فَـجَـعَـلَ يَقُوْلُ : إِنْ جَعَلَ لِي مُـحَمَّدٌ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ - وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِنْ قَوْمِهِ - فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَمَـعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ - وَفِي يَـدِ رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ ' قِطْعَةُ جَرِيْدٍ ' حَتّٰى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ ' فِي أَصْحَابِهِ - فَقَالَ : ((لَـوْ سَأَلْتَنِي هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا - وَلَـنْ تَـعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَـعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ - وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيْتُ فِيْـهِ مَارَأَيْتُ ' وَهٰذَا ثَابِتٌ يُجِيْبُكَ عَنِّي)) ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے عہد میں مسیلمہ کذاب آیا' اس دعویٰ کے ساتھ کہ اگر محمد ﷺ مجھے اپنے بعد (اپنا نائب وخلیفہ) بنادیں تو میں ان کا اتباع کرلوں۔ اس کے ساتھ اس کی قوم (بنوحنیفہ) کا بہت بڑا لشکر تھا۔ حضور ﷺ اس کی طرف تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی۔ جہاں مسیلمہ اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھے آپ ﷺ وہیں جا کر ٹھہر گئے۔ اور آپ نے اس سے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ ٹہنی مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور تو اللہ کے اس فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکتا جو تیرے بارے میں پہلے ہی ہو چکا ہے۔ تو نے اگر میری اطاعت سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کردے گا۔ میرا تو خیال ہے کہ تو ہی ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔ اب تیری باتوں کا جواب میری طرف سے ثابت بن قیس دیں گے۔ پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے۔

قَـالَ ابْـنُ عَبَّاسٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ : ((إِنَّكَ أُرَى الَّـذِي أُرِيْـتُ فِيْهِ مَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا کہ میرا خیال تو یہ ہے کہ تو وہی ہے جو

١٤٦٥ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 70 باب وفد بني حنيفة (3620) مسلم (2273) ابن حبان (6654)-

رَاَيْتُ))۔ مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا (اس کی تفصیل آئندہ حدیث میں ہے)۔

لغوی توضیح: لَنْ تَعْدُوَ تو ہرگز تجاوز نہیں کرسکتا، آگے نہیں بڑھ سکتا۔ لِيَعْقِرَنَّكَ اللّٰہ اللہ تجھے ہلاک کردے گا۔

١٤٦٦۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ، رَاَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَاَهَمَّنِي شَاْنُهُمَا، فَاُوْحِيَ اِلَيَّ فِي الْمَنَامِ اَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَاَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي، اَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ، وَالآخَرُ مُسَيْلَمَةُ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے، مجھے انہیں دیکھ کر بڑا دکھ ہوا۔ پھر خواب ہی میں مجھ پر وحی کی گئی کہ میں ان میں پھونک ماردوں۔ چنانچہ میں نے ان میں پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جو میرے بعد نکلیں گے۔ ایک اسود عنسی تھا اور دوسرا مسیلمہ کذاب جن ہر دو کو خدا نے پھونک کی طرح ختم کردیا۔

لغوی توضیح: اَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ ان میں سے ایک عنسی تھا۔ یعنی اسود عنسی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، پھر فیروز اور اس کے ساتھیوں نے اسے قتل کر ڈالا تھا۔ وَالآخَرُ مُسَيْلَمَةُ اور دوسرا مسیلمہ تھا۔ یعنی مسیلمہ کذاب جو یمامہ میں تھا، اس نے نبی ﷺ سے ملاقات کے بعد واپس جا کر نبوت کا دعویٰ کردیا اور اپنی قوم کے لیے شراب اور زنا کو حلال قرار دے دیا، پھر نبی ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اس کی طرف لشکر بھیجے اور متعدد جنگوں کے بعد اسے قتل کردیا گیا، اسے وحشی بن حرب نے قتل کیا، جس نے حالتِ کفر میں حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔

١٤٦٧۔ حديث سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ لِاَصْحَابِهِ: ((هَلْ رَاَى اَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا؟)) قَالَ: فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُصَّ۔ وَاِنَّهُ قَالَ: ذَاتَ غَدَاةٍ: ((اِنَّهُ اَتَانِي، اللَّيْلَةَ، آتِيَانِ، وَاِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي، وَاِنَّهُمَا قَالَا لِي: انْطَلِقْ وَاِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، وَاِنَّا اَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ، وَاِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ، وَاِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَاْسِهِ، فَيَثْلَغُ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ سے جو باتیں اکثر کیا کرتے تھے ان میں یہ بھی تھی کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ پھر جو چاہتا اپنا خواب آپ ﷺ سے بیان کرتا۔ آپ ﷺ نے ایک صبح کو فرمایا کہ رات میرے پاس دو آنے والے آئے اور انہوں نے مجھے اٹھایا اور مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو۔ میں ان کے ساتھ چل دیا۔ پھر ہم ایک لیٹے ہوئے شخص کے پاس آئے جس کے پاس ایک دوسرا شخص پتھر لیے کھڑا تھا اور اس کے سر پر پتھر پھینک کر مارتا تو اس کا سر اس سے پھٹ جاتا پتھر لڑھک کر دور چلا جاتا لیکن وہ شخص پتھر کے پیچھے جاتا اور اسے اٹھالاتا اور اس لیٹے ہوئے شخص تک پہنچنے سے پہلے اس کا سر ٹھیک ہوجاتا جیسا

١٤٦٦۔ البخاري في: 91 كتاب التعبير: 48 باب تعبير الرؤيا بعد صلاة الصبح (3621) مسلم (2274)۔

١٤٦٧۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 32 باب التماس الوضوء إذا حانت الصلاة (845) مسلم (2275)۔

رَأْسَهُ فَيَتَهَدْهَدُ الْحَجَرُ هٰهُنَا، فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ، فَيَأْخُذُهُ، فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ۔ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى)) قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَاهٰذَانِ؟ قَالَ: ((قَالَا لِي: انْطَلِقْ)) قَالَ: ((فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ، وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ، بِكَلُّوْبٍ۔ مِنْ حَدِيْدٍ، وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلٰى قَفَاهُ، وَمَنْخِرَهُ إِلٰى قَفَاهُ، وَعَيْنَهُ إِلٰى قَفَاهُ)) قَالَ: ((ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ، فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ، فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى)) قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا هٰذَانِ؟ قَالَ: ((قَالَا لِي: انْطَلِقْ۔ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ التَّنُّوْرِ، فَإِذَا فِيْهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ)) قَالَ: فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ، فَإِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَإِذَا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ: ((قُلْتُ لَهُمَا: مَاهٰؤُلَاءِ؟)) قَالَ: ((قَالَا لِي: انْطَلِقْ، انْطَلِقْ)) قَالَ: ((فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ أَحْمَرَ مِثْلَ

کہ پہلے تھا۔ کھڑا شخص پھر اسی طرح پتھر اس پر مارتا اور وہی صورتیں پیش آتیں جو پہلے پیش آئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میں نے ان دونوں سے پوچھا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے مجھ سے کہا آگے بڑھو۔ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا آنکڑا لیے کھڑا تھا اور یہ اس کے چہرہ کے ایک طرف آتا اور اس کے ایک جبڑے کو گدی تک چیرتا اور اس کی ناک کو گدی تک چیرتا اور اس کی آنکھ کو گدی تک چیرتا۔ بیان کیا کہ پھر وہ دوسری جانب جاتا اور ادھر بھی اسی طرح چیرتا جس طرح اس نے پہلی جانب کیا تھا۔ وہ ابھی دوسری جانب سے فارغ بھی نہ ہوتا تھا کہ پہلی جانب اپنی پہلی صحیح حالت میں لوٹ آتی۔ پھر دوبارہ وہ اسی طرح کرتا جس طرح اس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ میں نے کہا سبحان اللہ۔ یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلیے' چنانچہ ہم آگے چلے۔

پھر ہم ایک تنور جیسی چیز پر آئے۔ اس میں شور و آواز تھی۔ ہم نے اس میں جھانکا تو اس کے اندر کچھ ننگے مرد اور عورتیں تھیں اور ان کے نیچے سے آگ کی لپٹ آتی تھی، جب آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو وہ چلّانے لگتے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا کہ چلو چلو۔ ہم آگے بڑھے اور ایک نہر پر آئے۔ (حضرت سمرہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے کہا کہ) وہ خون کی طرح سرخ تھی اور اس نہر میں ایک شخص تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے ایک دوسرا شخص تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے تھے اور یہ تیرنے والا تیرتا ہوا جب اس شخص کے پاس پہنچتا جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے تو یہ اپنا منہ کھول دیتا اور کنارے کا شخص اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا اور پھر تیرنے لگتا اور پھر اس کے پاس لوٹ کر آتا اور جب بھی اس کے پاس آتا تو اپنا منہ پھیلا دیتا اور یہ اس کے منہ میں پتھر

الـدَّمِ ' وَاِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يُسْبَحُ ' وَاِذَا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِـجَـارَةً كَثِيْرَةً ' وَاِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَـا يَسْبَـحُ ثُـمَّ يَاْتِي ذٰلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِـنْـدَهُ الْـحِـجَـارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ ' فَيُلْقِمُهُ حَـجَـرًا ' فَيَـنْـطَلِقُ يَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَيْهِ ' كُلَّمَا رَجَعَ اِلَيْهِ فَغَرَلَهُ فَاهُ فَاَلْقَمَهُ حَجَرًا)) قَـالَ: ((قُـلْـتُ لَهُمَا : مَا هٰذَان؟)) قَالَ : ((قَـالَا لِـي : انْـطَـلِـقْ' انْطَلِقْ)) قَـالَ : ((فَـانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَاعَلَى رَجُلٍ كَرِيْهِ الْمَرْآةِ' كَـاَكْـرَهِ مَا اَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْآةً وَاِذَا عِنْدَهُ نَـارٌ يَـحُشُّهَـا وَيَسْـعَـى حَـوْلَهَا)) قَالَ : ((قُلْتُ لَهُمَا : مَا هٰذَا؟)) قَالَ: ((قَالَا لِي : انْطَلِقْ' انْطَلِقْ)) ـ فَانْطَلَقْنَا ' فَاَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُـعْـتَـمَّةٍ ' فِيْهَا مِنْ كُلِّ نُوْرِ الرَّبِيْعِ ' وَاِذَا بَيْـنَ ظَهْرَى الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لَا اَكَـادُ اَرَى رَاْسَـهُ طُـوْلًا فِي السَّمَاءِ ' وَاِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ اَكْثَرِ وِلْدَان رَاَيْتُهُمْ قَطُّ۔ قَالَ: ((قُلْتُ لَهُمَا : مَاهٰذَا ؟ مَاهٰؤُلَاءِ ؟)) قَالَ : ((قَالَا لِي : انْطَلِقْ' انْطَلِقْ)) ـ

قَـالَ : ((فَـانْـطَلَقْنَا ' فَانْتَهَيْنَا اِلَى رَوْضَةٍ عَظِيْمَةٍ لَمْ اَرَ رَوْضَةً عَظِيْمَةً قَطُّ اَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا اَحْسَنَ)) قَالَ : ((قَالَ لِي : ارْقَ فِيْهَا)) قَالَ: ((فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا فَانْتَهَيْنَا اِلَى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ ' بِـلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ ' فَاَتَيْنَا بَابَ الْمَدِيْنَةِ '

ڈال دیتا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلو آگے چلو۔ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک نہایت بدصورت آدمی کے پاس پہنچے۔ جتنے بدصورت تم نے دیکھے ہوں ان میں سب سے زیادہ بدصورت۔ اس کے پاس آگ جل رہی تھی اور وہ اسے جلا رہا تھا اور اس کے چاروں طرف دوڑتا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے مجھ سے کہا چلو چلو۔ ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے باغ میں پہنچے جو ہرا بھرا تھا اور اس میں موسم بہار کے سب پھول تھے اس باغ کے درمیان میں ایک بہت لمبا شخص تھا۔ اتنا لمبا تھا کہ میرے لیے اس کا سر دیکھنا دشوار تھا کہ وہ آسمان سے باتیں کرتا تھا اور اس شخص کے چاروں طرف بہت سے بچے تھے کہ اتنے کبھی نہیں دیکھے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے' یہ بچے کون ہیں؟ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلو چلو۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک عظیم الشان باغ تک پہنچے۔ میں نے اتنا بڑا اور اتنا خوبصورت باغ کبھی نہیں دیکھا تھا اور ان دونوں نے کہا کہ اس پر چڑھیے۔ ہم اس پر چڑھے تو ایک ایسا شہر دکھائی دیا جو اس طرح بنا تھا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی تھی اور ایک اینٹ چاندی کی۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے تو ہم نے اسے کھلوایا۔ وہ ہمارے لیے کھولا گیا اور ہم اس میں داخل ہوئے۔ ہم نے اس میں ایسے لوگوں سے ملاقات کی جن کے جسم کا نصف حصہ نہایت خوبصورت تھا اور دوسرا نصف نہایت بدصورت۔ دونوں ساتھیوں نے ان لوگوں سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ۔ ایک نہر سامنے بہہ رہی تھی۔ اس کا پانی انتہائی سفید تھا۔ وہ لوگ گئے اور اس میں کود گئے اور پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کا پہلا عیب جا چکا تھا اور اب وہ نہایت خوبصورت ہو گئے تھے ان دونوں نے کہا کہ ۔ جنت عدن ہے اور یہ آپ کی منزل ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری

فَاسْتَفْتَحْنَا ' فَفُتِحَ لَنَا ' فَدَخَلْنَاهَا ' فَتَلَقَّانَا فِيهَا رِجَالٌ 'شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ ' وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَاأَنْتَ رَاءٍ)) قَالَ : ((قَالَا لَهُمْ : اذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِي ذَلِكَ النَّهَرِ)) قَالَ : ((وَإِذَا نَهَرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَانَ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ - فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيهِ - ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَيْنَا ' قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِي أَحْسَنِ صُوْرَةٍ)) قَالَ: ((قَالَا لِي : هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَذَا مَنْزِلُكَ)) قَالَ : ((فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا ' فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ)) قَالَ : ((قَالَا لِي : هَذَاكَ مَنْزِلُكَ)) قَالَ : قُلْتُ لَهُمَا : بَارَكَ اللّٰهُ فِيكُمَا ' ذَرَانِي فَأَدْخُلَهُ - قَالَا : أَمَّا الْآنَ فَلَا - وَأَنْتَ دَاخِلُهُ ' قَالَ: ((قُلْتُ لَهُمَا: فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةَ عَجَبًا - فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ؟)) قَالَ: ((قَالَا لِي : أَمَا أَنَا سَنُخْبِرُكَ)) -

أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ ' فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ ' وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ - وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلَى قِفَاهُ ' وَمَنْخِرُهُ إِلَى قِفَاهُ ' وَعَيْنُهُ إِلَى قِفَاهُ ' فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوْ مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ ' وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّوْرِ ' فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي - وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي

نظر اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل اوپر نظر آیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کی منزل ہے۔ میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ تمھیں برکت دے' مجھے اس میں داخل ہونے دو۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت تو آپ نہیں جا سکتے لیکن ہاں آپ اس میں ضرور جائیں گے۔ میں نے ان سے کہا کہ آج رات میں نے عجیب وغریب چیزیں دیکھی ہیں۔ یہ چیزیں کیا تھیں جو میں نے دیکھی ہیں؟ انہوں نے مجھ سے کہا ہم آپ کو بتائیں گے۔

پہلا شخص جس کے پاس آپ گئے تھے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا تھا اور پھر اسے چھوڑ دیتا اور فرض نماز کو چھوڑ کر سو جاتا اور وہ شخص جس کے پاس آپ گئے اور جس کا جبڑا گدی تک اور ناک گدی تک اور آنکھ گدی تک چیری جا رہی تھی۔ یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹی خبر تراشتا جو دنیا میں پھیل جاتی۔ اور وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور میں آپ نے دیکھے وہ زنا کار مرد اور عورتیں تھیں۔ وہ شخص جس کے پاس آپ اس حال میں گئے کہ وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر دیا جاتا تھا وہ سود کھانے والا ہے اور وہ شخص جو بدصورت ہے اور جہنم کی آگ بھڑکا رہا ہے۔ اور اس کے چاروں طرف چل پھر رہا ہے وہ جہنم کا داروغہ مالک نامی ہے اور وہ لمبا شخص جو باغ میں نظر آیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے چاروں طرف ہیں تو وہ بچے ہیں جو (بچپن ہی میں) فطرت پر مر گئے ہیں۔ (حضرت سمرہ نے) بیان کیا کہ اس پر بعض مسلمانوں نے کہا کیا مشرکین کے بچے بھی ان میں داخل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مشرکین کے بچے بھی اور وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا بدصورت تھا تو یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے عمل کے ساتھ برے عمل بھی کیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو بخش دیا۔

اَتَیْتَ عَلَیْهِ یَسْبَحُ فِی النَّهَرِ وَیُلْقَمُ الْحَجَرَ فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا ۔ وَاَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِیهُ الْمَرْآةِ ' الَّذِی عِنْدَ النَّارِ ' یَحُشُّهَا وَیَسْعَی حَوْلَهَا ۔ فَإِنَّهُ مَالِكٌ ' خَازِنُ جَهَنَّمَ ۔ وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِیْلُ الَّذِی فِی الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِیْمُ ' وَاَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِیْنَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَی الْفِطْرَةِ ' قَالَ : فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِیْنَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِیْنَ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِیْنَ ۔ وَاَمَّا الْقَوْمُ الَّذِیْنَ كَانُوْا ' شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنًا وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِیْحًا ' فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَیِّئًا ۔ تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ)) ۔

لغوی توضیح فَیَثْلَغُ رَاْسَهُ اس کا سر پھٹ جاتا۔ فَیَتَهَدْهَدُ الْحَجَرُ پتھر لڑھک (کر مارنے والے کی طرف واپس چلا) جاتا۔ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ گدی پر (یعنی پیٹھ کے بل) چت لیٹا ہوا۔ بِكَلُّوْبٍ وہ لوہا جس کا ایک سرا ٹیڑھا ہو۔ فَیُشَرْشِرُ کاٹ دیتا۔ شِدْقَهُ منہ کی ایک جانب کو۔ مِنْخَرَهُ اس کے ناک کا نتھنا۔ لَغَطٌ شور وغل، ملی جلی آوازیں۔ لَهَبٌ آگ کا شعلہ۔ ضَوْضَوْا چیخنے چلّاتے۔ سَابِحٌ تیرنے والا۔ شَطُّ النَّهْرِ نہر کا کنارہ۔ فَیُلْقِمُهُ اس کے منہ میں ڈال دیتا۔ كَرِیْهِ الْمَرْآةِ بدترین دکھائی دینے والا۔ یَحُشُّهَا وہ اسے جلا رہا تھا۔ رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ سرسبز وشاداب باغ۔ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِیْعِ موسم بہار کا ہر پھول۔ فَوَقَعُوْا فِیْهِ اس میں کود جاؤ، گر پڑو۔ فَسَمَا بَصَرِی بلند ہوئی میری نظر۔ الرَّبَابَةِ الْبَیْضَاءِ سفید بادل۔
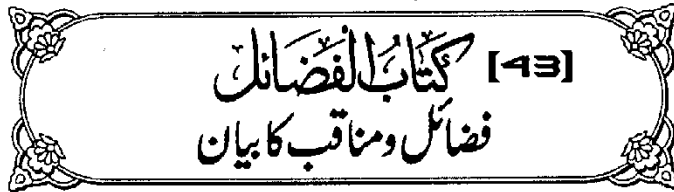
[43] كتاب الفضائل
فضائل ومناقب کا بیان

(3) باب فی معجزات النبی ﷺ — نبی کریم ﷺ کے معجزے

١٤٦٨۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

١٤٦٨۔ البخاری فی: 24 كتاب الزكاة: 54 باب خرص التمر (169) مسلم (2279) ترمذی (3631) نسائی (76)۔

قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ، فَلَمْ يَجِدُوْهُ، فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوْءٍ، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فِيْ ذٰلِكَ الْاِنَاءِ يَدَهُ، وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَتَوَضَّؤُا مِنْهُ. قَالَ: فَرَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهِ، حَتّٰى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

کو دیکھا کہ نماز کا وقت آ گیا' لوگوں نے پانی تلاش کیا' جب نہیں ملا تو آپ کے پاس (ایک برتن میں) وضو کے لیے پانی لایا گیا۔ آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ اسی (برتن) سے وضو کریں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی (چشمے کی طرح) اُبل رہا تھا۔ یہاں تک کہ (قافلے کے) آخری آدمی نے بھی وضو کرلیا۔

لغوی توضیح مـعـجزات جمع ہے مـعـجزہ کی اور معجزہ ایسی خرقِ عادت چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر اس کے دعویٰ کی تصدیق کے لیے ظاہر کرتا ہے اور تمام انسان اس جیسی چیز لانے سے عاجز ہوتے ہیں۔ یَنْبَعُ نکل رہا تھا، پھوٹ رہا تھا۔

١٤٦٩۔ حدیث اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوْكَ۔ فَلَمَّا جَاءَ وَادِیَ الْقُرٰی، اِذَا امْرَاَةٌ فِیْ حَدِیْقَةٍ لَهَا۔ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ، لِاَصْحَابِهِ ((اُخْرُصُوْا)) وَخَرَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ۔ فَقَالَ لَهَا: ((اَحْصِیْ مَا یَخْرُجُ مِنْهَا)) فَلَمَّا اَتَیْنَا تَبُوْكَ، قَالَ: ((اَمَا اِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّیْلَةَ رِیْحٌ شَدِیْدَةٌ، فَلَا یَقُوْمَنَّ اَحَدٌ، وَمَنْ کَانَ مَعَهُ بَعِیْرٌ فَلْیَعْقِلْهُ)) فَعَقَلْنَاهَا۔ وَهَبَّتْ رِیْحٌ شَدِیْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَاَلْقَتْهُ بِجَبَلِ طَیِّءٍ۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم غزوۂ تبوک کے لئے نبی ﷺ کے ساتھ جارہے تھے۔ جب آپ وادیٔ قریٰ (مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک قدیم آبادی) سے گزرے تو ہماری نظر ایک عورت پر پڑی جو اپنے باغ میں کھڑی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اس کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ (کہ اس میں کتنی کھجور نکلے گی) حضور ﷺ نے دس وسق کا اندازہ لگایا۔ پھر اس عورت سے فرمایا کہ یاد رکھنا اس میں جتنی کھجور نکلے جب ہم تبوک پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ آج رات بڑے زور کی آندھی چلے گی اس لئے کوئی شخص کھڑا نہ رہے۔ اور جن کے پاس اونٹ ہوں تو وہ انہیں باندھ دیں۔ چنانچہ ہم نے اونٹ باندھ لئے۔ اور آندھی بڑے زور کی آئی۔ ایک شخص کھڑا ہوا تھا۔ تو ہوا نے اسے جبل طے پر جا پھینکا۔

وَاَهْدٰی مَلِكُ اَیْلَةَ لِلنَّبِیِّ ﷺ بَغْلَةً بَیْضَاءَ، وَکَسَاهُ بُرْدًا وَکَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ۔

اور ایلہ کے حاکم (یوحنا بن روبہ) نے نبی ﷺ کو سفید خچر اور ایک چادر کا تحفہ بھیجا۔ آپ نے تحریری طور پر اسے اس کی حکومت پر برقرار رکھا۔

فَلَمَّا اَتٰی وَادِیَ الْقُرٰی، قَالَ لِلْمَرْاَةِ:

پھر جب (واپسی پر) وادیٔ قریٰ پہنچے تو آپ نے اسی عورت سے

١٤٦٩۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 7 باب فضل دور الانصار، مسلم (1392) ابن حبان (4503)۔

((كَمْ جَاءَ حَدِيقَتُكِ؟)) قَالَتْ: عَشَرَةَ اَوْسُقٍ، خَرْصَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنِّي مُتَعَجِّلٌ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَمَنْ اَرَادَمِنْكُمْ اَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِيَ فَلْيَتَعَجَّلْ))۔ فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ، قَالَ: ((هٰذِهِ طَابَةٌ)) فَلَمَّا رَاٰى اُحُدًا، قَالَ: ((هٰذَاجُبَيْلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ، اَلا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْاَنْصَارِ؟)) قَالُوْا: بَلٰى۔ قَالَ: ((دُوْرُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ دُوْرُ بَنِي عَبْدِ الْاَشْهَلِ، ثُمَّ دُوْرُ بَنِي سَاعِدَةَ، اَوْ دُوْرُ بَنِي الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ، وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ)) يَعْنِي ((خَيْرًا))۔

پوچھا کہ تمہارے باغ میں کتنا پھل آیا تھا؟ اس نے کہا کہ آپ کے اندازے کے مطابق دس وسق آیا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینہ جلد جانا چاہتا ہوں۔ اس لئے جو کوئی میرے ساتھ جلدی چلنا چاہتا ہے۔ وہ میرے ساتھ جلدی روانہ ہو۔ پھر جب مدینہ دکھائی دینے لگا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہے طابہ! پھر آپ نے احد پہاڑ دیکھا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے۔ اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں پھر آپ نے فرمایا کیا میں انصار کے سب سے اچھے خاندان کی نشاندہی نہ کروں؟ صحابہ نے عرض کی کہ ضرور کیجئے آپ نے فرمایا کہ بنونجار کا خاندان۔ پھر بنوعبدالاشہل کا خاندان پھر بنو ساعدہ کا یا (یہ فرمایا کہ) بنوحارث بن خزرج کا خاندان۔ اور فرمایا کہ انصار کے تمام ہی خاندانوں میں خیر ہے۔

فَلَحِقْنَا سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ۔ فَقَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ: اَلَمْ تَرَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ، خَيَّرَ الْاَنْصَارَ فَجَعَلَنَا اَخِيْرًا۔ فَاَدْرَكَ سَعْدٌ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! خُيِّرَ دُوْرُ الْاَنْصَارِ فَجُعِلْنَا آخِرًا۔ فَقَالَ: ((اَوَ لَيْسَ بِحَسْبِكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ الْخِيَارِ؟))۔

پھر ہماری ملاقات سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو وہ ابواسید رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے ابواسید تم کو معلوم نہیں آپ ﷺ نے انصار کے بہترین گھرانوں کی تعریف کی اور ہمیں (بنوساعدہ کو) سب سے اخیر میں رکھا۔ آخر سعد بن عبادہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ رسول اللہ! انصار کے سب سے بہترین خاندانوں کا بیان ہوا اور ہم سب سے اخیر میں کر دیئے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے لیے کافی نہیں کہ تمہارا خاندان بھی اعلیٰ ہے۔

لغوی توضیح اُخْرُصُوْا اندازہ لگاؤ (پھل کا درختوں پر)۔ اَوْسُق جمع ہے وسق کی اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع اڑھائی کلوگرام کے قریب ہوتا ہے۔ اَحْصِي یاد رکھ لینا۔ اَوَ لَيْسَ بِحَسْبِكُمْ کیا تمہیں یہ کافی نہیں۔

(4) باب توكله على الله تعالٰى وعصمة الله تعالٰى له من الناس

نبی ﷺ کے توکل کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا لوگوں سے آپ کو محفوظ رکھنا

۱۴۷۰۔ حَدِيْثُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف غزوہ کے لئے گئے دوپہر کا وقت ہوا تو آپ ﷺ ایک

۱۴۷۰۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی: 32 باب غزوة المصطلق من خزاعة۔

نَجْدٍ ۔ فَلَمَّا اَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ ' وَهُوَ فِي وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ ' فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ ' وَاسْتَظَلَّ بِهَا ' وَعَلَّقَ سَيْفَهُ ۔ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الشَّجَرِ يَسْتَظِلُّوْنَ ۔ وَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ اِذْ دَعَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَجِئْنَا ' فَاِذَا اَعْرَابِيٌّ قَاعِدٌ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ فَقَالَ : ((اِنَّ هٰذَا اَتَانِي وَاَنَا نَائِمٌ فَاخْتَرَطَ سَيْفِي فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِي مُخْتَرِطٌ صَلْتًا قَالَ : مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي ؟ قُلْتُ : اللّٰهُ ! فَشَامَهُ ' ثُمَّ قَعَدَ فَهُوَ هٰذَا)) قَالَ : وَلَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔

جنگل میں پہنچے جہاں ببول کے درخت بہت تھے۔آپ نے گھنے درخت کے نیچے سایہ کے لئے قیام کیا اور درخت سے اپنی تلوار لٹکا دی۔صحابہ بھی درختوں کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لئے پھیل گئے۔ابھی ہم اسی کیفیت میں تھے کہ حضور ﷺ نے ہمیں پکارا۔ہم حاضر ہوئے تو ایک بدوی آپ کے سامنے بیٹھا تھا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص میرے پاس آیا تو میں سو رہا تھا۔اتنے میں اس نے میری تلوار کھینچ لی اور میں بیدار ہو گیا۔یہ میری ننگی تلوار کھینچے ہوئے میرے سر پر کھڑا تھا۔مجھے کہنے لگا آج مجھ سے تمہیں کون بچائے گا' میں نے کہا کہ اللہ! (وہ شخص صرف ایک لفظ سے اتنا مرعوب ہوا کہ) تلوار کو نیام میں رکھ کر بیٹھ گیا اور دیکھ لو۔یہ بیٹھا ہوا ہے۔حضور ﷺ نے اسے کوئی سزا نہیں دی۔

لغوی توضیح غَزْوَةَ نَجْدٍ یہ غزوہ ذات الرقاع ہی ہے جیسا کہ ایک دوسری روایت میں یہ صراحت ہے۔[1] كَثِيْرِ الْعِضَاهِ بہت زیادہ کانٹے دار درخت۔فَاخْتَرَطَ سَيْفِي میری تلوار کھینچ لی۔ننگی تلوار (غلاف کے بغیر)۔فَشَامَهُ اس نے تلوار نیام میں ڈال لی۔اس حدیث سے نبی ﷺ کی شجاعت اور آپ کے اللہ پر توکل و یقین کی قوت ظاہر ہوتی ہے ۔

(5) باب بیان مثل ما بعث النبی ﷺ من الهدى والعلم

اس علم و ہدایت کی مثال جو نبی ﷺ لے کر آئے

١٤٧١ ۔ حديث اَبِي مُوْسٰى رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : ((مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ ' كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ ' اَصَابَ اَرْضًا ' فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ ۔ وَكَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جس علم و ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے۔جو زمین پر (خوب) برسے۔بعض زمین جو صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت بہت سبزہ اور گھاس اُگاتی ہے۔اور بعض سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ اس سے سیراب ہوتے ہیں اور سیراب کرتے ہیں اور کچھ زمین کے بعد ایسے خطوں پر بھی پانی پڑتا

١٤٧١ ۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 20 باب فضل من علم وعلّم (79) مسلم (2282) ابن حبان (4) ۔

[1] [بخاری (4136)]

اَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً اُخْرَى ' اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً ' وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً ' فَذٰلِكَ مِثْلُ مَا فَقِهَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ ' فَعَلِمَ وَعَلَّمَ ۔ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي اُرْسِلْتُ بِهِ)) ۔ وَ فِي رِوَايَةٍ : ((وَ كَانَ مِنْهَا طَائِفَةٌ قَيَّلَتِ الْمَاءَ)) ۔

ہے جو بالکل چٹیل میدان ہوتے ہیں ۔نہ پانی روکتے ہیں اور نہ ہی سبزہ اُگاتے ہیں ۔تو یہ اس شخص کی مثال ہے جو دین میں سمجھ پیدا کرے اور اس نے علم دین سیکھا اور سکھایا۔اور اس شخص کی مثال ہے جس نے سر نہیں اٹھایا (یعنی توجہ نہیں کی) اور جو ہدایت دے کر میں بھیجا گیا ہوں اسے قبول نہیں کیا (یعنی اس سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچا) ۔ایک دوسری روایت میں وكان منها طائفة قيلت الماء کے لفظ ہیں۔

لغوی توضیح نَقِيَّةٌ صاف۔ الكَلَأ نباتات خواہ تر ہوں یا خشک۔ العُشْب تر نباتات۔ اَجَادِبُ جمع ہے جدب کی ،مراد ہے سخت زمین جو نباتات نہیں اُگاتی۔ قِيْعَانٌ چٹیل زمین جس پر نہ پانی ٹھہرتا ہے اور نہ ہی اس میں کچھ اُگتا ہے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ نبوی ہدایات کو قبول کرنے اور نہ کرنے کے اعتبار سے انسان کی تین قسمیں ہیں ۔ایک وہ جو سبزہ اُگانے والی زمین کی طرح خود بھی دین سے فائدہ اٹھاتا ہے اور لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں یعنی وہ خود بھی دین سیکھتا ہے اور لوگوں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہے۔ دوسری قسم کا شخص وہ ہے جو خشک زمین کی طرح خود تو دین سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا لیکن لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں یعنی وہ خود دین پر عمل نہیں کرتا لیکن دوسرے لوگ اس سے دین سیکھ کر اس پر عمل کرتے ہیں ۔اور تیسری قسم کا شخص چٹیل زمین کی مانند ہے جو نہ خود دین سے فائدہ اٹھاتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا اس سے فائدہ اٹھاتا ہے یعنی وہ دین حق قبول ہی نہیں کرتا۔

(6) باب شفقته ﷺ على امته ومبالغته في تحذير مما يضرهم

نبی ﷺ کی اپنی امت کے لئے شفقت اور امت کو ضرر رساں چیزوں سے ڈرانے اور بچانے کا بیان

۱۴۷۲ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' يَقُوْلُ: ((اِنَّمَا مَثَلِي وَ مَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا ' فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ 'جَعَلَ الْفِرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا ' فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ ' فَيَقْتَحِمْنَ فِيْهَا ۔ فَاَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَهُمْ يَقْتَحِمُوْنَ فِيْهَا)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری اور لوگوں کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے آگ جلائی 'جب اس کے چاروں طرف روشنی ہوگئی تو پروانے اور یہ کیڑے مکوڑے جو آگ پر گرتے ہیں اس میں گرنے لگے اور آگ جلانے والا انہیں اس میں سے نکالنے لگا۔لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آئے اور آگ میں گرتے ہی رہے۔اسی طرح میں تمہاری کمر کو پکڑ پکڑ کر تمہیں آگ سے نکالتا ہوں اور تم ہو کہ اسی میں گرے جاتے ہو۔

۱۴۷۲ ۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 26 باب الانتهاء عن المعاصی (3426) مسلم (2284) ترمذی (2874) ۔

لغوی توضیح اِسْتَوْقَدَ جلائی۔ اَضَائَتْ روشن ہوگیا۔ اَلْفِرَاشُ پروانے۔ فَیَقْتَحِمْنَ وہ (آگ میں) گرتے رہے۔ حُجَزِ جمع ہے حجزة کی، معنی ہے کمر۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے جہنم میں لے جانے والی نافرمانیوں میں مبتلا ہونے والوں کو آگ میں گرنے والے پروانوں کے ساتھ اور اپنی جہنم سے بچانے والی دعوت کو آگ سے دور ہٹانے اور روکنے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

(7) باب ذکر کونه ﷺ خاتم النبین

نبی ﷺ کا خاتم النبیین ہونا

١٤٧٣ - حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((اِنَّ مَثَلِی وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِی كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَیْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ، وَیَعْجَبُوْنَ لَهٗ، وَیَقُوْلُوْنَ: هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ! فَاَنَا اللَّبِنَةُ، وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی لیکن کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں۔ اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں۔ لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم الانبیا ہوں۔

لغوی توضیح لَبِنَة اینٹ۔ زَاوِیَة کونا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا کذاب ہے۔ اس میں آپ ﷺ کی فضیلت بھی ہے کہ آپ نے آکر تمام شریعتوں کی تکمیل فرمائی۔

١٤٧٤ - حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه۔ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَثَلِی وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ كَرَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَاَكْمَلَهَا وَاَحْسَنَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ یَدْخُلُوْنَهَا وَیَتَعَجَّبُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ: لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ!))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میری اور دوسرے انبیا کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا اسے خوب آراستہ پیراستہ کرکے مکمل کر دیا۔ صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے اور کہتے کاش یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی نہ رہتی تو کیسا اچھا مکمل گھر ہوتا (میری نبوت نے اس کمی کو پورا کر کے قصر نبوت کو پورا کر دیا اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)۔

(9) باب اثبات حوض نبینا ﷺ وصفاته

حوض کوثر کا ثبوت اور اس کے اوصاف

١٤٧٥ - حدیث جُنْدُبٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ، یَقُوْلُ: ((اَنَا فَرَطُكُمْ

حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ میں حوض پر تم سے پہلے سے موجود ہوں گا۔

١٤٧٣ - البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 18 باب خاتم النبیین ﷺ (3535) مسلم (2286) بغوی (3620)۔

١٤٧٤ - البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 18 باب خاتم النبیین ﷺ (3534) مسلم (2287) ترمذی (6864)۔

١٤٧٥ - البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 53 باب فی الحوض وقول اللہ تعالی "إنا اعطیناك الكوثر" (6589) مسلم (2289)۔

عَلَى الْحَوْضِ))۔

لغوی توضیح: فَرَط قوم کا وہ شخص جو پڑاؤ کے مقام پر پہلے پہنچ کر ان کی ضروری اشیاء تیار کرے۔

١٤٧٦۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا۔ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ))۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں اپنے حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود رہوں گا۔ جو شخص بھی میری طرف سے گزرے گا وہ اس کا پانی پیئے گا اور جو اس کا پانی پیئے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہیں ہوگا، اور وہاں کچھ ایسے لوگ بھی آئیں گے جنہیں میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے لیکن پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا۔

لغوی توضیح: لَمْ يَظْمَأْ پیاسہ نہیں ہوگا۔ أَعْرِفُهُمْ میں انہیں پہچان لوں گا (کیونکہ آپ ﷺ کے امتیوں کے اعضائے وضوء چمک رہے ہوں گے)۔

١٤٧٧۔ حدیث أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، يَزِيدُ فِيهِ ((فَأَقُولُ: إِنَّهُمْ مِنِّي، فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا! سُحْقًا: لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں کہوں گا کہ یہ تو مجھ میں سے ہیں، پھر آپ سے کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لیں تھیں۔ اس پر میں کہوں گا کہ دور ہو وہ شخص جس نے میرے بعد دین میں تبدیلی کر لی تھی۔

لغوی توضیح: مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ انہوں نے آپ کے بعد (دین میں) کیا کیا نئی چیزیں (یعنی بدعات وخرافات) ایجاد کر لی تھیں۔ سُحْقًا دوری ہو۔ لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي ان کے لیے جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کر دیں۔ معلوم ہوا کہ بدعتی لوگ حوضِ کوثر کے پانی سے محروم رہیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین صرف وہی ہے جس پر نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ تھے، بعد کی ایجاد دین نہیں بلکہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔[1]

١٤٧٨۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ، مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ، وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میرا حوض ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہوگا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہوگی اور اس کے کوزے

١٤٧٦۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 53 باب فی الحوض وقول اللہ تعالی "إنا اعطیناك الكوثر" (6583) مسلم (2290)۔

١٤٧٧۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 53 باب فی الحوض وقول اللہ تعالی "إنا اعطیناك الكوثر"۔

١٤٧٨۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 53 باب فی الحوض وقول اللہ تعالی "إنا اعطیناك الكوثر" (6579) مسلم (2292)۔

[1] [صحیح: صحیح نسائی، نسائی (1578)]

الْمِسْكِ، وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا)) ۔

آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ جو شخص اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا وہ پھر کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔

لغوی توضیح کِیْزَانُهُ جمع ہے کوز کی، معنی ہے پیالے۔

۱۴۷۹ ۔ **حدیث** اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِی بَكْرٍ رضی الله عنها، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى اَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ، وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُوْنِي، فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مِنِّي وَمِنْ اُمَّتِي ۔ فَيُقَالُ: هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ، وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوْا يَرْجِعُوْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ)) ۔ فَكَانَ ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ (رَاوِي هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ اَسْمَاءَ) يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ! اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَرْجِعَ عَلٰى اَعْقَابِنَا، اَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِنَا ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' میں حوض پر موجود رہوں گا اور دیکھوں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے۔ پھر کچھ لوگوں کو مجھ سے الگ کر دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ہی آدمی ہیں اور میری امت کے لوگ ہیں۔ مجھ سے کہا جائے گا کہ تمہیں معلوم بھی ہے انہوں نے تمہارے بعد کیا کام کئے تھے؟ واللہ یہ مسلسل الٹے پاؤں لوٹتے رہے۔ (دین اسلام سے پھر گئے) ابن ابی ملیکہ (جو کہ یہ حدیث حضرت اسماء سے روایت کرتے ہیں) کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم الٹے پاؤں (دین سے) لوٹ جائیں یا اپنے دین کے بارے میں فتنہ میں ڈال دیئے جائیں۔

۱۴۸۰ ۔ **حدیث** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ، بَعْدَ ثَمَانِي سِنِيْنَ، كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: ((اِنِّي بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ، وَاَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ، وَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضَ، وَاِنِّي لَاَنْظُرُ اِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هٰذَا، وَاِنِّي لَسْتُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا، وَلٰكِنِّي اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا، اَنْ تَنَافَسُوْهَا)) ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال بعد یعنی آٹھویں برس میں غزوۂ احد کے شہدا پر نماز جنازہ ادا کی' جیسے آپ زندوں اور مردوں سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا' میں تم سے آگے آگے ہوں' میں تم پر گواہ رہوں گا۔ اور مجھ سے (قیامت کے دن) تمہاری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی۔ اس وقت بھی میں اپنی اس جگہ (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ تمہارے بارے میں مجھے اس کا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ تم شرک کرو گے' ہاں میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو۔

۱۴۷۹ ۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا اعطيناك الكوثر" ۔

۱۴۸۰ ۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 7 باب غزوة احد (1344) مسلم (2296) ابو داود (3223) ۔

لغوی توضیح اَنْ تَنَافَسُوْهَا کہ تم دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ کرو۔

۱۴۸۱۔ **حدیث** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، وَلَيُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ، ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُوْنِي، فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ! اَصْحَابِي۔ فَيُقَالُ: اِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ)) ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں اپنے حوض پر تم سے پہلے ہی موجود ہوں گا۔ اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔

لغوی توضیح لَيُخْتَلَجُنَّ انہیں (میرے سامنے سے) ہٹا دیا جائے گا۔

۱۴۸۲۔ **حدیث** حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ ((كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَصَنْعَاءَ)) ۔

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے حوض کا ذکر کیا اور فرمایا (وہ اتنا ہے) جتنی مدینہ اور صنعاء کے درمیان دوری ہے۔

لغوی توضیح كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَصَنْعَاءَ جتنا مدینہ اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے۔ پیچھے حدیث میں ایک ماہ کی مسافت اور آئندہ احادیث (۱۴۸۴، ۱۴۸۶) میں جرباء اور اذرح (اردن کے جنوب میں دو بستیاں) اور ایلہ (فلسطین کا شہر) اور صنعاء (یمن کا شہر) کے درمیانی فاصلے کا ذکر ہے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ تمام فاصلے مسافت کی تعیین کے لیے نہیں بلکہ محض یہ بتانے کے لیے ہیں کہ وہ حوض بہت وسیع ہے۔

۱۴۸۳۔ **حدیث** فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ، اَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْاَوَانِيُّ؟ قَالَ: لَا۔ قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ: ((تُرَى فِيْهِ الْآنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ)) ۔

(یہ سن کر) حضرت مستورد نے (حضرت حارثہ بن وہب سے) کہا کیا آپ نے برتنوں والی روایت نہیں سنی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ مستورد نے کہا کہ اس میں برتن (پینے کے) اس طرح نظر آئیں گے جس طرح آسمان میں ستارے نظر آتے ہیں (یعنی بے شمار اور چمک دار ہوں گے)۔

۱۴۸۴۔ **حدیث** ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَمَامَكُمْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، تمہارے سامنے ہی میرا حوض ہوگا وہ اتنا بڑا ہے جتنا جرباء اور اذرح کے

۱۴۸۱۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 53 باب فی الحوض وقول الله تعالى "إنا اعطيناك الكوثر" (6575) مسلم (2297)۔

۱۴۸۲۔ اخرجهما البخاري فی: 81 کتاب الرقاق: 53 باب فی الحوض وقول الله تعالى "إنا ..." (6591) مسلم (2298)۔

۱۴۸۳۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 53 باب فی الحوض وقول الله تعالى "إنا..." ۔

۱۴۸۴۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 53 باب فی الحوض وقول الله تعالى "إنا..." (6577) مسلم (2299) ۔

حَوْضٌ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ))۔

درمیان فاصلہ ہے۔

١٤٨٥ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأَذُوْدَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِي، كَمَا تُذَادُ الْغَرِيْبَةُ مِنَ الْإِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں (قیامت کے دن) اپنے حوض سے کچھ لوگوں کو اس طرح ہانک دوں گا جیسے اجنبی اونٹ حوض سے ہانک دیے جاتے ہیں۔

لغوی توضیح لَأَذُوْدَنَّ میں ضرور ہٹاؤں گا، دور بھگاؤں گا۔ اَلْغَرِيْبَةُ اجنبی۔

١٤٨٦ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّ قَدْرَ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ، وَإِنَّ فِيْهِ مِنَ الْأَبَارِيْقِ، كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میرے حوض کی لمبائی اتنی ہوگی جتنی ایلہ اور یمن کے شہر صنعاء کے درمیان کی لمبائی ہے اور وہاں اتنی بڑی تعداد میں پیالے ہوں گے جتنی آسمان کے ستاروں کی تعداد ہے۔

لغوی توضیح اَلْأَبَارِيْقِ جمع ہے اِبْرِيْق کی، معنی ہے لوٹا، جگ، پیالہ۔

١٤٨٧ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِي الْحَوْضَ حَتَّى عَرَفْتُهُمْ اخْتُلِجُوْا دُوْنِي، فَأَقُوْلُ: أصحابي! فَيَقُوْلُ: لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میرے کچھ ساتھی حوض پر میرے سامنے لائے جائیں گے اور میں انہیں پہچان بھی لوں گا۔ لیکن پھر وہ میرے سامنے سے اٹھا دیئے جائیں گے۔ میں اس پر کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں (مراد ہیں مرتدین، منافقین اور بدعتی)۔

(10) باب في قتال جبريل وميكائيل عن النبي ﷺ يوم احد

غزوۂ احد کے دن جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کا نبی ﷺ کی طرف سے لڑنا

١٤٨٨ - حديث سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، غزوۂ احد کے موقع پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ دو اصحاب (یعنی

١٤٨٥ - البخاري في: 42 كتاب المساقاة: 10 باب من راى ان صاحب الحوض...(2367) مسلم (2302)۔

١٤٨٦ - البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا ..." (6580) مسلم (2303)۔

١٤٨٧ - البخاري في: 81 كتاب الرقاق 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا ..." (6582) مسلم (2304)۔

١٤٨٨ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 18 باب إذ همت طائفتان منكم ان تفشلا (5054) مسلم (2306)۔

أُحُدٍ، وَمَعَهُ رَجُلَانِ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ، عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ، كَاَشَدِّ الْقِتَالِ، مَارَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ۔

جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام انسانی صورت میں) آئے ہوئے تھے۔ وہ آپ کو اپنی حفاظت میں لے کر کفار سے بڑی سختی سے لڑ رہے تھے۔ ان کے جسم پر سفید کپڑے تھے۔ میں نے انہیں نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔

(11) باب فی شجاعة النبی ﷺ وتقدمه للحرب

نبی ﷺ کی شجاعت اور جنگ کے لیے آپ کی پیش قدمی کا بیان

١٤٨٩۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ، وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً، فَخَرَجُوْا نَحْوَ الصَّوْتِ، فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَدِ اسْتَبْرَاَ الْخَبَرَ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ، لِاَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ، وَفِي عُنُقِهِ السَّيْفُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: ((لَمْ تُرَاعُوْا، لَمْ تُرَاعُوا)) ثُمَّ قَالَ: ((وَجَدْنَاهُ بَحْرًا)) اَوْ قَالَ: ((اِنَّهُ لَبَحْرٌ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ پر (ایک آواز سن کر) بڑا خوف چھا گیا تھا۔ سب لوگ اس آواز کی طرف بڑھے لیکن نبی ﷺ سب سے آگے تھے اور آپ نے ہی واقعہ کی تحقیق کی۔ آپ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک گھوڑے پر سوار تھے جس کی پشت ننگی تھی۔ آپ کی گردن سے تلوار لٹک رہی تھی اور آپ فرما رہے تھے کہ ڈرو مت۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہم نے گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز پایا ہے یا (یہ فرمایا کہ) گھوڑا جیسے سمندر ہے۔

لغوی توضیح: عُرْيٍ ننگی پیٹھ۔ یعنی گھوڑے پر نہ زین تھی اور نہ کچھ اور۔ اس سے آپ ﷺ کی گھڑ سواری میں مہارت ظاہر ہوتی ہے۔ لَمْ تُرَاعُوْا گھبراؤ مت۔ اِنَّهُ لَبَحْرٌ یہ گھوڑا تو (تیزی میں) سمندر ہے۔ پہلے یہ گھوڑا سست رفتار تھا لیکن آپ ﷺ کی سواری کی وجہ سے اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ اس سے دوڑ میں مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا، یہ بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہی ہے۔

(12) باب كان النبی ﷺ اجود الناس بالخير من الريح المرسلة

نبی ﷺ سخاوت میں چلتی ہوا سے بھی بڑھ کر تھے

١٤٩٠۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِي رَمَضَانَ، حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی (فیاض) تھے اور رمضان میں (دوسرے اوقات کے مقابلہ میں جب) جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملتے تو بہت ہی زیادہ جود و کرم فرماتے۔ جبرئیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملاقات کرتے اور آپ

١٤٨٩۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 82 باب الحمائل وتعليق السيف بالعنق (2627) مسلم (2307) ترمذی (1685)۔

١٤٩٠۔ البخاری فی: 1 کتاب بدء الوحی: 5 باب حدثنا عبدان (6) مسلم (2308) ترمذی (347) ابن خزیمة (1889)۔

رَمَضَانَ، فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ ۔ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ ۔

کے ساتھ قرآن کا دور کرتے۔غرض آپ ﷺ لوگوں کو بھلائی پہنچانے میں بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ جود وکرم فرمایا کرتے تھے۔

فہم الحدیث نبی کریم ﷺ کی سخاوت وفیاضی کے متعلق آپ کا یہ فرمان ہی کافی ہے کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی ہو تو مجھے یہ پسند ہے کہ میں اسے تین راتیں گزرنے سے پہلے خیرات کر دوں۔[1]

(13) باب كان رسول الله ﷺ احسن الناس خلقا

نبی ﷺ سب سے اچھے اخلاق والے تھے

١٤٩١ - حديث اَنَسٍ ﷺ قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَمَا قَالَ لِي اُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلَا: اَلَّا صَنَعْتَ!۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی لیکن آپ نے کبھی مجھے اُف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

١٤٩٢ - حديث اَنَسٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، اَخَذَ اَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِي، فَانْطَلَقَ بِي اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ، فَلْيَخْدُمْكَ ۔ قَالَ: فَخَدَمْتُهُ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَوَاللّٰهِ! مَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ: لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا وَهٰكَذَا؟ وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ اَصْنَعْهُ: لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا؟۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کے پاس لائے اور کہا یا رسول اللہ! انس سمجھدار لڑکا ہے اور یہ آپ کی خدمت کرے گا۔حضرت انس نے بیان کیا کہ پھر میں نے آپ ﷺ کی خدمت سفر میں بھی کی اور گھر پر بھی۔واللہ حضور ﷺ نے کبھی مجھ سے کسی چیز کے متعلق جو میں نے کر دیا ہو یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے اس طرح کیوں کیا اور نہ کسی ایسی چیز کے متعلق جسے میں نے نہ کیا ہو آپ نے فرمایا کہ یہ کام تم نے اس طرح کیوں نہیں کیا؟

لغوی توضیح كَيِّسٌ سمجھدار، ہوشیار۔نبی ﷺ کے عظیم اخلاق کا قرآن بھی گواہی ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾ [القلم: ٤] ”اور بے شک تو عظیم اخلاق پر فائز ہے۔“

(14) باب ما سئل رسول الله ﷺ شيئا قط فقال لا، وكثرة عطائه

ہر سوال کرنے والے کو عطا کرنے اور انکار نہ کرنے نیز آپ کی کثرتِ داد ودہش کا بیان

١٤٩٣ - حديث جَابِرٍ ﷺ قَالَ: مَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی ﷺ سے کسی

١٤٩١ - البخاري في: 78 كتاب الادب: 39 باب حسن الخلق والسخاء ...(2768) مسلم (2309) دارمی (62)۔

١٤٩٢ - البخاري في: 87 كتاب الديات: 27 باب من استعان عبدًا او صبيًا ۔

١٤٩٣ - البخاري في: 78 كتاب الادب: 39 باب حسن الخلق والسخاء وما يكره من البخل (6034) مسلم (2311) ۔

[1] [بخاری (7228) مسلم (991)]

سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ ، فَقَالَ : لَا ۔

نے کوئی چیز مانگی ہو اور آپ نے اسے دینے سے انکار کیا ہو۔

١٤٩٤ ۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي اللّٰه عنهما ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) فَلَمْ يَجِيءْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ ۔ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُوْبَكْرٍ ، فَنَادٰى : مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا ، فَأَتَيْتُهُ ، فَقُلْتُ : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ ، قَالَ لِي : كَذَا وَكَذَا ۔ فَحَثٰى لِي حَثْيَةً ، فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ ، وَقَالَ : خُذْ مِثْلَيْهَا ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اگر بحرین سے (جزیہ کا) مال آیا تو میں تمہیں اس طرح (دونوں لپ بھر بھر کر) دوں گا۔ لیکن بحرین سے مال نبی ﷺ کی وفات تک نہیں آیا۔ پھر جب اس کے بعد وہاں سے مال آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اعلان کرا دیا کہ جس سے بھی نبی ﷺ کا کوئی وعدہ ہو یا آپ پر کسی کا قرض ہو وہ ہمارے یہاں آ جائے۔ چنانچہ میں حاضر ہوا' اور عرض کیا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے یہ یہ باتیں فرمائی تھیں۔ جسے سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک لپ بھر کر دیا۔ میں نے اسے شمار کیا تو وہ پانچ سو کی رقم تھی۔ پھر فرمایا کہ اس کے دوگنا اور لے لو۔

لغوی توضیح عِدَةٌ وعدہ۔ فَحَثٰى لِي حَثْيَةً مجھے ایک لپ بھر کر دیا۔

(15) باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال وتواضعه و فضل ذلك

نبی ﷺ کا بچوں اور گھر والوں پر شفقت فرمانا اور اس کی فضیلت

١٤٩٥ ۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ۔ قَالَ : دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، عَلٰى أَبِي سَيْفِ الْقَيْنِ ۔ وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۔ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ۔ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ ، بَعْدَ ذٰلِكَ ، وَإِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ ۔ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضي الله عنه : وَأَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَقَالَ : ((يَا ابْنَ عَوْفٍ ! إِنَّهَا رَحْمَةٌ)) ثُمَّ أَتْبَعَهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے یہاں گئے۔ یہ ابراہیم (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے) کو دودھ پلانے والی انا کے خاوند تھے۔ آپ ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا اور پیار کیا اور سونگھا۔ پھر اس کے بعد ہم ان کے یہاں پھر گئے۔ دیکھا کہ اس وقت ابراہیم دم توڑ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بول پڑے کہ یا رسول اللہ! آپ بھی لوگوں کی طرح بے صبری کرنے لگے؟ حضور ﷺ نے فرمایا' ابن عوف! یہ بے صبری نہیں یہ رحمت ہے۔ پھر آپ دوبارہ روئے اور فرمایا۔ آنکھوں سے آنسو

١٤٩٤ ۔ البخاري في: 39 كتاب الكفالة: 3 باب من تكفل عن ميت دينًا (2296) مسلم (2314) ۔

١٤٩٥ ۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 44 باب قول النبي ﷺ : "إنا بك لمحزونون" (1303) مسلم (2315) ۔

بِأُخْرَى فَقَالَ ﷺ: ((إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ ، وَلَا نَقُوْلُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا ۔ وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ ، يَا إِبْرَاهِيْمُ ! لَمَحْزُوْنُوْنَ)) ۔

جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے، مگر زبان سے ہم کہیں گے وہی جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔

لغوی توضیح الْقَيْن لوہار۔ ظِئْرًا دودھ پلانے والی کا شوہر۔ شَمَّهُ اسے سونگھا۔ تَذْرِفَان بہہ رہی تھیں۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ دل میں بچوں کی محبت ایک فطری امر ہے اور کسی بچے (یا کسی اور) کی وفات پر اگر آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں، البتہ زبان سے چیخنا چلانا اور واویلا مچانا حرام ہے۔

۱۴۹۶ ۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا ، قَالَتْ : جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ : تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ ! فَمَا نُقَبِّلُهُمْ ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَوَ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ؟)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں، ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

فھم الحدیث اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کو چومنا، بوسہ دینا ان کے ساتھ رحمت و شفقت کی علامت ہے۔

۱۴۹۷ ۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ ، وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ ، جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ : إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا ۔ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا۔ آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس پر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو مخلوقِ خدا پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

۱۴۹۸ ۔ حدیث جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ))۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

(16) باب كثرة حيائه ﷺ

نبی کریم ﷺ کی حیا اور شرم کا بیان

۱۴۹۹ ۔ حدیث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پردہ نشین

۱۴۹۶ ۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 18 باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته (5998) مسلم (2317) ۔

۱۴۹۷ ۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 18 باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته (5997) مسلم (2318) ترمذی (1911)۔

۱۴۹۸ ۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 27 باب رحمة الناس والبهائم (6013) مسلم (2319) ترمذی (1922)۔

۱۴۹۹ ۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ (3562) مسلم (2320) ابن حبان (6306)۔

رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا۔

کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔

لغوی توضیح اَشَدَّ حَيَاءً سخت حیاء والے (یعنی ہر قبیح کام کرنے سے آپ کا نفس آپ کو روکتا لیکن آپ حق بیان کرنے سے کبھی نہ شرماتے)۔ اَلْعَذْرَاء کنواری لڑکی۔ خِدْر گھر کے اندر وہ مخصوص پردے والی جگہ جہاں کنواری لڑکیوں کو رکھا جاتا تھا۔

۱۵۰۰۔ **حدیث** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللّٰه عنهما، قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَكَانَ يَقُوْلُ: ((اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بدزبان اور لڑنے جھگڑنے والے نہیں تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

لغوی توضیح فَاحِشًا فحش گوئی، بدکلامی کرنے والے۔ مُتَفَحِّشًا تکلف کے ساتھ بدکلامی کرنا (یعنی نہ تو طبعاً آپ بدزبان تھے اور نہ ہی آپ بدزبانی کی خود کوشش کرتے تھے)۔

(18) باب في رحمة النبي ﷺ للنساء، وامر السواق مطاياهن بالرفق بهن

نبی ﷺ کا عورتوں کے ساتھ رحمت وشفقت کا بیان، آپ نے عورتوں کی سواریاں چلانے والوں کو ان پر نرمی کرنے کا حکم دیا

۱۵۰۱۔ **حدیث** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فِي سَفَرٍ، وَكَانَ مَعَهُ غُلَامٌ لَهُ اَسْوَدُ، يُقَالُ لَهُ اَنْجَشَةُ: يَحْدُو۔ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَيْحَكَ! يَا اَنْجَشَةُ! رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيْرِ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کا ایک حبشی غلام تھا۔ اس کا نام انجشہ تھا، وہ حدی خوانی کر رہا تھا (جس کی وجہ سے سواری تیز چلنے لگی) آپ ﷺ نے فرمایا، افسوس اے انجشہ! شیشوں کے ساتھ آہستہ آہستہ چل (شیشوں سے آپ نے عورتوں کو مراد لیا کیونکہ وہ بھی شیشے کی طرح نازک اندام ہوتی ہیں)۔

لغوی توضیح يَحْدُو حدی خوانی یعنی ترنم کے ساتھ اشعار پڑھ رہا تھا۔ رُوَيْدَكَ چھوڑ دو، آہستہ چلو، نرمی کرو۔ اَلْقَوَارِيْر جمع ہے قارورة کی، معنی ہے شیشے۔ عورتوں کو شیشوں کے ساتھ تشبیہ دینے میں ان کی نرمی ولطافت اور کمزوری کی طرف اشارہ ہے۔

(20) باب مباعدته ﷺ للآثام واختياره من المباح اسهله وانتقامه لله عند انتهاك حرماته

نبی ﷺ کا گناہ کے کاموں سے دور رہنے، آسان مباح کام کو اختیار کرنے اور اپنی ذات کے لیے انتقام نہ لینے الا کہ جب اللہ کی حرمت پامال ہوتی ہو کا بیان

۱۵۰۲۔ **حدیث** عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو

۱۵۰۰۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ (3559) مسلم (2321) ترمذی (1975)۔
۱۵۰۱۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 95 باب ما جاء فی قول الرجل ویلك (6149) مسلم (2323)۔
۱۵۰۲۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ (3560) مسلم (2327) ابوداود (4785)۔

'أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ ۔ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لِنَفْسِهِ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا ۔

چیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کے لیے کہا گیا تو آپ نے ہمیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں آپ کو زیادہ آسانی معلوم ہوئی بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر اس میں گناہ کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ لیکن اگر اللہ کی حرمت کو کوئی توڑتا تو آپ اس سے ضرور بدلہ لیتے۔

لغوی توضیح مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کے لیے کہا گیا۔ مراد ہیں دنیوی اُمور کیونکہ دینی اُمور میں اپنے اختیار کا کوئی دخل نہیں۔ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ اللہ کی حرمت کو پامال کیا جائے۔ اس طرح کہ اللہ کے منع کردہ اور حرام کردہ کاموں کا ارتکاب کیا جائے تو پھر آپ انتقام ضرور لیتے۔

(21) باب طيب رائحة النبي ﷺ ولين مسه والتبرك بمسحه

نبی ﷺ کے جسم اطہر کی مہک خوشگوار اور جلد نہایت نرم و نازک تھی

١٥٠٣ ۔ حديث أَنَسٍ ؓ قَالَ: مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَلَا دِيْبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَا شَمِمْتُ رِيْحًا قَطُّ أَوْ عَرْفًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ أَوْ عَرْفِ النَّبِيِّ ﷺ ۔

حضرت انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و نازک کوئی حریر و دیباج میرے ہاتھوں نے کبھی نہیں چھوا اور نہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ کوئی خوشبو یا عطر سونگھا۔

لغوی توضیح حَرِيْرًا ریشم۔ دِيْبَاجًا ریشم کی ایک قسم۔ شَمِمْتُ میں نے سونگھا۔ عَرْفًا خوشبو۔

(22) باب طيب عرق النبي ﷺ والتبرك به

نبی ﷺ کے پسینہ کا خوشبودار اور متبرک ہونا

١٥٠٤ ۔ حديث أَنَسٍ ؓ، أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ ﷺ نِطَعًا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا عَلَى ذٰلِكَ النِّطَعِ قَالَ: فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ ﷺ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعَرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُوْرَةٍ، ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ ۔

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ (ان کی والدہ) حضرت ام سلیم ؓ نبی ﷺ کے لیے چمڑے کا فرش بچھا دیتی تھیں اور آپ ﷺ ان کے یہاں اسی پر قیلولہ کر لیتے تھے۔ حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ پھر جب آپ ﷺ سو گئے (اور بیدار ہوئے) تو حضرت ام سلیم ؓ نے آپ کا پسینہ اور (جھڑے ہوئے) آپ کے بال لے لیے اور (پسینہ کو) ایک شیشی میں جمع کیا اور پھر سک (ایک خوشبو) میں اسے ملا لیا۔

١٥٠٣ ۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 23 باب صفة النبي ﷺ (3561) مسلم (2330) ترمذي (2015) ۔
١٥٠٤ ۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 41 باب من زار قومًا فقال عندهم (6281) مسلم (2332) ۔

لغوی توضیح: نِطَعًا چمڑے کا بچھونا۔ عَرَقِهِ آپ کا پسینہ۔ قَارُوْرَة ایک شیشی۔ سُكّ ایک قسم کی خوشبو۔

(23) باب عرق النبی ﷺ فی البرد وحین یاتیه الوحی

نزول وحی کے موقع پر باوجود سردی کے نبی اکرم ﷺ کو پسینہ آنے کا بیان

١٥٠٥۔ حدیث عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہا ' اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رضی اللہ عنہ ' سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَحْيَانًا يَاْتِيْنِي مِثْلَ صَلْصَلَةَ الْجَرَسِ ' وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ ' فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ : وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَاَعِي مَا يَقُوْلُ)) ۔

قَالَتْ عَائِشَةُ ' وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ ' وَاِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ حضور آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا، وحی نازل ہوتے وقت کبھی مجھ کو گھنٹی کی سی آواز محسوس ہوتی ہے اور وحی کی یہ کیفیت مجھ پر بہت شاق گزرتی ہے۔ جب یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو میرے دل و دماغ پر (اس فرشتے) کے ذریعہ نازل شدہ وحی محفوظ ہو جاتی ہے۔ اور کسی وقت ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ بشکل انسان میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے پس اس کا کہا ہوا یاد رکھ لیتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے سخت کڑاکے کی سردی میں آپ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ پر وحی نازل ہوئی اور جب اس کا سلسلہ موقوف ہوا تو آپ کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی۔

لغوی توضیح: صَلْصَلَةَ الْجَرَسِ گھنٹی کا ٹن ٹن کرنا۔ فَيَفْصِمُ ختم ہوتی ہے۔ وَعَيْتُ میں یاد کر لیتا ہوں۔

(25) باب فی صفة النبی ﷺ وانه کان احسن الناس وجها

نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک' آپ کا چہرہ تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت تھا

١٥٠٦۔ حدیث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ' مَرْبُوْعًا ' بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ' لَهُ شَعَرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ ' رَاَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ ' لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ درمیانے قد کے تھے۔ آپ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا۔ آپ کے (سر کے) بال کانوں کی لو تک لٹکتے رہتے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو ایک مرتبہ ایک سرخ جوڑے میں دیکھا۔ آپ سے بڑھ کر حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا تھا۔

لغوی توضیح: مَرْبُوْعًا نہ لمبے نہ چھوٹے بلکہ درمیانے قد کے۔ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ آپ کے کانوں کی لو۔

١٥٠٥۔ البخاری فی: 1 کتاب بدء الوحی: 2 باب حدثنا عبد اللہ بن یوسف (2) مسلم (2333) ترمذی (3638)۔

١٥٠٦۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ (3551) مسلم (2337) ابو داود (4072)۔

۱۵۰۷۔ حدیث الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا، وَاَحْسَنَهُ خَلْقًا، لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حسن و جمال میں بھی سب سے بڑھ کر تھے اور اخلاق میں بھی سب سے بہتر تھے' آپ کا قد نہ بہت لمبا تھا اور نہ چھوٹا (بلکہ درمیانہ تھا)۔

(26) باب صفة شعر النبی ﷺ

نبی کریم ﷺ کے بالوں کی کیفیت کا بیان

۱۵۰۸۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجِلًا لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلَا الْجَعْدِ، بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ آپ کے بال درمیانے تھے' نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے اور نہ گھونگھریالے اور وہ کانوں اور مونڈھوں کے بیچ تک تھے۔

لغوی توضیح لَيْسَ بِالسَّبِطِ نہ بالکل سیدھے۔ وَلَا الْجَعْدِ اور نہ گھونگھریالے۔

۱۵۰۹۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرُهُ مَنْكِبَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے (سر کے) بال کندھوں تک پہنچتے تھے۔

(29) باب شیبه ﷺ

نبی کریم ﷺ کے بڑھاپے کا بیان

۱۵۱۰۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: سَاَلْتُ اَنَسًا! اَخَضَبَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: لَمْ يَبْلُغِ الشَّيْبَ اِلَّا قَلِيْلًا۔

محمد بن سیرینؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی ﷺ نے خضاب استعمال کیا تھا؟ بولے کہ آپ ﷺ کے بال ہی بہت کم سفید ہوئے تھے۔

لغوی توضیح اَخَضَبَ کیا خضاب لگایا تھا۔ الشَّيْبَ بڑھاپا، بالوں کی سفیدی۔

۱۵۱۱۔ حدیث اَبِي جُحَيْفَةَ السُّوَائِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَرَاَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ شَفَتِهِ السُّفْلَى، الْعَنْفَقَةَ۔

حضرت ابو جحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا' آپ کے نچلے ہونٹ مبارک کے نیچے ٹھوڑی کے کچھ بال سفید تھے۔

لغوی توضیح الْعَنْفَقَةَ ٹھوڑی اور نچلے ہونٹ کا درمیانی حصہ، خواہ اس پر بال ہوں یا نہ۔

۱۵۱۲۔ حدیث اَبِي جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا

۱۵۰۷۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ۔
۱۵۰۸۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 68 باب الجعد (5905) مسلم (2338) ابو داود (4186) ابن ماجه (3634)۔
۱۵۰۹۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 68 باب الجعد۔
۱۵۱۰۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 66 باب ما یذکر فی الشیب (5894) مسلم (2341) نسائی (5101)۔
۱۵۱۱۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ (3545) مسلم (2342) ابن ماجه (3628)۔
۱۵۱۲۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ (3543) مسلم (2343) ترمذی (282)۔

رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ ' وَکَانَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِیٍّ ' عَلَیْهِمَا السَّلَامُ ' یُشْبِهُهُ ۔

ہے' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ میں آپ کی شباہت پوری طرح موجود تھی۔

(30) باب اثبات خاتم النبوة وصفته ومحله من جسده ﷺ

مہر نبوت کا ثبوت اس کی کیفیت اور جسم اطہر میں اس کا مقام

١٥١٣ ۔ حدیث السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ : ذَهَبَتْ بِی خَالَتِی اِلَی النَّبِیِّ ﷺ ' فَقَالَتْ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ ابْنَ اُخْتِی وَجِعٌ ۔ فَمَسَحَ رَاْسِی ' وَدَعَا لِی بِالْبَرَکَةِ ' ثُمَّ تَوَضَّاَ ' فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ ' ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ ' فَنَظَرْتُ اِلَی خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَیْنَ کَتِفَیْهِ ' مِثْلَ زِرِّالْحَجَلَةِ ۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری خالہ مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔ آپ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ نے وضو کیا' اور میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔ پھر میں آپ کی کمر کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے مہر نبوت دیکھی جو آپ کے کندھوں کے درمیان ایسی تھی جیسے چھپر کھٹ کی گھنڈی (یا کبوتر کا انڈا)۔

لغوی توضیح زِرّ گھنڈی (یعنی کپڑے یا دھاگے کا گول بٹن)۔ اَلْحَجَلَة چھپر کھٹ (یعنی دلہن کا چھتری دار پلنگ)۔ کچھ نے زِرّالْحَجَلَة کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ کبک (کبوتر جیسے سرخ چونچ والے ایک پرندے) کا انڈا۔ ایک دوسری روایت میں مہر نبوت کو کبوتری کے انڈے کے ساتھ بھی تشبیہ دی گئی ہے۔[1]

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ وضوء کا بچا ہوا پانی (بالفاظِ دیگر ماء مستعمل، جس پانی کو استعمال کیا گیا ہو) پاک ہے اسی لیے تو اسے پیا گیا اور دوسرے اس حدیث میں مہر نبوت کا بھی اثبات ہے۔

(31) باب فی صفة النبی ﷺ ومبعثه وسنه

نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک' بعثت کے وقت آپ کی عمر اور سن شریف

١٥١٤ ۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ یَصِفُ النَّبِیَّ ﷺ ' قَالَ : کَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ ' لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ ' اَزْهَرَ اللَّوْنِ ' لَیْسَ بِاَبْیَضِ اَمْهَقَ ' وَلَا آدَمَ ' لَیْسَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے اوصاف مبارکہ بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ آپ درمیانہ قد تھے نہ بہت لمبے اور نہ چھوٹے قد والے' رنگ کھلتا ہوا تھا (سرخ وسفید) نہ خالی سفید تھے اور نہ بالکل گندم گوں' آپ کے بال نہ بالکل مڑے ہوئے سخت قسم کے تھے اور نہ

١٥١٣ ۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 40 باب استعمال فضل وضوء الناس (190) مسلم (2345) ترمذی (3643) ۔
١٥١٤ ۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ (3547) مسلم (2347) ترمذی (3623) ۔

[1] [مسلم (2344)]

بِجَعْدٍ قَطَطٍ، وَلَا سَبْطٍ رَجِلٍ، أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ، فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ، يُنْزَلُ عَلَيْهِ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ۔

سیدھے لٹکے ہوئے ہی تھے۔ نزولِ وحی کے وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ مکہ میں آپ نے دس سال تک قیام فرمایا اور اس پورے عرصہ میں آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں بھی آپ کا قیام دس سال تک رہا۔ آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں ہوئے تھے۔

لغوی توضیح كَانَ رَبْعَةً آپ درمیانہ قد تھے۔ أَزْهَرَ اللَّوْن تروتازہ (یعنی سرخ وسفید) رنگ والے۔ بِأَبْيَضِ أَمْهَقَ خالص سفید رنگ۔ آدَمَ گندم گوں۔ بِجَعْدٍ قَطَطٍ بالکل گھنگھریالے۔ سَبْطٍ رَجِلٍ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے۔

فہم الحدیث اس حدیث میں ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے نبوت کے بعد مکہ میں دس سال قیام فرمایا۔ تو اس کے متعلق یہ یاد رہے کہ پہلی وحی کے نزول کے بعد تقریباً تین سال تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا، جسے فترۃ کا زمانہ بھی کہتے ہیں۔ یہاں راوی نے ان تین سالوں کو حذف کر کے باقی دس کا ذکر کر دیا ہے، ورنہ یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کے بعد مکہ میں تیرہ برس قیام فرمایا جیسا کہ آئندہ حدیث (۱۵۱۶) بھی اس کا ثبوت ہے۔

(32) باب کم سن النبی ﷺ یوم قبض

وفات کے وقت نبی ﷺ کی عمر کتنی تھی

۱۵۱۵۔ حدیث عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔

(33) باب کم اقام النبی ﷺ بمکۃ والمدینۃ

نبی ﷺ نے مکہ ومدینہ میں کتنا کتنا عرصہ قیام فرمایا

۱۵۱۶۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَكَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مبعوث کے بعد مکہ میں تیرہ سال قیام کیا اور جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

(34) باب فی اسمائہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے مختلف ناموں کا بیان

۱۵۱۷۔ حدیث جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ، أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي، الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں؛ میں محمد، احمد اور ماحی (یعنی مٹانے والا) ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن) میرے بعد حشر ہوگا اور میں عاقب

۱۵۱۵۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 19 باب وفاۃ النبی ﷺ (3536) مسلم (2349) ترمذی (3654)۔

۱۵۱۶۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 14 باب ہجرۃ النبی ﷺ واصحابہ إلی المدینۃ (3851) مسلم (2351)۔

۱۵۱۷۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 17 باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ (3532) مسلم (2354)۔

يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي ' وَاَنَا الْعَاقِبُ ـ

(یعنی پیچھے آنا والا ہوں مراد ہے میں خاتم الانبیاء ہوں)۔

(35) باب علمه ﷺ وشدة خشيته

نبی ﷺ کا علم اور اللہ سے آپ کا سخت ڈرنا

١٥١٨ ـ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا ' فَرَخَّصَ فِيْهِ ـ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ ' فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ ' فَخَطَبَ ' فَحَمِدَ اللّٰهَ ' ثُمَّ قَالَ : ((مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ اَصْنَعُهُ ؟ فَوَاللّٰهِ ! اِنِّي لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ ' وَاَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً)) ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک کام کیا اور لوگوں کو بھی اس کی اجازت دے دی لیکن کچھ لوگوں نے اس کا نہ کرنا اچھا جانا۔ جب آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد کے بعد فرمایا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اُس کام سے پرہیز کرتے ہیں' جو میں کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اللہ کو ان سب سے زیادہ جانتا ہوں اور ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

(36) باب وجوب اتباعه ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنا واجب ہے

١٥١٩ ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ ـ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ : سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ ـ فَاَبَى عَلَيْهِ ـ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ: ((اسْقِ يَا زُبَيْرُ ! ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلَى جَارِكَ)) فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ ' فَقَالَ : اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ ؟ ! فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ : ((اسْقِ يَا زُبَيْرُ ! ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ)) ـ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک انصاری مرد نے حضرت زبیر سے حرہ کے نالے میں' جس کا پانی مدینہ کے لوگ کھجور کے درختوں کو دیا کرتے تھے' اپنے جھگڑے کو نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ انصاری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ پانی کو آگے جانے دو لیکن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس سے انکار تھا۔ اور یہی جھگڑا نبی ﷺ کی خدمت میں پیش تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ (پہلے اپنا باغ) سینچ لے پھر اپنے پڑوسی بھائی کے لیے جلدی جانے دے۔ اس پر انصاری کو غصہ آ گیا۔ اور انہوں نے کہا' ہاں زبیر آپ کی پھوپھی کے لڑکے ہیں نا! بس رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے فرمایا' اے زبیر! تم سیراب کر لو۔ پھر پانی کو اتنی دیر تک روکے رکھو کہ وہ منڈیروں تک چڑھ جائے۔

لغوی توضیح: شِرَاج جمع ہے شرج کی، مراد ہے نالہ، پانی کا بہاؤ۔ سَرِّحْ چھوڑ دو۔ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ یہ فیصلہ (کہ پہلے زبیر پانی پلا لے) اس لیے کیا کہ زبیر آپ کی پھوپھی (صفیہ بنت عبدالمطلب) کا بیٹا ہے۔ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا (کیونکہ اس کی بات کا مطلب تھا کہ آپ نے عدل نہیں کیا، حالانکہ آپ کے فیصلے میں پہلے ہی

١٥١٨ ـ البخاري في: 78 كتاب الادب: 72 باب من لم يواجه الناس بالعتاب (6101) مسلم (2356) ـ

١٥١٩ ـ اخرجهما البخاري في: 42 كتاب المساقاة: 6 باب سَكْر الانهار (2359) مسلم (2357) ابوداود (3637)۔

اس کے لیے گنجائش موجود تھی جو بعد میں آپ نے ختم کردی)۔اسی واقعہ کے متعلق یہ آیت بھی نازل ہوئی (جو آئندہ حدیث میں مذکور ہے) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے کسی فیصلے سے اختلاف تو کجا اس کے متعلق دل میں انقباض بھی محسوس کرنا ایمان کے منافی ہے۔

١٥٢٠۔ حدیث فَقَالَ الزُّبَيْرُ : وَاللّٰهِ ! اِنِّی لَاَحْسِبُ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِی ذٰلِكَ ۔ ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ﴾ ۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! میرا تو خیال ہے کہ یہ آیت اسی بات میں نازل ہوئی ہے ”ہرگز نہیں، تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے' جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھ کو حکم (فیصل) نہ تسلیم کرلیں' پھر تو جو فیصلے ان میں کردے ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کرلیں“ [النساء:٦٥]۔

(37) باب توقيره ﷺ وترك اكثار سؤاله عما لا ضرورة اليه أولا يتعلق به تكليف وما لا يقع ' ونحو ذلك

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا حکم اور آپ سے غیر ضروری مسائل جن کی شرعاً احتیاج نہ ہو اور ناممکن قسم کے سوالات پوچھنے کی ممانعت

١٥٢١۔ حدیث سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : ((اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا مَنْ سَاَلَ عَنْ شَیْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْئَلَتِهِ)) ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق پوچھا جو حرام نہیں تھی اور اس کے سوال کی وجہ سے وہ حرام کردی گئی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے بعد کثرتِ سوال کی ممانعت اس طرح شدید نہیں جیسے آپ کی حیات مبارکہ میں تھی کیونکہ اس وقت وجوب یا تحریم کا خدشہ تھا، جو اَب نہیں۔ البتہ سلف صالحین نے ایسے مسائل کے متعلق کثرتِ سوال کو ناپسند کیا ہے جو ابھی واقع نہیں ہوئے۔

١٥٢٢۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' خُطْبَةً ' مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ ۔ قَالَ : ((لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا)) قَالَ :

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا خطبہ دیا کہ میں نے ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا تھا' آپ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں بھی معلوم ہوتا تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ کے صحابہ نے اپنے چہرے چھپالیے۔

١٥٢٠۔ أيضا۔

١٥٢١۔ البخاری فی: 96 كتاب الاعتصام: 3 باب ما يكره من كثرة السؤال ...(7289) مسلم (2358)۔

١٥٢٢۔ البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 5 سورة المائدة: 12 باب لا تسالوا عن اشياء...(93) مسلم (2359)۔

فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وُجُوْهَهُمْ، لَهُمْ خَنِيْنٌ۔ فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ اَبِیْ؟ قَالَ: ((فُلَانٌ)) فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾۔

باوجود ضبط کے ان کے رونے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ایک صحابی نے اس موقع پر پوچھا' میرے والد کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں'' [المائدہ' ۱۰۱]۔

لغوی توضیح لَوْ تَعْلَمُوْنَ اگر تمہیں علم ہو جائے (احوالِ قیامت اور اللہ کے شدید عذابوں کے متعلق)۔ فَغَطّٰی (صحابہ نے نبی ﷺ کے غصے کی وجہ سے چہرے) ڈھانپ لیے۔ خَنِيْنٌ رونے کی بلند آواز۔ مَنْ اَبِیْ؟ میرا باپ کون ہے (اس صحابی نے یہ سوال اس لیے پوچھا کیونکہ جب بھی اس کا کسی سے جھگڑا ہوتا تو اسے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا جاتا)۔

۱۵۲۳۔ **حدیث** اَنَسٍ ﷺ قَالَ: سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰى اَحْفَوْهُ الْمَسْئَلَةَ، فَغَضِبَ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: ((لَا تَسْأَلُوْنِیْ الْيَوْمَ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ)) فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَاِذَا كُلُّ رَجُلٍ رَافٌّ رَأْسَهُ فِیْ ثَوْبِهِ يَبْكِیْ۔ فَاِذَا رَجُلٌ كَانَ اِذَا لَاحَی الرِّجَالَ يُدْعٰی لِغَيْرِ اَبِيْهِ۔ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ اَبِیْ؟ قَالَ: ((حُذَافَةُ)) ثُمَّ اَنْشَأَ عُمَرُ، فَقَالَ: رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا رَاَيْتُ فِی الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ، اِنَّهُ صُوِّرَتْ لِیَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰى رَاَيْتُهُمَا وَرَاءَ الْحَائِطِ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے سوالات کیے۔ اور جب بہت زیادہ سوال کیے تو آپ ﷺ کو ناگواری ہوئی' پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا' آج تم مجھ سے جو بات بھی پوچھو گے میں بتاؤں گا۔ اس وقت میں نے دائیں بائیں دیکھا تو تمام صحابہ اپنے کپڑوں میں سر لپیٹے ہوئے رو رہے تھے۔ ایک صاحب جن کا اگر کسی سے جھگڑا ہوتا تو انہیں ان کے باپ کے سوا کسی اور کی طرف (طعنہ کے طور پر) منسوب کیا جاتا تھا۔ انہوں نے پوچھا یارسول اللہ! میرے باپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حذافہ! اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا ہم اللہ سے راضی ہیں کہ وہ ہمارا رب ہے' اسلام سے کہ وہ دین ہے' محمد ﷺ سے کہ وہ سچے رسول ہیں۔ ہم فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' آج کی طرح خیر و شر کے معاملہ میں میں نے کوئی دن نہیں دیکھا۔ میرے سامنے جنت اور دوزخ کی تصویر لائی گئی اور میں نے انہیں دیوار کے اوپر دیکھا۔

لغوی توضیح اَحْفَوْهُ انہوں نے بہت زیادہ مبالغہ کیا (آپ سے سوال کرنے میں)۔ لَاحَی جھگڑا کرتا۔

۱۵۲۴۔ **حدیث** اَبِیْ مُوْسٰی ﷺ قَالَ:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ

۱۵۲۳۔ البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 35 باب التعوذ من الفتن۔

۱۵۲۴۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 28 باب الغضب فی الموعظة والتعليم إذا رأى ما يكره (92) مسلم (2360)۔

سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ اَشْيَاءَ كَرِهَهَا ' فَلَمَّا اُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ۔ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ : ((سَلُوْنِي عَمَّا شِئْتُمْ)) قَالَ رَجُلٌ : مَنْ اَبِي ؟ قَالَ: ((اَبُوْكَ حُذَافَةُ)) فَقَامَ آخَرَ فَقَالَ : مَنْ اَبِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ: ((اَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ)) فَلَمَّا رَاَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ ' قَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّا نَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔

ایسی باتیں دریافت کی گئیں کہ آپ کو برا معلوم ہوا اور جب (اس قسم کے سوالات کی) آپ پر بہت زیادتی کی گئی تو آپ کو غصہ آ گیا۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا (اچھا اب) مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا' تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے پوچھا کہ یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ سالم شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرۂ مبارک کا حال دیکھا تو عرض کیا یارسول اللہ! ہم (ان باتوں کے دریافت کرنے سے جو آپ کو ناگوار ہوں) اللہ عزوجل سے توبہ کرتے ہیں۔

(39) باب فضل النظر اليه ﷺ وتمنيه

نبی ﷺ کے دیدار کی فضیلت اور اس کی خواہش کرنے کا بیان

١٥٢٥ ۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَى اَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَاَنْ يَرَانِي اَحَبُّ اِلَيْهِ مَنْ اَنْ يَكُوْنَ لَهُ مِثْلُ اَهْلِهِ وَمَالِهِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، تم پر ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے سارے گھر بار اور مال و دولت سے بڑھ کر مجھ کو دیکھ لینا زیادہ پسند کرے گا۔

فھم الحدیث مراد یہ ہے کہ میری وفات کے بعد جب میں نظر نہیں آؤں گا تو مجھے دیکھنے کا شوق اس قدر بڑھ جائے گا کہ انسان کو اپنے اہل و عیال اور مال و دولت سے بھی بڑھ کر مجھے دیکھنے کا شوق ہوگا۔

(40) باب فضائل عيسىٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل

١٥٢٦ ۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ ' وَالْاَنْبِيَاءُ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ ' لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ میں ابن مریم علیہ السلام سے دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہوں۔ انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں اور میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

لغوی توضیح اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ میں ابن مریم کے دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہوں (کیونکہ انہوں نے میری آمد کی بشارت دی تھی، پھر قیامت کے قریب دوبارہ میرے امتی کی حیثیت سے آ کر میری شریعت کے حمایتی ہوں

١٥٢٥ ۔ البخاری فی: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام (3589) مسلم (2364) ۔

١٥٢٦ ۔ البخاری فی: 60 كتاب الانبياء: 48 باب واذكر فی الكتاب مريم (3442) مسلم (2365) ابوداود (4675) ۔

گے)۔ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف ہوں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ تمام انبیاء کے دین کی جڑ (توحید اور دیگر اعتقادی مسائل) ایک ہی ہے، البتہ فروعات (یعنی مسائل و احکام، شرائع) مختلف ہیں۔ لَیْسَ بَیْنِی وَبَیْنَہُ نَبِیٌّ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہی بات شواہد سے ثابت ہے۔

۱۵۲۷۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُوْدٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ، حِيْنَ يُوْلَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ، غَيْرَ مَرْيَمَ، وَابْنِهَا))۔ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: ﴿ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴾۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ہر ایک ابن آدم جب پیدا ہوتا ہے تو پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے اور بچہ شیطان کے چھونے سے زور سے چیختا ہے۔ سوائے مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ نے آیت کا یہ حصہ تلاوت کیا کہ "(مریم علیہا السلام کی پیدائش پر ان کی والدہ نے کہا تھا کہ اے پروردگار!) اور میں مریم اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔"

لغوی توضیح فَيَسْتَهِلُّ چیختا ہے۔

۱۵۲۸۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((رَاٰى عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ۔ فَقَالَ لَهُ: اَسَرَقْتَ؟ قَالَ: كَلَّا، وَاللّٰهِ! الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، فَقَالَ عِيْسَى: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ عَيْنِي))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا پھر اس سے دریافت فرمایا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا ہرگز نہیں، اللہ کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں! (اس پر) عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور میری آنکھوں کو دھوکا ہوا۔

لغوی توضیح آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ عَيْنِي میں اللہ پر ایمان لایا اور میری آنکھوں کو دھوکا ہوا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کلمات اللہ عزوجل کے جلال اور شان و شوکت کی وجہ سے کہے کیونکہ اس شخص نے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا تھا کہ اس نے چوری نہیں کی۔

(41) باب من فضائل ابراهيم الخليل علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعض فضائل

۱۵۲۹۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيْمُ، وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً، بِالْقَدُوْمِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسّی سال کی عمر میں بسولے سے ختنہ کیا۔

۱۵۲۷۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 44 باب قول الله تعالى واذكر فى الكتاب مريم (3286) مسلم (2366)۔

۱۵۲۸۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 48 باب واذكر فى الكتاب مريم (3444) مسلم (2368) احمد (8983)۔

۱۵۲۹۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 8 باب قول الله تعالى "واتخذ الله إبراهيم خليلا" (3356) مسلم (2370)۔

لغوی توضیح اَلْقَدُّوْم بسولا، لکڑی چھیلنے کا ایک اوزار۔ کچھ نے قدوم سے ملک شام کی ایک بستی بھی مراد لی ہے۔

۱۵۳۰۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِیْمَ، اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِی كَیْفَ تُحْیِی الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِی۔ وَیَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا، لَقَدْ كَانَ یَاْوِی اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ۔ وَلَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ یُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِیَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں جبکہ انہوں نے کہا تھا کہ میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' کیا تم ایمان نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں' لیکن یہ صرف اس لیے تاکہ میرے دل کو زیادہ اطمینان ہو جائے۔ اور اللہ لوط علیہ السلام پر رحم کرے کہ وہ زبردست رکن (یعنی خداوند کریم) کی پناہ لیتے تھے۔ اور اگر میں اتنی مدت تک قید خانے میں رہتا جتنی مدت تک یوسف علیہ السلام رہے تھے تو میں بلانے والے کی بات ضرور مان لیتا۔

فهم الحدیث یہ حدیث اور اس کی تشریح پیچھے حدیث نمبر ۹۲ پر گزر چکی ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

۱۵۳۱۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: ((لَمْ یَكْذِبْ اِبْرَاهِیْمُ، اِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ: ثِنْتَیْنِ مِنْهُنَّ فِی ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ قَوْلُهُ ﴿اِنِّی سَقِیْمٌ﴾ وَقَوْلُهُ ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا﴾ وَقَالَ: بَیْنَا هُوَ ذَاتَ یَوْمٍ وَسَارَةُ، اِذْ اَتٰی عَلٰی جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِیْلَ لَهُ: اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَاَةٌ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ، فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ، فَسَاَلَهُ عَنْهَا، فَقَالَ: مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَ: اُخْتِی فَاَتٰی سَارَةَ، قَالَ: یَا سَارَةُ! لَیْسَ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَیْرِی وَغَیْرُكِ، وَاِنَّ هٰذَا سَاَلَنِی فَاَخْبَرْتُهُ اَنَّكِ اُخْتِی، فَلَا تُكَذِّبِیْنِی فَاَرْسَلَ اِلَیْهَا۔ فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَیْهِ ذَهَبَ یَتَنَاوَلُهَا بِیَدِهِ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ جھوٹ بولا تھا۔ دو ان میں سے خالص اللہ کی رضا کے لیے۔ تھے۔ ایک تو ان کا فرمانا (بطور توریہ کے) کہ "میں بیمار ہوں" اور دوسرا ان کا یہ فرمانا کہ " بلکہ یہ کام تو ان کے بڑے (بت) نے کیا ہے" اور بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ علیہما السلام ظالم بادشاہ کی حدود سلطنت سے گزرے۔ بادشاہ کو خبر ملی کہ یہاں ایک شخص آیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ دنیا کی ایک خوبصورت ترین عورت ہے۔ بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اپنا آدمی بھیج کر انہیں بلوایا اور حضرت سارہ علیہا السلام کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہیں۔ پھر آپ حضرت سارہ علیہا السلام کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے سارہ! یہاں میرے اور تمہارے سوا اور کوئی بھی مومن نہیں ہے اور اس بادشاہ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے کہہ دیا کہ تم میری (دینی اعتبار سے) بہن ہو۔ اس لیے

۱۵۳۰۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 11 باب قوله عز وجل "ونبئهم عن ضیف إبراهیم"۔

۱۵۳۱۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 8 باب قول الله تعالی "واتخذ الله إبراهیم خلیلا" (3357) مسلم (2371)۔

فَـأُخِذَ ۔ فَقَالَ : ادْعِي اللّٰهَ لِي وَلَا اَضُرُّكِ ۔ فَدَعَتِ اللّٰهَ ' فَأُطْلِقَ ۔ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ ' فَـأُخِـذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ ۔ فَقَالَ : اُدْعِي اللّٰهَ لِـي وَلَا اَضُرُّكِ ۔ فَدَعَتْ ' فَأُطْلِقَ ۔ فَدَعَا بَـعْـضَ حَـجَبَتِهِ ' فَقَالَ : اِنَّكُمْ لَمْ تَأْتُوْنِي بِـاِنْسَـانٍ ' اِنَّـمَـا اَتَيْتُمُوْنِي بِشَيْطَـانٍ ۔ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ ۔ فَاَتَتْهُ ' وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي ۔ فَـاَوْمَا بِيَدِهِ ' مَهْيَا ۔ قَالَتْ ۔ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْـكَـافِـرِ (اَوِ الْفَاجِرِ) فِي نَحْرِهِ ' وَاَخْدَمَ هَاجَرَ)) ۔

قَـالَ اَبُوْ هُـرَيْرَةَ : تِـلْكَ اُمُّكُـمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ ۔

اب تم کوئی ایسی بات نہ کہنا جس سے میں جھوٹا بنوں۔ پھر اس ظالم نے حضرت سارہ کو بلوایا اور جب وہ اس کے پاس گئیں تو اس نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا لیکن فوراً پکڑ لیا گیا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کرو (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا' چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور چھوڑ دیا گیا۔ لیکن پھر دوسری مرتبہ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس مرتبہ بھی اسی طرح پکڑ لیا گیا' بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت' اور پھر کہنے لگا کہ اللہ سے میرے لیے دعا کرو' میں اب تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گا۔ حضرت سارہ علیہا السلام نے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے کسی خدمت گار کو بلا کر کہا کہ تم لوگ میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے ہو' یہ تو کوئی سرکش جن ہے (جاتے ہوئے) حضرت سارہ علیہا السلام کو اس نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام خدمت کے لیے دیں۔ جب حضرت سارہ آئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر (یہ کہا کہ) فاجر کے فریب کو اسی کے منہ پر دے مارا اور ہاجرہ کو خدمت کے لیے دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بنی ماء السماء (اے آسمانی پانی کی اولاد یعنی اہلِ عرب) تمہاری والدہ یہی (حضرت ہاجرہ علیہا السلام) ہیں۔

فہم الحدیث: ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے، اس سے مراد حقیقی جھوٹ نہیں بلکہ توریہ ہے اور توریہ یہ ہوتا ہے کہ حقیقت کچھ اور ہو اور انسان کسی مصلحت کے پیش نظر ایسے دو معانی والے الفاظ کے ساتھ اس طرح بیان کرے کہ سننے والا حقیقت کے بجائے کچھ اور سمجھ لے اور مطمئن بھی ہو جائے۔ ابراہیم علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا۔ آپ نے کہا ''میں بیمار ہوں'' یعنی میرا دل قوم کی شرکیہ حرکات کی وجہ سے بیمار ہے۔ ''ان کے بڑے بت نے یہ کارنامہ کیا ہے'' یہ آپ نے محض طنز کے طور پر فرمایا تا کہ بت پرستوں کی حماقت ظاہر ہو جائے۔ ''سارہ میری بہن ہے'' درحقیقت دینی اعتبار سے تمام مومن مرد و عورتیں آپس میں بہن بھائی ہی ہیں۔ علاوہ ازیں اس حدیث میں جو اہل عرب کو آسمانی پانی کی اولاد کہا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت ان کی اکثر گزر بسر بارش کے پانی پر ہی تھی۔

(42) باب من فضائل موسى علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعض فضائل

١٥٣٢ ۔ حديث أبي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : ((كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً ، يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ . وَكَانَ مُوسَى يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ . فَقَالُوا : وَاللّٰهِ! مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ . فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ ، فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ ، فَخَرَجَ مُوسَى فِي إِثْرِهِ يَقُولُ : ثَوْبِي يَا حَجَرُ ! حَتَّى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى مُوسَى ، فَقَالُوا : وَاللّٰهِ ! مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ وَأَخَذَ ثَوْبَهُ ، فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا)) . فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : وَاللّٰهِ ! إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ ، سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبًا بِالْحَجَرِ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل ننگے ہو کر اس طرح نہاتے تھے کہ ایک شخص دوسرے کو دیکھتا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا پردہ سے غسل فرماتے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ بخدا موسیٰ کو ہمارے ساتھ غسل کرنے میں صرف یہ چیز مانع ہے کہ آپ کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام غسل کرنے لگے' اور آپ نے کپڑوں کو ایک پتھر پر رکھ دیا۔ اتنے میں پتھر کپڑوں کو لے بھاگا۔ اور موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے بڑی تیزی سے دوڑے۔ آپ کہتے جاتے تھے۔ اے پتھر! میرا کپڑا دے، اے پتھر! میرا کپڑا دے۔ اس عرصہ میں بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو ننگا دیکھ لیا۔ اور کہنے لگے کہ بخدا موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں اور موسیٰ علیہ السلام نے کپڑا لیا اور پتھر کو مارنے لگے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بخدا اس پتھر پر چھ یا سات مار کے نشان باقی ہیں۔

لغوی توضیح آدَرُ بڑے بڑے خصیتین والا۔ فِي إِثْرِهِ اس کے پیچھے۔ نَدَبٌ نشان۔

١٥٣٣ ۔ حديث أبي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : ((أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ . فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ ، فَقَالَ : أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ ! فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَيْنَهُ . وَقَالَ : ارْجِعْ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ . فَلَهُ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهِ يَدُهُ ، بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ : أَيْ رَبِّ ! ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ملک الموت (آدمی کی شکل میں) موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجے گئے۔ وہ جب آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے (نہ پہچان کر) انہیں ایک زور کا طمانچہ مارا اور ان کی آنکھ پھوڑ ڈالی۔ وہ واپس اپنے رب کے حضور میں پہنچے۔ اور عرض کیا کہ یا اللہ! تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ پہلے کی طرح کر دی اور فرمایا کہ دوبارہ جا اور ان سے کہہ کہ آپ اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھیے اور پیٹھ کے جتنے بال آپ کے ہاتھ تلے آ جائیں ان کے ہر بال کے بدلے ایک سال کی زندگی دی جاتی ہے۔ (

١٥٣٢ ۔ البخاري في: 5 كتاب الغسل: 20 باب من اغتسل عريانًا وحده في الخلوة ۔

١٥٣٣ ۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 69 باب من احب الدفن في الارض المقدسة (1339) مسلم (2372) ۔

ثُـمَّ الْمَوْتُ ـ قَالَ : فَالآنَ ـ فَسَأَلَ اللّٰهَ اَنْ يُـدْنِيَـهُ مِـنَ الْاَرْضِ الْـمُـقَـدَّسَةِ رَمْيَةً بِـحَـجَـرٍ)) ـ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((فَـلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَارَيْتُكُمْ قَبْرَهُ اِلَى جَانِبِ الطَّرِيْقِ ، عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ)) ـ

موسیٰ علیہ السلام تک جب اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچا تو) آپ نے کہا کہ اے اللہ! پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر بھی موت آنی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام بولے تو ابھی کیوں نہ آ جائے۔ پھر انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں ایک پتھر کی مار پر ارضِ مقدس سے قریب کر دیا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی قبر دکھاتا کہ لال ٹیلے کے پاس راستے کے قریب ہے۔

لغوی توضیح صَكَّهُ اسے تھپڑ مارا (اور اس کی آنکھ پھوڑ دی) مَتْن کمر۔ ثَوْر بیل۔ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَر سرخ ٹیلہ۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی اور وہ ارضِ فلسطین سے باہر دفن ہوئے۔

١٥٣٤ ـ **حديث** اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : اسْتَـبَّ رَجُلَانِ ، رَجُـلٌ مِـنَ الْـمُـسْلِمِيْنَ ، وَرَجُـلٌ مِـنَ الْيَهُـوْدِ ـ قَالَ الْمُسْلِمُ : وَالَّذِی اصْـطَـفَـى مُـحَـمَّـدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ ! فَقَالَ الْيَهُـوْدِيُّ : وَالَّـذِی اصْـطَـفَى مُوْسَى عَلَى الْـعَـالَـمِيْنَ ! فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ ، عِنْدَ ذٰلِكَ ، فَـلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ ـ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِیُّ اِلَى الـنَّبِـيِّ ﷺ ، فَاَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهِ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ ـ فَدَعَا النَّبِیُّ ﷺ الْمُسْلِمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ ، فَـاَخْـبَـرَهُ ـ فَـقَـالَ النَّبِیُّ ﷺ : ((لَا تُخَيِّرُوْنِی عَلَى مُوْسَى ، فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَـوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ ، فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُـفِـيْـقُ ، فَـاِذَا مُوْسَى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ ، فَلَا اَدْرِی اَكَـانَ فِـيْـمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِی ، اَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو شخصوں نے جن میں ایک مسلمان تھا اور دوسرا یہودی ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ مسلمان نے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد (ﷺ) کو تمام دنیا والوں پر بزرگی دی۔ اور یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ (علیہ السلام) کو تمام دنیا والوں پر بزرگی دی۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کے طمانچہ مارا۔ وہ یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مسلمان کے ساتھ اپنے واقعہ کو بیان کیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس مسلمان کو بلایا اور اس سے واقعہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے آپ کو اس کی تفصیل بتا دی۔ آپ نے اس کے بعد فرمایا مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو۔ لوگ قیامت کے دن بے ہوش کر دیے جائیں گے میں بھی بے ہوش ہو جاؤں گا۔ بے ہوشی سے ہوش میں آنے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں گا لیکن موسیٰ علیہ السلام کو عرشِ الٰہی کا کنارہ پکڑے ہوئے پاؤں گا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بے ہوش ہونے والوں میں ہونے کے باوجود مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا اللہ تعالیٰ نے ان کو ان لوگوں میں رکھا ہے جو بے ہوشی سے مستثنیٰ ہیں۔

١٥٣٤ ـ البخاری فی: 44 كتاب الخصومات: 1 باب ما يذكر فی الإشخاص ...(2411) مسلم (2373) ابو داود (4671)۔

لغوی توضیح لَا تُخَيِّرُوْنِي عَلَى مُوْسَى مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو (یہ اس لیے فرمایا تا کہ کسی نبی کو بھی دوسرے سے کم تر نہ سمجھا جائے اور کسی قسم کا تنازع اور جھگڑا نہ ہو ورنہ آپ ﷺ بالاتفاق تمام انبیاء سے افضل ہیں)۔ يَصْعَقُوْنَ بے ہوش ہو جائیں گے۔ يُفِيْقُ ہوش میں آئے گا۔ بَاطِشٌ پکڑے ہوئے۔

١٥٣٥ ـ حديث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ، جَاءَ يَهُوْدِيٌّ، فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! ضَرَبَ وَجْهِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِكَ فَقَالَ: ((مَنْ؟)) قَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: ((ادْعُوْهُ)) فَقَالَ: ((أَضَرَبْتَهُ؟)) قَالَ: سَمِعْتُهُ بِالسُّوْقِ يَحْلِفُ، وَالَّذِي اصْطَفَى مُوْسَى عَلَى الْبَشَرِ! قُلْتُ: أَيْ خَبِيْثُ! عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ؟ فَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ ضَرَبْتُ وَجْهَهُ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ۔ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ أَمْ حُوْسِبَ بِصَعْقَةِ الْأُوْلَى؟))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک یہودی آیا اور کہا۔ اے ابو القاسم! آپ کے اصحاب میں سے ایک نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا' کس نے؟ اس نے کہا کہ ایک انصاری نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بلاؤ۔ وہ آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا۔ کیا تم نے اسے مارا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے بازار میں یہ قسم کھاتے سنا۔ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر بزرگی دی۔ میں نے کہا' او خبیث! کیا محمد ﷺ پر بھی! مجھے غصہ آیا اور میں نے اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا' دیکھو انبیاء میں باہم ایک دوسرے پر اس طرح بزرگی نہ دیا کرو۔ لوگ قیامت میں بے ہوش ہو جائیں گے۔ اپنی قبر سے سب سے پہلے نکلنے والا میں ہی ہوں گا۔ لیکن میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرشِ الٰہی کا پایہ پکڑے ہوئے ہیں۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بے ہوش ہوں گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا انہیں پہلی بے ہوشی جو طور پہاڑ پر ہو چکی ہے وہی کافی ہوگی۔

لغوی توضیح أَمْ حُوْسِبَ بِصَعْقَةِ الْأُوْلَى یا انہیں پہلی بے ہوشی کافی ہوگئی ہے (مراد وہ بے ہوشی ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ کیا اور طور پہاڑ پر چڑھے تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ظاہر فرمائی جس سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے [الاعراف: ١٤٣])۔

(43) باب في ذكر يونس عليه السلام وقول النبي ﷺ: لا ينبغي لعبد ان يقول انا خير من يونس بن متى

حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر اور نبی ﷺ کا ارشاد کہ کسی کو یہ کہنا سزاوار نہیں کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں

١٥٣٦ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' کسی

١٥٣٥ ـ البخاري في: 44 كتاب الخصومات: 1 باب في الإشخاص والخصومة ...(2412) مسلم (2374)۔

١٥٣٦ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 35 باب قول الله تعالى "وإن يونس لمن المرسلين" (3416) مسلم (2376)۔

النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : ((لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى)) ۔

شخص کے لیے یہ کہنا لائق نہیں کہ میں حضرت یونس بن متی سے افضل ہوں۔

فھو الحدیث آپ ﷺ نے یہ ارشاد اس لیے فرمایا کہ یونس علیہ السلام کا قصہ پڑھنے والا کہیں ان کے متعلق یہ گمان نہ کر لے کہ ان کی شان کم ہے یا ان کے متعلق کوئی بھی تنقیص کا پہلو ذہن میں رکھ لے بطور خاص جب یہ آیت پڑھے کہ ''پھر انہیں مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرنے والے تھے۔'' [الصافات:۱۴۲]

۱۵۳۷۔ حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : ((لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى)) وَنَسَبَهُ اِلٰى اَبِيْهِ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کے لیے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی سے بہتر قرار دے۔ آپ نے ان کے والد (یعنی متی) کی طرف منسوب کر کے ان کا نام لیا تھا۔

(44) باب من فضائل یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام کے بعض فضائل

۱۵۳۸۔ حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ ؟ قَالَ : ((اَتْقَاهُمْ)) فَقَالُوْا : لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ : ((فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ)) قَالُوْا : لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ ۔ قَالَ : ((فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنَ؟ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا سب سے شریف کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ صحابہ نے عرض کیا ہم حضور ﷺ سے اس کے متعلق نہیں پوچھتے۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ (سب سے زیادہ شریف ہیں) صحابہ نے کہا کہ ہم اس کے متعلق بھی نہیں پوچھتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا عرب کے خاندانوں کے متعلق تم پوچھنا چاہتے ہو۔ سنو جاہلیت میں جو شریف تھے اسلام میں بھی وہ شریف ہیں جب کہ دین کی سمجھ انہیں آ جائے۔

لغوی توضیح اَتْقَاهُمْ جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے (وہ سب سے شریف ہے، یہ آپ نے اعمال کے اعتبار سے کہا)۔ فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ پھر اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام ہیں (یہ آپ نے نسب کے اعتبار سے کہا کیونکہ یوسف علیہ السلام کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ وہ نسلی رشتہ رکھنے والے تین انبیاء کی اولاد تھے یعنی ان کے والد اللہ کے نبی یعقوب علیہ السلام اور ان کے والد اللہ کے نبی اسحق علیہ السلام اور ان کے والد اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام تھے)۔ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ان میں جو جاہلیت میں شریف تھے (یعنی اچھی صفات واخلاق کے مالک تھے، پھر اگر وہ لوگ مسلمان ہو کر دین کی سمجھ حاصل کر لیں تو وہ اسلام کے بھی بہترین لوگ ہیں)۔

۱۵۳۷۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 24 باب قول الله تعالی "وهل اتاك حديث موسى" (3395) مسلم (2377)۔

۱۵۳۸۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 8 باب قول الله تعالی "واتخذ الله إبراهيم خليلا" (3353) مسلم (2378)۔

(46) باب من فضائل الخضر علیہ السلام

۱۵۳۹ ـ حديث أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((قَامَ مُوْسَى النَّبِيُّ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ، فَسُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ فَقَالَ: أَنَا أَعْلَمُ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ ـ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ: يَا رَبِّ! وَكَيْفَ بِهِ؟ فَقِيْلَ لَهُ احْمِلْ حُوْتًا فِي مِكْتَلٍ، فَإِذَا فَقَدْتَهُ فَهُوَ ثَمَّ ـ فَانْطَلَقَ، وَانْطَلَقَ بِفَتَاهُ يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ، وَحَمَلَا حُوْتًا فِي مِكْتَلٍ، حَتَّى كَانَا عِنْدَ الصَّخْرَةِ، وَضَعَا رُؤُوْسَهُمَا وَنَامَا ـ فَانْسَلَّ الْحُوْتُ مِنَ الْمِكْتَلِ فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ـ وَكَانَ لِمُوْسَى وَفَتَاهُ عَجَبًا ـ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمِهِمَا ـ فَلَمَّا أَصْبَحَ، قَالَ مُوْسَى لِفَتَاهُ: آتِنَا غَدَائَنَا، لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا ـ وَلَمْ يَجِدْ مُوْسَى مَسًّا مِنَ النَّصَبِ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ ـ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ: أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيْتُ الْحُوْتَ ـ قَالَ مُوْسَى: ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي ـ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا ـ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ، إِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ (أَوْ قَالَ تَسَجَّى بِثَوْبِهِ) فَسَلَّمَ مُوْسَى ـ فَقَالَ

خضر علیہ السلام کے بعض فضائل

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ایک روز) موسیٰ علیہ السلام نے کھڑے ہوکر بنی اسرائیل میں خطبہ دیا' تو آپ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب علم کون ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں ہوں۔ اس وجہ سے اللہ کا غصہ ان پر ہوا' کہ انہوں نے علم کو خدا کے حوالے کیوں نہ کر دیا۔ تب اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ دریاؤں کے سنگم پر ہے۔ (جہاں فارس اور روم کے سمندر ملے ہیں) وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے' موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار! میری ان سے ملاقات کیسے ہو؟ حکم ہوا کہ ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لو' پھر جہاں تم اس مچھلی کو گم کر دو گے تو وہ بندہ تمہیں (وہیں) ملے گا۔ تب موسیٰ علیہ السلام چلے اور ساتھ میں اپنے خادم یوشع بن نون کو لے لیا اور انہوں نے زنبیل میں مچھلی رکھ لی' جب (ایک) پتھر کے پاس پہنچے' دونوں اپنے سر اس پر رکھ کر سو گئے اور مچھلی زنبیل سے نکل کر دریا میں اپنی راہ بناتی چلی گئی' اور یہ بات موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کے لیے بے حد تعجب کی تھی۔ پھر دونوں باقی رات اور دن میں (جتنا وقت باقی تھا) چلتے رہے' جب صبح ہوئی موسیٰ علیہ السلام نے خادم سے کہا' ہمارا ناشتہ لاؤ' اس سفر میں ہم نے (کافی) تکلیف اٹھائی ہے' اور موسیٰ علیہ السلام بالکل نہیں تھکے تھے' مگر جب اس جگہ سے آگے نکل گئے' جہاں تک انہیں جانے کا حکم ملا تھا۔ تب ان کے خادم نے کہا۔ کیا آپ نے دیکھا تھا' کہ جب ہم صخرہ کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا ذکر بھول گیا' (یہ سن کر) موسیٰ علیہ السلام بولے کہ یہ ہی جگہ ہے جس کی ہمیں تلاش تھی' تو وہ پچھلے پاؤں واپس ہو گئے' جب پتھر تک پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص کپڑا اوڑھے ہوئے (موجود ہے)۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا' خضر علیہ السلام نے کہا

۱۵۳۹ ـ البخاري في: 3 كتاب العلم: 44 باب ما يستحب للعالم إذا سئل...(74) مسلم (2380) ابو داود (4705) ـ

الْخَضِرُ : وَاَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ ؟ فَقَالَ : اَنَا مُوْسٰى ـ فَقَالَ : مُوْسٰى بَنِى اِسْرَائِيْلَ ؟ قَالَ : نَعَمْ ـ قَالَ : هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِى مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا ؟ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا يَا مُوْسٰى ! اِنِّى عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهُ اَنْتَ ' وَاَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ عَلَّمَكَهُ لَا اَعْلَمُهُ ـ قَالَ : سَتَجِدُنِى اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَلَا اَعْصِى لَكَ اَمْرًا ـ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ ' لَيْسَ لَهُمَا سَفِيْنَةٌ ـ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ ـ فَكَلَّمُوْهُمْ اَنْ يَحْمِلُوْهُمَا ' فَعرف الْخَضِرُ ' فَحَمَلُوْهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ ـ فَجَاءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ ' فَنَقَرَ نَقْرَةً اَوْ نَقْرَتَيْنِ فِى الْبَحْرِ ـ فَقَالَ الْخَضِرُ : يَا مُوْسٰى ! مَا نَقَصَ عِلْمِى وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا كَنَقْرَةِ هٰذَا الْعُصْفُوْرِ فِى الْبَحْرِ ـ فَعَمَدَ الْخَضِرُ اِلٰى لَوْحٍ مِنْ اَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ فَنَزَعَهُ ـ فَقَالَ مُوْسٰى : قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ ' عَمَدْتَ اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ! قَالَ : اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا قَالَ : لَا تُؤَاخِذْنِى بِمَا نَسِيْتُ فَكَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا ـ فَانْطَلَقَا ' فَاِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ ' فَاَخَذَ الْخَضِرُ بِرَاْسِهِ مِنْ اَعْلَاهُ فَاقْتَلَعَ رَاْسَهُ بِيَدِهٖ ـ فَقَالَ مُوْسٰى : اَقَتَلْتَ

کہ تمہاری سرزمین میں سلام کہاں؟ پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں۔ خضر بولے کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' پھر کہا کیا میں آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں' تا کہ آپ مجھے ہدایت کی وہ باتیں بتائیں جو خدا نے خاص آپ ہی کو سکھلائی ہیں؟ خضر علیہ السلام بولے کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ اے موسیٰ! مجھے اللہ نے ایسا علم دیا ہے جسے تم نہیں جانتے' اور تم کو جو علم دیا ہے اسے میں نہیں جانتا۔ (اس پر) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی بات میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر دریا کے کنارے کنارے پیدل چلے ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی کہ ایک کشتی ان کے سامنے سے گذری' تو کشتی والوں سے انہوں نے کہا کہ ہمیں بٹھا لو۔ خضر علیہ السلام کو انہوں نے پہچان لیا' اور بغیر کرایہ کے سوار کر لیا۔ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی' پھر سمندر میں اس نے ایک یا دو چونچیں ماریں (اسے دیکھ کر) خضر علیہ السلام بولے کہ اے موسیٰ! میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم میں سے اتنا ہی کم کیا ہوگا جتنا اس چڑیا نے سمندر (کے پانی) سے پھر خضر علیہ السلام نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ نکال ڈالا' موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ان لوگوں نے ہمیں کرایہ لیے بغیر (مفت میں) سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی (کی لکڑی) اکھاڑ ڈالی تا کہ یہ ڈوب جائیں' خضر علیہ السلام بولے کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے؟ (اس پر) موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ بھول پر میری گرفت نہ کریں۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھول کر یہ پہلا اعتراض کیا تھا۔ پھر دونوں چلے (کشتی سے اتر کر) ایک لڑکا بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا' خضر علیہ السلام نے اوپر سے اس کا سر پکڑ کر ہاتھ سے اسے الگ کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام بول پڑے کہ آپ نے ایک بے گناہ بچے کو بغیر کسی جانی حق کے مار ڈالا۔ خضر علیہ السلام بولے کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے

نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ؟ قَالَ : اَلَمْ اَقُلْ لَكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا؟ فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا ' فَاَبَوْا اَنْ يُضَيِّفُوْهُمَا ' فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُرِيْدُ اَنْ يَنْقَضَّ ' فَاَقَامَهُ ـ قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ فَاَقَامَهُ ـ فَقَالَ لَهُ مُوْسَى : لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ـ قَالَ : هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَ بَيْنِكَ ' قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسَى ! لَوَدِدْنَا لَوْ صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَمْرِهِمَا)) ـ

ساتھ صبر نہیں کرسکو گے۔ پھر دونوں چلتے رہے حتیٰ کہ ایک گاؤں والوں کے پاس آئے' ان سے کھانا لینا چاہا۔ انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کردیا۔ انہوں نے وہیں دیکھا کہ ایک دیوار اسی گاؤں میں گرنے کے قریب تھی' خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اسے سیدھا کردیا۔ موسیٰ علیہ السلام بول اٹھے کہ اگر آپ چاہتے تو (گاؤں والوں سے) اس کام کی مزدوری لے سکتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کہ (بس اب) ہم اور تم میں جدائی کا وقت آگیا ہے۔
جنابِ محبوبِ کبریا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے' ہماری تمنا تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کچھ دیر اور صبر کرتے تو مزید واقعات ان دونوں کے بیان کئے جاتے۔

لغوی توضیح: فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوگئے (معلوم ہوا کہ اللہ کو چھوڑ کر خود کو سب سے زیادہ علم والا ظاہر کرنا اللہ کی ناراضگی مول لینے کے مترادف ہے)۔ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ۔ حُوْتًا مچھلی۔ مِكْتَل زنبیل۔ فَتَاهُ آپ کا خادم۔ سَرَبًا چلنے کا راستہ۔ غَدَاء وہ کھانا جو صبح کھایا جاتا ہے۔ نَصَبًا تھکاوٹ۔ اَرَاَيْتَ مجھے بتاؤ۔ مَا كُنَّا نَبْغِي ہم جسے تلاش کر رہے تھے۔ مُسَجًّى لپیٹے ہوئے۔ نَوْل اجرت، کرایہ۔ فَاقْتَلَعَ اکھاڑ دیا۔ زَكِيَّةً پاکیزہ۔ ان تینوں واقعات کی حقیقت کیا تھی؟ اس کا ذکر قرآن کریم میں ہی موجود ہے کہ کشتی چند مساکین کی تھی، اسے توڑ کر اس لیے عیب دار بنایا گیا کہ آگے ایک ظالم بادشاہ تھا جو ہر صحیح کشتی پر زبردستی قبضہ کرلیتا تھا۔ بچے کو اس لیے قتل کیا کیونکہ اس کے والدین مومن تھے اور خدشہ تھا کہ یہ اپنے کفر کی وجہ سے انہیں پریشان کرے گا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے بدلے نیک بچہ عطا کرنے کا ارادہ فرمایا اور دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کا خزانہ دفن تھا اس لیے اسے درست کردیا گیا تا کہ وہ بڑے ہوکر اپنا خزانہ حاصل کرلیں۔ [سورۃ الکہف:۷۹۔۸۲]

[۴۴] كِتَابُ فَضَائِلِ الصَّحَابَة
صحابہ کے فضائل کا بیان

(1) باب من فضائل ابي بكر الصديق رضی اللہ عنہ
حضرت ابوبکر صدیق کے بعض فضائل

١٥٤٠ ـ حديث اَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ ' وَاَنَا فِي الْغَارِ ' لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم غارِ ثور میں چھپے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر مشرکین کے کسی آدمی نے اپنے قدموں

١٥٤٠ ـ البخاری فی: 62 كتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ: 2 باب مناقب المهاجرين ...(3653) مسلم (2381) ـ

تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَا بْصَرَنَا ۔ فَقَالَ : ((مَا ظَنُّكَ ، يَا اَبَا بَكْرٍ ! بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟)) ۔

پر نظر ڈالی تو وہ ضرور ہم کو دیکھ لے گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! ان دو کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

لغوی توضیح فِی الْغَارِ غار میں ۔ مراد ہے غار ثور جو جبل ثور میں ہے، یہ پہاڑ مکہ سے یمن کی جانب تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر ہے ۔ نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جب ہجرت مدینہ کے لیے نکلے تو تین دن اس غار میں چھپے رہے ۔ مشرکین مکہ آپ کا پیچھا کرتے ہوئے غار تک آن پہنچے تب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بات کہی ۔ اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا جن کا تیسرا اللہ ہے، یعنی معاون و مددگار ہے۔

۱۵٤۱ ۔ **حديث** اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ ، فَقَالَ : ((اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ)) فَبَكَى اَبُوْ بَكْرٍ ، وَقَالَ : فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا ، فَعَجِبْنَا لَهُ ، وَقَالَ النَّاسُ: اُنْظُرُوْا اِلَى هٰذَا الشَّيْخِ ، يُخْبِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ ، وَهُوَ يَقُوْلُ : فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا ۔ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ ۔ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ هُوَ اَعْلَمَنَا بِهِ ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے پھر فرمایا اپنے ایک نیک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو وہ چاہے اپنے لئے پسند کر لے یا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے (آخرت میں) اسے پسند کر لے۔ اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے ہاں ملنے والی چیز کو پسند کر لیا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا ہمارے باپ اور مائیں آپ پر فدا ہوں۔ ہمیں آپ کے اس رونے پر حیرت ہوئی، بعض لوگوں نے کہا ان بزرگوں کو دیکھئے حضور ﷺ تو ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے کسی کے پسند کرنے کا اختیار دیا تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ حضور پر فدا ہوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ہی کو ان دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ اس بات سے واقف تھے۔

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَا لَهُ اَبَابَكْرٍ ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِنْ اُمَّتِي لَا تَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ ، اِلَّا خُلَّةَ الْاِسْلَامِ ۔ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِي بَكْرٍ)) ۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ سب سے زیادہ خدمت کرنے والے اور ساتھ دینے والے مجھ پر صرف ایک ابوبکر ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا البتہ اسلامی رشتہ ان کے ساتھ کافی ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ اب کھلا ہوا باقی نہ رکھا جائے سوائے ابوبکر کے گھر کی طرف کھلنے والے دروازے کے۔

۱۵٤۱ ۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 45 باب هجرة النبي ﷺ واصحابه إلى المدينة (466) مسلم (2382) ۔

كتاب فضائل الصحابة

لغوی توضیح زَهْرَةِ الدُّنْيَا دنیوی نعمتیں۔ فَبَكَىٰ أَبُو بَكْرٍ ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ جسے اختیار دیا گیا ہے وہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور یہ بات ان کے علاوہ کوئی اور نہ سمجھ سکا۔ آمَنّ سب سے زیادہ احسان کرنے والا۔ خَلِيلًا دلی دوست، یادر ہے کہ خلت محبت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہوتا ہے۔ خَوْخَةٌ چھوٹا دروازہ۔

١٥٤٢ ـ حديث عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَتَيْتُهُ قُلْتُ : اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ ؟ قَالَ : ((عَائِشَةُ)) فَقُلْتُ : مِنَ الرِّجَالِ ؟ قَالَ : ((اَبُوْهَا)) قُلْتُ : ثُمَّ مَنْ ـ قَالَ : ((ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) فَعَدَّ رِجَالًا ـ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غزوہ ذات السلاسل کے لیے بھیجا (عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ سب سے زیادہ محبت آپ کو کس سے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ میں نے پوچھا' اور مردوں میں؟ فرمایا کہ اس کے باپ سے۔ میں نے پوچھا' کہ اس کے بعد؟ فرمایا کہ عمر بن خطاب سے۔ اس طرح آپ نے کئی آدمیوں کے نام لئے۔

١٥٤٣ ـ حديث جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضي الله عنه قَالَ : اَتَتِ امْرَاَةٌ النَّبِيَّ ﷺ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ ـ قَالَتْ : اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ ؟ كَاَنَّهَا تَقُوْلُ : الْمَوْتَ ـ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ((اِنْ لَمْ تَجِدِيْنِي فَاْتِ اَبَابَكْرٍ)) ـ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ پھر آئیو۔ اس نے کہا' اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو............؟ گویا وہ وفات کی طرف اشارہ کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے نہ پا سکو تو ابوبکر کے پاس چلی آنا۔

فهم الحديث یہ روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق نص صریح کی مانند ہے۔

١٥٤٤ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ' فَقَالَ : ((بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً اِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا ـ فَقَالَتْ : اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا ' اِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ)) فَقَالَ النَّاسُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ ! بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ ؟ فَقَالَ : ((فَاِنِّي اُوْمِنُ بِهٰذَا ' اَنَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی' پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ایک شخص (بنی اسرائیل کا) اپنی گائے ہانکے لیے جا رہا تھا کہ وہ اس پر سوار ہو گیا اور پھر اسے مارا۔ اس گائے نے (بقدرتِ الٰہی) کہا کہ ہم جانور سواری کے لیے نہیں پیدا کئے گئے۔ ہماری پیدائش کھیتی کے لیے ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! گائے بات کرتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر اور عمر بھی۔ حالانکہ یہ دونوں

١٥٤٢ ـ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ : 5 باب قول النبي "لو كنت..." (3663) مسلم (2384) ـ
١٥٤٣ ـ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي : 5 باب قول النبي "لو كنت..." (3659) مسلم (2386) ـ
١٥٤٤ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (2324) مسلم (2388) ترمذی (3677) ـ

وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ)) وَمَا هُمَا ثَمَّ (وَبَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ: فَطَلَبَ حَتَّى كَأَنَّهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ: هٰذَا، اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّي، فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي؟)) فَقَالَ النَّاسُ: ((فَإِنِّي أُوْمِنُ بِهٰذَا، أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ)) وَمَا هُمَا ثَمَّ۔

وہاں موجود بھی نہیں تھے۔ اسی طرح ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا۔ ریوڑ والا دوڑا اور اس نے بکری کو بھیڑیئے سے چھڑا لیا۔ اس پر بھیڑیا (بقدرتِ الٰہی) بولا آج تو تم نے مجھ سے اسے چھڑا لیا لیکن درندوں والے دن میں (قرب قیامت) اسے کون بچائے گا جس دن میرے سوا اور کوئی اس کا چرواہا نہ ہوگا؟ لوگوں نے کہا' سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو اس بات پر ایمان لایا اور ابوبکر و عمر بھی حالانکہ وہ دونوں اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔

لغوی توضیح يَوْمَ السَّبُعِ درندوں کا دن۔ مراد ہے قیامت کی ابتداء جب لوگ اس دن کی ہولناکی کی وجہ سے اپنی بکریاں اور دیگر ہر چیز چھوڑ کر بھاگ اٹھیں گے۔

(2) باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

١٥٤٥۔ حديث عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيْرِهِ، فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ، يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ، قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ، وَأَنَا فِيْهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي فَإِذَا عَلِيٌّ، فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ۔ وَايْمُ اللّٰهِ! إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ أَنِّي كُنْتُ كَثِيْرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (شہادت کے بعد) ان کی چارپائی پر رکھا گیا تو تمام لوگوں نے نعش مبارک کو گھیر لیا اور ان کے لیے (خدا سے) دعا اور مغفرت طلب کرنے لگے۔ نعش ابھی اٹھائی نہیں گئی تھی' میں بھی وہیں موجود تھا۔ اسی حالت میں اچانک ایک صاحب نے میرا شانہ پکڑ لیا' میں نے دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور (ان کی نعش کو مخاطب کر کے) کہا' آپ نے اپنے بعد کسی بھی شخص کو نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ اس کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے میں اللہ سے جا ملوں' اور خدا کی قسم! مجھے تو (پہلے سے) یقین تھا کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔ میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ لفظ سنے تھے کہ میں ابوبکر اور

١٥٤٥۔ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی: 6 باب مناقب عمر بن الخطاب (3677) مسلم (2389)۔

عمر گئے۔ میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے۔ میں، ابوبکر اور عمر باہر آئے۔

لغوی توضیح فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ لوگوں نے اسے گھیر لیا۔ فَتَرَحَّمَ دعائے رحمت کی۔

فہم الحدیث اس حدیث میں جو علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ اور ابوبکر و عمر کی معیت (ساتھ) کا ذکر کیا ہے اس سے ان دونوں احباب کی فضیلت ظاہر ہے کہ وہ جیسے دنیا میں ہر جگہ آپ کے ساتھ ہیں، دفن کے مقام اور جنت میں بھی ساتھ ہوں گے۔

١٥٤٦ - حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُ النَّاسَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ ' وَعَلَیْهِمْ قُمُصٌ ' مِنْهَا مَا یَبْلُغُ الثُّدِیَّ ' وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ ۔ وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَیْهِ قَمِیْصٌ یَجُرُّهُ)) قَالُوْا : فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ؟ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! قَالَ : ((اَلدِّیْنَ)) ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں ایک دفعہ سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں اور وہ کرتے پہنے ہوئے ہیں۔ کسی کا کرتہ سینے تک ہے اور کسی کا اس سے نیچا ہے۔ (پھر) میرے سامنے عمر بن خطاب لائے گئے۔ ان (کے بدن) پر (جو) کرتا تھا' اسے وہ گھسیٹ رہے تھے (یعنی ان کا کرتہ زمین تک نیچا تھا) صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! اس کی کیا تعبیر ہے؟ آپ نے فرمایا (اس سے) دین مراد ہے۔

لغوی توضیح اَلدِّیْنَ (اس کی تعبیر) دین ہے۔ اہل تعبیر کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر کوئی لمبی قمیص دیکھے تو دین کے ساتھ اس سے مراد یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کے آثار اس کے بعد بھی کافی عرصہ باقی رہیں گے۔

١٥٤٧ - حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنهما ' قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ' قَالَ : ((بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ ' اُتِیْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ ' فَشَرِبْتُ حَتّٰی اِنِّی لَاَرَی الرِّیَّ یَخْرُجُ فِی اَظْفَارِی ۔ ثُمَّ اَعْطَیْتُ فَضْلِی عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)) قَالُوْا : فَمَا اَوَّلْتَهُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ؟ قَالَ : ((الْعِلْمَ)) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں سو رہا تھا۔ (اسی حالت میں) مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا۔ میں نے (خوب اچھی طرح) پی لیا۔ حتی کہ میں نے دیکھا کہ تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر بن خطاب کو دے دیا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ نے فرمایا، علم۔

لغوی توضیح اَلْعِلْمَ (اس کی تعبیر) علم ہے۔ دودھ اور علم دونوں کی موافقت کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ دونوں چیزیں کثرت نفع اور صلاح و درستگی میں باہم مشترک ہیں، چنانچہ دودھ جسمانی غذا ہے اور علم معنوی۔

١٥٤٨ - حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ

١٥٤٦ ـ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 15 باب تفاضل اهل الإیمان فی الاعمال (23) مسلم (2390) ـ

١٥٤٧ ـ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 22 باب فضل العلم (82) مسلم (2391) ترمذی (2284) بغوی (3880) ـ

١٥٤٨ ـ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ: 5 باب قول النبی "لو کنت ..." (3664) مسلم (2392) ـ

سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِی عَلٰی قَلِیْبٍ، عَلَیْهَا دَلْوٌ۔ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِی قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَیْنِ۔ وَفِی نَزْعِهٖ ضُعْفٌ، وَاللّٰهُ یَغْفِرُ لَهٗ ضَعْفَهٗ۔ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا مِنَ النَّاسِ یَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ، حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ))۔

نے فرمایا، میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ڈول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا، پھر ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے لے لیا اور انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچے۔ ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری سی معلوم ہوئی۔ اللہ ان کی اس کمزوری کو معاف فرمائے۔ پھر اس ڈول نے ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر لی اور اسے عمر بن خطاب نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ میں نے ایسا شہ زور پہلوان آدمی نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ڈول کھینچ سکتا ہو۔ انہوں نے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو حوض سے سیراب کر لیا۔

لغوی توضیح: وَفِی نَزْعِهٖ ضُعْفٌ اس (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اس سے اہل علم نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد یعنی عہد صدیقی میں بہت سے لوگوں کا مرتد ہو جانا مراد لیا ہے۔ حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ حتی کہ لوگوں نے اونٹوں کو حوض سے سیراب کر لیا۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگوں کی ضروریات پوری ہو جائیں گی اور وہ خوب راحت واطمینان پائیں گے۔

۱۵۴۹۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اُرِیْتُ فِی الْمَنَامِ اَنِّی اَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلٰی قَلِیْبٍ۔ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ، فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَیْنِ نَزْعًا ضَعِیْفًا، وَاللّٰهُ یَغْفِرُ لَهٗ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا یَفْرِی فَرِیَّهٗ، حَتّٰی رَوِیَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں سے ایک اچھا خاصہ بڑا ڈول کھینچ رہا ہوں، جس سے جوان اونٹنی کو دودھ پلاتے ہیں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی ایک یا دو ڈول کھینچے مگر کمزوری کے ساتھ اور اللہ ان کی مغفرت کرے، پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ہاتھ میں وہ ڈول ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر گیا۔ میں نے ان جیسا مضبوط اور باعظمت شخص نہیں دیکھا جو اتنی مضبوطی کے ساتھ کام کر سکتا ہو۔ انہوں نے اتنا کھینچا کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنے اونٹوں کو پلا کر ان کے ٹھکانوں پر لے گئے۔

۱۵۵۰۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا،

۱۵۴۹۔ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ: 6 باب مناقب عمر بن الخطاب (3634) مسلم (2393)۔
۱۵۵۰۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 107 باب الغیرۃ (3679) مسلم (2394) حمیدی (1235)۔

رضـی الـلّٰـه عنهما ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أَتَيْتُ الْجَنَّةَ فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ : لِمَنْ هٰذَا ؟ قَالُوا : لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ ' فَلَمْ يَمْنَعْنِي إِلَّا عِلْمِي بِغَيْرَتِكَ)) قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ! أَو عَلَيْكَ أَغَارُ ؟ ـ

میں جنت میں داخل ہوا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میں جنت میں گیا۔ وہاں میں نے ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔ میں نے چاہا کہ اس کے اندر جاؤں لیکن رک گیا کیونکہ تمہاری غیرت مجھے معلوم تھی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اے اللہ کے نبی! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟۔

١٥٥١ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' إِذْ قَالَ : ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ ' فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ ' فَقُلْتُ : لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ ؟ فَقَالُوا : لِعُمَرَ بْنِ لْخَطَّابِ ـ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا)) فَبَكَى عُمَرُ ' وَقَالَ : عَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' تو آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی' میں نے اس میں ایک عورت کو دیکھا جو ایک محل کے کنارے وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے۔ مجھے ان کی غیرت یاد آئی اور میں وہاں سے فوراً لوٹ آیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رو دیئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے ساتھ بھی غیرت کروں گا؟۔

١٥٥٢ ـ حديث سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ : اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ ' وَيَسْتَكْثِرْنَهُ ' عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ ـ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ ـ فَأَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ ـ فَقَالَ عُمَرُ : أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : ((عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي ـ فَلَمَّا سَمِعْنَ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اسی وقت چند قریشی عورتیں (ازواج مطہرات) آپ کے پاس بیٹھی آپ سے گفتگو کر رہی تھیں' اور آپ سے (خرچ) بڑھانے کا سوال کر رہی تھی۔ خوب آواز بلند کر کے۔ لیکن جونہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی' وہ خواتین جلدی سے پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو ہنساتا ہی رکھے' یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا۔ ابھی ابھی

١٥٥١ ـ البخاری فی: 59 كتاب بدء الخلق: 8 باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة (3242) مسلم (2395) ـ
١٥٥٢ ـ البخاری فی: 59 كتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبليس وجنوده (3294) مسلم (2396) بغوی (3874) ـ

صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ)) قَالَ عُمَرُ : فَأَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ يَهَبْنَ۔ ثُمَّ قَالَ : أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ ! أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ قُلْنَ : نَعَمْ ! أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ! مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ)) ۔

میرے پاس تھیں‘ لیکن جب تمہاری آواز سنی تو پردے کے پیچھے جلدی سے بھاگ گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا‘ لیکن یارسول اللہ! آپ زیادہ اس کے مستحق تھے کہ آپ سے یہ ڈرتیں۔ پھر (ازواجِ مطہرات سے) کہا‘ اے اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے تو تم ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ ازواج مطہرات بولیں کہ واقعی یہی (بات) ہے کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے بر خلاف مزاج میں بہت سخت ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے‘ (اے عمر!) اگر شیطان بھی کہیں راستے میں تمہیں مل جائے تو جھٹ وہ یہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

لغوی توضیح: أَفَظُّ وَأَغْلَظُ سخت ترین مزاج والا۔ فَجًّا کشادہ راستہ۔

فہم الحدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ظاہری معنی پر ہی محمول کیا جائے گا، یعنی اگر شیطان عمر رضی اللہ عنہ کو کسی راستے میں دیکھ لیتا ہے تو راستہ بدل لیتا ہے، اس وجہ سے نہیں کہ وہ معصوم ہیں، بلکہ اس وجہ سے کہ وہ دین پر مضبوطی سے کاربند ہیں۔

۱۵۵۳۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما ‘ قَالَ : لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ ‘ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ‘ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكَفِّنُ فِيْهِ أَبَاهُ ‘ فَأَعْطَاهُ ۔ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ ‘ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تُصَلِّي عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللّٰهُ فَقَالَ : ﴿ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً ﴾ وَسَأَزِيْدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ)) قَالَ :

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی (منافق) کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے‘ عبداللہ بن عبداللہ (جو پختہ مسلمان تھے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اپنی قمیص میرے والد کے کفن کے لیے عنایت فرما دیں۔ آپ نے قمیص عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ آپ نمازِ جنازہ بھی پڑھا دیں۔ آپ نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے بھی آگے بڑھ گئے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا، یارسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھانے جا رہے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے منع بھی فرما دیا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے۔ کہ ”آپ ان کے لیے استغفار کریں خواہ نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لیے ستر بار بھی استغفار کریں گے (جب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا)“ اس لیے میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ

۱۵۵۳۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 9 سورۃ براءۃ: 12 باب استغفر لھم ...(1269) مسلم (2400) ترمذی (3098)۔

اِنَّهٗ مُنَافِقٌ ۔ قَالَ : فَصَلّٰی عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ﴾۔

استغفار کروں گا۔ (شاید کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے۔ لیکن یہ شخص تو منافق تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آخر آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ ''اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھئے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔'' [التوبہ:۸۴]

لغوی توضیح فَصَلّٰی عَلَيْهِ آپ ﷺ نے اس (رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی) کی نماز جنازہ پڑھ دی (کیونکہ وہ بظاہر مسلمان تھا، اس میں آپ ﷺ کی کمال شفقت ورحمت کا بھی ثبوت ہے)۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو روکا مگر آپ نے نہ مانی، پھر عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہو گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق اور بھی متعدد احکام نازل ہوئے جیسے مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعتیں، حجاب اور بدر کے قیدیوں کا فیصلہ وغیرہ۔

(3) باب من فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٥٤ ۔ حدیث اَبِی مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ ' فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا اَبُوْ بَكْرٍ ' فَبَشَّرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ' فَحَمِدَ اللّٰهَ ۔ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحْتُ لَهٗ ' فَاِذَا هُوَ عُمَرُ ۔ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ ' ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِي : ((افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِيْبُهٗ)) فَاِذَا عُثْمَانُ ۔ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ ' ثُمَّ قَالَ : اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ کے ایک باغ (بیئر اریس) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب نے آ کر دروازہ کھلوایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی ﷺ کے فرمانے کے مطابق جنت کی خوش خبری سنائی تو انہوں نے اس پر اللہ کی حمد کی۔ پھر ایک اور صاحب آئے اور دروازہ کھلوایا۔ حضور ﷺ نے اس موقعہ پر بھی یہی فرمایا کہ دروازہ ان کے لیے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ انہیں بھی جب حضور ﷺ کے ارشاد کی اطلاع سنائی تو انہوں نے بھی اللہ کی حمد وثنا کی۔ پھر ایک تیسرے صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ ان کے لیے بھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو ان مصائب اور آزمائشوں کے بعد جن سے انہیں (دنیا میں) واسطہ پڑے گا۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ جب میں نے ان کو حضور ﷺ کے ارشاد کی اطلاع دی تو آپ نے اللہ کی حمد

١٥٥٤ ۔ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ : 6 باب مناقب عمر بن الخطاب (3674) مسلم (2403)۔

وثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ ہی مدد کرنے والا ہے۔

لغوی توضیح عَلٰی بَلْوَی تُصِیْبُهُ اس آزمائش پر جو انہیں پہنچے گی۔ اس میں عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی خلافت کے آخری ایام میں گھر میں ہی ظلماً شہید کیے جانے کی طرف اشارہ تھا۔

۱۵۵۵۔ **حدیث** اَبِی مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ تَوَضَّاَ فِی بَیْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ۔ فَقُلْتُ لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَاكُوْنَنَّ مَعَهُ یَوْمِی هٰذَا، قَالَ: فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَاَلَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالُوا، خَرَجَ وَوَجَّهَ هٰهُنَا۔ فَخَرَجْتُ عَلَی اِثْرِهِ اَسْاَلُ عَنْهُ۔ حَتّٰی دَخَلَ بِئْرَ اَرِیْسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ، وَبَابُهَا مِنْ جَرِیْدٍ حَتّٰی قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّاَ فَقُمْتُ اِلَیْهِ، فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰی بِئْرِ اَرِیْسٍ، وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَیْهِ وَدَلَّاهُمَا فِی الْبِئْرِ۔ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ۔ فَقُلْتُ لَاَكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْیَوْمَ۔ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ۔ فَقُلْتُ: عَلٰی رِسْلِكَ۔ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا اَبُوْ بَكْرٍ یَسْتَاْذِنُ۔ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَاَقْبَلْتُ حَتّٰی قُلْتُ لِاَبِی بَكْرٍ: ادْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ، فَجَلَسَ عَنْ یَمِیْنِ رَسُوْلِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک دن اپنے گھر میں وضو کیا اور اس ارادہ سے نکلے کہ آج دن بھر رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے متعلق پوچھا تو وہاں لوگوں نے بتایا کہ حضور ﷺ تو تشریف لے جا چکے ہیں اور آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ چنانچہ میں آپ کے متعلق پوچھتا ہوا آپ کے پیچھے پیچھے نکلا اور آخر میں نے دیکھا کہ آپ (قبا کے قریب) بئر اریس میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں دروازے پر بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا۔ جب آپ قضائے حاجت کر چکے اور وضو بھی کر لیا تو میں آپ کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ بئر اریس (اس باغ کے کنویں) کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں، اپنی پنڈلیاں آپ نے کھول رکھی ہیں اور کنویں میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور پھر واپس آ کر باغ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کا دربان رہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھولنا چاہا تو میں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ابوبکر! میں نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر جائیے۔ پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ابوبکر دروازے پر موجود ہیں اور اندر آنے کی اجازت آپ سے چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی۔ میں دروازہ پر آیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیے اور رسول ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور اسی کنویں کی منڈیر پر

۱۵۵۵۔ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ: 5 باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا۔

اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ فِي الْقُفِّ ، وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ، كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ـ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ ، وَقَدْ تَرَكْتُ اَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي ـ فَقَالَتْ : اِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا (يُرِيْدُ اَخَاهُ) يَأْتِ بِهِ فَاِذَا اِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ ـ فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا ؟ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ : عَلٰى رِسْلِكَ ـ ثُمَّ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقُلْتُ : هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ : ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَجِئْتُ ، فَقُلْتُ : ادْخُلْ ، وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فِي الْقُفِّ ، عَنْ يَسَارِهِ ، وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ـ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ ـ فَقُلْتُ : اِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ ـ فَجَاءَ اِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ ـ فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ : عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ـ فَقُلْتُ : عَلٰى رِسْلِكَ ـ فَجِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ ـ فَقَالَ : ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ، عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ ، فَقُلْتُ لَهُ : ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُكَ ـ فَدَخَلَ ، فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِيءَ ، فَجَلَسَ وُجَاهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ ـ

آپ ﷺ کی داہنی طرف بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکائے جس طرح آپ ﷺ لٹکائے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی کھول لیا تھا۔ پھر میں واپس آ کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں آتے وقت اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ وہ میرے ساتھ آنے والے تھے' میں نے اپنے دل میں کہا' کاش اللہ تعالیٰ فلاں کو خبر دے دیتا'......ان کی مراد اپنے بھائی سے تھی'......اور انہیں یہاں پہنچا دیتا۔ اتنے میں کسی صاحب نے دروازے پر دستک دی میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ کہا کہ عمر بن خطاب۔ میں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جایئے۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد عرض کیا کہ عمر بن خطاب دروازے پر کھڑے اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی پہنچا دو۔ میں واپس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے جایئے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ بھی داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اسی منڈیر پر بائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لئے۔ میں پھر دروازہ پر بیٹھ گیا اور سوچتا رہا کہ کاش اللہ تعالیٰ فلاں (حضرت ابو موسیٰ کے بھائی) کے ساتھ خیر چاہتا اور انہیں یہاں پہنچا دیتا۔ اتنے میں ایک اور صاحب آئے اور دروازے پر دستک دی' میں نے پوچھا' کون صاحب ہیں؟ بولے کہ عثمان بن عفان۔ میں نے کہا تھوڑی دیر کے لیے رک جایئے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو ان کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو۔ اور ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی' جنت کی بشارت پہنچا دو۔ میں دروازے پر آیا اور ان سے کہا کہ اندر تشریف لے جایئے۔ حضور ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے' ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی۔ وہ جب داخل ہوئے تو دیکھا چبوترہ پر جگہ نہیں ہے اس لیے وہ دوسری طرف آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔

قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ (رَاوِي الْحَدِيْثِ عَنْ اَبِي مُوْسَى) : فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ ۔

حضرت سعید بن مسیّب (حضرت ابوموسیٰ سے حدیث کے راوی) نے کہا میں نے اس سے ان کی قبروں کی تاویل لی ہے۔

لغوی توضیح فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ میں نے اس سے ان کی قبروں کی تاویل لی ہے۔ یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں جبکہ عثمان رضی اللہ عنہ کی قبران سب سے الگ بقیع کے قبرستان میں ہے۔

(4) باب من فضائل علي بن ابي طالب رضی اللہ عنہ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

١٥٥٦ ۔ حدیث سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلَى تَبُوْكَ' وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ : اَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ ؟ قَالَ : ((اَلَا تَرْضَى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسَى؟ اِلَّا اَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي))۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ میرے لیے تم ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

لغوی توضیح اَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسَى کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔ اس حدیث سے شیعہ حضرات نے استدلال کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام صحابہ میں سے علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔ تو اس کا جواب اہل علم نے یہ دیا ہے کہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ان کے خلیفہ ونائب (جانشین) تھے ان کی وفات کے بعد نہیں کیونکہ بالاتفاق وہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں صرف طور پہاڑ پر جاتے وقت اپنا خلیفہ بنایا تھا اور وہاں سے واپس آتے ہی ان کی خلافت وجانشینی ختم ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد نہ ہارون خلیفہ بنے اور نہ ہی ان کی اولاد بلکہ آپ علیہ السلام کے خادم یوشع بن نون اس ذمہ داری پر فائز ہوئے۔ بعینہ علی رضی اللہ عنہ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بنے جب آپ غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے اور جب آپ واپس تشریف لے آئے تو ان کی خلافت وجانشینی بھی ختم ہوگئی اور آپ کی وفات کے بعد (موسیٰ علیہ السلام کی طرح) آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص (ابوبکر رضی اللہ عنہ) آپ کے خلیفہ مقرر ہوگئے۔

١٥٥٧ ۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ' سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : يَوْمَ خَيْبَرَ : ((لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ ' فَقَامُوْا يَرْجُوْنَ لِذَلِكَ ' اَيُّهُمْ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے دن فرمایا تھا کہ اسلامی جھنڈا میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ اب سب اس انتظار میں تھے کہ دیکھئے جھنڈا کسے ملتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو سب

١٥٥٦ ۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 78 باب غزوة تبوك وهي غزوة العسرة (3706) مسلم (2404) ۔

١٥٥٧ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 102 باب دعاء النبي ﷺ إلى الإسلام والنبوة (2942) مسلم (2406) ۔

يُعْطَى۔ فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُو اَنْ يُعْطَى۔ فَقَالَ: ((اَيْنَ عَلِيٌّ؟)) فَقِيْلَ: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ فَاَمَرَ، فَدُعِيَ لَهُ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَاَ مَكَانَهُ حَتَّى كَاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ۔ فَقَالَ: نُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ: ((عَلَى رِسْلِكَ، حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ، وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ، فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِيَ بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ))۔

سرکردہ لوگ اسی امید میں رہے کہ کاش انہی کو مل جائے لیکن آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا وہ آنکھوں کے درد میں مبتلا ہیں۔ آخر آپ ﷺ کے حکم سے انہیں بلایا گیا۔ آپ نے اپنا لعابِ دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور فوراً ہی وہ اچھے ہو گئے جیسے پہلے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان (یہودیوں) سے اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک یہ ہمارے جیسے (مسلمان) نہ ہو جائیں۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ٹھہرو پہلے ان کے میدان میں اتر کر تم انہیں اسلام کی دعوت دے لو۔ اور ان کے لیے جو چیزیں ضروری ہیں ان کی خبر کر دو (پھر اگر وہ نہ مانیں تو لڑنا) اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

لغوی توضیح عَلَى رِسْلِكَ ابھی ٹھہرو۔ بِسَاحَتِهِمْ ان کا میدان۔ حُمْرِ النَّعَمِ سرخ اونٹ۔

فہم الحدیث اس حدیث میں ایک تو علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے اور دوسرے اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جس کے ہاتھ پر کسی ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے۔

١٥٥٨۔ **حديث** سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْبَرَ، وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ۔ فَقَالَ: اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! فَخَرَجَ عَلِيٌّ، فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ۔ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا فِي صَبَاحِهَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ)) اَوْ قَالَ: ((لَيَاْخُذَنَّ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ)) اَوْ قَالَ: ((يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) فَاِذَا نَحْنُ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت علی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں آئے تھے۔ ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ کیا میں رسول ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوں گا؟ چنانچہ وہ نکلے اور آپ ﷺ سے جا ملے۔ اس رات کی شام کو جس کی صبح کو خیبر فتح ہوا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں اسلامی پرچم اس شخص کو دوں گا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) کل اسلامی پرچم اس شخص کے ہاتھ میں ہوگا جسے اللہ اور اس کے رسول اپنا محبوب رکھتے ہیں۔ یا آپ نے یہ فرمایا، کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ اس شخص کے ہاتھ پر فتح فرمائے گا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ حالانکہ ان کے آنے کی ہمیں کوئی امید نہ تھی

١٥٥٨۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 121 باب ما قيل في لواء النبي ﷺ (2975) مسلم (2407)۔

بِعَلِيٍّ ' وَمَا نَرْجُوْهُ ۔ فَقَالُوا : هٰذَا عَلِيٌّ ۔ فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ۔

(کیونکہ وہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے) لوگوں نے کہا کہ یہ علی بھی آ گئے۔ اور آپ نے جھنڈا ان کو دیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح فرمائی۔

۱۵۵۹ ۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ : جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' بَيْتَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ' فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ ۔ فَقَالَ : ((اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟)) قَالَتْ : كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ ' فَغَاضَبَنِي ' فَخَرَجَ ' فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاِنْسَانٍ : ((انْظُرْ اَيْنَ هُوَ؟)) فَجَاءَ ' فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ ۔ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ ' قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ ' وَاَصَابَهُ تُرَابٌ ۔ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عَنْهُ ' وَيَقُوْلُ : ((قُمْ اَبَا تُرَابٍ ! قُمْ اَبَا تُرَابٍ !)) ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے' دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں موجود نہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ ناگواری پیش آ گئی اور وہ مجھ سے خفا ہو کر کہیں باہر چلے گئے ہیں اور میرے یہاں قیلولہ بھی نہیں کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ علی کو تلاش کرو کہ کہاں ہے۔ وہ آئے اور بتایا کہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ پھر نبی ﷺ تشریف لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے۔ چادر ان کے پہلو سے گر گئی تھی اور جسم پر مٹی لگ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ جسم سے دھول جھاڑتے جاتے تھے اور فرما رہے تھے اٹھو ابوتراب' اٹھو۔

(5) باب فی فضل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

۱۵۶۰ ۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنها ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ سَهِرَ ' فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ ((لَيْتَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِي صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ)) اِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ ۔ فَقَالَ : ((مَنْ هٰذَا ؟)) فَقَالَ : اَنَا سَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ ' جِئْتُ لِاَحْرُسَكَ ۔ وَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے (ایک رات) بیداری میں گزاری' مدینہ پہنچنے کے بعد آپ نے فرمایا کاش میرے اصحاب میں سے کوئی نیک مرد ایسا ہوتا جو رات بھر ہمارا پہرہ دیتا (اسی اثنا میں) ہم نے ہتھیار کی جھنکار سنی۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کون صاحب ہیں؟ (آنے والے نے) کہا میں ہوں' سعد بن ابی وقاص' آپ کا پہرہ دینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ پھر نبی ﷺ خوش ہوئے' ان کے لیے دعا فرمائی اور آپ سو گئے۔

لغوی توضیح: سَهِرَ بیدار رہے، جاگتے رہے، نیند نہ آئی۔ یَحْرُسُنِي میرا پہرہ دے گا۔ صَوْتَ سِلَاحٍ اسلحہ کی آواز۔

۱۵۵۹ ۔ البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 58 باب نوم الرجال فی المسجد (441) مسلم (2409) ۔

۱۵۶۰ ۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد والسير: 70 باب الحراسة فی الغزو فی سبيل الله (2885) مسلم (2410)۔

١٥٦١ ـ حديث عَلِيّ رضي الله عنه ' قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُفَدِّي رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ ـ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((اِرْمِ ' فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي))۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بعد میں نے کسی کے متعلق نبی ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ نے خود کو اس پر فدا کیا ہو۔ میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے (سعد) تیر برساؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

فھم الحدیث واضح رہے کہ نبی ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے لیے بھی ماں باپ کے فدا ہونے کے الفاظ استعمال فرمائے تھے جیسا کہ آئندہ حدیث ١٥٦٥ میں ہے۔ لہٰذا علی رضی اللہ عنہ کی اس بات کو ان کے عدمِ علم پر محمول کیا جائے گا۔

١٥٦٢ ـ حديث سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ: جَمَعَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ ' أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ ـ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ اُحد کے موقع پر میرے لیے نبی ﷺ نے اپنے والدین کو ایک ساتھ جمع کیا (اور یوں فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں)۔

(6) باب فضائل طلحة والزبير رضي الله عنهما

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

١٥٦٣ ـ حديث طَلْحَةَ وَسَعْد رضي الله عنه ـ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ ' قَالَ: لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ ـ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ' غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ ' عَنْ حَدِيثِهِمَا ـ

حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان جنگوں میں جن میں رسول اللہ ﷺ خود شریک ہوئے تھے' بعض ایسے بھی دن تھے کہ (اُحد کی جنگ میں) طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی نبی ﷺ کے ساتھ باقی نہیں رہا تھا۔ (راوی کہتے ہیں) یہ بات حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ دونوں نے خود بیان کی۔

١٥٦٤ ـ حديث جَابِرٍ رضي الله عنه ' قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟)) يَوْمَ الْأَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا ـ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟)) قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے (جنگِ خندق کے دن) فرمایا دشمن کے لشکر کی خبر میرے پاس کون لا سکتا ہے؟ (دشمن سے مراد بنو قریظہ تھے) زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ آپ نے پھر پوچھا دشمن کے لشکر کی خبریں کون لا سکے گا؟ اس مرتبہ بھی زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری (سچے

١٥٦١ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 80 باب المجن ومن يترس بترس صاحبه (2905) مسلم (2411) ـ
١٥٦٢ ـ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 15 باب مناقب سعد ...(3725) مسلم (2412) ـ
١٥٦٣ ـ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 14 باب ذكر طلحة ...(3722) مسلم (2414) ـ
١٥٦٤ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 40 باب فضل الطليعة (2846) مسلم (2415) ابن ماجه (112)۔

حَوَارِيًّا ' وَحَوارِيَّ الزُّبَيْرُ)) ۔

مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔

١٥٦٥ ۔ حدیث الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ' قَالَ : كُنْتُ ' يَوْمَ الْاَحْزَابِ ' جُعِلْتُ اَنَا وَعُمَرُ بْنُ اَبِي سَلَمَةَ ' فِي النِّسَاءِ ۔ فَنَظَرْتُ فَإِذَا اَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ ' يَخْتَلِفُ اِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ ' مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ۔ فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ : يَا اَبَتِ ! رَاَيْتُكَ تَخْتَلِفُ ' قَالَ : اَوْهَلْ رَاَيْتَنِي يَا بُنَيَّ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ! قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مَنْ يَاْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَاْتِيْنِي بِخَبَرِهِمْ ؟)) فَانْطَلَقْتُ ' فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَوَيْهِ ' فَقَالَ : ((فِدَاكَ اَبِي وَاُمِّي)) ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگِ احزاب کے موقع پر مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو عورتوں میں چھوڑ دیا گیا تھا (کیونکہ یہ دونوں حضرات بچے تھے) میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (آپ کے والد) اپنے گھوڑے پر سوار قریظہ (یہودیوں کے ایک قبیلہ) کی طرف آ جا رہے ہیں۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا پھر جب وہاں سے واپس آیا تو میں نے عرض کیا' ابا جان! میں نے آپ کو کئی مرتبہ آتے جاتے دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا بیٹے! کیا واقعی تم نے بھی دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کے متعلق) اطلاع میرے پاس لا سکے۔ اس پر میں وہاں گیا اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو آپ ﷺ نے (فرطِ مسرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ "میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں"۔

(7) باب فضائل ابی عبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٦٦ ۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا وَاِنَّ اَمِيْنَنَا اَيَّتُهَا الْاُمَّةُ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر امت میں امین ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

لغوی توضیح اَمِيْنًا پختہ، پسندیدہ، دیانتدار۔ اگر چہ یہ صفت دوسرے صحابہ میں بھی موجود تھی، مگر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس کے ساتھ خاص کرنے سے ان کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں یہ صفت کچھ زیادہ تھی۔

١٥٦٧ ۔ حدیث حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِاَهْلِ نَجْرَانَ : ((لَاَبْعَثَنَّ ' يَعْنِي عَلَيْكُمْ ' يَعْنِي اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ))

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اہل نجران سے فرمایا' میں تمہارے یہاں ایک امین کو بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہوگا۔ یہ سن کر تمام صحابہ کرام کو شوق ہوا لیکن آپ ﷺ نے حضرت

١٥٦٥ ۔ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ 13 باب مناقب الزبیر ...(3720) مسلم (2416)۔

١٥٦٦ ۔ البخاری فی: 63 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ 21 باب مناقب ابی عبیدة ...(3744) مسلم (2419) ۔

١٥٦٧ ۔ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ : 21 باب مناقب ابی عبیدة...(3745) مسلم (2420) ۔

فَاَشْرَفَ اَصْحَابُهُ ' فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ رضي الله عنه ۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

(8) باب فضائل الحسن والحسين

حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے فضائل

١٥٦٨ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رضي الله عنه ' قَالَ : خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَائِفَةِ النَّهَارِ' لَا يُكَلِّمُنِي وَلَا اُكَلِّمُهُ ' حَتَّى اَتَى سُوْقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ ' فَجَلَسَ بِفِنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ ' فَقَالَ : اَثَمَّ لُكَعُ ؟ اَثَمَّ لُكَعُ ؟)) فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا ' فَظَنَنْتُ اَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا ' اَوْ تُغَسِّلُهُ ' فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتَّى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ ' وَقَالَ : ((اَللّٰهُمَّ! اَحْبِبْهُ وَاَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ)) ۔

حضرت ابوہریرہ الدوسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دن کے ایک حصہ میں تشریف لے چلے۔ نہ آپ نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے آپ سے۔ اسی طرح آپ بنی قینقاع کے بازار میں آئے پھر (واپس ہوئے اور) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے آنگن میں بیٹھ گئے اور فرمایا' وہ بچہ کہاں ہے؟ وہ بچہ کہاں ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (کسی وجہ سے فوراً) آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکیں۔ میں نے خیال کیا، ممکن ہے حسن رضی اللہ عنہ کو کرتا وغیرہ پہنا رہی ہوں یا نہلا رہی ہوں۔ تھوڑی ہی دیر بعد حسن رضی اللہ عنہ دوڑے ہوئے آئے' آپ نے ان کو سینے سے لگالیا' اور بوسہ لیا۔ پھر فرمایا' اے اللہ! اسے محبوب رکھ اور اس شخص کو بھی محبوب رکھ جو اس سے محبت رکھے۔

لغوی توضیح فِنَاء صحن۔ لُكَع کم عقل، چھوٹی عمر کا بچہ۔ عَانَقَهُ گلے سے لگایا، معانقہ کیا۔

١٥٦٩ ـ حديث الْبَرَاءِ رضي الله عنه ' قَالَ : رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ ' وَالْحَسَنُ عَلَى عَاتِقِهِ يَقُوْلُ : ((اَللّٰهُمَّ ! اِنِّي اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ)) ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے کاندھے مبارک پر تھے اور آپ یہ فرمارہے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت رکھ۔

(10) باب فضائل زيد بن حارثة واسامة بن زيد رضي الله عنهما

حضرت زید بن حارثہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فضائل

١٥٧٠ ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' اَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ ' مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کئے ہوئے غلام زید بن حارثہ کو ہم ہمیشہ زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے' یہاں تک کہ قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی "انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کیا کرو کہ یہی اللہ کے نزدیک سچی اور ٹھیک بات

١٥٦٨ ـ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 49 باب ما ذكر في الاسواق (8388) مسلم (2421) ابن ماجه (142) ـ

١٥٦٩ ـ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 22 باب مناقب الحسن والحسين (3749) مسلم (2422) ـ

١٥٧٠ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 33 سورة الاحزاب: 2 باب ادعوهم لآبائهم (4782) مسلم (2425) ـ

﴿اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾- ہے۔'' [الاحزاب:۵]

فهو الحدیث زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زید بن محمد اس لیے پکارا جاتا کیونکہ زید رضی اللہ عنہ جاہلیت میں قید کر لیے گئے تھے، پھر حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید لیا اور اپنی پھوپھی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تحفہ میں دے دیا، بعد ازاں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا۔ جب اس بات کا علم ان کے حقیقی باپ کو ہوا تو وہ اور ان کا چچا انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فدیہ کے بدلے لینے آئے لیکن زید رضی اللہ عنہ نے اپنے حقیقی والدین پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دی اور آپ کے پاس رہنا ہی پسند کر لیا، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا لے پالک بیٹا بنا لیا اور اعلان کر دیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور میرا وارث ہے کیونکہ جاہلیت میں لے پالک بھی حقیقی بیٹے کی طرح شمار کیا جاتا تھا۔ اس لیے انہیں زید بن محمد پکارا جانے لگا۔ لیکن جب اسلام آیا تو جاہلیت کی یہ رسم باطل قرار دے دی گئی اور حکم دے دیا گیا کہ لے پالکوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو، تب انہیں دوبارہ زید بن حارثہ پکارا جانے لگا۔

۱۵۷۱۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ تَطْعُنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ))۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنایا۔ ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا اور خدا کی قسم وہ (حضرت زید رضی اللہ عنہ) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔

(11) باب فضائل عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے فضائل

۱۵۷۲۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لِابْنِ جَعْفَرٍ رضی اللّٰه عنهم۔ أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ! فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ تمہیں وہ قصہ یاد ہے جب میں اور تم اور عبد اللہ بن عباس تینوں آگے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تھے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے واپس آ رہے تھے) عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا' ہاں یاد ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور ابن عباس کو اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا' اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔

۱۵۷۱۔ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 17 باب مناقب زيد بن حارثة (3730) مسلم (2426)۔
۱۵۷۲۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 196 باب استقبال الغزاة (3082) مسلم (2427)۔

(12) باب فضائل خديجة ام المؤمنين رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فضائل

١٥٧٣ ۔ حديث عَلِيّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ)) ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرمارہے تھے کہ مریم بنت عمران علیہا السلام (اپنے زمانہ میں) سب سے بہترین خاتون تھیں اور اس امت کی سب سے بہترین خاتون خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

١٥٧٤ ۔ حديث اَبِي مُوْسَى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا آسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ، وَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ ۔ وَاِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)) ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مردوں میں تو بہت سے کامل لوگ اٹھے لیکن عورتوں میں فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران علیہا السلام کے سوا اور کوئی کامل نہیں پیدا ہوئی' ہاں عورتوں پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔

لغوی توضیح الثَّرِيْد روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوربے میں ڈال کر کھانا۔ یہ اس وقت کا بہترین کھانا تھا۔

١٥٧٥ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَتَى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهِ خَدِيْجَةُ قَدْ اَتَتْ مَعَهَا اِنَاءٌ فِيْهِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ اَوْ شَرَابٌ فَاِذَا هِيَ اَتَتْكَ فَاقْرَاْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس ایک برتن لئے آرہی ہیں جس میں سالن یا (فرمایا) کھانا (یا فرمایا) پینے کی چیز ہے جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئیں تو ان کے رب کی جانب سے انہیں سلام پہنچانا اور میری طرف سے بھی اور انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیجئے گا۔ جہاں نہ شور و ہنگامہ ہوگا اور نہ تکلیف و تھکن ہوگی۔

لغوی توضیح قَصَب موتی۔ صَخَب شوروغل۔ نَصَب تھکاوٹ۔

١٥٧٦ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفَى رضی اللہ عنہ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفَى رضى اللّٰه عنه: بَشَّرَ النَّبِيُّ

اسماعیلؒ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں' جنت میں موتیوں کے ایک محل کی

١٥٧٣ ۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 45 باب "وإذ قالت الملائكة يا مريم..." (3432) مسلم (2430) ترمذی (3877)۔

١٥٧٤ ۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 32 باب قول الله تعالى "وضرب الله مثل..." (3411) مسلم (2431) ۔

١٥٧٥ ۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 20 باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها (3820) مسلم (2432) ۔

١٥٧٦ ۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 20 باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها (1792) مسلم (2433) ۔

ﷺ خَدِيْجَةَ ؟ قَالَ : نَعَمْ ! بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لاَ صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ ـ

بشارت دی تھی' جہاں نہ کوئی شور وغل ہوگا اور نہ تھکن ہوگی۔

۱۵۷۷۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ' قَالَتْ : مَاغِرْتُ عَلَى اَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَاغِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ وَمَا رَاَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا ـ وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ' ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ ' فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ : كَاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَاَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ ؟ فَيَقُوْلُ : اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ ' وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول ﷺ کی تمام بیویوں میں جتنی غیرت مجھے حضرت خدیجہ سے آتی تھی اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی حالانکہ انہیں میں نے دیکھا بھی نہیں تھا لیکن آپ ﷺ ان کا ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے اور اگر کبھی کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والیوں کو بھیجتے تھے۔ میں نے اکثر حضور ﷺ سے کہا جیسے دنیا میں خدیجہ کے سوا کوئی عورت ہے ہی نہیں! اس پر آپ ﷺ فرماتے کہ وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں اور ان سے میرے اولاد ہے۔

لغوی توضیح صَدَائِق جمع ہے صدیقه کی، معنی ہے سہیلیاں، ملنے والیاں۔ كَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ ان سے میری اولاد بھی ہے۔ امام ابن کثیرؒ کے مطابق نبی ﷺ کی تمام اولاد (قاسم، عبداللہ، زینب، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ) صرف خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہی تھی سوائے ابراہیم کے، وہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے۔[1]

۱۵۷۸۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ' قَالَتْ : اسْتَاْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ ' اُخْتُ خَدِيْجَةَ ' عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ ' فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ ' فَقَالَ : ((اَللّٰهُمَّ ! هَالَةَ)) قَالَتْ : فَغِرْتُ فَقُلْتُ : مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ ' حَمْرَاءَ الشِّدْقَيْنِ ' هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ ' قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ نبی ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اجازت لینے کی یاد آ گئی' آپ ﷺ چونک اٹھے اور فرمایا خداوندا! یہ تو ہالہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے اس پر بڑی غیرت آئی میں نے کہا کہ آپ قریش کی کسی بوڑھی کا ذکر کیا کرتے ہیں جس کے مسوڑوں پر بھی دانتوں کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے (صرف سرخی باقی رہ گئی تھی) اور جسے مرے ہوئے بھی ایک زمانہ گزر چکا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بیوی دے دی ہے۔

۱۵۷۷۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 20 باب تزویج النبی ﷺ خدیجة وفضلها (3816) مسلم (2435) ۔
۱۵۷۸۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 20 باب تزویج النبی ﷺ خدیجة وفضلها (3821) مسلم (2437) ۔

[1] [السیرة النبوة لابن کثیر (2/ 136)]

لغوی توضیح عَجُوْز بوڑھی عورت۔ حَمْرَاءَ الشِّدْقَيْنِ سرخ مسوڑھوں والی (یعنی دانت ٹوٹ چکے اور اب سرخ مسوڑھے ہی باقی ہیں)۔ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ ایک عرصہ پہلے فوت ہو چکی ہے۔

(13) باب في فضل عائشة رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

١٥٧٩ - حدیث عَائِشَةَ رضي الله عنها، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، أَرَى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، وَيَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ، فَاكْشِفْ عَنْهَا. فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم مجھے دو مرتبہ خواب میں دکھائی گئی ہو۔ میں نے دیکھا کہ تم ایک ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہو اور کہا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہیں ان کا چہرہ کھولئے۔ میں نے چہرہ کھول کر دیکھا تو تم تھیں۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ خواب اللہ کی جانب سے ہے تو وہ خود اس کو پورا فرمائے گا۔

لغوی توضیح سَرَقَة (کپڑے کا) ٹکڑا۔ حَرِيْر ریشم۔

١٥٨٠ - حدیث عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً، وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُولِينَ: لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ! وَإِذَا كُنْتِ غَضْبَى، قُلْتِ: لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ!)) قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ وَاللهِ! يَا رَسُولَ اللهِ! مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میں خوب پہچانتا ہوں کہ کب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور کب تم مجھ پر ناراض ہو جاتی ہو۔ اس پر میں نے عرض کیا' آپ یہ بات کس طرح سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں' محمد کے رب کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو' نہیں' ابراہیم کے رب کی قسم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا ہاں' اللہ کی قسم' یا رسول اللہ! (غصے میں) صرف آپ کا نام زبان سے نہیں لیتی۔

١٥٨١ - حدیث عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ لِي صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِي فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے یہاں گڑیوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔ میری بہت سی سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ جب آپ ﷺ اندر تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں۔ پھر آپ ﷺ انہیں میرے پاس بھیجتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

١٥٧٩ - البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 44 باب تزويج النبي ﷺ عائشة ...(3895) مسلم (2438) -

١٥٨٠ - البخاري في: 67 كتاب النكاح: 108 باب غيرة النساء ووجدهن (5228) مسلم (2439) ابن حبان (7112) -

١٥٨١ - البخاري في: 78 كتاب الادب: 81 باب الانبساط إلى الناس (6130) مسلم (2440) ابو داود (4931) -

مِنْهُ، فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ، فَيَلْعَبْنَ مَعِي ۔

لغوی توضیح اَلْبَنَات جمع ہے بنت کی، معنی ہے بیٹی۔ یہاں مراد ہے گڑیا جو انسانی صورت پر کپڑے وغیرہ سے بنائی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھروں میں تصاویر رکھنے کی ممانعت سے بچوں کے کھلونے مستثنیٰ ہیں۔ یَتَقَمَّعْنَ وہ چھپ جاتیں، سمٹ جاتیں۔ فَيُسَرِّبُهُنَّ پھر آپ انہیں بھیجتے (میرے ساتھ کھیلنے پر ابھارتے)۔

۱۵۸۲۔ **حدیث** عَائِشَةَ رضی الله عنها ' أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ ۔ يَبْتَغُوْنَ بِهَا ' أَوْ يَبْتَغُوْنَ بِذَلِكَ ' مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) تحائف بھیجنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے۔ اپنے ہدایا سے یا اس خاص دن کے انتظار سے (راوی کو شک ہے) لوگ آپ ﷺ کی خوشی حاصل کرنا چاہتے تھے۔

۱۵۸۳۔ **حدیث** عَائِشَةَ رضی الله عنها ' أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ ' كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ ' يَقُوْلُ : ((أَيْنَ أَنَا غَدًا ؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟)) يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ ۔ فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ : فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي كَانَ يدور عَلَيَّ فِيهِ ' فِي بَيْتِي ' فَقَبَضَهُ اللهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِي وَسَحْرِي ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ پوچھتے رہتے تھے کہ کل میرا قیام کہاں ہوگا' کل میرا قیام کہاں ہوگا؟ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے منتظر تھے۔ پھر ازواجِ مطہرات نے اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں تو آپ نے حضرت عائشہ کے گھر قیام کیا اور آپ کی وفات بھی وہیں ہوئی۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ آپ کی وفات اسی دن ہوئی جس دن قاعدہ کے مطابق میرے یہاں آپ کے قیام کی باری تھی۔ رحلت کے وقت سر مبارک میرے سینے اور گردن کے درمیان تھا۔

لغوی توضیح نَحْر مراد ہے نحر کی جگہ یعنی گردن۔ سَحْر سینہ۔

۱۵۸٤۔ **حدیث** عَائِشَةَ رضی الله عنها ' أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ ' وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ ' وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَيَّ ظَهْرَهُ يَقُوْلُ : ((اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيْقِ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وفات سے کچھ پہلے آپ ﷺ پشت سے ان کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپ نے کان لگا کر سنا کہ حضور ﷺ دعا کر رہے ہیں ''اے اللہ! میری مغفرت فرما۔ مجھ پر رحم کر اور میرے رفیقوں سے مجھے ملا۔''

فهم الحديث جو شخص زندگی سے ناامید ہو جائے اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے جو نبی ﷺ نے پڑھی۔

۱۵۸۲۔ البخاری فی: 51 كتاب الهبة: 7 باب قبول الهدية (2574) مسلم (2441)۔

۱۵۸۳۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی: 83 باب مرض النبی ﷺ ووفاته (3774) مسلم (2443) احمد (24959)۔

۱۵۸٤۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی: 83 باب مرض النبی ﷺ ووفاته (4435) مسلم (2444) ترمذی (3496)۔

١٥٨٥ ۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ' قَالَتْ : كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَمُوْتُ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ ' وَاَخَذَتْهُ بُحَّةٌ ' يَقُوْلُ : ﴿ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ﴾ الآيَةَ ۔ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ خُيِّرَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں سنتی آئی تھی کہ ہر نبی کو وفات سے پہلے دنیا اور آخرت کے رہنے میں اختیار دیا جاتا ہے۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی سنا' آپ اپنے مرض الموت میں فرما رہے تھے' آپ کی آواز بھاری ہو چکی تھی۔ آپ آیت مع الذین انعم الله علیهم الخ [النساء:٦٩] کی تلاوت فرما رہے تھے (یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے) مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کو بھی اختیار دے دیا گیا ہے۔

١٥٨٦ ۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَهُوَ صَحِيْحٌ يَقُوْلُ : ((اِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ' ثُمَّ يُحَيَّا اَوْ يُخَيَّرَ)) فَلَمَّا اشْتَكَى ' وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ ' وَرَاْسُهُ عَلَى فَخِذِ عَائِشَةَ ' غُشِيَ عَلَيْهِ ۔ فَلَمَّا اَفَاقَ ' شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ : ((اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلَى)) فَقُلْتُ : اِذًا لَا يُجَاوِرُنَا ۔ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ حَدِيْثُهُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ تندرستی کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کسی نبی کی روح قبض کی گئی تو پہلے جنت میں اس کی قیام گاہ اسے ضرور دکھا دی گئی۔ پھر اسے اختیار دیا گیا (راوی کو شک تھا' کہ لفظ یحیا ہے یا یخیر دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے) پھر جب آپ ﷺ بیمار پڑے اور وقت قریب آ گیا تو سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر تھا اور آپ پر غشی طاری ہو گئی تھی' جب کچھ ہوش ہوا تو آپ کی آنکھیں گھر کی چھت کی طرف اٹھ گئیں اور آپ نے فرمایا۔ اللهم فی الرفیق الاعلیٰ میں سمجھ گئی کہ اب حضور ﷺ ہمیں (یعنی دنیاوی زندگی کو) پسند نہیں فرمائیں گے۔ مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو آپ نے تندرستی کے زمانے میں فرمائی تھی۔

١٥٨٧ ۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ' كَانَ اِذَا خَرَجَ اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ : اَلَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے لیے قرعہ ڈالتے۔ ایک مرتبہ قرعہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہما) کے نام کا نکلا۔ حضور ﷺ رات کے وقت حسب معمول چلتے وقت حضرت عائشہ کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے۔ ایک مرتبہ حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ آج رات کیوں نہ

١٥٨٥ ۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 83 باب مرض النبي ﷺ ووفاته ۔

١٥٨٦ ۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 83 باب مرض النبي ﷺ ووفاته ۔

١٥٨٧ ۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 97 باب القرعة بين النساء إن اراد سفرًا (5211) مسلم (2445) ۔

تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِي وَأَرْكَبُ بَعِيْرَكِ ! تَنْظُرِيْنَ وَأَنْظُرُ ؟ فَقَالَتْ : بَلَى ! فَرَكِبَتْ ـ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ ، فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ، ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوْا ـ وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوْا ـ جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الاِذْخِرِ ، وَتَقُوْلُ : يَارَبِّ ! سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا اَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي ، وَلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقُوْلَ لَهُ شَيْئًا ـ

تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمہارے اونٹ پر تاکہ تم بھی نئے مناظر دیکھ سکو اور میں بھی۔ انہوں نے یہ تجویز قبول کر لی اور (ہر ایک دوسرے کے اونٹ پر) سوار ہو گئیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت اس پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے انہیں سلام کیا۔ پھر چلتے رہے۔ جب پڑاؤ ہوا تو حضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ اس میں نہیں ہیں (اس غلطی پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس درجہ رنج ہوا کہ) جب لوگ سواریوں سے اتر گئے تو ام المومنین نے اپنے پاؤں اذخر گھاس میں (جس میں زہریلے کیڑے بکثرت رہتے تھے) ڈال لئے اور دعا کرنے لگی کہ اے میرے رب! مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھے ڈس لے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے تو کچھ کہہ نہیں سکتی تھی کیونکہ یہ حرکت خود میری ہی تھی۔

١٥٨٨ ـ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى الطَّعَامِ)) ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔

١٥٨٩ ـ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا : ((يَا عَائِشَةُ ! هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ)) فَقَالَتْ : وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ـ تَرَى مَالَا اَرَى ـ تُرِيْدُ النَّبِيَّ ﷺ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا اے عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام آئے ہیں، تم کو سلام کہہ رہے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ وہ چیزیں دیکھتے ہیں جنہیں میں نہیں دیکھ سکتی، حضرت عائشہ کی مراد نبی کریم ﷺ سے تھی۔

(4) باب ذكر حديث ام زرع

ام زرع کی کہاوت کا بیان

١٥٩٠ ـ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ گیارہ عورتوں کا ایک اجتماع ہوا جس

١٥٨٨ ـ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 30 باب فضل عائشة (3770) مسلم (2446) ـ

١٥٨٩ ـ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 6 باب ذكر الملائكة (3217) مسلم (2447) ابو داود (5232) ـ

١٥٩٠ ـ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 82 باب حسن المعاشرة مع الاهل (5189) مسلم (2448) بغوى (2340)۔

قَالَتْ : جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً، فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا۔

میں انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ مجلس میں وہ اپنے اپنے خاوند کا صحیح صحیح حال بیان کریں کوئی بات نہ چھپائیں۔

قَالَتِ الْأُولَى : زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ، عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ، لَا سَهْلٍ فَيُرْتَقَى، وَلَا سَمِينٍ فَيُنْتَقَلُ۔

چنانچہ پہلی عورت بولی میرے خاوند کی مثال ایسی ہے جیسے دبلے اونٹ کا گوشت جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا ہو نہ تو وہاں تک جانے کا راستہ صاف ہے کہ آسانی سے چڑھ کر اس کو کوئی لے آئے اور نہ ہی وہ گوشت ایسا موٹا تازہ ہے جسے لانے کے لیے اس پہاڑ پر چڑھنے کی تکلیف گوارا کرے (مطلب یہ کہ اس کا خاوند بخیل ہے جس سے کچھ فائدے کی امید نہیں دوسرے یہ ہے کہ وہ بدخلق آدمی ہے محض بیکار)۔

قَالَتِ الثَّانِيَةُ : زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ۔

دوسری عورت (عمرہ بنت عمرو تمیمی) کہنے لگی میں اپنے خاوند کا حال بیان کروں تو کہاں تک بیان کروں (اس میں اتنے عیب ہیں) میں ڈرتی ہوں کہ سب بیان نہ کرسکوں گی (یا میں ڈرتی ہوں کہ میرے خاوند کو کہیں خبر نہ ہو جائے اور مجھے طلاق دے دے جب کہ میں اس کو چھوڑ بھی نہیں سکتی) اس پر بھی اگر بیان کروں تو اس کے کھلے اور چھپے سارے عیب بیان کرسکتی ہوں (مگر میرے لیے خاموش رہنا ہی بہتر ہے)۔

قَالَتِ الثَّالِثَةُ : زَوْجِي الْعَشَنَّقُ، إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ۔

تیسری عورت (حی بنت کعب یمانی) کہنے لگی میرا خاوند کیا ہے ایک تاڑ کا تاڑ (لمبا تڑنگا) ہے اگر اس کے عیب بیان کروں تو طلاق تیار ہے اگر خاموش رہوں تو ادھر لٹکی رہوں (نہ طلاق ملے کہ دوسرا خاوند کرلوں نہ اس خاوند سے کوئی سکھ ملتا ہے)۔

قَالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ، لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ، وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ۔

چوتھی عورت (مہدو بنت ابی ہردمہ) کہنے لگی کہ میرا خاوند ملک تہامہ کی رات کی طرح معتدل ہے نہ زیادہ گرم نہ بہت ٹھنڈا نہ اس سے مجھ کو خوف ہے نہ اکتاہٹ۔

قَالَتِ الْخَامِسَةُ: زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ، وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ، وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ۔

پانچویں عورت (کبشہ) کہنے لگی کہ میرا خاوند ایسا ہے کہ گھر میں آتا ہے تو وہ ایک چیتا ہے (یعنی آیا اور سو رہا۔ گھر گرہستی سے اسے کچھ

قَالَتِ السَّادِسَةُ : زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ، وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ، وَإِنْ اضْطَجَعَ الْتَفَّ، وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ، لِيَعْلَمَ الْبَثَّ۔

قَالَتِ السَّابِعَةُ : زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ، طَبَاقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ، أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ۔

قَالَتِ الثَّامِنَةُ : زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ وَالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ۔

قَالَتِ التَّاسِعَةُ : زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ،

طَوِيْلُ النِّجَادِ ، عَظِيْمُ الرَّمَادِ ، قَرِيْبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ۔

مطلب نہیں یا تو آتے ہی مجھ پر چڑھ بیٹھتا ہے نہ کلمہ نہ کلام نہ بوس وکنار) اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر (بہادر) کی طرح ہے۔ جو چیز گھر میں چھوڑ کر جاتا ہے اس کے بارے میں پوچھتا ہی نہیں (کہ وہ کہاں گئی) اتنا بے پروا ہے۔ جو آج کمایا اسے کل کے لیے اٹھا کر رکھتا ہی نہیں، اتنا سخی اور داتا ہے۔

قَالَتِ الْعَاشِرَةُ : زَوْجِي مَالِكٌ ، وَمَا مَالِكٌ ؟ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ ، لَهُ إِبِلٌ كَثِيْرَاتُ الْمُبَارِكِ ، قَلِيْلَاتُ الْمَسَارِحِ ، وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ ۔

چھٹی عورت (ہند) کہنے لگی کہ میرا خاوند جب کھانے پر آتا ہے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور جب پینے پر آتا ہے تو ایک بوند بھی باقی نہیں چھوڑتا اور جب لیٹتا ہے تو تنہا ہی اپنے اوپر کپڑا لپیٹ لیتا ہے اور الگ پڑ کر سو جاتا ہے۔ میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ بھی نہیں ڈالتا کہ کبھی میرا دکھ درد کچھ تو معلوم کرے۔ (مطلب یہ ہے کہ بڑا پیٹو ہے مگر میرے لیے نکما)۔

قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ : زَوْجِي أَبُوْ زَرْعٍ ، فَمَا أَبُوْ زَرْعٍ ؟ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ ، وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي ۔ وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ ، فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيْلٍ وَأَطِيْطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ ۔ فَعِنْدَهُ أَقُوْلُ فَلَا أُقَبَّحُ ، وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ ، وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ ۔

ساتویں عورت (حی بنت علقمہ) کہنے لگی میرا خاوند تو جاہل یا مست ہے۔ صحبت کے وقت اپنا سینہ میرے سینے سے لگا کر اوندھا پڑ جاتا ہے۔ دنیا میں جتنے عیب لوگوں میں ایک ایک جمع ہیں وہ اس کی ذات میں جمع ہیں (کم بخت سے بات کروں تو) سر پھوڑ ڈالے یا ہاتھ توڑ ڈالے یا دونوں کام کر ڈالے (یعنی اول تو شہوت کم، عورت کا مطلب پورا نہیں کرتا، اس پر بدخو کہ بات کرو تو کاٹ کھانے پر موجود، مارنے کوٹنے پر تیار)۔

أُمُّ أَبِي زَرْعٍ ، فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ ؟ عُكُوْمُهَا رِدَاحٌ ، وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ۔

ابْنُ أَبِي زَرْعٍ ، فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ ؟ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ ، وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ ۔

آٹھویں عورت (یاسر بنت اوس) کہنے لگی میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے اور خوشبو میں سونگھو تو زعفران جیسا خوشبودار ہے (زعفران کا ترجمہ ویسے محاورہ کر دیا ورنہ زرنب ایک درخت کا چھلکا ہے جو زعفران کی طرح خوشبودار اور رنگ دار ہوتا ہے۔ اس نے اپنے خاوند کی تعریف کی کہ ظاہری اور باطنی اس کے دونوں اخلاق بہت اچھے ہیں)۔

بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ ، فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ ؟ طَوْعُ أَبِيْهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا ، وَمِلْءُ كِسَائِهَا ، وَغَيْظُ جَارَتِهَا ۔

جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ ، فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ ؟ لَا تَبُثُّ حَدِيْثَنَا تَبْثِيْثًا ، وَلَا تُنَقِّثُ مِيْرَتَنَا تَنْقِيْثًا ، وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشًا ۔

قَالَتْ: خَرَجَ أَبُوْ زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ، يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ، فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا۔ فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا، رَكِبَ شَرِيًّا، وَأَخَذَ خَطِّيًّا، وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا، وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا۔ وَقَالَ: كُلِي، أُمَّ زَرْعٍ! وَمِيرِي أَهْلَكِ۔

قَالَتْ: فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ، مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ۔

قَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ))۔

نویں عورت کہنے لگی کہ میرے خاوند کا گھر بہت اونچا اور بلند ہے وہ قد آور بہادر ہے اس کے یہاں کھانا اس قدر پکتا ہے کہ راکھ کے ڈھیر کے ڈھیر جمع ہیں۔ (غریبوں کو خوب کھلاتا ہے) لوگ جہاں صلاح و مشورہ کے لیے بیٹھتے ہیں (یعنی پنچائت گھر) وہاں سے اس کا گھر بہت قریب ہے (اس لیے لوگ اسے ہر مشورہ کے لیے بلاتے ہیں اور اس کی رائے پر عمل کرتے ہیں)۔

دسویں عورت (کبشہ بنت رافع) کہنے لگی میرے خاوند کا کیا پوچھنا' جائداد والا ہے۔ جائداد بھی کیسی بڑی جائداد ہے' ویسی کسی کے پاس نہیں ہو سکتی۔ بہت سارے اونٹ جو جا بجا اس کے گھر کے پاس جٹے رہتے ہیں اور جنگل میں چرنے کم جاتے ہیں (تاکہ مہمان لوگ آئیں تو ان کا گوشت اور دودھ ان کو تیار ملے) جہاں ان اونٹوں نے باجے کی آواز سنی بس ان کو اپنے ذبح ہونے کا یقین ہو گیا (یہ باجا مہمانوں کے آنے کی خوشی میں بجایا جاتا تھا اونٹ سمجھ جاتے کہ اب ہم مہمانوں کے لیے ذبح کئے جائیں گے)۔

گیارہویں عورت (ام زرع بنت اکیمل بن ساعدہ) کہنے لگی میرا خاوند ابو زرع ہے اس کا کیا کہنا اس نے میرے کانوں کو زیوروں سے بوجھل کر دیا ہے اور میرے دونوں بازو چربی سے پھلا دیے ہیں۔ مجھے خوب کھلا کر موٹا کر دیا ہے کہ میں بھی اپنے تئیں خوب موٹی سمجھنے لگی ہوں۔ شادی سے پہلے میں تھوڑی سی بھیڑ بکریوں میں تنگی سے گزر بسر کرتی تھی۔ ابو زرعہ نے مجھ کو نکاح میں لا کر گھوڑوں' اونٹوں' کھیت کھلیان سب کا مالک بنا دیا ہے۔ اتنی بہت جائداد ملنے پر بھی اس کا مزاج اتنا عمدہ ہے کہ بات کہوں تو برا نہیں مانتا' مجھ کو کبھی برا نہیں کہتا۔ سوئی پڑی رہوں تو صبح تک مجھے کوئی نہیں جگاتا۔ پانی پیوں تو خوب سیراب ہو کر پی لوں (میرے لیے کسی بات کی روک ٹوک نہیں) رہی ابو زرعہ کی ماں تو میں اس کی کیا خوبیاں بیان کروں

اس کا توشہ خانہ مال و اسباب سے بھرا ہوا' اس کا گھر بہت ہی کشادہ
اور ابوزرعہ کا بیٹا وہ بھی کیسا اچھا خوبصورت (نازک بدن ودبلا پتلا)
ہری چھالی یا ننگی تلوار کے برابر اس کے سونے کی جگہ (یعنی چھریرے
جسم والا نازک کمر والا جو سوتے وقت بستر پر ٹکتی ہے) ایسا کم خوراک
کہ بکری کے چار ماہ کے بچے کے دست کا گوشت اس کا پیٹ بھر
دے۔ ابوزرعہ کی بیٹی وہ بھی سبحان اللہ! کیا کہنا اپنے باپ کی پیاری
اپنی ماں کی پیاری (تابعدار' اطاعت گذار) کپڑا بھرپور پہننے والی
(موٹی تازی) سوکن کی جلن (کہ سوکن اس کی خوبصورتی اور ادب و
لیاقت پر رشک کر کے جلی جاتی ہے) ابوزرعہ کی لونڈی' اس کی بھی کیا
پوچھتے ہو' کبھی کوئی بات ہماری مشہور نہیں کرتی (گھر کا بھید ہمیشہ
پوشیدہ رکھتی ہے) کھانے تک نہیں چراتی' گھر میں کوڑا کچرا نہیں
چھوڑتی (ہمیشہ گھر کو جھاڑ پونچھ کر صاف ستھرا رکھتی ہے)۔ الغرض
سارا گھر ''نور علی نور'' ہے۔ ابوزرعہ سے لے کر اس کی ماں' بیٹی' بیٹا'
لونڈی باندی تک سب فردِ فرید ہیں۔ مگر ایک دن ایسا ہوا کہ لوگ مکھن
نکالنے کو دودھ بلو رہے تھے۔ (صبح ہی صبح) ابوزرعہ باہر گیا اچانک
اس نے ایک عورت دیکھی جس کے دو بچے چیتوں کی طرح اس کی کمر
کے تلے دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ ابوزرعہ نے مجھ کو طلاق
دے کر اس عورت سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد میں نے ایک اور
شریف سردار سے نکاح کر لیا جو گھوڑے کا اچھا سوار' عمدہ نیزہ باز ہے
اس نے بھی مجھ کو بہت سے جانور دے دیئے ہیں اور ہر قسم کے
اسباب میں سے ایک ایک جوڑا دیا ہوا ہے اور مجھ سے کہا کرتا ہے کہ
ام زرع خوب کھا پی۔ اپنے عزیز و اقربا کو بھی خوب کھلا پلا۔ تیرے
لیے عام اجازت ہے۔ مگر یہ سب کچھ جو میں نے تجھ کو دیا ہوا ہے اگر
اکٹھا کروں تو تیرے پہلے خاوند! ابوزرعہ نے جو تجھ کو دیا تھا' اس کے
مقابلہ میں ایک چھوٹا برتن بھی نہ بھرے (یعنی ابوزرعہ کے مال کے

سامنے یہ سارا مال بے حقیقت ہے مگر میں تجھ کو ابو زرعہ کی طرح طلاق دینے والا نہیں ہوں)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ سارا واقعہ سنانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! میں بھی تیرے لیے ایسا خاوند ہوں جیسے ابو زرع ام زرع کے لیے تھا۔

لغوی توضیح إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً گیارہ عورتیں (جن کا تعلق یمن کے قبیلہ خثعم سے تھا)۔ غَثٌّ دبلا پتلا۔ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ مراد ہیں ظاہری اور پوشیدہ عیوب۔ الْعَشَنَّقُ بہت بدطویل۔ كَلَيْلِ تِهَامَةَ ملک تہامہ کی رات کی طرح معتدل۔ سَآمَةَ اُکتاہٹ۔ اشْتَفَّ پورا پی جاتا ہے۔ الْبَثَّ غم۔ غَيَايَاءُ مراد ہے جاہل۔ عَيَايَاءُ مراد ہے جماع کا طریقہ نہیں جانتا۔ طَبَاقَاءُ اس کا بھی یہی مفہوم ہے۔ شَجَّكِ سر پھوڑ ڈالے۔ فَلَّكِ ہاتھ توڑ دے۔ زَرْنَب ایک درخت کا چھلکا جو خوشبو میں زعفران کی مانند ہوتا ہے۔ رَفِيعُ الْعِمَادِ بلند ستونوں والا، مراد ہے گھر کی بلندی شان و شوکت میں۔ طَوِيلُ النِّجَادِ تلوار کے لمبے پڑتلے والا یعنی دراز قد۔ عَظِيمُ الرَّمَادِ زیادہ راکھ والا یعنی بہت زیادہ مہمان نواز۔ النَّادِ پنچایت گھر۔ الْمَبَارِكِ جمع ہے مبرك کی، معنی ہے اونٹوں کا باڑہ۔ الْمَسَارِحِ جمع ہے مسرح کی، معنی ہے چرنے کی جگہ۔ الْمِزْهَر باجا۔ أَنَاسَ بوجھل کر دیا۔ بَجَّحَنِي مجھے موٹا کر دیا۔ أَهْلِ غُنَيْمَةٍ تھوڑی سی بکریوں والے۔ بِشِقٍّ پہاڑ کا ایک کونہ (بھی اتنی بکریوں کو کافی ہو)۔ صَهِيلٍ گھوڑے کی آواز۔ أَطِيطٍ اونٹوں پر رکھے پالان کی لکڑی کی آواز۔ دَائِسٍ وہ بیل جو کھیتی کو گاہتا ہے (گاہنا یہ ہے کہ اناج پر بیلوں کو پھرانا تاکہ بھس اور اناج الگ الگ ہو جائے)۔ مُنَقٍّ اناج صاف کرنے والا بیل۔ فَأَتَقَنَّحُ اتنا پیتی ہوں کہ پینے کی تمنا نہیں رہتی۔ عُكُومُهَا اس کا توشہ خانہ۔ رِدَاحٌ بہت بھرا ہوا۔ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ ہری چھالی یا ننگی تلوار کے برابر (یعنی دبلا پتلا)۔ الْجَفْرَةِ بکری کا چار ماہ کا بچہ۔ مِلْءُ كِسَائِهَا کپڑا بھرپور پہننے والی۔ غَيْظُ جَارَتِهَا سوکن کی جلن۔ لَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا کھانے تک نہیں چراتی۔ تَعْشِيشًا کوڑا کچرا۔ الْأَوْطَابُ جمع ہے وطب کی، معنی ہے دودھ کا برتن۔ تُمْخَضُ مکھن نکالا جا رہا تھا۔ بِرُمَّانَتَيْنِ دو اناروں (یعنی پستانوں) کے ساتھ۔ سَرِيًّا شریف سردار۔ شَرِيًّا عمدہ گھوڑا۔ خَطِّيًّا خطی مقام کا بنا ہوا نیزہ۔ ثَرِيًّا بہت زیادہ۔

(15) باب فاطمة بنت النبی رضی اللہ عنہا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

١٥٩١۔ حديث الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ ۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، مَقْتَلَ حُسَيْنٍ

ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ (حضرت زین العابدین رحمہ اللہ) نے بیان کیا کہ جب ہم سب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہ کے یہاں سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے ملاقات کی

١٥٩١۔ البخاری فی: 57 کتاب فرض الخمس: 5 باب ما ذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ...(926) مسلم (2449)۔

بْنِ عَلِيٍّ ' رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ' لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ ' فَقَالَ لَهُ هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا ؟ فَقُلْتُ لَهُ : لَا ـ فَقَالَ لَهُ : هَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ ؟ وَايْمُ اللّٰهِ ! لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ ' لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا حَتَّى تُبْلَغَ نَفْسِي ـ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ـ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذٰلِكَ ' عَلَى مِنْبَرِهِ هٰذَا ' وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ ـ فَقَالَ : ((إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي ' وَأَنَا أَخَافُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِيْنِهَا)) ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ ' فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ ـ قَالَ : ((حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي ' وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي ' وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا ' وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا ' وَلٰكِنْ ' وَاللّٰهِ ! لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ أَبَدًا)) ـ

اور کہا' اگر آپ کو کوئی ضرورت ہوتو مجھے حکم فرما دیجئے۔(امام زین العابدین نے بیان کیا کہ) میں نے کہا مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔پھر مسور رضی اللہ عنہ نے کہا' تو کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی تلوار عنایت فرمائیں گے؟ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کچھ لوگ اسے آپ سے چھین نہ لیں۔اور خدا کی قسم! اگر آپ وہ تلوار عنایت فرما دیں تو کوئی شخص بھی جب تک میری جان باقی ہے اسے چھین نہیں سکے گا۔پھر مسور رضی اللہ عنہ نے ایک قصہ بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابوجہل کی ایک بیٹی (جمیلہ رضی اللہ عنہا) کو پیغام نکاح دے دیا تھا۔میں نے خود سنا کہ اسی مسئلہ پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اسی منبر پر کھڑے ہو کر صحابہ کو خطاب فرمایا۔میں اس وقت بالغ تھا۔آپ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے ہے۔اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ اس رشتہ کی وجہ سے کسی گناہ میں نہ پڑ جائے کہ اپنے دین میں وہ کسی فتنہ میں مبتلا ہو۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خاندانِ بنی عبد شمس کے ایک اپنے داماد (عاص بن ربیع) کا ذکر کیا۔اور دامادی سے متعلق آپ نے ان کی تعریف کی' آپ نے فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو بات کہی' سچ کہی' جو وعدہ کیا' اسے پورا کیا۔میں کسی حلال (یعنی نکاحِ ثانی) کو حرام نہیں کرسکتا' اور نہ کسی حرام کو حلال بناتا ہوں' لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ (ﷺ) کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ جمع نہیں ہوں گی۔

لغوی توضیح عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ المعروف بزین العابدین۔آپ اپنے والد محترم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں تھے'آپ بیمار تھے اس لیے سلامت رہے'اس وقت آپ کی عمر ۲۳ برس تھی۔سَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ رسول اللہ ﷺ کی تلوار۔جس کا نام ذوالفقار تھا۔أَخَافُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِيْنِهَا مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ اپنے دین میں کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔یعنی غیرت کی وجہ سے صبر نہ کر سکے اور غصہ میں آکر شوہر کو وہ کچھ کہہ دے جو دین میں اس کے لیے کہنا جائز نہیں۔

۱۵۹۲ـ حَدِيْثُ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی کو (جو مسلمان تھیں) پیغامِ نکاح دیا۔اس کی اطلاع جب

۱۵۹۲ـ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 16 باب ذكر اصهار النبي ﷺ منهم ابو العاص بن الربيع ـ

اَبِی جَهْلٍ ، فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ ، فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَتْ : يَزْعُمُ قَوْمُكَ اَنَّكَ لَا يَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ ، وَهٰذَا عَلِیٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ اَبِی جَهْلٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ يَقُوْلُ : ((اَمَّا بَعْدُ ، اَنْكَحْتُ اَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ ، فَحَدَّثَنِی وَصَدَّقَنِی ، وَاِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّی ، وَاِنِّی اَكْرَهُ اَنْ يَسُوْءَهَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ ، عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ)) فَتَرَكَ عَلِیٌّ الْخِطْبَةَ ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب انہیں کوئی تکلیف دے) کسی پر غصہ نہیں آتا۔ اب دیکھئے یہ علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا۔ میں نے آپ کو خطبہ پڑھتے سنا' پھر آپ نے فرمایا' اما بعد میں نے ابوالعاص بن ربیع سے (حضرت زینب رضی اللہ عنہا' آپ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی کی) شادی کی تو انہوں نے جو بات بھی کہی اس میں وہ سچے اترے۔ اور بلاشبہ فاطمہ بھی میرے (جسم کا) ایک ٹکڑا ہے اور مجھے پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے۔ خدا کی قسم رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔

لغوی توضیح بَضْعَةٌ گوشت کا ٹکڑا، لوتھڑا۔ تَكُوْنِی سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ تم (جنت میں) مومنوں کی عورتوں کی سردار ہوگی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق نبی ﷺ نے انہیں دوسری مرتبہ یہ کہا تھا کہ آپ ﷺ کے گھر والوں میں سے وہ سب سے پہلے آپ کے پیچھے جائیں گے (یعنی وفات پائیں گی)۔[1] اہل علم کا کہنا ہے کہ ان میں تطبیق یوں ہے کہ نبی ﷺ نے دوسری مرتبہ یہ دونوں باتیں ہی کہی تھیں، لیکن فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اختصار سے کام لیا اور دونوں اکٹھی ذکر نہ کیں۔

۱۵۹۳ ۔ حديث عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا ، وَفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ۔ عَنْ عَائِشَةَ ، اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ قَالَتْ : اِنَّا كُنَّا ، اَزْوَاجَ النَّبِیِّ ﷺ عِنْدَهُ جَمِيْعًا لَمْ تُغَادَرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ ۔ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَمْشِی ، لَا ، وَاللّٰهِ ! مَا تَخْفٰی مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ ۔ قَالَ : ((مَرْحَبًا بَابْنَتِی)) ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ تمام ازواج مطہرات (حضور اکرم ﷺ کے مرض وفات میں) آپ ﷺ کے پاس تھیں۔ کوئی وہاں سے نہیں ہٹا تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں۔ خدا کی قسم! ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے الگ نہیں تھی (بلکہ بہت ہی مشابہ تھی) جب حضور ﷺ نے انہیں دیکھا تو خوش آمدید کہا۔ فرمایا بیٹی! مرحبا! پھر آنحضرت ﷺ نے اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف انہیں بٹھایا۔ اس کے بعد آہستہ سے ان سے کچھ کہا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ رونے لگیں۔ جب آنحضرت ﷺ

۱۵۹۳ ۔ البخاری فی 79 کتاب الاستئذان: 43 باب من ناجی بین یدی الناس (3623) مسلم (2450) ترمذی (3893)۔

[1] [مسلم (2450)]

اَوْ عَنْ شِمَالِهِ ۔ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا ۔ فَلَمَّا رَاَى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ ' فَاِذَا هِيَ تَضْحَكُ ۔ فَقُلْتُ لَهَا ' اَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ : خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ' ثُمَّ اَنْتَ تَبْكِيْنَ ؟ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' سَاَلْتُهَا : عَمَّا سَارَّكِ ؟ قَالَتْ : مَاكُنْتُ لاُفْشِيَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهُ : فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ لَهَا : عَزَمْتُ عَلَيْكِ ' بِمَالِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ ' لَمَّا اَخْبَرْتِنِي قَالَتْ : اَمَّا الآنَ ' فَنَعَمْ ۔ فَاَخْبَرَتْنِي ' قَالَتْ : اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِي فِي الْاَمْرِ الْاَوَّلِ ' فَاِنَّهُ اَخْبَرَنِي : ((اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً ' وَاِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ ' مَرَّتَيْنِ ' وَلَا اَرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ ' فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي ' فَاِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ)) ۔ قَالَتْ : فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَاَيْتِ ۔ فَلَمَّا رَاَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ ' قَالَ : ((يَا فَاطِمَةُ ! اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الاُمَّةِ؟)) ۔

نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ ان سے سرگوشی کی۔ اس پر وہ ہنسنے لگیں۔ تمام ازواج میں سے مَیں نے ان سے کہا کہ حضور ﷺ نے ہم میں صرف آپ کو سرگوشی کی خصوصیت بخشی۔ پھر آپ رونے لگیں جب آنحضرت ﷺ اٹھے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے کان میں آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کا راز نہیں کھول سکتی۔ پھر جب آپ کی وفات ہوگئی تو میں نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ میرا جو حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتا دیں۔ انہوں نے کہا کہ اب بتا سکتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب آنحضور ﷺ نے مجھ سے پہلی سرگوشی کی تھی تو فرمایا تھا کہ ''جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے سال میں ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال مجھ سے انہوں نے دو مرتبہ دور کیا اور میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے۔ اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا۔ کیونکہ میں تمہارے لیے ایک اچھا آگے جانے والا ہوں'' بیان کیا کہ اس وقت میرا رونا جو آپ نے دیکھا تھا اس کی وجہ یہی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ نے میری پریشانی دیکھی تو آپ نے دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی' فرمایا'' فاطمہ بیٹی! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہوگی' یا (فرمایا کہ) اس امت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔''

(16) باب من فضائل ام سلمة ام المومنين رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

١٥٩٤ ۔ حديث اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ' اَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعِنْدَهُ اُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ ' ثم قَامَ ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام ایک مرتبہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے باتیں کرتے رہے۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب

١٥٩٤ ۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3633) مسلم (2451) ۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأُمِّ سَلَمَةَ: ((مَنْ هَذَا؟)) قَالَ قَالَتْ: هَذَا دِحْيَةُ ـ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: اَيْمُ اللّٰهِ! مَاحَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ، حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ يُخْبِرُ جِبْرِيْلَ۔

حضرت جبریل چلے گئے تو آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا معلوم ہے یہ کون صاحب تھے؟ یا ایسے ہی الفاظ ارشاد فرمائے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اللہ کی قسم میں سمجھے بیٹھی تھی کہ وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آخر جب آنحضرت ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ حضرت جبریل (کی آمد) کی خبر دے رہے تھے تب میں سمجھی کہ وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔

(17) باب من فضائل زينب ام المؤمنين رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بعض فضائل

١٥٩٥ ـ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها، اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اَيُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا؟ قَالَ: ((اَطْوَلُكُنَّ يَدًا)) ـ فَاَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُوْنَهَا ـ فَكَانَتْ سَوْدَةُ اَطْوَلَهُنَّ يَدًا ـ فَعَلِمْنَا بَعْدُ، اِنَّمَا كَانَتْ طُوْلَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ، وَكَانَتْ اَسْرَعَنَا لُحُوْقًا بِهِ، وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی بعض بیویوں نے آپ سے پوچھا کہ سب سے پہلے ہم میں آخرت میں آپ سے کون جا کر ملے گی؟ آپ نے فرمایا کہ جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہوگا۔ اب ہم نے لکڑی سے ناپنا شروع کر دیا تو سودہ رضی اللہ عنہا سب سے لمبے ہاتھ والی نکلیں۔ لیکن ہمیں بعد میں سمجھ آئی کہ لمبے ہاتھ والی ہونے سے آپ کی مراد صدقہ (زیادہ) کرنے والی سے تھی۔ اور حضرت سودہ ہی سب سے پہلے نبی ﷺ سے جا کر ملیں۔ انہیں صدقہ کرنا بہت پسند تھا۔

(19) باب من فضائل ام سليم رضی اللہ عنہا ام انس بن مالك

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی فضیلت

١٥٩٦ ـ حديث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِيْنَةِ، غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ، اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِ ـ فَقِيْلَ لَهُ ـ فَقَالَ: ((اِنِّى اَرْحَمُهَا، قُتِلَ اَخُوْهَا مَعِىَ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مدینہ میں اپنی بیویوں کے سوا اور کسی کے گھر نہیں جایا کرتے تھے مگر ام سلیم (حضرت انس کی والدہ) کے پاس جاتے۔ آنحضرت ﷺ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس پر رحم آتا ہے۔ اس کا بھائی (حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ) میرے کام میں شہید کر دیا گیا۔

لغوی توضیح قُتِلَ اَخُوْهَا مَعِيَ اس کا بھائی میرے کام میں شہید کر دیا گیا۔ مراد ہیں حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ جو بئر معونہ کے واقعہ میں سب سے پہلے شہید کیے گئے اور انہوں نے ہی شہید ہوتے وقت کہا تھا "رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا"۔

١٥٩٥ ـ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 11 باب اى الصدقة افضل، مسلم (2452) ابن حبان (3314)۔

١٥٩٦ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 38 باب فضل من جهز غازيًا او خلفه بخير (2844) مسلم (2455)۔

(22) باب من فضائل عبد الله بن مسعود وامه رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کی فضیلت

۱۵۹۷۔ حدیث حَدِيثُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمْتُ، أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ، فَمَكَثْنَا حِينًا مَا نَرَى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ، لِمَا تَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور میرے بھائی یمن سے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوئے اور ایک زمانے تک یہاں قیام کیا۔ ہم اس پورے عرصہ میں یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے گھرانے ہی کے ایک فرد ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کے گھر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کا (بکثرت) آنا جانا ہم خود دیکھا کرتے تھے۔

فهم الحديث: نبی ﷺ کے ساتھ چمٹے رہنا یقیناً ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا ثبوت ہے۔

۱۵۹۸۔ حدیث عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ۔ خَطَبَ، فَقَالَ: وَاللَّهِ! لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً، وَاللَّهِ! لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے ستر سے کچھ زائد سورتیں خود رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے سن کر حاصل کی ہیں۔ اللہ کی قسم! حضور ﷺ کے صحابہ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ قرآن مجید کا جاننے والا ہوں۔ حالانکہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔

قَالَ شَقِيقٌ (رَاوِي الْحَدِيثِ) فَجَلَسْتُ فِي الْحِلَقِ أَسْمَعُ مَا يَقُولُونَ، فَمَا سَمِعْتُ رَدًّا يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ۔

شقیق (راویٔ حدیث) نے بیان کیا کہ پھر میں مجلس میں بیٹھا تاکہ صحابہ کی رائے سن سکوں کہ وہ کیا کہتے ہیں لیکن میں نے کسی سے اس بات کی تردید نہیں سنی۔

۱۵۹۹۔ حدیث عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ! مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أُنْزِلَتْ وَلَا أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ فِيمَ أُنْزِلَتْ۔ وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس اللہ کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں! کتاب اللہ کی جو سورت بھی نازل ہوئی، اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی۔ اور کتاب اللہ کی جو آیت بھی نازل ہوئی اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور اگر مجھے خبر ہو جائے کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب

۱۵۹۷۔ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ: 37 باب مناقب عبد الله بن مسعود (3763) مسلم (2460)۔

۱۵۹۸۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 8 باب القراء من اصحاب النبی ﷺ (5000) مسلم (2462)۔

۱۵۹۹۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 8 باب القراء من اصحاب النبی ﷺ (5002) مسلم (2463)۔

أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللّٰهِ تُبَلِّغُهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ ۔

اللہ کا جاننے والا ہے اور اونٹ ہی اس کے پاس مجھے پہنچا سکتے ہیں (یعنی اس کا گھر بہت دور ہے) تب بھی سفر کر کے اس کے پاس جا کر اس سے علم کو حاصل کروں گا۔

١٦٠٠ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللّٰہ عنہما عَنْ مَسْرُوْقٍ ، قَالَ : ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، فَقَالَ : ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((اسْتَقْرِئُوْا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ : مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، (فَبَدَأَ بِهِ) وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ)) ۔

مسروقؒ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے یہاں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا' تو انہوں نے کہا میں ان سے ہمیشہ محبت رکھوں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چار اشخاص سے قرآن سیکھو' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ' آپ ﷺ نے ابتدا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی کی' اور ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم' ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم۔

لغوی توضیح مِنْ أَرْبَعَةٍ چار افراد سے (قرآن سیکھو)۔ ان چار صحابہ کو اس لیے خاص کیا کیونکہ یہ زیادہ پختہ حافظ اور وائیگی کے اعتبار سے بہترین تھے یا اس لیے کہ یہ نبی ﷺ سے بالمشافہ قرآن سیکھنے کے لیے وقف تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کے علاوہ دوسروں کو قرآن یاد ہی نہیں تھا۔

(23) باب من فضائل ابی بن کعب و جماعة من الانصار رضی اللہ عنہم

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور انصار کی ایک جماعت کی فضیلت

١٦٠١ - حديث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَةٌ : كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيٌّ ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، وَأَبُوْ زَيْدٍ ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں چار آدمی جن سب کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا قرآن مجید جمع کرنے والے تھے' ابی بن کعب' معاذ بن جبل' ابو زید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

لغوی توضیح أَرْبَعَةٌ چار۔ یہاں ان چاروں کے علاوہ باقی حضرات کی نفی مقصود نہیں، بلکہ صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ چاروں قرآن جمع کرنے کا زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ تمام انصاری تھے (یعنی اکثر انصاری تھے)۔

١٦٠٢ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت ابی

١٦٠٠ - البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 26 باب مناقب سالم...(3758) مسلم (2464) ۔

١٦٠١ - البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 17 باب مناقب زيد بن ثابت (3810) مسلم (2465) ترمذی (3794)۔

١٦٠٢ - البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 16 باب مناقب ابي بن كعب ۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأُبَيٍّ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ - ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ - قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَبَكَى -

بن کعب سے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورہ لم یکن الذین کفروا سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب بولے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں' اس پر حضرت ابی بن کعب فرطِ مسرت سے رونے لگے۔

(24) باب من فضائل سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٦٠٣ - حديث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)) -

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت پر عرش ہل گیا۔

لغوی توضیح اِهْتَزَّ عرش ہل گیا (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی روح کی آمد کی خوشی میں)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی بہت عظیم صحابی تھے۔

١٦٠٤ - حديث الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ حُلَّةُ حَرِيرٍ، فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا - فَقَالَ: ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هَذِهِ؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا، أَوْ أَلْيَنُ)) -

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس ہدیہ میں ایک ریشمی حلہ آیا تو صحابہ اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی اور نزاکت پر تعجب کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا تمہیں اس کی نرمی پر تعجب ہے' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال (جنت میں) اس سے کہیں بہتر ہیں یا (آپ نے فرمایا کہ) اس سے کہیں زیادہ نرم و نازک ہیں۔

لغوی توضیح مَنَادِيل جمع ہے منديل کی، معنی ہے رومال۔

١٦٠٥ - حديث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ جُبَّةُ سُنْدُسٍ وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا - فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَمَنَادِيلُ سَعْدِ ابْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا)) -

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی خدمت میں دبیز قسم کے ریشم کا ایک جبہ ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ آپ اس کے استعمال سے (مردوں کو) منع فرماتے تھے۔ صحابہ کو بڑی حیرت ہوئی (کہ کتنا عمدہ ریشم ہے) آپ ﷺ نے فرمایا (تمہیں اس پر حیرت ہے) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔

١٦٠٣ - البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 12 باب مناقب سعد بن معاذ (3803) مسلم (2466) ابن ماجه (158)۔

١٦٠٤ - البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 12 باب مناقب سعد بن معاذ (3249) مسلم (2468) ترمذی (3847)۔

١٦٠٥ - البخاري في: 51 كتاب الهبة: 28 باب قبول الهدية من المشركين (3615) مسلم (2469) ابن حبان (7036)۔

لغوی توضیح سُنْدُس ریشم کی ایک قسم۔

(26) باب من فضائل عبد الله بن عمرو بن حرام والد جابر رضی اللہ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

١٦٠٦ - حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : جِيءَ بِأَبِي ' يَوْمَ أُحُدٍ ' قَدْ مُثِّلَ بِهِ ' حَتَّى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَقَدْ سُجِّيَ ثَوْبًا ۔ فَذَهَبْتُ أُرِيْدُ اَنْ اَكْشِفَ عَنْهُ ' فَنَهَانِي قَوْمِي ' ثُمَّ ذَهَبْتُ اَكْشِفُ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي ' فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَرُفِعَ ۔ فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ ' فَقَالَ : ((مَنْ هٰذِهِ ؟)) فَقَالُوا : ابْنَةُ عَمْرٍو اَوْ أُخْتُ عَمْرٍو ' قَالَ : ((فَلِمَ تَبْكِي؟ اَوْلَا تَبْكِي ' فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةَ تُظِلُّهُ بِاَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ)) ۔

حضرت جابر عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کی لاش اُحد کے میدان سے لائی گئی۔ (مشرکوں نے) آپ کی صورت تک بگاڑ دی تھی۔ نعش رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھی گئی۔ اوپر سے ایک کپڑا اڈھکا ہوا تھا۔ میں نے چاہا کہ کپڑے کو ہٹاؤں لیکن میری قوم نے مجھے روکا' پھر دوبارہ کپڑا اٹھانے کی کوشش کی۔ اس مرتبہ بھی میری قوم نے مجھ کو روک دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے حکم سے جنازہ اٹھایا گیا۔ اس وقت کسی زور زور سے رونے والے کی آواز سنائی دی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ بنت عمرو (جابر کی پھوپھی) ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روتی کیوں ہو؟ یا یہ فرمایا کہ روؤ نہیں کہ جب تک اس کا جنازہ نہیں اٹھالیا گیا فرشتوں نے اس پر اپنے پروں کا سایہ کیا ہوا تھا۔

لغوی توضیح سُجِّيَ انہیں ڈھانپا ہوا تھا۔ ابْنَةُ عَمْرٍو عمرو کی بیٹی (فاطمہ)۔ اَجْنِحَة جمع ہے جناح کی، معنی ہے پَر۔

(28) باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل کا بیان

١٦٠٧ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما ' قَالَ : لَمَّا بَلَغَ اَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ لِاَخِيهِ : ارْكَبْ اِلَى هٰذَا الْوَادِي فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ يَاْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ ۔ وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ۔ ثُمَّ ائْتِنِي ۔ فَانْطَلَقَ الْاَخُ حَتّٰى قَدِمَهُ ' وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ ' ثُمَّ رَجَعَ اِلَى اَبِي

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی (انیس) سے کہا کہ مکہ جانے کے لیے سواری تیار کر اور اس شخص کے متعلق جو نبی ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے' میرے لیے معلومات حاصل کر کے لا۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سننا اور پھر میرے پاس آنا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ حاضر ہو کر آپ ﷺ کی باتیں خود سنیں پھر

١٦٠٦ - البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 35 باب حدثنا علی بن عبد الله (1244) مسلم (2471) ۔

١٦٠٧ - البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 33 باب إسلام ابی ذر (3522) مسلم (2474) ۔

ذَرٍّ ' فَقَالَ لَهُ : رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ ' وَكَلَامًا ' مَا هُوَ بِالشِّعْرِ - فَقَالَ : مَا شَفَيْتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ - فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ ' فِيهَا مَاءٌ - حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ - فَأَتَى الْمَسْجِدَ - فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ ﷺ ' وَلَا يَعْرِفُهُ - وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ ' حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ - فَرَآهُ عَلِيٌّ ' فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ - فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ - فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ - ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ ' وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ ' وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ ' حَتَّى أَمْسَى - فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ - فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ ' فَقَالَ : أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ ؟ فَأَقَامَهُ ' فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ ' لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ - حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ ' فَعَادَ عَلِيٌّ مِثْلَ ذَلِكَ ' فَأَقَامَ مَعَهُ - ثُمَّ قَالَ : أَلَا تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ ؟ قَالَ : إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيثَاقًا لَتُرْشِدَنَّنِي ' فَعَلْتُ - فَفَعَلَ ' فَأَخْبَرَهُ - قَالَ : فَإِنَّهُ حَقٌّ ' وَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِي ' فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ - فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِي ' حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي - فَفَعَلَ - فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ ' حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ' وَدَخَلَ مَعَهُ '

واپس ہوکر انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جس مقصد کے لیے میں نے تمہیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشفی نہیں ہوئی۔ آخر انہوں نے خود توشہ باندھا' پانی سے بھری ہوئی ایک پرانی مشک ساتھ لی اور مکہ آئے۔ مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا۔ حضرت ابوذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ کچھ رات گزر گئی۔ وہ لیٹے ہوئے تھے حضرت علی نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کیجئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے' اور مسجد الحرام میں آ گئے۔ یہ دن بھی یونہی گذر گیا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر وہاں سے گذرے۔ وہ سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا۔ وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ گھر لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کی۔ تیسرا دن جب ہوا اور حضرت علی نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کرلو کہ میری رہنمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کرلیا تو انہوں نے انہیں اپنے خیالات کی خبر دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا اگر میں (راستے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں جس سے مجھے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ ہوا تو میں کھڑا ہو جاؤں

فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، وَاَسْلَمَ مَكَانَهُ - فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((ارْجِعْ اِلَى قَوْمِكَ فَاَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَاْتِيْكَ اَمْرِى)) قَالَ: وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ! لَاَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانِيْهِمْ - فَخَرَجَ حَتَّى اَتَى الْمَسْجِدَ، فَنَادَى بِاَعْلَى صَوْتِهِ: اَشْهَدُ اَنَّ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ - ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْهُ حَتَّى اَضْجَعُوْهُ وَاَتَى الْعَبَّاسُ، فَاَكَبَّ عَلَيْهِ - قَالَ: وَيْلَكُمْ! اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ، وَاَنَّ طَرِيْقَ تِجَارِكُمْ اِلَى الشَّاْمِ؟ فَاَنْقَذَهُ مِنْهُمْ - ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا، فَضَرَبُوْهُ، وَثَارُوا اِلَيْهِ فَاَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ -

گا (کسی دیوار کے قریب گویا مجھے پیشاب کرنا ہے) اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں مَیں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تا آنکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ آپ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ تا آنکہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر ہمارے پاس آ جانا) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجدِ حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں" یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا۔ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے آپ کو ڈال کر قریش سے کہا افسوس! کیا تمہیں معلوم نہیں یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے۔ اس طرح سے ان سے ان کو بچایا پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم بری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگی۔ اس دن بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان پر اوندھے پڑ گئے۔

(29) باب من فضائل جرير بن عبدالله رضی اللہ عنہ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

١٦٠٨ - حَدِيْثُ جَرِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا حَجَبَنِى النَّبِيُّ ﷺ مُنْذُ اَسْلَمْتُ، وَلَا رَاٰنِى اِلَّا تَبَسَّمَ فِىْ وَجْهِى - وَلَقَدْ

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں اسلام لایا، رسول کریم ﷺ نے (پردہ کے ساتھ) مجھے (اپنے گھر میں داخل ہونے سے) کبھی نہیں روکا۔ اور جب بھی آپ مجھ کو دیکھتے، خوشی

١٦٠٨ - البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 162 باب من لا یثبت علی الخیل (3035) مسلم (2475) ترمذی (3820)۔

شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا))۔

سے آپ مسکرانے لگتے۔ ایک دفعہ میں نے آپ کی خدمت میں شکایت کی کہ میں گھوڑے کی سواری پر اچھی طرح نہیں جم پاتا ہوں، تو آپ نے میرے سینے پر اپنا دست مبارک مارا، اور دعا کی، اے اللہ! اسے گھوڑے پر جمادے اور دوسروں کو سیدھا راستہ بتانے والا بنا دے، اور خود اسے بھی سیدھے راستے پر قائم رکھیو۔"

لغوی توضیح مَا حَجَبَنِي مجھے کبھی نہیں روکا (جب آپ گھر پر ہوں اور میں اجازت لے لوں)۔

١٦٠٩۔ **حدیث** جَرِيْرٍ ﷺ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا تُرِيْحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟)) وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ، يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ۔ قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ۔ قَالَ: وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ۔ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي، حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)) فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا، فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا۔ ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُخْبِرُهُ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ، أَوْ أَجْرَبُ قَالَ: فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا، خَمْسَ مَرَّاتٍ۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ذوالخلصہ کو (برباد کر کے) مجھے راحت کیوں نہیں دے دیتے۔ یہ ذوالخلصہ قبیلہ خثعم کا ایک بت خانہ تھا اور اسے کعبہ یمانیہ کہتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر چلا۔ یہ سب حضرات بڑے اچھے گھوڑ سوار تھے۔ لیکن میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ نبی ﷺ نے میرے سینے پر (اپنے ہاتھ سے) مارا، میں نے انگشت ہائے مبارک کا نشان اپنے سینے پر دیکھا۔ پھر فرمایا، اے اللہ! گھوڑے کی پشت پر اسے ثبات عطا فرمائیو اور اسے دوسروں کو ہدایت کی راہ دکھانے والا اور خود ہدایت پایا ہوا بنائیو۔" اس کے بعد جریر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور ذوالخلصہ کی عمارت کو گرا کر اس میں آگ لگادی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر بھجوائی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد (ابوارطاۃ حصین بن ربیعہ) نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا، جب تک ہم نے ذوالخلصہ کو ایک خالی پیٹ والے اونٹ کی طرح نہیں بنا دیا، یا (انہوں نے کہا) خارش والے اونٹ کی طرح (مراد ویرانی ہے)

١٦٠٩۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 154 باب حرق الدور والنخيل (3020) مسلم (2476) ابو داود (2772)۔

حضرت جریر نے بیان کیا کہ یہ سن کر آپ نے قبیلہ احمس کے سواروں اور قبیلہ کے تمام لوگوں کے لیے پانچ مرتبہ برکتوں کی دعا فرمائی۔

لغوی توضیح اَحْمَسَ قبائل انمار میں سے ایک قبیلہ جو احمس بن غوث بن انمار کی طرف منسوب ہے۔ اس مہم کے بعد حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا گیا اور وہ وہیں رہے حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔

(30) باب فضائل عبدالله بن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٦١٠ - حديث ابْنِ عَبَّاس رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، دَخَلَ الْخَلاءَ، فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوْءًا، قَالَ: ((مَنْ وَضَعَ هٰذَا؟)) فَأُخْبِرَ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ (بیت الخلا) میں تشریف لے گئے۔ میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا۔ (باہر نکل کر) آپ نے پوچھا' یہ کس نے رکھا ہے؟ جب آپ کو بتلایا گیا تو آپ نے فرمایا' اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

فهم الحديث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ صحابہ میں سب سے زیادہ فقیہ اور کتاب اللہ کی تفسیر و تعبیر سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بزرگ صحابہ سے سورۂ نصر کے متعلق پوچھا تو کسی نے کہا اس میں توبہ و استغفار کی تلقین ہے، کسی نے کچھ اور کہا اور کچھ خاموش رہے اور جب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر دی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کی تائید فرمائی۔[1]

(31) باب من فضائل عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بعض فضائل

١٦١١ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا رَاٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَرٰى رُؤْيَا، فَاَقُصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا وَكُنْتُ اَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَاَيْتُ فِي النَّوْمِ كَاَنَّ مَلَكَيْنِ اَخَذَانِي، فَذَهَبَا بِي اِلَى النَّارِ - فَاِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب بھی کوئی (آدمی) خواب دیکھتا تو آپ سے بیان کرتا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعبیر دیتے) میرے بھی دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھتا اور آپ سے بیان کرتا۔ میں ابھی نوجوان تھا اور آپ کے زمانہ میں مسجد میں سوتا تھا۔ چنانچہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ دوزخ پر کنویں کی طرح بندش ہے (یعنی اس پر کنویں کی سی منڈیر بنی ہوئی ہے) اس کے دو جانب تھے۔ دوزخ میں بہت سے

١٦١٠ - البخاری فی: 4 كتاب الوضوء: 10 باب وضع الماء عند الخلاء (143) مسلم (2477) ابن حبان (7053)۔

١٦١١ - البخاری فی: 19 كتاب التهجد: 2 باب فضل قيام الليل (1121) مسلم (2479) دارمی (2152)۔

[1] [بخاری: كتاب التفسير: باب قوله تعالى فسبح بحمد ربك (4970)]

كَطَيِّ الْبِئْرِ ' وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ ' وَإِذَا فِيهَا أُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ : أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ـ قَالَ : فَلَقِيَنَا مَلَكٌ آخَرُ ' فَقَالَ لِي : لَمْ تُرَعْ ـ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ ' فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ : ((نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ ! لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ)) ـ فَكَانَ ' بَعْدُ ' لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلاً ـ

ایسے لوگوں کو دیکھا جنہیں میں پہچانتا تھا۔ میں کہنے لگا' دوزخ سے خدا کی پناہ! حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر ہم کو ایک فرشتہ ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ ڈرو نہیں۔ یہ خواب میں نے (اپنی بہن) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو۔ تعبیر میں آپ نے فرمایا کہ عبداللہ بہت خوب لڑکا ہے۔ کاش! رات میں نماز پڑھا کرتا۔ (راوی نے کہا کہ آپ کے اس فرمان کے بعد) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رات میں بہت کم سوتے تھے۔

لغوی توضیح قَرْنَان دوستون۔ لوہے، لکڑی یا پتھر کے، جن کے درمیان ایک لکڑی رکھ کر اس پر سے کنویں میں ڈول لٹکایا جاتا ہے۔ لَمْ تُرَعْ گھبراؤ مت۔ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ کاش یہ رات میں نماز پڑھتا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ پہلے بہت سویا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کی اس بات کے بعد رات کا اکثر حصہ نماز میں گزارتے اور بہت کم سوتے۔

(22) باب من فضائل انس بن مالك رضی اللہ عنہ
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خوبیاں

١٦١٢ ـ حديث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ ـ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَسٌ خَادِمُكَ ' ادْعُ اللّٰهَ لَهُ ـ قَالَ : ((اَللّٰهُمَّ! أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ))ـ

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے' اس کے لیے اللہ سے دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی ''اے اللہ! اس کے مال و اولاد میں زیادتی کر اور جو کچھ تو اسے دے اس میں برکت عطا فرما''

لغوی توضیح اَللّٰهُمَّ! أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما۔ آپ ﷺ کی اس دعا کا نتیجہ تھا کہ انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل لاتا تھا اور اولاد کے متعلق انس رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے کہ آج میری اولاد سو افراد سے متجاوز ہے۔[1]

١٦١٣ ـ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ' رضی اللہ عنہ قَالَ : أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ سِرًّا ' فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ ' وَلَقَدْ سَأَلَتْنِي أُمُّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک راز کی بات کہی تھی اور میں نے وہ راز کسی کو نہیں بتایا۔ مجھ سے ام سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) نے بھی اس کے متعلق

١٦١٢ ـ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 47 باب الدعاء بكثرة المال والبركة (6334) مسلم (2480) ـ
١٦١٣ ـ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 46 باب حفظ السر (6289) مسلم (2482) ـ

[1] [مسلم (2481)]

سُلَيْمٍ، فَمَا اَخْبَرْتُهَا بِهِ ـ

پوچھا لیکن میں نے انہیں بھی نہیں بتایا۔

(33) باب من فضائل عبدالله بن سلام رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

١٦١٤ ـ حديث سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ ـ قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لِاَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْاَرْضِ ((اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ ـ قَالَ: وَفِيْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ـ ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي اِسْرَائِيْلَ﴾ الآية ـ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ اہلِ جنت میں سے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت وشهد شاهد من بني اسرائيل [الاحقاف:١٠] انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

فهم الحديث: اس حدیث میں ایک اشکال ہے اور وہ یہ کہ نبی ﷺ نے تو متعدد صحابہ کو جنت کی بشارت دی تھی تو پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو ہی کیوں خاص کیا۔ اس کا جواب اہل علم نے یہ دیا ہے کہ باقی صحابہ کے متعلق جنت کی بشارت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے خود نہیں سنی بلکہ دوسرے صحابہ کے واسطے سے سنی تھی جبکہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے متعلق بشارت انہوں نے خود سنی تھی۔ یہاں ان کی بات کا مقصد صرف یہی ہے۔

١٦١٥ ـ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ ـ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ اَثَرُ الْخُشُوْعِ ـ فَقَالُوا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ـ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، تَجَوَّزَ فِيْهِمَا، خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ، فَقُلْتُ: اِنَّكَ حِيْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ، قَالُوا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا يَنْبَغِي لِاَحَدٍ اَنْ يَقُوْلَ مَا لَا يَعْلَمُ ـ وَسَاُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ؟ رَاَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ ـ وَرَاَيْتُ كَاَنِّي فِي رَوْضَةٍ (ذَكَرَ مِنْ سِعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا)

قیس بن عباد رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ مسجد میں داخل ہوئے جن کے چہرے پر خشوع وخضوع کے آثار ظاہر تھے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنتی لوگوں میں ہیں پھر انہوں نے دو رکعت نماز مختصر طریقہ پر پڑھی اور باہر نکل گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے ہولیا اور عرض کی کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنت والوں میں سے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا خدا کی قسم! کسی کے لیے ایسی بات زبان سے نکالنا مناسب نہیں جسے وہ نہ جانتا ہو اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایسا کیوں ہے؟ نبی ﷺ کے زمانے میں مَیں نے ایک خواب یہ دیکھا تھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں، پھر انہوں نے اس کی وسعت اور اس کے سبزہ زاروں کا ذکر کیا۔ اس باغ کے درمیان میں ایک لوہے کا کھمبا ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اوپر آسمان پر اس کی چوٹی

١٦١٤ ـ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 19 باب مناقب عبد الله بن سلام (3812) مسلم (2483) ـ

وَسْطَهَا عَمُوْدٌ مِنْ حَدِيْدٍ ' اَسْفَلُهُ فِي الْاَرْضِ وَاَعْلاهُ فِي السَّمَاءِ فِي اَعْلاهُ عُرْوَةٌ ' فَقِيْلَ لَهُ اِرْقَهْ - قُلْتُ لا اَسْتَطِيْعُ فَاَتَانِي مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي - فَرَقِيْتُ ' حَتّٰى كُنْتُ فِي اَعْلاهَا - فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ - فَقِيْلَ لَهُ : اسْتَمْسِكْ - فَاسْتَيْقَظْتُ ' وَاِنَّهَا لَفِي يَدِيْ - فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ: ((تِلْكَ الرَّوْضَةُ الاِسْلَامُ ' وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الاِسْلَامِ ' وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى - فَاَنْتَ عَلَى الاِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ)) وَذَاكَ الرَّجُلُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ -

پر ایک گھنا درخت ہے مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں ۔ اتنے میں ایک خادم آیا اور اس نے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے تو میں چڑھ گیا اور جب میں اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو میں نے اس گھنے درخت کو پکڑ لیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس درخت کو پوری مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے ابھی میں اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھا کہ میری نیند کھل گئی۔ یہ خواب جب میں نے نبی ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو باغ تم نے دیکھا ہے وہ تو اسلام ہے اور اس میں ستون اسلام کا ستون ہے اور گھنا درخت عروۃ الوثقی ہے اس لیے تم اسلام پر مرتے دم تک قائم رہو گے۔ یہ بزرگ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

لغوی توضیح اِرْقَهْ چڑھ جاؤ۔ مِنْصَفٌ خادم۔ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى مضبوط کڑا۔

(34) باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٦١٦ - حديث حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ' قَالَ : مَرَّ عُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ وَ حَسَّانُ يُنْشِدُ ' فَقَالَ : كُنْتُ اُنْشِدُ فِيْهِ ' وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ - ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَى اَبِي هُرَيْرَةَ ' فَقَالَ : اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ ! اَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((اَجِبْ عَنِّي ' اَللّٰهُمَّ ! اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؟)) قَالَ : نَعَمْ -

سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ وہاں شعر پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں شعر پڑھنے پر ناپسندیدگی فرمائی تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وقت یہاں شعر پڑھا کرتا تھا جب آپ سے بہتر شخص (نبی ﷺ) یہاں تشریف رکھتے تھے۔ پھر حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے آپ نے نہیں سنا تھا کہ اے حسان! (کفار مکہ کو) میری طرف سے جواب دے۔ اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ حسان کی مدد کر۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' کہ ہاں بے شک (سنا تھا)۔

١٦١٥ - البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 19 باب مناقب عبد الله بن سلام (3813) مسلم (2484) -

١٦١٦ - البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 6 باب ذكر الملائكة (453) مسلم (2485) ابو داود (5013) -

لغوی توضیح يُنْشِدُ (بروزن افعال) شعر پڑھ رہے تھے۔ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ (بروزن نصر) میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔

١٦١٧ ـ **حديث** الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَسَّانَ: ((اهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ))۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا مشرکین مکہ کی تم بھی ہجو کر دو یا (یہ فرمایا کہ) ان کی ہجو کا جواب دو جبریل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

لغوی توضیح اهْجُهُمْ ان کی ہجو بیان کر۔ اور ہجو کسی شخص یا قوم کی برائی بیان کرنے کو کہتے ہیں۔

١٦١٨ ـ **حديث** عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ـ عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لَا تَسُبَّهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگا تو انہوں نے فرمایا، انہیں برا نہ کہو وہ نبی ﷺ کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے۔

لغوی توضیح أَسُبُّ حَسَّانَ میں حسان (رضی اللہ عنہ) کو برا بھلا کہنے لگا (اس لیے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگانے والوں میں شامل تھے۔ یاد رہے کہ اس تہمت کے نتیجے میں انہیں حدِ قذف لگائی جا چکی تھی)۔[1] يُنَافِحُ عَنِ النَّبِيِّ یہ (حسان) نبی ﷺ کی طرف سے دفاع کیا کرتے تھے (معلوم ہوا کہ اس وجہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا انہیں معاف کر چکی تھیں اسی لیے انہیں اپنے پاس آنے دیتی تھیں)۔

١٦١٩ ـ **حديث** عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها، وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ، يُنْشِدُهَا شِعْرًا، يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ، وَقَالَ:

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: لَكِنَّكَ لَسْتَ كَذٰلِكَ ـ قَالَ مَسْرُوقٌ: فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَأْذَنِي لَهُ أَنْ

مسروق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے یہاں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ موجود تھے اور ام المومنین کو اپنے اشعار سنا رہے تھے۔ ایک شعر تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ وہ سنجیدہ اور پاک دامن ہیں جس پر کبھی تہمت نہیں لگائی گئی، وہ ہر صبح بھوکی ہو کر نادان بہنوں کا گوشت نہیں کھاتی۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، لیکن تم تو ایسے نہیں ثابت ہوئے۔ مسروق نے کہا کہ پھر میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا، آپ انہیں اپنے یہاں آنے کی اجازت کیوں دیتی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرما چکا ہے کہ ''اور ان میں وہ شخص جو تہمت لگانے میں سب

١٦١٧ ـ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 6 باب ذكر الملائكة (3213) مسلم (2486) بغوى (3407) ـ
١٦١٨ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 16 باب من احب ان لا يسب نسبه (3531) مسلم (2487) ـ
١٦١٩ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 34 باب حديث الإفك (4146) مسلم (2488) ـ

---

[1] [**حسن**: صحيح ابوداود، ابوداود (4474) ابن ماجه (2567) مسند احمد (6/ 30)]

يَدْخُلَ عَلَيْكَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ـ ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ ؟ ـ فَقَالَتْ: وَاَيُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى؟ قَالَتْ لَهُ: اِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ 'اَوْ يُهَاجِيءُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ـ

سے زیادہ ذمہ دار ہے اس کے لیے بڑا عذاب ہوگا'' [النور:۱۱] اس پر ام المومنین نے فرمایا کہ نابینا ہو جانے سے سخت اور کیا عذاب ہوگا (حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی بصارت آخر عمر میں چلی گئی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کیا کرتے تھے اور کافروں کی ہجو کیا کرتے تھے۔

لغوی توضیح حَصَانٌ پاکدامن۔ رَزَانٌ کامل العقل۔ مَاتُزَنُّ جس پر تہمت نہیں لگائی گئی۔ غَرْثَى خالی پیٹ، بھوکی۔ الْغَوَافِلِ جمع ہے غافلة کی، معنی ہے پاکدامنہ برائی سے غافل عورتیں۔ مراد یہ ہے کہ وہ غیبت نہیں کرتیں کیونکہ غیبت کو قرآن کریم میں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف کہا گیا ہے۔[الحجرات:۱۲] لَكِنَّكِ لَسْتَ كَذٰلِكَ لیکن تم تو ایسے ثابت نہیں ہوئے (کیونکہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی جو غیبت سے بھی بڑھ کر ہے)۔

۱۶۲۰ ـ حديث عَائِشَةَ رضی الله عنها 'قَالَتْ: اسْتَاْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ ﷺ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ: ((كَيْفَ بِنَسَبِي؟)) فَقَالَ حَسَّانُ: لاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین (قریش) کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں بھی تو ان ہی کے خاندان سے ہوں۔ اس پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ کو (شعر میں) اس طرح صاف نکال لے جاؤں گا جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

لغوی توضیح لَاَسُلَّنَّكَ میں آپ کو نکال لے جاؤں گا۔ الشَّعَرَة بال۔ الْعَجِيْن آٹا۔

(35) باب من فضائل ابی هريرة الدوسی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

۱۶۲۱ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ 'قَالَ: اِنَّكُمْ تَزْعُمُوْنَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ ـ اِنِّي كُنْتُ اِمْرَاً مِسْكِيْنًا 'اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي وَكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ ـ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى اَمْوَالِهِمْ ـ فَشَهِدْتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم سمجھتے ہو کہ ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت زیادہ حدیث بیان کرتے ہیں اللہ کے حضور میں سب کو جانا ہے بات یہ تھی کہ میں ایک مسکین شخص تھا اور پیٹ بھرنے کے بعد ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا۔ لیکن مہاجرین کو بازار کے کاروبار مشغول رکھتے تھے اور انصار کو اپنے مالوں کی دیکھ بھال مصروف رکھتی تھی۔ میں ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ نے فرمایا کہ کون اپنی چادر پھیلائے گا یہاں تک کہ میں اپنی

۱۶۲۰ ـ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 16 باب من احب ان لا يسب نسبه (4145) مسلم (2489) ـ

۱۶۲۱ ـ البخاری فی: 96 کتاب الاعتصام: 22 باب الحجة على من قال إن احكام النبی ﷺ...(118) مسلم (2492) ـ

مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ۔ وَقَالَ: ((مَنْ يَبْسُطْ رِدَاءَهُ حَتّٰى أَقْضِي مَقَالَتِي، ثُمَّ يَقْبِضُهُ فَلَنْ يَنْسٰى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي)) فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ ۔ فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ ! مَا نَسِيْتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ ۔

بات پوری کرلوں اور پھر وہ اپنی چادر سمیٹ لے اور اس کے بعد کبھی مجھ سے سنی ہوئی کوئی بات نہ بھولے۔ چنانچہ میں نے اپنی چادر جو میرے جسم پر تھی۔ پھیلا دی اور اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا تھا۔ پھر کبھی میں آپ کی کوئی حدیث جو آپ سے سنی تھی نہیں بھولا۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر وقت احادیث سننے کے لیے نبی ﷺ کے ساتھ چمٹے رہتے اور جب انہوں نے چادر پھیلائی (جس پر نبی ﷺ نے انہیں دعا دے دی) تو پھر وہ کبھی بھی کوئی حدیث نہ بھولے۔ یہی باعث ہے کہ وہ تمام صحابہ سے زیادہ احادیث بیان کرنے والے ہیں۔ ان کی بیان کردہ احادیث کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) ہے۔

(36) باب من فضائل اهل بدر وقصة حاطب بن ابی بلتعة رضی اللہ عنہ

اہل بدر کے فضائل اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ

۱۶۲۲ ۔ حدیث عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ ابْنَ الْأَسْوَدِ ۔ قَالَ: ((اِنْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً، وَمَعَهَا كِتَابٌ، فَخُذُوْهُ مِنْهَا)) فَانْطَلَقْنَا، تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا ۔ حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ ۔ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ ۔ فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ ۔ فَقَالَتْ: مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ ۔ فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ ۔ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ ۔ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا ۔ فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ۔ فَإِذَا فِيْهِ: مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ، إِلٰى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور زبیر اور مقداد بن اسود کو ایک مہم پر بھیجا اور آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ روضۂ خاخ پر پہنچ جاؤ، تو وہاں ایک عورت تمہیں اونٹ پر سوار ملے گی اور اس کے پاس ایک خط ہوگا، تم لوگ اس سے وہ خط لے لینا۔ ہم روانہ ہوئے، ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لیے جا رہے تھے۔ آخر ہم روضہ خاخ پر پہنچ گئے اور وہاں واقعی ایک عورت موجود تھی جو اونٹ پر سوار تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ لیکن جب ہم نے اسے دھمکی دی کہ اگر تو نے خط نہ نکالا تو تمہارے کپڑے ہم خود اتار دیں گے۔ اس پر اس نے خط اپنی گندھی ہوئی چوٹی کے اندر سے نکال کر دیا اور ہم اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ اس کا مضمون یہ تھا، حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے چند آدمیوں کی طرف۔ اس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعض بھیدوں کی خبر دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے حاطب! یہ کیا واقعہ ہے؟ انہوں

۱۶۲۲ ۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسير: 141 باب الجاسوس ...(3007) مسلم (2494) ترمذی (3305)۔

((يَا حَاطِبُ ! مَا هٰذَا؟)) قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ ، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا ـ وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ ، لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُوْنَ بِهَا أَهْلِيْهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ ، أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِي ـ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا ، وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَقَدْ صَدَقَكُمْ)) فَقَالَ عُمَرُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ ـ قَالَ : ((إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا ، وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَكُوْنَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ ، فَقَالَ : اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)) ـ

نے عرض کیا' یارسول اللہ! میرے بارے میں عجلت سے کام نہ لیجئے' میری حیثیت (مکہ میں) یہ تھی کہ قریش کے ساتھ میں نے رہنا سہنا اختیار کرلیا تھا' ان سے رشتہ ناتہ میرا کچھ بھی نہ تھا۔ آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں' ان کی تو مکہ میں سب کی رشتہ داری ہے اور مکہ والے اسی وجہ سے ان کے عزیزوں کی اور ان کے مالوں کی حفاظت وحمایت کریں گے مگر مکہ والوں کے ساتھ میرا کوئی نسبی تعلق نہیں اس لیے میں نے سوچا کہ ان پر کوئی احسان کردوں جس سے اثر لے کر وہ میرے بھی عزیزوں کی مکہ میں حفاظت کریں۔ میں نے یہ کام کفر یا ارتداد کی وجہ سے ہرگز نہیں کیا اور نہ اسلام کے بعد کفر سے خوش ہوکر۔ رسول ﷺ نے سن کر فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! اجازت دیجئے میں اس منافق کا سر اڑا دوں' آپ ﷺ نے فرمایا نہیں' یہ بدر کی لڑائی میں (مسلمانوں کے ساتھ مل کر) لڑے ہیں۔ اور تمہیں معلوم نہیں' اللہ تعالیٰ مجاہدینِ بدر کے احوال (موت تک کے) پہلے ہی سے جانتا تھا' اور وہ خود ہی (ان کے متعلق) فرما چکا ہے کہ ''تم جو چاہو کرو میں تمہیں معاف کرچکا ہوں''۔

لغوی توضیح: رَوْضَةَ خَاخٍ مکہ ومدینہ کے درمیان اور مدینہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ایک مقام۔ ظَعِيْنَةٌ ہودج میں سوار عورت۔ تَعَادَى دوڑ رہے تھے۔ عِقَاص جمع ہے عقيصة کی، معنی ہے وہ بال جن کی مینڈیاں بنائی گئی ہوں۔

(38) باب من فضائل ابی موسی وابی عامر الاشعريين رضی الله عنهما

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

١٦٢٣ ـ حديث أَبِي مُوْسَى رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ، وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ ، بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ ، وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ ، فَقَالَ : أَلَا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے قریب ہی تھا جب آپ جعرانہ سے' جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایک مقام ہے' اتر رہے تھے۔ آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ اسی عرصہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بدوی آیا اور کہنے لگا کہ آپ

١٦٢٣ ـ البخاری فی 64 كتاب المغازی: 56 باب غزوة الطائف فی شوال سنة ثمان ، مسلم (2497) ـ

تُنجزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي؟ فَقَالَ لَهُ: ((اَبْشِرْ)) فَقَالَ: قَدْ اَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ (اَبْشِرْ)۔ فَاَقْبَلَ عَلَى اَبِي مُوْسَى وَ بِلَالٍ، كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ، فَقَالَ: ((رَدَّ الْبُشْرَى، فَاقْبَلَا اَنْتُمَا)) قَالَا: قَبِلْنَا۔ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ، فِيْهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيْهِ، وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اشْرَبَا مِنْهُ، وَاَفْرِغَا عَلَى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا، وَاَبْشِرَا)) فَاَخَذَا الْقَدَحَ، فَفَعَلَا۔ فَنَادَتْ اُمُّ سَلَمَةَ، مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: اَنْ اَفْضِلَا لِاُمِّكُمَا۔ فَاَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً۔

نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کیوں نہیں کرتے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو۔ اس پر وہ بدوی بولا بشارت تو آپ مجھے بہت دے چکے۔ پھر حضور ﷺ نے چہرۂ مبارک حضرت ابوموسیٰ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کی طرف پھیرا۔ آپ بہت غصے میں معلوم ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اس نے بشارت واپس کر دی، اب تم دونوں اسے قبول کر لو۔ ان دونوں حضرات نے عرض کیا کہ ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ نے پانی کا ایک پیالہ طلب فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو اس میں دھویا اور اسی میں کلی کی اور (ہر دو سے) فرمایا کہ اس کا پانی پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر اسے ڈال لو اور بشارت حاصل کرو۔ ان دونوں نے پیالہ لے لیا اور ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ پردہ کے پیچھے سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی کہا کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ چھوڑ دینا۔ چنانچہ انہوں نے ان کے لیے ایک حصہ چھوڑ دیا۔

لغوی توضیح تُنْجِزُ انجاز سے ہے، معنی ہے پورا کرنا۔ مَجَّ فِيْهِ اس میں کلی کی۔ اَفْرِغَا بہاؤ۔ اَفْضِلَا باقی چھوڑو۔

١٦٢٤۔ حدیث اَبِي مُوْسَى رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ، مِنْ حُنَيْنٍ، بَعَثَ اَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ اِلَى اَوْطَاسٍ۔ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ۔ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ، وَهَزَمَ اللّٰهُ اَصْحَابَهُ۔ قَالَ اَبُوْ مُوْسَى: وَبَعَثَنِي مَعَ اَبِي عَامِرٍ۔ فَرُمِيَ اَبُوْ عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ۔ رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَاَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ۔ فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا عَمِّ! مَنْ رَمَاكَ؟ فَاَشَارَ اِلَى اَبِي مُوْسَى، فَقَالَ: ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي۔ فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ۔ فَلَمَّا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ایک دستے کے ساتھ حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کو وادی اوطاس کی طرف بھیجا۔ اس معرکہ میں درید بن اصمہ سے مقابلہ ہوا۔ درید قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دے دی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو عامر کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی بھیجا تھا۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر آ کر لگا۔ بنی جشم کے ایک شخص نے ان پر تیر مارا تھا اور ان کے گھٹنے میں اتار دیا تھا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور کہا چچا! یہ تیر آپ پر کس نے پھینکا ہے؟ انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارے سے بتایا کہ وہ جشمی میرا قاتل ہے جس نے مجھے نشانہ بنایا ہے۔ میں اس کی طرف

١٦٢٤۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 55 باب غزاة اوطاس (2884) مسلم (2498) ابن حبان (7198)۔

رَآنِي وَلَّى ۔ فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لَهُ: اَلا تَسْتَحْيِي ؟ اَلا تَثْبُتُ ؟ فَكَفَّ ۔ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ، فَقَتَلْتُهُ ۔ ثُمَّ قُلْتُ لاَبِي عَامِرٍ: قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ ۔ قَالَ: فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ، فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ ۔ قَالَ: يَا ابْنَ اَخِي! اَقْرِئِ النَّبِيَّ ﷺ السَّلاَمَ، وَقُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْ لِي ۔ وَاسْتَخْلَفَنِي اَبُوْ عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ، فَمَكَثَ يَسِيْرًا، ثُمَّ مَاتَ ۔ فَرَجَعْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيْرٍ مُرْمَلٍ، وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيْرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ، فَاَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا، وَخَبَرِ اَبِي عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي ۔ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّا، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ۔ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِي عَامِرٍ)) وَرَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ ۔ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ)) فَقُلْتُ: وَلِي فَاسْتَغْفِرْ ۔ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ، وَاَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلاً كَرِيْمًا)) ۔

قَالَ اَبُوبُرْدَةَ (رَاوِي الْحَدِيْثِ): اِحْدَاهُمَا لاَبِي عَامِرٍ، وَالْاُخْرَى لاَبِي مُوْسَى ۔

لپکا اور اس کے قریب پہنچ گیا لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگ پڑا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور میں یہ کہتا جاتا تھا! تجھے شرم نہیں آتی' تجھ سے مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ آخر وہ رک گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ اللہ نے آپ کے قاتل کو قتل کروا دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے (گھٹنے میں سے) تیر نکال لے میں نے نکال دیا تو اس سے پانی جاری ہوگیا۔ پھر انہوں نے فرمایا بھتیجے! رسول اللہ ﷺ کو میرا سلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر مجھے اپنا نائب بنا دیا اس کے بعد وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے اور شہادت پائی۔ میں واپس ہوا اور حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اپنے گھر میں بانوں کی ایک چار پائی پر تشریف رکھتے تھے۔ اس پر کوئی بستر بچھا ہوا نہیں تھا اور بانوں کے نشانات آپ ﷺ کی پیٹھ اور پہلو پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے اپنے اور ابو عارم کے واقعات بیان کئے اور یہ کہ انہوں نے دعائے مغفرت کے لیے درخواست کی ہے۔ آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا' پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی' اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما۔ میں نے آپ ﷺ کی بغل میں سفیدی دیکھی (جب آپ دعا کر رہے تھے) پھر حضور ﷺ نے دعا کی' اے اللہ قیامت کے دن ابو عامر کو اپنی بہت سی مخلوق سے بلند تر درجہ عطا فرمائیو۔ میں نے عرض کیا اور میرے لیے بھی اللہ سے مغفرت کی دعا فرما دیجئے۔ حضور ﷺ نے دعا کی اے اللہ! عبداللہ بن قیس ابو موسیٰ کے گناہوں کو بھی معاف فرما اور قیامت کے دن اچھا مقام عطا فرمائیو۔

ابو بردہ (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ ایک دعا حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کے لیے تھی اور دوسری حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے۔

لغوی توضیح اَوْطَاس حنین کے قریب ایک وادی۔ اس کی طرف غزوۂ حنین کے بعد لشکر روانہ کیا گیا کیونکہ کچھ مشرکین نے وہاں جا کر پناہ لے لی تھی۔ فَنَزَا جاری ہو گیا۔ رِمَالُ بان (جس سے چارپائی بنی جاتی ہے)۔

(39) باب من فضائل الاشعریین ﷺ

اشعریوں کی بعض خوبیوں کا بیان

۱۶۲۵۔ حدیث اَبِی مُوْسَی رضی اللہ عنہ ۔ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : ((إِنِّی لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِیِّینَ بِالْقُرْآنِ حِینَ یَدْخُلُونَ بِاللَّیْلِ، وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّیْلِ، وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِینَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ، وَمِنْهُمْ حَكِیمٌ، إِذَا لَقِیَ الْخَیْلَ (أَوْ قَالَ) الْعَدُوَّ، قَالَ لَهُمْ إِنَّ أَصْحَابِی یَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ)) ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب میرے اشعری احباب رات میں (کاموں سے فارغ ہو کر) آتے ہیں تو میں ان کی تلاوتِ قرآن کی آواز پہچان جاتا ہوں۔ اگرچہ دن میں' مَیں نے ان کی اقامت گاہوں کو نہ دیکھا ہو' لیکن جب رات میں وہ قرآن پڑھتے ہیں تو ان کی آواز سے میں ان کی اقامت گاہوں کو پہچان لیتا ہوں۔ میرے ان ہی اشعری احباب میں ایک مردِ دانا بھی ہے کہ جب کہیں اس کی سواروں سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے' یا آپ نے فرمایا کہ دشمن سے' تو ان سے کہتا ہے کہ میرے دوستوں نے کہا ہے کہ تم تھوڑی دیر کے لیے ان کا انتظار کر لو (یعنی وہ سب بھی تمہارے مقابلے کے لیے آ رہے ہیں)۔

فهم الحدیث معلوم ہوا کہ رات کے وقت اونچی آواز سے قرآن پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ ریاکاری یا کسی اذیت کا خدشہ نہ ہو۔

۱۶۲۶۔ حدیث اَبِی مُوْسَی رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : ((إِنَّ الْأَشْعَرِیِّینَ إِذَا أَرْمَلُوا فِی الْغَزْوِ، أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِیَالِهِمْ بِالْمَدِینَةِ، جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِی ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَیْنَهُمْ فِی إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِیَّةِ، فَهُمْ مِنِّی وَأَنَا مِنْهُمْ)) ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' قبیلہ اشعر کے لوگوں کا جب جہاد کے موقع پر توشہ کم ہو جاتا ہے یا مدینہ (کے قیام) میں ان کے بال بچوں کے لیے کھانے کی کمی ہو جاتی ہے تو کچھ بھی ان کے پاس توشہ ہوتا ہے تو وہ ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں۔ پھر آپس میں ایک برتن سے برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ پس وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔

لغوی توضیح إِذَا أَرْمَلُوا جب ان کا زادِ راہ ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ اس حدیث میں ثبوت ہے کہ ہمدردی، احسان اور ایثار کی غرض سے سب کا کھانا جمع کر لینا اور پھر اسے برابر تقسیم کر لینا مستحب ہے۔

۱۶۲۵۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 38 باب غزوة خیبر (4232) مسلم (2499) ۔

۱۶۲۶۔ البخاری فی: 47 کتاب الشرکة: 1 باب الشرکة فی الطعام والنهد والعروض (2486) مسلم (2500)۔

(41) باب من فضائل جعفر بن ابی طالب واسماء بنت عمیس واھل سفینتھم رضی اللہ عنہم

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ کشتی والوں کے فضائل

١٦٢٧ - حدیث اَبِی مُوْسٰی رضی اللہ عنہ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ عَنْ اَبِی مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: بلغنا مَخْرَجُ النَّبِيِّ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ۔ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ اِلَيْهِ ، اَنَا وَاَخْوَانِ لِي ، اَنَا اَصْغَرُهُمْ ، اَحَدُهُمَا اَبُوْ بُرْدَةَ ، وَالآخَرُ اَبُوْ رُهْمٍ ۔ فِي ثَلاثَةٍ وَ خَمْسِيْنَ اَوِاثْنَيْنِ وَ خَمْسِيْنَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي ۔ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً ، فَاَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا اِلَى النَّجَاشِيِّ ، بِالْحَبَشَةِ ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ اَبِي طَالِبٍ ۔ فَاَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ ، حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ ۔ وَكَانَ اُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ لَنَا: "يَعْنِي لاَهْلِ السَّفِيْنَةِ" سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ ۔

وَدَخَلَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ ، وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا ، عَلٰى حَفْصَةَ ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، زَائِرَةً ۔ وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ اِلَى النَّجَاشِيِّ فِيْمَنْ هَاجَرَ ۔ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلٰى حَفْصَةَ ، وَاَسْمَاءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ ، حِيْنَ رَاَى اَسْمَاءَ : مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَتْ : اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ ۔ قَالَ عُمَرُ : الْحَبَشِيَّةُ هٰذِهِ ؟ الْبَحْرِيَّةُ هٰذِهِ ؟ قَالَتْ اَسْمَاءُ : نَعَمْ ۔ قَالَ :

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں نبی ﷺ کی ہجرت کے متعلق خبر ملی تو ہم یمن میں تھے' اس لیے ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہجرت کی نیت سے نکل پڑے' میں اور میرے دو بھائی۔ میں دونوں سے چھوٹا تھا' میرے ایک بھائی کا نام ابو بردہ تھا اور دوسرے کا ابورہم۔ انہوں نے کہا کہ پچاس سے کچھ زائد یا انہوں نے یوں بیان کیا کہ میری قوم کے ترپن یا باون لوگ بھی ساتھ تھے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کے ملک حبشہ میں لا ڈالا' وہاں ہماری ملاقات جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوگئی' جو پہلے ہی مکہ سے ہجرت کر کے وہاں پہنچ چکے تھے' ہم نے وہاں ان کے ساتھ قیام کیا۔ پھر ہم سب مدینہ اکٹھے روانہ ہوئے' یہاں ہم حضور ﷺ کی خدمت میں اس وقت پہنچے جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے۔ کچھ لوگ ہم سے یعنی کشتی والوں سے کہنے لگے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ہمارے ساتھ مدینہ آئی تھیں' ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہ (اسماء) بھی نجاشی کے ملک میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ہجرت کر کے چلی گئی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے' اس وقت اسماء بنت عمیس وہیں تھیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ام المومنین نے بتایا کہ اسماء بنت عمیس! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اچھا وہی جو حبشہ سے بحری سفر کر کے آئی ہیں۔ اسماء نے کہا جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ہم تم لوگوں سے ہجرت میں آگے ہیں' اس لیے رسول اللہ ﷺ سے ہم

١٦٢٧ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (3136) مسلم (2503) بغوى (2721) ۔

سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ اَحَقُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ ، وَقَالَتْ : كَلَّا ۔ وَاللّٰهِ ! كُنْتُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ ۔ وَكُنَّا فِي دَارِ (اَوْ) فِي اَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ ۔ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ وَ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَايْمُ اللّٰهِ ! لَا اَطْعَمُ طَعَامًا ، وَلَا اَشْرَبُ شَرَابًا ، حَتّٰى اَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَنُخَافُ وَسَاَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ، وَاَسْاَلُهُ ۔ وَاللّٰهِ ! لَا اَكْذِبُ وَلَا اَزِيْغُ وَلَا اَزِيْدُ عَلَيْهِ ۔ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ ، قَالَتْ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ! اِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا ۔ قَالَ : ((فَمَا قُلْتِ لَهُ؟)) قَالَتْ : قُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا ۔ قَالَ : ((لَيْسَ بِاَحَقَّ بِي مِنْكُمْ ۔ وَلَهُ وَلِاَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَكُمْ اَنْتُمْ ، اَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ))۔ قَالَتْ : فَلَقَدْ رَاَيْتُ اَبُوْ مُوْسٰى وَاَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ يَاْتُوْنِي اَرْسَالًا يَسْاَلُوْنِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ اَفْرَحُ ، وَلَا اَعْظَمُ فِي اَنْفُسِهِمْ ، مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ ۔

قَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ (رَاوِي الْحَدِيْثِ) قَالَتْ اَسْمَاءُ : فَلَقَدْ رَاَيْتُ اَبَا مُوْسٰى وَاِنَّهُ لَيَسْتَعِيْدُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنِّي۔

تمہارے مقابلہ میں زیادہ قریب ہیں' حضرت اسماء اس پر بہت غصہ ہو گئیں اور کہا' ہرگز نہیں خدا کی قسم! تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہو۔ تم میں جو بھوکے ہوتے تھے اسے آنحضرت ﷺ کھانا کھلاتے تھے اور جو ناواقف ہوتے اسے آنحضرت ﷺ نصیحت و موعظت کیا کرتے تھے' لیکن ہم بہت دور حبشہ میں غیروں اور دشمنوں کے ملک میں رہتے تھے' یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے راستے میں ہی تو کیا ہے اور خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک تمہاری بات رسول اللہ ﷺ سے نہ کہہ لوں۔ ہمیں اذیت دی جاتی تھی' دھمکایا ڈرایا جاتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ سے اس کے متعلق پوچھوں گی' خدا کی قسم! نہ میں جھوٹ بولوں گی' نہ کج روی اختیار کروں گی اور نہ کسی (خلاف واقعہ) بات کا اضافہ کروں گی۔ چنانچہ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! عمر اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ پھر تم نے انہیں کیا جواب دیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے انہیں یہ یہ جواب دیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا وہ تم سے زیادہ مجھ سے قریب نہیں ہیں' انہیں اور ان کے ساتھیوں کو صرف ایک ہجرت حاصل ہوئی اور تم کشتی والوں نے دو ہجرتوں کا شرف حاصل کیا۔

اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس واقعہ کے بعد حضرت ابو موسیٰ اور تمام کشتی والے میرے پاس گروہ در گروہ آنے لگے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھنے لگے' ان کے لیے دنیا میں حضور ﷺ کے ان کے متعلق اس ارشاد سے زیادہ خوش کن اور باعثِ فخر اور کوئی چیز نہیں تھی۔

ابو بردہ (راویٔ حدیث) نے بیان کیا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابو موسیٰ مجھ سے اس حدیث کو بار بار سنتے تھے۔

(43) باب فضائل الانصار رضی اللہ عنہم

انصار کے بعض فضائل

١٦٢٨۔ حديث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَزَلَتْ هَـٰذِهِ الآيَةُ فِينَا۔ ﴿ إِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا ﴾ - بَنِي سَلِمَةَ وَبَنِي حَارِثَةَ وَمَا أُحِبُّ أَنَّهَا لَمْ تَنزِلْ وَاللّٰهُ يَقُولُ ﴿ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ﴾۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ آیت ہمارے (یعنی بنی حارثہ اور بنی سلمہ کے) بارے میں نازل ہوئی تھی ''جب تمہاری دو جماعتیں پست ہمتی کا ارادہ کر چکی تھیں۔'' میری یہ خواہش نہیں ہے کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی کیونکہ اللہ آگے فرما رہا ہے ''اور اللہ ان دونوں جماعتوں کا ولی و مددگار تھا۔'' [آل عمران:١٢٢]

فہم الحدیث: جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ وہ ان کا ولی ہے تو یقیناً یہ ان کے لیے بڑے شرف والی بات ہے۔

١٦٢٩۔ حديث زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: حَزِنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ، فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ، وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِي، يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مقام حرہ میں جو لوگ شہید کر دیئے گئے تھے ان پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ حضرت زید بن ارقم کو میرے غم کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے مجھے لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ ''اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کی بھی مغفرت فرما۔''

١٦٣٠۔ حديث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِينَ، مِنْ عُرْسٍ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُمْثِلًا، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ! أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ)) قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے (انصار کی) عورتوں اور بچوں کو میرے گمان کے مطابق کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اللہ (گواہ ہے) تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو۔ تین بار آپ نے ایسا ہی فرمایا۔

١٦٣١۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا۔ فَكَلَّمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کی عورتیں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ساتھ ایک ان کا بچہ بھی تھا۔ نبی ﷺ نے ان سے کلام کیا پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔ دو مرتبہ

١٦٢٨۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 18 باب إذ همت طائفتان منكم ان تفشلا (4051) مسلم (2505)۔

١٦٢٩۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 63 سورة إذا جاءك المنافقون: 6 باب قوله "هم ..." (4906) مسلم (2506)۔

١٦٣٠۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 5 باب قول النبي ﷺ للانصار ...(3785) مسلم (2508) -

١٦٣١۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 5 باب قول النبي ﷺ للانصار ...(3786) مسلم (2509) -

بِيَدِهِ ! اِنَّكُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ)) مَرَّتَيْنِ ۔

آپ نے یہ جملہ فرمایا۔

١٦٣٢ ۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : ((اَلْاَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ ' فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا' انصار میرے جسم و جان ہیں۔ ایک دور آئے گا کہ دوسرے لوگ تو بہت ہو جائیں گے' لیکن انصار کم رہ جائیں گے۔ اس لیے ان کے نیکو کاروں کی پذیرائی کیا کرنا اور خطا کاروں سے درگزر کیا کرنا۔

لغوی توضیح كَرِشِي حیوانات کی خوراک کا ٹھکانہ، جیسے انسان کا معدہ ہے۔ عَيْبَتِي جس میں انسان اپنا قیمتی و نفیس سامان محفوظ کرتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہ لوگ آپ ﷺ کے راز دان اور خصوصی لوگ ہیں۔ يَقِلُّوْنَ انصار کم ہوں گے۔ غالباً اس لیے کہ دوسرے علاقوں کے لوگ بکثرت اسلام میں داخل ہو جائیں گے جس وجہ سے ان کی تعداد کم ہو جائے گی۔

(44) باب فی خیر دور الانصار رضی اللہ عنہم

انصار کے بہترین خاندانوں کا بیان

١٦٣٣ ۔ حدیث اَبِي اُسَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ' ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ' ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ ' ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ ' وَ فِي كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ)) ۔

فَقَالَ سَعْدٌ : مَا اَرَى النَّبِيَّ ﷺ اِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا۔ فَقِيْلَ : قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيْرٍ۔

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' بنو نجار کا گھرانہ انصار میں سب سے بہتر گھرانہ ہے۔ پھر بنو عبد الاشہل کا' پھر بنو الحارث بن خزرج کا' پھر بنو ساعدہ اور انصار کا ہر گھرانہ عمدہ ہی ہے۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ نبی ﷺ نے انصار قبیلوں کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ ان سے کسی نے کہا آپ کو بھی تو بہت سے قبیلوں پر نبی ﷺ نے فضیلت دی ہے۔

(45) باب فی حسن صحبة الانصار رضی اللہ عنہم

انصار کے حسن سلوک کا بیان

١٦٣٤ ۔ حدیث جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : صَحِبْتُ جَرِيْرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ' فَكَانَ يَخْدُمُنِي وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْ اَنَسٍ قَالَ جَرِيْرٌ : اِنِّي رَاَيْتُ الْاَنْصَارَ يَصْنَعُوْنَ شَيْئًا ' لَا اَجِدُ مِنْهُمْ اِلَّا اَكْرَمْتُهُ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا وہ میری خدمت کرتے تھے' حالانکہ عمر میں وہ مجھ سے بڑے تھے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ہر وقت انصار کو ایک ایسا کام (رسول اللہ ﷺ کی خدمت) کرتے دیکھا جب ان میں سے کوئی مجھے ملتا ہے تو میں اس کی تعظیم و اکرام کرتا ہوں۔

١٦٣٢ ۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 11 باب قول النبی ﷺ اقبلوا من محسنهم (3801) مسلم (2510) ۔

١٦٣٣ ۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 7 باب فضل دور الانصار (3789) مسلم (2511) ترمذی (3910) ۔

١٦٣٤ ۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 71 باب فضل الخدمة فی الغزو (2888) مسلم (2513)۔

(46) باب دعاء النبی ﷺ لغفار واسلم

غفار اور اسلم قبیلہ کے لیے نبی ﷺ کا دعا کرنا

١٦٣٥۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَسْلَمُ ' سَالَمَهَا اللّٰهُ ! وَ غِفَارُ ' غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا !))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرما دی۔

١٦٣٦۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((غِفَارُ ' غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا ! وَاَسْلَمُ ' سَالَمَهَا اللّٰهُ ! وَعُصَيَّةُ ' عَصَتِ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا' قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرما دی اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

(47) باب من فضائل غفار واسلم وجهينة واشجع و مزينة و تميم و دوس وطی

غفار، اسلم، جہینہ، اشجع، مزینہ، تمیم، دوس اور طے قبائل کے بعض فضائل

١٦٣٧۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُرَیْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُهَیْنَةُ وَمُزَیْنَةُ وَاَسْلَمُ وَاَشْجَعُ وَغِفَارُ ' مَوَالِیَّ ' لَیْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قریش' انصار' جہینہ' مزینہ' اسلم' اشجع اور غفار ان سب قبیلوں کے لوگ میرے خیر خواہ ہیں اور ان کا بھی اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی حمایتی نہیں۔

١٦٣٨۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَسْلَمُ وَ غِفَارُ وَ شَیْءٌ مِنْ مُزَیْنَةَ وَجُهَیْنَةَ (اَوْ قَالَ) شَیْءٌ مِنْ جُهَیْنَةَ وَمُزَیْنَةَ) خَیْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ (اَوْ قَالَ) یَوْمَ الْقِیَامَةِ ' مِنْ اَسَدٍ وَ تَمِیْمٍ وَ هَوَازِنَ وَ غَطْفَانَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' قبیلہ اسلم' غفار اور مزینہ اور جہینہ کے کچھ لوگ یا انہوں نے بیان کیا کہ مزینہ کے کچھ لوگ یا جہینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیامت کے دن قبیلہ اسد' تمیم' ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

١٦٣٩۔ حدیث اَبِی بَکْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ: اِنَّمَا

حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے کہ جو حاجیوں کا سامان چرایا کرتے تھے

١٦٣٥۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 6 باب ذکر اسلم وغفار ومزینة وجُهَیْنَةَ واشجع۔

١٦٣٦۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 6 باب ذکر اسلم وغفار ومزینة وجهینة واشجع (3513) مسلم (2518)۔

١٦٣٧۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 2 باب مناقب قریش (3504) مسلم (2520) احمد (7909)۔

١٦٣٨۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 11 باب قصة زمزم فی المتن (3523) مسلم (2521) ترمذی (3950)۔

١٦٣٩۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 6 باب ذکر اسلم وغفار ومزینة وجهینة (3515) مسلم (2522) بغوی (3854)۔

بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيْجِ ، مِنْ اَسْلَمَ وَ غِفَارَ وَ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ اَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ وَ بَنِي عَامِرٍ وَاَسَدٍ وَ غَطْفَانَ ، خَابُوْا وَخَسِرُوْا؟)) قَالَ: نَعَمْ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ! اِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِنْهُمْ)) ۔

یعنی اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ کے لوگ ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بتلاؤ اسلم غفار مزینہ اور جہینہ یہ چاروں قبیلے بنی تمیم بنی عامر اور اسد اور غطفان سے بہتر نہیں ہیں؟ کیا یہ (مؤخر الذکر) خراب اور برباد نہیں ہوئے اقرع نے کہا ہاں آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ ان سے بہتر ہیں۔

لغوی توضیح خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ ...... بنو تمیم سے بہتر ہیں ۔ قبیلہ اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ کو بہتر اس لیے کہا کیونکہ یہ جاہلیت میں بنو تمیم اور بنو عامر وغیرہ سے قوت اور شان و شوکت میں زیادہ تھے ۔ پھر جب اسلام آیا تو انہوں نے قبول اسلام میں بھی جلدی کی ۔ اس وجہ سے ان کا شرف دو چند ہو گیا۔

١٦٤٠ ۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ ، وَاَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ دَوْسًا عَصَتْ ، وَاَبَتْ ۔ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا ۔ فَقِيْلَ: هَلَكَتْ دَوْسٌ ۔ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ! اهْدِ دَوْسًا وَاْتِ بِهِمْ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قبیلہ دوس کے لوگ سرکشی پر اتر آئے ہیں اور اللہ کا کلام سننے سے انکار کرتے ہیں آپ ان پر بددعا کیجیے ۔ بعض صحابہ نے کہا کہ اب دوس کے لوگ برباد ہو جائیں گے لیکن آپ نے فرمایا اے اللہ! دوس کے لوگوں کو ہدایت دے اور انہیں (دائرہ اسلام میں) کھینچ لا۔

لغوی توضیح هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں ۔ نبی ﷺ نے بنو تمیم کو "ہماری قوم" کہہ کر ان کی نسبت اپنی طرف کی، اس سے ان کا شرف و فضیلت عیاں ہے ۔ سَبِيَّة قیدی عورت ۔

١٦٤١ ۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: مَا زِلْتُ اُحِبُّ بَنِي تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْهِمْ ۔ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ)) قَالَ: وَجَائَتْ صَدَقَاتُهُمْ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَذِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین باتوں کی وجہ سے جنہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں ۔ رسول ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ دجال کے مقابلے میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت مخالف ثابت ہوں گے ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) بنو تمیم کے یہاں سے زکوۃ آئی ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہماری قوم

١٦٤٠ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 100 باب الدعاء للمشركين بالهدى ليتالفهم (2937) مسلم (2524) ۔
١٦٤١ ۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 13 باب من ملك من العرب رقيقًا فوهب وباع (2543) مسلم (2525) ۔

صَدَقَاتُ قَوْمِنَا)) وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ ـ فَقَالَ : ((اَعْتِقِيْهَا ' فَاِنَّهَا مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِيْلَ)) ـ

کی زکوٰۃ ہے۔ بنوتمیم کی ایک عورت قید ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اسے آزاد کردے۔ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

(48) باب خيار الناس

بہترین لوگوں کا بیان

١٦٤٢ ـ حديث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ' قَالَ : ((تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ ' خِيَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِی الاِسْلَامِ ' اِذَا فَقِهُوْا وَتَجِدُوْنَ خَيْرَ النَّاسِ فِی هٰذَا الشَّاْنِ اَشَدَّهُمْ لَهٗ كَرَاهِيَةً وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَاالْوَجْهَيْنِ الَّذِی يَاْتِی هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم انسانوں کو کان کی طرح پاؤ گے (بھلائی اور برائی میں) جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اور اچھی صفات کے مالک تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں اور حکومت اور سرداری کے لائق اس کو پاؤ گے جو حکومت اور سرداری کو بہت ناپسند کرتا ہو اور آدمیوں میں سب سے برا اس کو پاؤ گے جو دورخہ (دوغلا) ان لوگوں میں ایک منہ لے کر آئے دوسروں میں دوسرا منہ۔

لغوی توضیح: تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ تم لوگوں کو کانوں کی طرح پاؤ گے۔ معادن جمع ہے معدن کی، معنی ہے کان، جو زمین میں ہوتی ہے۔ یہ کانیں بعض اوقات انتہائی عمدہ اشیاء پر مشتمل ہوتی ہیں اور بعض اوقات گھٹیا۔ بس اسی طرح لوگ بھی ہیں۔ اِذَا فَقِهُوْا جب دین کی سمجھ حاصل کرلیں۔ یعنی جاہلیت کے اچھی صفات کے لوگ (سخی، پاکدامن، بردبار، سچے، درگزر کرنے والے وغیرہ) اسلام قبول کرلیں تو وہ اسلام کے بھی اچھے لوگ شمار ہوں گے، البتہ شرط یہ ہے کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ بھی حاصل کریں۔ ذَا الْوَجْهَيْنِ دو چہروں والا یعنی دوغلا۔ معلوم ہوا کہ دوغلا شخص بدترین ہے۔ یاد رہے کہ جس روایت میں ہے کہ دنیا کا دوغلا شخص روزِ قیامت آئے گا تو اس کے آگ کے دو چہرے ہوں گے، وہ من گھڑت ہے۔[1]

(49) باب من فضائل نساء قريش

قریش کی عورتوں کی فضیلت

١٦٤٣ ـ حديث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ : ((نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ ـ اَحْنَاهُ عَلٰی طِفْلٍ ' وَاَرْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہونے والیوں (عربی خواتین) میں سب سے بہترین قریشی خواتین ہیں۔ اپنے بچے پر سب سے زیادہ محبت وشفقت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال واسباب کی

١٦٤٢ ـ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 1 باب قول الله تعالی "یایها الناس إنا خلقناکم..." (3493) مسلم (2526) ـ
١٦٤٣ ـ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 46 باب قوله تعالی "إذ قالت الملائکة یا مریم" (3434) مسلم (2527) ـ

[1] [موضوع: ضعيف الجامع الصغير (3056) السلسلة الضعيفة (6670)]

فِی ذَاتِ یَدِہٖ))۔

سب سے بہتر نگران و محافظ ہیں۔

یَقُوْلُ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَلٰی اِثْرِ ذٰلِكَ : وَلَمْ تَرْکَبْ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِیْرًا قَطُّ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہتے تھے کہ مریم بنت عمران اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئی تھیں۔

لغوی توضیح اَحْنَاہُ سب سے زیادہ محبت وشفقت کرنے والی۔ اَرْعَاہُ سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں بہترین عورتوں کے وصف ہیں، لہٰذا یہ آج ہماری عورتوں میں بھی ہونے چاہییں۔ وَلَمْ تَرْکَبْ مَرْیَمُ مریم علیہا السلام تو کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔ یہ کہنے کا مقصد یہ تھا کہ قریشی خواتین مریم علیہا السلام سے افضل نہیں کیونکہ یہاں مراد صرف عرب خواتین پر قریشی خواتین کی فضیلت کا بیان ہے نہ کہ تمام خواتین پر۔

(50) باب مؤاخاة النبی ﷺ بین اصحابه رضی اللہ عنہم

رسول ﷺ کا صحابہ کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دینے کا بیان

١٦٤٤۔ حدیث اَنَس رضی اللہ عنہ عَنْ عَاصِمٍ ' قَالَ : قُلْتُ لِاَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَبَلَغَكَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : ((لَا حِلْفَ فِی الْاِسْلَامِ ؟)) فَقَالَ : قَدْ حَالَفَ النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ قُرَیْشٍ وَالْاَنْصَارِ فِی دَارِیْ ۔

عاصم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا اسلام میں جاہلیت والے عہد و پیان نہیں ہیں تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے تو خود انصار اور قریش کے درمیان میرے گھر میں عہد و پیان کرایا تھا۔

لغوی توضیح حِلْفَ تعاون و امداد کا عہد و پیان۔ جو (جاہلیت میں) دو افراد یا دو قبیلوں یا دو جماعتوں میں ہوتا تھا۔ عاصم رحمہ اللہ نے اسلام میں اس کی نفی اس لیے کی کیونکہ اسلام تو ہر مسلمان پر اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی امداد و تعاون کو واجب قرار دیتا ہے لہٰذا ایسے کسی معاہدے کی ضرورت ہی نہیں۔ البتہ انس رضی اللہ عنہ نے جو یہ کہا کہ ''نبی ﷺ نے تو خود انصار اور قریش کے درمیان میرے گھر میں عہد و پیان کرایا تھا'' تو یاد رہے کہ وہ محض ایک انتقالی مرحلہ تھا یعنی جاہلی تعاون سے اسلامی تعاون کی طرف۔

(52) باب فضل الصحابة ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت

١٦٤٥۔ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ' قَالَ : ((یَاْتِی زَمَانٌ یَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ ' فَیُقَالُ : فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِیَّ ﷺ ؟ فَیُقَالُ : نَعَمْ ۔ فَیُفْتَحُ ثُمَّ یَاْتِی زَمَانٌ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی فوج جہاد پر ہوگی۔ پوچھا جائے گا کہ کیا فوج میں کوئی ایسے بزرگ بھی ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو؟ کہا جائے گا کہ ہاں۔ تو (دعا کے لیے انہیں آگے بڑھا کے) ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا اس وقت اس

١٦٤٤۔ البخاری فی: 39 کتاب الکفالة: 2 باب قول الله تعالی "والذین عاقدت ایمانکم..." (2294) مسلم (2529)۔

١٦٤٥۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسیر: 76 باب من استعان بالضعفاء...(2897) مسلم (2532)۔

أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُقَالُ : نَعَمْ فَيُفْتَحُ ، ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ : فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ)) ۔

کی تلاش ہوگی کہ کوئی ایسے بزرگ مل جائیں جنہوں نے نبی ﷺ کے صحابہ کی صحبت اٹھائی ہو (یعنی تابعی) ایسے بھی بزرگ مل جائیں گے اور ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔ اس کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ (سپاہیوں سے) پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسے بزرگ ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں کی صحبت اٹھائی ہو (یعنی تبع تابعی) کہا جائے گا کہ ہاں اور ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اصحاب فضل کی دعا سے مدد نازل فرماتے ہیں اور اسی طرح ان کی دعا سے جو اصحاب فضل کے ساتھی ہوں۔ اس حدیث میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت کا ذکر ہے اور آئندہ احادیث میں بھی انہی کا بیان ہے۔

١٦٤٦ ۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ۔ ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ)) ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگوں کا زمانہ آئے گا جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔

لغوی توضیح تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ...... وہ قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔ مراد یہ ہے کہ گواہی دینے میں جلد بازی سے کام لیں گے اور اس پر قسمیں بھی اٹھائیں گے جو بعض اوقات گواہی سے پہلے ہوں گی اور بعض اوقات گواہی کے بعد۔ درحقیقت یہ ایسے لوگ ہوں گے جن میں تقویٰ نہیں ہوگا اور یہ قسم و گواہی کے معاملے کو بہت معمولی سمجھیں گے جس بنا پر جھوٹی گواہیاں اور جھوٹی قسمیں کھانے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔

١٦٤٧ ۔ حدیث عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنهما ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((خَيْرُكُمْ قَرْنِي ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) قَالَ عِمْرَانُ : لَا أَدْرِي ، أَذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدُ ، قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً قَالَ النَّبِيُّ ((إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ (صحابہ) ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے (تابعین) پھر وہ لوگ جو ان کے بھی بعد آئیں گے (تبع تابعین)۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نہیں جانتا آنحضرت ﷺ نے دو زمانوں کا (اپنے بعد) ذکر فرمایا یا تین کا، پھر آپ نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے

١٦٤٦ ۔ البخاری فی :52 کتاب الشہادات :9 باب لا یشہد علی شہادة جور اذا أُشْهِدَ (2652) مسلم (2533) ۔

١٦٤٧ ۔ البخاری فی :52 کتاب الشہادات :9 باب لا یشہد علی شہادة جور اذا أُشْهِدَ (2651) مسلم (2535) ۔

يَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ))۔

جن میں دیانت کا نام نہ ہوگا۔ ان سے گواہی دینے کے لیے نہیں کہا جائے گا لیکن وہ گواہیاں دیتے پھریں گے۔ نذریں مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے۔ موٹاپا ان میں عام ہوگا۔

لغوی توضیح يَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔ کیونکہ وہ زیادہ کھانے پینے کے حریص ہوں گے اور اس کے لیے جھوٹ سچ کی تمیز کو بھی روا نہیں رکھیں گے۔ تاہم اگر پیدائشی طور پر کوئی موٹا ہو یا حلال روزی کھانے کے بعد یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے موٹاپا ظاہر ہو جائے تو وہ مذموم نہیں۔

(53) باب قوله ﷺ لا تاتى مائة سنة وعلى الارض نفس منفوسة اليوم

رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ اس صدی کے آخر تک آج کے لوگوں میں سے کوئی زندہ نہ ہوگا

١٦٤٨۔ حديث عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ الْعِشَاءَ، فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ، فَقَالَ: ((أَرَأَيْتُكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ؟ فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا، لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ))۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آخر عمر میں (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عشا کی نماز پڑھائی، جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تمہاری آج کی رات وہ ہے کہ اس رات سے سو برس کے آخر تک کوئی شخص جو (آج) زمین پر ہے وہ باقی نہیں رہے گا۔

(54) باب تحريم سب الصحابة رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا حرام ہے

١٦٤٩۔ حديث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کے راستے میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد غلہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر۔

لغوی توضیح مُدّ ایک مد ایک صاع کا چوتھائی حصہ ہوتا ہے اور ایک صاع تقریباً اڑھائی کلوگرام کا ہوتا ہے۔

(59) باب فضل فارس

اہل فارس کی فضیلت کا بیان

١٦٥٠۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورہ جمعہ نازل ہوئی (جس میں یہ آیت ہے کہ) ''اور

١٦٤٨۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 22 باب السمر في العلم (116) مسلم (2537) ابو داود (4348)۔
١٦٤٩۔ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 5 باب قول النبي: لو كنت متخذا ...(3673) مسلم (2541)۔
١٦٥٠۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 62 سورة جمعة 1: باب قوله "وآخرين منهم" (4897) مسلم (2546)۔

سُوْرَةُ الْجُمْعَةِ ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ ۔ قَالَ : قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ ' حَتّٰى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ ۔ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ ' ثُمَّ قَالَ : ((لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا ' لَنَالَهُ رِجَالٌ (أَوْ) رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ))۔

دوسروں کے لیے بھی (رسول اللہ ﷺ رہنما ہیں) جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں۔" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ دوسرے کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر یہی سوال تین مرتبہ کیا۔ مجلس میں حضرت سلمان فارس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا پر بھی ہوگا تب بھی ان لوگوں (یعنی فارس والوں) میں سے اس تک پہنچ جائیں گے یایوں فرمایا کہ ایک آدمی ان لوگوں میں سے اس تک پہنچ جائے گا۔

توضیح: اَلثُّرَيَّا معروف ستارہ، جس کے قریب چھوٹے چھوٹے بہت سے ستارے ہیں۔ کچھ نے اس کا ترجمہ ں کا مجموعہ بھی کیا ہے۔

6) باب قوله ﷺ : الناس كابل مائة لا تجد فيها راحلة

نبی ﷺ کا فرمان کہ لوگ اونٹوں کی مانند ہیں کہ سو میں سے بمشکل ایک سواری کے قابل ہوتا ہے

١٦٥١ ۔ حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' يَقُوْلُ : ((إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ ' لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کی مثال اونٹوں کی سی ہے سو (اونٹوں) میں ایک بھی تیز سواری کے قابل نہیں ملتا (بعینہ سو میں ایک کے قریب ہی کوئی انسان اخلاقِ کریمہ سے متصف نظر آتا ہے)۔

[45] كتاب البر والصلة والآداب
حسن سلوک، صلہ رحمی اور دوسرے آدابِ معاشرت

(1) باب بر الوالدين وانهما احق به

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بیان اور یہ کہ وہ اس کے سب سے زیادہ حق دار ہیں

١٦٥٢ ۔ حَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے اچھے

١٦٥١ ۔ البخاري في : 81 كتاب الرقاق : 35 باب رفع الامانة ، مسلم (2547) ترمذی (2872) بغوی (4195)۔

١٦٥٢ ۔ البخاري في : 78 كتاب الادب: 2 باب من احق الناس بحسن الصحبة (5971) مسلم (2548) ۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ : ((اُمُّكَ)) قَالَ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ : ((اُمُّكَ))قَالَ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ : ((اُمُّكَ)) قَالَ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ : ((ثُمَّ اَبُوْكَ)) ۔

سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ۔ پوچھا اس کے بعد کون؟ فرمایا کہ تمہاری ماں۔ انہوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا کہ تمہاری ماں۔ پوچھا اس کے بعد کون؟ تب آپ نے فرمایا پھر تمہارا باپ۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ ماں باپ سے تین گنا زیادہ حسن سلوک کا حق رکھتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حمل، وضع حمل اور دودھ پلانا۔ یہ تینوں مشقیں ماں کے ساتھ ہی خاص ہیں باپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

١٦٥٣ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللّٰه عنهما ' قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَاْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ ۔ فَقَالَ : ((اَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟)) قَالَ : نَعَمْ قَالَ: ((فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا' کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ پھر انہی میں جہاد کرو (یعنی ان کو خوش رکھنے کی کوشش کرو)۔

لغوی توضیح فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ تو انہی میں جہاد کر یعنی ان کے ساتھ نیکی وحسن سلوک کی کوشش کر۔ اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جہاد پر جانے کے لیے والدین کی اجازت ضروری ہے کیونکہ والدین کی خدمت فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ۔ البتہ اگر جہاد فرض عین ہو جائے (دشمن کے حملہ آور ہونے، امیر کے حکم یا میدانِ جنگ میں پہنچ جانے کی وجہ سے) تو پھر کسی اجازت کی ضرورت نہیں۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے ہماری کتاب فقه الحديث : كتاب الجهاد ۔

(2) باب تقديم بر الوالدين على التطوع بالصلاة وغيرها

نفل نماز وغیرہ پر والدین کی اطاعت مقدم ہے

١٦٥٤ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : ((لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ : عِيْسَى ' وَكَانَ فِي بَنِي اِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ ' كَانَ يُصَلِّي ' جَاءَ تْهُ اُمُّهُ فَدَعَتْهُ ' فَقَالَ : اُجِيْبُهَا اَوْ اُصَلِّي ؟ فَقَالَتْ : اَللّٰهُمَّ ! لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ وُجُوْهَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، گود میں تین بچوں کے سوا اور کسی نے بات نہیں کی اول عیسیٰ علیہ السلام۔ (دوسرے کا واقعہ یہ ہے کہ) بنی اسرائیل میں ایک جریج نامی بزرگ تھے۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی ماں نے انہیں پکارا۔ انہوں نے (اپنے دل میں) کہا کہ میں والدہ کا جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں' اس پر ان کی والدہ نے (ناراض ہوکر) بددعا کی' اے

١٦٥٣ - البخاری فی : 56 کتاب الجهاد : 138 باب الجهاد باذن الابوین (3004) مسلم (2549) ترمذی (1671) ۔
١٦٥٤ - البخاری فی : 6 کتاب الانبیاء : 48 باب واذکر فی الکتاب مریم (3436) مسلم (2550) ابن حبان (6489)۔

الْمُوْمِسَاتِ ۔ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ ۔ فَتَعَرَّضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ ، وَكَلَّمَتْهُ ، فَأَبَى ۔ فَأَتَتْ رَاعِيًا ، فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا ، فَوَلَدَتْ غُلَامًا ۔ فَقَالَتْ : مِنْ جُرَيْجٍ ۔ فَأَتَوْهُ فَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهُ ، وَأَنْزَلُوْهُ ، وَسَبُّوْهُ ۔ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ ۔ فَقَالَ : مَنْ أَبُوْكَ يَا غُلَامُ ؟ قَالَ : الرَّاعِي ۔ قَالُوا : نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ : لَا ، إِلَّا مِنْ طِيْنٍ ۔

وَكَانَتْ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا ، مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ ۔ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُو شَارَةٍ ۔ فَقَالَتْ : اَللّٰهُمَّ ! اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهُ ۔ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ ، فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ ! لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ ۔ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهَا يَمَصُّهُ))۔

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ : كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، يَمَصُّ إِصْبَعَهُ ۔

((ثُمَّ مُرَّ بِأَمَةٍ ۔ فَقَالَتْ : اَللّٰهُمَّ ! لَا تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هٰذِهِ ۔ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا ، فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ ! اجْعَلْنِي مِثْلَهَا فَقَالَتْ : لِمَ ذَاكَ ؟ فَقَالَ : الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَهٰذِهِ الْأَمَةُ ، يَقُوْلُوْنَ : سَرَقْتِ ، زَنَيْتِ ۔ وَلَمْ تَفْعَلْ))۔

اللہ! اس وقت تک اسے موت نہ آئے جب تک یہ زانیہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ جریج اپنے عبادت خانے میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے سامنے ایک فاحشہ عورت آئی اور ان سے بدکاری چاہی لیکن انہوں نے (اس کی خواہش پوری کرنے سے) انکار کیا۔ پھر وہ ایک چرواہے کے پاس آئی اور اسے اپنے اوپر قابو دے دیا۔ اس سے ایک بچہ پیدا ہوا۔ اور اس نے ان پر یہ تہمت لگائی کہ یہ جریج کا بچہ ہے۔ ان کی قوم کے لوگ آئے اور ان کا عبادت خانہ توڑ دیا' انہیں نیچے اتار کر لائے اور انہیں گالیاں دیں۔ انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی' اس کے بعد بچے کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے؟ بچہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) بول پڑا کہ چرواہا ہے۔ اس پر (ان کی قوم شرمندہ ہوئی اور کہا) کہ ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے۔ لیکن انہوں نے کہا ہرگز نہیں' مٹی ہی کا بنے گا۔

(تیسرا واقعہ) بنی اسرائیل کی ایک اور عورت تھی' اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ قریب سے ایک سوار نہایت عزت والا اور خوش پوش گزرا' اس عورت نے دعا کی' اے اللہ! میرے بچے کو بھی اسی جیسا بنا دے لیکن بچہ (اللہ کے حکم سے) بول پڑا کہ اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر اس کے سینے سے لگ کر دودھ پینے لگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جیسے میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ نبی ﷺ اپنی انگلی چوس رہے ہیں (بچے کے دودھ پینے کی کیفیت بتلاتے وقت)۔ پھر ایک باندی اس کے قریب سے لے جائی گئی (جسے اس کے مالک مار رہے تھے) تو اس عورت نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے پھر دودھ پینا چھوڑ دیا اور کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دے۔ اس عورت نے پوچھا۔ ایسا تو کیوں کہہ رہا ہے؟ بچے نے کہا کہ وہ سوار ظالموں میں سے ایک ظالم شخص تھا اور اس باندی سے لوگ کہہ رہے تھے کہ تم نے چوری کی

اور زنا کیا حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

لغوی توضیح: اَلْمَهْد گود۔ اَلْمُوْمِسَات جمع ہے مومسہ کی، معنی ہے بدکار عورت۔ صَوْمَعَة عبادت خانہ۔

فہم الحدیث: یہ حدیث ثبوت ہے کہ والدین کی اطاعت وخدمت کو نفلی عبادت پر ترجیح حاصل ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تین بچوں نے گود میں کلام کیا تھا۔ یاد رہے کہ اصحاب الاخدود کے قصہ میں ایک چوتھے بچے کے کلام کا بھی ذکر ہے جب اس کی ماں آگ میں چھلانگ مارنے سے ذرا گھبرائی تو اس گود کے بچے نے بول کر کہا ماں! صبر کر تو حق پر ہے۔[1]

(6) باب صلة الرحم و تحريم قطيعتها

صلہ رحمی کا بیان اور رشتہ توڑنے کی حرمت

١٦٥٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ ۔ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ، قَامَتِ الرَّحِمُ، فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ لَهُ: مَهْ ۔ قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ ۔ قَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى يَارَبِّ! قَالَ: فَذَاكِ)) ۔

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه: اقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ﴾ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی، جب وہ اس کی پیدائش سے فارغ ہوا تو رحم نے کھڑے ہو کر رحم کرنے والے اللہ کے دامن میں پناہ لی۔ اللہ نے پوچھا کیا بات ہے؟ رحم نے عرض کی میں قطع رحمی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ تجھے یہ پسند نہیں کہ جو تجھ کو جوڑے میں بھی اسے جوڑوں اور جو تجھے توڑے میں بھی اسے توڑ دوں۔ رحم نے عرض کیا، ہاں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پھر ایسا ہی ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا (اطمینان کے لیے) جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو "تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو (یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے)۔" [محمد: ۲۲]

لغوی توضیح: الرَّحِم رشتہ، تعلق، ناتا۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ صلہ رحمی (رشتہ داری ملانا) واجب اور قطع رحمی (رشتہ داری توڑنا) حرام ہے۔ جیسا کہ اس کا ثبوت آئندہ حدیث بھی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر جمعرات کو اولادِ آدم کے اعمال (اللہ کے حضور) پیش کیے جاتے ہیں اور قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔[2] ایک دوسری روایت میں ہے کہ تین آدمی جنت میں نہیں جائیں گے، ان میں سے ایک قطع رحمی کرنے والا ہے۔[3] معلوم ہوا کہ قطع رحمی کبیرہ گناہ ہے اور قطع رحمی کرنے والا اللہ کا نافرمان اور ملعون ہے۔ جنت میں داخل نہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا مسلمان ابتدائی طور پر جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اپنے گناہ کی سزا پا کر داخل ہوگا۔

١٦٥٥۔ البخاى فى: 65 كتاب التفسير: 47 سورة محمد ﷺ: 1 باب وتقطعوا ارحامكم (4830) مسلم (2554)۔

[1] [مسلم: كتاب الزهد: باب قصة اصحاب الاخدود (3005)]

[2] [حسن: صحيح الترغيب (2538)]

[3] [صحيح لغيره: صحيح الترغيب (2539)]

١٦٥٦۔ حدیث جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ)) ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

١٦٥٧۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُبْسَطَ لَهُ رِزْقِهِ، اَوْ يُنْسَاَ لَهُ فِي اَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنی روزی میں کشادگی چاہتا ہو یا عمر کی درازی چاہتا ہو تو اس چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔

لغوی توضیح يُنْسَاَ تاخیر کی جائے۔ اَثَرِہ نشانِ قدم، مراد ہے اس کی عمر۔ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ وہ اپنی رشتہ داری ملائے۔

فھم الحدیث معلوم ہوا کہ صلہ رحمی کرنے والے کے رزق میں اضافہ اور عمر دراز کر دی جاتی ہے۔ یہ روایت بظاہر اس شرعی حقیقت کے خلاف معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کا رزق اور عمر پہلے سے مقرر کر رکھی ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی لکھ رکھا ہے کہ جو رزق میں فراخی اور عمر میں اضافے کے اسباب اپنائے گا اس کے لیے ان دونوں میں اضافہ بھی کر دیا جائے گا۔

(7) باب النھی عن التحاسد والتباغض والتدابر

حسد، بغض اور بول چال ختم کرنے کی ممانعت

١٦٥٨۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا ۔ وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا ۔ وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپس میں بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو، بلکہ اللہ کے بندے، آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام کلام چھوڑ کر رہے۔

لغوی توضیح لَا تَبَاغَضُوْا ایک دوسرے سے بغض، نفرت نہ رکھو۔ لَا تَحَاسَدُوْا ایک دوسرے سے حسد نہ رکھو (اور حسد یہ ہے کہ کسی دوسرے کے لیے زوالِ نعمت کی تمنا کرنا اور یہ خواہش رکھنا کہ یہ چیز اس سے چھن کر مجھے مل جائے)۔ لَا تَدَابَرُوْا ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو، قطع تعلقی نہ کرو۔ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ (اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ) چھوڑے رکھے۔ آئندہ حدیث میں بھی یہی ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ آپس میں بول چال بند رکھنا حرام ہے اور جب تک بول چال بند رہے گی تب تک دونوں گناہگار ہوتے رہیں گے۔

١٦٥٦۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 11 باب اثم القاطع (5984) مسلم (2556) ابوداود (1696) ترمذی (1909)۔

١٦٥٧۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 31 باب من احب البسط فی الرزق (2067) مسلم (2557) ۔

١٦٥٨۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 57 باب ما ینھی عن التحاسد والتدابر (6065) مسلم (2559) ۔

(8) باب تحريم الهجر فوق ثلاث بلا عذر شرعي

شرعی عذر کے بغیر تین دن سے زیادہ کسی سے ترکِ تعلقات حرام ہے

١٦٥٩ ۔ حدیث اَبِی اَیُّوبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ ۔ يَلْتَقِيَانِ ، فَيُعْرِضُ هٰذَا ، وَيُعْرِضُ هٰذَا ۔ وَخَيْرُهُمَا الَّذِیْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)) ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لیے ملاقات کو توڑے۔ اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہو جائے تو یہ بھی منہ پھرلے وہ بھی منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

(9) باب تحريم الظن والتجسس والتنافس والتناجش ونحوها

بدگمانی کرنا، ٹوہ لگانا، حسد کرنا اور دھوکا دینے کے لئے دوسرے سے بڑھ کر قیمت لگانا وغیرہ حرام کام ہیں

١٦٦٠ ۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : ((اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ ، فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ ۔ وَلَا تَحَسَّسُوْا ، وَلَا تَجَسَّسُوْا ، وَلَا تَنَاجَشُوْا ، وَلَا تَحَاسَدُوْا ، وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَدَابَرُوا ۔ وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بدگمانی سے بچتے رہو، بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی بات ثابت ہوتی ہے۔ اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے نہ پڑو۔ کسی کا عیب خواہ مخواہ مت ٹٹولو اور کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ اور حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو۔ بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

لغوی توضیح: اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ گمان (یعنی برے گمان) سے بچو۔ لَا تَحَسَّسُوْا کسی کے عیب مت تلاش کرو۔ لَا تَجَسَّسُوْا اس کا بھی تقریباً یہی مفہوم ہے کہ (عیوب کی تلاش میں) کسی کی جاسوسی مت کرو۔ لَا تَنَاجَشُوْا بیع نجش نہ کرو۔ بیع نجش یہ ہے کہ سودا خریدنے کا ارادہ نہ ہو مگر مالک کے ساتھ خفیہ ساز باز کی بنا پر صرف قیمت بڑھانے کے لیے بولی لگائے، یہ حرام ہے۔

(14) باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك حتى الشوكة يشاكها

مومن کو جو بیماری یا رنج و غم پہنچتا ہے حتی کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اسے اس کا ثواب ملتا ہے

١٦٦١ ۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا ، قَالَتْ : مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی پر (مرض الموت کی) تکلیف نہیں دیکھی۔

١٦٥٩ ۔ البخاری فی : 78 كتاب الادب : 62 باب الهجرة ...(6077) مسلم (2560) ترمذی (1932) ۔

١٦٦٠ ۔ البخاری فی : 78 كتاب الادب: 85 باب يا ايها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرًا من الظن (5143) مسلم (2563) ۔

١٦٦١ ۔ البخاری فی : 57 كتاب المرضى : 2 باب شدة المرض (5646) مسلم (2570) ترمذی (2397) ۔

مِنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔

١٦٦٢ ۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ يُوْعَكُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّكَ تُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا ۔ قَالَ: ((اَجَلْ اِنِّي اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)) قُلْتُ: ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ ۔ قَالَ: ((اَجَلْ۔ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ ۔ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ اَذًى، شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا، اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّاٰتِهِ، كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)) ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو شدید بخار تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو بہت تیز بخار ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مجھے تنہا ایسا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ اس لیے کہ آپ کا ثواب بھی دوگنا ہے؟ فرمایا کہ ہاں یہی بات ہے مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے کانٹا ہو یا اس سے زیادہ تکلیف دینے والی کوئی چیز تو جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے اسی طرح اللہ پاک اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

لغوی توضیح: هُوَ يُوْعَكُ آپ کو شدید بخار تھا۔ اَذًى تکلیف۔ شَوْكَة کانٹا۔ كَمَا تَحُطُّ جیسے گرتے ہیں۔

١٦٦٣ ۔ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ مُصِيْبَةٍ تُصِيْبُ الْمُسْلِمَ، اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ ۔ حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مصیبت بھی کسی مسلمان کو پہنچتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہ کا کفارہ بنا دیتا ہے (کسی مسلمان کے) ایک کانٹا بھی اگر جسم کے کسی حصہ میں چبھ جائے (تو وہ بھی اس شخص کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے)۔

١٦٦٤ ۔ حديث اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه وَاَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ، وَلَا وَصَبٍ، وَلَا هَمٍّ، وَلَا حُزْنٍ، وَلَا اَذًى، وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا، اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج و ملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

١٦٦٥ ۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت ابن

١٦٦٢ ۔ البخاری فی: 57 كتاب المرضى: 3 باب اشد الناس بلاء الانبياء ...(5647) مسلم (2571) ۔
١٦٦٣ ۔ البخاری فی: 70 كتاب المرضى: 1 باب ماجاء فی كفارة المرض (5640) مسلم (2572) ۔
١٦٦٤ ۔ البخاری فی: 70 كتاب المرضى: 1 باب ماجاء فی كفارة المرض (5641) مسلم (2573) ترمذی (966)۔
١٦٦٥ ۔ البخاری فی: 70 كتاب المرضى: 6 باب فضل من يصرع من الريح (5652) مسلم (2576) ۔

عَنْهُمَا ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ ' قَالَ : قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ : أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ؟ قُلْتُ : بَلَى - قَالَ : هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ ' أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ ' فَقَالَتْ : إِنِّي أُصْرَعُ ' وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ ' فَادْعُ اللَّهَ لِي ' قَالَ : ((إِنْ شِئْتِ ' صَبَرْتِ ' وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتِ ' دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَكِ)) فَقَالَتْ : أَصْبِرُ فَقَالَتْ : إِنِّي أَتَكَشَّفُ : فَادْعُ اللَّهِ أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ - فَدَعَا لَهَا -

عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں میں ایک جنتی عورت نہ دکھا دوں؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور دکھائیں۔ کہا کہ یہ سیاہ عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے میرا ستر کھل جاتا ہے، میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی۔ پھر اس نے عرض کیا کہ مرگی کے وقت میرا ستر کھل جاتا ہے آپ اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کریں کہ ستر نہ کھلا کرے۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمادی۔

لغوی توضیح إِنِّي أُصْرَعُ مجھے مرگی آتی ہے۔ أَتَكَشَّفُ میرا ستر کھل جاتا ہے۔

فهم الحدیث معلوم ہوا کہ ایک عورت کو بیماری پر صبر کی وجہ سے جنت مل گئی۔

(15) باب تحريم الظلم — ظلم کرنا حرام ہے

١٦٦٦ - **حديث** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : ((الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔

فهم الحدیث معلوم ہوا کہ ظلم حرام ہے اور اس میں ظلم کی تمام انواع واقسام ہی شامل ہیں۔ بعض اہل علم نے ظلم کی دو قسمیں بیان کی ہیں: ایک یہ کہ انسان اپنے نفس پر ظلم کرے اور اپنے اوپر کیا جانے والا سب سے بڑا ظلم شرک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی معاف نہیں فرمائیں گے' اس کے بعد باقی تمام گناہ بھی مختلف مراتب کے لحاظ سے نفس پر ظلم میں شامل ہیں۔ ظلم کی دوسری قسم یہ ہے کہ اپنے علاوہ دوسرے بندوں پر ظلم کیا جائے خواہ کسی کی جان پر' مال پر یا عزت وآبرو وغیرہ پر (سب حرام ہے)۔

١٦٦٧ - **حديث** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه' أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ ' وَلَا يُسْلِمُهُ - وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ ' كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے' پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک

١٦٦٦ - البخاري في : 46 كتاب المظالم : 8 باب الظلم ظلمات يوم القيامة (2447) مسلم (2579) بغوى (4160) -

١٦٦٧ - البخاري في : 46 كتاب المظالم : 3 باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه (2442) مسلم (2580) -

وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً ' فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا ' سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ۔

مصیبت کو دور کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے عیب چھپائے گا۔

لغوی توضیح لَا يُسْلِمُهُ اسے سپرد نہ کرے (ظالموں کے)۔ فَرَّجَ دور کی۔ كُرْبَةٌ تکلیف، پریشانی۔

١٦٦٨۔ حديث أَبِي مُوْسَى ﷺ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ ' حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ)) قَالَ : ثُمَّ قَرَأَ۔ ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا ہے۔ لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ''اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے' جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے۔ جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں' بے شک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور بڑی سخت ہے۔'' [ہود:۱۰۲]

لغوی توضیح لَيُمْلِي ڈھیل دیتا ہے۔ لَمْ يُفْلِتْهُ اسے چھوڑتا نہیں۔

(16) باب نصر الاخ ظالما أو مظلوما

اپنے بھائی کی مدد ہر حال میں کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم

١٦٦٩۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي اللّٰه عنهما ' قَالَ : كُنَّا فِي غَزَاةٍ ' فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ ۔ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ : يَا لِلْأَنْصَارِ ! وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ : يَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ ! فَسَمِعَ ذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ: ((مَا بَالُ دَعْوَى جَاهِلِيَّةٍ ؟)) قَالُوا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ ۔ فَقَالَ: ((دَعُوْهَا ' فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ)) فَسَمِعَ بِذَٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ' فَقَالَ : فَعَلُوْهَا ؟ أَمَا وَاللّٰهِ ! لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ (تبوک) میں تھے۔ مہاجرین میں سے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کے لات ماردی انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا اے مہاجرو! دوڑو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے سنا اور فرمایا کیا قصہ ہے؟ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یارسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات ماردی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح جاہلیت کی پکار کو چھوڑ دو کہ یہ نہایت ناپاک باتیں ہیں۔ عبد اللہ بن ابی نے بھی یہ بات سنی تو کہا۔ اچھا اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی۔ خدا کی قسم' جب ہم مدینہ لوٹیں گے تو ہم سے عزت پانے والا ذلیلوں کو نکال کر باہر کردے گا۔

اس کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض

١٦٦٨۔ البخاري في : 65 كتاب التفسير : 11 سورة هود : 5 باب كذلك اخذ...(4686) مسلم (2583) ۔

١٦٦٩۔ البخاري في : 65 كتاب التفسير : 63 سورة المنافقون : 5 باب قوله "سواء عليهم..." (4905) مسلم (2584) ۔

الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۔ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ ۔ فَقَامَ عُمَرُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! دَعْنِي اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهُ ۔ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهُ))۔

کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کو ختم کر دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں۔

لغوی توضیح فَكَسَعَ پشت پر ٹانگ ماری۔ فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ یہ باتیں فاسد اور بدبودار ہیں یعنی ناپاک ہیں۔ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ عزت والا نکال دے گا (اشارہ اپنی طرف تھا)۔ الْاَذَلَّ ذلت والے کو (یہاں اشارہ نبی ﷺ کی طرف تھا)۔ ایک دوسری سند سے مروی اسی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روکو اور مظلوم کی مدد کرو۔[1]

(17) باب تراحم المؤمنين و تعاطفهم و تعاضدهم

مومن آپس میں رحیم وشفیق اور ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں

١٦٧٠ ۔ حديث أَبِي مُوْسَى ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا)) وَشَبَّكَ اَصَابِعَهُ ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت پہنچاتا ہے اور آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا۔

فہم الحدیث اس حدیث میں یہ ترغیب ہے کہ ہر جائز کام میں مسلمانوں کا تعاون کرنا چاہیے۔

١٦٧١ ۔ حديث النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِي تَرَاحُمِهِمْ، وَتَوَادِّهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الْجَسَدِ، اِذَا اشْتَكَى عُضْوًا، تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى)) ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرم خوئی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی ٹکڑا بھی تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم ایسی تکلیف میں ہوتا ہے کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

١٦٧٠ ۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 88 باب تشبيك الاصابع في المسجد وغيره (481) مسلم (2585)۔
١٦٧١ ۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 27 باب رحمة الناس والبهائم (6011) مسلم (2586) حميدی (919)۔

[1] [مسلم (2584)]

لغوی توضیح تَرَاحُمِهِمْ رحمت سے مشتق ہے۔ تَوَادِّهِمْ ود سے مشتق ہے اور ود کا معنی ہے محبت۔ تَعَاطُفِهِمْ عطف سے ہے، معنی ہے نرمی وشفقت۔ تَدَاعٰی اہتمام کرتا ہے، ہر عضو دوسرے عضو کو تکلیف میں شرکت کی دعوت دیتا۔ السَّهَر نیند نہ آنا، جاگنا۔ الْحُمّٰى بخار۔

(22) باب مداراة من يتقى فحشه

جس کی برائی کا ڈر ہو اس کے ساتھ ظاہر داری اور نرمی جائز ہے

١٦٧٢۔ حدیث عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((ائْذَنُوْا لَهُ، بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ، أَوِ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ)) فَلَمَّا دَخَلَ، أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ۔ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْتَ الَّذِيْ قُلْتَ، ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ! قَالَ: ((أَيْ عَائِشَةُ! إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ (أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ) اتِّقَاءَ فُحْشِهِ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ اسے اجازت دے دو۔ فلاں قبیلہ کا یہ برا آدمی ہے۔ جب وہ شخص اندر آیا تو آپ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی سے گفتگو کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو اس کے متعلق جو کچھ کہنا تھا وہ ارشاد فرمایا اور پھر اس کے ساتھ نرم گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا، عائشہ وہ آدمی بدترین ہے جسے اس کی بد کلامی کے ڈر سے لوگ چھوڑ دیں۔

لغوی توضیح أَلَانَ نرم رویہ اختیار کیا۔ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ اس کی بدکلامی سے بچنے کی غرض سے۔

فهم الحديث یہ حدیث دلیل ہے کہ نافرمانوں اور گناہگاروں کے عیوب ان کے پیچھے دوسروں سے بیان کیے جا سکتے ہیں جبکہ سامع کی خیر خواہی اور اسے اس کے شر سے بچانا مقصود ہو اور یہ ممنوعہ غیبت میں بھی شامل نہیں۔

(25) باب من لعنه النبى ﷺ أو سبه أو دعا عليه وليس هو أهلا لذلك كان له زكاة وأجرا و رحمة

جس شخص پر نبی ﷺ نے لعنت کی یا اسے برا کہا یا بددعا دی جبکہ وہ اس کا مستحق نہ تھا تو یہ اس کے لیے کفارۂ گناہ بن جائے گا، اسے اجر ملے گا اور اس پر رحمت نازل ہوگی

١٦٧٣۔ حدیث أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ! فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ اے اللہ! میں نے جس مومن کو بھی برا بھلا کہا ہو (اور وہ اس کا مستحق نہ ہو) تو اس کے لیے اسے قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنا دے۔

(27) باب تحريم الكذب و بيان ما يباح منه

جھوٹ کی حرمت اور جو جھوٹ جائز ہے اس کا بیان

١٦٧٤۔ حدیث أُمِّ كُلْثُوْمٍ رضى الله عنها بِنْتِ عُقْبَةَ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ،

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ وہ جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کی

١٦٧٢۔ البخاری فی: 78 كتاب الادب: 48 باب مايجوز من اغتياب اهل الفساد والريب (6054) مسلم (2591)۔

١٦٧٣۔ البخاری فی: 8 كتاب الدعوات: 34 باب قول النبی ﷺ من آذيته... (6361) مسلم (2601) بغوی (1239)۔

١٦٧٤۔ البخاری فی: 53 كتاب الصلح: 2 باب ليس الكذاب الذى يصلح بين الناس (2692) مسلم (2605)۔

يَقُولُ: ((لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا، أَوْ يَقُولُ خَيْرًا))۔

کوشش کرے اور اس کے لیے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا اسی سلسلہ کی اور کوئی اچھی بات کہہ دے۔

لغوی توضیح فَيَنْمِي خَيْرًا خیر کو پہنچاتا ہے (اس طرح کہ جھگڑنے والے فریقین میں سے ایک کو دوسرے کی طرف سے کوئی ایسی خیر کی بات کہہ دے جو اس نے نہ کہی ہو اور یوں ان کے مابین صلح کرا دے۔ اس قدر جھوٹ بولنے کی گنجائش ہے)۔

(29) باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله

جھوٹ کی مذمت اور سچ کی فضیلت کا بیان

١٦٧٥ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا. وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف۔ اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ ہمیشہ سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ سچ جنت میں اور جھوٹ جہنم میں لے جانے کا ذریعہ ہے اور یہ وصف کسبی ہے یعنی مسلسل محنت وکوشش سے انسان اسے حاصل کر سکتا ہے۔

(30) باب فضل من يملك نفسه عند الغضب وبأيّ شيء يذهب الغضب

غصہ کی حالت میں اپنے اوپر قابو پانے والے کی فضیلت اور غصہ دور کرنے کی تدبیر

١٦٧٦ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پہلوان وہ نہیں جو کشتی لڑنے میں غالب ہو جائے بلکہ اصلی پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے۔

لغوی توضیح الشَّدِيْد قوی وبہادر۔ الصُّرَعَة ایسا طاقتور جو اپنی قوت وطاقت سے لوگوں کو پچھاڑ دے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ غصہ پر قابو پانا سب سے بڑی بہادری ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے ایک صحابی کو بار بار غصہ نہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔[1] چونکہ غصہ ایک طبعی خصلت ہے اس لیے اگر غصہ آ جائے تو اسے دور کرنے کے لیے تعوذ پڑھنا چاہیے (جیسا

١٦٧٥ - البخاري في: 78 كتاب الأدب: 67 باب قول الله تعالى: "يايها الذين آمنوا..." (6094) مسلم (2607)۔

١٦٧٦ - البخاري في: 78 كتاب الأدب: 76 باب الحذر من الغضب (6114) مسلم (2609) ابن حبان (717)۔

[1] [بخاری (6116) ترمذی (2020) احمد (2/ 362) بغوی (3580)]

کہ آئندہ حدیث میں ہے)۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ جسے غصہ آ جائے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے' یوں اگر غصہ ختم ہو جائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔[2] ایک اور روایت میں ہے کہ جسے غصہ آئے وہ خاموش ہو جائے۔[3]

١٦٧٧ ـ حديث سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رضی اللہ عنہ۔ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ ـ وَأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ، مُغْضَبًا' قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ ـ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لأَعْلَمُ كَلِمَةً 'لَوْ قَالَهَا' لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ ـ لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)) فَقَالُوا لِلرَّجُلِ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُونٍ ـ

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ کی موجودگی میں جھگڑا کیا۔ ہم بھی آپ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص دوسرے کو غصہ کی حالت میں گالی دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے۔ اگر یہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہہ لے! صحابہ نے اس سے کہا کہ سنتے نہیں' نبی ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ اس نے کہا میں دیوانہ نہیں۔

(32) باب النهي عن ضرب الوجه

چہرے پر مارنے کی ممانعت

١٦٧٨ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ' قَالَ: ((إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ' فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' جب کوئی کسی سے جھگڑا کرے تو چہرے (پر مارنے) سے پرہیز کرے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ جب بھی کوئی کسی کو حد یا تعزیر کے بطور یا تادیباً یا لڑتے ہوئے مارے تو چہرے پر نہ مارے۔ اس حدیث سے چہرے پر مارنے کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ اسی سے کچھ اہل علم نے باکسنگ کو حرام کہا ہے کیونکہ اس میں بطورِ خاص مخالف کو چہرے پر ہی مارا جاتا ہے۔ نیز بعض نے یہاں تک کہا ہے کہ جانوروں کے چہروں پر مارنے سے بھی اجتناب ہی بہتر ہے۔

(34) باب امر من مر بسلاح في مسجد او سوق او غيرهما من الموضع الجامعة للناس ان يمسك بنصالها

اگر کوئی شخص کسی مسجد، بازار یا کسی مجمع میں ہتھیار لے جائے اسے ہتھیار کے پیکان (نوک، انی) کو سنبھال کر چلنے کا حکم دیا جائے

١٦٧٩ ـ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ رضی اللہ عنہ'

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص مسجد نبوی میں

١٦٧٧ ـ البخاري في: 78 كتاب الأدب: 76 باب الحذر من الغضب (3282) مسلم (2610) ابن حبان (5692) ـ

١٦٧٨ ـ البخاري في: 49 كتاب العتق: 20 باب اذا ضرب العبد فليجتنب الوجه (2559) مسلم (2612) ـ

١٦٧٩ ـ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 66 باب ياخذ بنصول النبل اذا مر في المسجد (451) مسلم (2614) ـ

[2] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (694)]   [3] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (693)]

قَالَ : مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ ، وَمَعَهُ سِهَامٌ ۔ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَمْسِكْ بِنِصَالِهَا))۔

آیا وہ تیر لئے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ان کی نوکیں تھامے رکھو۔

لغوی توضیح سِهَامٌ جمع ہے سهم کی، معنی ہے تیر۔ نِصَال جمع ہے نصل کی، معنی ہے تیر کی نوک، انی، پیکان۔

١٦٨٠ ۔ حدیث اَبِی مُوْسیٰ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : ((اِذَا مَرَّ اَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا اَوْ فِي سُوْقِنَا ، وَمَعَهُ نَبْلٌ ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا ۔ اَوْ قَالَ فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ ۔ اَنْ يُصِيْبَ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا شَيْءٌ)) ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد میں یا ہمارے بازار میں گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو اسے چاہیے کہ ان کی نوک کا خیال رکھے۔ یا آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے انہیں تھامے رہے۔ کہیں کسی مسلمان کو اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

(35) باب النهی عن الاشارة بالسلاح الی مسلم

کسی مسلمان کو ہتھیار سے دھمکانے کی ممانعت

١٦٨١ ۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : ((لَا يُشِيْرُ اَحَدُكُمْ عَلَى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ ، فَاِنَّهُ لَا يَدْرِي ، لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص اپنے کسی دینی بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا ممکن ہے شیطان اسے اس کے ہاتھ سے چھڑوا دے اور پھر وہ کسی مسلمان کو مار کر اس کی وجہ سے جہنم کے گھڑے میں گر پڑے۔

فهم الحديث ایک اور روایت میں ہے کہ جو اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ اسے چھوڑ نہ دے۔[1] معلوم ہوا کہ مسلمان کو ہتھیار کے ساتھ ڈرانا حرام ہے خواہ ایسا مذاق سے ہی کیا جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر ایسے کام سے بچنا چاہیے جس سے یہ خدشہ ہو کہ یہ کسی حرام کام میں مبتلا کرانے کا سبب بن جائے گا۔

(36) باب فضل ازالة الاذى عن الطريق

راستے سے ضرر رساں چیز ہٹانے کا ثواب

١٦٨٢ ۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ ، وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ ، فَاَخَّرَهُ ، فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس نے کانٹوں کی بھری ہوئی ایک ٹہنی دیکھی۔ پس اسے راستے سے دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ (صرف اسی بات پر) راضی ہو گیا اور اس کی بخشش کر دی۔

١٦٨٠ ۔ البخاري في : 92 كتاب الفتن : 7 باب قول النبي: "من حمل علينا..." (452) مسلم (2615) ۔

١٦٨١ ۔ البخاري في : 92 كتاب الفتن : 7 باب قول النبي: "من حمل علينا..." (7072) مسلم (2617) ۔

١٦٨٢ ۔ البخاري في : 10 كتاب الاذان : 32 باب فضل التهجير الى الظهر ۔

[1] [مسلم (2616)]

لغوی توضیح: غُصْنَ ٹہنی۔ شَوْك کانٹوں کی۔

(37) باب تحریم تعذیب الهرة و نحوها من الحیوان الذی لا یؤذی

بے ضرر جانور مثلاً بلی وغیرہ کو تکلیف دینا حرام ہے

١٦٨٣۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((عُذِّبَتْ امْرَاَةٌ فِي هِرَّةٍ، سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ۔ لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا، وَلَا سَقَتْهَا، اِذْ حَبَسَتْهَا۔ وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل کی) ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا تھا جسے اس نے قید کر رکھا تھا۔ جس سے وہ بلی مر گئی تھی اور اس کی سزا میں وہ عورت دوزخ میں گئی۔ جب وہ عورت بلی کو باندھے ہوئے تھی تو نہ اس نے اسے کھانے کے لیے کوئی چیز دی، نہ پینے کے لیے اور نہ اس نے بلی کو چھوڑا ہی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔

لغوی توضیح: فِي هِرَّةٍ یعنی بلی کی وجہ سے۔ سَجَنَتْهَا اس نے اسے قید کر رکھا تھا۔ خَشَاشِ الْاَرْض زمین کے کیڑے مکوڑے۔ معلوم ہوا کہ جس نے کوئی جانور قید کر رکھا ہے اس پر لازم ہے کہ اسے کھلائے پلائے ورنہ اسے عذاب دیا جائے گا۔

(42) باب الوصية بالجار والاحسان اليه

ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید

١٦٨٤۔ حديث عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا زَالَ يُوْصِيْنِي جِبْرِيْلُ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں بار بار اس طرح وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔

١٦٨٥۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِي بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔

فہم الحدیث: ان احادیث میں پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کا ذکر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب تم شوربا پکاؤ تو اس کا پانی زیادہ کر لو اور اپنے ہمسائے کا خیال رکھو۔[1] ایک اور روایت میں ہے کہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ دے۔[2]

١٦٨٣۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 54 حدثنا ابو الیمان۔

١٦٨٤۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 28 باب الوصاة بالجار (6014) مسلم (2624) ابن ماجه (3673)۔

١٦٨٥۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 28 باب الوصاة بالجار (6015) مسلم (2625) طبرانی کبیر (13340)۔

[1] [مسلم (2625) ترمذی (1833)]
[2] [بخاری (3136، 6138) مسلم (48)]

(44) باب استحباب الشفاعة فيما ليس بحرام

جائز کام میں سفارش کرنا مستحب ہے

١٦٨٦ - حديث أبي موسى رضي الله عنه، قال: كان رسول الله ﷺ، إذا جاءه السائل، أو طلبت إليه حاجة قال: ((اشفعوا تؤجروا، ويقضي الله على لسان نبيه ﷺ ما شاء)).

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی مانگنے والا آتا یا آپ کے سامنے کوئی حاجت پیش کی جاتی تو آپ صحابہ سے فرماتے کہ تم سفارش کرو کہ اس کا ثواب پاؤ گے۔ اور اللہ پاک اپنے نبی کی زبان سے جو فیصلہ چاہے گا وہ دے گا (یعنی شفاعت قبول کرنے یا نہ کرنے کا)۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ اچھے کام کی سفارش میں بھی اجر ہے۔ اس لیے سفارش ضرور کر دینی چاہیے۔ بعد میں خواہ وہ قبول نہ بھی ہو اس سے سفارشی کے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

(45) باب استحباب مجالسة الصالحين و مجانبة قرناء السوء

نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا اور برے لوگوں سے دور رہنا مستحب ہے

١٦٨٧ - حديث أبي موسى رضي الله عنه عن النبي ﷺ، قال: ((مثل جليس الصالح والسوء، كحامل المسك، ونافخ الكير، فحامل المسك إما أن يحذيك، وإما أن تبتاع منه، وإما أن تجد منه ريحا طيبة. ونافخ الكير إما أن يحرق ثيابك، وإما أن تجد ريحا خبيثة)).

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، نیک اور برے دوست کی مثال مشک ساتھ رکھنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے (جس کے پاس مشک ہے اور تم اس کی صحبت میں ہو) وہ اس میں سے یا تمہیں کچھ تحفہ کے طور پر دے گا یا تم اس سے خرید سکو گے یا (کم از کم) تم اس کی عمدہ خوشبو سے تو محظوظ ہو سکو گے۔ اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے (بھٹی کی آگ سے) جلا دے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ایک ناگوار بدبودار دھواں پہنچے گا۔

(46) باب فضل الاحسان الى البنات

بیٹیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا ثواب

١٦٨٨ - حديث عائشة رضي الله عنها، قالت: دخلت امرأة، معها ابنتان لها، تسأل - فلم تجد عندي شيئا، غير تمرة، فأعطيتها

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لیے مانگتی ہوئی آئی۔ میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی۔ وہ ایک کھجور اس نے اپنی دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی

١٦٨٦ - البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 21 باب التحريض على الصدقة والشفاعة فيها (1432) مسلم (2627)۔

١٦٨٧ - البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 31 باب المسك (2101) مسلم (2628) بغوى (3483) -

١٦٨٨ - البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 10 باب اتقوا النار ولو بشق تمرة (1418) مسلم (2629) ترمذى (1913) -

إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ' وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ۔ ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ ۔ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ ' عَلَيْنَا ' فَأَخْبَرْتُهُ ۔ فَقَالَ : ((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ ' كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)) ۔

اور خود نہیں کھائی۔ پھر وہ اٹھی اور چلی گئی اس کے بعد نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے ان بچیوں کی وجہ سے خود کو معمولی سی بھی تکلیف میں ڈالا تو بچیاں اس کے لیے دوزخ سے بچاؤ کے لیے آڑ بن جائیں گی۔

فہم الحدیث ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ بالغ ہو گئیں تو میں اور وہ روز قیامت اس طرح آئیں گے، پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا لیا، یعنی جتنی یہ انگلیاں قریب ہیں اتنا ہی وہ شخص میرے قریب ہوگا۔[1]

(47) باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه
اس کی فضیلت جس کا بیٹا مر جائے اور وہ اللہ کی خاطر صبر کرے

۱۶۸۹ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لَا يَمُوتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ ' فَيَلِجُ النَّارَ ' إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی کے اگر تین بچے مر جائیں تو وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ اور اگر جائے گا تو صرف قسم پوری کرنے کے لئے۔

لغوی توضیح إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ صرف قسم پوری کرنے کے لیے۔ اس سے قرآن کریم کی یہ آیت مراد ہے ''تم میں سے ہر ایک کو دوزخ کے اوپر سے گزرنا ہوگا۔'' [مریم: ۷۱] یعنی پل صراط چونکہ جہنم پر ہے اور جنت میں جانے والے بھی اسی پر سے گزریں گے، تو حدیث میں قسم سے یہی گزرنا مراد ہے۔

فہم الحدیث اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جس کے تین یا دو نابالغ بچے فوت ہو جائیں اور وہ ان کی وفات پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرے اور اجر کی نیت رکھے تو وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ بچے جنت کے ایک دروازے پر کھڑے ہوں گے اور اپنے والدین کو لے کر جنت میں داخل ہوں گے۔[2]

۱۶۹۰ ۔ حديث أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ ' قَالَ : جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ' فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ ' فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ ' تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا یا رسول اللہ! آپ کی تمام احادیث مرد لے گئے۔ ہمارے لیے بھی آپ کوئی دن اپنی طرف سے مخصوص کر دیں جس میں ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ ہمیں وہ تعلیمات دیں جو اللہ نے آپ کو سکھائی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر

۱۶۸۹ ۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 6 باب فضل من مات له ولد فاحتسبه (1251) مسلم (2632) ۔

۱۶۹۰ ۔ البخاري في: 69 كتاب الاعتصام: 9 باب تعليم النبي ﷺ امته ...(101) مسلم (2633) ابن حبان (2944)۔

[1] [مسلم (2631)]

[2] [صحيح : أحكام الجنائز وبدعها (ص / 34) نسائي (1/ 265) بيهقي (4/ 68)]

فَقَالَ : ((اجْتَمِعْنَ فِي يَوْمِ كَذَا وَ كَذَا ، فِي مَكَانِ كَذَا وَ كَذَا)) فَاجْتَمَعْنَ ۔ فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ۔ ثُمَّ قَالَ : ((مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً ، إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! اثْنَيْنِ ؟ قَالَ : فَأَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ۔ ثُمَّ قَالَ : ((وَاثْنَيْنِ ، وَاثْنَيْنِ ، وَاثْنَيْنِ)) ۔

فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ جمع ہو جاؤ۔ چنانچہ عورتیں جمع ہوئیں اور آنحضرت ﷺ ان کے پاس آئے اور انہیں اس کی تعلیم دی جو اللہ نے آپ کو سکھایا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تم میں سے جو عورت بھی اپنی زندگی میں اپنے تین بچے آگے پیچھے دے گی (یعنی ان کی وفات ہو جائے گی) تو وہ اس کے لیے دوزخ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔ اس پر ان میں سے ایک خاتون نے کہا یا رسول اللہ! دو (بچے) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس عورت نے اس کلمہ کو دو مرتبہ دہرایا۔ پھر آپ نے فرمایا دو' دو' دو بھی یہی درجہ رکھتے ہیں۔

١٦٩١ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ ، عَنْ ذَكْوَانَ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا ۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : ((ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ)) ۔

عبد الرحمٰن بن اصبہانی ذکوان سے' وہ ابو سعید سے' اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور (دوسری سند میں) عبد الرحمٰن الاصبہانی کہتے ہیں کہ میں نے ابو حازم سے سنا' وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے تین (بچے) جو ابھی بلوغت کو نہ پہنچے ہوں۔

(48) باب اذا احب الله عبدا حببه لعباده

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے اپنے بندوں کا محبوب بنا دیتا ہے

١٦٩٢ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى ، إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا ، نَادَى جِبْرِيلَ : إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا ، فَأَحِبَّهُ ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي جِبْرِيلُ فِي السَّمَاءِ : إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ ۔ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ وَيُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس طرح روئے زمین میں بھی اسے مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔

١٦٩١ ۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 36 باب هل يجعل للنساء يوم...(102) مسلم (2634) ۔

١٦٩٢ ۔ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 33 باب كلام الرب مع جبريل (3209) مسلم (2637) ترمذي (3161) ۔

لغوی توضیح: إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں (کیونکہ وہ اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور وہی عمل کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہے)۔ يُوضَعُ ...... اس کے لیے اہل ارض میں قبول رکھ دیا جاتا ہے (یعنی دلوں میں اس کے لیے محبت ڈال دی جاتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی محبت دراصل اللہ کی محبت کی علامت ہے)۔

(50) باب المرء مع من احب

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے

١٦٩٣۔ **حديث** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: مَتَى السَّاعَةُ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ صَلَاةٍ، وَلَا صَوْمٍ، وَلَا صَدَقَةٍ۔ وَلٰكِنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔ قَالَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لیے بہت ساری نمازیں، روزے اور صدقے تو نہیں تیار کر رکھے لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت رکھتے ہو۔

لغوی توضیح: أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ نجات کے لیے یہ زبانی محبت کافی نہیں بلکہ یقیناً وہ صحابی اس محبت کا مفہوم بھی سمجھتے تھے اور ان کے پیش نظر یہ آیت بھی تھی کہ "ان سے کہہ دیجئے اگر تم اللہ کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔" [آل عمران: ۳۱] لہٰذا محبت وہی قابل قبول ہوگی جس میں اس کا حق بھی ادا کیا گیا ہوگا اور اللہ اور اس کے رسول سے محبت کا حق یہ ہے کہ ان کے حکموں پر عمل کیا جائے اور ان کے منع کردہ کاموں سے بچا جائے۔

١٦٩٤۔ **حديث** أَبِي مُوْسَى رضي الله عنه قَالَ: قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ، وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ۔ قَالَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے عرض کیا گیا ایک شخص ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن ان سے مل نہیں سکا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

١٦٩٣۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 96 باب علامة حب الله عز وجل (3688) مسلم (2639) ابوداود (5127)۔

١٦٩٤۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 96 باب علامة حب الله عز وجل (6170) مسلم (2641) بغوی (3478)۔

(1) باب كيفية خلق الآدمي في بطن امه وكتابة رزقه واجله وعمله وشقاوته وسعادته

شکم مادر میں انسان کی تخلیق کی کیفیت اور اس کے رزق، عمر، اعمال، بدبختی اور نیک بختی کا لکھا جانا

١٦٩٥ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ، قَالَ: ((اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ اُمِّهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا - ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ - ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ - ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ وَرِزْقَهُ وَاَجَلَهُ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ - ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ - فَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ اِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ - وَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ اِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) -

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے اللہ کے صادق المصدوق رسول ﷺ نے بیان فرمایا کہ تمہاری پیدائش کی تیاری تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک (نطفہ کی صورت میں) کی جاتی ہے۔ اتنے ہی دنوں تک وہ پھر ایک بستہ خون کی صورت اختیار کیے رہتا ہے اور پھر وہ اتنے ہی دنوں تک ایک مضغہ گوشت رہتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں (کے لکھنے) کا حکم دیتا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کے عمل، اس کا رزق، اس کی مدت زندگی اور یہ کہ بد ہے یا نیک لکھ لے۔ اب اس نطفہ میں روح ڈالی جاتی ہے۔ (یاد رکھ) ایک شخص (زندگی بھر نیک) عمل کرتا رہتا ہے اور جب جنت اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آ جاتی ہے۔ اور دوزخ والوں کے عمل شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص (زندگی بھر برے) کام کرتا رہتا ہے۔ اور جب دوزخ اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر غالب آ جاتی ہے اور جنت والوں کے کام شروع کر دیتا ہے۔

لغوی توضیح اَلْقَدَر تقدیر سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ بھی قیامت تک ہونے والا تھا اللہ تعالیٰ کو پہلے سے ہی اس کا علم تھا اور اس نے اپنے علم کے مطابق ہر کام کو قلم کے ذریعے لکھوا دیا۔ اب جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس کے علم، تقدیر اور ارادے کے مطابق ہی ہو رہا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ عمل چھوڑ دیا جائے اس لیے کہ ہونا تو وہی ہے جو اللہ نے لکھا ہے بلکہ انسان کو عمل کرنے کی ہی ہدایت ہے جیسا کہ آئندہ روایات میں فرامینِ نبویہ اس پر شاہد ہیں۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ انسان سے صرف انہی اعمال کا حساب لیا

١٦٩٥ - البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 6 باب ذكر الملائكة (3208) مسلم (2643) ابن ماجه (76) -

جائے گا جو اس نے اپنے ارادے اور اختیار کے ساتھ کیے ہوں گے۔ لہٰذا انسان مجبور نہیں بلکہ صاحبِ اختیار ہے اور اپنے افعال وعقائد میں خود مختار ہے، البتہ اتنا ضرور ہے کہ اس کا اختیار اور چاہت اللہ کی چاہت کے تابع ہے یعنی انسان جو بھی چاہتا ہے اور پھر جو بھی کرتا ہے وہ سب اللہ کی مشیت کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ ائمہ سلف کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی اچھی بری (ہر طرح کی) تقدیر کو مطلقاً تسلیم کرنا چاہیے اور ہر قسم کے پیش آمدہ حالات کو تقدیر الٰہی کا حصہ سمجھنا چاہیے اور یہ یقین رکھنا چاہیے کہ "خیر اسی میں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اختیار فرمایا۔" [تقدیر کے مسائل کی مزید مدلل تفصیل کے لیے ہماری فقہ الحدیث سیریز کی پہلی کتاب "ایمان کی کتاب" ملاحظہ فرمائیے۔] عَلَقَةٌ جما ہوا خون۔ مُضْغَةٌ گوشت کا لوتھڑا (انسان کی اس تخلیق کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے [المومنون: ۱۲-۱۴])۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ ماں کے پیٹ میں جب بچہ چار ماہ کا ہوتا ہے تب اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور اسی وقت اس کی عمر، رزق، نیک ہوگا یا بد سب لکھ دیا جاتا ہے۔ نیز اس حدیث میں تقدیر کا بھی اثبات ہے۔

۱۶۹۶۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا، يَقُوْلُ: يَارَبِّ! نُطْفَةٌ۔ يَا رَبِّ! عَلَقَةٌ۔ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُقْضَى خَلْقُهُ، قَالَ: أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ شَقِيٌّ۔ أَمْ سَعِيْدٌ؟ فَمَا الرِّزْقُ وَالْأَجَلُ؟ فَيُكْتَبُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ رحم مادر میں اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے وہ کہتا ہے اے رب! یہ نطفہ ہے اے رب! اب یہ علقہ ہو گیا ہے۔ اے رب! اب یہ مضغہ ہو گیا ہے پھر جب خدا چاہتا ہے کہ اس کی تخلیق مکمل کرے تو (وہ فرشتہ) کہتا ہے کہ مذکر ہے یا مؤنث، بد بخت ہے یا نیک، روزی کتنی مقدر ہے اور عمر کتنی۔ پس ماں کے پیٹ ہی میں یہ تمام باتیں فرشتہ لکھ دیتا ہے۔

۱۶۹۷۔ حديث عَلِيٍّ ﷺ، قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ، فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ۔ فَأَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ، وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ، فَنَكَّسَ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ۔ ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا كَتَبَ مَكَانَهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كُتِبَ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيْدَةً)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا، وَنَدَعُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ ہم بقیع غرقد میں ایک جنازے کے ساتھ تھے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی جس سے آپ زمین کریدنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں یا کوئی جان ایسی نہیں جس کا ٹھکانا جنت اور دوزخ دونوں جگہ نہ لکھا گیا ہو اور یہ بھی کہ وہ نیک بخت ہوگی یا بد بخت۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیوں نہ ہم اپنی تقدیر پر بھروسہ کر لیں اور عمل چھوڑ دیں۔ کیونکہ جس کا نام نیک دفتر میں لکھا ہے وہ ضرور نیک

۱۶۹۶۔ البخاری فی: 6 کتاب الحیض: 17 باب مخلقة وغیر مخلقة (318) مسلم (2646) بغوی (70)۔

۱۶۹۷۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 83 باب موعظة المحدث ...(1362) مسلم (2647) ترمذی (2136)۔

الْعَمَلَ ؟ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ اِلَى عَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ ۔ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيرُ اِلَى عَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ : ((اَمَّا اَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ ' وَاَمَّا اَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ' ثُمَّ قَرَاَ ۔ ﴿ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴾ ۔ الآيۃ۔

کام کی طرف رجوع ہوگا۔ اور جس کا نام بدبختوں میں لکھا ہے وہ ضرور بدی کی طرف جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ جن کا نام نیک بختوں میں ہے ان کو اچھے کام کرنے میں ہی آسانی معلوم ہوتی ہے اور بدبختوں کو برے کاموں میں آسانی نظر آتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی ''جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور پرہیز گاری اختیار کی اور اچھے دین کو سچا مانا' اس کو ہم آسانی کے گھر یعنی بہشت میں پہنچنے کی توفیق دیں گے۔'' [اللیل:۵۔۷]

لغوی توضیح: مِخْصَرَةٌ چھڑی۔ فَنَكَّسَ آپ نے سر جھکا لیا۔ يَنْكُتُ زمین پر ہلکے ہلکے خط کھینچنے لگے۔ نَدَعُ الْعَمَلَ ہم عمل چھوڑ دیں۔ کیونکہ جب سب کچھ پہلے سے لکھا ہے تو پھر عمل اور کوشش کا کیا فائدہ۔ اَهْلُ السَّعَادَةِ ...... جس کا نام نیک دفتر میں لکھا ہے وہ ضرور نیک کام کی طرف رجوع ہوگا ...... یعنی تقدیر کا تو علم نہیں کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی، البتہ اعمال تقدیر کی علامت ہیں۔ اس لیے ہمیشہ اچھے راستے کو اپناؤ۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے رزق بھی مقرر ہے لیکن وہ کوشش کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے ، شفاء بھی بعض اوقات قسمت میں ہوتی ہے لیکن علاج کے بعد حاصل ہوتی ہے، اسی طرح جنت اور جہنم بھی قسمت میں لکھی ہوئی ہے لیکن وہ ہر بندے کو اپنے عمل کے حساب سے ہی حاصل ہوگی، اس لیے انسان پر ضروری ہے کہ عمل کرے، فارغ نہ بیٹھے۔

١٦٩٨ ۔ حديث عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ : قَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَيُعْرَفُ اَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ : فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ ؟ قَالَ : ((كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهُ ' اَوْلِمَا يُسِّرَ لَهُ))۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب نے (یعنی خود انہوں نے) عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جنت کے لوگ اہل جہنم میں سے پہچانے جا چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا ''ہاں'' انہوں نے کہا کہ پھر عمل کرنے والے کیوں عمل کریں؟ آپ نے فرمایا کہ ہر شخص وہی عمل کرتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے یا جس کے لیے اسے سہولت دی گئی ہے۔

١٦٩٩ ۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ ' فِيْمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ ' وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ ' وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ ' فِيْمَا

حضرت سہل بن سعد ساعدی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک آدمی زندگی بھر بظاہر اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے اور ایک آدمی بظاہر اہل دوزخ کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت میں ہوتا ہے۔

١٦٩٨ ۔ البخاري في: 82 كتاب القدر: 2 باب جف القلم على علم الله (6596) مسلم (2649) ابو داود (4709)۔

١٦٩٩ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 77 باب لا يقول فلان شهيد ، مسلم (112) ۔

يَبْدُو لِلنَّاسِ ، وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) ۔

(2) باب حجاج آدم و موسٰی علیہما السلام

حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کا مناظرہ

۱۷۰۰ ۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : ((اِحْتَجَّ آدَمُ وَ مُوْسَى ۔ فَقَالَ لَهُ مُوْسَى : يَا آدَمُ ! اَنْتَ اَبُوْنَا ، خَيَّبْتَنَا ، وَاَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ ۔ قَالَ لَهُ آدَمُ : يَا مُوْسَى ! اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ ، وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ ، اَتَلُوْمُنِي عَلَى اَمْرٍ قَدَّرَ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَنِي بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ؟ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسَى)) ثَلَاثًا ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، آدم اور موسیٰ علیہما السلام نے مباحثہ کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا۔ آدم! آپ ہمارے باپ ہیں مگر آپ ہی نے ہمیں محروم کیا اور جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ موسیٰ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کے لیے برگزیدہ کیا اور اپنے ہاتھ سے آپ کے لیے تورات کو لکھا۔ کیا آپ مجھے ایک ایسے کام پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ آخر آدم علیہ السلام بحث میں موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ جملہ فرمایا۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ اگر کسی سے کوئی گناہ ہو جائے تو اپنی پریشانی دور کرنے اور قلبی اطمینان کے لیے تقدیر کا سہارا لے سکتا ہے (کہ یہ گناہ تو پہلے ہی میری تقدیر میں لکھا ہوا تھا) جیسا کہ آدم علیہ السلام نے اپنے آپ کو تسلی دی۔ البتہ یہ قطعاً جائز نہیں کہ تقدیر کا سہارا لے کر کسی گناہ کے ارتکاب پر دلیری حاصل کی جائے۔ بالفاظ دیگر تقدیر کا سہارا لینا مصائب میں درست جبکہ گناہ میں ناجائز ہے۔

(5) باب قدر علی ابن آدم حظه من الزنا وغیره

ابن آدم کی تقدیر میں زنا وغیرہ کا کچھ نہ کچھ حصہ مقدر ہے

۱۷۰۱ ۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : ((اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا ۔ اَدْرَكَ ذَلِكَ ، لَا مَحَالَةَ ۔ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ ۔ وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي ۔ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ وَيُكَذِّبُهُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے معاملہ میں زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جس سے وہ لامحالہ دوچار ہوگا۔ پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے، دل کا زنا یہ ہے کہ وہ خواہش اور آرزو کرتا ہے (ان تمام اعمال کو زنا اس لیے شمار کیا کیونکہ یہ زنا تک پہنچانے کا سبب ہیں)۔ پھر شرم گاہ اس خواہش کو سچا کرتی ہے یا جھٹلا دیتی ہے۔

۱۷۰۰ ۔ البخاری فی: 82 کتاب القدر: 11 باب تحاج آدم وموسى عند الله (3409) مسلم (2652) احمد (7391) ۔

۱۷۰۱ ۔ البخاری فی: 79 کتاب الاستئذان: 12 باب زنا الجوارح دون الفرج (6243) مسلم (2657) ابو داود (2152) ۔

(6) باب معنى كل مولود يولد على الفطرة وحكم موت اطفال الكفار واطفال المسلمين

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کا مفہوم اور کافروں اور مسلمانوں کی جو اولاد بچپن میں فوت ہو جاتی ہے وہ جنتی ہے یا دوزخی

١٧٠٢ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ. هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟)). ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رضي الله عنه: ((فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ، ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک جانور ایک صحیح سالم جانور جنتا ہے۔ کیا تم اس کا کوئی عضو (پیدائشی طور پر) کٹا ہوا دیکھتے ہو؟

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے جس پر لوگوں کو اس نے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ یہی دین قیم ہے۔

لغوی توضیح عَلَى الْفِطْرَةِ فطرت پر یعنی اسلام پر۔ تُنْتَجُ جنتا ہے۔ بَهِيمَةٌ جَمْعَاءَ صحیح سالم جانور (جس کے تمام اعضاء مکمل اور درست ہوں)۔ جَدْعَاءَ کان کٹا۔ یعنی جانور صحیح سالم جانور کو جنم دیتا ہے اس کے کان بعد میں کاٹے جاتے ہیں، اسی طرح انسان کا بچہ بھی صحیح دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے، بعد میں اس کے والدین جس مذہب پر ہوتے ہیں اسے بھی اسی پر چلا دیتے ہیں۔

١٧٠٣ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: ((اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکوں کے نابالغ بچوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے جو بھی وہ عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔

لغوی توضیح ذَرَارِي جمع ہے ذُرِّيَّة کی، معنی ہے اولاد، بچے۔ اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ یہ کیا عمل کریں گے۔ سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی غیر مکلّف (بچہ) کافر والدین کے پاس فوت ہو جائے تو دنیا کے احکام میں اس کا حکم وہی ہے جو اس کے والدین کا ہے لہٰذا اسے غسل دیا جائے گا' نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا البتہ آخرت میں اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے۔[1] شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔[2]

١٧٠٤ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے مشرکوں کے

١٧٠٢ - البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 80 باب إذا اسلم الصبي فمات هل يصلى عليه (1358) مسلم (2658)۔

١٧٠٣ - البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 93 باب ما قيل في اولاد المشركين (1384) مسلم (2659)۔

١٧٠٤ - البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 93 باب ما قيل في اولاد المشركين (1383) مسلم (2660) ابو داود (4711)۔

---

(1) [فتاوى إسلامية (2/ 65)]

(2) [ايضا]

عنهما ' سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ ـ فَقَالَ : ((اللّٰهُ ! اِذْ خَلَقَهُمْ ' اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ)) ـ

نابالغ بچوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب انہیں پیدا کیا تھا اسی وقت وہ خوب جانتا تھا کہ یہ کیا عمل کریں گے۔

[47] كتاب العلم

علم کا بیان

(1) باب النهى عن اتباع متشابه القرآن والتحذير من متبعيه والنهى عن الاختلاف فى القرآن

قرآن حکیم کی متشابہ آیات کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے اور جو ایسا کرے اس سے بچنا چاہیے نیز قرآن میں اختلاف کی ممانعت

١٧٠٥ ـ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' قَالَتْ : تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الْآيَةَ ـ ﴿هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِي قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهِ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ ﴿اُولُو الْاَلْبَابِ﴾ـ

قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((فَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ ـ فَاحْذَرُوْهُمْ)) ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی'' وہ اللہ جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں' پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لیے۔ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا' پختہ اور مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں' اور نصیحت تو صرف عقل مند حاصل کرتے ہیں''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا' جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہوں تو یاد رکھو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے (آیت بالا میں) ذکر فرمایا ہے اس لیے ان سے بچتے رہو۔

لغوی توضیح آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ محکم و مضبوط آیات۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ محکم آیات وہ ہیں جن کا معنی واضح ہے اور جن کا معنی واضح نہیں وہ متشابہ آیات ہیں۔ کچھ کا کہنا ہے کہ محکم آیات وہ ہیں جن کی مراد معلوم ہو جائے جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم وغیرہ

١٧٠٥ ـ البخارى فى: 65 كتاب التفسير: 3 سورة آل عمران: 1 باب منه آيات محكمات (4547) مسلم (2665)۔

جبکہ متشابہ وہ ہیں جن کا علم اللہ نے اپنے پاس رکھ لیا ہے جیسے وقوعِ قیامت اور خروجِ دجال وغیرہ۔ زَيْغٌ کجی، ٹیڑھ پن۔ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ وہ متشابہ آیات کے پیچھے لگتے ہیں۔ یعنی ان میں بحث وتمحیص کرتے ہیں۔ اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ فتنہ کی تلاش میں۔ یعنی حق کی تلاش میں نہیں بلکہ لوگوں کو دین کے معاملے میں فتنہ میں مبتلا کرنے کی غرض سے۔ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهٖ اور اس کی (من چاہی) تاویل وتفسیر کی تلاش میں۔ فَاحْذَرُوْهُمْ ان سے بچو۔ یعنی ان کی مجالس اختیار نہ کرو، ان سے زیادہ کلام مت کرو اور ان کی باتوں کی طرف دھیان نہ دو کہ کہیں تم فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

١٧٠٦۔ حدیث جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ))۔

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اس قرآن کو اس وقت تک ہی پڑھو جب تک تمہارے دل ملے جلے یا لگے رہیں۔ جب اختلاف اور جھگڑا کرنے لگو تو اٹھ کھڑے ہو۔

لغوی توضیح مَا ائْتَلَفَتْ جب تک ملے رہیں۔ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ جب تم (اس کے معانی ومفاہیم سمجھنے میں) اختلاف کرنے لگو۔ فَقُومُوا تو پھر اٹھ جاؤ (یعنی بکھر جاؤ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اختلاف تمہیں کسی شر کی طرف لے جائے)۔

(2) باب فی الالد الخصم

سخت جھگڑالو لوگوں کا بیان

١٧٠٧۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ، الْأَلَدُّ الْخَصِمُ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ ناپسندوہ آدمی ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔

لغوی توضیح اَلْأَلَدُّ سخت جھگڑا کرنے والا انسان۔ اَلْخَصِمُ جھگڑنے میں ماہر۔

(3) باب اتباع سنن الیھود والنصاری

یہود ونصاریٰ کے طور طریقوں کو اختیار کرنے کا بیان

١٧٠٨۔ حدیث أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ۔ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ)) قُلْنَا۔ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: ((فَمَنْ؟))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کرو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی سانڈے کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی اتباع کرو گے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہود ونصاریٰ مراد ہیں؟ فرمایا پھر اور کون؟

١٧٠٦۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 37 باب اقرء وا القرآن...(5060) مسلم (2667) دارمی (3359)۔

١٧٠٧۔ البخاری فی: 46 کتاب المظالم: 15 باب قول اللہ تعالیٰ "وھو الد الخصام" (2457) مسلم (2668)۔

١٧٠٨۔ البخاری فی: 96 کتاب الاعتصام: 14 باب قولہ النبی ﷺ لتتبعن سنن...(3456) مسلم (2669)۔

لغوی توضیح شِبْرًا بالشت۔ ذِرَاعًا بازو۔ جُحْر سوراخ، بل۔ ضَبّ سانڈا (اس کی تفصیلی وضاحت پیچھے حدیث نمبر ۱۷۰۱ کے تحت گزر چکی ہے)۔ معلوم ہوا کہ جیسے ہاتھ ہاتھ کے برابر اور بازو بازو کے برابر ہوتا ہے اسی طرح اس امت کے لوگ یہود و نصاریٰ کے طور طریقوں کو اپنا کر ان کی برابری کریں گے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان بالکل سچ ثابت ہوا اور جیسے یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیاء و علماء پر سختی کی اور انہیں قتل کیا اسی طرح اس امت کے لوگوں نے بھی علماء پر سختی کی، اس کے لیے امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ رحمہم اللہ اور ان جیسے دیگر بزرگ علماء کے حالاتِ زندگی ملاحظہ فرمائے جا سکتے ہیں۔ نیز جیسے یہود و نصاریٰ نے دین میں تحریف کا ارتکاب کیا، اس امت کے لوگوں نے بھی قرآن کے معانی و مفاہیم اور الفاظِ حدیث وغیرہ میں تحریف کی کوشش کی۔ علاوہ ازیں آج امتِ مسلمہ دوسرے بہت سے کاموں میں یہود و نصاریٰ کی نقالی کر رہی ہے (جیسے لباس، وضع قطع، کھانا پینا اور رہن سہن وغیرہ) حالانکہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ان کی مخالفت کا حکم ہے اور فرمانِ نبوی ہے کہ جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ (روزِ قیامت) انہی میں سے ہوگا۔[1]

(5) باب رفع العلم و قبضه وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان

قربِ قیامت میں علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت اور فتنہ عام ہوگا

۱۷۰۹۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، علاماتِ قیامت میں سے یہ ہے کہ (دینی) علم اٹھ جائے گا' اور جہل ہی جہل ظاہر ہو جائے گا۔ اور (اعلانیہ) شراب پی جائے گی' اور زنا پھیل جائے گا۔

لغوی توضیح أَشْرَاطِ علامات۔ السَّاعَةِ قیامت کی۔

۱۷۱۰۔ حديث أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامًا، يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ، وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ، وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ، وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ))۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سے پہلے ایسے دن ہوں گے جن میں جہالت اتر پڑے گی اور علم اٹھا لیا جائے گا اور ہرج بڑھ جائے گا اور ہرج قتل ہے۔

۱۷۱۱۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا زمانہ قریب ہوتا جائے گا اور عمل کم ہوتا جائے گا۔ اور لالچ دلوں میں ڈال دیا

۱۷۰۹۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 21 باب رفع العلم وظهور الجهل (80) مسلم (2671) ترمذی (2205)۔
۱۷۱۰۔ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 5 باب ظهور الفتن (7064) مسلم (2672) ترمذی (2200)۔
۱۷۱۱۔ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 5 باب ظهور الفتن (6037) مسلم (157) ابوداود (4255)۔

---

[1] [صحیح: ارواء الغليل (2691) صحيح الجامع الصغير (2831)]

وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ ' وَيُلْقَى الشُّحُّ ' وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ ' وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ)) قَالُوا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَيُّمَ هُوَ ؟ قَالَ : ((اَلْقَتْلُ ' اَلْقَتْلُ)) ۔

جائے گا اور فتنے ظاہر ہونے لگیں گے اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی۔ لوگوں نے سوال کیا یارسول اللہ! یہ ہرج کیا چیز ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ قتل، قتل۔

لغوی توضیح يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ زمانہ قریب ہو جائے گا۔ یعنی جو چیز زیادہ وقت میں حاصل ہوتی تھی وہ کم وقت میں حاصل ہوگی جیسے دور دراز علاقوں میں سفر جو جانوروں پر مہینوں میں طے ہوتا تھا، اب موٹر گاڑیوں اور جہازوں وغیرہ کے ذریعے گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔ یا یہ معنی ہے کہ زندگی کا وقت جلدی طے ہو جائے گا یعنی عمریں کم ہو جائیں گی اور اموات جلد واقع ہونے لگیں گی۔ يُلْقَى (دلوں میں بخیلی) ڈال دی جائے گی۔ اَلشُّحُّ وہ بخیلی جس میں حرص بھی شامل ہو۔

١٧١٢ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه ۔ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا ' يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ ۔ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ ۔ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا ' اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا ' فَسُئِلُوْا ' فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ ' فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے۔ لیکن وہ (پختہ کار) علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔ حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے' ان سے سوالات کیے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ اس لئے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

لغوی توضیح لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اللہ علم نہیں اٹھائے گا (یعنی کتاب وسنت کا علم)۔ يَنْتَزِعُهُ اسے چھین لے یا کھینچ لے۔ مِنَ الْعِبَادِ بندوں (کے دلوں) سے۔ رُءُوْسًا جمع ہے رأس کی، مراد ہے سردار۔ فَاَفْتَوْا وہ جواب دیں گے، فیصلے کریں گے (یہاں قاضی، جج، مفتی اور جاہل سب مراد ہیں)۔ بِغَيْرِ عِلْمٍ یعنی کتاب وسنت کے علم کے بغیر محض اپنی رائے کے مطابق ہی۔

(1) باب الحث على ذكر الله تعالى

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی فضیلت

١٧١٣ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى : اَنَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ اور جب بھی

١٧١٢ ۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 34 باب کیف یقبض العلم (100) مسلم (2673) ترمذی (2652) ابن ماجه (52)۔

١٧١٣ ۔ البخاری فی: 97 کتاب التوحید: 15 باب قول الله تعالی "ويحذركم الله نفسه" (7405) مسلم (2675) ۔

عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي ' وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي ۔ فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ' ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي ۔ وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ' ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ ۔ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ ' تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا ۔ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا ' تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا ۔ وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي ' أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)) ۔

وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر (فرشتوں کی) مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں۔

لغوی توضیح أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ یعنی جیسا بندہ مجھ سے گمان رکھتا ہے میں بھی ویسا ہی بن جاتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اچھی امید رکھنی چاہیے۔ مَلَإٍ جماعت۔ إِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ اگر وہ میرے قریب آئے (میری اطاعت وعبادت کر کے)۔ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ میں بھی اس کے قریب ہوتا ہوں (اپنی رحمت ومغفرت کے ذریعے)۔ بَاعًا دونوں بازوؤں کے برابر۔ هَرْوَلَةً تیز چال جو دوڑ سے کچھ کم ہو۔

(2) باب فی أسماء الله تعالى و فضل من احصاها

اسمائے باری تعالیٰ کا بیان اور ان کو یاد کرنے والے کی فضیلت

١٧١٤ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ' قَالَ : ((إِنَّ اللَّهَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا ' مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا ۔ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى ((وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں' ایک کم سو۔ جو شخص بھی انہیں یاد کرے گا جنت میں جائے گا۔ اور ایک دوسری روایت میں اضافہ ہے کہ اللہ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔

لغوی توضیح تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا ننانوے نام۔ یہ ننانوے نام جامع ترمذی کی ایک روایت میں مذکور ہیں لیکن وہ ضعیف ہے۔[1] جمہور علماء کا کہنا ہے کہ اسمائے حسنیٰ ننانوے سے بھی زیادہ ہیں، یہ عدد صرف اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ جو اتنے نام یاد کر لے گا وہ جنت میں جائے گا۔ مَنْ أَحْصَاهَا جس نے انہیں یاد کیا۔ شیخ صالح فوزان فرماتے ہیں کہ یاد کرنے سے مراد ہے انہیں شمار کرنا، ان کے معانی سمجھنا اور ان کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کرنا۔ صرف انہیں لکھ لینا یا گن لینا کافی نہیں۔[2] يُحِبُّ الْوِتْرَ طاق عدد کو پسند کرتا ہے۔ اسی وجہ سے بہت سے احکام طاق عدد پر ہی مشتمل ہیں جیسے نمازیں پانچ، وضوء میں اعضاء کا دھونا تین تین مرتبہ، طواف کے چکر سات، صفا مروہ کی سعی کے چکر سات، جمرات کو کنکریاں مارنی سات، ایام تشریق تین وغیرہ وغیرہ۔

١٧١٤ ۔ البخاري في: 54 كتاب الشروط: 81 باب ما يجوز من الاشتراط ...(2736) مسلم (2677) ترمذی (3508) ۔

[1] [ضعیف : ضعيف الجامع (1945) ترمذی (3507)] [2] [اعانة المستفيد بشرح كتاب التوحيد (2/ 211)]

(3) باب العزم بالدعاء ولا يقل ان شئت

اس طرح دعا کرنا منع ہے کہ اگر چاہے ایسا کردے بلکہ پورے وثوق سے دعا مانگنی چاہیے

١٧١٥ ۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ، فَلْيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ ۔ وَلَا يَقُوْلَنَّ: اللّٰهُمَّ! إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي ۔ فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ)) ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اللہ سے قطعی طور پر مانگے اور یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے عطا فرما۔ کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔

لغوی توضیح: فَلْيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ بالجزم سوال کرے (یعنی ہر قسم کے تردد و شک کے بغیر پختہ طور پر دعا مانگے کہ اے اللہ! مجھے فلاں چیز ضرور عطا فرما۔ یہ نہ کہے کہ اگر تو چاہے تو عطا فرمادے وغیرہ وغیرہ)۔ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ اس پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔

١٧١٦ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِي، اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْنِي، إِنْ شِئْتَ ۔ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ، فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس طرح نہ کہے کہ یا اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کردے۔ میری مغفرت کردے، بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے۔ کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔

(4) باب كراهة تمني الموت لضر نزل به

کسی تکلیف یا مصیبت کے وقت موت کی آرزو کرنا منع ہے

١٧١٧ ۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ ۔ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا لِلْمَوْتِ، فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي)) ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص کسی تکلیف کی وجہ سے جو اسے ہونے لگی ہو، موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر موت کی تمنا ضروری ہی ہو جائے تو یہ کہے کہ "اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھنا اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے اٹھالینا۔

لغوی توضیح: لِضُرٍّ کسی تکلیف کی وجہ سے۔ نَزَلَ بِهِ جو اسے پہنچی ہو۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ موت کی تمنا کرنا حرام ہے۔ تاہم شہادت کی تمنا کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں (ملاحظہ فرمائیے گزشتہ حدیث ۱۲۲۹)۔

١٧١٥ ۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 21 باب ليعزم المسئلة فإنه لا مكره له (6338) مسلم (2678) ۔

١٧١٦ ۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 21 باب ليعزم المسئلة فإنه لا مكره له (6339) مسلم (2679) ۔

١٧١٧ ۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 30 باب الدعاء بالموت والحياة (5671) مسلم (2680) ترمذی (971) ۔

۱۷۱۸ - حدیث خَبَّابٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنْ قَیْسٍ، قَالَ: اَتَیْتُ خَبَّابًا، وَقَدِ اکْتَوٰی سَبْعًا فِی بَطْنِهِ ۔ فَسَمِعْتُهُ یَقُوْلُ: لَوْ لَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهَانَا اَنْ نَدْعُوْا بِالْمَوْتِ، لَدَعَوْتُ بِهِ ۔

قیس بن ابی حازم نے کہا کہ میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے سات داغ (کسی بیماری کے علاج کے لیے) لگوائے تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ نے اگر ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور اس کی دعا کرتا۔

(5) باب من أحب لقاء الله احب الله لقاءہ ومن کرہ لقاء الله کرہ الله لقاءہ

جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا خواہش مند ہو اللہ اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرے اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے

۱۷۱۹ - حدیث عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ)) ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔

لغوی توضیح مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ جو اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے۔ یعنی موت سے محبت کرتا ہے اور اللہ کی تیار کردہ نعمتوں سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے۔ یہ چیز وفات کے وقت مومن کے دل میں پیدا ہوتی ہے جب اسے اللہ کی رضامندی کی بشارت دی جاتی ہے۔ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔ یعنی موت سے نفرت کرتا ہے اور دنیا سے جانا نہیں چاہتا۔ یہ وفات کے وقت کافر کی حالت ہوتی ہے جب اسے جہنم کے عذاب دکھائی دیتے ہیں۔

۱۷۲۰ - حدیث اَبِی مُوسَی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ ۔ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ))۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔

(6) باب فضل الذکر والدعاء والتقرب الی الله تعالی

ذکر الٰہی، دعا اور اللہ کا قرب تلاش کی فضیلت

۱۷۲۱ - حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی بِی، وَاَنَا مَعَهُ اِذَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب وہ مجھے اپنے

۱۷۱۸ - البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 30 باب الدعاء بالموت والحیاة (5672) مسلم (2681) نسائی (1822) -
۱۷۱۹ - البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 41 باب من احب لقاء الله احب الله لقاءہ (6502) مسلم (2683) -
۱۷۲۰ - البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 41 باب من احب لقاء الله احب الله لقاءہ (6508) مسلم (2686) -
۱۷۲۱ - البخاری فی: 97 کتاب التوحید: 15 باب قول الله تعالی "ویحذرکم الله نفسه" (7405) مسلم (2675) -

ذَكَرَنِي۔ فَاِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ، ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي ۔ وَاِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَاءٍ ، ذَكَرْتُهُ فِي مَلَاءٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ ۔ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ بِشِبْرٍ ، تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا ۔ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا ، تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا ۔ وَاِنْ اَتَانِي يَمْشِي ، اَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)) ۔

دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر (فرشتوں کی) مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں۔

(8) باب فضل مجالس الذكر

ذکر الٰہی کی مجالس کی فضیلت

١٧٢٢ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ ، يَلْتَمِسُونَ اَهْلَ الذِّكْرِ ۔ فَاِنْ وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ ، تَنَادَوْا : هَلُمُّوا ! اِلَى حَاجَتِكُمْ ۔ قَالَ : فَيَحُفُّونَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا۔ قَالَ : فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ ، وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْهُمْ ۔ مَا يَقُولُ عِبَادِي ؟ قَالُوا : يَقُولُونَ ، يُسَبِّحُونَكَ ، وَيُكَبِّرُونَكَ ، وَيَحْمَدُونَكَ ، وَيُمَجِّدُونَكَ ۔ قَالَ : فَيَقُولُ هَلْ رَاَوْنِي ؟ قَالَ : فَيَقُولُونَ ، لَا وَاللّٰهِ ! مَا رَاَوْكَ ۔ قَالَ : فَيَقُولُ وَكَيْفَ لَوْ رَاَوْنِي ؟ قَالَ : يَقُولُونَ ، لَوْ رَاَوْكَ كَانُوا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً ، وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا ، وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا قَالَ : يَقُولُ فَمَا يَسْاَلُونِي ؟ قَالَ : يَسْئَلُونَكَ الْجَنَّةَ ۔ قَالَ : يَقُولُ وَهَلْ رَاَوْهَا ؟ قَالَ : يَقُولُونَ ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کی یاد کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پھر جہاں وہ کچھ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مطلب حاصل ہو گیا۔ پھر وہ پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ان پر امنڈتے رہتے ہیں۔ پھر اپنے رب کی طرف چلے جاتے ہیں۔ ان کا رب ان سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح پڑھتے تھے، تیری کبریائی بیان کرتے تھے، تیری حمد کرتے تھے اور تیری بڑائی کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں، نہیں۔ واللہ! انہوں تجھے نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر ان کا اس وقت کیا حال ہوتا جب وہ مجھے دیکھے ہوئے ہوتے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے تو تیری عبادت اور بھی بہت زیادہ کرتے۔ تیری بڑائی سب سے زیادہ بیان کرتے۔ تیری تسبیح سب سے زیادہ کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، پھر وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتے

١٧٢٢ - البخاري فی: 80 كتاب الدعوات: 66 باب فضل ذكر الله عز وجل (6408) مسلم (2689) ترمذی (3600)۔

لَا وَاللّٰهِ ! يَا رَبِّ ! مَا رَاَوْهَا ـ قَالَ : يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا ؟ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا ، كَانُوا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا ، وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا ، وَاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً ـ قَالَ : فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ ؟ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ ـ قَالَ : يَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا ـ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ ، لَا وَاللّٰهِ ! مَارَاَوْهَا ـ قَالَ : يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا ؟ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ ، لَوْ رَاَوْهَا كَانُوا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا ، وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً ـ قَالَ : فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ ـ قَالَ : يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ : فِيْهِمْ فُلَانٌ ، لَيْسَ مِنْهُمْ ـ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ ـ قَالَ : هُمُ الْجُلَسَاءُ ، لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ)) ـ

ہیں۔بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے۔کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں۔نہیں' واللہ اے رب! انہوں نے تیری جنت نہیں دیکھی۔اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس کے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے' سب سے بڑھ کر اس کے طلبگار ہوتے اور سب سے زیادہ اس کے آرزومند ہوتے۔پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں' دوزخ سے۔اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں نہیں' واللہ' انہوں نے جہنم کو دیکھا نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' پھر اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے۔اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کی۔نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس پر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا کہ ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا' بلکہ وہ کسی ضرورت سے آ گیا تھا۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ (ذاکرین) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔

لغوی توضیح: اَهْلَ الذِّكْرِ اہل ذکر (جو مسنون اذکار کے ساتھ اپنی مجالس کو آباد رکھتے ہیں)۔ فَيَحُفُّوْنَهُمْ انہیں گھیر لیتے ہیں۔ بِاَجْنِحَتِهِمْ اپنے پروں کے ساتھ۔ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی کی مجالس کی اتنی فضیلت ہے کہ جو شخص گزرتے گزرتے کسی ذاتی کام کی وجہ سے ہی ان کے ساتھ بیٹھ جائے' وہ بھی بخشا جاتا ہے۔

(9) باب فضل الدعاء باللهم آتنا في الدنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقنا عذاب النار

دنیا اور آخرت کی بھلائی اور آگ کے عذاب سے بچنے کی دعا کرنے کی فضیلت

١٧٢٣ ـ حديث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ اَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ : ((اَللّٰهُمَّ ! رَبَّنَا !

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی اکثر یہ دعا ہوا کرتی تھی "اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھلائی

١٧٢٣ ـ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 55 باب قول النبي ﷺ ربنا آتنا ...، مسلم (2690) ابو داود (1519) ـ

آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ' وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً ' وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) -

عطا کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

(10) باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء

لا الہ اللہ' سبحان اللہ اور دعا مانگنے کا ثواب

١٧٢٤ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ' قَالَ: ((مَنْ قَالَ ؛ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ - كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ ' وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ ' وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ ' وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ ' يَوْمَهُ ذَلِكَ ' حَتَّى يُمْسِي - وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ ' إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص دن بھر میں سو مرتبہ یہ دعا پڑھے گا "نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے' اس کا کوئی شریک نہیں' ملک اسی کا ہے۔ اور تمام تعریف اسی کے لیے ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے" تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس سے مٹا دی جائیں گی۔ اس روز دن بھر یہ دعا شیطان سے اس کی حفاظت کرتی رہے گی۔ تا آنکہ شام ہو جائے' اور وہی شخص اس سے بہتر عمل لے کر آئے گا' جو اس سے بھی زیادہ یہ کلمہ پڑھ لے۔

لغوی توضیح مُحِيَتْ مٹادی جائیں گی۔ حِرْزًا بچاؤ، حفاظت۔

١٧٢٥ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ' قَالَ: ((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ' فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ ' حُطَّتْ خَطَايَاهُ ' وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)) -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے سبحان الله وبحمده دن میں سو مرتبہ کہا' اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

لغوی توضیح حُطَّتْ مٹا دیئے جائیں گے، معاف کر دیئے جائیں گے۔ زَبَدِ الْبَحْرِ سمندر کی جھاگ۔

فہم الحدیث اہل علم کا کہنا ہے کہ ان گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کبیرہ نہیں کیونکہ کبیرہ گناہ تو صرف توبہ کے ساتھ ہی معاف ہوتے ہیں البتہ بعض نے کہا ہے کہ اگر کسی کے صغیرہ گناہ نہ ہوں صرف کبیرہ ہی ہوں تو امید ہے کہ اس کلمہ کی برکت سے اُن میں بھی تخفیف کر دی جائے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ کہے اس کے لیے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگ جاتا ہے۔[1]

١٧٢٤ - البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبليس وجنوده (3293) مسلم (2691) ترمذی (3468)۔

١٧٢٥ - البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 65 باب فضل التسبيح ، مسلم (2692) ابو داود (5091) ترمذی (3469) -

[1] [صحیح: الصحیحة (64) هداية الرواة (2244) ترمذی (3464) نسائی فی عمل الیوم واللیلة (827)]

١٧٢٦ـ حديث أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ قَالَ عَشْرًا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ))۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ کلمہ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے'' دس مرتبہ پڑھ لیا وہ ایسا ہوگا جیسے اس نے اولادِ اسماعیل میں سے ایک (عربی غلام) آزاد کیا۔

فہم الحدیث: اس حدیث میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلاموں کی آزادی کا ذکر اس لیے ہے کیونکہ اولادِ اسماعیل خاندانی شرافت میں دوسروں سے بڑھ کر ہے، اس لیے ان کے غلام آزاد کرنا بھی افضل ہے۔

١٧٢٧ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَلِمَتَانِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں لیکن ترازو میں بہت بھاری اور رحمان کو عزیز ہیں (وہ یہ ہیں) سبحان الله العظيم سبحان الله وبحمده۔

فہم الحدیث: اس حدیث سے مذکورہ کلمات کی خاص فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ روزِ قیامت میزان قائم کیا جائے گا جس میں لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے۔ علاوہ ازیں اس حدیث سے رحمتِ الٰہی کی وسعت بھی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان مختصر کلموں کے بدلے عظیم اجر و بدلہ عطا فرمائیں گے۔

(13) باب استحباب خفض الصوت بالذكر

آہستہ آواز سے ذکر کرنا مستحب ہے

١٧٢٨ـ حديث أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ، أَوْ قَالَ: لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ۔ فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ: اللَّهُ أَكْبَرُ! اللَّهُ أَكْبَرُ! لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ۔ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا۔ إِنَّكُمْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر لشکر کشی کی یا یوں بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ (خیبر کی طرف) روانہ ہوئے تو (راستے میں) لوگ ایک وادی میں پہنچے اور بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہنے لگے الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله حضور ﷺ نے فرمایا اپنی جانوں پر رحم کرو، تم کسی بہرے کو یا ایسے شخص کو نہیں پکار رہے ہو جو تم سے دور ہو، جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور تمہارے بہت نزدیک ہے بلکہ وہ

١٧٢٦ـ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 64 باب فضل التهليل (6404) مسلم (2693) ترمذي (3553)۔

١٧٢٧ـ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 65 باب فضل التسبيح (6406) مسلم (2694) ابن ماجه (3806)۔

١٧٢٨ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (2992) مسلم (2704) ترمذي (3461)۔

تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا ' وَهُوَ مَعَكُمْ)) وَاَنَا خَلْفُ دَابَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ـ فَسَمِعَنِي وَاَنَا اَقُوْلُ : لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ـ فَقَالَ لِي : ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ ! قُلْتُ : لَبَّيْكَ ! رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : ((اَلَا اَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ ؟)) قُلْتُ : بَلَى ! رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فِدَاكَ اَبِي وَاُمِّي ـ قَالَ : ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) ـ

تمہارے ساتھ ہے۔ میں حضور ﷺ کی سواری کے پیچھے تھا' میں نے جب لا حول ولا قوة الا بالله' کہا تو حضور ﷺ نے سن لیا' آپ نے فرمایا عبداللہ بن قیس! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا' کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے عرض کیا ضرور بتائیے' یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ کلمہ یہی ہے لا حول ولا قوة الا باالله۔

لغوی توضیح اِرْبَعُوْا عَلَى اَنْفُسِكُمْ اپنے نفسوں پر نرمی کرو۔ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا نہ بہرہ ہے اور نہ غائب۔ یعنی جس پروردگار کو تم پکار رہے ہو اس کے لیے سننا اور دیکھنا کوئی مشکل نہیں خواہ کوئی چیز معمولی اور ہلکی ہی کیوں نہ ہو۔ لَا حَوْلَ نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے۔ وَلَا قُوَّةَ اور نہ گناہ سے بچنے کی قوت ہے۔ اِلَّا بِاللّٰهِ مگر صرف اللہ کی مدد و توفیق سے ہی۔ اس کلمے کو خزانہ اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ جو اس کی پابندی کرے گا اور بکثرت یہ کلمہ کہتا رہے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ نہایت عمدہ بدلہ جنت میں ذخیرہ کردیں گے۔

۱۷۲۹ ـ حدیث اَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : عَلِّمْنِي دُعَاءً اَدْعُوْ بِهِ فِي صَلَاتِي ـ قَالَ : ((قُلْ ؛ اَللّٰهُمَّ ! اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا ' وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ـ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ)) ـ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو" اے اللہ! میں نے اپنی جان پر (گناہ کر کے) بہت زیادہ ظلم کیا، پس گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں، مجھے اپنے پاس سے بھرپور مغفرت عطا فرما اور مجھ پر رحم کر کہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا بلاشبہ تو ہی ہے۔"

فهم الحديث معلوم ہوا کہ یہ دعا نماز میں پڑھی جاسکتی ہے اس لیے نماز میں تشہد پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھ لینی چاہیے۔

۱۷۳۰ ـ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! عَلِّمْنِي دُعَاءً اَدْعُوْ بِهِ فِي صَلَاتِي ـ قَالَ : ((قُلْ ؛ اَللّٰهُمَّ ! اِنِّي

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! مجھے ایسی دعا سکھائیے جو میں اپنی نماز میں پڑھا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ پڑھا کرو" اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا گناہوں کو اور

۱۷۲۹ ـ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 149 باب الدعاء قبل السلام (834) مسلم (2705) ترمذی (3531) ـ
۱۷۳۰ ـ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 9 باب قول الله تعالى "وكان الله سميعًا بصيرًا" ـ

ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا ' وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ . فَاغْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً ' إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)) -

کوئی نہیں بخشتا۔ پس میرے گناہ اپنے پاس سے بخش دے۔ بلاشبہ تو بڑا مغفرت کرنے والا' بڑا رحم کرنے والا ہے۔"

(14) باب التعوذ من شر الفتن وغيرها

فتنوں وغیرہ سے کے شر سے پناہ مانگنے کا بیان

١٧٣١ - حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ : ((اللّٰهُمَّ ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ ' وَعَذَابِ النَّارِ ' وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ ' وَعَذَابِ الْقَبْرِ ' وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى ' وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ - اَللّٰهُمَّ ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ - اَللّٰهُمَّ ! اغْسِلْ قَلْبِي بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ - وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا ' كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ - وَبَاعِدْ بَيْنِي وَ بَيْنَ خَطَايَايَ ' كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ' اَللّٰهُمَّ ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ ' وَالْمَأْثَمِ ' وَالْمَغْرَمِ)) -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے فتنہ سے اور دوزخ کے عذاب سے' قبر کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے' اور مال داری کی بری آزمائش سے اور محتاجی کی بری آزمائش سے' اور مسیح دجال کی بری آزمائش سے۔ اے اللہ! میرے دل کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے' اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی دوری مشرق و مغرب میں ہے' اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے' گناہ سے اور قرض سے۔"

لغوی توضیح فِتْنَةِ النَّارِ فتنہ آزمائش وامتحان کو کہتے ہیں۔ آگ کے فتنہ سے مراد ہے جہنم کے داروغوں کا یہ سوال کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ فِتْنَةِ الْقَبْرِ قبر کا فتنہ یعنی منکر اور نکیر دو فرشتوں کا سوال۔ فِتْنَةِ الْغِنَى مالداری کا فتنہ یعنی ایسا مال جو انسان کو متکبر و سرکش بنا دے۔ فِتْنَةِ الْفَقْرِ فقیری کا فتنہ یعنی ایسا فقر جو انسان کو حرام اور کفر میں مبتلا کر دے۔ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ مسیح دجال کا فتنہ یعنی جس کی وجہ سے انسان ایمان پر قائم نہ رہ سکے اور دجال کی دعوت پر لبیک کہہ دے۔ الثَّلْجِ برف۔ الْبَرَدِ اولے۔ الدَّنَس میل کچیل۔ الْكَسَلِ سستی۔ الْمَأْثَمِ گناہ۔ الْمَغْرَمِ قرض۔

(15) باب التعوذ من العجز والكسل غيره

عجز اور سستی وغیرہ سے پناہ مانگنے کا بیان

١٧٣٢ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : ((اللّٰهُمَّ ! إِنِّي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کہا کرتے تھے کہ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں' عاجزی سے' سستی سے'

١٧٣١ - البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 46 باب التعوذ من فتنة الفقر ، مسلم (589) -

١٧٣٢ - البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 38 باب التعوذ من فتنة المحيا والممات (2823) مسلم (2706) -

أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ ' وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ' وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)) ۔

بزدلی سے اور بہت زیادہ بڑھاپے سے' اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کی آزمائشوں سے۔''

لغوی توضیح اَلْعَجْزِ عاجزی، طاقت نہ ہونا۔ مراد ہے اُمورِ خیر بجالانے کی طاقت نہ رہے۔ اَلْجُبْنِ بزدلی۔ کیونکہ یہ بہت سے واجبات کی ادائیگی میں رکاوٹ ہے جیسے امر بالمعروف و نہی عن المنکر وغیرہ۔ اَلْهَرَمِ بڑھاپا۔ فِتْنَةِ الْمَحْيَا زندگی کا فتنہ یعنی وہ آزمائشیں جو انسان کو زندگی میں درپیش ہوتی ہیں (جیسے شہوات اور حب دنیا وغیرہ)۔ وَالْمَمَاتِ اور موت کا فتنہ۔ یعنی وہ آزمائشیں جو موت کے وقت درپیش ہوں گی۔

(16) باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره

قضائے بد اور بدبختی وغیرہ میں مبتلا ہونے سے پناہ مانگنے کا بیان

١٧٣٣۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ ' وَدَرْكِ الشِّقَاءِ ' وَسُوْءِ الْقَضَاءِ ' وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مصیبت کی سختی' تباہی تک پہنچ جانے' قضاوقدر کی برائی اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگتے تھے۔

لغوی توضیح جَهْدِ الْبَلَاءِ مصیبت کی سختی، یعنی ایسی آزمائش جسے برداشت کرنے کی طاقت نہ ہو۔ دَرْكِ الشِّقَاءِ ہلاکت و تباہی تک پہنچ جانا۔ سُوْءِ الْقَضَاءِ تقدیر کی برائی، یعنی تقدیر میں لکھی ہوئی آزمائش۔ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ دشمنوں کے خوش ہونے سے۔ شَمَاتَة اس خوشی کو کہتے ہیں جو نقصان کے وقت دشمن کو حاصل ہو۔

(17) باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع

سوتے وقت بستر پر لیٹ کر کیا کہے؟

١٧٣٤۔ حدیث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ ' فَتَوَضَّأْ وَضُوْئَكَ لِلصَّلَاةِ۔ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ۔ ثُمَّ قُلْ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَ فَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ ۔ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ ۔ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم اپنے بستر پر لیٹنے آؤ تو اس طرح وضو کرو جس طرح نماز کے لیے کرتے ہو۔ پھر داہنی کروٹ پر لیٹ کر یوں کہو'' اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف جھکا دیا۔ اپنا معاملہ تیرے ہی سپرد کر دیا۔ میں نے تیرے ثواب کی توقع اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھے ہی پشت پناہ بنا لیا۔ تیرے سوا کہیں پناہ اور نجات کی جگہ نہیں۔ اے اللہ! جو کتاب تو نے نازل کی میں اس پر ایمان

١٧٣٣۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 28 باب التعوذ من جهد البلاء (6341) مسلم (2707) بغوی (1360)۔

١٧٣٤۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 75 باب فضل من بات على الوضوء (247) مسلم (2710) ترمذی (3394)۔

اَللّٰهُمَّ ! آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ ۔ فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ ، فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهِ))۔ قَالَ ، فَرَدَّدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَلَمَّا بَلَغْتُ ((اَللّٰهُمَّ ! آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ ۔ قُلْتُ : وَرَسُولِكَ ۔ قَالَ : ((لَا ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ))۔

لایا۔ جو نبی تو نے بھیجا میں اس پر ایمان لایا۔'' پس اگر اس حالت میں اسی رات مر گیا تو فطرت پر مرے گا۔ اور اس دعا کو سب باتوں کے اخیر میں پڑھ۔
حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس دعا کو دوبارہ پڑھا۔ جب میں آمنت بکتابك الذی انزلت پر پہنچا تو میں نے ورسولك (کالفظ) کہہ دیا۔ آپ نے فرمایا نہیں (یوں کہو) ونبیك الذی أرسلت۔

لغوی توضیح مَضْجَعَ سونے کی جگہ۔ فَوَّضْتُ میں نے سپرد کردیا۔ مَلْجَأً پناہ گاہ۔ مَنْجَاً نجات کی جگہ۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ سوتے وقت باوضوء ہوکر، دائیں کروٹ پر، درج بالا دعا پڑھ کر لیٹنا مستحب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دینی معاملات میں مکمل طور پر نبی ﷺ کی اتباع کرنا ضروری ہے، اپنی طرف سے کسی لفظ کی تبدیلی بھی اسلام میں گوارا نہیں۔

۱۷۳۵۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ ، فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ ۔ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ۔ ثُمَّ يَقُولُ : بِاسْمِكَ رَبِّ ! وَضَعْتُ جَنْبِي ، وَبِكَ أَرْفَعُهُ ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي ، فَارْحَمْهَا ، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا ، فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹے تو پہلے اپنا بستر اپنے ازار کے کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی بے خبری میں کیا چیز اس پر آ گئی ہے۔ پھر یہ دعا پڑھے ''میرے پالنے والے تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیرے ہی نام سے اسے اٹھاؤں گا اگر تو نے میری جان کو روک لیا تو اس پر رحم کرنا اور اگر چھوڑ دیا (زندگی رکھی) تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا جس طرح تو صالحین کی حفاظت کرتا ہے۔''

لغوی توضیح أَوَى پناہ لے (یعنی لیٹے)۔ فَلْيَنْفُضْ جھاڑ لے۔ فِرَاشَهُ اپنا بستر۔ معلوم ہوا کہ بستر پر لیٹنے سے پہلے اسے اچھی طرح جھاڑ لینا مستحب ہے۔ نیز اس حدیث میں ایک دوسری دعا بھی مذکور ہے جسے سوتے وقت پڑھنا بھی مستحب ہے۔ علاوہ ازیں ایک دوسری روایت میں سونے کی یہ دعا بھی مذکور ہے اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا ۔[1]

(18) باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل

اپنے کردہ اور نہ کردہ اعمال کے شر سے پناہ مانگنے کا بیان

۱۷۳۶۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کہا کرتے تھے،

۱۷۳۵۔ البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 13 باب حدثنا احمد بن یونس (6320) مسلم (2714) ابوداود (5050)۔
۱۷۳۶۔ البخاری فی: 97 کتاب التوحید: 7 باب قول الله تعالی "وهو العزیز الحکیم" (7383) مسلم (2717)۔

[1] [بخاری (6314) کتاب الدعوات]

ﷺ كَانَ يَقُوْلُ : ((اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا إِلٰـهَ إِلَّا اَنْـتَ الَّـذِي لَا يَـمُـوْتُ ، وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ))۔

تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی معبود تیرے سوا نہیں۔ تیری ایسی ذات ہے جسے موت نہیں اور جن وانس فنا ہو جائیں گے۔

۱۷۳۷۔ حدیث اَبِي مُوْسٰی رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، اَنَّـهُ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ : ((رَبِّ ! اغْفِرْلِي خَطِيْئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي كُلِّهِ ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي ، اَللّٰهُمَّ ! اغْفِرْلِي خَطَايَايَ وَعَمْدِي ، وَجَهْلِي وَهَزْلِي ، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي ، اَللّٰهُمَّ ! اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) ۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے ''میرے رب! میری خطا، میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما اور وہ گناہ بھی جن کا تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر، میری خطاؤں میں، میرے بالارادہ اور بلا ارادہ کاموں میں اور میرے ہنسی مزاح کے کاموں میں اور یہ سب میری ہی طرف سے ہیں۔ اے اللہ! میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور ان میں جو کروں گا اور جنہیں میں نے چھپایا، جنہیں میں نے ظاہر کیا، تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

لغوی توضیح خَطَايَايَ غیر ارادی طور پر کیے جانے والے گناہ۔ عَمْدِي ارادتاً کیے ہوئے گناہ۔ جَهْلِي لاعلمی میں کیے ہوئے گناہ۔ هَزْلِي مذاق میں کیے ہوئے گناہ۔ مَا اَسْرَرْتُ جو میں نے چھپ کر گناہ کیے۔

فهم الحديث یہ ایک نہایت عمدہ اور جامع دعا ہے کیونکہ اس میں ہر طرح کے گناہوں سے معافی مانگی گئی ہے، اس لیے اسے اکثر اوقات پڑھتے رہنا چاہیے۔

۱۷۳۸۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، كَانَ يَقُوْلُ : ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، اَعَزَّ جُنْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ ، فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، جس نے اپنے لشکر کو فتح دی، اپنے بندے (یعنی محمد ﷺ) کی مدد کی اور احزاب (یعنی افواج کفار) کو تنہا بھگا دیا، پس اس کے بعد کوئی چیز اس کے مدمقابل نہیں ہو سکتی۔''

(19) باب التسبيح اول النهار وعند النوم

صبح کے وقت اور سوتے وقت تسبیح کرنے کا بیان

۱۷۳۹۔ حدیث عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ فَاطِمَةَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے چکی

۱۷۳۷۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 60 باب قول النبي ﷺ اللهم اغفر لي ما قدمت...(6398) مسلم (2719)۔
۱۷۳۸۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 29 باب غزوة الخندق وهي الاحزاب (4114) مسلم (2724)۔
۱۷۳۹۔ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 9 باب مناقب علي ...(3113) مسلم (2727)۔

عَلَيْهَا السَّلَامُ، شَكَتْ مَا تَلْقَى مِنْ أَثَرِ الرَّحَاءِ ۔ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ سَبْيٌ ۔ فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ ۔ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ، فَأَخْبَرَتْهَا ۔ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيءِ فَاطِمَةَ ۔ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، إِلَيْنَا، وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا ۔ فَذَهَبْتُ لأَقُومَ، فَقَالَ: ((عَلَى مَكَانِكُمَا)) فَقَعَدَ بَيْنَنَا، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي ۔ وَقَالَ: ((أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَانِي ؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، وَتُسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدَا ثَلَاثَةً وَثَلَاثِينَ ۔ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ)) ۔

پینے کی تکلیف کی شکایت کی۔اس کے بعد آپ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں لیکن آپ موجود نہیں تھے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کی ملاقات ہوسکی اور ان سے اس کے بارے میں انہوں نے بات کی۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے آپ سے حضرت فاطمہ کے آنے کی اطلاع دی۔اس پر آپ ﷺ خود ہمارے گھر تشریف لائے۔اس وقت ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔میں نے چاہا کہ کھڑا ہو جاؤں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں ہی لیٹے رہو۔اس کے بعد آپ ہم دونوں کے درمیان میں بیٹھ گئے اور میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں محسوس کی۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھ سے جو طلب کیا ہے کیا میں تمہیں اس سے اچھی بات نہ بتاؤں۔جب تم سونے کے لیے بستر پر لیٹو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔یہ عمل تمہارے لیے کسی خادم سے بہتر ہے۔

لغوی توضیح: الرَّحَاءِ چکی۔سَبْيٌ قیدی عورتیں۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چکی پیس پیس کر ہاتھوں پر اور مشکیزے اٹھا اٹھا کر گردن پر نشان پڑ چکے تھے اور گھر میں جھاڑو دے دے کر کپڑے بھی خراب ہو چکے تھے،اس لیے انہوں نے خادم کا مطالبہ کیا۔لیکن نبی ﷺ نے انہیں خادم دینے کی بجائے اس سے بہتر ایک ذکر بتا دیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بھی سوتے وقت اس ذکر کی پابندی کرے گا اسے زیادہ کام کرنا گراں نہیں گزرے گا اور نہ ہی اسے کام کی وجہ سے زیادہ تھکاوٹ محسوس ہوگی۔

(20) باب استحباب الدعاء عند صياح الديك

مرغ کی اذان سن کر دعا کرنا مستحب ہے

١٧٤٠ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ، فَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا ۔ وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ، فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب مرغ کی بانگ سنو تو اللہ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو (یعنی کہو اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ) کیونکہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے۔اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو (یعنی کہو أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ) کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔

١٧٤٠ ۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 15 باب خير مال المسلم...(3303) مسلم (2729) ابو داود (5102) ۔

(21) باب دعاء الكرب

پریشانی اور بے چینی کے وقت پڑھنے کی دعا

١٧٤١۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ يَقُوْلُ، عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ پریشانی کی حالت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے" اللہ صاحب عظمت اور برد بار کے سوا کوئی معبود نہیں' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرشِ عظیم کا رب ہے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرشِ کریم کا رب ہے۔"

فهم الحديث پریشانی کے وقت نبی ﷺ سے یہ دعا پڑھنا بھی ثابت ہے يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ۔[1] علاوہ ازیں ہر قسم کی مشکل و پریشانی کے حل کے لیے مسنون وظائف پڑھنے کے لیے ہماری کتاب "مشکلات سے نجات کی دعائیں" ملاحظہ فرمایئے۔

(25) باب بيان انه يستجاب للداعي ما لم يعجل فيقول دعوت فلم يستجب لي

بے صبرانہ ہوا جائے تو ہر دعا قبول ہوتی ہے لیکن یہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی مگر قبول نہ ہوئی

١٧٤٢۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، يَقُوْلُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے کہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی اور میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ دعا کرنے والے کو جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ واضح رہے کہ جلد بازی کا مطلب یہ نہیں کہ انسان یہ دعا کرے کہ اے اللہ! میری دعا جلد قبول فرما بلکہ جلد بازی اُکتا کر دعا ترک کر دینے کا نام ہے۔ اس لیے اگر مراد پوری نہ ہو رہی ہو تو بھی مسلسل دعا کرتے رہنا چاہیے۔

(26) باب اكثر اهل الجنة الفقراء واكثر اهل النار النساء وبيان الفتنة بالنساء

اہل جنت کی اکثریت فقراء پر مشتمل ہوگی اور دوزخیوں کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہوگی اور عورتوں کے فتنے کا بیان

١٧٤٣۔ حديث أُسَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت

١٧٤١۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 27 باب الدعاء عند الكرب (6345) مسلم (2730) ترمذی (3435)۔

١٧٤٢۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 22 باب يستجاب للعبد ما لم يعجل (6340) مسلم (2735) ابوداود (1484)۔

١٧٤٣۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 17 باب ما يتقى من شؤم المراة (5196) مسلم (2736)۔

[1] [حسن: صحيح ترمذی، ترمذی (3524)]

'قَالَ: ((قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ ' فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ ' وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ ' غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ ' قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ ـ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ ' فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ)) ـ

کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت غریبوں کی تھی مال دار (جنت کے دروازہ پر حساب کے لیے) روک لئے گئے تھے۔ البتہ جہنم والوں کو جہنم میں جانے کا حکم دے دیا گیا تھا۔ اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والی زیادہ عورتیں تھیں۔

١٧٤٤ ـ حديث أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رضی الله عنهما ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: ((مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ))۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر نقصان دینے والا اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے۔"

فهم الحديث معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے سب سے بڑا فتنہ عورتیں ہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ عورتیں سمجھدار اور ہوشیار آدمی کی عقل کو بھی لے ڈوبتی ہیں۔ [1]

(27) باب قصة اصحاب الغار الثلاثة والتوسل بصالح الاعمال

غار والے تین آدمیوں کا قصہ اور نیک اعمال کو وسیلہ بنا کر دعا مانگنا

١٧٤٥ ـ حديث ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَرَجَ ثَلَاثَةٌ يَمْشُوْنَ ' فَاَصَابَهُمُ الْمَطَرُ ' فَدَخَلُوْا فِي غَارٍ فِي جَبَلٍ ـ فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِمْ صَخْرَةٌ ـ قَالَ: فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: ادْعُوا اللهَ بِاَفْضَلِ عَمَلٍ عَمِلْتُمُوْهُ: فَقَالَ اَحَدُهُمْ: اَللّٰهُمَّ! اِنِّي كَانَ لِي اَبَوَانِ ' شَيْخَانِ كَبِيْرَا ـ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَرْعَى ' ثُمَّ اَجِيْءُ فَاَحْلُبُ ـ فَاَجِيْءُ بِالْحِلَابِ ' فَآتِي بِهِ اَبَوَيَّ ـ فَيَشْرَبَانِ ـ ثُمَّ اَسْقِي الصِّبْيَةَ '

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تین شخص کہیں باہر جا رہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی۔ انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں جا کر پناہ لی۔ اتفاق سے پہاڑ کی ایک چٹان اوپر سے لڑھکی (اور اس غار کے منہ کو بند کر دیا جس میں یہ تینوں پناہ لئے ہوئے تھے) اب ایک نے دوسرے سے کہا کہ اپنے سب سے اچھے عمل کا' جو تم نے کبھی کیا ہو' نام لے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ اس پر ان میں سے ایک نے یہ دعا کی "اے اللہ! میرے ماں باپ بہت ہی بوڑھے تھے' میں باہر لے جا کر (اپنے مویشی) چراتا تھا۔ پھر جب شام کو واپس آتا تو ان کا دودھ نکالتا اور برتن میں پہلے اپنے والدین کو پیش کرتا۔ جب میرے والدین پی چکتے تو پھر بچوں کو اور اپنی بیوی کو پلاتا۔ اتفاق سے ایک رات

١٧٤٤ ـ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 17 باب ما يتقى من شؤم المراة (5096) مسلم (2740) ترمذی (2780) ـ
١٧٤٥ ـ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 98 باب إذا اشترى شيئًا لغيره بغير إذنه فرضى (2215) مسلم (2743) ـ

[1] [بخاری (304) كتاب الحيض]

وَاَهْلِي وَامْرَاَتِي فَاحْتَبَسْتُ لَيْلَةً ، فَجِئْتُ فَإِذَا هُمَا نَائِمَان ـ قَالَ : فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا ، وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ رِجْلَيّ ـ فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَابِي وَدَابُهُمَا حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ ـ اَللّٰهُمَّ! اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ ، فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً ، نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ ـ قَالَ : فَفُرِجَ عَنْهُمْ ـ وَقَالَ الآخَرُ : اَللّٰهُمَّ ! اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي كُنْتُ اُحِبُّ امْرَاَةً مِنْ بَنَاتِ عَمِّي ، كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرَّجُلُ النِّسَاءَ ـ فَقَالَتْ : لَا تَنَالُ ذَلِكَ مِنْهَا ، حَتَّى تُعْطِيَهَا مِائَةَ دِينَارٍ ـ فَسَعَيْتُ فِيهَا حَتَّى جَمَعْتُهَا ـ فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا ، قَالَتْ : اِتَّقِ اللّٰهَ ، وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهِ ـ فَقُمْتُ ، وَتَرَكْتُهَا ـ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ ، فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً ـ قَالَ : فَفَرَجَ عَنْهُمُ الثُّلُثَيْنِ ـ وَقَالَ الآخَرُ : اَللّٰهُمَّ ! اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقٍ مِنْ ذُرَةٍ ، فَاَعْطَيْتُهُ ـ وَاَبَى ذَاكَ اَنْ يَاْخُذَ فَعَمَدْتُ اِلَى ذَلِكَ الْفَرَقِ ، فَزَرَعْتُهُ ـ حَتَّى اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيهَا ـ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ ، يَا عَبْدَ اللّٰهِ ! اَعْطِنِي حَقِّي ـ فَقُلْتُ انْطَلِقْ اِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا ، فَاِنَّهَا لَكَ فَقَالَ : اَتَسْتَهْزِئُ بِي ؟ قَالَ : فَقُلْتُ : مَا

واپسی میں دیر ہوگئی۔ اور جب میں گھر لوٹا تو والدین سو چکے تھے۔ اس نے کہا کہ پھر میں نے پسند نہیں کیا کہ انہیں جگاؤں۔ بچے میرے قدموں میں بھوکے پڑے رو رہے تھے۔ میں برابر دودھ کا پیالہ لئے والدین کے سامنے اسی طرح کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میں نے یہ کام صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا، تو ہمارے لیے اس چٹان کو ہٹا کر اتنا راستہ بنا دے کہ ہم آسمان کو تو دیکھ سکیں'' آپ ﷺ نے فرمایا۔ چنانچہ وہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔ دوسرے شخص نے کہا ''اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھے اپنے چچا کی ایک لڑکی سے اتنی زیادہ محبت تھی جتنی ایک مرد کو کسی عورت سے ہوسکتی ہے۔ اس لڑکی نے کہا تم مجھ سے اپنی خواہش اس وقت تک پوری نہیں کر سکتے جب تک مجھے سو اشرفی نہ دے دو۔ میں نے ان کے حاصل کرنے کی کوشش کی، اور آخر اتنی اشرفی جمع کر لی۔ پھر جب میں اس کی دونوں رانوں کے درمیان بیٹھا۔ تو وہ بولی، اللہ سے ڈر، اور مہر کو ناجائز طریقے پر نہ توڑ۔ اس پر میں کھڑا ہوگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اب اگر تیرے نزدیک بھی میں نے یہ عمل تیری ہی رضا کے لئے کیا تھا۔ تو ہمارے لئے (نکلنے کا) راستہ بنا دے'' آپ ﷺ نے فرمایا چنانچہ وہ پتھر دو تہائی ہٹ گیا۔ تیسرے شخص نے کہا ''اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور سے ایک فرق جوار پر کام کرایا تھا۔ جب میں نے اس کی مزدوری اسے دی تو اس نے لینے سے انکار کر دیا اور میں نے اس جوار کو لے کر بو دیا (کھیتی جب کٹی تو اس میں اتنی جوار پیدا ہوئی کہ) اس سے میں نے ایک بیل اور ایک چرواہا خرید لیا۔ کچھ عرصہ بعد پھر اس نے آ کر مزدوری مانگی، کہ خدا کے بندے مجھے میرا حق دے دے۔ میں نے کہا کہ اس بیل اور اس چرواہے کے پاس جاؤ کہ یہ تمہاری ہی ملکیت ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ میں نے کہا، میں مذاق نہیں کرتا، واقعی یہ تمہارے ہی ہیں۔ تو اے اللہ! اگر تیرے نزدیک یہ

اَسْتَهْزِئُ بِكَ ' وَلٰكِنَّهَا لَكَ ۔ اَللّٰهُمَّ ! اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا ' فَكُشِفَ عَنْهُمْ)) ۔

کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے تیار کیا تھا تو یہاں ہمارے لیے (اس چٹان کو ہٹا کر) راستہ بنا دے۔ چنانچہ وہ غار پورا کھل گیا۔ اور وہ تینوں باہر آ گئے۔

لغوی توضیح اَلْحِلَاب وہ برتن جس میں دودھ نکالا جاتا ہے۔ يَتَضَاغَوْنَ چیخ چیخ کر رو رہے تھے۔ لَا تَفُضَّ مت توڑ، یعنی ہم بستری نہ کر۔ اَلْخَاتَمَ مہر کو، یعنی شرمگاہ کو۔ فَرَق ایک فرق تین صاع کے برابر ہوتا ہے اور صاع اڑھائی کلو گرام کے قریب ہوتا ہے۔ ذُرَة مکئی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں دو اور چیزوں کا وسیلہ جائز ہے: ایک اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا اور دوسرا کسی زندہ صالح شخص کی دعا کا۔ ان کے علاوہ کوئی وسیلہ بھی جائز نہیں اور نہ ہی ان کی حجیت پر کوئی دلیل ثابت ہے۔ شیخ البانیؒ نے یہی وضاحت فرمائی ہے۔[1]

(1) باب في الحض على التوبة والفرح بها

توبہ کی تحریک و ترغیب اور یہ کہ اللہ تعالیٰ توبہ سے خوش ہوتا ہے

١٧٤٦ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى : أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي ' وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي ۔ فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ' ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي ۔ وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ ۔ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ ' تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا ۔ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا ' تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا ۔ وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي ' أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر (فرشتوں کی) مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں۔

١٧٤٦ ۔ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 15 باب قول الله تعالى "ويحذركم الله نفسه" ۔

[1] [التوسل للألباني (ص / 43)]

۱۷۴۷ ـ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ، مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا، وَبِهٖ مَهْلَكَةٌ، وَمَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ، عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَ شَرَابُهٗ فَوَضَعَ رَأْسَهٗ، فَنَامَ نَوْمَةً، فَاسْتَيْقَظَ، وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهٗ۔ حَتّٰى اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ، اَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِي۔ فَرَجَعَ، فَنَامَ نَوْمَةً، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ، فَاِذَا رَاحِلَتُهٗ عِنْدَهٗ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے کسی پرخطر جگہ پڑاؤ کیا ہوا اس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو اور اس پر کھانے پینے کی چیزیں موجود ہوں۔ وہ سر رکھ کر سو گیا ہو اور جب بیدار ہوا ہو تو اس کی سواری غائب ہو۔ آخر بھوک و پیاس یا جو کچھ اللہ نے چاہا اسے سخت لگ جائے وہ اپنے دل میں سوچے کہ مجھے اب گھر واپس چلا جانا چاہیے اور جب وہ واپس ہوا اور پھر سو گیا لیکن اس نیند سے جو سر اٹھایا تو اس کی سواری وہاں کھانا پینا لئے ہوئے سامنے کھڑی ہے۔ تو خیال کرو کہ اس کو کس قدر خوشی ہوگی۔

لغوی توضیح: تَــوْبَة رجوع کو کہتے ہیں یعنی گناہ سے اللہ کی طرف رجوع۔ سچی توبہ کی تین شرائط ہیں۔ ① گناہ چھوڑ دے، ② گناہ پر نادم و پشیمان ہو ③ اور اسے دوبارہ نہ کرنے کا پختہ عہد کرے۔ اور اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو جس کا حق غصب کیا ہے اس کا ازالہ کرے، جس کے ساتھ زیادتی کی ہے اس سے معافی مانگے، صرف زبان سے توبہ توبہ کرنا کچھ معنی نہیں رکھتا۔ مَهْلَكَةٌ پرخطر جگہ، ہلاکت کا مقام۔

۱۷۴۸ ـ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ، سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ، وَقَدْ اَضَلَّهٗ فِي اَرْضِ فَلَاةٍ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کا اونٹ مایوسی کے بعد اچانک اسے مل گیا ہو۔ حالانکہ وہ ایک چٹیل میدان میں گم ہوا تھا۔

(4) باب فی سعة رحمة الله تعالٰى وانها سبقت غضبه

اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے اور یہ کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے گئی

۱۷۴۹ ـ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ، كَتَبَ فِي كِتَابِهٖ، فَهُوَ عِنْدَهٗ، فَوْقَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکا، تو اپنی کتاب (لوحِ محفوظ) میں جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے، اس نے لکھا کہ میری رحمت میرے غصہ

۱۷۴۷ ـ البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 4 باب التوبة (6308) مسلم (2744) ترمذی (2498) ابن حبان (618)۔

۱۷۴۸ ـ البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 4 باب التوبة (6309) مسلم (2747) ابن حبان (617) بغوی (1303)۔

۱۷۴۹ ـ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 1 باب ما جاء فی قول الله تعالى "وهو الذی يبدا..." (3194) مسلم (2751)۔

الْعَرْشِ ، اِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي))۔

پر غالب ہے۔

١٧٥٠ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ ، فَاَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ جُزْءًا ، وَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا ، فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ ، حَتّٰى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا ، خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ نے رحمت کے سو حصے بنائے اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے حصے رکھے صرف ایک حصہ زمین پر اتارا ہے اور اسی کی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ گھوڑی بھی اپنے بچے کو اپنے سم نہیں لگنے دیتی بلکہ سموں کو اٹھا لیتی ہے کہ کہیں اس سے بچے کو تکلیف نہ پہنچے۔

لغوی توضیح حَافِر سُم، کُھر، گھوڑے کا پاؤں۔

١٧٥١ - حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سَبْيٌ ، فَاِذَا امْرَاَةٌ مِنَ السَّبْيِ قَدْ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا ، تَسْقِي ، اِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ ، اَخَذَتْهُ ، فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَاَرْضَعَتْهُ ، فَقَالَ : لَنَا النَّبِيُّ ﷺ : ((اَتَرَوْنَ هٰذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟)) قُلْنَا : لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى اَنْ لَا تَطْرَحَهُ ۔ فَقَالَ : ((اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهِ ، مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا))۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے۔ قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کا سینہ دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی۔ اتنے میں ایک بچہ اس کو قیدیوں میں ملا۔ اس نے جھٹ اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ ہم سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں' جب تک اس کو قدرت ہو گی یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہو سکتی ہے۔

لغوی توضیح فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا اس نے اسے اپنے پیٹ سے لگا لیا۔ طَارِحَةً پھینکنے والی۔

١٧٥٢ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ : فَاِذَا مَاتَ ، فَحَرِّقُوْهُ ، وَاذْرُوْا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ ، وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص جس نے (بنی اسرائیل میں سے) کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا' وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو اسے جلا ڈالیں اور اس کی آدھی راکھ خشکی میں اور آدھی دریا میں بکھیر دیں کیونکہ اللہ کی قسم! اگر اللہ نے مجھ پر قابو پا لیا

١٧٥٠ - البخاری فی: 78 کتاب الادب: 19 باب جعل الله الرحمة مائة جزء (6000) مسلم (2752) ترمذی (3541)۔

١٧٥١ - البخاری فی: 78 کتاب الادب: 18 باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته (6469) مسلم (2755) بغوی (4180)۔

١٧٥٢ - البخاری فی: 97 کتاب التوحید: 34 باب قول الله تعالى "يريدون ان يبدلوا كلام الله" (3481) مسلم (2756)۔

فَوَ اللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ، لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا ، لَا يُعَذِّبُ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ ۔ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ ، فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ۔ وَاَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ۔ ثُمَّ قَالَ : لِمَ فَعَلْتَ ؟ قَالَ : مِنْ خَشْيَتِكَ ، وَاَنْتَ اَعْلَمُ ، فَغَفَرَلَهُ)) ۔

تو ایسا عذاب مجھ کو دے گا جو دنیا کے کسی شخص کو بھی وہ نہیں دے گا۔ پھر اللہ نے سمندر کو حکم دیا اور اس نے تمام راکھ جمع کر دی جو اس کے اندر تھی۔ پھر اس نے خشکی کو حکم دیا اور اس نے بھی اپنی تمام راکھ جمع کر دی جو اس کے اندر تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے عرض کیا اے رب! تیرے خوف سے میں نے ایسا کیا۔ اور تو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

لغوی توضیح اذْرُوا بکھیر دو۔ الْبَرّ خشکی۔

١٧٥٣ ۔ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیّ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ : ((اَنَّ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ رَغَسَهُ اللّٰهُ مَالًا ۔ فَقَالَ لِبَنِيْهِ لَمَّا حُضِرَ : اَیَّ اَبٍ كُنْتُ لَكُمْ ؟ قَالُوا : خَيْرَ اَبٍ ۔ قَالَ : فَاِنِّی لَمْ اَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ ۔ فَاِذَا مُتُّ فَاَحْرِقُوْنِی ، ثُمَّ اسْتَحْقُوْنِی ، ثُمَّ ذَرُوْنِی فِی يَوْمٍ عَاصِفٍ ۔ فَفَعَلُوْا ۔ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ، فَقَالَ : مَا حَمَلَكَ ؟ قَالَ : مَخَافَتُكَ ۔ فَتَلَقَّاهُ بِرَحْمَتِهِ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا گزشتہ امتوں میں ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے خوب دولت دی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا' میں تمہارے حق میں کیسا باپ ثابت ہوا؟ بیٹوں نے کہا کہ آپ ہمارے بہترین باپ تھے۔ اس شخص نے کہا لیکن میں نے عمر بھر کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اس لیے جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا' پھر میری ہڈیوں کو پیس ڈالنا اور (راکھ کو) کسی سخت آندھی کے دن ہوا میں اڑا دینا۔ بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اللہ پاک نے اسے جمع کیا اور پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ پروردگار تیرے ہی خوف سے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دی۔

لغوی توضیح رَغَسَهُ اللّٰهُ اللہ نے اسے بہت دیا ہے۔ ثُمَّ اسْتَحْقُوْنِی پھر میری ہڈیاں پیس دینا۔ يَوْمٍ عَاصِفٍ سخت آندھی کے دن۔ مَخَافَتُكَ تیرے ہی خوف سے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اس کے بندے اس سے ڈرتے رہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسی پر بخشش عنایت فرما دی۔

(5) باب قبول التوبة من الذنوب وان تكررت الذنوب والتوبة

گناہوں سے توبہ بہر حال قبول ہوتی ہے خواہ بندہ بار بار گناہ کرے اور بار بار توبہ کرے

١٧٥٤ ۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ

١٧٥٣ ۔ البخاری فی: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (3478) مسلم (2757) ابن حبان (649)۔
١٧٥٤ ۔ البخاری فی: 97 كتاب التوحيد: 35 باب قول الله تعالى "يريدون ان يبدلوا كلام الله" (7507) مسلم (2758)۔

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا، وَرُبَّمَا قَالَ: أَذْنَبَ ذَنْبًا۔ فَقَالَ: رَبِّ! أَذْنَبْتُ۔ وَرُبَّمَا قَالَ: أَصَبْتُ فَاغْفِرْلِي۔ فَقَالَ رَبُّهُ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي۔ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا۔ أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا۔ فَقَالَ: رَبِّ! أَذْنَبْتُ أَوْ أَصَبْتُ آخَرَ، فَاغْفِرْهُ۔ فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي۔ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا۔ وَرُبَّمَا قَالَ: أَصَابَ ذَنْبًا۔ قَالَ: قَالَ رَبِّ! أَصَبْتُ أَوْ أَذْنَبْتُ آخَرَ۔ فَاغْفِرْهُ لِي۔ فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثَلَاثًا۔ فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ))۔

نے فرمایا کہ ایک بندے نے بہت گناہ کئے اور کہا اے میرے رب! میں تیرا ہی گنہگار (بندہ) ہوں تو مجھے بخش دے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا۔ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر بندہ رکا رہا جتنا اللہ نے چاہا۔ اور پھر اس نے گناہ کیا اور عرض کیا۔ میرے رب! میں نے دوبارہ گناہ کرلیا۔ اسے بھی بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ضرور ہے۔ جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کے بدلے میں سزا بھی دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر جب تک اللہ نے چاہا بندہ گناہ سے رکا رہا۔ اور پھر اس نے گناہ کیا اور اللہ کے حضور میں عرض کیا۔ اے میرے رب! میں نے گناہ پھر کرلیا ہے تو مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے ورنہ اس کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ تین مرتبہ۔ پس اب جو چاہے عمل کرے۔

فهم الحديث: بار بار گناہ کرکے بار بار توبہ کرنے سے توبہ صرف اس صورت میں قبول ہوتی ہے کہ توبہ کرتے وقت دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو اور اگر توبہ کے وقت ہی ذہن میں ہو کہ اگلے روز میں یہ گناہ دوبارہ کروں گا تو پھر توبہ قبول نہیں ہوتی۔

(6) باب غيرة الله تعالى وتحريم الفواحش

اللہ تعالیٰ کی غیرت کا بیان اور بے حیائی حرام ہے

۱۷۵۵۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ۔ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ، مَا ظَهَرَ مِنْهَا، وَمَا بَطَنَ۔ وَلَا شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ۔ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ ظاہر ہوں، خواہ پوشیدہ اور اللہ کو اپنی تعریف سے زیادہ اور کوئی چیز پسند نہیں یہی وجہ ہے کہ اس نے خود اپنی مدح کی ہے۔

۱۷۵۵۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 6 سورة الانعام: 7 باب ولا تقربوا الفواحش...(4634) مسلم (2760)۔

لغوی توضیح: لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں۔ غیرت کا مفہوم یہ ہے کہ شدتِ غضب اور سخت ناراضگی۔ بندوں کو غیرت تب آتی ہے جب ان کی مخصوص چیز میں کوئی اور شریک ہو جائے بطورِ خاص یہ معاملہ میاں بیوی میں ہوتا ہے اور اللہ کو غیرت تب آتی ہے جب مومن اللہ کے حرام کردہ کاموں میں سے کسی کا ارتکاب کرے (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے)۔

١٧٥٦ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهُ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَغَارُ، وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو غیرت اس وقت آتی ہے جب بندۂ مومن وہ کام کرے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔

١٧٥٧ - حديث اَسْمَاءَ، اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ: ((لَا شَيْءَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ))۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں۔

(7) باب قوله تعالىٰ ان الحسنات يذهبن السيئات

ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السيئاتِ کا بیان

١٧٥٨ - حديث ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه، اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنَ امْرَاَةٍ قُبْلَةً، فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَاَخْبَرَهُ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ۔ ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ ۔ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلِي هٰذَا؟ قَالَ: ((لِجَمِيْعِ اُمَّتِي كُلِّهِمْ))۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کسی غیر عورت کا بوسہ لے لیا اور پھر نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کو اس حرکت کی خبر دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''نماز دن کے دونوں حصوں میں قائم کرو اور کچھ رات گئے بھی اور بلا شبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔'' [ھود:١١٤] اس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا یہ صرف میرے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ میری تمام امت کے لئے یہی حکم ہے۔

١٧٥٩ - حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي اَصَبْتُ حَدًّا، فَاَقِمْهُ عَلَيَّ۔ قَالَ: وَلَمْ يَسْاَلْهُ عَنْهُ۔ قَالَ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ ایک صاحب (کعب بن عمرو) آئے اور کہا یا رسول اللہ! مجھ پر حد واجب ہوگئی ہے' آپ مجھ پر حد جاری کیجئے۔ آپ ﷺ نے اس سے کچھ نہ پوچھا۔ پھر نماز کا وقت ہوگیا اور ان صاحب نے بھی آپ ﷺ

١٧٥٦ - البخاري في: 67 كتاب النكاح: 107 باب الغيرة (5222) مسلم (2761) ترمذی (1168)۔

١٧٥٧ - البخاري في: 67 كتاب النكاح: 107 باب الغيرة۔

١٧٥٨ - البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 4 باب الصلاة كفارة (526) مسلم (2763) ترمذی (3112)۔

١٧٥٩ - البخاري في: 86 كتاب الحدود: 27 باب إذا اقر بالحد ...(6823) مسلم (2764)۔

وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ، قَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ۔ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ۔ قَالَ: ((أَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ (أَوْ قَالَ) حَدَّكَ))۔

کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو وہ پھر آپ کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ! مجھ پر حد واجب ہو گئی ہے، آپ کتاب اللہ کے حکم کے مطابق مجھ پر جاری کیجئے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا، کیا تم نے ابھی ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اللہ نے تیرا گناہ معاف کر دیا یا فرمایا کہ تیری غلطی یا حد (معاف کر دی)۔

فهم الحديث: معلوم ہوا کہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ پانچ نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک، ان کے درمیانی گناہوں کو مٹانے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔[1] اس سے پتہ چلا کہ نیکیوں سے جو گناہ معاف ہوتے ہیں وہ صغیرہ ہیں کبیرہ نہیں، کیونکہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

(8) باب قبول توبة القاتل وان كثر قتله

قاتل کی توبہ قبول ہو جاتی ہے خواہ اس نے بہت زیادہ قتل کئے ہوں

۱۷۶۰۔ حدیث أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ إِنْسَانًا۔ ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ۔ فَأَتَى رَاهِبًا، فَسَأَلَهُ۔ فَقَالَ لَهُ: هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لَا فَقَتَلَهُ۔ فَجَعَلَ يَسْأَلُ۔ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا۔ فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا۔ فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى هٰذِهِ: أَنْ تَقَرَّبِي۔ وَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى هٰذِهِ: أَنْ تَبَاعَدِي۔ وَقَالَ: قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلَى هٰذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ، فَغُفِرَ لَهُ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے خونِ ناحق کئے تھے۔ پھر وہ (نادم ہو کر) مسئلہ پوچھنے نکلا۔ وہ ایک درویش کے پاس آیا اور اس سے پوچھا، کیا اس گناہ سے توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ درویش نے جواب دیا کہ نہیں۔ یہ سن کر اس نے اس درویش کو بھی قتل کر دیا۔ (اور سو خون پورے کر دیئے) پھر وہ (دوسروں سے) پوچھنے لگا۔ آخر اس کو ایک درویش نے بتایا کہ فلاں بستی میں چلا جا (وہ آدھے راستے تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ) اس کی موت واقع ہو گئی، مرتے مرتے اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا۔ آخر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم جھگڑا ہوا (کہ کون اسے لے جائے) لیکن اللہ تعالیٰ نے اس (نصرہ نامی) بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے قریب ہو جائے اور دوسری بستی کو (جہاں سے وہ نکلا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے دور

۱۷۶۰۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 54 باب حدثنا ابو الیمان (3470) مسلم (2766) ابن ماجه (2622)۔

[1] [مسلم (233) کتاب الطهارة: باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة]

ہو جا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اب دونوں کا فاصلہ دیکھو اور (جب ناپا تو) اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا) ایک بالشت نعش سے نزدیک پایا اس لیے وہ بخش دیا گیا۔

لغوی توضیح نَاءَ اس نے جھکا دیا۔ بِصَدْرِہٖ اپنا سینہ۔ قِيسُوْا اندازہ لگاؤ۔ مَا بَيْنَهُمَا ان دونوں کا درمیانی فاصلہ۔

فھم الحدیث یہ حدیث ثبوت ہے کہ جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ درست ہے۔

١٧٦١۔ **حدیث** ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ' عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزِ الْمَازِنِيِّ ' قَالَ : بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِي مَعَ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ' آخِذٌ بِيَدِهِ ' إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ : كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّجْوَى ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' يَقُوْلُ : ((إِنَّ اللّٰهِ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ ' فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ ۔ فَيَقُوْلُ : اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُوْلُ : نَعَمْ اَىْ رَبِّ! حَتَّى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوْبِهِ ' وَرَاَى فِي نَفْسِهِ اَنَّهُ هَلَكَ ۔ قَالَ : سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ۔ فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ ۔ وَاَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ : هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ)) ۔

صفوان بن محرز مازنی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے جا رہا تھا کہ ایک شخص سامنے آیا اور پوچھا رسول ﷺ سے آپ نے (قیامت میں اللہ اور بندے کے درمیان ہونے والی) سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے نزدیک بلائے گا اور اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اسے چھپا لے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ تجھ کو یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا' ہاں۔ اے میرے پروردگار! آخر جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لے گا اور اسے یقین آ جائے گا کہ اب وہ ہلاک ہوا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج بھی میں تیری مغفرت کرتا ہوں۔ چنانچہ اسے اس کی نیکیوں کی کتاب دے دی جائے گی۔ لیکن کافر اور منافق کے متعلق ان پر گواہ (ملائکہ' انبیا اور تمام جن وانس سب) کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں' جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا۔ خبردار ہو جاؤ! ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہو گی۔

لغوی توضیح اَلنَّجْوَى سرگوشی، مراد وہ گفتگو ہے جو اللہ تعالیٰ روز قیامت مومنوں کے ساتھ کرے گا۔ كَنَفَهُ اپنا پردہ۔

(9) باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کی توبہ قبول ہونے کا بیان

١٧٦٢۔ **حدیث** كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ تبوک کے سوا اور کسی

١٧٦١۔ البخاری فی: 46 کتاب المظالم: 2 باب قول الله تعالى "الا لعنة الله على الظالمين" (2441) مسلم (2768)۔

١٧٦٢۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 79 باب حديث كعب بن مالك ...(2757) مسلم (2769) ابو داود (2202)۔

قَالَ: لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فِيْ غَزْوَةِ غَزَاهَا، اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ ـ غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَلَمْ يُعَاتِبْ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا ـ اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ ـ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ ـ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ ـ وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا ـ كَانَ مِنْ خَبَرِيْ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ ـ وَاللّٰهِ! مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ، حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ ـ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، يُرِيْدُ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا ـ حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ ـ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا، وَمَفَازًا، وَعَدُوًّا كَثِيْرًا ـ فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ ـ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ ـ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرٌ ـ وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ (يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ)۔

قَالَ كَعْبٌ: فَمَا رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يَتَغَيَّبَ اِلَّا ظَنَّ اَنْ سَيَخْفٰى لَهُ، مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ

غزوہ میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہوا ہوں' البتہ غزوۂ بدر میں بھی شریک نہیں ہوا تھا۔ لیکن جو لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے ان کے متعلق آپ ﷺ نے کسی قسم کی خفگی کا اظہار نہیں فرمایا تھا' کیونکہ آپ اس موقع پر صرف قریش کے قافلے کی تلاش میں نکلے تھے۔ لیکن اللہ کے حکم سے کسی پہلی تیاری کے بغیر آپ کی دشمنوں سے ٹکر ہو گئی۔ میں لیلۃ عقبہ میں (انصار کے ساتھ) آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ یہ وہی رات ہے جس میں ہم نے (مکہ میں) اسلام کے لیے عہد کیا تھا اور مجھے تو یہ غزوۂ بدر سے بھی زیادہ عزیز ہے' اگر چہ بدر کا لوگوں کی زبانوں پر چرچا زیادہ ہے۔ میرا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں کبھی اتنا قوی اور اتنا صاحب مال نہیں ہوا تھا جتنا اس موقع پر تھا جب کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تبوک کے غزوے میں شریک نہیں ہو سکا تھا۔ خدا کی قسم! اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹ جمع نہیں ہوئے تھے' لیکن اس موقع پر میرے پاس دو اونٹ موجود تھے۔ آپ ﷺ جب کبھی کسی غزوے کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ اس کے لیے ذو معنی الفاظ استعمال کیا کرتے تھے لیکن اس غزوہ کا جب موقع آیا تو گرمی بڑی سخت تھی' سفر بھی بہت لمبا تھا۔ بیابانی راستہ اور دشمن کی فوج کی کثرتِ تعداد! تمام مشکلات سامنے تھیں۔ اس لئے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو اس غزوہ کے متعلق بہت تفصیل کے ساتھ بتا دیا تھا تا کہ اس کے مطابق پوری طرح تیاری کر لیں۔ چنانچہ آپ نے اس سمت کی بھی نشاندہی کر دی جدھر سے آپ کا جانے کا ارادہ تھا۔ مسلمان بھی آپ کے ساتھ بہت تھے۔ اتنے کہ کسی رجسٹر میں سب کے ناموں کا لکھنا بھی مشکل تھا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کوئی بھی شخص اگر اس غزوے میں شریک نہ ہونا چاہتا تو وہ یہ خیال کر سکتا تھا کہ اس کی غیر حاضری کا کسی

وَحْيُ اللّٰهِ ۔ وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، تِلْكَ الْغَزْوَةَ ، حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ ۔ وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ ۔ فَطَفِقْتُ اَغْدُو لِكَيْ اَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ ۔ فَاَرْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا ۔ فَاَقُوْلُ فِي نَفْسِي : اَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ ۔ فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادَى بِي ، حَتَّى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ ۔ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ ۔ وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جَهَازِي شَيْئًا ۔ فَقُلْتُ : اَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ ، ثُمَّ اَلْحَقُهُمْ ۔ فَغَدَوْتُ بَعْدَ اَنْ فَصَلُوا ، لِاَتَجَهَّزَ ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا ۔ ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا ۔ فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى اَسْرَعُوا ، وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ ۔ وَهَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ ۔ وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ ! فَلَمْ يُقَدَّرْ لِي ذٰلِكَ ۔ فَكُنْتُ ، اِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ ، بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَطُفْتُ فِيْهِمْ ، اَحْزَنَنِي اَنِّي لَا اَرَى اِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ ، اَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ ۔ وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى بَلَغَ تَبُوْكَ ۔ فَقَالَ ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ : ((مَا فَعَلَ كَعْبٌ ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَ نَظَرُهُ فِي عِطْفِهِ ۔ فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ : بِئْسَ مَا

کو پتہ نہیں چلے گا۔ سوائے اس کے کہ اس کے متعلق وحی نازل ہو۔ حضور ﷺ جب اس غزوہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو پھل پکنے کا زمانہ تھا اور سایہ میں بیٹھ کر لوگ آرام کرتے تھے۔ آپ ﷺ بھی تیاریوں میں مصروف تھے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی لیکن میں روزانہ یہ سوچا کرتا تھا کہ کل سے میں بھی تیاری کروں گا اور اس طرح ہر روز اسے ٹالتا رہا۔ مجھے اس کا یقین تھا کہ میں تیاری کر لوں گا۔ مجھے آسانیاں میسر ہیں۔ یوں ہی وقت گزرتا رہا اور آخر لوگوں نے اپنی تیاریاں مکمل بھی کر لیں اور آپ ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر روانہ بھی ہو گئے۔ اس وقت تک میں نے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس موقع پر بھی میں نے اپنے دل کو یہی کہہ کر سمجھا لیا کہ کل یا پرسوں تک تیاری کر لوں گا اور پھر لشکر سے جا ملوں گا۔ کوچ کے بعد دوسرے دن میں نے تیاری کے لئے سوچا' لیکن اس دن بھی کوئی تیاری میسر نہیں کی۔ پھر تیسرے دن کے لئے سوچا اور اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی' یوں ہی وقت گزر گیا اور اسلامی لشکر بہت آگے بڑھ گیا' غزوہ میں شرکت میرے لئے بہت دور کی بات ہو گئی اور میں یہ ارادہ کرتا رہا کہ یہاں سے چل کر انہیں پالوں گا۔ کاش' میں نے ایسا کر لیا ہوتا۔ لیکن یہ میرے نصیب میں نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا تو مجھے بڑا رنج ہوتا کیونکہ یا تو وہ لوگ نظر آتے جن کے چہروں سے نفاق ٹپکتا تھا۔ یا پھر وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور اور ضعیف قرار دے دیا تھا۔ آپ ﷺ نے میرے بارے میں کسی سے کچھ نہیں پوچھا تھا' لیکن جب آپ تبوک پہنچ گئے تو وہیں ایک مجلس میں آپ نے دریافت فرمایا کہ کعب نے کیا کیا؟ بنوسلمہ کے ایک صاحب نے کہا کہ یارسول اللہ! اس کے غرور نے اسے آنے نہیں دیا۔ وہ حسن و جمال یا لباس پر اترا کر رہ گیا ہے۔ اس پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بولے تم نے بری بات کہی۔

قُلْتَ ۔ وَاللّٰهِ ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا ۔ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ : فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا ' حَضَرَنِي هَمِّي ۔ وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ ' وَأَقُوْلُ : بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخْطِهِ غَدًا ؟ وَاسْتَعَنْتُ عَلَى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي ۔ فَلَمَّا قِيْلَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا ' زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ ' وَعَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيْهِ كَذِبٌ ' فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ ۔ وَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَادِمًا ۔ وَكَانَ ' إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ' بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ ' فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ' ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ ۔ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ ' جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ ' فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْهِ ' وَيَحْلِفُوْنَ لَهُ ۔ وَكَانُوْا بِضْعَةً وَثَمَانِيْنَ رَجُلًا ۔ فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَانِيَتَهُمْ ' وَبَايَعَهُمْ ' وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللّٰهِ ۔ فَجِئْتُهُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ۔ ثُمَّ قَالَ ((تَعَالَ)) فَجِئْتُ أَمْشِي ' حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۔ فَقَالَ لِي ((مَا خَلَّفَكَ؟ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ؟)) فَقُلْتُ : بَلَى ۔ إِنِّي ' وَاللّٰهِ ! لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ' لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ ۔

یارسول اللہ ! خدا کی قسم ہمیں ان کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں تو اب مجھ پر فکر سوار ہوا اور میرا ذہن کوئی ایسا جھوٹا بہانہ تلاش کرنے لگا جس سے میں کل آپ ﷺ کی خفگی سے بچ سکوں۔اپنے گھر کے ہر عقل مند آدمی سے اس کے متعلق میں نے مشورہ لیا۔لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ مدینہ سے بالکل قریب آ چکے ہیں تو غلط خیالات میرے ذہن سے نکل گئے اور مجھے یقین ہو گیا کہ اس معاملہ میں جھوٹ بول کر میں اپنے آپ کو کسی طرح محفوظ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں نے سچی بات کہنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔صبح کے وقت آپ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ کی یہ عادت تھی کہ پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے' پھر لوگوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھتے۔جب آپ ﷺ اس عمل سے فارغ ہو چکے تو آپ کی خدمت میں لوگ آنے لگے جو غزوہ میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور قسم کھا کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے۔ایسے لوگوں کی تعداد اسّی کے قریب تھی۔آپ ﷺ نے ان کے ظاہر کو قبول فرما لیا' ان سے عہد لیا' ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد کیا۔اس کے بعد میں حاضر ہوا' میں نے سلام کیا تو آپ مسکرائے' آپ کی مسکراہٹ میں خفگی تھی۔آپ نے فرمایا' آؤ۔ میں چند قدم چل کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا' آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم غزوہ میں کیوں شریک نہیں ہوئے' کیا تم نے کوئی سواری نہیں خریدی تھی؟

میں نے عرض کیا' میرے پاس سواری موجود تھی' خدا کی قسم ! اگر میں آپ کے سوا کسی دنیا دار شخص کے سامنے آج بیٹھا ہوا ہوتا کوئی نہ کوئی

وَلَقَدْ أُعْطِيْتُ جَدَلًا وَلٰكِنِّي، وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ، تَرْضٰى بِهِ عَنِّي، لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ۔ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيْهِ، إِنِّي لَأَرْجُوْ فِيْهِ عَفْوَ اللّٰهِ۔ وَاللّٰهِ! مَا كَانَ لِي مِنْ عُذْرٍ۔ وَاللّٰهِ! مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوٰى، وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي، حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا هٰذَا، فَقَدْ صَدَقَ۔ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ)) فَقُمْتُ۔ وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ، فَاتَّبَعُوْنِي فَقَالُوْا لِي: وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا۔ وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُتَخَلِّفُوْنَ۔ قَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَكَ۔ فَوَاللّٰهِ! مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنِي، حَتّٰى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي۔ ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ أَحَدٌ؟ قَالُوْا: نَعَمْ: رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ، فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيْلَ لَكَ۔ فَقُلْتُ: مَنْ هُمَا؟ قَالُوْا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعُمْرِيُّ، وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ۔ فَذَكَرُوْا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ، قَدْ شَهِدَا بَدْرًا، فِيْهِمَا أُسْوَةٌ۔ فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِي۔

عذر گھڑ کر اس کی خفگی سے بچ سکتا تھا۔ مجھے خوبصورتی کے ساتھ گفتگو کا سلیقہ معلوم ہے۔ لیکن خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپ ﷺ کے سامنے کوئی جھوٹا عذر بیان کر کے آپ کو راضی کر بھی لوں تو بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا۔ اس کے بجائے اگر میں آپ سے سچی بات بیان کر دوں تو یقیناً آپ کو میری طرف سے خفگی ہوگی' لیکن اللہ سے مجھے معافی کی پوری امید ہے۔ نہیں' خدا کی قسم! مجھے کوئی عذر نہیں تھا' خدا کی قسم! اس وقت سے پہلے کبھی اتنا فارغ البال نہیں تھا اور پھر بھی میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہو سکا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچی بات بتا دی۔ اچھا اب جاؤ' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں خود کوئی فیصلہ کر دے۔ میں اٹھ گیا اور میرے پیچھے بنو سلمہ کے کچھ لوگ بھی دوڑے ہوئے آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم! ہمیں تمہارے متعلق یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ کیا ہے اور تم نے بڑی کوتاہی کی۔ آپ ﷺ کے سامنے ویسا ہی کوئی عذر بیان نہیں کیا جیسا دوسرے نہ شریک ہونے والوں نے بیان کر دیا تھا۔ تمہارے گناہ کے لیے آپ ﷺ کا استغفار ہی کافی ہو جاتا۔ خدا کی قسم! ان لوگوں نے مجھے اس پر اتنی ملامت کی کہ مجھے خیال آیا کہ واپس جا کر آپ ﷺ سے کوئی جھوٹا عذر کر آؤں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کیا میرے علاوہ کسی اور نے بھی مجھ جیسا عذر بیان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں دو حضرات نے اسی طرح معذرت کی جس طرح تم نے کی اور انہیں جواب بھی وہی ملا جو تمہیں ملا۔ میں نے پوچھا کہ ان کے نام کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی۔ انہوں نے دو ایسے صحابہ کا نام لیا تھا جو صالح تھے اور بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے' ان کا طرزِ عمل میرے لئے نمونہ بن گیا۔ چنانچہ انہوں نے جب ان بزرگوں کا نام لیا تو میں اپنے گھر چلا آیا۔

وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا ' اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ ' مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ ۔ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ ' وَتَغَيَّرُوْا لَنَا ' حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِيْ نَفْسِي الْاَرْضُ ' فَمَا هِيَ الَّتِي اَعْرِفُ ۔ فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً ۔

فَاَمَّا صَاحِبَايَ ' فَاسْتَكَانَا ' وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا ' يَبْكِيَانِ ۔ وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ ' وَاَجْلَدَهُمْ ۔ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ ' وَاَطُوْفُ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِي اَحَدٌ وَآتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ ' وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَاَقُوْلُ فِي نَفْسِي : هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ ' اَمْ لَا ؟ ثُمَّ اُصَلِّي قَرِيْبًا مِنْهُ ' فَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ ۔ فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِي ' اَقْبَلَ اِلَيَّ ۔ وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ ' اَعْرَضَ عَنِّي ۔ حَتّٰى اِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ ' مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِي قَتَادَةَ ' وَهُوَ ابْنُ عَمِّي وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ ' فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ۔ فَوَاللّٰهِ ! مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ ۔ فَقُلْتُ : يَا اَبَا قَتَادَةَ ! اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ ! هَلْ تَعْلَمُنِي اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ؟ فَسَكَتَ ۔ فَعُدْتُ لَهُ ' فَنَشَدْتُهُ فَسَكَتَ ۔ فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ ' فَقَالَ : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ۔ فَفَاضَتْ عَيْنَايَ ' وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ ۔

اور آپ ﷺ نے لوگوں کو ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی۔ بہت سے لوگ جو غزوے میں شریک نہیں ہوئے تھے ان میں سے صرف ہم تین تھے! لوگ ہم سے الگ رہنے لگے اور سب لوگ بدل گئے' ایسا نظر آتا تھا کہ ہم سے ساری دنیا بدل گئی ہے۔ ہمارا اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ پچاس دن تک ہم اسی طرح رہے۔ میرے دو ساتھیوں (یعنی مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہما) نے تو اپنے گھروں سے نکلنا ہی چھوڑ دیا بس روتے رہتے تھے۔ لیکن میرے اندر ہمت تھی کہ میں باہر نکلتا تھا' مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا تھا۔ اور بازاروں میں گھوما کرتا تھا' لیکن مجھ سے کوئی بولتا نہ تھا۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا تھا' آپ کو سلام کرتا' جب آپ نماز کے بعد مجلس میں بیٹھتے' میں اس کی جستجو میں لگا رہتا تھا کہ دیکھوں سلام کے جواب میں آپ کے مبارک ہونٹ ملے یا نہیں' پھر آپ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگ جاتا اور آپ کو کنکھیوں سے دیکھتا رہتا۔ جب میں اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا تو رسول اللہ ﷺ میری طرف دیکھتے۔ لیکن جونہی میں آپ کی طرف دیکھتا آپ رخ مبارک پھیر لیتے۔ آخر جب اس طرح لوگوں کی بے رخی بڑھتی ہی گئی تو میں (ایک دن) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ وہ میرے چچا زاد بھائی تھے اور مجھے ان سے بہت گہرا تعلق تھا' میں نے انہیں سلام کیا۔ لیکن خدا کی قسم! انہوں نے بھی میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا' ابو قتادہ! تمہیں اللہ کی قسم' کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ اور اس کے رسول سے مجھے کتنی محبت ہے۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا خدا کی قسم دے کر۔ لیکن اب بھی وہ خاموش تھے' پھر میں نے اللہ کا واسطہ دے کر ان سے یہی سوال کیا۔ اس مرتبہ انہوں نے صرف اتنا کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ اس پر میرے آنسو پھوٹ پڑے۔ میں

قَالَ : فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي بِسُوقِ الْمَدِينَةِ ، إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّامِ ، مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ ، يَقُولُ : مَنْ يَدُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؟ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ ـ حَتَّى إِذَا جَاءَنِي ، دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ ـ فَإِذَا فِيهِ:

أَمَّا بَعْدُ ! فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ ـ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ ، وَلَا مَضْيَعَةٍ ـ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ ـ فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا : وَهٰذَا أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ ـ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا ـ حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِينَ ، إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِينِي ـ فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ ـ فَقُلْتُ : أُطَلِّقُهَا ؟ أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ ؟ قَالَ : لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا ، وَلَا تَقْرَبْهَا ـ وَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ ـ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي : الْحَقِي بِأَهْلِكِ ، فَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِي هٰذَا الْأَمْرِ ـ

قَالَ كَعْبٌ : فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ ، رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ ، لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ ؟ قَالَ : ((لَا وَلٰكِنْ لَا يَقْرَبْكِ)) قَالَتْ : إِنَّهُ ، وَاللّٰهِ ! مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ وَاللّٰهِ ! مَا زَالَ يَبْكِي

واپس چلا آیا اور دیوار پر چڑھ کر نیچے باہر اتر آیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ شام کا ایک کاشتکار جو غلہ بیچنے مدینہ آیا تھا' پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کہاں رہتے ہیں۔ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ میرے پاس آیا اور شاہِ غسان کا ایک مکتوب مجھے دیا' اس میں تحریر تھا۔

امابعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے ساتھ زیادتی کرنے لگے ہیں' اللہ تعالیٰ نے تمہیں کوئی ذلیل نہیں پیدا کیا ہے کہ تمہارا حق ضائع کیا جائے' تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تمہارے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کریں گے' جب میں نے یہ خط پڑھا تو میں نے کہا کہ یہ ایک اور امتحان آ گیا۔ میں نے اس خط کو تنور میں جلا دیا۔ ان پچاس دنوں میں سے جب چالیس دن گذر چکے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی کے قریب بھی نہ جاؤ۔ میں نے پوچھا میں اسے طلاق دے دوں یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں صرف ان سے جدا رہو' ان کے قریب نہ جاؤ۔ میرے دونوں ساتھیوں کو (جنہوں نے میری طرح معذرت کی تھی) بھی یہی حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اب اپنے میکے چلی جاؤ اور اس وقت تک وہیں رہو جب تک اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا کوئی فیصلہ نہ کر دے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ (جن کا مقاطعہ ہوا تھا) کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت ہی بوڑھے اور کمزور ہیں' ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں' کیا اگر میں ان کی خدمت کر دیا کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف وہ تم سے صحبت نہ کریں۔ انہوں نے عرض کی خدا کی قسم! وہ تو کسی چیز کے لیے

مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهِ مَا كَانَ ، اِلَى يَوْمِهِ هٰذَا ـ فَقَالَ لِي بَعْضُ اَهْلِي : لَوِ اسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي امْرَاَتِكَ ، كَمَا اَذِنَ لامْرَاَةِ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهُ ! فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ ! لَا اَسْتَاْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ـ وَمَا يُدْرِيْنِي مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، اِذَا اسْتَاْذَنْتُهُ فِيْهَا ، وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ ؟ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ ، حَتّٰى كَمُلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً ، مِنْ حِيْنَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا ـ فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ ، صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً ، وَاَنَا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِنَا ـ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللّٰهُ ، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي ، وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ـ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ ، اَوْفٰى عَلٰى جَبَلِ سَلْعٍ ، بِاَعْلٰى صَوْتِهِ : يَا كَعْبَ ابْنَ مَالِكٍ ! اَبْشِرْ ـ

قَالَ : فَخَرَرْتُ سَاجِدًا ، وَعَرَفْتُ اَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ ـ وَاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا ـ حِيْنَ صَلّٰى صَلَاةَ الْفَجْرِ ـ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا ، وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ ، وَرَكَضَ اِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا ، وَسَعٰى سَاعٍ مِنْ اَسْلَمَ ، فَاَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ وَكَانَ الصَّوْتُ اَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ ـ فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ ، فَكَسَوْتُهُ

حرکت بھی نہیں کر سکتے' جب سے یہ خفگی ان پر ہوئی ہے وہ دن ہے ان کے آنسو تھمنے میں نہیں آتے۔ میرے گھر کے بعض لوگوں نے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو ان کی خدمت کرتے رہنے کی اجازت آپ ﷺ نے دے دی ہے' آپ بھی اسی طرح کی اجازت حضور ﷺ سے لے لیجیے۔ میں نے کہا نہیں' خدا کی قسم! میں اس کے لئے رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں لوں گا۔ میں جوان ہوں' معلوم نہیں' جب اجازت لینے جاؤں گا تو آپ ﷺ کیا فرمائیں۔ اس طرح دس دن اور گذر گئے اور جب سے آپ ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے پچاس دن پورے ہو گئے۔ پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ چکا اور اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود میرے لیے تنگ ہوتی جا رہی تھی' کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی' جبلِ سلع پر چڑھ کر کوئی بلند آواز سے کہہ رہا تھا' اے کعب بن مالک! تمہیں بشارت ہو۔

(حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا کہ یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب فراخی ہو جائے گی۔ فجر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان کر دیا تھا۔ لوگ میرے یہاں بشارت دینے کے لیے آنے لگے اور میرے دو ساتھیوں کو بھی جا کر بشارت دی' ایک صاحب (حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) اپنا گھوڑا دوڑائے آ رہے تھے' ادھر قبیلہ اسلم کے ایک صحابی نے پہاڑی پر چڑھ کر (آواز دی) اور آواز گھوڑے سے زیادہ تیز تھی۔ جس صحابی نے (سلع پہاڑی پر سے) آواز دی تھی جب وہ میرے پاس بشارت دینے آئے تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس بشارت کی خوشی میں انہیں دے دیئے۔ خدا کی قسم! اس وقت ان دو کپڑوں کے سوا (دینے کے لائق)

إِيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ ۔ وَاللّٰهِ ! مَا اَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ ' فَلَبِسْتُهُمَا ۔ وَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا ' يُهَنُّوْنِي بِالتَّوْبَةِ ۔ يَقُوْلُوْنَ : لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ ۔

قَالَ كَعْبٌ : حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ ۔ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ ۔ فَقَامَ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ ' وَهَنَّانِي ۔ وَاللّٰهِ ! مَا قَامَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهُ ۔ وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ ۔

قَالَ كَعْبٌ : فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ : ((أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ)) قَالَ : قُلْتُ أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ؟ قَالَ : ((لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ)) وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ ' حَتّٰى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ ۔ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ ۔ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ ' قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ ' فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)) قُلْتُ : فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ ۔

فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا

میرے پاس اور کوئی چیز نہیں تھی۔ پھر میں نے (ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے) دو کپڑے مانگ کر پہنے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' جوق در جوق لوگ مجھ سے ملاقات کرتے جاتے تھے اور مجھے توبہ کی قبولیت پر بشارت دیتے جاتے تھے۔ کہتے تھے' اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی قبولیت مبارک ہو۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' آخر میں مسجد میں داخل ہوا حضور ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ چاروں طرف صحابہ کا مجمع تھا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر میری طرف بڑھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ خدا کی قسم! (وہاں موجود) مہاجرین میں سے کوئی بھی ان کے سوا' میرے آنے پر کھڑا نہیں ہوا۔ طلحہ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ کا چہرۂ مبارک خوشی اور مسرت سے دمک اٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا اس مبارک دن کے لیے تمہیں بشارت ہو جو تمہاری عمر کا سب سے مبارک دن ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ فرمایا' نہیں' بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ آپ ﷺ جب کسی بات پر خوش ہوتے تو چہرۂ مبارک روشن ہو جاتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔ آپ کی مسرت ہم چہرۂ مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو عرض کیا یارسول اللہ! اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں' میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' لیکن کچھ مال اپنے پاس بھی رکھ لو' یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا پھر میں خیبر کا حصہ اپنے پاس رکھ لوں گا۔

پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی' اب میں اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں یہ عہد کرتا

نَجَّانِي بِالصِّدْقِ ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيتُ - فَوَ اللّٰهِ ! مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيْثِ ، مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هٰذَا ، كَذِبًا وَإِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ يَحْفَظَنِي اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيْتُ۔

ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ کے سوا اور کوئی بات زبان پر نہ لاؤں گا۔ پس خدا کی قسم! جب سے میں نے آپ ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا' میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جسے اللہ نے سچ بولنے کی وجہ سے اتنا نوازا ہو جتنی نوازشات اس کی مجھ پر سچ بولنے کی وجہ سے ہیں۔ جب سے میں نے آپ ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا' پھر آج تک کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔

وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ - ﴿ لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ ﴾ - إِلَى قَوْلِهِ - ﴿ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ ﴾ -

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت (ہمارے بارے میں) نازل کی تھی ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ متوجہ ہوگیا نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو مشکل کی گھڑی میں نبی کی پیروی میں لگے رہے اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ان کی ایک جماعت کے دل ٹیڑھے ہو جائیں پھر بھی اللہ ان پر مہربان ہوگیا' بے شک وہ ان کے اوپر شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔ ان تینوں پر بھی جو پیچھے رکھ دیئے گئے تھے' یہاں تک کہ یہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے ان پر تنگ آ گئی اور خود وہ اپنی جانوں سے بھی تنگ آ گئے اور باور کرلیا کہ اللہ کی گرفت سے بجز اسی کی طرف رجوع کرنے کے اور کوئی جائے پناہ نہیں' پس اللہ نے ان کی طرف مہربانی سے توجہ فرمائی کہ وہ رجوع ہوتے رہیں' یقیناً اللہ تعالیٰ توجہ فرمانے والا ہے' اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور سچوں کے ساتھی بن جاؤ۔'' [التوبہ: ۱۱۷-۱۱۹]

فَوَ اللّٰهِ ! مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ ، بَعْدَ أَنْ هَدَانِي لِلْإِسْلَامِ ، أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَا أَكُوْنَ كَذَبْتُهُ ، فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا - فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا ، حِيْنَ أَنْزَلَ الْوَحْيُ ، شَرَّ مَا قَالَ لِأَحَدٍ - فَقَالَ : تَبَارَكَ وَتَعَالَى - ﴿ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ ﴾ - إِلَى قَوْلِهِ - ﴿ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ ﴾ -

خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے لیے ہدایت کے بعد میری نظر میں آپ ﷺ کے سامنے اس سچ بولنے سے بڑھ کر اللہ کا مجھ پر اور کوئی انعام نہیں ہوا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا اور اس طرح خود کو ہلاک نہیں کیا' جیسا کہ جھوٹ بولنے والے ہلاک ہو گئے تھے۔ نزولِ وحی کے زمانہ میں جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے اتنی شدید وعید فرمائی جتنی شدید کسی دوسرے کے لیے نہیں فرمائی ہوگی۔

قَالَ كَعْبٌ : وَكُنَّا تَخَلَّفْنَا ، أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ ، عَنْ أَمْرِ أُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، حِيْنَ حَلَفُوْا لَهُ ، فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ - وَأَرْجَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمْرَنَا ، حَتَّى قَضَى اللّٰهُ بِهِ -

فَبِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ - ﴿ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ

الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ﴾ ۔ وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ ' إِنَّمَا هُوَ تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا وَارْجَاؤُهُ أَمْرَنَا ' عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ ' وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ ' فَقَبِلَ مِنْهُ۔

فرمایا'' یہ لوگ تو تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھانے لگیں گے جب کہ تم ان کے پاس واپس پہنچو گے اس لیے کہ تم ان سے چشم پوشی کرلو' اچھا تم بھی انہیں منہ لگانا چھوڑ دو' یہ بڑے گندے لوگ ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے' جو بدلہ ہے ان کاموں کا جو یہ کرتے رہے۔ یہ تمہیں راضی کرنے کے لیے تمہارے سامنے قسمیں کھا رہے ہیں۔ تو اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ تعالیٰ تو نافرمان بے حکم لوگوں سے کبھی بھی راضی نہیں ہوتا۔'' [التوبہ:۹۵۔۹۶]

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ ہم تینوں' ان لوگوں کے معاملے سے جدا رہے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھالی تھی اور آپ نے ان کی بات مان بھی لی تھی' ان سے بیعت بھی لی تھی اور ان کے لیے طلبِ مغفرت بھی فرمائی تھی۔ ہمارا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا سے یہی مراد ہے کہ ہمارا مقدمہ ملتوی رکھا گیا اور ہم ڈھیل میں ڈال دیئے گئے۔ یہ مراد نہیں کہ جہاد سے پیچھے رہ گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے پیچھے رہے جنہوں نے قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عذر قبول کر لئے۔

لغوی توضیح عِيْرَ قُرَيْشٍ قریش کا قافلہ (جو سامانِ تجارت لے کر شام سے مکہ آ رہا تھا)۔ وَرَّى بِغَيْرِهَا اسے غیر سے چھپاتے (یعنی توریہ کرتے اور توریہ یہ ہے کہ جانا کسی اور طرف ہو اور اشارہ کسی اور طرف کرنا' مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی غزوہ کے لیے نکلتے تو اس غرض سے کہ کہیں کوئی جاسوس مخبری نہ کردے' جس جانب جانا ہوتا اس کے مخالف کسی اور سمت کے حالات دریافت کرتے)۔ فَجَلّٰى واضح کردیا۔ لِيَتَاَهَّبُوْا تاکہ تیاری کرلیں۔ الدِّيْوَانَ وہ رجسٹر جس میں نام لکھے جاتے ہیں۔ تَفَارَطَ رہ گیا، سبقت لے گیا۔ حَبَسَهُ اسے روک لیا ہے۔ بُرْدَاهُ اس کی چادرنے۔ عِطْف چادر کا وہ کنارہ جو آدمی کے کندھے پر مڑا ہوتا ہے۔ زَاحَ دور ہو گیا، ختم ہو گیا۔ جَفْوَةِ النَّاسِ لوگوں کی بے رخی۔ فَنَشَدْتُهُ میں نے اسے قسم دی۔ نَبَطِي کاشتکار۔ نُوَاسِكَ ہم تیرے ساتھ ہمدردی کریں گے۔ اسْتَنَارَ روشن ہو جاتا۔ إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ اللہ نے مجھے صرف سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی۔ معلوم ہوا کہ سچ کی ہمیشہ جیت ہوتی ہے خواہ کچھ تاخیر سے ہو۔ اس لیے سچ اور سچوں کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔

(10) باب في حديث الافك وقبول توبة القاذف

واقعہ افک اور تہمت لگانے والوں کی توبہ کی قبولیت کا بیان

١٧٦٣ ـ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' حِينَ قَالَ لَهَا اَهْلَ الافْكِ مَاقَالُوا ـ قَالَتْ عَائِشَةُ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اَرَادَ سَفَرًا ' اَقْرَعَ بَيْنَ اَزْوَاجِهِ ـ فَاَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا ' خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ ـ قَالَتْ عَائِشَةُ : فَاَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا ـ فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِي ـ فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ مَا اُنْزِلَ الْحِجَابُ ـ فَكُنْتُ اُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي ' وَاُنْزَلَ فِيْهِ ـ فَسِرْنَا ' حَتّٰى إِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ ' وَقَفَلَ دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِيْنَ ' آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ ـ فَقُمْتُ ' حِيْنَ آذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ ' فَمَشِيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ ـ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَاْنِي ' اَقْبَلْتُ اِلَى رَحْلِي ' فَلَمَسْتُ صَدْرِي ' فَاِذَا عِقْدٌ لِي ' مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ ' قَدِ انْقَطَعَ ـ فَرَجَعْتُ ' فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي ' فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ ـ قَالَتْ : وَاَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوا يُرَحِّلُوْنِي ' فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِي ' فَرَحَلُوْهُ عَلَى بَعِيْرِي الَّذِي كُنْتُ اَرْكَبُ عَلَيْهِ ' وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ اَنِّي فِيْهِ ـ وَكَانَ النِّسَاءُ اِذ

جب تہمت لگانے والوں نے نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق وہ سب کچھ کہا جو انہیں کہنا تھا (اس بارے میں) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالا کرتے تھے اور جس کا نام آتا حضور ﷺ اسے اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقع پر جب آپ ﷺ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا اور میں حضور ﷺ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ مجھے ہودج سمیت اٹھا کر سوار کر دیا جاتا اور اسی کے ساتھ اتارا جاتا۔ اس طرح ہم روانہ ہوئے۔ پھر جب حضور ﷺ اپنے اس غزوہ سے فارغ ہو گئے تو واپس ہوئے۔ واپسی میں جب ہم مدینہ کے قریب تھے (اور ایک مقام پر پڑاؤ تھا) جہاں سے حضور ﷺ نے رات میں کوچ کا اعلان کیا۔ کوچ کا اعلان ہو چکا تھا تو میں کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چل کر لشکر کے حدود سے آگے نکل گئی۔ پھر میں قضائے حاجت سے فارغ ہو کر اپنی سواری کے پاس پہنچی۔ وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ ٹٹولا تو ظفار (یمن کا ایک شہر) کے مہرہ کا بنا ہوا میرا ہار غائب تھا۔ اب میں پھر واپس ہوئی اور اپنا ہار تلاش کرنے لگی۔ اس تلاش میں دیر ہو گئی۔ جو لوگ مجھے (ہودج میں) سوار کیا کرتے تھے' وہ آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر انہوں نے میرے اونٹ پر رکھ دیا۔ جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج کے اندر موجود ہوں۔ ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی تھیں۔ ان کے جسم میں زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ

١٧٦٣ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 34 باب حديث الإفك (2593) مسلم (2770) ترمذى (3180)۔

ذَاكَ، خِفَافًا ـ لَمْ يَهْبُلْنَ ـ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ ـ إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ ـ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِيْنَ رَفَعُوْهُ وَحَمَلُوْهُ ـ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ ـ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ فَسَارُوا ـ وَوَجَدْتُ عِقْدِي، بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ ـ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَلَا مُجِيْبٌ ـ فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُوْنِي، فَيَرْجِعُوْنَ إِلَيَّ ـ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي، غَلَبَتْنِي عَيْنِي، فَنِمْتُ ـ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ، ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ ـ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي ـ فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ، فَعَرَفَنِي حِيْنَ رَآنِي، وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الْحِجَابِ ـ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ، حِيْنَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي ـ وَوَاللّٰهِ! مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ، وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ ـ وَهَوَى حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، فَوَطِيءَ عَلَى يَدِهَا، فَقُمْتُ إِلَيْهَا، فَرَكِبْتُهَا ـ فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ بِي الرَّاحِلَةَ، حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ، مُوْغِرِيْنَ فِي نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ، وَهُمْ نُزُوْلٌ ـ

قَالَتْ: فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ ـ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَ الإِفْكِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنِ

بہت معمولی خوراک انہیں ملتی تھی ۔اس لئے اٹھانے والوں نے جب اٹھایا تو ہودج کے ہلکے پن میں انہیں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔یوں بھی اس وقت میں ایک کم عمر لڑکی تھی ۔غرض اونٹ کو اٹھا کر وہ بھی روانہ ہو گئے ۔جب لشکر گذر گیا تو مجھے بھی اپنا ہار مل گیا۔میں پڑاؤ پر آئی تو وہاں کوئی بھی نہ تھا نہ پکارنے والا نہ جواب دینے والا۔اس لئے میں وہاں آئی جہاں میرا اصل قیام تھا۔مجھے یقین تھا کہ جلد ہی میرے نہ ہونے کا انہیں علم ہو جائے گا۔اور مجھے لینے کے لئے واپس لوٹ آئیں گے ۔اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی اور میں سوگئی ۔صفوان بن معطل سلمی ذکوانی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے پیچھے آرہے تھے (تا کہ لشکر کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو تو وہ اٹھالیں)۔انہوں نے ایک سوئے ہوئے انسان کا سایہ دیکھا اور جب (قریب آکر) مجھے دیکھا تو پہچان گئے ۔پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے ۔جب وہ مجھے پہچان گئے تو اناللہ پڑھنا شروع کیا اور ان کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً اپنی چادر سے میں نے اپنا چہرہ چھپا لیا ۔خدا کی قسم! میں نے ان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ سوائے اناللہ کے میں نے ان کی زبان سے کوئی لفظ سنا۔وہ سواری سے اتر گئے اور اسے انہوں نے بٹھا کر اس کی اگلی ٹانگ کو موڑ دیا۔(تا کہ بغیر کسی مدد کے ام المومنین اس پر سوار ہو سکیں) میں اٹھی اور اس پر سوار ہوگئی اب وہ سواری کو آگے سے پکڑے ہوئے لے کر چلے ۔جب ہم لشکر کے قریب پہنچے تو ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔(اور لشکر) پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ پھر جسے ہلاک ہونا تھا ۔وہ ہلاک ہوا۔ اصل میں تہمت کا بیڑا عبداللہ بن ابی سلول (منافق) نے اٹھا رکھا تھا۔ عروہ (روایانِ حدیث میں سے ایک) نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس تہمت کا چرچا کرتا اور اس کی مجلسوں میں اس کا تذکرہ ہوا کرتا وہ اس کی تصدیق کرتا' خوب غور اور توجہ سے سنتا اور پھیلانے

سَلُوْلَ۔

قَالَ عُرْوَةُ (اَحَدُ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ) : اُخْبِرْتُ اَنَّهُ كَانَ يُشَاعُ وَيُتَحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ، فَيُقِرُّهُ وَيَسْتَمِعُهُ وَيَسْتَوْشِيْهِ ۔

وَقَالَ عُرْوَةُ اَيْضًا : لَمْ يُسَمَّ مِنْ اَهْلِ الْاِفْكِ اَيْضًا اِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ، وَمِسْطَحُ ابْنُ اُثَاثَةَ، وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ فِي نَاسٍ آخَرِيْنَ، لَا عِلْمَ لِي بِهِمْ ۔ غَيْرَ اَنَّهُمْ عُصْبَةٌ ۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ۔ وَاِنَّ كُبْرَ ذٰلِكَ يُقَالُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنِ سَلُوْلَ ۔

قَالَ عُرْوَةُ : كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ اَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ ۔ وَتَقُوْلُ : اِنَّهُ الَّذِيْ قَالَ :

فَاِنَّ اَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

قَالَتْ عَائِشَةُ : فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا، وَالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ فِيْ قَوْلِ اَصْحَابِ الْاِفْكِ ۔ لَا اَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ ۔ وَهُوَ يَرِيْبُنِي فِيْ وَجَعِي اَنِّي لَا اَعْرِفُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ اَرَى مِنْهُ حِيْنَ اَشْتَكِي ۔ اِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ : ((كَيْفَ تِيْكُمْ؟)) ثُمَّ يَنْصَرِفُ ۔ فَذٰلِكَ يَرِيْبُنِي ۔ وَلَا اَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰى خَرَجْتُ حِيْنَ نَقَهْتُ ۔ فَخَرَجْتُ مَعَ اُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ ۔

کے لئے خوب کھود کرید کرتا۔

عروہ نے (پہلی سند کے حوالے سے) حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے سوا تہمت لگانے میں شریک کسی کا بھی نام نہیں لیا۔ اور کہا مجھے ان کے علاوہ کسی اور کا علم نہیں اگرچہ اس میں شریک ہونے والے بہت سے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (جن لوگوں نے تہمت لگائی وہ بہت سے ہیں[النور:۱۱] لیکن اس معاملہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔

عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر بڑی خفگی کا اظہار کرتی تھیں کہ اگر ان کے سامنے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا جاتا۔ آپ فرماتیں کہ یہ شعر حسان نے ہی کہا ہے کہ

''میرے والد اور میرے والد کے والد اور میری عزت محمد ﷺ کی عزت کی حفاظت کے لئے تمہارے سامنے ڈھال بنی رہیں گی۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم مدینہ پہنچ گئے اور وہاں پہنچتے ہی جو میں بیمار پڑی تو ایک مہینے تک بیمار ہی رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی افواہوں کا بڑا چرچا رہا لیکن میں ایک بات بھی نہیں سمجھ رہی تھی۔ البتہ اپنے مرض کے دوران ایک چیز سے مجھے بڑا شبہ ہوتا کہ رسول ﷺ کی وہ محبت وعنایت میں محسوس نہیں کرتی تھی جس کو پہلے جب بھی بیمار ہوتی، میں دیکھ چکی تھی۔ آپ میرے پاس تشریف لاتے، سلام کرتے اور دریافت فرماتے کیسی طبیعت ہے؟ صرف اتنا پوچھ کر واپس تشریف لے جاتے۔ حضور کے اس طرز عمل سے مجھے شبہ ہوتا تھا۔ لیکن شر (جو پھیل چکا تھا) اس کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔ مرض سے جب افاقہ ہوا تو میں ام مسطح کے ساتھ مناصع کی طرف گئی۔ مناصع (مدینہ کی آبادی سے باہر) ہمارے قضائے حاجت کی جگہ تھی۔ ہم یہاں صرف رات کے وقت جاتے تھے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب بیت الخلاء ہمارے

وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا ـ وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ ـ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوْتِنَا ـ

قَالَتْ: وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأَوَّلِ فِي الْبَرِيَّةِ قِبَلَ الْغَائِطِ ـ وَكُنَّا نَتَأَذّٰى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوْتِنَا ـ قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ، وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ، خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ ـ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ مِنْ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ ـ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي، حِيْنَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا ـ فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ ـ فَقُلْتُ لَهَا: بِئْسَ مَا قُلْتِ! أَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا؟ فَقَالَتْ: أَيْ هَنْتَاهُ! وَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ؟ قَالَتْ: وَقُلْتُ: مَا قَالَ؟ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ ـ قَالَتْ: فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰى مَرَضِي ـ

فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي ـ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((كَيْفَ تِيْكُمْ؟)) فَقُلْتُ لَهُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ؟ قَالَتْ: وَأُرِيْدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا ـ قَالَتْ: فَأَذِنَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لِأُمِّي يَا أُمَّتَاهُ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟ قَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ! هَوِّنِي عَلَيْكِ ـ فَوَ

گھروں سے قریب بن گئے تھے۔

ام المومنین نے بیان کیا کہ ابھی ہم قدیم عرب کے طریقے پر عمل کرتے اور میدان میں قضائے حاجت کے لئے جایا کرتے تھے۔ اور ہمیں اس سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بنائے جائیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ الغرض میں اور ام مسطح (قضائے حاجت کے لیے) گئے۔ ام مسطح ابورہم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہیں اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں انہی کے بیٹے مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب ہیں۔ پھر میں اور ام مسطح حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف واپس آ رہے تھے کہ ام مسطح اپنی چادر میں الجھ گئی اور ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح ذلیل ہو۔ میں نے کہا آپ نے بری بات زبان سے نکالی۔ ایک ایسے شخص کو آپ برا کہہ رہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس پر کہا اے بھولی لڑکی! کیوں مسطح کی باتیں تم نے نہیں سنیں؟ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ تو پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں سنائیں۔ ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا۔

جب میں اپنے گھر واپس آئی تو حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کے بعد دریافت فرمایا کہ کیسی طبیعت ہے؟ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کیا مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ ام المومنین نے بیان کیا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ حضور ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اپنی والدہ سے (گھر جا کر) پوچھا کہ آخر لوگوں میں کس طرح کی افواہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بیٹی! فکر نہ کر، خدا کی قسم! ایسا شاید ہی کہیں ہوا ہو کہ ایک خوبصورت عورت کسی ایسے شوہر کے ساتھ ہو جو اس سے محبت بھی رکھتا ہو اور اس کی

اللّٰہِ! لَقَلَّمَا کَانَتِ امْرَاَۃٌ قَطُّ وَضِیْئَۃً عِنْدَ رَجُلٍ یُحِبُّھَا، لَھَا ضَرَائِرُ، اِلَّا کَثَّرْنَ عَلَیْھَا۔ قَالَتْ: فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰہِ! اَوَ لَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِھٰذَا؟ قَالَتْ: فَبَکَیْتُ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ حَتّٰی اَصْبَحْتُ، لَا یَرْقَاُ لِی دَمْعٌ، وَلَا اَکْتَحِلُ بِنَوْمٍ، ثُمَّ اَصْبَحْتُ اَبْکِی۔

قَالَتْ: وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلِیَّ بْنَ اَبِی طَالِبٍ، وَاُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ، حِیْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْیُ، یَسْاَلُھُمَا، وَیَسْتَشِیْرُھُمَا فِی فِرَاقِ اَھْلِہٖ۔ قَالَتْ: فَاَمَّا اُسَامَۃُ فَاَشَارَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ بِالَّذِی یَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَۃِ اَھْلِہٖ، وَبِالَّذِی یَعْلَمُ لَھُمْ فِی نَفْسِہٖ۔ فَقَالَ اُسَامَۃُ: اَھْلَکَ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا۔ وَاَمَّا عَلِیٌّ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! لَمْ یُضَیِّقِ اللّٰہُ عَلَیْکَ۔ وَالنِّسَاءُ سِوَاھَا کَثِیْرٌ۔ وَسَلِ الْجَارِیَۃَ تَصْدُقْکَ۔ قَالَتْ: فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَرِیْرَۃَ۔ فَقَالَ: ((اَیْ بَرِیْرَۃُ! ھَلْ رَاَیْتِ مِنْ شَیْءٍ یُرِیْبُکِ؟)) قَالَتْ لَہٗ بَرِیْرَۃُ: وَالَّذِی بَعَثَکَ بِالْحَقِّ! مَا رَاَیْتُ عَلَیْھَا اَمْرًا قَطُّ اَغْمِصُہٗ، غَیْرَ اَنَّھَا جَارِیَۃٌ حَدِیْثَۃُ السِّنِّ، تَنَامُ عَنْ عَجِیْنِ اَھْلِھَا، فَتَاْتِی الدَّاجِنُ فَتَاْکُلُہٗ۔

قَالَتْ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ یَوْمِہٖ، فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُبَیٍّ، وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: ((یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ! مَنْ

سوکنیں بھی ہوں اور پھر اس پر تہمتیں نہ لگی ہوں، اس کی عیب جوئی نہ کی گئی ہو۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ میں نے اس پر کہا سبحان اللہ! (میری سوکنوں سے اس کا کیا تعلق) اس کا تو عام لوگوں میں چرچا ہے۔ پھر جو میں نے رونا شروع کیا تو رات بھر روتی رہی۔ اسی طرح صبح ہو گئی اور میرے آنسو کسی طرح نہ تھمتے تھے اور نہ ہی نیند آتی تھی۔

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ ادھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنی بیوی (حضرت عائشہ) کو علیحدہ کرنے کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے بلایا کیونکہ اس سلسلے میں اب تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو حضور ﷺ کے مطابق مشورہ دیا جو وہ حضور ﷺ کی بیوی کی پاکیزگی اور حضور ﷺ کی ان سے محبت کے متعلق جانتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ آپ کی بیوی میں مجھے خیر و بھلائی کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔ لیکن علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر تنگی نہیں رکھی ہے اور عورتیں بھی ان کے علاوہ بہت ہیں۔ آپ ان کی باندی (بریرہ) سے بھی دریافت فرمالیں۔ وہ حقیقت حال بیان کردے گی۔ پھر حضور ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمہیں (حضرت عائشہ) پر شبہ ہوا ہو؟ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا 'اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں نے ان کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو بری ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ایک نوعمر لڑکی ہیں۔ آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر اسے کھا جاتی ہے۔

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو خطاب کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی (منافق) کا معاملہ رکھا۔ آپ نے فرمایا، اے مسلمانوں کی جماعت! اس شخص

يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي؟ وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا ـ وَلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا ـ وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِيَ)) قَالَتْ: فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، أَخُو بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَقَالَ: أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعْذِرُكَ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ ـ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ ـ قَالَتْ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ، وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتَ عَمِّهِ، مِنْ فَخِذِهِ ـ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ـ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ ـ قَالَتْ: وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا ـ وَلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ، فَقَالَ لِسَعْدٍ: كَذَبْتَ ـ لَعَمْرُ اللّٰهِ! لَا تَقْتُلُهُ، وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ ـ وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ يُقْتَلَ ـ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ! لَنَقْتُلَنَّهُ ـ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ ـ قَالَتْ: فَثَارَ الْحَيَّانِ، الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ، حَتَّى هَمُّوْا أَنْ يَقْتَتِلُوْا ـ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ ـ قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوْا وَسَكَتَ ـ قَالَتْ: فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذٰلِكَ كُلَّهُ ـ لَا يَرْقَا لِي دَمْعٌ، وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ـ

کے بارے میں کون میری مدد کرے گا جس کی اذیتیں اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ گئی ہیں۔ خدا کی قسم! میں نے اپنی بیوی میں خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی اور نام بھی ان لوگوں نے ایک ایسے شخص (حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو ام المومنین کو اپنے اونٹ پر لائے تھے) کا لیا ہے جس کے بارے میں بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر آئے تو میرے ساتھ ہی آئے۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی عبدالاشہل کے ہم رشتہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص قبیلہ اوس کا ہوا تو میں اس کی گردن ماردوں گا اور اگر وہ ہمارے قبیلہ خزرج کے بھائیوں کا ہوا تو آپ کا اس کے متعلق بھی جو حکم ہوگا ہم بجالائیں گے۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ اس پر قبیلہ خزرج کے ایک صحابی کھڑے ہوئے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی والدہ ان کی چچازاد بہن تھیں۔ یعنی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے بڑے صالح اور مخلصین میں تھے۔ لیکن آج قبیلہ کی حمیت ان پر غالب آ گئی۔ انہوں نے سعد کو مخاطب کر کے کہا۔ خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو تم اسے قتل نہیں کر سکتے اور نہ تمہارے اندر اتنی طاقت ہے۔ اگر وہ تمہارے قبیلے کا ہوتا تو تم اس کے قتل کا نام بھی نہ لیتے۔ اس کے بعد اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو۔ ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ اب اس میں شبہ نہیں رہا کہ تم بھی منافق ہو۔ تم منافقوں کی طرف سے مدافعت کرتے ہو۔ اتنے میں اوس و خزرج انصار کے دونوں قبیلے بھڑک اٹھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپس میں لڑ پڑیں گے۔ اس وقت تک رسول اللہ ﷺ منبر پر ہی تشریف رکھتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ سب کو خاموش کرنے لگے۔ سب

قَالَتْ: وَاَصْبَحَ اَبَوَایَ عِنْدِی، وَقَدْ بَکَیْتُ لَیْلَتَیْنِ وَیَوْمًا۔ لَا یَرْقَاُ لِی دَمْعٌ، وَلَا اَکْتَحِلُ بِنَوْمٍ۔ حَتّٰی اِنِّی لَاَظُنُّ اَنَّ الْبُکَاءَ فَالِقٌ کَبِدِی۔ فَبَیْنَا اَبَوَایَ جَالِسَانِ عِنْدِی، وَاَنَا اَبْکِی فَاسْتَاْذَنَتْ عَلَیَّ امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ، فَاَذِنْتُ لَهَا۔ فَجَلَسَتْ تَبْکِی مَعِی۔ قَالَتْ: فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ، دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَیْنَا۔ فَسَلَّمَ، ثُمَّ جَلَسَ۔ قَالَتْ: وَلَمْ یَجْلِسْ عِنْدِی، مُنْذُ قِیْلَ مَا قِیْلَ، قَبْلَهَا۔ وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا یُوْحٰی اِلَیْهِ فِی شَاْنِی بِشَیْءٍ۔ قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ جَلَسَ، ثُمَّ قَالَ: ((اَمَّا بَعْدُ یَا عَائِشَةُ! اِنَّهُ بَلَغَنِی عَنْكِ کَذَا وَکَذَا۔ فَاِنْ کُنْتِ بَرِیْئَةً، فَسَیُبَرِّئُكِ اللّٰهُ۔ وَاِنْ کُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِی اللّٰهَ، وَتُوْبِی اِلَیْهِ۔ فَاِنَّ الْعَبْدَ، اِذَا اعْتَرَفَ، ثُمَّ تَابَ، تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ))۔

قَالَتْ: فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَالَتَهُ، قَلَصَ دَمْعِی، حَتّٰی مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً: فَقُلْتُ لِاَبِی: اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِّی فِیْمَا قَالَ۔ فَقَالَ اَبِی: وَاللّٰهِ! مَا اَدْرِی مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَقُلْتُ لِاُمِّی: اَجِیْبِی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْمَا قَالَ: قَالَتْ اُمِّی: وَاللّٰهِ! مَا اَدْرِی اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: وَاَنَا جَارِیَةٌ حَدِیْثَةُ السِّنِّ

حضرات چپ ہو گئے اور آپ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس روز سارا دن روتی رہی۔ نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ آنکھ لگتی تھی۔ صبح کے وقت میرے والدین (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا) میرے پاس آئے۔ دو راتیں اور ایک دن میرا روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس پورے عرصہ میں نہ میرے آنسو رکے اور نہ نیند آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ ابھی میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ ہم ابھی اس حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی رسول اللہ ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں آپ کو وحی کے ذریعہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ بیٹھنے کے بعد حضور ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا، امابعد! اے عائشہ! مجھے تمہارے بارے میں اس طرح کی خبریں ملی ہیں اگر تم واقعی اس معاملہ میں پاک صاف ہو تو اللہ تمہاری پاکی خود بیان کر دے گا۔ لیکن اگر تم نے کسی گناہ کا قصد کیا تھا تو اللہ کی مغفرت چاہو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیتا ہے اور پھر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب حضور ﷺ اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے پہلے اپنے والد سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے کلام کا جواب دیں۔ والد نے فرمایا خدا کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ حضور ﷺ سے مجھے کیا

' لَا اَقْرَاُ الْقُرْآنَ كَثِيْرًا : اِنِّي وَاللّٰهِ ! لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ فِي اَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهٖ ـ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّي بَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِي ـ وَلَئِنْ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِاَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّي مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي ـ فَوَ اللّٰهِ ! لَا اَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ ـ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ ـ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِي ـ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّي حِيْنَئِذٍ بَرِيْئَةٌ ـ وَاَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي ـ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ ! مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِي شَاْنِي وَحْيًا يُتْلٰى ـ لَشَاْنِي فِي نَفْسِي كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِاَمْرٍ ـ وَلٰكِنْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ بِهَا ـ فَوَ اللّٰهِ ! مَا رَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَجْلِسَهٗ ' وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ ' حَتّٰى اُنْزِلَ اِلَيْهِ ـ فَاَخَذَهٗ مَا كَانَ يَاْخُذُهٗ مِنَ الْبُرَحَاءِ ـ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ الْعَرَقِ مِثْلُ الْجُمَانِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ ' مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي اُنْزِلَ عَلَيْهِ ـ

قَالَتْ : فَسُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَضْحَكُ ـ فَكَانَتْ اَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اَنْ قَالَ : ((يَا عَائِشَةُ ! اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ

کہنا چاہیے۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اس کا جواب دیں۔ والدہ نے بھی یہی کہا۔ خدا کی قسم! مجھے کچھ نہیں معلوم کہ حضور ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ اس لئے میں نے خود ہی عرض کیا۔ حالانکہ میں بہت کم عمر لڑکی تھی اور قرآن مجید بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا۔ (بہر حال میں نے کہا) خدا کی قسم! مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے اس طرح کی افواہوں پر کان دھرا اور بات آپ لوگوں کے دلوں میں اتر گئی اور آپ لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر گناہ کا اقرار کرلوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اس کی تصدیق کرنے لگ جائیں گے۔ پس خدا کی قسم! میری اور آپ لوگوں کی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے والد (حضرت یعقوب علیہ السلام) جیسی ہے۔ جب انہوں نے کہا تھا۔ فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون (پس صبر ہی بہتر ہے اور اللہ ہی کی مدد درکار ہے اس بارے میں جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔) [یوسف :۱۸] پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کرلیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اللہ خوب جانتا تھا کہ اس معاملہ میں مَیں قطعاً بری ہوں اور وہ خود میری برأت ظاہر کرے گا۔ لیکن خدا کی قسم! مجھے اس کا کوئی وہم وگمان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے قرآن مجید میں میرے معاملے کی صفائی اتارے گا۔ کیونکہ میں خود کو اس سے بہت کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ میرے معاملہ میں خود کوئی کلام فرمائے۔ مجھے تو صرف اتنی امید تھی کہ حضور ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری برأت کردے گا۔ لیکن خدا کی قسم! ابھی حضور ﷺ اس مجلس سے اٹھے بھی نہیں تھے اور نہ کوئی گھر کا آدمی وہاں سے اٹھا تھا کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی اور آپ پر وہ کیفیت

بَرَاءَتِكِ))۔ قَالَتْ : فَقَالَتْ لِي اُمِّي : قُوْمِي اِلَيْهِ فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ ! لَا اَقُوْمُ اِلَيْهِ ، فَاِنِّي لَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ۔ قَالَتْ : وَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ، بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَا اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ○ لَوْلَا جَاءُوْا عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ، فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَاءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ○ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَا اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ○ وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ○ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ

طاری ہوئی جو وحی کی شدت میں طاری ہوتی تھی ۔موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے آپ کے چہرے سے گرنے لگے ۔حالانکہ سردی کا موسم تھا، یہ اس وحی کے بوجھ کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل ہو رہی تھی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ کی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسم فرما رہے تھے سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا، اے عائشہ! اللہ نے تمہاری برأت نازل کر دی ہے۔ اس پر میری والدہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو جاؤ (اور شکریہ ادا کرو)۔ میں نے کہا' نہیں خدا کی قسم! میں آپ کے سامنے نہیں کھڑی ہوں گی۔ میں اللہ عزوجل کے سوا کسی کی حمد وثنا نہیں کروں گی (کہ اس نے میری برأت نازل کی ہے)۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے) بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

''جو لوگ یہ بہت بڑا طوفان باندھ لائے ہیں یہ بھی تم میں سے ہی ایک گروہ ہے' تم اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو' بلکہ یہ تو تمہارے حق میں بہتر ہے' ہاں ان میں سے ہر ایک شخص پر اتنا گناہ ہے جتنا اس نے آپ کمایا ہے اور ان میں سے جس نے اس کے بہت بڑے حصے کو سر انجام دیا ہے اس کے لیے عذاب بھی بہت ہی بڑا ہے۔ اسے سنتے ہی مومن مردوں عورتوں نے اپنے حق میں نیک گمانی کیوں نہ کی؟ اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا صریح بہتان ہے۔ وہ اس بات پر چار گواہ کیوں نہ لائے' اور جب گواہ نہیں لائے تو یہ بہتان باز لوگ یقیناً اللہ کے نزدیک محض جھوٹے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتا تو یقیناً تم نے جس بات کے چرچے شروع کر رکھے تھے اس بارے میں تمہیں بہت بڑا عذاب پہنچتا۔ جب کہ تم اسے اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے اور اپنے منہ سے وہ بات نکالنے لگے جس کی تمہیں مطلق خبر نہ تھی۔ گو تم اسے ہلکی بات سمجھتے رہے لیکن اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی۔ تم نے ایسی بات کو

يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللّٰهَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللّٰهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ○ الْخَبِيثٰتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثٰتِ ، وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبٰتِ ، أُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ، لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴾ -

ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِي بَرَاءَتِي -

قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ، وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ ، لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ : وَاللّٰهِ ! لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا ،

سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات منہ سے نکالنی بھی لائق نہیں۔ اے اللہ! تو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان اور تہمت ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی بھی ایسا کام نہ کرنا اگر تم سچے مومن ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے اپنی آیتیں بیان فرما رہا ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں برائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں' اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے اور یہ بھی کہ اللہ بڑی شفقت رکھنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی اور برائی کے کاموں کا ہی حکم کرے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی' کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے کر دیتا ہے' اللہ سب سننے والا جاننے والا ہے۔ تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو راہ اللہ دینے سے قسم نہ کھا لینی چاہیے بلکہ معاف کر دینا اور درگذر کر لینا چاہیے' کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف فرما دے؟ اللہ قصوروں کا معاف فرمانے والا مہربان ہے۔ جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔ جب کہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ اس دن اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا بدلہ حق و انصاف کے ساتھ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی ظاہر کرنے والا ہے۔ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لائق ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لائق ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لائق ہیں' ایسے

بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ ۔ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ۔ ﴿ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ ﴾ ۔ إِلَى قَوْلِهِ ۔ ﴿ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ ۔

قَالَ أَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ : بَلَى وَاللّٰهِ ! إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لِي ۔ فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ ۔ وَقَالَ : وَاللّٰهِ ! لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا ۔

قَالَتْ عَائِشَةُ : وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي ۔ فَقَالَ لِزَيْنَبَ : ((مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ ؟)) قَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي وَاللّٰهِ ! مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا ۔

قَالَتْ عَائِشَةُ : وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِيْنِي ، مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ ۔ قَالَتْ : وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا ۔ فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ ۔

قَالَتْ عَائِشَةُ : وَاللّٰهِ ! إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ مَا قِيلَ ، لَيَقُوْلُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ ! فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ! مَا كَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ أُنْثَى قَطُّ ۔ قَالَتْ : ثُمَّ قُتِلَ ، بَعْدَ ذٰلِكَ ، فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۔

پاک لوگوں کے متعلق جو کچھ بکواس بہتان باز کرتے ہیں وہ اس سے بالکل بے لگاؤ ہیں' ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔'' [النور:۱۱تا۲۶]

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں میری براءت میں نازل کیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے اخراجات' ان سے قرابت اور ان کی محتاجی کی وجہ سے' خود اٹھاتے تھے' نے کہا کہ خدا کی قسم! مسطح رضی اللہ عنہ نے عائشہ کے متعلق اس طرح کی تہمت تراشی میں حصہ لیا ہے۔ اس لیے میں اس پر اب کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ولا یاء تل اولوا الفضل منکم سے غفور رحیم تک (کیونکہ مسطح رضی اللہ عنہ یا دوسرے مومنین کی اس میں شرکت محض غلط فہمی کی بنا پر تھی)۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کہنے پر معاف کردے اور مسطح کو جو کچھ وہ دیا کرتے تھے اسے پھر دینے لگے اور کہا کہ واللہ! اب اس وظیفہ کو میں کبھی بند نہیں کروں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے معاملے میں حضور ﷺ نے ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی مشورہ کیا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تمہیں کیا معلومات ہیں یا ان میں تم نے کیا چیز دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو محفوظ رکھتی ہوں (کہ ان کی طرف خلاف واقعہ نسبت کروں) خدا کی قسم! میں ان کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتی۔

حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ زینب رضی اللہ عنہا ہی تمام ازواج مطہرات میں میرے مقابل کی تھیں' لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے تقویٰ اور پاک بازی کی وجہ سے انہیں محفوظ رکھا۔ البتہ ان کی بہن حمنہ نے غلط راستہ اختیار کیا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوئی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ خدا کی قسم' جس صحابی (یعنی صفوان

بن معطل رضی اللہ عنہ) کے ساتھ یہ تہمت لگائی گئی تھی وہ (اپنے اوپر اس تہمت کو سن کر) کہتے' سبحان اللہ! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے آج تک کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا۔ پھر اس واقعہ کے بعد وہ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے تھے۔

لغوی توضیح أَهْـلَ الْإِفْكِ وہ لوگ جنہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹی تہمت لگائی، ان کا سرگنہ عبداللہ بن اُبی منافق تھا۔ إِفْكٌ جھوٹ۔ فِيْ غَزْوَةٍ ایک غزوہ میں۔ مراد غزوہ مریسیع ہے جو شعبان ۵ ہجری میں پیش آیا۔ قَفَلَ واپس لوٹے۔ الرَّحِيْل کوچ۔ عِقْدٌ ہار۔ جَزْعِ مہرہ، ایک قسم کا پتھر۔ الْعُلْقَةَ بہت کم۔ اسْتِرْجَاع اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھنا۔ كَيْفَ تِيْكُمْ یہ کیسی ہے (معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا سے خود مخاطب نہ ہوتے)۔ الْمَنَاصِعِ مدینہ سے باہر ایک مقام جہاں عورتیں رات میں قضائے حاجت کے لیے جاتیں۔ مُتَبَرَّزَ قضائے حاجت کا مقام۔ الْكُنُفَ جمع ہے كنيف کی، مراد ہے بیت الخلاء۔ نَتَأَذَّى ہم تکلیف محسوس کرتے۔ مِرْط چادر۔ أَيْ هَنْتَاهُ اے غافل لڑکی۔ وَضِيْئَة خوبصورت۔ ضَرَائِرُ جمع ہے ضرة کی، معنی ہے سوکن۔ لَا يَرْقَأُ تھمتے (رکتے) نہیں تھے۔ اسْتَلْبَثَ ٹھہر گئی، مؤخر ہو گئی۔ الدَّاجِنُ بکری (اور وہ تمام حیوانات جنہیں گھر پر چارہ ڈالا جاتا ہے)۔ مَنْ يَعْذِرُنِي کون میری مدد کرے گا (یا کون میرا انتقام لے گا)۔ فَثَارَ بھڑک اٹھے۔ الْحَيَّان دونوں قبیلے۔ فَالِقٌ پھٹ جائے گا۔ كَبِدِي میرا کلیجہ۔ أَلْمَمْتِ تو مبتلا ہوئی ہے۔ بِذَنْب کسی گناہ میں۔ قَلَصَ رُک گئے۔ دَمْعِي میرے آنسو۔ الْبُرَحَاءِ وہ سختی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزولِ وحی کے وقت محسوس ہوتی۔ لَيَتَحَدَّرُ بہہ پڑتا (پسینہ)۔ مِثْلُ الْجُمَان موتیوں کی طرح۔ فِي يَوْمٍ شَاتٍ ٹھنڈے دن میں بھی۔ فَسُرِّيَ دور کر دی گئی (وحی کی کیفیت)۔ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ ابوبکر رضی اللہ عنہ مسطح پر خرچ کرتے تھے (اس وجہ سے کہ اُم مسطح ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خالہ کی بیٹی تھی اور مسطح ابھی بچے ہی تھے کہ ان کے والد فوت ہو گئے تھے، اس لیے ان کی کفالت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کی اور اسی قرابت وفقر کی وجہ سے وہ مسطح پر خرچ کیا کرتے تھے)۔ لَا يَأْتَلِ قسم نہ اٹھائیں۔ أُولُوا الْفَضْلِ مال والے۔ تُسَامِيْنِي وہ (زینب ہی) میرے مقابلے کی تھی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں محبت والفت میں درجہ کے اعتبار سے۔ زینب رضی اللہ عنہا کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق کلمات خیر کہنا ثبوت ہے کہ اگرچہ ازواجِ مطہرات میں بھی غیرت کا معاملہ موجود تھا مگر یہ چیز ان کی حق گوئی میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی)۔

فہم الحدیث اس حدیث میں عبداللہ بن اُبی اور دیگر منافقین کی طرف سے عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹی تہمت لگانے اور اللہ کی طرف سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی برائت نازل ہونے کا ذکر ہے۔ چونکہ اسلام میں پاکدامنہ عورتوں پر تہمت کی سزا اسّی کوڑے مقرر کی گئی ہے (الا کہ تہمت لگانے والے چار گواہ لے کر آئیں)۔ لہٰذا جب عائشہ رضی اللہ عنہا کی برائت نازل ہوئی تو تین مومنوں مسطح، حسان اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم کو تہمت کی یہ حد لگائی گئی۔[1] عبداللہ بن اُبی منافق کو اس لیے دنیا میں سزا نہ دی گئی کیونکہ اس کے لیے اُخروی عذاب ہی کافی سمجھ لیا گیا اور اس کے ساتھ بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی اس لیے سزا نہ دی کہ انہیں سزا دینے سے کچھ ایسے خطرات لاحق ہونے کا اندیشہ تھا کہ جن سے نمٹنا اس وقت مسلمانوں کے لیے ممکن نہ تھا، اس لیے مصلحتاً انہیں سزا دینے سے گریز کر لیا گیا۔[2]

---

① [حسن: صحیح ابوداود، ابوداود (4474) ابن ماجہ (2567) مسند احمد (6/ 30)]

② [تفسیر فتح القدیر للشوکانی، بحوالہ تفسیر احسن البیان (ص: 968)]

١٧٦٤ ۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ' قَالَتْ : لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ ' وَمَا عَلِمْتُ بِهِ ' قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي خَطِيْبًا ۔ فَتَشَهَّدَ ' فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ۔ ثُمَّ قَالَ : ((اَمَّا بَعْدُ اَشِيْرُوا عَلَيَّ فِي اُنَاسٍ اَبَنُوا اَهْلِي وَايْمُ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى اَهْلِي مِنْ سُوْءٍ ۔ وَاَبَنُوهُمْ بِمَنْ ' وَاللّٰهِ ! مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ ۔ لَا يَدْخُلُ بَيْتِي قَطُّ اِلَّا وَاَنَا حَاضِرٌ ۔ وَلَا غِبْتُ فِي سَفَرٍ اِلَّا غَابَ مَعِي)) ۔

قَالَتْ : وَلَقَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتِي فَسَاَلَ عَنِّي خَادِمَتِي ۔ فَقَالَتْ : لَا ۔ وَاللّٰهِ ! مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا ۔ اِلَّا اَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَاْكُلَ خَمِيْرَهَا اَوْ عَجِيْنَهَا ۔ وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ اَصْحَابِهِ ' فَقَالَ : اصْدُقِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' حَتَّى اَسْقَطُوْا لَهَا بِهِ ۔ فَقَالَتْ : سُبْحَانَ اللّٰهِ ! وَاللّٰهِ ! مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا اِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِ الذَّهَبِ الْاَحْمَرِ ۔

وَبَلَغَ الْاَمْرُ اِلَى ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي قِيْلَ لَهُ ۔ فَقَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ ! وَاللّٰهِ ! مَا كَشَفْتُ كَنَفَ اُنْثَى قَطُّ ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ : فَقُتِلَ شَهِيْدًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میرے متعلق ایسی باتیں کہی گئیں جن کا مجھے کوئی گمان بھی نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ میرے معاملہ میں لوگوں کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے آپ نے شہادت کے بعد اللہ کی حمد و ثنا اس کی شان کے مطابق بیان کی۔ پھر فرمایا اما بعد! تم لوگ مجھے ایسے لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنھوں نے میری بیوی کو بدنام کیا اور اللہ کی قسم! میں نے اپنی بیوی میں کوئی برائی نہیں دیکھی اور تہمت بھی ایسے شخص (حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ) کے ساتھ لگائی ہے کہ اللہ کی قسم! ان میں بھی میں نے کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی وہ میرے گھر میں جب بھی داخل ہوئے تو میری موجودگی میں ہوئے اور اگر میں کبھی سفر کی وجہ سے مدینہ میں نہ ہوتا تو وہ بھی نہیں ہوتے اور میرے ساتھ رہتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے حجرہ میں تشریف لائے تھے اور میری خادمہ (حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا) سے میرے متعلق پوچھا تھا اس نے کہا تھا کہ نہیں خدا کی قسم! میں ان کے اندر کوئی عیب نہیں جانتی البتہ ایسا ہو جایا کرتا تھا کہ (کم عمری کی غفلت کی وجہ سے آٹا گوندھتے ہوئے) سو جایا کرتیں اور بکری آ کر ان کا گندھا ہوا آٹا کھا جاتی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ نے ڈانٹ کر ان سے کہا کہ آپ ﷺ کو بات صحیح صحیح کیوں نہیں بتا دیتی۔ پھر انہوں نے کھول کر صاف لفظوں میں ان سے واقعہ کی تصدیق چاہی اس پر وہ بولیں کہ سبحان اللہ! میں تو عائشہ کو اس طرح جانتی ہوں جس طرح سنار کھرے سونے کو جانتا ہے اس تہمت کی خبر جب ان صاحب کو معلوم ہوئی جن کے ساتھ تہمت لگائی گئی تھی (صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ) تو انہوں نے کہا سبحان اللہ! اللہ کی قسم! میں نے آج تک کسی (غیر) عورت کا کپڑا نہیں کھولا۔ پھر انہوں نے اللہ کے راستہ میں شہادت پائی۔

١٧٦٤ ۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 24 سورة النور: 11 باب إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا ۔

[50] كِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِيْنَ وَاَحْكَامِهِمْ

منافقین کی صفات اور احکام کا بیان

۱۷۶۵۔ حدیث زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فِي سَفَرٍ اَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ۔ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ لاَصْحَابِهِ: لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهِ۔ وَقَالَ: لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ، لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ۔ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَاَخْبَرْتُهُ۔ فَاَرْسَلَ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ، فَسَاَلَهُ، فَاجْتَهَدَ يَمِيْنَهُ مَا فَعَلَ۔ قَالُوا: كَذَبَ زَيْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوا شِدَّةٌ۔ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيْقِي فِي ﴿ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ ﴾ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ، لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ۔ فَلَوَّوْا رُؤُسَهُمْ وَقَوْلُهُ۔ ﴿ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ ﴾۔ قَالَ: كَانُوا رِجَالًا، اَجْمَلَ شَيْءٍ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر (غزوۂ تبوک یا بنی مصطلق) میں تھے جس میں لوگوں پر بڑے تنگ اوقات آئے تھے۔ عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو تا کہ وہ ان کے پاس سے منتشر ہو جائیں۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال کر باہر کرے گا۔ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس گفتگو کی اطلاع دی تو آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا۔ اس نے بڑی قسمیں کھا کر کہا کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ لوگوں نے کہا کہ زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جھوٹ بولا ہے۔ لوگوں کی اس طرح کی باتوں سے میں بڑا رنجیدہ ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقون نازل فرما کر میری تصدیق فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں بلایا تا کہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کریں لیکن انہوں نے اپنے سر پھیر لئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "گویا وہ بہت بڑے لکڑی کے کھمبے ہیں" [منافقون: ۴] (ان کے متعلق) اس لیے کہا گیا کہ وہ بظاہر بڑے خوبصورت اور معقول (مگر دل کے منافق) تھے۔

لغوی توضیح: اَلْمُنَافِقِیْن منافق کی تعریف، اقسام اور صفات کے لیے ملاحظہ فرمائیے گزشتہ حدیث نمبر ۳۷، ۳۸۔ فِي سَفَرٍ ایک سفر میں، مراد ہے غزوہ مریسیع جو شعبان ۵ ہجری میں پیش آیا۔ اسی غزوہ میں ایک مہاجر نے انصاری کی پشت پر تا تنگ ماری، جس سے جھگڑا کھڑا ہو گیا اور عبداللہ بن ابی منافق نے وہ باتیں کہیں جو حدیث میں مذکور ہیں۔ یَنْفَضُّوْا منتشر ہو جائیں۔ الْاَعَزُّ عزت والا، عبداللہ بن اُبی نے اس سے خود کو مراد لیا۔ اَلْاَذَلَّ ذلت والا، اس سے اس نے نبی ﷺ کو مراد لیا۔ خُشُبٌ جمع ہے خشبۃ کی، معنی ہے لکڑیاں۔ مُسَنَّدَةٌ (دیوار وغیرہ کے ساتھ) ٹیک لگائی ہوئی۔

۱۷۶۵۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 63 سورة إذا جاءك المنافقون: 3 باب قوله ذلك بانهم...(4900) مسلم (2772)۔

١٧٦٦۔ حديث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اَتَى النَّبِيُّ ﷺ ، عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ ، بَعْدَ مَا دُفِنَ ۔ فَاَخْرَجَهُ ، فَنَفَثَ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ ، وَاَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ تشریف لائے تو عبداللہ بن ابی کو دفن کیا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے قبر سے نکلوایا اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا (ایصالِ برکت کی غرض سے) اور اسے اپنی قمیص پہنائی (ایصالِ برکت اور اس کے بیٹے عبداللہ کے مطالبے پر)۔

١٧٦٧۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهما ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ ، لَمَّا تُوُفِّيَ ، جَاءَ ابْنُهُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ۔ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! اَعْطِنِي قَمِيصَكَ اُكَفِّنْهُ فِيهِ ، وَصَلِّ عَلَيْهِ ، وَاسْتَغْفِرْ لَهُ ، فَاَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ ، قَمِيصَهُ ۔ فَقَالَ : ((اٰذِنِّي اُصَلِّي عَلَيْهِ)) فَآذَنَه ۔ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ ، جَذَبَهُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ ۔ فَقَالَ : اَلَيْسَ اللّٰهُ نَهَاكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ ۔ فَقَالَ : ((اَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ)) قَالَ : ﴿ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً ، فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴾ ۔ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ : ﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلَى اَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا ﴾ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی (منافق) کی موت ہوئی تو اس کا بیٹا (عبداللہ رضی اللہ عنہ) نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! والد کے کفن کے لیے آپ اپنی قمیص عنایت فرمایئے اور ان پر نماز پڑھئے اور مغفرت کی دعا کیجئے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اپنی قمیص (غایت مروت کی وجہ سے) عنایت کی اور فرمایا کہ مجھے بتانا، میں نمازِ جنازہ پڑھوں گا۔ عبداللہ نے اطلاع بھجوائی۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو پیچھے سے پکڑ لیا اور عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے "تو ان کے لئے استغفار کر یا نہ کر اور اگر تو ستر مرتبہ بھی استغفار کرے تو بھی اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔" [التوبہ:٨٠] چنانچہ نبی ﷺ نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد یہ آیت اتری "کسی بھی منافق کی موت پر اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھانا" [التوبہ:٨٤]

فهم الحديث یہ حدیث اور اس کی وضاحت پیچھے حدیث نمبر ١٥٥٣ پر گزر چکی ہے، ملاحظہ فرمایئے۔

١٧٦٨۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ ، اَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيرَةٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خانہ کعبہ کے پاس دو قریشی اور ایک ثقفی یا ایک قریشی اور دو ثقفی مرد بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پیٹ بہت موٹے تھے لیکن عقل سے کورے۔ ایک نے ان میں

١٧٦٦۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 23 باب الكفن في القميص الذي يكف او لا يكف (1270) مسلم (2773)۔

١٧٦٧۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 23 باب الكفن في القميص الذي يكفّ او لا يكفّ ، مسلم (2774)۔

١٧٦٨۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 41 سورة فصلت: 2 باب قوله وذلكم ظنكم الآية (4816) مسلم (2775) ۔

قَلِيْلَةٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ ۔ فَقَالَ اَحَدُهُمْ : اَتَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ ؟ قَالَ الآخَرُ ۔ يَسْمَعُ اِنْ جَهَرْنَا ، وَلَا يَسْمَعُ اِنْ اَخْفَيْنَا ۔ وَقَالَ الآخَرُ : اِنْ كَانَ يَسْمَعُ اِذَا جَهَرْنَا ، فَاِنَّهُ يَسْمَعُ اِذَا اَخْفَيْنَا ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ ﴾ الآية۔

سے کہا' تمہارا کیا خیال ہے کیا اللہ ہماری باتوں کو سن رہا ہے؟ دوسرے نے کہا اگر ہم زور سے بولیں تو سنتا ہے لیکن آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔ تیسرے نے کہا اگر اللہ زور سے بولنے پر سن سکتا ہے تو آہستہ بولنے پر بھی ضرور سنتا ہوگا۔ اس پر یہ آیت اتری کہ ''اور تم اس بات سے خود کو چھپا ہی نہیں سکتے کہ تمہارے کان' تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے گواہی دیں گے ہاں تم یہ سمجھتے رہے کہ تم جو کچھ بھی کر رہے ہو اس میں سے بہت سے اعمال سے اللہ بے خبر ہے۔[حم السجدہ:۲۲]۔

۱۷۶۹ ۔ حدیث زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ ، قَالَ : لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى اُحُدٍ ، رَجَعَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهِ ۔ فَقَالَتْ فِرْقَةٌ : نَقْتُلُهُمْ ۔ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ : لَا نَقْتُلُهُمْ ۔ فَنَزَلَتْ ۔ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيْلًا ﴾ ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ جنگ اُحد کے لیے نکلے تو جو لوگ آپ کے ساتھ تھے ان میں سے کچھ لوگ واپس آ گئے (یہ منافقین تھے) پھر بعض نے تو یہ کہا کہ ہم چل کر انہیں قتل کر دیں گے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ قتل نہیں کرنا چاہیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو، انہیں تو ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اوندھا کر دیا ہے۔ اب کیا تم یہ منصوبے باندھ رہے ہو کہ اللہ کے گمراہ کئے ہوؤں کو تم راہِ راست پر لا کھڑا کرو۔ جسے اللہ راہ بھلا دے تو ہرگز اس کے لیے کوئی راہ نہ پائے گا۔'' [النساء :۸۸]

لغوی توضیح رَجَعَ نَاسٌ کچھ لوگ واپس آ گئے۔ یہ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی اور اس کے دھوکے میں آنے والے تقریباً تین سو افراد تھے۔ فِئَتَيْنِ تثنیہ ہے فِئَة کی، معنی ہے دو گروہ۔ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اللہ نے ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں لوٹا دیا ہے (ان کی گمراہی وضلالت میں، اس لیے تم ان کے متعلق صرف ایک ہی رائے رکھو اور وہ ان سے دوری، انقطاع اور خیر کی کوئی توقع نہ رکھنا ہے)۔

۱۷۷۰ ۔ حديث اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ ، اَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ ، عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا خَرَجَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چند منافقین ایسے تھے کہ جب آپ ﷺ جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو یہ مدینہ میں پیچھے رہ جاتے اور پیچھے رہ جانے پر بہت

۱۷۶۹ ۔ البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 10 باب المدينة تنفي الخبث (1884) مسلم (2776) ترمذی (3028) ۔
۱۷۷۰ ۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 3 سورة آل عمران: 16 باب لا يحسبن الذين...(4567) مسلم (2777)۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْغَزْوِ، تَخَلَّفُوْا عَنْهُ، وَفَرِحُوْا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ - فَإِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، اعْتَذَرُوْا إِلَيْهِ، وَحَلَفُوا، وَأَحَبُّوا أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا - فَنَزَلَتْ - ﴿لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ﴾ الآية -

خوش ہوا کرتے تھے۔ لیکن جب آپ واپس آتے تو عذر بیان کرتے اور قسمیں کھا لیتے بلکہ ان کو ایسے کام پر اپنی تعریف کروانا پسند ہوتا جس کو انہوں نے نہ کیا ہوتا اور بعد میں چکنی چپڑی باتوں سے اپنی بات بنانا چاہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی پر یہ آیات نازل فرمائیں ''وہ لوگ جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی ان کی تعریفیں کی جائیں تو انہیں عذاب سے چھٹکارہ میں نہ سمجھو ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے''۔ (آل عمران: ۱۸۸)

لغوی توضیح تَخَلَّفُوْا پیچھے رہ جاتے۔ اِعْتَذَرُوْا (جھوٹے بہانے) عذر پیش کرتے۔ وَحَلَفُوا اور قسمیں کھاتے (جھوٹے بہانوں پر اور اس پر کہ وہ مومنوں کی فتح پر بہت خوش ہیں تاکہ ان کے اس موقف پر ان کی تعریف کی جائے)۔

۱۷۷۱ - حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ - عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، أَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهِ: اذْهَبْ يَا رَافِعُ! إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقُلْ: لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا أُوْتِيَ، وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا، لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُوْنَ - فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَمَا لَكُمْ وَلِهٰذِهِ؟ إِنَّمَا دَعَا النَّبِيُّ ﷺ يَهُوْدَ، فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوْهُ إِيَّاهُ، وَأَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهِ - فَأَرَوْهُ أَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوْا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوْهُ عَنْهُ فِيْمَا سَأَلَهُمْ - وَفَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوا مِنْ كِتْمَانِهِمْ - ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ﴾ - كَذٰلِكَ، حَتّٰى قَوْلِهِ ﴿يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ أَنْ يُحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا﴾ -

علقمہ بن وقاص نے بیان کیا کہ مروان بن حکم نے (جب وہ مدینہ کے امیر تھے) اپنے دربان رافع سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے یہاں جاؤ اور ان سے پوچھو کہ (آیت ولا تحسبن الذین کی رو سے تو) ہم سب کو عذاب ہونا چاہیے کیونکہ ہر ایک آدمی ان نعمتوں پر جو اس کو ملی ہیں' خوش ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جو کام اس نے کیا نہیں اس پر بھی اس کی تعریف ہو۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' تم مسلمانوں سے اس آیت کا کیا تعلق! یہ تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو بلایا تھا اور ان سے ایک دین کی بات پوچھی تھی (جو ان کی آسمانی کتاب میں موجود تھی) انہوں نے اصل بات کو تو چھپایا اور دوسری غلط بات بیان کر دی۔ پھر بھی اس بات کے خواہش مند رہے کہ حضور ﷺ کے سوال کے جواب میں جو کچھ انہوں نے بتایا ہے اس پر ان کی تعریف کی جائے اور ادھر اصل حقیقت کو چھپا کر بھی بڑے خوش تھے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان آیات کی تلاوت کی ''اللہ تعالیٰ نے جب اہل کتاب سے عہد لیا کہ تم اسے سب لوگوں سے بیان کرتے رہا کرو اور اسے چھپاؤ نہیں پھر بھی ان لوگوں نے اس عہد کو اپنی پیٹھ پیچھے ڈال دیا

۱۷۷۱ - البخاري في: 65 كتاب التفسير: 3 سورة آل عمران: 16 باب لا يحسبن الذين...(4568) مسلم (2778)۔

اور اسے بہت کم قیمت پر بیچ ڈالا' ان کا یہ بیوپار بہت برا ہے۔ وہ لوگ جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی ان کی تعریفیں کی جائیں تو انہیں عذاب سے چھٹکارہ میں نہ سمجھ' ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے۔'' [آل عمران: ۱۸۷' ۱۸۸]

فهم الحديث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق پہلی آیت میں جو لوگ (یعنی اہل کتاب) مراد ہیں، دوسری میں بھی وہی مراد ہیں اور ان کی صفات یہ ہیں کہ وہ حق کو چھپاتے ہیں اور باطل کے ذریعے جواب دے کر اس بات پر اپنی تعریف کرانا چاہتے ہیں کہ انہوں نے حق بیان کیا ہے حالانکہ انہوں نے حق بیان نہیں کیا، یوں وہ ایسے کام پر تعریف کرانا چاہتے ہیں جو انہوں نے کیا ہی نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ایسے لوگ عذاب سے بچنے والے نہیں۔

۱۷۷۲۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ : كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ ، وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ ، وَآلَ عِمْرَانَ ۔ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ ۔ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا ۔ فَكَانَ يَقُولُ : مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ ۔ فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ ، فَدَفَنُوهُ ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ ۔ فَقَالُوا : هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ ۔ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا ۔ فَأَلْقَوْهُ ۔ فَحَفَرُوا لَهُ ، فَأَعْمَقُوا ۔ فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ ۔ فَقَالُوا : هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ ۔ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ ۔ فَأَلْقَوْهُ ۔ فَحَفَرُوا لَهُ ، وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ ، مَا اسْتَطَاعُوا ۔ فَأَصْبَحَ قَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ ، فَأَلْقَوْهُ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص پہلے عیسائی تھا' پھر وہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس نے سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور وہ نبی ﷺ کا کاتب بن گیا لیکن وہ شخص پھر مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) کے لیے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا اسے اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی موت واقع ہو گئی اور اس کے آدمیوں نے اسے دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے۔ چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے انہوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر انہوں نے کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی۔ لیکن جب صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ یہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے اس کی قبر کھود کر انہوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انہوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری ان کے بس میں تھی کر کے اسے اس کے اندر ڈال دیا لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اب انہیں

۱۷۷۲۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام ، مسلم (2781) احمد (13323)۔

یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں (بلکہ یہ میت عذابِ خداوندی میں گرفتار ہے) چنانچہ انہوں نے اسے یونہی (زمین پر) ڈال دیا۔

لغوی توضیح لَفَظَتْهُ اسے (باہر) پھینک دیا۔ اَلْاَرْضُ زمین نے۔ هَرَبَ بھاگ آیا۔ مِنْهُمْ ان سے (یعنی ان کا دین چھوڑ آیا)۔ نَبَشُوا انہوں نے قبر اُکھاڑ دی۔

باب صفة القيامة والجنة والنار

قیامت' جنت اور دوزخ کا بیان

١٧٧٣ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَاللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ)) وَقَالَ: اقْرَءُوْا: ﴿ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴾ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ قیامت کے دین ایک بہت بھاری بھرکم موٹا تازہ شخص آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی قدر نہیں رکھے گا۔ اور فرمایا کہ پڑھو'' قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن نہ کریں گے۔'' [الكهف:۱۰۵]

لغوی توضیح اَلرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ بڑا موٹا تازہ آدمی (دنیا میں وافر کھانے پینے کی وجہ سے)۔ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مچھر کے پر کے برابر (بھی وزن نہیں ہوگا، کیونکہ وہ ایمان اور عملِ صالح سے خالی ہوگا، یاد رہے کہ اس روز صرف ایمان اور عملِ صالح کا ہی وزن ہوگا گوشت اور چربی کا نہیں)۔

١٧٧٤ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ حِبْرٌ مِنَ الْاَحْبَارِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّا نَجِدُ اَنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمٰوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْاَرَضِيْنَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ ۔ فَيَقُوْلُ: اَنَا الْمَلِكُ ۔ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ، حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحِبْرِ ۔ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علمائے یہود میں سے ایک شخص رسول ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا' اسی طرح زمین کو ایک انگلی پر' درختوں کو ایک انگلی پر' پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر۔ پھر فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔ آپ ﷺ اس پر ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دانت مبارک دکھائی دینے لگے۔ آپ کا یہ ہنسنا اس یہودی عالم کی تصدیق میں تھا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی'' اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیے تھی اور حال یہ ہے کہ ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ

١٧٧٣ ۔ البخاري في: 92 كتاب التفسير: 18 سورة الكهف: 6 باب اولئك الذين ...(4729) مسلم (2785)۔

١٧٧٤ ۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 39 سورة الزمر: 2 باب وما قدروا الله حق قدره (4811) مسلم (2786)۔

قَدْرِهِ ' وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهِ ' سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ ۔

میں لپٹے ہوں گے۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے بالکل پاک اور بلند تر ہے۔" [الزمر: ٦٧]

لغوی توضیح حِبْرٌ یہود کا عالم، بڑے علم والا۔ الثَّرٰی تر مٹی۔

١٧٧٥ ـ حديث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ ' وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِيْنِهِ ' ثُمَّ يَقُوْلُ : اَنَا الْمَلِكُ ' اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ؟)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا کہ اب میں بادشاہ ہوں۔ آج زمین کے بادشاہ کہاں گے؟ (جو اپنی بادشاہت پر نازاں تھے)۔"

١٧٧٦ ـ حديث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' اَنَّهُ قَالَ : ((اِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْاَرْضَ ' وَتَكُوْنُ السَّمٰوَاتُ بِيَمِيْنِهِ ' ثُمَّ يَقُوْلُ : اَنَا الْمَلِكُ)) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوگا پھر کہے گا کہ میں بادشاہ ہوں۔"

(2) باب في البعث والنشور وصفة الارض يوم القيامة

قیامت کے دن حشر نشر اور زمین کی حالت کا بیان

١٧٧٧ ـ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : ((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ لَيْسَ فِيْهَا مَعْلَمٌ لِاَحَدٍ))۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کا حشر سفید وسرخی آمیز زمین پر ہوگا جیسے میدہ کی روٹی صاف وسفید ہوتی ہے۔ اس زمین پر کسی (چیز) کا کوئی نشان نہ ہوگا۔

لغوی توضیح عَفْرَاءَ سفید سرخی مائل۔ قُرْصَة روٹی۔ نَقِيّ میدہ۔ مَعْلَم نشان (یعنی رہائش، عمارت اور پہاڑ وغیرہ کا کوئی نشان نہیں ہوگا، اس میں یہ اشارہ ہے کہ دنیوی زمین تبدیل کر دی جائے گی اور لوگوں کا حشر نئی زمین پر ہوگا)۔

(3) باب نزل اهل الجنة

اہل جنت کی ضیافت کا بیان

١٧٧٨ ـ حديث اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، قیامت

١٧٧٥ ـ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 44 باب يقبض الله الارض (4812) مسلم (2787) احمد (8872) ۔
١٧٧٦ ـ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 19 باب قول الله تعالى "لما خلقت بيدى" (7413) مسلم (2788)۔
١٧٧٧ ـ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 44 باب يقبض الله الارض (6521) مسلم (2790) ابن حبان (7320) ۔
١٧٧٨ ـ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 44 باب يقبض الله الارض (6520) مسلم (2792) ۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَكُونُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ، كَمَا يَكْفَأُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ، نُزُلًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَاَتَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ: بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ! اَلَا اُخْبِرُكَ بِنُزُلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: تَكُونُ الْاَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً۔ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْنَا، ثُمَّ ضَحِكَ، حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ۔ ثُمَّ قَالَ: اَلَا اُخْبِرُكَ بِاِدَامِهِمْ؟ قَالَ: اِدَامُهُمْ بَالَامٌ وَنُونٌ۔ قَالُوا: وَمَا هٰذَا؟ قَالَ: ثَوْرٌ وَنُونٌ، يَاْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُونَ اَلْفًا۔

کے دن ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی جسے اللہ تعالیٰ اہل جنت کی میزبانی کے لیے اپنے ہاتھ سے الٹے پلٹے گا جس طرح تم دستر خواں پر روٹی ہراتے پھراتے ہو۔ پھر ایک یہودی آیا اور بولا' ابو القاسم تم پر رحمٰن برکت نازل کرے کیا میں تمہیں قیامت کے دن اہل جنت کی سب سے پہلی ضیافت کے بارے میں خبر نہ دوں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں' تو اس نے (بھی یہی) کہا کہ ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور مسکرائے جس سے آپ کے آگے کے دانت دکھائی دینے لگے۔ پھر (اس نے) پوچھا کیا میں تمہیں اس کے سالن کے متعلق خبر نہ دوں؟ (پھر خود ہی) بولا کہ ان کا سالن بالام ونون ہوگا۔ صحابہ نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ بیل اور مچھلی جس کی کلیجی کے ساتھ زائد چربی کے حصے کو ستر ہزار آدمی کھائیں گے۔

لغوی توضیح خُبْزَةٌ روٹی۔ یَتَکَفَّؤُهَا اسے پلٹے گا۔ السَّفَر دستر خوان۔ نُزُلًا مہمان نوازی، میزبانی۔ اِدَام سالن۔ ثَوْرٌ بیل۔ نُونٌ مچھلی۔ زَائِدَة الگ چربی کا ٹکڑا جو کلیجی کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔ کَبِد کلیجی۔

۱۷۷۹۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ آمَنَ بِي عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُودِ لَآمَنَ بِي الْيَهُودُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اگر دس یہودی (احبار و علما) مجھ پر ایمان لے آتے تو تمام یہود مسلمان ہو جاتے۔

فهم الحديث نبی ﷺ نے جو یہود کے دس افراد کے ایمان لانے کا ذکر فرمایا، ان سے مراد یہود کے علماء ہیں جیسے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے دس کا ذکر غالباً اس لیے فرمایا کیونکہ اس وقت یہود کے علماء کی تعداد دس کے قریب ہی تھی اور اگر یہ دس علماء ایمان لے آتے تو ان کے اکثر و بیشتر متبعین بھی ان کی پیروی میں ایمان قبول کر لیتے۔

(4) باب سؤال اليهود النبي ﷺ عن الروح وقوله تعالى ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ﴾ الآية

یہود کا روح کے متعلق نبی ﷺ سے سوال کرنا اور فرمان الٰہی يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ کی تفسیر

۱۷۸۰۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں

۱۷۷۹۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 52 باب إتيان اليهود النبي ﷺ حين ...(3941) مسلم (2793)۔

۱۷۸۰۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 47 باب قول الله تعالى "وما اوتيتم من العلم إلا قليلا" (125) مسلم (2794)۔

مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : بَيْنَا اَنَا اَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ' فِيْ خَرِبِ الْمَدِيْنَةِ ' وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيْبٍ مَعَهُ ۔ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُوْدِ ۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ ' وَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَا تَسْاَلُوْهُ ' لَا يَجِيءُ فِيْهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهُ ۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَنَسْاَلَنَّهُ ۔ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ : يَا اَبَا الْقَاسِمِ ! مَا الرُّوْحُ ؟ فَسَكَتَ ۔ فَقُلْتُ اِنَّهُ يُوْحَى اِلَيْهِ ' فَقُمْتُ فَلَمَّا انْجَلَى عَنْهُ ' فَقَالَ : ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ۔

رسول ﷺ کے ساتھ مدینہ کے کھنڈرات میں چل رہا تھا اور آپ کھجور کی چھڑی پر سہارا دے کر چل رہے تھے کہ کچھ یہودیوں کا (ادھر سے) گزر ہوا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ ﷺ سے روح کے بارے میں کچھ پوچھو ان میں سے کسی نے کہا مت پوچھو ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تمہیں ناگوار ہو (مگر) ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم ضرور پوچھیں گے پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا' ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی' میں نے (دل میں) کہا کہ آپ پر وحی آ رہی ہے۔ اس لیے میں کھڑا ہو گیا جب آپ ﷺ سے (وہ کیفیت) دور ہو گئی تو آپ نے (قرآن کی یہ آیت جو اس وقت نازل ہوئی تھی) تلاوت فرمائی۔ ''(اے نبی!) تم سے یہ لوگ روح کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ کہہ دو کہ روح میرے رب کا حکم ہے اور تمہیں علم کا بہت تھوڑا حصہ دیا گیا ہے (اس لیے تم روح کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے)۔'' [بنی اسرائیل:۸۵]

فهم الحديث معلوم ہوا کہ روح ایک ایسی لطیف چیز ہے جو کسی کو نظر نہیں آتی مگر وہی ہر جاندار کی قوت و حرکت کا ذریعہ ہے۔ اس کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

۱۷۸۱ ۔ حديث خَبَّابٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ۔ وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ ابْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ ۔ فَاَتَيْتُهُ اَتَقَاضَاهُ قَالَ لَا اُعْطِيْكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ۔ فَقُلْتُ : لَا اَكْفُرُ حَتَّى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ' ثُمَّ تُبْعَثَ ۔ قَالَ : دَعْنِي حَتَّى اَمُوْتَ وَاُبْعَثَ ' فَسَاُوْتَى مَالًا وَوَلَدًا ' فَاَقْضِيْكَ ' فَنَزَلَتْ ۔ ﴿اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جاہلیت کے زمانہ میں لوہار کا کام کیا کرتا تھا۔ عاص بن وائل (کافر) پر میرا کچھ قرض تھا۔ میں ایک دن اس سے تقاضا کرنے گیا۔ اس نے کہا کہ جب تک تو محمد (ﷺ) کا انکار نہیں کرے گا میں تیرا قرض نہیں دوں گا۔ میں نے جواب دیا کہ میں آپ کا انکار اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک اللہ تعالیٰ تیری جان نہ لے لے' پھر تو دوبارہ اٹھایا جائے۔ اس نے کہا کہ پھر مجھے بھی مہلت دے کہ میں مر جاؤں' پھر دوبارہ اٹھایا جاؤں اور مجھے مال اور اولاد ملے اس وقت میں بھی تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''کیا تم نے اس شخص کو دیکھا

۱۷۸۱ ۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 29 باب ذكر القين والحداد (۲۰۹۱) مسلم (2795) ترمذی (3162) ۔

عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾ ۔

جس نے ہماری آیات کو نہ مانا اور کہا کہ (آخرت میں) مجھے مال اور دولت دی جائے گی' کیا اسے غیب کی خبر ہے؟ یا اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کوئی اقرار لے لیا ہے؟'' [مریم: ۷۷۔۷۸]

لغوی توضیح قَیْنًا لوہار۔ اَلْعَاصِ ابْنِ وَائِل مشہور صحابی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے والد جو حالتِ کفر میں ہی وفات پا گئے ۔ اَتَقَاضَاهُ میں اس سے تقاضا کر رہا تھا۔ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ حتی کہ اللہ تجھے مار دے (تب تک میں انکار نہیں کروں گا یعنی میں کسی بھی حالت میں کبھی بھی محمد ﷺ کا انکار نہیں کروں گا)۔

(5) باب في قوله تعالى ﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ﴾ الآية

اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ کی تفسیر

١٧٨٢ ۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ : اَللّٰهُمَّ ! اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔ فَنَزَلَتْ ۔ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ وَمَا لَهُمْ اَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ الآية۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوجہل (اور اس کے ساتھیوں) نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ کلام تیری طرف سے واقعی حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا پھر کوئی اور ہی عذاب لے آ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی'' حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے اس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔ ان لوگوں کو اللہ کیوں نہ عذاب کرے جن کا حال یہ ہے کہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔ اور یہ اس مسجد کے متولی ہونے کے لائق بھی نہیں ہیں اس کے حق دار تو صرف پرہیزگار لوگ ہیں' لیکن اکثر لوگ بے علم ہیں۔''

فهم الحديث مذکورہ بددعا کرنے کے بعد جب شام کا وقت ہوا تو ابوجہل اور اس کے رفقاء اپنی بددعا پر نادم ہوئے، تب انہوں نے اللہ سے معافی مانگ لی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تک محمد ﷺ تم میں ہیں تب تک عذاب نہیں آئے گا، یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ ہجرت کر گئے تو پھر ان پر عذاب نازل ہوا (جنگ بدر میں) اور وہ ہلاک کر دیئے گئے۔

(7) باب الدخان

دھوئیں کا بیان

١٧٨٣ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : اِنَّمَا كَانَ هٰذَا ' لِاَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ (قحط) اس لیے پڑا تھا کہ قریش جب رسول اللہ ﷺ کی دعوت قبول کرنے کی بجائے

١٧٨٢ ۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 8 سورة الانفال: 4 باب وما كان الله ليعذبهم...(4648) مسلم (2796) ۔

١٧٨٣ ۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 44 سورة الدخان: 2 باب يغشى الناس ...(1007) مسلم (2798) ۔

اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِيْنَ كَسِنِي يُوْسُفَ۔ فَاَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتّٰى اَكَلُوا الْعِظَامَ۔ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَاءِ، فَيَرٰى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ○ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾۔

قَالَ: فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتَسْقِ اللّٰهِ لِمُضَرَ، فَاِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ۔ قَالَ: ((لِمُضَرَ! اِنَّكَ لَجَرِيْءٌ)) فَاسْتَسْقٰى، فَسُقُوْا، فَنَزَلَتْ ﴿اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾۔ فَلَمَّا اَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ، عَادُوْا اِلٰى حَالِهِمْ، حِيْنَ اَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةَ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾۔ قَالَ: يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ۔

شرک پر جمے رہے تو آپ نے ان کے لیے ایسے قحط کی بددعا کی جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ قحط کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ ہڈیاں تک کھانے لگے۔ لوگ آسمان کی طرف نظر اٹھاتے لیکن بھوک اور فاقہ سے دھویں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''تو آپ انتظار کریں اس روز کا جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہوگا جو لوگوں پر چھا جائے یہ ایک دردناک عذاب ہوگا۔'' [الدخان: ۱۰،۱۱]

پھر ایک صاحب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! قبیلہ مضر کے لیے بارش کی دعا کیجئے کہ وہ برباد ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، مضر کے حق میں دعا کے لیے کہتے ہو، تم بڑے جری ہو۔ آخر آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور بارش ہوئی۔ اس پر آیت نازل ہوئی ''ہم عذاب کو کچھ دنوں دور کر دیں گے تو تم پھر اپنی اسی حالت پر آ جاؤ گے۔'' [الدخان: ۱۵] (یعنی اگرچہ تم نے ایمان کا وعدہ کیا ہے لیکن تم کفر کی طرف پھر لوٹ جاؤ گے) چنانچہ پھر ان میں خوشحالی ہوئی تو شرک کی طرف لوٹ گئے (اور اپنے ایمان کے وعدے کو بھلا دیا) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے (اس روز) ہم پورا بدلہ لے لیں گے۔'' [الدخان: ۱۶] حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت سے مراد بدر کی لڑائی ہے۔

لغوی توضیح سِنِيْنَ قحط۔ الْعِظَامَ جمع ہے عَظم کی، معنی ہے ہڈیاں۔ الدُّخَان دھواں۔ الرَّفَاهِيَةَ خوشحالی۔

فہم الحدیث ایک روایت میں ہے کہ جب (قیامت کی) تین نشانیاں ظاہر ہوں گی تو پھر کسی کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا: ① سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ ② دھویں کا نکلنا۔ ③ اور زمین کے جانور کا نکلنا۔[1] معلوم ہوا کہ دھویں کا ظاہر ہونا قیامت کی ایک نشانی ہے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ دھواں قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے جو قیامت کے قریب ہی ظاہر ہوگی اور جس دھویں کا ذکر اس حدیث میں ہے وہ حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے یعنی قحط کی وجہ سے آسمان یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ دھوئیں کی لپیٹ میں ہے اور فی الحقیقت ایسا نہیں تھا بلکہ یہ لوگوں کا وہم تھا جبکہ قیامت کے قریب ایک حقیقی دھواں ظاہر ہوگا۔

---

① [مسلم (249) احمد (2/ 588) ترمذی (3072)]

(8) باب انشقاق القمر

معجزہ شق القمر کا بیان

۱۷۸٤ - حديث عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه، قَالَ: اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ شِقَّتَيْنِ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اشْهَدُوْا)) -

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگو! اس پر گواہ رہنا۔

۱۷۸۵ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً - فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے شقِ قمر کا معجزہ یعنی چاند کا پھٹ جانا ان کو دکھایا۔

۱۷۸٦ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، اَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ -

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا ایک عظیم معجزہ شقِ قمر (چاند کا پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جانا) ہے۔ مگر کفار نے اسے جادو کہہ کر رد کر دیا۔ کچھ اہل علم نے اسے قیامت کی ایک نشانی قرار دیا ہے جو ظاہر ہو چکی ہے۔

(9) باب لا احد اصبر علی اذی من الله عزوجل

اللہ تعالیٰ سے زیادہ ایذا پر صبر کرنے والا کوئی نہیں

۱۷۸۷ - حديث اَبِيْ مُوْسَى رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ اَحَدٌ، اَوْ لَيْسَ شَيْءٌ اَصْبَرَ، عَلَى اَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللهِ، اِنَّهُمْ لَيَدْعُوْنَ لَهُ وَلَدًا، وَاِنَّهُ لَيُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کوئی شخص بھی یا کوئی چیز بھی، اس تکلیف کو جو اسے کسی چیز کو سن کر ہوئی ہو، اللہ سے زیادہ برداشت کرنے والی نہیں ہے۔ لوگ اس کے لیے اولاد ٹھہراتے ہیں اور وہ انہیں تندرستی دیتا ہے بلکہ انہیں روزی بھی دیتا ہے۔

فهم الحديث ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے لیے اولاد ثابت کرنا اسے گالی دینے کے مترادف ہے۔[1] لیکن پھر بھی اللہ کے صبر کی انتہا دیکھیے کہ (یہودی عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں مگر) اللہ پھر بھی انہیں سب کچھ دے رہا ہے۔

۱۷۸٤ - البخاري في: 61 كتاب المناقب: 27 باب سؤال المشركين ...(3636) مسلم (2800) ترمذي (3285) -
۱۷۸۵ - البخاري في: 61 كتاب المناقب: 27 باب سؤال المشركين ...(3637) مسلم (2802) ترمذي (3286) -
۱۷۸٦ - البخاري في: 61 كتاب المناقب: 27 باب سؤال المشركين ...(3638) مسلم (2803) -
۱۷۸۷ - البخاري في: 78 كتاب الادب: 71 باب الصبر على الاذى (6099) مسلم (2804) ابن حبان (242) -

---

[1] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (4323)]

(10) باب طلب الكافر الفداء بملء الارض ذهبا

کافر آرزو کرے گا کہ زمین برابر سونا ہوتا تو وہ اسے بھی عذاب سے بچنے کے لئے بطور فدیہ دے دیتا

١٧٨٨ ـ حديث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، يَرْفَعُهُ ((اَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا : لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ـ قَالَ : لَقَدْ سَاَلْتُكَ مَا هُوَ اَهْوَنُ مِنْ هٰذَا ، وَاَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ ، اَنْ لَا تُشْرِكَ بِي ، فَاَبَيْتَ اِلَّا الشِّرْكَ)) ـ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص سے پوچھے گا جسے دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب دیا گیا ہوگا' اگر دنیا میں تمہاری کوئی چیز ہوتی تو کیا تو اس عذاب سے نجات پانے کے لیے بدلے میں دے سکتا تھا؟ وہ شخص کہے گا جی ہاں اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تو آدم کی پیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے بھی معمولی چیز کا مطالبہ کیا تھا (روزِ ازل میں) کہ میرا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرانا' لیکن (جب تو دنیا میں آیا تو) اسی شرک کا عمل اختیار کیا۔

فھم الحدیث: ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اگر تمہارے پاس زمین برابر سونا ہوتا تو کیا فدیہ دیتے...... [1]

(11) باب يحشر الكافر على وجهه

قیامت کے دن کافر کو اوندھے منہ اٹھایا جائے گا

١٧٨٩ ـ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ! يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؟ قَالَ : ((اَلَيْسَ الَّذِي اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا ، قَادِرًا عَلٰى اَنْ يُمْشِيَهُ عَلٰى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)) قَالَ قَتَادَةُ (رَاوِي الْحَدِيثِ عَنْ اَنَسٍ) : بَلٰى ! وَعِزَّةِ رَبِّنَا ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے پوچھا' اے اللہ کے نبی! کافر کو قیامت کے دن اس کے چہرے کے بل کس طرح چلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ جس نے اسے دنیا میں دو پاؤں پر چلایا ہے وہ اس پر قادر ہے کہ قیامت کے دن اس کو اس کے چہرے کے بل چلا دے۔ قتادہ رحمہ اللہ (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے) نے کہا۔ یقیناً ہمارے رب کی عزت کی قسم! یونہی ہوگا۔

فھم الحدیث: روزِ قیامت کافر کو چہرے کے بل چلانے کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ اسے دنیا میں اللہ کے سامنے سجدہ ریز نہ ہونے کی سزا دی جائے گی کہ اسے اب اسی چہرے اور سر کے بل گھسیٹا جائے جسے وہ اللہ کے آگے جھکاتا نہیں تھا۔

(14) باب مثل المؤمن كالزرع ومثل الكافر كشجر الارز

مومن کی مثال پودے کی طرح اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے

١٧٩٠ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن

١٧٨٨ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 1 باب خلق آدم ...(3334) مسلم (2805) ابويعلى (2926) احمد (12291)۔
١٧٨٩ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 25 سورة الفرقان: 1 باب الذين يحشرون...(4760) مسلم (2806) ۔
١٧٩٠ ـ البخاري في: 75 كتاب المرضى: 1 باب ما جاء في كفارة المرض (5643) مسلم (2810) احمد (15769)۔

[1] [مسلم (2805)]

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ ، مِنْ حَيْثُ اَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأَ بِالْبَلَاءِ ۔ وَالْفَاجِرُ كَالْاَرْزَةِ ، صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً ۔ حَتَّى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ ، اِذَا شَاءَ)) ۔

کی مثال پودے کی پہلی نکلی ہوئی اس شاخ جیسی ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے اسے جھکا دیتی ہے اور پھر وہ سیدھا ہو کر مصیبت برداشت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور فاجر و بدکار کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ سخت ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اسے اُکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔

لغوی توضیح اَلْخَامَة پودے کی نکلی ہوئی پہلی شاخ۔ كَفَأَتْهَا اسے (ہوا) جھکا دیتی ہے۔ اس سے مراد مومن کو پہنچنے والی آزمائشیں ہیں کہ جیسے ہوا کے ساتھ پودا کبھی اِدھر جھکتا ہے اور کبھی اُدھر، اسی طرح مومن بھی کبھی ایک آزمائش میں اور کبھی دوسری میں جس سے اس کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں۔ اَلْاَرْزَة صنوبر کا درخت۔ صَمَّاء سخت ترین۔ يَقْصِمَهَا اللہ اسے توڑ دیتا ہے، اُکھاڑ دیتا ہے۔ مراد ہے کافر و منافق سیدھے سلامت درخت کی طرح دنیوی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے، اسے ایک ہی بڑی پکڑ آتی ہے اور وہ ہے موت۔ اور اگر اسے دنیا میں بھی کوئی تکلیف پہنچے تو اسے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا یعنی یہ تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ نہیں بنتی۔

۱۷۹۱۔ حدیث كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ ، تُفَيِّئُهَا الرِّيحُ مَرَّةً ، وَتَعْدِلُهَا مَرَّةً ۔ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالْاَرْزَةِ ، لَا تَزَالُ ، حَتَّى يَكُونَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً))۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی مثال پودے کی سب سے پہلی نکلی ہوئی ہری شاخ جیسی ہے کہ ہوا اسے کبھی جھکا دیتی ہے اور کبھی برابر کر دیتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ وہ سیدھا کھڑا رہتا ہے اور آخر ایک جھونکے میں کبھی اُکھڑ ہی جاتا ہے۔

لغوی توضیح تُفَيِّئُهَا اسے جھکا دیتی ہے۔ تَعْدِلُهَا اسے برابر کر دیتی ہے۔ اِنْجِعَافُهَا اس کا اُکھڑنا۔

(15) باب مثل المؤمن مثل النخلة

مومن کی مثال کھجور کے درخت جیسی ہے۔

۱۷۹۲۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا ۔ وَاِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ ۔ فَحَدِّثُوْنِي ، مَاهِيَ ؟)) فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي (قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ) : وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ ۔ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوا : حَدِّثْنَا ، مَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے پتے نہیں جھڑتے اور مسلمان کی مثال اسی درخت کی سی ہے۔ بتلاؤ وہ کون سا درخت ہے؟ یہ سن کر لوگوں کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف دوڑا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ مگر میں اپنے (لڑکپن کی) شرم سے نہ بولا۔ آخر صحابہ نے آپ ﷺ ہی سے

۱۷۹۱۔ البخاری فی: 75 کتاب المرضی: 1 باب ما جاء فی کفارة المرض۔

۱۷۹۲۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 4 باب قول المحدث: حدثنا او اخبرنا وانبانا (61) مسلم (2811) ابن حبان (243)۔

هِيَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)) ۔

پوچھا کہ وہ کون سا درخت ہے؟ آپ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔

فهم الحديث علماء فرماتے ہیں کہ مومن کی مثال کھجور کے درخت سے اس لیے دی کیونکہ کھجور کے درخت کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اس کا سایہ، پھل، ٹہنیاں، پتے، تنا، الغرض ہر چیز نفع مند ہے۔ اسی طرح مومن بھی سارے کا سارا خیر و بھلائی کا ہی مرکز ہے کیونکہ وہ ہمہ وقت حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں مصروف رہتا ہے۔

(17) باب لن يدخل احد الجنة بعمله بل برحمة الله تعالى

کوئی شخص اپنے اعمال کے بل بوتے پر جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اللہ کی رحمت سے جائے گا

١٧٩٣ ـ **حديث** اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يُنَجِّي اَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ)) قَالُوا: وَلَا اَنْتَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ـ سَدِّدُوْا)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا۔ صحابہ نے عرض کی، اور آپ کو بھی نہیں یا رسول اللہ! فرمایا اور مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔ پس تم کو چاہیے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔

لغوی توضیح يَتَغَمَّدَنِي مجھے ڈھانپ لے۔ سَدِّدُوْا درست عمل کرو (یعنی اخلاص کے ساتھ کتاب و سنت کی اتباع کرو)۔ یاد رہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عمل کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ عمل ہی تو رحمتِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یعنی عمل سے ہی وہ رحمتِ باری تعالیٰ حاصل ہوگی جس کی وجہ سے انسان جنت میں داخل ہوگا، یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ سب سے زیادہ عمل کی کوشش کیا کرتے تھے، جیسا کہ آئندہ عنوان کے تحت حدیث اس کا واضح ثبوت ہے۔

١٧٩٤ ـ **حديث** عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا، فَاِنَّهُ لَا يُدْخِلُ اَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ)) ـ قَالُوا: وَلَا اَنْتَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ)) ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا دیکھو جو نیک کام کرو ٹھیک طور سے کرو اور حد سے نہ بڑھ جاؤ بلکہ اس کے قریب رہو (میانہ روی اختیار کرو) اور خوش رہو اور یاد رکھو کہ کوئی بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا اور آپ بھی نہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا میں بھی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ اپنی مغفرت و رحمت کے سایہ میں مجھے ڈھانک لے۔

(18) باب اكثار الاعمال والاجتهاد في العبادة

بہت زیادہ عمل کرنے اور عبادت میں کوشش کرنے کا بیان

١٧٩٥ ـ **حديث** الْمُغِيْرَةِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنْ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اتنی دیر تک

١٧٩٣ ـ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 18 باب القصد والمداومة على العمل (5673) مسلم (2816) ـ
١٧٩٤ ـ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 18 باب القصد والمداومة على العمل ـ
١٧٩٥ ـ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 6 باب قيام النبي ﷺ حتى ترم قدماه (1130) مسلم (2819) ـ

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيَقُوْمُ لِيُصَلِّيَ حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ، أَوْ سَاقَاهُ فَيُقَالُ لَهُ ۔ فَيَقُوْلُ: ((أَفَلَا أَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا؟)) ۔

کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے کہ آپ کے قدم یا (یہ کہا کہ) پنڈلیوں پر ورم آ جاتا۔ جب آپ سے اس کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا تو آپ فرماتے کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟۔

لغوی توضیح تَرِمَ ورم آ جاتا، سوجھ جاتیں۔ سَاقَاهُ آپ کی پنڈلیاں۔ صحابہ آپ ﷺ سے عرض کرتے کہ آپ کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں پھر آپ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں تب آپ فرماتے، تو کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ معلوم ہوا کہ خود کو تکلیف میں مبتلا کر کے بھی عبادت کی جا سکتی ہے بشرطیکہ عبادت میں دل لگا رہے اور نبی ﷺ کی تو آنکھ کی ٹھنڈک ہی نماز تھی۔[1]

(19) باب الاقتصاد فی الموعظة

وعظ میں اعتدال سے کام لینے کا بیان

١٧٩٦ ۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛ ۔ كَانَ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! لَوَدِدْتُ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ ۔ قَالَ: اَمَا اِنَّهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّيْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ، كَمَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا، مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ سنایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا اے ابو عبد الرحمان! میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ سنایا کریں۔ انہوں نے فرمایا، سنو! مجھے اس امر سے کوئی چیز مانع ہے تو یہ کہ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کہیں تم تنگ نہ ہو جاؤ اور میں وعظ میں تمہاری فرصت کے اوقات تلاش کیا کرتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اس خیال سے کہ ہم کبیدہ خاطر نہ ہو جائیں، وعظ کے لیے ہمارے اوقاتِ فرصت کا خیال رکھتے تھے۔

لغوی توضیح خَمِيْس جمعرات۔ اُمِلَّكُمْ میں تمہیں اُکتاہٹ میں ڈال دوں۔ اَتَخَوَّلُكُمْ میں تمہارا خیال رکھتا ہوں۔ السَّآمَةَ اُکتاہٹ۔ معلوم ہوا کہ وعظ ونصیحت کے لیے سامعین کا ہر طرح کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ انہیں اُکتاہٹ نہ ہو۔

[51] كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها

جنت، اس کی نعمتیں اور اہل جنت کے اوصاف

١٧٩٧ ۔ حديث اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((حُجِبَتِ النَّارُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخ خواہشاتِ نفسانی سے ڈھک دی گئی ہے اور جنت مشکلات اور

١٧٩٦ ۔ البخاری فی: 3 كتاب العلم: 12 باب من جعل لاهل العلم أيامًا معلومة (68) مسلم (2821) ترمذی (2855)۔

[1] [صحيح: السلسلة الصحيحة (1809)]

بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ))۔ دشواریوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔

لغوی توضیح حُجِبَت ڈھانپ دی گئی۔ الشَّهَوَات خواہشات نفس۔ الْمَكَارِه جمع ہے مکروہ کی، معنی ہے ناپسندیدہ اشیاء۔ مراد یہ ہے کہ جہنم میں لے جانے والے اعمال وہ ہیں جن کی انسان خواہش رکھتا ہے اور اسے مرغوب ہیں جیسے زنا اور دیگر فواحش وغیرہ کا ارتکاب اور جنت میں لے جانے والے اعمال وہ ہیں جو انسان پر گراں گزرتے ہیں جیسے نماز، زکوٰۃ اور دیگر اعمالِ صالحہ۔ بالفاظِ دیگر جنت چاہیے تو دنیا میں مشکل کام کرنے ہوں گے اور جس نے اپنی مرضی کی وہ جہنم میں جائے گا۔

۱۷۹۸۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔ فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ۔ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں' جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا' نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی خیال ہی گذرا ہے۔ اگر جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو' پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کیا چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔''[السجدہ:۱۷]

لغوی توضیح وَلَا خَطَرَ اور نہ ہی خیال پیدا ہوا۔ مَا أُخْفِيَ جو چھپایا گیا ہے۔ قُرَّةِ أَعْيُنٍ آنکھوں کی ٹھنڈک۔ مراد وہ نعمتیں ہیں جو جنت میں داخلے کے بعد حاصل ہوں گی اور ان سے جنتی کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔

(1) باب ان فی الجنة شجرة يسير الراكب فی ظلها مائة عام لا يقطعها

جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ کوئی سوار سو سال تک چلتا رہے تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہو

۱۷۹۹۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک درخت طویل ہوگا (اتنا بڑا کہ) سوار اس کے سایہ میں سو سال تک چلے گا اور پھر بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔

۱۸۰۰۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا))۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو سال تک چلنے کے بعد بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔

۱۷۹۷۔ البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 28 باب حجبت النار بالشهوات، مسلم (2823) ابن حبان (719)۔

۱۷۹۸۔ البخاری فی: 59 كتاب بدء الخلق: 8 باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة (3244) مسلم (2824)۔

۱۷۹۹۔ البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 56 سورة الواقعة: 1 باب قوله "وظل ممدود" (4881) مسلم (2826)۔

۱۸۰۰۔ البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6552) مسلم (2827)۔

۱۸۰۱۔ حدیث اَبِی سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ' قَالَ : ((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً یَسِیْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِیْعَ مِائَةَ عَامٍ مَا یَقْطَعُھَا))۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جنت میں ایک درخت ہوگا جس کے سایہ میں عمدہ اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار شخص سو سال تک چلتا رہے گا اور پھر بھی اسے طے نہ کر سکے گا۔

لغوی توضیح الْجَوَادَ تیز گھوڑا۔ الْمُضَمَّرَ جسے تضمیر کیا گیا ہو۔ اور تضمیر گھوڑے کو پہلے خوب کھلا پلا کر موٹا کرنے پھر اس کی خوراک میں کمی کر کے اس کے جسم کو مضبوط کرنے اور اسے دوڑ کے لیے تیار کرنے کے عمل کو کہتے ہیں۔

(2) باب احلال الرضوان علی اهل الجنة فلا یسخط علیهم ابدا

اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کی رضا کا نزول کہ وہ اب کبھی ان سے ناراض نہ ہوگا

۱۸۰۲۔ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ : یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ ! یَقُوْلُوْنَ : لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ ! فَیَقُوْلُ : هَلْ رَضِیْتُمْ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی ؟ وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ ۔ فَیَقُوْلُ : اَنَا اُعْطِیْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ۔ قَالُوا : یَا رَبِّ ! وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ ؟ فَیَقُوْلُ : اُحِلُّ عَلَیْكُمْ رِضْوَانِی ' فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْكُمْ بَعْدَهُ اَبَدًا))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا کہ اے جنت والو! جنتی جواب دیں گے ہم حاضر ہیں اے ہمارے پروردگار! تیری سعادت حاصل کرنے کے لیے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا اب تم لوگ خوش ہوئے؟ وہ کہیں گے اب بھی بھلا ہم راضی نہ ہوں گے کیونکہ اب تو تو نے ہمیں وہ سب کچھ دے دیا جو اپنی مخلوق کے کسی آدمی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تمہیں اس سے بھی بہتر چیز دوں گا۔ جنتی کہیں گے اے رب! اس سے بہتر اور کیا چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب میں تمہارے لیے اپنی رضامندی کو ہمیشہ کے لئے دائمی کر دوں گا یعنی اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ جو جنت میں داخل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے کبھی ناراض نہیں ہوں گے۔

(13) باب ترائی اهل الجنة اهل الغرف کما یری الکوکب فی السماء

اہل جنت کا اپنے بالا خانوں سے ایک دوسرے کو آسمان کے ستاروں کی طرح دیکھنے کا بیان

۱۸۰۳۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ ' عَنِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جنت

۱۸۰۱۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6549) مسلم (2829)۔

۱۸۰۲۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6549) مسلم (2829)۔

۱۸۰۳۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق 51 باب صفة الجنة والنار (3256) مسلم (2831) ابن حبان (7393)۔

النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : ((إِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَ وْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ ، كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَاءِ)) قَالَ : فَحَدَّثْتُ النُّعْمَانَ بْنَ اَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ : اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ اَبَاسَعِيْدٍ يُحَدِّثُ وَيَزِيْدُ فِيْهِ ((كَمَاتَرَاءَ وْنَ الْكَوْكَبَ الْغَارِبَ فِي الْاُفُقِ الشَّرْقِيِّ وَالْغَرْبِيِّ)) ۔

والے (اپنے اوپر کے درجوں کے) بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں ستاروں کو دیکھتے ہو۔ راوی (عبدالعزیز) نے بیان کیا کہ پھر میں نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کرتے سنا اور اس میں وہ اس لفظ کا اضافہ کرتے تھے کہ جیسے مشرقی اور مغربی کناروں میں ڈوبتے ستاروں کو دیکھتے ہو۔

لغوی توضیح: لَيَتَرَاءَ وْنَ تکلف و کوشش سے دیکھنا۔ اَلْغُرَفَ جمع ہے غُرْفَة کی، معنی ہے بالا خانے۔ اَلْاُفُق آسمان کا وہ کنارہ جو دیکھنے والے کو زمین سے ملا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اہل جنت کے ٹھکانے ان کے درجات کی طرح مختلف ہوں گے حتی کہ بلند درجوں والوں کے ٹھکانے ادنیٰ درجوں والوں کو ستاروں کی مانند (دور اور چھوٹے) نظر آئیں گے۔

١٨٠٤ ـ حديث اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُ فُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ ، لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ)) قَالُوا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَاءِ ، لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ ـ قَالَ : ((بَلَى ، وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ ! رِجَالٌ آمَنُوا بِاللّٰهِ ، وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ)) ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جنتی لوگ اپنے سے بلند بالا خانوں والوں کو اوپر اسی طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ستارے کو جو صبح کے وقت رہ گیا ہو۔ (جیسے لوگ) آسمان کے کنارے پورب یا پچھّم (مشرق یا مغرب) میں دیکھتے ہیں۔ ان میں ایک دوسرے سے افضل ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ تو انبیا کے محل ہوں گے جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہ پاسکے گا۔ آپ نے فرمایا نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ ان لوگوں کے لئے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور جنہوں نے انبیا کی تصدیق کی۔

(6) باب اول زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة البدر وصفاتهم وازواجهم

اہل جنت کا پہلا گروہ جو چودھویں کے چاند کی طرح ہوگا، ان کے اوصاف اور ان کی بیویوں کا ذکر

١٨٠٥ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلَى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا۔ ان کی صورتیں ایسی روشن ہوں گی جیسے چودھویں کا چاند روشن ہوتا ہے پھر جو لوگ اس کے بعد

١٨٠٤ ـ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 8 باب ما جاء في صفة الجنة وانها مخلوقة۔

١٨٠٥ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 1 باب خلق آدم ...(3327) مسلم (2834) ابن ماجه (4333) ۔

الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، عَلَى اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً لَا يَبُوْلُوْنَ، وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ، وَلَا يَتْفِلُوْنَ، وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ. اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الاُلُوَّةُ الْاَنْجُوْجُ عُوْدُ الطِّيْبِ، وَاَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ، عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، عَلَى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ آدَمَ، سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ))۔

داخل ہوں گے وہ آسمان کے سب سے زیادہ روشن ستاروں کی طرح چمکتے ہوں گے۔ نہ تو ان لوگوں کو پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ پاخانے کی، نہ وہ تھوکیں گے نہ ناک سے آلائش نکالیں گے، ان کے کنگھے سونے کے ہوں گے۔ اور ان کا پسینہ مشک کی طرح ہوگا، ان کی انگیٹھیوں میں خوشبودار عود جلتا ہوگا۔ یہ نہایت پاکیزہ خوشبودار عود ہو گا۔ ان کی بیویاں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ سب کی صورتیں ایک ہوں گی یعنی اپنے والد آدم علیہ السلام کے قد و قامت پر ساٹھ ساٹھ ہاتھ اونچے ہوں گے۔

لغوی توضیح زُمْرَة گروہ۔ دُرِّی سب سے زیادہ روشن ستارہ۔ لَا يَتَغَوَّطُوْنَ وہ پاخانہ نہیں کریں گے۔ لَا يَتْفِلُوْنَ وہ تھوکیں گے نہیں۔ لَا يَمْتَخِطُوْنَ ناک سے آلائش نہیں نکالیں گے۔ اَمْشَاطُهُمْ ان کی کنگھیاں۔ رَشْحُهُمْ ان کا پسینہ۔ مَجَامِرُهُمْ ان کی انگیٹھیاں۔ الاُلُوَّةُ عود ہندی جس سے خوشبو حاصل کی جاتی ہے۔ الْاَنْجُوْجُ اس کا بھی یہی مفہوم ہے۔

(9) باب صفة خيام الجنة وما للمؤمنين فيها من الاهلين

جنت کے خیموں اور ان میں موجود اہل ایمان کی بیویوں کے اوصاف

١٨٠٦ - حَدِيْثُ اَبِي مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضي الله عنه، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ، طُوْلُهَا فِي السَّمَاءِ ثَلَاثُوْنَ مِيْلًا فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا لِلْمُؤْمِنِ اَهْلٌ، لَا يَرَاهُمُ الْآخَرُوْنَ))۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا (جنتیوں) کا خیمہ (کیا ہے) ایک موتی ہے خول دار جس کی بلندی اوپر کو تیس میل تک ہے۔ اس کے ہر کنارے پر مومن کی ایک بیوی ہو گی جسے دوسرے نہ دیکھ سکیں گے۔

لغوی توضیح دُرَّةٌ موتی۔ مُجَوَّفَةٌ خالی الجوف یعنی جو اندر سے خالی ہو۔ زَاوِيَة کنارہ۔

(11) باب يدخل الجنة اقوام افئدتهم مثل افئدة الطير

کچھ لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان کے دل پرندے کے دل کی مانند ہوں گے

١٨٠٧ - حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ، وَطُوْلُهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو ساٹھ ہاتھ لمبا بنایا۔ پھر فرمایا کہ جاؤ

١٨٠٦ - البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 8 باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة (3243) مسلم (2838) ۔

١٨٠٧ - البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 1 باب خلق آدم ...(3326) مسلم (2841) ابن حبان (6162) ۔

سِتُّونَ ذِرَاعًا، ثُمَّ قَالَ : اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَٰئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ۔ فَقَالُوا : السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ۔ فَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الْآنَ)) ۔

اور ان ملائکہ کو سلام کرو' دیکھنا کن لفظوں میں وہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں کیونکہ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا طریقہ سلام ہو گا۔ آدم علیہ السلام (گئے اور) کہا السلام علیکم فرشتوں نے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ انہوں نے ورحمۃ اللہ کا جملہ بڑھا دیا۔ پس جو کوئی بھی جنت میں داخل ہوگا۔ وہ آدم علیہ السلام کی شکل اور قامت پر داخل ہو گا۔ آدم علیہ السلام کے بعد انسانوں میں اب تک قد چھوٹے ہوتے رہے۔

فہم الحدیث ایک دوسری روایت میں ہے کہ جنت میں داخل ہونے والوں کے دل پرندوں کی مانند ہوں گے[1] یعنی جیسے پرندوں کے دل مکروفریب سے پاک ہوتے ہیں اسی طرح ان کے دل بھی مکروفریب سے پاک ہوں گے۔

(12) باب في شدة حر نار جهنم وبعد قعرها وما تاخذ من المعذبين

آتش دوزخ کی شدت اور جہنم کی گہرائی کا بیان

۱۸۰۸ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ)) قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً ۔ قَالَ : ((فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا، كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' (دنیا کی) آگ جہنم کی آگ کے مقابلے میں (اپنی گرمی اور ہلاکت خیزی میں) سترواں حصہ ہے۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! (عذاب کے لئے تو) یہ ہماری دنیا کی آگ بھی بہت تھی! آپ نے فرمایا کہ دنیا کی آگ کے مقابلے میں جہنم کی آگ انہتر (۶۹) گنا بڑھ کر ہے۔

(13) باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء

ظالم اور جابر لوگ آگ میں جائیں گے اور کمزور لوگ جنت میں جائیں گے

۱۸۰۹ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ : فَقَالَتِ النَّارُ : أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ : مَالِي مَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جنت اور دوزخ نے بحث کی۔ دوزخ نے کہا میں متکبروں اور ظالموں کے لئے خاص کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا مجھے کیا ہوا کہ میرے اندر صرف کمزور اور کم رتبہ والے لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر

۱۸۰۸ ۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 10 باب صفة النار وانها مخلوقة ، مسلم (2843) احمد (8132) ۔

۱۸۰۹ ۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 50 سورة ق: 1 باب قوله وتقول هل من مزيد (4849) مسلم (2846) ۔

[1] [مسلم (2840)]

يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ ! قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ، لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِي ۔ أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي ۔ وَقَالَ لِلنَّارِ : إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابٌ ۔ أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي ۔ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا ۔ فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِىءُ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ ۔ فَتَقُولُ قَطِ قَطِ قَطِ ۔ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِىءُ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ ۔ وَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ، مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا ۔ وَأَمَّا الْجَنَّةُ ، وَإِنَّ اللّٰهَ ، عَزَّوَجَلَّ ، يُنْشِيءُ لَهَا خَلْقًا)) ۔

جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے' تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جس پر چاہوں رحم کروں ۔ اور دوزخ سے کہا تو عذاب ہے تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جسے چاہوں عذاب دوں ۔ جنت اور دوزخ دونوں بھریں گے ۔ دوزخ تو اس وقت تک نہیں بھرے گی جب تک اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس پر نہیں رکھ دے گا ۔ اس وقت وہ بولے گی کہ بس ۔ بس ۔ بس ! اور اس وقت بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض دوسرے حصے پر چڑھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا ۔

لغوی توضیح تَحَاجَّت جھگڑا کیا ۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ اسے ظاہر پر ہی محمول کیا جائے گا کہ جنت اور جہنم کا باہم جھگڑا ہو گا اور اللہ تعالیٰ اپنی کسی بھی مخلوق میں بولنے اور سننے کی طاقت پیدا کرنے پر قادر ہے ۔ اُوثِـــرْتُ مجھے ترجیح ، فضیلت دی گئی ہے ۔ سَقَطُهُمْ جمع ہے ساقط کی ، مراد ہیں کمزور و حقیر لوگ ۔ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم مبارک (جہنم میں) رکھیں گے ۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا قدم بھی ہے ، ہمارا اس پر ایمان ہونا چاہیے لیکن اس کی کیا کیفیت ہے اس بارے میں چونکہ شریعت خاموش ہے اس لیے ہمیں بھی خاموشی اختیار کرنی چاہیے ۔ قَطِ قَطِ بس بس ۔

۱۸۱۰ ۔ **حدیث** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ، حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا قَدَمَهُ ۔ فَتَقُولُ قَطِ قَطِ وَعِزَّتِكَ ۔ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جہنم برابر یہی کہتی رہے گی کہ کیا کچھ اور ہے کیا کچھ اور ہے ؟ آخر اللہ تبارک وتعالیٰ قدم اس میں رکھ دے گا وہ کہہ اٹھے گی بس بس میں بھر گئی' تیری عزت کی قسم ! اور اس کا بعض حصہ بعض کو کھانے لگے گا ۔

لغوی توضیح يُزْوَى سکڑ جائے گا ، مل جائے گا (اس کا بعض حصہ بعض کے ساتھ) ۔

۱۸۱۱ ۔ **حدیث** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((يُؤْتَى

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت کے دن موت ایک چت کبرے مینڈھے کی شکل میں لائی

۱۸۱۰ ۔ البخاری فی : 83 كتاب الايمان والنذور : 12 باب الحلف بعزة الله وصفاته وكلماته (4848) مسلم (2848) ۔

۱۸۱۱ ۔ البخاری فی : 65 كتاب التفسير : 19 سورة مريم : 1 باب قوله وانذرهم يوم الحسرة (4730) مسلم (2849) ۔

بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ اَمْلَحَ ' فَيُنَادِي مُنَادٍ ' يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ ! فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ ۔ فَيَقُوْلُ : هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا ؟ فَيَقُوْلُوْنَ ۔ نَعَمْ ۔ هٰذَا الْمَوْتُ ۔ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَاٰهُ ۔ ثُمَّ يُنَادِيْ : يَا اَهْلَ النَّارِ ! فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ ۔ فَيَقُوْلُ : هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا ؟ فَيَقُوْلُوْنَ ۔ نَعَمْ ۔ هٰذَا الْمَوْتُ ۔ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَاٰهُ ۔ فَيُذْبَحُ ۔ ثُمَّ يَقُوْلُ : يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ ! خُلُوْدٌ ' فَلَا مَوْتَ ۔ وَيَا اَهْلَ النَّارِ ! خُلُوْدٌ ' فَلَا مَوْتَ ۔ ثُمَّ قَرَاَ ﴿ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ (وَهٰؤُلَاءِ فِي غَفْلَةٍ اَهْلُ الدُّنْيَا) وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾))۔

جائے گی۔ ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے' آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا۔ تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں' یہ موت ہے۔ اور ان میں سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہوگا۔ پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا جنتیوں سے کہے گا اب تمہارے لئے ہمیشگی ہے' موت تم پر کبھی نہ آئے گی۔ اور اے جہنم والو' تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے' تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ''اور انہیں حسرت کے دن سے ڈرا دو جب کہ اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (یعنی دنیا دار لوگ) اور ایمان نہیں لاتے۔'' [مریم:٣٩]

لغوی توضیح: اَمْلَحَ چتکبرا۔ فَيَشْرَئِبُّوْنَ دیکھنے کے لیے گردنیں اٹھائیں گے۔ يَوْمَ الْحَسْرَةِ حسرت کا دن۔ یعنی قیامت کا دن، اس دن کا نام یہ اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ اس روز ہر شخص حسرت کرے گا، نیک کی حسرت ہوگی کہ وہ مزید نیکیاں کرتا اور زیادہ اجر پاتا۔ بد کی حسرت ہوگی کہ وہ اللہ سے معافی مانگ لیتا اور کچھ نیکیاں کرلاتا۔

١٨١٢ ۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ ' وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ ' جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۔ ثُمَّ يُذْبَحُ ۔ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ : يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ ! لَا مَوْتَ ' وَيَا اَهْلَ النَّارِ ! لَا مَوْتَ ۔ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ ' وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ)) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور اہل دوزخ دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا اور اسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمہیں اب موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو! تمہیں بھی اب موت نہیں آئے گی اس بات سے جنتی اور زیادہ خوش ہو جائیں گے اور جہنمی اور زیادہ غمگین ہو جائیں گے۔

١٨١٢ ۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6544) مسلم (2850) ابن حبان (7474)۔

١٨١٣ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ : ((مَا بَيْنَ مَنْكِبَي الْكَافِرِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کافر کے دونوں شانوں کے درمیان تیز چلنے والے سوار کے لئے تین دن کی مسافت کا فاصلہ ہوگا (کیونکہ اس کا جسم بہت بڑا کر دیا جائے گے)۔

١٨١٤ - حديث حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ رضي الله عنه قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ)) ۔

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرمار ہے تھے کہ میں تمہیں بہشتی آدمی کے متعلق نہ بتادوں، وہ دیکھنے میں کمزور و ناتواں ہوتا ہے (لیکن اللہ کے یہاں اس کا مرتبہ یہ ہے کہ) اگر کسی بات پر اللہ کی قسم کھالے تو اللہ اسے ضروری پوری کر دیتا ہے اور کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے متعلق نہ بتادوں۔ ہر بدخو بھاری جسم والا اور تکبر کرنے والا۔

لغوی توضیح: مُتَضَعَّف متواضع و منکسر، جسے حقیر تصور کیا جاتا ہے۔ لَأَبَرَّهُ تو اللہ اسے ضرور پورا کرتا ہے۔ یعنی وہ اس قدر حقیر ہونے کے باوجود اس قدر مخلص اور نیک ہے کہ اگر وہ اللہ پر قسم ڈال دے تو اللہ بھی اس کے اکرام میں اس کی قسم پوری کر دے۔ عُتُلّ سخت مزاج، بدخو۔ جَوَّاظ بہت کھانے والا، تکبر سے چلنے والا۔

١٨١٥ - حديث عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ رضي الله عنه، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ، وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : ((﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ، مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ)) وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ : ((يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ، يَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ، فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ)) ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ، وَقَالَ ((لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ ؟)) ۔

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا ذکر فرمایا اور اس شخص کا بھی ذکر فرمایا جس نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا واذانبعث اشقھا [الشمس:١٢] یعنی اس اونٹنی کو مار ڈالنے کے لئے ایک مفسد بدبخت (قدار نامی) جو اپنی قوم میں ابوزمعہ کی طرح غالب اور طاقتور تھا، اٹھا۔ آپ ﷺ نے عورتوں کے حقوق کا بھی ذکر فرمایا کہ تم میں بعض اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارتے ہیں، حالانکہ اسی دن کے ختم ہونے پر وہ اس سے ہم بستری بھی کرتے ہیں۔ پھر آپ نے انہیں ریاح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ ایک کام جو تم میں ہر شخص کرتا ہے اسی پر تم دوسروں پر کس طرح ہنستے ہو۔

١٨١٣ - البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6551) مسلم (2852) ۔

١٨١٤ - البخاري في: 65 كتاب التفسير: 68 سورة ن والقلم: 1 باب عتل بعد ذلك زنيم (4918) مسلم (2853) ۔

١٨١٥ - البخاري في: 65 كتاب التفسير: 91 سورة والشمس: 1 باب حدثنا موسى (3377) مسلم (2855) ۔

لغوی توضیح ذَكَرَ النَّاقَةَ اونٹنی کا ذکر کیا۔ یعنی صالح علیہ السلام کی اونٹنی جو قوم کے مطالبے پر اللہ تعالیٰ نے بطورِ معجزہ انہیں ایک چٹان سے نکال کر دکھائی تھی، لیکن انہوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔ انْبَعَثَ اٹھا۔ عَزِيزٌ غالب، بے مثل۔ عَارِمٌ سخت ارادے والا۔ مَنِيعٌ طاقتور۔ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا پھر شاید وہ اس سے ہم بستر بھی ہو۔ مقصد یہ ہے کہ پہلے مارنا اور پھر اسی سے ہم بستری کرنا بعید از عقل ہے کیونکہ ہم بستری کے لیے رغبت و شہوت ضروری ہے جبکہ مارنے سے سوائے نفرت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ الضَّرْطَة وہ ہوا جو آواز کے ساتھ پشت سے خارج ہو۔ اس پر ہنسنے سے منع کیا گیا ہے۔

١٨١٦۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ بْنِ لُحَيٍّ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن عامر بن لحی خزاعی کو دیکھا کہ جہنم میں وہ اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا اور یہی عمرو وہ پہلا شخص ہے جس نے سائبہ کی رسم نکالی۔

لغوی توضیح يَجُرُّ کھینچ رہا تھا، گھسیٹ رہا تھا۔ قُصْبَهُ اپنی انتڑیاں۔ سَيَّبَ آزاد چھوڑا۔ السَّوَائِبَ جمع ہے سائبہ کی۔ سائبہ وہ جانور ہے جسے بتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیا جاتا، اسے نہ سواری کے لیے استعمال کیا جاتا اور نہ بار برداری کے لیے۔

(14) باب فناء الدنيا و بيان الحشر يوم القيامة

دنیا کے فنا ہونے کا اور روزِ قیامت سب انسانوں کے حشر کا بیان

١٨١٧۔ حديث عَائِشَةَ رضی الله عنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ؟ فَقَالَ: ((لَأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكَ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم ننگے پاؤں، ننگے جسم، بلا ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس پر میں نے پوچھا، یا رسول اللہ! تو کیا مرد عورتیں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا اس کا خیال بھی کوئی نہیں کر سکے گا۔

لغوی توضیح حُفَاةً ننگے پاؤں۔ عُرَاةً ننگے جسم۔ غُرْلًا بلا ختنہ۔ مقصود یہ ہے کہ جس حالت میں انہیں دنیا میں پیدا کیا گیا تھا اسی حالت میں انہیں روزِ قیامت اٹھایا جائے گا، نہ کچھ کم ہوگا اور نہ کچھ زیادہ۔

١٨١٨۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا، تم لوگ قیامت کے دن اس حال میں جمع کیے جاؤ گے کہ ننگے پاؤں اور ننگے جسم ہو گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

١٨١٦۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 9 باب قصة خزاعة (4623) مسلم (2856) احمد (7714)۔
١٨١٧۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 45 باب كيف الحشر (6527) مسلم (2859) ابن ماجه (4276)۔
١٨١٨۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 45 باب كيف الحشر (3349) مسلم (2860) ترمذى (2423)۔

﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ﴾ الآيَةَ ۔ وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ ۔ وَإِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ ' فَأَقُولُ : يَا رَبِّ! أُصَيْحَابِي ۔ فَيَقُولُ : إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ ۔ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ : ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ ۔ إِلَى قَوْلِهِ ۔ ﴿الْحَكِيمُ﴾ ۔ قَالَ : فَيُقَالُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ)) ۔

فرمایا کہ جس طرح ہم نے شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح لوٹا دیں گے' اور تمام مخلوقات میں سب سے پہلے جسے کپڑا پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ اور میری امت کے بہت سے لوگ لائے جائیں گے جن کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں ہوں گے، انہیں پکڑ لیا جائے گا۔ میں اس پر کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی بدعات نکالی تھیں۔ اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا کہ یا اللہ! میں جب تک ان میں موجود رہا اس وقت تک میں ان پر گواہ تھا۔ "پھر جب کہ تو نے خود مجھے لے لیا پھر تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز سے پورا باخبر ہے اگر تو انہیں سزا دے تو یہ تیرے غلام ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو زبردست غلبے والا اور حکمت والا ہے۔ [المائدہ: ۱۱۷۔۱۱۸] رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ فرشتے (مجھ سے) کہیں گے کہ یہ لوگ ہمیشہ اپنی ایڑیوں کے بل پھرتے ہی رہے۔ (مرتد ہوتے رہے)۔

لغوی توضیح: أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى مخلوق میں سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی خاص فضیلت ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ مجموعی اعتبار سے نبی کریم ﷺ ہی تمام انبیاء سے افضل ہیں اگر چہ بعض انبیاء کے بعض خاص فضائل بھی ہیں۔ مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ انہوں نے کیا کیا نئی بدعات ایجاد کر لی تھیں۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے بعد دین میں کسی بھی قسم کا تغیر و تبدل یا کمی زیادتی کرنے والے روزِ قیامت جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ یہ لوگ ہمیشہ (ایڑیوں پر) پھرتے ہی رہے۔ مراد بدعتی لوگ ہیں، جو وضوء کرتے تھے اور وضوء کے نشانات سے ہی نبی ﷺ انہیں روزِ قیامت پہچانیں گے۔

۱۸۱۹۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ' قَالَ : ((يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثِ طَرَائِقَ : رَاغِبِينَ رَاهِبِينَ ۔ وَاثْنَانِ عَلَى بَعِيرٍ' وَثَلَاثَةٌ عَلَى بَعِيرٍ' وَأَرْبَعَةٌ عَلَى بَعِيرٍ' وَعَشَرَةٌ عَلَى بَعِيرٍ ۔ وَيَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' لوگوں کا حشر تین فرقوں میں ہوگا (ایک فرقہ والے) لوگ رغبت کرنے نیز ڈرنے والے ہوں گے (دوسرا فرقہ ایسے لوگوں کا ہوگا کہ) ایک اونٹ پر دو آدمی سوار ہوں گے کسی اونٹ پر تین ہوں گے' کسی اونٹ پر چار ہوں گے اور کسی پر دس ہوں گے۔ اور باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی (اہل شرک کا یہ تیسرا فرقہ

۱۸۱۹۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 45 باب کیف الحشر (4938) مسلم (2862) ترمذی (2422)۔

النَّارُ، تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُو وَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا، وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا))۔

ہوگا) جب وہ قیلولہ کریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ ٹھہری ہوگی۔ جب وہ رات گزاریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ وہاں ٹھہری ہوگی جب وہ صبح کریں گے تو آگ بھی صبح کے وقت وہاں موجود ہوگی اور جب شام کریں گے تو آگ بھی شام کے وقت ان کے ساتھ موجود ہوگی۔

لغوی توضیح ثَلَاثِ طَرَائِقَ تین طریقے یعنی تین اقسام۔ رَاغِبِيْنَ رغبت رکھنے والے۔ رَاهِبِيْنَ ڈرنے والے۔ تَقِيْلُ مَعَهُمْ آگ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی، یعنی ان کے ساتھ ہی رہے گی جب تک انہیں حشر کے مقام پر نہ پہنچا دے۔

(15) باب في صفة يوم القيامة : اعاننا الله على اهوالها

روزِ قیامت کی ہولنا کی کا بیان، اللہ تعالیٰ اس کی ہولنا کی سے مدد فرمائے

۱۸۲۰۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ، حَتّٰى يَغِيْبَ اَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ اِلَى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جس دن لوگ دونوں جہان کے پالنے والے کے سامنے حساب دینے کے لیے کھڑے ہوں گے تو کانوں کی لو تک پسینہ میں ڈوب جائیں گے۔

۱۸۲۱۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا، وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہو جائیں گے اور حالت یہ ہو جائے گی کہ تم میں سے ہر کسی کا پسینہ زمین پر ستر ہاتھ تک پھیل جائے گا اور منہ تک پہنچ کر کانوں کو چھونے لگے گا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ ہر شخص روزِ قیامت اپنے پسینے میں ڈوبا ہوگا۔ یاد رہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کے حساب سے پسینے میں ڈوبے گا، کوئی کم اور کوئی زیادہ۔ اور اس روز سورج بھی مخلوق سے ایک میل کے فاصلے پر آ جائے گا (راوی کو شک ہے کہ میل سے مراد سفر کا فاصلہ ہے یا وہ سلائی جس سے سرمہ ڈالا جاتا ہے)۔[1]

(17) باب عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه واثبات عذاب القبر والتعوذ منه

میت کو اس کا ٹھکانا جنت یا دوزخ دکھائے جانے کا بیان نیز عذابِ قبر کا اثبات اور اس سے پناہ مانگنے کا ثبوت

۱۸۲۲۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

۱۸۲۰۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 83 سورة ويل للمطففين (4938) مسلم (2862) ترمذی (2422)۔
۱۸۲۱۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 47 باب قول الله تعالى "الا يظن اولئك انهم..." (6532) مسلم (2863)۔
۱۸۲۲۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 90 باب الميت يعرض عليه مقعده... (1379) مسلم (2866) ترمذی (1072)۔

[1] [مسلم (2864)]

رضي الله عنهما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اِنَّ اَحَدَكُمْ ' اِذَا مَاتَ ' عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ - اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ' فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ' وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ ' فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) -

جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا ٹھکانا اسے صبح وشام دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہے تو جنت والوں میں اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ والوں میں۔ پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تجھ کو اٹھائے گا۔

۱۸۲۳ - حدیث اَبِي اَيُّوب ﷺ قَالَ : خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ' قَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ ' فَسَمِعَ صَوْتًا - فَقَالَ : ((يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِي قُبُوْرِهَا)) -

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ اس وقت آپ کو ایک آواز سنائی دی (یہودیوں پر عذابِ قبر کی)۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہودی پر اس کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

لغوی توضیح وَجَبَتِ الشَّمْسُ سورج ڈوب چکا تھا۔ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ یہودی کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ قبر میں عذاب ہوتا ہے۔

۱۸۲٤ - حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ ' وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهُ ' وَاِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ ' فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُوْلَانِ : مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ (لِمُحَمَّدٍ ﷺ) فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ : اَشْهَدُ اَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ - فَيُقَالُ لَهُ : اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ ' قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ - فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا)) -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' آدمی جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور جنازے میں شریک ہونے والے لوگ اس سے رخصت ہوتے ہیں تو ابھی وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہوتا ہے کہ دو فرشتے (منکر نکیر) اس کے پاس آتے ہیں۔ وہ اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ اس شخص یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تو کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ مومن تو یہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس جواب پر اس سے کہا جائے گا کہ تو یہ دیکھ اپنا جہنم کا ٹھکانا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں تمہارے لیے جنت میں ٹھکانا دے دیا۔ اس وقت اسے جہنم اور جنت دونوں ٹھکانے دکھائے جائیں گے۔

لغوی توضیح قَرْعَ نِعَالِهِمْ ان کی جوتیوں کی آواز۔

۱۸۲۳ - البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 88 باب التعوذ من عذاب القبر (1375) مسلم (2869) احمد (23598)۔

۱۸۲٤ - البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 87 باب ما جاء في عذاب القبر (1338) مسلم (2870) ابوداود (3231)۔

١٨٢٥ ـ حديث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضى اللّٰه عنهما ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : ((إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أُتِيَ ، ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ ـ ﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ﴾))۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مومن جب اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ وہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تعبیر ہے جو سورہ ابراہیم میں ہے کہ "اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ٹھیک بات یعنی توحید پر مضبوط رکھتا ہے" [ابراہیم:۲۷]

١٨٢٦ ـ حديث أَبِي طَلْحَة ﷺ ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ، أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ ، فَقُذِفُوْا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ ، خَبِيْثٍ مُخْبِثٍ ـ وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ ـ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ ، أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ـ ثُمَّ مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا مَا نَرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ حَتَّى قَامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ : ((يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ ! وَيَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ ! أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ؟ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؟)) قَالَ : فَقَالَ عُمَرُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قریش کے چوبیں مقتول سردار بدر کے ایک بہت ہی اندھیرے اور گندے کنوئیں میں پھینک دیئے گئے (رسول اللہ ﷺ کی) عادتِ مبارکہ تھی کہ جب دشمن پر غالب ہوتے تو میدانِ جنگ میں تین دن تک قیام فرماتے۔ جنگِ بدر کے خاتمہ کے تیسرے دن آپ ﷺ کے حکم سے آپ کی سواری پر کجاوہ باندھا گیا اور آپ روانہ ہوئے۔ آپ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ صحابہ نے کہا' غالباً آپ ﷺ کسی ضرورت کے لیے تشریف لے جارہے ہیں۔ آخر آپ اس کنویں کے کنارے آ کر کھڑے ہوگئے اور کفارِ قریش کے مقتولین سرداروں کے نام ان کے باپ کے نام کے ساتھ لے کر انہیں آواز دینے لگے کہ اے فلاں بن فلاں' اے فلاں بن فلاں! کیا آج تمہارے لئے یہ بات بہتر نہیں تھی کہ تم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی؟ بے شک ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ ہمیں پوری طرح حاصل ہوگیا۔ تو کیا تمہارے رب کا تمہارے متعلق جو وعدہ (عذاب کا) تھا وہ بھی تمہیں پوری طرح مل گیا؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول پڑے یا رسول اللہ! آپ ان لاشوں سے کیوں خطاب فرما رہے ہیں؟ جن میں کوئی جان نہیں۔ حضور ﷺ

١٨٢٥ ـ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 87 باب ما جاء في عذاب القبر (1369) مسلم (2871) ترمذی (3120)۔
١٨٢٦ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 8 باب قتل ابی جهل (3065) مسلم (2875) ترمذی (1551)۔

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ! مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ)) ۔

نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم لوگ ان سے زیادہ اسے نہیں سن رہے ہو۔

لغوی توضیح صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ قریش کے سردار۔ طَوِيّ وہ کنواں جس پر منڈیر ہو۔ الْعَرْصَة وسیع میدان۔ شَفَة کنارہ۔ الرَّكِيّ کنویں کا۔ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ ...... جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم لوگ ان سے زیادہ اسے نہیں سن رہے۔ یہ چیز اللہ کی طرف سے خرقِ عادت ہی تھی کہ وہ تمام مردے نبی ﷺ کی گفتگو سن رہے تھے ورنہ مردے کوئی بھی دنیوی آواز نہیں سن سکتے سوائے اس کے جو اللہ انہیں سنانا چاہے۔ کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ﴾ ''آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔'' [الروم:٥٢]

(18) باب اثبات الحساب

حساب و کتاب کے اثبات کا بیان

١٨٢٧ - حديث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا 'زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ 'كَانَتْ لَا تَسْمَعُ شَيْئًا لَا تَعْرِفُهُ اِلَّا رَاجَعَتْ فِيْهِ حَتّٰى تَعْرِفَهُ ۔ وَاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ)) قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ اَوَ لَيْس يَقُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا﴾؟ قَالَتْ : فَقَالَ : ((اِنَّمَا ذٰلِكِ الْعَرْضُ ' وَلٰكِنْ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكْ)) ۔

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کوئی ایسی بات سنتیں جس کو سمجھ نہ پاتیں تو دوبارہ اس کو معلوم کرتیں تاکہ سمجھ لیں۔ چنانچہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس سے حساب لیا گیا اسے عذاب کیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) میں نے کہا کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ ''عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا''؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ صرف (اللہ کے دربار میں) پیشی کا ذکر ہے۔ لیکن جس کے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی (سمجھو) کہ وہ غارت ہو گیا۔

لغوی توضیح ذٰلِكِ الْعَرْضُ یہ تو پیشی ہے۔ یعنی آسان حساب کا مطلب ہے محض اعمال نامہ پیش کیا جانا۔ مَنْ نُوقِشَ جس سے مناقشہ کیا گیا (کہ یہ کام کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا، وہ ہلاکت میں پڑ گیا)۔

١٨٢٨ - حديث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما 'قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا ' اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ' ثُمَّ بُعِثُوا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ)) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو عذاب ان سب لوگوں پر آتا ہے جو اس قوم میں ہوتے ہیں پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

لغوی توضیح ثُمَّ بُعِثُوا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ یعنی قیامت کے دن اچھے عمل والا اچھا بدلہ پائے گا اور برے عمل والا برا۔

١٨٢٧ ۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 35 باب من سمع شيئًا فراجع حتى يعرفه (103) مسلم (2876) ابو داود (3093) ۔
١٨٢٨ ۔ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 19 باب إذا انزل الله بقوم عذابًا ۔

[52] كتاب الفتن واشراط الساعة
فتنوں اور علامات قیامت کا بیان

(1) باب اقتراب الفتن و فتح ردم یاجوج وماجوج

فتنوں کا قریب آنا اور یاجوج ماجوج کے بند کا کھلنا

۱۸۲۹ - حدیث زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ رضى الله عنها ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ : ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ! وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ ۔ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوجَ وَمَاْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ)) وَحَلَّقَ بِاِصْبَعِهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا ۔ قَالَتْ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ : فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُوْنَ ؟ قَالَ : ((نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ))۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ان کے یہاں تشریف لائے۔ آپ کچھ گھبرائے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' ملک عرب میں اس برائی کی وجہ سے بربادی آ جائے گی جس کے دن قریب آنے کو ہیں۔ آج یاجوج ماجوج نے دیوار میں اتنا سوراخ کر دیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے انگوٹھے اور اس کے قریب کی انگلی سے حلقہ بنا کر بتلایا۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے سوال کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس کے باوجود ہلاک کر دیئے جائیں گے کہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں جب فسق و فجور بڑھ جائے۔

لغوی توضیح فَزِعًا گھبرائے ہوئے۔ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ ہلاکت ہے عرب کے لیے۔ عرب کو اس لیے خاص کیا کیونکہ اس وقت مسلمان ہونے والوں کی زیادہ تعداد عرب سے ہی تھی۔ شَر یہاں شر سے مراد یاجوج ماجوج کا فتنہ ہے۔ یاجوج ماجوج نسل انسانی کی ہی دو متحد قومیں ہیں، جن کی تعداد دوسری انسانی نسلوں سے بہت زیادہ ہے۔ انہوں نے زمین میں بہت فتنہ وفساد مچا رکھا تھا تو بادشاہ ذوالقرنین نے لوگوں کے کہنے پر انہیں لوہے اور تانبے کی مضبوط دیوار بنا کر قید کر دیا، یہ دیوار اس قدر بلند اور مضبوط ہے کہ وہ اسے پھلانگنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ توڑنے کی۔ وہ روزانہ اس دیوار کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن شام کو ناکام ہو کر لوٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے قریب اس دیوار سے آزاد کر دے گا۔ پھر یہ دونوں قومیں ہر طرف فساد برپا کر دیں گی، دریاؤں کا پانی پی جائیں گی۔ درندوں، جانوروں، فصلوں، کھیتوں الغرض ہر چیز کو تباہ کر دیں گی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے ان کی گردنوں میں کیڑے پڑیں گی، جن کی وجہ سے یہ ہلاک ہوں گی۔ رَدْم دیوار۔ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ جب خباثت بڑھ جائے۔ یعنی جب کسی قوم میں فتنہ وفساد اور فسق و فجور بڑھ جائے تو پھر ان کی ہلاکت عام ہوتی ہے خواہ ان

۱۸۲۹ - البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 7 باب قصة یاجوج وماجوج (3346) مسلم (2880) ابن ماجه (3953)۔

میں نیک افراد ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۸۳۰۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((فَتَحَ اللّٰهُ مِنْ رَدْمِ یَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلَ هٰذَا)) وَعَقَدَ بِیَدِهٖ تِسْعِیْنَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا کھول دیا ہے' پھر آپ نے اپنی انگلیوں سے نوے کا عدد بنا کر بتلایا۔

(2) باب الخسف بالجیش الذی یؤم البیت

بیت اللہ کی طرف چڑھائی کے ارادہ سے آنے والے لشکر کے زمین میں دھنسنے کا بیان

۱۸۳۱۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها ' قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَغْزُو جَیْشٌ الْکَعْبَةَ ' فَإِذَا کَانُوا بِبَیْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ ' یُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ)) قَالَتْ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! کَیْفَ یُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِیْهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَیْسَ مِنْهُمْ؟ قَالَ: ((یُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ' ثُمَّ یُبْعَثُوْنَ عَلٰی نِیَّاتِهِمْ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت کے قریب ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ جب وہ مقام بیداء میں پہنچے گا' تو انہیں اول سے آخر تک سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا' یا رسول اللہ! اسے شروع سے آخر تک کیونکر دھنسا دیا جائے گا جب کہ وہیں ان کے بازار بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو ان لشکریوں میں سے نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! شروع سے آخر تک ان سب کو دھنسا دیا جائے گا۔ پھر ان کی نیتوں کے مطابق وہ اٹھائے جائیں گے۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ قیامت کے قریب ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کے لئے پیش قدمی کرے گا مگر وہ سارے کا سارا زمین میں دھنس جائے گا۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ اس لشکر کی کعبہ پر چڑھائی کا سبب ایک آدمی ہوگا، جو کعبہ میں پناہ لے گا۔ کچھ کا کہنا ہے کہ وہ امام مہدی ہوں گے جنہیں گرفتار کرنے کے لیے مسلمان ایک لشکر بھیجیں گے جسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

(3) باب نزول الفتن کمواقع القطر

فتنوں کے نزول کا بارش کے قطروں کی مانند ہونا

۱۸۳۲۔ حدیث أُسَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَشْرَفَ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مدینہ کے محلات میں

۱۸۳۰۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 7 باب قصة یاجوج وماجوج (3347) مسلم (2881) احمد (8509)۔

۱۸۳۱۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 49 باب ما ذکر فی الاسواق ، مسلم (2884) احمد (24792)۔

النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ إِنِّي لأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ))۔

سے ایک محل یعنی اونچے مکان پر چڑھے پھر فرمایا کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کیا تمہیں بھی نظر آ رہا ہے؟ میں بوندوں کے گرنے کی جگہ کی طرح تمہارے گھروں میں فتنوں کے نازل ہونے کی جگہوں کو دیکھ رہا ہوں۔

لغوی توضیح: أُطُم اس کی جمع آطَام ہے، معنی ہے ٹیلہ، مراد ہے محل۔ مَوَاقِعَ الْفِتَن فتنے گرنے کی جگہیں۔ خِلَالَ درمیان۔ کَمَوَاقِعِ الْقَطْر بارش کے قطروں کی مانند۔ یعنی فتنے بہت زیادہ ہوں گے۔ دراصل فتنہ ایک غیر محسوس چیز ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے نبی ﷺ کو اس کا وجود دکھلا دیا۔ یاد رہے کہ فتنہ کا لفظ امتحان و آزمائش اور ناپسندیدہ چیزوں پر استعمال کیا جاتا ہے مثلاً گناہ، کفر، قتل، کشت و خون وغیرہ۔ نبی ﷺ کی یہ پیش گوئی بعینہٖ برحق ثابت ہوئی اور کچھ ہی عرصہ میں لوگوں نے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ، واقعہ حرہ اور جنگ جمل و صفین جیسے بڑے بڑے فتنے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے۔

۱۸۳۳ - حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَتَكُونُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي وَمَنْ يُشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ، وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، فتنوں کا دور جب آئے گا تو اس میں بیٹھنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہوگا۔ کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو اس میں جھانکے گا فتنہ اسے بھی اچک لے گا اور اس وقت جسے جہاں بھی پناہ مل جائے بس وہیں پناہ پکڑ لے (تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچا سکے)۔

فہم الحدیث: اس حدیث میں جو یہ کہا گیا ہے کہ بیٹھا ہوا کھڑے سے بہتر...... اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص جتنا فتنوں سے دور رہے گا اتنا ہی خیر و عافیت میں رہے گا اور یقیناً بیٹھا شخص کھڑے سے پیچھے ہے، اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے پیچھے ہے (اور فتنوں سے دور ہے)۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فتنوں سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کیونکہ جو بھی یہ کوشش نہیں کرے گا اور فتنوں کے قریب رہے گا تو یقیناً وہ ان فتنوں میں مبتلا ہو جائے گا۔

(4) باب اذا تواجه المسلمان بسيفيهما

جب دو مسلمان ایک دوسرے کا سامنا شمشیر بکف ہو کر کریں

۱۸۳۴ - حدیث أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: ذَهَبْتُ لأَنْصُرَ هَذَا

احنف بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی مدد کرنے کو چلا۔ راستے میں مجھ کو حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ملے۔ پوچھا

۱۸۳۲ - البخاری فی: 29 کتاب فضائل المدينة: 8 باب آطام المدينة (1878) مسلم (2885) احمد (21807)۔

۱۸۳۳ - البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام (3601) مسلم (2886)۔

الرَّجُلَ، فَلَقِيَنِي أَبُوْ بَكْرَةَ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قُلْتُ: أَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ: ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا، فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ كَانَ حَرِيْصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ)) ۔

کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا اس شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی مدد کرنے جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا اپنے گھر کو لوٹ جاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر بھڑ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ قاتل تو خیر (ضرور دوزخی ہونا چاہیے) مقتول کیوں؟ فرمایا وہ بھی تو اپنے ساتھی کو مارڈالنے کی حرص رکھتا تھا۔ (یعنی موقعہ پاتا تو وہ اسے ضرور قتل کر دیتا۔ اس لیے دل کے پختہ ارادے پر وہ دوزخی ہوا)۔

فہم الحدیث: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی نصیحت پر احنف رحمہ اللہ واپس لوٹ گئے اور جنگ جمل میں شامل نہ ہوئے۔

۱۸۳۵۔ **حدیث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُوْنَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو جماعتیں آپس میں جنگ نہ کرلیں۔ دونوں میں بڑی بھاری جنگ ہوگی۔ حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔

لغوی توضیح: يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دو جماعتیں آپس میں جنگ کریں گی۔ مراد علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے لشکر ہیں۔ مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ عظیم جنگ۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ جنگ صفین میں دونوں جماعتوں کے مقتولین کی تعداد ۷۰ ہزار، ۹۰ ہزار یا اس سے بھی متجاوز تھی۔ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا کہ دونوں اللہ کا قانون نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

(6) باب اخبار النبی ﷺ فیما یکون الی قیام الساعة

نبی کریم ﷺ کا قیامت تک ہونے والی باتوں کی پیش گوئی فرمانا

۱۸۳۶۔ **حدیث** حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ، إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيْتُ فَأَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا اور قیامت تک کی کوئی (فتنوں سے متعلق) چیز ایسی نہیں چھوڑی جس کا بیان نہ کیا ہو۔ جسے یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جسے بھولنا تھا بھول گیا۔ جب میں ان میں سے کوئی چیز دیکھتا ہوں جسے میں بھول چکا ہوں تو اس طرح اسے پہچان لیتا ہوں جس طرح وہ شخص جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو کہ جب وہ اسے دیکھتا ہے تو فوراً پہچان لیتا ہے۔

۱۸۳۴۔ البخاري في: 2 كتاب الإيمان: 22 باب المعاصي من امر الجاهلية (31) مسلم (2888) ابوداود (4268)۔

۱۸۳۵۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3609) مسلم (157)۔

(7) باب في الفتنة التي تموج كموج البحر

١٨٣٧ ـ حديث حُذَيْفَة رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ رضي الله عنه، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فِي الْفِتْنَةِ؟ قُلْتُ: أَنَا، كَمَا قَالَهُ ـ قَالَ: إِنَّكَ عَلَيْهِ (أَوْعَلَيْهَا) لَجَرِيءٌ قُلْتُ: فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ وَالنَّهْيُ ـ قَالَ: لَيْسَ هٰذَا أُرِيْدُ ـ وَلٰكِنِ الْفِتْنَةَ الَّتِي تَمُوجُ كَمَا يَمُوجُ الْبَحْرُ ـ قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا ـ قَالَ: أَيُكْسَرُ أَمْ يُفْتَحُ؟ قَالَ: يُكْسَرُ قَالَ: إِذًا لَا يُغْلَقَ أَبَدًا ـ

قُلْنَا: أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ؟ قَالَ: نَعَمْ ـ كَمَا أَنَّ دُوْنَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ إِنِّي حَدَّثْتُهُ بِحَدِيْثٍ لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ ـ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَ حُذَيْفَةَ فَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ الْبَابَ عُمَرُ۔

اس فتنے کی پیش گوئی جو سمندر کی موج کی طرح بپھر کر آئے

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے پوچھا فتنہ سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث تم میں سے کسی کو یاد ہے؟ میں بولا' میں نے اسے (اسی طرح یاد رکھا ہے) جیسے آپ ﷺ نے اس حدیث کو بیان فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ تم رسول اللہ ﷺ سے فتن کو معلوم کرنے میں بہت بے باک تھے۔ میں نے کہا کہ انسان کے گھر والے' مال' اولاد اور پڑوسی سب فتنہ (کی چیز) ہیں۔ اور نماز' روزہ' صدقہ' اچھی بات کے لیے لوگوں کو حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا ان فتنوں کا کفارہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سے اس کے متعلق نہیں پوچھتا' مجھے تم اس فتنہ کے بارے میں بتلاؤ جو سمندر کی موج کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا بڑھے گا۔ اس پر میں نے کہا کہ یا امیر المومنین! آپ اس سے خوف نہ کھایئے۔ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ پوچھا کیا وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا (صرف) کھولا جائے گا۔ میں نے کہا کہ توڑ دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول اٹھے کہ پھر تو وہ کبھی بھی بند نہیں ہو سکے گا۔

(شقیق راویٔ حدیث نے کہا کہ) ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس دروازے کے متعلق کچھ علم رکھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں! بالکل اسی طرح جیسے دن کے بعد رات کے آنے کا۔ میں نے تم سے ایک ایسی حدیث بیان کی ہے جو قطعاً غلط نہیں۔ (راوی کا کہنا ہے) ہمیں اس کے متعلق حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھنے میں ڈر ہوتا تھا (کہ دروازہ سے کیا مراد ہے) اس لیے ہم نے مسروق رحمہ اللہ سے کہا (کہ وہ پوچھیں) انہوں نے دریافت کیا تو آپ

١٨٣٦ ـ البخاري في: 82 كتاب القدر: 4 باب وكان امر الله قدرًا مقدورًا (6604) مسلم (2891) بغوى (4215)۔
١٨٣٧ ـ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 4 باب الصلاة كفارة (525) مسلم (144) ابن ماجه (3955)۔

نے بتایا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

لغوی توضیح: فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ ...... انسان کی بیوی' مال' اولاد اور پڑوسی سب فتنہ ہیں۔ بیوی اس طرح فتنہ ہے کہ انسان اس کی محبت میں غرق ہو کر شرعی واجبات سے ہی غافل ہو جائے۔ وہ مال فتنہ ہے جو انسان کو متکبر بنا دے، جس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے۔ ایسی اولاد فتنہ ہے جس کی محبت میں انسان حدودِ الٰہی سے تجاوز میں بھی دریغ نہ کرے۔ پڑوسی کا فتنہ یہ ہے کہ اس سے حسد رکھا جائے یا اس کے سامنے تکبر کیا جائے یا اس کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت برتی جائے۔ تَمُوجُ ٹھاٹھیں مارے گا (سمندری لہروں کی طرح)۔ مقصود اس فتنہ کی شدت اور اس خونریزی اور قتل و غارت کا بیان ہے جو اس دروازے کے ٹوٹنے کے بعد شروع ہوگی۔ اس فتنہ کے درمیان عمر رضی اللہ عنہ بند دروازہ تھے اور اس کا علم خود انہیں بھی تھا۔ انہیں ایک مجوسی غلام فیروز ابولؤلؤ نے نماز فجر میں شہید کیا۔ ان کی شہادت کے بعد یہ فتنے ایسے شروع ہوئے کہ قیامت تک ختم نہیں ہوں گے۔

(8) باب لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من الذهب

قیامت برپا نہ ہوگی جب تک فرات کے پہاڑ کے نیچے سے سونے کا پہاڑ نہ نکل آئے

١٨٣٨ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ ' فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک خزانہ نکلے گا۔ پس جو کوئی وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔

لغوی توضیح: الْفُرَاتُ عراق کی معروف نہر۔ يَحْسِرَ ظاہر ہوگا، منکشف ہوگا۔ كَنْزٍ مِنْ ذَهَب سونے کا خزانہ۔ صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں سونے کے پہاڑ کا ذکر ہے۔ یاد رہے کہ پہاڑ سے مراد حقیقی پہاڑ ہی ہے، سونے کی کان یا پیٹرول وغیرہ نہیں۔ اس سونے کو حاصل کرنے کے لیے بہت بڑی جنگ ہوگی جس میں شمولیت سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے۔

(14) باب لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من ارض الحجاز

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ حجاز کی زمین سے ایک آگ برآمد نہ ہوگی

١٨٣٩ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ ' تُضِيءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرَى)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی اور بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی (یہ آگ ساتویں صدی ہجری میں نکل چکی ہے)۔

(16) باب الفتنة من المشرق من حيث

فتنہ مشرق میں اس جگہ ہے جہاں سے شیطان کے دونوں سینگ

١٨٣٨ ـ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 24 باب خروج النار (7119) مسلم (2894) ابن ماجه (4046) ترمذی (2569)۔

يطلع قرنا الشيطان
طلوع ہوتے ہیں

۱۸۴۰ ۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ ' يَقُوْلُ : ((اَلا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا ' مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے سنا اور آپ مشرق کی طرف رخ کیے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے آگاہ ہو جاؤ' فتنہ اس طرف ہے جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔

فهم الحديث اس روایت میں فتنوں کے ظہور کا مقام مطلقاً مشرق قرار دیا گیا ہے جبکہ ایک دوسری روایت میں اس کی تعیین ہے کہ مدینہ کا وہ مشرقی علاقہ عراق ہے۔[1] تاریخ شاہد ہے کہ تمام فتنے عراق سے پھوٹتے رہے ہیں مثلاً خوارج، شیعہ، رافضی، باطنی، جہمیہ، قدریہ، معتزلہ، اور تمام گمراہ فرقے یہیں کی پیداوار ہیں۔ جنگ جمل اور جنگ صفین بھی اسی سرزمین پر برپا ہوئیں۔

(17) باب لا تقوم الساعة حتى تعبد دوس ذا الخلصة
قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ قبیلہ دوس ذوالخلصہ کی پرستش نہ کرنے لگے

۱۸۴۱ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ)) وَ ذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِيْ كَانُوا يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ ذوالخلصہ پر قبیلہ دوس کی عورتوں کی سرینیں (اس کا طواف کرتے ہوئے) حرکت کریں گی اور ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا بت تھا جس کو وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے۔

لغوی توضیح تَضْطَرِبَ حرکت کریں گی۔ اَلْيَاتُ جمع ہے الية کی، معنی ہے سرین، پشت۔ دَوْس یمن کا ایک قبیلہ۔ ذُو الْخَلَصَة اس بت کو نبی ﷺ کے حکم سے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے منہدم کیا تھا، لیکن بعد میں پھر جب مسلمانوں میں جہالت آئی تو اس کی پوجا شروع ہوگئی اور عورتیں اس کا طواف کرنے لگیں، بالآخر سعودی فرمانروا ملک عبدالعزیز آل سعود کے دور حکومت میں جدید مشینوں کے ذریعے اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا اور اس کا نام ونشان تک ختم کر دیا گیا۔

(18) باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيتمنى ان يكون
قیامت برپا نہ ہوگی جب تک کہ انسان فتنہ فساد سے تنگ آ کر کسی قبر کو دیکھ کر یہ آرزو نہ کرنے لگے کہ اس قبر میں اس مردہ

۱۸۳۹ ۔ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 24 باب خروج النار (7118) مسلم (2902) ابن حبان (6839) ۔
۱۸۴۰ ۔ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 16 باب قول النبي ﷺ الفتنة من قبل المشرق (3104) مسلم (2905) ۔
۱۸۴۱ ۔ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 23 تغيير الزمان حتى يعبدوا الاوثان (7116) مسلم (2906) بغوی (4285) ۔

[1] [صحيح السلسلة الصحيحة (2246)]

مكان الميت من البلاء — کے بجائے میں ہوتا

١٨٤٢ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ!)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کہ کاش میں ہی اس کی جگہ ہوتا (یعنی لوگ موت کی آرزو کریں گے)۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ لوگوں کا موت کی تمنا کرنا قیامت کی ایک نشانی ہے۔ اگرچہ موت کی تمنا کرنا حرام ہے مگر فتنہ وفساد، قتل وغارت اور تنگی حالات کے باعث قیامت کے قریب موت کی تمنا عام ہو جائے گی۔

١٨٤٣ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کعبہ کو دو پتلی پنڈلیوں والا ایک حقیر حبشی تباہ کر دے گا۔

لغوی توضیح يُخَرِّبُ خراب کرے گا۔ السُّوَيْقَتَيْنِ دو پتلی پنڈلیوں والا، سُوَيق سَاق کی تصغیر ہے۔

فهم الحديث یہ نشانی قیامت کے انتہائی قریب یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد ظاہر ہوگی۔ اس وقت کوئی مسلمان زندہ نہیں ہوگا اور بیت اللہ کی اس بربادی کے بعد اسے دوبارہ آباد نہیں کیا جائے گا۔

١٨٤٤ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ قبیلہ قحطان میں ایک ایسا شخص پیدا نہیں ہوگا جو لوگوں پر اپنی لاٹھی کے زور سے حکومت کرے گا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ایک قحطانی آدمی لوگوں پر حکومت کرے گا۔ ڈنڈے کے زور پر حکومت کرنے کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ وہ انتہائی سخت ہوگا اور شر پسندوں کو ڈنڈے کے ذریعے سیدھا کر کے رکھ دے گا۔

١٨٤٥ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم سے لڑائی نہ کر لو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے، اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم سے جنگ نہ کر لو گے جن کے

١٨٤٢ ـ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 22 باب لا تقوم الساعة حتى يغبط اهل القبور (7115) مسلم (157) ـ

١٨٤٣ ـ البخاري في: 25 كتاب الحج: 47 باب قول الله تعالى "جعل الله الكعبة البيت الحرام" (1591) مسلم (2909)۔

١٨٤٤ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 7 باب ذكر قحطان (3517) مسلم (2910) احمد (9409) ـ

الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)) ۔ چہرے تہ شدہ ڈھالوں جیسے ہوں گے۔

لغوی توضیح الْمَجَان جمع ہے مجن کی، معنی ہے ڈھال۔ الْمُطْرَقَة تہہ بہ تہہ (یعنی چپٹے یا موٹے چہروں والے)۔ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترک لوگ ہیں۔[1] اہل علم کا کہنا ہے کہ ترک سے مراد وہ قوم ہے جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے۔ بالعموم تاتار کے لوگ آپ ﷺ اور خلفائے اسلام کے زمانوں تک کافر رہے، یہاں تک کہ ہلاکو خان ترک نے عربوں پر چڑھائی کر کے خلافت عباسیہ کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد کچھ ترک مشرف باسلام ہوئے۔[2]

۱۸٤٦۔ **حدیث** اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُهْلِكُ النَّاسَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ)) قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوْهُمْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اس قبیلہ قریش کے بعض آدمی لوگوں کو ہلاک و برباد کر دیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا' ایسے وقت کے لیے آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' کاش لوگ ان سے بس الگ ہی رہتے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ قریشی لوگ امت مسلمہ کی تباہی کا باعث بنیں گے جیسا کہ ان کا فساد کئی مرتبہ ظاہر ہو چکا ہے اور وہ متعدد مسلم خلفاء کے خلاف خروج بھی کر چکے ہیں۔ یاد رہے کہ فرمان نبوی کے مطابق ان سے الگ رہنا ہی برحق فیصلہ ہے۔

۱۸٤٧۔ **حدیث** اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: ((هَلَكَ كِسْرَى ' ثُمَّ لَا يَكُوْنُ كِسْرَى بَعْدَهُ وَ قَيْصَرٌ لَيَهْلِكَنَّ ' ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرٌ بَعْدَهُ۔ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' کسریٰ (ایران کا بادشاہ) ہلاک ہو گیا' اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں آئے گا اور قیصر (روم کا بادشاہ) بھی ہلاک و برباد ہو گیا اور اس کے بعد (شام میں) کوئی قیصر باقی نہیں رہ جائے گا اور ان کے خزانے اللہ کے راستے میں تقسیم ہوں گے۔

۱۸٤٨۔ **حدیث** جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ۔ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ))۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب کسریٰ مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ پیدا نہ ہو گا اور جب قیصر مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر پیدا نہ ہو گا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تم لوگ ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔

۱۸٤٥۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 96 باب قتال الذین یتعلون الشعر (2929) مسلم (2912) ترمذی (2215)۔
۱۸٤٦۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام (3604) مسلم (2917) احمد (8011)۔
۱۸٤٧۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 157 باب الحرب خَدْعة (3027) مسلم (2918) ترمذی (2216)۔

---

[1] [بخاری (2928) مسلم (2912)]
[2] [شرح بخاری از داود راز (4/ 348)]

فهم الحدیث نبی ﷺ کی یہ پیش گوئی بھی بعینہ ثابت ہوئی اور قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کے بعد پھر ان کی اولاد یا ان کی قوم میں کوئی قیصر یا کسریٰ سامنے نہیں آیا۔

١٨٤٩ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ' قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ فَتَسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ ' ثُمَّ يَقُوْلُ الْحَجَرُ : يَا مُسْلِمُ ! هَذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِي ' فَاقْتُلْهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ تم یہودیوں سے ایک جنگ کرو گے اور اس میں ان پر غالب آ جاؤ گے' اس وقت یہ کیفیت ہوگی کہ (اگر کوئی یہودی جان بچانے کے لیے کسی پہاڑ کے پیچھے بھی چھپے گا تو) پتھر بولے گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑ میں چھپا ہوا ہے' اسے قتل کر دے۔

فهم الحدیث یہود کے ساتھ جنگ کی پیش گوئی بھی پوری ہونے کو ہے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایسی فضا بن رہی ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق اس جنگ میں ہر پتھر اور درخت اپنے پیچھے چھپے یہودی کی خبر دے گا، صرف غرقد کا درخت نہیں بتائے گا۔[1] یہی وجہ ہے کہ ذرائع ابلاغ کے مطابق آج اسرائیل میں یہودی بکثرت غرقد کے درخت لگا رہے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہود کو بھی اس حدیث پر یقین ہے۔

١٨٥٠ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ ' كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تقریباً تیس جھوٹے دجال پیدا نہ ہولیں۔ ان میں ہر ایک کا یہی گمان ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

(19) باب ذكر ابن صياد

ابن صیاد کا ذکر

١٨٥١ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ' قَالَ : إِنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ' قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ ' حَتَّى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ ابن صیاد (یہودی لڑکا) کے یہاں جا رہی تھی۔ آخر بنو مغالہ (ایک انصاری قبیلہ) کے ٹیلوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتے

١٨٤٨ - البخاری فی: 57 كتاب فرض الخمس: 8 باب قول النبی ﷺ احلت لكم الغنائم (3121) مسلم (2919)۔
١٨٤٩ - البخاری فی: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام (2925) مسلم (2921) ترمذی (2236)۔
١٨٥٠ - البخاری فی: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام (3609) مسلم (157) ترمذی (2218)۔

[1] [مسلم (2922)]

وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ يَحْتَلِمُ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟)) فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ)) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَاذَا تَرَى؟)) قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ)) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا)) قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُّ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُو قَدْرَكَ))۔ قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ يَكُنْهُ، فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ، فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ))۔

ہوئے ان لوگوں نے اسے پالیا۔ ابن صیاد بالغ ہونے کے قریب تھا۔ اسے (رسول ﷺ کی آمد کا) پتہ نہ چلا حتی کہ آنحضرت ﷺ نے (اس کے قریب پہنچ کر) اپنا ہاتھ اس کی پیٹھ پر مارا' اور فرمایا کیا تو اس کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا' اور پھر کہنے لگا۔ ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھوں کے نبی ہیں۔ اس کے بعد اس نے نبی ﷺ سے پوچھا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ نے اس کا جواب (صرف اتنا) دیا کہ میں اللہ اور اس کے (سچے) انبیا پر ایمان لایا۔ پھر نبی ﷺ نے دریافت فرمایا' تو کیا دیکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس ایک خبر سچی آتی ہے تو دوسری جھوٹی بھی۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا اچھا میں نے تیرے لئے اپنے دل میں ایک بات سوچی ہے (بتا' وہ کیا ہے؟) ابن صیاد بولا کہ دھواں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' ذلیل ہو' کم بخت! تو اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھ سکے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! مجھے اجازت ہو تو میں اس کی گردن ماردوں لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس پر قادر نہیں ہو سکتے اور اگر دجال نہیں ہے تو اس کی جان لینے میں کوئی خیر نہیں۔

١٨٥١۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 178 باب کیف یعرض الإسلام علی الصبی (1355) مسلم (2930)۔

لغوی توضیح اَلْغِلْمَان بچے۔ خَبَأْتُ میں نے چھپایا ہے۔ اَلدُّخُّ یہ کلمہ مکمل یوں ہے اَلدُّخَان ، جس کا معنی ہے دھواں۔ گویا ابن صیاد کی حالت کاہنوں جیسی تھی کہ جن کے پاس جنات خبریں چوری کر کے لاتے ہیں، لیکن وہ کوئی بھی خبر کامل نہیں لاتے کیونکہ وہ جتنی خبر سنتے ہیں اتنی ہی لے آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کا معاملہ کسی کاہن سے بڑھ کر نہ تھا، اسی لیے آپ ﷺ نے اسے فرمایا۔ اِخْسَأْ ذلیل ہو۔ فَلَنْ تَعْدُوَ تو ہرگز تجاوز نہ کر سکے گا۔

فہم الحدیث ابن صیاد مدینہ کے ایک یہودی کا بیٹا تھا۔ اس میں کچھ ایسی صفات تھیں جن سے یہ گمان ہوتا تھا کہ یہی دجال ہے۔ نبی ﷺ کے ان الفاظ ''اگر یہ دجال ہوا'' سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بھی شک تھا کہ ابن صیاد دجال ہے یا نہیں، اسی لیے آپ نے چھپ کر اس کے قریب جانے کی کوشش کی تھی تاکہ اس کا معاملہ واضح ہو سکے (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے)۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو دجال کی صفات ہی بتائی گئی تھیں، اس کی شخصی تعیین کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔ واضح رہے کہ ابن صیاد دجال نہیں تھا کیونکہ دجال مکہ و مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا جبکہ ابن صیاد مدینہ میں ہی پیدا ہوا اور اس کا مکہ جانا بھی ثابت ہے۔[1] اسی طرح دجال کے متعلق حدیث میں ہے کہ وہ بے اولاد ہوگا جبکہ ابن صیاد کی اولاد تھی۔[2] یہ اور اس طرح کے دیگر متعدد شواہد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابن صیاد دجال نہیں بلکہ محض ایک کاہن تھا۔

۱۸۵۲۔ **حدیث** ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما ، قَالَ : انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ ، يَأْتِيَانِ النَّخْلَ الَّذِي فِيهِ ابْنُ صَيَّادٍ ۔ حَتَّى إِذَا دَخَلَ النَّخْلَ ، طَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ ، وَهُوَ يَخْتِلُ ابْنَ صَيَّادٍ ، أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ ۔ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ ، فِي قَطِيفَةٍ لَهُ ، فِيهَا رَمْزَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ صَيَّادٍ النَّبِيَّ ﷺ ، وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ ۔ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ : أَيْ صَافِ (وَهُوَ اسْمُهُ) فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ)) ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نبی ﷺ اس کھجور کے باغ میں تشریف لائے جس میں ابن صیاد موجود تھا۔ جب آپ باغ میں داخل ہو گئے تو کھجور کے تنوں کی آڑ لیتے ہوئے آپ آگے بڑھنے لگے آپ چاہتے یہ تھے کہ اسے آپ کی موجودگی کا احساس نہ ہو سکے اور آپ اس کی باتیں سن لیں۔ ابن صیاد اس وقت اپنے بستر پر ایک چادر اوڑھے پڑھا تھا اور کچھ گنگنا رہا تھا۔ اتنے میں اس کی ماں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا کہ آپ کھجور کے تنوں کی آڑ لے کر آ گے آ رہے ہیں اور اسے آگاہ کر دیا کہ اے صاف! یہ اس کا نام تھا' ابن صیاد یہ سنتے ہی اچھل پڑا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کی ماں نے اسے یوں ہی رہنے دیا ہوتا تو حقیقت کھل جاتی۔

لغوی توضیح يَخْتِلُ دھوکہ دے رہے تھے۔ قَطِيفَة چادر۔ رَمْزَةٌ ہلکی آواز جسے سمجھنا مشکل تھا۔

۱۸۵۲۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 178 باب كيف يعرض الإسلام على الصبي ۔

[1] [مسلم (2928)]
[2] [مسلم (2927)]

۱۸۵۳۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رَضِي اللّٰه عنهما قَالَ: ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ـ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: ((إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ ـ لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ لِقَوْمِهِ ـ وَلٰكِنْ سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ ـ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ، وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر نبی ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا' آپ نے اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کی' جو اس کی شان کے لائق تھی۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ میں بھی تمہیں اس (کے فتنوں) سے ڈراتا ہوں' کوئی نبی ایسا نہیں گزرا۔ جس نے اپنی قوم کو اس (کے فتنوں) سے نہ ڈرایا ہو' لیکن میں اس کے بارے میں تم سے ایک ایسی بات کہوں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی' اور بات یہ ہے کہ دجال کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

(20) باب ذكر الدجال وصفته وما معه

دجال اس کے اوصاف اور جو کچھ اس کے ساتھ ہوگا اس کا بیان

۱۸۵۴۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا، بَيْنَ ظَهْرَيِ النَّاسِ، الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک دن لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے' لیکن دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا اس کی آنکھ اٹھے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔

۱۸۵۵۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ ـ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ ـ وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو نبی بھی مبعوث کیا گیا اس نے اپنی قوم کو کانے جھوٹے سے ڈرایا۔ آگاہ رہو کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوا ہے۔

۱۸۵۶۔ حديث حُذَيْفَةَ رضي الله عنه، قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ: أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ، إِذَا خَرَجَ، مَاءً

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ وہ حدیث ہم سے نہیں بیان کریں گے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی؟ حضرت حذیفہ نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ آگ اور پانی دونوں

۱۸۵۳۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 178 باب كيف يعرض الإسلام على الصبي۔

۱۸۵۴۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 48 باب واذكر في الكتاب مريم، مسلم (169)۔

۱۸۵۵۔ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 26 باب ذكر الدّجّال (7131) مسلم (2933) ابوداود (4216) ترمذي (2245)۔

۱۸۵۶۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 50 باب ما ذكر عن بني إسرائيل۔

وَنَارًا - فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ ' فَمَاءٌ بَارِدٌ - وَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ - فَنَارٌ تُحْرِقُ فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ ' فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ ' فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ)) -

ہوں گے لیکن جو لوگوں کو آگ دکھائی دے گی وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور جو لوگوں کو ٹھنڈا پانی دکھائی دے گا تو وہ جلانے والی آگ ہوگی۔ اس لیے تم میں سے جو کوئی اس زمانے میں ہو تو اسے اس میں گرنا چاہیے جو آگ ہوگی کیونکہ وہ انتہائی شیریں اور ٹھنڈا پانی ہوگا۔

۱۸۵۷۔ **حديث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا عَنِ الدَّجَّالِ ' مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ ؟ إِنَّهُ أَعْوَرُ - وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ - فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ ' هِيَ النَّارُ - وَإِنِّي أُنْذِرُكُمْ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ)) -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کیوں نہ میں تمہیں دجال کے متعلق ایک ایسی بات بتادوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو اب تک نہیں بتائی۔ وہ کانا ہوگا اور جنت اور جہنم جیسی چیز لائے گا۔ پس جسے وہ جنت کہے گا درحقیقت وہی دوزخ ہوگی اور میں تمہیں اس کے فتنے سے اسی طرح ڈراتا ہوں' جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

لغوی توضیح الدَّجَّال دجل سے مشتق ہے، جس کا معنی جھوٹ بولنا، دھوکا دینا، ملمع سازی کرنا اور خلط ملط کر دینا مستعمل ہے اور یوں دجال کا معنی ہے بہت زیادہ جھوٹا اور بہت بڑا دھوکے باز۔ اسے مسیح (سیاحت کرنے والا) اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے فتنے کو پھیلاتا ہوا پوری دنیا کی سیاحت کرے گا۔ اس کا فتنہ اتنا بڑا ہے کہ تمام انبیاء نے اپنی امتوں کو اس سے ڈرایا۔ یہ قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ اس کا ظہور قیامت کے قریب عالمی جنگ کے بعد ہوگا۔ یہ خراسان میں واقع ایک بستی یہوداہ سے خروج کرے گا اور اس کا لشکر ستر ہزار یہودی ہوں گے۔[1] وہ دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہوگا۔ دجال پہلے نبوت کا اور پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا۔[2] اس کے ایک ہاتھ میں آگ اور دوسرے میں ٹھنڈا پانی ہوگا، اس کی آگ درحقیقت جنت اور پانی درحقیقت جہنم ہوگی۔ اسے اللہ کی طرف سے کچھ ایسی طاقتیں ملی ہوں گی جن کی وجہ سے بہت سے لوگ اس کے فتنہ کا شکار ہو جائیں گے جیسے ہوائیں چلانا، بارش برسانا، اناج اُگانا وغیرہ وغیرہ، وہ جہاں چاہے گا اناج اُگائے گا اور جہاں چاہے گا قحط مسلط کر دے گا[3] حتیٰ کہ ایک مومن کو مار کر زندہ بھی کر دے گا۔ وہ مکہ و مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، باقی ساری دنیا کو روند ڈالے گا۔ بالآخر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا جو اس کے خلاف جنگ کریں گے اور اسے بیت المقدس کے قریب ایک بستی لُد میں اپنے ہاتھوں سے قتل کریں گے۔[4]

۱۸۵۷۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 3 باب قول الله عز وجل "ولقد ارسلنا نوحا إلى قومه" (3338) مسلم (2936)۔

---

[1] [مسلم (2944) كتاب الفتن]

[2] [قصه مسيح الدجال للألباني (ص / 131)]

[3] [مسلم (2937) كتاب الفتن]

[4] [مسلم (ايضا)]

(21) باب في صفة الدجال وتحريم المدينة عليه وقتله المؤمن واحيائه

دجال کا حلیہ، وہ مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا اور اس کا مومن کو قتل کرنا اور پھر زندہ کرنا

١٨٥٨ - حديث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَالِ ـ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثَنَا بِهِ اَنْ قَالَ : ((يَاْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ اَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ، بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي بِالْمَدِيْنَةِ ـ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ، اَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ ـ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ ـ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهُ، هَلْ تَشْكُوْنَ فِي الْاَمْرِ ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ، حِيْنَ يُحْيِيْهِ : وَاللّٰهِ ! مَا كُنْتُ قَطُّ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّي الْيَوْمَ ـ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ : اَقْتُلُهُ، فَلَا اُسَلَّطُ عَلَيْهِ)) ـ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دجال کے متعلق ایک لمبی حدیث بیان کی۔ آپ نے اپنی حدیث میں یہ بھی فرمایا تھا کہ دجال مدینہ کی ایک کھاری شور زمین تک (ہی) پہنچے گا (کیونکہ) اس پر مدینہ میں داخلہ تو حرام ہوگا (مدینہ سے) اس دن ایک شخص اس کی طرف نکل کر بڑھے گا یہ لوگوں میں ایک بہترین نیک مرد ہوگا یا (یہ فرمایا کہ) بزرگ ترین لوگوں میں سے ہوگا۔ وہ شخص کہے گا کہ گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی دجال ہے جس کے متعلق ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اطلاع دی تھی۔ دجال کہے گا کیا میں اسے قتل کر کے پھر زندہ کر ڈالوں تو تم لوگوں کو میرے معاملہ میں کوئی شبہ رہ جائے گا۔ اس کے حواری کہیں گے کہ نہیں۔ چنانچہ دجال انہیں قتل کر کے پھر زندہ کر دے گا۔ جب دجال انہیں زندہ کر دے گا تو وہ بندہ کہے گا بخدا اب تو مجھے پورا حال معلوم ہوگیا کہ تو ہی دجال ہے۔ دجال کہے گا لاؤ اسے پھر قتل کر دوں لیکن اس مرتبہ وہ قابو نہ پا سکے گا۔

لغوی توضیح نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ مدینہ کے راستے۔ السِّبَاخ جمع ہے سبخة کی معنی ہے شور زمین۔ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ ...... اس روز اس کی طرف ایک (نیک) شخص نکل کر بڑھے گا۔ کچھ کا کہنا ہے کہ وہ خضر علیہ السلام ہوں گے، لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(22) باب في الدجال وهو اهون على الله

دجال کا ظاہر کرنا اللہ پر آسان ہوگا

١٨٥٩ - حديث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : مَا سَاَلَ اَحَدٌ النَّبِيَّ ﷺ، عَنِ الدَّجَّالِ، مَا سَاَلْتُهُ وَاِنَّهُ قَالَ لِي : ((مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ ؟)) قُلْتُ : لِاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ ـ قَالَ : ((هُوَ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دجال کے بارے میں نبی ﷺ سے جتنا میں نے پوچھا اتنا کسی نے نہیں پوچھا اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اس سے تمہیں کیا نقصان پہنچے گا؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ فرمایا کہ وہ اللہ پر اس سے بھی زیادہ آسان ہے (یعنی پانی کی

١٨٥٨ ـ البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 9 باب لا يدخل الدجال المدينة (1882) مسلم (2938) ـ

١٨٥٩ ـ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 26 باب ذكر الدجال ـ

اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ))۔

نہر وغیرہ، اللہ کے آگے یہ چیزیں کوئی مشکل نہیں)۔

(23) باب فى خروج الدجال ومكثه فى الارض

دجال کا ظہور اور اس کا زمین پر ٹھہرنا

١٨٦٠۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ۔ لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ، اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا۔ ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِاَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَ مُنَافِقٍ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا شہر نہیں ملے گا جسے دجال پامال نہ کرے گا۔ سوائے مکہ اور مدینہ کے۔ ان کے ہر راستے پر صف بستہ فرشتے کھڑے ہوں گے جو ان کی حفاظت کریں گے۔ پھر مدینہ کی زمین تین مرتبہ کانپے گی جس سے ایک ایک کافر اور منافق کو اللہ تعالیٰ اس میں سے باہر کر دے گا۔

لغوی توضیح صَافِّيْنَ صف باندھے ہوئے۔ يَحْرُسُوْنَ پہرہ دیتے ہیں۔ تَرْجُفُ کانپے گا۔

(26) باب قرب الساعة

قرب قیامت کا بیان

١٨٦١۔ حديث ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ: يَقُوْلُ: ((مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ اَحْيَاءٌ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ وہ بدبخت ترین لوگوں میں سے ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ قیامت صرف بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔ کیونکہ قیامت سے پہلے ہر مومن کی روح ایک ٹھنڈی ہوا کے ذریعے قبض کر لی جائے گی، لہٰذا زمین پر صرف بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے اور انہی پر قیامت برپا ہوگی۔

١٨٦٢۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: بِاِصْبَعَيْهِ هٰكَذَا، بِالْوُسْطٰى وَالَّتِي تَلِي الْاِبْهَامَ ((بُعِثْتُ وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ))۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے قریب والی انگلی کے اشارے سے فرما رہے تھے کہ میں ایسے وقت میں مبعوث ہوا ہوں کہ میرے اور قیامت کے درمیان صرف ان دو کے برابر فاصلہ ہے۔

١٨٦٣۔ حديث اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں اور قیامت

١٨٦٠۔ البخاری فی: 29 کتاب فضائل المدینة: 9 باب لا یدخل الدجال المدینة۔

١٨٦١۔ البخاری فی: 92 کتاب الفتن: 5 باب ظهور الفتن، مسلم (2949) احمد (3735) بغوی (4286)۔

١٨٦٢۔ البخاری فی 65 کتاب التفسیر: 79 باب سورة والنازعات (4936) مسلم (2950) ابن حبان (6642)۔

١٨٦٣۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 39 باب قول النبی ﷺ بعثت انا والساعة کهاتین (6504) مسلم (2951)۔

ﷺ، قَالَ: ((بُعِثْتُ وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ))۔

ان دونوں (انگلیوں) کی طرح (نزدیک نزدیک) بھیجے گئے ہیں۔

لغوی توضیح بُعِثْتُ ...... مجھے اور قیامت کو ان دونوں کی مانند بھیجا گیا ہے۔ مراد قیامت کا قریب ہونا ہے۔

(27) باب ما بين النفختين

دونوں صوروں کی دو پھونکوں کے درمیان کتنا وقفہ ہوگا

١٨٦٤۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُوْنَ)) قَالَ: أَرْبَعُوْنَ يَوْمًا؟ قَالَ: ((أَبَيْتُ)) قَالَ: أَرْبَعُوْنَ شَهْرًا؟ قَالَ: ((أَبَيْتُ)) قَالَ: أَرْبَعُوْنَ سَنَةً؟ قَالَ: ((أَبَيْتُ)) قَالَ: ((ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ، لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا، وَهُوَ عَجْبُ الذَّنْبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔

حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس فاصلہ ہو گا۔ حضرت ابوہریرہ ؓ کے شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس دن مراد ہیں؟ انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں پھر شاگردوں نے پوچھا، کیا چالیس مہینے مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ پھر پوچھا کہ چالیس سال مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا، جس کی وجہ سے تمام مردے جی اٹھیں گے جیسے سبزیاں پانی سے اُگ آتی ہیں۔ اس وقت انسان کا ہر حصہ گل چکا ہوگا، سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اور اس سے قیامت کے دن تمام مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

لغوی توضیح النَّفْخَتَيْنِ دو نفخے یعنی دو مرتبہ صور میں پھونکا جانا۔ جب پہلی مرتبہ پھونکا جائے گا تو تمام مخلوقات مر جائیں گی اور جب دوسری مرتبہ پھونکا جائے گا تو تمام زندہ ہو جائیں گی۔ أَبَيْتُ میں نے انکار کیا (ایسا کچھ بھی بتانے سے جس کا مجھے علم نہیں)۔ الْبَقْلُ سبزی۔ عَجْبُ الذَّنْبِ ریڑھ کی ہڈی۔

[53] كتاب الزهد والرقاق

زہد اور دل کو نرم کرنے والی باتوں کا بیان

١٨٦٥۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ۔

حضرت انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میت کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں دو تو واپس آجاتی ہیں صرف ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے گھر

١٨٦٤۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 78 باب سورة عم يتساءلون (4814) مسلم (2955) ابوداود (4743)۔

١٨٦٥۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 42 باب سكرات الموت (6514) مسلم (2960) بغوى (4056)۔

يَتْبَعُهُ اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ ۔ فَيَرْجِعُ اَهْلُهُ وَمَالُهُ، وَيَبْقٰى عَمَلُهُ)) ۔ والے اس کا مال اور اس کا عمل چلتا ہے۔ اس کے گھر والے اور مال تو واپس آ جاتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔

لغوی توضیح الزُّهد دنیا سے بے رغبتی۔ الرِّقَاق دل کو نرم کرنے والی باتیں۔ وَمَالُهُ اور اس کا مال۔ اس وقت جنازے کے ساتھ میت کی سواری کو بھی لے جایا جاتا تھا، مال سے یہی مراد ہے۔ ورنہ آج کل میت کے اہل وعیال (اور اس کا عمل) ہی جنازے کے ساتھ جاتے ہیں ایسا کوئی مال نہیں جاتا۔ وَيَبْقٰى عَمَلُهُ اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔ یعنی اس کے ساتھ قبر میں داخل ہوتا ہے اور اس کے پاس خوبصورت آدمی کی شکل میں آتا ہے اگر وہ نیک ہو اور اگر بد ہو تو بدترین آدمی کی صورت میں آتا ہے۔[1]

١٨٦٦۔ **حدیث** عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا ۔ قَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَاْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ صَالَحَ اَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا صَلّٰى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ ۔ فَتَعَرَّضُوْا لَهُ ۔ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ رَآهُمْ وَقَالَ : ((اَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ)) قَالُوْا : اَجَلْ ۔ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : ((فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ ۔ فَوَاللّٰهِ ! لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا

حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور جنگ بدر میں شریک تھے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین جزیہ وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ آپ ﷺ نے بحرین کے لوگوں سے صلح کی تھی اور ان پر حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا تھا۔ جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین کا مال لے کر آئے تو انصار کو معلوم ہو گیا کہ ابوعبیدہ آ گئے ہیں۔ چنانچہ فجر کی نماز سب لوگوں نے نبی ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا چکے تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ میرا خیال ہے، تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہ کچھ لے کر آئے ہیں؟ انصار نے عرض کیا جی ہاں، یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا، تمہیں خوش خبری ہو، اور اس چیز کے لیے تم پر امید رہو جس سے تمہیں خوشی ہو گی، لیکن خدا کی قسم! میں تمہارے بارے میں محتاجی اور فقر سے نہیں ڈرتا۔ مجھے اگر خوف ہے تو اس بات کا کہ دنیا کے دروازے تم پر اس طرح کھول دیئے جائیں گے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کھول دیئے گئے تھے، تو ایسا نہ ہو کہ تم بھی ان کی طرح ایک دوسرے سے جلنے لگو اور یہ جلنا تم کو بھی اسی طرح تباہ کر دے جیسا کہ پہلے لوگوں کو کیا تھا۔

١٨٦٦۔ البخاري في: 58 كتاب الجزية: 1 باب الجزية والموادعة مع اهل الحرب (3158) مسلم (2961) ۔

[1] [حسن : الترغيب والترهيب لمحي الدين ديب مستو (٥٢٢١) مسند احمد (٤/ ٢٨٧)]

كَمَا تَنَافَسُوهَا ' وَتُهْلِكَكُم كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ))۔

لغوی توضیح اَمِّلُوا امید رکھو۔ تُبْسَطَ فراخ و کشادہ کردی جائے۔ فَتَنَافَسُوهَا تم اس کی رغبت میں باہم مقابلہ کرو۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ جسے دنیا میں مال و دولت کی فراخی نصیب ہوا سے چاہیے کہ مال کے فتنے سے ڈرتا رہے اور اس میں دوسروں سے مقابلہ بازی نہ کرے۔ اس سے یہ بھی اخذ کیا گیا ہے کہ فقر و محتاجی غنی و تونگری سے افضل ہے کیونکہ تونگری فتنہ میں مبتلا کرا دیتی ہے اور بعض اوقات انسان کی تباہی کا باعث بنتی ہے جبکہ فقیر اس فتنہ سے امن میں رہتا ہے۔

١٨٦٧ - حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ ' فَلْيَنْظُرْ اِلَى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو مال اور شکل وصورت میں اس سے بڑھ کر ہے تو اس وقت اسے ایسے شخص کا دھیان کرنا چاہیے جو اس سے کم درجہ کا ہے۔

فہم الحدیث یہ حکم اس لیے دیا کیونکہ انسان جب اپنے سے زیادہ مالدار' زیادہ جاہ و حشمت والے اور زیادہ نعمتوں والے شخص کو دیکھتا ہے تو اُس نعمت کو حقیر سمجھتا ہے جو اس پر ہے اور حرص و لالچ اور ناشکری کا مرتکب ہوتا ہے اور جب اپنے سے غریب' درجے میں کم تر اور کم نعمتوں والے انسان کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت پر شکر کرتا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ دین کے معاملات میں اپنے سے کم تر (یعنی کم عبادت و اطاعت کرنے والے) کو نہیں بلکہ بلند تر (جو تقویٰ و پرہیز گاری میں زیادہ ہو) کو دیکھنا چاہیے۔

١٨٦٨ - حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((اِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي اِسْرَائِيْلَ ' اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰى بَدَا لِلّٰهِ اَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ مَلَكًا فَاَتَى الْاَبْرَصَ فَقَالَ : اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ ؟ قَالَ : لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ ۔ قَالَ : فَمَسَحَهُ ' فَذَهَبَ عَنْهُ ۔ فَاُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا فَقَالَ : ((اَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ ؟ قَالَ : اَلْاِبِلُ ۔ فَاُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ : يُبَارَكُ لَكَ فِيْهَا ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے' ایک کوڑھی' دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کا امتحان لے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا' فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اسے پوچھا کہ تمہیں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اچھا رنگ اور اچھی چمڑی کیونکہ مجھ سے لوگ پرہیز کرتے ہیں' بیان کیا کہ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری دور ہوگئی اور اس کا رنگ بھی خوبصورت ہوگیا اور چمڑی بھی اچھی ہوگئی۔ فرشتے نے پوچھا کس طرح کا مال زیادہ پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ اونٹ۔ چنانچہ اسے حاملہ اونٹنی دی گئی اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت

١٨٦٧ - البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 30 باب لينظر إلى من هو اسفل منه...(6490) مسلم (2963) بغوی (4100)۔
١٨٦٨ - البخاری فی: 60 كتاب الانبياء: 51 باب حديث ابرص ...(3464) مسلم (2964) ابن حبان (314)۔

وَاَتَى الْاَقْرَعَ فَقَالَ : اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ : شَعْرٌ حَسَنٌ ، وَیَذْهَبُ عَنِّی هٰذَا ۔ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ ۔ قَالَ : فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ وَاُعْطِیَ شَعْرًا حَسَنًا ۔ قَالَ : فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ : الْبَقَرُ قَالَ : فَاَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا ۔ وَقَالَ : یُبَارَكُ لَكَ فِیْهَا ۔

وَاَتَى الْاَعْمٰى فَقَالَ : اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ ؟ قَالَ : یَرُدُّ اللّٰهُ اِلَیَّ بَصَرِی فَاُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ ۔ قَالَ : فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیْهِ بَصَرَهُ ۔ قَالَ : فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ : الْغَنَمُ فَاَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا ۔ فَاُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا ۔ فَكَانَ لِهٰذِهِ وَادٍ مِنْ اِبِلٍ وَلِهٰذَا وَادٍ مِنْ بَقَرٍ ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ ۔

ثُمَّ اِنَّهُ اَتَى الْاَبْرَصَ فِی صُورَتِهِ وَهَیْئَتِهِ ، فَقَالَ : رَجُلٌ مِسْكِیْنٌ تَقَطَّعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِی سَفَرِی فَلَا بَلَاغَ الْیَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ، ثُمَّ بِكَ ۔ اَسْاَلُكَ ، بِالَّذِی اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ ، وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ ، وَالْمَالَ ، بَعِیْرًا اَتَبَلَّغُ عَلَیْهِ فِی سَفَرِی ۔ فَقَالَ لَهُ : اِنَّ الْحُقُوقَ كَثِیْرَةٌ فَقَالَ لَهُ : كَاَنِّی اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ یَقْذَرُكَ النَّاسُ ، فَقِیْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ ؟ فَقَالَ : لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ عَنْ كَابِرٍ ۔ فَقَالَ : اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا ، فَصَیَّرَكَ اللّٰهُ اِلَى مَا كُنْتَ ۔

دے گا۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ عمدہ بال اور موجودہ عیب میرا ختم ہو جائے' کیونکہ لوگ اس کی وجہ سے مجھ سے پرہیز کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا عیب جاتا رہا اور اس کے بجائے عمدہ بال آ گئے۔ فرشتے نے پوچھا' کس طرح کا مال پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ گائے۔ فرشتے نے اسے حاملہ گائے دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا۔ پھر اندھے کے پاس آیا اور فرشتے نے کہا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آنکھوں کی روشنی دے دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی اسے واپس دے دی۔ پھر پوچھا کہ کس طرح کا مال تم پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ بکریاں! فرشتے نے اسے حاملہ بکری دے دی۔ پھر تینوں جانوروں کے بچے پیدا ہوئے' یہاں تک کہ کوڑھی کے اونٹوں سے اس کی وادی بھر گئی' گنجے کی گائے بیل سے اس کی وادی بھر گئی اور اندھے کی بکریوں سے اس کی وادی بھر گئی۔ پھر دوبارہ فرشتہ اپنی اسی پہلی شکل میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک نہایت مسکین وفقیر آدمی ہوں' سفر کا تمام سامان واسباب ختم ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے حاجت پوری ہونے کی امید نہیں' لیکن میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں اچھا رنگ اور اچھا چمڑا اور مال عطا کیا' ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس سے سفر کو پورا کر سکوں۔ اس نے فرشتے سے کہا کہ میرے ذمہ حقوق اور بہت سے ہیں۔ فرشتے نے کہا' غالباً میں تمہیں پہچانتا ہوں' کیا تمہیں کوڑھ کی بیماری نہیں تھی جس کی وجہ سے لوگ تم سے گھن کیا کرتے تھے' تم ایک فقیر اور قلاش تھے! پھر تمہیں اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں عطا کیں؟ اس نے کہا کہ یہ ساری دولت تو میرے باپ دادا سے چلی آ رہی ہے۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے

وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِي صُوْرَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا ـ فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هٰذَا ـ فَقَالَ : اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا، فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَاكُنْتَ ـ

وَاَتَى الاَعْمٰى فِي صُوْرَتِهِ ـ فَقَالَ : رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ، وَابْنُ سَبِيْلٍ، وَتَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي ـ فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ بِكَ ـ اَسْاَلُكَ، بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ، شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي ـ فَقَالَ : قَدْ كُنْتُ اَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرِي، وَفَقِيْرًا فَقَدْ اَغْنَانِي فَخُذْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ! لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ اَخَذْتَهُ لِلّٰهِ ـ فَقَالَ : اَمْسِكْ مَالَكَ ـ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ، وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ ـ

ہوتو اللہ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس اپنی اسی پہلی صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی درخواست کی اور اس نے بھی وہی کوڑھی والا جواب دیا۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس اپنی اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں سفر کے تمام اسباب ختم ہو چکے ہیں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے حاجت پوری ہونے کی توقع نہیں' میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں تمہاری بینائی واپس دی ہے' ایک بکری مانگتا ہوں جس سے اپنے سفر کی ضروریات پوری کر سکوں۔ اندھے نے جواب دیا کہ واقعی میں اندھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے بینائی عطا فرمائی اور واقعی میں فقیر و محتاج تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دار بنایا' تم جتنی بکریاں چاہو لے سکتے ہو' اللہ کی قسم جب تم نے خدا کا واسطہ دیا تو جتنا بھی تمہارا جی چاہے لے جاؤ میں تمہیں ہرگز نہیں روک سکتا۔ فرشتے نے کہا کہ تم اپنا مال اپنے پاس رکھو' یہ تو صرف امتحان تھا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور خوش ہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہے۔

لغوی توضیح اَبْرَص کوڑھ کا مریض۔ اَقْرَع گنجا۔ اَعْمٰی اندھا۔ عُشَرَاءَ حاملہ۔ قَذِرَنِی مجھ سے کراہت کرتے ہیں۔ فَاُنْتِجَ هٰذَانِ ان دونوں (اونٹنی اور گائے) نے اولاد جنی۔ وَوَلَّدَ هٰذَا اور اس (بکری) نے بھی اولاد پیدا کی۔ اَلْحِبَالُ اسباب۔ فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اللہ تجھے لوٹا دے۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ صدقہ و خیرات کرتے رہنا چاہیے، کمزوروں کے ساتھ نرمی و ہمدردی کرنی چاہیے اور بخیلی و کنجوسی سے بچتے ہوئے ہر وقت اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔

١٨٦٩ ـ **حديث** سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اِنِّي لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَاَيْتُنَا نَغْزُو وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهٰذَا السَّمُرُ ـ وَاِنَّ اَحَدَنَا لَيَضَعُ

حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلائے۔ ہم نے اس حال میں وقت گزارا ہے کہ جہاد کر رہے تھے اور ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز' حبلہ کے پتوں اور اس ببول کے سوا' کھانے کے لیے نہیں

١٨٦٩ ـ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 17 باب كيف كان عيش النبي ﷺ ...(3728) مسلم (2966) ابن ماجه (131) ـ

كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ، مَالَهُ خِلْطٌ ۔ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ! خِبْتُ إِذًا، وَضَلَّ سَعْيِي ۔

تھی اور ہم بکری کی مینگنیوں کی طرح پاخانہ کرتے تھے۔ اب یہ بنواسد کے لوگ مجھ کو اسلام سکھلا کر درست کرنا چاہتے ہیں۔ پھر تو میں بالکل بدنصیب ٹھہرا اور میرا سارا کیا کرایا اکارت گیا۔

لغوی توضیح: اَلْحُبْلَة ایک جنگلی درخت جس پر بہت کانٹے ہوتے ہیں۔ لَيَضَعُ یہ کنایہ ہے اس چیز سے جو پاخانے کے وقت خارج ہوتی ہے۔ بَنُو اَسَد مراد ہے ابن خزیمہ بن مدرکہ۔ جنہوں نے تاخیر سے اسلام قبول کیا۔ پھر نبی ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو کر مدعی نبوت طلیحہ کے پیروکار بن گئے۔ پھر عہد صدیقی میں ان سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تو وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے اور کوفہ میں رہائش اختیار کر لی۔ پھر جب سعد رضی اللہ عنہ کوفہ کے امیر مقرر ہوئے تو انہوں نے چند آدمیوں کے ساتھ مل کر عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی شکایت لگائی کہ ان کی نماز اچھی نہیں۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا۔ تب سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی کہ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ اب یہ بنواسد مجھے اسلام سکھانا چاہتے ہیں۔

۱۸۷۰ - **حديث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوتًا)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی "اے اللہ آلِ محمد کو اتنی روزی دے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔"

لغوی توضیح: قُوتاً صرف اتنی روزی جس سے ضرورت پوری ہو جائے، اس سے زائد نہیں۔

۱۸۷۱ - **حديث** عَائِشَةَ رضی الله عنها، قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ، مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ، ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا، حَتّٰى قُبِضَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آل محمد نے کبھی برابر تین دن تک گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

لغوی توضیح: مَا شَبِعَ نہیں پیٹ بھر کر کھایا۔ آلُ مُحَمَّدٍ آل محمد نے (مراد ہیں نبی ﷺ اور ان کی ازواج مطہرات)۔ الْبُرّ گیہوں، گندم۔ تِبَاعًا پے در پے، مسلسل۔

۱۸۷۲ - **حديث** عَائِشَةَ رضی الله عنها، قَالَتْ: مَا أَكَلَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ، أَكْلَتَيْنِ فِي يَوْمٍ إِلَّا إِحْدَاهُمَا تَمْرٌ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے گھرانے نے اگر کبھی ایک دن میں دو مرتبہ کھانا کھایا تو ضرور اس میں ایک وقت صرف کھجوریں ہوتی تھیں۔

۱۸۷۰ - البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 17 باب كيف كان عيش النبي ...، مسلم (1055) ۔

۱۸۷۱ - البخاري في: 70 كتاب الاطعمة: 23 باب ما كان النبي ﷺ واصحابه ياكلون (5416) مسلم (2970) ۔

۱۸۷۲ - البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 17 باب كيف كان عيش النبي ﷺ واصحابه (6455) مسلم (2971) ۔

لغوی توضیح: اِحْدَاهُمَا تَمْرٌ اس میں ایک وقت کھجوریں ہوتیں۔اس میں اشارہ ہے کہ انہیں کھجوریں بآسانی دستیاب تھیں کیونکہ مدینہ میں کھجوروں کے درخت بہت تھے اور بنونضیر، خیبر اور فدک سے بھی آپ ﷺ کی بیویوں کو کھجوریں آیا کرتی تھیں۔

۱۸۷۳۔ **حدیث** عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ: ابْنَ أُخْتِي! إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ، ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَارٌ۔ (قَالَ عُرْوَةُ) فَقُلْتُ: يَا خَالَةُ! مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ؟ قَالَتْ: الْأَسْوَدَانِ: التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ، وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَلْبَانِهِمْ فَيَسْقِينَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ رحمہ اللہ سے کہا، میرے بھانجے! آپ ﷺ کے عہد مبارک میں (یہ حال تھا کہ) ہم ایک چاند دیکھتے، پھر دوسرا دیکھتے، پھر تیسرا دیکھتے، اسی طرح دو دو مہینے گزر جاتے اور رسول ﷺ کے گھروں میں (کھانا پکانے کے لیے) آگ نہ جلتی تھی۔ (حضرت عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا، خالہ اماں! پھر آپ لوگ زندہ کس طرح رہتی تھیں؟ آپ نے فرمایا کہ صرف دو کالی چیزوں "کھجور اور پانی پر"۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کے چند انصاری پڑوسی تھے۔ جن کے پاس دودھ دینے والی بکریاں تھیں اور وہ رسول ﷺ کے یہاں بھی ان کا دودھ تحفہ کے طور پر پہنچایا کرتے تھے۔ آپ اسے ہمیں بھی پلا دیا کرتے تھے۔

لغوی توضیح: اَلْاَسْوَدَان دو کالی چیزیں۔ کھجور کالی ہوتی ہے پانی نہیں، پھر بھی اسے کالا کہا گیا ہے۔ ایسا تغلیباً ہے جیسے شمس وقمر کو قمرین اور ابوبکر وعمر کو عمرین کہہ دیا جاتا ہے۔ مَنَائِحُ جمع ہے منیحه کی، مراد دودھ والی اونٹنی اور بکری ہے۔

۱۸۷٤۔ **حدیث** عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ: التَّمْرِ وَالْمَاءِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو ان دنوں ہم دو کالی چیزوں "پانی اور کھجور" سے سیر ہو جانے لگے تھے۔

۱۸۷۵۔ **حدیث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ، مِنْ طَعَامٍ، ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، حَتَّى قُبِضَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ کی وفات تک آل محمد پر کبھی ایسا زمانہ نہیں گزرا کہ تین دن برابر انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔

(1) باب لا تدخلوا مساكن الذين ظلموا انفسهم الا ان تكونوا باكين

معذوب لوگوں کی رہائشوں سے روتے ہوئے گزرو

۱۸۷٦۔ **حدیث** عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

۱۸۷۳۔ البخاری فی: 51 کتاب الهبة: 1 باب الهبة وفضلها والتحريض عليها (2567) مسلم (2972) ابن حبان (729)۔
۱۸۷٤۔ البخاری فی: 70 کتاب الاطعمة 60 باب من اكل حتى شبع (5383) مسلم (2975) احمد (25687)۔
۱۸۷۵۔ البخاری فی: 70 کتاب الاطعمة: 1 باب قول الله تعالى "كلوا من طيبات ما رزقناكم"، مسلم (2976)۔
۱۸۷٦۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 53 باب الصلاة في مواضع الخسف والعذاب (433) مسلم (2980)۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا تَدْخُلُوا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ ، اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوا بَاكِيْنَ ، فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوا بَاكِيْنَ ، فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ ، لَا يُصِيْبُكُمْ مَا اَصَابَهُمْ)) ۔

ان عذاب والوں کے آثار سے اگر تمہارا گزر ہو تو روتے ہوئے گزرو اگر تم اس موقع پر رونہ سکو تو ان سے گزرو ہی نہ۔ ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی ان کا سا عذاب آ جائے۔

لغوی توضیح اَلْمُعَذَّبِيْنَ جنہیں عذاب دیا گیا ہے۔ مراد قوم ثمود ہے۔ یہ آپ ﷺ نے اس وقت ارشاد فرمایا جب آپ تبوک جاتے ہوئے راستے میں قوم ثمود کے علاقے سے گزرے (جن کی بستیاں عذاب کی وجہ سے ہلاک ہو چکی تھیں)۔ لَا يُصِيْبُكُمْ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ پہنچ جائے۔ مراد یہ ہے کہ اگر تم نے ان سے عبرت حاصل نہ کی اور اس طرح غور و فکر نہ کیا جیسے وہ بھی غور و فکر سے کام نہیں لیتے تھے تو عین ممکن ہے کہ تم بھی ان کی طرح کے عمل کرنے لگو اور تم پر بھی ان کی طرح کا عذاب نازل ہو جائے۔ یہ مقصود نہیں تھا کہ محض ان کی بستیوں میں داخلے سے ہی عذاب نازل ہو جائے گا۔

١٨٧٧ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضى اللّٰه عنهما ، اَنَّ النَّاسَ نَزَلُوا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْضَ ثَمُوْدَ ، الْحِجْرَ ، فَاسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا ، وَاعْتَجَنُوا بِهِ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُهْرِيقُوا مَا اسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا وَاَنْ يَعْلِفُوا الْاِبِلَ الْعَجِينَ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَسْتَقُوا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِى كَانَ تَرِدُهَا النَّاقَةُ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ صحابہ نے نبی ﷺ کے ساتھ ثمود کی بستی حجر میں پڑاؤ کیا تو وہاں کے کنووں کا پانی اپنے برتنوں میں بھر لیا اور آٹا بھی اس پانی سے گوندھ لیا۔ لیکن حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ جو پانی انہوں نے اپنے برتنوں میں بھر لیا ہے اسے انڈیل دیں اور گندھا ہوا آٹا جانوروں کو کھلا دیں۔ اس کے بجائے حضور ﷺ نے انہیں یہ حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی لیں جس سے صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔

لغوی توضیح فَاسْتَقَوْا انہوں نے پانی بھر لیا۔ اعْتَجَنُوا آٹا گوندھ لیا۔ تَرِدُهَا جس پر (اونٹنی) وارد ہوتی تھی۔

(2) باب الاحسان الى الارملة والمسكين واليتيم

بیوہ، یتیم اور مسکین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا بیان

١٨٧٨ - حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضى اللّٰه عنه ، قَالَ : قَالَ النَّبِىُّ ﷺ : ((السَّاعِى عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ ، اَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے، یا رات بھر عبادت اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔

١٨٧٧ - البخارى فى: 60 كتاب الانبياء: 17 باب قول الله تعالى "والى ثمود اخاهم صالحا" (3378) مسلم (2981) ۔
١٨٧٨ - البخارى فى: 69 كتاب النفقات: 1 باب فضل النفقة على الاهل (5353) مسلم (2982) ترمذى (1969) ۔

لغوی توضیح: السَّاعِي مراد وہ شخص ہے جو اخراجات کا بندوبست کرے، ان کے لیے کمائی کرے۔ الْأَرْمَلَة وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو، خواہ بیوہ ہو یا شادی نہ کرنے کی وجہ سے اکیلی ہو۔

فہم الحدیث: اس حدیث سے بے سہارا عورتوں اور مساکین کی کفالت کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(3) باب فضل بناء المساجد
مساجد بنانے کی فضیلت

١٨٧٩۔ حديث عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ' عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ : عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيْهِ' حِيْنَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُوْلِ ﷺ : إِنَّكُمْ أَكْثَرْتُمْ ـ وَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : ((مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ' بَنَى اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ)) ۔

عبیداللہ خولانی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر کے متعلق لوگوں کی باتوں کو سن کر فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت زیادہ باتیں کی ہیں۔ حالانکہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے مسجد بنائی اس سے مقصود اللہ پاک کی رضا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی ایک گھر جنت میں اس کے لیے بنائے گا۔

لغوی توضیح: عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيْهِ اس کی تعمیر کے متعلق لوگوں کی باتیں سن کر (صحابہ نے یہ باتیں کی تھیں کہ مسجد نبوی کو اسی طرح رہنے دیا جائے جیسے عہد نبوی میں تھی یعنی کچی اینٹوں اور کھجور کی ٹہنیوں سے تعمیر شدہ۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ اسے پختہ کر دیا جائے۔ چنانچہ بعد ازاں انہوں نے اسے منقش پتھروں کے ساتھ تعمیر کرا دیا)۔

فہم الحدیث: ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے رضائے الٰہی کی غرض سے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس سے وسیع وکشادہ گھر بنائے گا۔[1]

(5) باب تحريم الرياء
ریا (نمود ونمائش) حرام ہے

١٨٨٠۔ حديث جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ' وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللّٰهُ بِهِ)) ۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا (کسی نیک کام کے نتیجہ میں) جو شہرت کا طالب ہو اللہ تعالیٰ اس کی بدنیتی قیامت کے دن سب کو سنا دے گا۔ اسی طرح جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لیے نیک کام کرے اللہ بھی قیامت کے دن اسے سب کو دکھلا دے گا۔

١٨٧٩۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 65 باب من بنى مسجدًا ۔

١٨٨٠۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 36 باب الرياء والسمعة (6499) مسلم (2987) حميدى (778) ۔

[1] صحيح : السلسلة الصحيحة (3445)

لغوی توضیح مَنْ سَمَّعَ جو (اپنے نیک عمل پر) شہرت کا طالب ہو۔ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ اللہ اسے شہرت دے گا (اور اسے تمام مخلوقات کے سامنے اس کی بری نیت کی وجہ سے رسوا کرے گا)۔ مَنْ يُرَائِي اور جو ریاکاری کرے۔ ریاکاری یہ ہے کہ نیک عمل لوگوں کو دکھانے کے لیے کرنا تاکہ وہ اسے بہت نیک و متقی سمجھیں۔ حدیث میں ریاکاری کو چھوٹا شرک بھی کہا گیا ہے۔[1] اس لیے کہ ہر نیک عمل کو صرف اللہ کے لیے کرنا چاہیے لیکن ریاکار وہ عمل لوگوں کو دکھانے کی غرض کرتا ہے اور یوں وہ لوگوں کو اللہ کا شریک بنا دیتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ روز قیامت سب سے پہلے شہید، قاری اور سخی کو جہنم میں پھینکا جائے گا اس لیے کہ انہوں نے اپنے اپنے عمل میں ریاکاری کی ہوگی۔[2] معلوم ہوا کہ ریاکاری حرام ہے۔

(6) باب حفظ اللسان

زبان کی حفاظت کا حکم

١٨٨١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيْهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ بندہ ایک بات زبان سے نکالتا ہے اور اس کے متعلق سوچتا نہیں (کہ کتنی کفر اور بے ادبی کی بات ہے) جس کی وجہ سے وہ دوزخ کے گڑھے میں اتنی دور گر پڑتا ہے جتنا مشرق سے مغرب دور ہے۔

لغوی توضیح لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ بندہ کوئی کلمہ بولتا ہے۔ یعنی اللہ کی ناراضگی کا۔ مَا يَتَبَيَّنُ فِيْهَا اس میں کتنا گناہ ہے یہ نہیں سوچتا۔ يَزِلُّ گر جاتا ہے۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ صرف خیر کی بات کرنی چاہیے ورنہ خاموش رہنا چاہیے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے خاموشی اختیار کی نجات پا گیا۔[3]

(7) باب عقوبة من يأمر بالمعروف ولا يفعله وينهى عن المنكر ويفعله

دوسروں کو نیکی کا حکم دینے مگر خود نہ کرنے، دوسروں کو برائی سے روکنے لیکن خود نہ رکنے کی سزا

١٨٨٢۔ حديث أُسَامَةَ رضی اللہ عنہ۔ قِيلَ لَهُ: لَوْ أَتَيْتَ فُلَانًا فَكَلَّمْتَهُ۔ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتُرَوْنَ أَنِّي لَا أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ۔ إِنِّي أُكَلِّمُهُ فِي السِّرِّ، دُوْنَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا لَا أَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ وَلَا أَقُوْلُ لِرَجُلٍ، أَنْ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ اگر آپ فلاں صاحب (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے یہاں جا کر ان سے گفتگو کریں تو اچھا ہے (تاکہ وہ یہ فساد دبانے کی تدبیر کریں) انہوں نے کہا کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں ان سے تم کو سنا کر (تمہارے سامنے ہی) بات کرتا ہوں میں تنہائی میں ان سے گفتگو کرتا ہوں اس طرح کہ فساد کا

١٨٨١۔ البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 23 باب حفظ اللسان (6477) مسلم (2988) ترمذی (2314)۔
١٨٨٢۔ البخاری فی: 59 كتاب بدء الخلق: 10 باب صفة النار وانها مخلوقة (3267) مسلم (2989)۔

[1] [صحيح: الصحيحة (951) احمد (5/ 428)] [2] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (2014)]
[3] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (6367) ترمذی (2501)]

كَانَ عَلَيَّ أَمِيرًا : أَنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ ، بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ۔ قَالُوا : وَمَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ ؟ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ : ((يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَيُلْقَى فِي النَّارِ ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ ، فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ ، فَيَقُولُونَ : أَيْ فُلَانُ ! مَا شَأْنُكَ ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ ، وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ ؟ قَالَ : كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ)) ۔

دروازہ نہیں کھولتا۔ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ سب سے پہلے میں فساد کا دروازہ کھولوں اور میں رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سننے کے بعد یہ بھی نہیں کہتا کہ جو شخص میرے اوپر سردار ہو وہ سب لوگوں میں بہتر ہے۔لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے آں حضور ﷺ سے جو حدیث سنی ہے وہ کیا ہے؟ حضرت اسامہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ قیامت کے دن ایک شخص کولایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ آگ میں اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی' اور وہ شخص اس طرح چکر لگانے لگے گا جیسے گدھا اپنی چکی پر گردش کرتا ہے۔جہنم میں ڈالے جانے والے اس کے قریب آکر جمع ہو جائیں گے۔ اور اس سے کہیں گے' اے فلاں! آج یہ تمہاری کیا حالت ہے؟ کیا تم ہمیں اچھے کام کرنے کے لیے نہیں کہتے تھے' اور کیا تم برے کاموں سے ہمیں منع نہیں کیا کرتے تھے؟ وہ شخص کہے گا کہ ہاں' میں تمہیں تو اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا۔ برے کاموں سے تمہیں منع بھی کرتا تھا' لیکن خود کیا کرتا تھا۔

لغوی توضیح فَتَنْدَلِقُ باہر نکل آئیں گی۔أَقْتَابُهُ اس کی آنتیں۔بِرَحَاهُ اپنی چکی پر۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ جو نیکی کی بات دوسروں کو بتائی جائے اس پر خود بھی ضرور عمل کرنا چاہیے ورنہ روز قیامت بہت برا انجام بھگتنا پڑے گا۔قرآن کریم میں یہ تنبیہ ان الفاظ میں فرمائی گئی ہے کہ" کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجود یکہ تم کتاب پڑھتے ہو' کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں۔" [البقرۃ:۴۴]

(8) باب النهي عن هتك الانسان ستر نفسه

پوشیدہ گناہوں کا پردہ فاش کر کے خود اپنی توہین کرنے کی ممانعت

۱۸۸۳ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : ((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ، ثُمَّ يُصْبِحُ ، وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ ، فَيَقُولُ : يَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا' سوائے گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے۔اور گناہوں کو کھلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے' اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا ہے۔مگر صبح ہونے پر وہ کہنے

۱۸۸۳ ۔ البخاری فی: 78 كتاب الادب: 60 باب ستر المؤمن على نفسه (6069) مسلم (2990) ۔

فُلانُ ! عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ)) ۔

لگے کہ ''اے فلاں میں نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا'' رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا' لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ کے پردے کو کھولنے لگا۔

لغوی توضیح مُعَافًى عفو و درگزر سے ہے، یعنی معاف کر دی جائے گی۔ الْمُجَاهِرِيْنَ جو اپنے گناہوں کو ظاہر کرتے ہیں (خواہ اللہ نے ان پر پردہ ہی ڈالا ہو)۔ مِنَ الْمَجَانَةِ گناہوں کے اظہار میں یہ بھی شامل ہے۔ الْبَارِحَةَ گزشتہ شب۔

(9) باب تشميت العاطس وكراهة التثاؤب

چھینکنے والے کو يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنا اور جمائی لینے کی کراہت

١٨٨٤ ۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ : ((هَذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَهَذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس دو اصحاب کو چھینک آئی۔ آپ نے ایک کا جواب یرحمک اللہ (اللہ تم پر رحم کرے) سے دیا اور دوسرے کا نہیں دیا۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ اس نے الحمد اللہ کہا تھا (اس لیے اس کا جواب دیا) اور دوسرے نے الحمد للہ نہیں کہا تھا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ جو چھینک آنے کے بعد الحمد للہ کہے اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا مسنون ہے۔

١٨٨٥ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' جماہی شیطان کی طرف سے ہے۔ پس جب کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے۔

فهم الحديث جمائی چونکہ سستی و کاہلی کا باعث بنتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور جو چیز اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو وہ شیطان کو ضرور پسند ہوتی ہے اسی لیے اس کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔

(11) باب في الفار وانه مسخ

چوہے کا ذکر چوہا مسخ شدہ نسل ہے

١٨٨٦ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يُدْرَى مَا فَعَلَتْ، وَإِنِّي لَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَارَ ۔ إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الْإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' بنی اسرائیل میں کچھ لوگ غائب ہو گئے۔ (ان کی صورتیں مسخ ہو گئیں) میرا تو یہ خیال ہے کہ انہیں چوہے کی صورت میں مسخ کر دیا گیا۔ چوہوں کے سامنے جب اونٹ کا دودھ رکھا جاتا ہے تو وہ اسے نہیں پیتے (کیونکہ بنی اسرائیل کے دین میں اونٹ کا گوشت حرام تھا) اور اگر بکری کا

١٨٨٤ ۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 123 باب الحمد للعاطس (6221) مسلم (2991) ابن ماجه (3713) ۔

١٨٨٥ ۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبليس وجنوده، مسلم (2994) ترمذي (370) ۔

١٨٨٦ ۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق. 15 باب خير مال المسلم ... (3305) مسلم (2997) ابو يعلى (6031)۔

شَرِبَتْ)) فَحَدَّثْتُ كَعْبًا فَقَالَ : أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُهُ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ۔ قَالَ لِي مِرَارًا ۔ فَقُلْتُ : أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ ؟ ۔

دودھ رکھا جائے تو پی جاتے ہیں۔ پھر میں نے یہ حدیث کعب احبار سے بیان کی تو انہوں نے (حیرت سے) پوچھا' کیا واقعی آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے؟ کئی مرتبہ انہوں نے یہ سوال کیا۔ اس پر میں نے کہا (کہ آپ ﷺ سے نہیں سنی تو پھر کس سے) کیا میں توراۃ پڑھا کرتا ہوں؟ (کہ اس بیان کر رہا ہوں)۔

لغوی توضیح: لَا أَرَاهَا إِلَّا الْفَأرَ میرا خیال ہے کہ یہ چوہے ہی وہ نسل ہیں۔ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے محض اپنا گمان ظاہر کیا، وحی کی بنیاد پر نہ کہا۔ البتہ اس کے بعد آپ ﷺ نے واضح طور پر فرما دیا تھا کہ جن کی صورتیں مسخ کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل کو باقی نہیں رکھا۔[1] جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چوہے مسخ شدہ نہیں بلکہ اللہ کی ایک مخلوق ہیں۔

(12) باب لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين

مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا

۱۸۸۷ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷜، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ : ((لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ ﷜ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا مومن کو ایک سوراخ سے دوبارہ ڈنگ نہیں لگ سکتا۔

لغوی توضیح: لَا يُلْدَغُ نہیں ڈسا جاتا۔ جُحْرٍ ایک سوراخ سے۔ مطلب یہ ہے کہ مومن چونکہ ہوشیار و سمجھدار ہوتا ہے اس لیے ایک ہی شخص یا جگہ سے دوبار دھوکہ نہیں کھاتا بلکہ پہلی مرتبہ سے ہی سبق سیکھ لیتا ہے۔

(14) باب النهي عن المدح اذا كان فيه افراط وخيف منه فتنة الممدوح

کسی کی اتنی زیادہ تعریف کرنا کہ دوسرا کسی مغالطہ میں مبتلا ہو جائے منع ہے

۱۸۸۸ ۔ حديث أَبِي بَكْرَةَ ﷜ قَالَ : أَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ : ((وَيْلَكَ ! قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ، فَقَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ)) مِرَارًا ۔ ثُمَّ قَالَ : ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ، لَا مَحَالَةَ، فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيبُهُ

حضرت ابوبکرہ ﷜ نے روایت کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے دوسرے شخص کی تعریف کی' تو آپ نے فرمایا افسوس! تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی' تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی' کئی مرتبہ (آپ نے اسی طرح فرمایا) پھر فرمایا کہ اگر کسی کے لیے اپنے کسی بھائی کی تعریف کرنی ضروری ہو جائے تو یوں کہے کہ میں فلاں شخص کو ایسا سمجھتا ہوں' آگے اللہ خوب جانتا ہے' میں اللہ

۱۸۸۷ ۔ البخاري في : 78 كتاب الادب : 83 باب لا يلدغ المومن من جحر مرتين (6133) مسلم (2998) ۔

۱۸۸۸ ۔ البخاري في : 52 كتاب الشهادات : 16 باب إذا زكى رجل رجلا كفاه (2662) مسلم (3000) ابو داود (4805)۔

[1] [صحيح : صحيح الجامع الصغير (1807)]

۔ وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا ۔ أَحْسِبُهُ كَذَا وَ كَذَا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ)) ۔

کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا۔ میں سمجھتا ہوں وہ ایسے ایسے ہے اگر اس کا حال جانتا ہو۔

لغوی توضیح قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ تو نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی۔ یعنی اسے ہلاک کر دیا، مراد معنوی ہلاکت ہے۔ لَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا میں اللہ کے سامنے کسی کا تزکیہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ظاہری اور پوشیدہ تمام احوال کا جاننے والا تو صرف اللہ ہے، انسان صرف ظاہری احوال جانتا ہے اس لیے اسے کسی کا حال بیان کرتے ہوئے اپنا گمان ہی ظاہر کرنا چاہیے۔

۱۸۸۹۔ **حدیث** أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي مَدْحِهِ فَقَالَ : ((أَهْلَكْتُمْ (أَوْ قَطَعْتُمْ) ظَهْرَ الرَّجُلِ)) ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک شخص دوسرے کی تعریف کر رہا تھا اور مبالغہ سے کام لے رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے اس شخص کو ہلاک کر دیا یا اس کی کمر توڑ دی۔

لغوی توضیح يُطْرِيهِ وہ مبالغہ کر رہا تھا۔ فِي مَدْحِهِ اس کی تعریف میں۔ ظَهْرَ الرَّجُلِ آدمی کی کمر۔

(15) باب مناولة الاكبر
بڑی عمر والے کو اولیت دینے کا بیان

۱۸۹۰۔ **حدیث** ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ : ((أَرَانِي أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ ۔ فَجَاءَنِي رَجُلَانِ ۔ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا ۔ فَقِيلَ لِي ۔ كَبِّرْ ۔ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ (خواب میں) مسواک کر رہا ہوں۔ تو میرے پاس دو آدمی آئے ایک ان میں سے دوسرے سے بڑا تھا، تو میں نے چھوٹے کو مسواک دے دی پھر مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دو۔ تب میں نے ان میں سے بڑے کو دے دی۔

فہم الحدیث معلوم ہوا کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ بڑے آدمی کو مسواک دی جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی دوسرے آدمی کی مسواک بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

(16) باب التثبت فی الحدیث وحکم کتابة العلم
سوچ سمجھ کر اطمینان سے بات کرنا اور علم کو لکھنے کا بیان

۱۸۹۱۔ **حدیث** عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا، لَوْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ اس قدر ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتے کہ اگر کوئی شخص آپ کے الفاظ گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

۱۸۸۹۔ البخاری فی: 52 کتاب الشهادات: 17 باب ما یکره من الإطناب...(2663) مسلم (3001) احمد (19712)۔

۱۸۹۰۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 74 باب دفع السواك إلى الاكبر ۔

۱۸۹۱۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ ، مسلم (2493)۔

عَدَّهُ الْعَادُّ لاَحْصَاهُ ۔

فهم الحدیث معلوم ہوا کہ ٹھہر ٹھہر کر اور دھیمے انداز میں گفتگو کرنا مستحب ہے۔ علاوہ ازیں عنوان میں جو کتابت علم کا ذکر ہے تو اس کے متعلق یہ یاد رہے کہ ابتدا میں اس خدشہ کے پیش نظر کتابت حدیث سے منع کیا گیا تھا کہ کہیں قرآن اور حدیث میں اختلاط نہ ہو جائے اور جب یہ خدشہ ختم ہو گیا تو کتابت کی اجازت دے دی گئی۔ بعد ازاں اس کے جواز پر اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے۔

(19) باب فی حدیث الهجرة

رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کا بیان

١٨٩٢ - حدیث اَبِی بَکْرٍ رضی اللہ عنہ ' عَنِ الْبَـرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ : جَاءَ اَبُوْ بَکْرٍ ' اِلَی اَبِـی فِی مَنْزِلِهِ ۔ فَاشْتَرٰی مِنْهُ رَحْلًا فَقَالَ لِعَازِبٍ : اِبْعَثْ ابْنَكَ یَحْمِلْهُ مَعِیَ ۔ قَالَ : فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ وَخَرَجَ اَبِی یَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ ۔ فَقَالَ لَهُ اَبِی : یَا اَبَا بَکْرٍ ! حَدِّثْنِی کَیْفَ صَنَعْتُمَا حِیْنَ سَرَیْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : نَعَمْ اَسْرَیْنَا لَیْلَتَنَا ' وَمِنَ الْغَدِ ۔ حَتّٰی قَامَ قَائِمُ الظَّهِیْرَةِ وَخَلَا الطَّرِیْقُ ' لَا یَمُرُّ فِیْهِ اَحَدٌ ۔ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِیْلَةٌ ' لَهَا ظِلٌّ ' لَمْ تَاْتِ عَلَیْهِ الشَّمْسُ ۔ فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ ' وَسَوَّیْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ مَکَانًا بِیَدِی یَنَامُ عَلَیْهِ ۔ وَبَسَطْتُ فِیْهِ فَرْوَةً ۔ وَقُلْتُ : نَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَاَنَا اَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ ' فَنَامَ ۔ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ ' فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ اِلَی الصَّخْرَةِ یُرِیْدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِی اَرَدْنَا فَقُلْتُ : لِمَنْ اَنْتَ یَا غُلَامُ؟ فَقَالَ : لِرَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ (اَوْ مَکَّةَ) قُلْتُ : اَفِی غَنَمِكَ لَبَنٌ ؟ قَالَ : نَعَمْ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس ان کے گھر آئے اور ان سے ایک پالان خریدا' پھر انہوں نے میرے والد سے کہا کہ اپنے بیٹے کے ذریعہ اسے میرے ساتھ بھیج دیں۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں اس کجاوے کو اٹھا کر آپ کے ساتھ چلا اور میرے والد اس کی قیمت کے روپے پرکھوانے لگے' میرے والد نے ان سے پوچھا اے ابوبکر! مجھے وہ واقعہ سنائیں جب آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار ثور سے ہجرت کی تھی تو آپ دونوں نے وہ وقت کیسے گزارا تھا؟ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات بھر تو ہم چلتے رہے اور دوسرے دن صبح کو بھی لیکن جب دوپہر کا وقت ہوا اور راستہ بالکل سنسان پڑ گیا کہ کوئی بھی آدمی گزرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا تھا تو ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی' اس کے سائے میں دھوپ نہیں تھی۔ ہم وہاں اتر گئے اور میں نے خود نبی ﷺ کے لیے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ٹھیک کر دی اور ایک چادر وہاں بچھا دی' پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ! آپ یہاں آرام فرمائیں میں نگرانی کروں گا۔ آپ ﷺ سو گئے اور میں چاروں طرف حالات دیکھنے کے لیے نکلا۔ اتفاق سے مجھے ایک چرواہا ملا۔ وہ بھی اپنی بکریوں کے ریوڑ کو اسی چٹان کے سائے میں لانا چاہتا تھا جس کے نیچے ہم نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس قبیلے سے ہے؟ اس نے بتایا کہ

١٨٩٢ - البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام ۔

ـ قُلْتُ : اَفَتَحْلُبُ ؟ قَالَ : نَعَمْ ـ فَاَخَذَ شَاةً فَقُلْتُ : انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعَرِ وَالْقَذَى ـ (قَالَ الرَّاوِي : فَرَاَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ اِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرَى يَنْفُضُ) فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِي اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ ' يَرْتَوِي مِنْهَا ' يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ ' فَكَرِهْتُ اَنْ اُوقِظَهُ ـ فَوَافَقْتُهُ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ ـ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ ' حَتَّى بَرَدَ اَسْفَلُهُ ـ فَقُلْتُ : اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيْتُ ـ ثُمَّ قَالَ : ((اَلَمْ يَاْنِ لِلرَّحِيْلِ ؟)) قُلْتُ : بَلَى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ ـ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ : اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَقَالَ : ((لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا)) ـ

فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ' فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ اِلَى بَطْنِهَا ' اُرَى فِي جَلَدٍ مِنَ الْاَرْضِ ـ فَقَالَ : اِنِّي اُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا لِي ـ فَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ ـ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَنَجَا ـ فَجَعَلَ لَا يَلْقَى اَحَدًا اِلَّا قَالَ : كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا ـ فَلَا يَلْقَى اَحَدًا اِلَّا رَدَّهُ ـ قَالَ : وَوَفَى لَنَا ـ

مدینہ یا (راوی نے کہا کہ) مکہ کے فلاں شخص سے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تیری بکریوں سے دودھ مل سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا' کیا ہمارے لئے تو دودھ نکال سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ وہ ایک بکری پکڑ کے لایا۔ میں نے اس سے کہا کہ پہلے تھن کو مٹی' بال اور دوسری گندگیوں سے صاف کر لے۔ (راوی نے کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کو دوسرے پر مار کر تھان کو جھاڑنے کی صورت بیان کی) اس نے لکڑی کے ایک پیالے میں دودھ نکالا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ آپ اس سے پانی پیا کرتے تھے اور وضو بھی کر لیتے۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (آپ سو رہے تھے) میں آپ کو جگانا پسند نہیں کرتا تھا لیکن بعد میں جب آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے' میں نے پہلے دودھ کے برتن پر پانی بہایا جب کہ اس کے نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! دودھ پی لیجئے۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا جس سے مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا؟ میں نے عرض کیا کہ آ گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب سورج ڈھل گیا تو ہم نے کوچ کیا۔ بعد میں سراقہ بن مالک ہمارا پیچھا کرتا ہوا یہیں آ پہنچا۔ میں نے کہا حضور! اب تو یہ ہمارے قریب ہی پہنچ گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غم نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ آپ نے پھر اس کے لیے بددعا کی اور اس کا گھوڑا اسے لیے ہوئے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے کہا' میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے میرے لیے بددعا کی ہے۔ اگر اب آپ لوگ میرے لیے (اس مصیبت سے نجات کی) دعا کر دیں تو اللہ کی قسم! میں آپ لوگوں کی تلاش میں آنے والے تمام لوگوں کو واپس لوٹا دوں گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی تو وہ نجات

پا گیا۔ پھر تو جو بھی اسے راستے میں ملتا اس سے وہ کہتا تھا کہ میں بہت تلاش کر چکا ہوں' قطعی طور پر وہ ادھر نہیں ہیں۔ اس طرح جو بھی ملتا اسے وہ واپس اپنے ساتھ لے جاتا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔

لغوی توضیح: رَحْلًا پالان۔ يَنْتَقِدُ نقد سے ماخوذ ہے اور نقد جانچ پرکھ کو کہتے ہیں۔ فَرْوَةٌ چادر۔ أَنْفُضُ میں تفتیش کرتا ہوں (کہ اردگرد کوئی دشمن نہ ہو)۔ انْفُضِ جھاڑلو۔ الضَّرْعَ تھن کو (یعنی اس پر لگی مٹی اور گندگی کو)۔ قَعْبِ پیالہ۔ كُثْبَةٌ کم مقدار میں۔ إِدَاوَةٌ برتن۔ فَارْتَطَمَتْ دھنس گیا۔ واقعہ ہجرت کی تفصیل کتب سیر میں ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے۔

[54] كِتَابُ التَّفْسِيْر
تفسیر کا بیان

١٨٩٣۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا' وَقُولُوا حِطَّةٌ' فَبَدَّلُوا فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ' وَقَالُوا: حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ بیت المقدس میں سجدہ و رکوع کرتے ہوئے داخل ہوں اور یہ کہتے ہوئے کہ یا اللہ ہم کو بخش دے۔ لیکن انہوں نے اس کا الٹا کیا اور اپنے چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور یہ کہتے ہوئے حبة فی شعرة (یعنی بالیوں میں دانے خوب ہوں) داخل ہوئے۔

لغوی توضیح: قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ بنی اسرائیل سے کہا گیا (جب وہ شہر فتح کرنے کے قریب تھے)۔ سُجَّدًا سجدہ کرتے ہوئے (یعنی گردنیں جھکائے ہوئے، تواضع و انکساری کے ساتھ اور اس فتح پر اللہ کا شکر کرتے ہوئے شہر میں داخل ہونا اور کہنا)۔ حِطَّةٌ ہماری خطائیں معاف فرما۔ يَزْحَفُونَ گھسٹتے ہوئے (داخل ہوئے)۔ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ اپنے چوتڑوں پر (جھک کر داخل ہونے کی بجائے)۔ حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ بالیوں میں دانے (گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یا اہل شہر سے اس کا مطالبہ کیا)۔

١٨٩٤۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ' أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى تَابَعَ عَلَى رَسُوْلِهِ' قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ۔ ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ پر پے در پے وحی اتارتا رہا اور آپ کی وفات کے قریبی زمانہ میں تو بہت وحی اتری۔ پھر اس کے بعد آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

١٨٩٣۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 28 باب حدثني إسحق بن نصر (3403) مسلم (3015) ترمذی (2956)۔
١٨٩٤۔ البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 1 باب كيف نزول الوحي (4982) مسلم (3016)۔

فهم الحدیث وفات کے زمانہ میں اس لیے وحی زیادہ اتری کیونکہ ان دنوں مختلف علاقوں سے وفود اور جماعتیں آپ کے پاس آتیں اور وہ لوگ بہت زیادہ سوالات کرتے۔

۱۸۹۵۔ **حدیث** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً مِنَ الْيَهُوْدِ قَالَ لَهُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُ وْنَهَا، لَوْ عَلَيْنَا، مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ! نَزَلَتْ، لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا۔ قَالَ: اَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾۔ قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ: وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ، يَوْمَ جُمُعَةٍ۔

ایک دفعہ ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المومنین! آپ کی کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جسے آپ پڑھتے ہیں، اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو یوم عید بنا لیتے۔ آپ نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے جواب دیا (یہ آیت کہ) ''آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کیا۔'' [المائدہ:۳]
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور اس مقام کو (خوب) جانتے ہیں جب یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی (اس وقت) آپ عرفات میں جمعہ کے دن کھڑے ہوئے تھے۔

لغوی توضیح لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ کیونکہ اس دن دین کی تکمیل اور اتمام نعمت کی عظیم بشارت دی گئی۔

۱۸۹۶۔ **حدیث** عَائِشَةَ رضي الله عنها، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ رضي الله عنها، عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ﴾ ...... اِلَى (وَرُبَاعَ)۔ فَقَالَتْ: يَا ابْنَ اُخْتِي! هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُوْنُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا، تُشَارِكُهُ فِي مَالِهِ، فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَ جَمَالُهَا۔ فَيُرِيدُ وَلِيُّهَا اَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ اَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا، فَيُعْطِيهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ۔ فَنُهُوا اَنْ

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا ''اگر تم کو یتیموں میں انصاف نہ کرنے کا ڈر ہو تو جو عورتیں پسند آئیں وو دو تین تین چار چار نکاح میں لاؤ'' [نساء:۳]
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے بھانجے یہ آیت اس یتیم لڑکی کے بارے میں ہے جو اپنے ولی (محافظ رشتہ دار جیسے چچیرا بھائی، پھوپھی زاد یا ماموں زاد بھائی) کی پرورش میں ہو اور ترکے کے مال میں اس کی ساجھی ہو اور وہ اس کی مال داری اور خوب صورتی پر فریفتہ ہو کر اس سے نکاح کر لینا چاہے لیکن پورا مہر انصاف سے جتنا اس کو اور جگہ ملتا وہ نہ دے تو اسے اس سے منع کر دیا گیا کہ ایسی یتیم لڑکیوں

۱۸۹۵۔ البخاری فی: 2 كتاب الإيمان: 33 باب زيادة الإيمان ونقصانه (45) مسلم (3017) ترمذی (3043)۔
۱۸۹۶۔ البخاری فی: 47 كتاب الشركة: 7 باب شركة اليتيم واهل الميراث (2494) مسلم (3018) ابوداود (2068)۔

يَـنْكِحُوْهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ ، وَيَبْلُغُوا بِهِـنَّ أَعْـلَى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ ، وَأُمِرُوا أَنْ يَـنْـكِـحُـوْا مَـا طَـابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِـوَاهُـنَّ ـ قَـالَـتْ عَائِشَةُ : ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اسْتَـفْـتَـوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ فَـأَنْزَلَ اللّٰهُ ـ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ ...... إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ ـ وَالَّـذِي ذَكَـرَ الـلّٰـهُ أَنَّهُ يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْـكِـتَـابِ ، الْآيَةُ الْأُوْلَـى الَّتِي قَالَ فِيْهَا ـ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ ـ قَـالَـتْ عَـائِشَةُ : وَقَـوْلُ اللّٰـهِ فِي الْآيَةِ الْأُخْرَى ـ ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ ـ يَـعْـنِـي هِـيَ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ لِيَتِيْمَتِهِ الَّتِي تَـكُـوْنُ فِـي حِـجْـرِهِ ، حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْـمَـالِ وَالْـجَمَالِ ـ فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا رَغِبُـوا فِـي مَـالِـهَـا وَجَـمَـالِهَا مِنْ يَتَامَى الـنِّـسَـاءِ ، إِلَّا بِـالْـقِـسْـطِ ، مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ ـ

سے نکاح کرے البتہ اگر ان کے ساتھ ان کے ولی انصاف کر سکیں اور ان کی حسب حیثیت بہتر سے بہتر طرز عمل مہر کے بارے میں اختیار کریں (تو اس صورت میں نکاح کرنے کی اجازت ہے) اور ان سے یہ بھی کہہ دیا گیا کہ ان کے سوا جو بھی عورتیں انہیں پسند ہوں ان سے وہ نکاح کر سکتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، پھر لوگوں نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد (ایسی لڑکیوں سے نکاح کی اجازت کے بارے میں) مسئلہ پوچھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "تجھ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں' تو کہہ دے کہ خود اللہ ان کے بارے میں حکم دے رہا ہے اور قرآن کی وہ آیتیں جو تم پر ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں پڑھی جاتی ہیں جنہیں ان کا مقرر حق تم نہیں دیتے اور انہیں نکاح میں لانے کی رغبت رکھتے ہو اور کمزور بچوں کے بارے میں اور اس بارے میں کہ یتیموں کی کارگزاری انصاف کے ساتھ کرو' تم جو نیک کام کرو بلا شبہ اللہ اسے پوری طرح جاننے والا ہے" [نساء: ۱۲۷]

یہ جو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "قرآن کی وہ آیتیں جو تم پر پڑھی جاتی ہیں" اس سے مراد پہلی آیت ہے یعنی "اگر تم کو یتیموں میں انصاف نہ ہو سکنے کا ڈر ہو تو دوسری عورتیں جو بھلی لگیں ان سے نکاح کر لو"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ جو اللہ نے دوسری آیت میں فرمایا "اور تم انہیں اپنے نکاح میں لانے کی رغبت رکھتے ہو" اس سے یہ غرض ہے کہ جو یتیم لڑکی تمہاری پرورش میں ہو اور مال اور جمال کم رکھتی ہو اس سے تم نفرت کرتے ہو اس لئے جس یتیم لڑکی کے مال اور جمال میں تم کو رغبت ہو اس سے بھی نکاح نہ کرو مگر اس صورت میں جب انصاف کے ساتھ ان کا پورا مہر ادا کرو۔

فهم الحدیث معلوم ہوا کہ عرب لوگوں کی عادت تھی کہ اگر مالدار اور خوبصورت یتیم لڑکی کسی کی پرورش میں ہوتی تو وہ اس کے مال اور خوبصورتی کی وجہ سے اس سے شادی کر لیتا لیکن اسے دوسری عورتوں کی طرح پورا حق مہر نہ دیتا۔ اور اگر کوئی یتیم لڑکی مالدار یا خوبصورت نہ ہوتی تو اس سے شادی ہی نہ کرتا۔ پھر جب اسلام آیا تو یہ حکم ہوا کہ دو چیزوں میں سے ایک اختیار کریں اگر ان لڑکیوں سے نکاح کرنا ہے تو ان کے مکمل حقوق اور مہر ادا کرو۔ ورنہ دوسری عورتوں سے بیک وقت چار تک نکاح کر لو، بشرطیکہ تم ان کے درمیان عدل وانصاف کر سکو اور اگر عدل نہ کر سکو تو کسی بھی ایک عورت سے نکاح کر لو یا لونڈی پر گزارا کرو۔

۱۸۹۷۔ **حدیث** عَائِشَةَ رضی اللّٰہ عنہا قَالَتْ ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ - أُنْزِلَتْ فِي وَالِي الْيَتِيمِ الَّذِي يُقِيمُ عَلَيْهِ، وَيُصْلِحُ فِي مَالِهِ، إِنْ كَانَ فَقِيرًا أَكَلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ''جو شخص مال دار ہو وہ (اپنی زیر پرورش یتیم کا مال ہضم کرنے سے) خود کو بچائے اور جو فقیر ہو وہ معروف کے مطابق اس میں سے کھالے'' [النسا:٦] یہ آیت یتیموں کے ان سرپرستوں کے متعلق نازل ہوئی تھی جو ان کی اور ان کے مال کی نگرانی اور دیکھ بھال کرتے ہوں کہ اگر وہ فقیر ہیں تو (اس خدمت کے عوض) معروف طریقے کے مطابق اس میں سے کھا سکتے ہیں۔

فهم الحدیث معلوم ہوا کہ یتیموں کے سرپرست اگر فقیر محتاج ہوں تو پھر وہ یتیموں کے مال سے اتنا لے سکتے ہیں جتنا حسب حالات ان کی خدمت و نگرانی کا معاوضہ بنتا ہے، اس سے زیادہ لینا ان کے لیے جائز نہیں۔ معروف طریقے کا یہی مفہوم ہے۔

۱۸۹۸۔ **حدیث** عَائِشَةَ رضی اللّٰہ عنہا ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ - قَالَتْ: الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا، يُرِيدُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَيَقُولُ أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ - فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي ذٰلِكَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (قرآن مجید کی آیت) ''اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی طرف سے نفرت یا اس کے منہ پھیرنے کا خوف رکھتی ہو'' [النساء:١٢٨] کے بارے میں فرمایا 'کہ کسی شخص کی بیوی ہے' لیکن شوہر اس کے پاس زیادہ آتا جاتا نہیں بلکہ اسے جدا کرنا چاہتا ہے۔ اس پر اس کی بیوی کہتی ہے کہ میں اپنا حق تم سے معاف کرتی ہوں۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

لغوی توضیح بَعْل شوہر۔ نُشُوْز بے توجہی، بے رغبتی وغیرہ۔ أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ میں تمہیں اپنے حق کے متعلق اجازت دیتی ہوں۔ یعنی میرے پاس آؤ یا نہ آؤ لیکن مجھے طلاق مت دو۔ اسی خدشہ سے ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی تھی۔[1]

۱۸۹۷۔ البخاری فی 34 کتاب البیوع: 95 باب من اجری امر الانصار ...(1212) مسلم (3019)۔

۱۸۹۸۔ البخاری فی 46 کتاب المظالم: 11 باب إذا حلله من ظلمه فلا رجوع منه (2450) مسلم (3021)۔

---

[1] [بخاری (2593) کتاب الهبة وفضلها]

۱۸۹۹۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: آيَةٌ اخْتَلَفَ فِيهَا أَهْلُ الْكُوفَةِ فَرَحَلْتُ فِيهَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا۔ فَقَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ۔ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾۔ هِيَ آخِرُ مَا نَزَلَ وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ علمائے کوفہ کا ایک آیت کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس کے لیے سفر کر کے گیا اور ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت ''اور جو کوئی کسی مسلمان کو قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے'' [النساء:۹۳] نازل ہوئی اور اس باب کی یہ سب سے آخری آیت ہے۔ اسے کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا ہے۔

لغوی توضیح: وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ اسے کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا۔ یعنی اس کی کسی آیت سے تخصیص نہیں ہوتی۔ اہل علم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ مومن اگر جان بوجھ کر کسی کو ناحق قتل کر دے تو پھر وہ جہنمی ہے، توبہ سے بھی اس کا گناہ معاف نہیں ہوگا۔ اور آئندہ حدیث میں مذکور جس آیت میں توبہ سے گناہ کی معافی کا ذکر ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ یہ وہ گناہ (یا ناحق قتل) ہے جو دورِ جاہلیت میں کیا گیا ہے، یہ اسلام قبول کرنے سے مٹا دیا جاتا ہے۔ تاہم جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ عمداً قتل کرنے والے مومن کی توبہ درست ہے اور اس آیت ''اس کی جزاء جہنم ہے'' کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ چاہے گا تو اسے عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا۔ اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ ''اللہ شرک کبھی معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ دوسرے جن گناہوں کو چاہے گا معاف کر دے گا۔'' [النساء:۴۸]

۱۹۰۰۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ ابْنُ أَبْزَى: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ وقوله۔ ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾۔ حَتَّى بَلَغَ۔ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ﴾ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللَّهِ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ۔ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ ...... إِلَى قَوْلِهِ ﴿غَفُورًا رَحِيمًا﴾۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت ''اور جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے'' [النساء:۹۳] اور سورۂ فرقان کی آیت ''اور جس انسان کی جان مارنے کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ.........'' [الفرقان: ۶۸۔۷۰] کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو اہل مکہ نے کہا کہ پھر تو ہم نے اللہ کے ساتھ شریک بھی ٹھہرایا ہے اور ناحق ایسے قتل بھی کیے ہیں جنہیں اللہ نے حرام قرار دیا تھا اور ہم نے بدکاریوں کا بھی ارتکاب کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''مگر ہاں جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دیتا ہے اللہ بہت بخشنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔ [الفرقان:۷۰]

۱۹۰۰۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 25 سورة الفرقان: 3 باب يضاعف له العذاب يوم القيامة۔

۱۹۰۱۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ، فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُوْنَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ۔ فَقَتَلُوْهُ وَاَخَذُوا غُنَيْمَتَهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِي ذٰلِكَ، اِلَى قَوْلِهِ۔ ﴿عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾۔ تِلْكَ الْغُنَيْمَةُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ''اور جو تمہیں سلام کرتا ہوا سے یہ مت کہہ دیا کرو تو تو مومن ہی نہیں۔'' [النساء:۹۴] کے بارے میں فرمایا کہ ایک صاحب (مرداس نامی) اپنی بکریاں چرا رہے تھے ایک مہم پر جاتے ہوئے کچھ مسلمان انہیں ملے تو انہوں نے کہا ''السلام علیکم'' لیکن مسلمانوں نے بہانہ خور جان کر انہیں قتل کر دیا اور ان کی بکریوں پر قبضہ کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی۔ آخر آیت عرض الحیوۃ الدنیا سے اشارہ ان بکریوں کی طرف تھا۔

لغوی توضیح غُنَيْمَة تصغیر ہے غنم کی معنی ہے بکریاں۔ فَقَتَلُوْهُ انہوں نے (بلا تحقیق) اسے قتل کر دیا (کیونکہ انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ محض ہم سے بچنے کے لیے ہمیں سلام کر رہا ہے)۔ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا دنیوی زندگی کا سامان۔ مراد بکریاں ہیں۔

۱۹۰۲۔ حدیث الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْنَا۔ كَانَتِ الْاَنْصَارُ۔ اِذَا حَجُّوا فَجَاءُوا لَمْ يَدْخُلُوا مِنْ قِبَلِ اَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ، وَلٰكِنْ مِنْ ظُهُوْرِهَا۔ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بَابِهِ، فَكَاَنَّهُ عُيِّرَ بِذٰلِكَ، فَنَزَلَتْ۔ ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ اَبْوَابِهَا﴾۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی۔ انصار جب حج کے لیے آئے تو (احرام کے بعد) گھروں میں دروازوں سے نہیں جاتے بلکہ دیواروں سے کود کر (گھر کے اندر) داخل ہوا کرتے تھے پھر (اسلام لانے کے بعد) ایک انصاری شخص آیا اور دروازے سے گھر میں داخل ہو گیا اس پر لوگوں نے لعنت ملامت کی تو یہ وحی نازل ہوئی کہ ''یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ گھروں میں پیچھے سے (دیواروں پر چڑھ کر) آؤ بلکہ نیک وہ شخص ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آیا کرو۔'' [البقرہ:۱۸۹]

(4) باب في قوله تعالى ﴿ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ ﴾

اللہ تعالیٰ کے فرمان أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ کا بیان

۱۹۰۳۔ حدیث ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ۔ ﴿اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾۔ قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنَ الْاِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ، فَاَسْلَمَ الْجِنُّ، وَتَمَسَّكَ هٰؤُلَاءِ بِدِيْنِهِمْ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (آیت) الى ربهم الوسيله [الاسراء:۵۷] کا شانِ نزول یہ بیان فرمایا ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے لیکن وہ جن بعد میں مسلمان ہو گئے اور یہ مشرک (کم بخت) ان ہی کی پرستش کرتے جاہلی شریعت پر قائم رہے۔

۱۹۰۱۔ البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 4 سورة النساء: 17 باب ولا تقولوا لمن القى ...(4591) مسلم (3025)۔
۱۹۰۲۔ البخاری فی: 26 كتاب العمرة: 18 باب قول الله تعالى "واتوا البيوت من ابوابها" (1803) مسلم (3026)۔
۱۹۰۳۔ البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 17 سورة بنى إسرائيل: 7 باب قل ادعوا الذين ...(4714) مسلم (3030)۔

لغوی توضیح إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ یہ آیت مکمل یوں ہے کہ ''جنہیں یہ لوگ (کفار) پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں (یعنی جنات خود مسلمان ہو کر اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں لیکن یہ مشرک ایسے ہیں کہ ابھی بھی انہی کی پوجا کیے جا رہے ہیں، ان پر بڑا ہی تعجب ہے)۔''

(5) باب في سورة براءة والانفال والحشر

سورۂ براءۃ' سورہ انفال اور سورۂ حشر کی تفسیر

١٩٠٤ ـ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ' قَالَ : قُلْتُ لاِبْنِ عَبَّاسٍ' سُورَةُ التَّوْبَةِ ؟ قَالَ : اَلتَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ ـ مَا زَالَتْ تَنْزِلُ (وَمِنْهُمْ' وَمِنْهُمْ) حَتَّى ظَنُّوا اَنَّهَا لَمْ تُبْقِ اَحَدًا مِنْهُمْ اِلَّا ذُكِرَ فِيْهَا قَالَ : قُلْتُ : سَوْرَةُ الْاَنْفَالِ ؟ قَالَ : نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ ـ قَالَ : قُلْتُ : سَوْرَةُ الْحَشْرِ؟ قَالَ : نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيْرِ ـ

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ''سورۂ توبہ'' کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ سورۂ توبہ کی ہے یا رسوائی کرنے والی ہے۔ اس سورت میں برابر یہی اترتا رہا بعض لوگ ایسے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہوا یہ سورت کسی کا ذکر باقی نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کے بھید کھول دے گی۔ حضرت سعید نے بیان کیا کہ میں نے ''سورۃ الانفال'' کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ یہ جنگ بدر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میں نے ''سورۃ الحشر'' کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ قبیلہ بنو نضیر کے یہود کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

لغوی توضیح التَّوْبَةُ سورۂ توبہ کو توبہ (توجہ، رجوع) اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ اس میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اور مہاجرین وانصار کے حال پر توجہ فرمائی......اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا (مراد وہ تین صحابی ہیں جو بلا عذر غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے)۔ الْفَاضِحَةُ رسوا کرنے والی۔ سورۂ توبہ کو یہ نام اس لیے دیا گیا کیونکہ اس میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے منافقین کا تذکرہ فرمایا ہے۔ فرمایا ''بعض لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں۔'' [التوبہ:٦١] اور فرمایا ''بعض لوگ آپ پر صدقات میں عیب لگاتے ہیں۔'' [التوبہ:٥٨] اور فرمایا ''بعض آپ سے کہتے ہیں مجھے اجازت دے دیجئے۔'' [التوبہ:٤٩]

(6) باب في نزول تحريم الخمر

شراب کی حرمت نازل ہونے کا بیان

١٩٠٥ ـ حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه عَنِ ابْنِ عُمَرَ' قَالَ ـ خَطَبَ عُمَرُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ ـ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ اَشْيَاءَ : الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ ـ وَالْخَمْرُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے کہا جب شراب کی حرمت کا حکم ہوا تو وہ پانچ چیزوں سے بنتی تھی انگور' کھجور' گیہوں' جو اور شہد سے۔ اور ''خمر'' (شراب) وہ ہے جو عقل کو مخمور کر دے اور تین مسائل ایسے ہیں کہ میری تمنا تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا ہونے سے

١٩٠٤ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 59 سورة الحشر: 1 باب حدثنا محمد ...(4029) مسلم (3031) ـ

١٩٠٥ ـ البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 5 باب ما جاء في ان الخمر...(4619) مسلم (3032) ترمذی (1874) ـ

مَاخَامَرَ الْعَقْلَ ۔ وَثَلَاثٌ وَدِدْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتَّى يَعْهَدَ إِلَيْنَا عَهْدًا: الْجَدُّ وَالْكَلَالَةُ وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا۔

پہلے ہمیں ان کا حکم بتا جاتے' دادا کا مسئلہ' کلالہ کا مسئلہ اور سود کے چند مسائل۔

لغوی توضیح نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ شراب کی حرمت نازل ہو چکی (ملاحظہ فرمائیے۔سورۂ مائدہ: آیت ۹۰)۔مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ پانچ اشیاء سے۔یعنی اس وقت شراب ان پانچ اشیاء سے بنائی جاتی تھی۔الْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ خمر یعنی شراب وہ ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔اور ہر عقل پر پردہ ڈالنے والی یعنی نشہ آور چیز حرام ہے (دیکھئے گزشتہ حدیث ۱۳۰۱)۔معلوم ہوا کہ شراب کی ہر قسم خواہ وہ کسی بھی چیز سے بنائی گئی ہو حرام ہے۔الْجَد دادا۔الْكَلَالَة وہ میت جس کی اولاد ہو نہ والدین۔ان کی وراثت کی کچھ تفصیل پیچھے کتاب الفرائض میں ملاحظہ فرمائیے۔الرِّبَا سود۔اس کی کچھ تفصیل گزشتہ حدیث نمبر ۱۰۲۱ کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

(7) باب في قوله تعالى ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾

فرمان الٰہی هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ کی تفسیر

١٩٠٦ - حديث أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ قَسَمًا، إِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ - ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ - نَزَلَتْ فِي الَّذِيْنَ بَرَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ: حَمْزَةَ، وَعَلِيٍّ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ، وَعُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَيْ رَبِيْعَةَ، وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ۔

قیس رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا قسمیہ کہتے تھے کہ یہ آیت هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ [الحج:۱۹] ان لوگوں کے بارے میں اتری جو بدر کی لڑائی میں مقابلے کے لیے نکلے تھے۔یعنی حمزہ' علی' اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم مسلمانوں کی طرف سے اور عتبہ' شیبہ' جو ربیعہ کے بیٹے تھے' اور ولید بن عتبہ کافروں کی طرف سے۔

لغوی توضیح هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ یہ دونوں اپنے رب کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔(یعنی مسلمان اللہ کی وحدانیت کے قائل ہیں جبکہ کفار اللہ کے بارے میں مختلف گمراہیوں کا شکار ہیں)۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق یہ آیت غزوہ بدر میں ابتداءً مبارزت کرنے والوں کے متعلق نازل ہوئی۔جب ان کا آمنا سامنا ہوا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید کو ایک ہی وار میں کاٹ دیا جبکہ عبیدہ اور عتبہ کے درمیان دو ضربوں کا تبادلہ ہوا اور ہر ایک نے دوسرے کو اچھی طرح زخمی کیا لیکن اتنے میں علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما بھی اپنے اپنے شکار سے فارغ ہو کر آ گئے اور عتبہ کا خاتمہ کر دیا۔یوں مبارزت کا نتیجہ مشرکین کے لیے برا ثابت ہوا (اس واقعہ کی مزید تفصیل کتب سیر میں ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے)۔

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات حمدا كثيرا طيبا مباركا على ان وفق هذا العاجز تصنيف جواهر الإيمان في شرح اللؤلؤ والمرجان وأسأله المزيد من العلم والعمل والفضل والتوفيق وأن يجعل هذا الكتاب سبب نجاتي ووسيلة دخولي في جنات النعيم مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين
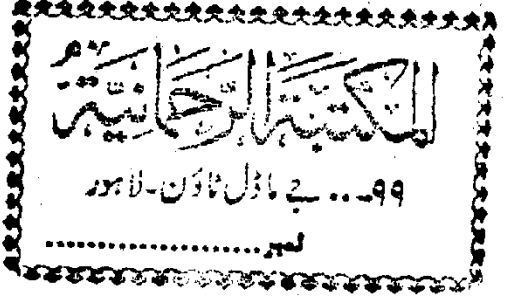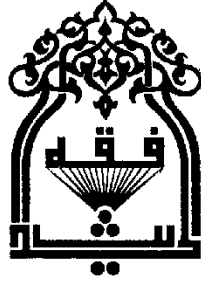
١٩٠٦ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 8 باب قتل ابي جهل (3966) مسلم (3033) ابن ماجه (2835)۔

ائمہ محدثین کے ہاں مسلم ہے کہ قرآن کریم کے بعد صحیح ترین احادیث وہ ہیں جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے **علامہ محمد فواد عبد الباقی** پر جنھوں نے نہایت عرق ریزی سے بخاری و مسلم کی متفقہ احادیث کو **اللؤلؤ والمرجان** کی صورت میں یکجا کر دیا۔ بعد ازاں کتاب کی اسی اہمیت کے پیش نظر سینکڑوں مدارس کے نصاب میں اسے شامل کر لیا گیا۔ لیکن چونکہ اس کتاب کی کوئی مستقل شرح نہ تھی اس لیے مدرسین وطلبائے علوم دینیہ کو بعض مقامات پر اس کے حل و تفہیم میں مشکل پیش آتی۔ اسی مشکل کے پیش نظر عصر حاضر کے معروف ریسرچ سکالر اور مؤلف و مرتب کتب کثیرہ **حافظ عمران ایوب لاهوری** نے اس کی شرح کا بیڑا اُٹھایا جو آج بفضل اللہ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

موصوف نے متن اور شرح کی تمام احادیث کی تخریج کی ہے۔ شرح میں جہاں صحیحین کے علاوہ دیگر کتب کی احادیث نقل کی ہیں وہاں ان پر صحت وضعف کا حکم بھی لگایا ہے۔ تشریح کے لیے زیادہ تر فتح الباری اور شرح النووی کو ہی پیش نظر رکھا ہے۔ شرح میں طوالت سے بچتے ہوئے اختصار اور جامعیت کو ملحوظ رکھا ہے۔ ہر حدیث کے بعد مشکل الفاظ کے معانی وفوائد بھی قلم بند کیے ہیں۔ بطور خاص ہر مقام پر تعصب سے بالاتر ہو کر کسی خاص فقہی مکتبہ فکر کے بجائے محض دین اسلام کی ہی ترجمانی کی ہے۔

یوں سرور دو عالم کے سنہری فرامین پر مشتمل قیمتی ہیرے اور جواہرات کی چمک دو چند ہو گئی ہے، جو طلبائے علوم دینیہ اور اساتذۂ کرام کے علاوہ عام لوگوں کے دلوں کو بھی نور ایمان سے منور کرنے کے لیے نہایت اہمیت وافادیت کی حامل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مفید شرح کو سب کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے۔ (آمین!)

پروفیسر ڈاکٹر محمد اعجاز ﷾
اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

FIQHULHADITH PUBLICATIONS

E-mail: editor@fiqhulhadith.com, Website: www.fiqhulhadith.com